9-12-91.

Title - TAREEKH HINDUSTAN (Part - ?).

Creator - Munshi Zakaullah [uncertain reading]

Publisher - Scientific Society (Aligarh).

Date - 1866.

Pages - ~~[illegible]~~ 1302

Subjects - Tareekh - Hindustan ; Hindustan Tareekh.

نہایت زرخیز ہی مگر اُسپر جیسے کہ چاہیئے کاشت نہیں کیجاتی وہ
ضلعے جنمیں گنگا بہتی ہی باوجود اِس بات کے کہ جن ندیوں سے وہ
ے سیراب ہوتے ہیں اُن ندیوں کا منبع پہاڑی ضلعوں میں ہی اور اُنکے
میانی ضلعوں کی زمین بڑی ڈھلی ہی ہی ازبسکہ وسیع اور نہایت
خیز اور بارآور ہیں یہی مخصوص اُن لوگوں کی بودوباش کا مقام تہا جو
وستان کی تاریخ میں اول درجہ رکھتے ہیں اور ہندوستان کے اَور حصوں
باشندوں سے اِسی حصہ کے لوگ تربیت میں اب بہی سبقت رکھتے ہیں
لی پربت نامی ایک سلسلہ پہاڑ کا جو بندھیا چل کے مغربی سرے سے
ہے اپنی چہوٹی چہوٹی پہاڑیوں کے گجرات کے حد پر ملتا ہی اور
میر سے آگے تک دہلی کی طرف کو پہیلا ہوا ہی مغربی ریگستان اور وسط
ہ کے بیچ میں حد فاصل ہی اور اِسی مغربی ریگستان کو ایک نشیب
ن زمین کہنا زیادہ صحیح ہی کیونکہ اُسمیں سے جنوب و مشرق کیطرف
جہوڑ معمور زرخیز ملک ہی اور بجز اِس ملک کے باقی تمام خطہ جو
بلی پربت اور دریا سندہ کے بیچ میں سٹلج سے جو اُسکی شمالی حد ہی
سندر تک جو جنوبی حد ہی ریگستان ہی مگر کہیں کہیں کچھہ چہ
سے قطعے اچہی زمین کے بہی ہیں جنمیں سب سے بڑا قطعہ
جیسلمیر کا ملک ہی اور ایک چہوٹا سا ملک کچھہ ریگستان اور
درمیان میں ہی جو ملک سندہ اور گجرات کے لئے ایک تہ
ھکذر ہے ٭

وسط ہند اِن چاروں قدرتی تقسیم کے حصوں میں
در زمین اُسکی بلند اور ناہموار ہی جسکی بلندی
کے سطح سے ۱۵۰۰ فیٹ اور کہیں جگہہ سے
مغرب میں اربلی پربت اور جنوب میں
بندیہیاچل کی پہاڑیوں کا سلسلہ ہی شمال
ڈھلوان ہوکر اُن ضلعوں کی زمین

هی اِس حصہ کی زمین هرچند مختلف قسموں کی هی لیکن زرخیز هی *

دکھن کی تقسیم

بندهیاچل شمالی هندوستان کی جنوبی حد هی لیکن اُسکے سامنے دریاے نربدا کے نشیب کے بعد ایک سلسلہ پہاڑ کا جسکو انجادری یا ست پڑی کہتے هیں واقع هی دریاے تپتی کے میدان کی قدرتی قسمت میں ایسی پہاڑ پر سے گذرکر پہنچتی هیں یہ ایک چھوٹا حصہ نشیب میں هی باقی تما دکھن کی زمین بلند اور مثلث کی صورت پر هی بلندی اُسکی وسط هند کی برابر هی اور سب طرف سے پہاڑوں سے گھرا هوا هی نهایت بڑے لمبے دو سلسلے پہاڑوں کے جو جنوب کیطرف کو جاتے هیں جزیرہ نما کی صورت بناتے هیں اور سمندر اور اِن دونوں سلسلوں کے بیچ میں پٹکے کی طرح ایک تنگ ضلع کنارہ واقع هی اِن دونوں سلسلوں کو گھاٹی کہتے هیں مغربی گھاٹی نهایت بڑی اور بلند هی اور اُسکے دامن میں سمندر کیطرف کو جو خطہ زمین کی وہ نهایت تنگ اور ناهموار هی بلند زمین دکھن کی هموارے اوبار اوری میں حد سے مختلف هی اِس ملک کے دو حصے هیں جنوبی [illegible] اور حد فاصل دریاے واردا هی اپنے مخرج سے لیکر جو [illegible] میں [illegible]ال و مغرب میں هی اُس مقام تک جہاں وہ دریا گوداوری اور وهاں سے لیکر اُس مقام تک جہاں گوداور[illegible] سمیت هی اِن دریاؤں کے شمال و مشرق میں ایک [illegible] وسیع کہیں کہیں کچھہ کچھہ آبادی هی اور بہ[illegible] جگھہ [illegible]مین پر کاشت بھی هوتی هی اور اِن [illegible] کے ملدع هی اُسمیں اگرچہ مختلف قسم[illegible] اور زیرکاشت اور دلکش [illegible] کو نہ هندوستان شمالی میں [illegible] تے هیں یہہ دونوں ملک با[illegible]

مختلف هيں مگر هندوستان شمالي کے اُس حصه سے ملتي جلتي هيں. جو اُنکے قريب هى *

* اگرچه مناسب طور سے اُس تمام ملک کو جو بندهياچل کے جنوب ميں واقع هى دکهن سمجهنا چاهيئے مگر زمانه حال کے رواج کے بموجب صرف اُسيقدر حصه جو بندهياچل سے درياے کُشنا تک هى دکهن سمجها جاتا هى *

هندوستان کي سطح اور آبادي کا بيان

† هندوستان کے سطح پيمايش تخمينًا بارہ لاکه ستاسي هزار چار سو تراسي مربع ميل هى اور زمانه حال ميں تخمينًا چودہ کروڑ

---

† ان تخمينوں کو بالکل صحيح نهيں کهه سکتے هملٹن صاحب نے اپني کتاب بيان هندوستان کي جلد اول صفحه ۳۷ ميں سطح پيمايش کے ۱۲۸۰۰۰۰ مربع ميل قايم کيئے هيں اور آبادي تخمينًا ۱۳۴۰۰۰۰۰۰. لکهي هى

مگر ضابطه کي رپورٹ کے بموجب جو احوالات هندوستان کے باب ميں پارليمنٹ کے هوس آف کامنز ميں پيش هوئي اگر اُس رپورٹ کے خالي مقاموں کو بهر ديا جاوے تو کل سطح ۱۲۸۷۴۸۳ ميل مربع هوجاوے اور آبادي ۱۳۴۲۰۰۷۰۰ هوتي هى جسکي تفصيل يهه هى

	ميل مربع		آبادي
بنگاله کے نيچے کے ضلع	۱۵۳۸۰۲		۳۷۵۰۰۰۰۰
بنگاله کے اوپر کے ضلع	۹۶۵۱۰		۳۲۲۰۰۰۰۰
برار کے ضلعے جو اب بنگاله ميں شامل هيں	۸۵۷۰۰	(۱)	۳۲۰۰۰۰۰
ميزان کل بنگاله کي	۳۰۶۰۱۲		۷۲۹۰۰۰۰۰
مندراس	۱۴۱۹۲۳		۱۳۵۰۰۰۰۰
بمبئي	۶۴۹۳۸	(۲)	۶۸۰۰۰۰۰
ميزان کل ممالک مقبوضه سرکار انگريزي	۵۲۸۸۷۳		۹۳۲۰۰۰۰۰
هندوستاني رياستيں جو سرکار انگريزي کے رفيق هيں	۶۱۳۶۱۳	(۳)	۴۳۰۲۴۷۰۰
رنجيت سنگهه کي عملداري پنجاب (۴)	۶۰۰۰۰		۳۵۰۰۰۰۰
سنده	۱۰۰۰۰۰		۱۰۰۰۰۰۰
ميزان کل هندوستان کي	۱۲۸۷۴۸۳		۱۴۰۷۲۴۷۰۰

آدمیوں کی آبادی ہی ہندوؤں کے زمانہ کی ابتدا میں غالباً اس سے بہت کم تھی اور اُس زمانہ کے اخر میں اس سے بہت زیادہ تھی *

سرکار انگریزی کی ممالک مقبوضہ کی سطح پیمایش سے اور ہندوستانی ریاستوں کی زمین کی سطح کچھہ از روے پیمایش اور کچھہ تخمیناً لکھی ہی اور انگریزی ممالک کی آبادی کی تعداد رپورٹ میں سے جو از روے حساب سرکاری دفتروں کے ہی بجز چند مفصلہ ذیل مقاموں کے لی ہی جنکا میں نے خود تخمینہ کیا ہی

(۱) برار کے اضلاع جو بنگال میں داخل ہیں اُنکی سطح ۸۶۰۰۰ مربعہ میل ہی انمیں سے ۳۰۰۰۰ دریاے نربدا کے قریب کے خوب آباد ہیں جنمیں مینے بحساب فی میل مربع ۹۰ آدمیوں کی آبادی تخمینہ کی ہی اور باقی ۵۶۰۰۰ میں اِسقدر جنگل اور بیابان ہیں کہ اُنمیں مینے بحساب فی میل مربع ۲۵ آدمیوں کی آبادی فرض کی ہی

(۲) بمبئی کے ایک ضلع یعنی شمالی کانکن کی سطح پیمایش سے لکھی ہی مگر اُسکی آبادی کا حساب نہیں کیا گیا بلکہ اُسکے قریب کے ضلع یعنی جنوبی کانکن کی آبادی پر قیاس کرلیا ہی جو بحساب فی مربع میل سو آدمیوں کی آبادی ہوتی ہی غالباً یہہ اندازہ بہت زیادہ ہی مگر کل تعداد آبادی کی اِسقدر تھوڑی ہی کہ اسمیں اگرچہ غلطی بھی ہوگی تو وہ نہایت خفیف ہوگی

(۳) ہندوستانی ریاستوں کی آبادی کا تخمینہ اُس رپورٹ میں نہیں ہی جنکے بعضے حصے ایسے آباد ہیں کہ اُنمیں فی میل مربع ۲۰۰ سے لیکر ۳۰۰ آدمیوں تک بستے ہیں اور بعضے حصے ایسے ہیں کہ بالکل ویران سمجھے جاتے ہیں بعد غور و تامل کے مینے عموماً فی میل مربع ۷۰ آدمیوں کی آبادی اُن ریاستوں میں قائم کی ہی جس سے ۴۳۰۲۲۷۰۰ کل تعداد آبادی کی ہوئی

(۴) سندھ کی مسطحہ اور آبادی اور پنجاب کی صرف آبادی برنس صاحب کی سیاحی کی کتاب کی دوسری جلد کے صفحہ ۲۸۶ اور تیسرے جلد کے صفحہ ۲۲۷ سے لی گئی ہی اور پنجاب کی سطح بالکل قیاسی ہی صرف اِس وجہہ سے مینے اُسکو لکھا ہی کہ نقشہ کا ناقص رکھنا نامناسب تھا

سنہ ۱۸۲۹ ع کی جنتری میں جو باکی نائیر صاحب اور بالنی صاحب نے چھاپی ہی یورپ کی وسعت ۲۷۹۳۰۰۰ مربعہ میل اور آبادی ۲۲۷۷۰۰۰۰۰ ہی اب انمیں سے اگر روس اور سویڈن اور ناروے کی وسعت کے ۱۷۵۸۷۰۰ مربع میل منہا کرلیں اور پھر یورپ کا میجر رینل صاحب کے راے کی بموجب ہندوستان سے مقابلہ کریں تو ہمکو معلوم ہوتا ہی کہ باقی یورپ میں ۱۰۳۵۳۰۰ مربع میل رقبے ہیں اور ہندوستان میں ۱۲۹۳۶۰۲ مربع میل ہیں اس حساب سے ہندوستان یورپ سے

هندوستان کي آبادي غير مساوي طور سے پهيلي هوئي هی چنانچه بنگاله* کے ايک خاص بڑے ضلع بردوان ميں بحساب في ميل مربع ‡ چهه سو آدميوں کي آبادي اور بعضے ويران ضلعوں ميں اگر بحساب في ميل مربع کے دس آدمي بهي حساب ميں لگاويں تو مبالغه هوتا هی *

اگرچه هندوستان اسباب ميں بهت مشهور هی که اسميں بڑے بڑے قصبے اور شهر هيں مگر انميں سے کوئي خوب آباد نهيں هی انکے تنزل کي حالت کي آبادي جو اسوقت ميں هی يورپ کے دوم درجه کے شهروں سے زياده نهيں چنانچه خاص کلکته ميں بغير اس آبادي کے جو اسکے اس پاس هی صرف ۲۶۵۰۰۰ لوگوں کي آبادي اور کوئي دو يا تين اور بڑے شهر ايسے هونگے جنکي آبادي ۲۰۰۰۰۰ سے زياده هو § *

هندوستان کي آب و هوا اور موسموں کا بيان

اس بات پر خود عقل گواهي ديتي هی که ايسے بڑے خطه زمين ميں جسکي وسعت آٹهويں درجه کے خط عرض شمالي سے پينتيسويں خط عرض تک اور بلندي ايسي مختلف جيسے که سمندر کي سطح سے ليکر هماليه کي چوٹي تک هی غايت درجه کي گرمي اور سردي هو ليکن

قريب ايک ثلث کے بڑا هی ليکن جبکه يورپ ميں سے اسکے شمالي ويرانوں کو عليحده کرليا جاوے تو يورپ هندوستان سے باعتبار آبادي کے سبقت رکهتا هی کيونکه روس اور سوئيڈن اور ناروے کے چهه کروڑ پانچ لاکهه اٹهاره هزار آدمي منها کرنے کے بعد يورپ ميں سوله کروڑ اکهتر لاکهه بياسي هزار آدمي باقي رهتے هيں اور هندوستان کي آبادي صرف چوده کروڑ هی

‡ بيڑ صاحب کي تحقيقات ايشيا کے بارهويں جلد کے صفحه ۵۳۹ کو ملاحظه کرو

§ کلکته کي نسبت پارليمنت کے هوس آف کامنز کے رپورٹ مورخه ۱۱ اکتوبر سنه ۱۸۳۱ ع کو ديکهو اور بنارس کي نسبت تحقيقات ايشيا کي جلد ۱۷ صفحه ۴۷۳ اور ۴۷۹ کو ملاحظه کرنا چاهيئے جنميں يهه بيان هی که بنارس اور اسکے آس پاس کي آبادي پوري دو لاکهه هی اور کسي بڑے تيرتهه کے هنگامه ميں ايک لاکهه آدمي اسميں اور سما سکتے هيں

ملک کے اُس ہموار حصہ کي آب و ہوا میں جو ہمالیہ پہاڑ کے بڑے سلسلہ کے قریب قریب ہی اور حصوں کے آب و ہوا کي بہ نسبت بہت کم اختلاف ہی ہندوستان اور انگلستان کي آب و ہوا میں گرمي سے تمیز ہوتي ہی چنانچہ اِس ملک کا ایک بڑا حصہ گرم آفتاب † سے تین مہینے تک خوب تپتا رہتا ہی ہوا بھي گرم ہوجاتي ہی اور زمین خشک ہوکر بھوري پڑجاتي ہی بگولے اُٹھتے ہیں شدت سے خاک اوڑتي ہی ندیاں خشکي ہوجاتي ہیں چھوٹی دریاؤں کي دھاریں بھي بند ہوجاتي ہیں اور بڑے دریا اسقدر خشک ہوجاتے ہیں کہ اُنکي دھار سمٹکر بھنڈار کے بیچابیچ میں اجاتي ہی باقي ایدھر اودھر ریتا رہ جاتا ہی *

موسم سرما میں سورج کے نکلنے سے پہلے کبھي کبھي اُن ملکوں میں جو بالکل شمال میں واقع یا سمندر کے سطح سے بہت بلند ہیں ایک دو گھنٹہ کچھہ کچھہ پالا پڑتا ہی اور جنوبي پست مقاموں میں معتدل گرمي بمنزلہ پوري سردي کے ہوتي ہی اور تمام ہندوستان کي سردي اگر بحساب اوسط دیکھي جاوے تو انگریزي تھرمامیٹر یعني مقیاس‌الموسم کے اعتدال کے درجہ سے بہت زیادہ نہیں ہوتي اور جاڑوں کے دنوں میں جو نہایت گرم دن ہوتا ہی وہ انگلستان کي گرمیوں کے نہایت گرم دن سے زیادہ گرم ہوتا ہی اور جسقدر سردي کہ تھرمامیٹر یعنے مقیاس‌الموسم سے دریافت ہوسکتي ہی طبیعت کو اُس سے بہت ہي زیادہ معلوم ہوتي ہی جن مہینوں میں نہ بہت گرمي ہوتي ہی نہ بہت سردي یعنے بہار کے موسم میں اسقدر حرارت ہوتي ہی کہ اتلي میں عین گرمي کے موسم میں اُتني نہیں ہوتي *

ہندوستان کي آب ہوا کي دوسري خاص صفت اوقات معین پر بارش کا ہونا ہی جنوب و مغرب سے آنیوالي ہوا جو جون سے اکتوبر تک چلتي

---

† گرمي کے عین شباب میں بعضے دن کسي وقت میں مقیاس‌الموسم کا پارہ سو درجہ پر چڑھ جاتا ہی بلکہ ایک سو بیس درجہ تک بھي ہوتے ہیں *

ہی بحر ہند سے مینہہ لاتي ہی سمندر کے قریب خاص کر پست ملکوں میں بشرطیکہ پہاڑوں کے آڑ میں نہوں بارش شدت سے ہوتي ہی مثلاً کاروسنڈل کا کنارہ گہاٹوں اور بلند زمین کے سبب سے جنوب و مغرب کي برساتي ہوا سے محفوظ رہتا ہی اور جبکہ اکتوبر اور نوامبر میں ہوا شمال و مشرق سے خلیج بنگال پر ہوتي ہوئي آتي ہي تب اُس ملک میں مینہ برستا ہی جس شدت سے بارش ہوتي ہی وہ یورپ والوں کے خیال میں نہیں آسکتي باوجود اِسبات کے کہ ہندوستان میں صرف چار مہینے بارش ہوتي ہی اور اُنمیں بھي ہر ایک مہینے کے بہت سے دن اور دن کے بہت سے گھنٹے خالي جاتے ہیں یورپ کے بارہ مہینے کي بارش کي نسبت دوچند سے زیادہ ہوتي ہی اِن اختلافوں کے سبب سے سال تین موسموں میں تقسیم ہوتا ہی گرمي برسات اور جاڑے یا معتدل موسم کہو یہہ موسم گرمي اور برسات کي نسبت زیادہ طول طویل ہوتا ہی *

پیداوار کا بیان

ہندوستان کي زرخیز زمین اور عمدہ پیداوار مدت سے

اظہر من الشمس ہی

درخت

ہندوستان کے جنگلوں میں بڑے بڑے شہتیروں کے قابل بہت سے درخت ہوتے ہیں جنمیں سے تیک یعني ساگون کي لکڑي جہاز وغیرہ بنانے کے کاموں میں کم سے کم بلوط کي برابري کرتي ہی اور سال ایک نہایت کارآمدني شہتیر کا بلند درخت ہوتا ہی اور صندل اور آبنوس اور بہت سي کمیاب اور خوبصورت لکڑیاں مختلف مقداروں میں کثرت سے ہوتي ہیں گولر سیمل شیشم آم املي اور اور خوشنما کارآمدني درخت ایسي زمین پر اکثر ہوتے ہیں جسمیں کھیتي ہوتي ہی ببول کا درخت جسکے زرد پھول ہوتے ہیں اور اُنمیں میٹھي میٹھي خوشبو آتي ہی اور دونوں قسم کے کیکر

اور اور درخت جنگلوں اور میدانوں میں بہت سے ہوتے ہیں اور شہتوت کے درخت کثرت سے لگائے جاتے ہیں جنکے ذریعہ سے بہت ریشم پیدا ہوتا ہی ناریل کے درخت اور کھجور اور تاڑ وغیرہ جابجا ہوتے ہیں ناریل کے درخت میں جو ناریل لگتے ہیں اُنکے اوپر ایک سخت کھپرہ ہوتا ہی جسکے اُوپر جھونسڑے ہوتے ہیں اِس کھپرے کے پیالي وغیرہ برتن بنتے ہیں اور جھونسڑوں کي رسیاں اور جہازوں کے لنگر وغیرہ بہت عمدہ بنے جاتے ہیں اُس کھپرہ کے اندر ایک گري نکلتي ہی جسکے اندر پکنے سے پہلے دودھ نکلتا ہی اِس گري کو کھاتے ہیں اور اُسکا تیل بھي کثرت سے نکالا جاتا ہی ناریل کي لکڑي بڑھئي کے کام میں آنے کے قابل تو نہیں ہوتي مگر پاني پہنچانے کے نلوں کے لیئے اور ہلکے اور چوڑے پلوں پر پاٹنے کے واسطے اور اور ہر ایک ایسے کام میں جسمیں مضبوطي اور موٹائي کي نسبت لنبائي زیادہ درکار ہوتي ہی بہت مناسب ہوتي ہی بانس ہلکا اور کھکل اور مضبوط ہونے کي وجہہ سے اکثر کاموں میں لگتا ہی اور جب وہ ثابت ہوتا ہي تو مختلف قد و قامت کا ہونیکے سبب سے سپاهي اُسکي برچھے اور برچھیاں اور اپني راوٹي کي چوبیں بناتے ہیں اور ترچوں کے نشان بھي اُسیکے بنتے ہیں اور گنوار اپني لاٹھیاں بناتے ہیں اور جھونپڑے چھاتے ہیں هندوستان میں مکانوں کي تعمیر میں لکڑي کے بیچوں سے پاڑ بنانے کي بجاے بانسوں کي پاڑ رسیوں سے باندھتے ہیں اور بانسوں کو چیر کر اُسکي لنبي لچکدار ریشہ کي توکریاں پٹارے بوریا وغیرہ بناتے ہیں اور اُسکي پوریاں کاٹکر نال بناتے ہیں جسکو تیل شراب دودھ وغیرہ رکھنے کے کام میں لاتے ہیں ٭

تاڑ کي لکڑي بھی ویسے هي کاموں میں آتي ہی جنمیں ناریل کي لکڑي کام آتي ہی اور اُسکے پتوں سے چھپر چھاتے ہیں اور جھونپڑوں میں اُنکي ٹٹیاں بھي لگاتے ہیں اور اُسکا عرق جسکو تاڑي کہتے ہیں نشہ کرتا هے اور درخت کو گوہ کر اُسے نکالتے ہیں اور شراب کیطرح پیتے ہیں اِسطرح کا مد کھجور میں سے بھي نکلتا ہی اور مہوے کا درخت تمام جنگلوں میں کثرت سے قد و قامت میں بلوط کے درخت کي مانند ہوتا ہی اُسمیں گودیدار

پھول آتا ھی جسکي شراب بہت کھینچي جاتي ھی اور پہاڑي قوموں میں ایک عمدہ کھانا سمجھا جاتا ھی تاڑکي ھي قسم کا ایک اور درخت چھالیا کا ھوتا ھی اُسمیں جو پھل آتا ھی اُسکو چھالیا کہتے ھیں اور اُسکو ایک خوشبودار سبز پتے کے ساتھہ جسکا نام پان ھی کتھہ وغیرہ ملا کر تمام اھل ھند چابتے ھیں اور ساگودانہ ایک اور قسم کے تاڑ میں سے پیدا ھوتا ھی ھمالیہ پہاڑ کے سلسلہ میں بالکل مختلف درخت ھوتے ھیں چنانچہ صنوبر اور بلوط اور یورپ اور ایشیا کے جنگل کے درخت اور سدا گلاب اور خوشنما پودے کوسوں تک ھوتے ھیں *

مصالحوں وغیرہ کا بیان

سیاہ مرچ اور چھوٹي بڑي الایچي ھندوستان کے مغربي کنارہ پر اور دارچیني جزیرہ لنکہ میں کثرت سے پیدا ھوتي ھی اور لال مرچ اور ادرک اور زیرہ دھنیا اور ھلدي اور اور بہت مصالحے ھر جگھہ کھیتوں میں پیدا ھوتے ھیں بہت سے مشہور خوشبوؤں کے لئے اھل یورپ ھندوستان کے مرھون منت ھیں اور اکثر پہاڑوں پر خوشبودار سبزہ کوسوں تک لہلہاتا ھی اگلے وقتوں کے لوگ جو بالچھڑ کا تیل بناتے تھے اُسکو اِسي گھانس کا تیل سمجھتے ھیں اور بہت سے درختوں میں سے مثل کافور اور بنسلوچن اور ایلوا اور تیج وغیرہ دوائیاں پیدا ھوتي ھیں اور بعضے درختوں سے رال بروزہ وغیرہ اور قسم قسم کے گوند اور طرح طرحکے روغن حاصل ھوتے ھیں اور رنگ برنگے خوشبودار پھولوں کے بیل بوٹوں سے جنگل کے جنگل ھرے بھرے رھتے ھیں اور سیوتي اور اور بہت سے خوبصورت خودرو بیل بوٹوں سے صحرا کے صحرا معمور ھیں اور جھیلوں اور تالابوں کے پاني کے سطح پر کنول اور نیلوفر کے پھول تیرتے ھیں اور اور بہت سے عمدہ مفرح خوشبودار پھول ھوتے ھیں جنکي خوشبو اگرچہ في نفسہ نہایت نفیس ھوتي ھی مگر اسقدر تیز اور قوي ھوتي ھی کہ اھل یورپ کا دماغ اُسکي برداشت نہیں کرسکتا *

کاشتکاري کي پیداوار کا بیان

روئي تماکو اور خشخاش کے درختوں سے میدان کے میدان سرسبز هوتے هیں بلکه گلاب کے بهي بعضے مقاموں میں عطر اور عرق کهینچنے کے لیئے کهیت کے کهیت بوئے جاتے هیں نیشکر اگرچه اس سے بهت زیادہ پیدا هوتا هی مگر اُسکے لیئے نہایت عمدہ زرخیز مرطوب زمین درکار هوتي هی اس سببسے هر جگهه نهیں هوتا اور زمین کے بڑے بڑے قطعوں میں نیل بویا جاتا هی اور اکثر شوخ رنگ بهي کهیتوں هي کے پیداوار هوتي هیں اور السي رائي اور تل اور ارنڈ وغیرہ سے کهانے اور اور کاموں میں لانے کے واسطے بهت سا تیل حاصل هوتا هی *

شمالي هندوستاني کے لوگوں کي مقدم خوراک گیهوں هی اور دکن والے جوار باجرہ کثرتسے کهاتے هیں اور تمام بنگاله میں اور بهار کے ایک حصه سے لیکر شرقي غربي گهاٹوں کے دامن میں سمندر کے کنارہ کنارہ سب لوگ عموماً چانول کهاتے هیں اور باقي تمام هندوستان میں † چانول بطور عیاشي کي چیزوں کے کام میں آتا هی *

دکن کے جنوبي حصے میں اکثر آدمي ایک سستے بیقدر اناج پر اوقات بسري کرتے هیں جسکو راگي کہتے هیں اگرچه یهه اناج ملک کے خاص خاص حصوں میں پیدا هوتے هیں مگر اُنهیں مقاموں میں محدود نهیں رهتے چنانچه باجرہ اور جوار کا شمالي هندوستان میں اُسي قدر خرچ هي جتنا که گیهوں کا خرچ هی اور چانول کے ملکوں میں بهي جوار باجرہ اگرچه کثرت سے نهیں هوتا مگر کچهه نه کچهه پیدا هوتا هی اور دکهن میں گیهوں کهانے کا اکثر رواج هی اور چانول کے ملکوں میں بهي بویا جاتا هی اور چانول تمام هندوستان میں دامن کوہ اور ایسے ایسے مقاموں میں

---

† انگریزوں میں جو یهه بات مشهور هوگئي هی که تمام اهل هند چانول هي کهاتے هیں اِسکا سبب یهه معلوم هوتا هی که انگریز پهلے پهل جو هندوستان میں آئے تو بنگاله اور کارمنڈل کے کنارہ پر آئے تهے اور اُنهوں نے لوگوں کو چانول هي کهاتے دیکها

جہاں کھیتی کو پانی کثرت سے ملسکتا ہی کم و بیش پیدا ہوتا ہی اہل ہند جو بہت کم کھاتے ہیں اور تھوڑے دن گذرے کہ جئی کا نام بھی نجانتے تھی اور نئے اناج کی بہت سی قسمیں کنگنی کودوں وغیرہ کے جنکا انگریزی زبان میں نام نہیں ہی ہوتے ہیں اور موٹھہ اکثر مویشی کے واسطے بوئی جاتی ہی اور جب تک اُسکے دانہ نرم رہتے ہیں گانوں والے بھون بھونکر ایک لطیف غذا کی مانند کھاتے ہیں یہہ تحقیق نہیں کہ اُسکی روٹی بھی پکاتے ہیں یا نہیں *

قسم قسم کی پھلیاں ہوتی ہیں جو ہر ادنی اعلی کے کام آتی ہیں اور طرح طرح کی ترکاریاں مثل اروی آلو گاجر مولی وغیرہ اور انواع انواع کے ساگ پالک وغیرہ ہوتے ہیں جنکو غریب لوگ بہت سے مصالح ملاکر پکاتے ہیں اور روٹی اُنکے مزہ کے ساتھہ کھاتے ہیں اکثر پھل خصوص آم اور خربوزے اور تربوز غریبوں کو میسر آتے ہیں تربوز اور خربوزے گرمی کے موسم میں دریاؤں کی ریت میں ہوتے ہیں کھیرے اور لنبی اور گول کدو اور پیٹھے اس کثرت سے ہوتے ہیں کہ بیلیں اُنکی غریبوں کے جھونپڑوں پر پھیلی ہوئے ہوتی ہیں اور تمام گھر اُنکے ہرے ہرے پتوں اور زرد زرد پھولوں سے چھپا ہوا رہتا ہی ہندوستان کے میوؤں میں سے نہایت عمدہ میوہ آم ہی اور وہ تمام ملک میں عام ہی اُسکا درخت باغچوں میں اور تنہا بھی ہر جگہہ بویا جاتا ہی اُسمیں ایک خوبی یہہ ہی کہ ابتدا میں صرف پھل آنے تک اُسکی پرورش اور احتیاط کیجاتی ہی بعد کو بلا غور و پرداخت سالہا سال پھلتا پھولتا رہتا ہی کیلے امرود اور شریفے اور الوچے اور اور میوے † گرم ولایتوں کے کثرت سے پیدا ہوتے ہیں اور انگور صرف باغچہ کے پھلوں کے درختوں میں اکثر لگایا جاتا ہی مگر شراب کیواسطے نہیں

† نہایت مشہور اور اکثر مقاموں میں نہایت عام میوہ کٹھل نہایت پر مغز وزن میں تیس پینتیس سیر تک ہوتا ہی جو درخت کے کاٹ یعنی تنہ اور گردنوں میں سے پھوٹتا ہی

لگائے ہوئے نارنگی اور چکوترے عموماً پائے جاتے ہیں اور بعض قسمیں اُنکی عمدہ بھی ہوتی ہیں انجیر ہر جگہہ تو نہیں ہوتے مگر بعض مقاموں میں بہت ہوتے ہیں چنانچہ پٹنہ اور دکھن میں ایسے عمدہ انجیر ہوتے ہیں جو تمام دنیا کے انجیروں سے شاید بہتر ہوں انناس ہر جگہہ ہوتے ہیں اور مقام‡ پیگو کے جنگلوں میں خود رو بہت سے ہوتے ہیں *

اونٹ گھوڑے اور اور مویشی ایک قسم کے پھلیوں یعنی چنوں سے پرورش پاتے ہیں اکثر کا چارہ گیہوں کا بھوسہ ہوتا ہی اور جوار باجرہ کا چارہ بھی طیاری لاتا ہی گھوڑوں کو تازہ گھاس دھوپ میں خشک کی ہوئی کھائی جاتی ہی مگر گھانس کے کھلیاں کہیں کہیں شاذ و نادر لگائے جاتے ہیں بعض مقاموں میں ہندوستان کے سہ فصلی اور اکثر میں دو فصلی پیداوار ہوتی ہی باجرہ جوار اور چانول وغیرہ برسات کے شروع میں بوئے جاتے ہیں اور آخر برسات میں کاٹے جاتے ہیں اور گیہوں اور وغیرہ اور پھلیاں جاڑوں میں پکتے ہیں اور بہار کے موسم میں کٹتے ہیں *

حیوانوں کا بیان

ہاتھی اور گینڈے اور ریچھہ اور جنگلی بھینسے ہندوستان کے جنگلوں میں رہتے ہیں شیر ببر اور بگھیرے اور چیتے وغیرہ چھوٹے چھوٹے جنگلوں میں تو ہوتی ہی ہیں مگر اونچے اونچے اناج کے کھیتوں میں بھی رہتے ہیں اور سور اور چرغ اور بھیڑیئے وغیرہ جنکا لوگ شکار کرتے ہیں چھوٹے جنگلوں اور بڑے کھیتوں میں کثرت سے ہوتے ہیں اور شیر ببر خاص خاص مقاموں میں ہوتا ہی اور ہر ضلع میں بہت سے ہرن اور چکارے پھرتے ہیں اور جنگلوں اور آباد ضلعوں بلکہ بستیوں میں بندر کثرت سے ہوتے ہیں سیئے اور ایکینومن گرگٹ اور اور قسم کی چھپکلیاں اکثر ہوتی ہیں

‡ چین اور یورپ کے اکثر میووں کو ہندوستان میں رواج دیا گیا اُنمیں سے آڑو اور سٹابیری ایسے ہوتے ہیں گویا خاص اُسی زمین کی پیدایش ہیں لیکن سیب بہت چھوٹے چھوٹے ہیں اور ناسپاتی اور بیر بالکل خراب ہوتے ہیں *

اور سانپ وغیرہ موذی کیڑے اور دوسرے ایسے کیڑے جنسے کچھہ ضرر نہیں پہنچتا ہر جگہہ بہت سے پائے جاتے ہیں گھوڑے بافراط تمام ہوتے ہیں مگر اُنپر صرف سواری ہوتی ہی بار برداری وغیرہ ہل جوتنے اور سوداگری کا مال گاڑیوں میں لاد کر ادھر اودھر لیجانے کا اور ایسے ہر قسم کے کاموں کا مدار بیل پر ہوتا ہی اور جو کہ اکثر ضلعوں میں راستے ناہموار ہیں اور برسات کے سبب سے سڑکیں ٹوٹ جاتی ہیں تو بوجھہ کھینچنے والے چوپایوں کی بہ نسبت لادنیوالے چوپایوں سے بہت سا کام نکالتے ہیں سڑکوں پر یہہ لدے لدائے جانور اِسقدر کثرت سے ایک مقام سے دوسرے مقام کو جاتے ہیں کہ مسافر کو رستہ چلنا مشکل ہوتا ہی *

اور ہندوستان کے امیر ایسے اونٹ اکثر پالتے ہیں جو تیز رفتاری سے بہت بڑا سفر جلد طے کرلیتے ہیں بہت بوجھہ لیجاتے ہیں اور فوجوں میں باربرداری کے لیئے اونٹ کثرت سے ہوتے ہیں اور بڑے بڑے خیمہ ڈیرے اور فرش و فروش وغیرہ غرضکہ ایسے اسباب کے لادنے کے لیئے جو ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہوسکتا ہاتی بھی کام میں آتے ہیں اور بھینسیں کثرت سے ہوتی ہیں اُنکو دودہ کے لیئے پالتے ہیں دودہ کی بہت سی چیزیں بنتی ہیں جنمیں سے کثرت سے گھی اور دہی ہوتا ہی پنیر بہت کم بناتے ہیں اور مکھن نہیں کہاتے ہیں اور بھینسا باربرداری کے چھکڑوں اور کھرے اور تر زمینوں کی کاشت میں ہل میں جوتا جاتا ہی سواری کی گاڑیوں میں بہت کم کام میں آتا ہی بھیڑیں ایسے ہی کثرت سے ہوتی ہیں جیسے کہ یورپ میں اور بکریئیں یہانسے بھی زیادہ اور سور نہایت ادنی قومیں پالتی ہیں اور پالو جانور اور مرغیاں وغیرہ خاص کر چھوٹے گانوں میں بہت کم ہوتے ہیں وجہہ اسکی یہہ ہی کہ ہندوؤں کو اُنسے نفرت ہوتی ہی لیکن چڑیاں بغیر پلی ہوئی کثرت سے گھروں میں رہتی ہیں اور بغیر پلے ہوئے سور بھی بہت ہوتے ہیں اور سارس اور بڑے نہایت کثرت سے ہمیشہ ہوتے ہیں اور قاز کلنگ اور چہی وغیرہ اور ملکونسے اپنے اپنے موسم میں بہت

کثرت سے اگے هیں اور عقاب بهي بعض مقاموں میں هوتا هی اور مختلف قسموں کے شکاري پرند باز جرّے وغیرہ کثرت سے هوتے هیں اور کوّے اور چیلیں عموماً هر جگهه بے نهایت هوتے هیں اور علاوہ طوطوں کے بهت سے خوشرنگ پروں والے پرند جنکے انگریزي میں نام نهیں اور اکثر یورپ کے بهي طایر سوا خوش اواز پرندوں کے هوتے هیں *

مچهلیاں کثرت سے هوتے هیں بنگاله اور اور بعضے ضلعوں میں کثرت سے کهائي جاتي هیں اور کچهوے اکثر بڑے تالابوں اور دریاؤں میں هوتي هیں *

معدنیات کا بیان

هندوستان کي کاني چیزوں میں سے بجز هیرے اور لوهے کے اور کوئي شی مشهور نهیں اگلے وقتوں کے لوگ هندوستان کي فولاد کے از بس خواستگار هوتے تهے چنانچه فارسي اشعاروں میں اُسکي بهت سي تعریف پائي گئي هی اور اب بهي خراسان اور دمشق میں اُسکي تلواریں بنتي هیں هر قسم کے جواهرات مثل دردهیا پتهر اور یاقوت اور عقیق اور فیروزه اور یشب وغیره بهت سے هوتے هیں تمام دنیا میں جسقدر موتي هیں اُنمیں اکثر اور سب کے سب قسم اول کے موتي لنکا کے پاس کے سمندر کي ته میں سے نکلے هیں پنجاب کے پهاڑوں کے سلسله میں نمک کي پهاڑیاں پائي جاتي هیں اور بهت سا نمک سانبهر کي جهیل کے پاني سے جو اجمیر میں هی اور سمندر کے پاني سے بنتا هی اور شوره اس کثرت سے هوتا هی که دوسري اور ملکوں کو جاتا هی *

هندوستاني ملکوں کي صورت اور آب و هوا کي خصوصیات لڑائي کے کار و بار پر بڑا اثر رکهتي هی جو پهاڑ کے سلسلے اکثر ملکوں کو جدا کرتے هیں اُنکي گهاٹیوں سے سڑکیں اور اکثر میدان جنگ قائم هوتے هیں برسات کے موسم میں لشکر کشي نهیں هوتي اور اُس موسم کے آخر میں جب غله اور چاره کثرت سے هوتا هی تب چڑهائیاں هوتي هیں اور لشکر ایسے موقع

پر پڑتا هی جهاں بهت سا پاني هو اور آساني سے دستیاب هوتا هو جو تمام باربرداري کے مویشیوں کے کام آوے اور هر ایک صاحب فوج اپنے دشمن کو لڑنے پر اسطرح سے مجبور کرسکتا هی که جس پاني کے سهارے پر اُسکا لشکر پڑا هو اُسپر قبضه کرلے برسات میں بارش نهونے سے قحط کي تمام آفتیں ظهور میں آتي هیں *

هندوؤں کي تاریخ

پہلا حصہ

هندوؤں کے اُس زمانہ کي حالت کا بیان جبکہ منو کے قوانین کا مجموعہ بنا

بیان تمہیدي

جب یہہ خیال کیا جاتا هی کہ کوئي کیسي هي جاهل اور اُجڑ قوم کیوں نہو اکثر اپني آبا و اجداد کے حالات کي کوئي نکوئي کتاب رکھتي هی تو بکمال تعجب اِس بات سے هوتا هی کہ هندوؤں کے پاس باوجودیکہ وہ نہایت عمدہ شایستگي اور تربیت کے درجہ پر پہونچ گئي تھي کوئي کتاب † تاریخ سے ملتي جلتي هوئي بھي نہیں هندوؤں کے حالات کي تحریروں میں سے جو کچھہ اب باقي هی وہ جھوٹھي کہانیوں اور مبالغہ آمیز جھوٹھی تاریخي واقعات سے ایسي خلط ملط هیں کہ اُنمیں سے کوئي سچي مسلسل تاریخ نکلنے کي توقع نہیں هوسکتي اور نہ کسي عام واقعہ کي تاریخ سکندر کے یورش کرنے سے پہلے قائم هوسکتي هی اور نکوئي مسلسل بیان هندوؤں کے حالات کا هندوستان پر مسلمانوں کے تسلط کرنے تک لکھا جا سکتا هی اور اگرچہ قدیم هندوؤں کي کوئي تاریخ نہیں هی مگر اسپر بھي اُنکے قوانین اور اطوار اور مذهب سے بخوبي آگاهي حاصل هونے میں کسي طرح

---

† کشمیر کي تاریخ هماري اِسبات کو نہیں بگاڑتي کیونکہ وہ تاریخ مسلمانوں کے کشمیر پر مسلط هونے سے سو برس بعد کي لکھي هوئي هی اگرچہ اُس میں بہت قدیم تاریخوں کا حوالہ هی اگر وہ قدیم بھي هوتي تو کسي شمار میں نہ آتي کیونکہ ایک چھوٹے سے خطہ کي تاریخ هی جو هندوستان کي ایک سرحد پر واقع هی جس میں اُسي تاریخ کي بموجب معلوم هوتا هی کہ کبھي کبھي کچھہ غیر ملک والوں کے طور طریقے برتاؤ میں آتے رهے جنکي باقي تمام هندوؤں نے کبھي پیروي نہیں کي

کي کمي نہیں جسکا سکہانا اُنکے حالات کي تاریخ کا اگر وہ ہوتي تو نہایت مفید منشاء ہوتا پس جبکہ ہم اُنکي اُس حالت کو جو نہایت قدیم زمانہ میں تھي اور اُن تبدیلیوں کو جو اب تک اُسمیں ہوئیں دریافت کرسکتے ہیں تو ہمارے ہاتھہ سے اُنکي تاریخ کی ضروري حصہ میں سے بہت تھوڑا سا حصہ رہ جاویگا ‡ چنانچہ اُنکے بید شاستر سے جو قدیم بھجنوں اور دعاؤں کا ایک مجموعہ ہی جسکو خیال کیا جاتا ہی کہ وہ اِسي حیثیت سے جیسے کہ اب موجود ہے چودہ سو برس پیشتر حضرت عیسی علیہ السلام کے مرتب کیا گیا تھا اُنکے مذہب کي کیفیت اور دقیق علموں اور علم حکمت میں اُنکے دسترس کي کچھہ روشني نظر آتي ہی اور لوگوں کي حالت کا کامل نقشہ قوانین کے اُس مجموعہ سے ظاہر ہوتا ہی جو منو کے نام سے مشہور ہی غالباً یہہ مجموعہ حضرت عیسٰی سے نو سو برس پیشتر لکہا گیا تھا پس اِسي مجموعہ کو ہندوؤں کي تاریخ کا منخرج سمجھنا چاہیئے *

مفروضہ منو کے ہمعصر ہندوؤں کے حالات کا صحیح خیال کرلینے میں ہمکو یہہ بھي یاد رکھنا چاہیئے کہ کوئي مجموعہ ایک ہي زمانہ میں مرتب نہیں ہوتا بلکہ ہر ایک مجموعہ میں اکثر کئي اگلے زمانہ کي بیہودہ اور نامعقول باتیں نہایت ترقي یافتہ زمانہ کي عمدہ اور روشن باتوں کے ساتھہ مخلوط ہوتي ہیں ایک مشہور مثال اِسبات کي یہہ ہی کہ بلیکستون صاحب کي تشریحوں میں بہت سے ایسے قوانین مندرج ہیں جنسے قوم کي نہایت اعلی درجہ کي شایستگي ظاہر ہوتي ہی مگر جو قانون آسمان جادو اور توڑنے لڑائي کي شرطوں کے مندرج ہیں اُنسے یہہ ثابت نہیں ہوسکتا کہ اِن تشریحوں کے لکھے جانے کے زمانہ تک جہالت باقي نرہي تھي اگر یہ فرض کیا جاے کہ منو کے مجموعہ سے ایک ہي زمانہ پایا جاتا ہے تب بھي لوگوں کے اطوار کا اصلي حال معلوم نہوسکتا کیونکہ اِس مجموعہ میں جو اوامر ہیں اُنکي بنا لوگوں کي حالت کے اُس غایت درجہ کي بھلائي پر پہونچنے کي ہی جو مجموعہ کا مقصود ہی اور جو منا ہی اُس

‡ دیکھو تتمہ اول کو جو منو کے زمانہ کي تحقیق میں ہی •

مجموعه میں هیں وہ اُس پرلے درجه کے گناہ اور برائیوں پر مبني هیں جو خیال میں آسکتي تهیں پس همکو مجموعه کے مضموں کے عام منشاء سے اُس زمانه کي طبیعت معلوم کرلیني چاهیئے اور اُسپر بهي جب تک که همکو لوگوں کي اصلي حالت معلوم هو مجموعه کے مضامین پر سختي سے ندیکهنا چاهیئے بلکه رعایت سے نظر ڈالني چاهیئے میں نے اِس مجموعه کے ذکر میں معمولي طرز بیان اختیار کیا هی هرچند که اُسکو هندوؤں کے قانون کي ناقابل اعتراض سند شروع هي سے تسلیم کیا گیا هی مگر میري یهه جرات نهیں هوتي که میں اُسکو ایک ایسا مجموعه قرار دوں جو کسي گورنمنٹ کي منظوري سے کسي خاص ملک کے اِنتظام کیواسطے بنا هو بلکه وہ ایک عالم کي کتاب معلوم هوتي هی جسکا یهه اِرادہ سمجهه میں آتا هی که اُسکے ذهن میں یهه بات تهي که جسطرح پر ایک کامل جمهوري سلطنت هندوؤں کے قوانین اُکي بموجب هوسکتي تهي اُسکا نقشه قائم کرے اِس قیاس پر اِس مجموعه سے لوگوں کي حالت ایسي هي دریافت هوسکتي هی جیسیکه کسي گورنمنٹ کے منظور شدہ قانون سے معلوم هوتي هے کیونکه یهه ظاهر هی که اِس مجموعه میں وہ سب قانون شامل هیں جو اُس زمانه میں رائج تهے اور جو کچهه تبدیلیاں اِس خیال سے اُسمیں هوئي هونگي که مقنن نے بهلائي میں جس اعلی درجه پر لوگوں کو پهونچانا سوچا تها اِن تبدیلیوں کے ذریعه سے لوگ اُسپر پهنچیں تو وہ تبدیلیاں بهي اُنهیں خیالات سے هوئي هونگي جو مقنن کے زمانه میں پهیلی هوئي تهی ان سب باتوں کو اِسي مقام کے مناسب سمجهکر لکها گیا اب میں اُن مضمونوں کو بطریق اختصار کے لکهتا هوں جو منو کے مجموعه میں هیں اور اِسکے بعد هندوؤں کي یهه حالت جیسے که اِس زمانه میں هی بیان کرونگا اور جو تبدیلیاں اُس زمانه سے اِس زمانه تک وقوع میں آئي هیں اِن دونوں حالتوں کے مقابله کرنے سے ظاهر هونگي اور ایک خاص زمانه میں اُنکي حالت کے پلٹنے کي کیفیت اُن بیانوں سے معلوم هوگي جو یونانیوں سے همکو پهونچي هیں *

باب اول

انسانوں کے برنوں یا فرقوں میں تقسیم اور اُنکے کار و بار

اِن لوگوں کے حال میں وہ حیرت انگیز پہلی بات جو منو نے لکھی هی لوگوں کا چار برنوں (فرقوں) میں تقسیم کرنا هی اول متبرک دوم سپاهی سوم محنتی چهارم خدمتی حیرت کی وجهه یهه هی که برهمنوں کو جو اول فرقه هی غایت درجه کی عظمت اور بزرگی اور ادنی فرقه کو نهایت درجه کی ذلت اور خواری سوچ سوچ کر دی هی هرچند که اوپر کے تینوں فرقونمیں باهم برابری نهیں هی پهر بهی هر ایک کو عزت حاصل هی کیونکه بعضی مذهبی رسموں میں تینوں فرقے شریک هوتے هیں اور معلوم هوتا هی که اِس هی تینوں فرقوں کے اِنتظام کیواسطے یهه قانون بنایا گیا جوتهے فرقه اور اور نیچ ذات والوں سے یهه قانون صرف اُسیقدر متعلق هی جسقدر که اُنکو تینوں برتر فرقوں کی خدمت سے علاقه هی *

برهمونکا بیان

برهمن تمام خلقت میں اعلی اور برتر قرار دیا گیا هی اور تمام دنیا اور جو کچهه که اُس میں هی سب اُسکا مال هی اور اُسیکا وجود اِس تمام کائنات کی هستی کا باعث هی † اور برهمن اپنے منتروں کے زور سے راجه کو معه اُسکی فوج هاتهی گهوڑے اور گاڑیوں کے برباد کرسکتا هی ‡ اور برهمن دنیا کی مثل بهت سے عالم اور نائب‌السلطنت اور نئے دیوتا اور نئے آدمی اور اور فانی چیزیں پیدا کرسکتا هی ⊥ راجه کی به نسبت برهمن زیاده ادب کا مستحق هی || اور اُسکے جسم و جان کے محفوظ رهنے کے لیئے

---

† مجموعه منو باب ۱ اشلوک ۹۶ و ۱۰۰ و ۱۰۱ :

‡ مجموعه منو باب ۹ اشلوک ۳۱۳

⊥ باب ۹ اشلوک ۳۱۵

|| باب ۲ اشلوک ۱۳۹

اِس عالم میں سخت قانون اور اُس عالم § کے نہایت مہیب اور خوفناک وعیدیں مقرر ہیں نہایت سخت جرموں میں بھی سخت || سزا پانے سے برہمن آزاد ہی * اور فرقوں پر جو کچھہ جبر و تعدي وغیرہ برہمن سے ظہور میں آوے اُسکے پاداش میں کچھہ تھوڑیسي تنبیهہ مقرر ہی ‡ لیکن اور فرقوں کے لوگوں سے جو کچھہ جرم اُسکي نسبت واقع ہو اُسکي دس گني ‡‡ سخت سزا معین کي گئي ہی *

باوجود اِن سب باتوں کے بادي النظر میں یہہ معلوم ہوتا ہی کہ برہمن اپني روحاني عظمت پر قائم ہوکر کسي طرح دنیوي قوت و دولت سے فائدہ اُٹھانے کي خواہش نرکھتے ہونگے چنانچہ جو طریق حیات کا برہمنوں کے لیئے مقرر کیا گیا ہی وہ یہہ ہی کہ نہایت سخت محنت سے علم کي تحصیل کریں اور ریاضت اور گوشہ نشیني میں عمر کاٹیں *

حکم ہی کہ برہمن اپني زندگي کا اول درجہ یعني آغاز جواني تک علم تحصیل کرے †† اور اِس زمانہ میں اُسکو پرہیزگاري اور اِنکساري کے ساتھہ زیست بسر کرني پڑتي ہی لازم یہہ ہی کہ وہ بالکل بید شاستر پر متوجہہ رہے دنیوي حاصلات پر دل نہ لگائے اور اپنے گرو کا حد سے زیادہ لحاظ اور ادب کرے اور نہایت اِطاعت و فرمانبرداري سے پیش آوے کسي طرح سے اُسکا دامن نچھوڑے اور یہي معاملات اپنے گرو کے سارے کنبہ کے ساتھہ برتے حتی کہ تمام کام خدمتگاري کے انجام دے اور اپني ذات اور اپنے پوجا پاٹ کے لیئے پاني اور ہوم یا جگ کے سارے سامان لکڑیاں وغیرہ

---

§ باب ۹ اِشلوک ۲۰۵ سے لغایت ۲۰۸ اور باب ۳ اِشلوک ۱۶۵ سے لغایت ۱۶۹

|| باب ۹ اِشلوک ۲۳۲ اور باب ۸ اِشلوک ۲۸۱ سے لغایت ۲۸۲

* باب ۸ اِشلوک ۳۸۰

باب ۸ اِشلوک ۲۷۶ و ۳۷۸ و ۳۷۹

‡‡ باب ۸ اِشلوک ۲۷۲ و ۲۸۳ و ۳۲۵ و ۳۷۷ اور باب ۱۱ اِشلوک ۲۰۵ و ۲۰۶

†† باب ۲ اِشلوک ۱۷۵ سے لغایت ۲۱۰

اپنے هي هاتهه سے لوے اور در بدر بهيک مانگ کر اوقات بسر کرے † *

اور دوسرا درجه اپني زندگي کا یعني عین شباب کا اپني زوجه وغیره کنبه قبیله کے ساتهه بسر کرے اور اور معمولي کام جو برهمن پر فرض هیں بجا لاۓ جنکي تفصیل مختصر یهه هي پڑهنا اور پڑهانا بید شاستر کا اور خیرات دینا اور نذر بهیت لینا هوم یا جگ کرانا اور خود کرنا اِن کاموں میں سے بید کا پڑهانا نهایت معزز کام هی ‡ یهه عجیب بات هی که اور سب مذهبوں کے بموجب جو لوگ معابدوں کي خدمتیں کرتے هیں یا لوگوں سے عبادت کراتے هیں وهي پوجاري یا کاهن یا مجاور کهلاتے هیں مگر برهمن بطور پیشه کے پوجا کے کام کرنے اور هوم یا جگ کرانے سے ذلیل سمجها جاتا هی § اور برهمنوں کو بتاکید تمام نیچ ذات اور بدچلن لوگوں سے نذر بهیت لینے کي ممانعت هی || اور ایسے لوگوں سے بهي جنسے لینا درست هی بهت سي نذر بهیت لینا منع هی اور اگر یهه خواهش جي میں هو تو نهایت احتیاط اور کوشش سے اُسکو دل سے دور کریں * اگر کوئي کسیطرح کي آمدني نرهے تو برهمن کو چاهیئے که صرف بقدر حاجت سله (یعني کهیت میں گرا اناج) چنے یا بهیک مانگے یا کهیتي کرے یهاں تک که تجارت بهي کرلے لیکن کسي حالت میں خدمت نه اختیار کرے اور بازاري لوگوں سے بات چیت نکرے اور گانے بجانے راگ رنگ اور شکار وغیره سے جو دلکو پریشان کریں اور هوش و حواس کو خراب کریں بالکل اجتناب کریں ⸸ *

---

† اب اِن باتوں پر بهت کم عمل هوتا هی اگر کچهه کرتے هیں تو صرف وهي طالب علم کرتے هیں جو بید شاستر کے اچهي طرح پابند هیں

‡ باب ۹ اِشلوک ۷۵ و ۷۶ و ۸۵

§ باب ۳ اِشلوک ۱۸۰ و باب ۴ اِشلوک ۲۰۵

|| باب ۴ اِشلوک ۸۴ و باب ۱۰ اِشلوک ۱۰۹ سے لغایت ۱۱۱ اور باب ۱۱ اِشلوک ۱۹۴ سے لغایت ۱۹۷

* باب ۴ اِشلوک ۱۸۶

⸸ باب ۴ اشلوک ۶۳ و ۶۴

اور تمام لذات نفساني سے برهمن کو بچنا چاهیئے اور هر طرح کي ایسي دولت سے جو بید کے پڑهنے میں مخل هو پرهیز کرے ‡ اور تمام دنیوي فخر و عزت سے اِس طرح اجتناب کرے جیسے زهر سے کرتے هیں § مکر برتي رهنے یا اور غیر ضروري سختي کا پابند هونے کي برهمن کو حاجت نہیں || پورا کام جو اُسکو کرنا چاهیئے وہ یہہ هی که تحصیل علوم اور رسموں کے بجا لانیکا اچهي طرح پابند رهے اور چال چلن شایسته رکهے برهمن کي پوشاک بهي ذرا ذرا مقرر کردي گئي هي برهمن کو چاهیئے که ایسي صورت بنائے رکهے که کمگو شرمیلا اور پاک و صاف سر کے بال اور ڈهاڑي منڈي هوئي هو اور نفساني خواهشوں کو دبایے اور سفید جامه پہنے رهے جسم پر میل کچیل نہو ایک هاتهه میں بید اور دوسرے هاتهه میں چهڑي رکهے چنانچه آج کل بهي جو بڑے مہذب پنڈت هوتے هیں اُنکي ایسي هي صورت هوتي هی اور کانوں میں چمکتی هوئی سونے کے بالی ڈالے رهے * اور جب اُسکے یہہ تینوں فرض ادا هوجاویں یعني بید پڑه چکے اور اُسکے اولاد هوجاوے اور مذهبي معین رسمیں ادا هوچکیں تو وہ اپني زندگي کے دوسرے هي درجه میں اپنا تمام گهر و باهر اور مال متاع اپنے بیٹے کو حواله کرکے آپ بطور ایک پنچ یا نیک صلاح کار کے رهوے † *

برهمن کا فرض یہہ هی که اپني زندگي کے تیسرے درجه یعني آخیر عمر کو جنگلوں میں تارک الدنیا هوکر بسر کرے اور لباس اُسکا درختوں کي چهال هو یا کالی هرن کي کهال زمین پر سوئی کوئي بستر نه بچهاے ناخن اور بال بڑهاے کسیطرح کا مسکن نه بناے پهل پهلاري کهائے جب

---

‡ باب ۴ اشلوک ۱۶ و ۱۷

§ باب ۲ اشلوک ۱۶۲

|| باب ۴ اشلوک ۳۴

* باب ۳ اشلوک ۳۵ و ۳۶

† باب ۴ اشلوک ۲۵۷

چاپ رہا کرے اور اور بہت سي سختیاں بھي اُٹھاے یعنے برسات میں کیساھي مینھہ برسے ننگا پڑا رہے جھونپڑي نچھائے اور جاڑوں میں نمناک لباس پہنے رہے اور گرمیوں میں یہہ مصیبت سہی کہ تیز دھوپ میں اپنے چاروں طرف پانچ جگہہ آگ جلاکر کھڑا رہا کرے † اور باحتیاط تمام پوجاپات اور ھوم وغیرہ انجام دیتا رہے اور تمام مذھبي رسموں کو ادا کرتے رہنا اپنا فرض سمجھے *

اور اپني زندگي کے آخر درجۂ یعنے بڑھاپے میں بھي اسیطرح تنہا اور علیحدہ رہے جسطرح کہ تیسرے درجہ میں رہتا تھا مگر اب اُسپرۂ ظاھري رسموں کا بجالانا ضرور نہیں صرف دھیان گیان سے لگا رہے اور پوشاک بھي اور برھمنوں کي مانند پہنا کرے اور پرھیز گاري اگرچہ اب بھي بہت سي چاھیئے مگر پہلے سي نہیں چاھیئے اور جان بوجھکر سختیاں نہ اُٹھاوے مگر بالکل نیکي اور صلاحیت کماوے اور اُسکے دلکو صرف خدا کي معرفت سے تسکین رہے یہاں تک کہ اُسکي روح اس جسم سے اسطرح الگ ہو جاے جیسے کسي درخت کي شاخ پر سے کوئي پرند جب جي چاھے اوڑ جاے ‡ *

پس صاف ظاھر ھی کہ برھمن اپني عمر کے تین حصوں میں بالکل دنیا سے خارج رکھا گیا ھی اور باقي چوتھے حصہ میں بھي علاوہ بجالاتے رھنے رسموں اور بید کے پڑھنے کے دنیا کي تفخر و عزت اور ھر طرح کي دولت کي خواھشوں سے محروم کیا گیا ھی لیکن منو کے مجموعہ سے کچھہ تھوڑا سا اور واقف ھونے سے معلوم ھوجاتا ھی کہ یہہ قواعد اُس سے بھي اگلے زمانہ کے برھمنوں کي حالت کي بنیاد پر بنائے گئے تھی اگرچہ اب بھي اُنہیں کے بموجب عمل کرنے کي ھدایت تھي مگر دولت و حشمت کي ترغیبوں نے اُنکي تعمیل میں خلل پایا *

راجہ کو لازم ھی کہ اپنا نہایت معتمد مشیر جس شخص کو بنائے

---

† باب ۴ اشلوک ۱ سے لغایت ۲۹

‡ باب ۶ اشلوک ۳۳ سے تا آخر باب

وہ برهمن † هو اور برهمن هي راجه کو تدبیر مملکت اور انصاف اور تمام علمي باتیں تعلیم کیا کریں ‡ بجز اس خاص اختیار کے جو راجه اپني ذات پر موقوف رکھے تمام جھگڑہ چکانا برهمنوں کا کام هي § اور اگرچه مذهبي اور پاک کتابوں کے پڑھنے کي چھتري اور برهمن دونوں فرقوں || کو اجازت هی مگر اُنکي تشریح یعنے انفصال خصومات میں پیوسته لکھنا وغیرہ صرف برهمن هي پر منحصر هی †† *

قوانین کا مطلب بیان کرنا برهمنوں پر موقوف رکھا گیا تھا اور همکو خود منو کے مجموعه هي سے یهه بات ثابت هوتي هی که قانون بنانے کے کام میں سے بہت کچھه برهمنوں کے اختیار میں تھا اور برهمن کے مال کي حفاظت بھي از روے قانون کے ایسي هي اچھي طرح سے کي گئي هی جیسے که اُسکے اختیار کي کي گئي هی چنانچه هر نیک آدمي * پر یهه بات واجب اور راجه ⟂ پر فرض هی که برهمنوں کے ساتھه بڑے سلوک سے پیش آوے یهي وجهه هی که هوم اور جگ اور پوجاپات اور اور تمام مذهبي رسوم کے ساتھه برم بھوج کرنا یعني برهمنوں کو کھانا کھلانا اور اُنکو دچھنا دیني یعنے نذر بھیٹ میں کچھه دینا لگا هوا هی ⟂⟂ اور جو کچھه برهمنوں کو دیا جاوے اُسکي مقدار همیشه زیادہ هوني چاهیئے اور ایسے هوم سے جسکے ساتھه بهت قلیل دچھنا هو هاتھه پانوں آنکھه ناک کان وغیرہ بلکه تمام جسم و جان اور اولاد اور مویشي اور اس عالم کي نیک نامي اور اُس عالم کي خوشي برباد جاتي هی ‡‡ *

---

† باب ۷ اشلوک ۵۸
‡ باب ۷ اشلوک ۴۳
§ باب ۸ اشلوک ۱ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۲۰
|| باب ۱۰ اشلوک ۱
†† باب ۱۲ اشلوک ۱۰۸ سے لغایت ۱۱۳
* باب ۱۱ اشلوک ۱ لغایت ۲ و باب ۴ اشلوک ۲۲۶ سے لغایت ۲۳۵
⟂ باب ۷ اشلوک ۸۳ سے لغایت ۸۶
⟂⟂ باب ۳ اشلوک ۱۲۳ سے لغایت ۱۳۹
‡‡ باب ۱۱ اشلوک ۳۹ و ۴۰

هر ایک سخت عبادت چاندرا اور تیرتهه وغیره کا کفاره بہت سا روپیه اِس بزرگ فرقه کو دینے سے هوجاتا هی † اگر برهمن کہیں دفینه پائے تو سب کا مالک هو اور اگر کسي اور کوکچهه ملجاے تو وه راجه لیلیوے پانے والے کاکچهه حق نہیں البته برهمنوں کو آدها دیوے ‡ اگر کوئي لاوارث مرجاے تو اُسکا مال راجه کے بیت‌المال میں جاتا هی مگر لاوارث برهمن کے مرنے پر اُسکا مال برهمنوں هي میں تقسیم هوتا هی § هر ایک ذي علم برهمن هر طرح کے محصول سے بري هوتا هی بلکه اگر وه محتاج هو تو اُسکي پرورش راجه پر لازم هی || اور اگر کوئي شخص برهمن کا سونا چراتا هی تو راجه اپنے هاتهه سے اُسکو ایک نہایت سخت سزا دیتا هی * اور برهمنوں کے مال کي حفاظت کے لیئے بڑي بڑي سیاستیں مقرر هیں اور اُنکے مویشي کے ستانے والے کا ٹخنه سے نیچے آدها پانوں کاٹ ڈالا جاتا هی +

چهتریوں کا بیان

اگرچه منو کے مجموعه میں سپاهیوں یعني چهتریوں کو برهمنوں کے برابر تو نہیں سمجها گیا مگر پهر بهي بہت بڑي عزت بخشي گئي هی یهه بات مسلم سمجهي گئي هی که متبرک فرقه یعني برهمن بغیر سپاهي فرقه یعني چهتریونکے اور چهتري بدون برهمنوں کے اقبال مند نہیں هوسکتے اور یهه کامیابي اِس جہان اور اُس جہان میں دونوں کے دلي اِتفاق پر منحصر هی ++ جیسا که تمام احکام سیاست میں برهمن اور سب فرقوں پر برتري رکهتا هی اُسیطرح چهتري محتني فرقه یعني بیش پر فوق رکهتے

† باب ۱۱ اِشلوک ۱۱۷ و ۱۲۸ سے لغایت ۱۳۹
‡ باب ۸ اِشلوک ۳۷ و ۳۸
§ باب ۹ اِشلوک ۱۸۸ و ۱۸۹
|| باب ۷ اِشلوک ۱۳۳ و ۱۳۴
* باب ۸ اِشلوک ۳۱۴ سے لغایت ۳۱۶ و باب ۱۲ اِشلوک ۱۰۱
+ باب ۸ اِشلوک ۳۲۵
++ باب ۹ اشلوک ۳۲۲

هیں † راجه اِسي فرقه میں سے هوتا هی اور غالباً اکثر معمولي وزیر بهي اِسي فرقه میں سے هوتے هیں ‡ اور تمام جنگي کار و بار اور بالکل لشکري عهدے اور سپه سالاري وغیره القصه ساري حکومت کے کامونکے اِختیار اِسي فرقه کا ذاتي حق سمجها گیا هی یهه بات جاننے کے قابل هی که برهمنوں نے باوجود اِسبابں کے که مجموعه قوانین کا بنایا بجز اُسکي تشریح بیان کرنے اور اِنفصال خصومات میں بیوسته لکهنے کے اِنتظام حکومت اپنے اختیار میں نہیں رکها چهتریوں کے فرض یهه بیان کیئے گئے هیں که لوگوں کو اپني پناه میں رکهکر هر طرح کي حفاظت کرنا هوم کرنا خیرات دینا بید پڑهنا اور نفساني خواهشوں کو دبائے رکهنا § *

محنتي فرقه بیش کا بیان

بیش فرقه کي کچهه بڑي عزت نہیں کیونکه برهمن کو مهمانداري کرنے کے بیان میں هدایت کي گئي هی که بیش کے ساتهه بهي مروت سے پیش آوے اُسکو بهي اُسوقت کهانا دے جبکه اپني اور متوسلوں کو دیتا هو || علاوه داد دهش کے اور هوم کرنے اور بید پڑهنے کے بیش کا کام مویشي پالنا تجارت کرنا روپیه سود پر قرض دینا اور کهیتي کرنا هیں * جو کار آمدني علم بیش کو تحصیل کرنا لازم هی وه اور فرقوں کے علم سے بہت زیاده هی کیونکه اُسکو علاوه مویشیوں سے بچے لینے کے طریق اور اپنے ملک کي جنسوں اور اِقسام اراضي سے بخوبي واقف هونے کے غیر ملک کي حاجتوں اور جنسوں کا علم رکهنا اور اور ملکوں کي مختلف زبانوں کا سمجهنا اور هر ایسي شی سے واقف هونا جو خرید و فروخت سے متعلق هو اور مزدوروں کي اُجرتوں کا جاننا بهي ضروري هی ǂ *

---

† باب ۸ اِشلوک ۲۶۷ و ۲۶۸
‡ باب ۷ اِشلوک ۵۴
§ باب ۱ اِشلوک ۸۹
|| باب ۳ اِشلوک ۱۱۲
* باب ۱ اِشلوک ۹۰
ǂ باب ۹ اِشلوک ۳۲۹ سے لغایت ۳۳۲

خدمتگار یعني شودر فرقه کا بیان

شودر فرقه کے آدمیوں کا فرض مختصر یهه بیان کیا گیا هی که اور فرقوں کي وه خدمت کیا کریں † لیکن اور مقاموں میں یهه بات مفصل بیان کي گئي هی که اُسکا بڑا فرض برهمنوں کي خدمت کرنا هی ‡ اور اُسکو اِسبات کي خاص اجازت هی که اگر وه نان و نفقه کا محتاج هو اور برهمنوں کي خدمت حاصل نهوسکے تو چهتریوں کي خدمت اختیار کرے اور اگر چهتري کي خدمت بهي نه میسر آسکے تو کسي مالدار بیش کي خدمت کرے § اور یهه عام قاعده تهرایا گیا هی که مصیبت کے زمانه میں هر فرقه اپنے سے ادنی فرقه کے کام کرنے لگے مگر کسي حالت میں آپ سے اعلی فرقه کے کاموں میں هاتهه نڈالے شودر فرقه سے نیچے اور کوئي فرقه نهیں هی اگر اِس فرقه کے لوگوں کو اُنکا معمولي کام نمل سکے تو وه دستکاري کے کام مثل معماري اور نجاري اور مصوري اور محرري کے اختیار کرلے || شودر کو بید شاستر اور مذهبي کتابیں پڑهنے کي اِجازت نهیں البته هوم کرنے کي اِجازت هی * لیکن برهمن کا اُس سے هوم وغیره کروانا ایسا سخت گناه هے که کفاره دینا پڑتا هی ‡ اور برهمن کو شودر کے روبرو بهي بید کا پڑهنا دُرست نهیں ‡‡ شودر کو دهرم شاستر کے مسئله سکهانا یا اُسکے گناه کے کفاره کا طریق بتانا برهمن کو اُس دوزخ میں ڈالتا هی جسکو اسم ورتا کهتے هیں

---

† باب ۱ اِشلوک ۹۱

‡ باب ۹ اِشلوک ۳۳۴

§ باب ۱۰ اِشلوک ۱۲۱

|| باب ۱۰ اِشلوک ۹۹ و ۱۰۰ منو کے مجموعه میں شودر کو کاشتکاري کرنے کي اجازت میں کهیں نهیں دیکهتا جسکو لوگ کهتےهیں که اِس کتاب میں کسي موقع پر علانیه هی مگر اِس زمانه میں یهه لوگ اِسقدر کثرت سے کاشتکاري کرتے هیں که گویا یهه کام خاص اُنهیں کي ذات کا خیال کیا جاتا هی

* باب ۱۰ اِشلوک ۱۲۷ و ۱۲۸

‡ باب ۱۰ اِشلوک ۱۰۹ سے لغایت ۱۱۱ و باب ۱۱ اِشلوک ۴۲ و ۴۳

‡‡ باب ۴ اِشلوک ۹۹

اُسکو دنیا کے کاموں میں بهي نصیحت کرنا ممنوع هی † برهمن کو ایسي سخت اور مکرر سکرر تنبیهه اور تاکید کسي اور جرم پر نهیں کي گئي هی جیسي شودر سے نذر یهینٹ لینے کے اِمتناع میں کي گئي هی اور اِس جرم کا کفاره جب تک که وه اُس دچهنا کو واپس نکردے تیرتهه جاترہ سے بهي نهیں هوسکتا ‡ اگر کسي برهمن کي فاقه سے جان لب پر آجاوے تو شودر سے خشک اناج لیلینا روا هی مگر اُسکے هاتهه کا پکا هوا نکهاوے شودر اپنے آقا کے پس خورده سے پالا جاوے اور اوترے هوئے پهٹے پرانے کپڑے پہنے § اور شودر کو اگر کچهه مقدور بهي هو تو دولت جمع کرنے کي اِجازت نهیں وجهه اِسکي یهه هی که وه دولتمند هوکر شاید کسي برهمن کو رنج پهونچائے ‖ اگر کوئي شودر کسي اعلی فرقه میں کے آدمي کو گالي دے تو اُسکي زبان کاٹ لیجاوے * اگر کوئي شودر برهمن کے پاس ایک هي فرش پر بیٹهه جاے تو اُسکے چوتڑوں کا گوشت کاٹ ڈالا جاوے ⫲ اگر شودر برهمن کو دهرم کي باتیں بتائے تو اُسکے منهه اور کانوں میں کهولتا هوا تیل ڈالیں ⫲⫲ *

اِسي طرح کے اور بهي ایسے قانون هیں جنپر خواه مخواه هنسي آوے اور نهایت بیرحمي اُنسے ظاهر هو جنمیں اور اعلی فرقوں کي رعایت سے شودر فرقه پر نهایت سختي مقرر کي گئي هی شودر ذلیل کو کہتے هیں ‡‡ اور اُسکے قتل کا کفاره بهي مذهب کي روسے وهي هی جو بلي کتے اور چهپکلي میڈک اور اور بهت سي قسم کے جانوروں کے مار ڈالنے کا کفاره هی §§ *

† باب ۴ اِشلوک ۸۰ و ۸۱

‡ باب ۱۱ اِشلوک ۱۹۴ سے لغایت ۱۹۷ و باب ۱۰ اِشلوک ۱۱۱

§ باب ۱۰ اِشلوک ۱۲۵

‖ باب ۱۰ اِشلوک ۱۲۹

* باب ۸ اِشلوک ۲۷۰

⫲ باب ۸ اِشلوک ۲۸۱

⫲⫲ باب ۸ اِشلوک ۲۷۲

‡‡ باب ۲ اِشلوک ۳۱

§§ باب ۸ اِشلوک ۳۱۴

اگرچه شودر کي ذلت کیسے هي کچهه کیوں نه ظاهر هو مگر اُسکي اصل حقیقت معلوم نہیں هوتي کیونکه شودر کو عموماً خدمت کرنیوالا بیان کیا گیا هی مگر اکثر مقاموں میں یهه صاف لکها هی که اگر شودر کو اُسکا مالک آزاد بهي کردے تب بهي وه خادم کا خادم هي رهتا هی مخدوم نہیں بنجاتا کیونکه جو حالت اُسکو خالق نے بخشي هی اُس میں سے کون اُسے نکال سکتا هی † باوجود اِسکے یهه بهي ثابت نہیں هوتا که وه کسیکا غلام هوتا هی کیونکه اُسکو اختیار حاصل هی که جسکي جي چاهے خدمت کرے اور اپنے لیئے تجارت کرنیکا بهي مختار هی اور نقل مکان کرنے کے اِمتناع میں جو قانون هیں اُنسے شودر لوگوں کے آزاد هونے پر ‡ اِسبات کے بهي یقین کرنے کي کوئي وجهه نہیں که وه لوگ ملک کے غلام هیں حقوق مالکانه جنسے غلام محروم تهے § بهت مقاموں میں انکي نسبت ثابت هوتے هیں || اور اُنکو مار پیٹ سے بهي قانوناً محفوظ رکها گیا هی یہاں تک که اُنکے مالک بهي اُنکو قانون کے بموجب تنبیهه تادیب کرسکتے هیں اور یہي حال اُنکے جورو بچوں وغیره کا هی * بهر کیف شودر فرقه کے لوگوں کي حالت قدیم زمانه کي جمهوري سلطنتوں کي علامتوں یا متوسط زمانه کے پاجیوں اور اور هر خادم فرقوں کي حالت سے جنکو هم جانتے هیں بہتر تهي *

مخلوط هو جانا فرقوں کا

اگرچه ان مختلف فرقوں کا اِمتیاز نہایت مضبوطي سے قایم کیا گیا تها مگر اُنکے مخلوط نهونے کے لیئے جو تدبیریں مقرر کي گئي تهیں اُنپر ایسي توجهه نهوتي تهي جیسي که پچهلے دنوں میں هونے لگي اس آمیزش

---

† باب ۸ اِشلوک ۴۱۴

‡ باب ۲ اِشلوک ۲۴

§ باب ۹ اِشلوک ۴۱۶

|| باب ۹ اِشلوک ۱۵۷

* باب ۸ اِشلوک ۲۹۹ و ۳۰۰

کی امتناع میں جو قانون بنے تھے اُنکی بنا زیادہ تر برتر فرقوں کی عورتوں کے فخر کے تعصب پر تھی کچھہ نسل کی حفاظت کے لیئے نہ تھی تینوں اعلی فرقوں کے مردوں کو آپ سے کم درجہ کی † عورت سے شادی کرنیکی اجازت دی گئی هی لیکن شرط یہہ هی کہ اپنے خاندان میں اُسکو برتر مرتبہ دیویں ‡ لیکن آپ سے برتر درجہ کی عورتوں سے شادی کرنے کی اجازت نہیں هی چنانچہ برتر درجہ کی عورتوں کے پاس ناجایز امد و رفت کرنے کی نسبت نہایت سخت سزائیں قانون میں مندرج هیں § ایسی شادی کرنے والوں کی اولاد جو آپ سے کم درجہ کی عورت کے ساتھہ شادی کریں اُنسے بہت کم مرتبہ رکھتی هی || مثلاً ایک برهمن کی اولاد جسنے آپ سے ایک درجہ کم عورت سے شادی کی هو ان دونوں میں متوسط مرتبہ والی هوتی هی * اور اگر ان متوسط مرتبہ والوں کی بیٹیوں کی سات پشت تک متواتر برهمنوں کے ساتھہ شادی هووے تو وہ نسل پھر متبرک هو جاتی هی ‡ لیکن شودر کی ایسی اولاد جو برهمنی سے هو چنڈال هوتی هی ‡‡ اور یہہ چنڈال اگر اعلی فرقوں کی عورتوں سے صحبت کریں اور اُنسے اولاد پیدا هو تو هر مرتبہ اپنے جتانے والے سے زیادہ ناپاک هوتی جاویگی ‡‡ *

معلوم ایسا هوتا هی کہ یہہ سب فرقہ منو کے وقت میں بھی کھانا ایک دوسرے کے ساتھہ باهم بیٹھکر نہ کھاتے تھے اور برهمن جو اور برهمنوں کی اپنی رغبت سے دعوت کرے اُسمیں اور اُس کھانا کھلانے میں ایک

† باب ۲ اشلوک ۲۳۸ سے لغایت ۲۴۰ و باب ۳ اشلوک ۱۳

‡ باب ۳ اشلوک ۱۴ سے لغایت ۱۹

§ باب ۸ اشلوک ۳۶۶ و ۳۷۴ لغایت ۳۷۷

|| باب ۱۰ اشلوک ۱۱ سے لغایت ۱۹

* باب ۱۰ اشلوک ۶

‡ باب ۱۰ اشلوک ۶۴

‡‡ باب ۱۰ اشلوک ۱۲

‡‡ باب ۱۰ اشلوک ۲۹ و ۳۰ ب نیچی کے فرقہ کی عورت سے شادی کرنا منع ہے

عجیب فرق هی جو کسي مهمان چهتري کو قانون کي رو سے خود اپنے هاتهه سے برهمن کو پکاکر کهلانا پڑتا هی † لیکن منو کے مجموعه میں سوا ے شودر کے اور فرقوں کے آدمیوں کو آپسمیں ساتهه کهانے یا ایک دوسرے کے هاتهه کا پکا هوا کهانے کي جس سے اس زمانه میں ذات جاتي رهتي هی کهیں ممانعت معلوم نهیں هوتي اور شودر کے ساتهه یا اُسکے هاتهه کا پکا هوا بهي کهالینے کے گناه کا کفاره صرف سات روز آش جو پینے سے هو جاتا هی ‡ معلوم ایسا هوتا هی که گناه کرنے یا گناه کرکے اُسکا کفاره نه ادا کرنے سے ذات جاتي رهتي تهي *

یهه بات غور کرنے کے قابل هی که ان چاروں فرقوں میں کاریگر کسي فرقه میں شامل نهیں البته شودر کو یهه اجازت هی که جب اُسکي معمولي خدمت نه ملے تو وه کاریگري کے کام کرے مگر یهه نهیں بیان کیا گیا که صنعت کن لوگونکا معمولي کام هی دسویں باب کے چند مقاموں سے مفهوم هوتا هی که ان معمولي فرقوں کي امیزش سے جو گروه پیدا هوئي کاریگري اُنکا پیشه تهرا جیسا که اب بهي هوتا هی اور یهه ایسي بات هی جسکي بنیاد سے هم یهه نتیجه نکال سکتے هیں که ذاتوں کي تقسیم ایسے زمانه میں کي گئي جس میں کاریگري اور فن نهایت اختصار کے ساتهه پهلے هي پهلے شروع هوئے هونگے جسکے سبب سے هر فن کے لیئے علحده کاریگروں کي ضرورت نهوگي اور هم یهه بهي سمجهه سکتے هیں که قوموں کے تقسیم هونے سے اس مجموعه کے مرتب هونے تک بهت سي نسلیں گذري هونگي اور اس زمانه میں جو اکثر فرقے اصلي تقسیم کے بعد قایم هوئے صدها پیشے اُنسے متعلق هوگئے هونگے *

---

† باب ۳ اشلوک ۱۱۰ سے لغایت ۱۱۳

‡ باب ۱۱ اشلوک ۱۵۳

دوسرا باب

گورنمنت یعني حکومت کے بیان میں

راجه

اسطرح کي ترتیب دیا هوا گروه خلقت کا ایک خود مختار راجه کے اختیار میں رهتا تها منو کے مجموعه کے اُس باب کے شروع هي میں جو انتظام ملک کے بیان میں هیں راجه کي عظمت اور اختیار ظاهر کرنے میں جسکو کوئي روک نهیں سکتا ایسا شاعرانه مبالغه کیا گیا هی که راجه کو خدا کي برابر تهرا دیا هي † راجه کسي قانوني بندش کا جو کبهي انسان نے تجویز کي هو تابع نهیں هوتا تها اگرچه اُسکو ایک موقع پر ‡ سزا کا خوف دلایا گیا هی اور دوسرے موقع پر § جرمانه سے ترایا گیا هی مگر اس سزا یا جرمانه کے عمل میں آنے کا کوئي طریقه نهیں معلوم هوتا اور راجه کے اهلکاروں اور فوج کے افسروں وغیره کو بجز اسبات کے که جو کچهه راجه کا حکم اور مرضي هو وه کریں کوئي باقاعده قانوني اختیار حاصل نه هوتا تها مگر یهه یقین هی که راجه اُن قاعدوں اور قانون کا ضرور پابند هوتا هوگا جو خدا کیطرف سے قرار پائے هوئے سمجهے جاتے تهے اور جو دبدبه که برهمنوں کو راجه اور اُسکي رعایا پر حاصل تها اُس سے منو کے مجموعه کے احکام کو بڑي مدد پهونچتي تهي اور ضرور هی که راجه اور ظالم حاکموں کي طرح رعایا کي بغاوت کے ڈر سے بهي حد سے باهر قدم نه دهرتے هونگے || *

---

† باب ۷ اشلوک ۱ سے لغایت ۱۳

‡ باب ۷ اشلوک ۲۷ سے لغایت ۲۹

§ باب ۸ اشلوک ۳۳۶ •

|| ثاني کاب میں جو ایک سانک سنه عیسوي کے شروع کا لکها هوا هي اُسمیں راجه کو ظلم کے سبب گائیوں کے مویرز نے تخت سے اوتارا هی اور دوسرے سانک میں جسکا نام اوتارا راماچرتا هی بڑے راجه رام نے لوگونکي فریاد سے اپني محبوب راني کو بمجبوري جلا وطن کیا اسکو ولسن صاحب کي هندو کي تماشاگاه نام کتاب میں دیکهو

راجه کے سنگهاسن پر بیٹهائے جانے سے یہہ غرض بیان کی گئی هی که وہ ظلم اور تعدی کی روک تهام کرے اور بد اعمالوں کو سزا دے" سزا جاگتی رهتی هی جب که پہرہ والے سو جاتے هیں " اگر راجه سیاست نکرے تو زبردست کمزور کو اِسطرح بهون کر کہا جاے جیسے مچهلی کو سیخ پر" اور کوئی شی کسیکی ملکیت نرهے اور هر ادنی هر اعلی کو تباہ و برباد کر دے " † *

راجه کے فرض عموماً یہه بیان کیئے گئے هیں نه وہ اپنی قلمرو میں عدل و اِنصاف کرے اور غیر ملکی دشمنوں کے ساتهہ سخت سزا اور سیاست سے پیش آوے اور دوستوں کے ساتهہ نفاق نه برتے اور برهمنوں پر شفقت رکهے ‡ اور برهمنوں کے ساتهہ ادب سے پیش آوے اور حیا اور دلجمعی کی باتیں اُنهیں سے سیکهے اور اِنصاف اور تدبیر مملکت اور علم معرفت اور علم الهیات بهی اُنهیں سے سیکهے اور رعایا سے فن کاشتکاری اور تجارت اور اور عمدہ فنون یاد کرے § اور حفظ نفس اور غیظ و غضب اور کاهلی سے آپ کو بچائے رکهے *

اِنتظام حکومت

راجه سات شخص وزیر یا مشیر رکهے (معلوم هوتا هی که یہه چهتریوں میں سے هوتے هونگے). اور اُن سب پر ایک عالم برهمن کو ممتاز رکهے جسپر کامل اعتماد اور بهروسه راجه کا هو اور اور افسروں کو بهی مقرر کرے جنمیں سب سے معزز وہ هوتا تها جسکو ایلچی کہا گیا هی هماری دانست میں اِس شخص کو غیر ملکی معاملات کا وزیر سمجهنا چاهیئے یہه شخص اور افسروں کیطرح عالی خاندان اور دانا اور تیز فہم اور بڑا لئیق اور دیانتدار اور هر دل عزیز اور چست و چالاک اور ملکوں اور زمانه سے واقف اور

---

† باب ۷ اِشلوک ۱۳ سے لغایت ۲۴

‡ باب ۷ اِشلوک ۳۲

§ باب ۷ اِشلوک ۴۳

خوبصورت اور فصیح هو اور فوج کا بندوبست بالکل سپہ سالار کے اختیار میں هو اور سیاست اور سزا دهي حکام عدالت کے اختیار میں هو اور خزانه اور ملک کا اِنتظام خود راجه کي ذات پر منحصر رهے اور جنگ اور صلح غیر ملکي معاملات کے وزیر کے قبضه میں رهے † اِس میں کچهه شک نهیں که اِن سب محکموں کي نگراني راجه خود کرتا تها لیکن جب وه کثرت کام سے تهک جاتا تو کسي اپنے وزیر اعظم سے یهه کام لینے کا اختیار رکهتا تها ‡ اور اپني قلمرو کا اِنتظام بہت سے افسروں کے ذریعه سے اِسطرح پر کرے که ایک ایک قصبه اور گانوں پر حاکم مقرر کرے اور اُنپر دس دس قصبوں کا حاکم اور اُنپر سو سو گانوں اور قصبوں کا حاکم اور اُنپر هزار هزار گانوں اور قصبوں پر حاکم مقرر کرے اِن تمام حاکموں کو راجه مقرر کرے اور وه سب جرموں اور سزاؤں کي اِطلاع اپنے حاکم بالا دست کو کیا کریں اور هر گانوں یا ایک قصبه کے حاکم کو اُسکي خدمت کي عوض میں وه غله وغیره اور چیزیں ملا کریں جنکي پانیکا اُس گانوں یا قصبه سے راجه مستحق هو اور دس گانوں یا قصبوں کے حاکم کو دو هل کي زمین اور سو گانوں یا قصبوں کے حاکم کو ایک چهوٹے گانوں کي اراضي اور هزار گانوں کے حاکم کو ایک بڑے گانوں کي زمین ملے § *

اور یهه سب حاکم بڑے ذي رتبه اور صاحب اختیار گرداوروں کي نگراني میں رهیں اور هر بڑے قصبه یا شہر میں ایک گرداور رهے اور وه اُن تمام خرابیوں اور بد اِستعمالیوں کا اِنسداد کیا کرے جنپر ضلع کے حاکم بالطبع مائل هوتے هیں || اور ملک کے تقسیم بلحاظ فوج کے بهي هووے یعنے

† باب ۷ اِشلوک ۵۴ سے لغایت ۶۶

‡ باب ۷ اِشلوک ۱۴۱

§ پهلي صورت یعني ایک گانوں کي حکومت کا معاوضه وه تهوڑا سا حصه هوتا تها جو اب بهي پدهانوں کو ملتا هے اور باقي تین صورتوں میں جو گانوں اُنکو ملتا تها اُسمیں سے زمین کي پیداوار کے اُس حصه کے وه مستحق هوتے تهے جو راجه کا پانتني هوتا تها

|| باب ۷ اِشلوک ۱۱۹ سے لغایت ۱۲۳

ایک ایک گروہ فوج کا ایک ایک حصہ ملک میں رهے جسکا افسر نہایت عمدہ شخص هو یہہ ضرور نہیں کہ اُسکے ضلع کی حدیں ملکی حاکم کے ضلع کی حدوں کی مطابق هوں *

محاصل کا بیان

هر قسم کی کاشتکاری کی پیداوار کا وہ حصہ جو راجہ کا حق هو اور تجارت کے محصول اور خوردہ فروشوں اور اور دکانداروں پر تهوڑا تهوڑا سالانہ محصول اور پیشہوروں سے ایک مہینے میں ایک دن کی بیگار ملک کا محاصل هوتا هی † سوداگروں کے مال پر اُسکی اصل قیمت اور راہ خرچ اور خالص منافع کے لحاظ سے محصول لگانا چاهیئے محصول کی شرح یہہ هی کہ مویشیوں اور جواهرات اور سونے چاندی پر جو سال بهر میں سرمایہ پر بڑهے اسکا پچاسواں حصہ محصول هو اور لڑائی کے وقت میں بیسویں حصہ تک زیادہ کرنے کا مضایقہ نہیں اور غلہ میں بارهواں یا آٹهواں یا چهٹا حصہ (بموجب زمین اور اُسکی کاشت کی محنت کے) مقرر هو ‡ اور ضرورت میں اسکی بهی چوتهائی تک بڑهالینے میں کچھ نہیں تمام سرکاری محاصل میں یهی ایک ایسی رقم معلوم هوتی هی جو سب سے بڑہ کر هو اور درختوں اور شہد اور خوشبوؤں اور گوشت اور اور بہت سی قدرتی پیداواریں اور مصنوعی چیزیں جو سال بهر میں ترقی پکڑیں اُنکی خالص ترقی کا چهٹا حصہ محصول قرار دیا جاوے § *

اور هر ایک بیع و شرا کے منافع پر بحساب فیصدی بیس روپیہ سرکار کا حق هی || لاوارث مال و متاع کا بهی راجہ هی مالک هوتا هی اور تمام وہ مال بهی جسکا مالک موجود نہو تین بار اشتہار دینے کے بعد اگر دو

† باب ۷ اشلوک ۱۲۷ و ۱۳۸

‡ پرنتهسس میں جو لفظ هیں انکو مسمی کارکا مفسر نے اصل متن پر زیادہ کر دیا هی *

§ باب ۷ اشلوک ۱۲۷ لغایت ۱۳۲

|| باب ۸ اشلوک ۳۹۸ *

برس کي اندر اندر وہ نہ آجاوے راجہ کا ہو جاتا ہی † اور راجہ علاوہ اُن کانوں کے جو اُسکے خاص قبضہ میں ہوں اور تمام معدنیات کے نصف کا حقدار ہوتا ہی ‡ اور معلوم ہوتا ہی کہ بعض قسم کے اسبابوں میں یہہ حق بھي راجہ کا ہوتا تھا کہ جب تک اُنکے خرید کرنے سے وہ انکار نکرے کوئي خرید نکرسکے § *

کہا گیا ہی کہ منو کے مجموعہ میں علاوہ اِن حقوق کے جو بیان ہوئے راجہ کو کل ملک کي زمین کا مالک بھي ٹھہرایا گیا ہی اور اسبات کا ثبوت باب ۸ اشلوک ۳۹ سے جس میں راجہ کو زمین کا اعلی درجہ کا مالک قرار دیا ہی اور باب ۸ اشلوک ۲۴۳ سے بھي جس سے پایا جاتا ہی کہ زمین کا مالک اگر کاشت نکرے تو راجہ اُس سے باز پرس کریگا ہوتا ہی اِسکا جواب یوں دیا گیا ہی کہ پہلے حوالہ کي تردید باب ۷ کے ساتویں اِشلوک سے جسمیں راجہ کو دریاؤں اور آسمانوں کا مالک بیان کیا گیا ہی ہوتي ہی اور دوسرے حوالہ کو صحیح نہیں مانا جاتا ہی اگر وہ صحیح بھي ہو تو اُسمیں صرف یہہ مصلحت ہوگي کہ راجہ زمین کے مالک کي غفلت کے سبب سے اپنے حصہ سے محروم نرہے علاوہ اِسکے ایک اور مقام پر باب ۹ اِشلوک ۴۴ سے راجہ کا دعوي توڑ دیا گیا ہی یعنی اُسمیں لکھا ہی کہ زمین کا مالک وہ ہی جسنے جنگل کاٹا اور مفسر اِسکي اِسطرح تشریح کرتا ہی کہ جسنے زمین کو صاف کیا اور اُسپر کاشت کي لیکن تصفیہ اِسبات پر ہی کہ جب راجہ کا حصہ ایک چوتھائي یا ایک چھٹا قرار پاچکا تو باقي تین چوتھائي یا پانچ چھٹے حصوں کا مالک کوئي اور ہوگا جسکي زیادہ تر اُس زمین سے غرض متعلق ہوگي ‖ مگر یہہ عجیب بات ہی کہ اِس مجموعہ میں رعایا کے زمین

† باب ۸ اشلوک ۳۰ ‡ باب ۸ اشلوک ۳۹۹

§ باب ۸ اشلوک ۳۹

‖ رعایا کے زمین کے مالک ہونے پر جو دلائل ہیں وہ ولکس صاحب کي تاریخ میسور کے حصہ اول کے پانچویں باب میں مندرج ہیں اور تتمہ میں بھي ہیں اور مل صاحب کي تاریخ هندوستان عہد انگریزي کي جلد اول کے صفحہ ۱۸۰ میں وہ دلائل جو راجہ کے زمین کے مالک ہونے پر ہیں لکھي ہیں

کے مالک هونیکي نسبت بہت کم اِشارہ کیا گیا هی حالانکہ بہت موقعوں پر اِسکا ذکر ضرور هونا چاهیئے تها البتہ صاف صاف بیان اِسبات کا آٹهویں باب میں اِشلوک ۲۶۲ سے ۲۶۵ تک جو زمین کي حدود کے بیان میں هي کیا گیا هی اور باب ۹ اِشلوک ۴۹ و ۵۲ سے لغایت ۵۴ میں یہہ بات سمجهہ لینے سے ثابت کي گئي هی کہ ایک شخص کا بیج دوسرے شخص کي زمیں میں بویا گیا هی اور باب ۴ اِشلوک ۲۳۰ و ۲۳۳ میں زمین کے هبہ اور وقف کرلے کا ذکر اِسطرح پر کیا گیا هی کہ لوگوں کو زمین کے بخشنے کا حق تها مگر اِن دونوں آخر کے فقروں کے یہہ بهي معني سمجهے جاسکتے هیں کہ زمین کي ملکیت کا حق صرف راجہ یا کل گانوں کو حاصل تها اِس مجموعہ میں ورثہ کے تقسیم اور رهن کے قواعد اور جلا وطنوں کي ملکیت کے احکام اور لوگوں کي دولت کے بیان میں هر قسم کي ملکیتوں کا ذکر هی مگر زمین کا مطلق ذکر نہیں اگر باب ۸ کے اِشلوک ۲۶۲ سے ۲۶۵ تک کي سند نہوتي جسکا اوپر ذکر هوا تو هم ضرور یہہ سمجهتے کہ زمین گانوں والوں کے آپس میں تقسیم تهي جیسا کہ اب بهي هندوستان کے بہت سے مقاموں میں هی اور یهي قاعدہ شاید عام هوگا اور لوگوں کو گانوں میں کي وقف زمینوں میں سے یا راجہ کے حصہ پیداوار میں سے اِنعام و اکرام ملتا تها *

دربار کا بیان

راجہ کو هدایت کي گئي هی کہ اپني راجدهاني اپنے ملک میں سے ایسے مقام پر قرار دے جو نہایت زرخیز اور سر سبز و شاداب هو اور اُس تک مخالفوں کي رسائي مشکل هو اور حملہ کرنیوالوں کو رسد نہ ملے اور اپني گڑهي کو سپاهیوں اور ذخیروں سے همیشہ معمور رکهے اور اُسکے بیچا بیچ میں اپنا محل نہایت شاندار اور ایسا مستحکم بنارے کہ اُسمیں بهي دشمنوں کے حملہ سے پناہ مل سکے اور درختوں اور چشموں

سے بہو سبز و شاداب رکھے اور ایک ایسي راني پسند کرلے جو عالي خانداني اور حسن میں شہرہ آفاق ہو اور گھر کا پروھت مقرر کرے † *

راجہ رات کے پچھلے پہر اوٹھکر بلدان اور پوجا پاٹھ کرکے ایک عمدہ اور نفیس دیوان خانہ میں دربار کرے اور اپني رعایا پر مہرباني اور شفقت کي نظر رکھے اور بعد اسکے کہیں جنگل میں درختوں کے جھرمٹ میں یا پہاڑ وغیرہ کي کسي بلندي پر جہاں کسي غیر کا گذر نہو اپنے مشیروں کو جمع کرے اور بولنیوالے جانوروں اور عورتوں کي بھي احتیاط رکھے پھر ورزش اور اشنان کرکے اپنے خاص کمرہ میں کھانا کھاوے اب اسوقت اور ادھي رات کو اپنے گھر کے اِنتظام اور اپنے نج کے نوکروں کي موقوفي بحالي اور اپنے ذاتي کاموں کو انجام دے ‡ اسکے بعد کچھہ تفریح طبع بھي کرے بعدہ فوج کا ملاحظہ کرے اور دن چھپے مذہبي فرض جسکو سندھیا کہتے ھیں ادا کرکے قاصدوں کے کاغذات سنے اور اس کام سے فارغ ہوکر اپنے خاص خلوتخانہ میں رات کا کھانا کھاکر اور کچھہ دیر رقص و سماع سے دل بہلاکر آرام کرے § *

مگر یہہ معقول اور خوشنما سلسلہ بسر اوقات کا اُن بہت سي احتیاطوں سے توڑا گیا ھی جنکے سبب سے ایشیا کے بادشاھوں کے تمام حظ زندگي میں خلل پڑتا ھے چنانچہ یہہ ھدایتیں کي گئي ھیں کہ راجہ کي رسوئي نہایت معتمد آدمي پر بھروسا کریں اور کھانے کے ساتھہ ھي زھر کي دفع کرنیوالي دوا بھي موجود رھا کرے اور جبکہ وہ ایلچیوں کو دربار میں بلاے یا کسي اور موقع پر ملاقات کرے تو مسلح ھو خالي ھاتھہ نرھے اور اپنے محل کي خادمہ اور چھوکریوں کي اِس اندیشہ سے تلاشي لیا کرے کہ اُنکے پاس کچھہ ھتیار پوشیدہ نرکھے ھوں غرض کہ اندر باھر اُسکو ھمیشہ اپنے دشمنوں کي سازشوں سے ھوشیار رھنا چاھیئے اِس مجموعہ کے اِس باب حکومت میں

† باب ۷ اشلوک ۶۹ لغایت ۷۸

‡ باب ۷ اشلوک ۱۴۵ لغایب ۱۵۱

§ باب ۷ اشلوک ۲۱۶ لغایت ۲۲۵

میں بہت سے قواعد غیر ملکي معاملات کے هیں که کسطرح غیر ملکوں کے ساتهه پیش انا اور کسطرح جنگ اور صلح کرنا چاهیئے اور یهه سب باتیں اُن بہتسي دلیلوں کے ثبوت سے جنسے ظاهر هوتا هی که هندوستان نهایت قدیم زمانه میں بہت مختلف چهوتي چهوتي سلطنتوں میں منقسم تها اور نیز اُن آثار کے سبب سے جنسے معلوم هوتا هی که لوگ تربیت یافته تهے از بس دلچسپ هیں مثلاً لکها هی که راجه اپني حفاظت نهایت هوشیار اور چوکنا رهنے اور ساز و سامان درست رکہنے سے کرے کبهي دغا اور فریب کام میں نه لاوے کوئي کام دهوکه کا نکرے † دشمن کے ٹالنے کي چار تدبیریں هیں اول تو کچهه نذر و نیاز دیدینا دوسرے اُسکے رفیقوں میں پهوٹ ڈلوا دینا تیسرے خط کتابت سے صلح کرلینا چوتهے بدرجۂ مجبوري لڑنا کہتے هیں که عقلا پچهلے دونوں طریقوں کو ترجیح دیتے هیں ‡ راجه اپنے نهایت قریب همسایوں اور اُن راجاؤں کو جنسے صلح هو دشمن سمجهے اور اُنسے بعید کے رهنیوالوں کو دوست اور اُنسے بهي بعید کے راجاؤں کو نه دوست نه دشمن § یهه بات قابل اِطلاع کے هی که مشکلوں کے دفعیه کي جو تدبیریں بنائي گئي هیں اُنمیں اپنے آپ سے قوي سلطنت کي پناه پکڑنا عمده تدبیر هی || مگر معلوم هوتا هی که اِس پناه لینے میں اُس سلطنت کا بالکل مطیع اور فرمانبردار هوجانا هوتا تها اور جس موقع پر آخر میں اِس پناه کا ذکر کیا گیا هی وهاں راجه کو یهه هدایت کي گئي هی که اگر وه اِس پناه کو اپني نسبت کوئي برائي سمجهے تو باوجود سخت مصیبت کے اور ضعیف هونے کے دشمن کے مقابله پر بلا خوف و خطر سخت لڑائي میں مستقل رهے * سلطنت کے غیر ملکی اُمور اور لڑائي کے

† باب ۷ اِشلوک ۱۰۳ و ۱۰۴
‡ باب ۷ اِشلوک ۱۰۹
§ باب ۷ اِشلوک ۱۹۸
|| باب ۷ اِشلوک ۱۶۰
* باب ۸ اِشلوک ۱۷۵ و ۱۷۶

کار و بار میں جاسوسوں کی اشد ضرورت ظاهر کی گئی هی جو لوگ اِس کام پر طرح طرح کے مامور هوں اُنکے ذرا ذرا اوصاف لکھے گئے هیں چنانچه اُن هی میں سے بعضے قسم کے اب بهی هندوستان میں هوتے هیں اُنمیں سے کچهه تو متنفی چالاک دهوکا دینے کے لیئے بڑے پوجاریوں کی صورت بنائے رهتے هیں اور کچهه مصیبت زده کاشتکار کی حالت میں رهتے هیں اور کچهه خراب خسته سوداگر کے لباس میں هوتے هیں † *

لڑائی کا بیان

لڑائی کے قواعد بہت سیدهے سادے هیں اور برهمنوں نے جو اُنکو لکها هی اِسلیئے اُنمیں وه خوبی نهیں پائی جاتی جو اجکل هندوستانیوں سے ظهور میں اتی هی اور اُسکے سبب سے هندوستانی ممتاز هیں لشکر کشی کا قاعده یونانی جمهوریه سلطنتوں یا روم کے اِبتدائی قاعده لشکر کشی سے مشابه هی اور یهه قاعده به نسبت ان بڑے بڑے ضلعوں کے جو اجکل هندوستان میں موجود هیں بهت چهوٹے چهوٹے ضلعوں کے لائق اور مناسب معلوم هوتا هی *

لکها هی که جب فصل ربیع کٹ چکے جب راجه چڑهائی کرکے سیدها دشمن کی دارالخلافت پر جاوے اور ایک اور مقام پر لکها هی که ایک قلعه کے اندر سو آدمی محافظ دس هزار دشمنوں کے مقابله کے واسطے کافی هیں اِس سے ظاهر هوتا هی که محاصره کا تو ذکر کیا هی حمله کی تدبیر و فن میں بهی پناه لینے کے فن سے نهایت کمی تهی اور اگر دشمن مقابله نکرے تو راجه اُسکے ملک میں اُسوقت تک لوٹ کهسوٹ کرتا رهے اور اُسکے سرداروں سے سازش کرے که دشمن مجبور هوکر اُس سے ایسی لڑائی لڑے جو اُسکے حق میں مفید هو ‡ اور بهتر یهه هی که اُسکو ایسا لاچار کرے که اطاعت کے عهد و پیمان کرلے اور فوج میں سوار اور پیادے دونوں

† باب ۷ اِشلوک ۱۵۴

‡ باب ۷ اِشلوک ۱۹۱ لغایت ۱۹۷

قسم کے سپاهی هوتے تھے اور سوار اور پیادے دونوں تیر و کمان اور ڈھال تلوار باندھتے تھے اور لڑائی میں هاتھی بہت کام دیتے تھے اور منو کے وقت تک بھی هاتھی اور رتھہ فوج کا بڑا حصہ هوتے تھے *

فوج کے کوچ کرنے اور لڑنے کے مختلف قاعدے اِس مجموعۂ میں کچھہ کچھہ بیان کیئے گئے هیں راجہ کو هدایت کی گئی هی کہ اپنی فوج میں مغربی هندوستان کے آدمیوں کو نوکر رکھیں وهاں اب بھی جوانمرد هوتے هیں اپنی فوج کو راجہ اپنی مردانگی دیکھا کر دلیر کرے اور صف آرائی کے وقت مختصر اور بڑهاوے کی گفتگو سے اُنکے دل بڑهاوے غنیمت کا مال جو لوٹے وهی اُسکا مالک هو اور اگر بھیثیت مجموعی هاتھہ آوے تو فوج پر تقسیم کردیا جاوے † لڑائی کے قانونوں سے تمیز اور انسانیت پائی جاتی هی چنانچہ زهر کے بجھے هوئے اور آتشین تیرونسے لڑنے کی ممانعت هی اور بہت حالتوں میں دشمن کو برباد کرنا هرگز جائز نہیں مثلاً جو لوگ مسلح نهوں یا زخمی هوں یا جنکے هتیار بیکار هوگئے هوں اور وہ اپنے آپ کو حوالہ کردیں اُن سب کو امن دینی چاهیئے اور ممانعتوں میں اِس سے بھی زیادہ جوانمردی پائی جاتی هی چنانچہ گھوڑے یا رتھہ کے سوار کو جائز نہیں کہ پیادہ پر حربہ کرے یا جو شخص تھک کر بیٹھہ گیا هو یا دوسرے سے لڑ رها هو یا بھاگتا هو اُسکو بھی مارنا درست نہیں ‡ *

ملک مفتوحہ کا بندوبست بھی ایسی هی عمدہ فیاضی کے اصولوں پر مبنی هی چنانچہ اشتہار کے ذریعہ سے فوراً سلامتی اور حفاظت کا رعایا کو یقین دلانا چاهیئے اور اُس ملک کے جو قوانین اور مذهب هوں اُنکی رعایت اور پاس و لحاظ کیا جاوے اور جسدم یہہ یقین هو جاوے کہ مفتوحہ قوم اعتماد کے قابل هی اُسکے قدیم خاندان شاهی میں سے ایک شخص کو راج گدی پر بیٹھاکر اپنی مطیع حکومتوں میں شمار کرلیا

† باب ۷ اِشلوک ۹۶ و ۹۷

‡ باب ۷ اِشلوک ۲۰۱ لغایت ۲۰۳

جاوے † یہه بات قابل اطلاع کے هی کہ راجه کے ذاتي نوکروں کي تنخواہ تو ذرا ذرا تفصیلوار بیان کي گئي هی مگر فوج کي تنخواہ کي نسبت یا اُسکي پرورش کے کسي ذریعه کي نسبت ایک حرف بهي نهیں کها گیا اس زمانه کي هندو قوم کے طریق کے دیکهنے سے یہه قیاس هوسکتا هی که فوج کي پرورش سرداروں کو جاگیروں میں اراضیات مقرر کرنے سے هوتي هوگي اگر یہه طریق اُسوقت میں جب‌که منو کا مجموعه بنا مروج هوتا تو کو کوئي قاعده ان سرداروں کي حاضر باشي اور اُنکي جاگیروں پر راجه کے اختیار کي مقدار باقي رهنے نرهنے کے لیئے مقرر هوتا مگر یہه ممکن نه تها که ملک کے اندروني بندوبست میں ان سرداروں کے ایک بڑے گروہ کا کچهه تذکره نهوتا یہه هوسکتا هی که هر ایک سپاهي کو علحده علحده زمین دیدینے سے جیسے که جنوبي هندوستان میں (جهاں مسلمانوں کا بہت کم گذر هوا) اب بهي رواج هی تنخواہ دیجاتي هو اِس راے کي اس بات سے بهي کچهه استعانت هوتي هی که ملکي کار و بار کے افسروں کو بهي جاگیروں کے ذریعه سے تنخواہ دیجاتي تهي ‡ اور ایک مقام سے معلوم هوتا هی که سلطنت تقسیم نهیں هوتي تهي بلکه راجه کے ایک بیٹے کو غالباً بموجب هندو قانون کے اُس بیٹے کو جسکو اُسکا باپ نهایت لئیق سمجهتا تها پهونچتي تهي *

† باب ۷ اشلوک ۹۰ لغایت ۹۲

‡ دیکهو باب ۷ اشلوک ۱۱۹ کو جسکا هم حواله دیچکے هیں

تیسرا باب

عدل و انصاف کے بیان میں

عام قاعدے

حکم هے که راجه خود برهمنوں اور اور مشیروں کي استعانت سے دادرسي کرے † یا اس کام کو ایک ایسے برهمن کي سپرد کیا جاوے جسکے تین اور همقوم مددگار سرکاري پنچ هوویں ‡ اور مقدمات سیاست یعني فوجداري کے لیئے کوئي علاحده انتظام نهیں کیا گیا لیکن قوانین کے عام منشاء سے مفهوم هوتا هی که به نسبت معاملات دیواني کے راجه زیاده تر فوجداري پر متوجهه رها کرے*

منو کے مجموعه میں اُن مقاموں کا جنمیں دادرسي کي جاوے کچهه ذکر نهیں هوا هی اسلیئے یهه قیاس هو سکتا هی که اُن آبادیوں میں جو راج دهاني سے فاصله پر هوتے هونگي راجه کیطرف سے نیابتاً کوئي حاکم عدالت کا کام کرتا هوگا § راجه ایسے قرضه کي نالشوں میں جسکي

† باب ۸ اشلوک ۱ و ۲

‡ باب ۸ اشلوک ۹ و ۱۱

§ یهه بات جسکا ذکر هوا هندوؤں کے قدیم طریقه کي رو سے جو اور کتابوں میں مندرج هی غیر محقق هی کیونکه اُن کتابوں سے معلوم هوتا هی که راجه ملک کے خاص خاص مقاموں میں منصف حاکم مقرر کرتے تھے اور تین قسم کے پنچایتوں کا بهي قانون تها جو اُن منصف حاکموں کي تجویز سے بنتے تھے اول برادري کے لوگوں کي پنچایت دوسرے هم پیشه لوگوں کي تیسرے همرطنوں کي پنچایت هوتي تهي اول پنچایت کا اپیل دوسري کے روبرو اور دوسري کا اپیل تیسري کے روبرو هوتا تها اور ان سب کا اپیل ضلع کي عدالت میں هوتا تها اور ضلع کي عدالت کا راجدهاني کي اعلی عدالت میں اور اعلی عدالت کا اپیل خود راجه کے دربار میں هوتا تها جسمیں راجه کے وزیر اور منصف اور راجه کے گرو هوتے تھے اگرچه یهه سب مشیر راجه کے راج کو صلاح دے سکتے تھے مگر تصفیه صرف راجه هي کي راے پر منحصر هوتا تها لیکن اس سررشته کے کمال کا زمانه صحیح بیان نهیں کیا گیا ـ کولبروک صاحب کي تحقیقات هندو راجاؤں کي عدالت کے باب میں جو رائل ایشیاٹک سوسئیٹي کي جلد دو صفحه ۱۶۶ میں مندرج هی

تحقیقات کے بعد خود مدعاعلیہ قبول کرلےفیصدي پانچ روپیہ پانیکا مستحق هوتا تھا اور اور سب ایسے مقدموں میں جنمیں مدعاعلیہ انکار پر مستقل رهے اور عدالت میں دعوي مدعي کا صحیح ثابت هو فیصدي دس روپیہ راجہ کا حق هی † غالباً یہہ فیس حکام مجوز لیتے هونگے جسکے سبب سے اُس قانون میں کچھہ خلل نہیں آسکتا جسکا یہہ منشاء هی کہ برهمن کسي خدمت کي عوض میں کچھہ اجرت یا تنخواہ نہ لیوے حکام مجوز تحقیقات کے وقت فریقین اور گواهون کے چہرے اور اشارے اور طرز کلام کي طرف اچھي طرح دهیان لگائے رهیں اور ضلعوں کے رسم و رواج اور قوموں کے خاص قانون اور کنبوں کے خاص قاعدوں اور سوداگروں کے دستوروں کا بابری ز لحاظ رکھیں اور جو اصول کہ پہلے حاکموں نے قایم کیئے هوں بشرطیکہ رسم و رواج وغیرہ کے خلاف نہ هوں اُنکے هي بموجب انفصال خصومات کریں راجہ اور اُسکے ماتحت حاکموں کو چاهیئے کہ ایسي حرکات و سکنات نکریں جنسے لوگوں میں جھگڑے تصے بڑهیں اور جو مقدمہ حسب ضابطہ دایر هوا هو اُسکے فیصل کرنے میں سستي نکریں ‡ جو راجہ رعایا سے اُنکي نگہباني اور حفاظت بخوبي نکر کے محاصل وصول کرتا هی وہ ایک نہایت بڑے سخت مجرموں میں شمار کیا جاتا هی § راجہ کو هدایت کي گئي هی کہ جو لوگ ایسے نالشي هوں جو غصے سے بھرے هوں اُنکي اور بیمار اور بوڑھے آدمیوں کي سخت کلامي اور دُرشتي کي برداشت کرے || اور یہہ بھي اُسکو تاکید کي گئي هی کہ کوئي مقدمہ بدون مشورہ قانون داں لوگوں کے اپني هي راے سے فیصل نکردے * اور اسبات کي بڑي بہت ممانعت راجہ کو کي گئي هی کہ جس

† باب ۸ اِشلوک ۱۳۹

‡ باب ۸ اِشلوک ۴۱ لغایت ۴۶

§ باب ۸ اِشلوک ۳۰۷

|| باب ۸ اِشلوک ۳۱۲

* باب ۸ اِشلوک ۳۹۰

امر کا ایکمرتبہ قانون کی رو سے تصفیہ هوچکا هو اُسمیں پھر دست اندازی نکرے † اور مقدموں کی تحقیقات میں ضابطہ کا پابند رهے ‡ *

قانون سیاست

قانون سیاست سخت اور ایسا جاهلانہ هی کہ منو کے مجموعہ کے اُس حصہ کے دیکھنے سے جسمیں اسکا بیان هی اور مذهبی کفارے معلوم هونے سے طبیعت پر ایسی بری تاثیر هوتی هی جو اور قواعد کے دریافت کرنے سے قدیم هندوؤں کی لیاقت کی نسبت هرگز نہوتی مگر وہ قانون بجز اُن حالتوں کے جنمیں خیالات باطل یا ذات کے تعصبوں کا دخل هی غایت درجہ کا سخت نہیں اگر کسی موقع پر سزائیں نہایت سخت هیں تو کسی دوسرے موقع پر نہایت نرم بھی هیں جسم کے اعضا کا کاٹنا خصوص هاتھہ کا جیسا کہ تمام ایشیا کے قوانین میں داخل هوتا هی اِس قانون میں مندرج هی جو مجرم برهمنوں کی نسبت جرم کرتے هیں اُنکی سزاؤں میں سے ایک سزا زندہ جلا دینا هی لیکن اکثر اور تمام قدیم قوموں کے قوانین کی نسبت هندوؤں کے قوانین کو اِس بات کی عزت هی کہ گواهوں اور اُن لوگوں سے جنپر جرم لگایا گیا هو بجبر اور جسمانی ایذا دیکر جرم کا اقرار نہیں لیا جاتا هی اِس قانون میں جو ایک بد نظمی اور بے ترتیبی پائی جاتی هے اِس سے ثابت هوتا هے کہ یہہ قانون قدیم زمانہ کے طریق سے اخذ کیا گیا هی اِس مجموعہ کی تالیف کے وقت اُسمیں اِس قانون کا داخل هونا اِسبات کا ثبوت هی کہ لوگوں کی حالت بخوبی ترقی پر نہ پہنچی تھی اگرچہ یہہ غالب هے کہ اُسکے بعضے حصوں کو اِبتدا هی میں بہت سے معقول قاعدوں سے بلا سند ترمیم کیا گیا هی جیسا کہ اب بھی هندوؤں کے ملکوں میں هوتا هی کہ قدیم قاعدوں کے بجائے بعض معقول قاعدے اختیار کرلیئے جاتے هیں اور اِسمیں کچھہ شبہہ نہیں معلوم هوتا کہ یہہ خونریز سخت

† باب ۹ اِشلوک ۲۳۳

‡ باب ۸ اِشلوک ۴۵

قانون جو مذهب اور پوجاریوں کي طرفداري سے اُس برهمن مصنف نے اپنے خیال میں قانون کي تکمیل سمجهه کر داخل کیا هی اُسپر کوئي چهتري راجه کاربند نهوتے هونگے † *

اُس قانون میں سزائیں اگرچه في نفسه کچهه بهت سخت نهیں مگر همیشه کے جرم کے مناسب نهیں معلوم هوتي هیں اور اکثر اُنکو ایسا گول گول یا کبهي کچهه اور کبهي کچهه بیان کیا هی که مجرم کي بد قسمتي سے فتوي بالکل مشتبهه رهجاتا هی اور یهه دونوں نقصان منفصله ذیل مثالوں سے ثابت هیں پوجاري کا قتل اور شراب پینا اور پوجاري کا سونا چورانا اور عورت کا اپنے حقیقي باپ یا دهرم کے باپ سے زنا کرانا یهه سب جرم ایک قسم میں داخل هیں اور ایک هي سزا ان سب کے لیئے مقرر هی ‡ اور وه سزا اول تو یهه بیان کي گئي هی که پیشاني پر داغ دینا اور جلا وطن کرنا اور انسانوں کي صحبت سے بالکل خارج کرنا بشرطیکه اُس جرم کا کفاره § ندیا جاوے جو پیشاني پر داغ دینے کي عوض میں ایک بهت بڑا جرمانه دینا پڑتا هی اور یهه سزا هر فرقه کے ساتهه متعلق هی مگر اِسکے بعد هي یهه هدایت کي گئي هی که اگر پوجاري مجرم هو اور کفاره ادا هونا قرار پاوے تو وه اوسط جرمانه ادا کریگا اور اپنے مال و متاع اور کنبه سے محروم نکیا جاویگا حالانکه حکم یهه هی کہ اور فرقه کا آدمي بالاراده جرم کرنے کي صورت میں بعد دینے کفاره کے بهي سزاے موت کا سزاوار هوتا هی || *

---

† کتاب ڈائیکارث میں جو ایک نهایت قدیم سانک سنه عیسوي کے شروع کا لکها هوا هی یهه لغو عزت برهمنوں کي اُس سے بالکل ثابت نهیں هوتي چنانچه راجه ایک برهمن کي نسبت جسپر قتل کا جرم ثابت هوا سولي دینے کا حکم دیتا هی اور اگرچه بعد اُسکے رعایا نے بغاوت میں کامیاب هوکر راجه کو تخت پر سے اُتار دیا اور برهمن کي بے گناهي ثابت هوئي مگر راجه کے ذمه کوئي الزام اسبات کا نهیں لگایا گیا که اُسنے منو کے قانون کے خلاف عمل کیا

‡ باب ۹ اشلوک ۲۳۵

§ باب ۹ اشلوک ۲۳۷

|| باب ۹ اشلوک ۲۴۱ و ۲۴۲

اِس سے بھي زیادہ تر زنا اور مقدمات زنا کي سزاؤں میں اختلاف هی کسي تیرت کے مقام پر یا جنگل میں یا ایسے مقام پر جہاں دو دریا ملتے هوں کسي غیر عورت سے باتیں کرنا یا پھول وغیرہ تحفہ میں بھیجنا اُسکے لباس اور زیور کو چھونا ایک پلنگ پر بیٹھنا مقدمات زنا میں داخل هیں † مگر سزا اِن سب جرموں کي جسم میں ایسي کچھہ علامتیں قائم کرکے جلا وطن کر دینا هی جنسے هنسي اور حقارت هو ‡ مگر پھر ایک مقام پر یہہ صاف صاف بیان کیا هی کہ زنا کي سزا میں عورت کو کتوں سے تڑوایا جاوے اور مرد کو گرم توے سے جلایا جاوے § اور ایک اور مقام سے معلوم هوتا هی کہ زنا کي بلا رو رعایت پانسو سے هزار پنوں تک جرمانہ کي سزا هی || البتہ سزا اُس شخص کي حیثیت اور قدر و منزلت کے مناسبت سے کم و بیش هوتي هی جسکے ساتھہ جرم کیا گیا هو یہاں تک کہ اگر کوئي سپاهي بھي کسي برهمني کے ساتھہ جو نہایت پاکدامن مشہور هو اور اُسکي نگراني بھي اچھي طرح کي گئي هو زنا کرے تو اُسکو خشک گھاس یا سرکنڈوں کي آگ میں زندہ جلانے کا حکم هی * اِن اختلافوں کا صرف یہہ عذر هوسکتا هی کہ مولف مجموعہ نے مختلف زمانہ کے قوانین کو لکھدیا یا مختلف سندوں کے قوانین کو بلا لحاظ اِس بات کے مندرج کردیا هی کہ اُنکے آپسمیں کیا تعلق ظاهر هوگا *

قتل کي کوئي علانیہ سزا نہیں پائي جاتي ایک مقام ¶ سے یہہ معلوم هوتا هی کہ قتل اور آتش زني اور غارت گري بہت بڑے جرم هیں اور جو خفیف سزائیں اور مقاموں پر اِن کے واسطے بیان کي گئي هیں

---

† باب ۸ اِشلوک ۳۵۴ و ۳۵۷

‡ باب ۸ اِشلوک ۳۵۲

§ باب ۸ اِشلوک ۳۷۱ و ۳۷۲

|| باب ۸ اِشلوک ۳۷۴ و ۳۸۲ لغایت ۸۵

* باب ۸ اِشلوک ۳۷۷

¶ باب ۸ اِشلوک ۳۴۴ لغایت ۳۴۷

وہ ایسي صورتوں سے متعلق هیں جنمیں عمداً اِن جرموں کا اِرتکاب نہوا هو لیکن اِسکے بعد جو خاص خاص آدمیوں کا قتل نہایت سنگین † جرم قرار دیا هی تو یہہ بات مشتبهہ هی کہ عموماً اِن جرموں کي کیا سزا هی چوري کي سزا اگر شی مسروقہ نہایت تهوري هو تو جرمانہ هی اور جو بہت هو تو هاتهہ کاٹا جاتا هی اور اگر چور معہ مال مسروقہ گرفتار هو تو وہ نہایت سنگین جرم کا مُرتکب قرار پاتا هی ‡ جو لوگ چوري کا مال خریدیں یا چور کو پناہ دیں اُنکے لیئے بهي چور کے برابر سزا معین هی § یہہ بات لحاظ کے قابل هی کہ خفیف چوري میں اگر برهمن مجرم هو تو شودر کي نسبت آٹهہ گنا اُسپر زیادہ جرمانہ هوتا هی اور اِسیطرح هر فرقہ کي قدر ومنزلت کي مناسبت سے سزا کم و بیش هوتي تهي || اور اگر راجہ مرتکب کسي جرم کا هو تو اُسکو هزار گنا جرمانہ زیادہ دینا پڑتا هے * قزاقي میں اُس هاتهہ یا پاؤں کے کاٹے جانے کي سزا هوتي تهي جس سے قزاق مرتکب اُس جرم کا هوا هو اور اگر اُس قزاق کا جسماني ایذا پہنچانا بهي ثابت هوتا تها تو اور بهي زیادہ سخت سزا دیجاتي تهي اور جو لوگ قزاقوں کو پناہ دیتے یا کهانا کهلاتے یا هتیاروں سے مدد کرتے تهے اُنکو پهانسي کي سزا ملتي تهي بادشاهي فرمانوں میں جعلسازي کرنا بڑے بڑے وزیروں میں نزاع پیدا کرانا اور بادشاہ کے دشمنوں سے سازش کرنا اور عورتوں یا بچوں یا پوجاریوں کو قتل کرنا یہہ سب ایک هي قسم کے جرم قرار پائے هیں ⊥ جو لوگ راجہ کي علانیہ نافرماني کریں یا اُسکے خزانہ کو لوٹیں یا گهوڑے رتهہ وغیرہ سواریوں کو چورائیں وہ سب سنگین سزا پاتے هیں اور مندر میں نقب لگانے والے کو بهي ویسے هي سزا دیجاتي هی ††

† باب ۹ اشلوک ۲۳۲

‡ باب ۹ اشلوک ۲۷۰

§ باب ۸ اشلوک ۳۳۷ و ۳۳۸

|| باب ۹ اشلوک ۶۷۸

* باب ۹ اشلوک [illegible]

⊥ باب ۹ اشلوک [illegible]

†† باب ۹ اشلوک [illegible]

گٹھہکٹوں کي سزا اول تو اُنکي اونگلیوں کا کاٹنا اور دوسرے ھاتھہ کاٹنا تیسرے اور بھي سخت سزا هی *

جھوٹي گواهي کي عام سزا جلا وطن کونا معہ کسیقدر جرمانہ کے هی مگر برهمن اِس جرم کا مرتکب هووے تو صرف جلا وطن هي کیا جاتا هی † اور جو لوگ کسي بستي ‡ کو لٹتے دیکھیں اور غارتگروں سے اُنکو نہ بچائیں یا کوئي پشتہ دیوار وغیرہ پناہ کي چیز کو توڑنے والوں کے ھاتھہ سے بچانے میں مدد نکریں اور شاہ راہ عام کے قزاقوں کے دفع کرنے میں کوشش نکریں اُنکو بھي جلا وطني کي سزا دیجاوے جو سرکاري چوکیدار چوروں کو گرفتار یا اُنکا مقابلہ نکریں اُنکو بھي چوروں هي کیطرح سزا ملے § قمار باز اور جوئے کا بھیڑ رکھنیوالے جسماني سزا پاتے هیں || اکثر جرموں کي سزا جرمانہ هي هی اگرچہ بعض وقت اور قسم کي بھي سزا دیجاتي هی اور کسي جرمانہ کي تعداد هزار پنہ سے زیادہ اور ڈھائي سو سے کم نہو * هتک عزت کي سزا اور سب کے لیئے اِسي قسم کي هی مگر شودر کے اِس جرم میں کوڑے مارے جاتے هیں مگر یہہ غور کرنیکے قابل هی کہ شودر کي عزت بھي جرمانہ کي سزا دینے سے محفوظ رکھي گئي هی گو برهمن هي کیوں نہ اُسکا هتک کرے اُسکو بھي جرمانہ کي سزا دیجاویگي ‡ *

قوموں کي سزاؤں میں سے بد زباني یعني دشنام وغیرہ کي سزا میں بہت سا اختلاف ظاهر هوتا هی مگر اِس سے بھي تربیت یافتہ طبیعت

† باب ۸ اِشلوک ۱۲۰ لغایت ۱۲۳

‡ باب ۹ اشلوک ۲۲۷ اگر اِس قانون سے غیر ملکي دشمن مراد نہیں هی تو اِس سے ثابت هوتا هی کہ قزاقي جو ڈاکا مشہور هی اُسوقت میں بھي هوتي تھي جبکہ یہہ مجموعہ تالیف هوا تھا

§ باب ۹ اِشلوک ۲۷۲

|| باب ۹ اِشلوک ۲۲۴

* باب ۸ اِشلوک ۱۳۸

‡ باب ۸ اِشلوک ۲۶۷ لغایت ۲۷۷

کي علامتیں پائي جاتي هیں اُن لوگوں کو بھي کچھه تھوڑے سے جرمانه
کي سزا معین هی جو کسیکو بسبب کسي قدرتي عیب مثل لنگڑے لولے پن
کے چھیڑیں اور چڑاویں گو وہ سچ هي کیوں نه کہتے هوں † مار پیٹ
میں اگر صرف خون نکل آوے تو مارنیوالے پر سو پنه کا جرمانه هی اور
زخم آجاوے تو اور زیادہ تعداد کا جرمانه اور جو هڈي ٹوٹ جاوے تو
جلاوطني کي سزا هی ‡ فرقوں کي سزاؤں میں جو کچھه بڑا اختلاف هی
وہ اوپر بیان هوچکا هی § *

جو لوگ اپني جان و مال کي حفاظت کے لیئے اُن حالتوں میں که وہ
اپنے کام سے جبراً روکے جاویں یا ناحق اُنپر کوئي حمله کرے کسیکو ایذا
پہنچاویں تو اُنکے لیئے مناسب قانون بنائے گئے هیں ‖ اندھا دھوندي سے
تیزي کے ساتھه سواري دوڑانے کي سزا بقدر نقصان اِنسان کي جان جانے
سے لیکر ایک ناچیز جانور کے مرنے تک جرمانه هی * جو لوگ شاہ راہ
عام کو نجس اور خراب کریں اُنکے لیئے سواے اُس نجاست کے صاف
کرنے کے کسیقدر جرمانه کي بھي سزا هی ⁋ جو وزیر معاملات ذاتي میں
رشوت لیں اُنکي سزا اُنکے مال و متاع کا ضبط هونا هی †† کھیتوں وغیرہ کے
مینڈ باڑ اور مٹي کے بت توڑنے اور کھري جنسوں کو کھوٹا کرنے اور خرید
فروخت میں دھوکا اور فریب دینے اور جراحوں یا طبیبوں کي بے هنري
سے مریضوں کو ضرر پہنچنے کي سزا ڈھائي سو پنه سے لیکر پانسو پنه تک
جرمانه هی ‡‡ لیکن خراب غله کو اچھے غله میں بیچنے کے لیئے جسماني

† باب ۸ اِشلوک ۲۷۴
‡ باب ۸ اِشلوک ۲۸۴
§ باب اول جو درباب مقرر کرنے فرقوں اور اُنکے کار و بار میں بیان هوا هی
‖ باب ۸ اِشلوک ۳۴۸ وغیرہ
* باب ۸ اِشلوک ۲۹۰ لغایت ۲۹۸
⁋ باب ۹ اِشلوک ۲۸۹ و ۲۸۳
†† باب ۹ اِشلوک ۲۳۱
‡‡ باب ۹ اِشلوک ۲۸۴ لغایت ۲۸۷

سخت سزا هی † اور اِس سے بهي زیادہ سخت اور نا اِنصافي کي سزا یهه هی که اگر سنار کا کوئي فریب سونے چاندي میں ثابت هو تو اُستروں سے اُسکا جسم قیمه کرکرکے قتل کیا جاوے ‡ جن جرموں کي سزا قوانین کے اور مجموعوں میں نهیں لکهي گئي هی اُنکي سزا بلا لحاظ مناسبت جرم کي اِس مجموعه میں مندرج هی چنانچه ما باپ یا زوجه کے چهوڑنے پر چهه سو پنه جرمانه هی اور اپنے همسائیوں کو کسي اپنے جلسه اور تقریب میں نه طلب کرنے پر ایک ماشه چاندي جرمانه هی § *

پولیس کے قاعدے بے ڈهنگے اور نهایت سخت هیں علاوہ گشت اور مستقل چوکیاں علانیه مقرر کرنے کے راجه کو چاهیئے که خفیه جاسوس مقرر کرے جو چوروں سے سازش رکهیں اور اُنکو ایسے موقع پر لیجاویں جهاں وہ پهنس جاویں جب ظاهري ماخوذي کا کوئي موقع نملے تو راجه بلا وجهه اُنکو گرفتار کرکے معه کنبهٔ قتل کر ڈالے اِس مجموعه کے قدیم شارح کلوکا نے اِس مسئله پر اتنا اور زیادہ کیا هی که بشرطیکه اُنپر جرم ثابت هو اور اُنکے کنبه کي شراکت اور سازش پائي جاوے اگر یهه لفظ متن میں هوتے تو بیشک وہ بهت سنور جاتا مگر اُنکے متن میں داخل هونے کي کوئي وجهه اور دلیل نهیں || *

قانون دیواني یعني قانون اِنفصال خصومات

مجموعه تعزیرات یعني قوانین سیاست کي نسبت دیواني یعني اِنفصال خصومات کے قوانین بهت معقول اور عمدہ هیں جیسي کچهه که اِسقدر قدیم زمانه سے توقع هوسکتي هی اُسکے اعتبار سے بهت شایسته اور بهتر هیں *

---

† باب ۹ اِشلوک ۲۹۱

‡ باب ۹ اِشلوک ۲۹۲

§ باب ۷ اِشلوک ۳۸۹ و ۳۹۲

|| باب ۹ اِشلوک ۲۵۲ لغایت ۲۶۹

قاعدہ مقدمات کي سماعت کا

اول اِس مجموعہ میں ایسے مقدموں کا بیان هی جنمیں مدعي کا دعوي قابل سماعت کے نهو یا مدعاعلیه پر بوجه عدم پیروي کے † ڈگري هو *

گواهوں کے اظهار اُنکو عین عدالت میں فریقین مقدمه کے روبرو کهڑا کرکے لیئے جاویں حاکم مجوز کو چاهیئے که اظهار سے پهلے گواہ کو اچهي طرح سمجهاوے اور تنبیهاً آگاہ کرے که جهوٹي گواهي کیسا سخت گناہ هی اور اسکے لیئے عاقبت میں کیا کچهه عذاب هی ‡ اگر گواہ نهوں تو حاکم فریقین کے حلف پر حصر کرے § *

گواهي کا قانون

یهه قانون بهت سي صورتوں میں انگلستان کے قانون گواهي سے مشابه هی اول تو اُن لوگوں کي جو اهل مقدمه سے کچهه روپیه پیسے کا لالچ رکهتے هوں اور خدمتگاروں اور دوست اشنا اور بدنام آدمیوں اور اور بهي ایسے هي شخصوں کي گواهي معتبر نهیں لیکن اگر اور کوئي معتبر گواہ نهو تو هر قسم کے آدمي کا اظهار لینا جایز هی مگر حاکم مجوز تجویز کے وقت اُسکا بغور و تامل مناسب لحاظ کرے || یهه سب قوانین جو هر ایک طرح تعریف کے قابل هیں اور اُنکا نتیجه بهت بهتر هی خاص دو باتوں کے سبب سے داغي اور عیبدار هیں اور ان هي دونوں باتوں نے یورپ کي توجهه کو اپني طرف کهینچا هی ایک تو یهه هی که اگر کوئي شخص کسي ایسے مجرم کي جان بچانے کے لیئے جسنے بڑا سنگین جرم کیا * هو جهوٹي گواهي دے تو وہ بهشت میں سے اپنے جگهه کهوویگا

---

† باب ۸ اشلوک ۵۲ لغایت ۵۷

‡ باب ۸ اشلوک ۷۹ لغایت ۱۰۱

§ باب ۸ اشلوک ۱۰۱

|| باب ۸ اشلوک ۶۱ لغایت ۷۲

* قدیم شارح کلوکاني جرم سنگین کے لفظ کے بعد لفظ بسبب غفلت یا غلطي کے زیادہ کئي هیں جس سے ثابت هوتا هی که کلوکا کے عهد میں یهه مسئله لوگوں کي جبلي اخلاق کے برخلاف تها

ہرچند کہ اس جھوٹي گواہي کا کسیقدر کفارہ اُسکو ادا کرنا پڑیگا مگر بہر حال وہ کام اُسکا نیک اور اچھا ہی † *

دوسري بات بھي اسي قسم کي ہی گو وہ گواہي سے متعلق نہیں ایک تو بي‌بي کے خوش کرنے کے واسطے اور کسي کے پھل یا گھاس کو کاٹنے کے کھالینے پر یا کسي برہمن کي جان بچانے کے واسطے وعدہ کرنے میں کوئي ہلکي سي قسم ‡ کھا لینے کا مضایقہ نہیں *

ان منقولوں سے یہہ سمجھا گیا ہی کہ ہندوؤں کا قانون حلف دروغي کي صریح اجازت دیتا ہی اور ہندوستان میں جو تمام مذہب کے لوگوں میں حلف دروغي عام پائي جاتي ہي اُسکا سبب یہہ ہي قیاس کیا گیا ہی مگر باوجود اسکے اس مجموعہ میں حلف دروغي پر بہ نسبت کسي اور جرم کي زیادہ تر گفتگو کي گئي ہی اور جیسے یورپ کي کسي مذہبي یا قانوني کتاب میں حلف دروغي کو تنبیہہ اور سختي کے ساتھہ ممنوع ٹھہرایا گیا ہی اُسیطرح اس قانون میں بھي برا کہا گیا ہی § *

مقدمات کي سماعت کا دوبارہ بیان

جو شخص دانستہ جھوٹا عذر یا جوابدہي کریگا اُسپر بڑا بھاري جرمانہ ہوگا یہہ قاعدہ معقول ہی مگر اسبات کے قایم کرنے سے کہ اگر مدعي

---

† باب ۸ اشلوک ۱۰۳ و ۱۰۴

‡ باب ۸ اشلوک ۱۱۲

§ حلف دروغي کے جرم میں جو کچھہ بڑے بڑے نقصان اور اذیتیں اوروں کو پہونچتي ہیں اُنکو خوب جانچکر تو ٹھیک ٹھیک سچ کہہ — باب ۸ اشلوک ۱۰۱ جو کچھہ عذاب اور سزائیں کسي پوجاري کے قتل کرنے والے کے واسطے مقرر ہیں جھوٹي گواہي دینے والے کے حق میں اُنہیں عذابوں کا حکم دیا جاتا ہی — باب ۸ اشلوک ۸۹ جھوٹي گواہي دینے والے کا یہہ حال ہوگا کہ بدن سے ننگا اور سر منڈا اور بھوک پیاس سے مرتا ہوا اور آنکھوں سے اندھا ہاتھہ میں ٹھیکرا لیکر اپنے دشمن کے دروازہ پر بھیک مانگتے جاویگا — عدالت میں وقت اظہار کے جو شخص ایک سوال کا جھوٹا جواب دیگا وہ [illegible] میں سیدھا سر کے بل دوزخ میں جاویگا — باب [illegible] اشلوک [illegible]

اپنے دعوے کی پیروی مدت تک ملتوی رکھیگا تو وہ سزاے جسمانی کا مستحق ہوگا بیہودہ ہوگیا ہی † تنازعہ کے تصفیہ کے واسطے یا کلام کی صداقت کے ثبوت کے واسطے بطریق امتحان کے آگ میں کسی عضو کا جلانا یا پانی میں کود پڑنا وغیرہ اس مجموعہ میں جایز ہیں جنکی بیہودہ خیال اور باطل مذہب رکھنے والے قوم سے توقع ہوسکتی ہی ‡ *

جن بڑے بڑے قانونوں کے نام ذیل میں بیان کیئے گئے ہیں اُنسے ظاہر ہوتا ہی کہ یہہ قوم بہت شایستگی اور تربیت کو پہونچی تھی اور اگر دیوانی اور فوجداری کے مقدموں کو مخلوط نرکھا جاتا تو بیان مفصلہ ذیل بہت صاف اور سمجھنے کے لایق ہوتا *

اول قانون قرضہ بابت ایسی چیزوں کے جو واسطے استعمال کے مستعار لیجاویں دوسرے قانون بابت اُن امانتوں اور مستعار چیزوں کے جو واسطے استعمال کے ہوں تیسرے قانون بیع بلا مالک ہونے کے چوتھے قانون بابت کار و بار شرکا کے پانچویں قانون وصولی رقومات کی منہائی کا چھٹے قانون بابت نہ ادا ہونے اُجرت یا کرایہ کے ساتویں قانون بابت پورا نکرنے معاہدوں کے آٹھویں قانون منسوخی بیع و شرا نویں قانون بابت تنازع آقا و ملازم دسواں قانون تنازع سرحد گیارھواں و بارھواں قانون بابت مارپیٹ اور بدگوئی تیرھواں قانون بابت دزدی چودھواں بابت قضاتی اور ظلم و جبر کے پندرھواں بابت زناکاری سولھواں بابت تنازع زن و شوہر کے اور نیز اُنکے فرضوں کے سترھواں قانون وراثت اٹھارھواں قانون بابت قماربازی بذریعہ پانسہ اور جانوروں کے § ان قانونوں میں سے بعض کو نہایت تکمیل اور خوبی سے بیان کیا ہی مگر بعض قانونوں میں بہت تھوڑے قواعد پائے جاتے ہیں اور وہ ایسے قاعدے ہیں جنسے ظاہر ہوتا ہی کہ جن معاملات سے وہ متعلق

---

† باب ۸ اشلوک ۵۸ و ۵۹

‡ باب ۸ اشلوک ۱۱۴ لغایت ۱۱۶

§ باب ۸ اشلوک ۴ لغایت ۷

هیں وہ معاملات ابھی ترقی پر نہ پہونچی تھی ہم ہر قانون کے چند مشہور مطالب بیان کرینگے *

بیان قرضہ کا

عدالت میں نالش کرنے سے پہلے قرضخواہ مجاز ہی کہ جسطرح سے اُس سے ہو سکے یہانتک کہ ایک حد کے اندر جبر بھی روا رکھہ کر قرضدار سے اپنا قرضہ وصول کرلے † *

یہہ قانون بعض هندو ریاستوں میں اب بھی ایسے زور و شور سے جاری هی کہ قرضخواہ اپنے قرضدار کو اکثر اپنے گھر میں قید کرتا هی بلکہ ایک عرصہ تک اُسی بھوکا مارتا هی اور دھوپ میں کھڑا کرتا هی تا کہ وہ مجبور هوکر اُسکا روپیہ دیدے *

بیان سود کا

دو روپیہ ماهواری کے سود سے لیکر جو برهمن کو بابت قرضہ کے دینا ازروے قانون کے ٹہرا هی شودر کے واسطے پانچ روپیہ سیکڑہ تک کا سود مقرر هی اور جب کوئی چیز گرو رکھی جاوے تو یہہ شرح سود کی نصف هوجاتی هی اور اگر مرتہن اُس مرهونہ شی کو اپنے استعمال میں لاتا هی اور اُس سے فائدہ اُٹھاتا هی تو سود بالکل موقوف هوجاتا هی ‡ *

ایسے جہازوں کے رهن رکھنے پر جو سفر کرتے رهتے هیں اور نیز ایسی زمینوں کے زر رهن پر جنمیں جوکھوں هو سود لینے کے لیئے قواعد مندرج هیں اور ایسے قواعد بھی مندرج هیں جو اسبات کے مانع هیں کہ اصل سے سود بڑھتے بڑھتے زیادہ هو جاوے § *

بیان معاهدوں کا

اصالتاً حاضر هونے اور روپیہ پیسہ کے ادا کرنے اور معاهدوں کے پورا

---

† باب ۸ اشلوک ۴۸ لغایت ۵۰

‡ باب ۸ اشلوک ۱۴۰ لغایت ۱۴۳

§ باب ۸ اشلوک ۱۵۱ و ۱۵۲ و ۱۵۷

کرنے کے بابت میں بہت سے قاعدے معاهدوں کے قانون میں بیان کیئے گئے ھیں *

ایسے معاهدے جو فریب اور دغابازی کے ساتھ کیئے جاویں اور نیز وہ معاهدے جو ناجایز مطلبوں کے واسطے هوویں ممنوع اور ناجایز ھیں جو معاهدہ ایک غلام نے بھی اپنے غیر حاضر مالک کے کنبے کی پرورش کے واسطے کیا ھو اُسکا پورا کرنا مالک پر لازم ھوتا ھی *

بیع بلا مالک ھونے کے

جو شخص مالک نہیں اور وہ کسی شی کو بیع کردے اگر علانیہ بازار میں وہ بیع نہوئی ھو تو ناجایز ھی اور اُس صورت میں جائز ھی کہ خریدنے والا بیچنے والے کو حاضر کرسکے ورنہ جو اُس شے کا اصلی مالک ھی وہ اُسکو نصف قیمت دیکر واپس لے سکتا ھی † *

جو تاجر اپنے وعدہ کو توڑے وہ سزاوار جرمانہ کا ھی اور اگر وہ وعدہ قسم کے ساتھ کیا گیا ھو تو وہ جلا وطن کیا جاوے ‡ *

بایع اور مشتری دس روز کے اندر بیع کو منسوخ کرسکتے ھیں مگر بعد اُس عرصہ کے نہیں § *

بیان تنازع مالک اور ملازم کا

مالک اور ملازم کے آپسمیں جو تنازع بیان کیئے گئے ھیں وہ تنازع صرف وہ ھیں جو گلہ بانوں سے متعلق ھیں || *

بیان تنازع سرحد

گانوں کے حدود کے نشان ایسی ایسی قدرتی چیزوں کے ذریعہ سے جیسے ندیاں یا درخت لگانا اور تالاب کھودنے اور اُنکے پاس مندر بنانے اور زمین کے اوپر اور علانیہ نشان اور زمین کے اندر خفیہ نشانوں کے ذریعہ

---

† باب ۸ اشلوک ۱۹۷ لغایت ۲۰۲

‡ باب ۸ اشلوک ۲۱۹ وغیرہ

§ باب ۸ اشلوک ۲۲۲

|| باب ۸ اشلوک ۲۲۹ لغایت ۲۳۴

سے قائم ہوتے ہیں اور سرحد کا تنازع ہونے پر گواہوں کا اظہار فریقین مقدمہ کے روبرو اُنکے سر پر مٹی ڈالکر اور گلے میں سرخ پھولوں کا ہار اور بدن میں سرخ کپڑا پہناکر لیا جاوے اگر معاملہ گواہی کے ذریعہ سے تصفیہ نہوسکے تو راجہ کو چاہیئے کہ تحقیقات ختم کرے اور حکومت کے زور سے سرحد کو قائم کردے *

جو کھیت سرکاری نہوں اور خاص خاص لوگوں کے ہوں اُنکے سرحد کے فیصلہ میں بھی یہہ ہی طریق اختیار کیا جاے † *

بیان زن و شوهر کے تعلقوں کا

قواعد متعلقہ تعلق زن و شوہر لغویات سے بھرے ہوئے ہیں اُنمیں سے جو بڑے بڑے اُمور سے علاقہ رکھتے ہیں اُنکو شادی کے قوانین کے تذکرہ کے بعد بیان کیا جاویگا *

شادی کے چھہ طریق جائز سمجھے جاتے ہیں منجملہ اُن کے چار طریقہ برہمنوں کے واسطے جائز ہیں اُن طریقوں میں گو ایک طرحکا تفاوت ہی مگر وہ سب اسبات میں متحد ہیں کہ باپ بیٹی کو بلا کسی عیوض لینے کے حوالہ کردے اور باقی دو طریق صرف کھتریوں کیواسطے ہیں اور گو شمار میں وہ دو ہیں مگر بہت اچھے ہیں ایک طریق وہ ہی جسمیں کوئی سپاہی لڑائی کے فتح ہونے پر کسی عورت کو لے بھاگے اور اُسکی مرضی کے خلاف اُس سے نکاح کرلے اور دوسرا وہ ہی جسمیں نکاح باہمی مرضی سے ہو اگرچہ اُسمیں رسمیات کسی طرحکی نہ عمل میں لائی جاویں اور دو قسم کے نکاح ممنوع ہیں ایک وہ جسمیں باپ نکاح کرنے کا نذرانہ لیوے ‡ اور دوسرے جب کہ عورت نشہ کے باعث یا اور

† باب ۸ اِشلوک ۲۴۵ لغایت ۲۶۵

‡ مگر اِس مسئلہ میں بہت سا اختلاف اِس مجموعہ کے اندر پایا جاتا ہی چنانچہ جب عموماً نذرانہ کا قبول کرنا بہت نفرت سے بیٹی کا بیچنا سمجھا گیا ہی تو بعض مقاموں میں یہہ بھی مندرج ہی کہ جز نذرانہ نکاح کے بدلے حاصل ہو اُسکو کسطرح پر خرچ کیا جاے اور اُس نذرانہ سے جو جو دعوی پیدا ہوتے ہیں اُسپر بطور قانونی مطالب کے بحث کی گئی ہی

کسی ڈھب سے اپنی اصل مرضی ظاہر کرنے کے لائق نہو † *

ایک لڑکی کی شادی آٹھ برس کی عمر میں یا اُس سے بھی پہلے ہوسکتی ہی اور اگر اُسکا باپ تین برس بعد بالغ ہونے کے اُسکی شادی نکرے تو وہ اپنے واسطے ایک خاوند تلاش کرنیکی مجاز ہی ‡ *

مردوں کو اپنے سے کم ذات کی عورت کے ساتھہ شادی کرنیکی اجازت ہی مگر اپنے سے اعلی ذات کی عورت کے ساتھہ شادی کرنیکی ہرگز اجازت نہیں § ما باپ کیجانب کی چھہ معلوم پشتوں کے رشتہداروں سے اور نیز ایسی عورت سے جسکے ایک گوت ہو اور جس سے یہہ معلوم ہو کہ اُسکی اور اُسکے مجوزہ شوہر کی نسل ایک ہی ہی شادی کرنے کی ممانعت ہی || *

ایک ذات کے لوگوں کی شادی ہاتھہ ملانے سے ہوجاتی ہی مگر جو عورت فرقہ چھتری کی برہمن سے شادی کرے تو اُسکا نکاح تیر ہاتھہ میں لینے سے ہوتا ہی اور بیش عورت کا کوڑا ہاتھہ میں لینے سے اور شودر عورت کا جامہ کا دامن ہاتھہ میں لینے سے * اور بیان کیا گیا ہی کہ برابر کی ذاتوں میں نکاح کا ہونا خصوصاً پہلی شادی بہت مناسب ہی اور برہمن اور شودر میں شادی ہونی ممنوع ہی اور پہلی شادی تو بالکل ہی ممنوع ہی ǂ *

نکاح ہوجانے کے بعد کسیطرح ٹوٹ نہیں سکتا اور فریقین کو لازم ہی کہ ہر ایک دوسرے سے بے وفائی نکریں ‡‡ *

---

† باب ۳ اشلوک ۲۰ لغایت ۳۴

‡ باب ۹ اشلوک ۸۸ لغایت ۹۳

§ باب ۳ اشلوک ۱۲ لغایت ۱۹

|| باب ۳ اشلوک ۵

* باب ۳ اشلوک ۴۴

ǂ باب ۹ اشلوک ۳۶ و ۳۷ و ۱۰۱ و ۱۰۲

‡‡ ایضاً ایضاً

بجز أن چند صورتوں کے جنکا بیان آگے کیا جائیگا جنمیں ایک مرد دوسرا نکاح بهي کرسکتا هی مرد کو ایک هي زوجه رکهني چاهیئے ایک مرد بعد انتقال اپني زوجه کے دوسري شادي کرسکتا هی مگر هندو عورتوں کي شادي کرنے کو بجز شودر کے اگر بالکل ممنوع نہیں تو بہت برا کہا گیا هی *

جس شخص کي زوجه کے آتهه برس تک اولاد نہو یا جسکے گیارہ برس کے اندر اندر لڑکا پیدا نہو تو مرد دوسري شادي کرسکتا هی † *

مگر باوجود اِس اجازت کے اُس پہلي زوجه کي خاندان میں سب سے زیادہ عزت هوتي هی ‡ *

کسي شخص کي زوجه اگر شرابي اور بدچلن یا ایسي هو جو اپنے خاوند سے عداوت اور کینه رکهتي هو یا حد سے زیادہ فضول خرچ هو تو اُس شخص کا دوسرا نکاح هوسکتا هی § *

جو زوجه اپنے خاوند کے گهر سے بلا سبب بارہ مہینے تک باهر رهے اور اُسکي جانب سے غافل رهے اُسکو بالکل طلاق دیدي جاتي هی || *

جو مرد باهر جاوے اُسکو لازم هی که اپني زوجه کے کهانے پینے کا سامان کردے ⊥ *

زوجه کو لازم هی که اگر اُسکا خاوند جاترہ کو گیا هو تو آتهه برس تک اُسکا اِنتظار کرے اور اگر علم یا نیکنامي کي تحصیل کے واسطے گیا هو تو چهه برس تک اور اگر صرف سیر کیواسطے گیا هو تو تین

---

† باب ۹ اِشلوک ۸۱

‡ باب ۹ اشلوک ۱۲۲

§ باب ۹ اشلوک ۸۰

|| باب ۹ اشلوک ۷۷ لغایت ۷۹

⊥ باب ۹ اِشلوک ۷۴

برہن لنک † *

ایسے بھائي کي زوجہ سے اولاد پیدا کرانے کا طریقہ جو لولد مرا ہو یا زندہ بھي ہو مگر اولاد کي امید نہو بجز شودر اور ایسي بیوہ کے نا جائز ھی جسکا خاوند پیشتر نکاح سے یعني بعد مکني کے مرگیا ہو ‡ *

بیان وراثت

ایک شخص کا حقیقي وارث اُسکا خاص بیٹا اور اُسکا پوتا اور اُس صورت میں نواسہ ہوتا ھی جبکہ نسل قایم رہنے کے لیئے کوئي وارث مذکر نرہا ہو § *

ایک شخص کي زوجہ کا ایسا بیٹا بھي جو بموجب طریقہ مذکورہ بالا کے || کسي قریب رشتہ‌دار کے تخم سے ایسے وقت میں پیدا ہوا ہو جبکہ اُس شخص کي زندگي کي نا اُمیدي سے لولاد کي امید نرہي ہو اُس شخص کا وارث بطور بیٹے کے ہوتا ھی * اگرچہ یہہ طریقہ خلاف مذہب

---

† باب ۹ اشلوک ۷۶ کلوکا اپني تفسیر میں متن پر یہہ لفظ زیادہ کرتا ھی کہ اوں میعادوں کے گذرنے پر زوجہ اپنے خاوند کي تلاش کرے لیکن منو کے مجموعہ میں زیادہ تر اُس میعاد سے غرض ھی جسکے گذرنے پر زوجہ دوسري شادي کرسکتي ھی مجموعہ میں بلحاظ شادي بیوہ عورتوں کی اُسیطرح سے اختلاف پائے جاتے ہیں جسطرح اور بعض مسلوں میں پائے ہیں اُنسے یہہ نتیجہ نکل سکتا ھی کہ مختلف مقاموں اور مختلف اوقات میں قانون جدا جدا تھا یا شاید لکھنے والے کي راے اور اُسکے عمل میں اختلاف تھا اُس زمانہ میں بھي لوگ بیوہ عورتوں کي شادي کے مخالف ہیں اور پس کلوکا کے زمانہ میں بھي یہہ ہي حال ہوگا

‡ باب ۹ اشلوک ۵۹ لغایت ۷۰

§ باب ۹ اشلوک ۱۰۴ و ۱۳۳

|| باب ۹ اشلوک ۵۹ وغیرہ

* باب ۹ اشلوک ۱۴۵ شاید یہہ اجازت شودر زوجہ کے بیٹے سے مخصوص کي گئي ھی کیونکہ شودروں کے ہي واسطے ایسا کام جایز ہوتا ھی لیکن متن میں اس خصوصیت کا کچھہ بیان نہیں پایا جاتا ھی اور منو کے مجموعہ کي تقریر درباب اس تمام مضمون کے کبھي کچھہ اور کبھي کچھہ پائي جاتي ھی مگر آج کل یہہ طریقہ تمام فرقوں کے واسطے بالکل ممنوع ھی

کے برا اور ناجایز سمجها جاتا هی لیکن جب وه حقیقت میں عمل میں آجاتا هی تو جایز تصور کیا جاتا هی *

جبکه مذکوره بالا قسم کی اولاد نهیں هوتي تو متبنی بیٹا وارث هوتا هی اس بیٹے کا تمام حق اپنے حقیقي باپ کي ملکیت سے جاتا رهتا هی اور اگر متبنی کرنے والے باپ کے بعد متبنی کرنے کے اولاد حقیقي پیدا هو تو بهي وه اپنے اس باپ کي ملکیت کے چوتھے حصه کا مالک رهتا هی †*

جبکه ورثاے مذکوره بالا نهوں تو دس قسموں کے ایسے بیٹے وارث سمجهے جاتے هیں جنکا خیال بجز هندوؤں کے اور کسي قوم کو نهیں هوسکتا کیونکه هندو کریا کرم کرنے کیواسطے اولاد کا هونا اکثر باتوں سے بهت زیاده ضروري اور بهتر سمجهتے هیں منجمله ان بیٹوں کے ایک بیٹا ایسا هوتا هی جو شوهر کے مدت تک گهر سے باهر رهنے کي حالت میں کسي نامحقیق باپ کے نطفه سے پیدا هوا هو اور دوسرے ایک شخص کا وه بیٹا جو اسکي بي بي کے پیٹ میں شادي کے زمانه میں تها اور اس شخص کو خبر نه تهي اور انهیں قسموں میں وه بیٹا داخل هوتا هی جو کسي شخص کي بیٹي کا حرامي بیٹا ایسے شخص کے نطفه سے هو جس سے وه آخر کار شادي کرلے یا ایسي منکوحه عورت کا بیٹا جسنے اپنے خاوند کو چهوڑ دیا هو یا ایسا بیٹا جو کسي بیوه سے پیدا هوا هو اور وه بیٹا جو کسي شودر قوم کي زوجه سے پیدا هوا هو ‡ ایسے ایسے بیٹے اور اور قسموں کے بیٹے کل دس هیں جو قانوني اختراع سے جائز سمجهے جاتے هیں کیونکه خود مجموعه کا مولف ایسے بیٹوں کو کنبے میں ملا لینے کے طریق کو بهت برا بهلا کهتا هی گو وه اچهي کریا کرم کرنیکا ذریعه کیوں نهوں § *

† باب ۹ اشلوک ۱۴۱ و ۱۴۲ و ۱۶۸ و ۱۶۹

‡ باب ۹ اشلوک ۱۵۹ لغایت ۱۶۱ و ۱۶۷ لغایت ۱۸۰ آج کل جو قانون هندوؤں کا هی اُسکي روسے بجز حقیقي اور متبنی بیٹوں کے اور ان سب اقسام کے بیٹے جائز نهیں سمجهے جاتے هیں

§ باب ۹ اشلوک ۱۶۱

بیٹوں کے نہونے کي حالت میں بھتیجے وارث هوتے هیں جو بجاے بیٹوں کے سمجھے جاتے هیں اور اگر اُنکو منظور هوتا هی تو به ترجیح تمام اور شخصوں کے اونہیں کو متبنیٰ کیا جاتا هی † جب بیٹے یا پوتے یا متبنیٰ بیٹے اور بھتیجے نہوں تو وراثت کا حق ما باپ کو هوتا هی اور بعد اُنکے بھائیوں اور دادا اور نانا اور دادي اور نانی کا هوتا هی ‡ اور بعد اِنکے ایسے رشتہ داروں کا حق هوتا هی جو بالاشتراک بزرگوں کے کریا کرم کرنیکا حق رکھتے هیں اور جب یہہ بھي نہوں تو عموماً گرو اور هم مکتب یا شاگرد وارث هوتا هی اور یہہ بھي نہوں تو برهمن عموماً وارث هوتا هی اور اگر شخص متوفی دوسري قوم یعني هندو نہو تو راجہ مالک هوتا هی § *

باپ اپنے جیتے جي اپنا مال و متاع اولاد پر تقسیم کر سکتا هی اور یہہ بیان نہیں کیا گیا کہ جسطرح چاهیئے اُسیطرح اُسکو تقسیم کرے یا کسي مناسبت کے ساتھہ اور اسکا بھي ذکر کہیں نہیں پایا جاتا کہ اُسکو وصیت‌نامہ لکھنے کا اختیار هی یا نہیں || *

---

† باب ۹ اِشلوک ۱۸۲

‡ باب ۹ اِشلوک ۱۸۵ و ۲۱۷

§ کریا کرم پر وراثت کے موقوف هونے سے چند قواعد اِطلاع کے قابل قائم هوتے هیں اول قسم کي کریا کرم صرف باپ دادا اور پردادا کیواسطے کیجاتي هی جو لوگ ان تینوں کے کریا کرم کرتے هیں اُنکو وراثت میں ترجیح دیجاتي هی اور بعد اِنکے اُنکو جنهوں نے دو کي کریا کرم کی اور بعد اُنکے اُنہوں کو جنهوں نے ایک کي کریا کرم کي هو اور جو اِنمیں سے کسیکي کریا کرم نکریں وہ خارج کردیئے جاتے هیں پس اِس قاعدہ کي روسے پوتے کے پوتے کي اولاد خارج کیجاتي هی اور وراثت کسي ایسے شخص کي اولاد کو ملتي هی جو پردادا کے تین پشتوں کي اندر هو اُن لوگوں کے بعد جو اول قسم کي کریا کرم کرتے هیں اُن بہت سے لوگونکا حق هوتا هی جو دوسري قسم کي کرتے هیں — اوریَنٹل میگزین جلد سوم صفحہ ۱۷۹ و خلاصہ کالبروک صاحب جلد ۳ صفحہ ۶۲۳

|| باب ۹ اشلوک ۱۰۴ بلکہ مال و متاع کے تقسیم کرنے کا اختیار بھي صرف کلوکا مفسر کي سند پر همنے بیان کیا هی

جبکه ایک شخص مرجاتا هی تو اُسکي بیتیوں کو اختیار هی که خواه وه ملکیت کو اکهتا رکهکر باهم اوقات بسر کریں یا بموجب بعض قواعد کی تقسیم کرلیں اگر وه شامل رهیں تو بڑا بهائي ملکیت پر قابض هوتا هی اور باقي جسطرح که باپ کي اطاعت میں رهتے تهے اُسیطرح اُسکي اطاعت میں رهتے هیں اسصورت میں تمام ایسے بیتوں کي کمائي سے جو قانوناً علحده نهوئے هوں مشترک سرمایه کو ترقي هوتي جاتي هی † *

اور اگر وه جدے هوجاتے هیں تو بیسواں حصه بڑے بیتے کے لیئے اور کل کے اسي حصے کرکے اُنمیں سے ایک حصه سب سے چهوتے بیتے کیواسطے اور منجهلے اور سنجهلے وغیره بیتوں کیواسطے چالیسواں حصه علحده کرکے باقي ملکیت کو پهر آپسمیں برابر تقسیم کرلیتے هیں *

کواري بهنوں کي پرورش اُنکے بهائیونپر لازم هوتي هی اور اُنکو باپ کي ملکیت کا کوئي حصه نہیں ملتا ‡ لیکن اپني ما کي جائداد میں اُنکو بهائیوں کے ساتهه برابر حصه ملتا هی § *

باپ کے ورثه کا بیتوں میں اِسطرح پر برابر تقسیم هونا اُس صورتمیں جائز هی جب سب بهائي ایکسي اصل نسل کے هوں ورنه جو بیتا برهمني سے هو اُسکو چار حصه اور جو کهتراني سے هو تو تین حصه اور بیش سے هو تو دو حصه اور شودر سے هو تو ایک حصه ملتا هی *

---

† باب ۹ اشلوک ۱۰۳ لغایت ۱۰۵ — اس قاعده کے خلاف مسئله بهي هیں لیکن اب بهي یهه قاعده ایسا مستحکم اور موثر هی که زمانه حال میں ایسے شخص کے قریب رشتهداروں کو جسنے آپ کو پیشوا کے وزیر اعظم کے رتبه پر پهونچایا تها اُسکي بڑي ملکیت کے حصه کا جسکے حاصل کرنے میں اُنهوں نے کچهه بهي کوشش نکي تهي مستحق گردانا گیا

‡ باب ۹ اشلوک ۱۱۲ لغایت ۱۱۸

§ باب ۹ اشلوک ۱۹۲

اگر اور بیٹے نہوں تو بھي شودر بیٹے کو ایک حصہ یا ایک دسواں حصہ ملکیت کا ملنا بہت بڑا سمجھا جاتا هی † خوجوں یا خارج‌الذات یا جنم کے بھرے یا گونگے یا اندھے یا اپاھج یا دیوانہ یا جنم کے مورکھہ کو جا نشیني سے خارج کیا هی لیکن جو لوگ وارث هوں اُنپر اُنکي پرورش لازم هی مگر خارج‌الذات شخصوں کے بیٹے ورثہ پانے کے مستحق هوتے هیں ‡ *

---

† باب ۹ اشلوک ۱۵۱ لغایت ۱۵۵ـــ مجموعہ کے اندران قواعد میں اس سبب سے بہت ابتري پائي جاتي هی کہ پڑھے لکھي اور نیک چلن بیٹوں کو اور بیٹوں پر حق وراثت میں ـ ترجیح دي گئي هی لیکن کوئي ایسا شخص مقرر نہیں کیا گیا جو اس بات کے تصفیہ کا مجاز هو کہ وہ اوصاف کون کون سے بیٹوں میں هیں

‡ باب ۹ اشلوک ۲۰۱ لغایت ۲۰۳

——*——

باب چوتها

بیان

اوراني دریاے اندس سے

مذه ... مشرق میں هیں ۵۰۰

ں وہ بید

سے لیئے

کا حوالہ

پایا جا

وستان کي

اور پچیسویں درجہ کے خط

دو همالیه اور مغرب میں دریاے اندس

کو نهیں

مانتی

... میں سمندر کے کنارہ پر جو زمین کا سرا نکلا

خصوں

یا شاید میں اُسکو کیپ کامرن کهتے هیں *

بناجات

کرانچي بندر کے قریب سمندر میں گرتے هیں پس هندوستان

الهیات

دریا کے مشرق میں جو پهاڑ هیں

هں اور

هندوستان کے چوڑائي کي انتها

تینسرا

کرانچي سے سیدها ...

زمین کے ... از خود جدا

۵ جن

قدرتي تقسیم کهتے هیں

واسطے

پهاڑ مغرب سے مشرق کو ... اور اسکي جڑ میں دریاے

سا بیی

سب

+ ... برهمنا هي

§ کالبروک صاحب کي تحریرات جو کتاب تحقیقات حالات ایشیا جلد ۸ صفحه ... و بشن پران کے دیباچه ۳۸۷ میں مندرج هی

|| اِس حصه کو اپاني شاد کهتے هیں

میں نہیں تو بھجنوں اور مناجات میں ضرور ہیں اور ہندو کہتے ہیں کہ انہیں لوگوںپر علحدہ علحدہ یہہ سب مسئلہ اور مناجات خدا کیطرف سے ظاهر هوئے تھے غالباً بید مختلف زمانوں میں لکھے گئے هیں لیکن جو صورت اُنکي في زمانہ موجود هی اُس صورت میں وہ چودهویں صدي میں قبل حضرت مسیح سے جمع کیئے گئے هیں † *

بید پورانی شنسکرت میں لکھے هوئے هیں جو اُس شنسکرت سے جسکا آجکل رواج هی اِسقدر مختلف هی کہ بجز بڑے بڑے قابل اور عالم برهمنوں کے اُسکو کوئي نہیں سمجھہ سکتا هی اُنکے صرف تھوڑے سے حصہ کا ترجمہ یورپ کے زبانوں میں هوا هی اور اگرچہ همارے پاس بید کا خلاصہ انگریزي زبان میں موجود هی جسکو ایسے شخص نے لکھا هی کہ اُسکي راے اور صداقت پر بالکل بھروسہ هوسکتا هی ‡ اور اُس خلاصہ سے هم بیدوں کے مسئلوں کے عام منشاء کو بخوبي تمام دریافت کرسکتے هیں مگر تو بھي هم اُسکي تفصیلوں پر باطمینان تمام گفتگو نہیں کرسکتے هیں یعني یہہ نہیں کہہ سکتے کہ فلاں قصوں یا مسئلوں کا ذکر جنسے آج کل کے هندوؤں کا مذهب مرکب هی بید کے کسي حصہ میں هی یا نہیں *

بیان مسئلہ وحدانیت کا

بیدوں کا مقدم مسئلہ یہہ هی کہ خدا واحد هی چنانچہ اکثر مقامات پر بید میں مندرج هی کہ حقیقت میں صرف ایک خدا واحد هی جو سب سے اعلی اور برتر روح تمام عالموں کا مالک هی اور اُسي نے سب عالم پیدا کیئے هیں § *

---

† تتمہ اول کتاب کو ملاحظہ کرو

‡ یعني کالبروک صاحب کي کتاب تحقیقات حالات ایشیا جلد ۸ صفحہ ۳۶۹

§ پروفیسر ولسن صاحب نے جو لکچر مقام اکسفورڈ میں دیا تھا اور اُسکو مشتہر کیا تھا اُسکے صفحہ ۱۱ میں مندرج هی کہ ایک عالم برهمن نے خدا کے اوصاف کا بیان جیسے کہ بید سے ظاهر هوتے هیں متصلہ ذیل طور سے کیا هی جسکو سر ولیم جونز

اُس قادر مطلق نے اپني مخلوقات میں سے بعض کو اِنسان سے برتر پیدا کیا هی اُنکي پرستش کرني چاهیئے اور اُن سے سلامتي بذریعہ مناجات کے حاصل هوسکتي هی منجملہ اِن برتر مخلوقات کے جنکا اکثر بید میں ذکر پایا جاتا هی هوا پاني آگ اور خاک کے دیوتا اور ستارے اور سیارے هیں لیکن اور قوتوں اور اوصاف کا ذکر بھي پایا جاتا هی جنکو مجسم سمجھا گیا هی خدا واحد کے تین بڑے ظہور هیں یعني برهما بشن اور شیو اور اور مجسم اوصاف اور قوي۔اور هندوؤں کے مقرر کیئے هوئے دیوتاؤں میں سے اکثر کا البتہ بید میں اِشارہ پایا جاتا هی لیکن ایسے شخصوں کي پرستش جو اپني دلاوري اور شجاعت کے باعث سے دیوتا گردانے جاویں مذهب کا کوئي جزو نہیں قائم کي گئي هی † *

برهما بشن اور شیو کا بہت کم ذکر پایا جاتا هی اور اُنکو کچھہ فوقیت نہیں دي گئي هی اور نہ وہ پرستش کے قابل سمجھے گئے هیں ‡ اور کالبروک صاحب کو بید میں کوئي ایسا مقام نہیں ملسکا جس سے اُنکا اوتار هونا ثابت هو *

صاحب نے اپني کتاب میں نقل کیا هی وہ بیان یہہ هی کہ خدا کیا هی وہ کامل سچ هی اور کامل خوشي هی اور اُسکي ذات لاثاني هی اور اُسکو فنا نہیں هی اور وہ واحد مطلق هی اُسکي ذات کو نہ تو زبان بیان کرسکتي هی اور نہ عقل سمجھہ سکتي هی اور سب میں موجود هی اور سب پر غالب هی اور اپنے بیحد علم اور دانائي سے بشاش هی یعني بے پروا هی اور هر جگہہ اور هر وقت میں حاضر و ناظر هی اور اُسکے پیر نہیں هی لیکن پھر بھي بہت تیزي سے چلتا هی اور اُسکے هاتھہ نہیں هیں مگر تمام دنیا کو پکڑے هوئے هی اور بے آنکھوں کے سب چیز کو دیکھتا هی اور بغیر کانوں کے سب چیزوں کو سنتا هی اور بغیر کسي سمجھانے والے کے هرایک چیز سمجھتا هی اور بلا کسي سبب کے تمام سببوں کا سبب اول هی اور سب پر حاکم هی اور سب پر قوي هی اور پیدا کنندہ اور بچانے والا اور تمام چیزوں کي صورت پلٹنیوالا هی ـــ کتاب ولیم جونس صاحب جلد ٦ صفحہ ۴١٨

† کالبروک صاحب کا بیان بید کا کتاب تحقیقات حالات ایشیا جلد ٨ صفحہ ۴٩۴

‡ پروفیسر ولسن صاحب کے اُس لکچر کا جو بمقام اکسفورڈ دیا تھا صفحہ ١٢

پیہ سے بتوں کا رواج اور پرستش کی چیزوں کا ظاہری نشان اور علامت کا بنانا ثابت نہیں ہوتا ہی † *

منو کے مذہب کا بیان

مذہبی کتابوں میں جا بجا وحدت کا مسئلہ پایا جاتا ہی اور اُنکے آخر میں یہہ بیان کیا گیا ہی کہ سب فرضوں میں سے یہہ بڑا فرض ہی کہ اپانی شاد یعنی رسالہ علم الٰہی سے خدا واحد اور قادر کی معرفت حاصل کریں ‡ *

لیکن اگرچہ منو نے خدا کی وحدت پر اپنی راے کو اپنے تمام کتاب میں قایم رکیا ہی مگر خدا تعالی کی ذات و صفات پر اُسکی راے جیسی شروع میں عمدہ اور خالص تہی ویسی ہر جگہہ نہیں پائی جاتی ہی *

بیان پیدایش

یہہ بات خصوصاً پیدایش کے بیان سے جو منو نے لکہا ہی ثابت ہوتی ہی چنانچہ بید میں اکثر مقامات میں لکہا ہی کہ خدا وہ مادہ ہی جس سے دنیا پیداہوئی ہی اور جسنے دنیا کو پیدا کیا ہی اور وہی کمہار ہی جسنی برتن بنایا ہی اور وہی مٹی ہی جسی وہ برتن بنا ہی مگر جو لوگ بید کے ترجمہ کرنے کی بڑی لیاقت رکہتے ہیں وہ یہہ خیال کرتے ہیں کہ ان فقروں کے لفظی معنی پر لحاظ نہیں کرنا چاہئیے اور بجز اس بات کے ظاہر کرنے کی اُنسے اور کچہہ مطلب نہیں ہی کہ ایک ہی علت اولی سے تمام چیزیں نکلی ہیں بیدوں کا عام منشاء اسبات کا ثبوت کرنا ہی کہ تمام مخلوقات کا مادہ اور صورت ایک خود موجود

† پروفیسر ولسن صاحب کے اُس لکچر کا جو بمقام اکسفورڈ دیا گیا صفحہ ۱۲ بشن پران کے دیباچہ کے صفحہ ۲ پر دیکہو

‡ باب ۱۲ اشلوکہ ۸۵

علت کي مرضي سے پیدا ہوا ھی † *

برخلاف اسکے مذھبي قواعد کي کتابوں سے یہہ بات پیدا ھوتي ھی گو صاف صاف نہیں پائي جاتي ھی کہ دنیا خالق کے مادہ سے بني اور بطریق جزو مادہ الہي کے مادہ کا وجود ھمیشہ سے ہی اور یہہ خیال بیہودہ ھی اُن ھي کتابوں کے بموجب یہہ بھي ثابت ھی کہ بسبب پانچ عناصر یعني خاک باد آب آتش اوڑ خلا اور اصولوں کي خود موجود قوت یعني خدا نے جو آپ تو نظر نہیں آتا مگر دنیا کي چیزوں کو قابل محسوس ھونے کي کرتا ھی بڑے جلوہ اور شان سے ظہور کیا اور تاریکي کو دور کیا *

اُسنے چاھا کہ اپني مادہ الہیت سے مختلف موجودات کو پیدا کرے پس اول ایک بات کي بات میں پاني پیدا کیا اوڑ پاني کے اندر ایک بار آور تخم رکھا ‡ *

اس تخم سے انڈا پیدا ھوا اور اس انڈے میں قادر مطلق خود برھما کي صورت میں ظاھر ھوئے *

اور اسي قسم کي ترکیبوں سے جو ھندوؤں کے بنائے ھوئے جھگڑے معلوم ھوتے ھیں بھگوان نے برھما کي صورت میں آسمان اور زمین اور انسان کي روح کو پیدا کیا اور تمام مخلوقات کے علحدہ علحدہ نام رکھے اور اُنکو جداگانہ کام سپرد کیا *

اسیطرح سے پاک صاف روح والے دیوتاؤں کو جنمیں بہت سي بھگوان کي صفتیں ھیں اور اُنسے کمتر جنوں کو جو بہت نازک اور لطیف ھیں پیدا کیا § *

یہہ تمام پیدایش صرف تھوڑے عرصہ تک قایم رھتي ھی اور بعد اُسکے معدوم ھوجاتي ھی اور وہ موجود قوت جسکے سبب سے

---

† ولسن صاحب کے لیکچرکا صفحہ ۴۸ جو بمقام اکسفورد دئي گئے تھے

‡ کتاب اول اشلوک ۵ و ۷

§ باب ۱ اشلوک ۸ لغایت ۲۲

تمام مخلوق پیدا هوئي واپس بلالي جاتي هی اور برهما ذات مطلق میں مجذوب هو جاتا هی اور تمام کارخانه کو زوال هو جاتا هی † *

اور پیدایش کا اسطرحپر معدوم هو جانا اور پھر پیدا هونا وقتاً فوقتاً بڑي بڑي مدتوں کے بعد واقع هوتا رهتا هی ‡ *

کمتر درجه کے دیوتاؤں کا بیان

: کمتر دیوتا عنصروں کے قایم مقام هیں یعني عنصروں کو اُن دیوتاؤں کي علامت سمجھا جاتا هی مثلاً اندر یعني هوا اگني یعني آگ ورن یعني پاني پرتوي یعني زمین اجرام فلکي کو اُن دیوتاؤں کي علامت سمجھا جاتا هی مثلاً سوریا یعني سورج چندر یعني چاند برسپتي اور اور سیارے یا مختلف صفتوں کو علامت اُن دیوتاؤں کے سمجھتے هیں مثلاً دهرما یعني دیوتا انصاف کا اور دهنونترا یعني دیوتا دوا کا § اُن شجاع اور دلاور لوگوں میں سے جنکا بید میں تو ذکر نہیں مگر آج کل هندوؤں کے دیوتاؤں میں بڑا رتبه اور درجه حاصل هی مثلاً راما اور کرشنا وغیره کسي کو مطلق دیوتا بیان نہیں کیا گیا *

بلکه اُن دیوتاؤں کا بھي جنکے یهه اوتار هیں کهیں ذکر نہیں پایا جاتا هی برهما کا کئي مرتبه نام آیا هی لیکن بشن اور شیو کا کبھي نہیں آیا خدا کي یهه تین صورتیں اُن دیوتاؤں میں جنکا ذکر بید میں هی بہت رتبه نہیں رکھتي هیں اور ان تینوں کے باهم ایک جسم میں شامل هونے کے معمه پر منو کے قانون میں یا غالباً بید میں اشاره تک نہیں کیا گیا چوں تین صورتوں یعني جسموں میں سے بعض جسموں میں تمام اور دیوتاؤں کو داخل اور شامل سمجھا جاتا هی وه آگ اور هوا اور سورج هیں || *

---

† باب ۱ اشلوک ۵۱ لغایت ۵۷

‡ باب ۱ اشلوک ۳ لغایت ۷۴

§ باب ۹ صفحه ۳۰۳ لغایت ۳۱۱ اور اور مقامات

|| کالبروک صاحب کي کتاب تحقیقات حالات ایشیا جلد ۸ صفحه ۳۱۵ لغایت ۳۱۷

ذکر ارواح

دیوتاؤں سے بالکل علحدہ نیک و بد جن بیان کیئے گئے هیں اور پیدایش کے بیان میں به نسبت دیوتاؤں کے اِنکو زیادہ تر حیوانات سمجھا گیا هی چنانچه یهه بیان کیا گیا هی که خداوند تعالی نے جوانمرد جن اور غضبناک بهوت اور خونخوار وحشي اور حور بهشتي اور پریاں اور دیو اور بڑے بڑے اژدهے اور بڑے بڑے بازؤں کے پرند اور مختلف قسمیں اِنسان کي پیدا کي هیں † *

آدمي کا بیان

خدا تعالی نے آدمي کو دو روحیں بخشي هیں ایک تو روح حیواني جسکے سبب سے بدن حرکت کرتا هی اور دوسري روح انساني جو جذبوں اور اچھے اور برے وصفوں کا مخرج هی اور اگرچه یهه دونوں روحیں ایک دوسري سے تعلق نهیں رکهتي هیں اور علحده علحده وجود رکهتي هیں مگر اُس ذات باري کے ذریعه سے شامل هیں جو تمام موجودات میں پهیلي هوئي هی ‡ *

روح حیواني کے هي ذریعه سے اِنسان کے گناهوں کا کفارہ هوتا هی یهه روح اپنے جرموں کي مناسبت سے عرصهٔ معین تک عذاب سهتي هی اور بعد اُسکے اُسکو حکم هوتا هی که آدمیوں حیوانوں بلکه درختوں میں جاکر نفوذ کرے جس قدر زیادہ اِس روح کا گناہ هوتا هی اُسیقدر ذلیل وہ جسم هوتا هی جسمیں وہ پهر بهیجي جاتي هی تا وقتیکه وہ اذیت اور ذلتیں اوٹها کر اخر کار صاف پاک هوجاتي هی اور پهر وہ اپنے زیادہ پاک صاف رفیقوں کے جسم میں جاتي هی § اور پهر اُسکا وہ دور شروع هوتا هی جو اُسکو ابدي نعمتوں یعني بهشت میں پهونچاتا هی *

---

† باب ۱ اِشلوک ۳۷

‡ باب ۱ اِشلوک ۱۴ و ۱۵ و باب ۱۲ اِشلوک ۱۲ لغایته ۱۴ و ۲۴

§ باب ۱۲ اِشلوک ۱۶ لغایته ۲۲

خدا نے آدمي کو پیدایش هي سے برے بهلے کي تمیز بخشي جسکو الکروني ناصح کے † نام سے تعبیر کیا هی اور جائز اور ناجائز اور آرام اور تکلیف اور اور مخالف باتوں میں بالکل فرق رکها هی یعني اُنمیں ناموافقت رکهي هی ‡ *

بعد اِسکے خدا تعالی نے اُس قرباني کے اچهي طرح سے پورا هونے کے واسطے جسکو اُسنے شروع هي سے مقرر کیا تها بید پیدا کیئے مگر همکو منو کي کتاب کے اُس حصه کے زیادہ حالات بیان کرنے ضرور نهیں معلوم هوتے هیں جو علم الهیات سے متعلق هی *

رسموں کا بیان

هندوؤں کے مجموعه کا بهت سا حصه رسموں سے بهرا هوا هی مگر اخلاق سے بهي غفلت نهین کي گئي هے عورت کے حامله رهنے کے زمانه اور لڑکے کي پیدایش کے وقت اور بهت سے پچهلے موقعوں پر جنمیں سے مقدم موقع وہ هی جب اول سال لڑکے کي عمر میں بجز چوٹي کے اُسکا سر مونڈا جاتا هی بے انتها رسمیں عمل میں آتي هیں § لیکن سب سے مقدم رسم جنیؤ کي هوتي هی جسکے بجالانے میں برهمن کو سوله برس اور بیش کو چوبیس برس سے زیادہ دیر نهیں کرني چاهیئے ‖ اِس معزز رسم کو دوسرا جنم بیان کیا گیا هی اور تین فرقوں (یعني برهمن چهتري اور بیش) کو جنکو اِسکي اجازت هی اُسکے بجالانے سے دوبارہ جنمي کا خطاب ملتا هی اور اسي خطاب سے کل مجموعه میں اُنکا ذکر کیا گیا هی اور اسي موقع پر جن شخصوں کو جنیؤ پهنایا جاتا هی اُوم اور گایتري کا منتر سکهایا جاتا هی اور بید میں یهه عبارت نهایت مقدس

† باب ۱ اِشلوک ۱۴

‡ باب ۱ اِشلوک ۲۶

§ باب ۲ اِشلوک ۲۶ لغایته ۳۵

‖ باب ۲ اِشلوک ۳۶ لغایته ۳۰

هی اور اس مجموعہ میں جا بجا تاکید کي گئي هی کہ واسطے عبادت اور کفارہ کے اسکو جپنا چاهیئے اور اس منتر کا ورد کیا جاوے اور همیشہ مزاولت رکھي جاوے تو آدمي بغیر کسي اور مذهبي عبادت کے بہشت کو پہنچ سکتا هی † اگرچہ یہہ مخفي عبادت في زماننا صرف برهمنوں کو معلوم هی اور سیکھنا اسکا آسان نہیں رها مگر یورپ والوں نے بڑي اِسکو خوب هي تحقیق کیا هی اور کالبروک صاحب نے اُسکا یہہ ترجمہ کیا هی ‡ ذات باري یعني خدا کي قابل پرستش تجلي کا دهیان کرو اور یہہ دعا مانگو کہ وہ همارِي عقل کو هدایت کرتي رهے *

اُس پورے اشلوک پر لحاظ کرنے سے جسکا یہہ ایک جملہ هي ظاهر هوتا هی کہ تجلي سے وهي قادر مطلق مراد هی اگرچہ افتاب کي روشني بهي مراد هوسکتي هی *

اُسوقت تک اسباب کا دریافت کرنا آسان نہیں هی کہ اس منتر کے مقدس هونیکي کیا وجہہ هی جب تک یہہ ثابت نہو کہ ایک زمانہ میں باوجود اس منتر کے الفاظ کے ذو معني هونے کے نو آموز آدمي پر ایسے زمانہ میں جبکہ آفتاب کي پرستش رائج تهي خدا تعالی کي ذات و صفات کا راز ظاهر هو جاتا تها § *

هر ایک برهمن بلکہ هر دوبارہ جنمي یا جنیؤ پهنني والے کو هر روز اشنان کرنا چاهیئے اور تاروں کي چهاونمیں کسي تنہائي کے مقام میں

---

† باب ۲ اشلوک ۷۴ لغایت ۸۷

‡ کالبروک صاحب کي کتاب تحقیقات حالات ایشیا جلد ۸ صفحہ ۴۰۰

§ اِس عبارت کي بہت سي تفسیریں کي گئي هیں اور بلحاظ اُسکے معني کے کسیقدر اختلاف راے هی پروفیسر ولسن صاحب نے اُس کتاب کي جلد اول صفحہ ۱۸۴ میں جو هندوؤں کے تماشہ گاہ کے بیان میں هی ایک حاشیہ لکھا هی جسمیں وہ یہہ ترجمہ کرتے هیں کہ اُس آفتاب الهي کي تجلي اعلی کا دهیان کرو جس سے هماري فهم اور عقل کو روشني پہنچ سکتي هی اور بید کے انگریزي ترجمہ کے صفحہ ۱۹۳ میں رام موهن راے نے لفظي ترجمہ یہہ کیا هی کہ هم اُس شان و شوکت والے آفتاب کي روح اعلی کا دهیان کرتے هیں جو هماري عقل اور فهم کو هدایت کرتا هی

دونو وقت صبح اور شام پاني کے چشمه کے نزدیک عبادت کرني چاهیئے †
اور هر روز پانچ فرائض ادا کرنے چاهیں یعني بید کا پڑهنا اور دیوتاؤں کي عزت میں مردوں کي ارواح اور آگ کو بهوگ لگانا اور پاني دینا اور زنده مخلوق کو چاول کهلانا اور مهمانوں کي باعزاز تمام خاطرداري کرنا ‡ *

دیوتوں کي پرستش گهي کو آگ پر جلانے سے اور ایک قسم کا رس چڑهانے سے هوتي هی اور اُسکے ساتهه دیوتا کا نام لیکر دعا مانگي جاتي هی اگرچه بتوں کا بهي بیان کیا گیا هی اور ایک مقام پر یهه بهي لکها هی که اُنکي عزت کرني چاهیئے § مگر باوجود اِسکے اُنکي پرستش کا کبهي کهیں ذکر نهیں هوا هی اور اگر کچهه ذکر اُنکا هوا بهي هی تو حقارت سے خالي نهیں هی اور آجکل جو طریقه خوشبو او پهولوں کے چڑهانے کا هی اُسکا تو ذکر تک بهي نهیں هوا اُور هوم وغیره کي نسبت یهه حکم هی که لوگ اُنکو برهمنوں کے گهر خاص اُنهیں کے گهر کي آگ سے کرائیں || *

اور فرضوں کے ساتهه نه اِسقدر زیاده قیدیں لگائي گئي هیں اور نه اُنکي نسبت اِسقدر تاکید کي گئي هی جسقدر که بید کے پڑهنے پر تاکید اور قیدیں هیں چنانچه بیدوں کو صاف صاف اور باواز بلند پڑهنا چاهیئے اور اُنکے پڑهنے کے وقت اُنهیں سے دهیان لگا رکهنا اور اُسي سار کو ادب سے بیٹهنا چاهیئے اور بهت سے شگون یعني علامتوں کے سبب سے پڑهنے میں خلل آجاتا هی اور اکثر ایسے امر اتفاقیه کے واقع هونے پر جو طبیعت کو پریشان کردے اور اُس کام کے قابل نرهنے دے پڑهنے سے باز رهنا چاهیئے مثلاً هوا اور گرج اور مینهه اور زلزله اور شهاب ثاقب اور گرهن اور گیدڑ کا بولنا اور بهت سے اور واقعات اول درجه کے خلل انداز هیں اور

---

† باب ۲ اِشلوک ۱۰۱ لغایت ۱۰۳

‡ باب ۳ اِشلوک ۶۹ و ۷۰

§ باب ۴ اِشلوک ۱۳۰

|| باب ۳ اِشلوک ۸۲ وغیره

ایسے مقام میں بید کے پڑھنے کی ممانعت هی جہان بانسری بجتی هو اور تیر سنسناتے هوں اور قصاتوں نے کسی شہر کو گھیر لیا هو یا جبکہ عجیب واقعات کے سبب سے تمام لوگوں پر حیرت طاری هو بظاهر هوسرے درجہ کے خللوں سے تعلق رکھتی هی †

اخیر مذهبی فرض یعنی مہمان نوازی کا بیان بڑی تفصیل سے کیا گیا هی اور اُسمیں بہت سی نصیحتیں خوش اخلاقی اور خاکساری کی مندرج هیں اگر اِن نصیحتوں میں یہہ قید نہوتی کہ برهمن صرف اپنی قوم کے لوگوں کی خاطر تواضع اِس طریق پر کریں تو وہ بہت اچھی هوتیں ‡ *

علاوہ روز مرہ بھوگ لگانے اور بیبیت دینی سے هر شخص کے بزرگوں کی ارواح کے واسطہ ماهواری نذر نیاز کرنی چاهیئے اور یہہ نذر نیاز پاک صاف خالی میدانوں میں یا دریاؤں کے کنارہ یا تنہائی کے مقاموں میں کرنی چاهیئے بلدان کرنیوالے کو بعض چیزوں کو جلانا اور بہت سی رسمیں بجالانا اور چانول کے پنڈ بھرنا اور اگیاری کرنا اور ارواح کو انس لینے کے لیئے بلانا چاهیئے *

بعدہ چند ایسے برهمنوں کو جو اُسکے معمولی دوست اشنا یا مہمان نہوں بھوجن کرانا اور اُنکے ساتھہ تعظیم و تکریم سے پیش آنا چاهیئے اور برهمنوں کو لازم هے کہ چپ چاپ بھوجن کریں *

بیان کیا گیا هی کہ اسمیں کچھہ شک نہیں هی کہ جو برهمن نیوتے جاتے هیں اُنکے آس پاس متوفی بزرگوں کی روحیں پاک صاف روحوں کی طرح پھرتی رهتی هیں اور جب وہ بیٹھتے هیں تو وہ بھی اُنکے پاس بیٹھہ جاتے هیں § *

---

† باب ۳ اِشلوک ۹۹ لغایت ۱۲۶

‡ باب ۳ اِشلوک ۹۹ لغایت ۱۱۸

§ باب ۳ اِشلوک ۱۸۹

مگر جو لوگ بدنام يا گنهگار مرجاتے هيں يا جو خلاف قانون اپنے آپ کو هلاک کرتے هيں † اُنکے واسطه کوئي نذر نياز نهيں کي جاتي هي بلکه برخلاف اسکے ايک عجيب رسم هي جيسے ايک بڑے گنهگار شخص کو اُسکا کنبا چهوڑ ديتا هی اور اُسکي حين حيات هي ميں رسومات اُسکے مرنے کي نهايت درستي سے کيجاتي هيں ليکن اگر وه شخص توبه يا کفاره کرے تو پهر اُسکو ايک اور رسم سے خاندان ميں ليليتے هيں اور صحبت ميں ملا ليتے هيں ‡ *

جو چيزوں سے ايک دوباره جنمي يا زناردار شخص کو پرهيز کرنا چاهيئے اُنکي کچهه انتها نهيں هي جنميں سے بعض کا کهانا ظاهري اسباب کے واسطه منع هي مثلاً گوشت خور پرند اور پالتو سور اور اور جانور جنکي صورت يا رهنے کے طريقه سے دل کو نفرت آتي هي ليکن اور چيزوں کو اس طرح اپني طبيعت سے مقرر کر ليا هی که مرغ اور سانپ کي چهتري اور گندنا يا پياز سے فوراً ذات جاتي رهتي هی § اور خاردار جنگلي چوها اور خار پشت اور چهپکلي اور کچهوؤں کو علانيه واسطه خوراک کے جائز قرار ديا گيا هی سخت سزاؤں کي عبرت سے برهمن کو شکاري يا بے ايمان آدمي اور سنار يا بيد کے کام بنانے والے يا دهوبي يا رنگريز کے کهانا کهانيکي ممانعت کي گئي هی شکاري کے کام کي بيرحمي کے سبب سے برهمن کي نظروں ميں شکاري بے ايمان کي برابر سمجها جاسکتا هی ليکن علاوه اور بے اصل حکموں کے اس حکم کے دريافت کرنے سے هر شخص کو بڑا تعجب آتا هی که طبيب || جسکا پيشه بڑي دانش اور فيضرساني کا هی هميشه نهايت ناپاک پيشهوالوں کے فرقه ميں شمار کيا گيا هی *

---

† باب ۵ اشلوک ۸۹

‡ باب ۱۱ اشلوک ۱۸۲ لغايت ۱۸۷

§ باب ۵ اشلوک ۱۸ و ۱۹

|| باب ۴ اشلوک ۲۱۲

علی‌الخصوص جس بات سے همکو تعجب هوتا هی وہ یهہ هی که اکثر اقسام کے گوشت کهانیکي برهمنوں کو اجازت دیگئي هی † اور خصوصاً بیل کے گوشت کي بڑے بڑے تیوهاروں میں تاکید کي گئي هی ‡ لیکن برهمنوں کو بجز جگ کے گوشت کهانا نهیں چاهیئے مگر جیسا که هم بیان کرچکے هیں قربانیاں روز مرہ کے فرایض میں سے هیں اور اندرسه کي گولیاں اور اندرسه اور بهت سي اور چیزیں اسي قسم کي ممانعت میں داخل هیں § *

یهہ سچ هی که حیوانوں کے ساتهہ انسانیت برتنے کي هر جگهہ بهت هدایت اور تاکید کي گئي هی اور اس خیال سے که اُنکو زیادہ ایذا نهو غذاے حیواني سے پرهیز کرنا قابل تعریف بیان کیا گیا هی اسي طرح کي اور بهي وجوهات سے اُسکے استعمال سے احتیاط کرنیکي فهمایش کي گئي هی || مگر کسي مقام میں کبهي ممانعت نهیں کي گئي اور اُسکو ناپاک نهیں بیان کیا گیا بلکه اکثر مقاموں میں بهت استحکام کے ساتهہ جایز کها گیا هی * بیل کے گوشت کهانیکي اجازت زیادہ تر قابل غور کے هی کیونکه گاے اُن دنوں میں ایسي هي مقدس سمجهي جاتي تهي جیسے اب سمجهي جاتي هی گاے کي جان کا بچانا برهمن کے قتل کا معاوضه سمجها جاتا تها ‡ اور برهمن کے سوا اور کسیکے قتل کا عوض تین مهینے تک بڑي بڑي سختیاں سهني اور گاے کي تین مهینے تک خوب خدمت کرنے سے هوتا تها †† *

---

† باب ۵ اشلوک ۱۲ لغایت ۳۶

‡ باب ۵ اشلوک ۳۱ و ۳۲

§ باب ۵ اشلوک ۷

|| باب ۵ اشلوک ۳۴ لغایت ۵۶

* جو شخص قانون کے بموجب کهاوے وہ گناہ نهیں کرتا گو وہ شرعي جانوروں کا گوشت کهاوے کیونکه اُن حیوانات کو جو کهائے جاریں اور اُنکے کهانیوالوں کو برهماهي نے پیدا کیا — باب ۵ اشلوک ۳۰

‡ باب ۱۱ اشلوک ۸۰

†† باب ۱۱ اشلوک ۱۰۹ لغایت ۱۱۷

کھانے پر یہہ سب قیدیں ہونیکے علاوہ برہمن پر بہت سے ایسے قواعد کي اطاعت لازم کي گئي هی جو زندگي کے معمولي کاموں سے متعلق هیں اُن قواعد میں سے هر ایک سے منحرف هونا گناہ سمجھا گیا هی *

اس مجموعہ کا ایک حصہ نصف سے زیادہ ایسے قواعد سے بھرا هوا هی جو پاک صاف رهنے سے متعلق هیں *

ناپاک هو جانیکا نہایت عام سبب کسي رشتہ‌دار کا مرجانا هی اور اگر وہ قریب کا رشتہ‌دار هو تو برهمن کو دس روز اور شودرا کو ایک مہینہ سوتک رهتا هی *

اور بہت قسم کے چھونے جانے اور اور سببوں سے بھي آدمي ناپاک هوجاتا هی اور صرف نہانے اور اور ایرهي رسموں سے جنکا بیان کرنا دقت سے خالي نہیں پاک هوتا هی † *

بعض ایسے مستثنی قاعدوں سے جو اُنکے برخلاف هیں اچھي دانشمندي ظاهر هوتي هی جسکي توقع اِس مقنن سے نہ تھي چنانچہ لکھا هی کہ راجہ کبھي ناپاک نہیں هوسکتا هی اور نہ وہ لوگ ناپاک هوسکتے هیں جنکا ناپاک هونا راجہ کار و بار کے سبب سے نہ چاهے اور کاریگر کا هاتھہ جو کار و بار میں مصروف رهتا هی همیشہ پاک رهتا هی اور سپاهي کے وہ رشتہ دار جو لڑائي میں مارے جاویں اسدہ نہیں هوتے اور جو سپاهي خود اپنے فرض کے ادا کرنے میں مارا جاوے وہ گویا نہایت بڑا جگ کرتا هی اور هر طرح کي ناپاکي سے فوراً پاک صاف هوجاتا هی ‡ اور تمام پاک صاف چیزوں میں سے کسي شی میں ایسي عمدہ صفائي اور پاکیزگي نہیں سمجھي گئي هی جیسي کہ وہ صفائي دل کي هوتي هی جو دولت کے حاصل کرنے اور تصوروں کے معاف کرنے اور فیاضي کرنے اور عبادت کرنے میں هوتي هی § *

---

† حصہ پانچواں اشلوک ۵۷ تا آخر

‡ باب ۵ اشلوک ۹۳ لغایت ۹۸

§ باب ۵ اشلوک ۱۰۷

هندوؤں میں کفارہ ادا کرنے کی رسموں کا اور اخلاقی امور میں متوسط درجہ ھی گناھوں سے بچانے میں اُنسے مدد ھوتی ھی اور طریق مذھبی سے انحراف کرنے سے باز رکھنے میں کام آتے ھیں اور استعمال اُنکا ھمیشہ ایسا بے قاعدے اور بے اصل طور سے کیا جاتا ھی کہ اُسکے باعث سے وہ ایسے موثر نہیں ھوتے جیسا اُنکو لوگوں کی بھلائی کے قائم کرنے میں ھونا چاھیئے تھا *

شراب کا پینا اول درجہ کے گناہ میں شمار کیا گیا ھی اور بیگناہ آدمی کے تباہ کرنے کیواسطے بلدان کرنا تیسرے درجہ میں شامل ھی *

برھمن کو تکلیف پہنچانی اور جو چیزیں قابل سونگھنے کے نہوں اُنکے سونگھنے اور اور ایسے ھی جرموں کا جو حقیقت میں مضر ھیں ایک ھی کفارہ ھی † *

اگر جبر سے اُنکی تعمیل کرائی جاوے تو بعض کفارے نہایت سخت بیرحمی کی سزا سمجھی جاوینگی اور جب اُن کفاروں کا استعمال اِس دنیا میں صحبت سے خارج نہونے اور عاقبت میں انتقام سے بچ جانیکے واسطے کرایا جاوے تو وہ بہت ھی لغو اور بیجا ھیں *

حقیقی یا دھرمی ما یا بہن کے ساتھہ زنا کرنے اور کسی نابالغ سے مجامعت کرنے اور نہایت ذلیل ذات کی عورت کے ساتھہ زنا کرنیکا کفارہ لوھے کے گرم بستر پر جل کر مرنا ھی یا خوب تپتے ھوئے لوھے کی مورت سے بغل گیر ھونا ھی ‡ اور شراب پینے کا کفارہ گاے کا گرم گرم پیشاب پینا ھی § *

اور اور کفارے اکثر بذریعہ جرمانہ یا ریاضت کے ادا کیئے جاتے ھیں اور اکثر جرمانہ میں مویشی لیئے جاتے ھیں جنکے دیئے جانیکا برھمن کو حکم ھی اور بعض جرمانہ ایسے بڑے ھیں کہ ایک بچار اور ھزار گاے دینی پڑتی ھیں *

† باب ۱۱ اشلوک ۵۵ لغایت ۶۸

‡ باب ۱۱ اشلوک ۱۰۳ و ۱۰۵ و ۱۷۱

§ باب ۱۱ اشلوک ۹۲

اور جرمانوں کي مناسبت بھي جرموں سے بہت بري طرح قايم کي گئي ھی سانپ مارنے کي عوض میں برھمن پر لازم ھی کہ ایک پھاوڑہ اور خوجہ کے مارنے کي عوض میں پرال کا ایک بوجھہ دے *

اپنے آپ سے کسي برتر آدمي سے دور ھو یا ھشت کھنے اور برھمن پر تنوير ميں غالب آنے کا کفارہ ھوتا ھی اور کيڑوں کے مارنے اور پودے اور گھاس کو ناحق کاٹنے کا بھي کفارہ لازم آتا ھی اسليئے کہ درختوں کو بھي دکھہ درد معلوم کرنيکے قابل سمجھتے ھيں † *

کفارہ بہت ھي مشہور اور قابل غور کے ھی یعني جو برجاري تمام رگ بید کو حفظ یاد کرلے وہ ھر طرح کے گناہ سے پاک صاف ھوجاتا ھے اور مجرم نہيں ھوتا یہانتک کہ اگر وہ تينوں ترلوک کے باشندوں کو بھي قتل کر ڈالے اور نہایت ناپاک ھاتوں سے کھانا کھالے ‡ تو بھي پاک صاف رھتا ھی *

بعض کفارے اور بعض سزائيں ايسي ناپاک کاموںکے واسطہ قرار دي جاتي ھيں جنسے یہہ ظاھر ھوتا ھی کہ لوگوں کے اطوار بہت خراب تھے یا مقننوں کے دماغ میں فتور تھا § لیکن غالب یہہ ھی کہ جسطرح بعضے یورپ کے کج فہم مذھبي مسائل کو اپنے دلسے گھڑہکر بتا دیتے ھيں اُسيطرح اُن کفاروں کي بنیاد پڑي ھی *

اور بعض کفارے بہت ھي اچھے ھيں جو اُن بيہودہ خيالات اور مذھب باطل کے خيال کو جسکا شدت سے برھمنوں میں رواج ھی کسيقدر ھمارے دلسے کم کرتے ھيں چنانچہ بيان کيا گيا ھی کہ جو آدمي سخاوت اختيار کرے گو وہ سخاوت اُسکي روحاني فائدہ پہونچانے کے واسطہ کیوں نکیجاوے اگر وہ اپنے کنبے کو محتاج چھوڑ جاويگا اُسير عاقبت ميں عذاب اور سختي ضرور ھوويگي || *

---

† باب ۱۱ اشلوک ۱۲۵ لغایت آخر

‡ باب ۱۱ اشلوک ۱۶۲

§ باب ۱۱ اشلوک ۱۷۱ لغایت ۱۷۹

|| باب ۱۱ اشلوک ۹ و ۱۰

هر شخص جو کفارہ ادا کرلیتا هی وہ شرعي طور پر برادري میں پهر لے لیا جاتا هی لیکن سب کو ایسے لوگوں کي صحبت سے بچنا لازم هی جنکے جرم حقیقت میں بہت سنگین هوں اُن جرموں میں اپنے مسنون آدمي کو مارنا اور اپنے مربي کو ضرر پہونچانا داخل هی † *

اُس اثر کا بیان جو مذهب سے اخلاق پر هوتا هی

البته منو کے مذهب کا اثر اخلاق پر عموماً اچها هی جائز اور ناجائز کا ضروري فرق شروع میں بہت اچهي طرح بیان کیا گیا هی جیسا که پہلے ذکر هو چکا هی اور وہ فرق عموماً جابجا خوب قائم رکها گیا هی اور جو تهوڑي سي باتیں اس راے سے مستثنی هیں وہ مشهور مقام هیں جو جهوٹي شہادت سے متعلق اور ایک دو وہ مقام هیں جہاں یہہ حکم هی که بلدان یا جگ ‡ کے لیئے دوسرے کے مال پر تصرف کر لیا جاوے اور راجا چوروں کے گرفتار کرنے میں زیادتي کرے § *

برخلاف اسکے بہت سے احکام اور تاکیدیں عدل و انصاف اور راستي اور نیکي کي بابت پائي جاتي هیں اور برے چال چلن کے بہت برے برے نتیجه اس دنیا اور عاقبت میں بیان کیئے گئے هیں چنانچه لکها هی که نیک آدمي کو بسبب تنگدست هونیکے دل شکسته اور پژمردہ نهونا چاهیئے اور ظالم اور بدکار کو اور اُس شخص کو خوشي کبهي حاصل نہیں هوتي هی جو جهوٹي شہادت کے ذریعه سے دولت حاصل کرتا هی || *

ایک مقام میں صاف یہہ کہا گیا هی که رسموں کے فرضوں سے اخلاقي فرض بہتر هیں * اور یہہ بهي کہا گیا هی که ایسے گناهوں پر جو لوگوں

---

† باب ۱۱ اشلوک ۱۹۰ و ۱۹۱

‡ باب ۱۱ اشلوک ۱۱ لغایت ۱۹

§ باب ۱۱ اشلوک ۲۵۶ لغایت ۲۶۹

|| باب ۴ اشلوک ۱۷۰ لغایت ۱۷۹

* باب ۴ اشلوک ۲۰۴

کي آسایش میں خلل انداز هوں عاقبت میں ایسي هي سزا ملیگي جیسے مذهبي معصیت پر ملیگي *

مگر اس معامله میں ایک مسئله کا اثر کم قابل تعریف کے هی کیونکه اُسمیں یهه بیان کیا گیا هی که جو لوگ اپنے جرموں کي سزا گورنمنٹ کے هاتهه سے پائینگے اُنکو عاقبت میں سزا نه ملیگي وه نیک کرداروں کي برابر هوجاتے هیں پاکٌ صاف هوکر بهشت میں جاوینگے † *

اخیر میں یهه کہا جاسکتا هی که قانون کے ذریعه سے جس اخلاق کي تاکید کي گئي هی اُسکو چهوتے دیوتاؤں کے برے چال چلن کے بیان سے یا اُس عیاشي کے شامل کرنے سے جسکي اجازت اب بعض فرقوں کي رسومات میں دیکهئي هی ناکاره اور بے اثر نهیں کیا گیا تها جیسا که آج کل مذهبي کتابوں میں بهت سے مسئلوں سے جنکو مختلف مقاموں میں نقل کیا گیا هی یهه ثابت هوتا هی که منو کے مجموعه میں عمده مسئلوں یا عالي خیالات کي کسیطرح قلت نهیں هے لیکن برهمنوں کے اُس اخلاق کا عام میلان جو برهمنوں نے قایم کیا هی ایسا تو هی که گناه سے بچنے اور پاک صاف رهنے کے قابل کرسکتا هی مگر ایسا نهیں که اُسکو بهلائي اور فیضرساني پر آماده اور سرگرم کرے اور اُس اخلاق کا مقصد خاص یهه هی که آدمي اپنے امن و امان کا مزه اُتهاوے اور کسي جاندار کو تکلیف نه پهونچاوے

† باب ۸ اشلوک ۳۱۸ ۔

---*---

پانچواں باب

طور طریقه اور تربیت اور شایستگي کے بیان میں

عورتوں کي حالتونکا بیان

جب هم ایک قوم کے اطوار کي تحقیقات کرتے هیں تو اول هماري توجهه عورتوں کے حالات سے آگاهي کرنے پر مایل هوتي هی هندوؤں کي عورتونکي حالت اُن قواعد سے جو شاديکے معامله میں بیان کیئے گئے هیں اور ایسے اتفاقي قاعدوں یا بیانوں سے جمع کیجا سکتي هی جن سے از خود وه راے ظاهر هوتي هے جو اُس زمانه میں لوگ عورتونکي نسبت رکھتے تھے *

اگرچه بعض بعض قوانین متعلقه شادي میں جاهل اور ناشایسته زمانه کي بڑي نشانیاں پائي جاتي هیں مگر بهر حال وه شاديکے قوانین ناتواں فرقه یعني عورت کے حق میں بري نهیں هیں اور اور باتوں میں عورتوں کي حالت ایسي هي هی جسکي قانون سے توقع کیجاتي هی *

ایک زوجه کو اپنے شوهر کا بالکل فرمانبردار اور جاں نثار هونا چاهیئے اور شوهر کو لازم هی که اُسکو پابند قانوني قیدوں کا رکھے اور بے قباحت اور جائز شغلوں کي اجازت دے که جسطرح اُسکا جي چاهے اُسیطرح اُن میں مشغول هو † اور جس زمانه میں اُسکا شوهر موجود نهو تو جسطرح وه اُسکي مرضي کے تابع رهتي هی اُسیطرح اپنے رشتهدار مردوں کي مرضي کے تابع رهے ‡ لیکن برخلاف اسکے شوهر کے رشتهدار مردوں کو عورت کي عزت کرنیکي بهت تاکید کي گئي هی چنانچه لکها هی که جس جگهه عورت کي بیقدري هوتي هی وهاں جو اچھے اچھے کام مذهبي کیئے جاتے هیں وه سب اکارت جاتے هیں اور جس جگهه عورتوں کو ذلیل اور مصیبت

---

† باب ۹ اشلوک ۲ وغیره

‡ باب ۵ اشلوک ۱۴۷ وغیره

مین رکھا جاتا هی اُس خاندان کے تمام لوگ تباہ هوجاتے هیں لیکن جس خاندان میں شوهر زوجه سے اور زوجه شوهر سے راضي اور خوش هووے وہ گھر یقیناً همیشه خوش اور آباد رهیگا ایسي باتوں میں جنہپر مجموعه قوانین میں گفتگو کرنا عجیب معلوم هوتا هی زوجه پر شوهر کي نوازش کے واسطے قانون مقرر کیا گیا هی چنانچه تاکید کي گئي هی که تیوهاروں اور خوشي کے دنوں پر خاوند کو چاهیئے که اپني زوجه کیواسطے عُمدہ عمدہ زیور اور پوشاک اور کھانا مہیّا کرے † *

بیوہ عورتیں بهي قانون کي خاص حفاظت میں هیں چنانچه اُنکے رشتهدار مردوں کو سخت تاکید هی که اُنکے مال و متاع سے مزاحمت نکریں (باب ۳ اِشلوک ۵۲) راجه بیوہ عورتوں اور تنہا عورتوں کا محافظ قرار دیا گیا هی اور اُسکو هدایت کي گئي هی کہ وہ عورتوں کے ایسے رشتهداروں کو چوروں کي مانند سزا دیوے جو اُنکے مال و دولت کے هضم کرنیکا ارادہ کریں (باب ۸ اِشلوک ۲۸ و ۲۹) *

بجز اُن باتوں کے جو برهمنوں سے متعلق هیں خانگي برتاو کا کم بیان کیا جاتا هی اور حسب معمول برهمنوں کی چال چلن پر بہت سخت اور لغو قیدیں لگائي گئي هیں چنانچه برهمن کو اپني جورو کے ساتھه کھانا نہیں کھانا چاهیئے اور جب وہ کھانا کھاتي هو یا انگڑائي لیتي هو یا ننگي کھلي بیٹھي هو یا اپني آنکھوں میں سرمه لگا رهي هو اور علي هذا اور موقعوں پر اُسکي جانب دیکھنا نہیں چاهیئے ‡ *

هرایک فرقه یا ذات میں عورتوں کا کام یهه هی که وہ دولت کے جمع کرنے اور اُسکے صرف کرنے اور صفائي اور اور اُن فرضوں میں جو عورتونکو کرنے چاهیئیں یعني روزمرہ کا کھانا پکانے میں اور گھر کے برتنوں کي حفاظت کرنے مین مصروف رهیں *

---

† باب ۳ اشلوک ۵۵ لغایت ۶۲

‡ باب ۴ اشلوک ۴۳ وغیرہ

گهر میں خبردار اور شفیق محافظوں کي حفاظت میں عورتیں محفوظ نہیں رہ سکتي هیں لیکن وہ هي عورتیں پاکدامن رہ سکتي هیں جنکا دل خود اُنکا مُحافظ هی † *

ستي هونے کي رسم کا ذرا سا بهي بیان نہیں پایا جاتا هی برهمن کي بیوہ کو جس ریاضت اور نیک طریقہ میں زندگي بسر کرنے کي اجازت دي گئي هی ‡ اُس سے بهي ظاهر هی کہ شوهر کے ساتهہ اُنکا جلنا کچهہ بهي ضروري نہیں سمجها گیا هی *

صرف جس خود کشي کي اجازت دي گئي هی وہ ایسے عابد برهمن کیواسطے هی جو کسي لاعلاج بیماري میں مبتلا هو چنانچہ اُسکو اجازت هی کہ وہ فلاں طرف جاوے اور بجز پاني کے اور کچهہ اپنے همراہ نہ لیجاوے اور تاوقتیکہ بسبب بهوک پیاس اور ماندگي کے نہ مر جاوے برابر چلا جاوے § اور راجہ کو بهي خود کشي کي اجازت دي گئي هی چنانچہ لکها هی کہ جب راجہ اپني زندگي کو قریب خاتمہ کے پاوے تو وہ اپني اُس دولت کو برهمنوں کو دیدے جو اُسنے ڈنڈ تاوان وغیرہ سے حاصل کي هو اور سلطنت کو اپنے بیٹے کے حوالہ کرے اور لڑائي میں مر جاوے اگر بالفرض لڑائي نہو تو خود فاقہ کشي کرکے مر جاوے || *

چال چلن کا بیان

چال چلن کي نسبت چند باتیں اور انتخاب هوسکتي هیں مثلاً جوان برهمنوں کیواسطے جو سخت تنہائي میں رهنے کا حکم هی اُس سے

† باب ۹ اشلوک ۱۱ و ۱۲
‡ باب ۵ اشلوک ۱۵۶ لغایت ۱۵۸
§ باب ۶ اشلوک ۳۱
|| باب ۹ اشلوک ۳۲۳ — یہہ عجیب بات هی کہ رسم ستي کا ذکر نہیں کیا گیا جسکي نسبت کالبروک صاحب نے بیان کیا هی کہ از روے بید کے اُسکي اجازت هی (کالبروک صاحب کي کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱ صفحہ ۴۵۸) اور متقدمین نے بیان کیا هی کہ کلانس ستي هوئي اُسکا ذکر اِس مجموعہ کے کسي مقام میں نہیں پایا جاتا هی

معلوم هوتا هی که أنکي پرهیزگاري کا اعتبار تها چنانچه جب طالبعلم کو اپنے گرو کي ذاتي خدمتیں کرني اور أسکے اور أسکے قریب رشته دارون کے قدم چومنے کي اجازت دي گئي هی تو گرو کي جوان بي‌بي کے قدم چومنے کي ممانعت کي گئي هی اور یهه چاها گیا هی که جب وه عورتون کي صحبت میں هو تو اپنے آپ کو قابو میں رکهے اور اِس بات کي احتیاط رکهے که جو عورتیں أسکي نظرون میں نهایت لحاظ اور آداب کے قابل هوں أنکے ساتهه بهي تنها نرهے † *

جو عیش و آرام أس زمانه کے لوگ کرتے تهے أنکا حال کسیقدر همکو أس عیش و آرام سے معلوم هوسکتا هی جسکي بادشاه کو ممانعت کي گئي هی (باب ۷ اشلوک ۴۷) جیسے شکار کهیلنا اور لهو و لعب اور دنمیں سونا اور عورتوں سے زیاده صحبت رکهنا اور نشهٔ بازي اور گانا اور ناچنا اور بلا ضرورت سفر کرنا هي چال چلن کا کچهه حال أن مقامون کے بیان سے بهي واضح هوتا هی جهاں لوگ اکثر جایا کرتے تهے اور چور اور نیم‌طبیب اور جوتشي یعني پیشین گوئي کرنیوالے اور اور فریبي لوگ آتے جاتے رهتے تهے وه مقام حوض اور تنور اور فاحشه عورتوں کے چکلے اور شراب کي بهٹي اور حلوائیوں کي دوکانیں اور چوراهه اور بڑے بڑے درخت اور مجلسیں اور عام تماشه گاهیں هیں *

تمام فرقوں اور هررشته کے لوگوں کے ساتهه آداب اور اخلاق برتنے کے طریق بهت تفصیل سے بیان کیئے گئے هیں *

ما باپ اور بڑے بوڑهوں ‡ اور عالموں اور خلیق اور دولتمند اور اعلی مرتبه سے نهایت تعظیم کے ساتهه پیش آنیکي نصیحت کي گئي هی چنانچه حکم هی که ضرورت کے وقت گاڑي میں ایسے آدمي کو جسکي

---

† باب ۱۲ اشلوک ۲۱۱ لغایت ۲۱۵

‡ باب ۲ اشلوک ۲۲۵ لغایت ۲۳۷

عمر نوہ برس سے زیادہ ہو اور کسی بیماری میں مبتلا ہو اور بوجھہ بھی مرتا ہو اور عورت اور پوجاری اور راج کنور اور نوشہ کو جگہہ دینی چاہیئے †*

میں نہیں جانتا کہ قدیم رسموں کی تعظیم کا جسقدر اِس مجموعہ میں حکم ہی اُسکے بخوبی ادا کرنے کیواسطے کس مقام پر ذکر کرنا چاہیئے جنکو بہت معزز قانون اورتمام خدا پرستی کی بنیاد بیان کیا گیا ہی ‡ یہی رسمیں آجتک هندوؤں کے مذهب کی جان هیں اور هندوؤں کے قوانین کے همیشہ قائم رهنے کی بھی یہی رسمیں باعث هیں اِس مجموعہ میں علم کو نہایت ممتاز بیان کیا ہی اور هدایت کی گئی ہی کہ تمام فرقے اِسکو تحصیل کریں یہہ سچ ہی کہ بید اور اُسکی تفسیروں اور صرف اور چند کتابوں کے پڑھنے کی طالبعلم کو هدایت کی گئی ہی لیکن اُنہیں کتابوں سے علم الهیات اور علم منطق اور علم طبعیات حاصل ہوتا ہی یہہ بات سب کو معلوم ہی کہ اول رسالوں میں جو بید کے ساتھہ شامل هیں اِنہیں مضمونوں پر بحث کی گئی ہی اور برهمن جو اُن سب علموں سے اِبتداء زمانہ میں اچھی واقفیت رکھتے تھے اِسوجہہ سے یقین ہی کہ اُنہوں نے اُن علموں میں اُسی زمانہ میں جسوقت مجموعہ بنایا گیا تھا بہت سی اِستعداد حاصل کی ہوگی *

فنون کا ذکر

اگرچہ اُسوقت میں فن صاف اور سیدھے سادہ تھے مگر ایسے بے رونق نہ تھے جیسکہ جاهل اور اکھڑ قوموں میں ہوتے هیں چنانچہ موتی اور جواهرات اور ریشمین کپڑے اور زیور کا موجود ہونا تمام خاندانوں میں بیان کیا گیا ہی § هاتھی اور گھوڑے اور رتھہ کا بیان جابجا پایا جاتا ہی کہ آدمی اُنپر سوار ہوتے تھے اور مویشی اور اونٹ اور گاڑیوں پر اسباب

† باب ۱۱ اشلوک ۱۳۰ لغایت ۱۳۸

‡ باب ۱ اشلوک ۱۰۸ لغایت ۱۱۰

§ باب ۵ اشلوک ۱۱۱ و ۱۱۲

لادا جاتا تھا باغ اور کُنج اور چبوتروں کا ذکر پایا جاتا ھی اور امیر لوگ فلاح عام کیواسطے جو تالاب اور باغیچہ آجکل بھي بناتے ھیں اُنکے بنانے کي شاید اِسي مجموعہ میں اول اول ھدایت کي گئي ھی † شہروں کا بہت کم ذکر پایا جاتا ھی اور علاوہ اِن قاعدوں یا افسروں کے جو گانوں کے اِنتظام کیواسطے درکار ھوتے ھیں یا کسي بستي اور اُسکے افسروں کا ذکر نہیں معلوم ھوتا غالباً جو بڑے شہر تھے وہ صرف دارالخلافت کے شہر تھے ‡ *

جن پیشونکا بیان ھوا ھی اُنسے ظاھر ھوتا ھی کہ جو چیزیں تربیت یافتہ لوگوں کي اوقات بسري کے واسطے ضرور تھیں وہ سب تھیں مگر جو نہایت شایستہ اور لئیق لوگوں کي حیات کیواسطے درکار ھوتي ھیں وہ سب موجود نہ تھیں مثلاً اگرچہ جواھراتھا اور زیور طلائي عام تھا مگر زردوز اور اور اِسي قسم کے کاریگر جو اُن مصالحوں سے نہایت لطیف کام بناتے ھیں شاید نہ تھے کیونکہ اُنکي طرف کہیں اِشارہ نہیں پایا جاتا اور مصوري اور تحریر کو وہ ترقي حاصل نہیں ھوئي تھي جو بعد کو اُس زمانہ میں ھوئي جبکہ شودر لوگوں کو مصیبت کے وقت میں جن پیشوں کي اجازت ملي اُنہیں میں اِنکے کرنیکي بھي اجازت ھوئي *

روپیہ کا ذکر اکثر پایا جاتا ھی لیکن یہہ نہیں معلوم ھوتا کہ اُسکي مالیت کو بذریعہ وزن کے یا بذریعہ سکہ کے قائم کیا تھا اُسوقت دان ستد میں بجاے روپیہ کے پنونکا چلن تھا اِسي نام سے بعض مقاموں میں کسي قدر کوڑیوں کو پکارتے ھیں جو پیسہ کي عوض میں آتي ھیں *

اناج اور مصالحوں اور خوشبوؤں اور اور پیداوار کے اقسام کي کثرت ایک بڑي تربیت یافتہ ملک کا ثبوت ھی اور مجموعہ سے عموماً ایسي آبادیوں کے آثار معلوم ھوتے ھیں جو امن و امان میں ترقي پر تھیں بعضے ایسے حالات جنسے اُس زمانہ کي بدعملي ظاھر ھوتي ھی اب بھي

† باب ۴ اِشلوک ۲۲۶

‡ باب ۷ اِشلوک ۱۳۰

موجود هیں لیکن لوگونپر اُنکا اثر اِسقدر نهیں هوتا جتنا که غیر ملک والے سمجهتے هیں برخلاف اِسکے مصیبت کے وقتونکا حال کنایة معلوم هونے سے یهه شبهه هوتا هی که قدیم زمانوں میں بهي قحط کي سختي اکثر هوتي تهي جو اب بهي هندوستان میں هوا کرتي هی *

اِس مجموعة میں اُن قوموں کا کهیں کچهه بیان نهیں هی جو صرف مویشي کا دوده پیکر زندگي بسر کرتے تهے جیسا که اب بهي ایشیا کے اکثر ملکوں میں موجود هیں *

عام حالات

تمام قدیم قوموں میں سے صرف مصر والے هندوؤں سے نهایت مشابه معلوم هوتے هیں لیکن اُس قوم کے حالات سے اِسقدر کم آگاهي هی که اُسکو دوسري قوم سے مطابق نهیں کرسکتے †*

هندوؤں کي اُن یونانیوں سے مطابقت کرنا جنکا مفصل حال هومر شاعر نے جو قریب اُسي زمانه کے گذرا هی جب که یهه منو کا مجموعة تالیف هوا زیادہ تر آسان هی اگرچه اُس دلاور قوم یعني یونانیوں سے هندو همت اور دلاوري اور لطافت طبع میں کیسے هي کمتر کیوں نهوں مگر چونکه ان دونوں قوموں کے قوانین اور انتظام کے طریقے اور هنر و فن کي کیفیت اور عام تهذیب اور شایستگي اور قانون کي پابندي کا مقابله کیا جاوے تو ظاهر هوتا هی که هندو یونانیوں سے شایستگي اور تربیت میں بهت بڑهی هوئے تهے هندوؤں کے ملکي جلسے به نسبت یونانیوں کے بهت کم ناشایسته تهے اور وہ دشمنوں سے بهت ترحم کے ساتهه سلوک کرتے تهے اور هر قسم کے علوم میں اُنکو بهت زیادہ دسترس تهے اور خدا تعالی کي ذات اور صفات کی علم کي روشني اُسي زمانه میں ایسي اُنکو حاصل هوگئي تهي جس میں سے ایتهنس کے اعلی ترقي کے زمانه میں وهاں کے نهایت

† اِن دونوں قوموں میں جو خاص خاص باتیں مشابهت کي پائي جاتي هیں اُنکو هیرنصاحب نے ایشیا کي قوموں کي تاریخ کي جلد ۳ صفحة ۲۱۱ سے آخر تک لکها هی

بڑے عقیل اور دانا آدمیوں کے دلونپر بہت تھوڑي سي چمکي مگر یوناني غیر قوموں کے ساتھہ بلا رکاوٹ میل جول رکھنے سے اراستہ هوگئي اور هر ایک قوم سے جو عمدہ باتیں اُنکو ابتدا میں حاصل هوئیں اُن سب کو اُنھوں نے قلمبند کیا هی برخلاف اسکے هندوؤں نے اپني تربیت آپ هي آپ بڑھائي اسیوجهہ سے اُنکي تربیت کي ایک خاص خاصیت هوگئي جسکے باعث سے اُس اعلی درجہ کي شایستگي کي چھان بین کرنے میں ایک شوق پیدا هوتا هی جو آخر کار خود بخود اُس تربیت نے حاصل کي مگر یہہ سوال هوسکتا هی کہ هندوؤں کو ایسي جلد اور بلا ذریعہ کے ترقي تربیت حاصل هونے سے کیا اُنکي بدبختي نہیں سمجھي جاتي هی کیونکہ اُنھوں نے اپنے آپکو اور قوموں سے جنکو وہ جانتے تھے برتر دیکھکر اپنے جلسونکي توقیر اور اور قوموں کے جلسوں سے نفرت کي جس کے سبب سے وہ غیر قومونکي ترقي کي باتوں سے متنفر اور خود اپنے آپ بھي کسي نئي بات کے ایجاد کرنے کے قابل نرهے *

هندوؤں کي اصلیت اور اُنکي معاشرت کا بیان

منو کے مجموعہ سے جو آگاهي حاصل هوتي هی اُسپر غور کرنے سے معلوم هوتا هی کہ دوبارہ جنم لینے والے یعني جنیئو پہننے والے تین فرقے ازروے قانون کے هندوؤں کا مجمع سمجھے جاتے هیں اور شودروں کا فرقہ ذلت و خواري کي حالت میں اُنکا خدمتگار باوجود اسکے یہہ بھي معلوم هوتا هی کہ شودر راجہ شہروں میں راج کرتے تھے اور اُن شہروں میں برهمنوں کو ریاست نکرنے کي هدایت کي گئي هی † اور ضلع کے ضلع ایسے بیان کیئے گئے هیں جہاں شودر هي آباد تھے اور برهم یعني نارایں کے دشمنونکا زور شور تھا اور برهمنونکا وهاں پتا بھي نہیں تھا ‡ *

---

† باب ۴ اشلوک ۶۱

‡ باب ۸ اشلوک ۲۲

زناردار قوموں کو مکرر سہ‌کرر هدایت کي گئي هی کہ بحر مشرقي سے بحر مغربي تک هماوت † اور بندهیا ‡ پہاڑوں کے درمیان میں جو حصہ ملک کا هی اسمیں آباد هوں صرف ان تین بڑي قوموں هي کو اس بڑے خطہ میں محدود کیا گیا هي شودر کو بشرطیکہ وہ سامان معیشت کا محتاج هو هر جگہہ جانے اور بسنے کي اجازت هی § ان سب باتوں سے خواہ مخواہ یہہ نتیجہ نکلتا هی کہ زناردار تینوں قومیں فتحیاب قومیں تهیں اور شودر مفتوحہ قوم اصلي باشندے اس ملک کے تھے اور جو خود مختار آبادیاں شودرونکي تهیں وہ انہیں چھوٹے خطونمیں جنمیں هندوستان منقسم تها واقع تهیں جو ابهي تک مفتوح نہوئي تهي اور بندهیاچل سے آگے بڑہ کر وہ حملہ آور نہوئي تهي اور نہ انکے مذهب کي وهاں تک رسائي هوئي تهي *

مگر یہہ شبہہ پیدا هوتا هی کہ یہہ فتحیاب کوئي غیر ملکي قوم تهي یا یونان کے ڈورس والوں کیطرح خاص هندوستاني هي تهي یا هندوستان کے کسي خاص صوبہ کے لوگونمیں کا ایک حصہ تهی مثلاً کوئي مذهبي فرقہ جسنے تمام علم و هنر میں سب سے فوقیت حاصل کرلي هو اور اجماع کے تمام فائدونکا اپنے هي ذات میں انحصار کر لیا هو *

ان برتر فرقوں کي صورت شکل کا شودروں سے تفاوت جو ابتک پایا جاتا هی اُس سے سمجھا جاتا هی کہ غیر ملک کے لوگ تھے لیکن برهمن اور چهتریوں کي نسبت اس تقریر کو تسلیم کرکے همکو اُن باتوں کیطرف توجہہ کرني چاهیئے جنسے اس گفتگو کي قوت گهٹتي هی *

---

† هماوت کوہ همالیہ کو کہتے تھے

‡ یہہ اب بهي اسي نام سے مشہور هی اور خاص هندوستان کي ایسي هي جنوبي حد هی جیسے شمالي حد همالیہ هی معلوم ایسا هوتا هی کہ اس مجموعہ کے مولف کو یہہ اچهي طرح معلوم نتها کہ بندهیاچل کا سلسلہ مشرق کي جانب کہاں ختم هوا هی

§ باب ۲ اشلوک ۲۱ لغایت ۲۴

جو فرقہ برهمنوں سے نہایت غیر اور بے میل هی وہ چنڈالوں کا فرقہ هی باوجود اِسکے کہ اُنکی پیدایش ایک برهمنی سے هی پس اِس خیال سے کہ اُنکو اپنے مربی سے کچھہ مشابہت باقی رهیکی ذات میں گھٹے هونیکے سبب سے اُنکو سواے اپنے همقوموں کے اوروںسے ربط ضبط کی اجازت نہیں دی گئی هی اور عادتوں اور پیشونکا اختلاف هی اُس بڑی نامشابہت کے پیدا کرنیکو کافی وافی هی جو برهمنوں اور شودروں میں موجود هی هندوستان میں جو مختلف پیشے موروثی چلے آتے هیں یہہ اُمر اُس نامشابہت کے قائم رکھنے اور ترقی دینے میں مدد کرتا هی † اور یہہ بات بھی اُنکے غیر ملکی قوم هونیکے مخالف هی کہ نہ تو اِس مجموعہ میں اور نہ بید میں اور نہ اُور کتابوں میں جو اِس مجموعہ سے پرانی هیں کوئی اشارہ اِسبات پر پایا جاتا هی کہ اُنسے پہلے کوئی اور قوم هندوستان میں بستی تھی یا کسی ملک سے جو هندوستان سے باهر تھا اُنکو بجز اسکے نام کے اور کچھہ واقفیت تھی دیوتوں کا ذکر بھی همالیہ کے سلسلہ سے آگے نہیں پایا جاتا چنانچہ اُس سلسلہ میں اُنکی بود و باش قائم کی گئی هی *

زبان شنسکرت اور مغربی زبانوں کی اصلیت کے ایک هی هونے سے اِس باب میں کوئی شبہہ نہیں رهتا هی کہ جو قومیں آپس میں اُن زبانوں کا استعمال کرتی هیں اُنکے آپسمیں کسی زمانہ میں رشتہ هوگا لیکن اُس سے وہ مقام ثابت نہیں هوتا جس مقام میں یہہ تعلق قائم تھا اور نہ اِس تعلق کا زمانہ معلوم هوتا هی وہ زمانہ اُن قوموں کے میل جول کے ایسے شروع درجہ کا زمانہ هوگا جسکے سبب سے همکو مختلف قوموں

---

† اُس اختلاف پر غور کرو جو صرف چند برس میں ایسے دو شخصوں میں پیدا هوسکتا هی جو اپنا اپنا پیشہ کرنیکے شروع میں یکساں هوں مثلاً ایک اچھی قواعد داں پلٹن کے سپاهی اور کسی کارخانہ کے ایسے آدمی کے فرق کو دیکھو جو بہت کم چست چالاک اور تندرست هو

کے دریافت کرنے میں کوئی روشنی حاصل نہیں ہوتی یہہ صرف ایک فرضي بات ہی کہ اُنکا تعلق ایک مرکز سے نکلکر چاروں طرف پھیلا کچھہ واقعي امر نہیں ہی کیونکہ نقل مکان اور تربیت مرکز سے محیط کیطرف نہیں پھیلي ہی بلکہ مشرق سے مغرب کي طرف پھیلي ہی پھر وہ مرکزکوں اور کسطرف کو ہوسکتا ہی جہاں سے ایک زبان ہندوستان اور یونان اور اٹلي میں تو پھیل سکے اور کالڈیا اور شام اور عرب کو چھوتي ہوئي نہ جاے *

اِسلیئے یہہ سوال ابھي تصفیہ طلب ہی کہ کوئي وجہہ اِس بات کے خیال کرنے کي نہیں کہ ہندو بجز اپنے موجودہ ملک کے کسي اور ملک میں بھي بستے تھے اور اِس بات کو تسلیم نکرنیکي بھي کوئي وجہہ نہیں کہ جو کچھہ نہایت قدیم تاریخیں اور روایتیں اُنکي اب موجود ہیں اُنسے پہلے بھي کبھي بستے ہونگے *

فرض کیا کہ وہ ایک فتح کرنیوالي قوم خواہ غیر ملک کي یا اُسي ملک کي تھي ذات کا قائم ہونا اور ہندوؤں کي اور مخصوص باتیں اُنکي حالت کا مقتضي ہوگا یعني بغیر دور اندیشي یا اِرادہ کے پیدا ہوگئي ہونگي اور ایک نئے خطہ پر قبضہ حاصل ہونے پر جو لوگ زیادہ دولتمند اور جنگ آور ہونگے وہ سپاہ گري کے پیشہ ہي میں مصروف رہے ہونگے اور اُنمیں جو لوگ معزز اور مشہور کم ہونگے اُنہوں نے کاشتکاري اور اور پیشہ اور تجارت اختیار کي ہوگي اور جیسے کہ باقي پراني دنیا میں تمام جاہل قوموں کا طریق ہوتا ہی سو اِس قوم میں بھي پوجاري اور جوتشي ہونگے جو اپنے آپکو خدا تعالی کے ارادوں اور اُن تدبیروں سے واقف بتاتے ہونگے جنسے خدا تعالی کي مہرباني پائي جاوے لیکن یہہ لوگ اول میں اپنے ہمسایوں سے زیادہ دانا ہونگے اور اگرچہ وہ اپنا فن اپني اولاد کي ذات میں چھوڑ گئے ہوں لیکن اِس سے پہلے کچھہ عرصہ گذرا ہوگا جسمیں اُنکي تعداد اور قوت اِسقدر زیادہ ہوگي کہ وہ تقدس کو خاص خاص خاندانوں پر مخصوص

اور محدود کرسکے هونگے اور سپاهي شیخي اور فخر کے سبب سے محققین
یعني تاجروں میں شادي کرنے سے اِس خیال سے باز رهے هونگے که اِس
فعل سے اُنکي نسل بگڑ جاویگي اور یهه ایک ایسا خیال هی جو بهتسي
یورپ کي قوموں کے دل میں ایسے جوش خروش سے سما رها هی جیسے
که ذات کے قاعده کا اثر هندوؤں کے جي میں بیٹھه رها هی اور پوجاریوں
نے بهي نسل کے فخر میں اوروں سے گھٹ کر رهنا نچاها هوگا اور ایسي
نسل کا خالص قائم رهنا ضروري سمجھا هوگا جو مذهبي خدمتوں سے
مخصوص تھے مفتوحه قوم جیسا که ایسي حالتوں میں اکثر هوا کرتا هی ایک
علحده گروه کي مانند رهي هوگي اول تو وه فتحیابوں هي کے لیئے کهیتي
کرتے هونگے بعده اُنکے فتحیابوں نے اپني کسي غرض یا آرام یا فائده کے لیئے
اُنکو آزاد باج گزار کاشتکار کردیا هوگا یهانتک تو بجز پوجاریوں کے علحده
فرقه هونے کے اور سب ترقي هندوؤں کي جمعیت کي ویسے هي هوئي جیسے
قدیم اور متوسط زمانوں میں اکثر قوموں کو پهلے پهل هوئي هی اور قوموں
سے هندوؤں کي قوم کا مقدم فرق یهه هی که اُنکے قانون اور قاعدے جیسے ایک
خاص حد پر قائم هوئے همیشه ویسے هي رهے اور کسي زمانه آینده میں اُنمیں
کسیطرح کي ترقي یا تبدیلي جائز نهیں رکهي گئي اور اُسکے اِس قیام کي
وجهه پوجاریوں کا اِتفاق اور اُس اِتفاق سے جو قوت اُنکو حاصل هوئي وه
اور اُنکے ظاهري حاکموں یعني راجاؤں سے موافقت معلوم هوتي هی راجه
کے احکام خدا کے حکموں کیسي قدر و منزلت رکهتے تھے اور جو کچهه
راجه کي زبان سے نکلتا تها وه سب اِلهام سے سمجها جاتا تها اِسلیئے اُسمیں
کوئي کچهه چون و چرا نهیں کرسکتا تها اُن احکاموں میں جو مذهبي اور
اخلاقي اور ملکي معاملے هوتے تھے اِسلیئے لوگوں کے چال چلن اور داروں
پر کامل بندش رکهتے تھے اور تمام رعایا کے طریقه کو ایسے سانچه میں
ڈهالتے تھے که پهر اُنکي دوسري صورت پلٹني ممکن نهوتي تهي پرومت
ذاتوں کے نسب نامے اور اور ایسي کهانیاں جنسے مروجه قوانین کو

استحکام حاصل ہو یا جو تبدیلیاں اُنکو کوئی منظور ہوں وہ اچھی طرح ہوسکیں بناتے تھے اور جبکہ وہ راجہ کو نہایت اعلی درجہ کی قوت پر پہنچا لیتے تو وہ اپنے فرقہ کی ایسی شان و شوکت حاصل کرتے تھے جس سے کسیکو رشک و حسد نہووے یا زہد و تقوی سے جو عظمت اُنکو حاصل ہی اُسمیں خلل نہ پڑے برہمنوں کے فرقہ کا یہہ نہایت مضبوط اور قوی اِتفاق اور اُسکے سبب اور ذریعے ہماری قوت اِدراک کے قابو میں آنیکی چیز نہیں ہیں لیکن اگر ہم اِس بات پر غور کریں کہ جس زمانہ میں چارلس میں شہنشاہ فرانس کے سوا روم کے کیتھلک فرقہ کے پادریوں کا کوئی سردار یا حاکم نہ تھا اور اُنکو علاوہ اور بہت سی باتوں کے ایک اِس بات کی ممانعت نہ تھی کہ شادیاں کرکے اولاد حاصل کریں اور اپنی اولاد کو اپنا ہی کام سیکھاویں تو یہہ حال بآسانی خیال میں آتا ہی جو ہم ہندوؤں میں دیکھتے ہیں جو رسمیں آجکل مروج ہیں اُنکے اور راجاؤں کے احکامات کے بطور قانون قلمبند ہونے سے پہلے کچھہ عرصہ گذرا ہوگا اور بعد اُسکے مجموعہ کے اندر اِس غرض سے اُنمیں چپ چپاتی تبدیلیاں کی گئی ہونگی کہ جو شایستگی لوگوں کی حالت اور حاکموں کی تدبیروں میں واقع ہوئی ہو یہہ مجموعہ اُسکے مناسب ہوجاوے اور پورانے قانونوں میں بھی نئے قانون ملاکر ایک ایسا قدیمی مجموعہ ٹھہرا لیا ہوگا جسپر کسیکو یہہ شک نہو کہ سارا مجموعہ خدا کا دیا ہوا قانون نہیں ہی لیکن آخرکار اب مجموعہ کا اصل متن قائم ہوگیا ہوگا اور اُسکے بعد پیچھلی تبدیلیوں کو بطور شرح کے اُسپر زیادہ کیا ہوگا یا بطور ایک علحدہ قانون کے جو کسی ذی اختیار حاکم نے جاری کیا ہو داخل کی گئی ہونگی *

غرضکہ ہر طرح سے ظاہر ہوتا ہی کہ یہہ مجموعہ اُس زمانہ سے مدت کے بعد مرتب ہوا ہوگا جبکہ لوگ تربیت کے اِبتدائی درجوں سے گذر کر کمال کو پہنچ گئے ہونگے *

برهمنوں کي حیرت انگیز باتوں کا بیان

اِس مجموعہ پر پہلےت مجموعي نظر ڈالنے سے همکو برهمنوں کے متعلق دو عجیب باتیں دیکھنے سے جنہوں نے اِس مجموعہ کو بنایا نہایت حیرت هوتي هی اُنمیں سے ایک تو حیراني کي بات یہہ هی کہ اُنہوں نے هر قسم کي عام پرستش اور مذهبي رسومات میں پیشوا هونے کے کام کو کچھہ بهي قدر و منزلت کا کام نہ سمجها اُس عزت اور توقیر پر لحاظ نکرنے سے جو دین کے خادموں کو اهل دنیا اور خدا تعالی کے درمیان میں وسیلہ هونے سے حاصل هوتي هی اور اُس قدرت اور اختیار پر خیال کرنے سے جو دیوتاؤں کي آواز سنانے اور اور فریب کي باتوں کے کرنے سے حاصل هوتا هی معلوم هوتا هی کہ برهمنوں کو جو حکومت ظاهري پر مدت سے قبضہ رکھنے کي وجہہ سے اِطمینان حاصل تها اُسکے سبب سے رعب داب کے ایسے بڑے ذریعوں سے غفلت هوگئي هوگي مگر یہہ کسیطرح خیال میں نهیں آسکتا کہ قدیم مجموعہ میں جسکا اصلي مقصود برهمنوں کے اختیار و قوت کو مستحکم اور پائدار کرنا هی ایسا برخلاف حکم هو *

اِس غفلت کے اثر بهي غور کرنے کے قابل هیں اس غفلت سے یہہ بات ظهور میں آني لازم تهي کہ پرستش کي تحقیر سے جو بے پروائي اب کثرت سے مروج هی رواج پاوے مگر یہہ اور بهي حیرت کي بات هی کہ باوجود ایسي حالت کے قوموں میں وہ پرستش کچھہ نکچھہ برابر جاري هی اور بعض موقعوں میں مثل تیرتهہ اور تهوار کے وہ ایسي هی کہ اُس سے ایک عام ولولہ لوگوں کے دلومیں نہایت جوش و خروش سے پیدا هوتا هی *

دوسري عجیب بات یہہ هی کہ تمام ایسی سخت اور دشوار افعال کو جنکا پورا ادا هونا کسي مندر یا عبادت خانہ میں ممکن هی زندگي بهر ایک ایسي بڑي قوم کے لوگ جیسي کہ برهمنوں کي هی باقاعدہ کرتے رهیں جو بڑے وسیع ملک میں پهیلے هوئے اور اپنے کنبوں سمیت اور باشندوں کیطرح

بستے هیں اور کسی مذهبی حکومت یا کونسل یا عام سردار کے مطیع اور
ماتحت نہیں هیں اِس پابندی کے قیام کی صورت جسکو اِبتدا میں
حسن اِتفاق پر چھوڑا گیا تھا مختلف سببوں سے هوئی اول اُسکو خدا کا
قانون سمجھکر هکا بکا کر دینیوالی وهمی تعظیم کا هونا هی جو غالباً بعد
کو اُس فرقہ کے دل میں بھی بیٹھی هوگی جسکے بزرگوں نے اُسکو ایجاد
کیا تھا دوسرے اِبتداے تعلیم کی سختی اور وہ کفارے جو مذهبی حکم
سے ادا کرنے ضرور هوں اور غالب یہہ هی کہ اُنکی تعمیل راجہ کے حکم سے
شاید کرائی جاتی هوگی تیسرے افعال کی پابندی کی قدامت نے بعد
لوگوں کا عادی هوجانا اور عام راے کا غلبہ چوتھے قطع نظر اِن سب
سببوں کے اپنی قوت کے نگاہ رکھنے اور اپنے قوم کے فائدے کو ملحوظ رکھنے
کے لیئے جسکا خیال جیسا کہ برهمن کے دامیں گھر کیئے هوئے تھا کسی اور
کے نہوگا خود برهمن کا اُن دشوار کاموں کی پابندی میں چوکس رهنا مگر
برخلاف اِن قوی سببوں کے برهمنوں کے قواعد مذهبی کی پابندی بتدریج
زوال پذیر هوتی چلی آئی هی چنانچہ جن معاملوں میں ترغیب بہت
بڑی هی یا جہاں کہیں اُنکے رعب داب میں کچھہ خلل آنیکا کوئی
اندیشہ نہیں اُن موقعوں میں برهمنوں نے اپنے مذهبی قواعد کی پابندی
سے غفلت کی هی یہانتک کہ اُنکی خصلت کے تقدس میں کمی هوتے
هوتے اُنکا اختیار بھی کم هوگیا اور اِسی باعث سے اُنکے اختیار کا بڑا حصہ
بہت سے اور فرقوں کے هاتھہ میں جا پڑا جنمیں سے بہت بڑے بڑے فرقے
سادهوں اور سنتوں کے بنے هوئے هیں *

---*---

دوسرا حصه

هندوؤں کي پچھلے زمانوں کي حالت اور اُن تبدیلیوں کے بیان میں جو منو کے بعد هوئیں

اگرچه هندوؤں نے به نسبت اور کسي قوم کے جسکے حال سے هم واقف هیں اور ایسي بڑي مدت تک جو کسي اور قوم کي تاریخ میں نهیں پائي جاتي هی اپني رسموں کو قایم اور ثابت رکها هی مگر باوجود اسکے یهه نسمجهنا چاهیئے که دو هزار پانسو برس کے عرصه میں جو اُسوقت سے اب تک گذرا هی کوئي تبدیلي واقع نهیں هوئي هی *

اگرچه اُن تبدیلیوں کا امتیاز کرنا جو مسلمانوں کے سبب سے هوئي هیں همیشه ممکن نهیں هی مگر میں حتی المقدور اُنهیں باتونکا ذکر کرونگا جو اب بهي هندوؤں میں پائي جاتي هیں خواه وه مذهب سے متعلق هوں یا حکومت سے یا چال چلن سے *

میں اُسي ترتیب سے بیان کرونگا جو منو کے مجموعه میں هی چنانچه قوموںکي تبدیلیوں سے شروع کرتا هوں *

پهلا باب

ذات کي تبدیلیوں کا بیان

شاید فرقوں کي تقسیم اور کار و بار هي میں بڑي بڑي تبدیلیاں منو کے وقت سے واقع هوئي هیں *

چاروں فرقوں کي تبدیلیاں

چهتري اور بیش بلکه شودر بهي بقول برهمنوں کے معدوم هو گئے یهه ایک ایسي بات هی که جو لوگ اس سے بهت سي غرض رکهتے هیں وه کسیطرح قبول نهیں کرتے * راجپوت اب بهي علانیه دعوی کرتے هیں که هم خالص چهتریوں کي نسل میں سے هیں اور بعضے محنتي فرقے بهي بیشوںسے اسیطرح کے تعلق کا دعوی کرتے هیں * مگر برهمن عموما استقدر کامیاب هوئے هیں که اُنهوں نے اور فرقوں کو بید تک رسائي حاصل کرنے سے محروم کیا هی اور تمام علوم دیني اور دنیوي کو اپنے هي فرقه پر مخصوص کرلیا هی *

اگرچه برهمنوں نے اپني نسل کو اپنے آپ بلا اعتراض قایم رکها هی مگر وه اپنے بزرگوں کے طریقه سے بهت کچهه کناره کر گئے هیں بعض باتوں میں به نسبت سابق کے وه بهت زیاده سخت اور متعصب هیں یعنے حیوانوں کے گوشت کي خوراک † کا استعمال اُنکو ممنوع اور کمتر فرقوں سے شادیاں کرنیکي ممانعت هی لیکن اکثر باتوں میں اُنکے طریق میں بهت سستي آگئي هی اور زندگي کو چار حصوں میں تقسیم کرنے کا قاعده اور تمام قیدیں جو طالب علموں اور عابدوں اور تارک الدنیا لوگوں پر تهیں اب

† خاص هندوستان میں بعضے ذات کے برهمن بعض قسم کا وه گوشت جو جگ میں چڑهایا گیا هو کهاتے هیں اور بعض حالتوں میں گوشت جایز خوراک هی لیکن اس قسم کي قرباني دکهن میں ایسي نایاب هی که غالباً بعضے برهمنوں نے اُسکو دیکها بهي نهوگا

برهمنوں میں سے جاتي رهیں اگرچه اب بهي بعض آدمي اپني دلي رغبت سے اُن سب طریقوں میں سے جو سب کو برتنے پڑتے تھے کسي طریقه کو اختیار کرتے هوں *

برهمن اب نوکري کرتے هیں اور تمام پیشوں اور تجارتوں میں بهي مصروف پائی جاتی هیں جسقدر برهمنوں کي پرورش بموجب اصلي قاعده کے خیرات سے هوتي تهی وه نهایت کم هیں یهه بات عام هی که اُنکو پیشه کاشتکاري اور اس سے بهتي زیاده سپاهگري میں دیکها جاتا هی اور جن نهایت ذلیل پیشوں کي اُنکو سخت سزاؤں کے ساتهه ممانعت هی اُنمیں سے گھٹ سے گھٹ کر پیشه سے کچهه تهوڑا سا وسوسه ملا کرتے هیں اور بعض مقاموں میں اُنکو بهي کرتے هیں † مگر هندوستان کے جنوبي حصه میں برهمنوں کي معیشت کے پیشے لکهنا پڑهنا اور سرکاري نوکریاں هیں عهده وزارت سے لیکر کانو کي پٹوار گري تک بهت سے عهدے اُن هي کے هاتهه میں هیں اور هندوؤں کے قانون کے معنے بتانا اور اور پوجا پاٹ کرانا اور اور بهت سے کام جنمیں لکهنے پڑهنے اور کار و بار کا علم درکار هی ان هي کے حواله هیں *

جن ضلعوں میں مغلوں کا انتظام بخوبي رواج پا گیا تها اُن میں فارسي زبان کی رواج سے سرکاري کام مسلمانوں اور کایتوں کے هاتهه پڑگئی هیں ‡ حیدرآباد دکهن کے نواب کي عملداري کے ضلعوں میں بهي اسي سبب سے برهمنوں کا روزگار کم رہ گیا هی مگر باوجود اس کے یهه تسلیم کرنا چاهیئے که منو کے مجموعه کے عمل در آمد کے وقت صرف ایک صلاحکار برهمن اور کئي ججوں اور منصفوں کو حکومت میں دخل هوتا تها اور اب یه نسبت اُس زمانه کے دکهن میں هر جگهه برهمن بهت کچهه اختیار رکهتے هیں *

---

† دیکهو وارڈ صاحب کي هندوؤں کے حالات کي کتاب کي جلد اول صفحه ۸۷ کو

‡ کایتهه شودروں میں سے ایک فرقه هی جنکا ذکر آگے آتا هی

یهه صاف ظاهر هی که برهمنوں نے جو امور دنیوي کي پیروي کي تو ضرور هی که اُنکا مذهبي رعب داب کسیقدر جاتا رهی پس ایک بڑے مستند مورخ † نے بیان کیا هی که کم سے کم گنگا کے قرب و جوار کے ضلعوں میں برهمنوں کے مذهبي اختیار جاتے رهی هیں اُنمیں پنڈت بهي کوئي کوئي شاذ و نادر هی اور اُنکي تعظیم و تواضع آو بهگت بهت کم رهگئي هی کنبوں اور لوگوں کو ایمان دهرم کي باتیں سیکهانے میں بهي گوشائیں اور اور قسم کے فقیروں کے فرقه اُنکے قایم مقام هوگئے هیں ‡

مگر بنگاله میں اب بهي دنیا داروں کے نزدیک وه بڑے واجب التعظیم اور خدمت اور رعایت کے مستحق هیں § اکثر مندروں کي خدمت اور پوجا پاٹ کرانا اب بهي اُنهي کے اختیار میں هی اور هندوستان کے بعضے حصوں میں اُنکي مذهبي عظمت اور حکومت میں کچهه بهي خلل نهیں معلوم هوتا یهه حال مرهٹوں کے ملک میں تو بیشک هی اور مغربي هندوستان میں بهي معلوم هوتا هی || اُنکي تعداد اور آسودگي اور مرتبه کے سبب سے دنیوي دبدبه اُنکو تمام ضلعوں میں حاصل هی لیکن جہاں کہیں برهمنوں کا دیني اختیار باقي بهي هي وهاں بهي لوگوں کي دلي رغبت اُنکي آؤبهگت کیطرف سے خصوصاً راجپوتوں میں بهت کم هوگئي هی اور اس سے بهي زیاده مرهٹوں میں بهي بڑي بات هی جو ابهي تک یهه بات نهیں بهولی هیں که هماري بجاے هماري حکومت میں وه لوگ دخیل هوگئے هیں جو فنوں سپه گري میں کچهه رتبه نهیں رکهتے اور اوصاف سپه گري مرهٹوں کے نزدیک ایسي شے هیں که اُن هي کے باعث انسان مستحق حکومت کا هوتا هی *

---

† کتاب تحقیقات حالات ایشیا کي جلد ۱۷ صفحه ۳۱۰ و ۳۱۱ میں پرانشر ولسن صاحب نے جو تحریر کیا هی اُسکو دیکهو

‡ ایضاً جلد ۱۷ صفحه ۳۱۱

§ وارڈ صاحب کي هندوؤں کے حالات کي کتاب کي جلد اول صفحه ٦٨ لغایت ۷۱ کو دیکهو

|| ٹاڈ صاحب کي کتاب راجستان کي جلد اول صفحه ۵۱۱ و ۵۱۲

اُن فرقوں کا بیان جو آمیزش سے پیدا هوگئے

دو نهایت کمتر فرقه جو منو کے زمانه میں موجود تهی اب اُنکي جگهه پر بہت سي ایسي قومیں قایم هوگئي هیں که اُنکي گو نسل نامعلوم هی لیکن باوجود اِسکے یهه فرقی به نسبت قدیم فرقوں کے اپنے تفرقه کو زیاده اهتمام سے قایم رکهتے هیں چنانچه آپسمیں نه وه کهاتے هیں اور نه شادي کرتے هیں اور نه عام رسموں میں شریک هوتے هیں پونا کے قرب و جوار میں جهاں وه بہت کثرت سے نهیں هیں اُنکي ذاتیں مختلف قریب ایکسو پچاس کے هیں † اکثر صورتوں میں ذاتیں پیشونکي مطابق هوتي هیں مثلاً ایک ذات سنهاروں کي هی دوسري لوهاروں کي و علے هذالقیاس یهه قاعده منو کے طریقه کے مطابق هے کیونکه اُسنے هر دوغله فرقه کے واسطے موروثي پیشه مقرر کیا هی *

ذات کے قواعد کي تعمیل بہت هي زیاده سخت هے مگر بنیاد اُنکي صرف وهم و خیال پر هی مثلاً اگر کوئي کمتر ذات کا آدمي کسي برتر ذات والے کے چوکے میں قدم بهي رکهدے تو وه رسوئي والا کهانے کو في الفور بلا تامل پهینک دیتا هے گو اُسکو مقدور اور غذا حاصل کرنے کا نهو *

ذات کے جاتے رهنے کي کسیقدر تعبیر اسطرح پر کي گئي هے که گویا وه جیتے جي کي موت هے چنانچه جب آدمي ذات سے خارج هوتا هے تو وه صرف وراثت اور معاهده اور گواهي دینے کے حقوق سے هي محروم نهیں هو جاتا بلکه لوگوں کي هرطرح کي آمدورفت سے اور شهري هونے کے حقوق سے بهي خارج هو جاتا هے وه اپنے باپ کے گهر میں بهي نهیں جانے پاتا اور اُسکے قریب کے رشته دار اور کنبه والے اُس سے ربط و ضبط نهیں رکهتے اور اِس زندگي میں اور عاقبت میں بهي جو مذهب کے ذریعه سے راحت و تسکین حاصل هوتي هے اُن سب کي توقع سے محروم

† سیٹل صاحب کي کتاب کے دیباچه کا صفحه ۱۱ جو مشتمل هے اوپر بیان قوانین اور رسوم مختلف هونے هندوؤنکي ذاتوں کے

کیا جاتا هے مگر جب تک که ذات کسي بڑے جرم یا مدت تک مسائل مذهبي سے انحراف کرنے کے سبب سے نجاوے همیشه کفارہ ادا کرنے سے پھر حاصل هو جایا کرتي هے اور اُسکے دوبارہ حاصل هونے کے طریقه بہت آسان هونگے کیونکه ذات کے جاتے رهنے کے اثر اب لوگوں میں بہت کم ظاهر هوتے هیں بے شک ذات کا جاتا رهنا وقوع میں آتا هے اور انگریزي عدالتوں میں بطریق ناجایز ذات میں سے خارج کرنے کي نالشیں بهي دایر هوتي هیں مگر میں مدت تک هندوستان میں رها مجهکو یاد نہیں آتا که میںنے کبهي ایسا واقعه دیکها یا سنا هو جیسا که میںنے ذات کے باب میں بیان کیا *

سب سے بڑي تبدیلي یہه هوئي هی که اب کوئي خاص فرقه خادموں کا نہیں رها مگر اب بهي هندوستان کے جنوب اور اور ضلعوں کے بعض پهاڑي حصوں اور جنگل کے ضلعوں میں ایک قسم کے غلام جنکو هالي کمیرے کہتے هیں هوتے هیں یہه ممکن هی که یہه لوگ قدیم شودروں کا بقیه هوں لیکن اور سب ضلعوں میں تمام فرقے آزاد هیں اِنمیں سے لونڈي غلام مستثنی نہیں کیونکه وہ هر فرقه کے ایسے لوگوں میں سے جو بسبب کسي خاص حالت کے غلامي کي حالت میں آجاتے هیں هوتے هیں *

اگرچه خیالي نسب نامه بنانیوالے یہه کہیں که خالص نسل کے شودر اب باقي نہیں رهے لیکن پهر بهي بہت سي قسم کے لوگ شودر مانے جاتے هیں بلکه برهمن بهي اُنکو شودر تسلیم کرتے هیں مثلاً مرهٹے سب شودروں میں سمجهے جاتے هیں شودر کا مناسب پیشه آجکل کاشتکاري خیال کیا جاتا هی مگر شودر اُسي پیشه پر اکتفا نہیں کرتے کیونکه بہت سے سپاهي بهي هیں اور کایته جنکو نوشت و خواند اور اور کاروبار میں برهمنوں کا همسر بیان کیا گیا هی کم سے کم بنگال میں خالص شودر هیں جنکا پیشه لکهنے پڑهنے کا اُنمیں قدیم سے چلا آتا هی † *

† کتاب تحقیقات حالات ایشیا کي جلد ۵ صفحه ۵۸ میں کالبروک صاحب کا قول ملاحظه کرو

ذاتوں کا اثر قوم کي ترقي کے لیئے اگر چه بهت سا مضر هی لیکن لوگوں کے کار و بار میں ایسا بڑا مخل نهیں هی جیسا که یورپ کے مورخ خیال کیا کرتے هیں دنیا کا کوئی حصه ایسا نهیں جسمیں حالات کي تبدیلیاں ایسي یکایک اور حیرت انگیز هوں جیسے که هندوستان میں هوتي هیں چنانچه پچهلے پیشوا (یعني مرهٹوں کے راجه) کے مختلف زمانوں میں دو ایسے وزیر اعظم تهے جنمیں سے ایک تو مندر کے پوجاري کا خادم یا گویا تها اور یهه دونوں ذلیل پیشه هیں اور دوسرا وزیر اصل میں هرکاره تها اور جیپور کے راجه کا وزیر نائي تها اور هلکر کے راج کرنیوالے خاندان کي سلطنت کا باني گڈریا تها اور سندهیا کے راج کا باني خدمتگار اور یهه سب شودر هي تهے مرهٹوں کے ملک میں جو بڑا خاندان راستیا کا هی اسنے اول تو وه پیشه اختیار کیا جسپر برهمن بالطبع راغب هوتے هیں اور بعد اسکے بڑے ساهوکار هوئے آخر کار بڑے سپاهي اور سپه سالار هوگئے اور اور بهي بهت سي ایسي هي مثالیں عزت اور امتیاز حاصل هونیکي دي جاسکتي هیں خاص پیشه وروں کي حالت میں بهت کم تبدیلي ظهور میں آتي هی لیکن جس شخص نے نهایت وضاحت سے سارے خط و خال درست کرکے هندو کي تصویر اهل یورپ کے طور پر بنائي وه لوهار تها *

فقیروں کے فرقوں کا بیان

اِن فرقوں کے قائم هونے سے یهه کها جاسکتا هی که ایک نئي ذات نے رواج پایا هی *

منو کے مجموعه کے قاعدوں کے بموجب ایک برهمن ترک دنیا کي مصیبتوں سے گذرکر اپني زندگي کے چوتهے درجه میں رسومات کي پابندي سے آزاد هو جاتا هی اور اپني باقي عمر دهیان گیان میں صرف کرنیکا مجاز هوتا هی غالباً ایسي حالتوں کے آدمي مذهبي مسائل پر بحث و گفتگو کرنیکي غرض سے جمع هوگئے هونگے اور اُنمیں سے جو بڑے فهم و فراست والے هونگے اُنهوں نے ایسے معتقد اکٹهے کر لیئے هونگے جو بلا پابندي

کسی خاص طریقه کے اُنکے پاس جمع رهتے هوں چنانچه قدیم عیسائیوں میں جو تنہا درویشوں کے بڑے بڑے ایسے فرقے بنگئے جو خانقاهوں میں رهتے هیں اُنکی بنیاد اِسیطرح پر پڑی تهي *

ان مذهبي مباحثه کرنے والوں کے گروه کے رفته رفته چیلے هوتے لگے هونگے اور وه برهمن تو نهونگے مگر ایسی قوموں کے لوگ هونگے جنکو علوم دینکي تحصیل کرنے کي اجازت هوگي اور هر شخص جسکا پیرو هوتا هوگا اُسکے طریق کا پابند رهتا هوگا معلوم ایسا هوتا هی که ان جلسوں کي یهه نوبت سکندر اعظم کے زمانه تک پهونچ چکي تهي چنانچه یوناني قدیم مورخوں کي تحریروں سے ثابت هوتا هی که اُنمیں سلسله تفیري کے جیسے که اب موجود هیں بهت کچهه قایم هوگئي تهے † اگر یوناني مورخوں کي شهادت کو هم کافي نسمجهیں تو اسبات کے دریافت کرنے کا کوئي اور طریقه نهیں که کس زمانه میں وه مجمع ایسے مذهبي فرقه هوگئے که اپنے اپنے طریق جداگانه پر قایم هوئے کسي فرقه کي بنیاد کي نهایت قدیم تاریخ جو هندوؤں کي کتابوں میں ملسکتي هی سنه عیسوي کي آتهویں صدي هی جو فرقه اب موجود هیں اُنمیں سے تهوڑے هي سے فرقه ایسے هیں جو چودهویں صدي سے پهلے کے هیں ‡ بعضے فرقوں میں اب بهي صرف برهمن هي هیں اور ان فرقوں میں سے بعضوں کو اب بهي اُن اصلي برهمنوں کا نمونه سمجها جاسکتا هی جنکا بیان هم ابهي کرچکے هیں مگر بهت سے فرقوں کي مقدم پهچان یهه هی که جب کوئي اُنمیں داخل هوتا هی تو کسي

---

† اس کتاب کے تیسرے تتمه کا ملاحظه کرو اُسي موقع سے معلوم هوتا هی که ان مجمعوں میں ایسے لوگ شامل تهے جو وه کفارے ادا کیا کرتے تهے جنکا ادا کرنا برهمنوں کي زندگي کے تیسرے درجه میں برهمنوں پر لازم تها برهمن تیسرے درجه میں تنهائي اور خاموشي کے پابند هوتے هیں

‡ منو کے مجموعه کے باب ۵ اشلوک ۸۹ میں جو یهه حکم مندرج هی که اُن بیدیتوں کي کریا کرم نهوگي جو بید کے خلاف پوشاک پهنینگے اس سے یهه مراد لي جاسکتي هی که منو کے زمانه میں بهي ایسے فرقه موجود تهے

طرح کا فرق اور امتیاز ذات کا باقی نہیں رہتا چنانچہ برہمن اپنی مقدس ڈورے یعنی جنیؤ کو توڑ ڈالتے ہیں اور چھتری اور بیش اور شودر بھی فقیروں کے کسی فرقہ میں داخل ہونے کے بعد ذات سے انکار کر دیتے ہیں اور اُس فقیری کے نئے فرقہ کے سب کے سب برابر اور یکساں رکن ہوجاتے ہیں پرافسر ولسن صاحب یہہ خیال کرتے ہیں کہ اس نئی انوکھی قسم کے بیباک اجتماع کا ایجاد چودھویں صدی کے آخر میں ہوا ہی *

اس قسم کے گروہ جو یورپ میں ہیں اور وہ جن قاعدوں اور درستی سے اوقات بسر کرتے ہیں ہندوستان کے یہہ گروہ ویسے نہیں رہتے اور انمیں صریح اور آسان علامتیں ایک دوسرے اور عام انسانوں سے امتیاز ہونے کی نہیں ہیں بلکہ ان کا کوئی عام نام بھی نہیں ہوتا اگرچہ سارے فرقے گشائیں کے نام سے پکارے جاتے ہیں لیکن یہہ ایک خاص فرقہ سے منسوب ہونا چاہیئے البتہ وہ اپنے لباس کے فرق سے پہچانے جاتے ہیں کیونکہ وہ کپڑونمیں سے کوئی کپڑہ مثل پگڑی اور انگوچھے کے، میلے رنگترے کے رنگ کا (یعنے گیروا) باستثناء چند کے جو بالکل برہنہ ہوتے ہیں رکھتے ہیں سب کے سب بچنوں کے پابند ہوتے ہیں اور سب خیرات لیتے ہیں اگرچہ سب مانگتے نہیں *

جستدر حالات اُن سب فرقوں کے بیان کیئے گئے شاید اِس سے زیادہ اور نہوں لیکن اکثر اِنمیں سے ایسے بھی ہونگے جنکے اور بھی کچھہ حالات ہونگے ہر فرقہ اپنے گرو یعنی روحانی تعلیم کرنیوالے کی خو بو حاصل کرتا ہی اور اُسیکے مسائل کا پابند رہتا ہی اِن ہی فرقوں کے بانیوں میں بڑے بڑے فرقوں کے بانی ہوئے ہیں اور چیلوں کی کثرت کی وجہہ سے مسائل تمام گشائیوں کے اپنے اصلی حقیقت پر قائم نہیں رہے تعداد اُن فرقوں کی بہت مختلف ہی چنانچہ بعضے فرقہ میں بہت تھوڑے ایسے آدمی

ہوتے ہیں اور ملک کے کسی گوشہ میں پڑے رہتے ہیں اور بعض فرقہ کے اسقدر آدمی ہوتے ہیں کہ کل ہندوستان میں پھیلے رہتے ہیں *

اکثر فرقوں کے پاس دھرم شالی وغیرہ سکونت کے واسطے موجود ہیں اور بعض صورتوں میں دھرم شالوں کے خرچ کے واسطے جاگیریں بھی مقرر ہوتی ہیں اور دیندار لوگوں کی امداد سے اور اُس روپیہ سے جو بھیک مانگ کر جمع ہوتا ہے اور اکثر صورتوں میں تجارت سے جو کبھی کبھی علانیہ اور اکثر پوشیدہ کیجاتی ہی اُنکو اور زیادہ آمدنی کا ذریعہ ہوتا ہی سب دھرمشالے ایک مہنت کے تحت میں ہوتے ہیں اُس مہنت کو اُسکے گروہ کے لوگ یا اور مہنت مقرر کرتے ہیں اکثر یہہ مہنت موروثی ہوتا ہی اور اُسکو پہلا مہنت اپنا جانشین مقرر کر جاتا ہی جب تک ایک دو برس تک امتحان نہیں کیا جاتا کسی کو کسی فرقہ میں داخل نہیں کیا جاتا جو شخص چیلا ہونا چاہتا ہی اُسکو کوئی خاص گرو اپنا چیلا کرلیتا ہی جسکے اکثر بہت سے ایسے ہی اور بھی چیلی ہوتے ہیں اور سب چیلے گرو سمیت مہنت کے مطیع ہوتے ہیں بنگال کے ایک فرقہ میں مرد عورت کو ایک دھرم شالہ میں ایک جگہہ رہنے کی اجازت ہی مگر بہت سے قول قسم پاک دامنی کے لے لیئے جاتے ہیں *

بہت سے گشائیں جو دھرم شالوں سے متعلق ہوتے ہیں وہ اپنی بہت سی زندگی آوارہ گردی اور بھیک مانگنے میں بسر کرتے ہیں اور بعضی گشائیں بالکل زندگی آوارہ گردی ہی میں بسر کرتے ہیں اور کہیں ٹھور ٹھکانا نہیں ہوتا بعضے اس حالت میں بھی مہنت کے تابع ہوتے ہیں اور بعضے بجز ایسے قاعدوں کے جو خود اپنے ذمہ لگالیتے ہیں بالکل آزاد اور خود مختار ہوتے ہیں لیکن اِنمیں سے بعضے نہایت جفاکش ہوتے ہیں خصوصاً وہ جو بیابان جنگلوں میں چلے جاتے اور بالکل انسانوں سے جدا ہوکر بیٹھہ رہتے ہیں اگر کوئی مخیر اُنکی خبر نہ لے تو قحط کا

خطرہ اپنے اوپر گوارا کرتے هیں اور اس سے بهي زیادہ بڑا اندیشہ جنگلي اور شکاري جانوروں کا اپنے اوپر گوارا کرتے هیں † *

بہت کم فرقے سخت قول قسم کے پابند هوتے هیں اور عبادت خانوں اور عام رتہ جگوں یا اور رسومات میں بهي شریک نہیں هوتے بہت سي حالت تجرد میں اوقات بسر کرنے کے پابند هوتے هیں اور بہت سے فرقے اپنے چیلوں کو شادي کرنے اور دنیا داروں کي طرح رهنے سہنے کي اجازت دیتے هیں اور ایک فرقہ جو کنهیاجي کے بالی پن پر نثار هوتا هی وہ اپنا فرض سمجهتا هی کہ عمدہ عمدہ کهانے کهاوے اور اچهے اچهے لباس پہنے اور هر ایک قسم کي ایسي کیفیت اور حظ اوٹهاوے جو گناہ سے خالي هو اس خصلت سے اُسکا معتقدوں پر رعب داب کچهہ کم نہیں هوجاتا بلکہ اور زیادہ هوتا هی اس فرقہ کے اوگون کو اسطریق پر اوقات بسر کرنے کے واسطے سارے سامان افراط سے میسر آتے هیں مگر بعضے فرقے مذکورہ بالا فرقوں سے بہت مختلف هوتے هیں اور وہ وہ فقیر هوتے هیں جو اپنا ایک هاتهہ یا دونو هاتهوں کو جب تک خشک هوکر قایم اور بیحس و حرکت نہوجاوے اور ناخن نہ بهڑ جاویں اوپر کو اوٹهائے رکهتے هیں اور ایک وہ فقیر هوتے هیں جو کانٹوں پر سوتے هیں اور دوسرے وہ هوتے هیں جو همیشہ چپ چاپ رهتے هیں اور ایسے بهي هوتے هیں جو خوا مخواہ اپنے اوپر طرح طرح کي تکلیفیں گوارا کرتے هیں اور تهوڑے ایسے بهي هوتے هیں جو هر طرح کي غلاظت اور پلیدي اختیار کرتے هیں اور اپني صورت کي وحشت اور حقارت سے یا اعضا میں چهریاں مارنے سے لوگوں کو خیرات دینے پر مجبور کرتے هیں *

بعضے بالکل برهنہ اور بعضے بہت کچهہ برهنہ پهرتے هیں اِنکو ناگے کهتے هیں یہہ گروہ کے گروہ هزاروں هوتے هیں اور اپنے اپنے سردار رکهتے هیں

† وارڈ صاحب اپني کتاب کي تیسري جلد صفحہ ۴۲ میں جو هندوؤں کے حالات میں لکهي هی لکهتے هیں کہ جزیرہ ساگر کے ایک مقام میں همکو خبر ملي هی کہ ایسے چهہ عابدوں کو تین مهینے کي مدت میں شیر لیگئے

ان کي صفت خاص يہہ هی کہ يہہ لوگ اپنے مذهب کي ترقي کيواسطے
هتيار نہيں اوٹهاتے بلکہ اُجرت پر ملک کے سرداروں کي خدمت کرتے هيں
اور عموماً ستمکار اور عياش مگر بڑے بہادر هوتے هيں اُنکے بازوؤں پر بہبوت
ملا هوتا هے اور لنبي لنبي ڈاڑهيوں اور لنبی لنبی اور گندهی هوئے بالوں سے
جنکو بڑي حکمت سے بڑها اور موڑکر سرپر پگڑي کيطرح لپيٹ ليتے هيں
ان جنگ جو فقيروں کي عجيب صورت بنجاتي هے جب اُنکو کوئي مزدوري
پر نہيں رکهتا تو اُنکی بڑے بڑے غول ملک کو لوٹ کهسوٹ کر سامان
معيشت مہيا کرتے پهرتے هيں پہلے وقتوں ميں انگريزوں کے ملک پر ان
قزاقوں نے کئي بار يورش کي اورخوب لوٹا ليکن يہہ مسلح فقير بجاے اسکے
کہ تهوڑے تهوڑے جمع هوکر يا کسي ملک کي لڑائي ميں کام آنے کيواسطے
جمع هوويں کبهي کبهي بہت کثرت سے جمع هوجاتے هيں اور جب کہ اُن
ميں کے دو مخالف فرقوں کا کهيں مقابلہ هوجاتا هی تو اکثربڑي خونريزي
هوتي هی چنانچہ سنہ ۱۷۶۰ ع ميں هردوار کے بڑے ميلہ ميں ايک بڑا
تنازعہ بلکہ ايک بڑي جنگ شب اور بشن کے معتقدوں ميں واقع هوئي جس
ميں اُس مقام پر اٹهارہ هزار آدميوں کا کهيت هوا † بلاشبہہ يہہ تعداد بہت
مبالغہسے بيان کي گئي هی ليکن بہر حال اس بيان سے اُس کثرت کا خيال
دل ميں بندہ جاتا هی جس کثرت سے طرفين کے ناگے لڑے هونگے *

ايک جماعت گشائيوں کي جو شب کے معتقد هيں جوگي کہلاتے
هيں (ملاحظہ کرو باب پانچ کو) اور دهيان گيان اور جپس تپس اور اور
پکهنڈرنسي جوگي خدا کے ساتهہ وصال هوجانے کا ارادہ رکهتے هيں اور اُن
ميں جو نہايت ذليل هوتے هيں وہ خرق عادات دکهانے کے حيلہ کرتے
هيں اور بعضے اُن ميں سے قلندر پيشہ هيں بندر نچانے اور ڈگڈگي بجانے
اور اور تماشے دکهانے اور شعبدہ بازي اور اور جتوبيروں سے لوگوں کے دل
بہلاتے هيں اور ايک اور قسم گشائيوں کي ان سے بهي زيادہ مشہور هے وہ اپ کو

---

† کپتان ريبر صاحب کا قول ديکهو سر درباب تحقيق ايشيا کے بچي هی جلد
دوسري صفحہ ۴۵۵

نہایت مرتاض اور عابد بتلاتے ہیں اور کچھہ کسي کے لالچ سے نہیں بلکه صرف اپني بزرگي کي شہرت دینے کیواسطے دھوکا دھي اور فریب کام میں لاتے ہیں یہہ لوگ ایسے ہوتے ہیں که کسي حکمت سے جسکا حال ابھي تک معلوم نہیں ہوا کئي کئي منت تک زمین سے چار فٹ بلند معلق رہتے ہیں اور ظاہر میں بجز اسکے اور کوئي سہارا نہیں ہوتا که وہ ایک ترسول کي نوک پر ایک ہتیلیکا ہلکا سہارا لگائی رہتی ہیں اور اُسي ہاتھہ کي اُنگلیوں سے مالا پھراتے جاتے ہیں † *

گشائیوں میں بعضے آدمي عالم بھي ہوتي ہیں اور ہوتے ہیں جنمیں سے اکثر نہایت شایسته اور نیک مذہب کے پابند ہوتے ہیں اور بہت سے بڑے رتبه والے سوداگر ہوتے ہیں اور بہت سے بیحیا بے باک بھکاري اور بہت سے نا لایق اور آوارہ اور ہر قسم کے عیب دار ہوتے ہیں اِن لوگوں کو اِسي لالچ سے اِس پنتھہ کے اختیار کرنے پر رغبت ہوتي ہی که اُس کاہلي اور سستي سے زندگي بسر کرنے کا موقع حاصل ہو جو فقیري میں ہوتا ہی بشن کے ماننے والے فقیر نہایت عمدہ ادب اور لحاظ کرنے کے قابل اور شب کے ماننے والے بڑے عیب دار اور بد ہوتے ہیں ہندوؤں کي فہم و فراست اِس معامله میں بہت اچھي ہی که جو فقیر جسقدر بیہودہ اور لغو مجنونانه حرکتیں کرتے ہیں اُسیقدر اُنکي قدر و منزلت اُنکے دل سے جاتي رہتي ہی *

بشن کے ماننی والے فقیر اپنے گرو کي ایسي بڑي تعظیم کرتے ہیں که قیاس میں نہیں آسکتي چنانچه بنگاله میں اُن میں سے بعضي اپنے گرو کو نہایت اعلی درجه والا بلکه خداے تعالے سے بڑھ کر تعظیم اور ادب کا

---

† حالات ایشیا کي تحقیقات کي کتاب کي جلد ۱۷ صفحه ۱۸۲ میں پرافسر ولسن صاحب نے اس قسم کے ایک فقیر کا نہایت صحیح حال لکھا ہی جسکو ایک معتبر شخص نے بچشم خود دیدہ ایشیا ٹک سوسئیٹي کے مارچ سنه ۱۸۲۹ ع کی جنرل میں مشتہر کرایا ہی *

مستحق سمجھتی ہیں † *

هندو فقیروں کے بہت سے فرقوں میں قاعدوں کی پابندی سے سستی ہونے اور جوگیوں اور بیراگیوں میں بالکل کسی قاعدہ کے نہونے کا سبب یہہ ہی کہ هندوؤں میں کوئی ایسا مذهبی سرگروہ نہیں ہی جسکی سب اطاعت کرتے ہوں اور یهی سبب هی کہ بہت سے شریر اور خانہ جنگوں سے ناںگوں کے گروہ بن جاتے هیں ‡ *

اسی وجہہ سے یہہ فرقی فقیروں کے آزاد رهے هیں اور یورپ کی طرح مذهبی حکومت کے تحت میں نہیں آئے اِن فرقوں اور برهمنوں میں اتفاق

† کتاب تحقیقات حالات ایشیا جلد ۱٦ صفحہ ۱۱۹ کو دیکھو یہہ بیان پرانسر واسن صاحب کے جواب مضمون میں سے جو کتاب مذکور کی جلد ۱٦ اور ۱۷ میں مندرج هی اور کچھہ وارڈ کی کتاب اور کچھہ اسٹیل صاحب کی کتاب کے تتمہ میں جو هندوؤں کی ذاتوں کی تبدیلیوں کے بیان میں هی لیا گیا هی

‡ اسی قسم کی سستی یعنی قواعد کی پابندی میں کاہلی مختلف زمانوں میں عیسائی فرقوں میں بھی تھی جسکے سبب سے پوپ اور مذهبی کونسلوں کے اِس معاملہ میں دست اندازی کرنے کی ضرورت هوئی *

گرجوں کے انتظام کے شروع زمانہ میں سارا بینڈیز فرقہ فقیروں کا کسی عبادتخانہ سے تعلق نہیں رکھتا تھا نہ کسی کی اطاعت میں تھا بلکہ ملک میں هرقسم کی بدمعاشی کرتا هوا خیرات سے بسر اوقات کرتا پھرتا تھا اور یہہ آزادی اُسکو نوین صدی کے اندر تک حاصل رهی کیونکہ اُسوقت تمام فقیری کا دم بھرنے والوں کو خاص خاص عبادتخانوں کا رکن هونے پر مجبور کیا گیا بلکہ عبادت خانوں سے علاقہ رکھنے والے بھی جب تک کہ اُنکی روک ٹوک حکومت سے نہیں کی گئی ایسی هی آوارگی میں زندگی بسر کرتے تھے عیسائیوں میں بھی جب تک سنہ ۱۲۱۵ع میں پوپ انوسینٹ تیسرے نے بندش نہیں کی تھی هندوؤں کی طرح اِس معاملہ کا کوئی سرگروہ نہونے کے سبب سے بہت سے فرقہ فقیروں کے هوگئے تھے *

اور جیسریئس فرقہ اب تک بہت سی تجارت کرتا تھا اِس فرقہ کا فقیری کا دعوے مٹانے میں یہہ تجارت ایک بڑی قوی حجت ٹھہرائی گئی اور تیرهوین صدی کے آخر تک اُن میں سے بعضی فرقہ ایسے تھے کہ وہ اُن لوگوں کو بھی اپنے گروہ میں شامل کرلیتی تھے جو عہد و اقرار تو کرلیتے اور لباس فقیری کا پہنلیتی تھے مگر دنیا داروں میں رهتے اور پیشہ بھی کرتے تھے یہانتک کہ وہ لوگ بھی شامل هو جاتے تھے جو جورو بچہ رکھتے تھے *

تھو نے کي وجهه خود کامي اور فعل مختاري ٹھهرائي جاسکتي هی اِن دو نوں میں همسري اور رقابت هوئي اِسکے بهت بڑے اثر ظاهر هوتے لیکن جو رعب داب برهمنوں کو علم اور قانون پر اُنکي قوم کا قبضه هونے سے حاصل هی اُسکا اثر ان فقیروں پر بهي مثل اور هندوؤں کے هوا اور جبکه اِن فقیروں نے منو کے مجموعه کو اور اپنے ملکي رسومات کو تسلیم کیا تو وہ برهمنوں کے رتبه سے انکار نهیں کرسکے جس پر برهمنوں نے اپنے آپ کو اپني تحریروں کے حواله سے پهونچایا *

—*—

باب دوسرا

حکومت کي تبدیلیوں کا بیان

منو نے جو طریق حکومت کا بیان کیا هی اُس سے زمانه حال کے هندوؤں کي حکومت میں کچهه اس سبب سے کوئي فرق نهیں هوا که از راہ دانائي اور دور اندیشي کسي قسم کي معقول تبدیلیاں اُس میں کي گئي هوں بلکه منو کے طرز حکومت کے قواعد کے پورا پورا برتنے میں غفلت اور چشم پوشي کیجاتي هی اور یقین هے که اُن قاعدوں پر کبهي پهلے بهي کوئي حاکم بالکل کاربند نهوا هوگا *

انتظام

اِس زمانه میں راجه تعداد معینه کے بموجب وزیر اور حسب قاعدہ کونسل نهیں رکهتا صرف محکموں کے چند افسر رکهتا هی اُنسے اور اپنے وزیر سے هر سردار کے معاملوں میں استفسار اور مشورہ کیا کرتا هی *

محاصل کے وصول کرنے کي آساني کے لیئے ملک کي تقسیم

منونے محاصل کے بآساني وصول کرنے کے لیئے جو ملک کي تقسیم اسطرح پر کي تھي که دس دس گانوں اور سو سو اور هزار هزار گانوں کے حاکم هوا کریں منو † کي ان قسمتوں کي علامتیں اب بھي خصوصاً ملک دکھن میں پائي جاتي هیں لیکن جو قسمت که ابتک پوري بدستور پائي جاتي هی اور جسکو هم سو گانو کي حکومت خیال کریں وہ آجکل پرگنه هی بلکه پرواني سرشته کے حاکم بھي ابتک موجود هیں جو اراضي اور نذرانه سے اپنا حق حاصل کرتے هیں لیکن اب وہ گورنمنٹ کے ذي اختیار نوکر نہیں هیں بلکه صرف معاملات متعلقه زمین کے کاغذ درست رکھنے پر متعین هیں (۱) *

یهه بات بالعموم خیال کي جاتي هی که یهه افسر مسلمانوں کے تسلط کے بعد بالکل بیکار هوگئے لیکن یهه افسر جو هندوؤں کي هر اور شے کیطرح موروثي تهرگئی اور اُنکے عهدوں میں وراثت جاري هوگئي تو هندو راجه اور مسلمان بادشاہ دونوں نے اُنکو اُس کام کے پورا کرنے کے لایق نه سمجهه کر یهه بات مناسب دیکهي هوگي که اپنی کام کے انتظام کے لیئے اور نئی افسر اپني پسند کے موافق مقرر کریں *

بالفعل هندو راجاؤں کے ملک بھي بڑے بڑے ضلعوں میں دقت کے دور کرنے کے لحاظ سے تقسیم هیں اور اُنکي بھي پھر تقسیم در تقسیم کي گئي هی راجه بڑے بڑے ضلعوں میں حاکم مقرر کرتا هے اور وہ حاکم اپنے ماتحت چھوٹے حصوں میں اپنے نائب مقرر کرتے هیں *

---

† محاصل کے اس بیان پر اکثر طول طویل شرحیں ایسي هیں که عموماً مطلب کے سمجھنے میں کچھه اُنپر حصر نہیں هی اسلیئے همنے اُنکو تتمه میں ایک جگهه لکھه دیا هی اور هر ایک پر نشاني حروف ابجد کي لکھي هی جس سے معلوم هو که فلاں فقرہ فلاں مقام کي شرح هی *

اُن حاکموں هي کي ذات پر جملہ کارو بار انتظام کے منحصر هوتی هیں اور منو کے زمانہ کے موافق اب جنگي قسمتیں نہیں رهیں اور عدالتیں بهي اگر هوتي هیں تو دارالسلطنت میں هوتي هیں اور کہیں نہیں هوتیں *

لیکن اِن تمام تبدیلیوں میں گانوں کا انتظام اب بهي بدستور سابق موجود هی صرف یہي ایک شی هی جسمیں کچهه خلل نہیں اور اِن کے هي اجتماع سے بڑي بڑي سلطنتیں هندوستان کي بني هوئي هیں *

گانوں کے انتظام کا بیان

گانوں ایک هموار خطہ زمین کا هوتاهی اور اُسکي وسعت مختلف هوتي هی جس میں ایک متفق گروہ بستا هی حدیں اُسکي نہایت صحیح اور درست معین هوتي هیں اور اُنکي حفاظت اور نگهباني نہایت تعصب اور احتیاط سے کیجاتي هی اور اس میں زمین هرقسم کي جیسي کہ آراضي مزروعہ اور غیر مزروعہ اور قابل زراعت اُفتادہ اور ایسي کہ اُس میں زراعت نہو سکی هوتي هی اور یہہ سب آراضي بہت سے حصوں (کهیتوں) میں تقسیم هوتي هی جنکي حدیں اُسي درستي اور احتیاط سے قایم هوتي هیں جیسے کہ گانوں کي حدود هوتي هیں اور اُن حصوں کے نام اور اوصاف اور وسعت اُس گروہ کے حساب کتاب کي کتابوں میں بتفصیل مندرج هوتي هی اور وہ سب کا سب گروہ گانوں کي حدود کے اندر بستا هی اور وہ بستي هندوستان کے اکثر حصوں میں خندق یا چار دیواري یا ایک مستحکم گڑهي سے گهري هوئي هوتي هی *

گانوں کے باشندوں کے حق حقوق

هر ایک گانوں کے باشندے اپنے گانوں کے کارو بار کو آپ هي انجام دیتے هیں چنانچہ اپنے آپس میں لوگوں پر اُس محاصل کو پهیلا کر جو سرکار اُنپر مقرر کرتي هی جمع کرتے هیں اور کل یکمشت رقم کے سرکار میں داخل کرنے کے ذمہ دار هوتے هیں اور پولس کا انتظام بهی رهي

کرتے ہیں اور جو کسي کا مال و اسباب اُس گانوں کے حدود میں لٹ جاوے اُسکے جوابدہ ہوتے ہیں اور وہ اپنے آپس میں ہي جرایم خفیفہ اور مقدمات ابتدائي کا تصفیہ بھي کرلیتے ہیں اور اپنے حدود کے اندروني اخراجات مثل مندروں اور احاطہ کي مرمت اور عام بلدانوں اور خیراتوں اور تیوھاروں اور جلسوں کے واسطے روپیہ جمع کرنے کے لیئے آپس میں چندہ کرتے ہیں *

اِن تمام کاموں کے انجام دینے کے واسطے جو افسر درکار ہوتے ہیں اور اور مختلف افسر لوگوں کي ضرورتوں کے موافق موجود ہوتے ہیں اگرچہ یہہ بستي حقیقت میں بالکل عام گورنمنٹ کي مطیع ہوتي ہے لیکن بلحاظ بہت سي باتوں کے نہایت ترتیب یافتہ اور کامل انتظام پائي ہوئي جمہوري سلطنت کا نمونہ ہوتي ہے اُنکي اس خود مختاري اور حقوق کو اگرچہ بعض اوقات گورنمنٹ توڑ دیتي ہے لیکن کبھي اُنسے انکار نہیں کرتي یہي خود مختاري اور حقوق ایک ظالم حاکم کے ظلم سے کسي قدر بچاتے ہیں اور اگر اعلی گورنمنٹ ٹوٹ جاوے تو اُسکي وجہہ سے گانوں کے حدود میں بد انتظامي نہیں ہونے پاتي *

سر چارلس متکاف صاحب نے جو ایک منت (یعنے حسب ضابطہ راے) اسي معاملہ میں لکھي ہے اُسکا خلاصہ بسبب اُنکي فصاحت اور معتبر سند ہونے کے ہم اس مقام پر لکھتے ہیں

وہ فرماتے ہیں کہ گانوں کے گروہ ہر ایک جمہوري سلطنت ہوتي ہیں چنانچہ اُنمیں ہر شے جسکي اُنکو حاجت ہوتي ہے موجود ہوتي ہے اور کسي قسم کا غیروں پر توکل اور بھروسہ نہیں رکھتے اور کیسا ہي کچھہ انقلاب کیوں نہ ہووے ان گروہوں میں خلل نہیں پڑتا پشتیں کي پشتیں گذر جاتي ہیں اور انقلاب پر انقلاب ہوتے ہیں چنانچہ ہندو اور پٹھان اور مغل مرھٹے سکھہ اور انگریز باري باري سب ملک کے مالک ہوئے مگر گانوں کے گروہ جیسے تھے ویسے ہي رہے شورش اور فساد کے دنوں

میں گانوں والے مسلح ہوکر اپنی اپنی بستیوں کی خندقیں اور احاطہ درست کرلیتے ہیں اور جب فوج مخالف ملک میں سے گذرتی ہی تو گانوں والے اپنی مویشی کو احاطہ کے اندر جمع کرلیتے ہیں اور بلا تعرض گذر جانے دیتے ہیں اور اگر اُنکے لوٹنے اور تباہ کرنے کا ارادہ کیا جاوے تو وہ اپنے رفیقوں کے کسی دوسرے گانوں میں چلے جاتے ہیں مگر جب فتنہ و فساد دب جاتا ہی تو پھر اپنے گانوں میں اکر اپنے معمولی کارو بار میں مصروف ہوتے ہیں اگر ملک کے کسی حصہ میں غارتگری قتل اور فساد ایسا برسوں تک قایم رہی جس کے سبب سے گانؤں آباد نرہ سکے تو وہ گانؤں کے آدمی ملک میں ایدھر اودھر متفرق پھیلے رہتے ہیں مگر جسدم امن ہوتا ہی اُسیوقت پھر آکر آباد ہوجاتے ہیں اگرچہ اُس پریشانی میں ایک پشت اُنکی گذر گئی ہو لیکن فتنہ اور فساد کے فرو ہوتے ہی اُن پریشان شدہ گانؤں والوں کی اولاد آکر اُسی موقع اور آبادی اور زمین میں بستے ہیں اور بیٹا اپنے باپ کی جگہہ لیتا ہی اور اُن ہی زمینوں میں دوبارہ کھیتی کرتے ہیں جنمیں سے اُنکے باپ نکل جانے کو مجبور ہوئی تھے مگر اُنکو گانوؤں میں سے نکال دینا کچھہ سہل اور آسان نہیں ہی کیونکہ فتنہ اور فساد کے دنوں میں وہ بھی قتل و غارت کرنے والوں کا مقابلہ کرنے کی اکثر کافی قوت بہم پہونچا لیتے ہیں اور اپنے مقام پر جمے رہتے ہیں گانؤں والوں میں جو ایسا اتفاق ہی اور ہر گانوں بجاے خود ایک جمہوری سلطنت ہی اسیکی وجہہ سے میریہ راے میں هندوستان کے لوگ اُن بڑے بڑے انقلابوں میں جو اُنکو سهنی پڑے اپنے ملک میں قایم اور بر قرار رہی ہیں اور اُنکو جو فارغبالی اور آزادی حاصل ہی اُسکی بھی یہی بات معاون رہی ہی † *

ایک بستی نہایت سیدھی سادی حالت میں ایک سردار (مقدم یا پدھان) کی تحت میں (ب) ہوتی ہی جسکو منو نے راجہ کا

---

† یہہ رپورٹ سلیکٹ کمیٹی ہوس آف کامنس سنہ ۱۸۳۲ ع کی جلد ۳ تتمہ ۸۴ کے صفحہ ۳۳۱ میں سر سی ٹی مٹکاف صاحب کا مقولہ ہی *

نائب قرار دیا هی اور لکھا هی کہ اُسکو جب چاهی راجہ اُسکے کام پر سے برخاست کرسکتا هی اب اُسکا عہدہ موروثي هوگیا هی اور وہ اب بھي حاکم وقت کا نائب سمجھا جاتا هی مگر زیادہ تر وہ لوگوں کا سرپرست اور وکیل هوتا هی اس عہدہ کے واسطے بعضے وقت کسي شخص کا مناسب خاندان میں سے منتخب هونا گانوں والوں کي راے پر اور زیادہ تر گورنمنٹ کي مرضي پر منحصر هوتا هی لیکن دونوں کے حق میں مفید هونیکے واسطے یہہ ضرور هی کہ اُسپر دونوں کا اعتماد هو وہ زمین کے ایک خطہ پر قابض هوتا هی اور سالانہ وظیفہ گورنمنٹ سے اُسکو ملتا هے لیکن اُسکي آمدني کا بہت سا حصہ گانوں والوں کي نذر بہیٹ هوتي هی وہ گانوں سے ایسا یکرنگ هوجاتا هی کہ اُسیکي ذات کو بمنزلہ تمام گانوں کے سمجھا جاتا هی اور هر معاملہ میں محاصل وغیرہ کے وصول نہونے پر اُسي سے مواخذہ کیا جاتا هی *

گانوں کے اُسی سردار کے ذمہ جو کارو بار ضروري هیں اُنکا بیان

یہہ سردار یعني پدھان گورنمنٹ سے اُس رقم کي قرار داد کرلیتا هی جو سال بھر میں گورنمنٹ کو ملني چاهیئے اور بموجب وسعت اور زمین کے پٹوں کے گانوں کے لوگوں پر اُس رقم کا پرتہ ڈالکر اُسے وصول کرتا هی اور جس زمین کا کوئي کاشت کار معین نہیں هوتا هی اُسکو بھي جوتنے والوں کو دیتا هی اور کھیتوں میں پاني تقسیم کرتا هی اور جھگڑوں اور تنازعوں کا فیصلہ کرتا هی اور مجرموں کو گرفتار کرکے ضلع کي عدالت میں بھیجدیتا هی غرضکہ میونسپل گورنمنٹ کے تمام کاموں کو انجام دیتا هی یہہ سب کام ایک مقام میں (جسکو چوپال کہتے هیں) جو اسي مطلب کے واسطے معین هوتا هی کھلے خزانہ کرتا هی اور اُن تمام معاملوں کو جو عام فائدوں سے متعلق هوتے هیں گانوں والوں کي صلاح اور مشورہ سے کرتا هی انفصال خصومات میں اُسکو ایسے پنچوں سے استعانت ملتي

هی جنکو فریقین پسند کرلیتے هیں یا اسپیسروں سے جنکو وہ خود منتخب کرتا هی اُس سردار کو اُسکی اُس عہدہ کے سبب سے اپنے گانوں میں تو رعب داب اور پاس پڑوس میں بہت سی عزت حاصل هوتي هی یہہ عہدہ فروخت بھي هو جاتا هی لیکن اُنکا مالک اُس سے بالکل دست بردار بہت کم هوتا هی یعنے جب کہ وہ اور سب اصلي فائدوں سے کنارہ کرنے پر مجبور هوتا هی تو بعضي خاص رسموں میں افسري کا حق اور اور معزز حقوق اپنے هي ذات پر منحصر رکھتا هی *

گانوں کے عملہ یعنے چوکیدار اور محاسب (یعنے پٹواري) وغیرہ کا بیان

اُس سردار کے معاوِن مختلف عہدہ‌دار هوتے هیں جنمیں سے محاسب اور چوکیدار بڑا درجہ رکھتے هیں محاسب (ج) گانوں کا سارا حساب کتاب رکھتا هی جسمیں زمین کي قسمیں اور اگلے پچھلے قابضوں کے نام اور لگان کي شرح اور اور سب شرطیں قبضہ کي مندرج هوتي هیں سب گانو کا حساب کتاب گورنمنٹ سے اور گانوں والوں کا باهمي حساب بھي وهي رکھتا هی اور اُنکي دستاویزوں اور ذاتي خط کتابت کے لکھنے پڑھنے کا کام بھي کرتا هی تنخواہ اُسکي گانوں والوں پر فیس مقرر کرنے سے اور کبھي کبھي گورنمنٹ کیطرف سے قطعہ اراضي یا وظیفہ کے طور سے ملتي هی *

چوکیدار (د) عام اور خاص حدوں کا محافظ هوتا هی اور وہ فصلوں کي نگہباني اور قاصدي اور رهنمائي کا کام بھي کرتا هی اور پولس کے کام میں اُس سردار کے بعد دوسرا درجہ رکھتا هی اسیوجہہ سے وہ رات کو پہرہ دیتا هی اور آئے گئے کي خبر لیتا هی ،اور اپنے گانوں کے هر شخص کي چال چلن سے آگاهي حاصل کرتا هی اور اُسکا فرض یہہ هی کہ اپني بستي میں اگر کسي کا کچھہ مال چوري جائے تو اُسکے چورانے والے کو گرفتار کرے یا اُس چوري کا اپني سرحد تک کھوج لگائے اور اُسکي حد

سے باهر اُسکے همسایه چوکیدار پر اُسکا کھوج لگانا واجب هی ان سب کاموں کا انجام پانا ایک آدمي کي قوت سے غیر ممکن هی لیکن حقیقت یهه هی که یهه عهده ایک خاص خاندان کا موروثي هوتا هی اُس خاندان کے سب آدمي اسکام کے انجام دینے میں کوشش کرتے هیں † اور همیشه یهه خاندان نیچ ذات میں سے هوتا هی *

پرکھیئے کو بهي سردار کا ایک مددگار سمجھنا چاهیئے کیونکه وه تمام گانوں کا روپیه پرکھتا هی اور سارے گانوں کا سنار بهي وهي هوتا هی علاوه انکے گانوں میں اور بهي سردار هوتے هیں جنکي تعداد سب کے اتفاق سے باره قرار پائي هی مگر یهه تعداد سب گانوں میں یکساں نهیں هوني کسي میں کم کسي میں پوري هوتي هی، اور همیشه ایک هي سے اتسر بهي نهیں هوتے *

گانوں میں پروهت اور جوتشي جنمیں سے ایک پڑهانے والا معلم هوتا هی اور اکثر لوهار بڑهئي کمهار حجام اور چمار ضرور هوا کرتے هیں اور درزي اور دهوبي اور بید اور مطرب اور بهات اور بعضے اور هر ایک گانوں میں هونے کچهه بهت ضروري نهیں اور جنوبي هندوستان کے گانوں میں کنچني بهي هوتي هی بهات کا کام کبت بنانا اور لوگوں کو سنانا اور نسب‌نامه ‡ رکھنا هی اور بعض مقاموں میں یهي خاص کام اُسکا نهایت ضروري هی ان سب گانوں کے افسروں اور کاریگروں کا حق بطور فیس کے مقرر هوتا هی

---

† یهه عهده اُس کھیتي کے حق میں جو وه لوگ مل جل کر کرتے هیں مفید هی باقي اکثر کاموں کو سب شرکا باري باري سے پورا کرتے هیں البته حساب کتاب کا کام باري باري سے کرنے میں نقصان عظیم هی کیونکه کئي شخصوں کے هاتهه بدلنے سے حساب ابتر هوتا هی اور کاغذات گم هو جاتے هیں اور کوئي شریک اتنے روزوں تک لگاتار کام نهیں کرتا جو اُس کام میں پخته کار هو جاوے *

‡ هندرستان میں هر طرح کي ملکیتوں کے معاملات کے پیچیده هونے اور شادیوں کے تعلقات میں بهت پیچیدگي هونے کے سبب سے به نسبت انگلستان کے نسب‌نامه رکھنے کا کام بهت ضروري اور بڑا هی

جو بعض وقت نقد ملتا هی اور اکثر اوقات پیداوار میں سے بطور چهنگی کے ملتا هی *

گانو والوں کي حکومت

جو گانو راجہ کے تحت تصرف میں بلا واسطہ هوتا هی تو اُسکا انتظام بطریق مذکورہ هوتا هی لیکن نصف هندوستان میں خصوصاً شمال اور جنوب میں هر گانؤں میں ایک ایسا فریق هوتا هی جو اُس گانوں کا ذمہ دار هوتا هی اور سب باشندے اُسکے کاشتکار هوتے هیں (۸) اُن لوگوں کو گانوں کي کل زمین کا مالک سمجھا جاتا هی اور زمین پر اُنکا حق موروثي اور قابل انتقال تسلیم کیا جاتا هی لیکن اُنکا حق ملکیت جو مشتبہہ هی اِسلیئے اُنکو اُسے ذو معني اور مشتبہہ لقب سے پکارنا مناسب هی یعني زمیندار کے لقب سے جسکے ساتھہ وہ اب بھي مشہور هیں (۹) *

جہاں کہیں ایسا فرقہ هوتا هی وهاں بعضے وقت تو ایک هي سردار حکومت کرتا هی اور اگر وہ فرقہ بہت سے اسي قسم کے خاندانوں سے مرکب هوتا هی تو هر ایک خاندان میں سے ایک شخص سردار تمام گانوں کا کاروبار کرنے والا هوتا هی جو اپني هي طرح کے اور سب سرداروں سے مل جل کر سب کام انجام دیتا هی یہہ کونسل جو اسطرح کے سرداروں سے مرکب هوتي هی وهي عہدہ رکھتي هی جو ایک سردار رکھتا هی اور جو کچھہ رعایا یا سرکار سے اُس کونسل کو اُس کار گذاري کا عوض حاصل هوتا هی وہ سب آپسمیں تقسیم کرلیتي هی اُس کونسل کے شریکوں کي تعداد اگرچہ خاندانوں کي تعداد پر منحصر هی مگر آٹھہ دس سے زیادہ بہت کم هوتي هی هر ایک سردار خاندان کي نہایت پوراني شاخ میں سے انتخاب کیا جاتا هی لیکن باقي اور زمینداروں کي نسبت نہ تو وہ زیادہ دولتمند هوتا هی اور نہ اور کوئي وجہہ مختاري کي رکھتا هی *

گانوں کے رهنے والوں کے فرقه

جهاں کہیں زمیندار هوتے هیں وہ گانوں کے باشندوں سے اول درجه کا فرقه هوتے هیں لیکن انسے کمتر درجه کے چار فرقے اور هوتے هیں اُن میں سے ایک تو کاشتکار موروثي اور دوسرے غیر موروثي کاشتکار تیسرے هالي کمیرے چوتھے دوکاندار جو بازار کے کاروبار کے واسطے سکونت رکھتے هیں *

گانوں کے اصل زمینداروں کي حقیقت

اِس بات میں سبکو اتفاق هی که زمینداروں کي اصل اور بنیاد اُن لوگوں سے قایم اور شروع هوئي هی جو اول هي اول میں گانوں میں جاکر آباد هوئی اور اِنکے علاوہ اور جو زمیندار بن گئے هیں وہ وہ لوگ هیں جنهوں نے اصلي خاندان کے زمینداروں سے اُنکا حق و ملکیت بذریعه بیع یا اور کسي طریقه کے حاصل کرلیا هی یهه حقیقت اس بات سے زیادہ مستحکم هوتي هی که چهوٹی چهوٹی گانوؤں میں صرف ایک هي خاندان زمینداروں کا پایا جاتا هی اور بڑے بڑے گانوؤں میں بهي بهت سے نہیں هیں (ز) لیکن هر خاندان کے آدمي اُس خاندان کي شاخیں پهوٹ کر اسقدر کثرت سے هوگئے هیں که اکثر تمام کاشتکاري کا کام بلا استعانت کسي کاشتکار یا هالي کمیرے کے آپ هي کرلیتے هیں *

زمینداروں کے حقوق بهیئت مجموعي هوتے هیں اور اگرچه وہ اُن حقوق سے تهوڑي بهت کامل علحدگي اختیار کرلیتے هیں مگر هر ایک کو جداگانه بالکل کنارہ کرلینے کا اختیار نہیں هوتا اگر کوئي زمیندار اپنا حق زمینداري بیع کرنا چاهی تو اُسکو تمام اور شریکوں یا زمینداروں کي رضامندي حاصل کرني لازم هوتي هی اور بعد بیع کے خریدار اُن سب حق حقوق کا مالک هو جاتا هی جو بایع کو حاصل تھے اور اگر کوئي خاندان اِن زمینداروں میں سے معدوم هو جاتا هی تو اُسکا حصه لوٹ کر پهر مجموعه میں شامل هو جاتا هی *

اور بعض گانوں میں اصل زمینداروں کے حقوق مشترک هوتے هیں وہ سب ملکر کاروبار کرتے هیں اور سرکاری لگان ادا کرنے کے بعد خالص پیداوار کو آپسمیں تقسیم کرلیتے هیں اور بعضے گانوں میں وہ اراضي مزروعہ کو باهم بانٹ لیتے هیں مگر سرکاري لگان کے سب کے سب اکھٹے ذمہ دار هوتے هیں اور کبھي کبھي وہ اپني زمینونکا آپسمیں تھوڑے تھوڑے عرصہ کے واسطے مبادلہ بھي کرلیتے هیں اور بعض گانوں میں وہ مزروعہ زمین کو تو تقسیم کرلیتے هیں اور اراضي افتادہ اور اور حقوق کو نہیں بانٹتے اور کبھي ایسا بھي هوتا هی کہ افتادہ اراضي کو بھي تقسیم کرلیتے هیں اور زمین کي تقسیم میں وہ هر حصہ دار کو ایک هي قطعہ هموار زمین کا اُسکے حصہ میں نہیں دیتے بلکہ باعتبار اقسام اراضي کے جو اُس گانوں میں هوتي هی کسي ایک مقام پر عمدہ زمین کا ٹکڑا اور کسي دوسرے مقام پر سخت کلر زمین کا ٹکڑا اور کسي اور مقام پر گاہ چرائي کي زمین کا ٹکڑا وغیرہ اُسکو دیتے هیں (ح) *

اُنکے حقوق ملک کے مختلف حصوں میں مختلف هوتے هیں جہاں اُنکا قبضہ کامل هوتا هی وهاں زمین کي پیداوار میں سے ایک معین مقدار سرکار کو دیتے هیں یا کچھہ نہیں دیتی هیں اور جہاں اُنکا قبضہ کامل نہیں هوتا وهاں بھي بہ نسبت اور گانوں والوں کے اُنکے حق میں بہت سي رعایتیں هوتي هیں (ط) *

یہہ زمیندار جو اراضي پر جي دیتے هیں اسلیئے گورنمنٹ نے اراضي سے اُنکا تعلق دریافت کرکے اپنے فائدہ کے لیئے اکثر اُس مقدار سے بہت زیادہ لگان لگالیا هی جو کاشتکاروں سے وصول هونا ممکن تھا مگر پھر بھي یقیني یا ایسا فائدہ جسکي آیندہ توقع هو ضرور هوتا هی کیونکہ کوئي ایسا ضلع نہیں جسمیں گانوں کے زمیندار اپنے حقوق کو بیع یا رهن نکرتے هوں علاوہ اسکے ایک بڑا فائدہ جو همیشہ اُنکو حاصل رهتا هی وہ مفصل میں زمیندار کے خاندان کي عزت هی چنانچہ ایک خاندان اپنے بیٹي کي

شادي کسي ایسے بڑے امیر خاندان میں کرنے کي به نسبت جو ذات میں تو هیٹا نهو مگر لوگ اُسکي تعظیم اور عزت نکرتے هوں ایسے غریب زمیندار خاندان میں خوشي سے کردیتا هی جو اپنے هاتهہ سے محنت کرتا هو *

گانوں کے اصل زمیندار کے جي میں زمین کي ملکیت کا شوق ایسا گهر کیئے هوئے هوتا هی که اگر کوئي زمین جسمیں مطالبه سرکاري سے بهي رکم پیدا هونے کے سبب اُسکو بمجبوري چهوڑني پڑي تب بهي وهي مالک سمجها جاتا هی اور سرکاري دفتر میں اُسکا نام خانه مالک میں مندرج رهتا هی اور تین پشتوں یا سو برس تک اگر حالات کے بدلنے سے وہ پهر اُسی اراضي کا خواهاں هو تو اُسکو مل سکتي هی *

ملک تامول اور خاص هندوستان میں ایک ایسا کاشتکار بهي جسکو گورنمنٹ نے اپني طرف سے زمین کاشت کرنے کو دي هو اُس زمیندار کو جو بسبب نه ادا کرنے مالگذاري کے خارج هو گیا هو اپني خوشي سے کسیقدر ملکیت کا نذرانه دیتا هی † *

موروثي کاشتکاروں کا بیان

تمام گانوں میں دو قسم کے کاشتکار هوتے هیں جو اصل زمینداروں سے جہاں کہیں زمیندار هوتے هیں اراضي کاشت کرنے کے واسطے لیتے هیں اور جہاں زمیندار نہیں هوتے وهاں بلا واسطه سرکار سے حاصل کرتے هیں اُن کاشتکاروں کو عموماً رعیت (ي) کهتے هیں جنکي دونوں قسموں میں سے ایک موروثي اور دوسرے غیر موروثي هوتے هیں *

موروثي وہ کہلاتے هیں جو اُسي گانوں کي زمین جوتتے هیں جسمیں سکونت رکهتے هیں اور بعد اُنکے اُنکي اولاد اُسي زمین پر کهیتي کرتي هی (ک) *

---

† رپورٹ سلیکٹ کمیٹي سنه ۱۸۳۲ ع کي جلد ۳ صفحه ۱۲۸ میں ایلس صاحب کا بیان دیکهو اور منتخبات کي جلد ۳ صفحه ۳۰۵ میں ڈارلس کیو صاحب کے قول کو ملاحظه کرو *

اکثر ان کاشتکاروں کو اصل زمینداروں میں مخلوط کردیا گیا هی لیکن پهر بهي جهاں کهیں زمیداروں کا نذرانه موجود هی وهاں امتیاز بیٔن هی اور اُسمیں کاشتکار کو کبهي شریک نهیں کیا جاسکتا هی † *

بهت سے آدمیوں کي یهه راے هی که یهي کاشتکار زمین کے اصل مالک هیں اور بعضے یهه کهتے هیں که نهیں یهه زمیندار کي مرضي کے تابع هیں لیکن سب کے سب بعض بعض باتوں مٔیں متفق هیں چنانچه سب یهه کهتے هیں که بسبب قبضه قدیمي کے اُنکا اراضي میں کچهه حق هی لیکن زمین کي بیع اور رهن کا حق نهیں هی *

هرچند که قبضه کے حق پر سبکو اِتفاق هی مگر بعضے کهتے هیں که زمیندار کو لگان بڑهانیکا اختیار حاصل هونے سے وه حق کسي کام کا نُرها اور بعضے یهه کهتے هیں که لگان بخوبي بڑها هوا هی وه اُس شرح سے زیاده نهونا چاهیئے جو گانوں کے قرب و جوار میں هو *

غالباً سچ یهه هی که کاشتکار کا حق ظاهر اور صاف جب هي تک ره سکتا هی جب تک که سرکاري مطالبه ایک قاعده پر رهے لیکن جب سرکاري جمعبندي باقاعده نرهوے بلکه سرکار کي مرضي کے موافق کبهي کچهه اور کبهي کچهه هو تو یهه حق کسي کام کا نهیں رهتا آجکل زمیندار کے فائده سے اِس کاشتکار کا قبضه قائم ره سکتا هی چنانچه اُن زمینوں کے لیئے جو مدت سے اُسکے کنبه کے قبضه میں چلي آتي هیں اور اُسي گانوں میں واقع هیں جهاں وه رهتا هی جو کچهه کوئي اور غیر شخص دینے پر آماده هو وه اُس سے زیاده دیتا هی اور جبکه اُسکو نهایت تنگ اور مجبور کردیا جاتا هی تو وه اُس اراضي کو چهوڑکر کسي دوسرے گانوں مٔیں بهت سستي کهیوت پر غیر اِستمراري زمین آساني سے لے لیتا هی (ل) *

بعضے یهه خیال کرتے هیں که موروثي* کاشتکار ایسے زمینداروںکا بقیه هیں جو جبر و تعدي کے سبب سے اِس حالت کو پهنچ گئے هیں اور بعضے

† رپورٹ سلیکٹ کمیٹي سنه ۱۸۳۲ ع کي جلد ۳ صفحه ۳۸۵ میں ایلس صاحب کا مقوله دیکهو *

یہہ سمجھتے ھیں کہ وہ ایسے ھي عام کاشتکار ھیں صرف مدت گذرنے کے سبب سے موروثي ھوگئے ھیں غالباً یہہ دونوں قیاس کچھہ کچھہ صحیح ھیں اور ایسے ھي یہہ تیسرا بھي معلوم ھوتا ھی کہ اکثر صورتوں میں زمینداروں نے اُن کاشتکاروں کو جو اول ھي گانوں میں آباد ھوئے زمینوں پر قبضہ عنایت کر دیا ھی *

غیر موروثي کاشتکار

(م) غیر موروثي کاشتکار ایسے گانوں کي اراضیات کو کاشت کرتا ھی جس سے وہ کسیطرح کا تعلق نہیں رکھتا اور سالانہ تحریري یا مفہوم پٹہ کے ذریعہ سے اُن پر قابض ھوتا ھی اول قسم کي اراضي خاص پر گانوںکا رھنیوالا کاشتکار قابض ھوتا ھی اور غیر موروثي کاشتکار کے حصہ میں کمتر قسم کي زمینیں آتي ھیں جسکي خواھش لوگوں کو بہت کم ھوتي ھی اسوجہہ سے اور اور نقصانوں کے سبب سے وہ اپني زمین بہ نسبت موروثي کاشتکار کے کم لگان پر حاصل کرتا ھی *

(ن) ایک اور قسم کے کاشتکار ھوتے ھیں جنکا بیان ضرور ھی گو وہ کاشتکار دونو قسم مذکورہ بالا سے قدر و منزلت میں کمتر ھوتے ھیں یہہ کاشتکار ایسے لوگ ھوتے ھیں جنکي ذات یا حالت اِس بات کي مانع ھی کہ وہ محنت یا مشقت کریں یا کسي کام میں جسمیں علانیہ مردوں کے روبرو آنیکي ضرورت ھو اُنکي عورتیں شریک ھوسکیں پس اِن نقصانوں کے لحاظ سے اُنکو اراضي کا قبضہ نرخ مناسب پر دیا جاتا ھی تاکہ وہ بمدد (س) مزدوروں کے اپنے تن یا سرمایہ سے فائدہ اُٹھاسکیں *

بیان مزدوروں کا

اُجرت پر کام کرنیوالے لوگوں کي خدمتیں اور اُنکے معاوضے خود بخود مختلف ھوتے ھیں لیکن اور ملکوں کے محنتیوں کي خدمت اور اُجرت سے بہت تھوڑا اختلاف رکھتے ھیں اِسلیئے اُنکا شرح بیان ضرور نہیں *

یهه بیان کرنا بهي کچهه ضرور نهیں که هر گانوں میں اِن سب فرقوں کا هونا لازم هی کیونکه ایک گانوں کي هر قسم کي زمین کي کاشت اِنمیں سے صرف کوئي ایک فرقه یا سب کے سب باهمي مناسبت سے کرسکتے هیں *

دکان‌دارونکا بیان

دکان‌داروں وغیره کو زمین کا کرایه جس جگهه وه رهتے هیں اُسکے مالک کو اور کبهي کبهي اور بهي کچهه محصول دینا پڑتا هی دکاندار گانوں کے سردار کا جو بمنزله مجسٹریٹ گانوں کے هوتا هی عموماً محکوم رهتا هی لیکن دکانداروں کو گانوں کے لوگونسے اور کسیطرح کا تعلق بهت تهوڑا هوتا تهی *

گانوں کے لوگوں کي غالب اصلیت اور اُنکا تنزل

غالباً ایسا معلوم هوتا هی که جو دیهات هندوؤں نے اول اول آباد کئي وه سب گانو کے گروهوں کے قبضه میں هونگے کیونکه جب اس ملک پر تسلط پایا هوگا تو اُسکي شروع شروع میں یهه بات غیر ممکن هوگي که جداگانه آدمي جنگل کات کر کهیتوں کو صاف کریں اور اصلي باشندوں یا جنگلي حیوانوں کے حملوں سے اُنکو محفوظ رکهیں اور اورونکي خدمتیں حاصل کرنے کے واسطے اُنکے پاس کچهه سرمایه نهوگا اور جبکه سربراه کار کے بهت سے رشته‌دار بهي ساتهه نهونگے تو وه ایسے رفیقوں کے بلانے پر مجبور هوا هوگا جو گانوں کي آبادي کے فائدونمیں شریک هوں اور گانوں کے گروهوں کے قایم هونے اور زمینوں کے گانوں میں تقسیم هونیکا باعث غالباً یهي امر هوا *

نوآباد ویران زمین بلا شبهه سلطنت سے اسیطرح سے متعلق رهي هوگي جیسے تمام اُن صورتوں میں هوني تهي جب که لوگوں کي جماعت ایک صورت با قاعده پکڑتي هی لیکن راجه نے بجاے اس بات کے که یهه

ملکیت مجوزہ کاشتکارونکو اُنسے یک مشت قیمت یا ایک معین سالانہ لگان چھیسااور ملکون میں دستور ہی لیکر حوالہ کردے کسیقدر پیداوار اپنا حق رکھی ہوگی جو اُس زمین کے وسعت اور قسم کی مناسبت سے جسپر کاشت کی گئی بڑھتی گھٹتی ہوگی اور باقی پیداوار گانوں کے اباد کرنے والے لوگوں کی ہوتی ہوگی لیکن اگر وہ لوگ اُس سے زیادہ اچھی زمین اپنے پاس رکھتے ہونگے جسقدر وہ جوت سکتے ہوں تو وہ اوروں کی محنت کے ذریعہ سے اُس زمین سے فائدہ اُٹھانے پر کوشش کرتے ہونگے اور ایک شخص کو ایسا قرار دینے سے کہ علاوہ لوگوں کے حصوں کے پیداوار میں کے سرکاری حصہ کے بیٹھانے کا ذمہ کوئی اور طریق سہل تر نہیں معلوم ہوا لیکن جب زمین کثرت سے تھی اور بہت سے گانوں آباد ہونے کو تھے تو کسی آدمی نے کوئی قطعہ اراضی کا پاک صاف کرنا اُسوقت تک قبول نکیا ہوگا کہ اُس قطعہ کی کاشت کا اُسکو ہمیشہ کیواسطے اختیار نملا ہو اور اسی سبب سے کاشتکار موروثی قائم ہوئے ہونگے اور لوگوں کے کار و بار کے ترقی پانے پر کاشتکار غیر موروثی اور اجرت پر محنت کرنیوالے پیدا ہوئے ہونگے بسبب وراثت کی ملکیت کی تقسیم در تقسیم ہونے سے یہہ انتظام معدوم ہوگیا ہوتا اور سب لوگ مزدور ہوگئے ہوتے لیکن جب تک کہ ویران زمین کثرت سے باقی رہی یہہ قاعدہ بخوبی ظہور پذیر نہوا ہوگا اس صورت میں گانوں کے گروہ کی حالت اُسوقت تک غیر مبدل رہی ہوگی جب تک کہ پیداوار میں راجہ کا حصہ غیر مبدل رہتا ہوگا یعنے جب راجہ اپنے مطالبہ کو زیادہ کرتا ہوگا تو زمینداروں یا موروثی کاشتکاروں کے منافع کم ہوجاتے ہونگے اور جب کہ وہ راجہ کا حصہ ایک مقدار مقررہ سے زیادہ ہو جاتا ہوگا تو گانوں کے دونوں فریق مذکورہ بالا اپنی اراضی کی کاشت نقصان سے کرتے ہونگے اور اگر یہہ صورت جاری رہی ہوگی تو وہ مجبور ہوکر اپنی اراضی کو چھوڑ بیٹھے ہونگے اور اور ذریعہ اوقات بسری کا تلاش کرتے ہونگے *

جو کہ بڑے سے بڑا حصہ راجہ کا پیداوار میں منو کے زمانہ میں کل کا چھٹا تھا اور اب وہ نصف ہی تو بہت سے گانوں کے گروہ جو نیست و نابود ہوگئے اور بہت سونکی حالت اب بھي تباہ ہی اُسکي وجہ اسي سے ظاہر ہی پس جو اراضي زمیندار اسطرحپر چھوڑ بیٹھے ہونگے وہ سرکار کے قبضہ میں آجاتي ہوگي *

اگرچہ یہہ صورت اکثر واقع ہوئي ہوگي مگر اُسکا عام ہونا ضرور نہ تھا اسلیئے کہ ایسي مقبوضہ زمینیں جو پہلے سے مزروعہ ہونگي راجہ کي ملکیت میں داخل ہوتي ہونگي اور اُن زمینوں کے پرانے مالکوں نے تباہ ہونے کے بعد مطیع کاشتکار ہوکر اُن اراضیوں کي کاشت سرکار کیطرف سے کي ہوگي آج تک بھي سرکار برابر گانوں بسانے کے واسطے اُن لوگوں کو جو اس کام پر امادہ ہیں بغیر زمیندار تسلیم کرنے کے اراضي عطا کرتي ہی اور ان بخششونکي شرطیں مختلف ہوتي ہیں مگر عام شرطیں یہہ ہوتي ہیں کہ اتنے برسوں تک وہ گانوں کل یا جزو جمع سرکاري سے آزاد رہیگا اور بعد اُس عرصہ کے وہي محاصل سرکار اُس سے وصول کریگي جو پاس پڑوسکے گانوں میں ملتا ہی *

سواے اسکے اور صورتیں بھي پیش آئي ہونگي جیسا کہ ہمکو اُنکے نتیجوں سے معلوم ہوتا ہی گو ہم اُنکي ابتدا اور ترقي کا حال دریافت نہیں کرسکتے ضلع کنارہ اور مالابار اور ترارنکور میں اراضي کے خاص خاص شخص مطلق مالک پائے جاتے ہیں اُس ملکیت پر صرف اتني قید ہی کہ سرکار کو ایک معین محصول ادا کرتے ہیں *

سرکاري

عام اراضي کا محاصل

بادشاہ کا پورا حصہ اب نصف پیداوار سمجھي جاتي ہی اور جہاں کہیں بادشاہ پیداوار کي تہائي لیتا ہی اُس ملک کي جمعبندي کو معتدل سمجھتے ہیں *

یهه زیادتي محاصل سرکاري کي اسوجهه سے نهیں هوئي هی که جسقدر حصه پیداوار میں راجه کا هوتا تها اُسکو علانیه زیاده کیا گیا بلکه اُسکي وجهه زیاده تر وه مختلف محصول هیں جو صوبهٔ زمین پر لگائے جاتے هیں اور بعضے محصول ایسے هیں که وه پورا پورا کر کاشتکار کے ذمه عاید هوتے هیں اول قسم کے محصول وه هیں جو هلوں اور مویشیوں اور اِسي قسم کي اور چیزوں پر لگتی هیں اور دوسري قسم کے محصول وه هیں جو بعضي رسموں میں باجی کے استعمال پر اور بیوه عورتوں کي شادیوں پر لگتے هیں اور اور نئے نئے محصول جو اور اصراف پر لگائے جاتے هیں علاوه انکے دونوں قسم کے ایسے محصول فیصدي جو بجبر لیئے جاتے هیں اور علانیه چند روز مطلوبنکے واسطے لگائے گئے تهے مگر برابر جاري رهی اور موقوف نهیں کیئے گئے اس قسم کا محصول فیصدي تمام کاشتکاروں پر بمناسبت اُنکے پہلے محصولوں کے اور گاؤں اور ضلع کی کارباري آدمیوں کي تنخواهوں اور وظیفوں پر لگایا جاتا هی *

جو که اِن مطالبوں کي کوئي حد نهیں بلکه حد اُنکي اُن لوگوں کي اِستعداد هی جنپر یهه محصول لگائے جاتے هیں پس گاؤں والے اُس سے بچنے کا جو کچهه علاج کرسکتے هیں وه صرف یهه هوتا هی که اپني آمدني کے چهپانے میں کوشش کرتے هیں اِس غرض سے وه اپنے پیداوار کي مقدار کم بیان کرتے هیں اور کسیقدر اُسمیں سے بلا علم حاکم اور تحصیلدار کے حکمت سے الگ کرلیتے هیں مگر اکثر یهه کرتے هیں که گاؤں کے کاغذات حساب کو اِسطرحپر جهوٹا بنا کر که جب تک بہت سي دقت اور خرچ سے تحقیقات اور زمین کي پیمایش نکیجاوے جعلسازي اُنکي دریافت هوني ممکن نهیں هوتي مزروعه زمین کي مقدار کو چهپاتے هیں زمینداروں کو جنکي وسعت گورنمنت بہت کم دریافت کرسکتي هے جہاں کہیں وه هوتے هیں فائدے حاصل هوتے هیں چنانچه کسیقدر چشم پوشي حاکم کیجانب سے بذریعه رشوتوں کے حاصل کیجاتي هی اور یهه رشوتیں گاؤں خرچه کے ایک جزو کیطرح گاؤںمیں سے جمع کیجاتي هیں اور حساب کتاب میں

مخفي مجرا لیجاتي هیں اور یهه ایک رقم ایسي هی که اسکي تحقیق نکرنا گانوں والے اور وہ تحصیلدار جو زمانهٔ آیندہ میں مقرر هوتے هیں اور مناسب اپني عزت سمجهتے هیں *

اِنهیں خرابیوں کے باعث سے جو گورنمنٹ کي برائیوں کے علاج و تدارک کیواسطے عمل میں لائي جاتي هیں یهه حال پیش آتا هی که زمین جسپر اِسقدر جمع لگائي جاتي هی جو اُسکي پیداوار کے غایت درجه کي برابر هو تو وہ باوجود لگان ادا کرنیکي قابلیت کے بکتي پهرتي هی † *

اِن بد اِنتظامیونسے ایسي پریشاني طرفین یعني کاشتکار اور گورنمنٹ کي طبعیت میں پیدا هوتي هی که پیداوار کي مناسبت کے اُصول سے بالکل غفلت کیجاتي هی اور هندوستان کے اکثر حصونمیں محاصل کا تصفیه هر سال اُس محاصل کي سند پر هوتا هی جو پهلے برسوں میں ادا کیا گیا هوتا هی صرف اِسقدر تفاوت اور تبدیلي البته هوتي هی جسقدر که موسم کي خصوصیت سے یا کسي چندروزہ فائدہ یا نقصان کے واقع هونے کرني مناسب معلوم هو *

جبکه طرفین اِس قسم کے تصفیه سے اِتفاق نهیں کرتے تو وہ سال متنازعه کي بابت گانوں کي کل پیداوار کي خاص تحقیقات کرنے پر آمادہ هوتے هیں غرضکه بار آوري کي اور اُن آسانیوں کي بموجب جو کاشت کیواسطے موجود هوں زمین کي قسمیں اُسیطور سے جیسا که پهلے بیان هوا علحدہ کرتے هیں پهر پیداوار کا خرچ وضع کرنے تک جو فاضل یا باقي رهتا هی اُسکو سمجهه لیا جاتا هی اور اُسمیں سے کاشتکار کي پرورش کیواسطے مقدار

---

† مثلاً جس گانوں کا بیان رائیل اشیاٹک سوسیئٹي کے معاملات کي جلد دو صفحه ۷۷ میں هاڈسن صاحب نے کیا اُسمیں زمیندار اپني پیداوار میں سے فیصدي ساڑهے ستاوں حصے گورنمنٹ کو دیتے هیں اور جو اِنتخاب که ایسٹ انڈیا کمپني نے مشتهر کیا هی اُن میں چیپان صاحب اور دکهن کے کلکٹروں اور دربار گجرات کي الفنسٹون صاحب کي رپورٹوں کو بهي ملاحظه کیا جاے اور هملٹن بکانن صاحب کي علحدہ علحدہ رپورٹوں کو درباب دیناج پور اور اور ضلعوں کے دیکها جاوے

كافي علحده كيجاتي هى اور گانوں خرچه وضع هونيكے بعد جو كچهه رهتا هى وه سركار ليليتي هى اور جبكه تمام اور فريقه راضي خوشي سے تصفيه كرنيكے باقي نهيں رهتے تو خاص پيداوار كي تقسيم آپسميں كيجاتي هى ليكن إسطريق ميں ايسے مكر و فريب بهرے هوئے هيں كه دونوں فريق عموماً إس سے باز رهتے هيں البته وه مقام مستثني هيں جهاں سركار كے كارنده اور لوگوں كے درميان ميں مدت سے تعلق رهنے كے باعث اعتماد باهمي قائم هوجاتا هى چنانچه إس صورت ميں پيداوار كي تقسيم تمام تصفيوں ميں سے نهايت عام پسند تصفيه سمجهي جاتي هى *

گورنمنٹ كے اهلكاروں سے جو تنازعه هوتا هى اگر اُسكا نتيجه يهه هوا كه كاشتكاروں كے صبر و طاقت سے زياده كوئي محصول لگايا گيا تو تمام كاشتكار عام إتفاق كركے اپني اراضي اور اپنا گانوں بهي چهوڑ ديتے هيں اور گورنمنٹ سے هر قسم كا معاهده كرنے سے إنكار كرتے هيں تب سركاري افسر اُنكي تسلي اور تسكين كرتے هيں اور ڈراتے دباتے هيں اور بشرط ضرورت كے رعايت كرتے هيں جبر هميشه ناگوار گذرا كرتا هى اگر كسي پر كيا بهي جاوے تو اُس سے كوئي بهتر نتيجه حاصل نهيں هوتا اُسكا بڑے سے بڑا اثر يهه هوتا هى كه گانوں والے منتشر هوكر اور علاقوں ميں بهاگ كر چلے جاويں *

يهه بات بآساني خيال ميں آسكتي هى كه إس قسم كے تصفيئے بدون إس بات كے نهيں هوسكتے كه گانوں كے اصلي اور حقيقي حالات ميں دست إندازي كيجاوے سركاري افسر هر قسم كا مطالبه پٹيل كي معرفت كرتا رهتا هى اور اگر ضرورت هوتي هى تو اور خاص خاص گانوں والوں كے مقابله ميں سركاري افسر پٹيل كي حمايت كيا كرتا هى ليكن بعضے وقت وه اُسكو معطل كركے جمع بندي اور تحصيل اپنے آپ سے كرتا هى نالشيں اور استغاثے بهي إس غرض سے كرائے جاتے هيں كه عدل اور إنصاف اور پولس كے متعلق معاملات ميں اُنكو مجبور كركے كچهه حاصل كرنيكا موقع

ھاتھہ آئے پس بدعملي کے سبب سے گانوں والوں کے حقوق بالکل بے حقیقت ھوجاتے ھیں *

اکثر حصوں میں ھندوستان کے تمام ایسي برائیاں متحاصل سرکاریکا ٹھیکہ دینے کے قاعدہ سے بہت بڑہ جاتي ھیں چنانچہ اِسصورت میں ضلعوں کي حکومت اُس شخص کو عطا ھوجاتي ھی جو سرکار کو سب سے زیادہ سالانہ روپیہ دینیکا ذمہ اور ضمانت کرتا ھی اور یہہ ٹھیکہدار اُس ضلع کے حصوں کو سب سے زیادہ بولي بولنے والے کو اِسیطرح ٹھیکہ پر دے دیتا ھی اور پھر یہہ لوگ گانوں کے سردار یعني پدھان کو معین رقموں پر ٹھیکہ دیدیتے ھیں یہہ سب کے سب ٹھیکہدار اُس منافع کے حاصل کرنیکے مجاز و مختار ھوتے ھیں جو اُنسے حاصل ھوسکے ان وجوھات سے وھي شخص یعني گانونکا پدھان جو کاشتکاروں کا اصلي محافظ اور حامي ھوتا ھی اُنکے حق میں بڑا جابر ھوجاتا ھی اور جو شرائط کہ پدھان سے ٹھیکہدار ٹھہراني چاھیں اگر وہ اُنکو منظور نکرے تو ٹھیکہدار اُس کام کو کسي غیر شخص کو جو ٹھیکہ لینا قبول کرے حوالہ کرتے ھیں تب تو حال اور بھي بدتر ھوجاتا ھی *

ایسے ھي ایسے جبروں اور سخت مطالبوں کي وجھہ سے اکثر گانونکے زمیندار جو گانوں کے مالک تھے صرف کاشتکار سرکاري رہ گئے ھیں اور بعض زمیندار اِس غرض سے اپني اراضي کو چھوڑ کر بھاگ جاتے ھیں کہ ایسي شرطوں پر اُنکو کاشت کرني نہ پڑے جنکو وہ گوارا نہیں کرسکتے *

ابتک گانوں میں ھر حصہدار ایسا سمجھا گیا ھی کہ وہ اپنے حقوق کي بموجب عمل کرتا ھی راجہ اور زمیندار دونو کو اِس بات کا اِستحقاق ھی کہ اُنکا جو حصہ گانوں کي آمدني میں ھوتا ھی جب چاھیں منتقل کردیں اِسیطرح اگر گانوں کے اور کارندے نہیں تو سردار یعني پدھان اور محاسب یعني پٹواري بھي اپنے عہدوں اور اُنکي آمدني کو فروخت کرسکتے ھیں غرض کہ اِس طریق سے نئے آدمي گانوں میں دخیل ھوسکتے

هیں لیکن اُنکو وهي درجه اور منزلت حاصل هوتا هی جو اُنکے پہلوں کو تها چنانچه راجه کے حصه کا مالک راجه کے حصه پیداوار کے لینیکا تو مستحق هوتا هی مگر پدهان سے جو کار و بار متعلق هوتا هی اُسمیں اُسکو کچهه دخل نهیں هوتا بلکه عام کاشتکاروں کے کام میں بهي مزاحمت نهیں کرسکتا غرضکه نیا زمیندار پورانے زمیندار کے سب تعلقات کو اختیار کرتا هی اور پدهان اور پٹواري وغیره آینده سے نئے خاندان میں سے لیئے جاتے هیں لیکن اُنکے کار و بار میں کوئي تبدیلي نهیں آتي *

راجه جس غرض سے اپنے حصه کو اِنتقال کرتا هی اُسکا بیان کچهه آگے آویگا *

ملکیت زمین کے اِستحقاق کا بیان

زمین کے مختلف کاشتکاروں یا اِستحقاق قبض و دخل رکهنیوالوں کا بیان کرنے سے خود بخود طبیعت زمین کي ملکیت کے معامله پر جسپر بهت سي بحث هوچکي هی مائل هوتي هی چنانچه بعضے یه خیال کرتے هیں که زمین کي ملکیت کا اِستحقاق سرکار کو حاصل هوتا هی اور بعضے کهتے هیں که بڑے بڑے زمینداروں کو هوتا هی † بعضے کهتے هیں که گانوں کے اصلي زمینداروں کو هوتا هی اور بعضے کهتے هیں که کاشتکاروں کو هوتا هی *

بڑے زمینداروں کے دعویٰ کي نسبت مناسب موقع پر یه بات ثابت کي جاویگي که اُنکا حق باقي تین فرقوں میں سے کسیکے حق سے نکلا هی پس اس امر میں گفتگو کرنے کا انحصار ان هي تین فرقوں پر کیا جاتا هی *

معلوم ایسا هوتا هی که زمین کو سمجهنے کے واسطے بالکل اپنے استعمال میں رکهنا اور اُسکے انتقال اور فروخت کرنیکا اختیار هونا اور اگر ممکن هو

---

† بڑے زمینداروں کا فرق جنکو هم تعلقدار بهي کهتے هیں گانوں کے اصلي زمینداروں سے (گانوں کے زمینداروں کي حقیقت نه بیان) جو اوپر گذرچکا اور وه بیان دیکهنے سے که (اصل میں زمیندار کون هیں) جو آگے آتا هی معلوم هوجایگا

تو خود زمین کو تبدیل یا غارت کردینا غرضکه یهه سب حقوق بهیئت مجموعي حق ملکیت کہلاتے هیں اور ان سب باتوں میں سے کسي ایک بات کو حق ملکیت نہیں کہه سکتے جہاں کہیں یهه سب باتیں مجتمع هوں وهیں حق ملکیت هوگا اور کہیں نہوگا راجه پیداوار کے صرف ایک حصه کا حق مطلق دایمي رکھتا هی اور جب چاهے اُسکو فروخت کرسکتا هی لیکن علاوه اپنے حصه کے گانوں کي باقي زمین میں یا پیداوار میں مزاحمت نہیں کرسکتا اور اگر اُسکو زمین واسطے عمارت یا سڑکیں یا اور تمام فلاحی کے کام بنانے کیواسطے درکار هو تو بطور حاکم کے زمین کو لیتا هی مگر اُسپر اور حصهداروں کو اُسکا معاوضه دینا لازم هوتا هی یهه زمین اسي طرحپر راجه لیتا هی جسطرح پر وه ضرورت کے وقت گاڑیاں اور کشتیاں وغیره پکڑ سکتا هی اور مجبور شہروں میں مکانات گروا سکتا هي گو ان صورتوں میں اُسکا کوئي حق ملکیت نہیں هوتا *

بعد ادا هو جانے راجه کے حصه کے جو کچهه پیداوار باقي رهتي هي زمیندار کے هاتهه لگتي هی اور اُس پیداوار کے حق کے برتنے کا اُسکو اینده همیشه کیواسطه اختیار رهتا هی اور کوئي مزاحم نہیں هوتا اور راجه کا حصه اور زمیندار کا لگان ادا هو جانے کے بعد جو کچهه باقي رهتا هی وه کاشتکار کو ملتا هی اور وه اس پیداوار کو همیشه اپنے کام میں لانیکا مختار هي لیکن اُس پیداوار کا حق اُسپر اور اُسکے وارثوں پر منحصر هوتا هی اور کسي اور طرحپر خرچ کرنیکا مجاز نہیں هی زمین کي بارآوري کي قوت کو نه زمیندار کام میں آنے سے خارج کرسکتا هی نه کاشتکار بلکه انمیں سے کوئي اُسکو معطل بهي نہیں رکهه سکتا چنانچه جب کاشتکار فصل طیار کرنے سے قاصر رهتا هی جس سے باقي حصهداروں کو یعني زمیندار اور راجه کو اُنکے حصے ملسکیں تو بیدخل کردیا جاتا هی اور جو زمیندار ایسے قصور کا ملزم هوتا هی تو چند روز گانوں کي بستي کا کوئي کاشتکار

یا راجہ کا کاشتکار اُسکي جگہہ پر قایم کیا جاتا هی اور بعد ایک مدت کے وہ اپنے حق سے بالکل محروم ٹھہرتا هی *

ان تمام باتوں سے ظاهر هی کہ جہاں کہیں گانوں کے گروہ اور موروثي کاشتکار موجود هیں وهاں کسي حصہ‌دار کو زمین میں حق ملکیت کامل نہیں حاصل هوتا اور جہان کہین نہ گانوں کے گروہ اور نہ موروثي کاشتکار هوتے هیں وهاں بلاشبہہ راجہ مالک مطلق هوتا هی اور تمام حقوق جو بعد اُسکے قایم هوں وہ راجہ کی فرمان یا پٹہ دینے سے حاصل هوتے هیں اور وسعت ان فرمانوں کي حالات کے بموجب مختلف هوتي هی لیکن جبکہ بلا کسي شرط اور همیشہ کیواسطے وہ فرمان عطا کیئے جاتي هیں تو اُنسے کامل حقیت لوگونکو البتہ حاصل هوتي هی *

زمین کي حقیت کے بابت جو تنازع واقع هوتے رهیں اُنمیں سے اکثر کا سبب یہہ هی کہ ایسے واقعات کو جو صرف خاص خاص ضلعوں پر صادق آتے هیں تمام ملک کے حصوں سے منسوب کیا جاتا هی اور ایسے نتیجوں میں جو ایک قسم خاص کے اجارہ یا پٹہ سے حاصل هوں اور اجاروں کے ساتھہ جو اُس قسم سے بالکل مختلف اور غیر مشابہہ هوتے هیں شامل کر دیا جاتا هی اور اکثر تنازع کا سبب یہہ هی کہ یہہ مان لیا جاتا هی کہ جہاں کہیں گورنمنٹ حقوق پر توجہہ نہیں کرتي وهاں اب کوئي حق باقي نہیں یعني کوئي حق دار نہیں مگر باوجود اِسکے جو لوگ محروم هوتے هیں وہ اپنے حقوق کا دعوی کیئے جاتے هیں اور اُنکے محروم کرنیوالے بھي اُن حقوق سے منکر نہیں هوتے اور اکثر حالات موافق یعني مفید مطلب کے پیش آنے پر محروم لوگ اُن حقوق کو مثل سابق کے پھر بخوبي حاصل کرتے هیں اصل میں گفتگو اِسبات پر نہیں هوني چاهیئے کہ حق ملکیت کس شخص کو حاصل هوتا هی بلکہ اِسبات پر هو کہ پیداوار کا کس کس قدر حصہ هر فریق کو واجب هوتا هی اور اِس بات کا تصفیہ صرف ایسي تحقیقاتوں سے جو خاص اُس مقام پر کیجاویں

جہاں تنازعہ حقیت کا واقع ہو اور کسی ایسے عام قاعدہ سے جسکی بنیاد کسی قیاسی حقیت پر نہ ہو ہوسکتا ہی اُن قوانین قدیم کی روسے نہیں ہوسکتا جو مدت سے فراموش ہوگئے ہیں *

راجہ کے محاصل کے اور ذریعوں کا بیان

راجہ کا جو حصہ تمام زمینوں کی پیداواروں میں ہوتا ہی وہ اور اور تمام سرکاری زمینوں کا لگان سرکاری محاصل کا بڑا جز ہوتا ہی اور باقی محاصل مختلف ذریعوں سے حاصل ہوتا ہی منجملہ اُنکے چند ذریعے زمین سے متعلق ہیں مثلاً وہ فیصدی محصول اور دیگر محاصل جنکا بیان اوپر ہوچکا ہی اور علاوہ اِنکے وہ محصول جو کاشتکاری سے متعلق ہیں اور دوکانوں اور پیشوں اور شہر کے مکانات یا اشیاء مصارف کا محصول اور بازار کا محصول اور بڑی بڑی سڑکوں پر راستوں کا محصول اور سمندر کا محصول اور چند اور اِنمیں سے اکثر راستوں کا محصول خاص کر ظلم اور ایذا رسانی کا بڑا ذریعہ ہی اور باوجود بہت سی برائی کے اُس محصول سے بہت تھوڑی خالص آمدنی حاصل ہوتی ہی اِن سب محصولوں کو گانوں اور خاص خاص مقاموں کے حاکم تحصیل کیا کرتے ہیں لیکن اُن میں سے چند خاص محصول مثل راستہ کے محصول اور پرمٹ کے محصول کا ٹھیکہ‌داروں کو ٹھیکہ دیدیا جاتا ہی *

انتقال حقیت

یہہ بیان کیا گیا ہی کہ راجہ اپنے حصہ کو جو گانوں میں ہوتا ہی منتقل کرسکتا ہی اور اسی طرح سے راجہ اکثر بڑے بڑے حصہ ضلعوں کے جنمیں بہت سے گانوں اور بہت سی ویران زمین غیر مقبوضہ شامل ہوتی ہی منتقل کرتا ہی لیکن اِن تمام صورتوں میں صرف اپنے ہی حقوق کا اِنتقال کرتا ہی اور گانوں کے زمینداروں اور موروثی کاشتکاروں اور ضلع اور گانوں کے افسروں اور ایسے شخصوں کے حقوق جنہوں نے پہلے راجاؤں سے اُنکو حاصل کیا راجہ کے اِنتقال حقیت سے غیر متبدل اور محفوظ رہتے

ہیں † یہہ اِنتقال حقیت راجہ کیطرف سے فوج اور ملکی اہلکاروں کی تنخواہ اور وظیفوں کے ادا کرنے یا معبدوں کے قائم رکھنے اور فقیروں کی پرورش کرنے یا سرکاری خدمت کے صلہ میں اِنعام و اکرام دینے کیواسطے کیا جاتا ہی جو زمینیں کہ پہلے دو مطلبوں کیواسطے دیجاتی ہیں وہ جاگیریں کہلاتی ہیں اِسیطرحپر بعض افسروں کی خدمتوں کا معاوضہ دینے اور بزرگ آدمیوں کی پرورش کے سرانجام کرنیکا یہہ قاعدہ اِسقدر پورانا ہی کہ منو کے وقت میں بھی تھا یہہ بات تحقیق نہیں ہوئی کہ کب یہہ قاعدہ فوج کے ساتھہ برتا گیا جبکہ مسلمانوں نے بیجانگر اور جنوبی ہندوستانی ریاستوں کو تہہ و بالا کیا اُس زمانہ میں اُن اضلاع میں فوج کی نسبت اِسی قاعدہ پر عمل ہوتا تھا لیکن جس کامل صورت میں یہہ قاعدہ آجکل مرہٹوں میں پایا جاتا ہی غالباً وہ تھوڑے ہی دنوں سے جاری ہوا ہی اِس طرح پر زمینوں کے منتقل یا مرحمت کرنیکی وجہہ یہہ معلوم ہوتی ہی کہ خزانہ عام پر حکم دینے کی جگہہ اُس مقام کے پاس جہاں فوج مقیم ہی کسی ضلع میں کوئی زمین اُسکی پرورش کیواسطے مقرر کرنے میں آسایش ہی اور اِنتقال کا یہہ طریق خصوص ایسے ملک سے بہت مناسب ہوتا ہی جہاں محاصل سرکاری بجائے نقد کے جنس کے ذریعہ سے ادا کیا جاتا ہی *

فوج کی پرورش کے لیئے پہلے پہلے تو زمینوں کا مقرر ہونا خاص اُن رقموں کے لیئے جو فوج کی تنخواہ واجب کی برابر ہوتی تھیں عمل میں آیا لیکن جبکہ وہ مدت تک جاری رہا اور اسقدر بڑہ گیا کہ کل ضلع کا محاصل اُس میں صرف ہونے لگا تو کل محاصل کو فوج کے سردار کے نام پر منتقل کرنے سے اِنتظام کا سہل کرنا مناسب سمجھا گیا اور

---

† اِسی بات سے غفلت کرنے کے سبب زمین کی حقیت کی نسبت غلطیاں واقع ہوتی ہیں ہندوستانی زبان میں راجہ کے اِنتقال حقیت کو گانوں یا ضلعہ کا عطا کرنا بولتے ہیں پس اِس سے لوگ یہہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ اُس بخشش سے تمام گانوں یا ضلع مفہوم ہوتا ہی اور اور ملکیتداروں کا حق خارج ہوجاتا ہی

ایسی ہوشیاری اور احتیاط برتی گئی جس سے سواء تنخواہ فوج کے اور کچھہ زیادہ فوج کا سردار اپنے تصرف میں نہ لاسکے اور اور تحصیلداروں کے معمولی اختیاروں سے زیادہ کوئی اختیار بھی نہ برتے جو قاعدہ کہ مرہٹوں نے رائج کیا اُس سے وہ ذریعے جو اس مطلب سے اختیار کیئے گئے بخوبی دریافت ہوتے ہیں *

مرہٹوں کے قاعدہ کی بموجب فوج کی تعداد اور قسم جسکی پرورش ہر سردار کرتا تھا مقرر کیجاتی تھی اور فوج کی تنخواہ کے حصے نہایت درستی سے کولیئے جاتے تھے اور افسروں کو بہت کچھہ اختیار دیئے جاتے تھے یہانتک کہ بعض اوقات لوگوں کے مقرر کرنے کا بھی اختیار رکھتے تھے اور خود سردار کے ذاتی خرچوں کے واسطے ایک رقم مقرر کیجاتی تھی اور میعاد خدمت اور طریق جمع ہونے وغیرہ کے قاعدہ مقرر کیئے جاتے تھے بعد اُسکے ضلع کا کوئی ایسا حصہ منتخب کیا جاتا تھا جسکی سرکاری آمدنی بعد وضع خرچ تحصیل اور دیگر اخراجات کے اُس قدر روپیہ بہم پہونچا نیکے واسطے جو فوج کو واجب ہوتا تھا کافی ہوتی تھی اور وہ کل ضلع جس سے اس قدر آمدنی حاصل ہو سردار کے حوالہ کردیا جاتا تھا بعد انتقال ضلع کے سردار ایسی ضلع کا حاکم ٹہرتا تھا جس سے محاصل سرکار حاصل ہو اور اور تمام کام جو ایسے عہدہ دار کے ذمہ ہوتے ہیں وہ انجام دیتا تھا *

مگر اس سردار کے ماتحت لوگوں کے حقوق کی حفاظت کے واسطے مداخلت کرنے کا اختیار اور اُس محاصل کا دعوے بھی جو ضلع مقررہ کی اُسقدر آمدنی سے زیادہ حاصل ہو جسقدر کے واسطے وہ ضلع عطا ہوتا تھا گورنمنٹ اپنے ہاتھہ میں رکھتی تھی اور اُن شرطوں کی تعمیل دوبارہ وہ ملکی افسروں کے ذریعہ سے کیجاتی تھی جنکو گورنمنٹ اُس سردار کے تمام کار روائی متعلقہ انتظام فوج و اراضی کی نگرانی کرنے کے واسطے مقرر کیا کرتے تھے *

باوجود اِن تمام دور اندیشیوں کے اِن بخششوں کے معمولی نتیجہ ظاہر ہونے سے باز نہیں رہتے چنانچہ اراضیات شروع ہی سے موروثی ملکیت کی صورت پکڑتی جاتی تہیں اور بمناسبت اُس عرصہ کے جو اول تقرر یا اِنتقال اراضی کے وقت سے گذرتا جاتا تہا گورنمنٹ کی بندش روز بروز کم زور ہوتی جاتی تہی مگر بخشش کی اصلی مقصد کبہی فراموش نہوتے تھے اور اُسکے شرائط پر توجہہ رکہنے سے کبہی اِنکار نہوتا تہا *

اِن بخششوں میں سرکاری ضلعوں کا بہی ایک تہوڑا سا حصہ شامل ہوتا تہا اور باقی حصہ کا اِنتظام خاص خاص مقاموں کے افسر خاص راجہ کی ہدایت سے اُس قاعدہ کی بموجب جو منو نے قرار دیا ہی کیا کرتے تھے اراضیات کو فوج میں تقسیم کردینا فوج کی تنخواہ ادا کرنے کا ذریعہ ٹہرایا گیا تہا کچھہ ملک کی حکومت کرنیکا قاعدہ نہ تہا اِس سے ظاہر ہی کہ اگرچہ ایسے زمیندار موجود تھے جو بعیوض لگان کے سرکار کی جنگی خدمتوں میں کام آتے تھے مگر جنگی خدمتوں کے لیئے کا کوئی عام قاعدہ یا بندوبست نہ تہا *

اگرچہ اُن ضلعوں میں جنپر سرکار کو قبض و تصرف حاصل تہا اراضی کی تقسیم فوج میں اِسطرحپر کی گئی تہی مگر غیر ملکوں میں جو قبضہ ہوتا تہا وہاں اورطریق اختیار کیا جاتا تہا چنانچہ حملہ کرنیوالی فوج کبہی کبہی ایک سردار کو اِس کام پر مقرر کرتی تہی کہ ملک کے فلاں دور و دراز حصہ کو اپنے قبضہ و تصرف میں لاوے اور اپنی فوج کی پرورش اُس ملک کی آمدنی سے کرے اور اُس سردار کو بے خلل وہاں پر رہنے کی اُسوقت تک اِجازت دیجاتی تہی (یعنی اُس سے کچھہ مطالبہ یا امداد نہیں چاہی جاتی تہی) کہ اُسکا خاندان وہاں جڑ پکڑ جاوے یعنی وہ اپنا تسلط بخوبی کرلے اور فوج میں سے کچھہ لوگ صرف بجاے ایسے عہدہدار سرکاری ہونے کے جو خاص کام پر مقرر کیئے گئے ہوں سرکاری خدمتوں کے کرتے رہنے کی شرط پر کاشتکار سرکاری مقرر ہوجاویں اِس قسم

کي مثالیں هندوستان کے جنوب میں جو هندوستاني راج تھے اُنمیں پائي جاسکتي هیں اور آخر زمانوں میں مرهٹوں میں یهه قاعده نهایت تکمیل کے ساتھه رائج تھا *

مگر مقبوضه غیر ملکوں میں بھي سوائے سرکار کے غیر شخص کے وسیله سے اراضي کا کاشتکاروں کے پاس هونا ایک خاص امر تھا کوئي عام قاعده نه تھا کیونکه ضلع کا بہت بڑا حصه خاص راجه کے انتظام میں رهتا تھا *

لیکن کار روائي کا ایک طریقه اور بھي باقي هی جو سرکار کي جانب سے عمل میں آتا تھا جسمیں انتقال اراضي کے قاعده کا بہت زیاده برتاو کیا جاتا هی اور اُس سے ایسا انتظام پیدا هوتا هی جسکو بجز ایسے انتظام کے کسي اور نام سے بیان کرنا ممکن نہیں که اراضي سرکاري چند سرداروں کو اس شرط پر مرحمت کیجاوے که وه ضرورت کے وقت جنگي خدمت کا کام انجام دیں *

جنگي خدمتیں بجالانے کي شرط پر راجپوتوں میں اراضي کي تقسیم هونے کا بیان

طریق مذکوره بالا راجپوتوں میں رایج تھا چنانچه اُن میں جو شخص کسي سلطنت کي بنیاد ڈالتا تھا وه اپني سیر کے واسطے زمین رکھه لینے کے بعد باقي ملک کو اپنے رشتهداروں میں تقسیم کے اُن قاعدوں کے بموجب جو هندوؤں میں مروج تھے تقسیم کردیتا تھا اور هر سردار جسکو زمین دیجاتي تھي راجه کي جنگي خدمت اور عام اطاعت کرنے کا پابند هوتا تھا لیکن اپني اراضي میں بیحد اختیار رکھتا تھا اور یهه سردار بھي اپني اراضي کو اپنے متعلقین میں اُن هي شرطوں پر تقسیم کرتا تھا غرض که اسطرح سے مطیع اور فرمانبردار سرداروں کا ایک سلسله قایم هو جاتا تھا اور ملک کي حکومت کا انتظام اور فوج کا مهیا کرنا اُن پر منحصر هوتا تھا (ع) *

جنگی خدمتوں کے حاصل کرنے کا طریقہ اُس طریقہ سے جو یورپ میں رایج تھا مختلف هی اسلیئے که بنیاد اسکی اس اصول پر هی که اراضی ملک کو ایک خاندان آپسمیں تقسیم کرلیتا هی اُس اصول پر نہیں هی که بڑے بڑے جنگی سرداروں کی خدمت جو سواے پادشاهی خاندان کے غیر خاندانوں میں سے هوں حاصل کیجاوے لیکن اس طریقه کی بنیاد نئے ملکونکی فتح پر همیشه موقوف نرهی هوگی اور جب کبهی رهی هوگی تو نسلی تعلق جو راجپوتوں کی قوم کے لوگوں میں موجود هی اُس سے یہه بات غالب معلوم هوتی هی که فتح کرنے والوں میں ملک کی حکومت کا حصه نسل هی پر رهتا هوگا اور جو رشتهدار که سردار اعظم یا راجه کی فتوحات میں شریک هوئے هوں وہ اُس فتح سے پہلے بهی قوم کے سردار هی هونگے *

راجپوتوں کی ریاستیں جو اب بهی موجود هیں اُنکی نسبت راجپوت سردار یہه جیمیں جانتے هیں که اصل میں ان ریاستوں پر قبضه هونے میں تمام خاندان شریک هی چنانچه یہه سردار راجه کو ایک راہ سے تو اپنا شریک جانتے هیں اور دوسرے راہ سے راجه سمجهتے هیں راجپوتوں کا یہه تعلق باهمی عبارت مفصله ذیل سے بخوبی دریافت هوتا هی جو اُس شکایت میں مندرج تهی که بعض مارواڑی سرداروں نے اپنے راجه کی کی هی چنانچه وہ اُسمیں لکهتے هیں که جب هماری خدمتیں مقبول هوتی هیں تو وہ همارا راجه هی اور جب نہیں هوتیں تو اُسکے بهائی برادر اور ملک کے دعویدار هیں † *

ملک کی تقسیم کا قاعدہ بعد فتح کرنے ملک کے یہی عمل میں آتا تها هر ایک راجه پر جبکه وہ بجاے اپنے باپ کے راج کرنا شروع کرتا تها اپنے باپ کے کنبه کے صغیر سنوں کو کوئی جاگیر دینی لازم تهی اور جب کبهی اُن دعویداروں میں سے کسیکو کافی مال و متاع بہم پہونچتا تها تو

† کرنل ٹاڈ صاحب کی کتاب راجستان صفحه ۱۹۹

وه راجه جنگی مهموں کی طیاری کرکے روانه کرنے اور اور ملکونمیں نئی سلطنتوں کی بنا ڈالنے میں اُنکی مدد کرتا تها (ف) *

راجه کے خاندان میں جو جاگیریں تقسیم هونیکا طریق رایج هوا اُس طریقه کی وسعت رفته رفته غیر لوگوں تک هوگئی یعنی غیروں کو بهی جاگیریں ملنے لگیں چنانچه بهت سی جاگیریں اب بالکل مختلف قوموںکی راجپوتوں کے قبضه میں هیں † اور معلوم هوتا هی که پچهلے زمانوں میں اول درجه کی جاگیر ایک مسلمان ‡ کو بهی ملی *

سنه ۷۱۱ ع میں جبکه مسلمانوں نے ملک سنده پر پهلی پهل یورش کی اور وهاں کے حالات قلمبند کیئے اُنسے غالب یهه معلوم هوتا هی که اُس زمانه میں عمايد کو بشرط جان نثاری جاگیریں دینے کا طریقه جو زمانه حال کے راجپوتوں میں باقی هی کثرت سے مروج تها § *

عطا هونا جاگیروں کا غیر جنگی خدمتوں کی عوض میں

غیر جنگی خدمتوں کے عوض میں علاوه خاص خاص مقاموں کے افسروں کے جنکا بیان هوچکا جاگیریں وزیروں اور ملکی انتظام کے بڑے بڑے افسروں اور محلسراے کے بندوبست کرنے والوں اور قدیم مصاحبوں کو عطا کیجاتی هیں *

عطا هونا زمینوں کا بلا عوض خدمتوں کے

علاوه مذکوره بالا جاگیریں عطا هونے کے معبدوں اور درویشوں اور کامل هنر و فن رکهنے والی نوکروں اور معشوقوں کو بهی معافی کی زمینیں مرحمت هوتی تهیں اگرچه یهه معافیاں کثرت سے دیجاتی تهیں مگر عموماً نهایت خفیف هوتی تهیں چنانچه کبهی صرف ایک گانوں اور

† کرنل ٹاڈ صاحب کی کتاب جلد پهلی صفحه ۱۰۵

‡ سنه ۱۷۷۰ ع میں یهه جاگیر ملی کرنل ٹاڈ صاحب کی کتاب راجستان جلد ایک صفحه ۲۰۰

§ اسکی تفصیل اسی تاریخ کے پانچویں حصه کے پهلے باب میں بیان هوگی *

کبھی چھوٹی چھوٹی کبیت ہوتے تھے لیکن بعض موقع پر خصوص مذہبی معاملہ میں یہہ زمین بہت بڑے خطہ بھی ہوتے ہیں ہمیشہ مذہبی وقف ہمیشہ کے واسطے دیئے جاتے ہیں اور بہت کم پھر اُنمیں دست اندازی کیجاتی ہی اور لوگوں کو بھی جو معافی دیجاتی ہی اُسمیں سے اکثر معافی علی‌الدوام ہوتی ہی اور اُن کی اور تمام جایدادوں میں وہ نہایت محفوظ اور عمدہ سمجھی جاتی ہی لیکن اس فیاضی کی کثرت اور معافی کے اکثر جعلی فرمانوں کے بنے سے بعض وقت راجہ اپنے بزرگوں کے عطا کی ہوئی معافی کے چھین لینے پر راغب ہوتا ہی اور اکثر اُنپر ایک سخت نذرانہ تو ضرور ہی مقرر کردینا ہی بلکہ اُس حالت میں جبکہ وہ معافی کسی شخص کے پاس بذریعہ بیع اور ہبہ کے یا بطور ورثہ کے پہونچی ہو تو اُسپر نذرانہ نا واجب نہیں سمجھا جاتا لیکن بالکل ضبط کرلینا یا ہمیشہ کے واسطے اُسپر ایک معین جمع باندھنا ظلم سمجھا جاتا ہی معلوم ایسا ہوتا ہی کہ یہہ نذرانہ لگانے یا ضبط کرنے کا طریقہ مدتوں سے چلا آتا ہی کیونکہ ہم اکثر قدیم کتبوں میں دیکھتے ہیں کہ معافی دینے والے کی اولاد کو اُسکے چھین لینے سے بد دعاؤں سے ڈرایا ہوتا ہی *

خراج گذار اور اور متعلق ضلعوں کا بیان

یہہ بات غالب ہی کہ تمام وقتوں میں پہاڑی اور جنگلی قوموں کے بعض سردار ایسے ہوئے ہیں جو ہندوؤں کے فرماں بردار نہیں ہوئے کیونکہ مغلوں اور انگریزوں کی زیادہ قوی حکومتیں بھی اُنکو ہمیشہ مطیع نہ رکھہ سکیں بیشک ایسے سردار بھی تھے جو راجہ کو مانتے تھے اور کسیقدر برائے نام خراج بھی دیتے تھے اور کبھی کبھی فوج سے مدد بھی کرتے یا عام اعانت کرتے تھے مگر اپنے ملک کا بالکل انتظام اپنے ہی اختیار میں رکھتے تھے غرض کہ حسب اقتضاے وقت اور موقع کے پادشاہ کی اطاعت کرتے تھے *

ان ادهورے مطیع سرداروں کي تعداد اس صورتمیں بڑهتي چلي گئي که هندوؤں کي مختلف سلطنتوں کے مفتوح هونے پر اُنکے بعضے ضلعوں کے حاکم یا سردار فتحیابوں کا مقابله کرسکے اور مختلف درجوں کي خود مختاري قایم رکهه سکے اسي قسم کے اور لوگ اور انسے بهي زیاده اُن لوگوں نے جو اپنے حسن خدمت سے ازراه فطرت و چالاکي همیشه حاکم وقت کو رضامند رکهتے تهے اپنے مقاموں کو اپنے قبضه میں رکها اُن لوگوں کو جب تک که وه اپنے ضلعوں کا انتظام حسب دلخواه کرتے رهتے اور محاصل سرکاري ادا کرتے تهے بلا کسیطرح کي خود مختاري کا شبهه بهي کرنے کے موروثي ذیحق سمجها جاتا تها *

اصل میں زمیندار کون هیں

ان هي تین قسم کے لوگوں سے معه اُنکے جنهوں نے مسلمانوں کے عهد میں رونق اور ترقي پکڑي هی وه بڑا گروه بنا هی جسکو انگریز زمینداروں کي تحقیقات میں زمیندار کے † نام سے پکارتے هیں اور اُنکے حقوق پر بڑي سرگرمي اور پریشاني کے ساتهه گفتگو هوئي هی جنکا پهر مناسب موقعوں پر ذکر هوگا *

---

† زمیندار لفظ فارسي کا هی جسکے معنے زمین رکهنے والے کے هیں لیکن اس لفظ سے خواه مخواه ملکیت زمین کي نهیں پائي جاتي هی لفظ دار امر داشتن کا هی جو هر ایک اسم کے ساتهه ملکر اسم فاعل سماعي بن جاتا هی جس سے اعلی سے اعلی قسم کے اسم سے لیکر ادنی سے ادنی قسم کے اسم کے ساتهه ملانے سے ایک هي طرح کے معنے حاصل هوتے هیں جیسے قلعهدار اور چوبدار ابدار فوجدار سٹرلنگ صاحب اشیاٹک سوسئیٹي کي تحقیقاتوں کے جلد ۱۵ صفحه ۲۳۹ میں لکهتے هیں که اورنگ زیب عالمگیر کے عهد تک یهه لفظ زمیندار کا ایسے سرداروں سے منسوب هوتا تها جو کسي قدر ذي اختیار هوتے تهے اور اب زمانه حال میں اُنپر محدود نهیں رها کیونکه دکهن میں ضلع کے افسروں کو عموماً زمیندار کهتے هیں اور خاص هندوستان میں گانوں کي زمینوں پر دخل رکهنے والوں کو زمیندار کهتے هیں

جنگ و جدال کا بیان

لڑائي کا فن بہت بدل گیا هی پہلے جبکه غزنین سے مسلمانوں نے حملے کیئے هیں اُسوقت میں هندو لشکر کشي کے برسوں کے سامانوں کي مسلسل تدبیریں سوچنے کے قابل تھے کچھہ هفته دو هفته کي لڑائي کي تدبیریں نہیں کرتے تھے بعده توپ کے رواج سے ایک اور بڑي تبدیلي هوگئي اور با قاعده پلٹنوں کے قائم هونے سے میدان جنگ کي صورت بالکل هي بدل گئي یورپ کي اس ترقي سے قطع نظر کرکے دیکھو تو اُنکے کوچ و مقام اور لڑائي کا انتظام اُس سے بہت بدتر هی جو منو نے بیان کیا هی لیکن لڑائي کا موقع پسند کرنے اور سبک فوج کے لڑانے اور اپني رسد کے سامان کو بچانے اور دشمن کي رسد بند کرنے میں ایسا هنر ظاهر کرتے هیں جسکا منو کي طول طویل هدایتوں میں نشان بھي نہیں هی *

لڑائي کے پرانے قانونوں میں جو رحم اور جوانمردي کے برتاؤ کا ذکر جا بجا پایا جاتا هی اُسکا استعمال لڑائي میں آج کل نہیں هوتا لیکن به نسبت اور ایشیا کے ملکوں کے هندوستان میں اب بھي لڑائي میں زیاده انسانیت برتي جاتي هی اور به نسبت مسلمانوں کے هندو زیاده نرمي برتتے هیں *

به نسبت زمانه سابق کے اب جو وه مدت تک لشکر کشي میں رهتے هیں اس سبب سے اُنکي زندگي کے جنگي کاروبار به نسبت سابق کے زیاده ممتاز هیں خصوصاً بعضے مرهٹے سردار میدان میں زندگي بسر کرتے رهی بجز کنمپو کے کوئي دارالسلطنت اُنکو نصیب نهوئي اِس سبب سے لوگوں کا گروه جو اُنکے ساتهه جمع هو جاتا هے سپاهیوں سے کچھه مناسبت نہیں رکھتا جبکه یهه سب مجتمع اُنکا چلتا هی تو ایک بڑا پریشان انبوه معلوم هوتا هی جو طول میں باره باره میل اور عرض میں دو دو میل پھیل جاتا هی اور وه لوگ اِنکے علاوه هوتے هیں جو لوٹ مار کے اراده سے اُنکے ساتهه لگ لیتے هیں *

بیچ کا گروہ بعض مقاموں میں گھنا اور بعض مقاموں میں چھدرا ہوتا ہی اُس میں ہاتھی گھوڑے پالکیاں عورتیں بچے اونٹ پیادے گاڑیاں چھکڑے لدے ہوے بیل مزدور اور مویشی اور گدھی اور بکریاں بھیڑوں کے ریوڑ یہہ سب بھیڑ بنگاہ نہایت پریشانی اور بد انتظامی سے گڈ مڈ ہوتے ہیں اور سب پر ایک بڑا بلند آسمان گرد و غبار کا چھپایا ہوتا ہی جو کوسوں سے معلوم ہوتا ہی *

جس لشکر میں باقاعدہ پیادونکی پلٹنیں ہوتی ہیں وہ سب ملکر کوچ کرتی ہیں یا ایک‌ایک پلٹن کوچ کرتی ہی اور توپوں کی ایک لنبی قطار بن جاتی ہی جس سے سڑکوں کی خرابی یا گاڑیوں کے ٹوٹ جانے سے ہرج ہوتا ہی اور باقی فوج اسباب کے ساتھہ تتر بتر چلتی ہی اور جن اونچی اونچی ہاتیوں پر بڑے بڑے نشان اور نقارہ ہوتے ہیں اُنکے پیچھے بجاے چار پانچ ہزار سواروں اور سپاہیوں کے چلنے کے صرف پانچ سے لیکر پچاس تک رہتے ہیں باقی سوار متفرق اور چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں ایدھر اودھر چلتے ہیں اور ہر ایک سوار اپنا نیزہ اپنے کندہ پر اسطرح رکھے ہوے ہوتا ہی جس سے اُسکے پیچھے آنے والے کو بڑا خطرہ رہتا ہی خصوصاً جبکہ وہ نیزہ‌بردار اوروں سے ہنسی چوہل کرتا ہوا چلتا ہی *

یہہ سب انبوہ ایسا تین تیرہ ہوکر چلتا ہی کہ اگر کوئی سوار اُسکے اول سرے سے انتہا تک بجز چند ایسے تنگ مقاموں کے جہاں سب کے سب کشمکش کا صدمہ سہتے ہیں گھوڑا دوڑاکر جاے تو برابر راستہ ملتا چلا جاے *

اِس لشکر کا اگلا سرا کبھی کبھی کچھہ دیر تک کسی مقام پر اُس صورت میں قیام کرتا ہی جبکہ لشکر کا سردار اُس مقام کے مالک سے اِس باب میں خط و کتابت کرتا ہی کہ اگر تمہاری زمین پر کمپو ڈالا جاوے تو کسقدر روپیہ نذر کروگے اور اِسیطرح سے لشکر کا پچھلا سرا بھی جبکہ لوگ حقہ پانی پینے کو رکتے ہیں ٹہرتا جاتا ہی *

کبھي کبھي اگر کوئي هرن یا جنگلي سور لشکر کي کسي صف کے روبرو آتا هی یا جاتا هی تو ایک عجیب غل اور شور مچ جاتا هی کوئي لاٹھی مارتا هی کوئي گولي لگاتا هی سوار گھوڑے چھپٹاتے هیں اور برچھا لگاتے هیں اپنے یا کسي دوسرے کے هاتھه پاؤں توٹنے یا جان جوکھوں کا کچھه اندیشه نهیں کرتے *

باوجود اِس تمام پریشاني اور بے ترتیبي کے هندوستاني فوج بسبب اپني هوشیاري اور مستعدي اور بهت سي سبک هونے فوج کے کبھي سفر میں دشمن کا چھاپه نهیں کھاتي *

انگریزوں نے جسقدر لڑائیاں لڑي هیں اُنمیں ایک مثال بھي ایسي نهیں ملیگي که کسي هندوستاني فوج کا اسباب اُسکي غفلت کے سبب سے بجز متواتر سخت کوچ کرنیکي ماندگي سے مغلوب هوجانے کے چھین یا کاٹ لیا هو ان بڑے بڑے بوجھل گروهوں نے اپني چالاکي اور اپني جنبش و حرکت کے پوشیده رکھنے سے بهت بڑے فائدے حاصل کیئے هیں چنانچه سلطان حیدر اور سلطان ٹیپو اور مرهٹوں نے انگریزي فوج کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں پر ایسي حالت میں که اُنکے بهت دور هونے کا اِطمینان رها هی حمله کرکے اکثر مغلوب کیا هی اور اکثر ایسي حالتوں میں جبکه انگریزي جنرل اِس خیال میں هوا هی که میں اُنکو اُنکے ملک کي طرف بھگا رها هوں نهایت سخت گھاٹیوں اور دشوار گذار راستوں سے نکلکر اُنھوں نے اُس جنرل کي پشت پر ملک کو لوٹ لیا هی *

فرودگاه پر پهونچنے کے بعد اِس منتشر انبوه کا ایسا اچھا انتظام اور بندوبست هوجاتا هی جسکي اُس پریشاني اور ابتري سے کسیطرح توقع نهیں هوتي هی چنانچه بڑے بڑے نشان گاڑ دیئے جاتے هیں جنسے هر سردار اور افسر کا مقام قیام معلوم هوتا هی اور هر شخص اپنے اپنے گروه اور صف کو پهچان لیتا هی *

جب کمپو ٹھهرتا هی تو اُسمیں کچھه اِنتظام اور کچھه بے انتظامي دونوں هوتي هیں بازار لمبے لمبے اور بیڈھنگي طرحسے پڑتے هیں توپخانے

اور قواعد دان لوگ تو صف باندھ کر ٹھہرتے ہیں اور جو قواعد نہیں جانتے وہ تتر بتر ٹھہر جاتے ہیں خیمے اکثر سفید ہوتے ہیں مگر اُن میں سرخ اور نیلی دھاریاں ہوتی ہیں اور بعضے بالکل سرخ یا سیاہ بھی ہوتے ہیں *

غریبوں کے پاس صرف کالی پیلی راوٹیاں ہوتی ہیں اور بعض وقت کمبل ہی تین نیزوں پر تان لیتے ہیں اگرچہ صاحب نیزہ سپاہی بہت کم ایسے رہتے ہیں سرداروں کے خیمہ ایسے ہوتے ہیں جنمیں کئی کئی درجہ روغن‌دار ٹاٹ کے پردے پڑے ہونے سے بن جاتے ہیں بعضے خیمے کچہری کے اونچے اور وسیع ہوتے ہیں اور بعضے نیچے اور متوسط بعضوں میں ایکہری اور بعض میں دوہری تہری قناطیں ہوتی ہیں جنسے آڑ پردہ ہوتا ہی اور خاک دھول سے حفاظت ہوتی ہی *

اِن سب خیموں کے آپسمیں ایک سے دوسرے تک سائہ‌دار راستہ قناطوں سے گھرا ہوا ہوتا ہی اور اُن خیمونمیں ہر قسم کے ساز و سامان جو امیروں کے محلوں میں ہونے چاہیئیں مہیا ہوتے ہیں البتہ مرہٹوں کا دربار بہ نسبت شہروں‌اکے کنمپوں میں بڑی خوبی کے ساتھہ ہوتا ہی مگر باوجود اِس شان و شوکت کے وہ اپنی عادت کے موافق کسی شی کی تکمیل پر توجہہ اور التفات نہیں کرتے چنانچہ یہہ ٹاٹ کے محل ایسے بری طرحسے ایستادہ کیئے جاتے ہیں کہ بعض موسموں کی آندھی اور مینہہ کی برداشت کرنیکے قابل نہیں ہوتے دریافت ہوا ہی کہ ایک مرتبہ سیندھیا کے تمام خاص خیمے آدھی رات کے وقت آندھی اور مینہہ کی شدت سے گر گئے اور اُنکی رانیوں وغیرہ نے کسی سپاہی کی راوٹی میں جو اُس مصیبت میں قائم رہی تھی رات بھر مصیبت بھگتی آجکے پڑاؤ پر دوسرے دن کے کوچ و مقام کا حال فقیر یا گشائیں تمام کنمپو میں پکارتے پھرتے ہیں اور اِن سب باتوں سے سب کو مطلع کرتے ہیں کہ فلاں وقت اور فلاں سمت اور فلاں مقام کو کوچ ہوگا اور کوچ ہوجانے پر یہہ فقیر سب سے پہلے اُس مقام پر پہونچ کر بھیک مانگنے کو کھڑے ہوجاتے ہیں جہاں

سپاهي مبارک نشانوں کو دیکھکر منزل طی کرچکنے سے خوش هوتے اور بخشش کرتے هیں *

لشکروں کي پرورش یعنے اُن کے کھانے خوراک کا سامان بڑے بڑے بنجارے کرتے هیں جو ایک ایسي قوم هی که غله وغیره دور دور سے خرید کرکے بیلوں پر لاد کر لاتي هی اور تھوک کا تھوک بیوپاریوں کے هاتھه بیچ ڈالتي هی *

تھوڑي پونجي والے بیوپاري اُس مقام کے پاس پڑوس کے دیهات میں سے جهاں کنبو پڑتا هی خرید لاتے هیں اور لشکر میں بیچتے هیں اس قسم کے کار و بار میں حاکم بهت کم دست‌اندازي کرتے هیں اور هندوستاني فوج کي رسد رساني کا انتظام بخوبي هوتا رهتا هی *

کمبو کے آس پاس کے دیهات کے گردا گرد اگر محافظ پهرے قائم نکیئے جاویں تو وه لٹ جاتے هیں اور اُنکے باشندے جو کچهه اُنسے چل سکتا هی اپنا مال متاع لیکر بھاگتے هیں باقي لوٹ لیا جاتا هی اور اُنکے گھروں کے کیواڑ اور چوکھٹیں اور کڑیاں اوتار کر ایندھن کي جگهه جلائي جاتي هیں اگر کچهه بڑي بستي هوتي هی تو خزانه کي تلاش میں کھدنٹي بھي کیجاتي هی اور چھوٹے گانوں میں بھي لوگ زمین کو ٹھوک پیٹ کر دیکھتے هیں که کهیں غله کا کوئي کھته هاتهه لگ جاوے یا ایسے لوهے کي نوکدار چھڑمیں جیسے آجکل بندوبست کے سروے کام میں لاتے هیں زمین میں گاڑتے اور اُسکو نکال کر سونگھتے هیں که آیا غله میں گذري تھی یا نهیں ایسي هي باتوں سے ملک بهت جلد ویران هوتا تھی اور جن ضلعوں میں فوج گذرتي هی اُنمیں کے دیهات بالکل برباد اور مسمار اور خاک سیاه هو جاتے هیں اور مختلف زمانوں کے جھاڑیوں سے جو میدانوں میں منتشر پائي جاتي هیں ظاهر هوتا هی که بهت سے ایسے کھیت جنمیں کسي زمانه میں کھیتي هوتي تھي جنگل هوتے جاتے هیں بڑے بڑے شهروں میں ضلع کے بھاگے هوئے لوگ آکر بھر جاتے هیں اور اُن شهروں کے گرد نواح کي کھیتي

بہت سر سبز اور شاداب اسوجہہ سے هوتي هی کہ اهل شہر گذرنے والی فوج کے افسروں سے عہد و پیمان کر لیتے هیں *

هندوؤں کي لڑائي کا نہایت بڑا جز جو بیان کرنے کے قابل هی وہ توپ † کي لڑائي هی اس فن میں هندو انگریزوں سے بہت زیادہ سبقت رکھتے هیں اُن تمام لڑائیوں میں، جو انگریزوں اور هندوؤں میں هوئیں بہت سا نقصان انگریزوں کو اُنہوں نے پہونچایا هی علاوہ نوک جھوک کي لڑائي کے جو اُنکو زیادہ تر پسند هی نہایت مشہور طریقہ اُنکي لڑائي کا سوارونکا عام حملہ کرنا هی جس سے لڑائي کا بہت جلد خاتمہ هو جاتا هی *

---

† توپ کے ایجاد میں بہت اختلاف هی اِسکا حال کسي فارسي هندي کي قدیم تاریخ میں پایا نہیں جاتا بادشاهان غوري اور غزنین نے جب هندوستان فتح کیا هی اُنکي لڑائیوں میں بھي توپ کا پتا نتھا یہاں تک کہ مغلوں کے ابتداے عہد سلطنت میں بھي اِسکا رواج نہیں تھا اهل یورپ بھي اِسکے ایجاد میں اختلاف رکھتے هیں لبني صاحب کا قول هی کہ یہہ جي اُن کي ایجاد هی انگلستان کے ملک میں اِسکا رواج سنہ ۱۵۳۵ءمیں هوا اور پھر صاحب موصوف اپنے اِس قول کو ضعیف ٹھہرا کر لکھتے هیں کہ شہر کرسسي کے محاربہ میں چار پانچ توپیں انگریزي لشکر میں تھیں اهل فرانس نے اُسي لڑائي میں پہلے پہل توپ کي آواز سني تھي اور مسٹر مزبرے صاحب نے لکھا هی کہ بادشاہ اڈورڈ نے پانچ چار ضرب توپ سے فرانس کي فوج میں تھلکہ ڈالدیا تھا کیونکہ اهل فرانس اِس سے ناواقف تھے محققوں کي راے یہہ هی کہ اُس زمانہ میں اهل فرانس بھئ واقف تھے لیکن بسبب بھاري هونے کے همراہ نہیں لائے تھے اور اهل جرمن کي راے یہہ هی کہ توپ کي ایجاد بہت مدتوں پہلے اِس سے هوئي هی جسکا ذکر هوا ایلبرٹس اعظم نے سنہ ۱۲۵۰ ع میں توپ ایجاد کي مسٹر ڈوشس صاحب سب سے علیحدہ هوکر یہہ بیان کرتے هیں کہ سترہ سو برس هوئے کہ چین میں توپ ایجاد هوئي هی شاہ نیتي نے سنہ ۵۵ ع میں اسکو ایجاد کیا هی الحاصل توپ کي ایجاد کبھي هوئي هو مگر بھاري هونے کے سبب سے فوج کے همراہ نہرتي تھي اور لوگ اُس سے لڑنا نہیں جانتے تھے اگرچہ همایون اور اکبر کے وقت میں رواج اسکا هوا لیکن اُسقدر نہیں هوا جسقدر کہ دانایان یورپ نے اُسکو درجہ غایت پر پہونچایا هی کہ سواے توپ کے کسي اور هتیار کي لڑائي نہیں رهي پس هم یقین کرتے هیں کہ جب سلاطین مغلیہ نے هندوستان میں توپ کا رواج دیا جب هي سے هندوؤں کے هاں بھي توپ کا استعمال شروع هوا مترجم

کوئي شی اس حملہ سے زیادہ شان‌دار نہیں ہوسکتي سواروں کے سیلاب کے آہستہ آہستہ بھي امنڈ کر آنے کا ایک ایسا اثر دلوںپر ہوتا ہی جو اور کسیطرح اُس قدر نہیں ہوسکتا اور جبکہ وہ تیزي سے دوڑکر آتے ہیں تو زمین کي دھمک اور ہتیاروں کي چمک دمک اور بھالوں کي گردش اور ہوا میں اُنکے پھریروں کا اوڑنا اور ایک جم غفیر کا سرعت کے ساتھہ قریب انا ایسي شان و شوکت اور دبدبہ کا اثر پیدا کرتا ہی جس سے زیادہ خیال میں نہیں آسکتا *

حملہ کرنے کا طریقہ یہہ ہی کہ وہ یکبارگي مخالف کي فوج کے قلب اور بازوؤں پر توٹ کر گرتے ہیں اور جسطرح سے وہ اس کام کو انجام دیتے ہیں۔اُس سے اُنکے مخالف اہل یورپ بھي بعض اوقات حیران و ششدر رھے ہیں فی‌الحقیقت ایک قواعد دانجان نے والي فوج میں اس کمال کا ہونا حیرت کي بات ہی تمام فوج بگٹت گھوڑے دوڑاے ہوئے دشمن کے لشکر پر سامنے سے آتي ہی اور حملہ کرتے وقت کچھہ لوگ منتخب ہو جاتے ہیں کہ وہ آتے آتے جب قریب آجاتے ہیں تو بیچ میں سے مڑکر یکایک سپاہ دشمن کے بازو پر اُس سے پہلے کہ اُسکے دلمیں اُنکے آجانے کا خیال آوے برچھا ملاتے آجاتے ہیں اگرچہ یہہ حملے بڑے شاندار ہوتے ہیں مگر با قاعدہ فوج پر جب تک کہ وہ منتشر اور بکھري ہوئي نہو یا توپ کي آتش باري سے چھدري اور تھوڑي نرہ گئي ہو اُنکا کچھہ اثر نہیں ہوسکتا جیسا کہ ہم پہلے بیان کرچکے ہیں سواروں کي پرورش لگان کا سرکاري حصہ ملک کے خاص حصوں میں مقرر کردینے سے ہوتي ہی اور اکثر سواروں کي پرورش سرکاري خزانہ میں سے نقد روپیہ‌ملنے سے ہوتي ہی کبھي فوج کے اعلی افسر کو علاوہ اُسکي ذاتي تنخواہ اور اُسکے ماتحت سرداروں کے تمام سواروں کي تنخواہ خزانہ سے ملجاتي ہی اور وہ تقسیم کرتا ہی یا ہر ایک سوار کو فرداً فرداً خزانہ سے بلا واسطے ملجاتي ہی یہہ سوار جنکو خزانہ سے بلا واسطہ تنخواہ

ملتي ھی بہت اچھی شایستہ اور چست و چالاک ہوتے ہیں اور اُنکو معمول سے زیادہ ترقي تنخواہ کي توقع ہوتي ھی بعض گروہ اِن سواروں کے ایسے ہوتے ہیں جنکي سواري میں سرکاري گھوڑے ہوتے ہیں اگرچہ یہہ لوگ درجہ کم رکھتے ہیں مگر سرکار کے بڑے فرمانبردار اور کارگذار ہوتے ہیں *

آج کل پیادوں کي بہت اچھي فوج وہ ہوتي ھی جسمیں ایسے غریب آدمي گنگا اور جمنا کے ضلعوں میں کے ہوتے ہیں جو صرف زر کے ھي طالب ہیں اور اسیطرح سے وہ فوج جسمیں سندہ اور عرب کے لوگ ہوتے ہیں جنمیں سے خاص کر عرب اکثر ایشیا کي اور قوموں میں دلاوري و قواعد اور وفاداري میں بہتر ہوتے ہیں *

جس خاص طریق سے ہندوستاني محاصرہ کرتے ہیں اُسمیں منو کے وقت سے ابتک کسي قسم کي ترقي نہیں ہوئي لوگ چھاتي کے بل زمین سے چمٹ کر سمٹتے سمٹتے قلعہ کي فصیل تک جاتے ہیں اور زمین کھود کر اِس ارادہ سے لیت رہتے ہیں کہ قلعہ داروں میں سے جو ھاتھہ آئی گرفتار کرلائیں اور دمدمہ باندہ کر توپخانہ کو بتدریج اونچا کرتے ہیں اور وقتاً فوقتاً اُس سے ایسا گولہ لگاتے ہیں جس سے قلعہ کي فصیل کو کچھہ ضرر نہیں پھونچتا بالکل چاروں طرف سے گھیر نے یا شبخون مارنے یا محصوروں کے ناکام حملہ کرنے سے بہ نسبت باقاعدہ حملہ کرنے کے محاصرہ کا نتیجہ حاصل ہوتا ھی *

ذکر تدبیر مملکت

زمانہ حال میں جو طریقہ حکومت اور تدبیر سلطنت کا ھی اُسکا بیان بہت سي مختلف صورتوں میں آیندہ کیا جائیگا اس مقام پر اُسکے لکھنے کي کچھہ ضرورت نہیں *

تیسرا باب

اُن تبدیلیوں کا بیان جو قانونوں میں هوئي هیں

تحریري قانون کي تبدیلیاں

هندوؤں کے قوانین کي بنیاد اب بهي منو کا مجموعه هی اُس کي مقدم باتیں آجتک غیر متبدل چلي آتي هیں *

باوجود اُن مقدم باتوں کے غیر متبدل رهنے کے الهامي لکهنے والوں کي مختلف کتابوں اور کم سند والے لوگوں کي بهت سي تفسیروں اور اُن زیادتیوں کے سبب سے جو ایک عرصهٔ دراز کے گذرنے پر هوني لازم هوتي هیں قانون تحریري میں بهت سي تبدیلیاں واقع هوئي هیں اور بهت سے فرقه قانوني قایم هوگئے هیں اور اُنکي مختلف رایوں کي پیروي هندوستان کے مختلف حصوں میں جابجا هوتي هے یعني هر فرقه کي راے هرجگهه تسلیم نهیں کي جاتي بلکه کهیں تسلیم کیجاتي هی اور کهیں نهیں *

اِن تمام فرقوں میں منو کي کتاب بجاے متن کے هی لیکن عمده عمده مفسروں نے جیسي کچهه اس کتاب کي تفسیر اور تغیر و تبدیل کي هی اُسکي بموجب تسلیم کیجاتي هی یهي سبب هی که بهت سي کتابیں قانوني مرتب هوگئي هیں اور ان کتابوں کے خلاصه بهي کئي گئي هیں اور هر خلاصه اس وجهه سے مستند سمجها جاتا هی که اُسکا مولف کسي نه کسي فریق قانوني سے متعلق هوتا هی *

بنگال میں بنگال کا قانوني فرقه علىحده هی اور اگرچه هندوستان کے اور حصوں کے فریق اس فرقه کي عام رایوں سے اتفاق کرتے هیں لیکن پهر بهي وه چار علىحده فرقه هیں ایک فرقه متهیلا یعني شمال و بهار کا فرقه دوسرا بنارس تیسرا مهارشترا یعني مرهٹوں کے ملک کا فرقه چوتها دراودا یعني دکن کا فرقه *

اعلی اور ادنے ذات کے لوگوں میں شادیوں کے ناجایز کرنے میں یہہ سب فرقہ اتفاق رکھتے ھیں اور متوفی بھائیوں کے واسطے اولاد پیدا کرنے کے طریقے اور اُن تمام قسموں کی بیٹوں کے پیدا کرنے کی رواج کو جسکا تذکرہ منو کے مجموعہ میں ھی یہہ سب فرقے جایز نہیں رکھتے صرف حقیقی اور متبنی بیٹے کو روا رکھتے ھیں لیکن اکثر فرقے ایسی قسم کا متبنی بیٹا بھی روا رکھتی ھیں جسکا کچھہ ذکر منو کے مجموعہ میں نہیں ھی اور یہہ وہ بیٹا ھی جسکو بیوہ عورت اپنے متوفی خاوند کیطرف سے بوجہہ اصلی یا فرضی ھدایتوں کے جو اُسکا خاوند ایام حیات میں کرگیا ھو متبنی کرتی ھی اور بعضی فریق بیوہ عورت کو متبنی کرنے کا اختیار بلا لحاظ اُسکے متوفی خاوند کے ھدایتوں کے دیتی ھیں *

بخلاف منو کے تمام فرقے یہہ بات بھی قرار دیتے ھیں کہ تمام بیٹوں پر ورثہ بحصہ مساوے تقسیم ھو اور اکثر فرقے کسی کو بلا رضامندی اپنے بیٹوں اور بغیر اسباب کے کہ وہ ھر ایک بیٹی کی پرورش کا سامان درست کردے اپنی جائداد موروثی کے منتقل کرنے کی اجازت نہیں دیتی بلکہ سب فرقے جائز نہیں رکھتے کہ جایداد موروثی کی تقسیم تقسیم کنندہ کی مرضی یا اختیار مطلق سے ھو حتی کہ اپنی پیدا کی ھوئی جایداد کی تقسیم کرنے کی بھی ممانعت کرتے ھیں دروڈا فرقہ بیٹوں کو اپنے باپ کی تمام جایداد کی نسبت بیع و رھن وغیرہ کے وھی اختیار دیتا ھی جو باپ کو حاصل ھیں صرف اسقدر اختیار باپ کا اُسکے حین حیات بیٹوں سے زیادہ رکھا ھی کہ وہ اُس سے حظ زندگی کا جس طرح چاھی حاصل کرے † یعنی انتظام آمدنی و خرچ اُسکے اختیار سے ھووے *

سوائے بنگالہ کے اور تمام فرقے اب بھی بعض صورتوں میں مورث کو وصیت نامہ لکھنے کا اختیار نہیں دیتے *

---

† ایلس صاحب کا قول مدراس کی لٹریری سوسٹیٹی کے حالات کی کتاب صفحہ ۱۴

به نسبت منو کے زمانه کے آجکل جو قانون رائج هی وہ تمام معاملوں میں بہت منصل هی چنانچہ زمین کي اکثر کئي قسمیں بیان کي گئي هیں اور زمیندار اور کاشتکار کے درمیان میں جو تعلقات هیں اُنمیں سے بعضے تعلق قرار دیئے گئے هیں *

مختار یا رکیل کرنے کي اجازت دي گئي هی اور عذر داري کے قواعد قائم کیئے گئے هیں جنکي سر ولیم جونز صاحب نے بہت تعریف کي هی † *

پنچایت کے مختلف طریقے ٹهرائے گئے هیں هرچند پرانے قوانین کي بہت سي بیڈهنگي جاهلانه باتیں اب بهي موجود هیں لیکن قانون رائج‌الوقت میں زمانه حال کي صاف علامتیں پائي جاتي هیں کیونکه منو کے مجموعه کے قدیم زمانه کي نسبت مقدموں کے دائر اور تجویز کرنے کے طریقوں میں زیادہ تر تجربه اور لوگوں کے باهمي کارو بار اور معاشرت کي زیادہ پیچیدہ حالت پائي جاتي هی *

لیکن اور ترقیاں جو قانون تحریري میں واقع هوئي هیں وہ اصلي متن کي خوبي اور عمدگي سے کچهه مناسبت نہیں رکهتیں اِس لیئے هندوؤں کا رائج‌الوقت قانوني مجموعه ایشیا کے اور قانونوں پر وہ فوق اور بزرگي اب نہیں رکهتا جو قدیم زمانه میں وہ اپنے همعصر مجموعوں‌پر رکهتا تها *

قانون کے عمل درآمد کي تبدیلیاں

قانون کي عبارت میں بغیر کوئي تبدیلي کیئے بہت سي بڑي تبدیلیاں کي گئي هیں مثلاً شادي کے آٹهوں طریق اب بهي جائز هیں لیکن صرف ایک طریق همیشه عمل میں آتا هی اور یہه وہ طریق هی جسکو عقل پسند کرتي هی اور اور فرقوں کے طریقه کے مطابق هی *

قانون فوجداري

قانون فوجداري بهي اپني اصلي حالت پر رهنے کے سبب سے جو نهایت بري هي اِستعمال سے خارج هوگیا هی اور غالباً اِسکے استعمال اوٹهه جانے

† خلاصه قوانین هنود مولفه کالبروک صاحب کے دیباچه کا صفحه ۱۱

کي وجهه رهي معلوم هوتي هی جس سے اکثر باتیں قانون دیواني کي خارج هوگئي هیں اور بجاے اُسکے ایک طرحکا رسمي قانون قائم هوگیا هی بلکه حاکم اپني مرضي کے موافق عمل درآمد کرتا هی *

هندوؤں کي کوئي گورنمنٹ مستقل عدالتوں کے ذریعه سے ایک معین قاعده پر داد رساني کرنے کیطرف جسکي هدایت منو کے مجموعه میں کي گئي هی اور جن عدالتوں کا ذکر معه اُنکے اختیارات مختلفه کے منو سے پچهلے † مورخوں نے لکها هی متوجهه نهیں هوتي اُن عدالتوں کي جگهه کچهه تو وه کمیشن یعني کمیٹیاں قائم هوگئي هیں جنکو راجه سرسري طور سے مقرر کرتا هی اور اکثر ایسا هوتا هی که اهل دربار میں سے کسي کي خاطر سے راجه کمیٹي مقرر کرنیکي اجازت دیدیتا هی اِن کمیٹیوں میں ایسے لوگ هوتے هیں جو دربار کے موافق مطلب کے هوتے هیں اور کسیقدر اُن عدالتوں کي جگهه پنچایتیں قائم کیجاتي هیں یهه پنچایتیں کبهي تو راجه کي اجازت سے اور کبهي صرف فریقین کي مرضي سے مقدمونکا فیصله کرتي هیں باوجود گورنمنٹ کي غفلت کے اِن پنچایتوں کا اثر اُس اختیار کے سبب سے جو منو نے قرضخواه کو قرضدار پر دیا هی کسیقدر اب بهي هوتا هی جو اختیار قرضخواه کو اب بهي حاصل هی اُسیکے سبب سے قرضدار جو قرض ادا کرنے سے اِنکار کرتا هی اِس بات کے قبول کرنے پر مائل هوتا هی که قرضخواه کے دعوي کي تحقیق و ثبوت بذریعه پنچوں کے کراوے *

بهر حال اِسبات میں کچهه شک نهیں هوسکتا که هندوؤں کي سلطنتوں میں اِس زمانه میں به نسبت قدیم زمانه کے جسکا همکو کچهه علم هی وه داد رساني بهت بري طرح هوتي هی جو عدالتدیواني کے ذریعه سے هوني چاهیئے *

---

† ملاحظه کرو کالبروک صاحب کي تحریر جو درباب عدالت هاے هنود کے اُنهوں نے شاهي ایشیا ٹک سوسئیٹي کے حالات کي جلد ۲ صفحه ۱٦۲ میں مشتهر کي هی

ذکر قوانین خاص کا

علاوہ منو کے اُن قواعد کے جو پچھلے زمانہ میں تبدیل ہوگئے بہت سي خاص خاص رسمیں اب دیکھنے میں آتي هیں جنکا منو کی قواعد میں کوئي نشان نہیں پایا جاتا ان رسموں میں سے اکثر رسمیں بے حقیقت سمجھي جاتي هیں لیکن بعضي رسمیں بڑے بڑے معاملوں سے علاقہ رکھتي هیں غالباً وہ اُن قانونوں کا بقیہ هیں جو منو کے مجموعہ یا برهمنوں کے اختیار سے پہلے اُنہي قوموں میں جاري تھے جنمیں وہ رسمیں اب موجود هیں بڑا ثبوت اسبات کا ملک ملیبار کے نیر قوم کے لوگوں میں پایا جاتا هی اُنمیں هر ایک بیاهي هوئي عورت کو بلا کسي قسم کي بندش اور رکاوٹ کے اپني ذات کے آدمیوں کے ساتھہ یا آپ سے برتر درجہ کے لوگوں کے ساتھہ هم صحبت هونے کا اختیار هی اور اس کھلی چھوٹ میں اولاد پیدا هونے کے سبب سے یہہ قاعدہ معین هی کہ کسي شخص کي اولاد اُسکي وارث نہیں هوتي بلکہ اُس شخص کي بہن کي اولاد کو ورثہ پہونچتا هی † *

چوتھا باب

مذهب کي موجودہ حالت

منو کے زمانہ سے ابتک جو تبدیلیاں هوئي هیں اُنکا بیان

جو بڑي بڑي تبدیلیاں منو کے زمانہ سے مذهب میں هوئي هیں وہ یہہ هیں

توحید کی اصول سے غافل هو جانا *

بعضے دیوتوں سے غفلت کرکے نئے دیوتے ٹہرا لینا *

ایسے اشیائے فاني کي پرستش کا رواج جنمیں صفات باري فرض کرلیں هیں *

---

† بکانن صاحب کي سیاحت کي جلد ۲ صفحہ ۴۱۱ و ۱۲

فرقوں کی کثرت اور ترقی ہو جانا اور بعض دیوتوں سے انحراف کرکے بعض کی بہت سی تعظیم و تکریم کرنا *

بیدوں کے بجائے نئے نئے مسئلوں کے مجموعہ کا رواج دینا اور درویشوں کے فرقوں کو ایک مذہبی عظمت حاصل ہونا *

ہندوؤں کے مذہب کی تبدیلیوں کی خاصیت اُنکے مذہب کی موجودہ حالت سے جسکا بیان کرنا لوگوں کے معمولی کار و بار اور معاملات کے سمجھنے کے لیئے ضرور ہی معلوم ہو جاریگی *

بجز ہندوستان کے کوئی ملک ایسا نہیں معلوم ہوتا ہی جسمیں مذہب ہر دم لوگوں کے پیش نظر رہتا ہو چنانچہ ہر شہر میں ہر قسم کے معبد گردوارہ سے لیکر جسمیں بت ہوتے ہیں بڑی عالیشان برج اور ستون اور صحن والے مندروں تک ہوتے ہیں ان مندروں میں پرستش کرنے والے بلا ناغا آتے جاتے اور پھل پھول اور ہار بتوں پر چڑھاتے رہتے ہیں دریا اور مصنوعی تالابوں کے کناروں پر (کیونکہ کوئی شہر ایسا نہیں ہی جسمیں دریا یا تالاب نہو) پختہ سیڑھیاں پانی میں اُتری ہوئی ہوتی ہیں اُنپر صبح سے کچھہ دن چڑھے تک لوگ کلی دتون اور اشنان اور پوجا پات کرتے رہتے ہیں دنمیں مندروں کے اندر گانا بجانا اور حسین و جمیل لعبتان ہند کا جھرمٹ جو اچھے اچھے لباس فاخرہ پہنے بناو سنگار کیئے ہوئے ڈنڈوت کرتی پھرتی ہیں دل لبھاتا ہی اسی قسم کے موقعوں پر برہمن اور اور لوگ گذرتے ہیں اور اکثر سواریاں کسی خاص رسم کی تقریب میں باجے گاجے اور دھوم دھام کے ساتھہ نکلتی ہیں ان سواریوں میں سنگھاسنوں پر مندر اور رتھہ وغیرہ کے نہایت خوبصورت اور خوشنما شکلوں کے اندر جو نہایت ارزاں اور کمزور چمک دمک رکھنے والے مصالحوں کی بنی ہوئی ہوتی ہیں مورتیں رکھی ہوئی ہیں *

شہروں سے کچھہ فاصلہ پر بھی آباد مقاموں میں ہمیشہ مندر بنے ہوئے ہوتے ہیں اور اکثر دریاؤں کے کناروں پر اور گنجان درختوں کے بیچ

میں اور پہاڑوں کي چوٹیوں پر بھي مندر ہوتے ہیں اور نہایت وحشت ناک جنگلوں میں بھي ایک درخت کے نیچے پتھر کي پنڈي اُسپر سندور لگا ہوا اور درخت میں ھار لٹکتا یا ایک چھوٹي سي جھنڈي درخت کي چوٹي پر کھڑي ہوئي مسافر کو آگاہ کرتي ہی کہ یہہ پرستش کا پاکیزہ مقام ہی *

سڑکوں پر جاتریوں اور کانورتھیوں اور فقیروں کے گروہ کے گروہ ملتے ہیں فقیروں اور جاتریوں میں فرق اور تفاوت فقیروں کے لباس اور جاتریوں کے اُس دیوتا کي کچھہ نشاني پاس رکھنے سے جسکے تیرتھہ کو وہ جاتے ہیں اور ایک دوسرے کو دیکھکر اُس دیوتا کے نام کي جی بولنے سے ہوتا ہی سال بھر کے اندر جو بہت سے تیوھار آتے ہیں اُنکو رئیس اور امیر ہندوستان کے بڑي دھوم دھام سے رچاتے ہیں اور طرح طرح کي اپني نمود اور شان دیکھاتے ہیں اور غریبوں میں بھي کچھہ نمایش اور دعوتیں وغیرہ ہوتي ہیں *

برت نیم کے دن اور اور بڑے بڑے میلے خاص کر غریبوں کے واسطے مقرر کیئے گئے ہیں کیونکہ ایسے موقعوں پر وہ کوسونسے آکر جمع ہوتے ہیں اور آپس میں ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں *

جو جو کچھہ ہوتا ہوا ہم دیکھتے ہیں وہ سب اگرچہ مذہب کي رو سے قایم ہوتا ہی لیکن اُسمیں مذہب کي پابندي بہت کم ہوتي ہی اس حالت میں بھي اگر حقیقت پر نظر ڈالي جاوے تو شروع زمانہ سے ابتک مذہب کے اثر میں بہت کم نقصان ایا ہی *

لیکن ہندوؤں کے معبود اب وہي نہیں رہے ہیں جو پہلے تھے بجاے توحید کے جسکو بید نے بطور ایسے سچے مذہب کی تعلیم کیا ہی کہ جنمیں تمام اوتار شامل ہیں بہت بڑے بڑے دیوتوں کي پرستش اور بتپرستي کا طریقہ قایم ہوگیا ہی اگرچہ توحید کو لوگ ہر جگہہ بالکل نہیں بھول گئے لیکن بجز حکما اور علماے الہیات کے کوئي شخص توحید کي بطور خود مستقل پیروي نہیں کرتا *

اگرچہ بید کے پیرروں نے عناصر کي پرستش اور قدرت کي قوتوں کي عبادت پر جو شروع شروع میں رائج تھي در گذر کي اور خداے تعالی کي اصلي حقیقت کے علم سے آگاہ ھوئے اور ھر چند کہ اُنکو اپنے مسائل کے شایع کرنے کي خواھش ھوئي لیکن وہ عام عقیدوں میں خلل انداز نھوئے بلکہ اُنھوں نے قدیم رسموں کي تعظیم و تکریم سے یا پوجاریوں کے فائدوں کے لحاظ سے جن سے نہایت روشنضمیر برھمن بھي کبھي بیغرض اور آزاد نہیں معلوم ھوتا آمادہ ھوکر اُنھیں دیوتوں کي پرستش کو جو رائج تھے جاري رکھا اور اُن دیوتوں کو خداے حقیقي کے ظہور اور اوتار سمجھہ لیا لیکن اُنھوں نے کوئي مندر نہیں بنایا اورخداے حقیقي کي پرستش کا کوئي خاص طریقہ نہیں تھرایا پس نتیجہ اسبات کا وہ ھوا جو انسان کي ناقص خلقت سے متصور ھی یعنے بید کے پیرروں کے مذھب کے جو اجزاء ظاھري تھے وہ اُن اجزا باطني پر غالب آئے جو زیادہ دقیق اور سنجیدہ تھے حاصل یہہ ھی کہ جو طریق دیوتوں کي پرستش کا زمانہ سابق میں مروج تھا وہ جڑ پکڑ گیا اور دلاوروں کي پرستش کی رواج سے جنمیں دیوتاؤں کي سي صفتیں تھیں اور بھي زیادہ خراب ھوگیا اور جب ان دلاور دیوتوں کي نوبت آئي تو یہہ اُن اصل دیوتوں سے جنکي ذات سے انکو صفت دیوتائي کي حاصل ھوئي تھي سبقت لیگئے *

بیان پوران کا

اس نئے مذھب کي مقدس کتابیں اتھارہ پوران ھیں جنکے پیرو کہتے ھیں کہ یہہ کتابیں بیاس جي کي تالیف ھیں جو بید کے مصنف تھے لیکن حقیقت میں اُنکو آتھویں اور سولھویں صدي کے درمیان میں متفرق مقاموں میں مختلف مصنفوں نے تصنیف کیا گو بعض بعض مقاموں میں زیادہ پراني باتیں اور قدیمي کیفیتیں پائي جاتي ھیں ان کتابوں میں دیوتاؤں کے نسب نامہ اور دنیا کي پیدایش کے حالات اور حکمت کي باتیں اور مذھبي مسائل اور عام نسب نامہ اور تاریخوں کے تکڑے اور بیشمار

افسانے جو دیوتاؤں اور داناؤں اور بہادروں کے کاموںسے متعلق ہیں مندرج اور مذکور ہیں منجملہ ان کتابوں کے اکثر کتابیں خاص خاص فرقوں کے مسائل کے اثبات اور استدلال کے لیئے لکھی گئی ہیں اور تمام کتابوں میں چوتھو ایک فرقہ کے افسانے بھرے ہوئے ہیں اس سبب سے وہ سب کے سب ایک ایسا مجموعہ نہیں ہیں کہ اُسمیں ایک کتاب کو دوسري کتاب سے کچھہ تعلق اور مناسبت ہو وہ ہرگز اس ارادہ سے تالیف نہیں کي گئیں تہیں کہ اُنسے کوئي عام طریقہ مذہب کا قایم ہووے لیکن باوجود اسکے وہ سب بہت بڑي سند مذھبي سمجھي جاتي ہیں اور جو کہ انہیں کتابوں سے ھندوؤں کا حال کا مذہب قایم ہوا ھی اسلیئے کچھہ جاے تعجب نہیں ھی کہ ہم اُسمیں ایسي ایسي باتیں پاتے ہیں جو باہم مخالف ہیں *

اِسوقت کے معبودوں کا بیان

جیسا کہ ہم لکھہ چکے ہیں اب بھی ھندو ایک وجود مطلق کے قایل ہیں جس سے تمام مخلوق پیدا ہوئي یا جسکے مادہ سے ساري کائنات وجود میں آئي کیونکہ اُنکے حال کے عقیدہ کے موافق دنیا اور خدا ایک ہي ھی لیکن مختلف دیوتوں اور دیبیونکي پرستش کرتے ہیں جنکي تعداد معین کرني غیر ممکن ھی مگر بعض حسابوں کے بموجب جنسے ہندوؤں کا معمولي مبالغہ ظاہر ھی اُنکي تعداد تینتیس کرور ھی اُن میں سے اکثر مختلف آسمانوں کے فرشتے اور ارواحیں ہیں جنکي شمار لاکہوں سے ہوتي ھی اور وہ کوئي خاص نام یا خصلت نہیں رکہتے *

مفصلہ ذیل سترہ بڑے بڑے دیوتے ہیں شاید یہہ وہ دیوتے ہیں جنکو لوگ عموماً ایسا تسلیم کرتے ہیں کہ اُنکے کام علحدہ علحدہ ہیں اور وہ صفات الہیہ رکہتے ہیں اسي سبب سے پرستش کے مستحق ہیں † *

اول برھمہ یعني خالق

دوسرے بشن یعني حافظ *

† کینیڈي صاحب کي کتاب تحقیقات ھندوؤنکے دیوتوں کي صفحہ ۳۶۷

تیسرے شب یعني نیست و نابود کرنے والا *

اور أنکي علحده علحده دیبیاں بھي ھیں أنکو دیوتوں کے حالات کے بیان کے بموجب أنکي بي‌بیاں مانتے ھیں اور ھندوؤں کے علم الٰہیات کے مسائل کے موافق أنکو ایسے قواے فاعلیہ سمجھتے ھیں جیسے تریود یعني تینوں دیوتوں کے افعال صادر ھوتے ھیں اور یہہ أنکے نام ھیں *

چوتھے سرستي پانچویں لچھمي چھٹے پاربتي جسکو دیبي بھواني درگا بھي کہتے ھیں *

ساتویں اندر یعني بلند اور نہایت ھلکي ھوا اور آسمانونکا دیوتا

آٹھویں ورن یعني پانیوں کا دیوتا *

نویں پون یعني نیچے کي ھوا کا دیوتا *

دسویں اگني یعني آگ کا دیوتا *

گیارھویں یاما یعني دوزخ کے طبقون کا دیوتا اور مردوں کے حساب کتاب عذاب ثواب کا نبیاو کرنے والا *

بارھویں کویرا یعني دولت کا دیوتا *

تیرھویں کارتکي یعني لڑائي کا دیوتا *

چودھویں کام دیو یعني عشق کا دیوتا *

پندرھویں سورج دیوتا *

سولھویں سوم یعني چاند دیوتا *

سترھویں گنیش یعني مشکلونکا رفع کرنے والا دیوتا اس دیوتا کے اس صفت کے سبب سے تمام مکانوں کے دروازوں پر أنکي تصویر بنائي جاتي ھي اور سب کامونکے شروع میں تبرکا أنکا نام لیا جاتا ھي *

اول کے تین دیوتؤں یعني برھما بشن شب سے تریود یعني تثلیث قایم ھوتي ھي جسکے ھر رکن کي خصلت جداگانہ تو بخوبي ظاھر ھی مگر أنکے مفروضہ یکتائي کا منشا پکے اعتقاد والے ھندوں کے اس عام مقولہ

سے سمجھا جاسکتا هی که تمام دیوتے ایک وجود مطلق کے مختلف اوتار هیں † *

اگرچه ایک زمانه میں برهما کو کسیقدر وقعت اور فوقیت کا حاصل هونا معلوم هوتا هی تریود میں سے بهي ایک دیوتا هی جسکا منو نے ‡ بیان کیا هی لیکن اُسکي کبهي بهت پرستش نهیں هوتي اب هندوستان § میں اُسکا صرف ایک هي مندر هی اگرچه روزانه عبادت میں اُسکا نام جپا جاتا هی مگر اُسکي جداگانه پوجا بالکل معدوم هوگئي هی || *

برهما کي زوجه سرستي سے جو که علم و فصاحت کي دیبي هی لوگ اسقدر غافل نهیں هیں جسقدر برهما کو بهولے هوئے هیں *

بشن اور شب کي پرستش کا حال اس سے بهت مختلف هی چنانچه ان دونوں دیوتوں اور اوتارونکي پرستش اور مذهبي تعظیم آج کل هندوستان میں بهت کیجاتي هی اور ان دونوں کے انگنت معتقد هیں اور هر ایک کي قدر و منزلت نهایت گرمجوشي سے کرتے هیں اور بهت بڑے بڑے فرقے هیں جن میں سے بعضے تو شب کي مطلق الهیت قایم کرتے هیں اور بعضے برهما کي *

شب یا مهادیو جي کا بیان

پورانوں میں شیو کا حال اسطرحپر لکها هی که وه منوالے بالکل برهنه سر منڈا هوا لکڑي کي راکهه کي بهبوت بدن پر ملے هوئے انسانوں کي کهوپڑیوں اور هڈیونکا زیور پهنے هوئے بهوت پریت ساتهه ساتهه لیئے جنگلوں بنوں میں آوارہ اور سرگرداں کبهي روتے کبهي هنستے پهرتے هیں اور جو تصویریں

† کینیڈي صاحب کي کتاب تحقیقات مذهب هنود کے صفحه ۲۱۱ اور کالبرک صاحب کي کتاب تحقیقات ایشیاٹکي جلد ۷ صفحه ۲۷۶

‡ کینیڈي صاحب کي کتاب تحقیقات صفحه ۲۷۰

§ ٹاڈ صاحب کي کتاب راجستان جلد ۱ صفحه ۷۷۴

|| وارڈ صاحب کي کتاب در باب حالات هنود جلد ۳ صفحه ۲۶

اُنکي بنائي جاتي هیں وہ بهي انہیں خراب حالتوں کے مطابق هوتي هیں بلکه یهه اور زیادتي کرتے هیں که اُنکي تین آنکهیں بناتے هیں اور ایک هاتهه میں ترسول دیتے هیں اور اُنکي لٹیں سادهوؤں کي طرح پیچیدہ رکهتے هیں اور ایسي شکل بناکر بٹهاتے هیں جیسے کوئي نہایت اعلی درجه کے دهیان گیان میں مستغرق بٹها هوتا هی یهه شبیه اُنکي اُن کہانیوں کے مطابق هی جو اُنسے منسوب هیں کیونکه اُنمیں بیان کیا گیا هی که مہادیوجي هر وقت دهیان گیان میں ڈوبے رهتے هیں اور جو کوئي شخص اُنکي اس کیفیت میں خلل‌انداز هونے کي مبادرت کرتا هی اُسکو اپني آنکهه کي جوت سے بهسم کر دیتے هیں اگرچه یهه حالات شب کے غارت اور معدوم کرنے کي خاص صفت سے مطابق هیں لیکن جس نشان کے ذریعه سے اُنکي پوجا هوتي هی اُس سے ظاهر هوتا هی که معدوم کرنے کي صفت کو نیا جنم دینے کي علامت سے تعبیر کیا هی *

اس زمانه میں اُس نشان کي جو صورت هی اُس سے وهي نشان پیدایش کي اصل کا مراد هی جسکا رواج اگلے وقتوں کے هندوؤں میں تها اب وہ ایک چهوٹا سا پتهر کا استوانه هوتا هی جو شب کے مندروں میں بجاے بت کے هوتا هی اُس سے جو اصلي مراد هی اُسمیں کچهه شبهه نہیں آتا شب کے نام کي بڑي بیرحمي کي بلدان هوتے هیں اگرچه شب کے ماننے والے پنڈت لوگوں کو دبا دهمکا کر اُنسے باز رکهنے میں کوشش کرتے رهتے هیں شب اور اُنکي زوجه پاربتي کي عظمت میں لوگ هرسال کے بعض بعض دنوں میں اپني دلي رغبت سے سخت ایذا اور تکلیفیں گوارا کرتے هیں یعنے بعضے اپنے اعضا کو مجروح کرتے اور بعضے اپني زبان میں چاقو چهید لیتے هیں اور بعضے شب کي سواریمیں اپنے جسم کو زخمي کرکے اُن زخموں‌میں تیر اور تلواریں گهسیڑ کر اور زندہ سانپ چپٹاکر چلتے هیں اور بعضے ایک چکر کهانے والي ڈنڈي میں ایک ایسي رسي باندہ کر جس میں لوهے کا کانٹا هوتا هی اور اُس کانٹے کو پشت کي کهال

میں چھیدکر اسقدر بلند معلق لٹکتے هیں که اگر اُنکی کهال پهت جاوے تو بیشک گر کر مر جاویں اور تسپر لوگ اُس ڈنڈی کے ذریعه سے اُنکو چکر دیتے هیں † *

شب جو اپنے هي مشغلوں میں مصروف رهتے هیں اُس سے ظاهر هوتا هی که وہ انسان کے کار و بار کي طرف بهت توجهه نهیں کرتے هیں اس زمانه کے هندوؤں کے دیوتاؤں کے حالات سے پایا جاتا هی که دنیا کي حکومت کسي خاص دیوتا کے سپرد نهیں هی اُس وجود مطلق کو بهي جسکے مادہ سے دنیا پیدا هوئي هی اُس سے کچهه غرض نهیں هی لیکن عوام کي راے به نسبت اُنکي تعلیم کرنے والوں کے زیادہ معقول معلوم هوتي هی کیونکه وہ اُس وجود مطلق اور اپنے معبود میں کوئي فرق نهیں رکهتے اور سمجهتے هیں که وہ انسان کے افعال کي نگراني کرتا هی اور اس جهان اور اُس جهان میں نیک کو ثواب اور بد کو عذاب دیتا هی شب کا بیکنته همالیه کے نهایت بلند چوٹیوں میں سے کیلاس پربت پر جهاں همیشه برف کا انبار جما رهتا هی اور نهایت بلند اور گنجان درختوں کا جهرمت هی سمجها جاتا هی *

ذکر دیبي یا بهواني کا

شب کي زوجه دیبي یا بهواني کي پوجا اگرچه کچهه زیادہ نهیں تو اُسقدر تو ضرور هوتي هی جسقدر شب کي پرستش هوتي هی اور اُسکي شکل شب سے بهي زیادہ مهیب صورتوں میں ظاهر کیجاتي هی اُسکي نهایت نرم اور نازک صورت سے بهي جو اکثر جنوبي هندوستان میں دیکهي جاتي هی ایک خوف اور هیبت پیدا هوتي هی یعني وہ ایک خوبصورت عورت تو معلوم هوتي هی مگر شیر پر سوار ایسي ناک بهوں چڑهائے ڈراوني صورت بنائے معلوم هوتي هی که گویا وہ کسي دیو یا راچهس کے قتل کرنے

† وارڈ صاحب کي هندوؤں کے حالات کي کتاب کي جلد تیسري صفحه ۱۵ اور بشپ هیبر صاحب کا جرنل روزنامچهه کي جلد ایک صفحه ۷۷

کو جاتي هی جسکے غارت کرنے کے لیئے اُسنے اوتار لیا هی لیکن دوسري صورت جو اپنے اپنے موقع پر بنائي جاتي هی جسکو بنگالي زیادہ مانتے هیں ایسي هوتي هی کہ ایک مہیب شکل سیاہ رنگ کي خون سے مهنہ لتهڑا کچهہ اِدهر کچهہ اودهر پڑا اِنسان کي کهوپڑیوں اور سروں کي مالا گلے میں ڈالے دانت نکالے سانپ بدن کو لپٹے هوئے غرض کہ هر قسم کا هیبت ناک ایسا سنگار کیئے هوئے جو بہ نسبت کسي دیوتا یا دیبي کے زیادہ تر غیظ و غضب سے نسبت رکهتا هی بنائي جاتي هی جن مقاموں میں ایسي صورت بنائي جاتي هی وهاں اُسکي پوجا کي رسمیں بهي اُس صورت کے مناسب ادا کیجاتي هیں سابق میں اُسپر اِنسان کي قرباني چڑهائي جاتي تهي † اور اب سمجها جاتا هی کہ حیوانوں کي قربانیاں جو اُسکے قربانگاہ میں هوتي هیں اُن سے اب بهي وہ خوش هوتي هی اُسکے اُس مندر میں جو کلکتہ کے قریب هی ایک مہینے میں ایک هزار بکریاں علاوہ اور جانوروں کے گردن ماري جاتي هیں ‡ مقام بندا باشي کے مندر کے پوجاري جو اُس موقع پر واقع هی جہاں بندهیا چل کا سلسلہ دریاے گنگ کے کنارہ پر پهنچا هی فخریہ کہا کرتے تهے کہ دیبي پر اس کثرت سے جاندار چڑهائے جاتے هیں کہ کبهي خون خشک نہیں هونے پاتا هی *

اور سب پرستش کي باتوں میں دیبي کي پوجا دیوتوں کي پوجا سے مختلف نہیں هوتي مگر بعض اوقات ایسے انداز سے کیجاتي هی جس سے هندوؤں کے مذهب پر ایک بڑا احتمال بلکہ اُسکي نہایت حقارت ظاهر هوتي هی اِس قسم کي پرستش سے وہ مخفي دعوتیں همارا مقصود هیں جنکا پادریوں نے اپني تحریر میں اکثر حوالہ دیا هی اور کسي نے آجتک اُنسے اِنکار نہیں کیا یعني اِن دعوتوں میں دیبي کے پوجنیوالوں کا ایک فرقہ خصوص برهمن (و مگر برهمنوں هي پر کچهہ حصر نہیں هی کیونکہ پوجنیوالوں کے اُس فرقے میں هر ایک ذات کے آدمي

† بلیکوتیئر صاحب کي تحقیقات ایشیا کے جلد ۵ صفحہ ۳۷۱

‡ وارڈ صاحب کي هندوؤں کے حالات کي کتاب جلد تیسري صفحہ ۱۲۶

شامل ہوتے ہیں) عورتیں اور مرد جمع ہوکر شراب و کباب کي مجلس کرتے ہیں اور بدکاري کا حظ اوٹھاتے ہیں اُنکي یہہ حرکت زیادہ تر نفرت اور نفرین کے قابل اِس سبب سے اور بهي هوتي هی که وہ اُسکو مذهب کي آڑ میں کرتے هیں لیکن یہہ جلسہ نہایت کم شاذ و نادر وقوع میں آتا هی اور جہاں کہیں کبهي هوتا هی تو نہایت پوشیدہ اور پردہ میں هوتا هی مگر اچھے پکے هندو بهي اس برے رسم سے آگاہ هوکر اُس فرقہ سے کچھہ نفرت نہیں کرتے دیبي کے اِن معتقدوں کے سوا دیبي کي پرستش نکرنیوالے بعض قسم کے سادهوؤں میں سے ایسے سادہ بهي هوتے هیں جو اپنے آپ کو مذهبي اُمور سے غیر مکلف سمجھتے هیں اور جانتے هیں که هم جو جي چاهے سو کریں همسے کسي طرح کا مواخذہ نہوگا ان هي لوگوں سے هندوؤں کے مذهب کو بٹہ لگتا هی اور اس سے بهي اِنکار نہیں هوسکتا که اُنکے دیوتوں کے حالات میں کہیں کہیں عیاشي اور نفسانیت کا رنگ ڈھنگ پایا جاتا هی جو خاص خاص میلوں اور دیوتوں اور مندروں اور کتابوں سے خصوصیت رکھتا هی هر شخص کو علي‌العموم معلوم نہیں هوتا چنانچہ ایک غیر شخص برسوں تک هندوؤں میں رهکر اُنکے جلسوں اور مذهبي رسموں میں آمد و شد رکھنے پر بهي کسیطرح کي کسافت اور نجاست اُنمیں هرگز ندیکھے گا مردوں اور عورتوں کے ملنے جلنے بیٹھنے اوٹھنے میں جو کچھہ ادب اور قاعدے کي پابندي هندوؤں میں هی وہ عقل میں نہیں آسکتي اور اهل یورپ کے قیاس سے باهر هی *

بشن اور اُنکے اوتاروں کا بیان

بشن کي شبیہہ ایک خوبصورت سلیم اور حلیم طبع جوان آدمي کي سي جسکے تمام جسم کا رنگ نیلا اور اگلے زمانہ کے راجاؤں کا سا لباس هوتا هی بناتے هیں علاوہ اِسکے بشن کي تصویر اُنکے دس اوتاروں کي صورتوں میں بهي بناتے هیں جنکا بیان هم اِس نظر سے کرتے هیں که هندوؤں کے قصہ بنانے کي ذهانت معلوم هو جاوے *

پہلا اوتار مچھلی کا ہے جس سے بیدوں کا دوبارہ لوگوں تک پہونچانا مقصود تھا کیونکہ اُنکو ایک دیو پانی کے طوفان میں بہا کر لیگیا تھا اور دوسرا سؤر کا اوتار جسنے تمام دنیا کو جبکہ وہ سمندر کی تہہ میں بیٹھہ گئی تھی اپنے دانتوں پر اوبھار لیا تیسرا کچھوہ کا اوتار جسنے ایک بڑے پہاڑ کو سہارا دیا جسکی کہانی نہایت مشہور ہی چوتھا اوتار زیادہ‌تر انسان کی بھلائی سے تعلق رکھتا ہی چنانچہ ایک ظالم کافر (ہرناکش) اپنے بیٹے (پہلاد) کو بشن کا معتقد ہونے کے سبب سے قتل کرنا چاھتا تھا آخری وقت پر اُس ظالم نے اپنے بیٹے سے اُسکے اُس عزیز معبود کی تحقیر کرکے جو ہر جگہہ ہردم موجود رہتا ہی مکان کے ایک ستون کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ آیا وہ اس ستون میں بھی ہی جسکے جواب میں اُسنے کہا کہ ہاں اس میں بھی ہی یہہ سنکر ہرناکش پیچ تاب کھاکر اُسکے قتل کا حکم دینے ہی کو تھا کہ یک بیک وہ ستون شق ہوگیا اور بشن ایک ایسی مہیب صورت بنائے باہر آئی کہ سارا جسم تو آدمی کاسا اور سر اور پنجے شیر کے سے تھے نکلتے ہی اُس ظالم کو چیر پھاڑ کر پارچہ پارچہ کرڈالا پانچواں اوتار یہہ ہی کہ ایک راجہ نے بہت سے جگ اور بلدان اور ریاضتیں کرنے سے تمام دیوتوں کو مجبور کرکے زمین اور سمندر پر قبضہ کرلیا تھا اور تمام دیوتوں کو فکر و اندیشہ تھا کہ ابکی بار آخر جگ یا بلدان ادا کرنے کے بعد آسمان بھی اُسکے قبضہ میں آجاویگا آخرکار بشن نے ایک برھمن کے لڑکے کی صورت میں اوتار لیا اور اُس راجہ سے اپنے تین قدم بھر زمین مانگی راجہ نے اُسکے چھوٹے قد کو دیکھہ‌کر اور اس سوال پر مسکرا کر اجازت دیدی بشن نے پہلے قدم میں تو تمام زمین اور دوسرے قدم میں سارا سمندر گھیر لیا اب تیسرا قدم بھرنا باقی رہا اور راجہ بچن ہار چکا تھا اِسلیئے اُسکو نرگ میں رہنے پر راضی کرکے تیسرے قدم کا بچن معاف کیا چھٹا پرسرام اوتار ہی جو ایک نہایت جری اور بہادر برھمن کا روپ تھا اِسنے تمام چھتریوں کی نسل کو نیست

و نابود کردیا ساتواں رام اوتار هی آتهواں بالارام اوتار یهه بهي ایک اوس صاحب جرأت اور شجاع اور بهادر تها اسنے راچهسوں سے دهرتي کو چهڑایا هی نواں بده اوتار یهه ایک جهوٹے مذهب کا تعلیم کرنے والا تها جسکے روپ میں بشن نے دیوتوں کے دشمنوں کو فریب دینے کے لیئے اوتار لیا تها یهه جو کها گیا هی که یهه اوتار جهوٹے مذهب کي تعلیم کرنے والا اور دیوتوں کے دشمنوں کو بهکانے والا تها اس جهوٹے مذهب سے بده کا مذهب سمجها جاتا هی کیونکه بده مذهب والے برهمنوں کے دشمن اور صریح مخالف هیں دسواں اوتار ابهي نهیں هوا یهه آینده هونے والا هی بشن کے اوتاروں میں رام اور کرشن اوتار (یهه کرشن اوتار اُن دس اوتاروں میں شامل نهیں هیں) نے ایسي عظمت اور شهرت حاصل کي هی که باقي اور سب اوتاروں کي گرم بازاري جاتي رهي کم سے کم شمالي هندوستان میں اِن دونوں اوتاروں نے کچهه صرف اپني اصل یعني بشن پر هي پرده نهیں ڈالا بلکه سواے شب اور سورج اور گنیش کے تمام اُن اور دیوتوں کي پرستش پر جو اُصول دین میں داخل هیں اُنکي پوجا بڑهگئي هی † *

رام کا بیان

رام جنکو اُنکي مدح کرنے والوں نے اپني خام خیالي سے عین بشن تصور کیا اودهه کے راجه تهے صرف یهي ایک ایسے شخص هیں جنکے افعال هندوؤں کي روایتوں میں کچهه کچهه تاریخانه پائی جاتی هیں مشهور هی که اُنهوں نے اول اپنے باپ (راجه جسرته) کي سلطنت میں سے خارج هوکر کئي برس تک ایک جنگل میں بنو باس کیا اور اُنکي راني سیتا کو راون راچهس اوٹها لیگیا رام نے اپني راني کے لیئے فوج فراهم کرکے دکهن کي راه لي اور جزیره لنکا میں گهس گئے جسکا راجه وهي راون راچهس تها

† کالبروک صاحب کي کتاب تحقیقات حالات ایشیا کي جلد ۷ صفحه ۲۸۰ اور اسي کتاب کي جلد ۱۶ صفحه ۳ و ۲۰ میں ولسن صاحب کا قول ملاحظه کرو *

اور اُس سیتا کے ستانے والے پر کامل فتح حاصل کرنے کے بعد سیتا کو دوبارہ پایا اُس مہم میں رام کے معاون بندروں کي فوج ہنومان جي کے زیر حکومت تھي جنکي صورت اکثر مندروں میں بني ہوئي ہوتي ہی اور دکھن میں اُسکي پوجا اُسیقدر کثرت سے ہوتي ہی جسقدر رام یا کسي اور نامي دیوتے کي ہوني چاہیئے مگر رام کا انجام اچھا نہوا کیونکہ اُنکي غفلت سے اُنکے بھائي لچھمن کي جنہوں نے ہرایک خطرہ میں رام کے ساتھہ جان لڑائي تھي جان گئي اور رام نے اپني غفلت کي حرکت پر مطلع ہوکر بھائي کے فراق کے رنج میں آپکو دریا میں غرق کیا اور بقول ہندوؤں کے ذات باري میں پھر شامل ہوگئے لیکن اُنکي علحدہ پرستش ہونے سے ثابت ہوتا هي کہ اب بھي اُنکا وجود علحدہ قایم ہے رام کي اصلي صورت کي شبیہہ بناتے ہیں جسکي علےالعموم پرستش ہوتي هی *

کرشن کا بیان

رام کي پرستش سے بہت زیادہ اِن دوسرے فاني شخص کي جنمیں دیوتاونکي صفتیں ماني ہیں پوجا ہوتي هی جو نہ بشن کے دس اوتاروں میں شامل ہیں نہ اُنکا راجہ یا نتحیاب ہونے کا کوئي دعوے قایم ہوسکتا ہے شہر متھرا کے راج بنس میں کرشن پیدا ہوئے لیکن ایک گوالیئے نے جو اُسي شہر کے نواح میں رہتا تھا ایک ظالم (راجہ کنس) کے پنجہ ظلم سے بچاکر اُنکي پرورش کي † کرشن کے اس زمانہ یعني بچپن کے وقت کا ہندوؤں کي طبیعتوں پر غایت درجہ کا اثر ہوا هی وہ کرشن کے بالے پن کي حرکات و سکنات مثل دودہ چر رانے اور سانپوں کے مار نے کي تہوار رچانے سے کبھي سیر نہیں ہوتے اور ہندوؤں میں ایک بہت بڑا فرقہ کرشن کو خالق مطلق سمجھہ کر بالي پن کي صورت میں اُنکي پرستش کرتا هی اسیطرح کرشن کي جواني کا عالم جو اُنہوں نے گوپیوں کے ساتھہ ناچ رنگ کھیل کود بانسري بجانے میں بسر کیا اُنکي پرستش کرنے والي عورتوں میں ایک جوش خروش پیدا کرتا هی کرشن پر کچھہ گوالنیں

† ٹاڈ صاحب کي کتاب راجستان کي جلد ایک صفحہ ۵۳۳

هي فریفتہ نہ تھیں بلکہ تمام هندوستان کي امیر زادیاں اور رانیاں جو اُنکا حسن و جمال دیکھتي تھیں مایل اور شیفتہ هوجاتي تھیں † *

چوں جوں کرشن کي عمر زیادہ هوتي گئي ویسے هي کار نمایاں اُنسے ظہور میں آتے گئے علاوہ اور کاموں کے کرشن نے ایک ظالم مذکور یعني کنس کو مغلوب کیا اور اُسکي سلطنت پر قبضہ کرلیا لیکن غیر ملک کے دشمنوں سے تنگ هوکر اپني دارالسلطنت گجرات ‡ میں مقرر کي اور بعد اُسکے اُنھوں نے پانڈوں کے خاندان کي اُس لڑائي میں جو پانڈوں اور کوروں میں هستناپور کي سلطنت پر هوئي تھي اعانت کي § لوگ خیال کرتے هیں کہ هستنا پور دهلي کے شمال و مشرق میں اُس مقام سے چالیس میل کے فاصلہ پر واقع تھا جہاں گنگا هندوستان خاص میں داخل هوئي هی *

اس لڑائي کا بیان مہابھارت نام هندوؤں کي ایک نہایت عمدہ نظم کتاب میں جو بطور جنگ نامہ کے هی لکھا هی اور اُسمیں سب سے زیادہ بڑھ کر شجاعت اور دلاوري کرشن جي کي بیان کي هی اِس لڑائي میں پانڈوں کي فتح هوئي اور کرشن جي اپني راجدهاني کو گجرات میں واپس آئے اُنکا انجام بھي اچھا نہوا کیوں کہ تھوڑے هي دنوں بعد وہ اپنے ملکي جھگڑوں میں پھنس گئے اور اتفاق سے ایک شکاري کے تیر سے جو ایک جھاڑي پر نشانہ لگاتا تھا مارے گئے || *

---

† دیکھو سرجونس صاحب کي تحریر کو جو ایشیا کے حالات کي کتاب کي جلد ایک صفحہ ۲۵۹ اور جي دیوا کے راگ کے ترجمہ کو کہ وہ هندوؤں کي دیہاتي نظم کا ایک عمدہ نمونہ هی جلد ۳ صفحہ ۱۸۵ کتاب مذکور بھي ملاحظہ کرو

‡ دیکھو خلاصہ مہابھارت وارڈ صاحب کي هندوؤنکي کتاب جلد ۳ صفحہ ۱۴۸ اور پروفسر ولسن صاحب کي تحریر کتاب حالات ایشیا کي جلد ۱۵ صفحہ ۱۰۱ میں اور کرنل ولفورڈ صاحب کي تحریر کتاب مذکورۂ بالا کي جلد ۲ صفحہ ۵۰۸ میں

§ دیکھو وارڈ صاحب کي کتاب جلد ۳ صفحہ ۱۴۸ *

|| ٹاڈ صاحب نے اپني کتاب راجستان کے جلد ایک صفحہ ۵۰ میں بحوالہ کسي هندوستاني تاریخ کے لکھا هی *

هندو اپنے تمام دیوتوں میں سے کرشن جی کی نہایت تعظیم و تکریم قدر منزلت کرتے ہیں اُن فرقوں میں سے جو اور سب دیوتوں کو چھوڑ کر بشن کو هي مانتے ہیں ایک فرقه صرف رام کي هي پوجا کرتا هی اگرچه اس فرقه میں بڑي قدر و منزلت کے لوگ جنمیں سے اکثر مذهبی محقق اور تپشیا کرنے والی ہیں مگر اُنکي تعداد اور شہرت بشن کے اس فرقه کي به نسبت بہت هي تھوڑي هي جو صرف کرشن جي کي هي پرستش کرتا هی اس فرقه میں تمام دولتمند اور عیاش اور قریب سب کے سب عورتوں کے اور هر درجه کے بہت سے آدمي شامل ہیں † کرشن جي کے بہت سے معتقد اس بات کي بحث کرتے ہیں که کرشن جي بشن کا اوتار هي نہیں بلکه خود بشن ہیں اور وهي تمام مخلوق کے ایسے خالق ہیں جو ابد سے هے اور ازل تک رهیگا ‡ بشن کے بڑے مشہور اور نامي اوتار تو صرف دس هي ہیں مگر اِنکے علاوه اور بہت سے اوتار بهي جلکا کتابوں میں بهي ذکر هی هوئے ہیں اور اور اوتاروں کے سبب سے جو خاص خاص مقاموں کے سدھ سنتهه اور سورما هوئے ہیں اور اُنکے معتقدوں نے اُنکو دیوتا مانا هی بشن کے اوتاروں کي تعداد اور بهي بڑھجاتي هی *

اِس قسم کي بیتیدي اور دیوتوں کے ساتهه بهي برتي گئي هی یعني هندوؤں نے اور دیوتوں کي تعداد کي بهي کوئي حد نہیں رهنے دي چنانچه کن دوبا جو مرهٹوں کا بہت بڑا دیوتا هی جسکي صورت ایک مسلح سوار کي سي بناتے ہیں شب جي کا اوتار هی § مقام چینچور جو قریب شہر پونه کے ایک بستي هی اسمیں برهمنوں کے خاندان کو گنیش جي کے ایک اوتار سے لقب حاصل هوا هی جنمیں سے ایک شخص کي ذات میں الوهیت موروثي سمجهي جاتي هی || *

---

† پروفسر ولسن صاحب کي تحریر تحقیقات ایشیا کے جلد ۱۶ صفحه ۸۵ و ۸۶

‡ پروفسر ولسن صاحب کي تحریر تحقیقات ایشیا کے جلد ۱۶ صفحه ۸۹ وغیره

§ کرت صاحب کي کتاب حالات بمبئي کے جلد ۳ صفحه ۱۹۸

|| کالبروک صاحب کي تحریر کتاب حالات ایشیا کي جلد ۷ صفحه ۲۸۲ اور کپتان مور صاحب کي تحریر اِسي کتاب کي جلد ۷ صفحه ۳۸۱

گانوں میں بھي خاص خاص دیوتے مانے جاتے هیں جو اکثر اوتار بشن یا شب جي یا اُنکي دیبیوں کے هوتي هیں لیکن یهه سب اوتار بشن کے بڑے بڑے اوتاروں خصوصاً رام اور کرشن جي کے مقابله میں محض بے حقیقت سمجھے جاتے هیں *

بشن کي زوجه لچھمي هیں لچھمي کے مندر نہیں هوتے مگر اُنکي بہت سي تعظیم و تکریم دھن دولت مال و متاع کے هونے کے سبب سے کیجاتي هی غالب یهه هی که هندو اُنسے کبھي غافل نهووینگے *

باقي اور دیوتوں کا بیان

اور دیوتوں میں سے سورج اور گنیش جي کي نہایت عام پوجا هوتي هی اِنکے معتقد اور تمام دیوتوں پر اِنکو فوق دیتے هیں اور اُنکي پوجا باقاعده هوتي هی غالباً گنیش جي کے مندر سواے شب جي کے اور دیوتوں کي به نسبت دکھن میں بہت زیاده هیں سورج کي تصویر رتھه میں بناتے هیں وه ایک ایسا چہره هوتا هی جسکے گرد خطوط شعاعي کھچے هوتے هیں اور گنیش جي یا گنپتي جي کي صورت ایسي هوتي هی که سارا جسم تو ایک موٹے اِنسان کا اور سر هاتي کا سا هوتا هی *

منجمله ستره دیوتوں کے جنکو همنے پهلے شمار کیا هی اور اب اُن میں سے آتھه کا بیان کرچکے نو دیوتا جو باقي رهی اُنکا مندر نہیں هوتا البته اگلے وقتوں میں اُنمیں سے بھي اکثر کے مندر هوتے تھے † اِنمیں سے بعضوں کے نام کے سالانه تہوار هوتے هیں جنمیں اُنکي مورت بناکر پوجتے هیں اور پوجا کرنے کے بعد دوسرے روز اُس مورت کو دریا میں بہادیتے هیں اور بعضوں کا صرف نام هي جپاجاتاهی ‡ معلوم ایسا هوتا هی که اگلے وقتوں میں اب کي به نسبت اندر دیوتا کو بہت مانتے تھے جنکو بیکنٹھ کا حاکم اور دیوتوں کا راجه سمجھا جاتا هی اور حالات ایشیا کے ایک

---

† پرو فسر ولسن صاحب کي تحریر کتاب حالات ایشیا کي جلد ۱۶ صفحه ۲۰

‡ وارڈ صاحب کي هندوؤں کے حالات کي کتاب کي جلد ۳ صفحه ۲۸ وغیره

مشہور تحقیق کرنے والی یعنے جون صاحب نے راجہ اندر کو هندوؤں کا جو پتر قرار دیا هی مگر اس زمانه میں اُنکي بہت کم پرستش هوتي هی *

کام دیو کا بھي ایسا هي حال هی کچھه اُسکي بھي گرم بازاري نہیں هی هندوؤں کے تمام دیوتوں میں سے یہه دیوتا نہایت مرغوب اور پسندیدہ هی اس دیوتے کي اصلیت جیسیکه اهل یورپ تجویز کرسکتے تھی بالکل ویسي هي هی یہه دیوتا اپني دایمي جواني اور بیزوال کامل درجه کے حسن و جمال کے سبب انسانوں اور دیوتوں پر غرض که دونوں پر تسلط رکھتا هی برهما بشن بلکه نکر مند دیوتا شب جي بھي کام دیو کي پھولوں دار کمان کے اُن تیروں کے گھایل هیں جنکي بوریاں کلیوں کي هیں اُسکے مندروں اور کنجوں کا تذکرہ قدیم زمانه کي کہانیوں اور نظموں اور سانگوں میں بڑي شان و شوکت سے هوا هی † اس سے بھي لوگ ویسی هي غافل هوگئی هیں جیسیکه باقي نودیوتوں میں سے یاما دیوتا کی سوا اورونسی غفلت کرتے هیں یاما دیوتا کو سمجھتے هیں که آدمي کا مرنے کے بعد حساب کتاب اور نیاؤ یہي دیوتا کرتا هی اور اسي سبب سے اُس سے بہت سا خوف کہاتے هیں *

اِن سب دیوتوں کے علحدہ علحدہ بیکنتھه جمیع نعمتوں سے معمور سونے چاندي اور جواهرات سے جگمگاتی هوئي اور هر ایک دیوتا کے خادم اور کار پرداز جدا جدا موجود هیں *

اندر دیوتا کي بیکنتھه کا حال به نسبت اور دیوتوں کے بیکنتھه کے مفصل بیان هی یعنے علاوہ سونے چاندي کے محلوں کے جنمیں بہت قیمتي جواهرات جڑي هوئے هیں بہت سي نہریں اور طرح طرح کے درخت اور چمن اور انواع انواع کے پھول کہلی هوئے هیں اور اُس بیکنتھه کے بیچا بیچ میں ایک ایسا خوشبو دار درخت هی جسکي خوشبو تمام بیکنتھه

---

† پرور نسر ولسن صاحب کي کتاب حالات ایشیا کي جلد ۱۶ صفحه ۴۰ *

میں پھیل رهي هی اور آفتاب سے بھي زیادہ چمکدار روشني سے منور هی اور حور غلمان اُس میں انبوہ کے انبوہ هیں اور کئي قسم کے فرشتہ اُن بیکنتھہ باشیوں کي خدمت میں حاضر رهتے هیں جو هروقت رقص و سرود ناے و نوش عیش و عشرت میں سرشار رهتے هیں *

اچھي بري ارواحوں کا بیان

علاوہ فرشتوں اور نیک خو جنوں کے جو مختلف بیکنتھوں میں رهتے هیں بہت سي اور قسم کي روحیں بھي هیں جو مخلوقات میں پھیلي هوئیں هیں *

(سور بیر) اُن دیوتوں کي قسم هی جو اپني ورثہ یعني بیکھنتہ سے محروم کئي گئي هیں اور تاریکي میں اُنکو ڈالدیا گیا هی مگر مخالفوں سے مدت سے ورثہ کي بابت لڑ جھگڑ رهی هیں اور یونانیوں کے دیوتوں ٹائیٹنز سے † بہت مشابہت رکھتے هیں *

(دیت) دیوؤں کي قسم هیں اور تعداد اُنکي اُستدر هی کہ اُنہوں نے دیوتوں سے لڑنے کے لیئے لشکر فراهم کیئے اور لڑے *

(راچھس) بھي بڑے بڑے قد والی اور بڑے موذي هوتے هیں اور (پسیچ) بھي اسي قسم میں سے هیں اگرچہ قوت میں شاید اُن سے کمتر هیں اور (بھوت) سب سے ذلیل اور بري ارواح هوتے هیں اور بھوت وہ روحیں هیں جنسے انگریز بچوں کو ڈراتے هیں لیکن هندوستان میں هر فرقہ کے لوگ هر زمانہ میں اُنکو ایک قسم کي مخلوق سمجھتے رهی هیں *

بیشمار دیوتوں کا بیان اب بھي باقي هی اگرچہ وہ دیوتے عام طور پر نہیں مانے جاتے مگر جداگانہ خاص خاص ضلعوں میں مانے جاتے هیں اور اُن کي پرستش کے جواز سے کبھي کبھي برهمن انکار کرتے هیں بہہ دیوتے

---

† یوناني بہشت اور زمین کي اولاد خیال میں قایم کرکے اُنکو ٹائیٹنز دیوتے کہتی تھے اور بیبل کے پرراني ایڈن ترجمہ میں ٹائیٹنز سے دیو مراد هیں *

گانوؤں کے دیوتے ھیں اور ھرگانوں دو یا تین دیوتوں کو بطور † اپنے خاص محافظ کے پوجتا ھی لیکن بعض اوقات اُن دیوتاؤں سے ایسے ڈرتے ھیں کہ گویا وہ دیوتا گانوں کے دشمن اور اُسکے ستانے والے ھوتے ھیں اور یہہ دیوتا رومیوں کے گھریلو دیوتوں سے مشابہت رکھتے ھیں اور مثل رومیوں کے دیوتوں کے تمام قوم اُنکو خواہ ایسا دیوتا ھونے کے سبب سے جو عموماً تسلیم کیا جاتا ھی یا کسی خا[illegible] اوتار ھونے کے سبب سے دیوتا مانتی ھے لیکن اکثر یہہ دیو مرتبہ دیوتوں کی روحیں ھوتی ھیں جو پاس پروس کے رھنے والوں [illegible] بس جاتی ھیں ان دیوتوں کے مندر یا مورتیں بہت کم ھوتے ھیں [illegible] کا ایک تودہ بناکر اُنکی پوجا کیجاتی ھی ‡ *

یہہ بات ممکن ھی کہ ادنے دیوتوں میں بعضے شودروں کے قدیم دیوتوں میں سے ھوں جو برھمنوں کے مذھب قایم ھونے پر بھی باقی رھی ھوں § *

---

† یہہ آفت ھندوستان کے مسلمانوں میں بھی پھیلی ھی اکثر پرانے قصبوں میں کسی فقیر کو جسکی قبر اُس قصبہ کے نواح میں ھوتی ھی صاحب ولایت ٹھراکر اسکی قبر کی در حقیقت پرستش کرتے ھیں صاحب ولایت سے یہہ مطلب لیتے ھیں کہ یہہ صاحب گویا اس قصبہ کے آباد رکھنے والی اور اُسکے اور وھاں کے باشندوں کے محافظ ھیں (مترجم) *

‡ دیہات کے [illegible]لمان بھی اسیطرح کرتے ھیں اور کبھی کبھی ایک طاق بناکر اُسکو نذر نیاز چڑھاتے ھیں (مترجم) *

§ ڈاکٹر ھملٹن بکانن صاحب نے جبکہ بنگال اور بہار کے بعضے ضلعوں کی پیمایش کی تو اِس مضمون پر بہت سی توجہہ خرچ کی چنانچہ اُنکو دریافت ھوا کہ گانوؤں کے دیوتے عموماً وھاں کے ایسے آدمیوں کی روحیں ھیں جو مظلوم مرے اکثر برھمنوں کی روحیں ھیں جنھوں نے کسی ظالم کو باز رکھنے یا اُسکا انتقام لینے کے واسطے آپکو ھلاک کیا یہہ عبارت ایک قلمی نسخہ میں سے جو لندن میں دفتر ھندوستان میں موجود ھی اور جسمیں سے کسیقدر حصہ مانٹگمری مارٹن صاحب نے مشتہر کیا نقل کیا گیا ھی (گانوں کے مسلمان بھی اکثر اُس ٹھہرائے ھوئی صاحب ولایت کو شہید مردہ کے نام سے پکارتے ھیں) مترجم *

بیان ہندوؤں کے مذہب کی عام خاصیت کا

ہندوؤں کے مذہب کا یہہ احوال بطور ایک نمونہ اور خاکے کے بیان ہوا ہی اور جو مفصل حالات اُس مذہب کے ہیں پڑھنے والی کے دل میں اُنکا ایک خیال پیدا کرنے کے لیئے اُنکے بیشمار دیوتوں کے افسانوں میں سے بعض روایتوں کا بیان کرنا ضرور ہے مثلاً دیوتوں اور بیروں کا سمندر کو امرت نکالنے کے واسطے بلونا اور پھر جنوں کا اپنے شریکوں سے اُس ہاتھہ آئے ہوئے امرت کے چھین لینے میں روحیں کرنا اور ایک سدہ یعنی خدا رسیدہ کی دعا سے گنگا کا بہشت سے اُترنا اور شب جی کے سر پر زور سے گرنا اور اُنکے پیچیدہ لٹوں میں برسوں تک اُسکا چکر کھانا اور پھر آخر کار ایک بڑی ندی بنکر معہ تمام مچھلیوں اور سانپوں اور کچھوؤں اور مگر مچھوں کے جو اُسمیں موجود ہیں زمین پر گر کر بہنا اور گنیش جی کا بغیر باپ کے دیبی پاربتی کی خواہش سے پیدا ہونا اور گنیش جی کا شب جی کے ہاتھہ سے تھوڑی دیر کو اِسطرح پر قتل ہونا کہ پہلے تو اُنہوں نے انکا سر کاٹ ڈالا اور پھر گھبراہٹ اور جلدی میں جو پہلی ہی دفعہ ہاتھی کا سر ملا وہ اصلی سر کی جگہہ لگا دیا ایسے ایسے قصہ اور دیوتوں کے جھگڑے اور عشق و محبت اور رشک و حسد اور آدمیوں اور دیوتوں سے اُنکا لڑنا اور شکست کھانا اور بھاگنا اور قید ہونا اور اپنی خواہشوں کے پورا ہونے کے لیئے کفاروں اور ریاضتوں کا کرنا اور اُنکے ہتیاروں کا بولنا ور اُنکا بہت سے رنگ روپ میں ہوجانا اور ایسے فریب اور دھوکے دینا جنسے اُنہوں نے اُن لوگوں کی عقل کو کھو دیا جنکو وہ دیوتا ضرر پہنچانا چاہتے تھے غرض کہ اِن سب باتوں کا بیان اُن رائیوں کے بخوبی ظاہر کرنے کے لیئے جو مذہب کی نسبت ہندو رکھتے ہیں ضرور ہی لیکن وہ باتیں ایسی بیقدر ہیں کہ وہ اُس کاغذ کی قیمت بھی نہیں رکھتیں جو نکے بیان میں صرف ہو *

اِسبات کا بیان کرنا کافي هی که اِن دیوتاؤں کے گروہ کي عام صفت یہہ هی که اُنمیں نہایت بعید از قیاس اور ایسي باتیں بھري هوئي هیں جنکے آپسمیں کچھہ تعلق اور ربط نہیں هی یونانیوں کے دیوتے اِنسانوں کیصورت پر بنائے گئے تھے اور اُنکو بڑي بڑي قوت اور اختیار اور سامرتھہ یعني هر کام کي طاقت رکھنیوالا سمجھا گیا تھا اور اُنکے کام ایسے هوتے تھے جیسے که اِنسانوں کے کام اُس صورت میں هوتے اگر اُنکے بھي ایسي هي حالت هوتي مگر وہ دیوتا ایک ایسي قدرت و مرتبہ کے ساتھہ کرتے تھے جیسے که کمالیت کے درجہ کے قریب پہنچنے کے قابل هی بر خلاف اِسکے هندوؤں کے دیوتونمیں بھي گو جذبات اِنساني پائے جاتے هیں مگر اُنکي صورت میں همیشه کچھہ نکچھہ هیبت ناک اور خلاف قدرت کي بات هوتي هی اور اُنکے چال چلن میں وحشت اور تلون مزاجي ظاهر هوتي هی اور رنگ اُنکے مختلف هیں کوئي سرخ هوتا هی اور کوئي زرد اور کوئي نیلا اور بعضوں کے بارہ سر اور اکثروں کے چار هاتھہ هیں اور وہ اکثر بلا سبب ناراض هوجاتے هیں اور بلا سبب راضي هوجاتے هیں بعض اوقات تو ایک دیوتا کو اِسقدر قوت هوتي هی که وہ صرف نگاہ هي پھیر کر اپنے دشمنوں کو تباہ کردیتے هیں اور جب چاهتے هیں اُنکو مغلوب کرتے هیں اور کبھي کبھي وہ هي دیوتا اپني مراد بر لانے کو بڑي بڑي فوجیں جمع کرنے پر مجبور هوتے هیں اور اُسپر بھي کامیاب نہیں هوتے † *

تینوں بڑے دیوتوں یعني برهما بشن اور شب کي قوتیں اگرچہ برابر اور غیر محدود هیں لیکن اُن قوتوں کا ایسي نا اِتفاقي سے عمل درآمد هوا هی که ایک تنازعہ میں شب نے برهما کا ایک سر کاٹ ڈالا ‡ اور نه اور دیوتا اُن تینوں دیوتوں کے اور نه وہ تینوں دیوتا آپسمیں ایک دوسریکے کسي

† شب اور جلندرا کا حال کینیڈي صاحب کي تحقیقات کي کتاب کے صفحه ۳۵۲ میں دیکھو

‡ کینیڈي صاحب کي تحقیقات کي کتاب صفحه ۲۹۵ اور واسن صاحب کي تحریر کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱۶ صفحه ۳ کي شرح دیکھو

ترتیب کي بموجب تابع هیں چنانچه اِندر جسکو راجه بیکنتهه کا کهتے هیں اور یونانیوں کے دیوتا جوپٹر † کا همسر بتلاتے هیں کسي اور دیوتے پر کچهه اختیار نهیں رکهتا ایسي ایسي باتوں کا اور اور بیتهنگي باتوں کا سبب کسیقدر یهه معلوم هوتا هی که مختلف فرقے علحده علحده دیوتوں کي تعریف و ثنا اور عظمت کرني چاهتے هیں جو اُنکو جداگانه عزیز هیں لیکن جو که سب پران مستند هیں تو اُن روایتوں کو جنکي بنیاد پران پر هیں هر فرقے کے عام اعتقاد سے علحده کرنا ممکن نهیں با اینهمه هندوؤں کے دیوتوں کي بڑي قداوري اور هیبت ناکي اور عالیشاني اور اُن دیوتوں کے خیالات اور افعال کي اصلي خاصیت اور اُنکے لباس کے خاص طریقوں اور اُس آب و تاب اور زیب و زینت میں جو اُن دیوتوں کے هر چار طرف پائي جاتي هی کچهه ایسي شئ موجود هی جسکا اثر طبعیت پر ضرور هوتا هی *

هندوؤں کے مذهب میں نهایت عجیب بیتهنگي بات وه قوت هی جو بلدان اور مذهبي ریاضتوں میں سمجهي گئي چنانچه بذریعه ریاضت مذکور کے ایک تپیشري یعني عابد چاهی جسپر بلکه دیوتے پر بهي بد دعا سے نهایت سخت عذاب پهونچا سکتا هی اور نهایت بد ذات اور ناخدا شناس آدمي اُنپر ایسا غلبه حاصل کرسکتا هی که جو جي میں آوے اُن سے کام لیوے بلکه اُن کے بیکنتهوں اور خود اُن کو اپنا مطیع کرلی چنانچه اندر ایک برهمن کي بد دعا سے اپنے بیکنتهه سے نکالدیا گیا اور ایک بلي

† جوپٹر کے لفظي معني بهشتي باپ کے هیں اور جو که جوپٹر کو بهشت کا مالک سمجها جاتا تها اِس لیئے تمام آسماني واقعات جیسے بارش اور آندهي اور بجلي اور گرج اُسیکے اختیار میں سمجهي جاتي تهي رومیوں کے اعتقاد کے بموجب جوپٹر کل مخلوقات کا منتظم اور واقعات آینده کا غیب دان تها اِسي سبب سے هر کام کے شروع میں اُسکي اِستعانت چاهي جاتي تهي یهه معلوم هوتا هی که جوپٹر اصل میں رومیوں کا دیوتا تها اور اِن هي اوصاف کے ساتهه یونانیوں کے هاں بهي اُس دیوتا مانا جاتا تها انجام کو یهه دونوں ایک سمجهے گئے

کے جسم میں حلول کرنے پر مجبور ہوا † بلکہ یاما دیوتا کی نسبت بھی جو مردوں کا سخت حساب کتاب اور نیاؤ کرنیوالا هی ایک روایت میں بیان کیا گیا هی کہ اُسکو ایک فعل کی وجہہ سے جو اُسنے بحیثیت اپنے عہدہ کے کیا برهمن کی بد دعا سے غلام کی جون میں آنا پڑا ‡ *

ظاهر هی کہ ایک راجہ کے جگ اور بلدانوں سے تمام دیوتوں کو جو خطرہ اور ضرر پہونچنے کو تھا اُسکے دفعہ کرنے کے واسطے بشن جی نے پانچواں اوتار لیا اور ایک اور راجہ نے تینوں عالم کو حقیقت میں فتح کرلیا اور تمام دیوتوں کو بجز تین اعلی دیوتوں کے بھاگنے اور مختلف جانوروں کی صورت میں اپنے آپ کو چھپانے پر مجبور کیا § اور ایک تیسرا راجہ انسے بھی بڑہ کر رہا کہ اُسنے اِن دیوتوں کو اپنی پرستش کرانے پر مجبور کیا || اِس قسم کی بہت سی مثالیں هیں اِنمیں سے ہمنے صرف چند بیان کیں بلاشبہہ یہہ سب باتیں اس غرض سے ایجاد هوئیں کہ رسومات کی بجاآوری کی خوبیاں ظاهر هوں اور اُس سے برهمنوں کی قدر اور اُنکو فائدہ زیادہ هو لیکن یہہ سب پہلے زمانہ کی روایتیں هیں اور جن خیالات سے کہ لوگ آج کل خداتعالی کی پرستش پر رجوع کرتے هیں وہ خیالات نہیں هیں اگلے زمانہ میں بلدانوں اور ریاضتوں سے جو مقصد حاصل کیئے جاتے تھے وہ اب اعتقاد سے حاصل کیئے جاتے هیں اِس نئے قاعدہ کے پیرو بید پر اور تمام عبادت کے طریقوں پر جنکی اُس میں هدایت اور تاکید هی کچھہ مخفی طور پر حقارت سے نظر نہیں کرتے جو کہ کوئی مذهب اخلاق سے بالکل خالی نہیں هوتا اسلیئے اِس نئے قاعدے کی پیروی کرنے والے پاک صاف طور سے زندگی بسر کرنے

† وارڈ صاحب کی کتاب جلد ۳ صفحہ ۳۱

‡ وارڈ صاحب کی کتاب جلد ۳ صفحہ ۵۸

§ کینیڈی صاحب کی تحقیقات کی کتاب صفحہ ۳۶۸

|| وارڈ صاحب کی کتاب جلد ۳ صفحہ ۷۵

یعني گناہ نکرنے کي تعلیم کرتے ھیں اگرچہ نیک کاموں کي ھدایت نہیں کرتے لیکن جزو اعظم اس نئے مذھب کا یہہ ھی کہ فرقہ کے گورو کے خاص دیوتا پر تمام توکل اور بھروسہ رکھا جاوے اُس دیوتا پر بڑا اعتقاد اور بھروسہ رکھنے سے اور تمام نقص اور قصور دور ھوجاتے ھیں اور بغیر اس توکل اور اعتقاد کے جسپر تمام باتوں کا حصر سمجھا گیا ھی کسي رسوم مذھبي یا قواعد اخلاق پر توجہہ کرنے سے کچھہ حاصل نہیں ھوتا یہہ مذھب بھاگوت گیتا میں بیان اور تعلیم ھوا ھی اور اس کتاب کو کالبروک صاحب اِس مذھب کے فرقہ کي اصول کي کتاب سمجھتے ھیں *

ھندوؤں کے مذھب میں یہہ ایک غیر مترتب بات ھی گو اسي مذھب پر بالکل موقوف نہیں کہ دیوتوں کا زمانۂ حیات معین ھی چنانچہ مدت دراز کے جگ کے اختتام پر دنیا معدوم ھوجاتي ھی اور تریمورت یعني برما بشن مہیش اور تمام اور دیوتے عدم کي راہ لیتے ھیں اور صرف تمام سببوں کا سبب اول یعني خدا تعالے بے انتہا خلا میں باقي رھتا ھی اور بعد مدتوں کے گذر جانے کے خدا تعالی کي قدرت پھر حرکت میں آتي اور تمام مخلوق انسان اور دیوتے سب پھر پیدا ھو جاتے *

کوئي شخص اسبات کو بمشکل یقین کریگا کہ اسقدر جاھلانہ اور طفلانہ کہانیاں جنمیں سے اکثر کا اوپر بیان ھوا نہایت قدیم اور نہایت نصف وحشي زمانوں کي باقیات نہیں ھیں لیکن باوجود اسکے کہ مذھب عیسائي کي اصلیت بہت مقدس اور عمدہ تھي مگر علم کے زوال پکڑنے پر اس مذھب میں بھي ایسے ھي ذلیل اور معیوب باطل خیالات کا داغ لگنے سے باز نہیں رھا اور اسلیئے ھم بھي یقین کرلیں جیسا کہ نہایت آگاہ دل مشرق کے لوگ یقین رکھتے ھیں کہ مذھب ھنود کسي زمانہ میں بہت زیادہ خالص تھا اور تمام اور علموں کے زوال پکڑنے سے یہہ بھي اپني موجودہ حالت میں تنزل کرگیا *

اوپر کے بیانونمیں همنے اور ملکوں کے مذهب کا حواله دینے سے اجتناب کیا هی یهه بات ممکن هی که قدیم حالات کی تحقیق کرنیوالے لوگ اب بهی هندوؤں اور یونانیوں یا مصریوں کے دیوتوں کے درمیان میں کوئی تعلق اصول یا اصلیت کا دریافت کرنے میں کامیاب هوویں لیکن بیرونی حالات اُن قوموں کے دیوتوں کے اِسقدر مختلف هیں که اگر یونانیوں یا مصریوں کے دیوتوں پر حواله کرنے سے کسیطرح اِنمیں اور اُنمیں تعلق ثابت کرنیکا قصد کیا جاوے تو طبیعت بالکل گمراه هوجاویگی *

معاد کا بیان

اب همکو هندوؤں کے اُس عقیده کا کچهه تهوڑا سا بیان کرنا باقی رها جو وه معاد کی نسبت رکهتے هیں اُنکا خاص اور مشهور مسئله اواگون هی لیکن وه یهه اعتقاد بهی رکهتے هیں که حیات کے مختلف درجوں میں سے ایک درجه یهه بهی هی که هر شخص اپنے اپنے اعمال کے موافق بیکنتهوں میں (جنکا بیان هوچکا) هزارها برس تک عیش و عشرت میں رهیگا یا نرکوں یعنی دوزخوں میں (جو هندوؤں کے نزدیک بهشتوں سے بهت زیاده هیں) هزارها برس تک تکلیف اور عذاب سهیگا مگر کوئی شخص گو کیسا هی بد اعمال کیوں نهو انجام بخیر هونیسے مایوس نهیں هوتا چنانچه بد سے بدکردار آدمی اواگون کے سبب سے لوٹ پهیر اور عذاب اور تکلیفیں بهگت کر آخر کار ایک بهتر زندگی اور بیکنتهه میں وه اعلی درجه پاسکتا هی جس سے بڑه کر ممکن نهیں یعنی بهگوان کی ذات میں وصل هوجاتا هی *

هندوؤں کے هاں معاد کے عیش و آرام اور نعمتوں یا رنج و عذاب کا بیان نهایت مبالغه سے شاعرانه کیا گیا هی وه کهتے هیں که جب نیک اور صالح آدمی کی روح جسم سے جدا هوتی هی تووه نهایت خوشنما راستوں میں خوشبودار اور سایه‌دار درختوں کے سایه میں ایسی نهروں پر گذرتی هوئی جنمیں کثرت سے کنول کے پهول کهلے هوتے هیں اِس شان و شوکت سے پاتا

دیوتا کے حضور میں جاتی ہی کہ راہ میں چاروں طرف سے پھولوں کی بوچھار ہوتی ہی ہوا نیکوں کے گن گانے سے گونج جاتی ہی اور فرشتوں کی سریلی آواز کیفیت دیکھاتی ہوتی ہی اور بد کرداروں کی روح کا گذر نہایت تنگ و تاریک اور خوفناک راستوں سے ہوتا ہی اور کبھی جلتے ہوئے ریت اور سخت خاردار پتھروں پر جنسے ہر قدم پر پاؤں زخمی اور لہولہان ہوتے جاتے ہیں ہوتا ہی غرضکہ وہ برہنہ خاک و خون میں آلودہ بھوکا پیاسا خشکی سے زبان پر کانٹے پڑے ہوئے گریہ و زاری چیخ پکار کرتا ہوا ایسی حالت میں کہ چاروں طرف سے بھوبل اور انگارے برستے بھوت پریت ڈراتے دہمکاتے ہیں چلتا بھٹکتا جاتا ہی † جن نرکوں میں ان بدکرداروں کو جانے کا آخرکار حکم ہوتا ہی اُنکی نسبت بھی ایسے ہی کچھہ خیالات ہیں اور اُنکا حال اُس سنجیدگی اور شان و شوکت کے ساتھہ بیان کیا ہی کہ اُسکے سنے سے دوزخ نظر میں پھر جاتی ہی *

اس وعدہ اور وعید کا اثر اخلاق پر

یہہ وعدہ وعید ہمیشہ شخص متوفی کے اچھے برے اعمال سے متعلق ہی مگر زندوں پر اُسکا بہت کچھہ اثر ہوتا ہی اس اعتقاد کا بہت اچھا اثر جو اخلاق کی استعانت کرنے کی قابل ہی اُسکو عبادت کے طریقوں پر توجہہ کرنا اور اعتقاد کو موثر جاننا اور کفارہ ادا کرنے سے گناہوں سے پاک صاف ہوجانے کا یقین کرلینا نہایت ضعیف اور کمزور کرتا ہی *

اور اس مذہب کا اندرونی اثر اُسکے معتقدوں کے حق میں بہ نسبت مذکورہ بالا عیبوں کے اور بھی زیادہ مضر ہی کیونکہ نہایت برے اور باطل توہمات جو اس مذہب میں ہیں اُنکے باعث سے طبیعت عمدہ اور نہایت عالی خیالات کے قابل نہیں رہتی اس مذہب کا قطعی مقصود اس عالم کا عیش و آرام اور انجام کر بھگوان کی ذات میں جذب ہو جانا ہی جس سے بڑے بڑے کاموں کے کرنے اور اُنکے باعث اس عالم سے

† وارڈ صاحب کی کتاب ہندوؤں کے حالات کی جلد ۳ صفحہ ۳۷۳ *

گذر جانے کے بعد اپنی شہرت چھوڑ جانے کا شوق بالکل جاتا رہتا ہی اور علم اور قوانین کے بجاے بھی مذہب سے کام لیئے جانے کے سبب سے علم اُسی درجہ تک ترقی پاکر رہگیا جس درجہ پر اُس زمانہ میں پہونچا تھا جس زمانہ میں ہندو الہام اور مکاشفہ ہونے کا ادعا کرتے ہیں اور لوگوں کے چال چلن طور و طریقہ میں اس مذہب کی مزاحمت سے یہہ خرابی پیش آئی کہ آزاد منش لوگوں کے عالی حوصلگی اور وسیع خیالات نیست و نابود ہوگئے اور انسان بمنزلہ ایک ایسی کل کے ہوگئی جو برابر معمولی کام کیئے جاتی ہی عام قاعدہ ہی کہ جب کسی قوم کے آدمیوں کو آزاد طبع چھوڑ رکھا جاتا ہی تو جن ترقیوں کی ضرورت پیش آتی جاتی ہی وہ خود بخود ہوتی چلی جاتی ہیں اور تھوڑی ہی پشتیں گذرنے کے بعد بغیر معلوم ہونے کسی ایک شخص کی کوشش کے سبب کی سب قوم کے حالات اور عادتیں بدل جاتی ہیں لیکن جبکہ مذہب کی پابندی ہوتی ہی تو ایک ذرا سی نئی بات کرنے کے لیئے ایسی جرات اور محنت درکار ہوتی ہے جیسے کہ ایک صدی کی نئی ایجادوں کے تھوڑی سی دیر میں کرلینے کے لیئے چاہیئے ہندوؤں میں یہہ آفت ہی کہ اگر کوئی شخص اپنی غذا میں بھی ذراسی تبدیلی کرے یا ایسے مذہبی یا ملکی انتظام کے مسئلوں میں سے کسی مسلہ کو مان لے جو اُن مسئلوں کے برخلاف ہو جسکو اُسکے ہمجنسوں نے قایم اور مقرر کیا ہی تو اُسکو اپنے مذہب اور دوست آشناؤں سے ہاتھہ دھونا پڑے *

جس موقع پر مذہب نو ایجاد باتوں کے مزاحمت مین بہت کم کامیاب ہوا ہی وہ صرف اُسکی اپنی ہی ذات ہی اس میں کچھہ شک نہیں کہ علی العموم مذہب کی اصل کو وحی سے مانا جاتا ہی مگر اُسکی ہر ایک شعبہ کی قدر و منزلت متفاوت ہوتی ہی اور یکساں مقاموں کے جداگانہ معنی سمجھے جاتے ہیں ان متنازعہ مسئلوں کے تصفیہ کے لیئے اور مذہبی طریقہ کے یکساں برتاؤ کرانے کے لیئے جو حاکموں کی

کوئي مذهبي کونسل یا کوئي اکیلا بڑا سردار نہیں هی اسلیئے بہت سے ایسے فرقے هوگئے هیں جنکے طریق اور مسائل میں اختلاف هی *

فرقوں کا بیان

ان فرقوں میں سے تین بڑے فرقے هیں ایک شیوائے یعني شب کا معتقد فرقه دوسرا وشنوئي یعني بشن کا معتقد فرقه تیسرا سکتائي یعني وه فرقه جو برهما بشن مهیش کے تریود میں سے کسي ایک کي سکتي یعني قوت فاعلیه یا زوجه کا معتقد هوتا هی *

اِن فرقوں میں سے بہت شاخیں پہوٹ کر بہت سے فرقے هوگئے هیں جو اصل فرقه کے دیوتا کي مختلف صورتوں کے جدا جدا معتقد هوتے هیں اور اُنہوں نے اصل فرقه کے عقاید کے اصول پر اپنے عقیدے اور مسائل قایم کرلیئے هیں مگر سکتائي فرقه کے صرف تین شعبه هوئے هیں جو باهم کچهه زیاده اختلاف نہیں رکہتے اور وه دیبیوں هي کے معتقد هوتے هیں دیبي پاربتي کا معتقد فرقه اسقدر کثرت سے هی که باقي دونوں بڑے دیوتوں کے سکتیوں یا دیبیوں کے معتقد دونوں سکتائي فرقوں کے جمع کرنے سے بهي زیاده رهتا هی *

اِن بڑے تین اصل فرقوں کے علاوه اور چهوٹے چهوٹے فرقے بهي هیں جو سورج اور گنیش کي پرستش کرتے هیں اور اور بهي چهوٹے فرقے ایسے هیں جو بظاهر هندو معلوم هوتے هیں مگر حقیقت میں سواے ایک خدا کي ذات کے ماننے کے کسي دیبي دیوتا وحي و الهام کو قبول نہیں کرتے سکهونکا جنکا بیان آگے آویگا ایک ایسا فرقه قایم هوا هی جس میں ایسي عجیب نئي نئي باتیں هیں که اُنکے سبب سے اُس فرقه کے طریقه کو ایک نیا مذهب کہنا چاهیئے *

یہه خیال نکرنا چاهیئے که هر ایک هندو کسي نه کسي مذکوره بالا فرقه سے تعلق رکهتا هی بلکه وه لوگ جو ایک وسیع طریقه مذهب کي پیروي کرتے هیں اور خاص خاص دیوتوں کي پرستش کرنے کے مخالف

هیں اور بید اور پوران وغیرہ هي سے اپنے مسائل کا استنباط کرتے هیں اُن رسموں کے پابند نہیں هوتے جو بید اور پوران کے علاوہ اور کسي طرح سے قایم هو جاتي هیں اور بڑے پکے هندو هوتے هیں ظاهر هی کہ بہت بڑا فرقہ برهمنوں کا جو آج کل موجود هی وہ اس طریقہ کا پابند هی † لیکن غالباً ایسا معلوم هوتا هی کہ اِن میں سے بھي سواے حکیمانہ مذهب رکھنے والوں کے سب لوگ خاص خاص دیوتوں کے طرفدار هوتے هیں اور برهمنوں سے کم درجہ کي ذاتوں کے اُن لوگوں کي نسبت بھي زیادہ تحقیق اور یقین کے ساتھہ یہي بات کہي جاسکتي جو صرف ضروري فرضوں هي کو دریافت کرنے پر بس نکرکے اور تحقیقاتیں کرتے هیں اهل تحقیق کي راے یہہ هے کہ هندوؤں کے معبودوں میں سے ایسے معبود جنکي پوجا پر عام توجہہ هندوؤں کي هوتي هی وہ بشن کے اوتار هیں اور تمام بنگالہ اور هندوستان خاص میں یہي اوتار لوگوں کے خیال میں سماے رهتے هیں هرچند کہ شب کے مندر اور نشان جابجا علےالعموم پاے جاتے هیں مگر شب کے پوجنے والے بہت هي کم هیں اور اُن کے دلوں میں شب کي عظمت کچھہ تھوڑي سي هوتي هی یہہ معلوم هوتا هی کہ شب جي همیشہ برهمنوں کے فرقہ کے مربي دیوتا رهی هیں عموماً لوگوں کے دلوں میں اُنکي پوجا پتري کا جوش خروش کبھي نہیں هوا ‡ اور اگر کہیں شب کي پرستش کرنےوالا فرقہ کچھہ سر براوردہ بھي هے تب بھي وهاں کے بہت سے لوگ رام اور کرشن جي کی انسانیت کي باتوں اور دلچسپ کاموں کي طرف زیادہتر راغب هوتے هیں رام کي پوجا جمنا کے دونوں کناروں پر اور گنگا کے شمال و مغرب کي طرف بڑے زور و شور سے هوتي هے لیکن کرشن جي کي پرستش کي گنگا کے مشرقي کنارہ § اور وسط هند اور

† پروفسر ولسن صاحب کي تحریر کتاب تحقیقات ایشیا کي جلد ۱۶ صفحہ ۲
‡ پروفسر ولسن صاحب کي تحریر کتاب تحقیقات ایشیا کي جلد ۱۷ صفحہ ۱۶۹
§ ایضاً صفحہ ۵۲

اور مغرب † میں بڑي دھوم دھام ہی لیکن رام کي تعظیم و تکریم ہرجگہہ علی العموم ہوتي ہی یہانتک کہ عام ملاقات کے وقت تمام ہندو بجاے سلام کے رام کا دو بار نام لیتے ہیں سب جگہہ اصلي تین فرقوں میں سے شیوائے فرقہ کے لوگ یعني شب کے ماننے والی بہت زیادہ ہوتے ہیں اور ہرقسم کے لوگوں میں شب کے مان نے والے میسور اور مرہٹوں کے ملک میں کثرت سے ہوتے ہیں اور باقي جنوب میں بشن کے ماننے پھیلے ہوئے ہیں لیکن وہاں بشن کي پوجا کچھہ انساني صورت میں بحیثیت رام اور کرشن کے اوتار کے نہیں ہوتي بلکہ خاص بشن کي پرستش باعتبار حافظ اور حاکم ہونے کل عالموں کے ہوتي ہی ‡ اور سکتائي یعني دیبیوں کے معتقد اوروں میں ملے جلے ہوتے ہیں البتہ کہیں کہیں خاص خاص مقاموں میں کثرت سے بھي ہوتے ہیں بنگالے کے تین چوتھائي آدمي دیبیوں کے ماننے والے ہیں جنمیں سے بہت سے درگا یعني پاربتي کي پرستش کرتے ہیں § *

ان مختلف فرقوں میں اگرچہ کسیقدر باہم تعصب ہی مگر ایسا قوي اور سخت نہیں ہی جو بظاہر کچھہ معلوم ہو چنانچہ اہل یورپ انکے باہمي اختلاف سے جب تک کہ پروفسر ولسن صاحب اور کالبروک صاحب اور بکانن صاحب کي تالیفیں ملاحظہ نکریں بہت کم واقف ہوتے ہیں ہندوؤں میں ہر فرقے کے آدمي اگرچہ پیشاني پر طرح طرح کے ٹیکے اسلیئے لگاتے ہیں کہ انسے ہر فرقہ کا تفاوت ظاہر ہو لیکن اب ان ٹیکوں سے یہہ مراد حاصل نہیں ہوتي کیونکہ وہ ٹیکے جو خاص

† ٹاڈ صاحب کي کتاب راجستان

‡ بکانن صاحب کا قلمي نسخہ جو لندن کے دفتر ہندوستان میں ہی یہہ بشن کے معتقد لوگ یا تو پکے ہندو ہونگے یا رام نوج کے پیرو ہونگے

§ پروفسر ولسن صاحب کي تحریر کتاب تحقیقات ایشیا کي جلد ۱۷ صفحہ ۲۱۳ و ۲۲۱

وضع هندوؤں کي هیں قوم کي علامت سمجھي جاتي هیں کسي خاص فرقه کي نشاني نهیں معلوم هوتي *

جو لوگ کسي فرقه میں شامل هونا چاهتے هیں تو اُنکو اُس فرقه کا گرو کچھه منتر کان میں پھونک کر اپنے فرقه میں ملا لیتا هی جسکے لفظ اکثر گایتري سے ملتے جلتے هوتے هیں جو برهمن ابتدا میں اپنے شاگردوں کو سکھایا کرتے هیں *

فرقوں کي قدامت میں فرق اور اختلاف هی کوئي بهت زیادہ قدیم هی کوئي اُس سے کم اور کوئي اُس سے بھي کم تین دیوتوں اور اُنکي دیبیوں کي پرستش غالباً قدیم سے هوتي چلي آتي هی † لیکن یهه بات بخوبي تحقیق نهیں هی که اِن دیوتوں میں سے ایک پر ایک کو ترقي اور بزرگي دینے کي ابتدا لوگوں میں کب سے شروع هوئي هی جس سے آجکل کے فرقے ممتاز هیں غالب یهه هی که یهه بات به نسبت اُنکي علحدہ علحدہ پرستش هونے کے بهت بعد کو ظهور میں آئي هی *

یهه قریب تحقیق کے هی که اِن مختلف فرقوں کي بنیادیں رام کرشن مختلف اوتاروں کي پرستش کے سبب سنه ۸۰۰ ع کے بعد قائم هوئے هیں ‡ بید کا رواج اوٹھه جانے سے جس سے هندوؤں کا خالص مذهب نکلا هی بیشک بهت سے فرقے هوگئے بید کي بموجب عمل کرنا صرف تین

---

† پروفسر ولسن صاحب نے اپني تحریر کتاب تحقیقات ایشیا کے جلد ۱۷ صفحه ۲۱۸ میں ایک کامل یقین دلانیوالي دلیل اِسبات کي لکھي هی که پاربتي کي پوجا قدیم سے هوتي چلي آئي هی چنانچه ایک مندر اِس دیبي کا کماري دیبي کے نام سے مشهور هی جس سے ثابت هوتا هی که هندوستان کے جنوبي راس کا نام راس کماري اِس مندر کي وجهه سے مشهور هوا جسکا بیان کتاب پرپلس میں جو ایرین نامي یوناني کي تصنیفات سے سمجھي جاتي هی مندرج هی اور یهه کتاب سنه ۲۰۰ ع میں تصنیف هوئي تھي

‡ ایک کتاب میں جسمیں شنکراچار جي کے وقت کے مختلف فرقوں کے مسائل مندرج هیں اِن فرقوں کا کچھه ذکر نهیں هی اور شنکرا چار جي گیارهویں صدي میں گذرا هی

فرقوں پر منحصر کیا گیا تھا جنمیں سے دو بالکل معدوم سمجھے جاتے ہیں اور ایک فرقہ جو باقی ہی وہ اپنے اصلی فرضوں کے ادا کرنے میں حد سے زیادہ قاصر ہوگیا ہی اِن ہی سببوں سے اُس اصلی مسائل کی کتاب کا رواج بالکل جاتا رہا ہی اور مذہبی خیالوں میں جو تبدیلیاں ہوئیں اُنکے مناسبت سے ایک نیا مجموعہ مروج ہوگیا ہی *

اِس حال کے رواج پائے ہوئے مجموعہ میں بھجن اور منتر اور پوجا کے طریقے اور کہیں کہیں بید کے فقرے بھرے ہوئے ہیں جسپر آجکل پوجا پاٹ وغیرہ کا دار مدار ہی † اور اِس مجموعہ کی کیفیت کالبروک صاحب نے اپنے تین جواب مضمونوں میں جو پانچویں اور ساتویں جلد کتاب تحقیقات حالات ایشیا میں چھپی ہیں بخوبی بیان کی ہی اُس مجموعہ میں جسکے کچھہ کچھہ فقرے منو کے مجموعہ میں ہم پاتے ہیں یعنی بید میں اور اِس حال کے رواج پائے ہوئے مجموعہ میں بہ نسبت اُسکے بہت کم اختلاف ہی جو ہمارے قیاس کی بموجب ہونا چاهیئے تھا طہارت اور گایتری کے دھیان گیان کے طول طویل طریقے جو اِس حال کے مجموعہ میں مندرج ہیں وہ اصل بید کے مطابق ہیں اور اگرچہ منو کو اُنکے بیان کرنے کا کوئی موقع نہیں ملا مگر منو کے زمانہ میں بھی اُنکا ہونا ممکن ہی اِس حال کے مجموعہ میں دیوتا اور هندوؤں کے معبود وهی ہیں جو پہلے سے چلے آتے ہیں یعنی پانی ہوا آگ وغیرہ اور اور قدرتی قوتیں البتہ کرشن کا چرچا ایک نئی بات ہی سو اُنکا تذکرہ کہیں کہیں ہی *

علاوہ اور نئے طریقوں کے اِس حال کے مجموعہ میں برهما بشن اور شب کا دھیان گیان اِنسانی صورت تصور کرکے کرنے کی هدایت ہوئی ہی اور اکثر مقاموں میں جہاں بشن کا ذکر کیا ہی وہاں یہہ جملہ نقل کیا ہی کہ بشن نے تین قدم بھرے اور یہہ ایک فقرہ بید کا ہی جس سے پانچویں

† وارڈ صاحب کی هندوؤں کے حالات کی کتاب جلد ۲ صفحہ ۲۱۲

اوتار کیطرف اشارہ ہوتا ہی اسلیے بار بار اِس مجموعہ میں لکھنے سے یہہ غرض معلوم ہوتی ہی کہ بید میں بشن کے اوتاروں کی سندیں بہت ہی کم ہیں کالبروک صاحب نے اپنے جواب مضمونوں میں صرف اُنھیں پانچ رسموں پر جو بطور مذہبی فرض ہندوؤں کے منو کے زمانہ میں پائی جاتی تھیں بحث کی ہی لیکن ایک نئی قسم کی پرستش جسکا منو کے قواعد میں کچھہ مذکور نہیں ہی آجکل ہندوؤں کا ایک بڑا مقدم فرض ٹھہری ہی یعنی یہہ بتوں کی پوجا ہی جنکے روبرو ہر روز بلا ناغہ سجدہ ہوتا ہی پھول پھل چڑھائے جاتے ہیں اور اور پوجا پتری کی باتیں ہوتی ہیں اور خوشبوئیں سلگائی جاتی ہیں اچھے اچھے پکے ہوئے کھانوں کا بھوگ لگایا جاتا ہی بہت سے بتوں کو اُنکے معتقد نفیس نفیس پوشاک پہناتے ہیں عمدہ عمدہ جواہرات زر و زیور سے آراستہ کرتے ہیں غرضکہ تمام آرایشیں جو انسان کیا کرتے ہیں بتوں کی کرتے ہیں *

ہندوؤں کی رسمیں بہت سی ہیں مگر ایسی نہیں ہیں جو دلمیں جگہہ کرسکیں اور اُنکی عبادت اور دعا کے قاعدے جنکا نمونہ کالبروک صاحب کے بیان میں ہی باوجودیکہ عمدہ مضمون بھی دعا کے ہیں بہت ہی بیمزہ اور پھیکے اور دقت طلب ہیں ہر شخص ہر روز اکیلا اپنے گھر میں خواہ کسی مندر میں یا کسی دریا یا تالاب کے کنارہ پر جہاں اُسکا جی لگے پوجا کرتا ہی جسکی تنہائی کے سبب سے اُسکی پوجا پاٹ کا اثر اگر دیکھنیوالوں کے دلوں پر کچھہ نہو تو اُسکا کسیطرح وہ تدارک نہیں ہوسکتا جو اوروں کے شریک ہوکر پوجا کرنے سے ممکن ہی اگرچہ پرستش کا طریقہ بدل گیا ہی مگر اوقات اور موقعے اُسکے وہی ہیں جنکا منو کے مجموعہ میں ہمنے بیان کیا ہی حمل رہنے کے زمانہ سے انسان کے مرنے کے بعد تک وہی رسمیں ہوتی ہیں جو ہوتی چلی آئی ہیں اور ہمیشہ ہر روز ایک ہی طرحکی دعائیں اور بلدان اور چڑھاوے ہوا کرتے ہیں لیکن اُنکے مختصر کرنے میں بہ نسبت منو کے مجموعہ کے گو اُسپر اُسکے زمانہ میں

کچھہ هي کیوں نه عمل کرتا هو بہت زیادہ آزادي اختیار کي گئي هی *
پورا پکا برهمن اِس زمانه میں بھي ایک دن میں چار گھنٹے سے کم پوجا پات میں مصروف نہیں رهتا لیکن اگر دنیادار برهمن هو تو سارے مذهبي فرائض کو آدہ گھنٹه میں بھي ادا کرسکتا هی اور اُس سے کم درجه کے ذات کا آدمي صرف اشنان کرتے وقت اپنے مربي دیوتا کا نام جپنے پر قناعت کرتا هی † *

سادہ سنتوں کے فرقوں کي عظمت کا بیان

سادہ سنتوں کے گروهوں کو فرقوں کے زیادہ هونے سے زیادہ عظمت حاصل هوئي اور اُس عظمت کے باعث سے فرقے زیادہ هوئے غرض که یہه دونوں باتیں باهم ایک دوسرے کے مُعاون هیں هر گروہ سادهوں کا کسي خاص دیوتا کي عبادت کرتا هی اور اُس فرقه کي فخر و عزت اُسي دیوتا کي تعظیم و تکریم پر موقوف هوتي هے اِسلیئے اُس فرقه کے سادہ لوگونکو اسبات کي تعلیم کرتے هیں که همارے دیوتا پر اعتقاد لانا تمہاري خواهشوں کے پورا هونے اور تمہارے گناهوں کے بخشے جانے کا ذریعه هوگا اور علاوہ اِسکے سادہ لوگ اپنے چیلوں سے زندگي بھر ایسي بے عذر اطاعت کے خواستگار هوتے هیں جیسے که بموجب منو کے مجموعه کے برهمن گرو اپنے چیلے سے صرف امتحان ریاضت کے زمانه میں چاهتا تها غرض که یہه سب دست اندازیاں سادہ سنتوں نے برهمنوں کے اختیارات مذهبي پر کي هیں اور انهي کے باعث سے رقابت اور دشمني دونوں گروهوں یعني برهمنوں اور سادہ سنتوں میں هوگئي هی لیکن جو طریقه گوشائیوں نے اختیار کیا هے اُس سے اپنا مطلب نکالنے میں برهمن بھي اپني طرف سے نہیں چوکے چنانچه جس طرح سے گشائیوں نے لوگوں کي هدایت اور تربیت کا طریقه اختیار کیا هی اُسیطرح اُنهوں نے بھي اختیار کیا هی چنانچه فرقه رام

† وارڈ صاحب کي کتاب حالات هنود

نوج کے چوراسي گرو یعني پیشواؤں میں سے اوناسي گرو دنیادار برهمن هیں * †

لوگوں کے اِن گرو یعني پیشواؤں کي قوت هندوؤں کے مذهب کي نهایت عجیب اور طرفه ایجاد هی چنانچه ان گرو یعني پیشواؤں میں سے بهت سے دکهن میں بڑے بڑے کارخانے رکهتے هیں جنکي امداد اُنکے معتقدوں کي طرف سے بذریعه وقف جاگیروں اور روپیه پیسه کے هوتي هی یهه سادہ لوگ اپني آمدني خاصکر خیرات کے کاموں میں صرف کرتے هیں لیکن بهت سي شان اور بهڑک اپنے دورہ کے زمانه میں رکهتے هیں چنانچه اُس زمانه میں اُنکے همراہ هاتهي گهوڑے اور نشان وغیرہ مثل دنیوي سرداروں کے هوتے هیں اور غول کے غول اُنکے چیلوں کے اُنکے ساتهه هوتے هیں اور جن ملکوں میں وہ گذرتے هیں وهاں کے تمام راجه باتي اُنکي عزت کرتے هیں اور ان سادهوں کا کام بهت بڑا هی یعني لوگوں کے اخلاق اور ذات کي حالت کي نگراني کرنے کو دورہ کرتے هیں اور یهه ایک محتسب کا کام اور اختیار اُنکو حاصل هی ‡ *

بدہ اور جین مذهب والوں کا بیان

هندوستان میں دو مذهب اور بهي هیں جو هندؤں کے مذهب سے غیر اور جدا تو معلوم هوتے هیں مگر اُنکا تعلق بهي اُسي مخرج سے معلوم هوتا هی جس سے هندوؤنکا مذهب نکلا هی اور معلوم هوتا هی که قبل رواج ایک بالکل غیر مذهب کے جو مسلمانوں نے جاري کیا هندوستان کے لوگ اِن دونوں مذهبوں کا بهي لحاظ پاس کرتے تهے یهه مذهب بدہ اور جین فرقوں کے مذهب هیں *

یهه دونوں مذهب برهمنوں کے مسایل سے سلیم اور حلیم هونے اور جان پر رحم کهانے اور آواگون اور بدذاتوں کي روحوں کے پاک صاف

† بکانن صاحب کا سیاحت نامه جلد ۱ صفحه ۱۴۳ و جلد ۲ صفحه ۷۴ و ۷۵

‡ بکانن صاحب کا سیاحت نامه جلد ۱ صفحه ۲۱ و دیگر مقامات

هونے کے لیئے مختلف دوزخوں اور نیک آدمي کي روحوں کي آسایش اور آرام کے بیکنٹهوں پر اعتقاد رکهنے میں مشابهه هیں اور تینوں مذهبوں کا بڑا مقصد روح کو ایک کامل سکون اور قرار کي حالت کا آخرکار حاصل هونا هی اور همارے نزدیک روح کي اس حالت میں اور معدوم هو جانے میں بهت کم فرق هی اور اس کے حاصل کرنے کے لیئے جو ذریعے عمل میں لائے گئے هیں وہ ان سب مذهبوں میں رنجوں اور سختیوں کا اُٹهانا اور دنیا کے فکروں اور حاجتوں سے اور انسانیت کي باتوں سے جدا هو جانا هی هندوؤں کے مذهب اور ان دونوں مذهبوں میں جسقدر حیرت انگیز مشابهه باتیں پائي جاتي هیں اُسیقدر اُنکے اختلاف بهي علی الخصوص بدہ مذهب میں حیرت افزا هیں *

بدہ مذهب والوں کا بیان

بدہ مذهب کے فرقوں میں نهایت قدیم فرقه خداتعالی کے وجود کا منکر هی اور جو فرقے اس مذهب کے خدا تعالی کے وجود کو تسلیم کرتے هیں وہ اسکو عالموں کا خالق یا حاکم نهیں کهتے *

اُس قدیم فرقه کے اعتقاد کے بموجب جو خدا کے وجود کے منکر هے بجز مادہ کے جو ازل سے ابد تک رهیگا اور کوئي شی وجود نهیں رکهتي اور مادہ میں ترتیب اور انتظام کي قوت ذاتي هی اور اگرچه دنیا وقتاً فوقتاً معدوم هو جاتي هی مگر مادہ کي یهه قوت اُسکو تهوڑي مدت میں بحال کرلیتي هی اور بے هدایت کسي دوسرے فاعل کے زوال اور پیدایش مکرر کي طرف همیشه جاري اور مایل رکهتي هی

اور موجودات میں سب سے اعلی درجه چند موجودات کو جو بدہ کهلاتے هیں اور انهوں نے اپنے آپ کو اپنے کاموں اور ریاضتوں سے جو حال کي دنیا اور پهلي دنیاؤں میں مدتوں تک آواگون میں رهکر بالکل غیر متحرک اور قرار پذیر رهنے کي حالت کو پهونچایا هی جو بڑي خواهش اور آرزو کي بات سمجهي جاتي هی حاصل هی *

بده مذهب کا وه فرقه جو خدا کے وجود سے منکر هے ان صفتوں میں جو مادہ کے هر جزو میں موجود هیں عقل اور آگاهي اور اراده کو بهي شامل کرتا هی اور دوسرا فرقه اُن صفتوں کي تشریح جو زیاده فهم میں آنے کي قابل † هی اسطرحپر کرتا هی که اُن سب صفتوں کو مجتمع کرکے ایک خاص مجموعه شاید اُسکو علم یا قوت مدرکه سمجها جارے اسطرحپر قایم کرتا هی جس سے وه سب صفتیں ایک تن واحد بن جاویں لیکن یهه مجموعه همیشه حالت سکون و قرار میں رهتا هی یعني اُسکي بلا تحریک اور مرضي کے اُسکي صفتیں یا قوتیں ماده کے باقي حصوں پر عمل کرتي هیں *

قریب قریب اُس اعتقاد کے جسمیں خدا کا وجود مانا گیا هی بعضے بده مذهب والی فرقوں کي یهه راے هی که ایک ایسا وجود ‡ مطلق هی جو ازل سے ابد تک رهیگا اور وه غیر مادي اور علیم اور مختار هی اور اور صفات حمیده بهي رکهتا هی لیکن جیسا که مذکوره بالا فرقه کے اعتقاد میں بیان هوا همیشه قرار اور سکون کي حالت میں رهتا هی اُن لوگوں میں سے جو ایسے خدا کے معتقد هیں ایک گروه تو اسبات کا قایل هی که وه ازل سے ابد تک رهیگا اور وه بذات خود موجود هی لیکن دوسرا گروه ماده کو دوسرا خدا سمجهه کر اُسکا رفیق ٹهہراتا هی اور دنیا کا اصلي خالق ایسے وجود کو سمجهتا هی جو دونو کے اتفاق اور اجتماع سے قایم هی *

لیکن کسي فرقه کے قیاس یا اعتقاد کي روسے خداتعالی بجز اسبات کے اور کوئي فعل نهیں کرتا که اپني مرضي سے وه اپني ذات خاص میں سے پانچ بده اور بقول بعضوں کے سات بده پیدا کرتا هی اور اسیطرحپر اُن بدهوں میں سے پانچ یا سات اور وجود که وه بدهس ساتوا کهلاتے هیں

---

† اس فرقه کا نام براج نیکا هی *

‡ اسکا نام ادهي بدهاے جسکے معنے اوّل عقل یا علم کے هیں *

پیدا هوتے هیں اور هر بدهس ساتوا کو باری باری سے ایک ایک دنیا پیدا کرنے کا کام سپرد کیا جاتا هی *

لیکن بموجب بدهوں کی راے کے آرام اور خوشی اور کمال حاصل هونے کے واسطے سکون و قرار استقدر ضروری هی که جهانتک ممکن هوتا هی بدهس ساتوا کو بهی اپنی مخلوق کی پرورش اور قیام کے کام سے بے تعلق رکها گیا هی بعض خیال باندهنے والے یهه خیال کرتے هیں که هر بدهس ساتوا دنیا کو ایسی قوانین کے بموجب بناتا هی که اُنکی سبب سے اُسکے کام خود بخود جاری رهتے هیں اور بعضوں کا یهه قیاس هی که اُسکو قایم رکهنے کیواسطے کمتر درجه کے نائب مقرر کیئے هیں اور بموجب ایک مسئله کے موجوده دنیا کے بدهس ساتوا نے مشهور هندوؤں کے تریوں کو پیدا کیا اور اُن پر پیدا کرنے اور قایم رکهنے اور غارت کرنے کے کاموں کو چهوڑ رکها هی *

بدهوں کی نسبت جو بذریعه بهت سے اواگون کے بده کے درجه کو پهونچے هیں مختلف رائیں هیں بعضوں کی مثل دهریه فرقه کے جو خدا کا منکر هی یهه راے هی که بده مثل اور انسانوں کے جداگانه قدرتی مخلوق هیں اور اُس حالت قرار اور سکون میں اکر جسکی اُنکو بهت آرزو هوتی هی اُنکا وجود بے تعلق هوجاتا هے یعنی اُنکے خالق کو اُن پر کچهه قابو باقی نهیں رهتا اور بعضے فرقے یهه کهتے هیں که بده هستی مطلق کی ذات میں سے کسی دوسرے بده یا بدهس ساتوا کے ذریعه سے پیدا هوتے هیں اور آخر کار اُنکو یهه جزا نصیب هوتی هی که وه ذات الهی میں جذب هوجاتے هیں *

اس دنیا میں اور اس سے پہلے دنیاؤں میں بهت سے انسانی بده اس قسم کے † هوئے هیں لیکن سات آخر بدهوں کا خاص حال بیان

---

† هاجسن صاحب نے کتاب تحقیقات ایشیا کی جلد ۱۶ صفحه ۴۴۶ میں درجه اول کے ایکسو تیس بدهوں کی فهرست بیان کی هی *

کیا گیا هی اور قطع نظر سب سے پچھلے کا حال بهت مشهور معروف هی اسکا نام گوتاما یا سکهیا تها اُسینے مذهب موجوده کو لوگوں پر ظاهر کیا اور پرستش اور اخلاق کے قاعده قایم کیئے اور اگرچه مدت هوئی که اُسکو برتر وجود حاصل هوگیا مگر اب بهی اُسکو اس دنیا کا مذهبی سردار سمجهتے هیں اور جب تک که وه اپنا پانچهزار برس کا دوره پورا نکرلیگا جو اُسکے لیئے مقرر هی اُسکو رهنماے مذهب سمجهتے رهینگے *

اس قسم کے بدهوں سے کمتر بیحد مختلف درجوں کے بده هیں ظاهرا ان میں ایسے آدمی داخل هیں جنهوں نے اپنی زندگی کو نیم دهرم سے بسر کرکے کمال کے برتر درجوں تک رسائی حاصل کی هی *

علاوه بدهوں کے سلسله کے اور بیشمار آسمانی اور زمینی موجودات هیں اُنمیں سے بعضے تو اصل هیں اور بعضے هندوؤں کے دیوتوں میں سے بلا کسی تبدیلے کے لیلی گئی هیں † اور مختلف ملکوں کے بده مذهب کے لوگ بهت سی باتوں کا آپسمیں اختلاف رکهتے هیں مثلاً نیپال کے بده هندوؤں کے خیالات باطل میں نهایت مبتلا هیں گو ملک چین میں مذهب کی عام خاصیت صاف صاف هندوؤں کے مذهب کی سی هی

† هاکسن صاحب نے کتاب تحقیقات ایشیا کی جلد ۱۶ صفحه ۴۳۵ لغایت ۴۴۵ میں جو کامل اور بهت صاف بیان بده مذهب کا کیا هی اُسی بیان میں سے همنے مسائل مذکوره بالا نقل کیئے هیں لیکن صاحب موصوف کے دلائل اور اور کاغذ جو لنڈن کی شاهی ایشیا تک سوسیئٹی کے حالات کی کتاب اور ایشیا تک سوسیئٹی کلکته کے روز نامچه میں مندرج هیں اور نیز ایبل رموست صاحب کے کاغذات مشموله روز نامچه سوانز سنه ۱۸۳۱ ع اور روز نامچه ایشیاٹک سنه مذکور اور کاغذات کاسمادی کورس صاحب مندرجه روز نامچه اشیاٹک سوسئیٹی کلکته اور کاغذات جائین ول اور میجر مهونی صاحب مطبوعه تحقیقات ایشیا کی کتاب جلد ۷ اور پروفسر ولسن صاحب کی رائیونکو جو اُنکی تاریخ کشمیر مشموله کتاب تحقیقات ایشیا کی جلد ۱۶ میں هیں اور صاحب موصوف نے جو حالات فرقه جین کے کتاب مذکور کی جلد ۱۷ میں اور نیز بدهوں کے پوجاریوں کے جوابوں کو جو مقام یوفام کی مقدس اور تاریخانه کتب لنکا کے جلد ۳ میں مندرج هیں مطالعه کیا هی

بدھوں کا خدا اور وحي کو ماننے والا فرقه نیپال میں پھیلا ہوا ہی † اور دھرم فرقه لنکا میں کمال پکڑے ہوئي هی ‡ *

ایول ریمرست صاحب خیال کرتے هیں که ملک چین میں خدا اور وحي کو نه ماننے والے لوگ عوام‌الناس هیں اور خدا اور وحي کو ماننے والے خاص خاص لوگ هیں § *

بده لوگ برهمنوں سے بهت سي اور باتوں میں بهي اختلاف رکھتے هیں چنانچه بید اور پوران کي سند سے وہ انکار کرتے هیں اور کوئي ذات نهیں رکھتی پرچاري لوگ هردرجه کے لوگوں میں سے هوتے هیں اور هندوؤں کے پرچاریوں کي نسبت یورپ کے درویشوں سے زیاده تر مشابهت رکھتے هیں چنانچه وہ دهرم شالوں میں رهتے هیں اور همیشه زرد پوشاک پهنتے اور برهنه پا اور سر اور ڈاڑهي مونڈائے رهتی هیں اور اپنی مندر میں جمع هو کر با قاعده پرستش کرتے هیں اور سواریاں نکالنے اور بهجن گانے اور خوشبوئیں جلانے اور شمع روشن کرنے میں – رومن کیتهلک کے گرجوں کے پیرووں سے بهت مناسبت رکھتے هیں || *

جیسي کچھه که خرد مختاري اور بیقیدي هندوؤں کے ساده سنتوں کو هوتي هی ویسي ان لوگوں کو حاصل نهیں هوتي وہ مجرد رهنے کو از بس پسند کرتے اور نفساني لذتوں سے اجتناب کرتے هیں †† اور وه سب ایک مکان میں ایک ساتهه بالاتفاق کهانا کهاتے هیں اور ایک خاص

---

† بقول هاڈسن صاحب

‡ جو سوالات مقام پونام کے کتب خانه کي جلد ۳ میں مندرج هیں اُنکے جوابوں کو ملاحظه کرو تو اُس کتاب میں تاریخانه تحریروں کي حالت کچھه هي کیوں نهو میري راے میں وہ جواب معتبر هیں

§ روز نامچه ساینس پانچ نومبر سنه ۱۸۳۱ ع

|| تحریر ڈیوس صاحب کي کتاب حالات ایشیا شاهي ایشیاٹک سوسائٹي کي جلد ۲ صفحه ۱[illegible] اور ٹرنر صاحب کي تاریخ تبت

†† روز نامچه رایل ایشیاٹک سوسائٹي جلد ۳ صفحه ۲۴۲ *

وضع پر سوتے هیں اور اُنمیں سے کسیکو سواے آٹھویں دن کے جسمیں وہ اشنان کو جاتے هیں † دهرم شاله سے باهر نکلنے کي اجازت نهیں هوتي مگر کچهه تهوڑي دیر کے واسطے بعض بعض اُنمیں سے سب کے واسطے خوراک بهم پهونچانے کے لیئے هر روز دهرم شاله سے باهر بهیک مانگنے کو نهیں بلکه خیرات لینے کو جاتے هیں کیونکه اُنکو خود سوال کرنے کي اجازت نهیں هی ‡ اور یهه بده مذهب والوں کے پوجاري بجز اُن مندروں کے جو اُنکے دهرم شالوں سے متعلق هوتے هیں اور کهیں پوجا پاٹ نهیں کرتے اور نه اُنمیں دنیاداروں کو آنے کي اجازت هوتي هی دنیاداروں کے مندر اُنکے دهرم شالوں کي حد سے باهر هوتے هیں *

معلوم هوتا هی که ایک زمانه میں عورتوں کے دهرم شالے بهي علی العموم هوتے تهے *

بده مذهب والے هر ایک ذي روح کی جان کي برهمنوں سے بهي زیاده تر احتیاط کرتے هیں چنانچه اُنکے پوجاري اس خیال سے که کوئي چهوٹا سا کیڑه نگل نجاویں دو پهر کے بعد سے کوئي چیز نهیں کهاتے اور آفتاب کے غروب هوجانے سے پاني تک نهیں پیتے اور همیشه ایک جهاڑن پاس رکهتے هیں جس سے جهاں کهیں بیٹهنے کا اراده کریں اول زمین کو جهاڑ بوهار کر صاف کرلیں تاکه کوئي جاندار لاعلمي کي حالت میں اُنکے نیچے کچل نجاوے بعضے یهانتک محتاط هوتے هیں که اپنے منهه پر باریک کپڑه اس خیال سے باندهے رکهتے هیں که کهیں چهوٹے چهوٹے کیڑے اُنکے سانس سے کهنچ کر مر نجاویں § اور برهمنوں نے ایک ظاهري

---

† ڈیوس صاحب کي تحریر مندرجه روز نامچه رایل ایشیاٹک سوسئیٹي جلد ۲ صفحه ۴۹۵ اور نرکس صاحب کي تحریر اسي روز نامچه کے جلد ۳ صفحه ۲۷۷

‡ کپتان مهوني صاحب کي تحریر کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۷ صفحه ۳۲ اور نرکس صاحب کي تحریر روز نامچه رایل ایشیاٹک سوسئیٹي جلد ۳ صفحه ۲۷۷

§ اس مذهب والی دنیادار لوگ تو حیوانکا گوشت بیدهڑک کهاتے هیں اور پوجاري اُس صورت میں گوشت کهانے سے دریغ نهیں کرتے که کسي حیوان کو خاص اُنکے واسطے قتل نکیا هو *

اختلاف اتنا یہہ هی کہ وہ آگ کي تعظیم مطلق نہیں کرتے اور اپنے بزرگوں کے تبرکات کي تعظیم و تکریم کرتے هیں یہہ ایک ایسي بات هی جس کا هندوؤں کے دلمیں گذر نہیں ان تبرکات پر جو چند بال یا کوئي هڈي یا دانت هوتا هی بدہ مذهب والی بڑے بڑے ٹہوس گنبد گول اور کلس دار بناتے هیں یہہ عمارت اُنکے مذهب کي خاص علامت هی *

بدہوں کي مورت سیدهي کہڑي هوئي اور اکثر چار زانو بیٹھي هوئي ایسي بناتے هیں جس سے دهیان گیان میں مستغرق هونا اور نہایت استقلال چہرہ پر ثابت هو اور بالوں کي لٹیں بل کہائي هوئي هوتي هیں علاوہ بہت سے اُن ملکوں کے مندروں اور یادگاروں کے جہاں بدہ مذهب والی اب بهي موجود هیں هندوستان میں بهي اکثر بڑي بڑي عالیشان باقیات اُنکی مندروں اور یادگاروں کي پائي جاتي هیں *

چنانچہ اُن میں سے نہایت عجیب مندر دکہن میں غار والی مندر هیں جو مقام ایلورا میں پہاڑ کاٹ کر بنائے هیں لیکن نہایت عمدہ مندر مقام کارلا میں جو شہر پونہ اور بمبئي کے درمیان میں واقع هی موجود هی یہہ مندر ایسا بلند اور لنبا چوڑا هے اور اُسکي چہت ایسي محرابي اور اُسکے هر پہلو میں بہت سے ستون ایسے هیں کہ اُسکو دیکھنے سے قوم گاتہہ † کے گرجا یاد آتے هیں ‡ بدہ مذهب والے بڑے بڑے کتب خانہ رکہتے هیں جنمیں کتابیں برهمنوں کے ڈهنگ پر هیں اور اُنکے اصول هندوستان سے هي قایم کیئے گئے هیں § اور یہہ کتابیں مختلف ملکوں کي زبانوں

† قوم گاتہہ ایک قدیم نصف وحشي قوم هی جسنے قدیم سلطنت روم کو تباہ کیا هی اور گاتہہ کے گرجا کا ایک طرز عمارت بهي مشہور هی جسمیں نہایت نکیلي محرابیں اور کئي کئي پہلوؤں کے ستون هوتے هیں (مترجم)

‡ هندوؤں اور بدہ مذهب والوں کے فرق اور امتیاز کے حالات اُس جواب مضمون میں سے لیئے گئے هیں جو ارس کاین صاحب نے کتاب حالات بمبئي کي جلد ۳ صفحہ ۵۰۳ میں لکہا هی *

§ هاکسن صاحب کي تحریر کتاب تحقیقات ایشیا کي جلد ۱۶ صفحہ ۴۳۳ اور ڈاکٹر بکانن صاحب کي تحریر کتاب مذکور کي جلد ۶ صفحہ ۱۶۳ و ۲۲۵ اور اور مقامات میں ملاحظہ کرو

میں موجود اور اُن میں سے اکثر زبانوں میں چھاپہ کے فن کے سبب جو اُن میں مدت سے رایج تھا بہت سی مشتہر ہو گئی ہیں *

ہرچند ادعا یہہ کیا گیا ہی کہ شنسکرت اور وہ زبانیں جو شنسکرت سے نکلی ہیں اُنکی مقدس زبانیں تھیں مگر معلوم ایسا ہوتا ہی کہ مگادھا کی پالی زبان میں چھاپ سکیا یا گوتاما نمود ہوا بدھ مذہب والوں کی مذہبی کتابیں علےالعموم لکھی پڑھی جاتی تھیں اور مگادھا ایک قدیم سلطنت گنگا کے کنارہ پر تھی مگر ادعا یہہ کیا گیا ہی کہ شنسکرت اور اُس سے جو زبانیں نکلیں ہیں وہ اُنکی مقدس زبان تھی *

جین مذہب والوں کا بیان

جین مذہب والے بدھ اور برھمنوں کے مذہب کے بیچ بیچ میں متوسط درجہ رکھتے ہیں † بدھ مذہب والوں سے جینوں کو خدا کے وجود سے انکار اور کم سے کم اُسکے بے حس و حرکت اور بیقدرت ہونے کا اقرار اور مادہ کو قدیم ماننے اور ایسے شخصوں کے پوجنے میں جنمیں خدا کی سی صفتیں ٹھہرالی ہوں اور ہر ذیحیات کی جان کا بہت سا لحاظ کرنے اور اُنکی حفاظت کے لیئے بہت احتیاطیں کرنے اور موروثی خاص پوجاری نرکھنے اور بیدوں کو کتاب آسمانی نہ سمجھنے اور بلدان اور آگ کی تعظیم نکرنے میں اتفاق ہی *

اور تمام تعلقات سے علاحدہ ہوکر سکون و قرار کی حالت کو نہایت اعلی درجہ کی راحت سمجھنی اور اُن تمام مسئلوں میں جنمیں بدھ مذہب والے ہندوؤں سے منفق نہیں اتفاق رکھتے ہیں *

اور وہ ہندوؤں سے اور باتوں میں بھی اتفاق رکھتے ہیں مثلاً ذاتوں کا علاحدہ علاحدہ ہونا دکھن اور مغربی ہندوستان کے جینوں میں بڑے زور و

---

† جینوں کا امتیاز بدھ اور برھمنوں سے معلوم کرنے کے لیئے جو علامتیں لیگئی ہیں وہ اُس جواب مضمون میں سے لیگئی ہیں جو ارسکائن صاحب نے کتاب حالات بمبئی کی جلد ۳ صفحہ ۵۰۶ میں لکھا ہی

شودر سے رایج هی اور شمال و مغرب میں جینوں کي کوئي ذات نہیں هی البته جب کوئي جین مذهب والا آدمي هندو هوجاتا هی تو وه هندوؤں کے چاروں ذاتوں میں سے کسي ایک میں شامل هوجاتا هی اور اُسي سے اُسکے خاندان کا سلسله اُس ذات میں قائم هوتا هی اور جینوں هي میں بہت سے فرقے هوتے هیں وه غیر ذات والوں میں شادي نکرنے اور میل جول نرکھنے کی ایسے هي سخت پابند هوتے هیں جیسے که هندوؤں کے چاروں ذاتوں کے لوگ هوتے هیں † *

اگرچه جین مذهب والے بیدوں کو کتاب آسماني نہیں مانتے لیکن اُن سب باتوں میں جو اُنکے مذهب کے مخالف نہیں هیں اُنکو بہت بڑا مستند سمجھتے هیں جین مذهب والے بیدوں پر بہت بڑا اعتراض یہه کرتے هیں که بیدوں میں بلدانوں کي تاکید هی اور خوشبوئیں وغیره جلانے کي هدایت هی جسکے سبب سے اکثر کیڑے پتنگوں کي جانیں اِسطرح سے جاتي هونگي که جلانے والوں کو خبر بهي نهوتي هوگي ‡ هندوؤں کے تمام دیوتوں کو مانتے اور اُنمیں سے بعض کي پوجا بهي کرتے هیں لیکن اپنے بزرگان دین سے جنکو وه اپنا مناسب معبود جانتے هیں اُن دیوتوں کو کمرتبه سمجھتے هیں *

علاوه اِن تمام باتوں کے جو جین مذهب والوں میں بده مذهب والوں یا برهمنوں کي سي هیں اُنکي خاص رائیں اور خیالات سب سے علحده بهي هیں اُنکے نزدیک اُنکے خاص معبود کسیقدر اُنکے ایسے سده هیں جنهوں نے اپني ریاضتوں کے باعث سے دیوتوں پر سبقت حاصل کي هی اور وه بده مذهب والوں کے سدهوں سے صورت اور خصلت میں بہت

† گیلامین صاحب کي تحریر مندرجه روز نامچه رایل ایشیاٹک سوسئیٹي جلد ایک صفحه ۴۱۳ اور کالبروک صاحب کي تحریر اسي روز نامچه کے اُسي جلد کے صفحه ۵۲۹ میں اور بکانن صاحب کي تحریر روزنامچه مذکور کے اُسي جلد کا صفحه ۵۳۱ و ۵۳۲ اور ولسن صاحب کي تحریر کتاب تحقیقات ایشیا کي جلد ۱۷ صفحه ۲۳۹

‡ ولسن صاحب کي تحریر کتاب تحقیقات ایشیا کي جلد ۱۷ صفحه ۲۳۸

کچھہ مشابہہ هیں لیکن حالت اور ناموں میں اُنسے علحدہ هیں اِن سدھوں کو ترتنکر کہتے هیں جو تینوں زمانوں یعني ماضي اور حال اور استقبال کے چوبیس چوبیس مقرر هیں *

اِن ترتنکروں میں سے جنکي بعض مقاموں میں نہایت پرستش هوتي هی ایک رشوبا هی † جو زمانہ حال کے ترتنکروں میں سے اول درجہ رکھتا هی لیکن هر ایک مقام میں علی‌العموم پارس ناتھہ اور مہابیر کي پوجا هوتي هی اور یہہ زمانہ حال کے ترتنکروں میں سے تیئیسویں اور چوبیسویں هیں ‡ بجز تمام اور باقي ترتنکروں کے صرف پارس ناتھہ اور مہابیر کے قد و قامت اور زمانہ حیات کو جو اسقدر مبالغہ سے بیان کیا هی کہ اُسپر جھوٹ کا اِطلاق هوتا هی اِس لیئے یہہ خیال بہت درست هی کہ پارس ناتھہ اور مہابیر هي اِس مذهب کے اصلي باني هیں یہہ سب ترتنکر قرار و سکون کي معمولي حالت کي خوشي میں برابر سرشار هیں اور دنیا کي حکومت سے کچھہ سروکار نہیں رکھتے § *

جین مذهب والوں نے هندوؤں کے دیوتوں کے مرتبوں اور حالات کو کسیقدر تبدیل کرلیا هی چنانچہ وہ هندوؤں کے بڑے دیوتوں کو چھوٹے دیوتوں پر ترجیح نہیں دیتے سوا اِسکے دیوتوں کي تعداد کو بڑھا بھي دیا هی جس سے مذهب میں اور بھي لغویات داخل کر دیئے هیں مثلاً اُنکے نزدیک چونسٹھہ اندر اور بائیس دیبیاں هیں || *

جین مذهب والے بزرگوں کے تبرکات کي تعظیم نہیں کرتے اور اُنکے یہاں سادہ سنتوں کے دھرم شالے بھي نہیں هوتے اُنکے پوجاري جاتي کہلاتے

---

† میجر ڈي لامیں صاحب کي تحریر روزنامچہ رایل ایشیا ٹک سوسئیٹي کي جلد ایک صفحہ ۴۲۳

‡ پروفسر ولسن صاحب کي تحریر کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱۷ صفحہ ۲۴۸

§ پروفسر ولسن صاحب کي تحریر کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱۷ صفحہ ۲۷۰

|| میجر ڈي لامیں صاحب کي تحریر روزنامچہ رایل ایشیا ٹک سوسئیٹي کے جلد ۱ صفحہ ۴۲۲

هیں اور سب ذاتوں میں سے هوتے هیں جنکے لباس میں برهمنوں کے لباس سے کچهه فرق هوتا هی چنانچه وہ بہت بڑے بڑے ڈهیلے سفید جامه پہنتے هیں اور سر ننگا سر کے بال اور ڈاڑهي سلجهي هوئي اور صاف رکهتے هیں اور ایک کالي چهڑي اور ایک جهاڑن زمین پر سے کیڑے مکوڑے جهاڑنے بوهارنے کو اپنے پاس رکهتے هیں اور خیرات پر اوقات بسري کرتے هیں اور کبهي نهیں نهاتے شاید یهه فعل برهمنوں کي ضد پر جو بلا ناغه نهاتے دهوتے رهتے هیں کرتے هیں *

جین مذهب والوں کے مندر عموماً بہت بڑے اور خوبصورت هوتے هیں اُنکي چهت اکثر رهنے کے مکانوں کي سي هوتي هی اُنمیں ستون اور صحن بهي هوتا هی کبهي کبهي هندوؤں کے مندروں سے بهي مشابهه هوتے هیں اور کبهي کبهي گول هوتے هیں اور چاروں طرف اُنکے ترتنکروں کي بڑي بڑي مورتیں بني هوئي هوتي هیں † اور اُنکي دیواروں پر طرح طرح کي تصویریں کهنچي هوتي هیں جنسے جین مذهب کي روایتیں ظاهر هوتي هیں اور اُنمیں هندوؤں کے مذهب کي روایتیں بهي مخلوط هوتي هیں علاوہ مورتوں کے اُن مندروں میں سنگ مرمر کے چوک خوشبوؤں کے جلانے کیواسطے اور اِن چوکوں پر سدہ لوگوں کي ابهري هوئي مورتیں تراشي هوئي هوتي هیں سادہ سنتوں کے قدموں کے نشان بنے هوئے هوتے هیں اور یهه ایسي یادگاري هی که بدہ مذهب والوں میں بهي هوتي هی *

هندوؤں کے مندروں کي مانند جو نمونه جین مذهب والوں کے مندروں کے موجود هیں وہ سفید سنگ مرمر کے مندر هیں جنمیں سے باقي رهے هوئے نهایت عالیشان ابو پهاڑ پر گجرات کے شمال میں پائے جاتے هیں *

---

† اِس قسم کا ایک عالیشان مندر احمدآباد کے پاس زمین کے نیچے بنا هوا هی اور کهتے هیں که جس زمانه میں هندو دریے ایذا رساني جینوں یعني سراؤگیوں کے هوئے تهے یهه مندر واسطے خفیه پرستش کے سراؤگیوں نے بنایا

جزیرہ ایلورا اور ناسک اور اور مقاموں میں جین مذہب والوں کے بھی بڑے بڑے مندر غاروں میں واقع ہیں اور مقام جنترایاتن کے قریب جو میسور میں واقع ہی ایک ترتنکر کي مورت ہی جسکو پہاڑ میں سے تراشا ہی لوگ اُسکو چون فٹ سے لیکر ستر فٹ تک بلند خیال کرتے ہیں *

جین مذہب کے لوگ بھي بہت سا علم رکھتے ہیں اور وہ برہمنوں کے علم سے مشابہہ ہی لیکن علم واقعات کي تاریخ اور جغرافیہ کا برہمنوں کے علم سے بھي زیادہ تر لغو ہی چنانچہ اُن تاریخوں کو کروڑوں سے بڑھا دیا ہي جو لاکھوں ہي میں لغو اور بیہودہ تھیں اور جس زبان میں اُنکي مذہبي کتابیں لکھي ہوئي ہیں وہ مگادھي یا پالي ہی *

بیان اِس بات کا کہ برہمن اور بدھ اور جین مذہبوں میں کونسا مذہب بہ نسبت ایک دوسرے کے زیادہ تر قدیم تھی

اِس بات پر بحث ہی کہ اِن تینوں مذہبوں میں سے ہندوستان میں کونسا مذہب اول رائج ہوا *

تصفیہ اِس امر کا بدھ اور برہمنوں کے مذہب کے اُن حالات کي بحث سے متعلق ہی جنسے اُن مذہبوں کي قدامت جداگانہ ثابت ہوتي ہی † *

اگر یہہ بات تسلیم کیجاوے کہ اِن دونوں مذہبوں کي عام بنیاد اُنکے مسائل اصولي کي تطبیق سے دریافت ہوسکتي ہی تو غالب دلیلیں اِس جانب پر معلوم ہوتي ہیں کہ برہمنوں کا مذہب قدیم ہی اور ایک اور ثبوت زائد یہہ بھي ہی کہ بدھ مذہب کا قدیم اور اصلي ہونا خلاف قیاس ہی *

---

† طرفین کے دلائل کو آرس کاٹن صاحب نے حالات بمبئي کي جلد ۳ صفحہ ۳۹۵ لغایتہ ۵۰۳ میں بہت صفائي سے اور بلا طرفداري جمع کیا ہی اِس مقام میں اگر اُنکا خلاصہ بھي داخل کیا جاوے تو تحریر بہت طول طویل ہوجاوے

ایک شخص ایسا فرض کرو کہ وہ خیالات مذہب سے محض ناواقف ہو اب اگر وہ شخص خدا کو پہچانیگا تو اُن قوتوں کو دیکھکر جانیگا جو اُسکی قوت سے اعلی اور برتر ہیں اور اگر اُسکے دلمیں ایک سکون و قرار رکھنے والے یعنی بیحس حرکت دیوتا کا خیال بھی گذریگا تو وہ بجاے اُسکی پوجا کرنیکے سورج کو جس سے اُسکو گرمی حاصل ہوتی ہی یا آسمان کو جسکے بادل کی گرج وغیرہ سے ڈرتا ہوگا پوجیگا اور سدھوں کی پرستش تو اور بھی نہیں کریگا کیونکہ سدہ پن صرف پہلے سے مقرر کیئے ہوئے مسائل مذہبی کی پابندی کو سمجھنا چاھیئے ایک قوم کی طبیعت پر پہلے اس سے کہ وہ ایسے لوگوں کو جو نہایت پابند مذہب کے ہوں خاص کر ایسی حالت میں کہ وہ اُن لوگوں کو دنیا کا حاکم یا دنیا کے مالک تک رسائی کرانے کا ذریعہ بھی سمجھتی ہو سدہ اور سنت مانے مذہب کا غایت درجہ کا اثر ہو جانا ضرور ہی *

برخلاف اسکے ہندوؤں کا مذہب انسان کی خلقت اور طبیعت کے مقتضا کے موافق ہی کیونکہ پہلے پہلے وہ قدرتی قوتوں (یعنی آگ پانی ہوا وغیرہ) کو مانتے تھے اور یہانتک ترقی کی کہ اُنکے ذریعہ سے بھگوان کو پہچان گئے اور اب آخر میں اسقدر زوال پڑا کہ ذی علم آدمی خدا کی ذات اور وحی میں شک کرنے لگے اور عوام انسانوں کو پوجنے لگے *

سنکھیا نامی حکیموں کے مسائل کے اصول پر بدھ مذہب والوں میں سے خدا کی نماننے والے فرقہ کے مسئلہ بنے ہوئے معلوم ہوتے ہیں اور عام ہندوؤں کا بہادر آدمیوں کو پوجنا اور بہتجا تعظیم و تکریم تشبیا کرنے والوں وغیرہ کی کرنا بدہ مذہب والوں کے سدھوں کی پوجا کرنے کے مطابق سمجھا جاتا ہی اب ہماری راے میں برہمنوں کا مذہب قدیم ہی اور بدہ مذہب اُسمیں سے اُسوقت نکالا گیا ہی جبکہ برہمنوں کے مذہب کے اصلی مسائل غایت درجہ کی ترقی پر پہونچ چکے تھے *

ازروے تاریخ کے جو ان مذہبوں کے باب میں نتیجہ نکل سکتا ہی وہ یہی ہی جو ہمنے بیان کیا خیال کیا گیا ہی کہ بید جیسے اب موجود

هیں ایسے هي حضرت عیسی علیه‌السلام سے چودہ سو برس پیشتر مرتب هوئے هونگے اور جس مذهب کي آنسے معلوم هوتي هی اُسنے اُسوقت بہت بڑي ترقي پاري هوگي لیکن بده مذهب والوں میں سے کوئي بڑا راسخ‌الاعتقاد بهي بده مذهب کے ابتدا کا دعوی حضرت عیسی علیه‌السلام سے ایکہزار یا گیارہ سو برس پہلے سے زیادہ میں نہیں کرتا اور نہایت صحیح اور سچے حالات کي رو سے وہ چهہ سو برس پیشتر حضرت عیسی علیه‌السلام کے قایم هوا معلوم هوتا هی *

تمام قومیں جو بده مذهب رکہتي هیں اُس مذهب کا مخرج هندوستان کو بتانے میں متفق هیں † اور اس بیان میں بهي متفق هیں که اُس مذهب کا باني سکیامني یا گوتاما هی جو کپلا واقعه شمال گورکهپور کا باشنده تها از روے ایک روایت کے وہ چهتري تها اور بقول بعض کے ایک راجه کا بیتا هندو بهي اس بیان کي تصدیق کرتے هیں که وہ چهتري تها اور سورج بنسي نسل کے ایک راجه کا بیتا تها مگر یهه مختلف قومیں اُس مني کے ظہور کي تاریخ کے باب میں متفق نہیں چنانچه هندو اور اوا اور سیام اور لنکا کے لوگ اُس تاریخ کو قریب ساڑھے پانسو برس قبل مسیح کے قرار دیتے هیں ‡ اور اس تاریخ پر مگادا کے راجاؤں

† بلحاظ چینیوں کے ڈي گگنس صاحب‌کي کتاب حالات ترکوں کي جلد ۳۰ صفحه ۱۱۷ وغیره اور ایبل رموست صاحب کي تحریر جو روزنامچه ساوان بابت نوامبر سنه ۱۸۳۱ع میں مندرج هی اور خلاصه اخبار مندرجه روز نامچه ایشیاٹک کي جلد ۷ و صفحه ۲۲۲ و ۲۳۰ اور جواب مضمون مندرجه روز نامچه مذکور بابت ماه آینده کے صفحه ۲۳۱ کو ملاحظه کرو اور بابت قوم منگول کے لاپروٹ صاحب کي تحریر مندرجه روز نامچه ایشیاٹک کي جلد ۷ کے صفحه ۱۸۲ اور اگلے صفحوں کا ملاحظه کرو اور بابت لنکا کے بده مذهب والوں کے ٹرنور صاحب کے ترجمه مهاوانسو کو دیکهو

‡ ٹرنور صاحب کے ترجمه کتاب مهاوانسو اور نقشه تاریخات حالات نوشته کرافورڈ صاحب ایلچي دربار اوا جنکو پرنسپ صاحب نے اپنے مفید نقشه‌جات کے صفحه ۱۳۲ میں داخل کیا هی اور پرنسپ صاحب کے نقشوں کے صفحه ۷۷ و ۷۸ کو بهي ملاحظه کرو

کي فہرست کے مختلف حالات سے گواهي هوتي هی *

برخلاف اسکے کشمیري لوگ سکیا کے ظہور کے زمانه کو تیره سو بتیس برس قبل مسیح علیه‌السلام اور چیني اور منگول اور جاپان والے قریب ایکهزار برس قبل مسیح کے قرار دیتے هیں اور تبت کے اُن تیره مورخوں میں سے جنکا مشرقي حالات کے میگزین یعني خزانه میں حواله دیا گیا هی چار مورخ دو هزار نو سو اُنسٹهه اور نو مورخ آٹهه سو پینتیس برس بطریق اوسط قبل مسیح علیه‌السلام کے بیان کرتے هیں † اور تبت کي بڑي مذهبي کتاب میں اس کلام کے مندرج هونے سے که وه مجلس عام جو اسوکا نے منعقد کي ایک سو دس برس بعد وفات بده ‡ کي جمع هوئي تهي § تاریخ مذکور بالا چار سو برس قبل مسیح علیه‌السلام کے بهي قایم هوتي هی کیونکه ایسے ثبوت سے جسمیں کوئي حجت نہو یهه بات ظاهر هوگي که اسوکا کا زمانه حیات تین سو برس قبل مسیح علیه‌السلام سے کم تها || *

ایک چیني مورخ اور مورخوں سے اختلاف کرکے گوتاما کے زمانه کو چهه سو اٹهاسي برس قبل مسیح علیه‌السلام قرار دیتا هی * اور چیني اور جاپان والوں کي تواریخ واقعات کے نقشوں سے جنکے بموجب سکیا کي شہرت کا زمانه نو سو ننانوے برس قبل مسیح علیه‌السلام قرار پاتا هی معلوم هوتا هی که وه واقعه یعني سکیا کا دنیا میں آنا اجاتاسترو کي سلطنت میں جسکا زمانه مگادا کے راجاؤں کي فہرست میں چهه سو برس قبل مسیح علیه‌السلام مندرج هی ظہور پذیر هوا *

---

† مختلف تاریخیں مورخوں کي قرار دي هوئي مشرقي حالات کے میگزین کي جلد ۴ صفحه ۱۰۶ و ۱۰۷ اور ولسن صاحب کي تحریر مندرجه کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱۵ صفحه ۹۲ میں ملاحظه کرو

‡ بده سے مراد سکیا یا گوتاما سے هی اور اسوکا کا سال آینده معلوم هوگا مترجم

§ روز نامچه ایشیاٹک سوسئیٹي کلکته جلد ۱ صفحه ۲

|| حصه ۳ باب ۳ تاریخ هذا کا ملاحظه کرو

* ڈي کگنیز صاحب کي حالات ننبوں کے مدرسه کے جلد ۲۰ صفحه ۱۹۵

یهه اختلاف اس کثرت سے هیں که اس قیاس سے اُنکا رفع کرنا ممکن نهیں که وه ایک پہلے اور دوسرے پچهلے بده کي طرف اشاره کرتے هیں اور جن شخصوں سے یهه مختلف تاریخیں منسوب کي گئي هیں اُنکے نام اور اُنکي زندگي کے حالات کے یکساں هونے کي وجهه سے بهي یهه قیاس درست نهیں تهرتا اسلیئے همکو خواه تو هندوستان کے بده مذهب والوں کو ایسے مذهب کي تاریخ سے جو اُنمیں قایم هوا ناواقف اور هندوؤں کي تواریخ واقعات کا وه حصه جو نهایت مستحکم اور صحیح هی غلط تهرانا چاهیئے یا یهه تسلیم کرنا چاهیئے که کشمیر یا تبت میں جهاں بده کا مذهب اُسکے باني کي وفات سے کئي سو برس بعد رایج هوا کوئي غلطي واقع هوئي هوگي اور اُن ملکوں میں سے وه غلطي مشرقي ملکوں میں پهیل گئي هوگي بس جو که پچهلا بیان نهایت غالب معلوم هوتا هی اسلیئے هم بده یعني سکیا کي وفات کا زمانه قریب پانسو پچاس برس قبل مسیح علیه‌السلام بصحت تمام قرار دیسکتے هیں *

علاوه صریح دلیلوں کے بده مذهب والوں کي اصلیت کا هندوستان میں هونا اِن باتوں سے بهي ثابت هوتا هی که بده مذهب والوں کا علم‌الهیات اور دیوتاؤں کا علم اور حکمت اور جغرافیه اور علم تواریخ واقعات وغیره بالکل هندوؤں کے علموں سے مطابق هیں اور اُن علموں میں جو اِصطلاحیں اُنهوں نے برتے هیں وه سب شنسکرت کي اصطلاحیں هیں یهاں تک که بده جسکے معني علم و فهم کے هیں اور آدبده بمعني علم مطلق مشهور الفاظ شنسکرت کے هیں *

اِس مذهب کي اِبتداء ترقي کي نسبت هم کوئي تهیک اطلاع نهیں رکهتے هیں هندوستان میں اِس مذهب کي دهوم دهام اسوکا کي سلطنت میں قریب ڈهائي سو برس قبل مسیح علیه‌السلام کے هوئي † اور

† ٹرنر صاحب کے ترجمه کتاب مهاوانسو اور دیگر هم عصر کتبوں کے ترجموں کو جو روزنامچه ایشیاٹک سوسائٹي بابت فبروري سنه ۱۸۳۸ ع میں مندرج هیں ملاحظه کرو

اسوکا کے واعظوں نے اس مذهب کو اسي صدي کے اخير ميں لنکا ميں واقع کيا † *

غالباً تاتار اور تبت ميں وہ اِس زمانہ سے پيشتر مروج هوا لیکن چين ميں سنه ٦٥ ع تک جبکه وہ هندوستان سے وهاں سيدها گيا قائم نهيں هوا اور سنه ٣١٠ ع تک بخوبي قايم نهيں هوا ‡ *

اور اِس مذهب کے زوال کا حال اُسکي اصليت کے مقام يعني هندوستان ميں ايک چيني سياح نے لکها هي جو بعد مسيح کے پانچويں صدي کي ابتداے ميں تيرتهه کرنے آيا تها § اِس سياح نے بده کے مذهب کو اُس ملک ميں جو چين اور هندوستان کے درميان ميں هي ترقي پر پايا ليکن پنجاب ميں کچهه زوال پر اور گنگا جمنا کے کنارے کے ملکوں ميں نهايت زوال کي حالت ميں ديکها چنانچه کپلا جو بده کا مولد تها ويران اور برباد اور ايسا بيابان هوگيا تها که اُسپر کوئي شخص کاشت بهي نکرتا تها اور مذهب بده کا لنکا ميں عين شباب پر تها ليکن هنوز جزيرہ جاوا ميں مروج نهيں هوا تها جس ميں سے يهه جاتري گذر کر براہ تري چين کو واپس گيا *

بعد اِسکے بده کے مذهب نے هندوستان کے بعض حصوں ميں پهر عظمت حاصل کي آخر اُس مذهب کے معتقدوں کو دات ديے اور خارج کرنے ميں کماريلا کو کامياب نهوا مگر آٹهويں يا نويں صدي ميں بعد مسيح کے شنکرا اچارجا نے اُنکو قايل کيا اور ايذا دي اور غالباً دکهن ميں سے مار کر نکال ديا ليکن معلوم هوتا هي که اُسکے معتقد سنه ٨٠٠ ع ميں

† ٣٠٧ برس قبل مسيح عليه السلام سے — ٹرنور صاحب کے ترجمه ٹيکه مهاوانسو کے ديباچه کے صفحه ٢٩ و مقامات ديگر کو ديکهو

‡ ڈي گگنيز صاحب کے حالات تاتاروں کے مدرسه کي جلد ٢٠ صفحه ١٥١ ، ١٥٢ اور تاريخات قوم هنز کي جلد ١ صفحه ٢ و ٢٣٥ ، ٢٣٦

§ روز نامچه رايل ايشياٹک سوسائٹي نمبر ٩ صفحه ٢٠٩ وغيره خصوصاً صفحه ١٣٩

ہندوستان خاص کی سلطنت پر قابض تھے اور سنہ ١١٠٠ ع † تک بنارس میں اُنکا فرقہ بڑا غالب اور ممتاز تھا اور گجرات کے شمال میں سنہ ١٢٠٠ ع تک رائج رہا ‡ *

معتقد اِس مذہب کے اب ہندوستان میں جا بجا موجود نہیں لیکن لنکا میں اُنکا مذہب قایم اور برقرار ہی اور گنگا کے کنارہ کے صوبجات کے شمال و مشرق کے بعض پہاڑی اضلاع میں اب بھی رائج ہی بدھ مذہب برھما اور تبت اور سیام اور اُن تمام ملکوں میں بھی جو مابین ہندوستان اور چین کے واقع ہیں رائج ہی مگر ملک چین میں بہت غلبہ رکھتا ہی اور چینی اور روسی تاتار کے بڑے حصہ میں پھیلا ہوا ہی پس یہہ کلام صحیح اور بجا ہی کہ بہ نسبت کسی اور مذہب کے معتقدوں کے اِس مذہب کے معتقد بہت زیادہ ہیں *

جین مذہب کی اِبتدا سنہ ٦٠٠ یا سنہ ٧٠٠ ع میں معلوم ہوتی ہی اور سنہ ٨٠٠ یا سنہ ٩٠٠ ع میں اُسکو شہرت حاصل ہوئی اور سنہ ١١٠٠ ع میں نہایت اعلی درجہ پر پہونچ گیا اور سنہ ١٢٠٠ ع کے بعد اُسکو زوال ہوا § اِس مذہب کے معتقد جن مقاموں میں کثرت سے تھے وہ مقام دکھن کے جنوبی حصہ اور گجرات اور ہندوستان خاص کے مغرب میں معلوم ہوتے ہیں اور معلوم ہوتا ہی کہ گنگا کے صوبوں میں اُنکو کبھی بہت سی کامیابی حاصل نہیں ہوئی *

معلوم ہوتا ہی کہ برہمنوں نے اُنکو ہر ایک مقام پر خصوصاً دکھن میں کئی مرتبہ ستایا اور مغلوب کیا || جین مذہب والے اب بھی بہت

† پروفیسر ولسن صاحب کی تحریر مندرجہ کتاب تحقیقات ایشیا جلد ١٧ صفحہ ٢٨٢

‡ آرسکائین صاحب کی تحریر مندرجہ کتاب حالات بمبئی جلد ٣ صفحہ ٥٢٣ معہ کینیڈی صاحب کی شرح کے

§ پروفیسر ولسن صاحب کی تحریر مندرجہ کتاب تحقیقات ایشیا جلد ١٧ صفحہ ٢٨٣

|| بکانن صاحب کی کتاب کے جلد ١ صفحہ ٨١

کثرت سے خاص کر راجپوتانہ اور گجرات اور کنارہ میں ہیں اور وہ لوگ عموماً دولتمند اور تاجر ہیں اور اکثر اُنمیں سے ساہوکار ہیں اور ہندوستان کي تجارت کي دولت یعني سرمایہ کا بڑا حصہ اُنکے قبضہ میں هی † *

پانچواں باب

حکمت کے موجودہ حالت کا بیان

حکمت پر منو نے کچھہ لکھنے کا ارادہ نہیں کیا البتہ کہیں کہیں اُسکے مجموعہ کے پہلے باب میں اِتفاقاً بیان اِس مضمون کا آیا هی لیکن منو سے پچھلے زمانہ کے هندوؤں نے اس مضمون پر بڑي توجہہ کي هی اِس لیئے هندوؤں کي ذہانت اور خصلت کے بیان میں اُنکے حکمت کے ذکر کرنے سے هم باز نہیں رہ سکتے *

یہہ بات ظاهر هی کہ منوؔ کے مجموعہ قوانین کے پہلے باب سے منو کا اعتقاد مذهبي ظاهر هوتا هی اور اُسکے مجموعہ کے قوانین کے برخلاف جو مختلف زمانوں کے بنے هوئے معلوم هوتے هیں اِس باب سے غالباً لوگوں کي وہ هي رائیں ظاهر هوتي هیں جو آسي کے زمانہ میں موجود تھیں *

اِس پہلے باب میں خدا تعالی اور روح کي خاصیت اور پیدایش اور علم طبیعات اور الهیات کے سوا اور باتوں کا تذکرہ اِسقدر کم هی کہ اُس سے یہہ ظاهر نہیں هوتا کہ آیا حکیموں کے فرقے اُس زمانہ میں ایسے هي تھے جیسے کہ اب هیں لیکن دقیق مضمونوں پر اِسطرح سے اشارہ کرنے سے کہ گویا لوگ اُنسے پہلے هي سے واقف تھے اور ایسي اصطلاحوں کو جنکو حکما اب بھي استعمال کرتے هیں اسطریق پر کام میں لانے سے کہ گویا لوگ اُنکو بخوبي سمجھتے تھے ثابت هوتا هی کہ مباحثوں کے اُن اصولوں سے جنپر هندوؤں

† ٹاڈ صاحب کي کتاب راجستان جلد ۱ صفحہ ۵۱۸ اور پروفیسر ولسن صاحب کي تحریر مندرجہ کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱۷ صفحہ ۲۹۴ اور بکانن صاحب کا سیاحت نامہ جلد ۳ صفحہ ۱۹ و ۷۲ لغایت ۹۴ و ۱۳۱ و ۲۱۰

کي مختلف قسموں کي حکمت قائم هوئے هندو پہلے سے بخوبي واقف تھے *

حکیموں کے چھه بڑے فرقوں کا بیان

اِن فرقوں کے مسائل کي تحقیق کرنے سے حکمت کي حالت موجودہ بخوبي معلوم هوجاویگي *

هندوؤں میں حکیموں کے چھه قدیم فرقے هیں جنکے مسئلوں کو لوگ تسلیم کرتے هیں اِنمیں سے بعض فرقے برهمنوں کے مذهبي مسائل سے اختلاف کرتے هیں اور بعض فرقے اگرچه مذهب مقبولہ کے عام پابند هیں مگر اُنکي ایسي ایسي رائیں هیں که وہ بید میں نہیں پائي جاتي هیں *

کالبروک صاحب نے اُن فرقوں کي ترتیب مفصلہ ذیل طریق پر قرار دي هی *

اول پہلا فرقه میمانسا جسکي بنیاد جیمني نے ڈالي *

دوسرا پچھلا فرقه میمانسا یا بیدانتا جسکا باني بیاس کو بتاتے هیں

تیسرا نیائي یعني گوتاما کا منطقي فرقه *

چوتھا کناد کا وہ فرقه جو یهه اعتقاد رکھتا هی که دنیا کي چیزیں ایسے ذروں سے بني هوئي هیں جنمیں از خود حرکت کرنے اور جمع هو جانے کي قوت موجود هی *

پانچواں کپیلا کا دهریه فرقه *

چھٹا پتنجالي کا خدا پرست فرقه *

پچھلے دو فرقه بہت سي باتوں میں متفق هیں اور سنکیا کے عام نام سے مشہور هیں *

اس تقسیم سے حکمت کا موجودہ حال بخوبي نہیں معلوم هوتا هی چنانچه پہلا فرقه میمانسا کا تقریر کرنے کے فن کي تعلیم علانیه اس نظر سے کرتا هی که بیدوں کے مطلب سمجھنے اور شرح کرنے میں اُس سے مدد

ملے اور اس لحاظ سے یہہ فرقہ فقط نکتہ‌چینوں کا هی اور اس فرقہ کا جو یہہ مقصد هی کہ جو فرایض بیدوں میں مقرر هیں اُنکی تحقیقات کرے اس واسطے اُسکا کام خالص مذهبی کام هی اور حکمت کے فرقوں میں شمار هونے کا مستحق نہیں برخلاف اسکے باقیماندہ فرقوں کی مختلف شاخیں هوگئی هیں کہ هر ایک اُنمیں سے علحدہ فرقے سمجھے جانے اور تعداد اصلی پر زیادہ کیئے جانے کی مستحق هی ان انواع انواع کے فرقوں کی حکمتوں کے تمام اختلافوں کا بیان کرنا همارے مطلب کی برخلاف هی اسلیئے چهہ بڑے فرقے مذکورالصدر میں سے دو نہایت مشتق فرقوں کا مختصر حال اور باقی فرقوں کی مجمل کیفیت لکھنا ناظرین کے دل پر اُس ترقی کا خیال نقش پذیر کرنے کے واسطے کافی هوگا جو هندوؤں نے حکمت میں کی تھی *

یہہ دو فرقے جنکا هم مختصر حال دریافت کرنا چاهیئے هیں سنکھیا اور بیدانتا هیں پہلا فرقہ کہتا هی کہ مادہ همیشہ سے هی اور همیشہ رهیگا اور اس فرقہ کی اعلی شاخ خدا کے وجود سے منکر هی اور دوسرا فرقہ تمام چیزوں کا مخرج یا پیدا کرنے والا خدا کو بتاتا هی اور اس فرقہ کی ایک شاخ مادہ کے وجود سے منکر هی *

تمام هندوستان کے دهریہ اور خدا پرست حکیموں کے فرقوں کا منشا ایک هی هی یعنی اعلی درجہ کی خوشی یا ارکون اور تمام جسمانی بار اور تکلیفوں سے آزادی حاصل کرنے کے طریقوں کا سکھانا هی *

بیان حکیموں کے دهریہ اور خدا پرست فرقوں کا جو سنکھیا کے مشترک نام سے مشہور هیں

علم کا مقصد

یہہ فرقہ جیسا کہ هم سابق میں بیان کرچکے هیں دو شاخوں میں منقسم هی ایک تو پہلا والے شاخ جو خدا سے منکر هی اور دوسرے

پتنجالي کي شاخ جو خدا کے وجود کے مقر هیں لیکن اِن دونوں فرقوں کا مفصله ذیل رایوں میں اِتفاق هی † *

اِن فرقوں کي راے میں صرف اصلي اور کامل علم سے نجات حاصل هوسکتي هی ‡ اِس کامل علم کا موضوع مادي دنیا کي قابل محسوس اور غیر محسوس اصول سے اُس فهم و اِدراک کي اصل یعني غیر مادي روح کا امتیاز کرنا هی § *

اِس علم کي تحصیل کے ذریعوں کا بیان

اصلي علم حاصل کرنے کے تین اسباب هیں ایک تو ترت مدرکه دوسرے نتیجه تیسرے اعتراف || *

اصول مذکورہ کا بیان

جن اصول کا علم تین سببوں مذکور سے حاصل هوتا هی وه پچیس هیں ⊥ *

اول قدرت جو تمام اشیاء کي اصل اصول اور تمام کائینات کا مادي سبب هی اور یهه ایک ایسا مادہ هی جسکي کوئي اِبتدا اور انتها نهیں اور عقل و گیاست بهي نهیں رکهتا اُسکو جز لایتجزا مانا گیا هی وه خالق هی لیکن خود کسي سے پیدا نهیں *

دوسرے علم و اِدراک جو قدرت کي اول پیدایش اور غیر مخلوق * خالق اور اصولوں کا هی *

---

† کالبروک صاحب کي تحریر مندرجه کتاب حالات رایل ایشیاٹک سوسٔیٹي جلد ۱ صفحه ۳۱

‡ ایضاً ایضاً صفحه ۲۶

§ ایضاً ایضاً صفحه ۲۷

|| ایضاً ایضاً صفحه ۲۸

⊥ ایضاً ایضاً صفحه ۲۹ لغایت ۳۱

* علم کو قدرت کي پیدایش اور غیر مخلوق جو کها گیا هی اِس تناقض کا باعث یهه هی که اُسکا وجود قدرت پر منحصر هی لیکن وه قدرت کے ساتهه همیشه سے هی (اِس تشریح سے بهي اصل تناقض رفع نهیں هوتا بلکه یهه ثابت هوتا هی که علم قدرت کا عین هی غیر نهیں هی) مترجم

تیسرے معرفت جسکا مبدء علم و ادراک هی اور اُسکا کام اپنا جاننا لینا یعني یقین کرنا هی که میں هوں *

چار سے آٹھ تک معرفت پانچ اصلوں یا جزوں یعني حواس کا مخرج هی جو پانچوں عناصر کے خالق هیں † *

نو سے اونیس تک معرفت گیاره آلات حس و حرکت کا بهي مخرج هی ‡ جنمیں سے دس محسوس هیں پانچ تو آله حواس خمسه کے یعني ناک کان آنکهیں وغیره اور پانچ آله حرکت کے یعني هاتهه پاؤں زبان وغیره هیں اور گیارهواں آله غیر محسوس یعني اراده هی جو حس و حرکت دونو کا ذریعه هی *

بیس سے چوبیس تک اُن پانچ اصلوں سے جو چار سے آٹهه تک بیان هوئیں پانچ عنصر نکلے هیں (یعني معلوم هوئے هیں) خلا هوا آگ پاني مٹي *

پچیسویں اصل روح هی جو نه خود مخلوق هی اور نه خالق اور وه ایسي شی هی جسپر کثرت اور وحدت دونوں کا اطلاق هوتا هی وه صاحب ادراک اور همیشه ایک هي حالت پر اور غیر مادي هی *

اجسام ذي روح کي بناوٹ

قدرت کا دهیان اور تصور کرنے اور پهر قدرت کے نعمت سے آزادي حاصل کرنے کے لیئے روح اور قدرت کا اجتماع هوتا هی اِس اجتماع سے پیدایش جو حقیقت میں علم و ادراک اور اور اصلوں کا ظهور هی وقوع میں آتي هی روح کي خواهش لطف و لذت اوٹهانا یا آزاد هوجانا هی

---

† لفظ خالق سے عناصر کا پیدا کننده نه سمجهنا چاهیئے بلکه اُنکو ایسي اصلیں جاننا چاهیئے جنسے هم پانچوں عناصر کو دریافت کرسکتے هیں مثلاً آواز اصل هے نهایت لطیف اور نازک هوا کي (یعني آواز باعث دریافت هونے اُس هوا کي هی) اور بو اصل خاک کي (یعني بو سبب معلوم هونے خاک کي هی) پروفیسر ولسن صاحب کي تفسیر دیکهو صفحه ۶۶ [illegible]

‡ معرفت آلات حس و حرکت کا مخرج کسي طرح نهیں هوسکتي شاید مخرج هونے سے یهه مراد هی که معرفت سے هم یهه آلات [illegible] دریافت کرتے هیں مترجم

اِس هر ایک مطلب کے پورا هونے کے لیئے اُسکو ایک لطیف جسم جو علم و اِدراک اور معرفت اور اِرادہ اور آلات حس و حرکت اور اصول عناصر یعني حواس خمسہ سے مرکب هی عطا هوا هی یہہ لطیف جسم غیر محدود اور غیر متبدد اور خیالات سے اثر پذیر هوتا هی لیکن لطف اوٹھانے کي قابلیت اُسوقت تک اُسمیں نہیں هوتي هی کہ ایک کثیف جسم جو عناصر سے ترکیب پایا هوا هو اُسکے ساتھہ متعلق نہوجاوے اور وہ بھي اِنسان کا بدن هی جو قابل فنا هی *

یہہ لطیف جسم بہ نسبت اِس کثیف جسم کے زیادہ دیر پا هی اور اواگون کے لوٹ پھیر میں روح کے ساتھہ رهتا هی † *

ایسي جسماني پیدایش کی جسمني روحیں کثیف جسموں سے تعلق رکھتي هیں چودہ درجہ هین جنمیں سے آٹھہ تو اِنسان سے اعلی اور برتر هیں اور پانچ ادنی اور کمتر هیں *

برتر درجہ میں دیوتا اور اور روحیں جنکو هندو مانتے هیں شامل هیں اور کمتر درجہ میں حیوانات مطلق اور نباتات اور جمادات داخل هیں ‡ *

علمي پیدایش کا بیان

علاوہ کثیف اور لطیف جسماني پیدایش کے جو مادي کائنات سے متعلق هی سنکیا ایک علمي مخلوق بھي قائم کرتا هی جو علم کے عشق اور خیالات اور قوا سے مرکب هی *

اِس مخلوق کي چار قسمیں هیں ایک تو ادراک کي روکنیوالي دوسري اُسکي ناقص کرنیوالي تیسري رضامند کرنیوالي چوتھي قسم کامل

† کالبروک صاحب کي تحریر مندرجہ حالات رایل ایشیاتک سوسئیٹي جلد ۱ صفحہ ۳۲

‡ ایضاً ایضاً صفحہ ۳۳

کرنیوالی ادراک کی ہی † *

سانکھیا فرقہ کے حکیم مثل اور ہندوستانی حکیموں کے قدرت کی تین صفتوں یا صورتوں پر زیادہ توجہہ کرتے ہیں اور وہ نور اور جذبہ اور ظلمت ہیں وہ کہتے ہیں کہ تمام موجودات ذی روح اور غیر ذی روح پر انکا اثر معلوم ہوتا ہی مثلاً نور کی وجہہ سے آگ کا شعلہ بلند ہوتا ہی اور انسان کے جیمیں نیکی اور خوشی پیدا ہوتی ہی اور جذبہ سے ہوا میں زور شور اور آدمیوں میں بدی ظہور میں آتی ہی اور ظلمت سے پانی اور مٹی پستی کیطرف مائل ہوتی ہیں اور انسان کے دل میں رنج و افسردگی پیدا ہوتی ہی قدرت کی ان صفتوں سے ایسی آٹھہ باتیں نکلی ہیں جو ادراک سے متعلق ہیں اور آپسمیں ایک دوسرے کی ضد ہیں یعنی ایک جانب میں تو نیکی علم اعتدال اختیار اور انکے مقابلہ میں بدی جہل بے اعتدالی مجبوری ہیں۔انمیں سے ہر ایک کی تفصیل کی گئی ہی چنانچہ اختیار کی آٹھہ قسمیں ہیں سانکھیا حکیموں کے فرقے کی رائیں جو انکے مسائل کے طور پر ہمنے اوپر بیان کی ہیں وہ انکی کتابوں میں نہایت مدلل اور مشرح

---

† ان چار قسموں کی فہرست بہت وسیع ہی کیونکہ بڑی بڑی پچاس فصلیں اسکی ایسی ہیں جنکی اور بہت سی تقسیم در تقسیم کی گئی ہی ہم اسکے ثبوت میں مفصلہ ذیل ایک نمونہ کالبروک صاحب کی تحریر میں سے نقل کرتے ہیں جو نہایت اجمال کے ساتھہ انہوں نے لکھا ہی

اول موانع ادراک کے غلطی وہم جذبہ حقارت خوف ان سب کا بیان جداگانہ پانسٹھہ فصلوں میں کیا گیا ہی

دوسری قسم ناقص کرنے والی ادراک کی اٹھائیس قسمیں قایم کی ہیں جنکا باعث حواس کے آلات میں کسی قسم کا خلل اجانا ہوتا ہی

تیسری رضامند کرنے والی قسم کے نو حصے ہیں اور یہہ سب کار و بار سے انسان کے بالکل معطل ہوجانے یا کچھہ تھوڑا سا مشغول رہنے سے متعلق ہیں جس سے تھوڑا یا کامل درجہ کی آسایش حاصل ہوتی ہی

چوتھی ادراک کی کامل کرنیوالی قسم کی اٹھہ قسمیں ہیں جامیں سے تین برائی کی روکنے والی اور باقی پانچ یہہ ہیں یعنی تدبیر اور زبانی نصیحت اور تحصیل اور تعلق انس اور محبت سے اور صفائی ظاہر و باطن کی

مندرج هیں کالبروک صاحب نے چند دلیلیں اور تقریریں اُن حکیموں کی بطور نمونہ کے لکھی ہیں اُنمیں نقص جیسا کہ ایسی حالتوں میں ہوا کرتا ہی یہہ معلوم ہوتا ہی کہ وہ حکیم نہایت نازک خیالی اور تدقیق کے درپے تھے † *

عام راے سنکیا حکیموں کے مسئلوں پر

سنکیا حکیموں کے قاعدوں کا منشاد معلوم کرنے سے جنکو اُنکے موجدوں نے ایسی عجیب صنعت اور بناوت سے ایجاد کیا ہی جسکے سبب سے کسیقدر تاریک ہوگئے ہیں اول ہمکو یہہ خیال آتا ہی کہ اگرچہ یہہ فرقہ خدا کا منکر اور مادہ کو ماننے والا ہی لیکن اُس فرقہ کے عقائد سے بہت ملتا جلتا ہی جو کل اشیا کا مخرج روح کو توار دیتا ہی مثلاً سنکیا فرقہ کے عقاید یہہ ہیں کہ قدرت سے علم اور علم سے معرفت اور معرفت سے حواس اور لطیف اصول عنصروں کے ہوئے اور اِن عنصروں سے خود کثیف عنصر نکلے ہیں پس اِس سلسلہ سے یہہ ظاہر ہی کہ اگرچہ مادہ کو قدیم مانا گیا مگر اُسکی صورتیں روح سے مشتق ہوئیں اور کوئی وجود اُنکا احاطہ ادراک سے خارج نہیں ہی *

لیکن اِس فرقہ کا اصل عقیدہ جو اِن مذکورہ لفظوں سے بادیٔ النظر میں سمجھہ میں آتا ہی نہیں ہی حقیقت میں اونکا اعتقاد یہہ ہی کہ قدرت کی صفت ذاتی یہہ ہی کہ وہ جملہ اصولوں کو بترتیب ظہور میں لاوے اور روح کا ذاتی وصف یہہ ہی کہ وہ اُن کو قدرت کا علم حاصل کرنے کے ذریعوں کیطرح کام میں لاوے اگرچہ اِن دونوں باتوں کا منشاد واحد ہی مگر اصلیت میں جداگانہ ہیں قدرت اور روحیں قدیم ہیں اگرچہ ہرایک روح ادراک اور اور تمام اُن چیزوں کے ساتھہ تعلق رکھتی ہی جو قدرت سے پیدا ہوئیں ہیں لیکن اُنکے ظہور میں کچھہ دخل نہیں رکھتی روح اصل ادراک سے جو خاص قدرت کی پیدایش ہی کچھہ علاقہ نہیں

† کالبروک صاحب کی تحریر کتاب مقالات رایل ایشیا تک سوسیٹی جلد ۱ صفحہ ۳۳ لغایت ۳۷

رکھتي بلکه وه اُس ادراک کے ساتھه واسطه رکھتي هی جو اصل ادراک سے پیدا هوا هی *

پیدایش کے وقت روح کو ایک لطیف جسم † ملتا هی اور اُسکے اوپر ایک کثیف جسم اور زیادہ کیا جاتا هی جبکه روح اور مادہ کے آپسمیں اِسطرح رشته مستحکم هوجاتا هی تو بیروني محسوسات کو آلات جسماني روح تک پهونچاتي هیں قوت مدرکه محسوسات کي اِطلاع کو جمع کرکے معرفت تک پهنچاتي هی اور معرفت اُنسے اِنسان کو آگاہ کرتي هی اور ادراک اُس سے نتیجے نکال کر ایسا علم حاصل کرتا هی جس تک حواس کو رسائي نهیں هوتي ‡ غرضکه روح بازیگر کي مانند نهیں بلکه ایک تماشائي کیطرح سب کچھه دیکھتي هی *

روح کي مثال آئینه کي سي هی که اُسمیں هر قسم کي شی کا عکس هوتا هی مگر کوئي تبدیلي نهیں آتي اِسیطرح روح سب کچھه معلوم کرتي هی مگر اُسمیں اثر کسي شی کا نهیں هوتا § جبکه روح قدرت کو بالکل دیکھه اور سمجھه چکتي هی تو کام اُسکا پورا هوجاتا هی اور اُسکو نجات حاصل هوجاتي هی اور قدرت اور اِس مفرد روح کے آپس میں جو تعلق هوتا هی وہ بالکل فنا هوجاتا هی بقول اُن حکماء کے قدرت ایک بازي گر کي طرح اپنے آپ کو بخوبي ظاهر کرتي هی اور جب اُسکو اچھي طرح دیکھه لیا جاتا هی تب منهه چھپاتي هی اور روح کو نجات کا درجه حاصل هوجاتا هی *

اس سے ظاهر هوتا هی که قدرت کے کار و بار میں روح کو کچھه مداخلت نهیں اور اُسکے کسي کام میں روح کے هونے کي کچھه ضرورت نهیں هی چنانچه محسوس هونا اور معرفت اور مباحثه اور تجویز روح کے نهونے

---

† کالبروک صاحب کي تحریر مندرجه حالات رایل ایشیا ٹک سوسئیٹي جلد ۱ صفحه ۳۰

‡ ایضاً ایضاً صفحه ۳۱ و ۳۸

§ ایضاً ایضاً صفحه ۳۲

کي حالت میں بھي بدستور جاري رھینگے علاوہ اسکے یہہ سب کلم روح کي نجات کے واسطے انجام پاتے ھیں حالانکہ روح ابتدا میں بھي ایسي ھي آزاد تھي جیسے کہ بعد نجات کے ھوگي غرض کہ ھر حالت میں روح ایک مد فضول میں داخل رھتي ھی اس سے یہہ خیال اتا ھی کہ کپیلا نے بھي روح کے وجود اور نجات کا اقرار اُن ھي لفظوں میں کیا ھی جنمیں اپیکیورس حکیم اس خیال سے اپنے ھمعصروں کے دیوتوں کو تسلیم کرتا تھا کہ صریح انکار سے لوگوں کے مذھبي تعصبوں کو اشتعالک نہو *

سانکیہا فرقہ کي دونوں شاخوں دھریہ اور خدا پرست کے مسائل مختلفہ کا بیان

ابتک جو مسئلے بیان ھوئے وہ دونوں فرقوں کے مشترک مسائل تھے لیکن جیسا کہ بیان ھوچکا ھی کپیلا روحوں کو جداگانہ تسلیم کرنے اور ادراک کو باعث ظہور مادہ یعنے پیدایش کا سبب قبول کرنے کے علاوہ کسي ایسے مادے یا روحاني وجود مطلق کا اقرار نہیں کرتا جسکي مرضي سے تمام کائنات عدم سے وجود میں آئي ھی † *

برخلاف اسکے پتنجالي کا عقیدہ ھی کہ اور سب روحوں سے علیحدہ ایک روح ھی جسپر اُن برائیوں کا کچھہ اثر نہیں ھوتا جنکي تاثیر سے اور روحیں مبرا نہیں ھیں اور وہ روح بري بھلے کاموں اور اُنکي نتیجوں اور وھم و خیال سے پاک ھی اور وہ ایسي روح عالم الغیب ھی جسپر محدودیت مکاني اور زماني کا کسیطرح اطلاق نہیں آتا ھی یہي روح ذات باریتعالے ھی جو احکم الحاکمین ھی ‡ *

ان دونوں گروھوں کا طریق اُنکے ان خاص عقیدوں سے قایم ھوتا ھی دونوں کے نزدیک تمام علم کا مقصود روح کا تعلقات مادہ سے نجات پانا ھی جو دھیان کے ذریعہ سے حاصل ھوتي ھی *

---

† حالات رایل ایشیاٹک سوسئیٹي جلد ۱ صفحہ ۳۷

‡ حالات رایل ایشیاٹک سوسئیٹي جلد ۱ صفحہ ۳۷

علاوہ اسکے خداپرست عبادت بھی قایم کرتے ہیں اور اس عبادت سے آنکے دھیان کے مضمون تجویز ہوتے ہیں دھریہ فرقہ ارادہ اور مادہ کے دقیق اور مشکل مضمون پر بحث و مباحثہ کرتا ہی اور خدا پرست فرقہ اپنا تمام وقت ریاضت میں صرف کرتا ہی یا وہ بالکل محو اور مستغرق ہوکر تعلقات دنیا سے متنفر ہو جاتا ہی اس سے اُسکی طبیعت میں صاحب اسرار ہونے کا خبط اور جنون پیدا ہو جاتا ہی جو مختلف صورتوں میں ظاہر ہوتا ہی سنکیا کے اس فرقہ پر اس خصلت نے ایسا غلبہ کیا ہی کہ وہ اسکے سبب سے سب کی نظروں سے گر گیا ہی *

پتنجالی کی کتاب میں جو اِس خدا پرست فرقہ کے مذہبی عقاید کی اصل متن ہی جسمانی اور روحانی ریاضتوں کی کامل ہدایتیں مندرج ہیں چنانچہ اُسمیں لکھا ہی کہ فلاں فلاں صورتوں کے دھیان میں بالکل ڈوب جاؤ اور حبس نفس کرو اور حواسوں کو معطل کرکے معینہ طریقوں پر باستقلال تمام قایم رہو ایسی ریاضتوں سے مرتاض کو زمانہ گذشتہ اور استقبال اور مخفی یا دور دراز کی شی کا علم ہو جاتا ہی چنانچہ اوروں کے خیال اُسکو معلوم ہو جاتے ہیں اور ہاتھی کی سی طاقت اور شیر کی سی جرأت اور ہوا کی سی سرعت حاصل ہو جاتی ہی ہوا پر اُڑتا اور پانی پر چلتا اور پاتال میں اوتر جاتا ہی اور پلک مارنے میں تمام کائینات کا حال جان لیتا ہی ان خرق عادات کے حاصل کرنے کے واسطے بعض شخص وہ ریاضتیں کرتے ہیں جو نہایت اعلی درجہ کی خوشی یعنے حصول بہشت کے لیئے کرنی چاہئیں اور بعضے بجاے اصل خرق عادت کے فریب اس نیت سے کرتے ہیں کہ دیکھنے والوں کو ایسی عجائبات دیکھا کر متحیر کریں جنکے دیکھانے کا اُنکے پاس بجز فریب کے اور کوئی ذریعہ نہیں ہوتا ہی *

جوگیونکا کا بیان

انسان کے قبضہ قدرت سے جو باتیں باہر ہیں اُن تک رسائی حاصل کرنے کے ارادہ کرنے والوں کی اعلی قسم اچھے سادہ سنتوں میں اور درجہ

هرجه کي قسم نهایت ذلیل فقیروں میں اب بهي موجود هی ان دونوں قسموں کے لوگ جوگي کهلاتے هیں اور جوگي ایک اصل فرقه کا نام تها یهه نام ایسے لفظ سے لیا گیا هی جسکے معني ترک دنیا کرکے دهیان میں لگے رهنا هیں † *

پچهلے مانسا یا بیدانتي فرقه کا بیان

اس فرقه کي بنیاد بیاس جي سے جو بید کے معروفه مولف قریب چوده سو برس قبل مسیح کے هوئے هیں منسوب کرتے هیں غالباً ایسا معلوم هوتا هی که اس مولف نے گو وه کوئي کیوں نهو اُن تالیفوں کے منشاء اور ضروري مسئلوں پر ایک رساله لکها هی لیکن کالبروک صاحب کي یهه راے هی که باقي پانچ فرقے اس سے پہلے کے هیں بلکه جین اور بده مذهب کے فرقوں سے بهي یهه فرقه نیا هی اسلیئے جس کتاب میں اس فرقه کے مسائل اور عقاید کا بیان مندرج هی چهه سو برس پیشتر حضرت عیسی علیه السلام سے نه لکهي گئي هوگي ‡ *

اگرچه اس فرقه کے عقیدوں اور مسئلوں کي امداد عقلي دلیلوں سے کي گئي هی لیکن یهه فرقه دعوی کرتا هی که همارے مسئلوں کي بنیاد بیدوں پر هی اور اُنکے ثبوت میں بیدونکا حواله دیتا هی اس فرقه کي وجهه سے بهت سے رساله معه اُنکی تفسیروں اور تفسیروں کي تفسیروں کے

† سنکیا فرقه کا مذکوره بالا بیان زیاده تر کالبروک صاحب کي تحریر مندرجه حالات رائل ایشیاٹک سوسئیٹي جلد ۱ صفحه ۱۹ لغایت ۴۳ میں سے لیا گیا هی دهریه فرقه کپیلا کے اصلي متن کا ترجمه جسکو کالبروک صاحب نے اول مرتب کیا وه اب چهپا هی اور اُسکے ساتهه ایک اُس متن کي تفسیر کا ترجمه جو سنسکرت میں تهي اور پروفیسر ولسن صاحب کي ایک بهت عمده تفسیر اُس متن کي چهپي هی اور اکسفورڈ کي یونیورسٹي کے لکچروں میں سے سب سے آخر مصنف کے لکچروں کے صفحه ۳۹ و ۵۳ میں بهي سنکیا کے مسائل پر مشرح راے چهپی هی ان کتابوں سے میں نے اپنے اُس بیان کے درست اور صحیح کرنے میں کوشش کي هی جو سنکیا فرقه کا کیا هے

‡ کالبروک صاحب کي تحریر مندرجه حالات رائل ایشیاٹک سوسئیٹي جلد ۲ صفحه ۳ و ۴

گذشتہ تو سو برس میں تصنیف ہوئی ہیں ان تفسیروں کے انتخاب سے کالبروک صاحب نے اس فرقہ کے حالات لیکر لکھے ہیں لیکن اس باعث سے کہ اُس میں قابل بحث اور ایسے مضمون بھی لکھے ہیں جنکا عقلی ثبوت دینے کے بجاے اصل متن پر حوالہ کیا گیا ہی بہ نسبت اور فرقوں کے حالات کے زیادہ تر تاریک ہیں *

هستي مُطلق صرف خدا کي ذات هی

اس فرقہ کے اول درجہ کے مسئلہ یہہ ہیں کہ خدا عالم الغیب اور قادر مطلق کائنات کي فنا اور بقا اور هستي کا باعث هی اور خلقت اُسکي مرضي کا ایک کام هی اور دنیا کا خالق اور مادي باعث اُسیکي ذات هی بقول شاعر * خود کوزۂ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ * اور بعد تکمیل کے هر شی اُسیکي ذات میں فنا ہو جاتي ہی اور وهي وجود مطلق موجود اور کل عالموں کي روح هی † *

مفرد روحیں اُسیکي ذات کے اجزا ہیں جو اسطرح اُس سے علیحدہ ہوکر پھر اُس میں شامل ہو جاتي ہیں جسطرح آگ کے شعلہ میں سے شرارہ نکل کر پھر اُسمیں ملجاویں *

روح خدا کي ذات کا ایک جز ہونے کے سبب غیر فاني اور غیر محدود اور صادق اور عالم اور صاحب امتیاز هی *

اگرچہ سکون و قرار اُسکي قدرتي حالت هی مگر سرعت اور حرکت کي قابلیت بھي اُسمیں هی اعلی هستي نے جیسا کہ پہلے سے ارادہ کر رکھا تھا اُسکو قابل حرکت بنایا اور اپنے ارادوں کو ایسے بے انتہا سببوں کے سلسلہ کے ساتھہ جسکي ابتداء نہیں ظاہر کر رہا هی ‡ روح جسم میں اسطرح بند هی جیسے کوئي شی ایک غلاف یا کئي غلافوں میں ہوتي هی اول غلاف اُسکا علم و ادراک معہ حواس خمسہ کے هی اور دوسرا

† حالات رائل ایشیاٹک سوسئیٹي جلد ۲ صفحہ ۳۴

‡ ایضاً ایضاً ایضاً

غلاف ارادہ تیسرا حس و حرکت کے الات ھیں ان تینوں کا ایک لطیف جسم بنتا ھی جو روح کے ساتھہ اواگوں میں رھتا ھی *

چوتھا غلاف یہہ کثیف جسم ھی † باعتبار جسم کے روح کی حالتیں یہہ ھیں کہ جب انسان بیدار ھوتا ھی تو وہ متحرک اور ایک اصلی اور حقیقی خلقت سے تعلق رکھتی ھی اور خواب خیال کے حالت میں ایک وھمی اور مجازی خلقت سے سروکار رکھتی ھی اور خوب غافل سونے کی حالت میں خدا کی ذات سے لپٹی ھوتی ھی مگر اُسمیں وصل نہیں ھو جاتی ھی بعد وفات کے وہ اُس جسمانی ڈھانچ سے کنارہ کر لیتی ھی ‡ بعد اسکے وہ جرم قمر میں جاتی ھی اور وھاں اُسکو ایک ابی رقیق جسم ملتا ھی اور مینھہ کی صورت میں برستی ھی جسکو کوئی نباتات جذب کر لیتی ھی پس بذریعہ غذا کے کسی حیوان کے بچہ کے قالب میں پڑ جاتی ھی § اور اپنے اواگون کے پورا کرنے کے بعد جسکی مدت روح کے اعمال پر منحصر ھوتی ھی نجات حاصل کرتی ھی *

نجات کی تین قسمیں ھیں ایک تو کامل یعنی تعلقات جسمانی سے مبرا ھوکر روح کو تجرد حاصل ھوجارے جسکے بعد وہ برھما کی ذات میں جذب ھوجاتی ھی دوسرے نجات ناقص جسمیں روح صرف برھما کے مسکن تک پہونچ سکتی ھی تیسرے اِس سے بھی کم یعنی یہہ کہ روح اِنسان کی حالت زندگی ھی میں بعض صفتیں برھما کی حاصل کرلیتی ھی اور روح میں اِستعداد حظ اوٹھانے پر مائل اور راغب ھونیکی ھی افعال اور حرکات کرنے پر امادہ ھونیکی نہیں پچھلی دو قسم کی نجات بلدان اور معینہ طریقوں پر نہایت استغراق کے ساتھہ دھیان کرنے سے حاصل ھوجاتی ھی *

---

† حالات ایشیاٹک سوسئیٹی جلد ۲ صفحہ ۳۵
‡ ایضا ایضا صفحہ ۳۷
§ ایضا ایضا صفحہ ۴۰

یہہ فرقہ برھما کی قدرت کے غیر محدود ہونے اور اُسکے غفور ہونے اور دھرم کرم کی تاثیر (یعنی کامل اور ناقص دھرم اور اچھے برے کرم کے موافق جزا و سزا ہونی لابدی ہی یا نہیں) اور اور بہت سی منتخب باتوں پر بحث و مباحثہ کیا کرتا ہی دھرم کرم کی تاثیر کا ذکر اِس فرقہ کی قدیم کتابوں میں نہیں ہی البتہ بیدانتیوں کے اُس فریق کا مسئلہ ہی جو بھاگوت گیتا کی پیروی کرتے ہیں مگر بیدانتیوں کے فرقہ میں سے جو نہایت پابند قاعدہ کے ہیں وہ مکت کا ہونا برھما کی کرپا سے مانتے ہیں اور برھما کی قدرت کو ایسے مسلسل اسباب کے ذریعہ سے جنکا ابھی ذکر ہوچکا ہی کہ اُنکی اِبتدا نہیں معلوم محدود جانتے ہیں *

یہہ بات ظاہر ہی کہ یہہ فرقہ مذکورہ بالا فرقہ سے مادہ کے قدیم ہونے اور کائینات کو خداتعالی کی مرضی اور قدرت سے منسوب کرنے میں بالکل اختلاف رکھتا ہی بیدانتیوں کی اصل تعلیم کرنے والے بلکہ اہل یورپ میں سے وہ لوگ بھی جنھوں نے انکی تصنیفات کا ترجمہ کیا ہی مادہ کے وجود میں آنے کے طریق پر اتفاق نہیں کرتے چنانچہ انمیں سے ایک فرقہ کا اعتقاد ہی کہ ذات باری تعالی نے اپنے وجود میں سے مادہ کو نکالا ہی اور وہ اُسکے ارادوں کی تکمیل کے بعد پھر اُسیکی ذات میں شامل ہوجاویگا اِس مادہ سے جو اِسطرح سے پیدا ہوا تمام کائنات کو ظہور میں لایا اور اُسکو اِنسان کی روح پر طرح طرح کی تاثیر پیدا کرنے کے لیئے چھوڑا ہی اور دوسرے فرقہ کا عقیدہ یہہ ہی کہ خدا تعالی نے مادہ کو پیدا نہیں کیا اور نہ وہ موجود ہی بلکہ بلا واسطے اِنسان کی روح پر سلسلہ وار تاثیریں پہنچاتا ہی جنکا پیدا ہونا پہلا فرقہ مادی دنیا کے ذریعہ سے سمجھتا ہی پہلا فریق کہتا ہی کہ ہر شی خدا کے وجود سے موجود ہی اور دوسرا کہتا ہی کہ بجز خدا کے کوئی شی موجود نہیں معلوم ایسا ہوتا ہی کہ آخر مسئلہ آجکل کے بیدانتیوں میں پھیلا ہوا ہی اگرچہ غالباً اِس فرقہ کے بانیوں یا متقدمین کی اِبتدا نہیں ہی *

دونوں فرقے اِس بات پر متفق هیں که جو اثر طبیعت پر پیدا هوتا هی وه باقاعده اور بترتیب هوتا هی پس دنیا کو بے اصل سمجھنے والا فرقه سبب اور اثر پر ٹھیک اُسیطرح بحث کرتا هی جسطرح دنیا کو اصل ماننے والا فرقه گفتگو کرتا هی *

دونوں اِرادہ الهی کے قائل هیں اور یهه نهیں خیال کرتے که مادہ کی خاصیت میں یا خدا تعالی کی صفات میں کوئی بات ایسی هی جسکے سبب سے اُسکا اراده محدود هوجاوے *

دونوں اِس مقوله میں متفق هیں که روح خدا کی ذات کا ایک جز هی اور پھر اُسیکی ذات میں شامل هوجاویگی مگر کوئی انمیں سے یهه نهیں کهتا که وه خدا کی ذات میں سے کسطرح سے جدا هوئی خاصکر دنیا کے بے اصل سمجھنے والے یهه بیان کرنے میں قاصر هیں که جب روح خدا تعالی کے وجود کا ایک ذاتی جزو یعنی عین هی تو پھر اُسکو خدا تعالی نے اِس بات کا یقین کرانیکا کیوں دھوکا دیا هی که وه ایک علیحده اور غیر شی هی جسپر عالم کون و فساد کی تاثیریں هوتی هیں † *

منطقی فرقوں کا بیان

علم منطق کو برهمن دل سے عزیز رکھتے هیں اور بیحد و حساب تصنیفیں اِس علم میں کی هیں بعض اُنمیں سے بڑے بڑے مشهور مصنفوں نے بھی لکھی هیں اِسی سبب سے مختلف فرقے قائم هوگئے هیں مگر تمام اور فرقوں کا ماخذ گوتاما اور کناد کے فرقے هیں انمیں سے پهلے نے منطقی الهیات پر اور دوسرے نے طبیعات یعنی محسوسات پر توجهه کی هی اگرچه

---

† ملاحظه کالبروک صاحب کی تحریر مندرجه حالات رائل ایشیا ٹک سوسئیٹی جلد ۲ صفحه ۳۸ و ۳۹ کے کرنل کینیڈی صاحب کی تحریر مندرجه کتاب مذکور کی جلد ۳ صفحه ۴۱۲ اور سر گریوز هاٹن صاحب کی رایوں کو جو دنیا کے بے اصل هونے یا مادی وجود رکھنے کے استفسار میں هیں ملاحظه کرو

یهه دونوں فرقے بعضي باتوں میں اختلاف رکھتے هیں مگر ایسي باتوںمیں جنپر دونوں نے بحث کي هی عموماً اتفاق پایا جاتا هی اِسلیئے اُنکو ایکهي مجموعه کے ایسے دو جز سمجهنے چاهیئیں جو ایک دوسرے کے نقصانوں کي تکمیل کرتے هیں *

گوتاما اورکناد کي اُن باتونکا بیان جو ارسطو کي رایوں سے ملتي جلتي هیں

اب جو فرقه ان دونوں کے اجتماع سے قایم هوا اُسکا مقابله ارسطو کے گروه سے کیا گیا هي † یهه فرقه تجنیس اور ترکیب اور ترتیب پر توجهه کرنے اور ایک بد اسلوب قضیه پانچ مراتب کا جنمیں سے دو مراتب محض فضول هیں قایم کرنے میں ارسطو سے موافقت رکهتا هی ‡ *

اور کناد کے فرقه کي منطق میں حالتوں کي شمار بهي کي گئي هی اور وه چهه هیں یعني شي اور صفت اور حرکت اور اجتماع اور خصوصیت اور اتحاد بعضے ساتویں اور زیاده کرتے هیں یعني مصیبت ارسطو کے نزدیک ان میں سے اول کي تین هیں باقي نهیں هیں اور ارسطو نے جو اور سات حالتیں تجویز کي هیں اُن میں سے کوئي نهیں لي گئي هی § *

هندوؤں کے دونوں گروهوں نے جن مضمونوں پر بحث کي هی اکثر اُنمیں سے وهي مضامین هیں جنپر ارسطو نے گفتگو کي هی یعني حواس

---

† کالبروک صاحب کي تحریر مندرجه حالات رایل ایشیا تک سوسئیتي جلد ۱ صفحه ۹۱ اور اِڈنبراردیو بابت جولائي سنه ۱۸۲۴ ع صفحه ۳۶۴

‡ مثلاً اول یهه پهاڑ آتشین هی دوسرے کیونکه اُسمیں سے دهواں نکلتا هی تیسرے جس شي میں سے دهواں نکلتا هی وه آتشین هوتي هی جیسے که مطبخي کا تنور چوتهے پس پهاڑ دهواندهار هی پانچویں اِس لیئے یهه پهاڑ آتشین هی هندوؤں کے هاں با قاعده قضیه بهي مستعمل تها جسکا قائم هونا مذکوره بالا قضیه کے بعد ایک امر لازمي هی لیکن جو که یهه باقاعده قضیه مذکوره قضیه کے بعد ظهور میں ایا اِس لیئے معلوم هوتا هی که هندوؤں نے ترقي کے زمانه میں یونانیوں سے لی لیا هوگا

§ یعني جذبه اور تعلق اور مقدار اور زماں اور مکاں اور حالت اور عادت

اور عنصر اور روح اور اُسکي مختلف قوتیں اور زمانہ اور خلاء وغیرہ لیکن بہت سے مضمون جو ارسطو کے نزدیک اول درجہ رکھتے ہیں هندوؤں سے فروگذاشت ہوئے اور اسیطرح ارسطو کا حال هی مضمونوں کي تعریف اکثر مختلف هی اور عام ترتیب اُنکي بالکل مشابہ نہیں هی *

نہایت مشہور مطابقت هندوؤں اور یونانیوں میں یہہ هی کہ تمام هندو فرقے حواس خمسہ پر چھتا ارادہ زیادہ کرتے ہیں جو باقي پانچوں کے کاموں پر قبضہ رکھتا هی یہہ ارسطو کي تسلیم کي ہوئي اُس حس سے جسکو وہ عام حس یا اندروني حس کہتا هی بالکل مطابق هی *

عام تجنیس گوتاما کے فرقہ کي راے کے بموجب

گوتاما کے فرقہ کي تجنیس بہ نسبت کناد کے فرقہ کے زیادہ کامل اور وسیع هی اور اُسکا بطور تھوڑے سے نمونوں کے بیان کرنے سے وہ تفضیل اچھي طرح سمجھہ میں آسکتي هی جو وہ فرقہ اپني تجنیس کي کرنا چاهتا هی *

تقریر کے مراتب کي فصلوں کا بیان

تقریر کے مرتبوں کي اول تقسیم سولہ فصلوں میں کي گئي هی اور جس اصل پر یہہ تقسیم ہوئي هی اُسکو بجز سبات کے کہ مباحثہ کے طریقے اور ذریعہ اور چند درجے اُسمیں پائے جاتے ہیں اور کچھہ میں نہیں سمجھتا اور وہ فصلیں یہہ ہیں *

(۱) دلیل (۲) وہ شي جو معلوم اور ثابت کیجاوے (۳) شک (۴) علت (۵) مثال (۶) ثابت شدہ حقیقت (۷) ایک باقاعدہ تقریر یا قضیہ کا جملہ (۸) وہ تقریر جس سے بیہودگي ثابت کي جاوے (۹) تعین یا تحقیق (۱۰) مقدمہ (۱۱) مناظرہ (۱۲) اعتراض (۱۳) دلیل فاسد (۱۴) انحراف (۱۵) تذلیل (۱۶) تردید *

اس تقسیم کي جو اور بهي تقسیم کي گئي هی وه زیاده تر معقول اور ترتیب وار هی *

فصل اول یعني دلیل

دلیل کي چار قسمیں هیں بدیهه نتیجه تقابل مقوله یا شهادت

دلیل کي چاروں قسموں میں سے نتیجه تین قسم کا هوتا هی ایک صغری جسمیں علت سے معلول معلوم هوتا هی دوسرا کبری جسمیں معلول سے علت دریافت هوتي هی تیسرا مماثل *

فصل دوسري یعني وه اشیا جو معلوم اور ثابت کیجاویں اور اُنکي تقسیم در تقسیم

ثابت هونے والي چیزیں باره هیں روح جسم آلات حس محسوسات قوت مدرکه اراده سرعت خطا اواگون کرمونکا پهل تکلیف مکت یعني نجات *

اول روح

(۱) ثابت هونے والي پهلي شی روح هی اور اُسکي خاصیت اور قوتوں اور اُسکے وجود کي دلیلوں کا کامل بیان کیا گیا هی روح کي چوده صفتیں هیں یعني تعداد اور مقدار اور کثرت اور وصل اور فصل اور علم و ادراک اور رنج اور راحت اور خواهش اور نفرت اور اراده اور لیاقت اور نالیاقتي اور قوت متخیله *

دوسرا جسم

(۲) ثابت هونے والي شی جسم هی اور اسکي بحث اور تشریح اور بهي زیاده مفصل کي گئي هی مگر بعضي باتیں جو ازروے مناسبت کے علم طبیعات میں شامل هیں اسمیں مخلوط کردي گئي هیں *

تیسرے آلات حس

(۳) اسکے بعد آلات حس کا بیان هی جنکا مدرج معرفت کو سنکیا فرقه کے مانند نهیں ٹهرایا هی بلکه اُسي فرقه کي طرح اُنکو چهٹے اندروني

جس کے ساتھہ شامل کردیا گیا هی مگر پانچ آلات حرکت کا امتیاز علحدہ نہیں کیا گیا هی جنکے شمار سے سنکھیا فرقہ نے گیارہ آلات حس کے قایم کیئے هیں *

چوتھے محسوسات

(۴) درسري فصل کي دوسري تقسیم میں محسوسات داخل هیں اور اُنکو اُن لفظوں میں کہا گیا هی جنمیں کناد فرقہ نے حالتوں کو گنا هی *

اِنمیں سے اول شی هی اور شی کي نو قسمیں هیں مٹي اور پاني اور روشني اور هوا اور آکاس کي نہایت لطیف هوا زمان و مکان و روح اور اِرادہ اِنمیں سے هر ایک کي مضمون کو بخوبي تحقیق کیا گیا هی بعد اِسکے مصنف دوسري حالت یعني صفت کا بیان کرتا هی اور صفتیں چوبیس هیں سولہ † جسماني یعني رنگ مزہ بو احساس تعداد مقدار تجرد وصل فصل تقدم تاخر ثقل رقت چپکاوٹ آواز اور آٹھہ صفتیں روحاني هیں یعني تکلیف راحت خواهش اور نفرت ارادہ نیکي و بدي اور استعداد اِنمیں سے هر ایک کي تحقیق بہت تفصیل سے کي گئي هی اور بعض موقعوں پر ایسي خوبي سے جیسے کہ یونانیوں نے کي هی تحقیقات کي هی ‡ *

بعد اِسکے باقي پانچ حالتوں کي تشریح کي گئي هی جس میں محسوسات کي بحث پوري هوچکي هی اور اسکے بعد باقي چھہ § ثابت

† سولہ کے بجاے مصنف نے صرف پندرہ کو شمار کیا هی معلوم نہیں کہ یہہ غلطي چھاپہ کي هی یا کیا وجہہ هی (مترجم)

‡ مثلاً کنادا نے صرف یہہ تعریف کي گئي هی کہ وہ ثقل کا نہونا هی حالانکہ ارسطو نے اُسکو ایک علحدہ اصل قایم کرکے کہا هی کہ جوں جوں ثقل گھٹتي جاتي هی وہ بڑھتي جاتي هی اور آواز کو بیان کیا هی کہ وہ لہرانے سے پھیلتي هی چنانچہ ایک مرکز سے موج پر موج نکلتي هی

§ بجاے اِن چھہ کے آٹھہ هوني چاهیئیں کیونکہ ثابت هونیوالي چیزوں کي تعداد پہلے بارہ لکھي هی اور اُنمیں سے صرف چار کا بیان کیا هی معلوم ایسا هوتا هی کہ چھپنے میں غلطي هوگئي هی (مترجم)

هوني والي اشياء ميں سے هر ايک کي تحقيق بهي اِسيطرح سے کرکے دوسري فصل ختم کردي گئي هى *

فصل تيسري يعني شک کا بيان

تيسري فصل يا مضمون يعني شک کا بيان اور اسيطرح سے سولهويں فصل تک بخوبي مفصل بيان هوا هى ليکن مباحثه کا طريق ظاهر کرنے کے ليئے هم بهت کچهه بيان کرچکے اِس سے زياده مفصل اور مشرح لکهنے ميں بهت سا طول هوگا *

الهيات کے مسائل

مذکوره بالا مضمونوں کي بحث ميں الهيات اور طبيعات کے بهت سے مسائل شامل هيں مثلاً روح کا غير مادي هونا اور قديم هونا اور علحده وجود رکهنا بيان کيا گيا هى اور خدا تعالى کو اعلى روح اور علم ابدي کا مرکز اور کل اشياء کا خالق کها گيا هى *

جزوں يا ذروں کا بيان

کناد کا فرقه جسکو جز لايتجزا کا مانني والا گروه کهتے هيں خيال کرتا هى که يهه چند روزه دنيا ابدي اجزا يعني ايسے ذروں کے مجموعوں سے جو هميشه سے هيں بني هوئي هى ليکن يهه قول فيصل نهيں معلوم هوتا هى که اونکي يهه ترتيب عارضي اُنکا ذاتي وصف هى يا خدا تعالى کي قدرت پر منحصر هى † *

---

† کالبروک صاحب کي تحرير مندرجه حالات رائل ايشياٹک سوسئيٹي جلد ۱ صفحه ۱۰۵ اور منطقي فرقه کي مفصل کيفيت دريافت کرنے کے واسطے حالات رائل ايشياٹک سوسئيٹي جلد ۱ صفحهٔ ۹۲ اور گليڈون صاحب کے آئين اکبري کي جلد ۲ صفحه ۳۸۵ اور نيز وارڈ صاحب کي کتاب هندوؤں کے حالات کي جلد ۲ صفحه ۴۲۳ کو ملاحظه کرو

هندو حکیموں کے فرقوں کا چند یوناني حکیموں کے فرقوں خصوصاً فیساغورس کے فرقہ سے مشابہ هونا

جن مضمونوں پر هندو حکیموں نے بحث کي هی اور قدیم یوناني حکیموں نے جن مضمونوں پر توجهہ کي هی اُن دونوں کے یکساں هونے اور ایسے فرقوں کے مسئلوں میں جو دنیا کے بہت دور دراز ملکوں میں آباد تهے مشابہت پائے جانے سے متعجب نہونا غیر ممکن هی چنانچہ مسبب الاسباب اور ارادہ کا مادہ سے تعلق اور پیدایش اور تقدیر اور اسي قسم کے بہت سے مضمونوں میں هندوؤں نے ایسے سوال شامل کیئے هیں جو زمانہ حال کے علم الهیات میں پیش آئے هیں اور اُنہے متقدمین (اهل یورپ) آگاہ نہ تهے مادہ کا قدیم هونا یا اُسکا خدا تعالی کي ذات میں سے نکلنا اور خدا تعالی کا وجود جداگانہ یا اُس وجود کا قدرت کے انتظام میں سے ظہور کرنا اور تمام روحوں کا منخرج خدا کي ذات کو ٹهرانا اور پهر اُسیکي ذات میں سمانا اور اجزا یعني ذروں کا مسئلہ اور دنیا کے مسلسل انقلابوں کے مسئلے غرضکہ یہہ سب باتیں یوناني حکیموں میں اِسطرح سے کہ کوئي کسي فرقہ میں اور کوئي کسي فرقہ میں پائي جاتي هیں † لیکن میري راے میں یہہ مسئلے غور و خوض کرنیوالے لوگوں کے دهیان میں خود بخود علحدہ علحدہ ملکونمیں گذرے هونگے اور حسن اتفاق سے اُنمیں سے کسي ایک مسئلہ کي مطابقت دوسرے کے ساتهہ هوگئي هو لیکن جبکہ هم کسي کل ترتیب کو هندو حکیموں کے قاعدوں کي ترتیب سے ایسا مطابق پاویں جیسا کہ فیسا غورس کے قاعدوں کي ترتیب هی اور ان دونوں کے مسئلے ایسے خلاف قیاس هوں کہ عقل انساني کا مقتضی نہ معلوم هوں تو فیساغورس کي مشرقي سفر کي روایتیں جو مشهور هیں اُنسے اسبات کا یقین اجانا بعید نہیں هی کہ ان دونوں کي حکمت کا ماخذ

---

† ولزن صاحب کي کتاب حالات هندوؤں کي جلد ۲ صفحہ ۱۱۴ کو دیکھو

ایک هي هوا بقول فیسا غورس کے تمام حکمت کا منشاد طبیعت کو ایسے گراں باروں سے آزاد کرنا هی جو اُسکو کمال حاصل کرنے کے مانع هوتے هیں † اور اُسکو جذبوں اور نفساني خواهشوں کے غلبه سے بچاکر اسطرح اعلی درجه پر پهونچاوے که صفات باري حاصل هوجاویں اور دیوتوں میں شمار کیئے جانے کے قابل هو جاوے ‡ روح خدا کي ذات کا جز هی § اور بہت سے اواگون اور مرے هوؤں کے دیس میں || متواتر جانے اور پاک صاف هو جانے کے بعد روح اپنے اُسي مخرج میں سما جاتي هی جسمیں سے نکلي تهي طبیعت روح سے علیحده ایک شی هی * خدا ایسي عام روح هی که هر شی میں پهیلي هوئي هی اور تمام کائینات کي اصل اصول اور مخفي هی اور انحطاط اور زوال کے قابل نہیں هی اُسکو صرف طبیعت هي سمجهه سکتي هی ⫟ خدا اور انسانوں کے درمیان میں هوائي موجودات (یعني ایسے مخلوق جو هوا میں رهتي هی) بہت سے گروهوں میں منقسم هی جو دنیا کے کار و بار پر مختلف تسلط رکھتے هیں †† *

یهه سب کے سب ٹهیک ٹهیک هندوستان کے علم الهیات کے مسئله هیں جب هم اس پر فیساغورس کي اُس نفرت کو جو حیوانات کے کهانے سے اُسکو تهي اور اُسوقت تک کسي حیوان کے کهانے کي اجازت ندینے کو جب تک که وه قرباني نکیا جاوے ‡‡ اور اپنے شاگردوں

† انفیلڈ صاحب کي تاریخ حکمت جلد ۱ صفحه ۳۱۲

‡ ایضاً ایضاً صفحه ۳۸۹

§ ایضاً ایضاً صفحه ۳۹۳

|| اِس مقام پر قیاس چاهتا هی که عالم ارواح لکها جاوے مگر مصنف نے اِن هي لفظوں میں بیان کیا هی جو لکھے گئے مترجم

* انفیلڈ صاحب کي تاریخ حکمت جلد ۱ صفحه ۳۹۲

⫟ ایضاً ایضاً صفحه ۳۹۳

†† ایضاً صفحه ۳۹۵ اور ستینلي صاحب کي تاریخ حکمت کو بهي دیکهو

‡‡ انفیلڈ صاحب کي تاریخ حکمت جلد ۱ صفحه ۳۷۷ اور ستینلي صاحب کي تاریخ حکمت صفحه ۵۲۰

کو درختوں کي شاخ و برگ توڑنے مروز نے سے امتناع کرنے کو † اور شاگردوں کو مدت تک معرض امتحان میں رکھنے اور مخفي تعلیم کرنے کو زیادہ کریں تو خیال میں نہیں آتا کہ اسقدر مطابقت اور موافقت بغیر اِسباب کے کہ صریح نقل هندوؤں کي کیجارے هوسکے *

اور بھي مشابہتیں بیان هوسکتي هیں گو انسے جلکا بیان هوچکا کم رتبہ هیں مگر متحیر اور متعجب کرنے میں کچھہ کم نہیں هیں مثلاً خدایتعالی اور روشني کي مشابہت اور چاند کو خواہ مخواہ اس خیال سے رتبہ بخشنا کہ وہ زمین کي تبدیلیوں کي حد هی اور ان سب مسئلوں کو زیادہ فخر اور امتیاز اس سبب سے حاصل هوا هی کہ وہ فیساغورس کے اور تمام همعصر یوناني حکیموں کے مسائل سے مختلف هیں ‡ *

مشہور هی کہ دونوں فرقوں کے بعض مسائل قدیم مصریوں میں موجود تھے اور خیال کیا جاتا هی کہ فیساغورس اور برهمنوں نے اُنہیں سے حاصل کیئے لیکن مصر میں ان مسئلوں کے رایج هونے کے حالات صرف ایسي کتابوں میں پائي جاتي هیں جو اُنکے یونان میں پہونچنے پر مدت کے

---

† سٹینلي صاحب کي تاریخ حکمت صفحہ ۵۲۰

‡ هندوؤں کے جو خیال اور قیاس روشني کي نسبت هیں اُنکے معلوم هونے کے لیئے گایتري کے مختلف ترجموں اور تفسیروں کو خصوصاً سر جونس صاحب کي کتاب کي جلد ٦ صفحہ ۴۱۷ و ۴۲۱ اور کالبروک صاحب کي تحقیقات ایشیا کي جلد ۸ صفحہ ۴۰۰ اور حاشیہ اور رام موهن راے کے ترجمہ بید کے صفحہ ۱۱۴ اور کالبروک کي تحریر مندرجہ حالات رایل ایشیاٹک سوسئیٹي کي جلد ۲ صفحہ ۲٦ وغیرہ کو دیکھو ـــ اور فیساغورس کي راے دریافت کرنے کے واسطے انفیلڈ صاحب کي کتاب کے جلد ۱ صفحہ ۳۹۴ اور سٹینلي صاحب کي کتاب کے صفحہ ۵۴۷ کو دیکھو اُنہوں نے لکھا هی کہ فیساغورس نے روشني کا مسئلہ مشرقي حکیموں سے سیکھا هی اور چاند اور هوائي ملکوں کے باب میں هندوؤں اور فیساغورس کي رایوں کو کالبروک صاحب نے حالات رایل ایشیاٹک سوسئیٹي جلد ۱ صفحہ ۵۷۸ میں بیان کیا هی اور صرف فیساغورس کي رایوں کے معلوم کرنے کے واسطے سٹینلي صاحب کي کتاب کے صفحہ ۵۵۱ کو ملاحظہ کرو

بعد لکهي گئي هيں چنانچه سب سے اول سند اسبات کي هرودتس مورخ هي جو فيساغورس کي حکمت کے علي العموم شايع هونے سے مدت کے بعد هوا هي اور بالفرض اگر يهه مسئلے مصريوں ميں موجود بهي تهے تو وه ايک علحده ترتيب حکمت ميں بطور متفرق رايوں اور خيالوں کے هونگے اور يونان ميں اُن مسئلوں کو سواے فيساغورس کے اور يوناني حکيم مد فاضل سمجهتے تهے اور جزو کل کو صحيح اور درست نهيں جانتے تهے برخلاف اسکے هندوستان ميں اُنکو ايسے اصول سمجها گيا هي که اُنپر لوگوں کے مذهب کي بنياد هي اور تمام حکيموں کے فرقے اُنکو اپني سند گردانتے هيں اور انهيں پر طبيعات کا هر ايک مسئله اور اخلاق کا هر ايک مقوله منحصر هي *

کالبروک صاحب نے کيا اچها کہا هي که هندوؤں کي حکمت پہلے يونانيوں سے به نسبت پچهلے يونانيوں کے زياده تر مشابهت رکهتي هي اور اگر هندو کسي غير قوم سے ابتدا ميں حکمت کے اصول سيکهه سکے تو کيا وجهه هي [که وه پچهلي ترقيوں کا علم حاصل نکرسکے اور اس سے يهه نتيجه نکالتے هيں که هندوؤں نے حکمت کسي سے سيکهي نهيں هي بلکه اوروں کو سکهائي هي † *

† حالات رايل ايشياٹک سوسئيٹي جلد ۱ صفحه ۵۷۹ يهه کها جاسکتا هي که فيساغورس کے مسائل منو کے زمانه کے بعد کے هيں اُسکي تحريروں ميں ايسے لوگوں کا ذکر پايا جانے سے جو باهم رهکر اوقات بسر کرتے هوں اور ايک هي سے تعليم پاتے هوں اور مردوں کو جلانے کے بجاے دفناتے هوں ساده سنتوں کے گروه سمجهے جاتے هيں اور حيوانوں کا گوشت کهانے کي جو اُسنے سخت ممانعت کي هي اُس سے بهي پچهلا هي زمانه پايا جاتا هي

تیسرا حصه

هندوؤں کے پچھلے زمانه کا حال چلا جاتا هی

جو مضمون اب بیان کیئے جاوینگے اُنمیں سے بہت تہوڑے منو نے بیان کیئے هیں اِس لیئے هم اُن تبدیلیوں کي تحقیق کا اُسکے ذریعه سے زیادہ اِرادہ نہیں کرسکتے جو منو کے زمانه کے بعد هوئیں بلکه هندوؤں میں هر علم و هنر کي ترقي کي غایت درجه کي تحقیقات اور اُسکي اُس حالت کا بیان جو اب موجود هی همکو اور ذریعوں سے کرنا چاهیئے *

پہلا باب

علم هیئت اور ریاضي کا بیان

هندوؤں کے علم هیئت کي قدامت

هندوستان کے علم هیئت کي قدامت اور اصلیت نهایت دلچسپ مضمون هیں † اِنمیں سے قدامت پر یورپ کے نهایت بڑے درجه والے هیئت دانوں نے گفتگو کي هی تسپر بهي ابتک اُسکا کچهه تصفیه نہیں هوا *

کاسیني صاحب اور بیلي صاحب اور پلیفیئر صاحب کا قول هی که هندوؤں کي کتابوں میں ایسي ایسي تحقیقیں جو حضرت مسیح علیه السلام سے تین هزار برس پہلے هوئي تهیں اب بهي موجود هیں اور اُنسے بہت بڑي ترقي جو اُس زمانه سے پہلے هوچکي تهي ثابت هوتي هی *

---

† هیومرے صاحب کي هندوستان کي انگریزوں کے وقت کي تاریخ میں جو بڑي عمدہ اور معقول کتاب هی لوگوں نے جو ثبوت مضمون کے داخل کیئے هیں اُنسے یهه مضمون بہت اچهي طرح معلوم هوتے هیں مگر اُنمیں ایسي رائیں هیں جو هندوؤں کے حق میں مفید نہیں

بہت سے آدمي جو علوم دقیق میں مشہور اور نامي هیں جیسے کہ لاپلیس صاحب اور ڈیلمبر صاحب اُن تحقیقوں کے مستند اور صحیح هونے سے انکار کرکے اُنکے نتیجوں کو ناجایز ٹہراتے هیں *

اسباب میں گفتگو بالکل اصول هیئت پر کیجاتي هی اور اُسکا تصفیہ صرف علم هیئت کے عالم کرسکتے هیں جهانتک کہ اُسکو ایسا شخص جو علم ریاضي سے بالکل ناواقف هو سمجھہ سکتا هی اُس سے هندوؤں کو اُسقدر ناموري حاصل نہیں هوسکتي جتني کہ اُنکو دیجاتي هی *

مگر تمام هیئت دان هندوؤں کي تحقیقوں کے نہایت قدیم هونے کو تسلیم کرتے هیں اور اس باب میں کچھہ حجت نہیں معلوم هوتي هی کہ اُنھوں نے جو نہایت ٹھیک اور صحیح حرکت وسطي سورج اور چاند کي قرار دي هی وہ اُنکو قدیم زمانہ کي تحقیقوں سے ان تحقیقوں کے مقابلہ کرنے سے حاصل هوئي هوگي جو اس زمانہ کے لوگوں نے کي هیں † بنٹلي صاحب جو هندوؤں کے دعوی کے بالکل برخلاف هیں وہ بھي اپني اخیر چھاپي هوئي کتاب میں لکھتے هیں کہ هندوؤں نے جو طریق الشمس کو ستائیس منازل قمر (یعني نچھتر) میں تقسیم کیا هی جس سے وہ اُس زمانہ میں بہت بڑے عالم اس علم کے معلوم هوتے هیں وہ تقسیم حضرت مسیح علیہ السلام سے چودہ سو بیالیس برس پہلے هوئي تھي اور اس باب میں بنٹلي صاحب کي سند هي پر بس نکرکے همکو یقین کرنا چاهیئے کہ هندوؤں کي تحقیقیں حضرت مسیح علیہ السلام سے پندرہ سو برس پہلے سے شروع هوئي هونگي اور یہہ زمانہ مہم ارگوناٹک ‡ اور

† پونڈ صاحب کي لاپلیس صاحب والي کتاب انتظام دنیا

‡ یونانیوں میں روایت هی کہ یوناني دلاوروں نے مقام کالکس واقع ساحل بحر اسود پر جو مہم سونھري اُون حاصل کرنے کے واسطے کي تھي اُسکا نام آرگوناٹک هی وجہہ تسمیہ اس مہم کي یہہ هی کہ اُن لوگوں نے جس جہاز پر اس مہم میں سفر کیا تھا اُسکا نام آرگو اس سبب سے تھا کہ اُسکو آرگس نے اُن سب دلاوروں کے سردار جیسن کے حکم سے بنایا تھا اس مہم کو مشہور لڑائي ٹرائي سے قریب ایک پشت یعني سو برس پیشتر قایم کرتے هیں (مترجم)

یونان میں پہلے پہل هیئت کا چرچا شروع هونے سے سو دو سو برس پہلے قایم هوگا *

اور جس قاعدہ پر پترا بنا هی جسکا ذکر بید میں موجود هی اُسکے لکھے جانیکا زمانہ حضرت مسیح علیہ‌السلام سے چودہ سو برس پہلے قرار دیا گیا هی † اور پارس راے کو جو قدیم زمانہ کا اول هیئت داں هی اور اُسکی تصنیفوں میں سے اب‌بھی کچھہ کچھہ باقی هی اُسی زمانہ میں فروغ هوا ‡ *

هندوؤں کو علم هیئت کسقدر حاصل تھا

هندوؤں کے هیئت کي جو تحقیقاتیں همارے زمانہ میں هوئیں اُنمیں همکو اُنکے قدیم مصنفوں سے کوئي مدد نہیں ملتي پجاریوں کے فریب و

† پہلے تتمہ اور تحقیقات حالات ایشیا کي جلد ۸ صفحہ ۴۸۹ اور جلد ۷ صفحہ ۲۸۲ کو ملاحظہ کرو

‡ اس مصنف کا زمانہ اُسکي اُس تحقیق سے جو اُسنے رنگوں کے مقام کي کي هی جسکا ذکر ڈیوز صاحب نے کتاب تحقیقات ایشیا کي جلد ۲ صفحہ ۲٦۸ میں کیا هی قایم هوتا هی سر جونس صاحب ایک اور اطلاع کي رو سے جو اُنکو ڈیوز صاحب سے حاصل هوئي پارس راے کے زمانہ کو سنہ ۱۱۸۱ قبل مسیح علیہ‌السلام قرار دیا هی لیکن خود ڈیوز صاحب نے بعدہ کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۵ صفحہ ۲۸۸ میں بیان کیا هی کہ اس معاملہ میں کامل غور کرنے سے یہہ دریافت هوتا هی کہ یہہ تحقیق سنہ ۱۳۹۱ قبل مسیح علیہ‌السلام میں هوئي هوگي-ایک اور مقام سے جو پارس راے کي کتاب سے نقل کیا گیا هی ثابت هوتا هی کہ اُسکے زمانہ میں زحل کا آفتاب کے طلوع کے بعد تک چمکتا رهنا ایسے زمانہ میں واقع هوا جو اُس زمانہ سے مطابق هی جسکو اُس مصنف کي نسبت اور وجوهات سے قرار دیا گیا هی — کالبروک صاحب کي تحریر کتاب حالات ایشیا کي جلد ۹ صفحہ ۳۵٦ اور اسي کتاب کي جلد ۵ صفحہ ۲۸۸ میں ڈیوز صاحب کي راے بھي دیکھو مگر بنٹلي صاحب کو ایک زمانہ میں پارس راے کي تصنیفوں پر یہہ شبہہ تھا کہ یہہ کسي کي زمانہ حال کي کارسازي هی (کتاب تحقیقات ایشیا جلد ٦ صفحہ ۵۸۱) اور جبکہ اُنہوں نے اپني دوسري چھاپي هوئي کتاب میں اُنکو تسلیم کیا تو زحل کے بیان کے معني اور طرح کے اور اس وجہہ اور اور وجوهات سے اُس مصنف کے زمانہ کو سنہ ۵۷٦ قبل مسیح علیہ‌السلام قرار دیا (خلاصہ تاریخ بنٹلي صاحب مندرجہ اوریئینٹل میگزین جلد ۵ صفحہ ۲۴۵) جو ارادہ کہ سر جونس صاحب نے دیوتاؤں کي تاریخ کے ذریعہ سے جنمیں پارس راے کا نام آیا هی اُسکي تاریخ قایم کرنیکا کیا وہ پورا نہوا (کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۲ صفحہ ۳۹۹)

فطرت کے اُسي دستور سے جسکا هندوؤں کي اور باتوں پر بہت بڑا اثر هوا هی اُنکے علم پر بهي پردہ پڑگیا (یعنے علم کا حال بهي بخوبي ظاهر نهیں هوتا) چنانچه لغو زمانے واقعات کے جو ان پوجاریوں نے قرار دیئے هیں اُنمیں علم هیئت سے کام لیا هی اسلیئے جو سنه اور زمانه علم هیئت کے ذریعه سے مقرر هونے چاهیئیں وہ ابتر اور پریشان هوگئے اور کهیں کسي کتاب میں علی‌العموم کوئي بیان هندوؤنکے علم هیئت کے سلسله کا معلوم نهیں‌هوتا اور علم کي صرف اسیقدر باتیں جو روز مرہ کے کاروبار سے متعلق هیں لوگوں پر ظاهر کی گئي هیں لیکن اُنکی بهي اصل ماخذ مخفي رکهکر صرف نتیجے اِس ادعا سے ظاهر کیئے هیں که خدا تعالی کیطرف سے یهه وحي آئي هی † *

---

† مثلاً سورجا سدهانتا جو پانچویں یا چهٹي صدي کے ایک بڑے هیئت‌داں کي کتاب هی اُسکو هندو ایسي وحي کي کتاب سمجهتے هیں جسکو نازل هوئے اکیس لاکهه چونسٹهه هزار نو سو برس هوئے جو اولجها هوا اور خراب طریقه علم کے ظاهر کرنے کا علم هیئت میں اُنکا تها ویساهي اور علموں میں بهي تها چنانچه پروفسر پلیفیئر صاحب اُنکے علم مثلث کي نسبت فرماتے هیں که اور بهت سي باتوں کیطرح جو مشرقي علوم سے متعلق هیں اِس کتاب کي صورت سے ظاهر هوتا هی که اُسکے مصنف نے اپنے علم کے موافق اُسمیں بیان کرنا مناسب نهیں سمجها یعني اُسکا مصنف مضمون سے به نسبت اُسکے بهت زیادہ واقف تها جتنا که اُسنے بیان کیا هی غالباً یهه ایک مختصر رساله هی جسکو کسي علم هندسه کے *کامل نے مبتدیوں کے سیکهنے کے واسطے لکها هی اور اُنکے علم حساب کي نسبت اتن براوریو کي جلد ۲۹ صفحه ۱۲۷ میں یهه بیان هی که اس علم کو هندوؤں نے نظم میں لکها هی همیشه سوالوں کو نهایت درستي کے ساتهه مجمل بیان کیا هی اور حل کرنیکا قاعدہ کچهه‌کم اجمال کے ساتهه بیان کیا هی لیکن مثال پر پهنچنے سے جو تیسرے درجه پر هوتي هی سوال بالکل سمجهه میں آجاتا هی اور کوئي ثبوت یا دلیل مفصل یا مجمل اُسکے ساتهه بیان نهیں کي گئي هی، مگر امتحان کرنے پر قاعدے اُسکے صرف صحیح اور درست هی ثابت نهیں هوتے بلکه ایسے سیدهے اور صاف معلوم هوتے هیں جو اِس زمانه حال میں قایم هونے ممکن هیں جسمیں تحقیق اور تشریح کو کمال حاصل هی اور اُنکے جبر و مقابله پر بهي اتن براوریو کے صفحه ۱۵۱ میں یهي راے دي گئي هی

اِس وجهه سے جن قاعدوں پر هندوؤں کے اپنے زائچه کهینچے هیں اُنکو کبهي بیان نهیں کیا اور اُنکي کوئي ایسي کتاب جسمیں اُنکي تحقیقوں کا سلسله باقاعده مندرج هو پائي نهیں جاتي هی *

اگر یهه طریقه اُنکا اُنکے حالات کي تحقیقاتوں کا جو هم کرني چاهتے هیں مانع هو تو اِسمیں کچهه شبهه نهیں که اُنکے علم کا بهت بڑا مانع هوا هوگا غالباً تحقیقات علمي کرنے کا فن بهت تهوڑے اور خاص آدمیوں کو سکهایا جاتا هوگا اور اِس سے بهي کم لوگ ایسے ذریعه سے کام لینے پر مائل هونگے جس سے اُس مذهب کو جسکي بنیاد احکام الهي پر تهرا رکهي تهي اِستحکام حاصل هونا ممکن نه تها بلکه نقصان هوسکتا تها اُنکے متقدمین جو کچهه سعي و کوشش کرکے تحقیقیں چهوڑ گئے تهے اُن سے جو فن وه سیکهتے تهے نه وه اُنهوں نے حاصل کیا تها اور نه علمي فخر حاصل کرنے کا شوق اور غبطه اُنمیں تها جو اُن تحقیقوں کو دیکهکر هونا چاهیئے تها جب که اُن زایچوں میں جنکو وحي تهرا رکها تها روز بروز غلطیاں زیاده هوئیں اور نئي تحقیقوں سے اُنکے تصحیح کرنے پر مجبور هوئے تو جو ترقیاں اُنهوں نے اُنمیں کیں اُنسے بجاے شهرت اور ناموري حاصل کرنے کے اُنکو اِس امر میں کوشش کرني پڑي که سب کو یهه یقین رهے که اِن زایچوں میں کسیطرح کي تبدیلي نهیں هوئي هی † *

---

† سورجا سدهانتا کا مفسر (کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۲ صفحه ۲۳۹) اُس پریشاني کو اچهي طرح ثابت کرتا هی جو اُن لوگوں کي طبیعتوں کو حاصل هوئي تهي جنهوں نے اُن غلطیوں کي تصحیح کا اِراده کیا تها جو مذهبي سند سے تسلیم هوتي چلي آتي تهیں اِسي جلد کے صفحه ۲۵۷ سے معلوم هوتا هی که اگرچه علم معقول اُنکے هاں مدتهاے دراز سے جسکا زمانه معلوم نهیں قایم تها تسپر بهي وه اس بات کو بیدیني سمجهتے تهے که اُنکے علم منقول اور معقول میں اِختلاف ظاهر هووے البته صرف ایک هي مصنف کا قول هی که زمین غیر محدود خلا میں خود بخود تلي هوئي هی چند حیوان نیچے اوپر جمع هوکر اُسکو اُوٹها نهیں سکتے لیکن اور مصنف ایسے مباحثه کي راے ظاهر نهیں کرتے بلکه اُنکي طبیعت اسطرف

باوجود ان نقصانوں کے معلوم هوتا هی که أنهوں نے علم هیئت میں بہت سي ترقیاں کي هیں هندوؤں نے جو کوئي کامل سلسله اپني تحقیقوں کا نہیں چھوڑا هی جسکو ایک عام پسند طریقه کي طرح بیش اور اور قوموں کي تحقیقوں سے مقابل کیا جاوے اس لیئے ریاضي داں لوگوں کو أنکي علمیت پر أس هنر کے ذریعه سے رائے دیني چاهیئے جو أن سے أن باتوں کي بحث میں ظاهر هوا هی جنپر أنهوں نے گفتگو کي هی اور اس معامله میں جو رائیں دي گئي هیں وه متفق نہیں هیں مگر اسبات کو بالاتفاق تسلیم کیا گیا هی که أنکے علم هیئت کي تصنیفات میں بڑے درجه کے نقص کے ساتهه اعلی مرتبه کا کمال بهي پایا جاتا هی *

علم ریاضي کي اور شاخوں میں جو ترقي هندوؤں نے کي هی وه علم هیئت کي به نسبت اور بهي زیادہ بیان کرنے کے قابل هی چنانچه سورجا سدهانتا میں جو بموجب قول بنٹلي صاحب کے سنه ۱۰۹۱ع میں لکهي گئي هی اور عموماً پانچویں چهٹي صدي † کي تصنیف کے هوئي تسلیم کي جاتي هی علم مثلث کا بیان ایسا پایا جاتا هی که أس سے انکا یهه علم به نسبت یونانیوں کے بہت زیادہ هی ثابت نہیں هوتا بلکه اسمیں ایسے ایسے سوالات پائے جاتے هیں که أنکا علم اهل یورپ کو سولهویں

مائل معلوم هوتي هی که جو کہانیاں قدیم سے چلي آتي هیں أنسے اختلاف نہونے پاوے اور اوقن‌براؤریو میں (جلد ۱۰ صفحه ۳۵۹) مذهبي نظرت اور فریب کے طریقه کے أس اثر کا بڑا کامل ثبوت هی جو علم کي ترقي کا مانع هوا اور اس سے ایک بہت عمدہ دلیل اس بات کي نکالي گئي هی که زمانه قدیم هي میں پہلے پہل عمدہ عمدہ تحقیقیں هوچکي هونگي

† أس زمانه کے اعتدال ربیعي کا موقع دریافت کرنے کے واسطے جسمیں سورجا سدهانتا لکهي گئي کالبروک صاحب کي تحریر مندرجه کتاب تحقیقات ایشیا کي جلد ۹ صفحه ۳۲۹ کا حاشیه اور أس زمانه کے دریافت کرنے کے واسطے جبکه وہ اعتدال ربیعي واقع هوا سر جونس صاحب کي تحریر أسي کتاب کي جلد ۲ صفحه ۹۲ کو دیکهو اور کالبروک صاحب أسکا واقع هونا برهماگپتا کے زمانه میں خیال کرتے هیں اور برهماگپتا کي تاریخ چهٹي صدي کے اخر میں قرار دیتے هیں

صدي تک نهیں هوا تها † *

هندوؤں کے علم هندسه کا بیان

علاوہ اور باتوں کے اُنکا علم هندسه کا هنر مثلثوں کے مختلف ثبوتوں سے خصوصاً اُس ثبوت سے جسمیں مثلث کے تینوں ضلعوں سے سطح دریافت هوتي هی جس سے یورپ کے لوگ اُس وقت تک واقف نه تهي که کالویس صاحب نے سولهویں صدي میں اُسکو مشتهر کیا ‡ اور اُس علم سے جو اُنکو نصف قطر کي مناسبت کا محیط دایرہ سے تها جسکو وہ ایک ایسے طریق سے جو اُنهیں پر مخصوص هی ظاهر کرتے هیں یعني ایک مقدار مفروضه اور ایک اکائي دونوں کے واسطے مقرر کر رکهي هي ثابت هوتا هی اس مناسبت کا حال جسکو یورپ کے بڑے بڑے عالموں نے کوشش کرکے استحکام بخشا هی هندوستان کے سوا زمانه حال تک کسي اور ملک کے لوگوں کو معلوم نه تها § *

---

† اس قسم کا سوال وایتا کا هی جسکا ذکر پررفیسر پلیفیئر صاحب نے اُس سوال کے ذیل میں کیا هی جسکر اُنهوں نے ایشیاٹک سوسئیٹي کے پاس بهیجا تها [کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۴ صفحه ۱۵۲] پررفیسر پلیفیئر صاحب نے رایل سوسئیٹي اڈنبرا کے حالات جلد ۴ میں هندوؤں کے علم مثلث پر ایک گفتگو چهاپي هی اور اُسپر پورفیسر والٹسن صاحب نے نهایت عمدہ مفصله ذیل اپني راے دي هی — که کیسي هي قدیم کوئي کتاب کیوں نهو جسمیں بیان هو علم مثلث کا پاریں همکو یقین رهے که وہ کتاب اس علم کي آغاز میں نهیں لکهي گئي اسلیئے هم یهه نتیجه نکال سکتے هیں که سورجا سدهانتا کے لکهے جانے کے ایک مدت پهلے سے علم هندسه سے لوگ ماهر هونگے اُسمیں وتروں کي مقدار معلوم کرنے کا ایسا عمدہ قاعدہ موجود هی جسکا استعمال پهلے پهل برگز صاحب نے سترهویں صدي میں کیا [برٹش انڈیا جلد ۳ صفحه ۳۰۲ جو اڈنبرا یونیورسٹي لائبریري میں موجود هی]

‡ اڈن برا رویو جلد ۲۹ صفحه ۱۵۸

§ محیط اور قطر کي مناسبت کا بیان سورجا سدهانتا میں هی جو غالباً پانچویں صدي میں [کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۲ صفحه ۲۵۹] اور بنٹلي صاحب کے بیان کے بموجب بهي گیارهویں صدي میں لکهي گئي هی اور مثالوںکے ثبوت عموماً برهماگپتا نے چهٹي صدي میں لکهي هیں

علم حساب کا بیان

علم حساب میں هندو کسور عشاریه کي ایجاد کے سبب سے جسکا موجد سب اُنهیں کو تسلیم کرتے هیں معزز اور ممتاز هیں اور معلوم هوتا هی که اسي تحقیق کے موجد هونے کے سبب سے علم حساب میں هندو یونانیوں پر بهت بڑا فخر اور فوق رکهتے تهے † *

جبر مقابلة کا بیان

برهمن جبر و مقابله میں بهي اپنے همعصروں سے نهایت سبقت لیگئے هیں اُنکے اس علم کي تحقیقوں کے حالات همکو برهماگپتا کي کتابوں سے جو چهتي صدي میں هوا اور بهاسکرا اچارجیا کي کتاب سے جو بارهویں صدي ‡ میں هوا دریافت هوتے هیں لیکن ان دونوں نے جو کچهه اپنے مضمون لکهے هیں آرجا بهاٹا کي تصنیف سے لیئے هیں جسکے زمانه میں معلوم هوتا هی که علم کمال کے درجه کو پهونچا هوا تها اگرچه اس مصنف کي تاریخ کا صحیح پتا پانچویں صدي سے پهلے نهیں ملتا مگر کالبروک صاحب

† اتن‌برازیر کي جلد ۱۸ صفحه ۲۱۱ میں ایک مصنف کي راے جو اس باب میں هندوؤں کي نسبت مخالفانه گفتگو کرتا هی نهایت توجهه کے قابل هی اُسکا قول هی که کسورعشاریه بهت پراني ایجاد نهیں هی کیونکه اگر فیساغورس کے زمانه میں هندوستان میں اس قاعدہ کا رواج هوتا تو اُسپر اُسکو اطلاع نهوني غیر ممکن تهي

‡ بنٹلي صاحب اپنی اخر کتاب میں اپنے معمولي حساب کے طریقه سے یهه ثابت کرنا چاهتے هیں که بهاسکرا نے اکبر کي سلطنت میں سنه ۱۵۵۶ع میں لکها هی لیکن اس مصنف کي ایک کتاب کي اصلي متن کے لکهے جانے کي تاریخ ایک مشهور شخص فیضي نے اپنے فارسي ترجمه میں جو اُسنے مرتب کرکے اکبر کے حضور میں پیش کیا تها بیان کردي هی اور یهه سب کو معلوم هی که هندوؤں کے دقیق علموں کي جو کچهه فیضي نے تحقیقاتیں کي هیں اُس زمانه میں نهایت مشهور تهیں [اسي تاریخ کے دوسرے حصه کے تیسرے باب کو دیکهو] اسیطرح سے اور بهت سے مصنفوں نے جو اکبر سے پهلے گذرے هیں بهاسکرا کا حواله اپني تصنیفوں میں دیا هی جنکي صداقت کا بنٹلي صاحب کو انکار کرنا پڑا هی

كي راے میں وہ أسي زمانہ میں هوا هی جبکه ڈائي فانٹس نامي پہلا مصنف جبر و مقاله کا یونان میں هوا تھا یعني سنه ۳۶۰ ع میں *

لیکن اِن دونوں میں گو کوئي زیادہ قدیم هو اِس بات میں کسي طرح کي حجت نہیں که هندو علم کو غایت درجه پر پہنچانے کے کمال کے باعث سے برتري رکھتے هیں چنانچه آرجا بھاٹا ڈائي فانٹس سے صرف اُس کمال کے باعث سے فوقیت نہیں رکھتا جو جبر مقابله کي ایسي مساواتوں کے حل کرنے میں جنمیں کئي کئي مجہول مقداریں شامل هوں یا کم سے کم اول درجه کے عام سوالوں کے حل کرنے میں † اُسکو حاصل تھا بلکه وہ اُن تحقیقوں کے سبب سے بھي جو اُسنے اور اُسکے متاخرین نے جبر و مقابله میں ایسي کیں جنکے کاوش کرنے اور بہم پہنچانے کا همارے قریب کے زمانہ کے محقق فخر کرتے هیں ممتاز هی هندوؤں میں آرجا بھاٹا جبر و مقابله کا موجد نہیں هی کیونکه یہه هر طرح یقین هوسکتا هی که اُسکے زمانہ میں علم ایسي حالت پر مدتوں کي محنتوں اور ایجادوں کے بعد پہنچا هوگا ‡ معلوم هوتا هی که اِسي کے زمانہ میں یا کم سے کم پانچویں صدي میں هندوؤں کا علم بیشک کمال درجه پر پہنچا هوگا § *

---

† آڈن برا رویو جلد ۲۹ صفحه ۱۴۲

‡ ایضاً ایضاً صفحه ۱۴۳

§ آڈن برا رویو جلد ۲۱ صفحه ۳۷۲ میں اِس سوال کا که (ک) کي وہ مقدار معلوم کرو که (ا) اور (ک) کا مربعه مثبت (ب) برابر ایک مربعه کے هووے عجیب حال لکھا هی چنانچه اِس سوال کے حل کرنے کا ارادہ اول ڈائي فانٹس نے کیا اور فرمات صاحب نے ڈائي فانٹس سے کچھه زیادہ مساوات میں رکھکر انگریزي جبر و مقابله جاننے والوں کے پاس اِمتحاناً حل کرنے کو بھیجا لیکن صرف بولر صاحب نے اُسکي مساواتیں پوري کرکے ٹھیک وهي نتیجه حاصل کیا جو بھاسکرا سنه ۱۱۵۰ ع میں حاصل کرچکا تھا اُسي رویو کي جلد ۲۹ صفحه ۱۵۳ میں ایک اور سوال لکھا هی اور کالبروک صاحب کے قول کے بموجب اُسکي نسبت لکھا هی که سنه ۱۱۵۰ ع میں بھاسکرا نے جو اُسکا حل کیا تھا بالکل وهي هی جسکے قریب قریب لارڈ برون کر صاحب سنه ۱۶۵۷ ع میں پہنچے اور اِسي سوال کے کامل حل کرنے میں

هندوؤں کے علم کي اصلیت

هندوؤں کے علم کي اصلیت کے باب میں مذکورہ بالا بیانوں کے ذریعہ سے راے قایم هوسکیگي هندوؤں کے علم هیئت میں کسي کلیہ قاعدہ کا نهونا اور جو مختلف حصے علم کے همکو معلوم هوئے هیں اُنکي شایستگي کا مساوي نهونا اور ثبوتوں اور لکهي هوئي تحقیقوں کا نپایا جانا اور اُن الات کا بیڈهنگاپن جنکو برهمن کام میں لاتے تهے اور اُنکي تحقیقوں کا کامل نهونا اور ایک درجہ خاص پر پهنچکر ترقي کا تهم جانا اِس بات کي مستحکم دلیلیں هیں کہ اُنهوں نے اپنا علم کسي غیر ماخذ سے لیا هوگا لیکن برخلاف اِسکے اُنکي ترقي کے زمانہ کي اِبتدا میں تمام اور قومیں اِنسے بهي زیادہ جاهل تهیں اور زیادہ ترقي کا زمانہ میں جب کہ غالباً یہہ بات ممکن تهي کہ وہ کسي غیر قوم سے کچهہ حاصل کرتے تو اُسکا حال یہہ هی کہ اُس زمانہ میں جو طریق علمي تحقیقاتوں وغیرہ میں

یولر صاحب ناکام رهے صرف ڈي‌لاگرانج صاحب نے سنہ ۱۷٦۷ ع میں پورا حل کردیا اگرچہ برهما گپتا نے چهٹي صدي میں ایسے هي کمال کے ساتهہ حل کردیا تها لیکن یوناني جبر مقابلہ دانوں پر هندوؤں کي تفضیلت اُنکي تحقیقوں کے سبب ایسي مشهور نهیں هی جیسے کہ وہ اپنے قاعدہ کي عمدگي سے جو ڈائي فانٹس کے قاعدہ سے کچهہ مشابهت نهیں رکهتا (اسٹریچي صاحب کي بیجا گنت جسکا حوالہ آذن‌براررپو کے جلد ۲۱ صفحہ ۳۷۴ و ۳۷۵ میں هی) اور اپنے اعمال ستہ یعني تضعیف و تنصیف جمع و تفریق اور ضرب و تقسیم کے کمال کے باعث سے حاصل هی (کالبروک صاحب کا جبر و مقابلہ هندوستاني جسکا حوالہ آذن براررپو جلد ۲۹ صفحہ ۱٦۲ میں هی) هندوؤں کا ایک نهایت عمدہ عمل جسکو کٹا کا کهتے هیں یوروپ میں جسوقت تک کہ باکٹ ڈي میزیریئک صاحب نے سنہ ۱٦۲۴ ع میں چهاپا کسیکو معلوم نہ تها اور وہ حقیقت میں وهي هی جسکو یولر صاحب نے بیان کیا هی (آذن براررپو جلد ۲۹ صفحہ ۱۵۱) هیئت کي تحقیقوں اور علم هندسہ کے ثبوتوں میں جبر و مقابلہ کا استعمال جو اُنهوں نے کیا هی وہ بهي اُنکي هي ایجاد هی اور جس طریق سے کہ وہ یہہ کام کرتے هیں اب بهي تعریف کے قابل هی (کالبروک صاحب کي تحریر جسکا حوالہ پروفسر والس صاحب نے یونتي سپوا کے صفحہ ۲۰۸ و ۲۰۹ اور آذن براررپو جلد ۲۹ صفحہ ۱۵۸ میں دیا هی)

هندوون کا تھا وہ صرف اُنکي ذات پر مخصوص و منحصر هي نہين تھا بلکہ وہ ایسے اصولوں پر مبني هی جنسے کوئي اور قدیم قوم مطلق واقف نہ تھي اور اُس سے ایسي تحقیقوں کا علم ظاهر هوتا هی جنسے اب سے دو سو برس پہلے تک اهل یورپ بھي واقف نہ تھے الغرض اُنکي هیئت کے نتیجے جسقدر مذکورہ تحقیقوں پر حصر رکھتے هیں اُسقدر اُنکي نسبت صاف؛ عیاں هی کہ اُنکا کسي غیر قوم سے حاصل کرنا ممکن نہ تھا اور اُن نتیجوں کي نسبت بھي جو ایسي تحقیقوں پر منحصر نہیں هیں انصاف سے یہہ نہیں کہا جاسکتا کہ جن لوگوں میں ایسا کچھہ ذخیرہ استعداد اور فہم فراست کا هو اُنکو اور غیر قوموں سے سہارا تکنے کي حاجت پڑي هو *

غالباً ایسا معلوم هوتا هی کہ اگر هندوؤں نے غیروں سے کچھہ لیا بھي هوگا تو ایسے زمانہ میں لیا هوگا کہ اُنکا علم هیئت بڑي ترقی پر پہنچ چکا هوگا اُنکے اور غیر قوموں کے علم هیئت کے قاعدوں کے جن حصوں میں نہایت قربت هی اُنمیں بالکل مشابہت نہونے سے یہہ معلوم هوتا هی کہ گویا اُنہوں نے اپنے تعلیم کرنیوالوں کے مسئلوں کي صریح نقل کرنے کے بجاے کچھہ کچھہ خلاصہ لے لیا *

یہہ بات خلاف قیاس نہیں هی کہ اُنہوں نے بطرز مذکورہ سکندریہ کے یونانیوں سے کچھہ کچھہ لیا هو اِسکا ثبوت کالبروک صاحب کے کلام سے بہتر نہیں معلوم هوتا جنہوں نے اپنے معمولي علم اور ذهانت سے بلا طرفداري اِس معاملہ میں گفتگو کي هی چنانچہ کالبروک صاحب یہہ بات ثابت کرکے کہ پانچویں صدي کے هندو مصنف یاونا لوگوں کي هیئت کا ذکر تعظیم سے کرتے هیں اور اِسمیں کچھہ شک نہیں کہ یاونا سے اِس موقع پر اُنکے نزدیک یوناني مراد هیں اور ایک هندو مصنف کے ایک رسالہ کا نام روماکا سدهانتا هی جس سے غالباً مغربي یعني رومیوں کے علم هیئت پر اشارہ پایا جاتا هی یہہ فرماتے هیں کہ اگر ان وجوهات اور هندوؤں اور

یونانیوں کے هیئت اور اُنکے ایکسنترک † اور اپیسائکل ‡ کے آلات کي مشابهت سے جنکو مشکل سے اِتفاقي خیال کیا جاسکتا هی یهه یقین کرنا بیجا نهووے که هندوؤں نے یونانیوں سے وہ علم حاصل کیا جس سے وہ اپنے ناقص علم هیئت کي اصلاح اور ترقي کرسکے تو میں بهي اِس راے کو ناپسند نهیں کرنیکا اور قیاس لڑانے کي بہ نسبت اور بهي زیادہ وجهه اِس بات کے سمجهنے کي که جس زمانه میں اهل عرب نے علم هیئت کي تحصیل شروع کي هندو اُس سے پهلے یونانیوں کي هیئت سے واقف هوچکے تهے معلوم هوتي هی *

ایک اور مقام میں § کالبروک صاحب یهه راے دیتے هیں که غالباً هندوؤں نے منطقةالبروج کا پتا یونانیوں سے پایا هوگا اور طریق‌الشمس کي تقسیم جو قدیم سے ستائیس حصوں میں اُنکے هاں تهي اُسکو اُس سے مناسب کرلیا هوگا اور وہ یهه بهي خیال کرتے هیں که هندوؤں نے علم نجوم بالکل مغرب سے حاصل کیا هوگا || *

---

† در ایسے مشترک دائروں میں سے ایک کو کهتے هیں جنکا مرکز متحد نهو (مترجم)

‡ ایک ایسے چهوٹے دائرہ کو کهتے هیں جسکا مرکز کسي دوسرے بڑے دائرہ کے محیط کے ساتهه گردش کرتا هو (مترجم)

§ کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۹ صفحه ۳۲۷

|| علاوہ اُن باتوں کے جو ابهي بیان هوئیں اور اُنمیں هندو اور قدیم قوموں نے سبقت لیگئے کالبروک صاحب دو باتیں علم هیئت کي اور لکهتے هیں ایک تو مقامات اعتدال کا مشرق سے مغرب کیجانب کو نهایت آهسته بڑهنا جسمیں هندوؤں کي راے بطلیموس کي نسبت اُسیقدر زیادہ صحیح هی جیسي که اهل عرب کي راے هی جنکو هندوؤں کے بعد کمال ترقي حاصل هوئي تهي اور دوسري بات زمین کي روزانه گردش اپنے محور پر هی جس پر پانچویں صدي میں بحث و مباحثه کیا هی اِسي کي طرف اِس سے پهلے هریکلئس نے اِشارہ کیا مگر یونانیوں نے مدت تک اُسپر توجهه نهیں کي اور یورپ میں کوپرنیکس کے زمانه تک اِس مسئله کو رونق اور سرسبزي حاصل نهوئي تهي

جو کچھہ کہ هم بیان کرچکے هیں اس سے غالباً یہہ بات معلوم نہیں هوتي کہ هندوؤں نے علم هندسہ اور حساب یونانیوں سے لیا هوگا اور اور کوئي قوم ایسي نہیں هی جو اُن علموں میں هندوؤں پر تقدم کا دعوی کرسکے اور جبر و مقابلہ میں جس طور و طریقہ سے اُنہوں نے تحقیقوں کي هیں وہ ایسا اُنکے ساتھہ مخصوص هی جس سے ثابت هوتا هی کہ وہ تحقیقیں بھي اُنہیں کي ذاتي هیں *

جبر مقابلہ میں اهل عرب کے دعوی هندوؤں کے مقابلہ میں پیش کیئے گئے هیں لیکن کالبروک صاحب نے بخوبي اسبات کو ثابت کیا هی کہ اهل عرب کو جبر و مقابلہ کا علم حاصل هونے اور اُنمیں دقیق علموں کي ابتدا سے پہلے هندوستان میں کمال کو پہنچ چکا تھا † *

جو کچھہ اهل عرب اور هندو مشترک علم رکھتے تھے اُسکو یہہ سمجھنا معقول هی کہ عربوں کو هندوؤں سے حاصل هوا هوگا اور گو اُنکي پچھلي تحصیلیں اور تحقیقیں کیسي هي کچھہ کیوں نہ بڑي هوں یہہ یاد رکھنا چاهیئے کہ اُنہوں نے آٹھویں صدي تک جسمیں اول هي اول یونانیوں کے علمي خزانوں تک دسترس پائي اپني تحصیل شروع نہیں کي تھي *

مگر ان معاملوں میں اُسیطرح جسطرح اور تمام اُن معاملوں میں جو برهمنوں کے علم و هنر سے متعلق هیں تمام بڑے عالموں کي تصنیفوں کو صرف ایسي رائیں سمجھنا چاهیئے جو موجودہ حالتوں پر دي گئي هیں اور اُنکو اُسوقت تک کہ هم شنسکرت سے بخوبي آگاہ هوکر قطعي راے دے سکیں ایسا سمجھنا چاهیئے کہ اُنپر اعتراض اور حجت عاید هوسکتي هی *

بہر حال علم کي تاریخ خاص کر اس وجہہ سے زیادہ دلچسپ هوتي هی کہ همکو اُس قوم کي خصلت پر جسکو وہ علم حاصل هو راے دینے کا ذریعہ حاصل هوتا هی اسي اعتبار سے هم برهمنوں کو محنت اور ذهانت

† کالبروک صاحب کا جبر و مقابلہ و حساب وغیرہ

میں ایسا هي مشهور اور نامور پاتے هیں جیسے که وہ همیشه سے چلے آئے هیں لیکن با اینهمه اُنمیں بز دلي اور اپني بات پر نه جمنا اور هر بات کو کہاني اور قصه کي ملاوت سے خراب کر دینا اور پوجا پات کرانے والوں کے مفروضه نالدوں کي طمع سے صدق اور راستي کو ضایع کرنا موجود هی *

دوسرا باب

هندوؤں کے علم جغرافیه کا بیان

هندوؤں نے به نسبت کسي اور علم کے جغرافیه میں
بہت کم ترقي کي هی

اُنکے جغرافیه کے بموجب میرو پہاڑ † دنیا کا مرکز هی یهه ایک بلند پہاڑ گاو دم شکل کا هی اور اُسکے پہلو جواهرات کے اور اُسکي چوٹي پر زمین کي بیکنتهه هی اس پہاڑ کا خیال اُنکو هندوستان کے شمالي بلند پہاڑوں سے هوا هوگا مگر یهه پہاڑ اُس سلسله کا یا کسي اور ایسے سلسله کا جو دیوتوں کي کہانیاں لکہنے والوں کے عالم خیال میں موجود هی کوئي جز نہیں معلوم هوتا *

اور اُس پہاڑ کے گرد ساتهه دایرہ زمین کے اور ساتهه دایرہ سمندر کے ایک دوسرے کے بعد واقع هیں *

ان دایروں میں سے سب سے پہلا دایرہ زمین کا جمبو دیپ جو اُس پہاڑ کے قریب هی نمکین سمندر کے دایرہ سے گہرا هوا هی اور اسي دایرہ میں هندوستان واقع هی ‡ *

باقي چهه دایرے دودہ اور شراب اور گنے کے رس وغیرہ کے سمندروں سے ایک دوسرے سے علیحدہ هیں یهه بات بالکل لغو معلوم هوتي هی *

† بعضے میرو پہاڑ سے قطب شمالي سمجهتے هیں یهه کچهه هي هو مگر هندوؤں کے جغرافیه میں یهه ایک ایسا نقطه هی جسکي جانب هر شی مایل هی

‡ کرنل ولفورڈ صاحب کي تحریر مندرجه کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۹ صفحه ۲۶۱ و ۲۶۸ وغیرہ

جمبودیپ کا نام کبهي تو هندوستان کے ساتهه منسوب کیا گیا هی اور بعض اوقات اُسکو بهارتا کہا هی *

معلوم هوتا هی که وه ملک اور اُسکے آس پاس هي کے ملک کل زمین کے وه حصے تهے جو هندوؤں کو معلوم تهے *

هندوؤں کي قدیم کتابوں سے هندوستان کي قسمتیں جو از روے جغرافیه کے کي گئي تهیں معلوم هوتي هیں اور هر قسمت کے شہروں اور پہاڑوں اور دریاؤں کي فہرستیں موجود هیں گو وه بہت کچهه تاریک اور بے ترتیب هیں مگر باوجود اسکے اُنمیں سے زمانه حال کي قسمتیں اور شہر اور پہاڑ وغیره پہچانے جا سکتے هیں *

لیکن هندوستان کے سوا اور جو کچهه اُنکے جغرافیه میں هی وه ایسا اندهیر کهاته هی که زمانه حال کے جغرافیه‌دانوں نے جسقدر کوششیں اُسکے صاف اور اُجلا کرنے میں کیں وه سب رایگان گئیں † *

یهه بات بیان کرنے کے قابل هی که دریاے اٹک سے اگے کسي مقام کا شاستري نام اُن ناموں سے جو سکندر کے همراهي مورخوں نے لکهے هیں بہت کم مطابق هوتا هی حالانکه جسقدر نام هندوستان کے اندر کے هیں وه سب مطابق هیں اسلیئے یهه معلوم هوتا هی که قدیم زمانه کے هندو بهي سیاحت سے ایسے هي متنفر تهے جیسے که زمانه حال کے نفرت کرتے هیں اور اگر اور تمام انسانوں کو هندوؤں کیطرح تفتیش اور تلاش کا شوق

† اسبات کے قایم کرنے میں جو نا کامیابي هوئي اُسکا حال کرنل ولفورڈ صاحب کے پہلے حصه کو دیکهنے سے جسمیں هندوستان کے مغربي مقدس جزیروں پر گفتگو هی معلوم هوتي هی (کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۸ صفحه ۲۶۷) اُسي قسم کي تحقیقات هندوستان میں کرنے کے واسطے بہتر سامانوں کا موجود هونا اُسي مصنف کے جواب مضمون متعلق اُس حصه هندوستان سے جسمیں گنگا بہتي هی (کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱۴ صفحه ۳۷۳) اور اورینٹل میگزین جلد ۲ کے ایک جواب مضمون سے ثابت هوتا هی ولفورڈ صاحب کي دوسري کتاب کے پہلے حاشیوں کو بهي دیکهو صفحه ۱۶۱

نہوتا اور خانہ نشینی مرغوب ہوتی تو وہ باقی تمام دنیا سے علحدہ اور بے تعلق رہتے *

دریائے انڈس سے آگے دو مقاموں میں ہندوؤں کا موجود ہونا ہماری اِس راے کو جو اوپر مذکور ہوئی ضرر نہیں پہنچاتا جو ہندو سمندر کے ساحل پر آباد ہیں غالباً وہ ملکی جھگڑوں کے سبب سے اپنے ملک سے نکلکر ایسے مقاموں میں جو نہایت قریب اُن کو ملے آباد ہوگئے ہونگے (تیسرے تتمہ کو دیکھو) اِن میں سے جو ہندو شمالی پہاڑوں میں جاکر آباد ہوئے اُن کا حال ہمکو کسیطرح معلوم نہیں ہوسکتا مگر یہہ معلوم ہوتاہی کہ سکندر کے زمانہ میں اِن دونو کو (یعنے پہاڑوں کے رہنے والے اور ساحل دریای شور کے رہنی والی ہندوؤں کو) ہندوستان سے کچھہ تعلق نہیں رہا تھا اور اکثر باتوں میں اهل هند سے وہ مختلف ہوگئی تھے مگر پھر بھی کسی غیر قوم کے حال سے وہ آگاہ نہیں ہوئے اور اگر کچھہ ہوئی بھی تو اپنے ہی وطن میں اور غیر قوموں کے لوگوں کے آنے جانے سے ہوئی *

آج کل علاوہ سادہ سنت فقیروں کے جو بحر کاسپیئن پر باکو اگ کو مقدس سمجھہ کر اور استرخان اور ماسکو قدیم دارالسلطنت روس تک چلتی پھرتے چلے جایا کرتے ہیں شکار پور کے رہنی والی ہندو جو دریای اٹک پر ایک شہر ہی بطور ساہوکار اور سوداگر کے ایران اور ترکستان اور روس کے شہروں میں رہتی ہیں مگر اپنے اصل ہموطنوں کو کسی قسم کی عام واقفیت اور آگاہی کا فایدہ پہونچانے میں کوشش نہیں کرتے *

ہندوؤں کے پاس پروس کی قوموں میں سے بھی چند ہی قوموں کا حال ہندوؤں کی قدیم کتابوں میں پایا جاتا ہی وہ یونانیوں سے واقف تھے اور اُنکو یونا کہتی تھے بعدہ اُن سب قوموں کو جو شمال و مغرب سے فتح کرنے والی آئیں وہ یونا کہنی لگی اور یہہ خیال کرنے کی معقول وجہہ ہی کہ سِتھیا والوں کو ساکا کہتے تھے † لیکن ہندو اِن دونوں قوموں

† حسب قول یونانیوں کے قدیم ایرانی اُن کو ساکی کہتی تھے

سے هندوستان هي میں واقف هوئی اُن ملکوں کے حال سے بالکل ناواقف رهے جهاں سے وہ اُن کے ملنے والی آئی تهے نهایت صاف اور روشن سراغ جو هم نے رومیوں کے ساتهه اُن کي واقفیت کا لگا یا هی وہ یهه هی که کالبروک صاحب فرماتے هیں † که ساتویں آتهویں صدي کا ایک هندو مورخ اپنی کتاب میں بیان کرتا هے که وحشیوں کي زبانوں کا نام فارسیکا اور یاونا اور روماکا اور بار برا هیں اِن میں سے اول کي تین زبانوں سے فارسي اور یوناني اور رومي معلوم هوتي هیں *

وہ مغربي ملک جس کو روماکا کها هے اور اُس کي نسبت بیان کیا هی که جب لنکا میں صبح هوتي هی تو اُس ملک میں آدهي رات هوتي هی شاید روم هي هو چنانچه اس ملک کا ذکر سیدها نتا سریمني ‡ کے ترجمه میں مندرج هی اس سے معلوم هوتا هی که برهمن مسلمانوں کے هندوستان میں آنے سے بهت پهلے اُس ملک سے واقف هوگئی هوں گی ملک چین کا حال بیشک وہ جانتی تهے همارے پاس ایک چیني سیاح کا جو هندوستان میں آیا سیاحت نامه موجود هے اور چیني مصنفوں کي تحریروں سے ثابت هوتاهی که مگادا کے راجاؤں نے دوسري اور اور پچهلي صدیوں میں چین کو ایلچي بهیجی منو کے بیان میں ایک قوم کا ذکر چین کے نام سے موجود هی مگر اُس کو شمال

---

† حالات رائل ایشیا تک سوسئیتي جلد ۸ صفحه ۳۶۷

‡ وارڈ صاحب کي هندوؤں کے حالات کي کتاب جلد ۲ صفحه ۳۵۷ اور روماکا کا بیان روم کو روما کا سمجهه کر کرنل ولفورڈ صاحب نے بهي کیا هی (کتاب تحقیقات حالات ایشیا جلد ۸ صفحه ۳۶۷ اور اور مقام بهي) لیکن اسبات پر غور کرني چاهیئی که روم اور اٹلي کے حال سے اهل مشرق ابتک بالکل ناواقف هیں ایران میں بهي روم سے مراد ایشیا مائینر یعنی ایشیا کوچک هوتي هی اور قیصر روم کا خطاب اس سے پهلے بهي که وہ مسلمان شاهنشاهوں قسطنطنیه پر اُن کے نزدیک منتقل هوگیا هی قسطنطنیه هي کے شاهنشاهوں کا جانتی هیں اصل روم کے شاهنشاهوں کا جو اٹلي میں واقع هی نهیں جانتی

و مغربی قوموں میں اُسنی قرار دیا هی علاوہ اسکی ملک چین کا نام منو کے زمانہ سے مدتوں کے بعد چین مشہور هوا *

اگر کرنل ولفورڈ صاحب کے نہایت عالمانہ اور تیز فہمي کے نتیجوںکا اعتبار نکیا جاوے تو جو جواب مضمون جغرافیہ کے اُن مضمونوں پر لکھے گئے جنکا ماخذ شنسکرت هی اُنسے اسبات کا دریافت کرنا نہایت دشوار هی کہ هندو مصر سے کسطرح کي واقفیت رکہتے تھے حالانکہ اُن یوناني اور رومي جہاز رانوں کي آمد و شد سے جو مصر سے آکر هندوستان کے ساتھہ سیکڑوں برس تک تجارت کرتے رهے یہہ توقع هوسکتي هی کہ هندو مصر کے حال سے واقف هوگئے هونگے *

تیسرا باب

تاریخ واقعات کا بیان

خیالي یا مصنوعي زمانے

زمانہ کے حساب میں جو هندوؤں نے اور قوموں کي نسبت حد سے زیادہ مدتیں قایم کي هیں اُن پر کچھہ گفتگو کرني فضول معلوم هوتي هی اگرچہ وہ مدتیں هیئت کے اصول پر قایم کي هوئي هیں مگر علانیہ لغو اور خیالي هیں اور اُس توجہہ کے قابل نہیں هیں جو یورپ کے عالموں نے اُن پر کي هی *

نوڈز † اور ایپسائیڈز ‡ کي کامل گردش جو اُنکے خیال میں چار ارب بتیس کرور برسوں میں پوري هوتي هی اُسکو وہ ایک کلپا یا برهما کا

---

† نوڈز طریق الشمس کے دایرہ کے اُن نقطوں یا مقاموں کو کہتے هیں جہاں کسي سیارہ کي گردش کا محیط تقاطع کرتا هی یعني راس و ذنب (مترجم)

‡ ایپسائیڈز سیارہ کے اُن دو نقطوں مقاموں کو کہتے هیں جو قدیم زمانہ میں زمین سے نہایت قریب اور نہایت بعید سمجھی جاتے تھی اور اب افتاب سے نہایت قریب اور نہایت بعید سمجھی جاتے هیں یعني اوج و حضیض (مترجم)

ایک دن ٹھہراتے ہیں اِس دن میں چودہ مان ونترا یا زمانے شامل ہیں جنمیں سے ہر ایک میں دنیا ایک منو کے تحت و تصرف میں ہوتی ہی اور ہر مان‌ونترا اِکہتر مہا جگ یعنی بڑے طول و طویل زمانوں سے بنا ہوا ہی اور ہر مہا جگ میں چار جگ غیر مساوی مدت کے ہوتے ہیں یہہ چاروں جگ یونانیوں کے سونے چاندی پیتل اور لوہی کے چاروں زمانوں سے کچھہ مشابہت رکھتے ہیں *

صرف یہہ پچھلی ہی تقسیم انسانوں کے کار و بار سے متعلق ہوسکتی ہی † اول جگ یعنی ست جگ سترہ لاکھہ اٹھائیس ہزار برس کا ہی اور دوسرا یعنی تریتا جگ بارہ لاکھہ چھیانوہ ہزار برسوں کا ہی اور تیسرا جگ یعنی دواپر آٹھہ لاکھہ چونسٹھہ ہزار برس کا اور اخیر یعنی کلجگ چار لاکھہ بتیس ہزار برس کا ہی اس موجودہ مان‌ونترا کی اخیر یعنی کلجگ میں سے چار ہزار نو سو اکتالیس برس گذر چکے ہیں جنمیں بہت سے تاریخانہ واقعات گذرے ہیں مگر اُنمیں سے بعضی اس سے پہلے کے زمانوں میں قرار دیئی گئے ہیں اوراگر اُنکو زیادہ قابل یقین زمانہ میں نسمجھا جاوے تو وہ تاریخ واقعات میں کسیطرح شمار نہیں ہوسکتی ‡ *

---

† ڈیوڈ صاحب کی تحریر کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۲ صفحہ ۲۲۸ لغایت ۲۳۱

‡ منو کے قوانین کی تاریخ کو جو اصل میں نوسو برس قبل مسیح علیہ‌السلام سے کچھہ کم میں لکھی گئی ہی تاریخ واقعات کے لکھنے والے ہندو اِن چاروں جگوں سے گذرنا کیسا قریب سات مان‌ونترا کے پہلے قرار دیتے ہیں جو ایک ایسی مدت ہی کہ تینتالیس لاکھہ بیس ہزار کو اکہتر چھہ گنی سے ضرب دینے سے حاصل ہوتی ہی (کتاب حالات تحقیقات ایشیا جلد ۲ صفحہ ۱۱۶) اور سورجا سیدھانتا جو سنہ ۵۰۰ ع میں لکھی گئی ہی وہ منو کے قوانین سے کم قدیم مانی گئی ہی اور اُسکو ست جگ کی وحی قرار دیکر صرف بیس لاکھہ سے تیس لاکھہ برس کی مدت قایم کی ہی اور رام چندر جی کی تاریخ کو جو حقیقت میں ایک ایسے شخص ہیں جو اصلی تاریخ سے متعلق ہونی چاہیئیں دوسرے جگ میں قرار دیتی ہیں جسکو اُنکے حساب سے دس لاکھہ برس ہوئے

هندوؤں کي قديم تاريخوں يعني زمانوں کا قايم کرنا غير ممکن هی

پس حالات مذکورہ کے لحاظ سے همکو جگرن اور کلهوں اور مان ونٹروں سے در گذر کرکے هندوؤں کے واقعات کي تاريخ ايسي اور ماخذوں سے جو خود هندوؤں سے همکو حاصل هوئي هيں دريافت کرني چاهيئے *

يهه بات هم بيان کرچکے هيں که بيد غالباً چودہ سو برس پهلے حضرت مسيح عليه السلام سے لکهي گئے هيں ليکن اس تاريخ کے ساتهه کوئي تاريخانه واقعه حسب اطمينان خاطر متعلق نهيں هوسکتا شايد هيئت دان پارسرا ے چودهويں صدي قبل مسيح عليه السلام ميں هوئے أنسے اور أنکے بيٹے بياس سے جو بيد کے مولف هيں بهت سے ايسے شخص جنکا بيان تاريخانه واقعات يا ديوتوں کے حالات ميں شامل هي متعلق هيں ليکن دونوں صورتوں ميں بهت سے ايسے شخص جو أنکے همعصر ٹهرائے گئے هيں ايسے زمانوں ميں گذرے معلوم هوتے هيں جنميں بهت بڑا تفاوت پايا جاتا هی اور تمام بزرگ آدميوں کے ايام حيات کو جو لغو زمانوں سے منسوب کرديا گيا هی اسوجهه سے أنکے حالات سے کسي معامله کے تصفيه کرنے ميں کچهه مدد نهيں ملسکتي *

سورج بنسي اور چندر بنسي راجاؤں کی نسلونکي تاريخ

جس دوسري وجهه سے همکو هندوؤں کے واقعات کي تاريخ قايم کرنيکي توقع کرني چاهيئی تهی وہ أن فهرستوں سے ممکن تهي جو پورانوں ميں راجاؤں کے دو همسر خاندانوں يعني سورج بنسي اور چندر بنسي کي لکهي هيں جنهوں نے گنگا جمنا کے دوابه اور اجودهيا کي سلطنتوں کي بنا قايم کي أن ميں سے کسي نه کسي سے قديم هندوستان کے تمام راجاؤں کے خاندان برآمد هوئے هيں سرجونس صاحب کے حساب کے مطابق هم تين هزار پانسو

برس قبل مسیح علیہ‌السلام تک زمانہ کا حال معلوم کرسکتے تھے لیکن خود ان فہرستوں کے بیان میں ایسا تناقض هی کہ اُسکے سبب سے کسی پر اعتبار نہیں هوسکتا دونوں فہرستوں کے شروع هي پر جو نام هیں وہ دونوں همزمانہ اور بهن بهائي هیں مگر پهر بهي چندر بنسي خاندان میں اُسي زمانہ میں صرف اڑتالیس نام هیں جس میں سورج بنسي خاندان میں پچانوہ نام هیں اور سري‌کرشن جي جنکو خود پوران‌میں رام چندرجي کے بعد کے زمانہ میں مانا گیا چندر بنسي میں پچاسویں درجہ پر هیں حالانکہ رام‌چندر جي سورج بنسي میں تریسٹھویں درجہ پر هیں † ان فہرستوں کے مطابق کرنے میں جو لوگوں نے قصد کیئے هیں اُنسے اُنمیں اختلاف اور زیادہ تو هوگیا مگر کم نہوا بقول شاعر رشکہ زلف یار هیں عقدے میرے دلکے سرور اور اولجھہ اوٹھتے هیں بیٹھے جبکہ سلجھانے کو هم اُنکے ساتھہ جو قصہ پوران میں مندرج هی وہ اُنکو طفلانہ اور لغو باتوں کے سبب سے اور بهي زیادہ بے اعتبار ٹهراتا هی اگرچہ بہت سے ایسے راجاؤں نے حکومت کي هوگي جنکے نام اُس فہرست میں داخل هیں اور اُس قصہ میں بهي اصلي واقعات کچھہ کچھہ شامل هونگے مگر کرشن جي اور مہابهارت کے معرکہ تک اُن سے کوئي بنا همکو ایسي نہیں نظر آتي جسپر سلسلہ‌وار هندوؤں کے واقعات کي تاریخ قایم کیجاوے *

مہابهارت کے زمانہ سے هندوستان کے مختلف حصوں کے راجاؤں کي بہت سے فہرستیں همکو ملتي هیں اور وہ علحدہ علحدہ کسیقدر

---

† ان فہرستوں کے نہایت عمدہ نسخوں کے واسطے تو پرنسپ صاحب کے نقشوں کے صفحہ ۹۴ وغیرہ کو دیکھو اور اُس سے پہلے مباحثوں کے واسطے جونس صاحب کي تحریر مندرجہ کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۲ صفحہ ۱۲۸ اور کرنل ولفورڈ صاحب کي تحریر اُسي کتاب کي جلد ۵ صفحہ ۲۴۱ و ۲۸۷ اور وارڈ صاحب کي کتاب کي جلد ۱ صفحہ ۱۴ اور ڈاکٹر هملٹن بکانن صاحب کے نسب‌نامہ هندوؤں کو دیکھو اور پروفیسر ولسن صاحب کے دیباچہ بشن پوران کے صفحہ ۶۴ وغیرہ اور خود پوران کے حصہ ۴ باب ۲ صفحہ ۳۴۷ کو بهي ملاحظہ کرو

اعتبار کے قابل معلوم هوتي هیں اور اکثر باتیں اُنکي خارجي دلیلوں سے ثابت هوتي هیں *

ان فهرستوں کي تصدیق اکثر مذهبي کتبوں اور وقفي جاگیروں سے هوتي هی یهه وقف کي سندیں اکثر پتهروں اور تانبی کے پتروں پر جو بالکل صحیح و سالم بهم پهونچتي هیں پائي جاتي هیں اُنمیں صرف وقف کي تاریخ وغیره هي کنده نهیں هوتي بلکه اُس راجه کے ابا واجداد کے نام بهي همیشه هوتے هیں جسنے وه وقف کیا هوتا هی اگر یهه پترے بقدر کافي بهم پهونچ جاویں تو تمام راجاؤں کي تاریخ سلسلهوار قایم هوسکتي هی لیکن بالفعل جو ملے هیں وه مسلسل نهیں خاص خاص مقاموں کي تاریخوں کے کام کے هیں لیکن عام واقعات کي تاریخ میں کچهه مدد اُنسے نهیں حاصل هوتي *

مگادا کے راجاؤں کے زمانه کا بیان

صرف مگادا کے راجاؤں کے خاندان کا سلسله مختلف قسم کے استحکام اور ثبوت کے ساتهه مهابهارت کي لڑائي سے سنه ۵۰۰ ع تک همکو حاصل هوتا هی یعني وه اُس زمانه کے قریب کے کل متقدم واقعوں تک بخوبي پهونچتا هی *

سہادیوا مهابهارت کي لڑائي کے آخر میں مگادا کا راجه تها اور اس سے پینتیسواں راجه اجیتا سترو جسکے عهد میں سکیا یا گوتاما بده مذهب کا باني ظهور میں آیا اور اس بات میں کچهه شک نهیں که سکیا حضرت عیسی علیهالسلام سے قریب پانسو پچاس برس کے پهلے هوا هی اسکے ثبوت کے لیئے همارے پاس برهما اور لنکا اور سیام اور اور هندوستان کے باهر کے بده مذهب والی مورخوں کي شهادتیں موجود هیں جنسے اجیتا سترو کا زمانه قایم کرسکتے هیں *

اور اجیتا سترو سے چهتا نندا راجه تها جسکي تاریخ پر اَور واقعات کي بهت سي تاریخیں منحصر هیں نندا سے نواں چندراگپتا اور چندرا گپتا

سے تیسرا اسوکا تھا جو تمام ملکوں کے بدھ مذھب والوں میں اس وجہہ سے مشہور هی کہ وہ اس مذھب کا نہایت ترقي دینے والا اور نہایت سرگرم و مستعد پیرو تھا *

ان دونوں پچھلے راجاؤں کے ذریعہ سے هندوستان اور یورپ کے واقعات کي تاریخوں کے ملانے کا سلسلہ همارے هاتھہ لگتا هی اور هندوؤں کے تاریخي حالات کے زمانہ کي حدیں گو وہ کامل یقین کے قابل نہوں قایم کرسکتے هیں *

هندو مصنفوں نے کسي غرض سے جو غالباً کرشن جي کي شان و شوکت اور عظمت بڑھانا معلوم هوتي هی مہابھارت کي لڑائي کے اخیر اور کرشن جي کے وفات سے کلجگ کي ابتدا قایم کي هی اگرچہ زمانہ مذکور سے کلجگ کے شروع هونے کي نسبت خود ایک هندو مصنف نے اعتراض کیا هی اور اور مورخوں کے بیان سے بھي اُسکي غیر معتبري معلوم هوتي هی مگر اب بھي اُسکو بلا عذر و حجت مانا جاتا هی *

چندراگپتا سلیوکس کا همعصر تھا

اور اسوکا اینتیئوکس کا همعصر ہوا

راجاؤں کي اُس فہرست سے جو پوران میں سے لي گئي هی چندراگپتا اور † سلیوکس کے همعصر هونے کي تحقیق کرنے میں سرجونس صاحب چندراگپتا اور سندرکتس یا سندرا کپتس کے نام کے مشابہہ هونے سے جسکي نسبت یوناني مورخوں نے لکھا هی کہ اُسنے سلیوکس کے ساتھہ عہدنامہ کیا بہت حیران هوئے *

---

† سلیوکس ایک بڑا سردار سکندر اعظم کے سواروں کي فوج کا افسر هندوستان کے مہم میں سکندر کے همراہ تھا اور اُسوقت عمر اُسکي چوبیس برس کي تھي اور بڑا قوي هیکل جوان تھا اسکا باپ اینٹیوکس فلپ ثاني یعني دوسرے فیلقوس سکندر اعظم کے باپ کے هاں بڑے پایہ پر تھا اور مقدونیہ کا رهنے والا تھا بعد وفات سکندر کے ملک شام وغیرہ کا سلیوکس پادشاہ هوگیا تھا (مترجم)

اور اچھی طرح جانچنے میں اُنکی حالت مشابہہ دیکھکر اور بھی زیادہ متحیر ہوئی اور چندراگپتا اور سلیوکس کا ایک زمانہ تسلیم کرکے باقي اور اُنسے پہلے واقعات کے تاریخ کو زیادہ تر قرین قیاس قایم کرسکے † جن دلیلوں سے اس قیاس کے استعانت کي جاسکتي هی اُنکو پروفیسر ولسن صاحب نے نہایت تکمیل اور صفائي کے ساتھہ بیان کیا هی ‡ وہ دلایل یہہ هیں مشابہت اُن ناموں کي جو ابھي بیان هوئے اور مشابہت زندرامس کي جسکو ڈائیوڈورس سندراکٹس کہتا هی چندرا مس کے ساتھہ (یعني چندراگپتا کے ساتھہ) جسکو بعض اوقات هندو مصنفوں نے بھي چندرامس نام سے یاد کیا هی اور اُسکا کم اصل هونا اور سلطنت کا غصب کرنا جسکا بیان یونانیوں اور هندوؤں غرضکہ دونوں کي کتابوں میں پایا جاتا هی اور یہہ بات کہ اُسکی سلطنت کہاں واقع تھي میگاستھینز نے جو یونانیوں کیطرف سے اُسکے دربار میں بطور سفیر کے حاضر رهتا تھا لکھي هی اور اُسکي رعایا کو یوناني پراسي کہتے تھے اور پراسي پراچي کے مطابق هی اور پراچي وہ اصطلاح هی جس سے هندو جغرافیہ دانوں نے اُس ملک کو جہاں مگادا واقع هی لکھا هی اور نام اُسکی راج دهاني کا یوناني پالي بتھرا کہتی هیں اور هندو پتالي پتھرا لیتی هیں اِسکی بعد جو تحقیقیں برهمنوں کي تحریروں وغیرہ کے ذریعہ سے کي گئیں اُن سے چندراگپتا کي تاریخ کسیقدر زیادہ درستي کے ساتھہ قایم هوگئي چنانچہ ولفورڈ صاحب کي راے کے موافق وہ تین سو پچاس برس اور پروفسر ولسن صاحب کي راے کے بموجب تین سو پندرہ برس قبل مسیح علیہ‌السلام کے هوا اور اِن دونوں رایوں کو ایسا استحکام جس کا کچھہ سان گمان بھي نہ تھابدہ مذهب والوں کے واقعات کي ایسي تاریخوں کے نقشوں سے جو دور دور کے ملکوں مثل آوا اور لنکا سے بہم پہونچے اچھي

† کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۲ کے دیباچہ کا صفحہ ۲۷

‡ کتاب تماشہ‌گاہ هندوان جلد ۳ صفحہ ۳

طرح هوگیا اِن میں سے اول نقشه کي رو سے جو کرافورڈ صاحب کے رساله ارا † میں شامل هی چندرا گپتا کي سلطنت کا زمانه تین سو بانوه اور تین سو چهتر برس قبل مسیح کے اندر قایم هوتاهی اور دوسرے نقشه کے بموجب جولٹرنور صاحب کے ترجمه مهاونسو ‡ میں داخل هی تین سو اکیاسي اور تین سو سینتالیس برس قبل مسیح کے بیچ میں ثابت هوتا هی اور یونانیوں کے بیان سے اُس کا زمانه سلیوکس کي تخت نشیني کے وقت سے جو تین سو باره برس قبل مسیح کے هوئی اُس کي وفات تک جو دوسو اسي برس قبل مسیح میں هوئی ثابت هوتا هے § بده مذهب والوں اور یونانیوں کی قائم کي هوئي تاریخوں میں جو اختلاف تیس چالیس برس || کا هی اُسکو ٹرنور صاحب بده مذهب والوں کے پوجاریوں کے بالاراده فریب و فطرت سے منسوب کرتے هیں یهه پوجاري اگرچه برهمنوں کے اُن لغویات سے جو وه واقعات کي تاریخ میں بهرتے هیں بالکل پاک و صاف هیں مگر اُنهوں نے تاریخي واقعات کواپني مذهبي روایتوں سے جو تسلیم هوتي چلي آتي تهیں مطابق کرنے کے واسطے یهه کارستاني کي هے اگر کوئي اور دلیل بهي هاتهه نه لگتي تب بهي همارے اس مضبوط یقین کے مٹانے کے لیئے که چندرا گپتا اور سندرو اکتس ایک هي هی یهه اختلاف کچهه اثر نکرتا مگر اور سب رها سها شک و شبهه ایک ایسي تحقیق کے ذریعه سے جاتا رهتا هے جس سے یهه توقع هوتي هی که هندوستان کي تاریخ

---

† پرنسپ صاحب کے مفید نقشوں کے صفحه ۱۳۲ کو دیکهو

‡ مهاونسو کے دیباچه کا صفحه ۴۷

§ کلنٹن صاحب کي کتاب

|| سلیوکس کي هندوستان کي مهم بعد فتح هونے بابل کے (جو تین سو باره برس قبل مسیح میں هوئي) هماري راے میں تین سو دس برس قبل مسیح کے هوئي هوگي اور چندراگپتا نے بموجب مهاونسو کے تین سو سینتالیس برس قبل مسیح میں وفات پائي تو سینتیس برس کا اختلاف اُس حالت میں بهي رهتا هی که چندرا گپتا کا عهد نامه پر دستخط کرنا دم واپسیں میں سمجها جاوے

کے باقي اور حصے بھي روشن ھو جاوینگے یعنی بہت سے غاروں اور پہاڑوں اور ستونوں پر هندوستان کے مختلف حصوں میں ایسے حرفوں میں کتبہ پائے جاتے ھیں جنکا مضمون نہ کوئي اهل یورپ سمجھہ سکتا تھا اور نہ کسي هندوستاني کي سمجھہ میں آتا تھا

غرض کہ لوگ اُسوقت تک اُسیطرح متحیر و ششدر تھے جیسے کہ مصر کے کتبوں کي تصویروں کو دیکھہ کر حیران رھتے تھے کہ پرنسپ صاحب نے جو اُن قدیم حرفوں کے علم کي تحصیل کے درپے تھے اُنکي سمجھہ میں آنے کي راہ نپاکر یہہ بات ٹھہرائي کہ وہ تمام کتبی جو ایک خاص مندر سے اُنکے پاس بھیجے گئے تھے بالاجمال ھیں اور ان میں کنائے اشارے کندہ ھیں الحاصل یھي بات قایم کرکے اور بدہ مذھب والوں کے زمانہ حال کے ایک طریقہ سے ملاکر یہہ نتیجہ نکالا کہ غالباً اِن میں سے ھر ایک میں کسي وقف کا حال مندرج ھی اور ذھانت کے ساتھہ یہہ قیاس لڑاکر پھر وہ اسبات سے حیران ھوئی کہ ھر ایک کتبہ کا کندہ دو ھمشکل حرفوں پر ختم ھوتا ھی اور اپنے اُسي قیاس پر جمی رہ کر اُنھوں نے یہہ سمجھا کہ آخر کے یہہ دو نوں حرف وہ اصل پنجی شاستر کے ھیں جو اُس لفظ کے شروع میں ھوتے ھیں جسکے معنے انگریزي میں ڈونیشن ھیں[1] اِسلیئے یہہ دو نوں حرف بجاے دي اور اِن ڈونیشن کے قایم ھوئی اور ایک اور حرف کے مکرر سہ کرر آنی سے اُسکو اس سمجھا جسکے بجاے شنسکرت میں جو حرف آتا ھی وہ مالک کي علامت سمجھا جاتا ھی پس اُنھوں نے اسطور پر کھوج لگا کر ایک الف بے قایم کرلي اور معلوم کیا کہ یہہ کتبی شنسکرت میں تحریر نہیں ھوے ھیں بلکہ یہہ پالي زبان میں ھیں جس میں مقدس تحریریں بدہ مذھب والوں کي لکھي گئي ھیں وہ اِن تحقیقوں کے ذریعہ سے اُن کتبوں کو جو ابتک سمجھہ میں نہیں آتے تھے پڑھنے اور بہت سے هندوستاني راجاؤں کے سلسلہ وار سکوں کو بھي دریافت کرنے لگے اور اُنکا قیاس اُس حقیقت سے اور بھي

زیادہ پسندیدہ طرز سے مستحکم ہوا جو اُنہوں نے اور پروفیسر لاسن صاحب بون والے نے ایک هي وقت میں دریافت کي که اکثہوکلیز اور پانٹیلیئن نام جو ایک طغمه کے ایک جانب یوناني زبان میں تھی وہ دوسري جانب اُس طغمه کي ٹھیک اُسي الف بے کے حرفوں میں لکھے تھے جو اُنہوں نے قایم کي تھي یهه توي کل جو پرنسپ صاحب کے ہاتھه لگ گئے اُسکا اُنہوں نے فیروز شاہ کي لٹ کے کتبه پر استعمال کیا جسکی دریافت کرنے پر مشرقي حالات کے تحقیق کرنے والوں کي بڑي توجهه مائل تھي اور هندوستان کے اُس حصه میں کے تین مناروں کے کتبوں پر بھي اُسکا استعمال کیا جنمیں گنتا بھتي هی اور اُن سب کا مضمون بلا دقت معلوم هوگیا چنانچه اُن سب میں اسوکا کے چند فرمان مندرج معلوم هوئے اور اور کتبوں کے دیکھنے پر دوکتابوں میں اُسي مضمون کے دو فرمان اُسي راجه کے اُنہوں نے پائی ان میں سے ایک کتبه تو پادري سٹیون صاحب پریسیڈنٹ لٹریري سوسئیٹي نے پایا جو بدھوں کے مقدس پہاڑ گرنار کے ایک پتھر پر جو گجرات کے جزیرہ نما میں واقع هی کندہ تھا اور دوسرا کتبه لفٹننٹ کٹو صاحب نے مقام دھالي واقع کٹک کے پہاڑ کے ایک ٹکڑہ پر کندہ پایا تھا ان میں سے ایک کتبه میں گیارہ فرمان اور دوسرے میں چودہ فرمان تھے اور اِن کتبوں میں وہ سب کتبی شامل تھے جو ایدھر اودھر ستونوں پر کندہ تھے اور ان دونوں پہاڑوں کے کتبوں میں هر طرح پر دس فرمان مطابق تھے پہاڑ کے کتبوں میں سے ایک فرمان شفاخانوں اور اور خیرات خانوں کے بنانے سے متعلق تھا جنکي نسبت لکھا تھا که وہ اسوکا کے قلمرو اور اُن صوبوں میں جنمیں بدھ مذهب والے بستے هیں بنائے جاویں ان صوبوں میں سے چار کا نام بھي مذکور هی بلکه تنباپاني یا تاپروبین یعني لنکا اور اس سے بھي بڑھ کر اینٹیکویونا یعني اینٹیوکس یوناني کي سلطنت کے صوبوں میں جهاں اُسکے سردار حکومت کرتے هیں بنائي جاویں *

اِسکے بعد جو ایک کتبہ ایک پہاڑ پر ملا وہ ٹوٹا پھوٹا خراب خستہ هی بخوبي نہیں پڑھا گیا اور اُسکا مطلب اچھي طرح سمجھہ میں نہیں آیا لیکن معلوم هوتا هی که اسوکا کے مذهبي مسائل خصوصاً جانوروں کے ذبح سے پرهیز کرنے کے † مسئلوں کا غیر ملکوں میں بھي رواج هوجانے سے اسوکا اپني خوشنودي ظاهر کرتا هی اس فرمان میں سے مفصله ذیل حصه باقي رها هی یعنے علاوہ اسکے اور یوناني بادشاہ جسنے چپتا (چپتا تحقیق نہیں هوا) بادشاہ تو رامایو اور گونگ کا کینه اور ماکا ‡ *

ان ناموں میں سے دو ناموں کو مسٹر پرنسپ صاحب تولیمي آس اور ماگس خیال کرتے هیں اور اُنکو اسبات کي دلیل گردانتے هیں که اسوکا مصر سے ناواقف نه تھا اور خط کتابت رکھتا تھا یہه ایک ایسا نتیجه هی جسکو بلا عذر و حجت قبول کرسکتے هیں کیونکه مصر کے اول تولیمي ناموں کے بادشاهوں کے عہد میں هندوستان کے ساتھه تجارت کا هونا ایک مشہور واقعه تاریخ کا هی پرنسپ صاحب کي یہه راے هی که جس تولیمي کیطرف اشارہ هی وہ تولیمي فلوڈلفس تھا جسکا ایک بھائي ماگس نامي تھا اور اُسکي شادي اینتیوکس اول کي بیٹي سے هوئي تھي نہایت غالب معلوم هوتي هی اور اُس سے یہه بات قرار پاتي هی که جس اینتیوکس کا دوسرے فرمان میں ذکر هی وہ اینتیوکس اول هی خواہ ثاني هی یعني سلیوکس کا بیٹا یا پوتا هی *

چندرا گپتا کے پوتے اور سلیوکس کے پہلے جانشینوں میں سے کسي ایک کے همزمانه هونے سے اُنکے بزرگوں کے همعصر هونے میں کوئي شک باقي نہیں رهتا اور اُس سے هندوؤں کے واقعات کي تاریخ کا ایسا سنه قایم هوتا هی جسپر پہلے واقعات کي تاریخوں کو باطمینان تمام حواله کرسکتے هیں *

† ایشیاٹک سوسئیٹي کلکته کا جرنل جلد ۷ صفحه ۲۶۱

‡ ایضاً صفحه ۲۲۴

نندا کي سلطنت کا زمانه

سب سے اول جس راجه کا زمانه همکو قرار دینا چاهیئے وه نندا هی اگرچه نندا اور چندراگپتا کے درمیان میں آٹهه راجا گذرے مگر یهه معلوم نهیں که وه سب نندا کے بیٹے پوتے تهے یا اور عزیز و اقارب تهے ایک بیان سے وه سب آپسمیں چهوٹے بڑے بهائي معلوم هوتے هیں لیکن چار پورانوں نے ان نو راجاؤں کے سلطنت کا جنمیں نندا بهي - شامل هی سو برس کا زمانه قرار پاتا هی اس لیئے هم خیال کرسکتی هیں که نندا سندراکتس سے سو برس پهلے یا چار سو برس قبل مسیح علیه السلام کے تخت نشیں هوا *

بده کي وفات کا زمانه

نندا کے بعد چهٹا راجه اجیتا ستروهي جس کے عهد میں سکیا نے وفات پائي ایسي سندوں سے جو هندوؤں سے کچهه تعلق نهیں رکهتیں سکیا کي وفات پان سو پچاس برس قبل مسیح علیه السلام قرار پاتي هے اور جو پانچ سلطنتیں سنه ۵۵۰ قبل مسیح اور سنه ۴۰۰ قبل مسیح کے درمیان میں هوئي هیں اُن میں سے هر ایک کا زمانه تیس تیس برس کا ٹهرے گا پس اُن کے زمانوں میں کوئي ایسا اختلاف نهیں ره سکتا جس کا کچهه علاج نهوسکی *

مهابهارت کي لڑائي کا قرین قیاس زمانه

نندا اور مهابهارت کي لڑائي کے بیچ میں تین خاندان شاهي هوئی اور هرایک خاندان کي سلطنت کا جس جس قدر زمانه گذرا وه چار پورانوں میں مذکور هی جس کے کل برسوں کي میزان پندره سو برس هی لیکن اس عرصه میں جو راجه هوئی وه بڑي سے بڑي فهرست میں صرف سینتالیس هیں اور اِن هیں پورانوں میں ایک اور مقام پر اسي اعتماد کے ساتهه اِن برسوں سے بالکل مختلف مدت کي تعداد لکهي هے

ایک پوران میں تو مہابھارت کي لڑائي سے نندا کے وقت تک ایکہزار پندرہ برس کا عرصہ لکھا ہے اور دو پورانوں میں ایک ہزار پچاس چوتھے میں ایک ہزار ایک سو پندرہ برس لکھی ہیں اِن میں سے جو سب سے کم مدت ہی اُس کو اگر سینتالیس راجاؤں پر تقسیم کیا جاوے تو ہر ایک کي سلطنت کا زمانہ اکیس برس سے کچھہ زیادہ نکلی کا اور اگر اِن ہي سینتالیس پر پندرہ سو برس کا زمانہ تقسیم کریں تو ہر ایک سلطنت کا زمانہ اکتیس برس سے کچھہ زیادہ ہوگا سلسلہ وار سینتالیس سلطنتوں کے واسطے اسقدر عرصہ جو پورانوں میں لکھا ہی خلاف قیاس ہی مگر ہم بمجبوري تینوں عرصوں میں کے اوسط عرصہ کو بلا تامل قبول کرکے یہہ قرار دیسکتے ہیں کہ از روے پورانوں کي سند کے مہابھارت کي لڑائي نندا سے ایکہزار پچاس برس پہلے یا حضرت مسیح علیہ‌السلام سے چودہ سو پچاس برس پہلے ختم ہوئي تھي اگر ہم ہندوؤں کے اس یقین کو تسلیم کرلیں کہ بید مہابھارت کي لڑائي کے زمانہ میں تالیف ہوئي تو ہمکو اُس لڑائي کا زمانہ چودہ سو برس قبل مسیح یعنے پانسو برس سے کچھہ کم اُس مدت سے جو پورانوں میں (زیادہ سے زیادہ) ہی قرار دینا چاہیئے اسکي تائید اس بات سے بھي ہوتي ہی کہ سینتالیس سلطنتوں کا زمانہ جو نہایت طول طویل ہی مختصر ہوجاتا ہی پس اس صورتمیں مہابھارت کي لڑائي ٹراے کے محاصرہ سے قریب دو سو برس کے پیشتر قرار پائیگي لیکن پندرہ سو برس کا طویل عرصہ جو مہابھارت سے نندا کے عہد تک بیان کیا گیا ہی تسلیم کر لیا جاوے تب بھي کلجگ کے شروع یا طوفان نوح سے اُن چند واقعات کے لیئے جو ہندوؤں کي تاریخ میں مہابھارت سے پہلے ہوئي ہیں مہابھارت تک بہت سا عرصہ باقي رہتا ہی یعني اگر طوفان اور کلجگ کا شروع ایک ہي زمانہ میں سمجھا جاوے جیسا کہ بہت سے لوگ خیال کرتے ہیں تو اُس سے چودہ سو برس کي مدت مہابھارت تک رہتي ہی *

چندرا گپتا کے بعد کے زمانے

هونگے دو پرانون مین ننداؤ کے بعد کا زمانہ اُس سے پانچویں شاهي نسل تک یا چندراگتس سے چوتهي شاهي نسل تک آٹهہ سو چهتیس یا آٹهہ سو چون برس کا ہے یعني پانچویں شاهي نسل سنہ ۲۵۳ ع میں هوئي هی اِن پانچون خاندانوں میں اخیر اندرا لقب والی خاندان نے قریب شروع هونے سنہ مسیح کے رونق اور قوت حاصل کي تهي یہہ خاندان اُسي نام کے بڑے خاندان کے مطابق هی جسکو پلیني صاحب (یہہ ایک یوناني مورخ هیں) سنہ ۲۰۰ ع میں هندوستان میں هوا بتاتے هیں اور اگرچہ یہہ بیان اُنکا اُس دوسرے اندرا خاندان کي نسبت سمجها جاوے جو دکهن میں هوا تو اندرالدي نام ایک خاندان کا جو اُس ملک مین هوا جسمین گنگا بهتي هی پیقوٹن جیریئن نقشوں میں آنے سے یہہ بات بهي ایسي هي غالب معلوم هوتي هی کہ یہہ وهي خاندان هی جسپر هم گفتگو کررهی هیں *

چین کے مورخوں کے بیانوں سے بهي مگادا کے راجاؤں کے زمانہ کي تصدیق هوتي هی

ڈیگگنیز صاحب نے چین کي جن تاریخونکا ترجمہ کیا هی اُنسے معلوم هوتا هی کہ سنہ ۴۰۸ ع میں مقام کیاپیلي کے هندوستاني راجہ یوگلي کي طرف سے چین میں ایلچي آئی کیاپیلي بجز کپلي کے جو بدہ کا مقام ولادت اور مگادا کي دارالسلطنت تها جسکے نام سے چینیوں نے مگادا کي کل سلطنت کا ذکر کیا هی اور کوئي مقام نهیں هوسکتا اور یوگلی یجنسري یا یجنا سے جو زمانہ مذکور میں اندرا خاندان کے تخت پر بیٹها کسیقدر مشابهت رکهتا هی اور خاندان اندرا کا خاتمہ مقام پولیمات یا پولو مارکش میں سنہ ۴۳۶ ع کے اندر هوا هی اور اُس سے آگے مگادا کے راجاؤں کا حال ایساهي پریشان اور اولجها هوا هی جیسا کہ مهابهارت کي لڑائي سے پہلی کا هی *

البته چین کے مصنفوں کي کتابوں میں ایک ایلچي کا یهه ذکر پایا جاتا هی که وہ سنه ۶۴۱ع میں هندوستان کے ایک بڑے راجه هرش‌من کي طرف سے جو خاندان کانبلي‌ثاني میں سے تها چین میں آیا ام‌تي گگنیز صاحب اس راجه کي سلطنت کو مگادا کا ملک خیال کرتے هیں مگر پوران کے کسي نام سے اس راجه یا اُسکے خاندان کا نام ذرا بهي مشابهت نهیں رکهتا ‡ *

سنه ۳۳۹ ع کے بعد تاریخ کا کچهه حال نهیں کهلتا

بشن پوران میں جو بیاس جي کي کتاب تسلیم کیجاتي هی بیاس جي کے وفات کے بعد کے واقعات بطور پیشین گوئي لکهے هیں که فلاں فلاں راجه هونگے یعني اندرا خاندان کے بعد سلطنت کرینگے *

۷ آبهیر
۱۰ گردهوب
۱۶ ساکا
۸ یاونا
۱۴ توشارا
۱۳ منڈي
۱۱ مانا

---

‡ جس حاشیه میں ڈي گگنیز صاحب اپني راے لکهتے هیں وہ عجیب هی یعنے اُسمیں وہ چین کي ایک کتاب سے ثابت کرتے هیں که اهل چین مگادا کو موکیاتو کهتے تهے اور اُسکي دارالسلطنت کے دونوں ناموں سے واقف تهے چنانچه کسرما پورا کے بجاے کیا سومو پولو کهتے هیں اور پٹالي پترا سے پٹاٹي تس اسطرح سے بنایا که بجاے لفظ پترا کے جسکے معني شاستر میں بیٹے کے هیں اپني زبان کا اُنهیں معنوں کا لفظ تس لگادیا لیکن سنه ۶۴۱ ع پٹالي پترا سے ایلچي چین کو نهیں گئے هونگے کیونکه اس سے مدت پهلےدارالسلطنت راج گریهي یعني بهار میں منتقل هوگئي تهي کیونکه جب چیني سیاح پانچویں صدي کے اغاز میں هندوستان میں آیا تو اُسنے دارالسلطنت بهار میں هي دیکهي تهي (روز نامچه رائل ایشیاٹک سوسئیٹي جلد ۵ صفحه ۱۳۲) اور ایک اور چیني جسنے سنه ۶۴۰ ع میں لکها هی بیان کرتا هی که جس وقت میٹے هندوستان میں سیر کي اُسمیں پٹالي پترا بالکل برباد اور مسمار پایا

* غرضکه یهه سب تمام پرتهي کے راجه تیره سو نوه برس کے واسطے هونگے اور گیاره پارے انکےبعد تین سو برس تک سلطنت کرینگے اور انکے بعد کیلاکا یاونا ایک سو چهه برس ملک پر مسلط رهینگے ان سب کے جمع کرنے سے اِس حال کے زمانه سنه ۱۸۴۰ ع سے قریب پانسو برس کے زیاده هوجاوینگے اور اگر یهه مانا جاوے که پہلے خاندانوں کے زمانه کي میزان غلط هی یهه سب حقیقت میں (کوئي کہیں کوئي کہیں) ایک هي زمانه میں هوئے تو جو نتیجه اِس سے حاصل هوتا هی وه یهه هی که اندرا خاندان کے بعد ایسا پریشاني کا زمانه هوا جسمیں هندوستان کے مختلف حصے مختلف خاندانوں کے قبضه میں رهے جنکا کچهه حال معلوم نہیں اگر یاونا سے یوناني مراد هیں تو یهه معلوم هونا که سنه ۲۳۶ ع کے بعد اُنمیں سے آٹهه بادشاه هندوستان میں هوئے بڑي حیرت کي بات هی اور کیلاکا یاونا کا حال اور بهي زیاده متحیر کرنیوالا هی غالباً انسے مسلمان مراد هوسکتے هیں † *

اور اِس پریشاني کے بعد بهي هندوستان کے مختلف حصوں پر سلطنت کرنیوالے شاهي خاندانوں کي فهرست مندرج هی اور اُن میں کچهه تهوڑا سا بیان مگادا کے گپتا خاندان کا هی جو گنگا کے کناروںپر پریاگ (یعني الهآباد) تک مسلط تها اب سکوں اور کتبوں کے سبب سے اِس بات میں کچهه شبهه اور حجت نہیں رهي که اُنمیں جو بعض ناموں کے سلسله کا خاتمه گپتا کے نام پر هوتا تها اُنہوں نے گنگا کے کناروں پر حضرت عیسی کي چوتهي پانچویں صدي سے ساتویں آٹهویں صدي تک سلطنت کي *

---

† پرونیسر ولسن صاحب کے بشن پوران کا صفحه ۴۸۱ اور ڈاکٹر مل صاحب کا ترجمه الهآباد کے مناره مندرجه روز نامچه ایشیا ٹک سوسئیٹي کلکته جلد ۳ صفحه ۲۵۷ اور اور کاغذات مندرجه روز نامچه مذکور جنکو پرونیسر ولسن صاحب نے داخل کیا هی

یہی معلوم ہوتا هی که اِن پریشان حالات میں کچهه کچهه سچ بهی ملا هوا هی مگر وہ بدون کسي قسم کي خارجي مدد کي اُسمیں سے نکل نهیں سکتا اور جو که اِسي قسم کا بیان اور پورانوں میں بهي کیا گیا هی اِس لیئے بجز اس بات کے که هم سرِدست راجاؤں کے حالات کي تحقیقات سے دست بردار هوں اور کوئي چارہ نهیں دیکهتے *

بکرماجیت اور سلیواهن کے سنه

مالوہ کے راجه بکرماجیت کا سنه جسکا آغاز ستاون برس پہلے حضرت مسیح سے هوا هی اور تمام خاص هندوستان میں اُسکا رواج آج تک برابر رها هی اور اِسیطرح راجه سلیواهن کا سنه جو سنه ۷۸ ع سے شروع هوا هی تمام دکهن میں مروج هی دونوں ایسے سنه هیں که اُنکے شروع هونے پر تمام واقعات کے زمانه کا حواله اُنپر دیا جاسکتا هی اور اُن جاگیروں کے وقفوں کي تاریخیں قایم کرنے میں اُنسے بهت بڑا کام نکلتا هی جنسے بهت سے تاریخي حالات بهم پهونچتي هیں اور پورانوں کے سنه صحیح نهونے سے اُن کتابوں میں اِس سنه کا استعمال نهیں هوسکتا لیکن بجز اُن واقعات کے جو اُن کتابوں میں مذکور هیں اور کوئي واقعه کسي اور کتاب میں ملتا هي نهیں جسمیں اُن سنوں سے کام لیا جاوے بهر حال همکو اِس بات کا اقرار کرنا چاهیئے که هندوؤں کے واقعات کا زمانه کسیطرح پورا اور کافي نهیں اور باستثناء چند واقعوں کے اُسوقت تک که مسلمان هندوستان میں آئے اور اُنسے مسلسل تاریخ هاتهه لگتي هی باقي کل واقعات پر همکو کسیقدر قیاس لگانا پڑتا هی *

چوتها باب

علم طب کا بیان

علم طب کے نہایت قدیم مصنف جنکي تصنیفیں ابتک موجود هیں چرک اور سسروتا هیں اِنمیں سے کسي کے زمانه حیات کي تاریخ همکو

معلوم نہیں لیکن سسروتا کی تصنیف پر جو پچھلا مصنف ہی ایک شرح موجود ہی جو کشمیر میں بارھویں یا تیرھویں صدی عیسوی میں لکھی گئی یہہ شرح اول ہی شرح نہیں معلوم ہوتی † *

اِن مصنفوں کی کتابوں کا ترجمہ عربی زبان میں ہوا اور غالباً اُنکا ترجمہ ہوتے ہی اہل عرب علم کی تحصیل پر متوجہہ ہوئے عربی زبان کے مصنف علانیہ اقرار کرتے ہیں کہ ہمنے ہندوستان کے طبیبوں سے فائدہ حاصل کیا ہی اور ہندو طبیبوں کو یونانی طبیبوں کے مساوی المرتبہ سمجھتے ہیں یہہ بات معلوم کرنے سے کہ دو ہندو مسمی منکا اور سالی حضرت عیسی کی آٹھویں صدی میں ہارون رشید کے دربار میں طبیب تھے ہمکو اُس زمانہ کی تاریخ قایم کرنے میں مدد ملتی ہی جس میں اہل عرب ہندوؤں سے واقف ہوئے ‡ *

دواؤں کا علم ہندوؤں کا نہایت وسیع معلوم ہوتا ہی اُنکے مفردات دواؤں کے علم سے جسکی ابتداء میں اہل یورپ نے اُنسے تعلیم پائی اور حال میں بھی دمہ کے مرض میں دھتورے کو حقہ میں پینے کا فائدہ اور اور کیڑوں کا علاج کینچ کی پہلی سے کرنا اُنسے سیکھا کچھہ تعجب نہیں ہوتا بلکہ اُنکے علم کیمیا سے کمال حیرت ہوتی ہی کیونکہ جسقدر وہ اُن میں پایا جاتا ہی اُسقدر کا ہونا قیاس نہیں چاہتا تھا *

اُنکو شورہ اور گندک اور نمک کا تیز آب بنانا آتا تھا اور وہ تانبے اور لوہے اور سیسے اور ٹین اور جست کا کشتہ خصوصاً سیسہ کا دونوں طرح

---

† اِس چوتھے باب کا بہت سا مضمون ایک جواب مضمون میں سے جو ہندوستان کے علم طب کی قدامت پر ڈاکٹر رائل صاحب پرونیسر کنگ کالج لندن نے لکھا ہی لیا گیا ہی اور علاوہ اُنکے وارڈ صاحب کے حالات ہندوؤں کے جلد ۲ صفحہ ۳۳۷ وغیرہ اور کوٹس صاحب کی تحریر مندرجہ حالات لٹریری سوسئیٹی بمبئی کی جلد ۳ صفحہ ۲۳۲ میں سے بھی لیا گیا ہی

‡ پروفیسر ڈیز صاحب جنکا حوالہ ڈاکٹر رائل صاحب نے اپنے جواب مضمون کے صفحہ ٦۴ میں دیا ہی

کا کشته یعنی کهیل اور پیسک کرنا جانتے تھے اور تانبے اور لوھے اور پارہ اور سرمه اور سنکهیا میں سے هر ایک کے ساتهه گندک ملاکر ایک مرکب دوا بنالیتے تھے اور تانبے اور لوھے اور جست کا گندک کے تیزآب کے ساتهه کهار بناتے تھے اور لوھے اور سیسه کا کهار کاربون † کے تیزآب کے ساتهه بناتے تھے اگر بالکل نہیں تو بعض صورتوں میں اِن دواؤں کے طیار کرنے کا اُنکا طریق ایسا هی که اُنهیں کے ساتهه خصوصیت رکهتا هی ‡ *

اِن دواؤں کے استعمال میں بهي وہ بڑے دلیر معلوم هوتے هیں چنانچه هندوؤں هي نے سب سے پہلے معدنیات کا دوا کهانے میں استعمال کرایا وہ صرف پارہ هي نہیں کهلاتے تھے بلکه زهر کا تیزاب بهي باري کي تپ میں دیتے تھے اور مدت سے شنجرف کا بهپارہ اُنکے استعمال میں هی جس سے بہت جلد منهه آجاتا هی اور صحت حاصل هوتي هی *

اُنکا فن جراحي بهي خاصکر ایسي حالت میں که وہ علم تشریح سے بالکل ناواقف تھے ایسا هي قابل تعریف کے هی جیسا که اُنکا علم

---

† حیوانات کے سانس لینے اور بتیوں اور لکڑیوں کے جلنے سے ایک لطیف لچکدار-جسم یعني گاس پیدا هوتي هی اور جب وہ ایک حصه اور اکسیجن جو ایک اور گاس هی دو حصه ملجاویں تو کاربون کا تیزآب بنجاتا هی کیسے کچهه افسوس و حسرت کا مقام هی که هندوستانیوں کے علم کو اسقدر زوال هوا هی که آجکل هندي نام تک همکو نہیں ملتا حالانکه هندوستان کے متقدمین نے هي اُنکو دریافت کیا تھا جو اِس زمانه کي تحقیقیں سمجهي جاتي هیں معلوم ایسا هوتا هی که یهه اور اور بہت سي اصطلاحیں اور مفردات اور مرکبات علم کیمیا کے متقدمین هندوؤں کو معلوم تھي جو بسبب هندوستانیوں کي غفلت کے بالکل ایسي نسیا اور منسیا هوگئي که اهل یورپ کو از سر نو اُنکي تحقیقیں کرکے اُنکے نام رکهنے پڑے هیں جنکو هم سنکر حیران و ششدر رہ جاتے هیں (مترجم)

‡ ڈاکٹر رایل صاحب کے جواب مضمون کے صفحه ۴۴ کو دیکهو جسمیں خاصکر ان ترکیبوں کا بیان هی جنسے هندو بید پارہ کے دو مرکب طیار کرتے تھے جنمیں سے ایک میں دو جز پارہ اور ایک جز کلوراین (یهه ایک گاس نمک کا مقدم جز هی) هوتا تھا اور دوسرا ایسا مرکب جو زهر هلاهل کا کام دیتا تھا

کیمیا ہی چنانچہ سنگ مثانہ نکالتے تھے اور آنکھوں کے امراض جالے پھولی وغیرہ میں وہ آنکھیں بناتے تھے اور رحم میں سے بچہ نکالتے تھے اُنکی قدیم کتابوں میں اُنکے فن جراحی کے آلات ایکسو ستالیس سے کم نہیں معلوم ہوتے † لیکن آلات اُنکے ہمیشہ بیڈھنگے رہے اب بھی موجود ہیں اُنمیں سے آنکھ بنانے کے آلات سے تو اچھا کام نکل آتا ہی مگر سنگ مثانہ کے نکالنے کے آلہ سے اکثر جان کا ضرر ہوتا ہی *

وہ چیچک کے علاج میں مدت سے ٹیکہ لگاتے ہیں ‡ لیکن تسپر بھی اِس گوتھن سیتلا کے علاج جاری ہونے تک بہت سی جانیں چیچک کے مرض سے تلف ہوتی تھیں *

ہندو حکیم نبض و قارورہ دیکھنے اور جلد اور زبان اور آنکھوں کی حالت معلوم کرنے سے مرض کی تشخیص کرتے ہیں یعنی اِن علامتوں کے ذریعہ سے وہ صحیح صحیح مرض کو دریافت کرلیتے ہیں مگر ہندو بیدوں کے علم کی بنیاد بالکل تجربہ کاری پر ہی اور قیاس اُنکا اُنکو صرف گمراہ کرنے پر مایل ہی *

اور علاج کرنے میں کچھہ ہوشیاری نہیں کرتے کیونکہ بیمار کو تپ کی حالت میں ایک ایسی کوٹھری میں جسکو آگ وغیرہ جلاکر گرم کرتے ہیں بند کرتے اور کھانے پینے سے بالکل محروم کردیتے ہیں (اسکولنگن کرانا کہتے ہیں) *

علم نجوم اور سحر سے اپنے علاج میں مدد لیتے ہیں چنانچہ سیاروں کے خاص خاص مقاموں پر ہونے کی حالت میں بیمار کو دوا دیتے ہیں اور دوا دینے کے وقت کچھہ جھاڑ پھونک جنتر منتر بھی کرتے جاتے ہیں *

---

† ڈاکٹر رائل صاحب کا صفحہ ۴۹

‡ ہندو جو ٹیکہ لگاتے تھے اُسمیں اور انگریزوں کے ٹیکہ لگانے میں فرق یہہ ہی کہ جلد پر خراش کرکے وہ اصل چیچک کے دانہ کا چھلکا لگاتے تھے جس سے تمام جسم پر چیچک نکل آتی تھی اور انگریز گائے کے تھن پر کے دانہ کا چھلکا لگاتے ہیں جس سے صرف ایک آبلہ نکلتا ہی (مترجم)

غالباً ان کے اس علم کی عمدہ ترقی کے زمانہ میں بھی عیبوں مذکور میں سے کچھہ نہ کچھہ ضرور ہونگے لیکن اب بہ نسبت پہلے کے انکے اس علم میں بہت زوال آگیا ہی چنانچہ آج کل کے ادویات کو ترکیب دینے والے یا بنانے والے بنا تو لیتے ہیں مگر اُسکے اصول سے بالکل واقف نہیں ہوتے اور طبیب اپنے اُستادوں کی راہ پر بلا تحقیق اور بے دیکھے بھالے چلے جاتے ہیں اور فن جراحی سے اسقدر نفرت ہوگئی ہی کہ فصد حجام پر اور ہڈی جوڑنے کا علاج گنڈرئی پر منحصر کیا گیا ہی اور پھوڑے پھنسی کا علاج عموماً ہر شخص کرنے کو آمادہ ہو جاتا ہی وہ یا تو نربیوں لگاتا ہی یا لوھے کی سیخ آگ میں سرخ کرکے جلاتا یعنی داغ دیتا ہی *

پانچواں باب

هندوؤں کی زبان کا بیان

هندوؤں کی شنسکرت زبان کو ایک ایسے صاحب جنکی رائے اس سبب سے کہ بہت سے قدیم زمانہ کی قوموں اور حال کے زمانہ کی قوموں کی زبانوں سے اچھی پوری واقفیت رکھتے تھے قدر و منزلت کرنے کے قابل ہی فرماتے ہیں کہ شنسکرت زبان یونانی زبان سے زیادہ کامل اور رومی سے زیادہ وسیع اور دونوں سے زیادہ فصیح اور بلیغ ہی † *

جس زبان کی اسقدر تعریف کی گئی ہی معلوم ہوتا ہی کہ اُسپر لوگوں کی کافی توجہہ ہمیشہ رہی ہی چنانچہ صرف نحو کے اُن قدیم مصنفوں میں سے جنکی تصنیفیں اب موجود ہیں پانینی اسقدر قدیم مصنف ہی کہ اُسکے زمانہ کو لغو زمانوں میں شامل کردیا گیا ہی اُسکے اور اُسکے بعد کے مصنفوں کی تصنیفوں کے باعث سے اس زبان کی صرف

† سر ولیم جونس صاحب کی تحریر مندرجہ کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱ صفحہ ۴۲۲

و نحو ایسي کامل ہوگئي ہی کہ انسان کے کلام کے اصول تمام دنیا میں اگر قایم بھي ہوئے ہیں تو اُنسے زیادہ نہیں ہوئے *

مجھکو اس مقام میں گو میں اُسپر کچھہ کہہ بھي سکوں گفتگو کرنے نہیں چاہیئے اُسکا کسیقدر حال کالبروک صاحب کے جواب مضمون میں موجود ہی † *

علاوہ بے شمار کتابوں صرف نحو اور کتب لغت کی زبان شنسکرت میں علم فصاحت بلاغت اور علم انشا پردازي کي کتابیں بھي بقدر اُس علم و استعداد کے جو ہندو اُن علموں میں رکھتے تھے موجود ہیں ‡ زبان شنسکرت کي اب بھي لوگ تحصیل کرتے ہیں اگرچہ مدت سے اُسکا رواج بالکل معدوم ہوگیا مگر عالم لوگ اب بھي اُسمیں ایسے ہي آساني کے ساتھہ گفتگو کرسکتے ہیں جیسیکہ یورپ کے عالم حال کي زبانوں کے علم کے شایع ہونے سے پہلے کرسکتے تھے اسبات کي تحقیق کہ لوگوں میں سے زبان شنسکرت کا رواج کب سے جاتا رہا ہی اور جسوقت میں کہ وہ کمال رونق پر تھي تو اُسکا رواج لوگوں میں کس درجہ پر تھا ایک عجیب غریب ہوگي *

تھوڑي مدت سے جب کہ یہہ بات تحقیق ہوئي کہ زبان شنسکرت اور یوناني اور رومي میں بہت سي موافقت ہی بلکہ اکثر صورتوں میں وہ سب یکساں ہیں ہمکو اُسکي تحقیق تدقیق کا زیادہ تر شوق پیدا ہوا ہی اگرچہ اسي موافقت کا حال یورپ کے شنسکرت کے عالموں کو جنھوں نے مفرد لفظوں میں وہ موافقت بتائي مدت سے معلوم تھا لیکن اُنکي

† کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۷ صفحہ ۱۹۹ اس زبان کي بڑي شایستگي کي بہت سي علامتوں میں سے ایک اور علامت ہی جس سے علم عروض کي بحروں میں بڑي فصاحت اور ترقي ہوئي ہوگي کالبروک صاحب کے قول کے موافق وہ تقطیع کرنے کا قاعدہ ہی جس سے اجزاکو صرف اسطرح موزوں نہیں کرتے کہ خاص خاص لفظوں میں سے ثقالت جاتي رہے بلکہ بڑے بڑے رکنوں کے اجزا کو اسطرح سے موزوں کرتے ہیں کہ اُنسے تمام ارکان کي موزونیت کو مدد ملتي ہی غرض کہ اور زبانوں میں جو تصرف خاص خاص لفظوں میں کیا جاتا ہی وہ اس زبان میں بحر کي مناسبت سے رکنوں میں ہوتا ہی

‡ کالبروک صاحب کي تحقیق مندرجہ کتاب ایشیا جلد ۷ صفحہ ۲۰۵ وغیرہ

تصریف کا مقابلہ ہونے سے جسکو جرمنی کے مورخوں اور خصوص باپ صاحب نے کیا اُسکا توافق اُن زبانوں کے ساتھہ تحقیق ہوگیا † *

کالبروک صاحب فرماتے ہیں کہ بید کے ایک خاص بھجن کی زبان اور وزن اور طریق تصنیف سے اسبات کی دلیل ہاتھہ لگتی ہی کہبید کے نظموں کی وہ تالیف جو اب موجود ہی اُس زمانہ کے بعد ہوئی ہوگی جبکہ شنسکرت زبان اُس دھقانی اور بیقاعدہ بولی سے جسمیں بید کے بہت سے بھجن اور مناجاتیں تصنیف ہوئیں ترقی پاکر اُس شایستہ اور فصیح زبان کو پہونچی جسمیں دیوتوں وغیرہ کے حالات کے بھجن لکھے گئے *

سرجونس صاحب خیال کرتے ہیں کہ بید سے منو کے زمانہ تک اور منو سے پرانوں کے ظہور کے زمانہ تک تبدیلی اور ترقی زبان شنسکرت کی ٹھیک اُسی موافقت سے ہوئی ہوگی کہ جس مناسبت سے قدیم زبان رومی میں بادشاہ نیوما کے زمانہ کے پرچوں سے ‡ بارہ تختیوں تک اور بارہ تختیوں سے سسرو فصیح کی تصنیفات تک ترقی ہوئی *

سکندر کے ہمراہیوں نے جو ہندوستانی نام ہندوستان کے حالات میں بیان کئی ہیں اکثر اُن میں سے مروجہ حال کی شنسکرت کے نام پائے جاتے ہیں اُن مورخوں نے کسی مقدس زبان کے موجود ہونے پر جو لوگوں کی عام زبان سے علحدہ تھی کوئی اشارہ نہیں کیا لیکن اُن سوانگوں میں جو ہندوؤں کے قدیم تصنیف ہیں عورتوں اور ناتعلیم یافتہ لوگوں کی بولی میں ایک کم شایستہ زبان بیان کی ہی اور بڑے لوگوں کے استعمال کے واسطے شنسکرت قرار دی ہی *

---

† باپ صاحب نے جو مقابلہ کیا اُسکا بہت مسلسل بیان اڈن براریویو جلد ۳۳ صفحہ ۳۳۲ اور اُسی بھی زیادہ وسیع بیان علم ایشیا کی تاریخ کے نامی اخبار میں ملاحظہ کرو

‡ ان بارہ تختیوں سے رومیوں کے قانون مراد ہیں اور وجہہ تسمیہ اُسکی یہہ ہی کہ شاید بارہ تختیوں پر یہہ قانون تحریر ہوئی تھی (مترجم)

هندوستان کي اور زبانوں کا بیان

جسقدر که زبان شنسکرت هندوستان کي حال کي زبانوں میں مخلوط هی اُس سے زبان شنسکرت کي تاریخ کا حال کسیقدر ذهن نشین هو سکتا هی *

پانچ شمالي زبانیں یعني پنجاب اور قنوج اور متھیلا یعني شمالي حصه بہار اور بنگال اور گجرات کي زبانیں کالبروک صاحب کي تحقیق کے بموجب زبان شنسکرت کي ایسي شاخیں هیں جنکو خاص خاص مقاموں اور غیر ملکوں کے الفاظ اور نئي تصریفوں کي امیزش سے اُسیطرح پر بدل کر قایم کرلیا هی جسطرح که زبان رومي سے اٹلي کي زبان قایم هوئي † لیکن دکھن کي پانچ زبانوں میں سے تامول اور تلگو اور کارنٹا زبانوں کا مخرج شنسکرت زبان سے مختلف هی اور اُس زبان میں شنسکرت کی لفظ اُسیطرح پر لیئي جاتے هیں جسطرح که زبان رومي کے الفاظ زبان انگریزي میں یا زبان عربي کي زبان اُردو میں ان تینوں میں سے زبان تامول اسقدر خالص هی که بعض اوقات اُسي زبان کو دونوں زبانوں کا مخرج خیال کیا جاتا هی اور اگرچه تلگو زبان کي بناوت اُسي پر مخصوص هی مگر شنسکرت کے لفظوں کي اُسمیں بہت سي آمیزش هی *

باقي دو زبانوں میں سے اوڑیسه کي زبان اگرچه تامول کے سلسله میں سے هی مگر شنسکرت کي اُسمیں اِسقدر آمیزش هی که اُسکي نسبت پروفیسر ولسن صاحب فرماتے هیں که اگر شنسکرت کے الفاظ اُسمیں سے نکال لیئے جاویں تو وہ زبان نہیں رہ سکتي اکثر اِس زبان کو شمال کي پانچ زبانوں میں بجاے گجراتي کے گنتے هیں *

مہارشترا یعني مرهٹھي زبان کو باوجودیکه وہ همیشه دکھن کي زبانوں میں گني جاتي هی ولسن صاحب نے شمالي زبانوں میں قرار دیا

---

† کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۷ صفحه ۲۱۹ اور ولسن صاحب کے دیباچه مجموعات میکنزي کو بھي ملاحظه کرو

هی اِس وجهه سے مرهٹے بندهیاچل کے اِسطرف کے باشندوں کے اولاد میں سے هونگے لیکن اُنکے وهاں جا بسنے کے زمانه کا قیاس نهیں هوسکتا †*

چهٹا باب

هندوؤں کا علم اِنشا وغیرہ

نظم کا بیان

جو شخص زبان سنسکرت سے واقف نهیں هی وہ کسیطرح سے اُسکی نظم پر راے نهیں دے سکتا *

سنسکرت کي نظم میں موزونیت پر کمال توجهه کي گئي هوگي مگر وہ اُسکے ترجمه میں باقي نهیں رہ سکتي هی سنسکرت میں ارکان کے بنانے میں جو آساني هی اُس سے زبان کي فصاحت و بلاغت بهت

---

† جنوب کي زبانوں کي نسبت جو کچهه میں نے لکها هی بجز چند باتوں کے ولسن صاحب کے دیباچه کاغذات مکنزي اور ایلس صاحب کي تحریروں اور بیبنگٹن صاحب کي تحریر میں سے جسمیں سے کسیقدر اُن تحریروں میں نقل هی لیا هی

بعض علماء علم السنه نے خیال کیا هی که هندوستان کي سب زبانیں سنسکرت زبان سے نکلي هیں چنانچه ایک کتاب میں جسکا نام (ببیل هر زمیں) کي هی چوالیس زبانوں کو جو اب مروج هیں سنسکرت زبان سے نکلا هوا لکها هی چنانچه اِس مقام پر اُن زبانوں کي تفصیل مندرج کي جاتي هی ۱ پالي ۲ اُردو ۳ هندوي ۴ برج بهاشا ۵ قنوجي ۶ کسولي ۷ بهوجپوري ۸ هریاني ۹ بندیل کهنڈي ۱۰ بگهیل کهنڈي ۱۱ ارجیني ۱۲ مرواڑي ۱۳ اودے پوري ۱۴ ماڑواڑي ۱۵ جیپوري ۱۶ شیخاواٹي ۱۷ بیکانیري ۱۸ بٹانیري ۱۹ بنگالي ۲۰ مگادها ۲۱ ترهتي یا میتهیلي ۲۲ اسامي ۲۳ اوریا یا اوڑیسه ۲۴ کچهي ۲۵ سندهي ۲۶ ملتاني ۲۷ پنجابي ۲۸ جنبر ۲۹ کشمیري ۳۰ نیپالي ۳۱ پلپا ۳۲ کماؤن ۳۳ گڈهوالي یا سري نگري ۳۴ گجراتي ۳۵ مرهٹي ۳۶ کانکني ۳۷ رومیني یا نیسي ۳۸ تامول ۳۹ تلنگا یا تلگو ۴۰ کرناٹا ۴۱ تلو ۴۲ ملیا ۴۳ سنگالي ۴۴ مالدیوي (مترجم)

کچھه زیادہ هوجاتي هی لیکن دوسري زبان میں جو اُس سے تباین کلي هوتا هی رکنوں میں ثقالت اور بد اسلوبي هوجانا لابدي هی *

هندوؤں کي نظم کے مضمون هي یورپ کے خیالات سے ایسے غیر هیں که اُنسے همکو پورا لطف حاصل نہیں هوتا کیونکه همارے نظم کے لوازمات (یعني استعارہ و تشبیهه وغیرہ) سے اُسکے سمجھنے میں کچھه مدد نہیں ملتي هندوؤں کے خیالات اور فکر کي خصوصیت سے همکو اُنکے نظم کي مراد سمجھني دشوار هی اور تمام قدرتي مظهروں اور اشیاء کے مختلف هونے سے جو همارے اور اُنکے استعاروں اور تشبیهوں میں اختلاف هی اُس سے همارے پاس اُنکي نازک خیالیوں کي رنگیني آدهي رهجاتي هی اور اهل مشرق کے لیئے جس بات سے کلام کو زیب و زینت هوتي هی همارے حق میں وہ تاریکي اور اولجهاوت کا باعث ٹهرتي هی مثلاً اگر یهه کہا جاوے که ایک معشوقه کے لب بندهو جیوا پهول هیں اور اُسکے رخساروں پر مدهوکا کي چمک دمک هی یا اُسکے رخسارے چنپا کے پتي کي مانند هیں تو همارے دلمیں کیا خیال پیدا هوسکتے هیں مگر یهه تشبیهیں اُن لوگوں کے واسطے جو اِن کا مذاق رکهتے هیں ایسے هي عمدہ اور پر کیفیت هیں جیسے که هماري یهه تشبیهیں هیں که ایک جوان حسین معشوق گلاب کا کهلا هوا پهول هی اور عاشق مغموم مثل پرم روز کے هی † *

باوجود اِن تمام دقتوں کے شنسکرت کي کئي نظمیں جنسے هم واقف هیں بہت خوبي اور رنگیني رکهتي هیں *

وہ نظم جس میں نقلیں اور سوانگ هوتے هیں

هندوؤں کي یهه خاص نظم جس کے حال سے هم بخوبي واقف هیں نہایت عمدہ اور کامل درجه پر پهونچي هوئي هی سرجونس صاحب نے جو هندو شاعروں کي بہت سي تصنیفوں کے ترجمے کیئے هیں اُنکے سبب

† پرم روز ایک قسم کا پهول مثل گلاب کے سرخ زرد اور سفید هوتا هی معلوم هوتا هی که یہاں زرد قسم سے تشبیهه هوگي (مترجم)

ہے سکتا کیپشر کي تصنیف سے بہت مدت سے واقف هیں اور ولسن صاحب کے عمدہ ترجموں کے باعث سے سوانگ اور نقلیں لکھنے والے بڑے بڑے هندو شاعروں سے هم واقف هو گئے هیں *

اگرچہ همارے پاس ایسے ایسے سوانگ موجود هیں جو کم سے کم سنہ عیسوي کے شروع میں تصنیف هوئی اور ایک اُن میں سے ابھي پچاس برس هوئی بنگالہ میں لکھا گیا هی لیکن وہ کل سوانگ ساٹھہ سے زیادہ نہیں هیں اِس کمي کا باعث شاید وہ طریقہ هو جسپر* اول هي اول اُنکو تصنیف کیا گیا هے یعنی کسي خاص تہیوار میں کسي محفل کے اندر سال بھر میں ایک آدہ بار هوا کرتے هونگے † اسي سبب سے اُنکا ایسا چرچا نہیں هوا جیسا کہ اب همارے زمانہ کے سوانگوں کا مختلف شہروں اور عام تماشہ گاهوں میں مکرر سہ کرر هونے سے هی اور بہت سے سوانگ غالباً مصنفوں کي غفلت سے جاتے رهے هونگے کیونکہ معلوم هوتا هی کہ برهمنوں میں اگر اُسکا شوق بالکل معدوم نہیں هوا هی تو قریب جاتے رهنے کے تو هو گیا هی اور اگرچہ اب بھي کچھہ کچھہ سوانگ لوگوں میں هوتے هیں مگر هرگز ترجمہ کے قابل نہیں هیں پروفسر ولسن صاحب فرماتے هیں کہ تمام هندوستان میں همکو صرف ایک برهمن ایسا ملا جسکو اپنے ملک کے سوانگ تماشہ کے علم سے واقف کہہ سکتے هیں ‡ اِن سوانگوں میں سے آٹھہ کے تو ترجمے همارے پاس هیں اور چوبیس کے خلاصے موجود هیں *

اگرچہ اِن سوانگوں میں سے کوئي سوانگ بالکل حسرت و افسوس هي پیدا کرنے والا ایسا نہیں هے جسکا انجام ناکامي پر هوا هو مگر ایسے رنگ برنگی هیں کہ وہ اپني گونا گوني میں تمام قوموں کے تماشا گاهوں پر فوق رکھتے هیں علاوہ مختلف قسموں سوانگ کے اُن کے مضمون ایسے نئے نئے

---

† ولسن صاحب کا دیباچہ کتاب تماشہ گاہ هندوان

‡ تتمہ تماشاگاہ هندوان جلد ۳ صفحہ ۹۷

جداگانه هیں که اُنکي کوئي حد معلوم نهیں هوتي چنانچه جس سوانگ کا ترجمه بمبئي والی ڈاکٹر ٹیلر صاحب نے کیا هی جس میں حکیموں کے مختلف فرقوں کے مسئلوں کا بیان هی اُسکا بیان ایسا هی که کسي مقام سے تو ایک طرح کي فرحت اور طبیعت کو ترو تازگي حاصل هوتي هی اور کسي مقام سے تمسخر اور چهل کا مزا آتا هی § اور ترتیب وار سوانگوں میں سے بعضوں میں دلاوروں کا کارنامه اور بعضوں میں راجاؤں کا عشق اور لڑائي اور بعضوں میں وزیروں کي سازشوں کا اور بعضوں میں خاص خاص سوانح زندگي کا مضمون هے *

جس قدر که اُن سوانگوں کے مضامین مختلف هیں اُسیقدر وه لوگ بهي مختلف اوصاف والی هیں جن کا اُن میں ذکر هی چنانچه بعضوں میں تو فرشتوں وغیره یا مذهبي امور پر کچهه اشاره تک نهیں هی اور بعضوں میں آدمیوں کا حوران بهشتي سے تعشق مذکورهی اور بعضوں میں دیوتوں اور راچهسوں کا بیان هی اور بعضوں میں ایسی سحر طلسم کا تذکره هی جو مذهب سے کچهه علاقه نهیں رکهتی اور ایک سوانگ میں سوربیروني کي بیگناهي ثابت کرنے کو تمام دیو تے جمع هوئے هیں مگر عموماً ایسي حالتوں میں بهي جنمیں دیوتوں کي بهي شرکت هوتي هي سوانگ کا نتیجه اور منشاء ایسی قدرتي حالات سے متعلق هوتا هی جو انسان هي کي ذات سے متعلق هوتے هیں انسان سے اعلےدرجه کي قدرت اور اختیار رکهنی والي مخلوق سے علاقه نهیں رکهتے *

نقلوں کي کچهه تعداد معین نهیں مگر جس قدر سوانگ میں هوتي هیں وه ایک سے لیکر دس تک هوتي هیں اور سوانگ کے حصے ایک نقال کے نقل کرکے علحده هوجانے اور دوسرے کے آنے سے یا جبکه ایک نقل کے دو حصوں میں کچهه توقف هووے تب معلوم هوتے هیں

§ اِس کے دیکهنے سے ایرسٹوفینیز کے بادل سوانگ کا خیال آتا هی اور زیاده تر متوسط زمانه کے اُس قسم کے سوانگوں سے مشابهه هی جو ادب و اخلاق سے علاقه رکهتی هیں *

ایک خاص سوانگ کي دونقلون کے درمیان میں بارہ برس کا وقفہ هوتاهی لیکن علی‌العموم اور سوانگون میں ایک هي وقت میں کیهاتي هیں البتہ مکان کي تبدیلي کا مضایقہ نہیں سمجھا جاتا لیکن ان دونون باتون سے زیادہ احتیاط کا امر یہہ هی کہ حرکات و سکنات میں جیسا کہ آجکل کے سوانگوں میں لحاظ کیا جاتا هی فرق نہیں آتا *

چھل بل فن و نطرت دلچسپ هوتے هیں اور سوال و جواب بھي اگرچہ طول طویل هوتے هیں مگر فرحت انگیز هوتے هیں اور سوانگ کي کتابوں میں کبھي کبھي اشخاص منقول کي اُن حالتوں کا اظہار کرنے سے پہلے جو اُنپر گذرنے والے هیں بطور پرداز کے بہت کچھہ ایسا بیان هوتا هی جس سے پڑھنے والے کي طبیعت ان کے معلوم کرنے پر مایل اور آمادہ هو *

نقل کرنے والوں کي کیفیت اب بھي اُن نقل کرنے والوں سے جو دیکھنے میں آتے هیں قیاس میں آسکتي هی ترتیب کے ساتھہ بہت کم سوانگ هوتے هیں اور اگر هوتے هیں تو آواز سنجیدہ اور تمسخر آمیز دونوں طرح کي هوتي هی اور لباس اس قسم کے هوتے هیں جیسیکہ کہ هم قدیم زمانۂ کي پتھر کي بني هوئي مورتوں میں دیکھتے هیں اور اُونچي اُونچي ٹوپیوں اور مکت سے جنپر لاجوردي اور سنہري کام هوتا هی جو قدیم مورتوں سے مخصوص هیں حال کي پگڑیوں کي بہ نسبت زیادہ شاندار انداز وادا حاصل هوجاني هی بھانڈ بھگتورے اور مسخرے جو بلا مدد کتاب کے نقلیں کرتے هیں اب بھي کثرت سے هیں لیکن بد سلیقہ اور بد تمیز ایسے هوتے هیں کہ اگر اول‌هي سے اُنکو متنبہ نکر دیا جاوے تو بہت گستاخانہ خلاف ادب کے باتیں کرتے هیں لیکن نقل اور تمسخر میں حرکات و سکنات مناسب کرنے کي بڑي قابلیت اور استعداد رکھتے هیں *

سوانگوں کي نظم کے کالي داس جو پانچویں صدي عیسوي میں اور بھاوا بھوتي جو آٹھویں صدي میں گذرے نہایت عمدہ مصنف هیں

ان دونوں شاعروں نے سوانگ کي نظم میں تین تین کتابیں لکهي هیں جنمیں سے هرایک کي دو دو کتابوں کا ترجمہ انگریزي میں هوگیا هی کالیداس کے کلام میں نزاکت اور فصاحت بدرجہ غایت هے اور اُسکي تصنیف عمدہ عمدہ نازک خیالیوں سے معمور هی کالیداس کي دهقاني نظم سکنتلا کي خوبیوں کي تعریف مدت سے لوگوں میں هوتي هی اور حق یہہ هی کہ وہ حقیقت میں مستحق ایسي هي تعریف کي هی اور ولسن صاحب کے مجموعہ میں اسي شاعر کي سورما اور پري کي ایک مثنوي مندرج هی وہ اس سے بهي زیادہ عجیب و غریب هی اور اگر اُسکا کل مضمون نهیں تو نتیجہ ایسا وحشت انگیز هی کہ هم اُسکو اپنے هاں کي مثنوي باد صرصر اور مثنوي گرمیوں کے شباب کي رات کي خواب سے مشابہہ کهہ سکتے هیں † اور بهاوابهوتي جو بہت بڑا شاعر هی اُسکے کلام میں علاوہ ان سب خوبیوں کے متانت اور زور غایت درجہ کا هی وہ مضامین رزمیہ اور بزمیہ دونوں میں یدطولي رکهتا هے جسقدر هندو شاعروں کو میں جانتا هوں انمیں یہہ شخص بے نظیر هی *

البتہ هندوؤں کي تمام تصنیفات کي نسبت کہا جاسکتا هی کہ اُنمیں قومي اخلاقي نقص پائی جاتے هیں اور اُنسے ظاهر هوتا هی کہ وہ لوگ

† مل صاحب نے جو رائے سکنتلا پر لکهي هی وہ عموماً اچهي نهیں لیکن ایک مقام کو ایسي خوبي اور انصاف سے اُنهوں نے لکها هے کہ اُسکي نقل کرنے سے هم احتراز نهیں کرسکتے — البتہ اس مثنوي میں بعض بعض مقام بہت عمدہ هیں چنانچہ سکنتلا اور دش مانتو (دش مانتو راجہ کا نام هی) کے آپس میں جو ربط و اتحاد تها وہ نهایت پسندیدہ اور دلچسپ هی اور جو اُن دونوں کي هر دل عزیز طبیعتوں پر عشق نے اثر دکهائے اُنکو اس خوبي سے بیان کیا گیا هی کہ هوا هوا تصویر کهینچیگئی هی اور تین دوشیزہ لڑکیوں کے آپس میں جو الفت تهي اُسکا بهي نقشہ کمال خوبي سے کهینچا هی اور وہ کیفیت جو اُسوقت کا حال دیکهنے سے حاصل هوتي هی جب کہ سکنتلا اپني منڈهي سے جہاں اُسنے اپني جواني بسرکي تهي اور اپنے عزیزوں اور هواخواهوں اور اپنے پالتو جانوروں بلکہ اپنے لگائے هوئے پهول بوٹوں سے وداع هوتي هی دهقاني لذت اور لطف سے بہت زیادہ سبقت رکهتي هی

آرام طلبي کي حالت میں یعني گہر میں بیٹھي لفظوں کي بال کي کھال نکالتے تھے کسي تجربه یا معقول باتوں پر متوجهه نهیں هوتے تھے اس سبب سے اگرچه اُنکي معمولي نظم نهایت صاف اور لطیف اور رنگین هوتي هی مگر اکثر اُس سے وہ کیفیت ظاهر نهیں هوتي جس سے پڑهنے والی کي طبیعت عیاشي سے احتراز کرے اور اُس سے پڑهنے والی کے دماغ میں کوئي معقول قوي خیال اور دلمیں نهایت عمده راے بهت کم پیدا هوتي هی *

جن ولولوں کے برانگیخته کرنے میں وہ تصنیفیں کامیاب هوتي هیں وہ عشق و شفقت هیں چنانچه اُنمیں باهمي ارتباط اور وصل کے عیش و عشرت اور فراق کے رنج و مصیبت اور وصل سے مایوسي کي حسرت کا نهایت موثر بیان هوتا هی اور ان نهایت جانثاري کے ساتهه وفاداري اور جوانمردي سے بلاغرض ملاقات اور محبت میں ثابت قدم رهنا جو نهایت عمده صفتیں هیں انکا بهي اُن میں بیان هی لیکن اُن تصنیفوں میں جودت طبع اور فخر اور آزادي کا تلاش کرنا فضول هی اُنکے جنگناموں میں کوئي ایسا مضمون بهت کم نظر آتا هی جس سے لڑنے والوں کي طبیعت کا جوش و خروش اور باهمي همدردي پر جان دینے کا ولوله ظاهر هوتا هو یهه شاعر بجاے اُس دلسوزي اور جوش و خروش کے جو ایک یوناني شاعر اسوجهه سے که اُسکے دلمیں تصنیف کے وقت بهرا هوا هوتا هی اپنے ایک بهادر کے حال میں بهردینا هی فضول گوئي اور مبالغه کو کام فرماتے هیں † *

شنسکرت کے شاعروں کا زور طبیعت اور دلي رغبت صرف طلاقت اور بیان کي طرف معلوم هوتي هی جسمیں اکثر مضمون اس قسم کے هوتے

† مگر بهارا بهوتي کے ایک سوانگ میں ایک لڑکے کے مفصله ذیل کلام سے همکو لڑائي کي وہ خوشیاں یاد آتي هیں جنسے شمالي جنگجو خوش هوا — اے لڑکو سپاهي اپني کمانیں چڑهاکر تمکو نشانه ٹهراتے هیں اور سنتهي ابهي بهت دور هی چلو بهاگو وغیره — لارا پولا تیر برسنے دو آهنا کیا اچهے معلوم هوتے هیں

هیں که کوئي تنها مقام سبزه زار یا مرغزار یا دریا کے کناره پر پهلوار هو اور عطرآگیں هوا چلتي هو ٹهنڈا پاني خوشگوار هو اُسمیں بیٹهه کر دهیان گیان کیا جاوے سواء اسکے خوشنما اور فرحت بخش مضمونوں کے بیان سے بهي وه عاري نهیں هیں اس قسم کا بیان اُس خطه کا هی جو اوجین کے آس پاس واقع هی اور وه مالیتي اور مادهاوا کي نویں نقل میں مندرج هی یعني کهسار اور ٹیکریوں اور دریا اور گانوں کا مجموعه بناکے ایک وسیع فزا قایم کي هی جسکے مرکز میں شهر بستا هی جسکے برج اور مندر کنگوره اور دروازوں کا عکس آئینه اب دریا میں جو مثل گوهر نایاب مصفا هی جلوه دکهاتا هی گویا پاني میں ایک اور شهر آباد نظر آتا هی اور لب دریا کے پیڑ بوٹي اور صحرا کے سبزه زار نے ابر بهار سے تر و تازه هوکر دو دهاري دوده دینے والي بکریوں کي غذا اور عیش و سرور کا سامان بهم پهونچایا هی اور کبهي کبهي اپني خیال بندي میں ایسي بلندي پر جاتے هیں که پهاڑ کو چین بر جبیں اور رنجیده ٹهراتے هیں اور کبهي گوهر مضمون تازه کے لیئے دریائي تفکر میں ایسا غوطه لگاتے هیں که طوفان کو امنڈ آنے کي تحریک کرتے هیں بلاتے هیں اس قسم کے نازک خیالیوں میں بهاوا بهوتي سب سے سبقت لیگیا هی اُسنے مختلف مقاموں کے پهاڑوں کي اور اُن بڑے بڑے جنگلوں اور پهاڑوں اور پهاڑیوں کي جو دریائي گوداوري کے مخرج کے قریب واقع هیں عجیب و غریب فزا کي کیفیت بڑي شاندار اور متین لکهي هی اُسکی نهایت موثر بیانوں میں سے ایک وه بیان هی جسمیں اُسنے اپنے بهادر موصوف کي نسبت لکها هی که وه ادهي رات ایدهر اور آدهي رات اودهر مرگهٹ میں جهاں کهیں کهیں کسي کسي چتا میں کچهه کچهه آگ چمکتي هی جاتا هی اور وهاں کے بهوت پریتوں کو جگاتا هی جس سے عجیب عجیب مهیب شکلیں جو کبهي زمین پر نظر نهیں آتیں دیکهتا هی اور شور و غل لیجیو پکڑیو ماریو جانے نپاویگا سنتا هی اور اُن مهیب صورتوں

کا بیان ایسی خوبی سے ادا کیا ہی جس کے سننے سے رواں کھڑا ہوتا ہی اور جب وہ بھوت پریت غایب ہوجاتے ہیں اور شور و غل جاتا رہتا ہی تب اُس مرگھٹ کے میدان کا سنسان ہونا اور درختوں کے پتوں وغیرہ کی کھڑ کھڑاہٹ دریا کے پانی کا شور الو کی ہوک گیدڑوں کا رونا ایسا ڈراتا ہی کہ اُن ہیبت‌ناک صورتوں اور شور و غل کا خوف یاد بھی نہیں آتا ہی † *

یہہ لطف بیان ہندوؤں کا بمقابلہ اُنکے بعضے ہمسایوں کے زیادہ اثر رکھتا ہی *

مثلاً فارسی شاعروں کی کتابوں میں غیر ذی روح اشیا کا طول طویل بیان شاذ و نادر پایا جاتا ہی وہ جن مضمونوں پر طبیعت لڑاتے ہیں وہ نہایت پر تاثیر یا متین خیالات ہوتے ہیں وہ اپنے بیان میں جسکو نہایت مجمل اور مغلق طور پر ادا کرنا چاہتے ہیں اُس اثر کا ذکر کرتے ہیں جو موجودات میں سے کسی شی کا طبیعت پر ہوتا ہی اور اُس تاثیر سے اغماض کر جاتے ہیں جو اُس سے حواس پر ہوتے ہیں *

برخلاف اِسکے شنسکرت کا شاعر اُس ولولہ کا بھی لحاظ رکھہ کر جو طبیعت میں ہوتا ہی اُن عنصروں کا جنسے وہ ولولہ پیدا ہوتا ہی کمال وضاحت سے بیان کرتا ہی اور فزا کے سارے خط و خال کی ایسی تصویر اپنے بیان سے بناتا ہی کہ ایک ناواقف شخص بھی باوجودیکہ درختوں اور جانوروں کے نام نجانتا ہو ہندوستان کی فزا کی کیفیت بآسانی دریافت کرسکتا ہی *

مثلاً فارسی شاعر کے باغ کے بیان میں غنچے مسکراتے ہیں گل غنج و دلال سے بلبل شیدا کا دل لبھاتے ہیں نسیم سحری سے پیر نود سالہ کو جوانی کی لہر آتی ہی بہار بزم عشرت میں دوشیزگان ماہ طلعت کو

---

† مالتی اور مادھتا کی بہلی نقل سوانگ پہلا مندرجہ تماشہ گاہ ہندوان مولفہ ولسن صاحب

باقی هیں مگر اِس عیش و نشاط کے کارخانه میں اور تو سب کا محرم هی صرف عاشق خجسته خاطر هی محروم هی آب رواں کو دیکھکر یهه خیال آتا هی که اِسیطرح وقت هاتهه سے جاتا هی بلبل کے نماتی گل یاد کرکے روتی چیختی جاتی هی که خزاں دریی خرابی جلو ریز چلی آتی هی ای فلک جیسے میں اشکبار هوں تو بهی گریه زار کر اور ای صبا میری آه و زاری سے میرے تغافل شمار کو خبردار کر *

برعکس اِسکے هندو شاعر مرغزار کے گھنے سایه کا بیان کرتا هی جس میں کالا تامل اپنے تهنیوں کو نیم کے پیلے پتوں سے ملاتا هی آم کا درخت اپنے پورانے گدهوں کو پیپل کے نوکدار پتوں میں پهنچاتا هی عشق پیچا جامن کے درخت کو لپٹا جاتا هی اوپر تک چڑه کر اپنے بیل کے سرے کو نیچے لٹکاتا هی اسوک کے شوخ رنگ پهولوں کے گچھے کے گچھے لٹکتے نظر آتے هیں مادهو لتا کے سفید پهول عجیب کیفیت دیکھاتے هیں اِسیطرح کے اور بیل بوٹوں کی هری بهری تهنیوں میں سے اگر کوئی هلتی هی پهولوں اور کلیوں کا مینهه برستا هی دهیمی دهیمی هوا اُنکے بو باس سے بسی هوئی اٹهکهیلیوں کی چال چلتی هی ایسے سنسان مکان میں شهد کی مکهیوں کا بهنبهنانا اور پرواز نرمل جل کا لهراتے هوئے چلنا اور بهینی بهینی آواز کوئل کی کوک کبهی کبهی کان میں آتی هی فاخته سریلی هوک سناتی هی پیت کا بروگی تنها ایسے پر فزا مقام میں سرگرداں پهرتا دل بهلاتا هی برہ کے دکهه کا لطف اوٹهاتا هی اوتر کی سرد هوا سے اُسکا جی ٹهنڈا هوتا هی آم کا مور بهینی بهینی باس سے اُسکے دل و دماغ کی کدورت کهوتا هی یهانتک که جب چنبیلی کے درختوں کے جهرمٹ میں آتا هی خوشبو سے مست هوکر اپنے من موهن کی یاد میں محو هوجاتا هی *

دونوں قومیں جن اِستعاروں اور تشبیهوں کا استعمال کرتی هیں اُنمیں فرق یهه هی که اهل فارس تو اکثر اپنے بیان میں کهیں کهیں ایسے استعارے

اور تشبیہیں لاتے ہیں جس سے ایسا شخص جو اُنکي سي طبیعت نہیں رکہتا سمجہہ نہیں سکتا چنانچہ ایک خوبصورت معشوقہ کا قد سرو اور زلفیں اُسکي مشک اور آنکہیں اُسکي نرگس بیمار اور ٹہوڑي کا گڑہا کنواں ٹہراتے ہیں مگر شنسکرت کي تشبیہیں جنکا ہندو شاعر بہ نسبت استعاروں کے زیادہ استعمال کرتے ہیں علی العموم نئے اور مناسب ایسے تام ہوتے ہیں کہ گو پہلے سے اُنکا علم نہو سلتے ہي ہر شخص بخوبي سمجہہ لیتا ہی *

اگرچہ شنسکرت کے شاعر بھي بیشک مشہور و معروف تشبیہوں وغیرہ کا برتاو کرتے ہیں اور بعضے اُنمیں سے ایسے ہي نازک خیال ہیں جیسے کہ اہل فارس مگر جن تشبیہوں وغیرہ کو کوئي ہندو شاعر باندہتا ہی وہ صرف اُسکے ذہن اور خیال کي پیدا کي ہوئي ہوتي ہیں اُنمیں سے نہیں ہوتیں جنکو عموماً پہلے شاعر کام میں لاے تہے ہندوؤں کے سوانگ کي نظم کا حال اِسقدر بیان کرکے اور شنسکرت کي اور قسموں کي نظم کي حقیقت پر کچہہ اشارہ کرکے اب جو کچہہ باقي رہا ہی اُسکو ہم نہایت اختصار کے ساتہہ بیان کرتے ہیں *

مذہبي نظم کا بیان

ہندوؤں کي ایسي نظم جسکي بڑي بڑي کتابیں کثرت سے ہیں اور نہایت قدیم اور بڑي قدر و منزلت والي ہی وہ مذہبي اور رومیہ نظم ہی مذہبي نظم کي نسبت کالبروک صاحب فرماتے ہیں † کہ اِس نظم کا طرز بیان نہایت پہیکا اور بیمزہ اور طوالت کے ساتہہ ہی جسقدر کثرت سے مضمون مکرر سکرر اُسمیں آئے ہیں اُسیقدر اُسکي خوبي اور زیبایش میں نقصان ہی اور جو نمونے اُس نظم کے ترجمہ کیئے گئے ہیں اُنسے کوئي حجت اِس راے پر قایم نہیں ہوسکتي *

† کتاب تحقیقات ایشیا جلد ١٠ صفحہ ٣٢٥

و بید کا صرف پہلا حصہ جسمیں بھجن وغیرہ هیں نظم میں سمجھا جاسکتا هی اور مثلًا اُنکے گو کیسے هي سنجیدہ اور پسندیدہ هوں مگر اُنکي شي تعریف اُس نظم کي نہیں هوسکتي جسمیں وہ لکھے هوئے هیں *

جن خلاصوں کا رام موهن راے اور کالبروک صاحب اور سر جونس صاحب نے ترجمہ کیا اور جو بڑا نمونہ دسمبر سنہ ۱۸۲۵ ع کے اورینٹل میگزین میں چھپا اُنسے کوئي نشان نازک خیالي کا اور زور طبیعت اور پسندیدہ طرز بیان کي مثال ظاهر نہیں هوتي *

بجز چند مستثنی مقاموں کے یہي راے اُن بھجنوں اور مناجاتوں سے علاقہ رکھتي هی جنکو کالبروک صاحب نے اپنے رسالہ رسومات مذهبي هنود میں بیان کیا هی † *

رزمیہ نظم کا بیان

رامائن

بیدوں کے بعد رامائن کي بڑي عمدہ رزمیہ نظم کا درجہ هي جسمیں لنکا کي فتح کا حال هی اُسکے مصنف بالمیک کو اُس واقعہ کا همعصر بتاتے هیں مگر شاعر باوجود هر طرح کے مبالغوں کے ایسے سپاهي سے جو اُسکے زمانہ میں موجود هو الٰہیہ قوتیں هرگز منسوب نہیں کرنیکا اور نہ یہہ کرے کہ بنجاے رفیقوں کے بندروں کي فوج اُسکے ساتھہ بنائے ایسے

† رگ بید کے اُس حصہ پر سرسري نظر ڈالنے سے جسکا ترجمہ روزن صاحب نے حال میں چھاپا هی بید کي نظم کي نسبت جو کچھہ کہ هماري راے هی اُسمیں کسي طرح کي کمي بیشي نہیں هوتي وہ ایسے چھوٹے چھوٹے بھجنوں کا مجموعہ معلوم هوتا هی جنمیں عنصروں اور آسماني دیوتوں سے خطاب کیا گیا هی اور اُن میں ایسي تعریفیں اور درخواستیں هیں جنمیں بہت کم فرق و تفاوت اور نیرنگي معلوم هوتي هی اور شاعري کا جو حق هی اُسکي کوئي علامت اُن میں پائي نہیں جاتي اور تعریفي مضمون هر دیوتے کي اُس قوت و اختیار کي نسبت جو اُسکو دنیا پر حاصل هی مخصوص اور محدود هی اور دعائیں اُن میں سے اِس سے بھي کم روحاني هیں کیونکہ اکثر حصول دولت کے لیئے کي گئي هیں

بڑے بڑے مبالغے اور مصنوعي نمایشوں سے ظاهر هوتا هی که اُس واقع کو گذرے هوئے اُس مصنف سے پہلے اِسقدر عرصه دراز گذرا هوگا که لوگ بالکل بهول گئے هونگے مگر اِس تقریر سے جس حالت میں بالمیک کے ممدوح کي قدامت بخوبي ثابت هوتي هی یهه نه سمجهنا چاهیئے که اُس کتاب کي قدامت میں کچهه نقصان آتا هی اُسکي قدامت میں کچهه حجت نهیں هوسکتي کیونکه اِس کتاب کي شنسکرت زبان کي نظم به نسبت اور کسي قدیم کتاب کے بید کي نظم سے بهت ملتي جلتي هی اور اُسمیں سے کسیقدر بطور خلاصه کے مهابهارت میں جو نهایت پوراني کتاب هی نقل کیا گیا هی *

مهابهارت کي نظم

اِس کتاب کو بیاس جي سے منسوب کرتے هیں جنکو بید کا مولف کها گیا هی اور مهابهارت کے تمام واقعات اُنهوں نے اپني آنکهوں دیکهي لکهي هیں لیکن مهابهارت میں هي یهه لکها هوا هی که جیسي کچهه صورت مهابهارت کي اب موجود هی اُسمیں ساتي نے اُسکو مرتب کیا هی جسنے ایک اور شخص کي وساطت سے وہ بیاس جي سے حاصل کي تهي اور اُسي مقام میں یهه ذکر هی که کل ایک لاکهه شعروں میں سے صرف چوبیس هزار اصل مصنف کے تصنیف هیں † اِس کتاب کے بهت قدیم هونے کا دعوی زبان کي بهت سي شایستگي سے بهي باطل هوتا هی اور لفظ یاونا ‡ کے اُسمیں آنے سے بشرطیکه اُس سے یوناني مراد هوں یهه ظاهر هوتا هی که اُسکا کچهه حصه چوتهي صدي قبل مسیح علیه السلام سے بهي بعد کا هی لیکن اُس شخص کي راے پر کچهه شبهه کرنے کي

---

† اوریئینٹل میگزین جلد ۳ صفحه ۱۳۳

‡ پروفیسر ولسن صاحب کا قول مندرجه کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱۵ صفحه ۱۰۱

کوئي وجهه نهين هی جو اُس راے دیئے کي اچهي قابلیت رکهتا هی که اِن لفظوں سے هندو حضرت مسیح علیه‌السلام سے دو تین صدي پہلے سے واقف هوئے تهے † اِن دونوں کتابوں کي تاریخ اِس راے سے ثابت هوتي هی که اگرچه جن دو شجاعوں کا بیان اِن میں کیا گیا هی وہ بهي جي کے اوتار هیں مگر رام چندر جي کا بیان علی‌العموم اُنکي اِنساني صورت میں هوا هی اور کرشن جي کو بعض موقعوں پر گو اِنسان کي صورت میں پهکراں یعني قادر علی‌الاطلاق کہا گیا هی مگر اُنکے کار و بار سے قادر مطلق هونا اُنکا کسیطرح ثابت نهیں هوتا اور جن مقاموں میں صاف صاف علانیه مالک جمله کائینات کا بیان کیا گیا هی اُن مقاموں پر یه تسمیه باقي اور تصنیف کے یہه شک هوسکتا هی که وہ زمانه حال کے تعریف کیئے هوئے هیں ‡ *

پهر کالبروک صاحب کے جو مذهبي نظم کي مذمت میں اِن پشتکوں کو بهي داخل کرتے هیں اور سب لوگ جنهوں نے اُنکو اصل زبان شنسکرت میں پڑها هی اُنکي رزمیه نظم میں بہت سي تعریف کرتے هیں اور وہ لوگ بهي اِس کي خوبیوں کے قایل هیں جنکي تصنیفات سے اُن کي راے عالي اور روشن معلوم هوتي هی یہه تعریف صرف اُنهیں لوگوں پر منحصر نهیں هی جنهوں نے ایشیا کے علم انشا کي چهان بین کي هی بلکه ملمین صاحب اور سکلیگل صاحب تعریف کرنے میں ولسن صاحب اور جونس صاحب کي همسري کا دم بهرتے هیں اور اِن مصنفوں میں سے هم کو کسي نه کسي سے اِن پشتکوں کي حقیقت اور سادگي اور خاص خاص مقاموں کي متانت اور لطف اور پاکیزگي اور دلاوروں کي اصلي شان و شوکت اور چال چلن کي عمده شایستگي اور مصنفوں کی فکر اور ذهن کي رسائي دریافت هوتي هی همکو ایسي شهادتوں سے اصل

† اوریئنٹل میگزین جلد ۳ صفحه ۱۲۳

‡ دیباچه ترجمه بشن پران صفحه ۹

پشتون پر واے قایم کرنی چاهیئی اُن ترجمون سے جو نثر میں کئی گئی هیں کچھه مدد لینی مناسب نهیں اور اگر هم اُن لفظی ترجمون کے ذریعه سے جو انگریزی میں اکثر راماین کے هیں راے قایم کرنے کے لیئی مجبور هون تو بجز سادگی کے اُن خوبیون میں سے جنکو لوگون نے بهت کچھه بیان کیا هی معلوم نکرسکینگی اور اُس نظم کا پهیکاپن اور طوالت هی خیال میں آویگی بعضے نظم ترجمونکے بعضے مقام اوس سے بهت زیاده تعریف کے مستحق هیں جو اُنکی تعریف کیجاتی هی مهابهارت کے جو نمونه اوریئینٹل میگزین † میں چهپی هیں وہ بهت سی تعریف کے قابل هیں یهه سچ هی که انتخاب اور اختصار سے شایسته هوجانے پر بهی طوالت اُن میں پائی جاتی هی مگر باوجود اس نقصان کے بهت مقام اُن میں ایسے هیں جنسے بڑی جودت طبیعت اور شاعری ظاهر هوتی هے علی‌الخصوص تشبیهیں اُن میں کی مختصر اور سیدهی سادی اور پر کیف هیں پر حال مهابهارت کے مصنف کو هومر ‡ کا همسر ماننا چاهیئے گو کیسا هی کچھه فرق اُسمیں کیون نهو *

مهابهارت میں جو قصه نالا اور دمیانتی کا مندرج هی وہ بهنسبت لڑائی کے بیان کے هندوؤن کی فکر و طبیعت سے زیاده مناسبت رکهتا هی اور عمده سادگی کا نمونه هے اور مهابهارت کے اور قصون میں سے ایک قصه بهاگوت گیتا هی جو بهت آخر زمانه کا تصنیف کیا هوا معلوم هوتا هی § کتاب بهاگوت گیتا علم‌الهیات کے پنڈتون کے مسایل کی شاعرانه تفسیر هی سلاست بیان اور زبان اور مثالون کی خوبی کے سبب سے اُس کی تعریف هوتی هی بوجهه سلاست کے اُس میں گو کیسی هی کچھه خوبی

---

† اوریئینٹل میگزین بابت دسمبر سنه ۱۸۲۴ ع اور بابت مارچ و ستمبر سنه ۱۸۲۵ ع

‡ یهه ایک قدیم یونانی شاعر اپنے زمانه کا یکتا مشهور و معروف شخص هی (مترجم)

§ بهاگوت گیتا کا ترجمه ولکنس صاحب نے کیا هی

ہو مگر اُس عمدہ صنعت کے سبب سے جس سے اُس کو رزمیہ نظم میں داخل کیا ہی اور مضمون کی اُس عمدگی اور شایستگی کی وجہہ سے جس کے ذریعہ سے وہ مہابھارت میں شامل ہونے کے قابل ہوئی ہی زیادہ تعریف کے لایق ہی *

پورانوں میں جو کہانیاں ہیں اُنکی نظم بھی ایسی ہی سمجھنی چاہیئے تھوڑے سی خلاصی جنکو کرنل کینیڈی صاحب نے ہندوؤں کے حالات کی تحقیقات میں داخل کیا ہی اُنمیں بہت سا فن شاعری اور طبیعت کی جودت اور فکر کی رسائی پائی جاتی ہی *

بودھیانہ کی رامائن کا وہ حصہ جسکا ترجمہ ایلس صاحب نے کرکے ستمبر سنہ ۱۸۲۶ ع کی اورینٹل میگزین میں چھپوایا وہ ترجمہ بہ نسبت اور ترجموں کے زیادہ تر اہل یورپ کے مذاق سے مناسبت رکھتا ہی لیکن اُسکے صفحہ ۸ پر جو حاشیہ ہی اُس سے اسبات میں اشتباہ ہی کہ آیا وہ ترجمہ لفظی ہی یا نہیں اسی سبب سے اُسکو ہندوؤں کی نظم کا ٹھیک نمونہ نہیں سمجھا جاتا *

بزمیہ نظم کا بیان

بزمیہ نظم کا خالص اور عمدہ نمونہ مگھا دوتا † ہی جسمیں بیان ہی کہ ایک روح جو آسمان سے خارج کردی گئی ہی بادل کے ہاتھہ اپنے دوست کو پیام بھیجتی ہی اور اُن ملکوں کا حال بادل کے روبرو بیان کرتی ہی جنمیں ہوکر اُسکو جانا پڑیگا *

اس بیان میں شاعر نے وہ مضمون باندھا ہی جو ہندوؤں کو حد سے زیادہ خوش آتا ہی یعنی وہ اس خوبی سے برکھا کی آمد کا نقشہ جماتا ہی کہ چاروں اور کاری گھٹا گھنگور چھائی ہی دامنی دمکتی ہی بادل

† جسکا حامل المتن ترجمہ پروفیسر ولسن صاحب نے سنہ ۱۸۱۳ ع میں چھاپا ہی

کي گونج نے دهوم مچائي هی مرجهائی هوئی روکهہ اور جڑیں بوٹیں نے جان تازہ پائي هی تمام چرند پرند نے فرحت و سرور سے شورش اُٹهائي هی کالي گهٹا میں بگلوں اور سارسون کي قطار اور اور قسم قسم کے پرند هزار در هزار بلند پرواز نظر آتے هیں هر ایک تماشائي کا دل لبهاتے هیں سوا اسکے اُس شاعر نے اور رنگ برنگي نزا کا سما باندها هی اور اُن شهروں کا حال جنمیں پیام لیجانے والی بادل کا گذر هوگا ایسے هي لطف و کیفیت کے ساتهہ بیان کیا هی اور اُسمیں اس قسم کے قصہ اور کهانیوں کا حوالہ دیا هی جو مختلف کیفیتیں رکهتے هیں *

اور اسکے ساتهہ یہہ اور صنعت دیکها ئي هی کہ روح کے اُس رنج و مصیبت کيْ کیفیت جو وہ فراق وطن میں اشک حسرت روتي هی اور اپنے وطن کي لطف و لذت کو یاد کرکے جان کهوتي هی ملائي هی *

اس شاعر کے کلام میں بہ نسبت اور شاعروںْ کے بہت کم لغو مبالغہ هی لیکن وہ بهي اُس پهیکے پن سے جو شنسکرت زبان کي نظم کے ساتهہ مخصوص هوگیا هی جسپر هم اوپر کچهہ لکهہ آئی هیں خالي نہیں هی *

دهقاني نظم

گوبندا یا جیدیوا † کے گیت دهقاني نظم کا وہ خالص نمونہ هیں جن سے میں واقف هوں اِن گیتوں میں اعلی درجہ کي کیفیت اور نزاکت پائي جاتي هیں مگر طبیعت کا زور اور جوش معلوم نہیں هوتا جو هندو شاعروں کے عیب و هنر سمجهی جاتے هیں *

اِن گیتوں میں چٹکلی اور لطیفہ بهي هیں اُن کا مصنف چودهویں صدي عیسوي میں گذرا هی اسلیئی معلوم ایسا هوتا هی کہ لطیفہ آمیز کلام کرنا مسلمانوں سے حاصل کیا هوگا *

---

† کتاب تعلیقات ایشیا جلد ۳ صفحہ ۱۸۵

ہجو کي نظم

ہندوؤں کي ایسي نظم کا جس میں ہجو کسي کي کي گئي ہو مبلے کوئي خاص نمونہ نہیں پایا البتہ اُنکے سوانگوں کي نظم میں اس قسم کي نظم بھي کہیں کہیں پائي جاتي ہی † ترتیب وار سوانگوں میں جو کہیں کہیں ہجو امیز کلام پائی جاتے ہیں اُنکي درشتي سے ہمکو یہہ یقین کرنا چاهیئی کہ وہ اس فن سے بہرہ وافي نرکہتے تھے *

سرگذشتوں اور کہانیوں کا بیان

اگرچہ شنسکرت کي بہت سي اور نظم کي کتابیں بھي انگریزي میں ترجمہ ہو گئي ہیں مگر اِس باعث سے کہ ترجموں کے لحاظ سے جو راے قایم کیجاتي ہی وہ کچھہ قدر و منزلت نہیں رکھتي ہم اُن سب کي نسبت کچھہ لکھنا مناسب نہیں سمجھتی بلکہ اُسیقدر کافي ہوگا جو ابتک بیان کردیا گیا لیکن ہندوؤں کے علم انشا کا ایک اور بھي بڑا جز بیان کرنے کے قابل ہی یعني سرگذشتیں اور کہانیاں اِن دو نوں قسم کي تصنیفوں میں ہندو کل انسانوں کے تعلیم کرنے والے معلوم ہوتےہیں چنانچہ قدیم مشہور کہانیاں (یعني بد پائی کي کہانیاں) شنسکرت زبان کے پیرایہ میں بجنسہ پائي گئیں اور اکثر اور ملکوں کے قصہ کہانیوں کا بھي اُنہیں سے کہوج ملتا ہے ‡ داستان گوئي کا وہ مسلسل طرز جسمیں قصے کے اندر قصہ کا پیوند لگتا چلاجاتا ہی جیسا کہ الف لیلے کا قصہ ہی اُنہیں کا ایجاد کیا ہوا معلوم ہوتا ہی اور یورپ اور ایشیا دو نوں کي بہت مشہور کہانیاں اور افسانوں کے بہي ہندو هي موجد ہیں یہہ کہانیاں اپني اصلي صورت میں (یعني شنسکرت میں) نہایت سیدھی سادہ طرز پر لکہي گئي ہیں

---

† ولسن صاحب کي ہندوؤں کے سوانگ کے تتمہ کي جلد ۳ کے صفحہ ۹۷ کو دیکھو

‡ کالبروک صاحب اور بیرنڈیپ سی کي صاحب اور پروفیسر ولسن صاحب کي تحقیقات

جنمیں کچھہ زور طبیعت اور فکر کي جولاني نہیں هی مگر یهه بات بیان کرنے کے قابل هی که بیان کے مذاق کا لوث پهیر هو گیا یعني هندوؤں کي کہانیوں میں وہ سحر بیاني اور لطافت نہیں هوتي جو اهل عرب اور اهل فارس کي کہانیوں میں دلفریبي اور رنگیني هوتي هی * †

ساتواں باب

عمدہ عمدہ هنر اور فنون کا بیان

علم موسیقي

سر ولیم جونس ‡ اور پیٹرسن § صاحب کے بیان سے دریافت هوتا هی که هندوؤں کا علم موسیقي ترتیب وار اور شایسته هی اُنکے هاں چوراسي راگنیاں هیں جنمیں سے چهتیس عام استعمال میں هیں اور هرایک کے تال سر علحدہ هیں اور طبیعت کے خاص خاص جذبوں کے برانگیخته کرنے میں هر ایک جداگانه تاثیر رکهتي هی * ||

اِن راگنیوں کے نام سال کے موسموں اور دنرات کے گهنٹوں کے بموجب رکهے هیں اور هر راگني میں ایک ایسي صنعت سمجهي جاتي هی جسکے باعث سے وہ ایک خاص وقت سے مناسبت رکهتي هی *

---

† اسباب کي اور تحقیقات کے واسطے که یورپ کے قصے کہانیوں کا مخرج هندو هیں حالات رائل ایشیاٹک سوسئیٹي کي جلد ۱ صفحه ۱۵۶ کو دیکهو

‡ کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۳ صفحه ۵۵

§ ایضاً جلد ۹ صفحه ۴۴۵

|| سر ولیم جونس صاحب بیان کرتے هیں که ان راگنیوں کو اهل یورپ کے زمانه حال کي اُن راگنیوں سے جنکا مخرج اُن سروں کي ترتیب هی جو اب یورپ میں قرار پائي هی هندوستان کي راگنیاں یورپ کے بارہ سروں میں سے ایک کو بڑها هوا رکهکر باقیوں میں سات طرح اوتار چڑهاؤ کرنے سے بنتي هیں غرض که اسي طرح سے چوراسي راگنیاں قایم هو جاتي هیں مگر بہت سي اصل راگنیوں سے کنارہ کیا گیا هی یهه تعداد حقیقت میں خیالات کا مجموعه هی اور سروں کے گهٹاؤ بڑهاؤ سے قایم هوئي هی

مشہور هی که علم موسیقي میں بهي اور علوم کي طرح زوال هو گیا بلا شبهه جن سرون میں آج کل لوگ گاتے هیں اُنمیں ایسے شخص کو جو راگ سے ناواقف هو کچهه اوتار چرهاؤ فرق و تفاوت معلوم نہیں هوتا وه سب آپسمیں بہت ملتي جلتي تریباً یکسان اور قوموں کے سرون سے متفاوت صاف اور شیریں هوتی هیں مگر انصاف کرنے کے واسطے خالي گانا بلا کسي ساز کے یا صرف بین و بربط کے ساتهه سننا چاهیئے *

هندوستان میں گانے کا طریق یهه هی که ایک طایفه ملکر گاتا بجاتا هی اکثر سارنگي اور طبله پر گاتے هیں جسکو اونگلیوں سے بجاتے هیں یهه باجا ایسے زور و شور سے بجتا هی که گویا اگر اسقدر نه چلاوے جس سے اُسکے گانے کي خوبي اور نزاکت جاتي رهتي هی تو اُسکي آواز بالکل دب جاوے * †

مصوري کا بیان

مصوري کا ابتک بہت برا حال هی مکانوں کي دیواروں پر اکثر آبي رنگ اور کبهي کبهي تیل سے تصویریں کهینچي جاتي هیں جو اکثر دیوتوں اور جنگ کے میدانوں اور پہلوانوں اور عورت مرد اور جانوروں کي هوتي هیں اور کسي قسم کي فزا نہیں هوتي اگر کچهه هوئي بهي تو صرف ایک دو درخت وه بهي ایسے جنکے سایه وغیره کا کچهه امتیاز نہیں هوتا یا کوئي عمارت جو بالکل بلا اندازه اور بیمانه کے هوتي هی اور قوموں کي تصویروں کي بهنسبت هندوؤں کے هاں کي تصویریں مصریوں کي قبروں پر کي تصویروں سے بہت مشابه هوتي هیں اور وه چهوٹی چهوٹی قد و قامت کي تصویریں ایسے رنگوں سے کهنچتے هیں جنکو تیل پاني کے علاوه کسي اور چیز سے

---

† مفصله ذیل ایسے شخص کي راے جو راے دینی کي کامل لیاقت رکهتا هی اِس موقع پر ظاهر کرني واجب هی (اوریئنتل کوارترلی میگزین بابت دسمبر سنه ۱۸۲۵ صفحه ۱۹۷) یعني جن هندوستاني گویوں اور نقالوں کا اهل یورپ هندوستان کے مختلف حصوں میں گانا وغیره سنتی هیں اُنکے گانے کو وه هندوستاني جو علم موسیقي سے بخوبي واقف هوتے هیں ایسا هي سمجهتي هیں جیسے که اٹلي کے علم موسیقي کے کامل ایک بازاري گنوار کے گانے کو خیال کرتے هیں

ملاتے هیں اور علاوہ مذکورہ بالا چیزوں کے انسانوں کي فرداً فرداً بھي تصویر کہینچتي هیں *

هندوؤں نے قلمي پشتکوں کو نہایت خوب صورتي سے رونق اور زیب و زینت بخشي هی مگر تصویروں کے سوا اور نقاشي وہ بہت بہتر کرتے هیں اگر اُنکی سوانگ کے پشتکوں میں تصویروں کا عموماً ذکر نہوتا تو مجھکو یہہ شبہہ هوتا که اُنہوں نے مصوري مسلمانوں سے سیکھي هی جنکو برخلاف اُس مذهبي امتناع کے جو تصویر کہینچنے کي نسبت مذهب اسلام میں هی هندوؤں سے بہت سبقت حاصل هی *

هندوؤں کي سنگ تراشي کا بیان

هر شخص کو یہہ توقع هوگي که ایک ایسي قوم نے جو بہت سے معبودوں کي پرستش کرتےهي سنگتراشي کے فن کو کمال پر پہونچایا هوگا اور اِسمیں کچھہ شک نہیں که یہہ فن کچھہ کام کے کم هونے کے سبب سے کمال پر پہونچنے سے قاصر نہیں رها کیونکه علاوہ بیشمار معمولي بتوں اور مورتوں کے هزار ها غار اور مندر ایسے بتوں سے معمور هیں جو پتھروں پر اُبھرے هوے کھدے هیں یہہ اُبھري هوئي مورتیں اکثر عمدہ هوتي هیں جنکے بڑے بڑے جھمیلی کے مرقع ایسے هوتے هیں که اُنسے مختلف جذبے اور کیفیتیں سمجھہ میں آتي هیں کہیں کہیں• اُنسے سنگتراش کا بڑا زور طبیعت ظاهر هوتا هی هندو سنگ تراشي اور مصوري کے کام میں ایسي نمونه بنانے میں جنسے وضع اور صورت کي خوبي ظاهر هو قاصر نہیں هیں لیکن نقصان یہہ هی که علم تشریح سے بالکل ناواقف هیں یہاں تک که اعضا اور رگ اور پٹھوں کي ظاهري صورت کا بھي لحاظ نہیں کرتے اور نه مختلف صورتوں کے آپسمیں مناسب هونے کا کچھہ خیال کرتے هیں اور نه کامل هنر مرقع بنانے کا رکھتے هیں انہیں سببوں سے هندوؤں کي مصوري اور سنگ تراشي غرض که دونوں کا کوئي نمونه اهل یورپ کے اِن کاموں کے نمونه سے ذرا بھي مناسبت نہیں رکھتا *

فن تعمیر کا بیان

بہت سي عمارتیں جو ہندوؤں نے بنائي ہیں اُنسے ظاہر ہوتا ہی کہ وہ فن تعمیر کا عملي علم رکہتے تھے اگر اُن کناروں کا جنکي کچھہ کچھہ اجزا اب بہي موجود ہیں اعتبار کیا جاوے تو معلوم ہوتا ہی کہ ہندو قدیم زمانہ ہي سے فن عمارت میں مہارت رکہتے تھے عمارت کے فن کي جو کتابیں ہندوؤں کي موجود ہیں اُنپر ایک عقلمند ہندوستاني نے از روے اِنصاف کے نظر ڈالکر ایک حال کے چھپے ہوئے جواب مضمون میں اُنکے قواعد کو بہت ترتیب کے ساتھہ بڑي قابلیت سے بیان کیا ہی † اِس جواب مضمون سے معلوم ہوتا ہی کہ اِس فن کے اصول کو ہندو بخوبي سمجھتے تھے اور بہت سے قاعدہ اِسکے اُنہوں نے ایجاد کیئے ہندوؤں کے ہاں مختلف سانچے مٹي کے خوشنما چیزیں بنانے کے بارہ ہوتے تھیں جنمیں سے بعضے تو ایسے ہي ہیں جیسے انگریزوں کے ہاں اور بعضے اُنہیں سے مخصوص ہیں ستونوں کي بنیاد اور قاعدہ اور جسم اور تاج اور تاج کے اوپر کے حصہ کي مناسبتیں بیان کي گئي ہیں اور یہہ بات کہ وہ ستون کے جوڑ بندوں سے کیسے اچھے واقف تھے اِس سے ظاہر ہوتي ہی کہ اُنکے ہاں چونسٹھہ وضع کے قاعدے ستونوں کے ہیں اگرچہ کوئي کلیہ قاعدہ نہیں ہی لیکن ستونوں کي بلندي اُنکے قطر سے چھہ گنے سے لیکر دس گنے تک ہوتي ہی ستونوں کي ساخت کي مناسبت اُنکے تاجوں کي مناسبت اور اُس فاصلہ کي مناسبت پر ہوتي ہی جو اُنکے بیچ میں ہوتا ہی اِس مقام پر فن تعمیر کے قاعدوں کا کوئي خاص بیان نہیں ہوسکتا او نہ اُن ہندوستاني عمارتوں کے مختصر بیان سے زیادہ جو اب ہندوستان میں موجود ہیں اور کچھہ ہوسکتا ہی اُنکا طرز عمارت مصریوں کے طرز عمارت سے مشابہہ سمجھا گیا ہی لیکن اُنمیں مشابہت صرف اِس بات میں ہی کہ

---

† رام راز کا جواب مضمون ہندوؤں کے فن تعمیر پر جو اورینٹل ٹرینسلیشن فنڈ سے چھپا

مصالح بھي بہت موتا اور بھاري اور عمارت بھي بھاري بھرکم نہایت مستحکم ہوتي هی اور بعض قسم کي عمارتوں کي سنگتراشي میں هندوؤں اور مصریوں کے کام کي مشابہت هوتي هی بڑے دروازوں پر بڑے برج بنانے کا طریقه بھي ملتا جلتا هی لیکن مصر میں دروازہ کے هر جانب میں ایک ایک برج هوتا هی اور هندوستان میں بیچ میں صرف ایک برج هوتا هي *

مصریوں کے بعضے ستون بھي مذکورہ بالا اُمور میں هندوؤں کے غار والے مندروں کے ستونوں سے مشابہت رکھتے هیں مصریوں کي عمارت میں دو مشہور باتیں یہہ هیں که اُنمیں ایک تو منارون کا رواج هی اور دوسرے دیواروں کا آثار نیچے سے بتدریج چھت تک گھٹاتے چلے جانے کا دستور هی جنکے چوتي پر ایک بہت چوڑي کانس نکال کر سیدھي چھت پاتتے هیں اِنمیں سے کوئي علامت هندوستان میں نہیں پائي جاتي البته مندروں کے آگے جو مکان هوتے هیں اُنکي چھتیں گنبدنما هوتي هیں لیکن وہ خالي هوتي هیں اور دیواروں یا ستونوں پر قائم هوتي هیں اهل هند ٹھوس مناروں سے بالکل واقف نہیں هیں اور چھتوں کے منڈیر پر مکان کے باهر کیطرف بھي کنگورے اور کلسیاں وغیرہ آرایش کي چیزیں بناتے هیں جنسے مصریوں کے ساتھه کچھه مشابہت نہیں رهتي دیواریں همیشه سیدھي نیچے سے اوپر تک یکساں هوتي هیں اور اگرچه مندروں کے برج بتدریج نیچے سے اوپر کو گھٹتے جاتے هیں لیکن اُنکي وضع هندوؤں کے ساتھه مخصوص هی اور وہ جسقدر که انگریزوں کے پتلے برجوں سے مشابہت رکھتے هیں اُسي قدر مصریوں کے موٹے برجوں سے مشابه هوتے هیں یعني وہ مصریوں اور انگریزوں کے مناروں یا برجوں میں متوسط درجه رکھتے هیں غرض که کچھه اِنسے کچھه اُنسے دونوں سے ملتے جلتے هوتے هیں *

دکھن میں مندر کئي کئي منزلے هوتے هیں اول منزل سے دوسري منزل آخر تک تنگ هوتي چلي جاتي هی اور دریاے گوداوري کے

شمال میں مندر اوپر کو پتلے ہوتے چلے جاتے ہیں لیکن نوک دار نہیں ہوتے چوٹی اُنکی چپٹی یا کسی اور خوشنما طرز پر ہوتی ہی اور اُسپر کسی دھات کا سنہری کلس یا ترسول یا کوئی اور نشان جو کسی دیوتے سے مخصوص ہو نصب کردیتی ہیں مگر بنیاد سے اوپر کچھہ تھوڑا چڑہ کر ایک خمدار جھکاؤ ایسا رکھتے ہیں جس سے بیچ کا حصہ بہ نسبت کرسی اور چوٹی کی پھول جاتا ہی سب مندر کے بہ نسبت یہہ برج صاف اور سادہ ہوتے ہیں لیکن کبھی کبھی اُنپر بھی کنگورے اور اور ہر قسم کی آرایش کے کام بنائی جاتے ہیں *

معبد ہمیشہ چھوٹا گاؤ دم سا ہوتا ہی اور اُس میں بہت کم روشنی بذریعہ ایک چھوٹی سے دروازہ کے جاتی ہی اور معبد میں پوجا کرنے والا اپنا چڑھاوا چڑھاتا ہی اور پوجا کرتا اور دعا مانگتا ہی چھوٹے چھوٹے مندروں میں تو صرف اسیقدر عمارت ہوتی ہی لیکن بڑے مندروں پر برج ہوتاہے اور اُس کے آس پاس وسیع دالان اور اُن کی گردو پیش چھل ستون اور صحن ایسی ہوتے ہیں جن میں اور مندر اور مذہبی عمارتیں ہوتی ہیں اور مقام سرنگم میں علحدہ علحدہ ساتھہ احاطہ ہیں جن میں سے سب سے باہر کے احاطہ کا محیط قریب چار میل کے ہی † جو چھل ستون صحنوں کے اندرونی حد پر واقع ہیں جنکو مندروں کے متصل کہنا چاہیئے وہ ایسی لنبی چوڑے ہیں کہ اُن کی وسعت میں اور بھی بہت سے ستون لگانے پڑے ہیں اور یہہ ستون بہت اونچی اور پتلے اور نازک لیکن گنجان بنی ہوتی ہیں جیساکہ قوم گاتھہ کے گرجوں کے بغلی جانب کو بلوط کے کہوزلوں سے تشبیہہ دی گئی ہی ہندوؤں کے اِن ستونوں کو کہجوروں کے جھرمٹ سے مشابہ کہہ سکتی ہیں *

اکثر چھل ستون پست بھی ہوتے ہیں جن میں بہت سے نہایت عمدہ گول یا چوپہل یا ہشت پہلو یا سب طرح کے ملے جلے ہوتے ہیں

---

† آرم صاحب کی تاریخ ہندوستان جلد ۱ صفحہ ۱۲۸

اور کبهي گلدان کي صورت کے بنا کر اُن کي کنگني میں زنجیریں یا طرہ لٹکاتے هیں اور بعض اوقات جانوروں کي صورتیں اُن پر بناتے هیں اور کبهي انسانوں کي تصویروں کے مرقع تراشتے هیں *

عمارت کے زیادہ مضبوط حصوں میں کئي کئي گول اور چوپہل ستون کے مجموعے هوتے هیں اُن ستونوں کے ٹکڑوں اور تاج اور فاصلہ کے ڈهلاؤ سے جو ایک دوسرے کے قریب اور مناسب هوتے هیں زیادہ حسن و خوبي ظاهر هوتي هی اور چوکهٹ کیوازوں میں عمدہ عمدہ نقش و نگار گهڑے کهودے هوتے هیں اور پهول پهل بیل بوٹتے چرند پرند انسان اور اور خیالي موجودات کي صورتیں بهي اهل عرب کي طرح بني هوني هیں الحاصل هر قسم کي زیب و زینت جو انسان کے خیال میں آسکتے هی هوتي هی انمیں سے بیل بوٹتے خاص کر ایسے خوبصورت هوتے هیں که اُنکے مثل تمام دنیا میں مشکل سے نکلیں گے *

اکثر دیواروں پر اُوبهري هوئي تصویریں دیوتوں کے معرکوں وغیرہ کي حیرت انگیز نهایت صنعت سے بناتے هیں اسیطرح سے دو محرابوں کے بیچ کا وہ حصہ جو ستون کے تاج پر سے چهت کے نیچے کي کانس تک هوتا هی وہ دیوتوں کي تصویروں وغیرہ سے بہت آراستہ و پیراستہ هوتا هی † *

جن مندروں کا اوپر ذکر هوا کهیں کهیں وہ بہت سے ایک هي جگہہ اکٹهي هوتے هیں چنانچہ بهوانیسواڑہ کے کهنڈروں میں جو اوڑیسہ میں واقع هی بڑے برج پر سے هر طرف دیکهنے میں چالیس چالیس اور پچاس پچاس سنگین برج مندروں کے جنکي بلندي کم سے کم پچاس

† ٹاڈ صاحب نے جو تاریخ راجستان کي لکهي هی اُسمیں هندوؤں کي نهایت خوبصورت عمارت کے نقشے چهاپے هیں رام راز کي تحریر سے اُن مصالحوں اور سامانوں کا حال بخوبي ظاهر هوتا هی جو دکهن کي عمارتوں میں کام میں لائي گئي هیں اور اُن عمارتوں کي کیفیت بهي معلوم هوتي هی ایلن ڈینیل صاحبوں نے جو عمدہ کتابیں لکهي هیں اُنسے هندوستان کے قرب میں کے سب مندروں کي حقیقت واضح هوتي هی *

ساتهه فت زیاده سے زیاده ایک سو پچاس فت سے ایکسو اسي فت تک هی نظر آتے هیں † *

اور بیجانگر کے مندر جو دریاے نمبادرا کے بائیں کنارہ پر واقع هیں وہ اُنسے بهي زیادہ قدو قامت اور شان و شوکت میں بر تر هیں باوجودیکه هندوؤں کے مندر بہت عالیشان هوتے هیں مگر یونانیوں کے سیدهی سادے مندروں کي خوبي کو نهیں پهونچتی اور نه وہ شان اُنمیں ظاهر هوتي هی جو مسجد کے پهولی پهولی گنبدوں اور اونچي اونچي محرابوں سے ظاهر هوتي هی هندوؤں کي عمارتوں میں وسیع مکان تو بلند نهیں هوتے اور بلند مکان وسیع نهیں هوتے هیں اور مختلف حصوں میں عمارت کے ایک سے دوسرے کو کچهه مناسبت نهیں هوتي جسکے دیکهنے سے معلوم هوتا هی که هندوؤں کي اور باتوں کي طرح اس فن میں بهي کل عمارت کي هیئت مجموعي سے وہ فکر و دانائي معلوم نهیں هوتي جو اُسکے جزوں کے حسن و خوبي سے ظاهر هوتي هی صرف اُن مندروں سے جو غاروں میں بنائے هیں اُنکي همت و جرأت پائي جاتي هی *

اچهے اچهے مندروں کے نمونه سے دیکهنے والے پر جو کچهه اثر هوتا هی وہ اُنکو قدیم اور مقدس سمجهتا هی اور اس سمجهه کے ساتهه ایک عجیب قسم کا راز شامل هوتا هی جو نه مذهب کي خاصیت سے اور نه اُس واقفیت سے جو روزمرہ کي مذهبي رسومات کے دیکهنے سے حاصل هوتي هی دلمیں پیدا هوتا هی *

اگرچه حال کي تعمیر کیٔی هوئی مندروں میں کچهه کچهه مسلمانوں کي طرز عمارت شامل کردي جاتي هی مگر اُن عمارتونکي عام صورت قدیم قاعدہ پر رهتي هی اور اور قوموں کي عمارتوں سے مشابهت نهیں رکهتي اس سے هم یهه نتیجه نکال سکتے هیں که اس فن کے عام اصول قدیم زمانه هي میں قایم هوگئے هیں لیکن جو بڑي بڑي عمارتیں تعریف کرنے کے

† مسٹر لانگ صاحب کي تحریر مندرجه کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱۵ صفحه ۳۰۷

قابل هم دیکھتے هیں أنکے قدیم هونے کي کوئي دلیل هاتهه نهیں لگتي غاروں میں کے معبد بهي بهت قدیم نهیں معلوم هوتے کتبوں سے جنکے حرفونکا رواج کم سے کم تین سو برس قبل مسیح علیهالسلام کے تها اور اب مدت سے بالکل جاتا رها هی یهه گمان هوتا هی که بده مذهب والوں کے غارونمیں کے مندر عیسوي سنه سے پہلے کے هیں † لیکن هندؤں کے مندروں کي دیواروں پر جو دیوتوں کي تصویریں هیں أنسے یهه بات بلا حجت ثابت هوگئي هی که وه اِستدر زمانه حال کے هیں که صرف نویں یا آٹهویں صدي میں تعمیر هوئے هونگے ‡ مهابالي پورام میں جو مندراس کے جنوب میں هی کهدے هوئے سنگین کاموں کي تاریخ نهایت قدیم سمجهي گئي هی لیکن وهاں کے لوگوں کے بیانوں سے أنکي بنیاد بارهویں یا تیرهویں صدي عیسوي میں معلوم هوتي هی اور دیواروں پر جو صورتیں بني هوئي هیں أنسے اِن روایتوں کي بالکل تائید هوتي هی § *

نهایت مشہور تعمیر کے مندروں میں سے بعض مندر تهوڑے هي دنوں کے بنے هوئے هیں چنانچه جگناتهه کا مندر جو بهت مشهور هی اور دوسرا کالا مندر جو أسي ضلع میں هی هندوؤں کے نهایت قدیم مندروں میں سے شمار کیا جاتا هی لیکن یهه بات اچهي طرح مشهور هی که جگناتهه کا مندر سنه ۱۱۹۸ ع میں اور کالا مندر سنه ۱۲۴۱ ع میں بنچکے هیں || بیشک اور بڑے بڑے مندر انسے بهت پرانے هیں لیکن اِنمیں سے

† چیني سیاح پانچویں صدي کے شروع میں ایک بڑے غار میں کے مندر کا ذکر کرتا هی وه مندر کم سے کم چوتهي صدي میں بنایا گیا هوگا روزنامچه رایل ایشیا ٹک سوسئیٹي جلد ۵ صفحه ۱۰۳

‡ آرس کائن صاحب کي تحریر مندرجه سالات شریري سوسئیٹي بمبئي اور پروفیسر ولسن صاحب کي تحقیق کاغذات مکنزي کے دیباچه کے صفحه ۷۰ میں

§ پروفیسر ولسن صاحب کي تحریر مندرجه دیباچه کاغذات مکنزي صفحه ۷۱

|| سٹرلنگ صاحب کي تحقیق اڑیسه مندرجه کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱۵ صفحه ۳۱۵ و ۳۲۷

کسي کے نہایت قدیم ہونے کي دلیل موجود نہیں بلکہ برخلاف اُسکے قیاس کرلینے کے قرینے پائے جاتے ہیں *

مندروں کي نسبت محل اور مکانوں میں یہہ بات غالب تھي کہ زیادہ زیب و زینت پائي جاوے مگر باوجود اِس امر کے کہ وہ مندروں سے بہت پیچھے کے بنے ہوئے ہیں مگر اُنسے بھي وہي ہندوپن پایا جاتا ہی *

نہایت پورانے محلوں سے کوئي اصلي نقشہ معلوم نہیں ہوتا یا بتدریج اِسقدر مکان اُنمیں زیادہ ہوتے چلے گئے کہ اُنکے اصلي نقشہ کي اصلیت ہي جاتي رہي جو کہ تعمیر اُنکي نہایت مضبوط اور مستحکم اور چھتیں بہت گتہ چرنہ سے لدي ہوئي موتي موتي دلدار ہوتي ہیں اِسلیئے ایک مکان کي چھت پر دوسرا مکان بنانے میں نہایت آساني ہوتي ہی پس محلوں میں علاوہ اُن مکانوں کے جو ایک مکان کے بغلوں میں ہوتے ہیں اُسپر نیچے اوپر دور تک بہت اونچے بیڈھنگے مکان بناتے چلے جاتے ہیں *

محلوں میں چھوٹے چھوٹے چوک چارونطرف سے اونچي عمارتوں سے گھرے ہوئے ہوتے ہیں اور کہیں تو اِن چوک یعنی صحنوں میں سایہ دار درخت لگے ہوتے ہیں اور کہیں بالکل کھلے ہوئے اور صاف ہوتے ہیں ہمیشہ ہر چوک ستونوں کي چھدري قطار سے چاروں طرف سے گھرا ہوا ہوتا ہی *

سرکاري یا دربار کے مکانات بالا خانوں پر مثل انگریزي سرکاري مکانوں کے ہر طرف سے گھرے ہوئے ہوتے ہیں لیکن اسقدر بلند نہیں ہوتے کہ اُنپر ہي عمارت کي بلندي ختم ہوجاوے اور مسلمانوں کے دیوان خانوں کي مانند ایک جانب سے کھلے ہوئے ہوتے ہیں سیڑھیاں تنگ اور اونچي دیوار کے آثار میں سے کٹي ہوئي ہوتي ہیں *

یہی حال عام لوگوں کے مکانوں کا بھی ہوتا هی جنکو مشکل سے عمارت میں سمجھا جاسکتا هی *

امیروں کے مکانوں میں ایک یا دو چھوٹے چھوٹے چوک ہوتے هیں جنکے چاروں طرف بنے ہوئے مکان ہوتے هیں جنپر کہیں تو گھٹی ہوئی استرکاری اور کہیں سرخی رنگ ہوتا هی اور کہیں دیواروں کی روکار پر بیل بوٹے اور تصویریں طرح طرح کے نقش و نگار ہوتے هیں تمام مکان گندے اور بے ترتیب ہوتے هیں *

شاید هندوؤں کے تمام کاموں میں سے بڑے کام تالاب اور بند هیں جن میں پانی جمع رہتا هی تالاب تو وہ ہوتے هیں جو زمین میں کھودے جاتے هیں اور بند وہ ہوتے هیں جو کسی گھاٹی کے دھانہ بند کرنے سے بنتے هیں تالابوں میں پتھر یا کسی اور مصالحہ کی چاروں طرف پانی میں اُتری ہوئی ہر کنارہ کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک سیڑھیاں بنی ہوئی ہوتی هیں اور اکثر مندر کناروں پر اور چھوٹے چھوٹے معبد سیڑھیوں پر بنی ہوتی هیں اور بند میں یہہ سب چیزیں بند کے پشتہ پر ہوتی هیں تالاب اکثر شہروں کے قریب نہانے دھونے کے واسطے ہوتے هیں اور آبپاشی کے کام میں بھی آتے هیں لیکن بند همیشہ آبپاشی هی کے واسطے ہوتے هیں اکثر بند بہت بڑے اور اُنکی پشتے بلندی اور استحکام میں بڑے بڑے عالیشان هیں اُنمیں سے چند کی جھیلیں بن گئی هیں جنکا محیط کئی کئی میل کا هی اور بڑے بڑے خطوں کو ملک کے اُنسے پانی ملتا هی *

هندوؤں کا ایک قسم کا کنواں (یعنی باؤلی) بھی بیان کرنے کے قابل هی اکثر وہ بہت عمیق اور وسیع ہوا کرتی هی حال کے بنے ہوئے تو اکثر مدور هیں لیکن قدیم کے بنے ہوئے مربع هیں زمین کی سطح سے پانی تک جسقدر وہ گہرے ہوتے هیں اُس تمام گہرائی میں چاروں طرف نہایت مضبوط اور پائدار سیڑھی جیسا کہ هندوؤں کا معمول هی بناتے هیں اور اُنکی سیڑھیاں اکثر بہت چوڑی ہوتی هیں جو کنوئیں سے کسی قدر فاصلہ

سے شروع هوکر کنوئے میں کے مکانوں کے کسي حصه میں سے گذرتي هوئي پاني تک پہونچتے هیں هندوؤں کے جو نہایت مشہور پل هیں وہ پتھر کے ستونوں کے هیں جنکا هر ایک ستون پتھر کے کئي کئي لٹھوں کو ملاکر بنایا هی اور پتھر کے هي شہتیروں سے اُنکو ملایا یعني پاٹا هی اس قسم کے پل دکھن میں عموماً هوتے هیں اور اور پل چونه اور اینٹ کے موٹے موٹے پایوں کے هیں جنکي محرابیں گاتھه طرز کي بني هوئي هیں لیکن اُنکي قدامت پر شبہه هی اور نه یہه معلوم هوتا هی که قدیم زمانه میں هندو محراب بنانا جانتے تھے یا گنبد پتھر کي تہه پر تہه اسطرح پر چڑھاکر که اُوپر کي تہه نیچے کي تہه سے بڑھي هوئي رهے جیسا که مائیسین والے پادشاہ ایٹریئس کے خزانه کي عمارت میں تھا بنا سکتے تھے *

عمارت کي اور قسموں میں گول مناروں اور بڑي بڑي محرابوں کا جسکو بڑے بڑے دروازہ کہنا چاهیئے اور هندو اُن کو فتح کے یادگاروں کے لیئے بناتے تھے بیان کرنا ضرور هی چنانچه بہت اچھا تراشا هوا نمونه ایکسو بیس بلند فٹ چتور میں موجود هی اور اُسکا نقشه ٹاڈ صاحب نے اپني کتاب تاریخ راجستان میں چھاپا هی † فتوحات کي یادگاري کي محرابوں میں سے جو حقیقت میں مربعه هوتي هیں اگر هم اُنکو محراب کہه سکیں تو اُنمیں سے ایک بار نگر میں جو گجرات کے شمال میں هی نہایت عمدہ موجود هی وہ هندوؤں کے فن کے نہایت عمدہ اور برتر نمونوں میں سے هی *

باب آٹھواں

ذکر اور فنوں کا

کپڑہ بنني کے فن کا بیان

هندوستان کے مصنوعات میں سے نہایت مشہور روئي کا کپڑہ هی جسکي خوب صورتي اور نزاکت کي تعریف مدت تک رهي اور بناوٹ

† جلد ایک صفحه ۳۲۸ و ۷۶۱

کی عمدگی میں ابھی تک کسی اور ملک کے آدمی برابری نہیں کرسکے ہیں *

اور اُنکی ریشمیں مصنوعات بھی بہت عمدہ ہوتی ہیں ریشمیں کپڑہ بنی اور ریشم حاصل کرنے کا فن غالباً وہ قدیم سے جانتے ہیں * †

سنہری اور روپہلی کمخواب زربفت وغیرہ کا بھی ہندوؤں کو بہت شوق ہی اور شاید اُنہیں کی ایجاد بھی ہیں *

رنگت کا بیان

اُنکی بہت سی رنگتوں کی چمک دمک اور پختگی میں ابھی تک اہل یورپ ہمسری نہیں کرسکتی ہیں *

زرگری کا فن

ہندوؤں کو ہمیشہ سے نہایت باریک کام کے زیور کا شوق رہا ہی اِسلیئے زرگری کے فن میں سبقت لیگئے ہیں *

جواہرات کے اعتبار سے اِنکی شہرت قدرت کی فیاضی سے ہی کچھہ اُنکی ہنر و فن کے باعث سے نہیں کیونکہ وہ ایسے بدتمیز ہیں کہ زرد موتیوں اور چپٹی ہیرہ کو پسند کرتے ہیں اور اگرچہ جواہرات کو بڑے عمدہ عمدہ زیوروں میں جڑتے ہیں لیکن مرصع کاری کا کام اُنکا بھدا ہوتا ہی *

تمام کاموں کے کرنے کا طریقہ اُنکا بہت سیدھا سادہ ہی اور اوزار بہت تھوڑے سے نہایت سبک ایسے ہوتے ہیں کہ جہاں چاہیں لیئے پھریں چنانچہ سنار اپنی چھوٹی سی اہرن اور اُن دھونکنیوں کو جو اُسکی ذات سے مخصوص ہیں جہاں ضرورت ہوتی ہی آسانی سے لیجاتا ہی اور بڑھئی اس سے بھی زیادہ آسانی سے اپنے اوزار لیئی پھرتا ہی اور زمین پر بیٹھہ کر کام کرتا ہی اور ہر شی کو اپنے پاؤں کی انگلیوں سے ایسی ہی تھام لیتا ہی جیسے کہ ہاتھوں سے *

---

† کالبروک صاحب کی تحریر مندرجہ کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۵ صفحہ ۶۱

نواں باب

فن زراعت کا بیان

زمین اور آب و ہوا کي خاصیت کے سبب سے زراعت کا فن بہت سیدھا سادہ ھی ایک ایسے ھلکي ھل سے جسکو کاشتکار ھر روز اپنے کندھی پر رکھہ کر کہیت میں لیجاتا ھی اور دو چھوتی بیلوں کي مدد سے زمین میں تخم ریزي کرنےکے واسطے تھوڑي گھري باھیں دي سکتا ھی دانہ ایک ایسے آلہ کے ذریعہ سے جو پانچ یا چھہ نلکیوں میں سے گراتا ھی † جسکو ھم مشکل سے کوئي ایسي شی خیال کرسکتی ھیں جو ھل سے علحدہ ھو زمین میں بکھیر تے ھیں اور ایک تختہ سے، جسپر ایک آدمي کھڑا ھو جاتا ھی سہاکا یا پتیلا پھیر تے ھیں ایک پھاوڑہ اور کدال اور دو چار اور چیزیں کاشتکاري کے آلات میں کافي ھوتي ھیں اور درانتي سے کہیت کاٹ کر مویشي سے روند واتے ھیں اور گاڑیوں میں ناج بھر کر گھر کو لاتے ھیں اور بڑے بڑے خشک کھتوں میں بھر دیتی ھیں اگرچہ کھیتوں کي حدیں نہایت احتیاط سے محفوظ رھتي ھیں مگر کسي احاطہ وغیرہ سے گھري ھوئي نہیں ھوتیں بجز فصلوں کے کبھي کبھي مختلف ھوجانے کے سب کہیتوں کے ایک میدان معلوم ھونے کي صورت کو کوئي شی تبدیل نہیں کرتي *

اگرچہ ھندوستان کي کاشتکاري کي حالت ایسي سیدھي سادي ھی لیکن اُسمیں چند خصوصیتیں ایسي جنمیں اُس ھنر و محنت کي

---

† ممالک مغربي و شمالي میں صرف ایک نلکي ھلکي اُس لکڑي میں جسکو کاشتکار ھل جوتنے کے وقت پکڑکر چلتا ھی باندہ دیتے ھیں اور اُسکے اوپر کے سرے پر ایک کاٹھہ یا مٹي کا برتن جسکي تلي میں سوراخ ھرتا ھی لگاتے ھیں اور پانچ پانچ یا چھہ چھہ دانے ھاتھہ سے اُس برتن کي راہ سے نلکي میں ڈالتے جاتے ھیں معلوم نہیں کہ مورخ نے یہہ طرز تخم ریزي کا جو لکھا ھی کونسے حصہ میں ھندوستان کے دیکھا ھی (مترجم)

ضرورت ہوتي هی جسکي اور ملکونمیں حاجت نہیں پڑتي اور بعض قسمیں کاشت کرنے کي ایسي هیں که اُنسے بیان مذکورہ کچھہ بھي علاقه نہیں رکھتا *

گرمیوں کي فصل یعني خریف کو بارش سے کافي پاني ملتا هی لیکن جاڑوں کي فصل یعني ربیع کے بڑے حصه کو آبپاشي سے پاني دینےکي بڑي ضرورت هوتي هی۔ اور وہ آبپاشي ندیوں اور دریاؤں اور تالابوں میں سے اور زیادہ تر کنوؤں کے ذریعه سے هوتي هی ملک کے نہایت عمدہ حصوں میں هر کھیت میں ایک کنواں هوتا هی جسکا پاني نالیوں میں بهه کر چھوٹي چھوٹي کیاریوں میں جمع هوتا هی جو مٹي کي نیچي مینڈھوں سے منقسم هوتي هیں پاني بیلوں کے ذریعه سے ایک بڑے ڈول میں جسکو چمڑہ کا ایک بڑا تھیله کهنا چاهیئے(یعني چرس) کنوی میں سے کھینچا جاتا هی اور ایک دانائي کے تدبیر سے اُس میں سے خود بخود باهر نکل جاتا هی *

بعض اراضي میں تیسرے چوتھے سال گہرا هل جوتنے سے گھاس کوڑے کي بیخ و بنیاد دور کرني ضرور هوتي هی اور یهه کام ایک بھاري هل سے جسکو ایسے موسم میں جبکه زمین نمناک هوتي هی بھینسے کھینچتے هیں هوتا هی عام زراعت میں کہات کا استعمال کم کیا جاتاهے مگر نیشکر اور اور اکثر قسموں کي پیدا وار کے واسطے کہات بہت سا درکار هوتا هی اور اکثر قسم کي پیداوار کي حفاظت کے واسطے احاطه بنانے کي بھي حاجت هوتي هی کبھي کبھي مٹي کي دیواریں بنادیتے هیں مگر زیادہ تر کھیتوں کے چاروں طرف جھانکڑ اور کانٹے ایسے لگادیتے هیں جنمیں سے کوئي نکل نہیں سکتا بڑي مصیبت پرندوں کے اڑانے میں هوتي هی جو باوجود هوشیاري اور حفاظت کے بہت سا حصه پیداوار کا کھا جاتے هیں کہتکی کہتدا نے کا بھي کچھه کچھه اثر هوتا هی مگر بڑا بھروسه اُس شخص پر هوتا جو کہیت میں ایک اونچي ٹانڈ پر کہڑا هوا چاروں

طرف کھیت پر نظر ڈالتا رہتا ھی اور گوپھن سے ڈیلے مارتا اور رسي کے پٹاخہ کو پٹخاتا ھی *

اگرچہ هندوستان کي زمین ایسي عمدہ ھی کہ اُس میں فصلوں کے دور کي حاجت نہیں ھوتي لیکن اهل هند فصلوں کے دور سے واقف ھیں وہ زمین کي قسمیں بہت غور و باریکي سے معلوم کرتے ھیں اور جس قسم کي زمین سے جو پیداوار زیادہتر مناسبت رکھتي ھی اور جو طریقہ کاشت کا اُسکے لیئے درکار ھوتا ھی اُس سے بخوبي واقف ھوتے ھیں مگر یہہ طریق اُنکا ناپسندیدہ ھی کہ ایک ھي کھیت میں مختلف چیزیں کبھي ایک ساتھہ پیدا ھونے کے لیئے اور کبھي آگے پیچھے پیدا ھونے کے واسطے بو دیتے ھیں *

یہہ جو حالات بیان کیئے گئے انکا مسافروں اور فوجوں سے بھي کچھہ کچھہ دھرا میندھا ملا جلا رهتا ھی یعني خاص خاص موسموں میں تمام روے زمین پر بجز دیہات اور ندیوں کے قرب کے جہاں احاطوں اور دیواروں کے سبب سے تنگ کونچے ھو جاتے ھیں جنسے مسافروں کو دقت ھوتي ھی ایسي صفائي اور کشادگي رهتي ھی جیسے کہ سڑک میں اور بڑے بڑے بزن یعني نالوں اور نالیوں سے بھي جنکے ذریعہ سے کھیتوں میں پاني پہونچتا ھی راہ گیروں کا بڑا ھرج ھوتا ھی *

هندوستان کے مختلف حصوں کي زمین کے مختلف ھونے سے جو اختلاف طریقہ زراعت میں ھوتے ھیں اُنکو یہہ بیان مذکورہ بالا حاوي نہیں ھی اور اُن ملکوں سے جنمیں چانول پیدا ھوتا ھی مثل بنگالہ اور کارو منڈل کے کنارہ کے تو یہہ بیان کچھہ مناسبت ھي نہیں رکھتا اُن ملکوں میں اول تو دھانوں کو ایک مدت معین تک پاني میں ڈوبا رکھنا ضرور ھوتا ھی اور جب وہ پھوٹ کر ایک خاص حالت پر پہونچ جاتے ھیں تو اُنکو وھانسے اُٹھاکر دوسري جگہہ لگانا پڑتا ھی دھانوں کي کھیتي ایک بڑي دقت اور محنت کا کام ھی *

دسواں باب

تجارت کا بیان

بیرونی یعنی غیر ملکی تجارت

منو کے مجموعہ میں اگرچہ عیاشی کی اکثر چیزوں کا بیان ہی لیکن یہہ نہیں ظاہر ہوتا کہ اُنمیں سے کوئی شی غیر ملکی پیداوار تھی اُن چیزوں کی کثرت سے معلوم ہوتا ہی کہ ہندوستان کے سب حصوں کے آپس میں تجارت جاری تھی *

منو کے مجموعہ کے ایک مقام † میں صرف یہہ بیان پایا جاتا ہی کہ سود اُس روپیہ کا جو جوکھوں کے کاموں کے لیئے قرض دیا جاوے ایسے لوگوں کے مشورہ سے قایم ہونا چاہیئے جو خشکی اور سمندر کے سفر کے حالات سے بخوبی واقف ہیں منو کے مجموعہ میں جو سمندر کا لفظ کسی اندرونی چشمہ یا دریا سے متعلق نہیں پایا جاتا اسلیئے یہہ سمجھا جاتا ہی کہ مجموعہ کی تالیف کے زمانہ میں ہندو سمندر میں جہازرانی کرتے تھے مگر غالب یہہ ہی کہ بحری تجارت اُنکی ساحلوں سے مخصوص تھی اسمیں کچھہ شک نہیں کہ اس سے بھی زیادہ قدیم زمانہ میں بحر قلزم میں اُنکی آمد و شد ہوئی لیکن یہہ بات تحقیق نہیں کہ اُنکی بحر قلزم کی طرف کی تجارت خشکی کی راہ سے ہوتی تھی یا کچھہ سمندر کی راہ سے بھی ہوتی تھی اور نہ یہہ تحقیق ہی کہ ان دونوں صورتوں میں سے گو کوئی سی صورت ہو ہندوستان کے لوگ اپنی حدود سے باہر غیر ملکی تجارت کرتے تھے غالب ایسا معلوم ہوتا ہی کہ وہ تجارت اہل عرب کے ہاتھہ میں تھی جسمیں سے تھوڑی سی اُس تنگ سمندر کی راہ سے جو ملک سندھ کے مغربی کنارہ سے مسقط تک ہی عرب میں ہوکر مصر

---

† باب ۸ اشارہ ۱۵۶ و ۱۵۷

و شام میں بھي هوتي هوگي اور دوسرا سلسله اُسکا خشکي یا ساحل سمندر کي راہ سے بابل اور ایران تک پہونچتا هوگا † هندوستان کے مغربي سمندر کے صاف صاف حالات جو همکو معلوم هیں اُنسے هندوستانیوں کي اُسطرف کي تجارت کا کوئي نشان نہیں پایا جاتا چنانچہ نیئرکس کو جو سکندر کے جہازوں کے بیڑوں کا افسر تھا (سنه ۳۲۶ قبل مسیح) دریاے اٹک سے فرات تک سمندر کے کنارہ کنارہ جانے میں کوئي جہاز هندوؤنکا نہیں ملا جو کشتیاں ملیں وہ مچھلي پکڑنے والوں کي تھیں اور وہ بھي بہت کم کہیں کہیں نظر آئیں اٹک میں بیشک کشتیاں تھیں مگر بہت تھوڑي اور چھوٹي چھوٹي تھیں کیونکه ایریئن مورخ کے بیان سے معلوم هوتا هی که سکندر کو اپنے بیڑے کي اکثر بڑي کشتیاں خود بنواني پڑیں اور اُنکے چلانے وغیرہ کا انتظام کرنے کے واسطے ملاح بحر قلزم سے بولانے پڑے ‡ یہي مورخ هندوستان کي قوموں کے شمار کرنے میں هندوؤں کے چوتھے فرقے یعني تاجر اور پیشہوروں کي نسبت لکھتا هی که اُسي گروہ میں سے جو لوگ دریاؤں میں جہاز راني کرتے هیں وهي جہاز بناتے هیں § اس سے هم کو یہہ نتیجہ نکالنا چاهیئے که جسقدر ایریئن کو هندوؤں کے حالات سے واقفیت حاصل هوئي اُس سے معلوم هوتا هی که هندو سمندر میں جہاز راني نہیں کرتے تھے *

مغربي ساحل سے جو تجارت هوتي تھي

ایریئن کے علاوہ اور بیانوں سے جو همکو مغربي ساحل کي تجارت کا حال معلوم هوتا هی وہ اُس مورخ کے بیان هیں جو دوسو برس قبل

† ونسنٹ صاحب کي کتاب متقدمین کي تجارت اور جہاز راني کي جلد ۲ صفحه ۳۵۷ لغایت ۳۷۰ *

‡ کتاب مہم سکندر کا حصه چھٹا صفحه ۲۳۵ و ۲۳۶ مطبوعه سنه ۱۷۰۴ ع اور اسي کتاب کے حصه هندوستان کا باب ۱۸ صفحه ۳۳۲ *

§ کتاب مہم سکندر کے حصه هندوستان کا باب ۱۲ صفحه ۳۲۵ *

مسیح علیہ السلام کے گذرا ہی † جسکو صرف مصر اور عرب کے جنوب میں آموختہ ہونے کا علم تہا وہ بیان کرتا ہی کہ دارچینی اور تیج ان میں آیا کرتی تہی بلکہ صاف بیان کرتا ہی کہ ہندوستان سے جہاز سبوہ یعنی یمن کے بندر گاہ میں جایا کرتے تہے غرض کہ اس مورخ کے بیان سے ہمکو یہہ سمجھنا چاہیئے کہ تجارت بالکل اہل عرب کے قابو میں تہی *

سنہ ۵۰۰ ع کے بعد کا حال اس تجارت کے راستہ کا اور اُن جنسوں کی پوری تفصیل جنکی تجارت ہوتی تہی ہمکو بحر ارتہائی والے پریپلس کی کتاب سے جو ایک تجربہ کار جہاز ران کی معلوم ہوتی ہی یہہ شخص بحر احمر اور عرب کے جنوب و مشرق کے کل ساحل اور ہندوستان کے تمام کنارہ کے برابر برابر راس کماری سے کوروفقال تک سفر کیا ہوا تہا ان حدود کے اندر جو تجارت جاری تہی اُسکا اور انکے باہر کی تجارت کا بہی وہ حال بیان کرتا ہی جس سے ظاہر ہوتا ہی کہ اُسکے زمانہ تک ہندوستان کے جہاز خلیج فارس میں سے نکل کر عرب کے کنارہ کنارہ بحر احمر تک جاتے تہے لیکن اُسکے بعد اگر سب کے سب جہاز ران نہیں تو مصر کے یونانی بحر احمر میں سے نکلنے کی ساحل کو چہوڑ کر بحر ہند کے بیچ میں گذرتے ہوئے ملیبار کو جایا کرتے تہے *

پس اس طرح سے تجارت دور دور تک جاری تہی مگر تجارت کرنے والے یونانی اور اہل عرب معلوم ہوتے ہیں عرب تو ایسا ملک بیان کیا گیا ہی جسمیں ناخدا اور جہاز ران اور ایسے شخص جو تجارت کا بہت سا شوق رکہتے تہے کثرت سے آباد تہے لیکن ہندوؤں میں اس قسم کے لوگوں کے موجود ہونے کا ذکر نہیں ہوا اور ہندوؤں کی طرف اپنے ملک سے باہر جانے میں بجز اس بات کے کہ اُنکا اُن اہل عرب اور

---

† اس مورخ کا نام اگاثر خائیڈز جسکا حوالہ ڈاکٹر رابرٹسن اور ونسنٹ نے دیا ہی ونسنٹ صاحب کی کتاب متقدمین کی تجارت و جہازرانی کی جلد ۲ صفحہ ۲۵ *

یونانیوں کے ذکر میں ذکر کیا گیا ہی جو ملے جلے تھوڑے سے اُس جزیرہ میں آباد تھے جو بحر احمر میں تھا جسکو اب جزیرہ سکاترہ سمجھتے ہیں کوئي اشارہ نہیں کیا گیا اہل عرب کے قابو میں ہندوستان کي تجارت اِس قدر تھي کہ پلیني صاحب یوناني مورخ کے زمانہ میں لنکا کا مغربي کنارہ اُنکي بستیوں سے معمور ہوگیا تھا اور ملیبار کے کنارہ پر بھي مقیم تھے † لیکن کتاب پریپلس میں کنارہ کنارہ کي تجارت میں ہندوؤں کو نہایت مستعدي سے مصروف بیان کیا گیا ھے اور اِسي کتاب کي بموجب جہازوں کے بوجھہ اوتارنے کے لیئے جو دریاے اٹک کے دھانہ پر کے مانع کے سبب سے آگے نہیں بڑہ سکتے تھے اُنکي کشتیاں لگي رہتي تھیں اور مچھلي پکڑنے والوں کي کشتیاں خلیج کیمبی کے دھانہ کے پاس اِس لیئے نوکر رکھکر موجود رکھي گئي تھیں کہ جو کشتیاں بحري گزا یعني بروچ میں آویں اُنکي رهنمائي کریں کیونکہ اِس مقام میں جیسا کہ اب بھي ہی کنارہ پر بہت دور تک کیچڑ رہنے اور جوار بھاٹہ کے جلد چڑہ آنے سے کشتیوں کو خطرہ تھا *

مشرقي کنارہ کي تجارت

بروچ سے جنوب کیطرف کنارہ پر بندرگاہ تھے جہاں ہم یہہ قیاس کریں کہ جو کشتیاں کنارہ پر کي تجارت کے لیئے آیا کرتي ہونگي وہ ٹھہرا کرتي ہونگي مگر یہہ مصنف راسؔ کماري کے مشرقي کنارہ کا حال بیان کرتا ہی اُن بڑي بڑي کشتیوں کا ذکر کرتا ہی جو خلیج بنگالہ میں سے گذر کر گنگا میں اور کرائیسي کو جس سے غالباً جزیرہ سماترہ یا ملایا مراد ہی جاتي تھیں یہہ بات بالکل اُن حالات کے مطابق ہی جو ہندوستان کے مشرقي کنارہ کي تجارت کے ہمکو معلوم ہوئي ہیں اور اُنسے معلوم ہوتا ہی کہ کاروملنڈل کے کنارہ کے باشندے اپنے اُن ہم وطنوں سے جو ہندوستان کے مغربي کنارے پر رہتے تھے بحري کار و بار میں پہلے سے ممتاز ہیں جن ملکوں میں گنگا

† ونسنٹ صاحب کي کتاب متقدمین کي تجارت اور جہاز راني کي جلد ۲ صفحہ ۲۸۳

بهتي هى أنكي خاص حالتوں كے سبب سے يهه غالب هى كه جس زمانه ميں نيئركس نے درياے اتك ميں تجارت كا بهت كم نشان پايا گنگا تجارت كي كشتيوں سے جيسيكه اب هى معمور هوريكي اور أسكے كناروں پر جو كتني هي ترتيب يافته سلطنتيں آباد هوچكي هيں أنسے بهي يهي بات قياس ميں آني هى پس جن جنسوں كي رسد ايسے زر خيز اور وسيع ملكوں ميں سے باهر كو جاتي تهي أنكي خواهش اور حاجت كم ترقي يافته ملك دكهن كو ضرور رهتي هوگي اور ملك دكهن اور خاص هندوستان كے آپس ميں بسبب جنگلوں اور قزاق قوموں كے جو به نسبت آجكل كے أس زمانه ميں غالباً زياده وحشي تهيں امد و شد و ميل جول هونے ميں خلل تها تو مشرقي كناره كے جهاز رانوں كو يهه بڑي ترغيب هوئي هوگي كه خليج بنگاله كے صاف اور سيدهے رسته كے كم خطره كو گوارا كريں جهاں زمين سے كچهه تهوڑے هي فرق سے كناره كے قزاقوں كے پنجهٔ ظلم سے محفوظ رها كرتے هونگے *

جزيرۂ جاوا اور اور جزيروں ميں هندوؤں كي بستيوں كے بسنے كا بيان

جبكه يهه طريق ايك دفعه قايم هوگيا هوگا تو خليج بنگاله كے اوپر كے حصه كو طے كرنا اور كچهه بهت مدت نگذري هوگي كه أس خليج كے أس بهت چوڑے حصه كو بهي طے كرنا جو جزيرۂ سماترہ اور جزيرۂ ملايا سے محدود هى آسان هوگيا هوگا كارومنڈل كے كناره كے باشندوں كو كچهه هي تحريك هوئي هو ليكن جس خطه كے هندوؤں نے جرأت و همت كركے عين سمندر ميں پهلي پهل جهاز راني كي وه ضلع كارومنڈل كے شمالي حصه كے باشندے تهے جاوا كي كتب تواريخ سے ظاهر هوتا هى كه ضلع كلنگا كى بهت سے هندو گروه كے گروه جهازوں پر چڑه كر جاوا ميں گئے اور وهاں كے باشندوں كو تعليم و تربيت كي اور اپنے وهاں پهونچنے كي تاريخ أس سنه كے قايم كرنے سے جو اب بهي موجود هى جسكا

شروع سال پچهتروان برس قبل مسیح علیه‌السلام کا تها قرار دي اس بیان
کي صداقت هندوؤں کے اُن بہت سے عالیشان کہنڈروں سے جو اب بهي جاوا
میں موجود هیں اور اس حقیقت سے بخوبي هوتي هی که اگرچه لوگوں
کي عام زبان ملایا هی لیکن مقدس زبان جسمیں تاریخانه اور شاعرانه
تصنیفیں اور اکثر کتبی هیں وه شاستر میں سے نکلي هوئي ایک زبان هی
اس قدیم تاریخ کا ثبوت چوتهي صدي کے چیني . جاترے کے روز نامچه
سے ایسے هي خوبي کے ساتهه ثابت هوتا هی اُسنے جزیرہ جاوا کو بالکل
هندوؤں سے آباد پایا اور اُسنے ایسے جہازوں میں جنکے کار پرداز برهمن تهے
گنگا سے لنکا اور لنکا سے جاوا اور جاوا سے چین کا سفر کیا † بعد اس
زمانه کے جاوا میں جو هندو مذهب رایج تها وه غالباً بده مذهب سے مغلوب
هوگیا مگر هندوؤں کي حکومت جاوا میں چودهویں صدي تک رهي اور
اُسکے بعد اُن نو مسلموں نے جنکو عرب کے واعظوں نے تیرهویں صدي میں
مسلمان کرلیا تها جاوا کي حکومت کو تہه و بالا کر ڈالا اور جزیرہ بالي جو
جزیرہ جاوا کے مشرق میں هی اب بهي هندوؤں سے آباد هی شکل و شمایل
اُنکي تاتاریوں کي سي هی مگر وه اپنے آپ کو هندوستان کے هندوؤں کي چاروں
قوموں میں سے بتاتے هیں یهه ممکن هی که وه هندوؤں کي نسل میں سے
هوں لیکن غالب یهه هی که اُنکا صحیح‌النسب هونا جهوٹ هو چنانچه
اس سے زیادہ فریب اور جهوٹي ادعا کي مثال جاوا کے اُن شاعروں کا بیان
هی جنہوں نے مہابهارت کے تمام حالات کو گنگا جمنا پر سے تمام شہروں اور
شجاعوں اور راجاؤں سمیت اپنے جزیرہ جاوا میں منتقل کرلیا هے *

یونانیوں کے زمانه کے بعد کے هندوؤں کي تجارت

پریپلس کے عهد کے بحري سفر کرنے والوں اور سیاحوں کے بیان سے
ظاهر هوتا هی که هندوستان کے ساتهه بڑي تجارت هوتي تهي مگر اسباب

† روز نامچه رائل ایشیاٹک سوسئیٹي نمبر ۹ صفحه ۱۳۶ لغایت ۱۳۸

کي اُن سے کوئي اطلاع نہیں هوتي که هندوؤں کيطرف سے اُسمیں کسقدر کوشش هوتي تهي (یعنے هندو بهي کچهه اسباب تجارت اُن ملکوں کو جهاں سے اُنکے هاں اسباب آتا تها لیجاتے تهے یا نہیں) کیونکه اهل عرب اور چینیوں کے جہازوں کي نسبت تو یهه بیان هی که اُن کے جہاز هندوستان کے بندرگاهوں میں آتے جاتے تهے مگر اسبات کي طرف کوئي اشارہ نہیں که هندوؤں کا بهي کوئي جہاز اُن ملکوں کو جاتا تها † *

البته مارکوپالو صاحب ملیبار کے کنارہ کے ایسے قزاقوں کا ذکر کرتے هیں جو گرمیوں بهر سمندر میں لوٹ مار کرتے پهرا کرتے تهے علاوہ اسکے طریقه اُنکا یهه بهي معلوم هوتا هی که وہ کنارہ کے قریب لنگر کیئے کهڑے رها کرتے تهے اور کسي مسافر جہاز کے قریب آنے پر لنگر اُٹها کر اُسکو لوٹتے کهسوٹتے تهے جبکه مشہور جہازران واسکوڈیگاما صاحب ملیبار کے کنارہ پر پہونچے تو اُنہوں نے تمام تجارت مسلمانوں کے هاتهه میں پائے اور اُنہیں کي رقابت اور حسد کے باعث واسکو ڈیگا ما صاحب اور اُنکے بعد کے آنے والے اهل یورپ نے بڑي بڑي دقتیں سہیں *

اُن چیزوں کا بیان جو قدیم زمانه میں هندوستان سے باهر کو جاتي تهیں

هندوستان سے مغرب کو جو چیزیں پیریپلس کے زمانه میں جاتي تهیں وہ اُن چیزوں سے بہت مختلف نه تهیں جو اب جاتي هیں یعني سوتي کپڑا ململ وغیرہ اور مختلف قسموں کي چهینٹ اور ریشم اور نیل وغیرہ رنگ اور دارچیني اور اور مصالحه شکر اور هیرہ موتي زمرد اور بہت سے انسے کم درجه کے جواهر اور مونگا اور دوائیاں اور عطریات اور کبهي کبهي چهوکریاں *

جو چیزیں هندوستان میں باهر سے آیا کرتي تهیں

موٹا جهوٹا اور بہت باریک کپڑا (اس سے غالباً اُوني کپڑا مراد هے)

---

† هارسٹن صاحب والي مارکوپالو کي کتاب کے صفحه ٦٨٧ کو دیکهو

پیتل ٹین سیسه مونگا شیشه سرمه اور چند عطریات جو هندوستان میں نهیں هوتي تهیں اور کئي قسم کي شراب جس میں نے اٹلي کي شراب کو ترجیح هوتي تهي بهت سا سونا چاندي اور سونے چاندي وغیره کے سکه *

اُس تجارت کا بیان جو هندوستان کے اندر هوتي تهي

مال و اسباب کے ایک مقام سے دوسرے مقام پر پهونچانے میں گنگا اور اُسکي بهت سي شاخوں سے جو بڑي آساني حاصل تهي اُسکا حال معلوم هواهی مگر جوکه تهوڑے هي دریا اور ایسے تهی جنمیں سمندر سے دور تک جهاز راني هوسکی تو یهه ضرور هی که بهت سي تجارت خشکي کے راستوں کے ذریعه سے هوتي هوگي بار برداري کا بڑا ذریعه بیل هوں گے لیکن جوکه نهایت قدیم هندوؤں کے زمانه سے لیکر سلطنت مغلیه تک بڑي سڑکوں پر گورنمنٹ کي بهت توجهه رهي هی اِس سے ثابت هوتاهے که پچهلے زمانه کي نسبت سابق میں گاڑیوں کا بهت زیاده رواج هوگا *

گیارهواں باب

هندوؤں کے اطوار اور خصلت کا بیان

هندوستان کي قوموں کے اختلاف کا بیان

کهتے هیں که هندوستان خاص اور دکهن باستثنائے ملک روس اور بالٹک کے شمالي ملک کے تمام یورپ کے برابر هی اس تمام وسعت میں دس تربیت یافته قومیں پائي جاتي هیں یهه سب قومیں ایک دوسرے سے زبان اور چال چلن میں قریب اُسیقدر کے اختلاف اور تفاوت رکهتي هیں جسقدر که یورپ کے اُس حصه میں رهنے والي قومیں رکهتي هیں جسکا ابهي مقابله کیا گیا هی *

اور اُسیقدر عموماً مشابهت اُن قوموں میں پائي جاتي هی جو عیسائي ملکوں میں پائي جاتي هی چنانچه عیسائي ملکوں میں ایسي بڑي

مشابہت ھی کہ اگر کوئی ہندوستانی اجنبی یورپ میں جاتا ھی تو وہ اٹلی والوں اور انکلستان والوں میں کچھہ فرق نہیں کرسکتا اسیطرح اهل یورپ ہندوستان کي بہت مشابہہ قوموں کا یکایک امتیاز نہیں کرسکتے ہیں *

بہت بڑا فرق و تفاوت ہندوستان خاص اور دکھن کے باشندوں میں ھی اِن دونوں بڑي قسمتوں کے وہ حصے جو قریب قریب واقع ہیں آپس میں مشابہہ ہیں لیکن شمال اور جنوب کي حدوں پر زبانوں میں بجز اِسکے اور کوئي مشابہت نہیں کہ اُن میں سنسکرت شامل ھی اور فرقوں کا مذهب اور طرز عمارت جسکا کچھہ بیان بهي هو چکا ھی مختلف ھی اور پوشاک میں اکثر باتوں کا اختلاف ھی اور صورت بهي مختلف ھی چنانچہ شمال کے باشندے کشیدہ قامت اور خوب صورت اور جنوب کے پست قد اور سیاہ فام ہوتے ہیں اور شمال والے گیہوں کھاتے ہیں اور جنوب والے راگي یہہ ایک ایسا اناج ھی جس سے ہندوستان خاص کے لوگ ایسے ھي ناواقف ہیں جیسے کہ انگلستان کے ان دونوں بڑي قسمتوں میں بہت سي باتوں کے اختلاف کا سبب یہہ ھی کہ جسقدر ملک برهمنوں کے پیرووں نے فتح کرکے آباد کیا اور بعد اُسکے جسقدر مسلمانوں نے فتح کیا اور آباد کیا اُس میں فرق و تفاوت ہوا لیکن زیادہ تر اختلاف کا ہونا مکان اور آب و ہوا کي خصوصیتوں اور نسلوں کے متفاوت ہونے کے باعث سے ھی مثلاً بنگالہ اور وہ حصہ ہندوستان کا جس میں گنگ بہتي ھی ملحق ہیں اور همیشہ ہر ایک حکومت کے تحت میں ساتھہ ھي ساتھہ آیا کئی ہیں لیکن بنگالہ مرطوب ملک ھی اور اُسمیں پاني کے سیلاب اور اهلے آتے رہتے ہیں اور ہرطرح کي علامتیں زمین کے مرطوب ہونے کي اُسمیں موجود اور ہندوستان خاص اگرچہ زرخیز ملک ھی مگر بنگالہ کي نسبت اُسکي زمین اور آب و ہوا میں یبوست ھی یہہ اختلاف عادتوں میں فرق و تفاوت پیدا کرنے کے سبب سے قوموں کے غیر مشابہہ ہونے کا

بڑا باعث ہوا ہوگا اور دونوں قوموں کي زبانوں کے ماخذ کے مشترک ہونے سے اُن کي نسلوں کے مختلف ہونے کا احتمال نہیں ہوسکتا *

اِس اختلاف کا باعث کچھہ ہي کیوں نہو لیکن وہ بہت بڑا اختلاف هی چنانچہ هندوستان خاصکے گنگا کے قریب کے رهنی والی هندو کشیدہ قامت اور خوب صورت جواں مرد اور بہادر هوتے هیں اور مسکن اُنکے کہلے میدانوں کے گنجان بسی هوئی گانوں میں کہپریل سے چھائي هوئے هوتے هیں اور خوراک اُنکي گیہوں کے ایسے آٹی کي روٹي جسکا خمیر نہیں اُٹھاتے هوتي هی *

برخلاف اِسکے بنگالیوں کے چہروں کا نقشہ تو درست اور اچھا هوتا هی مگر رنگ کالا اور صورت زنانہ پست قد هوتے هیں اور بز دلي اور باطل اعتقاد رکھنے اور فن و فریب میں شہرۂ آفاق هیں اور دیہات اُنکے پھونس کے جھونپڑوں کے بانسي اور کھجور وغیرہ کے درختوں میں بسے هوتے هیں اور لباس اُنکا هندوؤنکا قدیمي لباس هی یعني ایک چادر کمر میں ڈالکر اُسکے دونوں پلہ دونوں کندھوں پر ڈال لیتے هیں اُنکا ایک طریقہ یہہ هی جس سے هندوستان خاص کے آدمي نا آشنا هیں کہ نہاتے وقت بدن پر تیل ملتے هیں جس سے اُنکا جسم چمکدار اور چکنا هوجاتا هی اور اُنکی ملک کي مرطوب آب و هوا کا اثر نہیں هونے پاتا هی اور اصل غذا اُنکي چاول هیں اور اگرچہ اُنکي اور هندوستانیوں کي زبان کے محاورے اس سے زیادہ ملتي جلتي هیں جیسے کہ انگریزي اور جرمن کے هیں مگر هندوستان خاص کا باشندہ اُن کي زبان بالکل نہیں سمجھتا *

باوجود اِسکے یہہ دونوں قومیں اپنے مذهب اور اُن عادتوں اور رسموں وغیرہ میں جو از روے مذهب کے هوني چاهیئیں اور علم اور تدبیر مملکت اور عام مطلبوں اور بسر اوقات اور چال چلن میں ایسے مشابہہ هیں کہ ایسا اهل یورپ جسکو اُنکے فرق سے پہلے سے آگاہ نہ کیا جاوے نکالہ

سے چلکر غالباً اُنکے حد فاصل سے بلا اطلاع اِس بات کے گذر جاویگا کہ ان دونوں قوموں میں فرق و تفاوت کس مقام سے شروع ہوا *

مختلف قوموں کا فرق اُن مقاموں پر ظاہر ہوگا جہاں اِس تاریخ کے سلسلہ میں علیحدہ علیحدہ بیان کیا جاویگا ابتک جو کچھہ کہا گیا اور باقي جو کچھہ کہنا منظور ہی وہ سب ہندو قوم سے متعلق ہی *

گانوں کا بیان

باوجودیکہ ہندوستان میں بہت بڑے بڑے شہروں کي کثرت ہی بہت سے آدمي کاشتکار ہیں دہقان جمع ہوکر گانوں میں رہتے ہیں ہر روز صبح کو اپنے گانوں میں کھیتوں پر محنت کرنے کو جاتے ہیں اور شام کے وقت اپنے اپني مویشي لیکر پھر گانوں میں واپس آتے ہیں ملک کے مختلف حصوں میں دیہات مختلف وضع کے ہوتے ہیں چنانچہ اکثر حصوں میں اُنکے آس پاس چار دیواري ہوتي ہی اور وہ اس قابل ہوتي ہی کہ تھوڑے عرصہ تک دشمن کی ہلکي فوج کے حملہ سے محفوظ رہ سکیں اور بعض سرکش ضلعوں میں اِس قابل ہوتي ہی کہ اپنے ہمسایوں اور سرکاري افسروں کے مقابلہ میں بھي اُس سے کچھہ پناہ ملسکے اور بعضوں میں پست احاطہ اور اُسمیں بڑا پھاٹک صرف اِسواسطے لگا ہوا ہوتا ہی کہ مویشي مجتمع اور محفوظ رہے *

بنگالہ اور خاص ہندوستان کے دیہات کے گھروں کا مقابلہ کیا جاتا ہی تو بنگالہ کے گانوں میں جھونپڑا دو چھپرا جھالردار چھانے اور بید اور بانس کي خوشنما ٹٹیوں کي دیواریں بنانے کے سبب سے نہایت خوبصورت جھونپڑا ہوتا ہی *

اور خاص ہندوستان کے گانوں کے گھر چکني مٹي یا کچي اینٹوں کے بنے ہوئے کھپریل سے چھئے ہوئے ہوتے ہیں اگرچہ آسایش دینے میں برابر ہوتے ہیں مگر صورت اُنکي ایسي اچھي نہیں ہوتي جیسي کہ بنگالہ کے دیہات کے جھونپڑوں کي ہوتي ہی اور دکھن کے گانوں میں گارے یا پتھر

کي دیواروں کے کوتھے جنپر سیدھي چھت پٹي ہوتي ھی ایسي معلوم ہوتي ھیں کہ بدوں چھت کے کھنڈر کھڑے ھیں جو نہایت بد صورت ہوتے ھیں اور اُس سے تھوڑا اور جنوب کو اگرچہ سب سامان اُنکي تعمیر کا وھي ہوتا ھی مگر بنانے کي صنعت بہت بھتر ہوتي ھی چنانچہ دیواروں پر سرخ اور سفید چوڑي چوڑي دھاریاں ہونے سے بہت خوبصورت معلوم ہوتي ھیں *

ھر گانوں میں بازار ہوتا ھی جسمیں اناج تماکو مٹھائي اور موٹا چھوٹا کپڑہ اور گانوں کے خرچ کي اور چیزیں بکتي ھیں اور بازار کا دن (یعني پینٹھ) اور سالانہ میلے اور تہوار ہوتے ھیں اور اکثر حصوں میں ھندوستان کے ھر گانوں میں کم سے کم ایک مندر یا احاطہ مسافروں کے ٹھہرنے کے واسطے ہوتا ھی اور تمام گانوں مذھبي سادھ سنتوں کے کھانے پینے کي بطور خیرات کی خبرگیري کرتے ھیں اور تہوار اور میلوں اور خیرات کے واسطے چندہ جمع کر رکھا کرتے ھیں مسافر خانہ میں کہیں کہیں کسي دیوتا کا کوئی چھوٹا سا مندر بھي ہوتا ھی اور یہہ مسافرخانہ کا مکان بطور ایک عام دیوانخانہ کے ہوتا ھی (یعنے اسمیں شادي بیاہ کي مجلس اور پنچایتیں وغیرہ ہوتي ھیں) اگرچہ ھر گانوں میں چند درخت بھي سایہ‌دار ایسے ہوتے ھیں کہ اُنکے نیچے جمع ہوکر گانوں والے صلاح مشورہ کرلیتے ھیں کسي موقع پر نہ تہائیاں درکار ہوتي‌ھی نہ موڑوں کي حاجت پڑتي ھی *

گانوں والوں کي عادتیں

گھرونمیں بھي بجز ایک بوریہ کے جسپر بیٹھتے اُٹھتے ھیں اور کچھہ مٹي اور پیتل کے برتن ھنڈیا اور رکابي وغیرہ اور روٹي پکانے کے لیئے توا تغاري اور چکي چولہ اوکھلي موسل کے سوا اور کچھہ ساز و سامان نہیں ہوتا پلنگ کو جسپر نہ بستر ہوتا ھی نہ چتھري اور پردوں کي گنجایش

ہوتی ہی دیوار سے لگاکر کھڑا کردیئے ہیں اور کھانا گھر سے باہر صحن میں یا ایک ہلکی سی جھونپڑی میں پکتا ہی جھونپڑی اگرچہ کچھہ پر تکلف نہیں ہوتی مگر لیپی پتی صاف اور پاکیزہ ہوتی ہی *

گانوں کے رہنے والے امیروں میں بھی کچھہ بہت بڑا فرق نہیں ہوتا صرف اُنکے مکان دو منزلے ہوتے ہیں اور اُنمیں صحن ہوتا ہی دیہات کے آدمیوں کی حالت عموماً اچھی نہین ہوتی ہمیشہ لگان ادا کرنے کے واسطے وہ روپیہ قرض لیتے ہیں جسکے باعث سے ایسے حساب کے جھمیلہ اور قرضہ کے بکھیرہ میں پھنس جاتے ہیں کہ اُنسے پلہ پاک ہونا نہایت مشکل ہوتا ہی اور ایسے کوتہ اندیش نا عاقبت بیں بھی ہوتے ہیں کہ اگر قرض سے چھٹکارا بھی پاتے ہیں تو ضروری اخراجات کے واسطے روپیہ جمع نہیں کرتے اور پھر قرض میں مبتلا ہو جاتے ہیں بعضے ہوشیار اور دور اندیش بھی ایسے ہوتے ہیں کہ جائداد پیدا کر لیتے ہیں اُنکے گانوں کے امن و امان میں اُن سازشوں کے باعث سے جو پدھان کے مقابلہ میں ہوتی ہیں یا پدھان کی ظلم زیادتی یا سرکار کی سخت گیری سے خلل آتا ہی اور اُنکے آپسمیں بہ نسبت انگلستان کے دیہاتیوں کے جھگڑے اور تنازعہ بہت زیادہ ہوتے رہتے ہیں جنکی اکثر عدالت تک نوبت پہونچتی ہی لیکن ہر قسم کے جبر و تعدی اور نشہ سے بدمستی اُن میں بالکل معلوم نہیں ہوتی بہر حال گانوں کے باشندے دنگہ فساد مار پیٹ سے مجتنب اور نیک چلن اور اپنے حال میں خوش ہوتے ہیں *

کسان علی‌الصباح اُٹھکر دعاے خیر مانگتا ہی اور ہاتھہ مونہہ دھوکر اپنی مویشی لیکر کھیت پر چلا جاتا ہی ایک دو گھنٹے کے بعد کچھہ رات کا بچا باسی کھانے کا ناشتہ کرتا ہی اور اُسوقت تک برابر محنت کیئجاتا ہی کہ دوپہر ہو جاتا ہی اور اُسکی بی‌بی گرم کھانا اُسکے واسطے لاتی ہی وہ اُسکو کسی ندی کے کنارہ یا درخت کے نیچے بیٹھکر کھاتا ہی اور پھر دو بجے تک باتیں کرتا اور سوتا ہی اسیوقت میں اُسکے مویشی یہ

چر چگ کر سیر هو جاتي هی اور آرام پاتے هی دو بجے کے بعد سے شام تک محنت کرکے اپنے مویشیوں کو گھر میں لاتا هی اور اُنکو کھلا پلا کر اور خود نہا دھو کر کھانا کھاتا حقا پیتا هی پھر باقي شام اپنے بي بي بچوں اور همسایوں میں هنس بول کر تمام کرتا هی گانوں کي عورتیں چرخه کاتنے کے سوا کنوئے سے پاني بھرکر لاتي اور پیستي پکاتي هیں اور اور گھرکا کام دهندها کرتي هیں *

شہروں کا بیان

هندوؤں کے شہروں میں اینٹ یا پتھر کے بہت اُونچے اُونچے مکان هوتے هیں جن میں تھوڑیسی اوپر کے درجه میں کھڑکیاں هوتي هیں اور نہایت تنگ گلي کونچے هوتے هیں جن میں اول تو کسیطرح کي گچھه وغیره کچھه نہیں هوتي اور اگر کچھه هوتا هی تو وه یهه هوتاهی که پتھر کے تکڑے ناهموار اونچے نیچے لگی هوتے هیں اور گلي کونچوں اور بازاروں میں ایسے لوگوں کا هجوم اور کشمکش هوتي هی جو اس طرحسے پھرتے هیں که جس طرف سے ایک آتاهی اُسي طرف کو دوسرا جاتا هے اور طرح طرح کي سواریوں پالکیوں اور بہلیوں اور ایسے پیادوں کا جو پرتلےمیں تلوار ڈالي پھرتے هیں اور ساده سنتوں اور بیکار سپاهیوں کا جو ایدهر اُدهر حقه اوڑاتے پھرتے هیں اور موتي تازه سانڈونکا جنکو بازار کے غله یا راه گیر کے راسته پر سے بهزار دقت مارپیٹ کر هتایا جاتا هی هجوم رهتا هی *

نہایت مشہور دوکانیں حلوائیوں اور میوه فروشوں اور غله فروشوں اور کسیروں اور پنساریوں اور تماکو والوں کي هوتي هیں بزاز اور شال فروش اور اور سودا بیچنے والے اپنے اسباب کو کٹھریوں میں باندهے رکھتے هیں اور اِن چیزوں سے بهي زیاده بیش قیمت اشیاء یعنے جواهرات کو جوهري کھلاهوا نہیں رکھتے دوکانیں بازار کي طرف کھلي هوئي هوتي هیں جنکو دو مقابل کے مکانوں کا برانده کہنا زیبا هی خریدار بازار میں کھڑے هوئے سودا خرید کرتے هیں *

اکثر شہروں کے فصیل ہوتي جس سے دشمن سے پناہ میں رهنے کے قابل ہوتے هیں *

شہروں میں کوئي موروثي پدھان یا اور افسر گانوں کي طرح نہیں هوتا بلکہ اُن میں اکثر وہ سرکاري عہدہ دار مقیم رهتا هی جس کے تحت میں وہ ضلع هوتا هی اور وہ سرکاري افسر اُن کا انتظام فوجداري اور تحصیلي محکموں کي مدد سے کرتاهی شہروں کو انتظام متعلقہ فوجداري کي نظر سے محلوں میں تقسیم کیاجاتا هی اور هر ذات کے لوگوں کا ایک چودهري هوتا هی جو سرکار اور اپنے گروہ کے درمیان میں هرایک کام کے سرانجام کا واسطہ اور وسیلہ هوتا هی اُن ذاتوں کے گھیلے کے اچھے برے نتیجے بھي جسمیں اصل ذات کے ساتھہ وہ ذاتیں شامل هوتي هیں جو باعتبار پیشوں کے قایم هوتي هیں اُن کے ساتھہ لازم اور ملزوم هوتے هیں *

شہروں کے اعلی درجہ کے باشندے ساهوکار اور سوداگر اور سرکاري اهلکار هوتے هیں علی العموم ساهوکار اور سوداگر ساهوکاري اور سوداگري غرضکہ دونوپیشوں کو ملاجلاکر کرتے هیں اور سرکاري محاصل کا ٹھیکہ بھي لیتے هیں اور بہت بڑے بڑے منافع اُنکو بغیر کسیطرح کي جوکھوں کے حاصل هوتے هیں سرکار سے معاملہ کرنے میں یہہ لوگ اپنا قرضہ وصول کرنے کے لیئے کسي قدر محاصل رهن کرلیتے هیں یا کسي معتبر شخص کي ذمہداریکرا لیتے هیں اور وہ اپنا روپیہ سوا ے سود کے بہت سے نذرانہ اور درچند سود پر دیتے هیں جو اس قدر جلد بڑھتا هی کہ حساب کرتے وقت جبکہ همیشہ نیا اقرار لکھا جاتا هی قرض خواہ بہت سا اپنے مطالبہ میں سے چھوڑ دیتا هی تس پر بھي بہت کچھہ منافع اس کا رهتاهی یہہ لوگ بہت سیدھا سادھا چلن رکھتے هیں اور کفایت شعاري کے ساتھہ اوقات بسر کرتے هیں لیکن بہت سا روپیہ خوشي کي رسموں اور رفاہ عام کے کاموں میں صرف کرتے هیں *

سرکاري بڑے بڑے عهده داروں کا بیان تو پوچهه کیا جاوے کا مگر بیشمار محرروں اور اور کم درجه کے ملازموں کا کچهه حال لکهدیتی هیں هر کارخانه میں اس قسم کے آدمي کثرت سے هوا کرتے هیں یہاں تک که کیساهي چهوتا سا کارخانه کیوں نهو اِن میں سے ایک آده کا اُسمیں هونا ضرور هی سپاهیوں کي کمپني بغیر ایک محرر کے پوري نهیں هوتي اور هرایک امیر آدمي علاوه اُن متصدیوں کے جو تحصیل وغیره کے کام پر متعین هوتے هیں باورچیخانه اور طویله اور بازدار خانه وغیره کے لیئے علحده علحده محرر ضرور نوکر رکهتا هی *

سودا سلف لین دین سب انهیں لوگوں کي معرفت هوتا هی اور پرچه نویس بهي یهي هوتے هیں باوجود اِن باتوں کے بهت سے بیکار پهرتے اور هر طرح کي سازش وغیره میں کام آنے کے واسطی مستعد اور آماده رهتی هیں *

تمام فرقوں کي غذا اور اُن کے کهانے کا طریق

شهروں اور گانوں کے عام لوگوں کي غذا بغیر خمیر کیئے هوئی آتي کي روتي اور ترکاري اور گهي یا تیل اور مصالحه هوتا هی صرف تماکو پینا ایک عیاشي کي بات هی اور حقه میں بعضی نشه کرنے والي اور چیزیں بهي پیتے هیں اور صرف ادنے ذات کے لوگ اور وه بهي بهت کم شراب پیکر بدمست هوتے هیں یهه بدمستي بعضی مرطوب ملکوں سے مثل بنگاله اور کانکن اور جنوبي هندوستان کے بعضی حصوں کے مخصوص هی هندوستان کے جن ملکوں میں انگریزي عملداري هی وهاں اِسکي زیادتي هی اُن ملکوں میں شراب پر محصول لگایا جاتا هی لیکن شراب خواري هندوستانیوں کي کچهه جبلي عادت نهیں هی کیونکه بعض اُن ضلعوں میں جنمیں هندوستاني عملداري هی صرف ممانعت هي سے لوگ باز رهتےهیں افیون جسکا استعمال مغربي هندوستان میںهي کثرت سے هوتا هے

راجپوتوں سے مخصوص هے چهوٹي قوموں سے متعلق نہیں نہایت مفلس آدمیوں کے سوا سب لوگ پان کہاتے هیں جو ایک قسم کا خوشبودار پته هوتا هی اور اُسکی ساتهه چهالیه اور سیپي کا چونه اور اور مصالحه حسب حیثیت کهانے والے کے ملاتے هیں اور بعض قسموں کے میوے عام اور سستے هوتے هیں*

اعلی درجه کے لوگوں میں کم سے کم برهمنوں کے کهانے پینے میں اور اونکي منسبت کچهه فرق هوتا هی یعني بہت سي قسم کي ترکاریاں اور مصالحے اُنکے واسطے پروسے جاتے هیں اور اُنکي دال ترکاري میں هینگ ضرور لگائي جاتي هی شاید اِس سے کسي قدر گوشت کا سا مزا هو جاتا هوگا اُن قالبوں پر یا ایسي رکابیوں میں کهانے سے جو پرهیز کیا جاتا هی جنکو اور ذات کے لوگوں نے برتا هو تو اُس سے عجیب عجیب رسمیں ایجاد هوئي هیں چنانچه بڑے بزم باروج میں بیس یا تیس مختلف قسم کے کهانے اچار و مربا وغیره جو هر ایک آدمي کے روبرو چنی جاتے هیں وه پتوں کے برتنوں یعني پتلوں میں پروسے جاتے هیں اور یهه سب کهانوں کي پتلیں زمین پر رکهي جاتي هیں اور بجاے کسي قسم کے دسترخوان کے زمین پر گلکاریاں نہایت خوب صورت اور خوشنما اسطرح سے بنائي جاتي هیں که کاغذ کے وار پار وه سب کهدي هوئي هوتي هیں اُسکو زمین پر رکهه کر طرح طرح کے خشک رنگ پسے هوے چهڑکنے سے بنجاتي هیں اور بعد کهانے کے وه جهاڑو سے صاف هو جاتي هیں کم درجه کي ذات کے هندو گوشت کهاتے هیں اور برتنوں کے استعمال میں بهي سخت احتیاط نہیں کرتے دهات کي قسموں کے برتن مانجهنی سے پاک صاف هو جاتے هیں مگر تمام فرقوں میں ذات کے اختلاف کے باعث سے باهمي صحبت کا اتفاق نہیں هوتا چنانچه ایک سپاهي یا جو شخص اپنے خاندان سے دور سفر میں هو وه اکیلا پکانا کهاتا هے اور بدوں اُس خوشي کے جو دسترخوان پر بیٹهه کر کهانا کهانے سے هوتي هی اور بغیر کسي هم پیاله اور هم نواله

دوست کے اپنا پیٹ بھر لیتا ھی سب فرقے اُنگلیوں سے کھاتے ھیں اور بعد کھا چکنی کے خوب ململکر دھوتے ھیں *

ایسے شغل جو گھروں میں دل بہلانے کے لیئے کیئے جاتے ھیں

شطرنج اور وہ گنجفہ جسکے ورق گول ھوتے ھیں اور بادشاھوں وغیرہ کی تصویروں کی جگہہ دیوتوں کی صورتیں بنی ھوتی ھیں کھیلتے ھیں اور ایک اور کھیل پاسوں اور نرد سے مثل تختہ نرد کی (یعنی چوسر) کھیلے کرتے ھیں اور سب سے بڑہ کر شغل گانا سننا ھی جس کے ساتھہ کچھہ نرم اور نازک حرکات و سکنات بھی ھوتی ھیں جنکو ھم مشکل سے ناچنا † کہہ سکتے ھیں مگر بہر حال اس شغل سے طبیعت پژمردہ ھوتی ھی اُسمیں کچھہ گونا گونی نہیں ھوتی مگر بڑی خیرت اسبات سے ھوتی ھے کہ ایسے بے لطف شغل سے ھر ادنے و اعلی محظوظ ھونا ھی یہانتک کہ عوام‌الناس کو ایسا کچھہ اُسمیں مزا آتا ھی کہ رات رات بھر کھڑے کھڑے تماشا دیکھا کرتے ھیں *

یہہ جلسہ جب کسی کمرہ میں ھوتا ھی تو اُسمیں انگریزی جھاڑ فانوس روشن کرتے ھیں مگر قدیمی طریق ھندوؤں کا اُس مجلس میں مشعلیں روشن کرنے کا ھی جسکی لپٹ ایک کپی سے تیل ڈالتے رھنے سے قایم رھتی ھی گھروں میں معمولی روشنی مٹی یا کسی دھات کے چراغوں سے کرتے ھیں *

مکانوں کی آرایش اور اعلی درجہ کے لوگوں کی گفتگو

امیروں کے مکانوں میں دروندہ گلکاری کے ریشمین پردے پڑے ھوتے ھیں اور چوکہٹ کیواڑوں اور اور لکڑی کی چیزوں پر جو مکان میں لگی ھوتی ھیں بہت عمدہ منبت کا کام ھوتا ھی اور مکان کے اندر سراسر شطرنجی بچھاکر

---

† نرم و نازک حرکات سکنات ھندوستان کا رقص اور ناچنے سے اہل یورپ کا اچنا مراد ھی جسکی مثل ھندوستان میں دھمال ھوا کرتا ھی *

اُسپر بیٹھنے کے لیئے صاف اور سفید چاندني بچھاتے هیں لیکن اور کسي قسم کا اسباب نہیں هوتا همسر آدمي مقابله میں قطاروں میں بیٹھتے هیں اور راج کنور یا رئیس قطاروں کے وسط میں ایسي جگهه پر بیٹھتے هیں جهاں اُس عام فرش پر ایک اور مختصر فرش بچھا هوتا هی جسپر زردوزي کے کام کا ایک اور کپڑا هوتا هی اور ایک بڑا تکیه پیچھے لگا رهتا هی هندوستاني اُسکو مسند کهتے هیں یهه مسند فرش سے کسیقدر اونچي بھي هوتي هی راجاؤں کے بیٹھنے پر وه بجاے تخت کے سمجھي جاتي هی *

تکلف بهت کچھه هوتا هی چنانچه ایک ذي عزت آدمي کا استقبال شهر سے ایک دومیل باهر سے کیا جاتا هی اور دوست آشناؤں کي تعظیم اور استقبال اُنکے رتبه کے موافق صدر دروازه تک جانے یا کمره سے باهر نکل آنے یا صرف فرش هي پر کھڑے هوجانے سے هوتا هی اگر کچھه عرصه کے بعد دوستوں میں ملاقات هوتي هی تو معانقه کرتے هیں اور برهمنوں کو دونوں هاتھه جوڑکر دوتین بار پیشاني پر لگانے سے سلام کیا جاتا هی اور اوروں کو ایک هي هاتھه سے سلام کرتے هیں اور برهمن اپنے آپسمیں خاص لفظونکا استعمال کرتے هیں اور باقي هندو رام چندر دیوتا کا دو بار نام لیتے هیں دوست آشناؤں کو اُنکے مرتبه کے موافق بٹھایا جاتا هی اور سرکاري جلسوں یعني درباروں میں اُنکي نشست کا تصفیه خط و کتابت کے ذریعه سے پهلے هوجاتا هی ذیمرتبه هندو اپنے آپ سے کم درجه والوں کے ساتھه خوش اخلاقي کے ساتھه پیش آنے میں مشهور هیں اور بڑے اچھے لفظوں سے اُنکے ساتھه خطاب کرتے هیں اور کسي درشت کلامي اور بدزباني سے بهت طیش کھاتے هیں *

عوام‌الناس باهم خوش خلق اور ملنسار هوتے هیں لیکن جب ان کو غصه آتا هی تو اپني گفتگو میں کچھه بھي کسي بات کا پاس لحاظ نهیں رکھتے *

تمام ملاقاتوں کا اختتام اسطرح پر ہوتا ہی کہ صاحب مکان اُن لوگوں کو جو ملاقات کو آئے ہوتے ہیں پان کھلاتا کپڑوں پر عطر لگاتا گلاب چھڑکتا ہی گویا رخصت کا یہہ سب سامان ہوتا ہی *

اعلی مرتبہ کے لوگوں کي ملاقاتوں اور جلسوں میں شال دوشالہ اور اور پوشاکوں کي کشتیاں موتیوں کي مالا اور جوشن اور سرپیچ مرصع پیشکش کیئے جاتے ہیں اور جبکہ دونوں شخص ہم پلہ ہوتے ہیں تو تلوار اور گھوڑا اور ہاتھي زیادہ کیا جاتا ہی میں یہہ نہیں جانتا کہ یہہ رسم کسقدر قدیم ہی مگر ہندوؤں کے نہایت پورانے سوانگوں میں جوشن وغیرہ کے پیشکشوں کا اکثر ذکر پایا جاتا ہی *

ایسے ہي عمدہ مشہور انعام جنمیں یہہ سب چیزیں ہوتي ہیں نہایت معزز ملازموں اور اُن سپاہیوں کو جنھوں نے بڑے بڑے کارنمایاں کیئے ہوں اور شاعروں اور عالموں کو بھي ملتے ہیں اور نہایت عزیز گویوں کنچنیوں پر تو اس قسم کي بخششوں کي مارا مار ہوتي ہی *

با ادب جلسونمیں بجز اعلی مرتبہ کے لوگوں کے کوئي چون و چرا نہیں کرسکتا لیکن اور مجلسوں میں بہت سي بلا رکاوٹ گفتگو ہوتي ہی ہندوؤں کے چال چلن سے نہایت خلیق ہونا اور گفتگو سے عجز و انکسار ظاہر ہوتا ہی وہ اپنے ہمسروں کے ساتھہ بھي بہت تعظیم و تکریم اور مسکیني کے ساتھہ بلا غرض بھي پیش آتے ہیں علم کا شوق یا اپنے معمولي عادتوں کے سوا اپنے خیالات کو وسعت دینے پر توجہہ بہت کم رکھتے ہیں مگر اسمیں جو کچھہ اُنکو آتا ہی اُسمیں اُنکي گفتگو عمدہ اور معقول اور رمز و کنایوں کے ساتھہ ہوتي ہی *

امیر بھي صبح کو اُسیوقت یا شاید کچھہ ذرا دیر پیچھے اُٹھتے ہیں جسوقت کہ عوام‌الناس خواب سے بیدار ہوتے ہیں اور اپني پوجا کے مکانوں میں پوجا پات کرتے اور اپنے اہلکاروں اور متوسلوں کے ذریعہ سے اپنے نبج کا کام انجام دیتے ہیں پھر نہاتے اور کھانا کھاتے اور سوتے ہیں اور

سے نہوکر پوشاک پہنکر عام نشست کے مکانوں میں آکر بیٹھتے ہیں جہاں لوگ آکر اُنسے ملاقاتیں کرتے ہیں اور بہت سی رات گئے تک کاروبار کا اهتمام کرتے ہیں بعضے آدمی گانے بجانے کے مشغلہ میں رهتے ہیں مگر اکثر امیر هي ایسے شغل رکھتے ہیں اور علی العموم هندوؤں کے شہر تھوڑی سی رات جانے پر سنسان هو جاتے ہیں*

امیروں کي مجلسیں اور توزک و شان

— علاوہ ایسے شاذ و نادر موقعوں کے جیسے کہ شادیاں وغیرہ ہیں خاص خاص تہواروں میں اور بعض دوست آشناؤں کي خاطر سے مجلسیں هوتي ہیں امیروں کے آپس میں تو اُس جلسہ کا آغاز کھانے سے هوتا هی لیکن اُسکا ضروري جز رقص و سرود هوتا هی جسمیں نقالوں وغیرہ کے بلانے سے اور رونق تازہ بخشي جاتي هی اور اس وقت میں خوشبوئیں سلگائي جاتي ہیں اور مہمانوں کو بھیني بھیني خوشبو کے هار پہنائے جاتے ہیں اور تحفہ تحایف بهي جیسا کہ بیان هوچکا کچھہ کم ضروري نہیں *

درباروں میں تمام امیروں اور بڑے بڑے عہدہداروں کے راجہ کے سلام کے لیئے حاضر هونے کے واسطے خاص خاص دن مقرر هوتے ہیں اور اُن موقعوں پر اس کثرت سے ازدحام هوتا هی جیسا کہ یورپ میں شہزادوں کے پیدا هونے کي خوشي کے دربار میں هوتا هی *

دربار میں جو لوگ حاضر هوتے ہیں وہ باري باري سے راجہ کو ایک رومال پر کچھہ روپیہ رکھکر نذر گذرانتے ہیں اپنے آپ سے اعلی مرتبہ والیکو نذر دینا سرکاري جلسوں کا عام دستور هی اِس نذر کي مقدار نذر گذرانیوالے کي حیثیت پر منحصر هی ادنی سے ادنی نذر ایک روپیہ هوتا هی اور غریب لوگ بعض وقت صرف پهول هي پیش کرتے ہیں اور کاریگر کوئي اپني صنعت کي چیز هي نذر پکڑتے ہیں اکثر موقعوں پر اسکي عوض میں خلعت ملتا هی جسکي قیمت کئي نذروں کے برابر هوجاتي هی بهي سے بڑي نذر سو اشرفیاں جو ایکسو پچاس یا ایکسو ستر انگریزي

اشرفیوں کي برابر هوتي هیں هوا کرتي هی مگر لوگ بڑے بڑے بیش بها جواهرات بهي نذر کرتے هیں اور یهه بات بهي کچهه عجیب نهیں هی که جب راجه اپنے کسي امیر سے ملاقات کرنے أسکے گهر جاتا هی تو وه أسکو ایک لاکهه روپیه کے چبوتره پر مسند بچهاکر بٹهاتا هی اور یهه سب روپیه نذر میں هي سمجها جاتا هی یهه رسم ایسي بڑهي هوئي هی که جب نواب نظام‌الملک حیدر آباد میں رزیڈنٹ سے ملاقات کرنیکو آیا تو اسکا عمل در آمد هوا اگرچه یهه نواب سرکار انگریزي کے متوسلوں سے مرتبه میں کچهه هي زیاده هی اس رسم کا بیان میں اِس لحاظ سے کرتا هوں که اِسکا آجکل رواج هو رها هی مجهکو یهه یقین نهیں هی که یهه هندوؤں کي کوئي قدیم رسم هی *

مذهبي تهیواروں کا یهه حال نهیں هی أنکا قدیم هونا کسیقدر قریب یقین کے هی أنمیں مکان کے صدر کمروں کو دیوتا کي عزت میں سجاتے هیں أس دیوتا کي صورت جو بهت زیب و زینت سے آراسته هوتي هی سنهري کٹهره کي آڑه میں جسپر کلس وغیره چڑهے هوتے هیں أس کمره کے بیچا بیچ میں هوتي هی اور راجه اور أسکے اهلکار بڑے بڑے پر تکلف لباس اور جواهرات پهنے هوئے دیوتا کي خدمت میں صف باندهے هوئے کهڑے هوتے هیں باقي ساز و سامان رسم کا عام جلسوں کیطرح پر هوتا هی راگ شاید اِس تهیوار کے مناسب کچهه خاص هوتے هونگے مگر خوشبوئیں سلگانا اور پهولوں کا زیور اور اور نذریں معمولي جلسوں کي سي هوتي هیں البته پان و عطر دیوتا کي صورت کے آگے سے لاکر بطور پرشاد کے تقسیم کیئے جاتے هیں *

مذهبي تهیواروں میں سے نهایت مشهور مذهبي تهیوار یا میله لنکا کي فتح کا هی جو رام چندر جي کي عزت میں گهروں سے باهر خواه مخواه میدانوں میں کیا جاتا هی *

لنکا لڑائي کے ایک بڑے قلعه کي صورت کي بنائي جاتي هی جس میں برج اور کنگورہ اور فصیلیں هوتي هیں اور اُسپر ایک ایسي فوج بناکو جسکو رام چندر جي اور اُنکے همراهیوں کا سا لباس پهناتے هیں معه بندروں کي فوج وغیرہ کي نقلیں بناکر حمله کرتے هیں لڑائي کا خاتمه لنکا کي بربادي یعني جلا دینے پر هوتا هی اور آتشبازیاں چهوٹتي هیں جو تمام دنیا کے لوگوں کے خوش هونے کي چیز هیں اور لنکا کے برباد هونے پر رام چندر جي کي فتح مندي کي سواري ایسي شان و شوکت سے نکالي جاتي هی جو به نسبت تماشه کے کسي اور موقع پر نکلنے کے لائق هوتي هی *

اِس تهیوار کو اس سے بهي زیادہ شان و شوکت کے ساتهه دوسري طرز پر مرهٹهے رچاتے هیں اور اسي دن سے وہ اپنے جنگي کار و بار کي اِبتدا کیا کرتے هیں جس خاص واقع کے یاد گار میں وہ تهیوار رچاتے هیں وہ یهه هی که رام چندر جي نے اپنے مہم کرنے سے پہلے کچهه عبادت کي تهي اور ایک درخت کي شاخ توڑي تهي *

- اُسي قسم کا ایک درخت شہر یا کمپو کے پاس کهلے میدان میں لگایا جاتا هی اور اُن تمام سوار و پیادوں اور توپوں کي جو راجه کي اردلي میں نہیں هوتي هیں اُس میدان میں حلقه کرکے اور ایک جانب میں دورویه صفیں قایم کرتے هیں اور باقي میدان تماشائیوں سے بهر جاتا هی راجه کي سواري اگرچه مسلمان بادشاهوں کي سواري سے کسیقدر گهٹي هوئي هوتي هی مگر هندوستان میں جسقدر سواریاں نکلتي هیں اُن سب سے زیادہ بڑي کر و فر جاہ وحشمت کے ساتهه هوتي هی راجه هاتهي پر سوار هوتا هی اُسکے آگے نشان اور سنہري روپہلي بلم هوتے هیں اور کچهه پیادے پندرہ پندرہ سوله سوله فٹ کے لنبي بانس آنکڑے لگے هوئے هاتهوں میں لیئے هوئے چلتے هیں اور ادهر اودهر امیر و امرا اور جنگي سردار نہایت بیش بہا پوشاکیں پہنے هوئے گهوڑوں پر سوار جنکے ساز بهي

نہایت بیش قیمت اور عمدہ ہوتے ہیں ساتھہ ساتھہ چلتے ہیں اور ہر امیر کے ہمراہ اُسکے چند مصاحب یا خواص جنکا امتیاز اُنکی سپاہیانہ صورت سے ہوتا ہی ہوتے ہیں اُنکے پیچھے دور تک ہاتھیوں کی قطاریں جنپر بڑے بڑے نشان طلائی جنکے پہریروں پر زردوزی کام چمکتی ہوئی بعضوں پر ہودج عماری کھلی ہوئے یا سائبان والی نقرئی صاف یا ملمع کے ایسے جو اُسی ملک سے مخصوص ہیں کسی ہوئی ادہر اودہر اور پیچھے سواروں کے پرے جنکی عمدہ وردی دھوپ سے جھلکتی اور شالی رومالوں کے زردوزی کے پلو ہوا میں اُڑتے ہوے جنپر برچھیاں کندھوں پر اور عالیشان نشان کھلے ہوے دھنے بائیں جو سوار چلتی ہیں اُن میں سے تہوڑے تہوڑے نکلکر سواری کے کرتب دیکھاتے ہیں اور پہر اپنے پرے میں ملجاتے ہیں اور جوں جوں آگے کو بڑھتے جاتے ہیں اپنی ترتیب بدلتی جاتے ہیں کبھی علحدہ ہوتے ہیں کبھی ملجاتے ہیں یہہ ایک ایسی عمدہ کیفیت ہی جس سے بڑہ کر اُس وحشی ملک یعنی هندوستان میں دیکھنی میں نہیں آئی جب راجہ اُس درخت کے قریب آنیکو ہوتا ہی توپوں کی سلامی چہوتتی ہی اور پیادے بندوقیں چہوڑتے ہیں اور سواری ایسی تیز چلتی ہی جس سے ایسا سما بندہ جاتا ہے جیسے کوئی بڑا لشکر سواروںکا کسی ایسی فوج پر پیادوں کی حملہ کرتا ہی جو اُسکے حملہ کے روکنی پر طیار کہڑی ہوتی ہی جبکہ راجہ پرستش کرچکتا ہی اور درخت کی شاخ توڑ لیتا ہی تو اُسکے ہمراہی بھی اُسکی تقلید کرتے ہیں اور تمام توپوں کی سلامی ہوتی ہی اور فوج بے ترتیب اور منتشر ہو جاتی ہی اور جو کے کہیت میں سے جو صرف اسی غرض سے بویا جاتا ہی ہر شخص پتی توڑتا ہی اور اپنی اپنی پگڑی میں رکھتا ہی اور آپس میں بغلگیر ہو کر ملتے ہیں اور مبارک سلامت کی دہوم ہوتی ہی الحاصل اِس تہوار کا خاتمہ اُسی دن دربار ہوکر جسمیں جنگی افسر اور اہل دربار سب حاضر ہوتے ہیں ہو جاتا ہی *

پینٹھوں کے بازار جو معین وقتوں پر کھلتے ھیں اور تیرت جاترہ کے میلے

به نسبت مذهبي میلوں کے عام پینٹھوں یعني سالانه بازاروں میں دھوم دھام شان و شوکت کم ھوتي ھی لیکن شوق اُنکا بھي لوگوں کو ویسا ھي ھوتا ھی جیسا که مذھبي میلوں کا ھوتا ھی *

یهه معین وقتوں کے بازار اُسیطرح کے ھوتے ھیں جیسے که انگلستان میں ھوتے ھیں اور اُن میں ویسے ھي شغل و اشغال اور کار و بار ھوا کرتے ھیں جو انگلستان کے اسي قسم کے بازاروں میں ھوتے ھیں لیکن انگلستان میں کسي میلے یا مجمع میں وہ کیفیت اور خوبي نهیں معلوم ھوتي ھی جو ھندوستانیوں کے سفید سفید لباس پر شوخ رنگ کي پگڑیوں یا دوپٹوں سے ظاھر ھوتي ھی کیونکه اھل یورپ اکثر سیاہ اور خاکي پوشاک پهنا کرتے ھیں ھندوؤں کو اکثر بهڑک دیکهانے اور نمود بنانے کا سواریوں وغیرہ میں شوق ھوتا ھی اور اُس میں جب فوج کي آمیزش ھو جاتي ھے توکچهه اورھي طرح کي کیفیت نظر آتي ھے جو یورپ میں دیکهنے میں نهیں آتي ھے ان مجمعوں میں جو دل لگي اور مشغلے ھوتے ھیں اُنمیں ھندو نهایت شوق ذوق کے ساتهه شریک ھوتے ھیں جس سے اُنکي طبیعت میں امن چین کے لطف اُٹهانے کي رغبت پائي جاتي ھی ان تمام ھنگاموں میں گو اُنکو کوئي مذھبي رسم بهي ادا کرني پڑتي ھو مگر اُسمیں ایک لحظه بهي نهیں لگتا نه اُسکا کچهه کهٹکا اُن کے جيمیں رھتا ھے *

مذھبي میلوں میں ایک مدت پهلے سے اُس پرستش کے خیال سے جسکے ادا کرنے کا ارادہ ھوتا ھی اور جاتریوں کے اُس دیوتا کا نام پکارنے یعني اُسکي جے بولنے سے جسکي تیرتهه کو جاتے ھیں اور اُس مقام کي عظمت سے جهاں تیرتهه کو جاتے ھیں ایک بهت بڑا اثر پرستش کا دلوں میں ھوتا ھی اور بهت سي رسمیں بهي کرني پڑتي ھیں جنمیں سے بعضي رسم میں سب کے سب میلے والے بالاتفاق شریک ھوتے ھیں

تب هزارها آنکھونکے ایک هي طرف لگے هونے اور هزارها آوازوں میں ایک هي نام کے پکارے جانے سے جو کیفیت پیدا هوتي هی وہ ایسے شخص کے دلپر بهي اثر کرتي هے جسکو اُس هنگامہ سے کچھہ غرض نہیں هوتي هی *

لیکن ان میلوں میں بهي دل لگي کا خیال بہ نسبت مذهبي ولولہ کے بهت زیادہ هوتا هے اور ان میں سے بعضے میلے اکثر سوداگري کي چیزوں کے فروخت هونے کے لیئے بهي نہایت مشہور منڈیاں هیں *

باغ اور قدرتي فزا

اعلی درجہ کے لوگوں کے حظ اوتھانے کي چیزوں میں سے اُنکے باغوں کا ذکر چھوڑنا مجھکو مناسب نہیں معلوم هوتا اُنکے باغ اگرچہ بناوت اور تکلف سے جس سے سادگي کي خوبي جاتي رهتي هی بهرے هوتے هیں لیکن اکثر خوشنما هوتے هیں چنانچہ اُنمیں چوڑي چوڑي روشیں اور روشوں کے ایدهر اودهر پتهر یا اینٹ کي نہریں باغ کے مرکز تک بني هوئي اور اُنکے آس پاس لالہ وغیرہ کے پهولوں کي کیاریاں بعضي ایک هي رنگ کے پهولوں سے هري بهري بعضي میں رنگ برنگ کے پهول ملے جلے هوتي هیں اور گرمیوں میں آرام کرنے کے مکان باغوں میں بنے هوئے هوتے هیں استرکاري اور سفیدي سے جهک معمولي عمارتوں سے کسیقدر سبک لیکن خوبصورتي میں کم ایسے هوتے هیں کہ باغ کي رونق اور خوبي میں اُنسے بهت سي استعانت نہیں هوتي مگر رنگترون اور نیبو چکوترہ کے درختوں کے هجوم اور سرو کے درختوں کے ساتهہ پهول کے درختوں کے ملے جلے هونے اور بلند درختوں کهجور وغیرہ اور زرد زرد پهلوں اور خوشبو دار پهولوں کے مخلوط هونے سے ایک ایسي کیفیت نظر آتي هی جو مشرقي ملکوں هي سے مخصوص هی گرمیوں کي شدت میں سایہ دار روشوں کے سبب سے جنپر ٹٹیوں پر انگوروں کي بیلیں چهائي هوتي هیں اور اور گھنے سایہ دار درختوں کے سبب سے جنمیں ذرہ بهر دهوپ نہیں چهنتي آفتاب کي تیز شعاعوں سے امن و آسایش ملتي هی اور تسپر اُن

چھوٹی نالیوں میں پانی بہنے سے جنکے ذریعہ سے درختوں کو پانی پہونچتا هی اور بھی طراوت حاصل هوتي هی *

مجھکو اس بات کا شبہہ هوتا هے کہ یہہ موجودہ باغ کہیں مسلمانوں کے ایجاد نہوں کیونکہ اس قسم کے باغوں کا تذکرہ هندو شاعروں کي اُن کتابوں میں جنکا ترجمہ هوچکا هی پایا نہیں جاتا *

هندوستان کے باغوں کے پھولوں اور درختوں کے جمع کرنے میں وہ محنت اور احتیاط نہیں هوتي جو یورپ میں اُنکے جمع کرنے اور ترقي دینے میں کیجاتي هی لیکن قدرتي فزا میں یہہ دونوں باتیں بغیر کسي کے کیئے هندوستان میں خود بخود کمال ترقي پر هوتي هیں چنانچہ تمام ملک میں آم اور پیپل اور املي کے پورانے بڑے بڑے درخت پھیلے هوئے هیں خصوصاً گجرات میں یہہ درخت بڑے بڑے لہریلے خطونمیں (یعني ایسي زمینوں میں جنپر ریت کي لہریں هوا سے کثرت سے بنتي بگڑتي رهتي هیں) اوگی هوئی هوتے هیں جنسے انگلستان کے چراگاهوں کي سي کیفیت نظرآتي هے اور ملک کے اور حصوں میں علی الخصوص روهیلکھنڈ میں هموار خطوں میں آم کے باغ سرسبز اورشاداب فرحت بخش کوسوں تک سلسل کثرت سے هیں کہ جہانتک نظرجاتي هی باغ هي باغ نظرآتے هیں اور بنگالہ کےبعضے حصوں میں مسافر اسي طرح کے هموار میدان میں گذرتا هی جسمیں سراسر دهانوں کے سوا اور کوئي درخت کسي قسم کا نظر نہیں آتا اور اُس میدان کي حدونپر بانسي ایسي گنجان معلوم هوتي هی جسمیں صحرائي جانوروں کے رهنے کا احتمال هوتا هی مگر جب اُسکے قریب پہونچکر دیکھا جاتا هی تو وہ اُس میدان کے گرد میں ایک وسیع احاطہ بانس کے درختوں اور دیہات کا هوتا هی جنمیں جابجا آبادي هوتي هی اُس سے باهرنملکر پھر ویسا هی ایک اور دوا وسیع خطہ سرسبز اور آبادي سے گھرا هوا ملتا هی *

دکھن کے درمیاني حصہ کي زمین دهلوان اور لہریلي هی جو بالکل ایسي کھیتي سے سرسبز رهتي هی جس میں گھوڑے کا سوار تک چھپ

جاے † لیکن گرم موسم میں وہ چٹیل میدان پورا رهجاتا هی جسمیں کوئي درخت یا جهاڑي تک کا پتا نهیں هوتا اور بهت سے مقام مغرب کیطرف کے پورانے درختوں کے جنگلوں اور خوشبودار اور خوش رنگ پهولوں کي بیلوں سے معمور هیں یهه بیلیں یا تو درختوں کي شاخوں سے لپٹي هوئي یا ایک درخت سے دوسرے درخت تک پهیلي هوئي بهینٹ مجموعي جسامت میں آدمي کي ران کے برابر، هوتي هیں هندوستان کے مشرق ‡ اور وسط § کے جنگل اور مغربي گهاٹ کے قریب کا ایک جنگل نهایت بلند اور اونچے اونچے ایسے درختوں سے بهرے هوئے هیں جنکے نیچے آبادیاں بهي هیں اور اُنمیں راستے نهایت تنگ هیں یهه جنگل امریکه کے جنگلي حصوں کے مانند هیں *

اچهے آباد ملک میں بهي جهاں بخوبي تردد هوتا هی کئي کئي منزل تک لگا تار میدانوں میں ڈهاکه کهڑا هوتا هی بهار کے موسم میں اُنکي پتے تو گر جاتي هیں اور سرخ سرخ پهول هر درخت پر سر سے پاؤں تک لدے هوئے عجیب کیفیت دیکهاتے هیں که تمام جنگل میں آگ سي لگي هوئي نظر آتي هی *

هندوستان میں همالیه کے دامن کي نهایت عمده فزا هی جهاں سے پهاڑ کي کگریں اونچي نیچي جنکے جا بجا قطار کے ٹوٹنے سے بڑے بڑے عالیشان پتهر خوشنما معلوم هوتے هیں نظر آتي هیں اور اُن کگروں پر سبزه لهلهاتا اور اُنکي چڑهائي کے ڈهلواں سطح پر صنوبر کے بڑے بڑے بلند درختوں کا هجوم کیفیت دیکهاتا هی اور جابجا اُن پهل اور پهولوں کي بیل بوٹوں کي کثرت سے جو یورپ سے مخصوص هیں قدرتي چمن پهولا

† یهه کهیتي جوار باجره کي هوتي هی

‡ دامن کوه کے سال کے درختوں کے جنگل

§ وه جنگل جو ناگپور سے بنگاله اور بندیلکهنڈ سے شمالي سرکار تک پهیلا هوا هی *

پہلا نظر آتا هی اور تمام چوٹیاں اِس پہاڑ کے سلسلہ کي همیشہ برف سے ڈهکي رهتي هیں جو ایسي خوشنما معلوم هوتي هیں کہ کیسا هي پژمردہ خاطر اور تهکري هوئي طبعیت والا اُنکو دیکھے جي پهڑک جاے اور وہ کیفیت حاصل هو کہ تا بزیست دل سے نہ بهولے مغربي گهاٹ بهي همالیہ سے کسیقدر وسعت میں کم دلفریب کوهستاني نظارا دیکهاتا هی اگر اُنکو نیدڈا اور لیڈن نامي جنگلوں سے جنکي خوبي سے همیشہ آرکیڈیا اور یورپ اپني نمود اور فخر جتاتے رهے هیں مشابہہ کہا جاوے تو کچھ اُنکي تعریف میں مبالغہ نہوگا *

مگر گهاٹوں کي سیر کي کیفیت موسم پر منحصر هوتي هی چنانچہ جب گرمیوں کے موسم میں بادلوں کا شامیانہ اُنپر سے کهلجاتا هی اور سبزہ کا فرش مخملي تہ هوجاتا هی اور آبشار خشک هوجاتے هیں تو صرف پہاڑ کي بلندي کي عظمت و شان اُس کیفیت کا تدارک نہیں کرسکتي جو برسات کے موسم میں اُس سب سامان کے هونے سے معلوم هوتي هی البتہ بڑے بڑے درختوں کے جهرمٹوں میں جو گرمیوں میں بهي سرسبز رهتے هیں کسیقدر وهي خوبي باقي رهتي هی *

شہروں کے باشندوں کے بسر اوقات کا طریقہ اور تمام قوموں کے تہواروں کا بیان

شہروں میں غریب لوگوں کا دن اُسي طرح بسر هونا هی جسطرح گانوں کے رهنیوالوں کا صرف اتنا فرق هوتا هی کہ وہ کهیت پر جانیکے بدلے دوکانوں پر جاتے هیں یا کچھ چل پهر کر بازار میں جي بهلاتے هیں گانوں والوں کے مشغلہ ایسے هوتے هیں جنمیں جسم پر کچھ محنت پڑتي هی اور شہر کے باشندوں کے گهر سے باهر کے شغل صرف میلوں یا تہواروں میں چل پهر لینا هوتا هی اور بعض آدمي اپني دانٹوں بیچ والے طریق کي ورزش کرتے هیں اور کشتیاں لڑتے هیں لیکن بعض موسموں میں اُنکي

مناسبت سے کھیل اور تماشے ہوتے ہیں جنمیں ہر قسم کے لوگ بہت شوق سے شریک ہوتے ہیں *

اسي قسم کے کھیل تماشوں میں ایک هولي هی جو موسم بہار کي آمد کي خوشي میں کرتے هیں اُسمیں عوام اور علی الخصوص لڑکے آگ کے گرد ناچتے هوں اور فحش اور هجو کے گیت گاتے هیں اور هر قسم کي گالیاں اور برا بهلا اپنے آپ سے برتر لوگوں کو سناتے هیں اور وہ آزردہ نہیں هوتے بلکہ نہایت خوشي سے سہجاتے هیں اور بڑا کھیل اسمیں یہہ هوتا هی کہ لوگ ایک دوسرے پر رنگ ڈالتے اور آپسمیں عبیر وگلال اوڑاتے هیں کہیں کہیں رنگ کي پچکاریاں اور گلال کے قمقمے بهي چلتے هیں هر درجہ کے آدمي اس کهیل میں نہایت ذوق شوق سے شریک هوتے هیں اور اسقدر ایک دوسرے پر رنگ ڈالتے اور اُسپر گلال لگاتے هیں کہ مشکل سے پہنچانے جاتے هیں *

راجہ کا دیوان یعنے وزیر اعظم غیر ملکي سفیر کو اپنے مکان پر هولي کهیلنے کو بلاتا هی اور بلا تکلف مدرسہ کے طالب علموں کي طرح کهیل کود شوخي و شرارت میں مشغول هوجاتا هی بہت سے اور کهیل بهي اس سے کم ممتاز هوتے هیں جنمیں سے بعضے خاص هیں اور بعضی عام خاص تہواروں میں سے ایک وہ تہوار هی جو مرهٹے باجرہ کي کهیتي پکنے پر اُسکے دانے بهونکر آپسمیں ایک دوسرے کو بلانے میں رچاتے هیں باجرہ بهونکر کهانا گانوں والوں کي تو جبلي عادت هی مگر اس کا رواج اعلی درجہ کے لوگوں تک بهي پہونچا چنانچہ صوبہ برار کا راجہ اپنے معزز اهل دربار کو بلاتا هی اور اُنکي دعوت کرتا هی جسمیں پہلے اُنکے روبرو بهونا هوا باجرہ پیش هوتا هی اور پهر عمدہ عمدہ کهانے چنے جاتے هیں *

دیوالي عام تہوار هی اسمیں هر مکان اور مندر چهوٹے چهوٹے چراغوں کي قطاروں سے روشن کیا جاتا هے جو هر جگہہ چهتوں کي منڈیروں اور دیواروں کي کانسوں اور طاقوں اور بانسوں کے ٹهاٹروں پر روشن کیئے جاتے هیں *

بنارس کي دیوالي کي روشني گنگا میں دکھائي دینے سے نہایت خوبي اور کیفیت معلوم ہوتي ہی جس مہینے میں دیوالي ہوتي ہی اُس تمام مہینے میں اکثر دیہات اور خاص خاص لوگوںکے مکانوں میں چراغ بڑے بلند بلند بانسوں وغیرہ کے ذریعہ سے (جسکو اکاس دیہ کہتے ہیں) اسقدر اُنچے لتکائے جاتے ہیں کہ ناواقف آدمي کو دور سے دیکھکر ستاروں کا اُنسے دھوکا ہوتا ہی *

جنم اشتمیں ایک تہوار ہی جسمیں لڑکوں کو کنہیا جي اور اُنکے گوپیوں کي نقل بناتے ہیں اور وہ سب حلقہ مار کر ناچتي گاتے ہیں (یعني راس کرتے ہیں) *

هندوؤں کي ورزشیں

سپاهي وضع لوگ (یعني وہ اعلی فرقہ جو مذهب اور تجارت کے کاموں میں مصروف نہیں رهتا) بهیڑیوں اور هرنوں اور خرگوشوں وغیرہ کا شکار کهیلنے اور اُنکے پیچهے گهوڑا دوڑانے کا شوق رکهتے هیں اور کتونسے جنگلي سور بهي پکڑواتے هیں لیکن زیادہ تر بهروسہ اپني تلوار یا برچهي پر رکهتے هیں اور هاتهیوں پر سوار هوکر بندوق سے شیر کا شکار کهیلتے هیں اور بعضے وقت گهوڑے پر سوار هوکر اور کبهي پیادہپا بهي شیر پر حملہ کرتے هیں گانوں والے بهي ایسے شیر پر جو اُنکے قرب و جوار میں اجاتا هی اکهٹے هوکر بڑي جوانمردي سے حملہ کرتے هیں مگر جب تک کہ شیر آدمیوں پر جرأت کرنے کا عادي نہیں هوتا تب تک اُسکو نہیں چهیڑتے *

سپاهي پیشہ آدمي باوجود اپني معهود کاهلي کے سب کے سب چست و چالاک هوتے هیں خصوصاً مرهتے اپنے گهوڑے اور نیزہ کے کرتب میں مشہور هیں نہایت هلکے پهلکے سوار هوتے هیں اور زیربند تنگ لگاتے هیں اور لگام بهي کڑي مگر بہت سبک چڑهاتے هیں اُنکي گهوڑے پیش سے اُتري هوئے لیکن پٹهوں کے بهاري هوتے هیں اور وہ اُنکو نہایت تنگ اور تهوڑي سي جگہہ میں کاوا انہیں سکہاتے هیں اور کود پهاند جست کرنے کي بهي

اچھی مشق کراتے ہیں کہ وہ اپنے سوار کو اوڑا کر دفعتاً دشمن کے دائیں یا بائیں پہونچاتے ہیں جس سے دشمن کو سنبھلنے کی فرصت نہیں ملتی *

دو سوار ہندوستانی دو بدو لڑنے والے جب ایک دوسرے پر حملہ کرتے ہیں تو وہ اس قسم کے داؤں گھات کرتے ہیں کہ اہل یورپ میں سے جو کوئی دیکھے وہ کھیل اور تماشہ سمجھے چنانچہ وہ ایک دوسرے کے ہاتھہ کے داؤں ہوتے ہیں مگر ہمیشہ دیر تک دھوکہ اور حیلہ سے گھات لگاتے کبھی پاس آتے کبھی بہت علحدہ ہٹ جاتے ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُن کا ارادہ آویزش کا نہیں ہے اور حقیقت میں وہ اپنی ہر رگ و پے سے اپنا اپنا مطلب حاصل کرنے میں کوشش کرتے ہیں لیکن اپنی چالاکی اور نطارت سے ایک کے حربہ سے دوسرا محفوظ رہتا ہے یہاں تک کہ انجام کار ایک نہ ایک زخمی ہوکر گھوڑے پر سے گرجاتا ہے تب دیکھنے والے کو یقین آتا ہے کہ حقیقت میں یہہ ایک دوسرے کی جان کے درپے تھے *

ہندو توڑے دار بندوق سے نشانہ بھی صحیح لگاتے ہیں لیکن اس کام میں مسلمان اُن سے بہت سبقت لیگئے ہیں *

کرتبوں میں سے یہہ بھی ایک کرتب ہے کہ فیل نشین آدمی اپنے آپ ہاتھی کو ہانکتے ہیں اور اس ذلیل کام کے کرنے کی وجہہ یہہ بتاتے ہیں کہ لڑائی میں اگر فیلبان مارا جاوے تو مالک بے بس نوہجاوے اس کام کی مشق اُس وقت کام آوے قدیم زمانہ میں یہہ فن بہادروں کا نہایت عمدہ ہنر سمجہا جاتا تھا *

ہندوؤں کا لباس

ہندوؤں کا باقاعدہ لباس غالباً وہی ہے جس کا ذکر بنگالہ کے بیان میں ہوچکا ہے اور تمام پکے برہمن وہی لباس پہنا کرتے ہیں جس میں دو چادریں سوتی کپڑے کی ہوتی ہیں جن میں سے ایک (یعنے

دھوتي کا کمر میں لپیٹ کر ایک سرا ٹانگوں میں سے پیچھے کو نکال کر اورس لیتی هیں اور کچھہ حصہ اُس کا چن کر گھٹنوں سے نیچے تک آگے لٹکتا رکھتی هیں اور دوسري چادر کھندھوں پر ڈال لیتی هیں اور کبھي کبھي سر سے بھي اوڑہ لیتی هیں کیونکہ سر ڈھکنے کي کوئي علحدہ شی نہیں هوتي † داڑھي اور سرکے بال منڈاتے هیں مگر ایک لنبا گچھا بالوں کا (یعنی چوٹی) سر پر باقي رکھتی هیں اور سوائی سخت برھمنوں کی موچھیں اکثر رکھتی هیں اور بجز بنگالہ کے هندوؤں کے اور سب هندو جو نہایت محتاط نہیں هوتے ایک چھوٹي سي دھوتي بہت چست باندہ کر اوپر سے ریشمین یا کسي چھینٹ کا پایجامہ پہنتی هیں اور ایک رنگین ململ کي کمري پہنکر کندھوں پر اُسي ململ کا ایک دوپٹہ اور سر پر پگڑي رکھتی هیں اور بعضی مسلمانوں کي طرح ڈھیلی پانیچوں کا پایجامہ پہنتی هیں *

نہایت کامل لباس ایک سفید اور لنبا جامہ باریک اور صاف ململ کا هوتا هی اور کمر سے نیچے اُس میں بہت سا کپڑہ چنا هوا هوتا هی جامہ اور کمري اور پگڑي اور بازو بند اور مالا اور جواهرات سے پوشاک کامل هوجاتي هی *

چونکہ یہہ پوشاک کسیقدر مسلمانوں سے لي هوئي هی اس لیئی بہت قدیم نہیں لیکن اس کا صحیح نقشہ مصر کے شہر تھیبس کے قبرستان میں بعض بادشاهوں کي تصویروں میں پائی جانے سے بڑي حیرت هوتي هی ‡ اِن صورتوں میں اندازو وضع اور اور هرشی بالکل وهي معلوم هوتي هی جو آج کل کے هندو راجاؤں کي هی *

---

† یہہ ٹھیک ٹھیک وهي لباس هندوؤں کا هی جسکا اریئن مورخ نے سکندر کي تاریخ کے اُس حصہ میں ذکر کیا هی جس میں هندوؤں کا حال لکھا هی

‡ خصوصاً مشہور غاربلزني کے ایک دروازہ کے پہاوؤں پر جو صورتیں بني هوئي هیں

عورتوں کا بیان

عورتوں کا لباس بھي قریب قریب اسیکے هی جو مردوں کا بیان کیا گیا هی مگر اُنکي دھوتي اور چادر لنبي اور نہایت شوخ رنگوں سے رنگي هوئي هوتي هی مرد اور عورت دونوں بہت قسم کے زیور پہنتے هیں ادنی درجه کے مرد بھي بالیاں اور بازوبند اور مالا وغیره پهنا کرتے هیں بعضے وقت زیور اِس خیال سے پهنتے هیں که جسقدر روپیه موجود هوتا هی اُسکے رکھنے کا یهه نہایت آسان طریقه هی لیکن کبھی کبھي مالا ایک خاص قسم کے بیر کے جو ایک کھردرا خوشنما سیاهي مائل بھورا دانه خشک هوکر بنجاتا هی یا لکڑي کے خراد پر اوتر ے هوئے دانوں کي هوتي هی جسمیں ترتیب وار سونے یا مونگے کے دانه هوتے هیں گردن کھلي هوئي اور پاؤں ننگے رهتے هیں مگر گھر سے باهر جانے پر تات بافي لنبي نوک کي جوتیاں پهني جاتي هیں جو پالکي یا کمره کے پاس پهنچکر پھر اوتار کر رکھه دیجاتي هیں بچوں کو سونے کے زیور سے لادے رکھتي هیں جس سے اکثر بچه کشي کي ترغیب هوتي هی *

قدیم زمانه میں هندوؤں کي عورتیں انگریزوں کي عورتوں سے کسیقدر کم بے حجاب اور بے تکلف تھیں بالکل پرده نشیني کي رسم مسلمانوں کے عہد سے شروع هوئي اور اب بھي یهه رسم سپاهي وضع فرقه سے مخصوص هی اور قومیں کچھه پرده لحاظ کا خیال نہیں کرتیں چنانچه برهمنوں کو اسپر ذرا بھي توجهه نہیں پیشوا کي بي بي کیلے خزانه مندروں میں پیاده پا جایا کرتي تھي اور بے پرده سواري پر سوار هوکر اپنے رتبه کے موافق جاه و حشم همراه لیکر بازاروں کي سیر کیا کرتي تھي *

مگر عورتیں مردوں کے جلسوں میں شریک نہیں هوتیں اور اُنکو مرتبه میں مردوں کي برابر نہیں سمجھا جاتا ادنی درجه کے لوگوں میں عورت کھانا پکاکر خصم کے آگے پروستي هی اور اُسکے کھا چکنے تک آپ نہیں کھاتي جب مرد و عورت دونوں کہیں جاتے هیں تو عورت باوجود نهونے

کسي ایسي دقت کے جس سے برابر چلنا ممکن نہو مرد کے پیچھے پیچھے چلتي هی عورت کو مارنا پیٹنا عوام میں ایسي بیعزتي نہیں سمجھا جاتا جیسا کہ انگریزوں میں عوام‌الناس سمجھتے هیں عورتوں کے کم رتبه ٹھہرائے جانے کے برخلاف قدرتي محبت اور عقل کے باعث سے وہ اپنے حق کو پہنچ جاتي هیں چنانچه شوهر اپني زوجه پر اعتماد رکھتا هی اور اُس سے صلاح و مشورہ کرتا هی اور اُسکي خوشي کو اپني مرضي پر غلبه دیتا هی جیسا کہ اور ملکوں میں دستور هی *

غلامي کا بیان

هندوؤں کي تربیت اور شایستگي میں دوسرے عیب اور نقصان کے معلوم هونے سے جو به نسبت اس برائي کے جسکا ابهي ذکر هوا زیادہ اصلي اور حقیقي هی بادي‌النظر میں جو خیال اُسکي برائي کا دل میں آتا هی حقیقت میں اُس سے بہت کم برائي اُسمیں هی گھروں میں جو غلام علی‌العموم هوتے هیں وہ کچھه نہایت سخت غلامي کي حالت میں نہیں هوتے غلام اکثر خانه زاد یا ایسے بچه هوتے هیں جنکے ماں باپ قحط میں افلاس کے باعث بیچ ڈالتے هیں یا ایسے بچه هوتے هیں جنکو بنجارے جو گروہ اُن گله بانوں کا هوتا هی جنکي معیشت جنسوں کے ایک ملک سے دوسرے میں ملک لیجاکر فروخت کرنے پر منحصر هوتي هی ایک ملک میں سے پکڑ کر دوسرے ملک میں لیجاکر بیچ‌ڈالتے هیں البته جرم قابل سزا کے هی لیکن انگریزوں کي غلاموں کي تجارت کي نسبت اُسکي گرفت هوني دشوار هی کیونکه وہ شاذ و نادر هوا کرتا هی خانه‌زاد غلاموں کے ساتھه نوکروں کیطرح پیش آتے هیں نوکروں سے اُن میں اتنا فرق هوتا هی کہ اُنکو خاندان کا متوسل سمجھا جاتا هی اُنکے فروخت کیئے جانے کي نسبت مجھکو شبهه هی اُنکي صورت سے غلام هونا سمجھه میں نہیں آتا کیونکه آزاد آدمیوں سے اُنمیں کوئي فرق اور امتیاز نہیں رکھا جاتا هی مگر غلامي کسي موقع پر برائي سے خالي نہیں هوتي چنانچه جو لڑکیاں پکڑي

اتي هيں اُن كو چكله والي بازار ميں بيٹها كر خرچي كمانے كي غرض سے پرورش كرتے هيں اور اور عورتوں ميں اُنكے مالك اپنے خرچ ميں لاتے هيں يعني حرم بناتے هيں جسكي جان سے اصل بي بي اُن پر جور و ستم كرتي هي *

هندوستان كے بعض حصوں ميں غلام كچهه اميروں كے هاں نهيں هوتے بلكه غريب كاشتكاروں كے پاس بهي هوتے هيں جنكے ساتهه وه اُسيطرح پيش آتے هيں جيسے اور اپنے خاندان والوں كے ساتهه منو كے مجموعه كي رو سے معلوم هوتا هي كه ايسے غلام جو كاشتكاروں سے متعلق هوں نه تهے مگر يهه دريافت هوتا هي كه جب هندو جنوب كي طرف پهيلے تو اُنهوں نے اُس طرف اس قسم كي غلامي يا خود قايم كردي يا وهاں پهلے هي سے هوتي هوئي پائي بعض ايسے ضلعوں ميں جو جنگلوں ميں واقع هيں كاشتكاروں كے پاس ايسے غلام پائي جاتے هيں جنكي نهايت كم بندش اور روک ٹوک هي بلكه كسيقدر مزدوري كي اجرت كا بهي مستحق اُنكو سمجها جاتا هي هندوستان كے جنوب ميں جو غلام زمين سے متعلق هوتے هيں زمين كے بكنے پر وه بهي اُسكے ساتهه فروخت شده سمجهے جاتے هيں اور مليبار ميں جهاں اُن كي نهايت بري حالت هي زمين سے علحده بهي بک جاتے هيں مليبار ميں اور غايت جنوب ميں جو تعداد اِن غلاموں كي لوگوں نے قياس كي هي وه ايک لاكهه سے چار لاكهه تک هي بنگاله اور بهار ميں اور گجرات كے شمال و مشرقي كوهستاني حصه كي طرح اور پهاڑي حصوں ميں بهي اس قسم كے غلام موجود هيں مگر هندوستان كے كل باشندوں سے غلاموں كي نسبت نهايت خفيف هي اور اُسكے بهت سے حصوں ميں زمين سے تعلق ركهنے والي غلاموں سے تو لوگ واقف بهي نهيں هيں *

شادي كي رسميں

شاديوں ميں بهت سي رسميں جنميں سے تهوڑي سي دلچسپ بهي هيں هوتي هيں اُنميں سے دولها دلهن كے هاتهه ملاكر ايک ايسي گهاس

سے جسکو مقدس سمجھا جاتا هی باندهتا هی لیکن شادي کا ضروري جز یهه هی که دلهن سات قدم چلتي هی اور هر قدم پر خاص اشلوک پڑها جاتا هی ساتواں قدم رکھنے کے بعد شادي مستحکم هو جاتي هی † یهي ایک طریق شادي کا مروج اور جایز هی باقي سات طریق منسوخ اور متروک هوگئی هیں ‡ *

منو کے مجموعه میں جو ممانعت اسبات کي هی که دلهن کا باپ دوله سے کوئي شے ایسي نلیوے جس سے معاوضه مفهوم هووے اُسکي آج کل زیاده پابندي هوتي هی اِس معامله میں اِسقدر هتک عزت کا خیال رهتا هی که شادي هو جانے کے بعد بھي داماد سے امور متعلق زندگي میں کسي قسم کي مدد لینا بے عزتي سمجھا جاتا هی یهه بات لابدي هی که دوله دلهن کے باپ کے گھر پر بیاهنی کو آئی اور وهیں سے شادي کرکے لیجائی *

دوله جب بیاهنے آتا هی تو مہمانداري کے وهي سب طریقے جو قدیم سے چلے آتے هیں برتے جاتے هیں اب بھي قدیم رسمیں مہمان نوازي کي اِس طرح پر ادا کیجاتي هیں که دعوت کي نظر سے گائی دوله کے روبرو پیش کرتے هیں لیکن دوله اُسکي جان بخشي کراتا هی اور اُسکے کہنے سے اُسکي جان چھوڑ دي جاتي هی § *

راجاؤں کي شادیوں میں جنکي دلهن غیر ملک سے آتي هی ایک علحده مکان دولهن اور اُسکے باپ کے واسطے زر خطیر لگاکر بیدریغ تعمیر کرایا جاتا هی اور عام شادیوں میں جس سواري میں دوله دولهن کو لیجاتا هے وه نہایت شان و شوکت والي اُنکے مقدور کے موافق هوتي هے *

† کالبروک صاحب کي تحقیق مندرجه کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۷ صفحه ۳۰۳ و ۳۰۹

‡ ایضاً صفحه ۳۱۱

§ کالبروک صاحب کي تحقیق مندرجه کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۷ صفحه ۲۸۸ و ۲۸۹ مہمان کي دعوت میں گائی کا ذبح هونا ایسا معمولي طریقه ٹھرا هوا تھا که شنسکرت میں مہمان کا لقب گؤ گھنا (یعنی گائی کا هلاک کرنے والا) مقرر هوگیا تھا

بنگاله میں ان سواریوں پر بہت سا مال و دولت خرچ هو جاتا هی اور شادیوں میں کئي کئي لاکهه روپیه لگتا هی † دولها دلهن عموماً بچے هوتے هیں جنکي عمر دس برس سے کم هوا کرتي هی اور دولهن کا نابالغ هونا ایک ضروري امر هی اِن بیوقتي شادیوں سے ربط و اتحاد باهمي پیدا هونے کے بجاے اُنمیں اکثر آغاز عمر سے هي ایسي نا اتفاقي پیدا هوتي هی جو عمر بهر نهیں جاتي *

اولاد کي تعلیم کا طریقه

هندو اپني اولاد کے ساتهه اُنکے بچپن میں بهت محبت کرتے هیں لیکن جوان بیٹوں کے ساتهه اُنکا لڑائي جهگڑا رهتا هي جسکا سبب غالباً باپ کے اختیاروں کا اپنے مال و متاع کي نسبت از روئے قانون کے محدود هونا معلوم هوتا هی *

لڑکوں کو جوانوں کیطرح لباس پهناکر اور چهوٹي چهوٹي هتیار بندهوا کر مجلسوں میں اپنے ساتهه لیجاتے هیں اور وہ لڑکے بهي بڑے بوڑهوں کے ادب اور قاعدہ سے بیٹهتے اُٹهتے هیں بلکه اُنسے اکثر تکلف کي باتیں بهي وقوع میں آتي هیں *

عوام‌النّاس کے بال بچے گلي کونچوں میں خاک اڑاتے آپس میں دنکا فساد مچاتے پهرتے هیں اور انگلستان کے عام لوگوں کے لڑکے بالوں سے بڑهکر بیقید هوتے هیں اس عمر میں وہ سب علی‌العموم بهت خوبصورت هوتے هیں *

عام لوگوں کي تعلیم لکهنے اور حساب کے اصول سیکهنے سے زیادہ نهیں بڑهتي تمام شهروں اور بعض دیهات میں بهي مدرسه هیں جهاں تهوڑي سي فیس دیني پڑتي هی اور هر لڑکے کي تعلیم کے خرچ کا هندوستان کے جنوب میں ساڑهے سات سے آٹهه روپیه تک سالانه تخمینه کیا گیا هی ‡

---

† وارڈ صاحب کي کتاب جلد ۱ صفحه ۱۷۰

‡ کپتان هارکنس صاحب کا قول مندرجه رائل ایشیا تک سوسیئٹي نمبر ۱ صفحه ۹

لیکن اور مقاموں میں وہ بہت کم هوگا بنگالہ اور بہار میں فیس اکثر تھوڑا سا غلہ یا کچھی ترکاری هوتي هی † گرو یعني معلم اُنکو اپنے نائب یعني گر چھتروں کي مدد سے اُس طریق پر تعلیم کراتے هیں جو طریقہ مندراس سے حاصل کرکے اِنگلستان میں رائج کیا گیا *

جس قدر لڑکے مندراس احاطہ میں عام مدرسوں میں تعلیم پاتے هیں اُنکي تعداد کي نسبت منرو صاحب کے تخمینہ کي بموجب تین میں ایک سے کم هی اگرچہ یہہ تعداد گھٹتي هوئي هی لیکن اُنکي یہہ راے بہت ٹھیک هی کہ یہہ نسبت اُس سے بہت زیادہ هی جو اب سے تھوڑے هي عرصہ پہلے یورپ کے اکثر ملکوں میں تھي غالب ایسا معلوم هوتا هی کہ اور احاطوں میں بھي طالب علموں کي نسبت مندراس سے کچھہ زیادہ نہوگي مجھکو یہہ شبہہ البتہ هی کہ کہیں اوسط نسبت اِس سے بہت زیادہ نہو عورتیں هر جگہہ بالکل نا تربیت یافتہ هیں *

آسودہ حال آدمي اپنے بچوں کو عام مدرسوں میں نہیں بھیجتے بلکہ پنڈت نوکر رکھکر اپنے اپنے گھر پر تعلیم کراتے هیں بڑے بڑے علم اکثر مفت سیکھائے جاتے هیں چنانچہ بڑے بڑے ذي علم پنڈتوں کي جو اُن علموں کي تعلیم کرتے هیں اور اکثر اُنکے طالب علموں کي بسر اوقات اُن بخششوں سے هوتي هی جو راجہ اور امیر لوگ بطور نذرانہ کے اُنکو دیتے هیں *

برهمنوں کے سوا اب کسي اور قوم میں علم باقي نہیں رها اور اُنمیں بھي زوال پر هی *

قدیم علم کي باقیات جو اب موجود هیں اُنسے وہ بڑا درجہ جس تک قدیم زمانہ میں علم پہونچا تھا بخوبي ظاهر هوتا هی لیکن اُس زمانہ میں علم کي کثرت سے شایع هونے پر اِسطرحکي کوئي دلیل پائي نہیں جاتي اور اگلے وقتوں میں چار قوموں میں سے تین قوموں کو بید پڑھنے

† آدم صاحب کي رپورٹ تعلیم مطبوعہ کلکتہ سنہ ۱۸۳۸ ع

پر راغب کیئے جانے سے یہہ بات ظاہر هی که تینوں فرقے اس زمانه کي نسبت بہت زیادہ علم و آگاهي رکھتے تھے *

هندوؤں کے لقب اور نام

مختلف تاریخوں میں جو هندوؤں کے خطاب اور نام وغیرہ آتے هیں اُنکے باساني سمجھہ میں آنے کے لیئے اُنکا بیان اُس سے زیادہ همکو کرنا مناسب هی جسقدر کہ معمولی طور پر هونا چاهیئے تھا *

هندوؤں کي چند هي قوموں میں خانداني نام هوتے هیں چنانچہ مرهٹوں کے خانداني نام ایسے هي هوتے هیں جیسے که اهل یورپ کے راجپوتوں میں خانداني ناموں کے بجاے قومي نام هوتے هیں اور یہي حال هندوستان کے شمالي حصه کے برهمنوں کا هی *

هندوستان کے جنوب میں معمول یہہ هی که هر شخص کے نام پر شروع میں اُس مقام یا بستي کا نام لگا دیتے هیں جہاں کا وہ رهنے والا هوتا هی مثلاً کارپا کاندي راؤ یعني کار پا کا رهنے والا کاندي راؤ † نہایت عام طریقه بڑے موقعوں پر نام لینے کا جو ایشیا کے اکثر حصوں میں رایج هی ابنیت کا هی یعني آدمي کا نام بقید ولدیت کے لینا مگر یہہ طریقه شاید مسلمانوں سے لیا گیا هی *

تاریخ کا پڑھنے والا اهل یورپ کسي شخص کے ناموں میں سے کوئي سا نام اختیار کرلے یعني اختصار کي نظر سے خواہ پہلا خواہ پچھلا نام لیوے لیکن پہلا نام شہر کا هوگا اور پچھلا مسمی کے باپ کا یا اُسکے قوم کا هوگا اُسکا نہوگا *

ایک اور مشکل خصوصاً مسلمانوں میں خطاب کے تبدیل هونے سے پیش آتي هی جیسا که انگریزي امیروں میں بھي دستور هی *

کریا کرم

هندو اپنے مردوں کو عموماً دفن نہیں کرتے البته سادہ سنت وغیرہ

---

† شہروں سے بھي آدمیوں کا اکثر لقب مشہور هوجاتا هی

اپنے مردہ کو چار زانو بیٹھا ہوا دفن کرتے ہیں مریض قریب‌المرگ کو ایک قسم کی گھاس سے بنے ہوئے پلنگ پر جسکو مقدس جانتے ہیں لٹاکر گھر سے باہر اگر گنگا قریب ہوتی ہی تو اُسکے کنارہ پر لیجاتے ہیں اور اُسپر کالی تلسی کی پتی جسکو هندو متبرک سمجھتے ہیں ڈالتے ہیں اور بیمار سے بھجن اور دعائیں کہلاتے ہیں اگر وہ اِس حالت کے بعد موت کے پنجہ سے بچ رہتا ہی تو اپنے خاندان میں شامل نہیں ہوسکتا لوگ گنگا کے کنارہ پر ایسے لوگوں کے گانوں کے گانوں آباد بتاتے ہیں جنکے جورو بچے گھر باہر وہاں دوسرا ہوگیا ہی مگر جو لوگ اچھی واقفیت رکھتے ہیں وہ اس رسم سے اِنکار کرتے ہیں اور اُسکا وجود نہیں بتاتے غالباً یہہ کہانی کسی غلط فہمی سے بنگئی ہی بعد وفات کے مردہ کو نہلاکر خوشبو لگا ہار سجا ارتھی پر لٹا کر لیجاتے ہیں اور مذہبی تاکید ہی کہ ارتھی کے آگے آگے باجا بجتا جاوے جسپر هندوستان کے جنوب میں اب بھی بڑی توجہہ ہوتی ہی اور وہاں یہہ بھی دستور ہی کہ مردہ کا چہرہ کھلا ہوا رکھتے ہیں جسکو سندور سے نہایت سرخ کر دیتے ہیں برخلاف اِسکے اور حصوں میں مردہ کا جسم نہایت احتیاط سے کپڑہ سے ڈھکتے ہیں کہ ذرا کسیطرف سے کھلا ہوا نہیں ہوتا سوائے دکھن کے مردہ کو بغیر باجے کے لیجاتے ہیں اور جتنے آدمی ارتھی کے ساتھہ ہوتے ہیں کچھہ کچھہ ماتم کرتے جاتے ہیں *

عوام‌الناس میں سے ہر ایک مردہ کی چتا چار پانچ فٹ سے زیادہ بلند نہیں ہوتی اور اُسکو پھولوں سے آراستہ کیا جاتا ہی جلتے وقت گھی اور خوشبو دار تیل آگ کے شعلوں پر چھڑکتے جاتے ہیں جسوقت چتا بناکر معمولی رسمیں کرچکتے ہیں تب اُسمیں ایک رشتہ دار آگ لگاتا ہی اور بعدہ بہت سی رسمیں کرکے سب عزیز و اقربا نہاتے ہیں اور ساری چتا میں آگ پھیلجانے تک بیٹھے رہتے ہیں اُنکے کپڑے پانی میں بھیگے ہوئے اور چتا کیطرف بچشم افسوس و حسرت دیکھتے ہوئے دیکھکر تماشائی

کا دل بھر آتا ھی مگر یہہ اُنکا لباس بھگونا اور رنج و الم کرنا مذھب کے خلاف ھی بلکہ ازروے مذھب کے یہہ ھدایت ھی کہ اشلوک پڑھکر اپنے رنج کو ٹالیں اور گریہ و زاري سے باز رھیں † *

ھندو قبریں صرف اُن لوگوں کي بناتے ھیں جو لڑائي میں مارے جاتے ھیں یا ایسي عورتوں کي خاکستر کو دفناتے ھیں جو اپنے شوھروں کے ساتھہ ستي ھوتي ھیں اور اُنکي قبریں چھوتے. چھوتے مربعہ چبوترے ھوتے ھیں *

کریا کرم کي اور رسمیں جو کبھي کبھي معین وقتوں میں مردوں کے واسطے کیجاتي ھیں اُنکا مفصل بیان اِس کتاب کے پہلے حصہ میں کیا گیا اِس موقع پر میں صرف اُس بڑے خرچ کو بیان کرتا ھوں جو بعض اوقات اِس کام میں کیا جاتا ھی چنانچہ جون سنہ ۱۸۲۴ ع کے کلکتہ کے اخبار میں چھپا تھا کہ وھاں کے ایک مشہور خاندان نے اِس موقع پر علاوہ بہت سي بخششوں کے جو برھمنوں کو دیں پانچ لاکھہ روپیہ محتاجوں پر خیرات کیا اِس رقم میں میري راے میں وہ بیس ھزار روپیہ بھي شامل ھی جو وہ خاندان نادار قرضداروں کي عوض ادا کرتا ھی ‡ *

ستي کا بیان

یہہ بات مشہور ھی کہ ھندوستان کي عورتیں اپنے شوھروں کي چتا

---

† اُن اشلوکوں میں سے یہہ اشلوک بھي ھیں — بیوقوف ھی وہ شخص جو اِنسان کي ایسي زندگي کي ھمیشگي چاھتا ھی جو کیلے کي شاخ کي مانند کمزور اور سمندر کے بخار کیطرح ناپائدار ھی — تمام ادنی سے ادنی چیزیں فنا ھونگي اور آخرکار اعلی سے اعلی چیزیں بھي نیست و نابود ھونگي — روحیں اُن آنسوؤں میں جو اُنکے عزیز و اقربا بہاتے ھیں نارضامندي سے شریک ھوتے ھیں روح واویلا نہیں کرتي بلکہ اپنے مردہ جسم کي کریا کرم میں محنت کے ساتھہ مصروف ھوتي ھی — کالبروک صاحب کي تحقیق مندرجہ کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۷ صفحہ ۲۴۴

‡ کوارٹرلي اوریئینٹل میگزین بابت ستمبر سنہ ۱۸۲۴ ع صفحہ ۲۳

پر اپني جان کهوتي هيں اُسکو ستي هونا کهتے هيں جس زمانه ميں اس وحشيانه رسم نے رواج پايا هی وه تحقيق نهيں هی منو نے اس پر کچهه اشاره نهيں کيا هی اُسکے اُس بيان سے جس ميں اُسنے بيوه عورتوں کي وفاداري کے چلن کا ذکر کيا هی اسبات ميں کوئي شبهه نهيں رهتا که شوهروں کي وفات کے بعد بيوه عورتيں اُس زمانه ميں زنده رهتي تهيں بعضی خيال کرتے هيں که قديم سندوں خصوصاً رگ بيد کي رو سے يهه رسم جايز هی ليکن بعضے اُسکے معني اور طرح پر ليتے هيں † بيشک يهه رسم بهت قديم هی چنانچه ڈائيو ڈورس مورخ نے اسکي ايک مثال اپني اُس تاريخ ميں جو قبل ظهور حضرت مسيح عليه‌السلام اُسنے لکهي هی بيان کي هی اور لکها هی که يهه ستي کي رسم يومينيز کي فوج ميں تين هزار برس قبل مسيح عليه‌السلام کے هوئي ‡ *

شخص متوفی کي بي‌بيوں ميں سے اُسکے دعوي کو ترجيح ديني جو عمر ميں زياده هو اور حامله عورت کے جلانے کي ممانعت کے هندوستاني قانون اور اور اسي قسم کي باتيں جنکو ڈائيوڈورس نے بيان کيا هی وه فی‌الواقع هندوؤں کي قوانين سے استدر مطابق هيں اور اور رسمونکا حال بهي جو اُسنے لکها هی ايسا صحيح هی که ڈائيوڈورس کا بيان بالکل درست اور سچ معلوم هوتا هی پس يهه رسم يومينيز کے زمانه ميں اگرچه ايسي پهيلي هوئي نه تهي مگر ايسي هي اچهي طرح سے تسليم کي هوئي تهي جيسے که آج کل هی *

---

† راجه رام موهن نے جو اِس مقام کے معني ليئے هيں اُنکو ديکهو صفحه ۲۰۰ سے لغايت ۲۶۶ اور کالبروک صاحب کي تحرير مندرجه کتاب تحقيقات ايشيا جلد ۴ صفحه ۲۵۵ اور پروفيسر راسن صاحب کي تحرير مندرجه لکچرهاے مقام اکسفورڈ صفحه ۱۹

‡ ڈائيوڈورس سائيکولس حصه ۱۹ باب ۲ اِس رسم کا بيان اسٹريبوني بهي بسند ايرسٹوبولس اور اوني سيکريٹس کے کيا هی مگر ڈائيوڈورس کيطرح صفائي سے نهيں کيا

ڈائیوڈورس نے اس رسم کا باعث انگریزوں کے پادریوں کي طرح اُس ذلیل حالت کو قرار دیا هی جسمیں عورت اپنے شوهر کي وفات کے بعد مبتلا هوتي هی لیکن اگر یهہ خیال عام هوتا تو ستي کا طریقه بهت کم نهوتا زیاده تر غالب یهہ معلوم هوتا هی که فی‌الفور بهشت کے عیش و عشرت کے مزے اڑانے کا شوق اور اپنے شوهر کو بهي اُن لذتوں کے مستحق کرنے کي امیدیں اور وه فخر جو جان بوجهہ کر جان دینے یعني ستي هونے کا هوتا هوگا اُن چند عورتوں کي طبیعت میں جوش اور ولوله پیدا کرنے کے لیئے کافي وافي هوگا جو ایسے هیبت ناک امتحان میں اپنے آپکو مبتلا کرتي هیں *

کهتے هیں که خود رشته‌دار بیوه عورت کو اس غرض سے خودکشي پر اماده کرتے هیں که اُسکا مال و متاع اُن کے هاتهہ لگ جاوے مگر اُن واقعات کي تعداد کي مناسبت سے بهي جنمیں بیوه عورتوں کے پاس مال و متاع چهوڑ جانے کے واسطے هوا هی یهہ خیال کرنا که ایسي حرکتیں اکثر هوتي هیں انسان کي جبلي عادت پر نهایت سخت راے قایم کرنا هی حقیقت میں اسبات پر باطمینان بهروسه کرنا چاهیئے که رشته‌دار اگر تمام موقعوں پر نهیں تو اکثر میں بیوه کو جان کهونے سے باز رکهنے پر دلسے راغب هوتے هیں چنانچهہ اُسکو باز رکهنے کے واسطے اپني فهمایش اور اگر چهوٹے بچے هوتے هیں تو اُنکي خوشامد کے علاوه اپني نهایت دوست خاندانوں اور اور عالي مرتبه رکهنے والوں سے اُسکو فهمایش کراتے هیں اگر یهہ واقعه کسي عالي خاندان میں هونے کو هوتا هی تو خود راجه بیوه کے سمجهانے اور اُسکو تسلي دلاسا دینے کو جاتا هی بهت سے ستیوں کا هونا راجه کي حکومت کے حق میں برا شگون سمجها جاتا هی عام تدبیر بیوه کو اس جان جوکهوں سے باز رکهنے کي یهہ هوتي هی که اُسکو اس قسم کي ملاقاتوں میں مشغول رکهہ کر مرده کو اُسکي آنکهہ بچا اور لیجاکر پهونک دیتے هیں *

بیوہ کے ستي کرنے کا طریق مختلف هی بنگاله میں مردہ اور اُسکي زوجه کو چتا پر لٹاکر رسیوں اور بانسوں سے جکڑکر باندہ دیتی هیں که اُٹھه نه سکے اور اوڑیسه میں گڑھا کھودکر اُسمیں مردہ کو جلاتے هیں جسمیں اوپر سے عورت کود پڑتي هی اور دکھن میں چتا پر عورت اپنے شوھر مردہ کا سر زانو پر لیکر بیٹھتي ہے اور چتا کے ایدھر اودھر بلیاں کھڑي کرکے اُنمیں لکڑیوں کي چھت رسي سے باندہ کر اُسکی سر پر لٹکاتے هیں اور اُس مردے اور عورت کے آس پاس برابر لکڑیاں چنتے چلے جاتے هیں جنمیں یا تو اُس کا دم گھت جاتا هی یا وہ چھت اُوپر سے گر پڑتي هی اور سر کچل جاتا هی *

ایک بیوہ کو ستي هوتے هوئے دیکھنا روح پر صدمه پہونچنی کي بات هی مگر یہه بات کهني مشکل هی که اُس کے دیکھنی سے تماشائي کے دل میں ترس اور رنج زیادہ پیدا هوتا هی یا حیرت اور عظمت ستي هونے والي عورت کا استقلال اور تحمل جو انسان کے مقدور سے باهر هی اپنے مملوکه اشیا کو اُسیوقت تقسیم کرنے اور آس پاس والوں سے وداعي سلام و دعا کہنی سنی اور لوگوں کي طرف سے اُسکي تعظیم اور آداب پیش هونے سے دُو بالا هوجاتا هی اور سخت موت جو اُس کي منتظر هوتي هی اُس کا اُسکي باتوں سے ظاهر میں کچھه خوف نه معلوم هونے سے دونا اثر طبیعت پر هوتا هی اِسکی بعد جو کچھه خیال آتے هیں وہ اس سے مختلف هیں یعنے طبیعت یہه سوچنے سے منفعل هوتي هی که وہ ایک ضعیف هستي صرف خیالات باطل کے سبب سے جان نثاري کا وہ کمال ظاهر کرتي هی جس سے بڑے بڑے حب وطن والوں اور شهیدوں کے کام سبقت نہیں لیجاسکتی *

میںنی سنا هے که گجرات میں عورتیں ستي هونے کو طیار هوتي هیں تو اُن کو افیون کھلاکر بیہوش کردیتی هیں اور ملک کے اکثر اور حصوں میں یہه حال نہیں هوتا چنانچه عورت ستي هونے کي تمام رسموں کو

بکمال استقلال ادا کرتي هی اور کچهه بهي هراس اُسکي طبیعت پر ظاهر نهیں هوتا اکثر عورتوں کو لوگوں نے ستي هوتے هوئی دیکها که آگ کي لپٹوں میں اپني دونوں هاتهه جوڑ کر سرکو لگاے اُسیطرح دعا میں مشغول بے کهٹکی بیٹهی هوئی هیں جیسیکه عام عبادت میں دعا مانگا کرتے هیں برخلاف اِسکے ڈرپوک عورتوں کي مثالیں بهي ایسي دیکهنے میں آئي هیں که جان کے ڈرسے جلتي آگ میں سے نکل نکل کر بهاگیں هیں اور لوگوں نے گهیر چهیپ کر زبردستي آگ میں ڈالا هی اس قسم کي ایک واردات بنگاله میں هوئي جس میں تماشا دیکهنی والوں میں ایک انگریز بهي شریک تها (یعنے ایک عورت آگ میں سے بهاگي اور لوگ اُسکو جبراً آگ میں ڈالنی لگی) وہ انگریز اُسکي جان بچانے میں کامیاب هوا (یعنی اُسکو جلنی سے بچا دیا) لیکن دوسرے دن اُس انگریز کو اسبات سے از بس تعجب هوا که اُس عورت نے آکر سخت لعنت ملامت کي اور اُلٹي سیدهي سنائیں که تونے مجهکو ذلیل اور بے عزت کیا اگر جلجانے دیتا تو آج میں اپنے شوهر کے ساتهه بیکنٹهه میں عیش اُڑاتي هوتي اور پس ماندہ میرے مجهکو بدعاے خیر یاد کرتے هوتے *

ستي هونے کا طریقه تمام هندوستان میں هرگز عام نهیں هی کیونکه دریاے کشنا کے جنوب میں کبهي کوئي ستي نهیں هوتي اور بمبئي احاطه میں جسمیں پیشواؤں کہ پہلي سلطنت بهي شامل هے ستیوں کي تعداد سالانه بتیس هے اور باقي دکهن میں اس سے بهي بهت کم هوتي هیں مگر هندوستان خاص اور بنگاله میں ایسي عام هی که صرف اُن حصوں میں سے جنمیں انگریزي عملداري هی سیکڑوں عورتوں کے جلنی کي سرکاري رپورٹ هوتي هی *

مردوں کي خود کشي بهي هوا کرتي هی مگر علی العموم ایسے لوگ اپني جان کهوتے هیں جو کسي لاعلاج مرض میں مبتلا هوتے هیں یهه

خود کشي آگ میں کود پڑنے یا کسي اور ڈھب سے جلجانے یا دریا میں ڈوب مرنے یا جگناتهه کي بیوان کے پہیه کے نیچے قصداً دب کر مرجانے سے هوتي هی *

اسٹرلنگ صاحب جو جگناتهه کے مندر کے انتظام پر چار برس معمور رهے اُنکے روبرو تین وارداتیں اس قسم کي ظهور میں آئیں جنمیں سے ایک شخص تو اتفاقیه دهکه مرگیا اور دو شخص مدت سے سخت بیماریوں میں مبتلا تهے وه قصداً اُسکے نیچے دب کر مرے † *

موروثي چور

بعضي خاص باتیں هندوؤں کي ایسي هیں که اُنکي قسمیں نهیں قایم هوسکتیں هندوؤں میں جو تمام پیشوں کے واسطے قومیں معین هیں تو چوروں کي بهي ذاتیں خاص هیں اور وه اپني اولاد کي پرورش اسي نظر سے کرتے هیں که اپنا موروثي پیشه چوریکا اختیار کرینگے بہت سي پهاڑي قومیں جو اکثر تردد یافته ملکوں کے حدوں پر بستي هیں اسي قسم کي هوتي هیں اور میدانوں میں بهي ایسي قومیں آباد هیں جو یورپ کے خانه‌بدوش چوروں سے زیاده تر چوري اور قزاقي میں مشهور هیں پیشه کے موروثي هونے سے اگر هنر کو ترقي هوئي هی تو وه چوري کے شي پیشه میں هوئي معلوم هوتي هی کیونکه کسي اور مقام میں ایسے چالاک اور طرار چور نهیں هیں جیسے که هندوستان میں مسافروں سے بہت سے قصه کهانیاں ایسي سنے میں آتي هیں جنسے چوروںکا استقلال اور پخته کاري اور طراري اور مکاري اس قسم کي معلوم هوتي هی جسکے ذریعه سے وه پاسبانوں میں سے چوري کرنے آتے هیں اور کمال خطره کي حالت میں تمام مال مسروقه بحفاظت لیجاتے هیں بعضے زمین میں سرنگ لگاکر نهایت مستحکم اور محفوظ مکان کے اندر نکل آتے هیں اور بعضے کو کسي طریقه سے اندر گهسیں مگر کوئي نکوئي راسته اپنے بهاگنے کے واسطے رکهتے

† کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱۵ صفحه ۳۲۴

هیں ننگے منگے تمام جسم پر تیل ملے ہوئے تلوار لیکر چوري کو جاتے هیں
پس اول تو اُنکی گرفتار هي کرنے میں خطرہ هوتا هی اور اگر پکڑا بهي
تو پکڑنے والوں کے هاتهوں میں چکنائي کے سبب سے اُنکا روکنا مشکل
هوتا هی *

ایک بڑا گروہ چوروںکا جو ٹهگ کہلاتے هیں طرح طرح کے روپ میں
دیس بدیس پهرتے اور همیشه بهیس بدلتے رهتے هیں اور اس فن میں
وہ اُستاد کامل هوتے هیں اُنکا طریقہ یہہ هی کہ وہ ایسے مسافروں کے ساتهہ
لگ لیتے هیں جنکے پاس کچهہ مال و متاع سمجهتے هیں اور اُنکو یار
بنا کر اُسوقت تک همراہ رهتے هیں کہ کوئي بیهوش کرنے والي بوٹي
کهلادینے یا پهانسي ڈالکر مار ڈالنے کا موقع هاتهہ لگتا هی حاصل کلام یہہ
کہ وہ مسافر کو ایسے هنر سے مارتے هیں کہ قطرہ بهر خون نهیں بهتا اور
اس تدبیر سے کهیں دابتے هیں کہ اُسپر کوئي مصیبت گذرنے کا شبہہ ایک
مدت دراز کے بعد هوتا هی ٹهگ بهواني سے مدد مانگا کرتے هیں اور
اُسکي منت مانتے هیں کہ جو کچهہ همارے هاتهہ لگیگا اُسکا اسقدر حصہ
تیري نذر کرینگے مذهب اور معصیت کي آمیزش ایک خاص بات هی
لیکن اُسکي مثل وہ قول و قسم هوتے هیں جو بحري قزاق مدونا کے ساتهہ
کیا کرتے هیں اور مسلمان ٹهگ جو کثرت سے هوتے هیں شیطان کے ساتهہ
معاهدے کرتے هیں جنپر ایام جهالت میں اعتقاد کیا جاتا تها *

اسبات کا بیان کرنا کچهہ ضرور نهیں کہ چور قوموں کي نسل جو
ایک مدت سے چلي آتي هی اُنکي قدامت کے سبب سے باقي اور لوگ
هندوستان کے اُنکو اسبات کا مستحق نهیں سمجهتے کہ اُنکے ساتهہ همدردي
کیجاوے اور دنیا و آخرت میں اُنکو سزا کا سزاوار جانتے هیں جس سے
ظاهر هوتا هی کہ ان باقي اهل هند کے ابا و اجداد نهایت نیک قوموں
میں سے تهے *

اچوردار چوکیدار یا نگهبان یا جو همراہ لیلیئے جاتے هیں وہ علي العموم

انہیں چوروں میں سے هوتے هیں مگر نہایت وفادار اور کام کے هوتے هیں صرف اُنکے ساتھہ میں رهنے سے اُنکی همقوم چوروں سے اور اُنکے هنر و چالاکي سے غیر قوم کے چوروں سے امن ملتي هی گجرات میں اس قسم کي ایک قوم مشہور هی جو پاؤں کے نشان سے چوروں کا کھوج لگاتي هی ایک خشک ملک میں هر دیکھنی والي کو پاؤں کا نشان بہت کم نظر آویگا مگر اُس قوم کا آدمي اُسي سے تمام علامتیں پاؤں کي اُس نشان سے ایسي معلوم کرلیتا هی که اُس کے ذریعه سے فوراً اُس شخص کو پہچان لیتا هی اور پاؤں کے کھوج پر اسقدر دوري تک چور کا تعاقب کرتا هی که قیاس سے باهر هی † *

بھاٹوں اور چرنوں کا بیان

دوسري خصوصیت یہه هی که ایک قوم ایسي معلوم هوتي هی که مال کي حفاظت کرنا بالکل اُسي کا ذمه هی یہه لوگ مغربي هندوستان کے بھاٹ اور چرن هیں جنکي آؤ بھگت راجپوتوں کي قوم میں بطور محافظوں اور قاصدوں کے هوتي هی راجپوتانه میں وہ قافلوں کو پہونچاتی هیں جنکي حفاظت کچھه لوٹ مار سے هي نہیں کرتے بلکه اُنکے سبب سے وہ محصولوں سے بھي محفوظ رهتی هیں گجرات کے ملک میں وہ بہت سا سونا چاندي ایسی خطرناک موقعوں میں هوکر ایک جگھه سے دوسري جگھه پہونچاتے هیں که نہایت مستحکم پہرہ والی سپاهیوں کے

---

† اس قوم کے ایک آدمي کو ایک چور کے کھوج لگانے پر مقرر کیا گیا جو مقام کیرا کي پلٹن کے مسکوٹ کي رکابیاں چورا کر لیگیا تھا اُسنے اُسکے قدم کے نشان سے احمدآباد کے دروازہ تک جو بارہ میل کے فاصلہ پر تھا کھوج لگایا مگر شہر کے اندر لوگوں کي کثرت سے آمد و رفت کے باعث سے وہ نشان گم گیا آخر کار دوسرے دروازہ پر پہونچکر پھر اُسکے پاؤں کا نشان اُسنے پہچان لیا اور بہت دور تک جانے کے بعد چور کے ایک دریا کے پار هونے کے سبب سے پھر دوبارہ اُسکو دقت هوئي مگر بہت سي تلاش سے پھر اُسنے پاؤں کے نشان کا پتا لگایا اور بیس یا تیس میل کے دوڑ دھوپ کے بعد چور کو اُسنے پکڑا اور مال مسروقه حاصل کیا

ساتھہ بھي اسقدر زر خطیر کا پہونچنا دشوار ھی اور سردار لوگ جو آپسمیں بلکہ گورنمنٹ کے ساتھہ بھي جو کچھہ معاھدے کرتے ھیں اُن سب کے وھي ذمہدار ھوتے ھیں *

اُنکو یہہ قوت اور اعتبار جو حاصل ھی وہ اُنکي نہایت ثابت قدم اور پختہ کار اور نیک نیت صالح اور پرھیزگار بھگت ھونے کے سبب سے ھی چنانچہ جو شخص اُنمیں سے کچھہ خزانہ لیجاتاھو اور اُسکے پاس کوئي چور بدمعاش بدنیتي سے آوے تو وہ اُس سے کہتا ھی کہ میں تراگا کرڈالونگا (یعني اپني جان کھودونگا) اور اگر کسي معاھدہ کے پورا کرنے میں کوئي کچھہ تساھل کرتا ھی تو وہ یہي دھمکي دیکر پورا کراتا ھی اور اگر اُسکي دھمکي پر التفات نہیں کیا جاتا تو وہ تلوار لیکر اپنے جسم کو جابجا سے زخمي کرنے لگتا ھی اور اسپر بھي اگر کوئي کچھہ خیال نہیں کرتا تو وہ اپنے دل میں سے تلوار وارپار کر لیتا ھی یا پہلے اپنے بچہ کا سرکاٹ ڈالتا ھی یا جب کسي معاملہ میں کئي ذمہدار ھوتے ھیں تو اُنمیں سے اسلیئے کہ سب سے پہلے کسکو مرنا چاھیئے قرعہ ڈال لیتے ھیں ان باتوں کي بدنامي اور بھاٹ کا خون اپنے سرپر لینے کے خوف سے نہایت بد ذات اور سرکش لوگ بھي سیدھے ھوجاتے ھیں بھاٹوں کي وفاداري ضرب‌المثل ھی وہ اُس فخر کے قایم رکھنے کے لیئے جو بھاٹوں کي قوم کو حاصل ھی اپني جان کھودینے میں ھرگز دریغ نہیں کرتے † *

اس قسم کي وہ رسم بھي ھی جسمیں برھمن ایک تلوار یا زھر لیکر کسي کے دروازہ پر دھنا دیتے ھیں اور دھمکاتے ھیں کہ اگر مالک مکان ھمارے مطلبوں کے پورا کرنے سے پہلے ان کھائیگا ھم اپني جان گنوائینگی قرض خواہ بھي اسي طرح سے دھنا دیتی ھیں مگر خودکشي سے نہیں دھمکاتے وہ اپنے قرضدار کو قرض ادا کرنے تک کھانا نکھانے کے لیئے عزت

† ٹاڈ صاحب کي کتاب تاریخ راجستان اور مالکوم صاحب کي تاریخ وسط ھند جلد ۲ صفحہ ۱۳۰

کي قسم ديتي هيں اور آب و دانه باهر سے گھر میں نہیں جانے دیتے اور جبتک اُسکو نہیں کھانے دیتے اپ بھي نہیں کھاتے اس قسم کا جبر راجاؤں پر بھي هوتا هی اور اُسکا تدارک زور اور زبردستي سے نہیں کیا جاتا يهه وہ طریقه هی جو عموماً فوج اپني تنخواہ وصول کرنے کے لیئے بخشی یا وزیر یا خود راجه کے ساتهه برتا کرتي هی *

دوستي نبھانے اور وقت پر ایک دوسرے کے کام انے کي قسم عهد کرنے کے لیئے کچهه رسمیں ٹهري هوئي هیں اگرچه اس قسم کي دوستي کچهه هندوؤں هي کے ساتهه مخصوص نہیں اور ایسے لوگوں میں بھي جو کچهه بڑے ایماندار نہیں هوتی قسم کا توڑنا بدنامي سمجھا جاتا هی † *

پہاڑیوں اور جنگلي قوموں کا بیان

وسط هند کے پہاڑ اور جنگل ایسي قوموں سے آباد هیں جو دیس کے بسنے والي قوموں سے مختلف هیں وہ پستقد اور سیاہ فام دبلے پتلے مگر چالاک هوتے هیں اور خط و خال میں تفاوت هوتا هی اُنکي آنکهه بصارت میں زیادہ اور شوخ هوتي هی کئي کئي کپڑے پہنتے اور تیر و کمان سے مسلح رهتے اور کہلے خزانہ لوٹ مار کرتے هیں اور اگر ملک میں حکومت قوي نهووے تو همیشه همسایوں سے لڑائي جهگڑا رکهتے هیں جب اُنپر حمله هوتا هی تو اپني حفاظت کي تدبیر نہایت چالاکي سے کرکے پہاڑیوں اور جهاڑیوں میں سے ایسے ڈهب سے کهڑے هوکر تیر مارتے هیں که اگر اُن موقعوں پر اُنپر حمله کیا جاوے تو چپکے هي سے ایسے سٹک جاویں که کسي کو نظر تک نه آویں *

وہ جهونپڑوں میں ادهر اودهر پهیلی هوئے رهتے هیں اور بعضے وقت ایسے جهونپڑوں میں رها کرتے هیں که جہاں چاهتیں اُنکو لیئے پهریں اور اپنے سرداروں کو بہت بڑا اختیار دیتے هیں وہ اپني ناقص کاشت کي

---

† کسیقدر حصه اس رسم کا یهه هی که ایک بیل یا سیب کے دو حصے کرکے معاهدہ کرنے والے آپسمیں تقسیم کرلیتے هیں اور اس رسم کا نام بیل پهندر هی

پیداوار اور اُس آمدني پر جو اُنکو مبادلوں سے یا لوت کھسوت سے حاصل هوتي هی اوقات بسر کرتے هیں کبھي کبھي شکار بھي کھیلتی هیں مگر اُسکو اپني وجهه معاش نہیں تھہراتے ملک کے بہت سے حصوں میں مووے کے پھول اُنکي غذا هوتے هیں *

علاوہ هندوؤں کے ایک دو دیوتوں کے اُنکے نزدیک اور بہت سے خاص خاص دیوتے هوتے هیں جو عذاب اور نعمتیں بخشتے هیں اور ایک دیوتا جو چیچک کا مختار سمجھا جاتا هی اکثر مقاموں میں اُسکا حد سے زیادہ خوف کیا جاتا هی *

وہ پرندوں کي قرباني کرتے هیں اور شراب وغیرہ دیوتوں کو چڑھاتے هیں اُنکے رهنما جادوگر هوتے هیں پوجاري نہیں هوتے مردوں کو جلاتے نہیں دفناتے هیں شادیوں اور بچوں کے پیدا هونے اور تجهیز و تکفین میں کچھه کچھه رسمیں کرتے هیں شراب کے نشه سے بہت سي رغبت رکھتے هیں اور اکثر بیل مار کر کھاتے هیں یہه لوگ کثرت سے بندھیاچل کے سلسلہ میں جو شرقا غربا گنگا سے گجرات تک پھیلا هوا هی اور جنگل کے اُس بڑے خطہ میں جو جنوباً شمالاً الهآباد کے قرب و جوار سے مسلے پاتم کے خط عرض تک چلا گیا هی اور کہیں کہیں سے اُسکا شعبه نکلکر راس کماري تک پہونچا هی آباد هیں بعض مقاموں میں اِس جنگل کا سلسلہ زراعت کے سبب سے توت گیا هی اور اُن میدانوں میں جو لوگ رهتے هیں وہ گانوں کے چوکیدار اور شکاري اور سوداگر اور اور پیشہور جو وهاں کے قابل هیں هوتے هیں چند مقاموں میں اچھا صاف اور هموار ملک اُنکے ظلم اور غارتگري سے جنگل بن گیا هی اور آبادیوں کے کھنڈر اور کھیڑے صحرائي جانوروں کي جولانگاہ هوگئي هیں *

جو باتیں اِن جنگلي قوموں کے مشابهت کي بیان هوئیں اُنسے هماري سمجھه میں یہه بات آتي هی که یہه سب کي سب قومیں ایک بڑي قوم هی لیکن خاص خاص باتوں میں وہ مختلف هیں اور علحدہ علحدہ

نام اُن قوموں کے هیں اِس لیئے جو قومیں اپني اپني زبان جدا جدا رکهتي هیں اُنکي زبانوں کے مقابله کرنے سے اُنکے ایک هونے کا تصفیه هوسکتا هی *

یہه لوگ بهاگل پور میں پهاڑي کہلاتے هیں اور بنگاله اور بہار کے مغربي ملک کے بہت بڑے جنگلي خطه میں جو کثرت سے آباد هیں وہ کول کہلاتے هیں اور بندهیاچل کے سلسله میں مرزا پور کے قریب تک پهیلتے چلے جاتے هیں اور بندهیاچل کے سلسله میں سے اُس حصه کے جو اِس جنگل کے قریب هی اور بڑے جنگل کے بیچ میں کے گونڈ کہلاتے هیں اور اِس سے بهي آگے مغرب کیطرف بندهیاچل کے سلسله میں وہ بهیل مشہور هیں اور تمام مغربي پهاڑوں میں وہ کلي کہلاتے هیں یہه نام غالباً کسیقدر ملک بہار کے کول سے تعلق رکهتا هی اور کولاري سے بهي کسیقدر متعلق هونا ممکن هی جو هندوستان کے خاص جنوب میں اِسی قسم کے لوگ هوتے هیں کلي گجرات کے پهاڑوں اور جنگلوں میں مغرب کیطرف کو ریگستان تک پهیلے هوئے هیں اور جنوب میں وہ کسیقدر مغربي گهاٹ کے سلسله میں بهي موجود هیں *

ملک کے اور حصوں میں یہه مختلف ناموں سے مشہور هیں لیکن مذکورہ بالا قومیں نہایت کثرت سے پائي جاتي هیں *

قدیم زمانه کي انکي تاریخ تحقیق نہیں هی جب دکهن پر هندوؤں نے حمله کیا تها تو وہ اُس زمانه میں بهي دکهن میں ایسے هي تهے جیسے که اب موجود هیں غالباً اُنمیں سے چند قوموں نے رامچندر جي کا بهي ساتهه دیا هوگا جو لغو اور قصه کہانیوں کي آمیزش سے بندروں کي فوج مشہور هوگئے هیں *

دکهن اُس زمانه میں بالکل جنگل تها اور یہه جنگلي قومیں اُسکے اُن حصوں میں باقي هیں جو ابهي تک زیر کاشت نہیں آئے وہ بڑا خطه جنگل کا جسکو گونڈوانه کہتے هیں جو برار اور کٹک کے درمیان میں هی اور

اُسمیں کہیں کہیں مزروعہ زمینوں کے ٹکڑے پائے جاتے هیں اُس سے دکہن کي اِبتدائي حالت اور اُسکے بتدریج آباد هونے کا حال صاف ظاهر هوجاتا هی *

هندوستان میں شاید یہہ قومیں اُس قوم کا غیر مطیع حصہ هوں جسمیں سے خادم قوم قایم هوئي یا اگر یہہ بات سچ هی کہ هندوستان میں بهي اُنکي زبان میں تامول زبان کي آمیزش هی تو یہہ بات ممکن هی کہ وہ ایسي کسي قوم کي باقیات میں سے هوں جو اُس قوم سے پہلے هندوستان میں آباد هوگي جسکو هندوؤں نے فتح کیا هی *

شمال و مشرقي پہاڑوں اور همالیہ کے نیچے کے شعبوں میں اور قومیں هیں لیکن یہہ مذکورہ بالا قوموں سے بہت مختلف هیں اور اُنکے خط و خال اور صورت اُن قوموں سے ملتي جلتي هی جو اُنکے اور چین کے درمیان میں بستي هیں *

یونانیوں نے پہاڑي قوموں کا کوئي علحدہ بیان نہیں کیا مگر پلیني مورخ نے کئي جگہہ اُنکا ذکر کیا هی *

هندوؤں کي خصلت کا بیان

هندوؤں کي خصلت پر راے دینے کیواسطے جسقدر موقع درکار هی اُس سے اُن انگریزوں کو کم هاتهہ لگتا هی جو هندوستان میں آکر رهتے هیں اِنگلستان میں بهي تهوڑے هي سے آدمي ایسے هیں جو اپني قوم کے علاوہ اور قوموں کا بہت سا حال جانتے هیں اور وہ اُنکو ایسے اخباروں وغیرہ کے ذریعہ سے معلوم هوتا هی جنکي مثل هندوستان میں مشتہر نہیں هوتے اور خود هندوستان کے اندر بهي مذهب و اطوار کے باعث سے هندوستانیوں سے انگریز بخوبي واقف نہیں هوسکتے کیونکہ اُنکے آپسمیں مذهب وغیرہ کے سبب سے چند هي معاملے پڑتے هیں اور رایوں کو آزادي نہیں هوتي ملک کے اندروني حصوں کے خاندانوں کا حال بجز رپورٹ کے وسیلہ کے اور کسیطرح همکو معلوم نہیں هوسکتا اور زندگي کي اور بیشمار

واقعوں میں جنسے اچھي خصلت کے بہت سے آثار ظاهر هوتے هیں شرکمت نصیب نہیں هوتي *

مختلف مذهب کے پادري اور جج اور پولس کے مجسٹریت متحاصل یا پرمٹ کے افسر بلکه ایلچي بهي ایک قوم کے نہایت نیک آدمیوں بلکه کسي قسم کے آدمیوں سے اُسوقت تک واقف نہیں هوتے جب تک که شوق یا کسي ذاتي غرض سے اُنکي طرف مائل نہوں جو کچھه هم اور قوم کے لوگوں کا حال دیکھتے هیں اُسپر اپنے اندازہ سے راے لگالیتے هیں اور یہه نتیجه نکال لیتے هیں که جو آدمي بچوں کیطرح ذرا ذرا سي بات میں روئے دیتا هی وہ بڑے موقعوں پر جرأت و همت سے کام کرنے یا تکلیف اوٹھانے کے قابل نہوگا اور یہه که جو شخص اپنے آپ کو جھوٹا کہواتا هی اُسکو کسي ذلیل کام سے شرم نہوگي همارے مورخ زمانه اور مکان کے تفاوت کو بهي گتّ مت کر دیتے هیں چنانچه وہ بنگالي اور مرهٹوں کي خصلت ایک هي بتاتے هیں اور آجکل کے لوگوں کو مہابهارت کے دلاوروں کي خطاؤں کا ملزم ٹهراتے هیں بہت سي مخالف دلیلوں کے جواب میں یہه کہا جاسکتا هی که جو لوگ هندوستانیوں کے حالات کي تحقیقات میں مدتوں تک رهے هیں اُنکي راے اُنکے معامله میں همیشه مناسب هوتي هی لیکن یہه بات کچھه هندوؤں هي سے مخصوص نہیں بلکه تمام اِنسانوں پر صادق آتي هی کیونکه هر قوم کا ایسا هي حال هوتا هی اُنکي نسبت یہه کہنا زیادہ تر مناسب هی که جتنے انگریز هندوستان سے کنارہ کرکے انگلستان میں گئے وہ اُن لوگوں کو جنسے جدا هوکر گئے هیں اُن قوموں کے ساتهه مقابله کرنے کے بعد جنکي غایت درجه کي تعریف هوتي هی اُنہیں کو بہتر سمجھتے هیں *

اِن باتوں سے یہه لازم آنا چاهیئے که جب کبهي اُنکي نسبت همارے دل میں کچھه برے خیال پیدا هوں هم اُنکي طرف توجهه نکریں لیکن اِس حقیقت سے هم غافل نہیں هوسکتے که هندوؤں کي خصلت میں

في الحقيقت چند نقصان بڑے بڑے هیں اور اُن نقصانوں کا اصل باعث اخلاقي اسباب هیں لیکن۔ کمینتدر. سینب اُنکا اُنکے جسم کي ترکیب اور زمین اور آب و هوا هی *

بلاشبهه چند نسلیں به نسبت بعض نسلوں کے زور و قوت میں کم هیں اور اگر وہ ضعیف کرنے والي آب و هوا میں اُنکو رکھا جاوے تو سب کي سب کمزور هوسکتي هیں *

صرف حرارت هي کمزور نهیں کرسکتي اگر حرارت ایسي هو جس سے بچنا ممکن نهو تو طبیعت میں اُسکي برداشت کرنے کي قوت اُسیطرح کي پیدا هو جاتي هی جیسے که شمالي قطبوں کي سردي گوارا کرنے کي عادت هو جاتي هی اور اگر شوریت کو زیادہ کردیا جاوے اور متفرق قوموں میں سخت محنت کے نتیجوں کے حاصل کرنے پر کوشش کیجاوے تو اهل عرب کي سي عقل رسا اور قوي طبیعت حاصل هو جاوے *

مگر هندوستان میں گرم آب و هوا کے ساتهه میں بار اور زمین موجود هی جسکے سبب سے لوگوں کو سخت محنت نهیں اوتهاني پڑتي اور کثرت سے زمین پڑي هونے سے اگر باشندوں کي تعداد حد سے تجاوز کرجاوے تب بهي اُنکي پرورش هوسکتي هی اور گرمي کثرت سے سایه دار درختوں اور هرے بهرے جنگلوں کے هونے اور مینهه برسنے کے سبب سے معتدل هو جاتي هی غرض که هر شی سے وہ افسردہ دلي اور سستي پیدا هوتي هی جس سے غیر ملکوں کے لوگ مشکل سے محفوظ رهتے هیں یهه قیاس همارا اُن مختلف خصلتوں سے جو هندوستان کے مختلف حصوں میں پائي جاتي هیں مستحکم هوتا هے چنانچه شمال میں خشک ملکونکے رهنے والے جهاں موسم سرما میں سردي هوتي هی تر ملکوں کے باشندوں کي نسبت جوانمرد اور چست چالاک هوتے هیں اور مرهتے اور جو لوگ کوهستاني اور غیر بارآور ملک میں بستے هیں سخت محنتي هوتے هیں برخلاف اسکے بنگالي اپنے ملک کي مرطوب آب و هوا اور سال میں دو بار دهانوں کي

نصل حاصل هونے اور ناریل کے درختوں اور بانسوں سے بغیر گھڑنے اور رندنے کے تعمیر کا سامان بہم پہونچ جانے کے سبب سے هندوستان کی تمام قوموں کی نسبت حد سے زیادہ آرام طلب اور کمزور هوتے هیں اگرچه آرام طلبی محنت کی عادت یا کبھی کبھی سخت محنت گوارا کرلینے کو بالکل معدوم نہیں کردیتے مگر اسکو تمام قوم کی صفت سمجھنا چاهیئے اور اُنکی کاهلی کے ساتھه لگی هوئی اُنکی بز دلی هی جو بسبب نهونے جرات کے نہیں بلکه مصیبت اور مشکلوں میں پڑجانے کے اندیشه سے هی انهی دو اصلی برائیوں سے اور برائیاں بھی پیدا هوتی هیں اور خود کاهلی اور بزدلی کا مخرج بے نہایت خود مختاری اور جہالت بغیر کسی قدرتی وجهه کے سمجھنی ممکن هی لیکن یہی سبب اگر کافی وافی هوتے تو اُنکا اثر چینں پر بھی جو نہایت محنتی ہوتے هیں اور روسیوں پر جو حد سے زیادہ مستقل مزاج هوتے هیں ضرور ایسا هی اثر هونا هندوؤں کی نسبت جیسے وہ سبب هیں ویسی هی نتیجے هیں *

هندوؤں میں نہایت سخت برائی دروغ گوئی هی جسمیں وہ مشرق کے بھی اور قوموں سے بہت سبقت لیگئے هیں اُنپر اگر جھوٹ کا اتہام بھی لگایا جاوے تب بھی غصه نہیں آتا جو شخص ایسی بات پر جس سے اُسکے نزدیک اُسکی عزت میں ذرا بھی بٹه لگتا هی خون بہانے کو موجود هوتا هی وہ جھوٹ کا الزام لگانے سے نرمی کے ساتھه یہه جواب دیتا هی که مجھکو جھوٹ بولنے سے کیا حاصل تھا *

حلف دروغی جو ایک اعلی درجه کا جھوٹ هی اور جرموں کے ساتھه اُسکا هونا ضرور هی (اگرچه ایشیا کی اور ملکوں کی نسبت کچھه زیادہ نہیں هوتی) اور جو لوگ گذرے هوئی باتوں پر بہت تھوڑی توجہه کرتے هیں اُنکی آیندہ کے وعدوں پر بھروسه نہیں هوسکتا که وہ اُنکو پورا هی کرینگی باهمی معاملات میں عہد شکنیاں انگلستان کے به نسبت هندوستان میں بہت زیادہ هوتی هیں لیکن اکثر آدمی ایفاء وعدہ کے پابند هوتے هیں *

گورنمنت سے جو لوگ علاقه رکھتے هیں اُنمیں فریب عام هی اور هندوستان میں لوگوں کے ساتهه گورنمنت کے تعلق کا سلسله دور تک پهونچا هوا هی کیونکه زمین کے محاصل کے باعث سے ادنی گانوں والا بهي جبر و تعدي کو فریب سے ٹالنی پر مجبور هوتا هی *

بعض صورتوں میں گورنمنت کي خطائیں مخالف اثر پیدا کرتي هیں چنانچه ساهوکار اور سوداگر اپنے عهد و پیمان کي سخت احتیاط کرتے هیں کیونکه وه اگر ایسا نکریں تو ایک ایسے ملک میں جهاں دادرسي کا حال ابتر هی تجارت قایم نهیں ره سکتي *

هندوؤں کي طبیعت سازش اور فریب سے جب کبهي اُنکو اُسکي ضرورت پیش آئی غیر مناسب نهیں هی چنانچه استقلال اور تحمل اور عاجزي اور دمبازي سے اُس شخص کے اندیوں کو دریافت کرلیتے هیں جس کے ساتهه معامله پڑتا هی اور اُسکے مزاج کي کیفیت معلوم کرتے رهتے هیں اُسکي طبیعت کو ٹهنڈا یا برانگیخته کرکے غرض جو کچهه مقتضاے وقت هوتا هی اُسکے بموجب عمل کرکے اپنا کام نکالتے هیں اور در پرده نظرتیں کرکے هر ایسے شخص سے بهي جو اُنکي مطلبوں کے پورا هونے سے رضامند نهیں هوتا اپني استعانت کرا لیتے هیں لیکن اُنکي سازشوں میں ایسي جرات اور غایت درجه کي معصیت نهیں هوتي جیسی که ایشیا کي اور قوموں میں بلکه هندوستان کے مسلمانوں کي سازشوں میں هوتي هی حالانکه هندوستان کے مسلمانوں کي سازشوں میں هندوؤں میں رهنے سهنے سے گونه نرمي بهي آگئي هی *

اُنکا بداخلاق هونا غالباً اُنکي گورنمنت کے قصور سے هی چنانچه ایک امر خیر میں بهي رشوت لینا قابل تعریف کے سمجها جاتا هی اور برے معاملوں میں رشوت لینا ایک جرم قابل عفو کے خیال کیا جاتا هی روپیه پیسے کے معامله میں فریب کرنا کچهه بهت بدنامي کي بات نهیں سمجها جاتا اور اگر سرکار کے ساتهه کیا جاوے تب تو اُسمیں ذرا بهي برائي خیال

نہیں کی جاتی *

اُن میں خوشامد اور منت سماجت کرنے کی عادت کا ہونا بھی ہم گورنمنٹ کے سبب سے سمجھتی ہیں زبان کی آراستگی اور درستی کے واسطے جو قومیں عجز و انکسار کے الفاظ کا استعمال کرتے ہیں اُنسے قطع نظر کرکے بھی دیکھا جاوے تو اُنمیں چاپلوسی کا سخت عیب ہی اور اُنکی منت سماجت اُنکی حاکموں کے تلون مزاجی کے سبب سے ہی چنانچہ وہ حاکم کے کسی حکم کو قطعی نہیں سمجھتے اور اپنے مقدمہ کی پیروی سے اُسوقت تک درگذر نہیں کرتے جب تک کہ اُنکو اپنی مختلف تدبیروں یا حالات کی تبدیلی یا حاکم کی تنگ آکر اُنکی درخواست منظور کرلینے کے خیال سے اپنا مطلب حاصل کرنے کی امید قطع نہیں ہو جاتی *

هندو ایسے لوگوں کی طرح جو لڑائی جھگڑے دنگہ فساد میں هاتھ پاؤں نہیں هلاتے گولی بچاتے هیں نالشیں اور فریادیں کرنے کو موجود هوجاتے هیں ذرا ذرا سی بات پر نالش کرتے هیں خانہ جنگی کے بدلے اور گالی گلوج تیکا فضیحتی کے عادی هوتے هیں وہ نالش کی پیروی اپنے بالکل برباد هوجانے تک کیئے جاتے هیں اور اپنے معمولی چال چلن کے برخلاف بعض موقعوں پر ایسی شورش مچاتے هیں کہ جو شخص اُنکی اصل عادت سے واقف نہو وہ یہہ سمجھے کہ اب جوتی پیزار لاٹھی تلوار پر نوبت آتی هی *

فلاح عام کے کاموں کی همت هندوؤں میں اُنکی برادری یا اُنکی بستی هی پر منحصر هوتی هی چنانچہ اِنہیں دونوں موقعوں پر بہت زور شور سے ظہور میں آتی هی یا اگر اُنکی وہ همت کچھہ آگے قدم بڑهاتی هی تو سرکاری عہدہ داروں کی حکومت تک آتی هی یعنی اُنکی حکومت هی کو مدد پہونچاتی هی اور طبیعت کا عام جوش بعضے وقت ایسی لڑائی

میں اُنسے ظاهر هوتا هی جو مذهب سے کچهه علاقه رکهتي هوتي هی لیکن وفاداري میں ثابت قدم نہیں هوتے کیونکه ایک شخص رعایا میں سے جس مستعدي اور سرگرمي سے اپنے اصل راجه کي کار و خدمت کرتا هی اُسیطرح اُسکے دشمن کي خدمت اور اطاعت قبول کرلیتا هی اور اپنے وطن کي محبت نبهانے کے بجاے نمک کا زیاده خیال کرتا هی *

اگرچه هندو حسب بیان مذکوره اخلاق کے بڑے بڑے قاعدے توڑ ڈالتے هیں مگر هم یهه نہیں کهسکتے که اُنکے هاں اُسکے اصول قایم نہیں هیں بجز اُن باتوں کے جنکا ذکر هوا اور سب اخلاقي باتوں کا لحاظ و پاس کرتے هیں اور بعض قاعدوں کے جو اُنکي راے میں بڑي قدر و منزلت رکهتے هیں هر ایسي ترغیب کے برخلاف جسکے سبب سے اُنمیں خلل آوے پابند رهتے هیں چنانچه ایک برهمن ایسي چیز کے کهانے کي بجاے جو ممنوع هی فاقه سے مرجانا قبول کریگا اور ایک گانوں کا پدهان ایسے روپیه کے وصول کرادینے کے بجاے جو کوئي ظالم حاکم یا قزاق گانوں پر ڈالے هر قسم کي ایذا سہنا گوارا کرتا هی اور ایسے ملازم کو جو حساب کتاب میں اپنے آقا کو دهوکه فریب دیتا رهتا هی روپیه پیسه بلا لحاظ تعداد کے سپرد هوتا رهتا هی بد اخلاقي کے معاملات میں بهي بہت کم ایسا هوتا هی که ایک شخص بجاے اِس بات کے که خود سزا گوارا کرے اُس شخص کو بتا دے جسکو رشوت دي هو *

بڑا نقصان هندوؤں میں جرأت اور دلیري کا نہونا هی اور اُنکي غلامانه طبیعت اور اندها دهوندهي کے ساتهه باطل اعتقادي اور خیالي گروه دیوتوں کا اور حکمت کي باریکیاں اور زباني امتیاز اور اُنکے نظم کي افسرده نزاکت اور اُنکا زنانه پن فطرت اور سستي کي رغبت اور عاجزانه طبیعت اور انقلابوں سے خائف هونا اور طفلانه کہانیوں کا مذاق اور معقول تاریخ سے تغافل طبیعت اور عقل کي عمده اور شایسته اوصاف کے نہونے کي دلیل هی *

اگرچه یهه ملامت هندوؤں کے تمام قوم پر جبکه اُسکا غیر قوموں سے مقابله کیا جاوے تو صادق آتي هی مگر اُسکے هر ایک گروه بلکه کسي خاص گروه کي کسي زمانه کي حالت سے یهه سب باتیں منسوب نهیں هوتیں چنانچه محنتي آدمي جفاکش اور صاحب استقلال هوتے هیں اور اور گروه بهي جب که کسي معامله سے بڑي غرض رکھتے هوں بلکه بعضے وقت صرف کهیل تماشے میں هي مدتوں تک بڑي بڑي سختیاں سهتے هیں *

هندوؤں کي قوم ایسي نهیں هی جو سخت حملوں کے سهارنے کي عادي هو اور اِس سے بهي کم ایسي لڑائي کو گوارا کرتي هی جسمیں مصیبت پر مصیبت اور دلشکني ایک مدت تک سهني پڑے مگر باوجود اِن باتوں کے بعض وقت اُنسے ایسي جرأت اور شجاعت ظاهر هوتي هی که نهایت سخت لڑاکا قومیں بهي اُنسے سبقت نهیں لیجاتیں مذهب یا عزت کے ذرا سے خیال پر بهي همیشه اپني جان کهو دیتے هیں چنانچه هندو سپاهي جو انگریزوں کے نوکر هیں دو لڑائیوں میں گوروں کي فوج کے شکست کهانے کے بعد آگے کو بڑھے اور اِنمیں سے ایک لڑائي میں اُنکا فراسیسوں سے مقابله هوا اِسي اپني تاریخ میں آگے ایسي مثالیں میں نے لکهي هیں جنمیں هندو سپاهي گروه کے گروه دیده و دانسته موت کے منهه میں دوڑ دوڑ کر جاتے تهے اور باهمی معاملات میں بهي اگر اُنمیں سے کسیکو یهه یقین هوجاتا هی که میري عزت میں کچهه بٹه لگ گیا تو اپني جان کهو دینے میں دریغ نهیں کرتا *

اِسمیں شک نهیں که اُنکا موت کو بے حقیقت سمجهنا اُنکے اُس بزدلي کے ساتهه میں جو ذرا ذرا سے معاملوں میں اُنسے ظاهر هوتي هی ایک عجیب بات هی ایک ادنی سے ادنی هندو اُس سختي اور مصیبت کو جو اُسکے سر سے تل نهیں سکتي ایسي بے پروائي سے سهتا هی که اهل یوروپ حیران رهجاتے هیں اور اپنے ساتهیوں کے ساتهه اچهي طرح هنستا بولتا هی اور بغیر اِس بات کے که اُسکے حواس اور عادت میں کسیطرح کا کچهه فرق آوے موت کا منتظر رهتا هی *

ہندوؤں کي خصلت کا نہایت خالص نمونہ بغیر اُن عیبوں کے جو اب اُسمیں ہوگئے ہیں معہ اُسکي خصوصیتوں کے راجپوتوں اور اور سپاہي فرقوں میں جو اُن ملکوں میں بستے ہیں جنمیں گنگا بہتي ہی اور اُن میں سے سرکار انگریزي میں سپاہي بھرتي ہوتے ہیں پایا جاتا ہی غالباً اِنہیں لوگوں سے ہمکو ہندوؤں کي اولالعزمي اور اعلی درجہ کي شجاعت اور بڑي جاں نثاري کي حقیقت معلوم ہوتي ہی اِنہیں باتوں کے ساتھہ چال چلن کي شایستگي اور رحم دلي اور طفلانہ کہلاڑي پن اور بچوں کي سي سادگي عجیب ڈھنگ سے پائي جاتي ہیں *

گانوں والے ہر جگہہ کم آزار اور ہر دل عزیز ہوتے ہیں اور اپنے خاندانوں پر شفیق اور ہمسایوں پر مہربان اور بجز گورنمنٹ کے سب کے ساتھہ دیانت دار اور باوفا ہوتے ہیں *

اور شہر کے لوگ ایسي خصلت رکہتے ہیں جسمیں بھلائي برائي دونوں ملي جلي ہوتي ہیں لیکن وہ سکون و وقار اور انتظام کے ساتھہ رہتے ہیں شور و غل دنگہ فساد سے عام امن و آسایش میں اور خانگي جھگڑوں سے اپنے آرام وراحت میں بہت کم خلل ڈالتے ہیں بہر حال اگر ہم اُن لوگوں کو جو گورنمنٹ سے تعلق رکھتے ہیں علٰحدہ کرلیں تو شہر کے باقي باشندے ایسے هي نیک اور شایستہ رہجاوینگے جیسے کہ اِنگلستان کے ہیں البتہ مذہب اور حکومت کے فائدوں میں متوسط درجہ والے اِنگلستان کے باشندے اُنسے برتر ہیں اور اِنگلستان کے محنتي فرقہ میں بھي بہت سے ایسے لوگ ہیں جنکا ثاني ہندوستان کے کسي درجہ کے لوگوں میں نہیں پایا جاتا لیکن برخلاف اِسکے ہندوؤں میں کوئي فرقہ ایسا بدکردار اور بد اخلاق نہیں ہی جیسے کہ انگریزوں کے بڑے شہروں میں کي نیچ قوم کے لوگ ہیں اور ایسے لوگوں کے گروہ کے گروہ جو اِنگلستان میں دغا فریب سے اوقات بسر کرتے ہیں یعني نٹ کھٹ اوچکے دغاباز فریبي اور اُن لوگوں میں سے بڑے دل چلے اور بدمعاش آدمي جنکي شرارت

سے اعلی درجہ کے خاندانوں سے لیکر عوام‌الناس تک محفوظ نہیں رہتے هندوستان میں ڈھونڈے نہیں ملتے *

هندوستان کے بعضے چند مشہور جرم اور تمام ملکوں کے جرموں سے سختی میں زیادہ هیں چنانچہ ٹھگوں کے جرموں کا بیان هوچکا اور ڈاکو بسبب اپنی بیرحمی کے ایسے هی قابل نفرت کے هیں جیسے کہ ٹھگ اپنے سوچی سمجھی هوئے دغابازی کے باعث سے هیں *

ڈاکہ ایسے گروہ کو کہتے هیں جو لوٹ مار کرنے کی غرض سے جمع هوجاتا هی وہ لوگ راتمیں ایسے گانوں پر اچانک جاپڑتے هیں جسکو کچھہ وهم و گمان بهی اُنکا نہیں هوتا اور جو لوگ اُنسے بمقابلہ پیش آتے وہ اُنکے هاتھہ سے ماریجاتے هیں اور جنکیطرف اُنکا یہہ گمان هوتا هی کہ اُنہوں نے دولت چھپائی هی اُنکو سخت عذاب دیتے هیں اور صبح کو لوگوں میں ملجاتے هیں اور اُنکا ایسا خوف دلونپر چھا جاتا هی کہ پہچاننے کے بعد بهی بہت کم آدمی اُنپر الزام لگاتے هیں یہہ جرم بجز اسبات کے کہ تدارک کا کچھہ بڑا خیال نہیں کیا جاتا اور ڈاکو سخت بیرحمیاں کرتے هیں اُس جرم سے بالکل مشابہہ هی جو اکثر ایرلینڈ میں کسی زمانہ میں هوا کرتا تها هندوستان میں اس جرم کا باعث هندوستانی گورنمنٹ کی وہ کمزوری هی جو گذرے هوئے سو برس کی بد عملی کے سبب سے هوگئی تهی اور اب انگریزوں کی قوی سلطنت میں یہہ جرم بہت نیست و نابود هوتا چلا جاتا هی ٹهگ اور ڈاکو جسقدر هندو هیں اُسیقدر مسلمان بهی هیں *

جو هیبت کہ ایسی سخت ظلمونسے پیدا هوتی هی اُس سے اول تو اُس ملک کے بڑی بداخلاقی کا خیال آتا هی جسمیں وہ ظہور میں آتے هیں لیکن زیادہ تحقیق کرنے سے وہ خیال دور هوجاتا هی چنانچہ جسقدر جرم هندوستان میں ٹهگ اور ڈاکوؤں کے جرموں سمیت هوتے هیں وہ اُن جرموں سے کم هیں جو انگلستان میں هوتے هیں ٹهگ تو

علحدہ فرقہ ہوتا ہی اور ڈاکو ایسے شریر لوگوں کا گروہ ہوتا ہی جو ہمیشہ کے لیئے متفق ہوجاتے ہیں اور لوٹ مار کرکے اپنی زندگی بسر کرتے ہیں لیکن باقیماندہ لوگ اِس قسم کے خیالات فاسد نہیں رکھتے جنسے جمہور انام کی معیشت میں خلل پڑے متواتر رپوٹوں سے جو ہوس آف کامنز کے اجلاس میں سنہ ۱۸۳۲ ع میں پیش ہوئیں اُنسے ثابت ہوتا ہی کہ چار برس کے اندر اِنگلستان اور ویلز میں جس قدر سخت حکموں کی ہر سال تعمیل ہوئی وہ حکم دو لاکھہ تین ہزار آدمیوں میں سے ایک شخص کی نسبت صادر ہوا اور احاطہ بنگالہ کے ضلعوں میں دس لاکھہ چار ہزار ایک سو بیاسی آدمیوں میں سے ایک کی نسبت وہ حکم نافذ ہوا † اِنگلستان میں سرسٹھہ ہزار ایکسو تہتر میں سے ایک کے حساب سے زندگی بھر کو جلا وطن ہوئے اور بنگال احاطہ میں چار لاکھہ دو ہزار دس میں سے ایک کے حساب سے جلا وطن کیئے گئے *

یہہ بات صحیح ہی کہ جتنے مجرم بنگالہ میں گرفتار نہیں ہوتے اُنکی تعداد اِنگلستان کے اُن مجرموں سے بہت زیادہ ہی جو ہاتھہ نہیں آتے مگر اِس سے یہہ سمجھنا کہ دونوں ملکوں میں سنگین جرموں کی تعداد برابر ہی بڑی ہی لغو رعایت کرنا ہی *

قتل رشک و حسد یا کسی اور رنجش کے سبب سے بہ نسبت کسی منافع کی توقع کے زیادہ ہوتا ہی اور چوری خاص خاص فرقوں سے مخصوص ہی پس مال و متاع کیطرف سے لوگوں کو کم تردد ہوتا ہی چنانچہ ہندوستان میں جو اہل یورپ جاتے ہیں وہ اپنے مکان کا ہرایک دروازہ کہلا رکھکر سوتے ہیں اور اُنکا مال و اسباب اِسی طرح سے پھیلا پڑا

---

† اِنگلستان میں پھانسی دیئے جانے کے حکموں کی تعداد ایک سال میں ایک ہزار دو سو بتیس تھی جنمیں سے چونسٹھہ منظور ہوئی اور اُنکی تعمیل ہوئی اور احاطہ بنگال میں اونسٹھہ مجرموں کو حکم پھانسی کا ہوا جو سب منظور ہوئی اور اُنکی تعمیل کی گئی انگلستان کی آبادی ایک کروڑ تیس لاکھہ اور بنگالہ کے ضلعوں کی چھہ کروڑ ہی

رهتا هی جس طرح دن میں تسپر بهي نقصان کي شکایت کا بهت کم موقع ملتا هی اور هندوؤں کے هاں جن لوگوں کے پاس بہت بہت سے نوکر هوتے هیں شاذ و نادر اُنکي کسي چیز کو قفل میں دیکهنا اُنکے معمولي بڑے اعتبار کي کچهه کم دلیل نہیں هی *

هندوؤں پر احسانمند نہونے کا اکثر الزام لگایا جاتا هی لیکن یهه ظاهر نہیں هوتا که جو لوگ یهه الزام لگاتے هیں اُنهوں نے کیا اُنکے ساتهه بہت کچهه کیا هی جس سے اُنکے دلمیں احسانمندي پیدا هوني لازم آتي جبکه آقا حقیقت میں مهربان اور دلسے متوجهه هوتے هیں تو وہ اپنے هندوستاني نوکروں کي طرف سے بهي ویسا هي اچها عوض پاتے هیں جیسا که دنیا میں اور کسي سے هوسکتا هی بہت کم ایسے اهل یورپ هونگے جنهوں نے هندوؤں کا امتحان بیماري یا مصیبت و خطرہ میں کیا هو اور اُنکو همدرد اور رفیق نپایا هو اپنے سرداروں پر اُنکي جاں نثاري ضرب المثل هی اور اُسکي وجهه جب که کوئي تعلق ذات برادري کا نہو تو بجز احسان مندي کے اور کچهه نہیں هوسکتي هندوستاني سپاهیوں کي جاں نثاري اپنے انگریز افسروں کے ساتهه اتنے موقعوں پر ثابت هوئي هی که کسي اور ملک کي همقوم فوج کي ایسي نظیریں پیش کرنا مشکل هوگا *

اور یهه احسانمندي کچهه کم درجه کے لوگوں سے هي مخصوص نہیں بلکه علی العموم یهه دیکها جاتا هی که جن لوگوں کي حاکموں نے پرورش کي وہ اُنکي مصیبت اور رسوائي کے وقت میں هي اُنکے ساتهي نہیں رهے بلکه اُنکي محبت کو اُنکے بال بچوں تک اُس حالت میں نباها جب که وہ اُنکو بیکسي کے عالم میں چهوڑ کر مرگئے † *

---

† ایک بہت سچي مثال ایک شریف انگریز کي جو بنگالہ میں ایک بڑے عہدہ پر مامور تها هم بیان کرتے هیں یهه شخص اپنے عهدہ سے برخاست هوکر جب اپنے وطن میں آیا تو وہ ایک چند روزہ سخت مصیبت میں مبتلا هوگیا اِس پر ایک ذي رتبه هندوستاني نے جسکے ساتهه اُسنے کبهي کچهه رعایت کي تهي ایک لاکهه روپیه

اگرچه هندوؤں کي خصلت غیر ملک کے لوگوں کے ساتهه ملنے کے زمانه سے بدل گئي هی مگر وه اب بهي رحیم اور شریف قوم هیں اُن بیرحمي کي خونریزیوں کا جو مسلمانوں کے ساتهه تمام لڑائیوں میں هوئیں اُنهوں نے ضرور سخت بیرحمي سے انتقام لیا هوگا پس جو معتدل قانون لڑائي کے منو کے مجموعه میں مندرج هیں اُنپر اُنکا عمل نرها هوگا مگر اب بهي ایشیا کي اور هر ایک قوم کي نسبت بلکه اپنے هموطن مسلمانوں کي نسبت بهي اُن لوگوں سے جو لڑائي میں گرفتار هوجاتے هیں زیاده مهرباني سے پیش آتے هیں *

سلطان ٹیپو انگریزي کمپو کے همراهیوں کے جو اُسکے هاتهه لگ جاتے تهے دائیں هاتهه اور ناک کٹوا ڈالتا تها حالانکه اخیر پیشوا اِس قسم کے لوگوں میں سے هر ایک آدمي کو ایک روپیه اور کسیقدر غله اِس غرض سے دیتا تها که اب جو میري فوج نے اِن لوگوں کو لوٹ لیا هی کسیطرح یهه اپنے کار و بار کو پهر جاري کرسکیں *

البته سرد مهري کے ساتهه خونریز بیرحمي برهمنوں کے ساتهه منسوب کیجاتي هی غالباً اُس سے بغض و عداوت کے قدرتي مخرجوں کا روکنا مقصود هوتا هی لیکن نهایت بد برهمن بهي ایسے قتل کے خلاف پر هیں جس سے خون بهے معمولي حالتوں میں هندو ذي مروت اور راحم هوتے هیں مگر سر گرمي کے ساتهه انسانیت برتنے میں اِس سبب سے قاصر هیں که وه ذات کے ڈر سے هر انسان سے میل جول نهیں کرتے اور کچهه اُسکا باعث یهه هی که وه ایسے کاهل هوتے هیں که اپنے همسایوں کي

سے زیاده سے اُسکي مدد کي اور یهه روپیه جب اُسنے ادا کرنا چاها تو اُس هندوستاني نے هرگز واپس لینا قبول نکیا حالانکه اور کسیطرح کے معارضه کي اُسکو توقع نه تهي یهه جوانمرد دوست ایک مرهٹه برهمن تها یهه ایک ایسي قوم هی جو هندوؤں کي تمام قوموں میں سے غیر قوموں کے ساتهه نهایت کم همدردي کرتي هی اور اختیار حاصل هونے پر نهایت سنگدل اور کج خلق هوجاتي هی *

مصیبتوں پر بهي أسيطرح توجهه نهيں کرتے جس طرح اپني ذاتي مصيبتوں كي پروا نهيں کرتے *

يهه عيب أنكا مفلسوں كے ساتهه مسلوک نهونے سے ظاهر هوتا هى چنانچه سب لوگ برهمنوں کو كهانا كهلاتے هيں اور مذهبي ساده سنتوں كو خيرات ديتے هيں مگر ايسے بهكاري كي جو صرف محتاجي كے سبب سے سايل هوتا هى نه يورپ كي سي باقاعده خيرات سے اور نه ايشيا كے اور حصوں كي سي بيدهنگي مهمان داري سے خبر لي جاتي هى اگرچه غريبوں ميں عاقبت انديشي نكرنا اور اميروں ميں نهايت نمود كے ساتهه خاص خاص موقعوں پر هر شي ميں اسراف هوتا هى مگر عموماً هندو كفايت شعاري بلكه خست پر بالطبع مايل هيں أنكے معمولي اخراجات قليل هوتے هيں اور هر درجه كے لوگوں ميں چندهي آدمي ايسے هوتے هيں جو اپنے جوڑے هوئے روپيه كو ظاهر يا پوشيده كسي تجارت ميں لگا كر يا بهت بڑي شرح كے سود پر ديكر نهيں بڑهاتے هيں هندوؤں كے لڑكے اهل يورپ كے بچوں سے زياده تيز اور هوشيار هوتے هيں باره چوده برس كے بچوں كي سمجهه اكثر حيرت انگيز هوتي هى اور إسيقدر حيرت انزا يهه بات هى كه وه بالغ هوكر ويسے هي كند ذهن اور نا بلد هوجاتے هيں *

مگر با اينهمه عمر بهر صاحب شعور رهتے هيں اور كمتر درجه كے لوگوں ميں إس بات كے ديكهنے سے همكو تعجب هوتا هى كه چال و چلن كي مناسبت اور زبان اور گفتگو ميں با سليقه هونے ميں اپنے آپ سے برتر لوگوں سے به نسبت أسكے بهت كم تفاوت ركهتے هيں جو انگريزوں كے بچے اور لڑكے اپنے بزرگوں كي چال چلن اور لب و لهجه ميں ركهتے هيں *

جس بات ميں هندو اور قوموں پر نهايت برتر فوقيت ركهتے هيں وه بدكاري اور زنا سے اجتناب كرنا هى أنكے ملك كي آب و هوا اور جو قانيرين أسكي هيں أس سے يهه توقع نهيں هوسكتي كه وه اور قوموں كي

نسبت عیاشي میں کم ہوں لیکن اگر ہم انگریزوں کي قوم سے اُنکا مقابلہ کریں تو بدمستي اور اور برائیوں میں نہونے سے چال چلن کي صفائي اور عمدگي میں اُنکو وہ فرق حاصل رهیگا جو هماري خود پسندي کے حق میں مضر هی *

گفتگو میں جو نہایت بري فحش گالیاں دیئے میں بیباک هیں اُس سبب سے وہ اس تعریف کے قابل نہیں جو اُنکي کي گئي مگر اسکی جواب میں یہہ خوب کہا گیا هی کہ اُسکا سبب وہ سادگي طبیعت کي هی جسکے نزدیک جو شی اصل الزام سے پاک هی اُسکا نام لینے میں کچھہ قباحت نہیں یہہ راے اور معاملوں میں اُنکے چال چلن کے پاک صاف ہونے سے مستحکم هوتي هی *

اگرچہ ہندوؤں کي طبیعت میں کم گوئي اور سوچ بچار کرتے رهنا پڑا هوا هی مگر وہ آپسمیں ہنستے بولتے خوش و خرم رهتے هیں تقریر کرنے اور دل لگي کرنے کے شوقیں هوتی هیں لطیفہ اور رمز و کنایہ سے هنسي چہل بلکہ پهکڑ لڑنے کي نوبت پہونچنی پر کمال خوش ہوتے هیں ہم پہلے بیان کرچکی هیں کہ اُنکي گفتگو اکثر خفیف باتوں پر هوتي هی اور یہہ بات اُنکي عام خصلت هی اور اُسکے ساتهہ ایک خود بیني اور نمایش بهي هوتي هی *

قد و قامت اور جسامت میں وہ اہل یورپ سے عموماً بہت کم ہوتے هیں † اور یورپ والوں سے وضع اور انداز اُنکا بہتر ہوتا هی مگر زور کم هوتے هیں اور ہاتھہ پاؤں اُنکے زیادہ چستي اور چالاکي سے چلتے هیں اور رنگ اُنکا بهورا (یعني گندمي) حبشیوں اور جنوبي اہل یورپ کے رنگوں میں متوسط درجہ رکھتا هی اور اُنکی بال باریک اور سیاہ سنگ موسی کے رنگ کے هوتے هیں اور مونچھیں اور ڈهاري بهري هوئي مگر ڈهاري بہت کم رکھتے هیں اُنکي عورتوں میں بہت زیادہ حسن اور ناز و ادا هوتي هی جسکو

† هندوستان میں سپاهي پیشہ قومیں انگریزوں سے علی العموم بلند قد هوتي هیں

شرم و حیا اور زنانہ حجاب سے دوبالا رونق ہوجاتی ہی † *

ہندوؤں کے جسم کی صفائی ضرب‌المثل ہی اکثر جو وہ نہاتے رہتی ہیں تو ہر غسل کے بعد کپڑے نہیں بدلتے لیکن اِس صورت میں بھی اُن میں کے عوام‌الناس اور قوموں کے عام لوگوں سے زیادہ صاف رہتے ہیں اُنکے مکان کے وہ حصے جنپر سبکی نظر پڑتی ہی بہت صاف ہوتے ہیں مگر انگریزوں کے ہاں کی سی لطافت اور نفاست ہندوؤں میں نہیں ہوتی جسکا مقتضی یہہ ہی کہ وہ سب مکان بھی جو آڑ اور پردہ کے ہوں ویسے ہی پاک اور صاف رہیں *

ہندوؤں کے زمانۂ قدیم کی خصلت کا زمانۂ حال کی خصلت سے مقابلہ

ہندوؤں کی دونوں قسم کی خصلت جو زمانۂ قدیم میں تھی اور اب زمانہ حال میں ہی ہمنے بیان کی اور اُسکا مقابلہ کرکے نتیجہ نکالنے سے پہلے یہہ بہتر ہوگا کہ متوسط زمانہ میں جو خصلت اُنکی تھی اُسکا حال دریافت کریں اُسکے دریافت کرنے کا ذریعہ ہمارے پاس وہ حالات ہیں جو یونانی چھوڑ گئے ہیں اور یہہ یونانی ایسے ہیں جنکے بیان میں ہمارے خاص خیالوں کو دخل نہیں اور اُنکی رائیں سریع‌الفہم اور واجب‌التعظیم ہیں *

اسی تحقیق میں ہمنے ایک اور مقام ‡ پر گفتگو کی ہی جسکی صرف نتیجے یہاں بیان کرنے مناسب ہیں *

اُن حالات سے ظاہر ہوتا ہی کہ جو بڑی بڑی تبدیلیاں منو کے مجموعہ

---

† جو لشکری عورتیں لندن کے بازار میں عام ہیں وہ اکثر بمبئی کے قریب کے ساحل اور بنگالہ کے جنوب و مشرقی حصہ کی ہیں جہاں لوگ چانول کھاتے ہیں اور آب و ہوا وہاں کی مرطوب اور گرم ہی جو ہندوستان کی عورتوں کا نہایت برا نمونہ ہیں

‡ تتمہ ۳ کو ملاحظہ کرو

سے سکندر کے زمانہ تک ہوئي ہیں وہ یہہ ہیں خدمتگار قوم (یعني شودروں) کا بالکل ازاد ہو جانا اور اگر اس وقت میں ستي کي رسم کا آغاز نہیں تو زیادہ رواج ہونا اور قوموں کے آپسمیں شادیوں کا امتناع اور برھمنوں کا سپاھي پیشہ ہوجانا اور دیہات میں علحدہ علحدہ آباد ہونا اور شاید فقیروں کے فرقوں کي ابتدا قایم ہونا هی *

اور جو تبدیلیاں منو کے زمانہ سے زمانہ حال میں ہوئیں بخوبي بیان ہوچکي هیں اور اگر اب ہم دونوں خاص زمانوں پر بغیر مقابلہ کیئے عام نظر ڈالیں تو ہم کو ظاہر ہوگا کہ زیادہ تر ایسي تبدیلیاں ہوئیں هیں جنکا میلان برائي کیطرف هی *

شودروں کي غلامي کي حالت کا بالکل معدوم ہو جانا بیشک ایک ترقي اور بھلائي کي بات هی مگر اور صورتوں میں ہندوؤں کے مذہب کو زیادہ خراب ہوگیا ہوا اور ذاتوں کي قیدوں کے زیادہ سختي جنمیں برھمنوں نے اپني ذاتي غرضوں سے اپنے حق میں کسیقدر آساني رکھي هی زمین کا لگان دوچند ہو جانا اور عدالتونکا اُٹھہ جانا اور قانونوں میں عورتوں کي رعایت کم ہو جانا اور رفاہ عام کے بڑے بڑے کاموں کا مسدود ہوجانا اور لڑائي میں دشمنونسے مروت اور اخلاق کے ساتھہ جو پیش آیا کرتے تھے اُسکا جاتا رهنا ہم دیکھتے هیں اور جو کتابیں اب موجود هیں اُنسے معلوم ہوتا هی کہ ایک زمانہ میں ہندو جن علوم اور فنون میں بہت اچھي دسترس رکھتے تھے اُن علموں میں اب کچھہ لکھنے کا قصد نہیں کرتے اور پہلي جو غیر ملک کے آدمي اُنکو دیکھتے تھے اُنکي طبیعت پر ہندوؤں کي جوانمردي اور سچائي اور سادگي اور دیانتداري کا بہت بڑا اثر پڑتا تھا مگر اب اُنمیں یہہ اوصاف بہت گھٹتے ہوئے معلوم ہوتے هیں *

اس سب حقیقت سے یہہ نتیجہ حاصل نکرنا ممکن نہیں کہ ایک زمانہ میں ہندو اخلاق اور عقل سے بہرہ وافي رکھتے تھے اور اب بھي وہ

اپنی پژمردگی کی حالت میں بجز یورپ کی قوموں کے اور قوموں سے تربیت اور شایستگی میں کچھہ گھٹی ہوئے نہیں ہیں اس سے ثابت ہوتا ہی کہ ایک زمانہ میں اُنہوں نے تربیت اور شایستگی کی ایسی ترقی حاصل کی ہوگی جس تک قدیم اور حال کے زمانہ کی تربیت‌یافتہ قوموں میں سے تھوڑی ہی‌سی پہونچی ہونگی *

اُنکے زوال کے سبب ہم مختلف مقاموں میں بیان کرچکے ہیں اُنکا مذہب کاہلی پر راغب کرتا ہی جو زوال کی جانب پہلا قدم ہی اور ذات کے قاعدے اپنے ملک کی ترقیوں کے مانع ہیں اور غیر ملکوں سے جو ترقیاں حاصل ہونی ممکن ہوتی ہیں انکی بھی سدراہ ہیں انہیں قاعدونکے سبب سے ابتک ہندو اور مسلمانوں میں غیریت قایم رہی ہی ہندوستان میں بھی یہہ ایک خاص مثال صرف انہیں قاعدوں کی پابندی کے سبب سے پائی جاتی ہی کہ ایک بت پرستی کا مذہب مذہب اسلام کے سامنے جو اُسکی نسبت پاک صاف ہی خاصکر ایسی حالت میں کہ حکومت بھی مسلمانوں ہی کی رہی قایم رہا بیشک سلطنت شخصیہ کے رہنی سے لوگوں کی حالت کی ترقی میں رکاوٹ ہوئی ہوگی مگر یہہ سلطنت ایشیا کے اور ملکوں کی نسبت ہندوستان میں ظالمانہ اور تنگ کرنے والی نہ تھی *

ورثوں کی بہت سی تقسیم در تقسیم ہونی کُچھہ ہندوؤں ہی پر مخصوص نہیں پھر بھی ہندوؤں کے بہت بڑے حصہ کی تباہ حالت کا سبب محقق کی راے میں یہہ تقسیم ہی قرار پاتی ہی اِس تقسیم کے سبب سے ہندوستان میں بہت بڑے زمیندار کی اولاد اُسکے بعد کسی نہ کسی وقت میں جدا جدا ہوکر کسان اور کمیرہ کے درمیان کی سی حالت پر پہونچ جاتی ہی بلکہ اُنسے کسیقدر بدتر ہو جاتی ہی اور کوئی ذریعہ اُنکے پاس ایسا نہیں رہتا جس سے روپیہ جمع کرکے پھر اصلی حالت پر پہونچ سکیں ساہوکار اور سوداگر اسقدر کافی دولتمند ہونے ممکن ہیں کہ وہ

اپني اولاد کے لیئے بہت سي دولت چھوڑ جاویں مگر جو کہ هر ساهوکار
یهہ بات جانتا هی کہ نہ میں ایک خاندان کي بنیاد قایم کرسکتا هوں اور نہ
بذریعہ وصیت کے اپنے تمام مال متاع کو جسطرح جي چاهے کسي کام میں
لگا هوا چھوڑ سکتا هوں پس وہ اپني کمائي سے جو عزت اور خوشي حاصل
هوني ممکن هوتي هی اُسکے اسطرح سے حاصل کرنے میں کوشش کرتا هی
کہ دعوتوں اور جلسوں اور بیاہ شادي کي رسموں میں بہت بہتسا روپیہ
لگاتا هی اور ایسے مندر اور تالاب بناتا هے اور باغ لگاتا هی کہ اگر اُسکے جیتے
جي پورے نہ هوئے هوں تو اُنکے پورا کرنے یا پورے هوگئے هوں تو اُنکي
مرمت کا اُسکے جانشین مقدور نہیں رکھتے † *

علي السویہ تقسیم کا جیسا برا اثر هندوؤں کي دولت پر هوتا هی
ویساهي اُنکي عقل پر هوتا هی برابر کي تقسیم کي تدبیر قدیم زمانہ کے
بعض جمہوري سلطنتوں نے عیاشي کے روکنے اور نئي باتوں پر لوگوں کے مایل
نہونے دینے کي غرض سے کي تهي هندوستان میں اس تقسیم سے وہ مطلب
بخوبي حاصل هوتے هیں اور وہ اُن تمام کوششوں اور جد و جهد کي مانع
هی جو اپني حالت کو ترقي دینے کي بلند نظري سے لوگ همیشہ کیا
کرتے هیں کیونکہ جس شخص نے اپني ذاتي محنت سے دولت جمع کي هو
غالباً وہ علم یا عمدہ فنوں کي طرف متوجهہ نہیں هوسکتا اور اگر متوجهہ
هو تو وہ اُسکي جمع پونجي اُسکے مرنے کے بعد برباد جاویگي اور اُسکي
اولاد کو از سرنو اپني بسر اوقات کے لیئے محنت کرني پڑیگي جسکے سبب
سے اُنکو اُس شایستگي اور تربیت سے حاصل کرنے کي فرصت نملیگي جو
مسلسل نسلوں کي ترقي یافتہ تعلیم سے میسر هوتي هی *

اگرچہ هندوستان میں یورپ کي نسبت بہت جلد اور یکایک دولت
کو ترقي هوجاتي هی مگر اُس سے لوگوں کي حالت میں کوئي مستقل
تبدیلي نہیں هوتي تمام باتیں جیسي پہلے سے چلي آئي هیں ویسي هي

---

† اسي سبب سے اهل یورپ یهہ خیال کیا کرتے هیں کہ اپنے باپ کے اُن کاموں
کے جاري رکھنے کو جو رفاہ عام کے لیئے اُسنے شروع کیئے هوں بیٹا برا سمجهتا هی

مردہ حالت میں رهتي هیں اور نامي گرامي شخص لوگوں کي هدایت کے واسطے نہیں هوتے اور حاکم کي خودسري کا کوئي روکنے والا نہیں هوتا † *

ایسي خرابیونکي حالت میں هندوؤں کي علم تربیت کے بگڑ جانے اور زوال پذیر هوجانے سے همکو کچهه تعجب نہیں هوتا بلکه حیرت کي یهه بات هی که وہ اِن خرابیوں کے مقابله میں کیونکر سرسبزي حاصل کرسکے بلکه وہ اِس درجه کو بهي جو اب موجود هی کسطرح پهونچي هونگے *

اِس بات کا دریافت کرنا که هندوؤں کي تربیت کس زمانه میں اعلی درجه پر پهونچي آسان نہیں هی شاید علمي جلسوں اور اخلاق میں اُنکي تعلیم و تربیت کي عمدہ حالت سکندر اعظم کے آنے سے پہلے تهي مگر علم انشا کو اپنے کمال پر پهنونچنے میں زیادہ مدت گذري چنانچه اُسکي غایت درجه کي سرسبزي کا زمانه هندوؤں کي روایت سے راجه بکرماجیت کا عهد معلوم هوتا هی جو سنه ۵۶ ع سے کچهه پہلے گذرا هی مگر جن عالموں کو اُس راجه کے دربار کي رونق کا باعث بتاتے هیں اُنمیں سے کئي پچهلے زمانه کے معلوم هوتے هیں اور جن عمدہ مصنفوں کي کتابیں اب بهي موجود هیں اُنکا زمانه بہت وسیع هی چنانچه دوسري صدي قبل مسیح سے سنه ۸۰۰ ع تک قرار پایا هی ریاضي کا علم سنه ۵۰۰ ع میں کمال پر پهونچا هوا تها لیکن ایسي کتابیں علم انشا اور اور دقیق علموں کي جنمیں بڑي قابلیت درکار هوتي هی مسلمانوں کے حمله کے کچهه پیچهے تک لوگ تصنیف کرتے رهے *

---

† بڑے بڑے جنگي سردار اِس کلیه سے مستثنی هیں کیونکه وہ اپني جائداد منقوله اپنے جیتے جي منتقل کرجاتے هیں مگر اُسکي ترقي کے حق میں وہ نہایت بدسلیقه هوتے هیں جو که اِن سرداروں کي تقویت اجرہ دار سپاهیوں پر منحصر هوتي هی اِس لیئے اُنکو همارے یورپ امیروں کي طرح لوگوں کے مدد کي حاجت نہیں هوتي اور یهه هر ایک سردار ایک دوسرے سے اپني اراضي پر بہت دور دور ایسے رهتے هیں که اپنے همسروں کو باهمي آمدو رفت سے اور نه اپنے آپ سے کمتروں کو اپني باهمي عادات کے نمونه سے شایسته کرتے هیں

چوتها حصہ

هندوؤں کي تاریخ مسلمانوں کے حملہ تک

پہلا باب

هندوستان خاص کے هندوؤں کي تاریخ

هندوؤں کي تاریخ کي اِبتدا کا جو کچهہ پتا همکو لگا هی وہ منو کے مجموعہ کے ایک مقام سے هاتهہ آیا هی جس سے یہہ معلوم هوتا هی کہ وہ ایک زمانہ میں سرستي اور درشا دوتي (یعني دریا کاگر) دریاؤں کے دوآبہ میں جو ایک خطہ دهلي کے شمال و مغرب میں قریب سو میل کے هی سکونت پذیر تهے اِس خطہ کا طول قریب پینسٹهہ میل کے اور عرض بیس میل سے چالیس میل تک هی منو کا قول هی کہ اُس زمین کو برهما ورتا اِس سبب سے کہتے تهے کہ اُسمیں دیوتوں کي آمد شد تهي اور جو رسم اُس ملک میں ایسي قدیم روایت سے جسکي اِبتدا معلوم نہیں چلي‌آتي هو اُسکي پیروي کي بهگتوں اور پرهیزگاروں کو هدایت کي گئي هی † اِس خطہ اور جمنا کے درمیان اور جمنا اور گنگا کے شمال پر جو خطہ واقعهے اُسکو معہ شمالي پهاڑ کے برهم ارشي کے نام سے منو نے بیان کیا هی اور جو برهمن اُس خطہ میں پیدا هوں اُنکو انسانوں کي تعلیم و تربیت کے واسطے نہایت لایق اور مناسب بتایا هی ‡ *

پس اِس ملک کو هم وہ ملک سمجهیں جسکو سرستي والے خطہ کے بعد هندوؤں نے فتح کیا هوگا *

---

† منو کے مجموعہ کا حصہ دوسرا اِشلوک ۱۷ و ۱۸ یہہ خطہ پہلے راجاؤں کي بڑي کارگاہ اور بڑے بڑے داناؤں کے رهنے کا مقام تها — واسن صاحب کے ترجمہ بشن پوران کے دیباچہ کا صفحہ ٦٧

‡ منو کا مجموعہ حصہ ۲ اشلوک ۱۹ و ۲۰

اِن ابتدائي باتوں میں سے پورانوں میں کچھہ بھي نہیں لکھیں اُنمیں ابتدا اجودھیا (یعنی اودہ) کےملک سے هی اس خطه میں سورج بنسي اور چندر بنسي راجاؤں کي نسلیں قایم هوئیں اور وهیں سے اور ملکوں کے راجه ظہور میں آئے *

سورج بنسي سلسله میں پچاس یا زیادہ سے زیادہ ستر پشتوں کا امتیاز جھوٹي اور لغو کہانیوں سے قایم کیا گیا هی *

اِنکے بعد رام چندر جی کا بیان جو اصلي تاریخ میں شمار کیئے جانے کے قابل هی کیا گیا هی *

رام چندر جي کي مہم

رام چندر جي کي سرگذشت کو جب لغو اور بیہودہ کہانیوں سے علحدہ کر لیا جاوے تو صرف اِسقدر اصلیت رهتي هی که هندوستان میں ایک قوي سلطنت اُنکے قبضہ میں تھي اور اُنہوں نے دکھن پر چڑھائي کي اور جزیرہ لنکا تک پہونچے اور فتح کیا *

دکھن پر اُنکي چڑھائي کرنے پر شبہہ کرنے کي کوئي وجهه نہیں همکو یقین هی که اُنہوں نے دکھن پر حمله کیا مگر یہه بات خلاف قیاس هی که اگر سب سے پہلے حمله کرنے والوں میں سے وہ تھے یا سب سے پہلے اُنہوں نے حمله کیا تو لنکا کو بھي فتح کر لیا اگر فتح کر لیا تو وہ بید کے تالیف کے زمانه سے پہلے جیسا که عموماً خیال کیا جاتا هی نہوئے هونگی کیونکه منو کے زمانه میں بھي فتحیاب هندوؤں کي کوئي بستي دکھن میں نہیں تھي اِس لیئے غالب یہه معلوم هوتا هی که جن شاعروں نے رام چندر جي کے حالات کو بڑي دھوم دھام سے لکھا هی اُنہوں نے اپني بڑي عمارت کو نہایت تنگ اور مختصر بنیاد پر هي تعمیر نہیں کیا بلکه اُنہوں نے اپنے ممدوح کے مہم کو ایسے مقام سے منسوب کیا هی جو اُنکے زمانه میں نہایت دلچسپ مشہور تھا *

رامائن کي تو ایسي قدامت جسپر شبهه نهیں هوسکتا اُس واقع کي تاریخ کے قدیم هونے کے لیئے بهت بڑي شهادت هی اور دکهن پر جو کوئي مشهور عزیمت بغیر بهت سے سامانوں کے ممکن نه تهي اِس لیئے یهه لازم آویگا که رام چندرجي اُسوقت میں هوئے هونگے جب که هندوؤں کے علم و تربیت اعلی درجه پر پهونچي هوگی *

رام چندر جي کے بعد اُنکي نسل میں سے ساٹهه راجه متواتر اُنکي سلطنت میں حکمران هوئے مگر اُنکے بعد جو پهر کچهه ذکر اجودهیا کا نهیں پایا جاتا اِس لیئے ممکن یهه هی که یهه سلطنت اُس سلطنت میں جوایک زمانه میں کوشاله کهلاتي تهي شامل هوگئي هوگي اور دارالسلطنت اجودهیا سے قنوج میں منتقل هوگیا هوگا *

مهابهارت کي لڑائي

وه لڑائي جسکا بیان مهابهارت میں هی دوسرا تاریخي واقعه قابل اِطلاع کے هی *

یهه لڑائي ضلع هستنا پور کے واسطے جو غالباً دهلي کے شمال و مغرب میں گنگا پر تها جسکا اِس زمانه میں بهي یهي نام مشهور هی چندربنسي خاندان کي دو شاخوں یعني کورووں اور پانڈووں کے آپسمیں هوئي اِن دونوں کو بهت سے رفیقوں سے جنمیں سے بعضے بهت دور دور سے آئے تهے مدد پهونچي *

معلوم هوتا هی که هندوستان میں اُس زمانه میں بهت سي سلطنتیں تهیں چنانچه گنگا کے کناره پر ایک هي خطه میں کم سے کم چهه سلطنتیں تهیں † مگر اُن سلطنتوں کے آپسمیں بهت آمد و رفت اور ربط

---

† هستناپور اور متهرا پنچالا (یعني اوده کا کچهه حصه اورنیچے کا دوابه) اور بنارس اور مگادہ اور بنگال ـــ اورینٹل میگزین جلد ۳ صفحه ۱۳۵ اور ٹاڈ صاحب کي کتاب جلد ۱ صفحه ۴۹ مهابهارت اجودهیا اور کناکو بیا یعنی قنوج کي سلطنت کا کچهه ذکر نهیں هوا اگر منو کے مجموعه کے باب ۲ اشلوک ۱۹ کے بموجب پنچالا اُس سلطنت کا دوسرا نام ٹهرے

و اتحاد قایم هوگیا هوا معلوم هوتا هی سري کرشن جي نے جو پانڈوون کي کمک کو آئی تھے اگرچه جمنا کے کنارہ پر پیدا هوئے تھے مگر اُنہوں نے گجرات میں ایک سلطنت کي بنیاد ڈالي تھي هر فریق کي کمک کو اٹک سے لیکر کالنگا تک سے جو دکھن میں واقع هی اُنکی رفیق آئے تھے بعضی انمیں سے اٹک کے اُس پار کے سرداروں میں سے بھي تھے اور یاونا بھي جو ایسا نام هی که اکثر مشرق کے حالات لکھنے والوں نے اُس سے یوناني مراد لیئے هیں اُنکے معاون آئے تھے پانڈوؤں نے فتح پائي لیکن ایسے بڑے نقصان کے بعد یهه فتح اُنکو نصیب هوئي که اُنمیں سے جو زندہ بچے تھے اپنے عزیزوں اور فوج کي تباهي اور ضایع هونے کے رنج سے دنیا کو ترک کرکے همالیه پر برف میں جاکر مرگئے اُنکے بڑے رفیق سري کرشن جي جیسا که هم پہلے بیان کرچکے هیں اپنے ملکي لڑائیوں میں مارے گئے هندوؤں کے بعضے افسانوں میں لکھا هی که کرشن جي کے بیٹے دریاے اٹک کے پار جانے پر مجبور هوئے † اور وہ راجپوت جو اُس خطه یعنی دریاے اٹک کے اُسطرف سے سندہ اور کچھه میں اس زمانه میں آئے هیں قوم یادو یا جادو میں سے هیں تو یهه بیان جیسا که بظاهر معلوم هوتا هی اُس سے زیادہ اعتماد کے قابل هی مگر خود مہابھارت کے زیادہ معتبر بیان سے معلوم هوتا هی که وہ جمنا کے قرب و جوار میں واپس چلے آئے *

مہابھارت میں کا قصه به نسبت راماین کے زیادہ تر قرین قیاس هی اُسمیں زیادہ تر هندوستان کے حالات مندرج هیں اور رامائن کے به نسبت اُسکے قصے زیادہ تر حقیقتوں پر مبني هیں اگرچه هومر کي کتاب ایلیڈ سے مہابھارت واقعي حالات کي علامتوں میں بہت کم هی مگر رامائن سے اُسکو وهي مناسبت هی جو هومر کي مثنوي ایلیڈ کو هرکیولیز کے افسانوں

---

† کرنل ٹاڈ صاحب کي کتاب جلد ۱ صفحه ۸۵ اور مہابھارت کا انگریزي ترجمه جو فارسي ترجمه سے هوا اور سنه ۱۸۳۱ع میں اوریئینٹل فنڈ سے چھپا

سے هی اور ایلیڈ کي مانند مہابھارت ایسا ماخذ هی کہ اُس سے بہت سے هندو سردار اور قومیں اپنے بزرگوں کا سراغ لگانے میں کوشش کرتے هیں *

مہابھارت کے تصنیف هونے کے زمانہ پر بحث هوچکي هی غالباً چودهویں صدي قبل مسیح میں وہ تصنیف هوئي پانڈوؤں کي اولاد میں سے اُنتیس اور بقول بعضوں کے چونستھہ راجہ تخت پر بیٹھے ان راجاؤں کا صرف نام هي نام باقي هی اور کچھہ حال نہیں ملتا دارالسلطنت اُنکا دهلي کو منتقل هوگیا معلوم هوتا هی *

مگادا کے راج کا بیان

اُن راجاؤں میں سے جنکا معاونوں کي طرح آنے کا مہابھارت میں ذکر هی صرف ایک راجہ کي اولاد کي قسمت میں بہ نسبت اوروں کے زیادہ مشہور هونا تھا وہ مگادا کے راجہ هوئے هیں جنکا بہت کچھہ بیان هوچکا هی *

معلوم هوتا هی کہ مگادا کے راجاؤں کو همیشہ بہت سي حکومت اور اختیار حاصل رها هی اُنمیں سے اول راجہ کو جسکا ذکر مہابھارت میں موجود هی بہت سے سرداروں اور قوموں کا سردار بیان کیا گیا هی غالباً اُسکے مطیعوں میں بنگالہ اور بہار کے سرداروں هي میں سے هونگے مثلاً هم کو معلوم هو چکا هی کہ پانچ خود مختار سلطنتیں اُس ملک میں اور تھیں جسمیں گنگا بہتي هی † *

کئي سو برس تک مگادا کے کل راجہ چھتري قوم میں سے هوئے لیکن راجہ نندا کي ما شودر تھي اور چندرا گپتا بھي جسنے نندا کو قتل کرکے

† یہہ بات بیان کرنے کے قابل هی کہ یادنا یعنے یونانیوں کو مگادا کے راجہ کا رفیق بیان کیا گیا هی اِسکي وجہہ بظاهر وہ تعلق هی جو پراسي قوم کے راجاؤں اور سکندر اعظم کے جانشینوں میں تھا (پروفیسر ولسن صاحب کا قول مندرجہ کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱۵ صفحہ ۱۰۱) اُنکا دوسرا رفیق بھاگا دتا جسکو بڑي شان و شوکت والا یہہ خطاب دیا گیا هی کہ وہ جنوب و مغرب کا راجہ تھا وہ بموجب آئین اکبري کے بنگالہ کا راجہ تھا

سلطنت پر قبضہ کیا نیچ قوم میں سے تھا پورانوں میں لکھا ھی کہ چندرا گپتا کے زمانہ سے مگادا میں چھتریوں کی قدر منزلت جاتي رهي پھر جتنے راجہ اور سردار مگادا میں هوئے وہ شودر تھے † *

مگر اُنکي ذات کے ذلیل هونے سے اُنکے رعب داب اور قدر و منزلت میں کچھہ کمي هونا پایا نہیں جاتا کیونکہ چندرا گپتا کے شودر جانشینوں کي نسبت پورانوں میں معمولي مبالغہ کے ساتھہ لکھا هی کہ اُنھوں نے تمام دنیا کو ایک چتر کے نیچي لیلیا ‡ اس بات کے یقین کي نہایت قوي دلیل هی کہ اسوکا جو شودر خاندان میں سے تیسرا راجہ تھا دریاے نربدا کے شمال کي سلطنتوں پر بڑا رعب داب رکھتا تھا اُسکي سلطنت کي وسعت اُن دور و دراز مقاموں سے معلوم هوتي هی جہاں ایسے ستون بنے هوئے هیں جنپر اُسکے فرمان کندہ هیں اور اُنهیں یادگاروں سے اُسکي سلطنت کا تربیت یافتہ هونا ثابت هوتا هی کیونکہ اُن فرمانوں میں دواخانوں اور شفاخانوں کے قائم کرنے اور سڑکوں پر درختوں کے لگانے اور کنوؤں کے کھدوانے کي تاکید موجود هی *

لوگوں کي جو یہہ راے هی کہ مگادا کے راجہ هندوستان میں سب سے غالب اور شاهنشاہ تھے اِسکي تائید میں همکو سب سے اول وجہہ جو دستیاب هوئي هی وہ یہي اسوکا کي فوقیت هی اور کرنل ولفورڈ صاحب نے جو کچھہ مگادا کے راجاؤں کي نسبت اُنسے تحقیق هوسکا هی دراڈرا لکھا هی اُسمیں وہ کوئي بات ایسي نہیں بیان کرتے جو برخلاف اس یقین کے هو کہ مگادا کے راجاؤں کي § سلطنت بہت دور تک پھیلے هوئي اور ابتدا سے هي ترقي یافتہ تھي معلوم هوتا هی کہ مہابھارت کي

---

† سر جونس صاحب کي تحریر مندرجہ کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۲ صفحہ ۱۳۹ اور پروفیسر ولسن صاحب کي هندوں کے سوانگ کي کتاب جلد ۳ صفحہ ۱۴

‡ پروفیسر ولسن صاحب کي کتاب هندوؤں کي تماشہ گاہ جلد ۳ صفحہ ۱۴

§ کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۹

لڑائي کے زمانہ میں مگادا کے راجہ اُن چھوٹي سلطنتوں میں سے جو اُس خطہ میں تھیں جسمیں گنگا بہتي هی ایک سلطنت پر قابض تھے اور اِن چھوٹي سلطنتوں میں سے هستنا پور کي سلطنت کے ایسے مخالف تھے جنکا کنچھہ قابو اُسپر نہیں پہونچتا تھا *

سکندر اعظم کو هندوستان کے اُس حصہ میں جسمیں اُسکي گذر هوئي کوئي ایسا راجہ جو کل هندوستان پر اختیار رکھتا هو نہیں ملا اور جو قومیں دریاهاے فیسس یعنے ستلج سے آگی آباد ستہیں وہ خود سر راجاؤں کے زیر حکومت تھیں (یعني سکندر کو اس دریا سے آگے طایف الملوکي معلوم هوئي) - ایریئن اور استریبو یوناني مورخ بیان کرتے هیں کہ اُن سب قوموں میں سب سے زیادہ سربراوردہ پراسي قوم تھي مگر اوروں پر اُسکي فوقیت اور اختیار کي نسبت کوئي اشارہ نہیں کیا گیا علاوہ اسکے ایریئن صاحب پراسي قوم اور اُسکے راجہ سندراکتس کو اور قوموں پر ترجیح دینے کے ساتھہ هي یہہ بیان کرتے هیں کہ اس سے بڑا راجہ پورس تھا اور میگاستھینیز نے لکھا هی کہ میرے زمانہ میں هندوستان میں ایک سو اٹھارہ قومیں تھیں مگر اُنمیں سے کسي قوم کو پراسي قوم کا محکوم نہیں بیان کیا اور یہہ خیال کرنا غیر ممکن هی کہ میگاستھینیز نے جو سندراکتس کے دربار میں یونانیوں کي طرف سے بطور صفیر کے رها کرتا تھا اور اُسکي بزرگي اور عظمت بڑهانے پر مائل تھا اُسکو هندوستان کا شاهنشاہ یا اُن سلطنتوں پر جو اُسکے حدود سے باهر تھیں یقیني غالب بیان کرنے سے غفلت کي هی *

هندوؤں کي تحریروں کي بموجب چندرا گپتا غیر ملکي حملوں سے مغلوب رها کرتا تھا اور اپني سلطنت کي قوت کي نسبت زیادہ تر اپنے وزیروں کے فن فطرت کے باعث سے اُن دشمنوں سے محفوظ رهتا تھا مگر غالب یہہ هی کہ وہ اُس رعب و داب کا باني تھا جسکي کمال ترقي اُسکے پوتے کے عہد میں هوئي چنانچہ جب سلیوکس نے اٹک پر کے یونانیوں کے قلعوں کو اُسکے حوالہ کرنا چاها تو اُنکے قبول کرلینے سے یہہ بات ثابت هی کہ اُسنے اپنے اِرادوں کو خود کہاں تک ترقي دي تھي اور اسوکا اپنے

عین شباب کے عالم میں اوجین یا مالوہ کا حاکم تھا اسلیئے ضرور ہی کہ وہ ملک اُسکے باپ کے مقبوضہ ملکوں میں سے ہوگا *

ہندوستان کی تمام سلطنت کے شاہنشاہی کا دعوی اور خاندانوں کے راجاؤں نے اپنے کتبوں میں کیا ہی اور یورپ کے مختلف مصنفوں نے کورس کو اور کشمیر اور دہلی اور قنوج اور مالوہ اور بنگالہ اور گجرات وغیرہ کے راجاؤں کو شاہنشاہ ہندوستان کا مانا ہی مگر ظاہر ہی کہ کوئی معقول اور کافی وجھہ اسبات کی اُنکے پاس نہیں ہی *

ماریا کے خاندان میں جس میں سے سندراکٹس یعنے چندرا گپتا تھا دس پشتوں تک راج قائم رہا بعد اُسکے تین اور خاندان شودروں کے حکمراں رہی جنمیں سے سب سے آخر اور سب سے زیادہ بڑے اندرا نامی خاندان ہوئے *

یہہ خاندان سنہ ۴۳۶ ع میں ختم ہوئے اور پورانوں کے بموجب اسکے بعد ایسے مختلف اور ابتر خاندان حکمراں ہوئی جو ظاہرا ہندوؤں میں سے نہیں معلوم ہوتے ہیں اسبات سے اور تاریخ کے ترتیب کے ارادوں کے پورا نہونے سے ہم یہہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ اس زمانہ میں غیر ملکی حملہ ہوا اور مدت تک بد انتظامی رہی گئی سو برس کا حال نہ معلوم ہونے کے بعد پھر کچھہ تاریخانہ حال ظاہر ہوتا ہی اور مگادا کی سلطنت قنوج کے گپتا راجاؤں کی قلمرو میں پائی جاتی ہی اس زمانہ سے آگے مگادا کا کچھہ صاف بیان نہیں پایا جاتا *

مگادا میں بدھ کے پیدا ہونے اور بدھ مذہب اور جین مذہب کی کتابوں میں مگادا کی زبان مگادی یا پالی کے مستعمل ہونے سے مگادا کی شہرت ابتک باقی رہی ہی *

بنگالہ

اُس ملک کے ایک راجہ کا بیان جسکو اب ہم بنگالہ کہتے ہیں مہابھارت کی لڑائی کے معاونوں میں مہابھارت کے اندر بیان ہوا ہی اُس

راجه سے لیکر مسلمانوں کے فتح کرلینے تک آئین اکبری میں پانچ خاندانوں کا ذکر هی اِن خاندانوں کا حال جو صرف ابوالفضل کے ترجموں سے معلوم هوا هی اِس لیئے هندوؤں کے لکھے هوئے نسب ناموں سے انکو کم معتبر سمجھنا چاهیئے لیکن اِنمیں سے ایک یعني چوتھا نسب نامه بالکل صحیح اور سچ معلوم هوتا هی کیونکه اُسکو کتبوں سے ثابت کیا هی اور اُنسے ایسے راجاؤں کا سلسله قایم هوتا هی جنکے نام کے آخر میں پالا لگا هوا هی اور اُنهوں نے نویں صدي سے لیکر غالباً گیارهویں صدي تک سلطنت کي † جو کتبی اِس خاندان سے متعلق هیں وہ دور دور مقاموں میں ایسي جگھوں پر پائے گئے تھے جس سے اُنکي صداقت میں کوئی شک نهیں کرسکتے مگر اُنمیں ایسے بیان مندرج هیں جو في نفسه حیرت انگیز هیں اور اُنکو اُن حالات سے جو همکو هندوستان کي تاریخ کے اور ماخذوں سے معلوم هوئے هیں مطابق کرنا نهایت دشوار هی چنانچه اُن میں بیان هی که بنگاله کے راجه تمام هندوستان پر همالیه سے راس کماري تک اور برهمپتر تک مسلط هیں اور اُنمیں یهه بهي کنده هی که مشرق میں تو تبت کو مطیع کیا اور مغرب میں کیم بوجا کو جسکو بعضے خیال کرتے هیں که اٹک سے آگے ایک مقام تها ‡ اِسي زمانه میں قنوج دهلي اور

---

† کالبروک صاحب کي تحریر مندرجه کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۹ صفحه ۴۴۲ اور اُن مختلف کتبوں کو دیکھو جنکا بیان اِسي کتاب یعني تحقیقات ایشیا کي اُن جلدوں میں هی جنکا ذکر مقام منقوله پر هی

‡ سب سے پرانا کتبه جو ایک تانبے کي تختي هی اور منگیر میں ملي تهي جسمیں جاگیر بخشنے کا ذکر هی نویں صدي کا کنده کیا هوا معلوم هوتا هی (دیکھو کتاب تحقیقات ایشیا کي جلد ۹ صفحه ۴۴۶ کو) اس کتبه میں صاف مندرج هی که سلطنت کرنے والے راجه دیوپال دیو (یا دیوا پالا دیوا) کے قبضه میں تمام هندوستان گنگا کے منخرج سے آدم کے پل تک (یعني لنکا تک) اور دریاے میگنا یعني برهمپتر سے مغربي سمندر تک هی اور بنگاله اور کرناٹک اور تبت کے باشندے اُسکي رعایا هیں بیان کیا گیا هی اور اُسمیں یهه بهي اِشارہ هی که اُسکي فوج کمبوجا تک گئي هی جسکو عموماً اٹک سے آگے سمجھا گیا ورنه اِسمیں تو کچھه شک نهیں که وہ هندوستان

اجمیر اور میواڑ اور گجرات میں خود مختار حکومتوں کے موجود ہونے کے باعث سے اِسقدر وسیع فتوحات کا ہونا خلاف قیاس معلوم ہوتا ہی اور اسي زمانه کے کتبوں میں جو اور راجاؤں نے کندہ کراے ایسے هي فتوحات کا دعوی نپایا جاتا اگر اُن راجاؤں نے اور سلطنتوں پر کچھه فوق حاصل نکیا هوتا اور هندوستان کے مغرب تک اور دکھن کے وسط تک لشکر کشي نکرتے پھر حال معلوم ایسا هوتا هی که یهه خاندان بهي تمام هندوستانکي سلطنت کا ایسا هي پورا دعوی رکھتا هی جیسا که اور خاندان رکھتے هیں پس تمام ایسے جھوٹے دعوں کا اعتبار نکرنے کے لیئے یہي بات ایک تازه وجهه هی پالا خاندان کے بعد وہ خاندان حکمران هوا جسکے ناموں کے آخر میں لفظ سینا کا هونا لازم تها اِس آخر خاندان کو اهل اسلام نے سنه ۱۲۰۳ع میں تهه و بالا کیا *

مالوه

راجه بکرما جیت

مالوه کي سلطنت اگرچه ان سلطنتوں سے جنکا هم بیان کرچکے قدیم زمانه میں همسر هونے کا دعوی نهیں کرتي مگر اِسي سلطنت کي تاریخ صحیح صحیح همکو معلوم هوئي هی جو سنه اب بهي دریاے نربدا کے شمالي ملکوں میں مروج هی وہ راجه بکرما جیت کا سنه هی یهه راجه

کے نهایت مغرب میں هوگا دوسرا کتبه ایک ٹوٹے هوئے ستون پر ضلع شارن میں جو گنگا کے شمال کي طرف هی کنده هی اُس ستون کو ایک راجه نے جو اپنے آپ کو خراج گذار گوڑ یعني بنگاله کا بتاتا هی بنایا تها مگر پهر بهي وہ اپني حکومت ریواچهوانک سے (صحیح سال اسکا معلوم نهیں) همالیه تک اور مشرقي سمندر سے مغربي سمندر تک بتاتا هی اور اُس کتبه میں کنده هی که بنگال کے راجه نے (غالباً سابق الذکر کتبه والے دیو پال کے بیٹے نے) ملک اوڑیسه اور قوم هنز کو (اِس قوم کا بیان پهلے کتبه میں بهي هی) اور کارومنڈل کے کنارہ کے جنوبي حصه اور گجرات کو فتح کیا تیسرے کتبه میں صرف اِسقدر کنده هی که ایک عالیشان یادگار بت کي مورت میں بنارس کے قریب اُسي خاندان کے بنگاله کے راجه نے سنه ۱۰۲۶ع میں بنایا اور اُس خاندان کا اور قدیم کتبوں سے بده مذهب معلوم هوتا هی

اپنے اسي سنہ کے شروع سے یعني چھپن برس قبل مسیح کے اوجین میں راج کرتا تھا *

هندوؤں کي کہانیوں میں بکرماجیت بجاے هاروں رشید کے هی اور کرنل ولفورڈ صاحب نے اِن کہانیوں میں سے اسقدر حالات بے کھٹکے جمع کیئے کہ اُنکي تاریخوں کي تطبیق کے لیئے اٹھہ بکرماجیت درکار هوتے هیں مگر جسقدر کہ اب تسلیم کیا جاتا هی وہ یہہ هی کہ بکرماجیت ایک بڑا زبردست راجہ اور تربیت یافتہ اور سر سبز ملک کا حاکم اور علم و هنر کا مشہور مربي تھا *

راجہ بھوج

راجہ بکرماجیت کے بعد راجہ بھوج نہایت مشہور راجہ هندوستان میں هوا مگر اُسکے حالات کي کوئي تاریخ یا اور کسي قسم کي تحریر موجود نہیں اُسکا طول طویل عہد قریب گیارهویں صدي کے ختم هوا درمیان کي چھہ صدیوں کے بہت سے راجاؤں کے نسب نامہ آئین اکبري اور هندوؤں کي کتابوں میں بھرے هوئے هیں اُنمیں سے ایک نام چندرا پالا هی جسکو کہتے هیں کہ تمام هندوستان اسنے فتح کرلیا لیکن یہہ حال ایسا لغو هی کہ اِس سے تاریخ میں بہت کار براري نہیں هوسکتي مالوہ کے راجاؤں نے بیشک هندوستان کے وسط اور مغرب تک اپنا تسلط کیا اور بکرماجیت کے تمام هندوستان پر مسلط هونے کي روائتیں هندوستان میں عام هیں *

گجرات کے راجہ نے راجہ بھوج کے پوتے کو گرفتار کرلیا اور اُسکے ملک پر قابض هوگیا مگر معلوم ایسا هوتا هی کہ مالوہ پھر بہت جلد اُسکے قبضہ سے نکلگیا اور ایک نیا خاندان اُسمیں راج کرنے لگا آخرکار مسلمانوں نے سنہ ۱۲۳۱ ع میں اُسکو فتح کرلیا † *

---

† کرنل ٹاڈ صاحب کا بیان مندرجہ حالات رایل ایشیا ٹک سوسئیٹي جلد ۱ صفحہ ۲۰۱ اور کالبروک صاحب کي تحریر اُسي جلد کے صفحہ ۲۳۰ میں اور گلیڈون صاحب کي آئین اکبري جلد ۲ صفحہ ۴۸

گجرات

گجرات میں کرشن جی کی ریاست ہونے اور اُن زمانوں کے اور واقعات سے معلوم ہوتا ہی کہ پہلے ہی سے گجرات ایک خاص ریاست قرار پاگئی تھی اور دوسری صدی کے ایک یونانی مورخ نے تمام گجرات کو ایک حاکم کے تحت میں بیان کیا ہی † راجپوتوں کی اُن روایتوں سے جو کرنل ٹاڈ صاحب نے لکھی ہیں معلوم ہوتا ہی کہ مقام بلبھی واقع گجرات میں کانک سینا نے جو سورج بنسی خاندان میں کا ایک شخص جنکی سلطنت اودہ میں تھی نقل مکان کرکے چلا آیا تھا ایک اور ریاست کی بنیاد ڈالی اِس خاندان کو سنہ ۵۲۴ ع میں وحشیوں کی فوج نے جنکو کرنل ٹاڈ صاحب قوم پارتھیئن خیال کرتے ہیں اُس ملک سے نکال دیا *

اِس خاندان کے راج کنور گجرات سے نقل مکان کرکے میواڑ میں چلے گئے اور وہاں ایک سلطنت قایم کرلی جو اب بھی موجود ہی تانبے کے پتروں پر جو ایسے کتبہ پائے گئے ہیں جنمیں جاگیریں عطا کی گئی ہیں اور اُنکا ترجمہ واتھن صاحب نے کیا ہی ‡ اُن سے یہہ بات بخوبی ثابت ہوتی ہی کہ جس خاندان کے لوگوں کے نام کے ساتھہ سینا کا لفظ لگا ہرتا تھا اُسنے بلبھی میں سنہ ۱۴۴ع سے سنہ ۵۲۴ع تک سلطنت کی جن وحشیوں کو کرنل ٹاڈ صاحب پارتھیہ والے سمجھتے ہیں اُنکو واتھن صاحب بیکتریا کے ہندوستانی خیال کرتے ہیں بیشک وہ حملہ پارتھیا والوں کے سربراوردگی کے زمانہ سے بہت بعد کو ہوا ہی مگر ممکن ہی کہ حملہ‌کرنیوالے دوسری نسل کے ایرانی یعنی ساسانی ہونگے سنہ ۵۳۱ ع سے سنہ ۵۸۹ ع تک نوشیرواں نے سلطنت کی وہ مختلف ایرانی مورخ جنکی اقوال مالکوم صاحب §

---

† رنسنٹ صاحب کے پریپلس صفحہ ۱۱۱

‡ روز نامچہ ایشیا ٹک سوسئیٹی کلکتہ جلد ۴ صفحہ ۴۸۰

§ تاریخ ایران مصنفہ مالکوم صاحب جلد ۱ صفحہ ۱۲۱

نے نقل کیئے هیں بیان کرتے هیں که اس بادشاہ نے شمال میں فرغانه پر اور مشرق میں هندوستان پر لشکر کشي کي اور چیني تاریخوں † سے جو اُنکے پہلے قول کي تائید هوتي هی تو دوسرے قول کو معتبر نه سمجھنے کي کوئي وجهه معقول نہیں هی سر هنري پاتینجر صاحب ایک مفصل اور قرین قیاس بیان نوشیرواں کي کوچ کا مکران کي بحري حد سے سند تک کرتے هیں مگر یهه نہیں لکھتے که اُنہوں نے کہانسے لکھا هی ‡ اور جو که مقام بلبي سند کے پاس تھا اسلیئے باساني یقین هوسکتا هی که نوشیرواں نے اُسکو غارت کیا هوگا اور میواڑ کے راجاؤں کا نوشیرواں کي اولاد هونا جو مشهور هی شاید اس کو اسبات سے کچھه تعلق هو که نوشیرواں نے اُنکو بھگاکر اُس مقام تک جہاں وہ اب موجود هیں پہونچایا تھا *

نوشیرواں کے جلوس سے سات برس پیشتر فتح هونا بلبي کا جو معلوم هوتا هے وہ هندوؤں کے واقعات کي تاریخوں میں ایک خفیف سي بات هی *

بلبي کے راجاؤں کے بعد گجرات کے حاکم راجپوت هوئے جو چورا قوم میں سے تھے اور اُنہوں نے انجام کار اپنے دارالسلطنت مقام انهل واڑہ میں جواب پاٹن مشهور هی اقایم کي اور هندوستان کے راجاؤں کے خاندانوں میں سے یهه بڑے عالیشان هوگئے *

اخیر راجه سنه ۹۳۱ ع میں لاولد مرگیا اور اُسکا داماد بجاے اُسکے راج کا مالک هوا جو راجپوتوں کي سلونکا یا چلوکیا قوم میں سے مشهور هوا جسکے اهل خاندان کالیان میں جو دکھن کے گھاٹوں کے اوپر واقع هی سردار تھے § *

---

† ڈي گگنیز صاحب کي کتاب جلد ۲ صفحه ۳۶۹

‡ پاتینجر صاحب کا سیاحت‌نامه صفحه ۳۸۶

§ کرنل ٹاڈ صاحب کي کتاب جلد ۱ صفحه ۸۳ و ۹۷ و ۱۰۱ و ۲۰۶ اس کالیان کي نسبت کانکن والا کالیان جو زیادہ قریب هی اسلیئے کرنل ٹاڈ صاحب خیال کرتے هیں که سلونکا قومکا راجه کانکن والے کالیان سے آیا هوگا لیکن اور حالات اس راے کے مخالف هیں گھاٹ والے کالیان کے سلونکا قوم کے راجاؤں کا حال پھر لکھا جاویگا

اسي خاندان کے ایک راجه نے مالوه کو فتح کیا میں خیال کرتا هوں که کرنل ولفورڈ صاحب اِنهیں راجاؤں کو هندوستان کا شهنشاه بتاتے هیں † اگرچه محمود غزنوي نے سلوناکا راجاؤں کے ملک کو ایدهر سے اودهو تک تاخت و تاراج کیا مگر سنه ۱۲۲۸ع تک اسي خاندان کے راجه راج کرتے رهے آخر کار اس سنه میں ایک اور خاندان نے اُنکو اُنکے ملک سے خارج کیا جسکو سنه ۱۲۹۷ع میں مسلمانوں نے غارت کردیا ‡ *

قنوج

کناکوبیا یعنے قنوج کي نسبت قدیم زمانه میں هندوؤں کي اور سلطنتیں بهت کم مشهور هوئي هیں قنوج نهایت قدیم شهر هندوستان کا هی اور اُسکے نام سے ایک فرقه برهمنوں کا قایم هوا هی جسکا نام قنوجیا برهمن هی. شاید اسي دارالسلطنت کو اُن مسلمانوں نے جو پهلے پهل حمله اور هوئے نهایت دولتمند پایا هندوؤں کي آزادي کے جلد برباد هو جانے کا باعث وه لڑائیں تهریں هیں جو قنوج اور دهلي کے راجاؤں میں هوئي هیں *

معلوم هوتا هی که قدیم زمانه میں یهه سلطنت پنچالا کهلاتي تهي اس سلطنت کي قلمرو کا ملک تنگ اور لنبا مغرب میں دریاے چنبل § اور بنارس کے قریب قریب اجمیر تک اور مشرق میں نیپال تک راجپوتوں کي اُن روایتوں اور تحریروں سے جنکو کرنل ٹاڈ صاحب ‖ نے جمع کیا هی

† کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۹ صفحه ۱۶۹ و ۱۷۹ و ۱۸۱ وغیره

‡ برگز صاحب کي تاریخ فرشته

§ قنوج اور پنچالا کا ایک هونا منو کے مجموعه کے دوسرے باب کے اشلوک ۱۹ سے سمجها گیا هی اور جو حدیں اُسکي مهابهارت میں قرار دي گئي هیں اُنکو اوریئنیٹل میگزین جلد ۳ صفحه ۳۵ اور جلد ۴ صفحه ۱۴۲ میں تحقیق کیا گیا هی یهه بات بیان کے قابل هی که جب ان حدوں کو جنوب و مغرب کیطرف کچهه بڑها دیا جاتا هی تو وه وهي حدیں هو جاتي هیں جو کرنل ٹاڈ صاحب نے مسلمانوں کے حمله کے زمانه میں قرار دیں هیں کتاب راجستان جلد ۲ صفحه ۹

‖ کتاب تاریخ راجستان جلد ۲ صفحه ۲

اور اُن کتبوں سے جنکی تحقیق پروفیسر ولسن صاحب † نے کي معہ اُن کتبوں کے جنکا ترجمہ پرنسپل مل صاحب ‡ نے کیا جو کچھہ حال همکو معلوم هوا هی اسکے سوا اور کچھہ حال اِس سلطنت کي قدیم تاریخ کا دریافت نہیں هوتا اِن تحریروں اور روایتوں سے معلوم هوتا هی کہ راٹهوروں نے قنوج کو ایک اور هندو خاندان شاهي سے چهینا تها اور اُنسے سنہ ۱۱۹۳ ع میں مسلمانوں نے لیلیا اور وہ اپنے موجودہ ریاست مارواڑ میں چلے گئے *

راٹهوروں کي سلطنت کے زمانہ میں از روے اُن روایتوں کے قنوج کے قلمرو میں بنگالہ اور اوڑیسہ تک شامل هوگئي تهي اور مغرب میں دریاے اٹک تک تسلط هوگیا تها *

اور کتبوں سے یہہ معلوم هوتا هی کہ جس خاندان کو مسلمانوں نے تباہ کیا وہ نہایت زمانہ حال کا تها چنانچہ ایک دلاور راجپوت نے اُس خاندان میں راج کي بنا قایم کي تهي اور کرنل ٹاڈ صاحب نے جو کچھہ حالات لکھے هیں انکي صحت پر اِن کتبوں سے شبہہ پیدا هوتا هی *

راجپوت اور مسلمان مورخوں نے جنہوں نے هندوستان پر مسلمانوں کا تسلط هوجانے کي تاریخ لکهي هی دارالسلطنت قنوج کي وسعت اور شان اور شوکت کا حال نہایت تعریف کے ساتهہ لکها هی اور کهنڈر اُسکے اب بهي گنگا کے کنارہ پر موجود هیں *

اور ریاستوں کا بیان

هندوؤں کي اُن چهوٹي چهوٹي سلطنتوں کے نام بیان کرنے دقت سے خالي نہیں جو هندوستان میں مختلف زمانوں میں هوئیں اب هم ایک نقشہ لکهتے هیں جس سے اُنمیں سے بعض ریاستوں کا زمانہ معلوم هوگا مگر یہہ نقشہ بالکل صحیح اور کامل نہیں هی *

† کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱۵

‡ روز نامچہ رایل ایشیا تک سوسئیٹي جلد ۳ بابت سنہ ۱۸۳۴ ع

کشمیر کا حال اِس نقشہ میں مندرج ہونے کی وجہہ خاص ہی أسکي تاریخ ایسے مجمل بیانوں میں جو ہمنے لکھے ہیں لکھنی مناسب نہیں ہی کیونکہ أسکي تاریخ بہت مفصل اور کامل موجود ہی اور أسمیں ہندوستان کے اور حصوں کا حال بجز ایسے موقع کے نہیں پایا جاتا جس میں کشمیر کے راجاوں کے ہندوستان کي عزیمت اور أسکا کئي بار فتح کر لینا بیان کیا گیا مگر اِن بیانوں کي صداقت پر شبہہ ہی † *

اِس بات کا تصفیہ کرنا کہ اِس نقشہ میں کون کون سے ملکوں کو داخل کرنا چاهیئے آسان نہیں ہی بظاہر بنارس کي نسبت پنجاب زیادہ تر مستحق معلوم ہوتا ہی لیکن أسمیں سے ایک ہي بار ایک سلطنت تریجرتا قایم ہوئي تھي سو مسلمانوں کے حملہ کرنے کے وقت پھر أسمیں شامل ہوگئي اور ہندوؤں کے شروع زمانہ سے مسلمانوں کے ہندوستانپر حملہ کرنے تک ہندوؤں کي تاریخ میں أسکا مطلق تذکرہ نہیں پایا جاتا اور جبکہ یوناني أسمیں گذرے تو بہت چھوٹي چھوٹي ریاستوں میں منقسم پایا راجہ پورس کے قبضہ میں جو بہت بڑا راجہ تھا معہ أسکے رفقا کے آٹھواں حصہ بھي پنجاب کا پورا نہ تھا *

† ہندوؤں میں بھي کشمیر کي تاریخ پائي جاتي ہی جسکے حالات کي تحقیق کتاب تحقیقات ایشیا کي جلد ۱۵ میں اچھي طرح کي گئي ہی

مفصلهٔ ذیل نقشه میں * اس علامت سے یهه مراد هی که جس سلطنت کي تاریخ پر یهه نشاني هو اُسکو سمجهنا چاهیئے که اسکا ذکر مهابهارت میں آیا هی اور اُسکي تاریخ جو هندنے لکهي هی اُس سے وه دوسرا زمانه مراد هی جو مهابهارت کے علاوه کسي اور تاریخ میں اُسکا تذکره هوا هی اور جن لوگوں نے یهه بیان کیا هی که ان سلطنتوں کا ذکر فلاں سنه میں اخیر مرتبه هوا هی اُنهوں نے کوئي سند نهیں بیان کي مگر اخر زمانه اُن سلطنتوں کا اکثر وه سنه هی جسمیں تاریخ فرشته کے مصنف نے اُنپر مسلمانوں کا دتحیاب هونا لکها هی

نام سلطنت	اس سلطنت کا کسي تاریخ میں کب اول ذکر هوا	اور کب سے اخیر ذکر هوا	سند مورخ	کیفیت
مگادا ...	* سنه ۳۰۰ قبل مسیح میں یونانیوں نے بیان کیا هی	سنه ۵۰۰ ع کے قریب میں	اِنگریزي ترجمه بشن پوران کے صفحه ۳۷۳ و ۳۷۴ کے حاشیه میں	
گورِیعنے بنگاله	* سنه ۶۰۰ ع میں	سنه ۱۲۰۳ ع میں	کتبهٔ منگیر	
مالوه ...	سنه ۵۶ قبل مسیح سے اتني مدت پهلے جسمیں گیاره پشتیں گذریں	سنه ۱۲۳۱ ع	ترجمهٔ آئینِ اکبري جلد ۲ صفحه ۴۴	
گجرات ...	* سنه ۱۴۴ عیسوي	سنه ۱۲۹۷ ع	کرنل ٹاڈ صاحب کي کتاب تاریخ راجستان جلد ۱ صفحه ۲۱۶ اور راتهرم صاحب کی تحریر مندرجه روزنامچه ایشیاٹک سوسیٹي جلد ۴ صفحه ۴۸۰	

نام سلطنت	اس سلطنت کا کسي تاریخ میں کب اول ذکر ہوا	اور کب سے آخر ذکر ہوا	سند مورخ	کیفیت
قنوج ...	* سنه ۴۷۰ عیسوي	سنه ۱۱۹۳ ع	ٹاڈ صاحب جلد ۲ صفحه ۲	
متھیلي ...	* رام چندر کے عہد میں	سنه ۱۳۲۵ ع	*	متھیلي رامچندرجي کي زوجه مسمی سیتا کے باپ کي دارالسلطنت هی اگرچه بسبب قانوني مدرسه اور هندوستاني دس زبانوں میں سے ایک زبان کا نام متھیلي مشہور ہونیکے باعث ممتاز هی مگر تاریخ میں اسکا بیان بہت کم پایا جاتا هی
بنارس ...	*	سنه ۱۱۹۲ ع	*	معلوم ہوتا هی که بنارس میں مہابہارت کي لڑائي کے زمانه میں خود مختار سلطنت تھي غالباً وہ بعده مگدا کے محکوم ہوگئي جیسے که پچھلے زمانه میں وہ گور کے مطیع ہوگئي مگر جبکه مسلمانوں نے فتح کیا تو وہ سلطنت کسي کي تابعدار نه تھي
دہلي ...	* سنه ۵۶ قبل مسیح کے قریب	سنه ۱۱۹۲ ع	ٹاڈ صاحب جلد ۱ صفحه ۵۱	مہابہارت کے سواے دلي کا بیان دوسري بار یہه پایا جاتا هی که راجپوتوں کي توم نے اسپر تسلط کیا اور انمیں سے سلسلہوار بیس راجه ہوئے بعد اسکے سنه ۱۰۵۰ ع میں پرتھي راج کے ابو اجداد نے اس قوم کو سلطنت سے خارج کیا اور راجه پرتھي راج پر مسلمانوں نے فتح پائي
اجمیر ...	سنه ۶۹۵ ع سے اتني مدت پہلے جس میں سات پشتیں گذریں	سنه ۱۱۹۲ ع	ٹاڈصاحب کي تحریر مندرجه حالات رایل ایشیاٹک سوسئیٹي جلد ۱ صفحه ۴۳ اور اوریئینٹل میگزین جلد ۸ صفحه ۲۰	آٹھواں راجه مانک راے سنه ۶۹۵ ع میں حکمراں تھا اسکي اولاد میں سے ویسل نے دلي کو سنه ۱۰۵۰ ع میں فتح کیا اور دونوں سلطنتیں ایک هي زمانه میں ایک ساتھه جاتي رهیں

ميواڑ ...	سنه ۷۲۰ ع	اب بهي موجود هی	ٹاڈ صاحب جلد ۱ صفحه ۲۳۱	معلوم هوتا هی که اس زمانه سے پہلے يهه سلطنت مالوه کے راجاؤں کے تسلط ميں تهي اوده کے راجپوتوں کي اسي قوم نے جسنے گجرات کي سلطنت کي بناد ڈالي تهي يهه سلطنت بهي قايم کي
جيسلمير...	سنه ۷۳۱ ع	اب بهي موجود هی	ٹاڈ صاحب جلد ۲ صفحه ۲۳۳	جيسلمير کے راج کي بنياد کرشن جي کے خاندان ميں کي ايک قوم نے ڈالي جو هندوستان کے شمال و مغرب سے آئي تهي اور اب بهي اسي کا راج هی
جيپور ...	سنه ۹۶۷ ع	اب بهي موجود هی	ٹاڈ صاحب جلد ۲ صفحه ۳۴۶	اسکي بنياد ايک راجپوت راج کنوار نے جو رام چندر کي اولاد ميں سے تها ڈالي جنهوں نے چند پشتوں پہلے چهوٹي سي رياست ناروا پر قبضه کيا تها
سنده ...	* سنه ۳۲۵ قبل مسيح ميں جبکه سکندر نے يورش کي يهه سلطنت خود مختار تهی	سنه ۷۱۱ ع	*	مهابهارت ميں سندکو ايک رياست بيان کيا گيا هی سکندر کے زمانه ميں سنده ميں چار رياستيں تهيں مگر سنه ۷۱۱ ع ميں اهل عرب نے اسپر حمله کيا تو وه کل ايک رياست تهي بعد اسکے سميرا کي راجپوت قوم نے سنه ۷۵۰ ع ميں اهل عرب سے چهين لي اور پهر غوري خاندان کے بعد تک مسلمان ارسکو فتح نکرسکے
کشمير ...	سنه ۱۴۰۰ قبل مسيح	سنه ۱۰۱۵ ع	پروفيسر ولسن صاحب کي تحرير مندرجه تحقيقات ايشيا جلد ۱۵	کشمير کے مورخ اس سلطنت کي ابتدا کا سنه ۱۴۰۰ قبل مسيح سے باره سو برس پہلے سے دعوی کرتے هيں مگر کوئي واقعه اور کسي راجه کا کچهه حال بيان نهيں کرتے تاريخ فرشته کے مورخ کے بقول کشمير کے راجاؤں کے پانچ خاندانوں کے بعد محمود غزنوي نے سنه ۱۰۱۵ع ميں فتح کيا

دوسرا باب

دکهن کے هندوؤں کي تاریخ

قدیم زمانه میں ملک دکهن کي کیا حالت تهي اور کن حصوں میں منقسم تها

دکهن کے باشندے اِسقدر قدامت کا دعوی نہیں کرتے هیں جسقدر که هندوستان خاص کے هندو نهایت قدیم هونے کے دعویدار هیں اِس لیئے دکهن کي تاریخ بهي کم اولجهي هوئي اور کم تاریک هی مگر کنچهه دلچسپ نہیں هی اُسکے قدیم باشندوں کا حال همکو بہت کم معلوم هی هندوؤں کا حال اُن مقاموں میں جہاں وہ جاکر آباد هوئے ایسا دلچسپ نہین هی جیسا که اُنکے اصلی ملک میں هی † پروفیسر ولسن صاحب بیان کرتے هیں که دکهن کي تمام روایتوں اور تاریخوں میں ایک ایسا زمانه پایا جاتا هی جسمیں دکهن کے باشندے هندو نه تهے اِس سے پہلے که اُنہوں نے هندوؤں سے تعلیم اور تربیت حاصل کي اصل باشندوں کو وهاں کے جنگلي اور پہاڑي یا راچهس اور دیو بیان کیا گیا هی مگر بعض حالات سے اِسبات پر شبهه هوا هی که دکهن کے باشندے ایسي هي ناشایسته حالت میں تهے جو همارے اِس بیان سے خیال میں آتي هی *

دکهن میں شنسکرت زبان کے رواج پانے سے پہلے تامول زبان قایم هوکر کمال پر پهونچ چکي هوگي یهه بات اگرچه اِس وجهه سے اُنکے شایسته هونے کا قطعي ثبوت نهو که شمالي امریکه کے اصلي باشندوں کي زبان شایسته هی مگر ایلس صاحب کي راے اگر معقول ماني جاوے اور تامول کا علم اور زبان اصلي اور لازمي هووے تو اُسکے موجدوں کو یعني دکهن والوں کو

---

† تمام حالات متعلقه ذیل اوڑیسه کے بیان تک پروفیسر ولسن صاحب کے دیباچه کاغذات مکنزي سے لیئے گئے اگرچه اُن حالات میں کہیں کہیں همنے کچهه راے لگا دي هی جنکي جوابدهي پروفیسر ولسن صاحب کے ذمه نہیں

جنگلیوں اور پہاڑیوں میں داخل کرنا غیر ممکن تھریگا † اگر هم هندوؤں کی روایتوں پر اعتماد کرسکیں تو راون جو لنکا اور دکھن کے جنوبی حصہ پر حکومت کرتا تھا ایک تربیت یافتہ اور قوي سلطنت کا راجہ تھا لیکن اُنہیں روایتوں کی بموجب وہ ایک هندو اور شب کا پیرو تھا جس سے هم یہہ نتیجہ نکالینگے کہ وہ روایتیں اُس زمانہ سے جسکا اُنمیں ذکر هی بہت بعد کی هیں اور کم سے کم ایک حصہ اُنکا رامچندر جی اور راون کے زمانہ کی نسبت زیادہ تر اُس زمانہ کی حالات پر مبنی هی جب کہ وہ لکھی گئیں *

غالب ایسا معلوم هوتا هی کہ جب دکھن پر مکرر حملے هونے کے بعد هندوستان خاص اور دکھن کا راستہ کھل گیا هوگا تو جو لوگ وهاں بسنے کو گئے هونگے اُنہوں نے دکھن کے اوپر کے حصہ کے ویران اور بنجر میدانوں کی نسبت کرناتک اور تانجور کے بارآور خطوں کو اپنے رهنے کے لیئے پسند کیا هوگا اور اگرچہ ابتدا میں اُنہوں نے ساحل سمندر کو اپنی سکونت کے واسطے پسند نکیا هوگا مگر ایک زمانہ گذرنے کے بعد غیر قوموں کے سوداگروں کو وهاں تک رسائی هوئی هوگی اور جابجا سمندر کے کنارہ پر بہت جلد شہر آباد هوگئے هونگے *

سنہ عیسوی کے شروع کے قریب یعنی دکھن کے کناروں کے جس زمانہ کا حال پلینی یونانی مورخ اور پریپلس کا مصنف بیان کرتا هی دکھن کے ساحل سمندر آباد معلوم هوتے هیں اور تجارت اُنمیں هوتی تھی *

مگر دکھن کے اندرونی حصہ میں بہت سی شایستگی اِس زمانہ سے بھی پہلے حاصل هوگئی هوگی کیونکہ سکندر اعظم کے رفیقوں نے جنکے

† برهمنوں کے دکھن میں پہونچنے سے پہلے تامول کے علم کے [illegible] کا ثبوت ایکہ یہہ بات هوسکتی هی کہ اُسکے نہایت نامی مصنفوں میں نہایت ادنی درجہ کے لوگ جنکو هم پاریا کہتے هیں هوئے هیں اگرچہ یہہ مصنف بہت قدیم زمانہ میں نہیں هوئے لیکن اُنکا صاحب تصنیف هونا هرگز ممکن نہوتا اگر برهمن اُنکے معلم هوتے

قول استرپیو اور ایریتن نے نقل کیئے هیں جب مختلف باتیں هندوستان کے شمالي اور جنوبي باشندوں کي بیان کي هیں تو کوئي فرق اور اختلاف اُنکے چال چلن میں بیان نہیں کیا *

پروفیسر ولسن صاحب خیال کرتے هیں که دکهن کا تربیت‌یافته هونا ایکهزار برس پہلے حضرت عیسی علیه‌السلام سے ممکن هی *

کہتے هیں که دکهن میں پانچ زبانیں بولي جاتي هیں ان سے یهه امر یقیني سمجها جاتا هی که قدیم زمانه میں اسیقدر قومي تقسیم ملک کي هوگي اسلیئے اُن قسمتوں کي حدیں بیان کرني مناسب هیں *

درآورا یعني ملک تامول

تامول زبان اُس ملک میں بولي جاتي هی جسکا نام درآورا هی جسکي وسعت جنوب میں دکهن کے غایت سے محدود هی اور شمال میں اُس مفروضه خط سے محدود سمجهنا چاهیئے جو بلوکت سے (یهه مقام مندراس کے قریب هی) اُس گهات تک جو بنگلور اور پولیکت کے درمیان میں هی اور گهات کے خمدار حصه سے گذرتا هوا مغرب کي جانب مالابار اور کنارا کي حد فاصل تک اور کنارا کے پاس پاس سمندر تک اسطرح پر گذرے که اُس سے مالابار اسي ملک میں شامل هو جاتا هی کهینچا جاوے *

ملک کرناتا یا کنارا

درآورا کي شمالي حد کا ایک حصه کرناتا کے جنوبي حد کا ایک جزو هی اور مغرب میں مقام گوآ تک سمندر سے اور کولاپور کے قریب تک مغربي گهات سے محدود هی *

شمالي حد اُسکي نہایت ٹیڑے بیڑے مفروضه خط سے قایم هوتي جو کولاپور سے بدر تک کهینچا جاوے مشرقي حد اُسکے اُس مفروضه خط سے جو بدر سے شروع هوکر ادوني اور انند پور اور ننددرگ میں گذر کر گهات

کے اُستقام تک جو پولیکت اور بنگلور کے درمیان میں هی پهونچي قایم هوتي هی *

ملک تلنگانه یا تلگو

اس ملک کي مغربي حد اور ملک کرناٹا یا کنارہ کي مشرقي حد مشترک هی مگر اسکي یهه مغربي حد اُسي طرح تیزي بیزي مقام چاندا تک جو دریاے وارڈا پر واقع هی بڑهاني چاهیئے اس مقام سے شمالي حد اس سے بهي زیادہ تیزي مشرق کي جانب سوهن پور تک هی جو مہا ندي پر واقع هی اور مشرقي حد سوهن پور سے سیکا کول تک اور سیکا کول سے سمندر کے قریب قریب پولیکت تک سمجهني چاهیئے جہاں وہ اُس ملک سے ملتي هی جسمیں تامول زبان بولي جاتي هی *

ملک مہارشٹرا یا مرهتّه

جس خطه میں مرهتي زبان بولي جاتي هی اُسکي جنوبي حد کرناٹا اور تلنگانه کي حدوں میں بیان هوچکي چنانچه گوآ سے شروع هوکر کولاپور اور بدرمیں گذرکر چاندا میں ختم هوتي هی اور مشرقي حد اُسکے دریاے وارڈا کے ساتهه ساتهه انجاوري یا ستپوڑي کے پہاڑ تک هی جو دریاے نربدا کے جنوب میں واقع هی *

اور اُسکي شمالي حد پر کوہ ستپوڑي نندود تک جو نربدا کے قریب هی سمجهنا چاهیئے اور مغربي حد اُسکي اُس خط مفروضه سے قایم هوتي جو نندود سے دامن تک اور دامن سے سمندر کے قریب هوتا هوا گوآ تک کهینچا جاوے † *

ملک اوڑیسه یا اوڑیا

جس خطه میں زبان اوڑیا بولي جاتي هی اُسکي جنوبي حد تلنگانه

---

† ناگپور میں مرهٹوں کي حکومت کے قایم هوجانے سے بهت سے مرهٹے گونڈوانه علاقه ناگپور میں چلے گئے اور اُس دارالسلطنت کے آس پاس دور دور تک اُنکي زبان عام هوگئي *

هی اور مشرق پر سمندر هی اور سوهن پور سے مدنا پور واقع بنگال تک ایک خط فرض کرنے سے مغرب اور شمال کي حدیں قایم هوتي هیں *

مہارشترا اور اوڑیسہ کے درمیان کے میدان کا بڑا حصہ جنگل هی جسمیں جابجا گونڈ قوم کے لوگ آباد هیں اگرچہ اُنکي زبان باقي اور حصہ کي زبان سے علحدہ هی مگر اُسکو وحشي پہاڑیوں کي بکواس سمجھا جاتا هی دکهن کي پانچوں زبانوں میں شمار نہیں کیا جاتا هی † *

دکهن کي سلطنتیں اور ریاستیں

عین جنوب میں وهي سلطنتیں نہایت قدیم هیں جنمیں تامول زبان بولي جاتي تهي پانڈیا اور چولا کي سلطنتوں کے باني دو کاشتکار تهے *

پانڈیا کي سلطنت

اس سلطنت کا نام اسکے باني کے نام سے قایم هوا یہہ بات تحقیق نہیں کہ کس زمانہ میں اس شخص کا نصیب چمکا تها مگر اُسکے زمانہ کو پانسو برس قبل مسیح علیہ السلام سمجھہ لینیکي معقول وجوهات هیں *

استریبو نے ایک ایلچي کا حال بیان کیا هی جو پانڈیوں کي طرف سے اغسطس قیصر کے دربار میں گیا تها پریپلس کے مصنف اور ٹولیمي کے بیان سے معلوم هوتا هی کہ پانڈیوں موروثي خطاب پانڈیا کي اولاد کا تها *

پریپلس مصنف کے زمانہ میں پانڈیوں کے قبضہ مالابار کا ایک حصہ سمندر کے کنارہ پر کا تها لیکن یہہ تسلط اُنکا تهوڑے عرصہ تک رها اُنکي سلطنت کي مغربي حد گهاٹ تها ایک مختصر سي سلطنت تهي چنانچہ اُسمیں صرف مدورا اور ٹینیولي کے دو ضلعے تهے *

دارالریاست دو دفعہ بدل کر مدورا میں قایم هوئي اور اسي مقام پر ٹولیمي کے عہد میں تهي اور اب سے سو برس پہلے تک بهي یہیں موجود تهي *

---

† گونڈوانہ کے شمالي میدانوں میں جو زبان بولي جاتي هی وہ هندي زبان سے نکلي هوئي هی

پانڈیوں خاندان کے راجاؤں کا لڑائي جھگڑا اُنکے همسایه والے چولا کي سلطنت سے رها مگر سنه مسیحي کي ابتدا میں اُنکے آپس میں اتحاد هوگیا اور مدت تک قایم رها لیکن پھر اُنمیں علحدگي هوگئي اور پانڈیوں کي سلطنت سنه ۹۰۰ع تک بڑي ترقي پر رهي اسي سنه میں اُسکي وه بڑي قدر و منزلت کم هوگئي جسکے بعد وه اکثر خراج‌گذار اور کبھي کبھي بالکل خود مختار رهے انجام یهه هوا که خاندان نیاکس کے آخر راجه سے (پانڈیوں کي نسل اس راجه پر ختم هوگئي) نواب ارکاٹ نے سنه ۱۷۳۶ع میں وه سلطنت چھین لي *

چولا کي سلطنت

چولا کي سلطنت کي تاریخ به نسبت پانڈیا کي سلطنت کے زیاده مسلسل هی *

اِس سلطنت کي اصلي حدیں وه تھیں جنمیں تامول زبان بولي جاتي هی اور ایلس صاحب خیال کرتے هیں که سنه مسیحي کے شروع میں وه اسقدر وسیع هوئي تھي اور اُنھیں کي یهه راے هی که اُسکے راجاؤں نے آٹھویں صدي میں کرناٹا اور تلنگانه کے بڑے حصوں پر تسلط کرلیا تھا اور گوداوري تک اُس تمام ملک پر قابض رهے جو نندرگ کے پہاڑوں کے مشرق میں واقع هي *

مگر معلوم هوتا هی که بارهویں صدي میں اُنکي الوالعزمي کا انسداد کیا گیا آخرکار وه اپنے قدیمي ملک پر قناعت کرنے کے لیئے مجبور هوئے اور اِس حالت میں سترهویں صدي کے آخر تک خود مختار خواه بیجانگر کے تابعدار رهے اور اُسي زمانه میں مرهٹوں کي سلطنت کے باني کے بھائي نے جو بیجاپور کے مسلمان بادشاه کے افسروں میں سے تھا جسکو بادشاه نے چولا کے اخیر راجه کي کمک کو بھیجا تھا چولا کي سلطنت پر خود قبضه کر بیٹھا غرضکه تانجور کے اِس خاندان میں کا جو ابتک موجود هی یهي اول راجه هوا *

چولا کي دارالسلطنت اُنکے عہد سلطنت میں سے بہت مدت تک کنجي یا کنجي ورم میں جو مندراس کي مغرب ھی رھي *

چیرہ کي سلطنت

چیرہ ایک چھوٹي سي سلطنت پانڈیوں کي مملکت اور مغربي سمندر کے درمیان میں تھي اُسمیں ٹراون کور اور ایک حصہ مالابار کا اور کایم بتور شامل تھي جسکا بیان تولیمي کي تاریخ میں ھی سنہ عیسوي کے شروع میں یہہ سلطنت ھوگي ایک زمانہ میں وہ کرناٹا کے بہت بڑے حصہ تک پھیلگئي تھي لیکن دسویں صدي میں بالکل برباد ھوگئي اور اُسکا ملک پاس پڑوس کي حکومتوں کے آپسمیں تقسیم ھوگیا *

کرالا کي سلطنت

دیوتوں کا حال لکھنے والوں کے بموجب کرالا کے ملک کو جس میں مالابار اور کنارا شامل ھیں پرسرام نے جو چھتریوں کا بیخ ناس کرتا معہ کانکن کي خرق عادت کے ذریعہ سے سمندر سے حاصل کیا تھا اور خرق عادت ھي سے اُسکو برھمنوں سے آباد کردیا زیادہ معقول بیان سے معلوم ھوتا ھی کہ سنہ عیسوي کے پہلي یا دوسري صدي میں کرالا کے شمالي حصہ کے ایک راجہ نے ھندوستان سے بولا کر برھمنوں کي بستي بسائي تھي اور مالابار اور کنارا کے بہت سے برھمن شمالي حصہ کے پانچ قوموں میں سے اکثر ھیں اِس لیئے اِس بیان کي کچھہ اصل معلوم ھوتي ھی *

آبادي کسیطرح سے ھوئي ھو مگر سب کا اِسبات پر اتفاق ھی کہ کرالا اول ھي سے کانکن سے بالکل علحدہ تھا اور برھمن ھي اُسپر قابض تھے اور اُسکو چھپاسٹھہ ضلعوں میں تقسیم کرکے اپني قوم کي ایک عام مجلس کے ذریعہ سے اُسپر حکومت کرتے تھے اراضي کو کمتر درجہ کے لوگوں کو لگان پر دیتے تھے *

کارپردازي کي حکومت ایک برھمن کے سپرد ھوتي تھي جو ھر تیسرے برس اُس کام سے علحدہ کردیا جاتا تھا اور چار برھمنوں کي کونسل

اُسکي مددگار هوتي تهي مگر ایک زمانه گذر جانے کے بعد اُنهوں نے ایک چهتري کو اپنا سردار مقرر کیا اُسکے بعد شاید پانڈیوں کے زیر حکومت رهتے تهے اگرچه کرالا کي زبان تامول سے نکلي هی مگر یهه نهیں معلوم هوتا که کرالا کبهي چولا کي سلطنت کا مطیع هوا *

یهه صحیح نهیں معلوم که کس زمانه میں کرالا کي سلطنت کے جنوبي اور شمالي حصے علحده علحده هوگئے مگر نویں صدي کے آخر میں جنوبي حصه یعني مالابار اپنے راجه سے جو مسلمان هوگیا تها سرکش هوگیا اور چهوتي چهوتي ریاستوں میں تقسیم هوگیا جنمیں سے بڑي ریاست زموریں کي تهي جنکو واسکو ڈیگاما صاحب نے پندرهویں صدي کے آخر میں کالیکت پر قابض پایا *

معلوم هوتا هی که اِس سلطنت کے شمالي حصے یعني کنارا میں سنه عیسوي کے اِبتدا میں ایک راجه کا خاندان قایم هوگیا جو سنه ۱۲۰۰ ع تک قایم رهکر بلال راجاؤں کے هاتهه سے تباه هوا اور انجام کار یهه حصه بیجا نگر کے قبضه میں آگیا *

کانکن کي سلطنت

معلوم هوتا هی که قدیم زمانه میں کانکن بهت کم آباد زیاده تر جنگل تها اور اب بهي پهلے سے کچهه تهوڑا هي سا زیاده آباد هوا هی هماري راے میں اُسمیں همیشه مرهتے بستے تهے *

کرناٹا اور تلنگانا

بلال لقب والے راجه

تمام کرناٹا میں ایک هي زبان اور یکسان چال چلن هونے سے معلوم هوتا هی که تمام ملک میں ایک هي حکومت هوگي لیکن اُسکے ابتدا کے زمانه کي تاریخ سے معلوم هوتا هی که کنارا (یعني نصف حصه شمالي کرالا) پانڈیوں اور چولا کے راجاؤں کے قبضه میں منقسم تها بعد اُسکے وه اور بهي چهوتے چهوتے راجاؤں کے قبضه میں منقسم هوکر سنه ۱۱۰۰ ع

کے وسط تک رہا پھر ایک بڑا خاندان اسمیں قایم ہوا یہہ خاندان بلال راجاؤں کا تھا جو اپنے آپ کو یادو نسل کے راجپوت بتاتے تھے جنکا غلبہ ایک زمانہ میں تمام کرناٹا اور مالابار اور اُس ملک پر جسمیں تامول زبان بولی جاتی ہی کسیقدر تلنگانہ پر ہوگیا تھا سنہ ۱۳۱۰ یا سنہ ۱۳۱۱ ع میں اُنکو مسلمانوں نے غارت اور برباد کردیا *

یاداوا خاندان کے راجا

معلوم ہوتا ہی کہ تلنگانہ کا مشرقی حصہ نویں صدی کے شروع سے گیارھویں صدی کے آخر تک ایک ایسے خاندان کے قبضہ میں جسکا تاریخی حال صاف اور اوجلا نہیں رہا ہی اُس خاندان کو یاداوا کہتے تھے *

کرناٹا والی قوم چلوکیا

چلوکیا قوم کا ایک راجپوت خاندان کالیان میں سلطنت کرتا تھا جو بدر کے مغرب میں کرناٹا اور مہارشترا کی حدود پر واقع ہی اِس خاندان کا دسویں صدی کے آخر سے بارھویں صدی کے آخر تک کتبوں کے ذریعہ سے بخوبی سراغ لگتا ہی اُن کتبوں سے ظاہر ہوتا ہی کہ اُنکے قبضہ میں جنوب و مغرب میں اُس مقام تک ملک تھا جہاں بناوا سے سندا میں مغربی گھاٹ کے قریب واقع اور ایک کتبہ میں اُنکو چولا اور گجرات کے فتح کرنیوالے لکھا ہی والٹر ایلیٹ صاحب جنہوں نے اِن راجاؤں کے بہت سے کتبے چھاپے ہیں † قیاس کرتے ہیں کہ اُنکے پاس تمام مہارشترا نربدا تک تھا اور پروفیسر واسن صاحب کی یہہ راے ہی کہ تلنگانہ کے راجہ بھی اُنکے مطیع رہتے تھے جنمیں سے ایک نے جو غالباً اُنکا باج گذار تھا چولا کے راجہ کو شکست دی تھی ‡ اور جس کتبہ کا حوالہ دیا گیا ہی غالباً وہ یہی ہی *

---

† روزنامچہ رایل ایشیا ٹک سوسئیٹی جلد ۴ صفحہ ۱

‡ دیباچہ کاغذات مکنزی صفحہ ۱۲۹

اِس خاندان کے راجاؤں میں سے ایک راجه نے جو چارا کي وارث ایک عورت سے شادي کي تهي غالباً اِسي سبب سے گجرات بهي اُنکے قبضه میں آگیا تها جسکا ابهي ذکر هوچکا هی *

اِس خاندان کے اخیر راجه کو اُسکے وزیر نے تخت سے اوتار دیا اور اُس وزیر کو شب کے معتقد فرقه کے فقیر نے جو اُس زمانه میں مشهور تها قتل کیا اسکے بعد سلطنت دیوگڑهي کي یادو راجپوتوں کے هاتهه آگئي † *

کلنگا والي قوم چلوکیا

چلوکیا قوم کي دوسري شاخ جو شاید کالیان میں سلطنت کرتي تهي کالنگا پر مسلط تهي جو تلنگانا کا مشرقي حصه دراورا سے سمندر کے قریب قریب اوڑیسه تک چلا گیا هی *

اِسمیں کچهه شک نهیں که اِس قوم کا شاهي خاندان بارهویں اور تیرهویں صدي میں برابر قایم رها اور غالب هی که اِس سے دو سو برس پهلے قایم هوا هوگا اِس خاندان کو اندرا گنپتي راجاؤں نے بهت کچهه مغلوب کیا اور آخرکار کٹک کے راجاؤں نے بالکل برباد کردیا *

اندرا کے راجه

اندرا کے راجاؤں کو جنکي دارالسلطنت حیدر آباد کے شمال و مغرب میں اَسي میل کے فاصله پر ورنگل میں تهي مکادا کے اندرا نسل سے متعلق بتاتے هیں لیکن اُنمیں صرف ملکي تعلق هوگا کیونکه دکهن میں اندرا خاندان کا نام نهیں هی بلکه تلنگانه کے تمام وسط کے حصه کا نام هی ‡ *

اندرا والوں کي تاریخوں سے معلوم هوتا هی که بکرماجیت اور شالباهن نهایت قدیم راجاؤں میں سے هیں انکے بعد چولا کے راجه هوئے اور اُنکے بعد قریب سنه ۵۱۵ ع کے ایک خاندان یاوان نامي هوا جسمیں

---

† ایلیٹ صاحب کي تحریر مندرجه روزنامچه رایل ایشیا ٹک سوسئیٹي جلد ۱ صفحه ۱۷

‡ دیباچه کاغذات مکنزي صفحه ۱۲۲

نو راجه هوئے اور اُنہوں نے چار سو اٹھاون برس یعنے سنه ۹۵۳ ع تک سلطنت کي اور اُنہیں تحریروں کے بموجب اسي زمانه کے قریب سے گنپتي راجاؤں کے خاندان کا آغاز هوا لیکن پہلے پہل ممتازي اور نمود اُنکي گیارهویں صدي کے آخر میں کاکتي کے عهد میں جسکے نام پر بعضے وقت تمام خاندان کو پکارا جاتا هی اور اسي راجه سے اُنکي صحیح تاریخ شروع هوتي هی بیان کیا گیا هی که یهه راجه چلوکیا راجاؤں کا مطیع تها اور چولا کے راجاؤں پر اُسنے فتوحات حاصل کي تهیں بڑي قوت اس خاندان کو تیرهویں صدي کے آخر کے قریب حاصل هوئي چنانچه اندرا کي روایتوں کے بموجب تمام وه حصه دکهن کا جو گوداوري کے جنوب میں واقع هی اُنکے قبض و تصرف میں تها لیکن ولسن صاحب اُنکي مملکت کو پندرهویں اور اٹهارهویں خط عرض کے اندر محدود بتاتے هیں *

سنه ۱۳۳۲ ع میں مسلمانوں کي ایک فوج نے آکر اُنکي دارالسلطنت کو فتح کرلیا اگرچه اُنکي خود مختاري نهیں مگر فخر و امتیاز میں بڑا فرق آگیا بعد اسکے ایک زمانه میں وه اوڑیسه کے باج گذار رهے آخر کار اُنکي سلطنت مسلمانوں کي کولکنڈا کي سلطنت میں سما گئي *

اوڑیسه

دکهن کے اور سب ملکوں کي مانند اوڑیسه کے راجاؤں کي تاریخ ایسے راجاؤں سے شروع هوتي هی جو مهابهارت میں شریک تهے اور اُنکے بعد سے ایسي پریشان اور بےٹهکانه هی جیسے که اندرا کے راجاؤں کے پہلے پہلے تهي اُس ابتر تاریخ میں بیان هی که بکرماجیت اور شالباهن نے باري باري سے اُسپر قبض و دخل کیا بابل سے جو ایران سمجها گیا هی اور دهلي اور کشمیر اور سنده سے یاوان لوگوں نے چهٹي صدي قبل مسیح اور چوتهي صدي بعد مسیح کے درمیان میں مکرر سهکرر حمله کیئے *

آخر حمله سمندر کي راه سے هوا اور اُسمیں یاوان کامیاب هوئے اور اوڑیسه پر ایکسو چهیالیس برس تک قابض رهے *

اوڑیسه کے باشندے ان یاوان لوگوں کو مسلمان سمجھتے هیں اور ایسي هي بیهودگي سے بیان کرتے هیں که مسلمانوں کي فوج نے جو إمارت خان اور فلانے خاں کے زیر حکومت تھے دوبار چهه سو برس قبل مسیح حملے کئے بعض لوگ اس بیان کا مصداق سلیوکس کو جو سکندر اعظم کا ایک سردار تھا یا بیکٹریا کے یونانیوں کو ٹهہراتے هیں مگر یهه صاف عیاں هی که اس تمام قصه میں ایسے واقعات اور لغویات مخلوط هیں جنکو ایسے مصنف نے گٹ مٹ کیا هی جسکو جغرافیه اور واقعات کے زمانوں کي ذرا بھي خبر نه تھي † *

یاوان لوگوں کو یائیتي کیسري نے سنه ۴۷۳ ع میں اوڑیسه سے خارج کردیا *

اس واقعه سے استرلنگ صاحب اوڑیسه کي صحیح تاریخ کا آغاز سمجھتے هیں اسکے بعد کیسري خاندان کے پینتیس راجه چهه سو پچاس برس کے عرصه میں سنه ۱۱۳۱ ع تک هوئے جسکے بعد گنگاوانسا خاندان کے ایک راجه نے انکا دارالسلطنت لیلیا جسکا خاندان مسلمانوں کے اُس ملک پر تسلط کرلینے تک راج کرتا رها استر لنگ صاحب خیال کرتے هیں که یهه خاندان تلنگانه سے آیا هوگا گو پروفیسر ولسن صاحب ‡ ایک کتبه سے ثابت کرتے هیں که وه گنگا پور کے اُس ملک کے راجه تھے جسمیں اب تملک اور مدنا پور واقع هیں اور اول حمله اُنھوں نے مسلمانوں کے فتح کرنے سے چند برس پہلے گیارهویں صدي کے آخر میں کیا *

---

† یهي راے هماري تلنگانه کے یاوان کي نسبت هی جنکي اولاد کے نام سب شنسکرت کے نام هیں ڈاکٹر بکانن صاحب نے اپني کتاب کي جلد ۳ صفحه ۹۷ و ۱۱۲ میں مقام آنا گندي واقع تمبهادرا میں آٹھویں اور نویں صدیوں کے اندر ایک یاوان خاندان معلوم کرنے سے بڑي حیرت ظاهر کي مگر اور یاوان کي طرح اِنکا هونا غیر ممکن نهیں کیونکه اول حمله اهل عرب کا سنه ۷۰۰ ع میں هوا

‡ دیباچه کاغذات مکنزي صفحه ۱۳۹

اُس خاندان کو بڑي اقبالمندي اور ترقي بارهویں صدي کے آخر میں حاصل هوئي اور اُسي زمانه کے آغاز و انجام میں جو بهت سے راجه هوئے وه بڑي بڑي فتوحات کا خاصکر دکهن میں دعوي کرتے هیں *

لیکن یهه فتوحات دکهن میں چلوکیا اور اندرا کي حکومت کے اُس زمانه میں نهایت ترقي پر هونے کے سبب سے قرین قیاس نهیں معلوم هوتیں مگر پندرهویں صدي کے درمیان میں اوڑیسه کے گورنمنٹ نے کنجي ورم تک جو مندراس کے قریب واقع هی فوجیں بهیجیں اور اُسي زمانه کے قریب صاحب تاریخ فرشته کے بقول اوڑیسه کا راجه بدر تک اُن اضلاع کے راجاؤں کي کمک کو مسلمانوں کے مقابله پر گیا *

جو واقعات اوڑیسه کي تاریخ کے ابهي بیان هوئے اُنسے پہلے گنگا وانسا خاندان کے بعد ایک راجپوت خاندان سورج بنسیوں میں کا اوڑیسه میں حکمراں هوا آخرکار اوڑیسه کي گورنمنٹ جو بنگاله اور دکهن میں پهیلي هوئي تهي چند نام اوري کے کام کرکے اور مسلمانوں کے بڑے بڑے حملے اوٹهاکر خراب هوگئي اور تلنگانه کے ایک سردار نے سنه ۱۵۵۰ع میں اُسکو چهین لیا پهر سنه ۱۵۷۸ع میں جلال‌الدین اکبر نے اُسکو اپني سلطنت مغلیه میں شامل کرلیا † *

ملک مهارشترا یا مرهٹه

جس خطه میں مرهٹي زبان بولي جاتي هی اُسکے بهت بڑے هونے اور اُس خطه کے دکهن کے سرحد پر واقع هونے سے هر شخص کو یهه توقع هوتي هی که دکهن کي اور سب قسمتوں میں سے اس ملک کي تاریخ اول درجه رکهتي هوگي اور یهه ملک نهایت مشهور هوگا مگر مسلمانوں کے زمانه تک همارے پاس اس ملک کي تاریخ میں سے صرف دو واقعه هیں اور اُن دونوں میں مهارشترا کا نام بالکل نهیں آیا *

---

† اوڑیسه کا تمام حال جهاں کسي اور کا حواله نهیں هی استرلنگ صاحب کي تحریر مندرجه کتاب تحقیقات ایشیا کي جلد ۱۵ صفحه ۲۵۴ سے لیا گیا هی

رام چندر جي کي کہاني کے بعد جو گوداوري کے مخرج کے قریب ٹہرے تھے پہلا واقعہ تگارا کا وجود هی جو بہت بڑا بندرگاه تها جسکو بارهویں صدي کے کتبوں میں نہایت مشہور شہر بیان کیا گیا هی گو اب موقع اُسکا معلوم نہیں مگر نام اُسکا خوب مشہور هی *

پریپلس کے مصنف نے اُسکا ذکر کیا هی مگر اُسکا موقع ایسا بےٹھکانه قایم کیا هی که هم پلیٹن سے جو دریاے گوداوري پر آباد هی مشرق کي جانب سو میل سے زیاده فاصله پر خیال کرسکتے هیں کہتے هیں که یهه بہت بڑا شہر اور دکھن والوں کي دو بڑي منڈیوں میں سے ایک بڑي منڈي تها اور دوسري منڈي شہر پلیٹهانه هی دونوں میں سے کسیکو کسیکے دارالسلطنت نہیں بیان کیا هی † *

---

† ان مقاموں کا موقع معین کرنے کے واسطے همارے پاس کوئي وجهه نہیں هی پریپلس کے مصنف نے انکي نسبت جتنے لفظ لکھے هیں وه یهه هیں — که دکھن میں دو مقام نہایت مشہور منڈیاں هیں جنمیں سے ایک بیري‌غازا سے جنوب کي طرف بیس منزل پر واقع هی اور اُس سے دس منزل کے فاصله پر مشرق کیطرف کو بہت بڑا شہر تگارا هی وهاں سے بیري غازا میں اسباب گاڑیوں پر بڑے بڑے نشیب‌وفراز طے کرکے لایا جاتا هی اور پلیتهانه سے سنگ سلیماني اور تگارا سے معمولي پارچه کتان وغیره لایا جاتا هی اس سے یهه بات ظاهر هی که وه دو شہر پلیتهانه اور تگارا هیں اور تگارا جو اُسکے بیان میں دوسرا شہر هی تو ضرور هی که اُسنے پہلے کا کہین نه کہیں بیان کیا هوگا یا اُسکے بیان کا اراده کیا هوگا اور وه پہلا شہر بیشک پلیتهانه هی اُسکے طرز بیان کے نادرست اور پریشان هونے میں کچهه شک نہیں اگر یهه معنے جو همنے اُسکے قول کے لیئے هیں صحیح هوں تو اول همکو پلیتهانه کا موقع دریافت کرنا چاهیئے جو بیري غازا سے بیس منزل کے فاصله پر گهاٹ پر کہیں هوگا بیري‌غازا کو بهڑونچ تسلیم کیا جاتا هی ایک منزل کرنل ولفورڈ صاحب نے گیاره میل کي قرار دي هی جو اُس منزل سے کچهه بہت متفاوت نہیں جسکو رنل صاحب نے فوج کے کوچ کے واسطے معه اُسکي باربرداري کے معین کیا هی غرض که بهڑونچ کے جنوب کي جانب دو سو بیس میل کے فاصله پر اُس مقام کو تلاش کرنا چاهیئے اور وهاں کوئي ایسا نام بهم پہونچنا چاهیئے جسکا نام پلیتهانه سے مشابهه هووے مگر کوئي مقام ایسا نہیں پایا جاتا البته کرنل ولفورڈ صاحب ایک مقام موسوم پلتانه دریاے گوداوري پر بیان کرتے هیں لیکن اور کسي شخص نے یهه

تگارا کہیں کیوں نہ واقع ہو مگر تھوڑے عرصہ بعد راجپوتوں میں سے سیلار نامي خاندان کے راجاؤں کا دارالسلطنت ہوگیا اور اس خاندان سے کالیان کے حاکم جو بمبئي کے قریب هی گیارھویں صدي میں اور پرناله کے حاکم جو کولا پور کے قریب هی بارھویں صدي میں تعلق پیدا کرنے سے بڑا فخر کرتے تھے ‡ *

نام نہیں سنا غالباً وہ اس نام سے پھول تنبا مراد لیتے ہونگے اگر یہہ قیاس صحیح هی تو پلیتھانه اور پھول تنبا میں کچھہ مشابہت باقي نہیں رہتي اور یہہ قیاس فاصله کي راہ سے بھي صحیح نہیں ہوتا کیونکه پھول‌تنبا بھروچ سے پوہر کے راستہ سے صرف سترہ منزل هی اسلیئے پلیتھانه کي تلاش باقي رهي میري رائے میں کرنل ولفورڈ صاحب نے همکو اُسکے قریب قریب پہونچا دیا هی تو وہ اُنکا قیاس کسي مطلب کے واسطے تھا چنانچہ وہ کہتے هیں که ٹولیمي پریپلس کے مصنف نے غلطي سے پیٹھانه کے بجاے پلیتھانه سمجھا هی مگر میں یہہ خیال کرتا ہوں که پریپلس کے کاتب نے نقل کرنے میں پیٹھانه کے بجاے پلیتھانه غلطي سے لکھدیا اور اس وجہہ سے صحیح نہیں کیا که تمام کتاب میں یہہ نام صرف ایک هي مقام پر آیا هی اور اس بندرگاہ کا اصلي نام پیٹن هی جو ایک شہر گوداوري پر بھروچ سے بیس بائیس منزل یعني دو سو تیس میل کے فاصله سے واقع تھا جو بڑے راجہ شالباهن کا دارالسلطنت مشہور هی یہہ راجہ جو پہلي صدي کے آخر یعني سنه ۷۷ ع میں هوا هی پس اُسکا دارالسلطنت اگر دوسري صدي میں جبکه ٹولیمي نے لکھا بے نام و نشان هوگیا تو بڑے تعجب کي جگہہ هی اور اگر فاصله بھي بخوبي موافق نہوتا تب بھي همکو یہي مناسب تھا که هم پیٹھانه‌هي کو دکھن کي بڑي منڈي قرار دیتے تگارا کا حال همکو کچھہ نہیں معلوم هوتا وہ دیو گڑھي یعني دولت‌آباد هرگز نہیں هو سکتا کیونکه اگر هم پھول‌تنبا‌کو بھي پلیتھانه مان لیں تو دولت‌آباد بجاے دس منزل تین چار منزل رهتا هی اور پلیتھانه کا کوئي ایسا موقع نہیں ملتا جہانسے بھروچ بیس منزل اور دولت‌آباد دس منزل هو ایسا مقام پونا کے پاس الپانه ملتا هی لیکن وہ مقام سمندر سے صرف ستر میل کے فاصله پر هی اس صورت میں پیداوار اُس مقام کي بیس منزل بھروچ کو هرگز نجاتي مگر دیو گڑھي سے بلا دریغ قطع نظر کرني چاهیئے کیونکه جس زمانه میں پریپلس تصنیف هوئي هی اُس سے ایک هزار برس کے بعد تک اس شہر کا نام کہیں نظر نہیں پڑا اگر پلیتھانه پیٹن هووے تو تگارا اُس سے آگے مشرق کیطرف دس منزل کے فاصله سے غالباً گوداوري پر واقع هوگا مگر اس بات کي بنا که پلیتھانه پیٹن هی صرف مذکورہ بالا قیاس پر هی

‡ کتبوں مندرجه کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱ صفحه ۳۵۷ اور بمبئي کے حالات کي کتاب جلد ۳ صفحه ۳۹۱ کو دیکھو

مرهتوں کے ملک سے جو دوسرا واقعه متعلق هی وه راجه شالباهن کا راج هی جسکا سنه سنه ۷۷ ع سے شروع هوتا هی معلوم هوتا هی که شالباهن بڑا قوي راجه هوا مگر اُسکي تاریخ کا ایک واقعه بهي صحیح اور قیاس میں آنے کے قابل باقي نهیں *

کهتے هیں که شالباهن ایک کمهار کا بیتا تها ایک بغاوت میں سرغنه هوکر ایک راجه کے خاندان کو غارت کیا اور اپنا پایه تخت گوداوري پر مقام پیتن میں قایم کرلیا اور بیان کرتے هیں که اُسنے مالوه کے بڑے نامي گرامي راجه بکرماجیت پر فتح حاصل کي اور بڑي شاهنشاهي کي بنیاد ڈالي † بکرماجیت پر فتح پانا غیر ممکن هی کیونکه ان دونوں راجاؤں کے سنوں یعني عهد میں ایک سو پینتیس برس کا تفاوت هی اور کسي اور پچهلي لڑائي کا حال جو مالوه پر هوئي هو بیان نهیں کیا گیا اُسکي شاهنشاهي غالباً دکهن میں قایم هوئي هوگي کیونکه اُسکا نام وهاں اب بهي بخوبي مشهور هے اور اُسکا سنه عموماً رواج پایا هوا هے اسکے بعد مهارشترا کي تاریخ کچهه معلوم نهیں هوتي اور بجز کالیان اور پرناله کے چهوتے چهوتے راجاؤں کے کتبوں کے اور کوئي سراغ اُس ملک کي تاریخ کا بارهویں صدي تک نهیں لگتا جسمیں یادؤں کے خاندان میں سے جو شاید بلال خاندان کي ایک شاخ تها دیو گڑهي کے راجه هوئے ‡ سنه ۱۲۹۴ع میں دهلي سے مسلمانوں نے مهارشترا پر حمله کیا اس زمانه میں بهي یادؤں خاندان کا ایک راجه دیوگڑهي میں راج کرتا تها خواه اسي زمانه میں خواه سنه ۱۳۰۶ع میں وه باج گذار هوگیا اور دارالسلطنت اُسکا سنه ۱۳۱۷ع میں چهین لیا گیا اور سلطنت اُسکي برباد کردي گئي *

اسي زمانه کے قریب مسلمان مورخ مرهتوں کے نام بیان کرنے لگے غالب یهه هی دکهن کو جاتے هوئے اجنبي لوگوں نے پهلے جس ملک

† گرینت ڈف صاحب کي تاریخ مرهتّه جلد ۱ صفحه ۲۶
‡ ولسن صاحب کا دیباچه کاغذات مکنزي صفحه ۱۳۰

میں هوکر گذرے اُسکا نام بهي دکهن هي لیا اور ایک قوم کے بجاے کئي قوموں سے واقف هونے تک زیادہ قوموں میں امتیاز نهیں کیا اور یهه بهي غالب هی که مرهٹوں کے حالات میں بهت کم ایسي باتیں تهیں جنپر وہ توجهه کرتے اگر اُنکے هاں کوئي بڑي سلطنت رهي هوتي تو دکهن کي اور سلطنتوں کي طرح اُسکا حال بهي سننے میں آتا غالباً اور قوموں کي طرح جنکے حالات انهیں کے سے رهے هیں اُنکا علم اور اُنکي تربیت اُنهیں پر مخصوص اور منحصر رهي هوگي مگر اب بهي اُنکے علم کي شایستگي میں بهت نقصان هی اور اُنمیں مصنف بهي بهت تهوڑے هوئے هیں اور جو کچهه لطف و خوبي وہ رکهتے هیں به نسبت ذاتي پیدا کرنے کے زیادہ تر مسلمانوں سے حاصل کي هی *

برخلاف اسکے اُنکے غار میں کے مندروں سے یهه بات ظاهر هوتي هی که اُنهوں نے بڑي مدت تک هنر کي مشق کي اور وہ بڑے ذي دولت اور صاحب قوت تهے اور جبکه مسلمانوں نے اول هي اول حملے کیئے تو ایلورا کے مندروں پر اُنکي توجهه هوئي یعني اُنهوں نے اُنکي تعریف کي *

مرهٹوں کي شهرت آخر زمانه میں هونے کو تهي جس میں یهه تقدیرّي بات تهي که اُنسے به نسبت اور هندوؤں کے بڑے بڑے کار نمایاں ظهور میں آویں اور به نسبت اُن سب لوگوں کے جنسے زمانه حال کے مورخوں نے هندوستان هي کي شهنشاهي کو منسوب کیا هی شاهنشاهي حاصل کرنے کي زیادہ تر قریب پهونچ جاویں *

چاروں حصوں مرقوم الصدر کے تتمے

پہلا تتمه

منو اور بیدوں کے زمانه کے باب میں

منو کے مجموعه کي یهه قدر و منزلت که اُس سے لوگوں کا حال ظاهر هوتا هی بالکل اُسکے قدیم زمانه میں لکھے جانے پر منحصر هی جسکا ادعا کیا جاتا هی *

بیدوں کا زمانه

منو کے مجموعه کي تاریخ قرار دینے سے بیدوں کي تاریخ کا معین کرنا جسکا حواله برابر منو کے مجموعه میں دیا گیا هی ضرور هی جس طریقه سے اس مقدس کتاب کا مجموعه میں ذکر کیا گیا هی اس سے هم یهه نتیجه نکال سکتے هیں که بید ایسے قدر و منزلت کے ساتهه موجود هونگے جسکے سبب سے اُنکي سند بلا حجت ماني جاتي هوگي جسکي پابندي هندوؤں پر فرض هوگئي تهي *

بیدوں کے بہت سے بهجن ایسي غیر فصیح زبان میں لکھے هوئے هیں جس سے معلوم هوتا هی که وه باقي اور تمام بهجنوں وغیره بید کي نظم کے مرتب هونے سے بهت پہلے کے تصنیف هیں اور بعضے اگرچه قدیم زبان میں هیں مگر شایسته اور فصیح شنسکرت سے خارج نهیں هیں اس لیئے اکثر کي تصنیف اور کل کي تالیف کے درمیان میں بهت عرصه گذرا هوگا بیدوں کي تالیف کے هي زمانه کي تحقیق کي توقع همکو هوسکتي هی *

سر ولیم جونس صاحب یجر بید کي تصنیف کا زمانه چالیس بزرگوں کے زمانه حیات کے شمار کرنے سے قایم کرتے هیں جنکے ذریعه سے اِس بید کے مسائل کا رواج هوا اُنمیں سے سب سے پہلا پارس رائے کو بتاتے هیں جسکے زمانه کو هیئت کي ایک تحقیق کے زمانه سے قرار دیتے هیں لیکن اُنکي تقریر اطمینان کے قابل نهیں وه یجر بید کے لکھے جانے کا زمانه سنه ۱۵۸۰ قبل مسیح خیال کرتے هیں اور بیدوں کے تالیف هونے کو سنه ۱۲۰۰ قبل مسیح میں قایم کرتے هیں اور اور تمام یورپ کے مورخ جنهوں نے اِس معامله کي تحقیق کي هی بیدوں کے مولف بیاس جي کا زمانه

بارهویں اور پندرهویں صدي قبل مسیح کے درمیان میں قرار دیتے هیں کم سے کم سب کے سب هندو بیاس جي کا زمانه تین هزار ایک برس قبل مسیح بتاتے هیں *

اهل یوروپ کي راے کا زیادہ صحیح اور درست هونا بهت پختگي کے ساتهه ایک مقام سے جسکو کالبروک صاحب نے دریافت کیا بلا حجت ٹهرتا هی چنانچه هر بید میں علم هیئت کا ایک رساله اِس فائدہ کے واسطے لگا هوا هی جس سے پترے کي ترتیب معلوم هووے اور اُس سے مذهبي فرایض کے اوقات دریافت هو جایا کریں اِس پر بهت کم شک هوسکتا هي که ان رسالوں کے مولف نے ایسي تحقیقیں اِنمیں درج کي هونگي جو اُسکے زمانه میں نهایت معتمد هونگي اور وقت کے ایسے حساب سے اُنکي تشریح کي هوگي جس سے اُنکے پڑهنے والوں کي سمجهه میں بخوبي آتي هونگي جو اندازہ وقت کا اُن رسالوں میں درج هی وهي اُنکے قدامت کي دلیل هی کیونکه وہ قمري مهینوں کے پانچ پانچ برس کا ایک ایک دور معه بیڈهنگي تقسیموں اور انزودگیوں اور اصلاحوں کے هی جنسے یهه ثابت هوتا هی که اُنمیں تمام اصول اِن پتروں کے جو بعد بهت سي درستیوں اور اصلاحوں کے اِس زمانه میں تمام هندوؤں میں رایج هیں موجود هیں مگر دلیل قطعي یهه هی که جو مقام راس سرطان اور راس جدي کا اس رساله میں قرار دیا هی (جسکا حال کالبروک صاحب نے مفصل بیان کیا هی) وہ وهي مقام هی جو چودهویں صدي قبل مسیح میں سرطان اور جدي کا تها † یقین یهه هی که کالبروک صاحب نے اِن رسالوں میں سے اِس مقام کے جهاں راس سرطان اور راس جدي کا ذکر هی جو کچهه معني لکهے هیں اُنپر کبهي کوئي اعتراض اور شبهه عاید نهیں هوا اور خود متن کي اصلیت پر شبهه کرنے کي کوئي وجهه دریافت کرني مشکل هی کیونکه جنتري کي قدیم صورت ایسي هی که هندوؤں کي چالاکي اور جعلسازي سے ویسي بني غیر ممکن هی علاوہ اِسکے ایک ایسے مقام کي صورت بدلنے پر کوئي هندو راغب نهیں هوسکتا تها جس سے ایک ایسي کتاب کا زمانه جسکو تمام هندو بینتیسویں صدي قبل مسیح کے بتاتے هیں چودهویں صدي قبل مسیح قرار پاوے *

ایک اور جواب مضمون میں جسکو اِس سے پهلے لکها تها ‡ کالبروک صاحب نے بید کے ایک اور مقام سے یهه ثابت کیا تها که مهینوں کے ساتهه موسموں کے مطابق هونے کے باعث سے برجوں کي ایسي حالت ثابت هوتي هی جسکا ابهي ذکر هوچکا اور اِس وجهه سے اُنهوں نے بید کي تالیف کو اُسي وقت قرار دیدیا تها جسکو بعدہ صریح دلیل سے ثابت کیا *

---

† کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۸ صفحه ۴۸۹

‡ کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۷ صفحه ۲۸۳

منو کے مجموعہ کا زمانہ

بیدوں کے زمانہ سے جو بطریق مذکورہ قرار پایا منو کے مجموعہ کے زمانہ کے قایم کرنے میں کوشش کرني چاهیئے سر ولیم جونس صاحب نے اِن دونوں تصنیفوں کي زبانوں کو جانچا اور جسقدر عرصہ رومي زبان میں اِسیقدر تبدیلي واقع ہونے میں گذرا اُس سے یہہ نتیجہ نکالا کہ منو کا مجموعہ بیدوں کي تالیف سے تین سو برس بعد تصنیف ہوا ہوگا یہہ تقریر بخوبي اِطمینان کے قابل نہیں کیونکہ یہہ کچھہ ضرور نہیں کہ تمام زبانوں میں شایستگي کي ترقي ایک هي اندازہ سے یکساں زمانہ میں یکساں مقدار پر ہووے البتہ اِس تقریر سے صرف یہہ بات تو حاصل ہوسکتي هی کہ ایک غیر فصیح زبان کے فصیح ہونے تک بہت سا عرصہ گذرا ہوگا منو کے مجموعہ کي تصنیف کا زمانہ دریافت کرنے کي ایک اور وجہہ اُن قوانین اور چال چلن کا فرق اور تفاوت جنکا اُس مجموعہ میں ذکر هی آجکل کے قوانین و اطوار سے هی اور یہہ تفاوت بہت بڑا ظاہر ہوگا اور اُن تبدیلیوں کي مناسبت سے جو سکندر کے حملہ تک ہوئیں جنکو هم اب بیان کرینگے یہہ نتیجہ نکل سکتا هی کہ اِس مجموعہ کے مسایل کے مروج ہونے سے سکندر کے حملہ تک بہت سا عرصہ گذرا ہوگا اِن حقیقتوں کے مجتمع کرنے پر شاید هم مفروضہ منو کے زمانہ کو سکندر کے زمانہ (یعني چوتھي صدي قبل مسیح کے) اور بیدوں کے زمانہ (یعني چودھویں صدي قبل مسیح) کے وسط کے آس پاس کا کوئي زمانہ قرار دے سکتے هیں اِس حساب سے مجموعہ کا مصنف نو سو برس قبل مسیح علیہ السلام ہوا ہوگا *

آجکل کے مذهب اور اطوار سے اُس مذهب و اطوار کے مختلف ہونے سے جو منو کے مجموعہ میں مندرج هی اور اُسکے اُس طرز بیان سے جسکا زمانہ حال میں رواج نہیں منو کے مجموعہ کا بہت قدیم ہونا ثابت ہوتا هی *

یہہ خیال کہ اختلاف مذهب اور اطوار اور طرز بیان زمانہ حال کي کسي جعلسازي کے چھپانے کے واسطے برتے گئے هیں صحیح نہیں هی کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو مضمون میں برابر مناسبت کا قایم رہنا دشوار ہوتا خصوصاً جبکہ اُس مناسبت کي صحت کے واسطے همارے پاس یونانیوں کے لکھے ہوئے حالات موجود تھے اور وہ خیال اِس باعث سے بھي صحیح نہیں کہ مجموعہ میں کوئي غرض جعلسازي کي کہیں پائي نہیں جاتي اور صرف یہي بات اُسکے خالص ہونیکي دلیل کافي ہوسکتي هی *

اگر کوئي برهمن کسي مجموعہ میں جعلسازي بھي کرے تو وہ اُسکو اِسطرح بناویگا کہ اُس سے اُس طریقہ کي تائید ہووے جو اُسکے زمانہ میں رایج هو اور اگر وہ مذهب کي ترمیم پر آمادہ هو تو اُسمیں ایسي عبارت داخل کریگا جو اُسکے نئے

مسائل کے حق میں مفید هو مگر ایسا هرگز نکریگا که نئي باتیں جو اُسکے زمانه میں عام پسند هوں اُنسے بالکل اغماض کرے اور ایسے طریقوں کي تعلیم کرے جو زمانه حال کے خیالات اور عقیدوں کے خلاف هوویں *

مگر خلاف اِسکے منو کا مذهب صریح بیدوں کا مذهب هی کیونکه سري رامچندر جي اور سري کرشن جي اور زمانه حال کے اور معزز دیوتوں کا بیان اُسکے مجموعه میں نه ادب و تعظیم سے نه بے ادبي و حقارت سے کیا گیا هی اور نه اون مباحثوں کیطرف اُسمیں کوئي اشارہ پایا جاتا هی جو اِن دیوتوں کے ماننے اور اور نئے مسئلوں کے سبب سے برپا هوئے اور نه ایسے فرقوں کا اُسمیں تذکرہ هی جو قواعد معین پر چلتے هیں اور نه بیوہ عورتوں کي خود کشي یعني ستي کا ذکر هی اُسکے بموجب برهمن بیل اور اور قسم کے جانوروں کا گوشت کھاتے تھے اور اپنے سے کمتر ذاتوں کي عورتوں کے ساتھه شادي کرتے تھے علاوہ اِسکے اور بہت سے ایسے طریقوں کا اُسمیں بیان هی جو زمانه حال کے هندوؤں کے عقاید کے خلاف هیں اور اُنپر بہت کم شبهه هوسکتا هی اِس لیئے که وہ بہت دقیق هیں *

یهه سب ایسي وجوهات هیں جنپر اِس مجموعه کے زمانه کو قیاس کرسکتے هیں اور خود منو کے زمانه سے همکو کچهه غرض نہیں هی اِسلیئے که اُسکا ظهور صرف ایسا نقلي هی جیسا که بهاگوت گیتا میں سري کرشن جي کا یا افلاطون اور سقرط کے مناظروں میں مناظرہ کرنیوالوں کا ظهور هی کوئي اشارہ مجموعه میں اُسکے اصلي مؤلف کي طرف پایا نہیں جاتا اور نه اُسکے قدیم مفسر کلوکا کے زمانه کا کوئي سراغ لگتا هی منو کے بعضے مسئلوں کو زیب و زینت دینے اور اُنکي تشریح کرنے میں جو کلوکا نے کوشش کي اُس سے یهه بات ظاهر هی که اُسیکے زمانه میں لوگوں کي راے بدلنے لگي تهي لیکن بہت سے مفسر جنمیں سے بعضے بہت † قدیم هیں منو کے قواعد کو صرف نیک زمانه (یعني ست جگ) سے متعلق بتاتے هیں اور اپنے زمانه کے مناسب نہیں بتاتے اور کلوکا کي تفسیر میں کوئي ایسي قید پائي نہیں جاتي اِس لیئے یهه نتیجه نکل سکتا هی که اگرچه مجموعه کے اصلي مصنف کي نسبت کلوکا بہت پیچھے هوا مگر بهر حال اُن مفسروں سے بہت پہلے هوا جنکي رائیں ابهي بیان هوئیں *

مجموعه کے مضموں پر غور کرنے سے کوئي بات اُس زمانه سے جو همنے اُسکے واسطے مقرر کیا غیر مناسب نہیں معلوم هوتي شاید یهه اعتراض هوسکتا هی که ایسے مجموعه کي تالیف خصوصاً ایسي ترتیب سے قدیم زمانه کا کام نہیں هی اور یهه بات تحقیق هی که قبل مرتب هونے اِس مجموعه کے ایک عرصه دراز هوا جس میں قانون اور طریق اور رسم و رواج قایم هوئے هونگے لیکن یوناني اور اور قوموں نے

† سر ولیم جونس صاحب کے ترجمه مجموعه منو کے آخري شرح کو ملاحظه کرو

جنکي تاریخ سے هم واقف هیں قوموں میں شمار کیئے جانے پر هندوؤں کي نسبت جلد تر اپني قوانین کے مجموعے بنا لیئے تھے اگرچہ منو کے مجموعہ کي ترتیب اور مضمونوں سے بہت سي ترتیب اور شایستگي ظاهر هوتي هی لیکن یہہ شایستگي زمانہ حال میں مرتب هونیکي ایسي دلیل نہیں هی کہ ناشایستگي زبان پر جو اُسکي قدامت کا ثبوت هی کچھہ غالب سمجھي جاوے دو هزار برس گذرے کہ رومي اُن لوگوں کي نسبت جو اس زمانہ میں شمالي قطب کے ملکوں میں آباد هیں زیادہ شایستہ تھے اور شاید دو هزار برس تک اُنسے شایستہ مانے جاویں *

دوسرا تتمہ

تبدیلیوں کے بیان میں جو ذات میں واقع هوئي هیں

بعض راجپوت قوموں کي نسل کے غیر ملکي هونے پر شبہہ

ذات کي تبدیلیوں میں هونے وہ تبدیلي بیان نہیں کي جو بشرط ثابت هو جانیکے باقي تمام تبدیلیوں کي نسبت زیادہ منزلت رکھتي هی اس تبدیلي سے هماري غرض ملک ستھیا کے لوگوں کا ایک گروہ چھتریوں کے فرقہ میں داخل هو جانے سے هی اور یہہ بات کرنل ٹاڈ صاحب † فرماتے هیں جس سے اوریئینٹل میگزین ‡ میں ایک بڑے قابل مورخ نے جسکا نام معلوم نہیں کسیقدر اتفاق کیا هی کرنل ٹاڈ صاحب اُس سرگرمي اور شوق کے سبب سے جو اُنکو مشرقي قوموں کے حالات کے تحقیق کرنے میں تھا اور ایک نہایت دلچسپ ملک (یعنے راجپوتانہ) کے حالات کے علم و آگاهي پھیلانے کے باعث سے جس سے لوگ اُنکے زمانہ تک نا اشنا تھے بڑي تعظیم و تکریم کے مستحق هیں اور وہ نامعلوم مورخ ظاهرا اسمضمون پر بہت بڑي دسترس رکھتا هی ممکن هی کہ وہ شاید هندو قوموں میں غیر ملکوں کے لوگونکے داخل هونیکي ایسي مثالوں سے واقف هی جنکو میںنے نہیں سنا هی مگر جب تک کہ یہہ مثالیں معلوم نہوں تو بمجبوري همکو راے مذکورہ سے اختلاف هی اور جو لوگ اس راے کي تائید کرتے هیں اُنکي قدر و منزلت همارے نزدیک صرف اُس صورت میں ظاهر هوسکتي هی کہ هم جو کچھہ اُنسے اختلاف رکھتے هیں اُس کي وجوهات مفصل بیان کریں اب اگر یہہ خیال کیا گیا هو کہ تمام هندو اور ستھیا والے ایک هي نسل سے پیدا هوئے اور پیچھے اپنے اپنے مخصوصات کے سبب سے جدا جدا دو قومیں هوگئیں تو اس معاملہ پر همکو گفتگو کرنیکي کچھہ حاجت نہوگي لیکن اگر یہہ کہا جاوے کہ ایسے زمانہ میں جسکي

† تاریخ راجستان جلد ۱

‡ جلد ۲ صفحہ ۳۳ اور جلد ۸ صفحہ ۱۹

تاریخ موجود ہی ان دونوں قوموں میں اجتماع واقع ہوا تو اسبات پر ہمکو شبہہ ہی کہ غیر ملک کے لوگوں کا زناردار قوموں میں مخلوط ہو جانا ایسي بات ہی جسکا منو نے کبھي خیال تک نہیں کیا یہہ امر اُس زمانہ میں جس کا بیان منو کي تحریروں میں ہی رائج نہوا ہوگا اور اس عجیب اجتماع اور خلط کا کوئي نشان سکندر کے زمانہ میں باقي نتہا کیوں نہ سکندر اور اُسکے ہمراہیوں نے باوجودیکہ ہندوستان کو ملک ستھیا میں دو برس رہنے کے بعد بلکہ اُس سے پیچھے دیکھا مگر اُن دونوں قوموں کے کسي گروہ میں کوئي مشابہت نپائي پس اجتماع مذکور قبل مسیح علیہ السلام سو یا دو سو برس بلکہ اُس سے بھي پیچھے واقع ہوا ہوگا کرنل ٹاڈ صاحب نے بعض مقاموں میں ایسا ہي خیال کیا ہی مگر بعض مقاموں میں یہہ بھي بیان کرتے ہیں کہ قبل مسیح علیہ السلام چھٹي صدي میں ستھیا کے ملک کے لوگ ہندوستان میں نقل مکان کرکے آئے اور اس سے بھي پہلے زمانہ کے نقل مکان بیان کیئے ہیں یہہ بات کہ مغلوں کي یورش سے پہلے جو اُنہوں نے چنگیز خاں کے زیر حکم کي تھي ستھیا کے لوگوں نے ہندوستان پر یورش کي اسقدر غالب ہی کہ نوا ہے ثبوت سے اُسکا ہمکو یقین ہوسکتا ہی اور جو دلیلیں اسبات کي پیش کي گئي ہیں کہ بعد فتح کرنے بیکٹریا کے ستھیا کے لوگوں نے ہندوستان کے ایک حصہ کو فتح کیا ہمکو اطمینان ہوسکتا ہی مگر یہہ خیال کرنا کہ نہایت نفرت و مشیخت رکھنے والے ہندو قوموں میں غیر ملک کے لوگوں کا ایسے زمانہ میں داخل اور مخلوط ہو جانا جبکہ منو کے مجموعہ میں ہندوؤں کي قوموں کے آپس میں نہایت کامل امتیاز قایم ہوچکا تہا اس قدر دشوار ہی کہ اس امر کے قایم کرنیکے واسطہ نہایت صریح اور صاف دلیلیں درکار ہیں اب دیکھنا چاہیئے کہ وہ دلیلیں کیا ہیں *

اول یہہ کہ چار راجپوت قوموں میں ایک کہاني اُنکي نسل کي مشہور ہی جس سے بشرطیکہ ہندوؤں کي تمام کہانیاں بامعني سمجھي جاویں یہہ نتیجہ نکل سکتا ہی کہ وہ قومیں مغرب سے آئیں اور اُنکو اپني اصلیت کا حال کچھہ معلوم نہیں *

دوسرے یہہ کہ بعضے راجپوت بلاشبہہ ہندوستان کے مغرب سے آئے *

تیسرے یہہ کہ راجپوتوں کا مذہب اور چال چلن ستھیا والوں کے مذہب و اطوار سے مشابہہ ہی *

چوتھے یہہ کہ بعض راجپوت قوموں کے نام ستھیا والوں کي قوموں کے سے نام ہیں *

پانچویں یہہ کہ قدیم سکوں کي رو سے اٹک کے نیچے کے حصہ کے آس پاس دوسري صدي میں ایسے لوگ موجود تھے جو ستھیا والوں اور ہندوؤں کي آمیزش سے پیدا ہوئے تھے *

چھٹی یہہ کہ اُوپر کے حصہ هندوستان میں سفید یعني گورے هنز لوگ کاسمس انڈیکو پلیورسٹیز کے زمانہ میں موجود تھے *

ساتویں یہہ کہ ڈي گگنیز صاحب چیني مورخوں کي سند سے بیان کرتے هیں کہ دریاے اٹک کے اوپر کے حصہ کے قرب و جوار کے ملک کو یوکي یا جیٹي کے ایک گروہ نے فتح کیا چنانچہ اُس دریا کے دونوں کناروںپر اب بھي جیٹ موجود هیں *

ان دلایل میں سے پہلي دلیل ایسي کچھہ قطعي نہیں هی جسکو بلا حجت تسلیم کرلیا جاے یہہ بات ظاهر هی کہ هندوستاني قومیں اور ملکوں کي قوموں کي طرح اپني نسل سے ناواقف هوسکتي هیں یا اگر اُنکو معلوم بھي هو تو اُسکو ایک کہاني سے ترقي دینے کے درپی هوتے هیں اس کہاني کے ذریعہ سے سواے آبو پہاڑ کے جو گجرات کے شمال و مغرب میں هی ستھیا کے قرب جوار تک بھي سراغ نہیں چلتا اور کرنل ٹاڈ صاحب نے جن هندوستاني قوموں کو اهل ستھیا بنایا هی اُنمیں سے شاید کوئي ایک دو بلکہ وہ بھي نہیں اُن چار راجپوت قوموں میں سے هیں جنکا ستھیا والوں کا سا نام هی *

دوسرے صرف یادو کي بڑي قوم دریاے اٹک کے اُس پار سے آئي جسمیں سے کرشن جي هوئے هیں اور یہہ خالص هندو قوم هی هندوستان میں کرشن جي کي وفات کے بعد اُس قوم کے دریاے اٹک کے مغرب کي طرف جانے کي کہاني مشہور هی یادو قوم کا ایک حصہ جسکا نام شاما هی بلاشبہہ مغرب سے ساتویں آتھویں صدي میں آیا لیکن دریاے اٹک کے پار جانے سے پہلے وہ هندو هي تھے اور جو قومیں مغرب میں اب بھي رهتي هیں گو آج تک وہ مسلمان هیں اُنمیں سے بہت سي قوموں کو هندو نسل میں سے تسلیم کیا جاتا هی † سکندر نے دریاے اٹک کے مغرب میں هندوستانیوں کي دو قوموں کو پایا ایک کو پراپانیسس میں اور دوسرے کو سمندر کے قریب اگرچہ یہہ دونوں قلیل گروہ اورآپس میں بے تعلق تھے مگر سمندر کے قریب کا گروہ راجپوتوں کے هندوستان میں نقل مکان کرکے آنے کے واسطے بغیر اسبات کے کہ همکو اهل ستھیا کي طرف بھي خیال دوڑا نے کي ضرورت پیش آوے کافي واني هی *

تیسرے اگر راجپوتوں کي کسي قوم کا مذهب اور چال چلن ستھیا والوں کے مذهب اور اطوار سے کچھہ مشابہت بھي رکھتا هو تو سمجھنا چاهیئے کہ هندوؤں کے مذهب اور رویہ سے اسقدر زیادہ مشابہت اور یکرنگي هی کہ اُسکے مقابلہ میں اهل ستھیا کي مشابہت بالکل کالعدم ٹھہرے گي اور راجپوتوں کي زبان بھي هندي هی ستھیا کي زبان کا ایک لفظ بھي اُسمیں نہیں پایا جاتا (جسقدر کہ اب تک تحقیق هوا هی)

---

† ٹاڈ صاحب کي کتاب جلد ۱ صفحہ ۸۵ اور پاٹینجر صاحب کي کتاب صفحہ ۳۹۲ و ۳۹۳ اور آئین اکبري جلد ۲ صفحہ ۱۲۲

اور میں نے اُنکے مذهب کے کسي ایسے حصه کا حال نهین سنا جسکي اصلیت هندوؤں کے خالص مذهب میں سے نہو نی الحقیقت جن باتوں میں بعض راجپوتوں کو ستهیا والوں سے مشابهه کیا جاتا هی وہ باتیں تمام راجپوتوں میں عام هیں بلکه اکثر اُنمیں سے تمام هندوؤں میں پائي جاتي هیں برخلاف اسکے جن باتوں کو ستهیا والوں کے اطوار کے نمونه کیطرح انتخاب کیا گیا هی اُنمیں سے اکثر تمام جاهل اور اکهڑ قوموں میں هوتي هیں ظاهرا انمیں سے بہت سے طور طریقه سکینڈینیویا یا جرمني والوں کے هیں گو ان قوموں کي نسل مشرقي ستهیا والوں کي نسل کے ساتهه مشترک فرض کریں مگر اُنکے اطوار کي مشابهت ثابت هوني باقي هی *

اگر مشابهت کي دقیق باتوں کے تحقیق کرنے کے بجاے هم ستهیا والوں اور هندوؤں کي عام خصلت کي مطابقت کریں تو ظاهر هی که کوئي دو چیزیں ایسي خیال میں نهیں آسکتیں جو کچهه کم مشابهت رکهتي هوں *

ستهیا والا پست قد گٹها هوا جسم هاتهه پاؤں موٹے تازه اور قوي کشاده چهره رخساروں کي هڈیاں ابهري هوئي آنکهیں تنگ اور لنبي جنکے کونے نکیلے هوتے هیں گهر اُسکا خیمه یا ڈیره وغیره اور پیشه چرواهاپن خوراک گوشت اور پنیر اور دود دهي وغیره اور پوشاک حیوانوں کي کهال یا اون هر شخص اُنمیں کا چست و چالاک اور محنتي اور صحرا نورد اور بے چین اور راجپوت کشیده قامت خوبصورت جوڑ بندوں کا ڈهیلا جب تک کسي وجهه سے بر افروخته نهو پژمرده خاطر اور کاهل رهرے مسکن اُسکا مکان اور لباس باریک اور ڈهیلا پهوک دار خوراک اُسکي غله اور زمین کے قبضه پر جان دینے کو موجود بجز اشد ضرورت کے ایک هي مقام پر قیام رکهنے کا پابند اگرچه اکثر جنگل میں یا جنگل کے قریب رهتا هو مگر مویشیوں کے ریوڑوں کي خبرگیري جو کمتر فرقوں سے مخصوص هی کبهي نهیں کرتا *

چوتهے نام کي مشابهت جب تک کثرت سے اور اور حالات سے اُسکي تائید نهو نهایت کمتر درجه کي ضعیف دلیل هی سو اِس موقع پر ایسي دلیل بهي اِسقدر کم هی که بمنزله نهونے کے هی علاوه جیت کے جسکا آگے ذکر هوگا بہت بڑي مشابهت ایک گمنام قوم کے نام سے جو راجپوتوں میں هن کهلاتي هی اُس بے ٹهکانے بڑے گروه کے ساتهه جسکو رومي هنز کهتے تهے یا ترکوں کي اُس بڑي قوم کے نام کے ساتهه جسکو ایک زمانه میں چیني هیني یون یا هائینگ‌نو کها کرتے تهے پائي جاتي هی اگرچه هنز قوم اب کچهه معدوم سي هی لیکن قدیم زمانه میں وہ کسیقدر نظر و امتیاز رکهتي تهي اُسکا ذکر بعض قدیم کتبوں میں پایا جاتا هی لیکن کوئي اور بات ایسي نهیں ملتي جسکے سبب سے اُسکو قوم هنز یا هائینگ‌نو سے مشابهه سمجها جاوے *

هندوؤں میں سے راجپوتوں کے اصل هونے کے خلاف پر یهه کها جا سکتا هی که

راجپوتوں کے چندھي قوموں کے نام ایسے هیں جنکے شنسکرت میں کچھه معني هوسکتے هیں کیا اُن ناموں کے معني تاتار کي کسي زبان میں هوسکتے هیں اور کیا تمام هندو قوموں کے ناموں کے معني شنسکرت میں هوسکتے هیں *

پانچویں هم بلا تامل یهه تسلیم کرسکتے هیں که دوسري صدي میں دریاے اٹک کے قریب سنتهیا والے بستے تھے مگر یهه ظاهر نهیں هوتا که اِس موقع پر رهنے سے وہ راجپوت کیونکر بن گئے هندوستان میں ایراني اور افغان اور انگریز مدتوں رهے مگر اُنمیں سے کسیکو هندوستاني قوموں کي فهرست میں کبهي جگهه نهیں ملي *

چھٹي کا سماس جو صرف ایک جهاز ران تها هندوستان کے اوپر کے حصوں کا صحیح صحیح حال غالباً نجانتا هوگا اور سفید هنز بقول ڈي گگنیز صاحب † کے ترک تھے جنکا دارالسلطنت آرکیخ یا خیوا تها اِس لیئے یهه ممکن معلوم هوتا هی که اِس جهاز ران نے ناواقفیت کے سبب سے جیٹي اور هنز کو گڈ مڈ کر دیا لیکن اگر اُسکا بیان تسلیم کرلیا جارے تو اُس سے ظاهر هوتا هی که هندوستان کے اوپر کے حصه میں لوگ هنز کے نام سے آگاہ تھے اور اُس سے یهه بهي ثابت هوتا هی که جن لوگوں کو هنز کہتے تھے وہ چھٹي صدي تک راجپوت نهیں بنگئے تھے *

ساتویں ڈي گگنیز صاحب کا بیان صحیح اور سچ معلوم هوتا هی اُنکے بیان سے صرف اٹک والے سنتهیا والوں کي اصلیت هي نهیں معلوم هوتي بلکه یهه بهي معلوم هوتا هی که اُنکا انجام کیا هوا جو اسباب کي کافي دلیل هی که وہ کسي هندو قوم میں حلول نهیں کرگئي ‡ جن لوگوں کو چیني یوکي اور تاتاري جیٹ اور بعضے انگریز مورخ جیٹي کہتے هیں وہ ایک بڑي قوم تاتار کے مرکز میں تیمور لنگ کے زمانه تک موجود تهي دوسري صدي قبل مسیح میں اُس قوم کو هائینگنو قوم نے جس سے همیشه اُسکي عداوت رهتي تهي اُسکے اصلي ملک سے نکال کر چین کے سرحد تک بهگا دیا اور قریب ایکسو چهبیس برس قبل مسیح میں اِس شکست یافته قوم نے خراسان واقع ایران کو فتح کرلیا اور اِسي زمانه کي ایک اور قوم سو نے جسکو اُسي قوم هائینگنو نے اپنے عروج کے شروع میں اُسکے اصلي وطن سے نکال دیا تها یونانیوں سے بیکٹریا چهین لیا سنه عیسوي کے آغاز میں یوکي فتح کرتے کرتے ایران سے دریاے اٹک کے پاس کے ملک تک آئے چیني مورخوں نے جو کچهه اِنکا حال قلمبند کیا هی وہ ٹهیک اور صحیح هی کہتے هیں که جو لوگ اٹک کے پاس کے ملک میں اِس قوم کے آئے وہ رهیں آباد هوگئے اِسي سبب سے جبکه تیمور جو تاتار میں جیٹ سے لڑا

---

† جلد ۲ صفحه ۳۲۵

‡ ڈي گگنیز صاحب کي تاریخ قوم هنز جلد ۲ صفحه ۴۱ لیکن زیاده تر کتبوں کے مجموعه کي جلد ۲۵ معه مشمولهٔ تحریر ڈي این ول صاحب کے دیکهني چاهیئے

کرتا تھا دریاے اٹک پر آیا تو اُسنے اپنے پورانے حریفوں کو یہاں دور و دراز فاصلہ پر کي بستي میں پہچان لیا † ان لوگوں کا نام اب بهي جیٹھ یا جاٹ ‡ هی اور اس زمانہ میں بهي اٹک کی دونوں کناروں پر کثرت سے موجود هیں اور پنجاب اور راجپوتانہ اور بلوچستان کے مشرق میں دهقان جاٹ هي هیں اور اکثر مقاموں میں آنکا مذهب اسلام هی *

جاٹوں کي جیت سے اصلیت نکلنی پر جو صرف ایک اعتراض پیش کیا جاتا هی وہ یہہ هی کہ وہ راجپوت قوموں کے بعضي فهرستوں میں شامل هیں اسلیئے وہ خالص هندو سمجهي جاتي هیں لیکن کرنل ٹاڈ صاحب جنسے یہہ بات معلوم هوئي اُسکو اس بیان سے بے اصل کرتے هیں § کہ اگرچہ اُنکا نام فهرست میں داخل هی مگر اُنکو راجپوت هرگز نہیں سمجھا جاتا اور کوئي راجپوت اُنمیں شادي نہیں کرتا اور ایک اور مقام * پر وہ یہہ کہتے هیں کہ بجز ایک نہایت مشکوک رسم کے هندوؤں کي رسمیں اُنمیں بالکل نہیں هیں اور وہ خود اسبات کي تائید کرتے هیں کہ اُنکا مخرج جیت هی لیکن اگر اُن کي زبان ایسي هندي ثابت هووے جسمیں کسي اور زبان کي آمیزش نہیں تو اُس راے پر یہہ اعتراض قوي هوگا گو لاجواب نہووے *

راجپوتوں کے مغرب سے نقل مکان کرنیکو جیٹي کے حملہ سے متعلق هونیکا زیادہ قرین قیاس یہہ طریقہ هی کہ جن قوموں کي نسبت یہہ لکھا هی کہ پہلے پہل قدیم زمانہ میں وہ اٹک کے اُس پار گئیں جنکو سکندر نے غالباً جنوب میں پایا اُنہیں قوموں کا کسیقدر حصہ سِتھیا والوں کے یورش کرنے کے سبب سے اپني نئے مقبوضہ ملک سے خارج هوکر اپنے قدیمي ملک کو اپنے بھائیوں میں شریک هونے کے واسطے جنسے مذهب اور اطوار میں کبھي غیریت نہ تھي واپس چلا آیا *

اس سے میں یہہ نتیجہ نکالتا هوں کہ جاٹ سِتھیا والوں کي نسل میں سے هوں تو هوں مگر راجپوت سب کے سب خالص هندو هیں *

---

† تاریخ شرف الدین جسکا حوالہ ڈي گنیز صاحب نے اپنے کتبوں کي کتاب جلد ۲۵ صفحہ ۳۲ میں دیا

‡ جاٹ سے وہ جاٹ مراد نہیں هیں جو اگرہ کے قرب و جوار میں بستی هیں اسمقام پر اُنکا کچھہ ذکر نہیں هی

§ ٹاڈ صاحب کي تاریخ راجستان جلد ۱ صفحہ ۱۰۶

* ایضا جلد ۲ صفحہ ۱۸۰

تیسرا تتمه

هندوستان کے وہ حالات جو یونانیوں نے لکھے هیں

هندوستان کے جو حالات یونانیوں نے بیان کیئے هیں اُنکي چھان بین کرنے سے پہلے همکو یہه بات تحقیق کرني ضرور هی که هندوستان کے نام سے یوناني کونسا ملک مراد لیتے هیں *

هندوستان کي مغربي حد دریاے اٹک هی

سکندر کا حال لکھنے والے مورخ اُس پہاڑي ملک کے باشندوں کو جو کاکسس یعني کوہ قاف کے وسیع دامن کے جنوب میں اور دریاے اٹک کے قریب واقع هی هندوستاني کہتے هیں اور ایک اور قوم کا حال هندوستاني قوموں میں بیان کیا هی جو دریاے اٹک کے مغرب میں سمندر کے کنارہ پر بستي تھي ان دونوں میں سے هر ایک قوم ایسے خطه زمین میں آباد تھي جو دریاے اٹک سے ایکسو پچاس میل تک مغرب کي جانب مین تھا اور جنوباً شمالاً اسقدر وسیع نه تھا اُنکے اُس ملک میں ایک بڑا خطه ایسا بھي تھا جسمیں ایسي غیر قومیں بھي آباد تھیں جو اُنکي نسل سے علحدہ تھیں مگر دریاے اٹک کے قریب خصوصاً اُسکے نیچے کے حصه پر اور هندوستاني قومیں تھیں جو مذکورہ بالا دونوں قوموں سے کم تھیں *

سمندر کے کنارہ پر کے هندو اوراَیتي اور اربائیتي مشہور تھی اور میجر رنل صاحب اُنکو خیال کرتے هیں که وہ لوگ تھے جنکو یوناني مورخ هرودوٹس نے ایشیا کے اهل اِتھیوپیا لکھا هی اور اُنکا ملک بلوچستان کے پہاڑوں اور سمندر کے درمیان میں ایک تنگ خطه تھا اور مکران سے مغرب کیطرف اُن پہاڑوں کے سلسله کے سبب سے علحدہ تھا جنہر راس ابو واقع هی جہاں مشہور هنگلیز کا مندر هندوؤں کا اب بھي موجود هی جن هندوستانیوں کو هرودوٹس دارا کي قلمرو کے صوبوں کا باشندہ بتاتا هی غالباً پرلے سرے کے شمال کے رهنے والے یعنے کوہ قاف کے نیچے کے بسنے والے هندوستاني تھے کیونکه وہ صاف صاف بیان کرتا هی که جنوب والے هندوستاني ایران کي سلطنت سے کچھه علاقه نہیں رکھتے تھے † میجر رنل صاحب نے ثابت کیا هی که هرودوٹس صاحب کوجو کچھه علم هندوستان کا تھا وہ اُس بیابان سے زیادہ نه تھا جو دریاے اٹک کے مشرق میں هی ‡ معلوم هوتا هی که هرودوٹس صاحب هندوستان کي وسعت سے بخوبي

---

† تھیلیا صفحه ۱۰۱ و ۱۰۲

‡ هرودوٹس صاحب کا جغرافیه صفحه ۳۰۹

واقف نه تهے اور اُنکو اُسکے اُس حصه کا حال بهي اچهي طرح معلوم نه تها جو ایران کے تابع تها § اگرچه اور یوناني مورخ اٹک کے پار والے هندوستانیوں کا ذکر کرتے هیں مگر وه هندوستان کو اُس دریا کے مشرقي کناره تک محدود سمجهتے هیں ایرین مورخ نے پهاڑیوں کو اُس مقام سے هندوستاني نام سے پکارا جهانسے سکندر پیروپا میزس میں داخل هوا مگر اٹک کا حال بیان کرتے وقت لکها هی که سکندر صبح دم دریاے اٹک سے عبور کرکے هندوستانیوں کے ملک میں داخل هوا اور بعد اسکے فی‌الفور اُس ملک کے لوگوں کا حال بیان کرنا شروع کردیا هی † اسي بیان میں پهر وه صاف صاف بیان کرتا هی که اٹک پهاڑوں سے لیکر سمندر تک هندوستان کي مغربي حد هی ‡ سکندر کے هندوستان کي مهم کے بیان میں اُس مورخ کا قول هی که هندوستان صرف اُس خطه کو سمجهنا چاهیئے جو دریاے اٹک کے مشرق میں هی اور جو لوگ اُسمیں آباد هیں جنکا ذکر اب هونے والا هی اُنکو هندوستاني سمجهنا لازم هی *

استرابو صاحب جو هندوستان کي تاریخ لکهنے والوں میں سے نهایت نکته چین اور دانشمند هیں وه بهي هندوستان کي مغربي حد پهاڑوں سے سمندر تک دریاے اٹک هي کو بتاتے هیں اور ایراٹاستهینیز کا قول اپني راے کي تائید میں نقل کرتے هیں § *

---

§ اٹک کے مشرق کي طرف کے هندوستانیوں نے برابر سکندر سے یهي ظاهر کیا که هم پر کبهي کسي نے حمله نهیں کیا یهه ایسا کلام تهی که اگر اُنکو سکندر نے ایران کي اطاعت سے ازاد کرایا هوتا تو وه هرگز منهه سے نه نکالتے ایرین مورخ بهي بیکس اور هرکیولیز سیاستریس سیمیرمیس سائیرس کے حملوں سے جو مشهور هی که ایران پر هوئے هیں بجز اُن حملوں کے جنکا دیوتوں کي روایتوں میں ذکر هی انکار کرتے هیں اور استرابو صاحب اُنکو بهي قبول نهیں کرتے اور کهتے هیں که ایرانیوں نے هندوستان میں سے سپاه بهرتي کي هی لیکن کبهي حمله نهیں کیا هی (ایرین صاحب کي تاریخ هندوستان صفحه ۸ و ۹ اور استرابو صاحب کي تاریخ جلد ۱۵ کا آغاز اور ڈائیوڈورس کي کتاب جلد ۲ صفحه ۲۳ نسخه مطبوعه سنه ۱۶۰۴ع)

جن وجوهات پر بعض اوقات یهه کها جاتا هی که ایراني گنگا یا جمنا تک هندوستان پر قابض تهے اُنکو میں دریافت نهیں کرسکا میجر رنل صاحب کي قوي راے (مگر وه صرف پنجاب سے متعلق هی) اُس بڑے خراج پر مبني هی جو هندوستانیوں نے ایرانیوں کو دیا مگر وه خود ثابت کرتے هیں که یهه مبالغه هی (جغرافیه هرودوٹس صفحه ۳۰۵)

† کتاب مهمات سکندر جلد ۵ باب ۴

‡ ایضاً جلد ۵ باب ۶

§ استرابو صاحب کي تاریخ جلد ۱۵ صفحه ۴۷۳ و ۴۷۴ مطبوعه سنه ۱۵۸۷ع اور جلد ۱۵ صفحه ۴۹۷ میں اُنهوں نے دریاے اٹک کو ایران کے مشرقي حد پر بیان کیا هی

البتہ پلینی صاحب بیان کرتے ہیں کہ بعضے آدمی جڈروزیا اور آریکوسیا اور اریا اور پروپامائیسس نامی ایران کے چاروں صوبوں کو ہندوستان سے متعلق سمجھتے ہیں لیکن الکو ہندوستان سے متعلق سمجھنے سے قریب دو تہائی ایران کے ہندوستان میں شامل ہوا جاتا ہی *

شنسکرت کے مورخ یونانیوں کے اس راے کو کہ اٹک اُنکے ملک کی مغربی حد ہی استحکام دیتے ہیں اور اٹک سے آگے کی اور قوموں کو یاونا اور اور وحشیوں میں شمار کرتے ہیں بیشک یہہ روایت عموماً تسلیم کی ہوئی موجود ہی † کہ کسی ہندو کو اُس دریا پر سے عبور نکرنا چاہیئے اور قدیم زمانوں میں بھی جو عمل اس روایت کے خلاف ہوا وہی اس روایت کے قدیم ہونے کی دلیل ہی *

اُن ہندوستانیوں کا ذکر جو دریاے اٹک کے مغرب میں تھے

اب یہہ بات صاف ہی کہ دریاے اٹک کے اُس پار کے ہندو تھوڑے سے اور متفرق تھے اور جو کچھہ کہ اُنکا حال متقدمین نے بیان کیا ہی وہ اب لوگوں پر ظاہر ہوگا چنانچہ شمال کیطرف سے اُنکا حال ہم بیان کرنا شروع کرتے ہیں *

ایریئن صاحب اپنی تاریخ ہندوستان کے اغاز میں ایسساسینی اور ایسٹاسینی کو اُن ہندوستانی پہاڑوں کی قومیں بیان کرتے ہیں جو دریاے اٹک اور دریاے کوفینز کے درمیان میں واقع ہیں لیکن وہ اُنمیں اور اور ہندوستانیوں میں اُنکے گورے رنگ اور پست قد سے امتیاز کرتے ہیں غرض کہ وہ اُنکو عموماً ہندوستانی نہیں تھہراتے اور سکندر کی مہم یا اپنی تاریخ ہندوستان میں نہ اُن لوگوں میں برہمنوں کا موجود ہونا بیان کرتے ہیں نہ ہندوؤں کی سی کوئی خاص رسم اُنمیں بتاتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ وہ قومیں ایسریا یعنے اشور والوں کے تابع تھیں اور بعد اُنکی میڈیا والوں کے مطیع ہوئیں اور

---

† کرنل ولفورڈ نے کوہ قاف کے جواب مضون میں اسی بحث پر جس اشلوک کا حوالہ دیا ہی اور وہ جواب مضمون کتاب تحقیقات ایشیا کی جلد ۶ صفحہ ۵۸۵ میں مندرج ہی اُسکو دیکھو کرنل صاحب جو ہندوؤں کے قدیم ملکوں کے وسیع ہونے کی طرف مائل ہیں اسبات کے ثابت کرنے میں سعی کرتے ہیں کہ اس اشلوک میں اٹک سے دریاے کاما جو اٹک کا ایک معاون دریا ہی مراد ہی اور خود دریاے اٹک شاید اب اُس جگہہ پر نہیں بہتا جہاں پہلے بہتا تھا اور یہہ ممانعت اس دریا سے عبور کرنے کی تھی اُسکے مخرج کے پاس ہوکر گھوم کر دوسری طرف جانے کی نہیں تھی چنانچہ مدت سے اُس ممانعت کا کچھہ خیال نہیں کیا جاتا — کرنل صاحب اس امتناع کے وجود سے انکار نہیں کرتے صرف یہہ کہتے ہیں کہ ایک زمانہ میں اسپر توجہہ نہیں کیجاتی تھی *

اخرکار ایرانیون کي فرمانبردار هوئیں غرض که ایریٔن صاحب کے بیان سے یهه نهیں معلوم هوتا که دریاے کو نینز یعني دریاے کابل کے جنوب میں هندو آباد تهے اور اسٹریبو صاحب کے بیان سے یهه نتیجه نکل سکتا هی که پوروپامائیسس والوں اور قوم اورایٹي کے درمیان میں سکندر کي مهم کے بعد تک هندو نه تهے † لیکن ایریٔن صاحب نے جو دریاے اٹک کے نیچے کي طرف کي قوموں کا حال بیان کیا هی اُس سے یهه قیاس میں آتا هی که اسٹریبو صاحب دریاے اٹک کے نیچے کي طرف اور اوپر کي طرف غرض که دونوں طرف کے ملکوں کا حال ملا جلا بیان کیا هی اور ایران کي حد پر هندوؤں کے هونے سے بالکل انکار اُنکي مراد نهیں هی *

ایریٔن صاحب کے بقول ‡ اورائیٹي ایک هندوستاني قوم تهي اور سمندر کے کنارہ کنارہ ایک سو پچاس میل تک آباد تهي اُس قوم کے لوگ اور هندوستانیوں کاسا لباس پهنتے اور هتیار باندهتے تهے لیکن زبان اور چال چلن اُنسے مختلف تهي *

یهه سب لوگ یهانتک که دریاے اٹک کے پاس تک کے آدمي اصل میں خاص هندوستاني هونگے کیونکه کهتے هیں که سیمبس جو اس قوم کے اُن پهاڑوں پر بسنے والي شاخ کا سردار تها جنکا سلسله سندہ کے شمال میں دریاے اٹک تک چلا گیا هی برهمنوں کا بهت معتقد تها *

جو قومیں دریاے اٹک کے مغربي کنارہ تک اگلے وقتوں میں بستي تهیں اُنکا حال اُس مقام کے اس زمانه کے باشندوں کا حال بیان کرنے سے کسیقدر روشن هو جاویگا *

کوہ قاف کے سلسله کے اس مقام سے جهاں پر کوہ سلیمان کے سلسله میں کا کوہ اماسؔ تقاطع کرتا هی اٹک تک هندوستاني نسل کي قوم آباد هی جو حال میں قوم افغان کے تابع هی جسنے تهوڑي مدت سے اُس خطه کو فتح کرلیا § ان هي پهاڑوں کے حصه بالائي میں زیادہ تر شمال کے جانب ایک اور قوم کافر اباد هی اُس کي زبان میں اور شنسکرت میں بهت سا تعلق هونے سے معلوم هوتا هی که وہ قوم هندوستانیوں

† سٹریبو صاحب کي تاریخ جلد ۱۵ صفحه ۷۲۴ اسٹریبو صاحب نے ایرٹاستهینیز کا جو مقوله نقل کیا هی وہ یهه هی که دریاے اٹک هندوستان اور ایریانه کي حد فاصل تها اور اُس دریا کے مغرب کا تمام ملک ایرانیوں کے قبضه میں تها لیکن بعد اسکے هندوستانیوں نے اهل مقدونیه سے بهت سا حصه ملک ایران کا حاصل کرلیا اس انتقال مملکت کا حال اُنهوں نے صفحه ۶۹۸ میں مشرح بیان کیا هی اور لکها هی که یهه ملک سکندر نے ایرانیوں سے لیکر اپنے قبضه میں رکها تها لیکن سلیوکس نے بعد اُسکے سندراکٹس کو دیدیا

‡ کتاب مهم سکندر جلد ۴ باب ۲۱ اور تاریخ هندوستان باب ۲۵

§ یهه خطه کسیقدر اُس خطه سے وسعت میں کم هی جسمیں بقول ایریٔن صاحب کے پهلے هندو بستے تهے جسکي وسعت کوفینز تک تهي کوفینز سے غالباً دریاے پنج شیر مراد هی جو کابل کے شمال میں بهتا هی

کي نسل میں سے هی اگرچه وه بهي بت پرست هیں لیکن اُنکي اور هندوؤں کے مذهب میں کوئي مشابهت نهیں پائي جاتي اٹک کے مغرب کے تمام میدان میں کوهقاف کے سلسله سے سمندر تک جو لوگ آباد هیں اُنمیں سے بهت سے جاٹ هیں جنکي نسل کي بحث که وه قوم جیٹي میں سے هیں دوسرے تتمه میں هوچکي هی لیکن وه ایک هندوستاني زبان بولتے هیں اور اُنکے همسایه جو مغرب کي طرف کو آباد هیں هندوؤں میں سے اُنکو سمجهتے هیں جو پهاڑ میدان کو مغرب کیطرف کهیرے هوئے هیں وه مختلف نسلوں کي قوموں کے قبضه میں هیں ان میں سے جو هندو مشهور هیں وه هندو هیں لیکن اُنمیں سے اکثر نے اسلام قبول کرلیا هی اس بیان میں قدیم اورایٹي قوم کا بهي تمام ملک داخل هی *

اب اگر اِن قدیم اور زمانه حال کے بیانوں کو عموماً دیکهنے سے هم اُن لوگوں کي اِبتدائي آبادي پر غور کریں جنکا اُنمیں ذکر هی تو شاید یهه سمجهنا کچهه بعیدالقیاس نهوگا که شمالي پهاڑوں کے باشندوں کي اور هندوؤں کي نسل ایک هي هوگي لیکن اُنهوں نے برهمنوں کا مذهب اختیار نکیا هوگا اور جهاں اب وه بستے هیں وهاں اُس زمانه سے پهلے وه آباد هوگئے هونگے جسمیں میدان میں رهنے والے اُنکے بهائي برادروں کا اوّل هئ اول حال معلوم هوا لیکن اِس بے ٹهکانه قیاس پر صرف اِشاره هي کرنا کافي هی کچهه زیاده چهان بین مناسب نهیں غالب یهه هی که اِن میدانوں میں جو هندو نسل کي قومیں موجود هیں وه هندوستان سے مختلف زمانوں میں گئي هونگي باوجود مذهبي امتناع اور اسٹریبو صاحب کي شهادت کے اِسبات کا یقین کرنا مشکل هی که جو آسان طریق آمد رفت کا ایک ایسے دریا کے ذریعه سے حاصل تها جسمیں جهاز راني هوسکے اُس سے لوگوں کو یهه ترغیب نهوئي هو که اُس دریا کے دونوں کناروں پر پهیلیں گو قریب کے دونوں ملکوں میں سے پهلے کوئي ایک آباد هوا هو اور اُس میں علم و تربیت کا شیوع هوا هو اِسلیئے میري راے یهه هی که هندوستانیوں نے اِس دریا کے مغربي کناره کو ابتداے هي میں آباد کیا هوگا اور اُس کناره کے قرب و جوار کے ملک جیسے جب تهے ویسے هي اب بهي کم آباد هیں به نسبت اور مقاموں کے دریاے اٹک کے دهانه کیطرف جو بهت سے لوگ جا جا کر آباد هوئے اُنمیں شاید وه لوگ هوں جنکے نقل مکان کرنے کا تذکره کرشن جي کے خاندان کے ترک وطن کرنے کي روایتوں میں موجود هی بلا شبهه اِس قوم کي ایک شاخ کو ملک سنده میں آئے هوئے ایکهزار برس هوئے اور اُسمیں کے بهت سے لوگ اُسکے بعد گجرات تک جا پهونچے † *

اٹک کے مغرب والي هندو قوموں کے ملک کي حدود کي نسبت شک مٹانے کیواسطے

---

† کرنل ٹاڈ صاحب کي تاریخ راجستان کي جلد ۱ صفحه ۸۵ و ۸۶ اور جلد ۲ صفحه ۲۲۰ کا حاشیه اور صفحه ۳۱۲ اور کپتان ایم مرڈو صاحب کي تحریر مندرجه

یهه امر پسندیده هی که اُنکے پاس پورس کے ملکوں کے جس راسته پر هوکر سکندر گذرا اُسمیں سے کچهه تهوڑیسے کا حال بیان کیا جاوے *

سکندر آرئیکوآنا سے جسکو لوگ هرات کهتے هیں دارا کے ایک قاتل کے تعاقب میں شهر زرنگي یعني زرنگ تک یهه سیستان کي دارالریاست کا قدیم نام هی گیا اور وهانسے بیکٹریا کیطرف کوچ کیا اثناء راه میں قوم ڈرینگي اور جڈرروزیا والوں اور ارکوثیا والوں نے اطاعت قبول کي بعد اِسکے وه هندوستانیوں کے قریب جنکي هرات سے سرحد ملي هوئي تهي پهونچا اور وهانسے کوه قاف کے قریب گیا جسکے نیچے اُسکے دامن میں شهر سکندریه کي اُسنے بنیاد ڈالي پهر بیکٹریا کے پهاڑونمیں سے گذرا † *

غالباً ڈرینگي اور زرنگي ایک هي قوم هی اور استرابو صاحب نے بیان کیا هی ‡ که ملک ارکوثیا دریاے اٹک تک چلا گیا تها اور اِسمیں کچهه شبهه نهیں که جڈرروزیه ساحل سمندر پر واقع تها سیستان سے بیکٹریا میں جانے کے لیئے دو راسته هیں ایک تو هرات سے دوسرا کوه هندوکش کي گهاٹي میں سے جو کابل کے شمال میں هی اُن مقاموں کے درمیان میں جو پهاڑ هیں اُن میں سے ممکن نهیں خصوصاً جاڑے کے موسم میں جسمیں سکندر نے کوچ کیا تها § سکندر نے مشرقي راه اختیار کي اگر وه سیدها بیکٹریا کیطرف جاتا جیسا که بیان مذکوره بالا سے خیال میں آتا هی تو سال بهر تک کهیں برف اُسکو نظر نه آتا تا وقتیکه وه قندهار کے مشرق کیطرف بهت کچهه نه بڑه جاتا اور جڈرروزیه اُسکے داهنے هاتهه پر بهت دور رهجاتا اِس لیئے ممکن هی (خصوصاً جس قاتل کے تعاقب میں وه گیا تها اُسکو هندوستانیوں نے اُسکے حواله کیا) نه اُس نے دارا کے قاتل کا تعاقب شوروا تک اور وادي بولان کي راه سے کیا هوگا (یهه وه راه هی جو سکندر کے آمد و شد کے لیئے کنولي صاحب نے قرار دي هی) || اور ارکوثیا والوں کے پاس کے هندوستاني دادر کے قریب بستے هونگے جو اٹک

حالات بمبئي کي جلد ۲ صفحه ۲۱۹

هندوؤں کا جو همنے اوپر ذکر کیا هی اُنسے زمانه حال کے نقل مکان کرنے والے وه هندو مراد نهیں هیں جو دریاے اٹک کے مغرب کے ملکوں میں شهر ماسکو تک (جو سابق میں روس کا دارالسلطنت تها) پائے جاتے هیں اور نه اِسبات پر هم کچهه گفتگو کرتے هیں که سکندر کي مهم سے آجتک وه هندو کهاں کهاں آباد هوئے هیں

† ایریئن صاحب کي تاریخ جلد ۳ باب ۲۸

‡ استرابو صاحب کي تاریخ جلد ۱۱ صفحه ۳۵۵ مطبوعه سنه ۱۵۸۷ ع

§ کلنٹن صاحب کے بڑے بڑے واقعات کے سنوں کي تاریخ کي بموجب سنه قبل مسیح تین سو تیس میں دارا جولائي میں قتل هوا اور سکندر موسم بهار میں بیکٹریا میں پهونچا

|| لارڈکین صاحب کي فوج نے جب سے اِس راه سے کوچ کیا هی تب سے انگریز اُس سے خوب واقف هوگئے هیں

سے فاصلہ پر تو هی مگر اُسي میدان کي حد پر واقع هی جسمیں وہ دریا بهتا هی اور ممکن هی کہ وهاں ایک هندوستاني قوم بستي هو اِس مقام سے سکندر کا گذر کوہ قاف تک ایسے بنجر اور ویران ملک میں اُس سردي کے موسم میں جسمیں وہ سب ملک ایسا هي سرد بهي تها جیسا کہ کوہ قاف هی هوا مگر یہہ بهي ممکن هی کہ سکندر نے جنوب کیطرف اِسقدر سفر نکیا هو اِس صورت میں کرتیئس صاحب کي راے کے بموجب † هندو (یعني جنهوں نے دارا کے قاتل کو سکندر کے حوالہ کیا تها) وہ لوگ هونگے جو پراپا مائیسس والے کهلاتے تهے اور وہ عین کوہ قاف کے نیچے بستے تهے جسکي سرحد کے متصل سکندریہ آباد کیا گیا تها ‡ اِس قوم کے قریب هونے سے یہہ ظاهر هوتا هی کہ سکندریہ مغرب کي طرف کابل کے موقع سے زیادہ دور نهوگا اِسکا ثبوت یہہ هی کہ سکندر جب بیکتریا سے هندوستان کو جاکر واپس آیا تو سکندریہ میں آیا تها § سکندر کو کوہ قاف سے گذرنے میں سکندریہ سے ایڈراسپا تک جو بیکتریانہ کا ایک شهر هی بقول کرتیئس صاحب کے سترہ دن اور اسٹریبو صاحب کے قول کي بموجب پندرہ دن لگے تهے اور ایریئن صاحب کے بقول صرف پهاڑ کے سلسلہ میں سے گذرنے میں اُسکو دس روز لگے تهے کپتان برنز صاحب کو بلا کسیطرح کي باربرداري کے معہ فوج کابل سے بلخ تک پهاڑوں میں سے گذرنے میں بارہ روز صرف هوئے تهے یہہ کوهستاني راستہ اور مغربي راهوں کي نسبت زیادہ قریب اور صاف هی سکندریہ کا یہہ مغربي موقع مذکور بہ نسبت اور مغربي موقعوں کے قایم رکهنے کے لیئے میجر رنل صاحب بهي تائید کرتے هیں لیکن میجر رنل صاحب نے جو انگریزي جغرافیہ دانوں میں سب پر سبقت رکهتے تهے اُس دریا کي نسبت جو کابل سے غزنین کیطرف بهتا هی اور گومال اور ترم کي نسبت اُس زمانہ میں جو بخوبي واقفیت اور آگاهي نهوئي تهي اِس لیئے ایک خیالي دریا قایم کرکے خیال باندها کہ وہ دریا بامیان کے پاس سے دریاے اٹک میں قلعہ اٹک کے جنوب میں تیس چالیس میل کے فاصلہ پر گرتا هی اور اُسکا نام کوفینز رکها اِس سبب سے سکندر کے کار و بار کے موقع اور پهاڑي هندوؤں کي آبادیوں کو دریاے کابل کے جنوب میں کوہ قاف کے سلسلہ یا پروپا مائسس سے فاصلہ پر قرار دیتے هیں مگر اسٹریبو صاحب صاف کهتے هیں کہ جهانتک ممکن هوا سکندر شمالي پهاڑوں کے قریب قریب اِس غرض سے رها کہ دریاے کراس پیز

---

† کرتیئس صاحب کي تاریخ جلد ۷ باب ۳

‡ ایریئن صاحب کي تاریخ جلد ۳ باب ۲۲

§ غالباً سکندریہ مقام بیگرم میں جو کابل سے شمال کیطرف ۲۵ میل اور مشرق کیطرف ۱۵ میل هی هوگا اور اُسکے کهنڈروں کا حال میسن صاحب کي تحریر مندرجہ روزنامچہ ایشیا ٹک سوسئیٹي کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۱ میں مندرج هی

کو جو کوفینز میں گرتا هی اور اور دریاؤں کو بهي بقدر امکان مخرج کے قریب سے عبور کرے غرض که ایریئن صاحب کے بقول سکندر دریاے اٹک پر پهونچنے تک دریاے کوفینز سے عبور کرکے ایک پهاڑي ملک میں گذرا اور تین اور دریاؤں سے جو کوفینز میں گرتے هیں اُس نے عبور کیا ایریئن صاحب اپني تاریخ هندوستان میں بهي بیان کرتے هیں که دریاے کوفینز معه تین اور معاون دریاؤں کے مقام پیوکالیٹوٹس کے قریب دریاے اٹک میں گرتا هی دریاے کابل کے صرف شمالي کنارہ پر ایسے تین دریا پائے جاسکتے هیں مگر اونکے نام قایم کرنے میں بڑي مشکل پیش آتي هی کیونکه ایریئن صاحب نے اپني فهرست میں دو دریاؤنکے نام بالکل بدلادیئے هیں لیکن یهه کچهه عجیب بات نهیں هی کیونکه اُس ملک کے شمال میں اکثر دریاؤں کے نام نهیں اُس ضلع یا شهر کے نام سے جو اُنکے کنارون پر هوتا هی مشهور هوتے هیں اور وہ بهي یکساں نهیں کهیں کچهه اور کهیں کچهه نام لیا جاتا هی مثلاً جس دریا کو بعضے دریاے کاشغر کهتے هیں اُسکو لفٹننٹ مکارٹني صاحب نے دریاے کاماکها هی اور بابر کي تشریحات میں اُسکو چغان سراے لکها هی اور اُسکے قریب کے ملک کے لوگ اُسکو دریاے کنیر کهتے هیں *

معلوم هوتا هی که دریاے سواسٹیز سے سوات کا دریا مراد هوگا لیکن اِسصورت میں کوئي دریا گوریئس نام کے لیئے باقي نهیں رهتا جسکو دریاے اٹک اور سواسٹیز کے درمیان میں بهتا هوا بیان کیا هی برخلاف اِسکے میجر رنل صاحب گوریئس کو هي دریاے کابل خیال کرتے هیں لیکن ایریئن صاحب کے دونوں بیانوں کي بموجب گوریئس کوفینز معه گوریئس کے دریاے اٹک میں گرتا هی *

اِس لیئے دریاے کابل هی کوفینز هونا چاهیئے اور هندو اُن پهاڑوں کے دامن میں جو اِس دریا اور اُسکي شاخ پنجشیر اور اٹک کے درمیان میں واقع هیں بستے هوئے سمجهے جانے چاهیئیں *

هندوستان میں سکندر کے کار و بار اِسقدر مشهور هیں که مختصر بیان اُنکا هونا دشوار هی دریاے بیاس یا ستلج تک آکر سکندر جنوب و مغرب کي طرف کو پهرا اور دریاے اٹک اور ریگستان کے بیچ میں هوکر گذرا اِسکو کچهه هندوستان کےکسي حصه کا دیکهنا هم نهیں کهه سکتے اپنے صوبے قایم کرنے کا اُس نے کوئي اِرادہ نهیں کیا اور اُسکا اِرادہ جو واپس جانیکا تها اِس لیئے وهي تدبیر عمل میں لایا جسکا برتاو اُسکے بعد شاہ دراني نے کیا یعنی اُسنے ملک میں ایک اپنا خیر خواہ فریق اِسطرحپر قایم کیا که بعض سرداروں کے بعضے ضلعوں پر اُنکے رقیبوں کا قبضه کرادیا جس سے ایسے لوگوں کے هاتهوں میں اختیار قایم رها جنکو دل سے یهه منظور هوگیا که اُسکے نام کو قایم رکهیں اور اُسکے عنایتوں کے اُمیدوار رهیں *

چند قلعوں میں جو وہ کچھہ کچھہ اپني فوج چھوڑ گیا اُس سے لوگوں کو اُسکے واپس آنیکا کھٹکا لگا رھا اور ایران کے نہایت قریب حصوں میں جو فوج اُسکي موجود تھي اُس سے اُسکے ھوا خواھوں کا ھمیشہ رعب داب زیادہ ھوتا رھا ھوگا *

اِس لیئے راجہ پورس اور اور راجاؤں کا یونانیوں کے ساتھہ وابستہ رھنا جنکو ایک طرح سے اھل مقدونیہ نے ھي راج پر قایم کیا تھا کچھہ تعجب کي بات نہیں *

هندوستان کا بیان

اب ھم اُن لوگوں کے حال پر متوجهہ ھوتے ھیں جنکا ذکر یونانیوں نے کیا ھی لیکن اس بات کا ھمکو خیال رکھنا ضرور ھی کہ ھم اُن لوگوں کي نسبت صرف یونانیوں ھي کے بیان پر کچھہ بڑھکر راے قایم نکریں *

اِسي احتیاط کا نمونہ خود متقدمین نے ھمارے واسطے قایم کیا ھی چنانچہ ایریئن صاحب کا قول ھی کہ صرف ٹولیمي اور ایرسٹا بولس کے بیان کو میں نہایت معتبر سمجھتا ھوں اور جس موقع پر وہ متفق‌الراے ھوں اُسپر کامل اعتبار مجھکو ھوتا ھی † اور اسٹریبوصاحب نے جو اُس زمانہ کے علم و آگاھي کي قدر و منزلت پر گفتگو کي ھی اُسمیں کہا ھی کہ مقدونیہ والوں نے جو کچھہ حالات لکھے ھیں وہ مختلف ھیں اور اُنسے بعد کے سیاحوں کے بیان اُنسے بھي گئے گذرے سمجھنے چاھیئیں کیونکہ وہ سیاح ایسے نادان اور جاھل سوداگر تھے کہ اُنکو بجز اپنے منافع کے اور کسي شی سے کچھہ غرض نہوتي تھي ‡ لیکن جب یوناني مورخ ایسے قانون اور قواعد یا رسم و رواج کا بیان کریں جو اب بھي موجود ھیں یا جنکا ذکر ھندوؤں کي قدیم کتابوں میں پایا جاتا ھی تو ھمکو اُسپر اعتبار کرنا چاھیئے اور اِسي قسم کے اوروں کے بیانوں کو بھي کسي قدر غلطي کي رعایت کرکے تسلیم کرلیں لیکن تمام ایسے بیانوں پر توجهہ نکرني چاھیئے جنکي تائید حالات موجودہ یا قدیم ھندوؤں کي کتابوں سے نہو یا جن بیانوں کو دیکھتے ھي اُنکا لغو ھونا نظر آوے *

لیکن اگر ھم اُن کہانیوں کو نکال ڈالیں جو یونانیوں کے انسانوں یا دیوتوں سے متعلق ھیں اور قانون قدرت کے خلاف ھیں تو ھم اُنکے بیانونمیں اُن غلطیوں پر متعجب ھونے سے جو ایک ایسے ملک میں اُنسے ھوئیں جو بالکل اُنکے ملک سے غیر تھا اور حالات جو اُنھوں نے دریافت کیئے وہ کئي کئي زبانوں اور مترجموں کے ذریعہ سے اُنکو

† ایریئن کي کتاب مہم سکندر کا دیباچہ

‡ اسٹریبوصاحب کي تاریخ کي جلد ۱۵ کے شروع اور جلد ۲ مطبوعہ سنہ ۱۵۸۷ع کے صفحہ ۴۸۰ کو دیکھو

معلوم هوئے اُنکے بیان کي درستي زیادہ تر تعریف کے قابل هوگي † جهانتک اُنکے بیانوں میں لوگوں کے رسم و رواج اور چال چلن کا مذکور هی اُسقدر همارے صحیح علم و آگاهي سے اور ایشیا ٹک سوسائیٹي کلکته کے قایم هونے سے پهلے کے سیاحوں کے بیانوں سے مطابق هی *

جو مضمون که میں اب اُس ترتیب کے بموجب جسکو مینے اِس کتاب میں برتا هی بیان کرتا هوں اُس سے یونانیوں کے بیان کے صحیح هونے اور کسي قدر غلط هونے کي ایک مثال حاصل هوگي *

ذاتوں کي تقسیم کا بیان

ذاتوں کي تقسیم اور اُن میں سے ذاتوں کے لازم پیشوں وغیرہ سے یوناني بخوبي واقف هوئے لیکن ذاتوں کي تقسیم کے امتیاز کو پیشوں کے ساتهه میں ذاتوں کے امتیاز کے ساتهه گڈ مڈ کر دینے سے ذاتوں کي تعداد پانچ کے بجاے سات کردي اور یهه تعداد اِسطرح پر قایم کي هی که اُنهوں نے راجه کے مشیروں اور پنچوں کو برهمنوں سے علحدہ سمجها هی اور بیش کي ذات کے دو حصے اِسطرح کیئے هیں که ایک حصه میں چرواهے اور دوسرے میں کسان اور جاسوسوں کي ایک علحدہ ذات قایم کي هی اور شودر فرقه کو بالکل ترک کیا هی بجز اِن اختلافوں کے باقي اور سب حال قوموں کا وهي بیان کیا هی جو منو کے مجموعه میں هی *

اول ذات میں اُنهوں نے اهل تصوف اور ذي علموں کو شمار کیا هی اور اُنکے خاص خاص اعمال اور افعال کا ذکر کیا هی ‡ لیکن وہ برهمنوں کي ذات کي حقیقت کو نهیں سمجهے اور شاید سادہ سنتوں کو برهمنوں میں مخلوط کردیا هی § *

اول غلطي اُنکي برهمنوں کي زندگي کے چار حصوں میں تقسیم هونے سے آگاهي نرهنا هی مثلاً وہ ایسے لوگونکا بیان کرتے هیں جو کئي برس صوفي اور مجرد رهکر پهر شادي کرکے دنیادار بنجاتے هیں اِس سے غالباً وہ طالب علمي کا زمانه مراد هی جسکو

---

† ونسٹنٹ کي ڈیونیسس نے تین زبانوں کے مترجموں کے ذریعه سے گفتگو کي اسٹرابیو صاحب کي تاریخ جلد ۱۵ صفحه ۴۹۲ مطبوعه سنه ۱۵۸۷ ع یوناني زبان سے فارسي میں اور فارسي سے هندي میں غرض که دو زبانوں میں ترجمه هونا هم سمجهه سکتے هیں اور کرنسي زبانوں کے لیئے مترجم درکار هوا اُن زبانوں کا خیال کرلینا کچهه آسان نهیں

‡ ایریئن صاحب مورخ نے اپني تاریخ کي جلد ۶ باب ۱۱ میں لکها هی که برهمن هندوستان کے صوفي هیں اور برهمن اور صوفي کے لفظ کو ایریئن صاحب اور اسٹرابیو صاحب نے یه سمجهکے ایک هي مراد سمجهه کر استعمال کیا هی

§ اِس اعتراض سے ڈیونس کا مستثنی رهنا لازم هی کیونکه وہ برهمنوں کي زندگي کے زمانه کي تقسیم سے بخوبي واقف معلوم هوتا هی — اسٹرابیو صاحب کي تاریخ جلد ۱۵ صفحه ۴۹۲ مطبوعه سنه ۱۵۸۷ ع

بسر کرکے برهمن گرهستي هوتا هی اور جیسا که ابهي بیان هوچکا هی یونانیوں نے راجه کے مشیروں اور پنچوں کو ایک علحدہ فرقه قایم کیا هی اور یهه بهي ظاهر هی که اُنهوں نے اُن برهمنوں کو جو ملکي اور جنگي کام کرتے تھے اُن لوگوں میں شامل سمجها هی جنکي ذات سے وہ کام مخصوص هیں اور صوفیوں کو اُنهوں نے نهایت معزز فرقه بتایا هی جنکو کسي محصول اور خراج سے کچهه غرض نهیں ملکي معاملات میں صرف دعا سے مدد کرتے هیں اور یهه بهي بیان کرتے هیں که اُنکي استعانت کي ضرورت خاص و عام قربانیوں میں هوا کرتي هی اور صحیح لکها هی که اُنمیں بچه کے حمل میں هونے کے وقت سے کچهه کچهه رسمیں کیجاتي هیں † اور تعلیم میں سختي جهیلتے هیں اور مرغزاروں میں بوریه یا مرگ چهالے پر پڑے رهکر زهد اور تقوی کے ساتهه زندگي بسر کرتے هیں اور تعلیم کے زمانه میں وہ اپنے گرو کي باتوں کو مودب اور خاموش سنتے هیں *

یوناني غلطي سے اس زمانه کو سینتیس برس کا طول دیتے هیں حالانکه یهه ایسا طول طویل زمانه هی جسکو منو نے (باب ۳ اشلوک ۱) بمشکل تمام سب سے آخر درجه کے حد کا زمانه قایم کیا هی *

صوفیوں یعني بیدائیتوں کے حال اور اُنکے آخرت کے خیال جو بیان کیئے هیں وہ بالکل برهمنوں کے سے هیں وہ لکهتے هیں که کسي شی سے کچهه تعلق خاطر نرکهنے اور موت و زندگي کے رنج و راحت سے آزاد رهنے کو برهمن انسان کا کمال سمجهتے هیں اور دنیا کي زندگي کو وہ اُس زمانه کي سي زندگي سمجهتے هیں جسمیں بچه حمل میں رهتا هی اور اصلي زندگي کي ابتدا وہ اُسوقت کے آنے تک جسکو هم موت کهتے هیں نهیں سمجهتے اِس لیئے اُنکو صرف عاقبت سے سروکار هوتا هی نیکي و بدي سے اِنکار کرتے هیں اور کهتے هیں که دنیا کي ظاهري چیزوں سے نه خوشي حاصل هوسکتي هی نه رنج بلکه انسان کے دلي خیالات سے رنج و راحت هوتي هی جیسا که خواب میں هوا کرتي هی ‡ معلوم هوتا هی که اسقدر ابتدا کے زمانه یعني سکندر کے مهم کے وقت میں بهي اهل تصوف کے پاس جاگیریں تهیں اور ضرورت کے موقعوں پر سپاهیانه خصلت بهي اُنسے ظهور میں آتي تهي اور دشمن کا ایسے جوش و خروش غیظ و غضب کے ساتهه مقابله کرتے تهے جو بعض اوقات اب بهي هندوؤں سے ظاهر هو جاتا هی § اهل شهر کا شهرونکو دیدہ و دانسته جلاکر برباد کرنے اور اپني جانیں کهونے کي مثالیں هندوستان کي تاریخ میں حال کے زمانه تک پائي جاتي هیں اور اسي طرح سے

† منو کا مجموعه باب ۲ اشلوک ۲۶ و ۲۷

‡ استرابو صاحب جلد ۱۵ صفحه ۴۹۰ مطبوعه سنه ۱۵۸۷ ع

§ ایرین کي مهم سکندر کي جلد ۶ باب ۷

ملکي معاملات میں اُنکي مداخلت اُس بات سے معلوم هوتي هی که اُنهوں نے سامبس کو بهکاکر سکندر سے جدا کرادیا اور میوزیکینس اور سکندر کے آپسمیں جو معاهدہ هوا تها وہ تروڑوا دیا † اسٹریبو صاحب ایک پرامني نام والا فرقه بتاتے هیں جو بڑا حجتي اور بحث و تکرار کرنے والا مشهور تها یهه فرقه برهمنوں کي اس سبب سے تضحیک اور تذلیل کرتا تها که وہ علم هیئت اور طبیعات پر بهت متوجهه رهتے تهے اسٹریبو صاحب نے اس فرقه کو ایک علحدہ فرقه خیال کیا هی مگر غالب یهه هی که وہ بهي برهمن هي هونگے اور حکمت کے خاص فرقه کا گروہ آپکو ٹهراتے هونگے ‡ *

فقیروں یعني سادہ سنتوں وغیرہ کا بیان

یونانیوں نے تارک‌الدنیا فقیروں یعني سادہ سنتوں کا ذکر براچ مینی اور جرمیني اور اهل تصوف کے نام سے کیا هی لیکن یهه بات صاف صاف نهیں معلوم هوتي که اُنسے ایسے برهمن مراد هیں جو اپني زندگي کے تیسرے اور چوتهے درجه میں اوقات بسر کرتے هیں یا باقاعدہ سادہ‌سنتوں کے گروهوں کے رکنوں سے غرض هی بهت سي بوجا اور ریاضتیں اُنکي برهمنوں کے تیسرے درجه کي زندگي کي ریاضتوں سے جب که وہ تارک‌الدنیا هوجاتے هیں مطابق هوسکتي هیں لیکن جو رنج و مصیبت بقول یونانیوں کے وہ صرف ازروے ریا کے یعني نمود بڑهانے کے لیئے گوارا کیا کرتے تهے اور گروهوں میں جمع هوکر رهتے تهے اُس سے سمجها جاتا هی که سادہ سنت هي هیں اور نهایت اعلی قسم کے فقیروں کا حال و نسائیریٹس § نے بخوبي بیان کیا هی کیونکه اُسکو سکندر نے اُن درویشوں کے پاس جنهوں نے سکندر کے پاس آنے سے انکار کیا تها گفتگو کرنے کو بهیجا تها اُسنے پندرہ فقیر شهر سے دو میل کے فرق سے بالکل برهنه دهوپ میں تپتے هوئے پائے جنمیں سے کوئي کهڑا اور کوئي بیٹها اور کوئي لیٹا هوا تها مگر صبح سے شام تک هر ایک ایک هي هیئت پر بیحس و حرکت رهتا تها *

اول ونسائیکریٹس کلانس نامي فقیر سے جو پتهروں پر پڑا هوا تها مخاطب هوا کلانس پهلے تو اُسکي غیر ملکي پوشاک کو دیکهکر بےپروایانه وضع سے جو آجکل کے سادہ سنت بهي برتتے هیں هنسا اور پهر کها که تو اگر مجهسے گفتگو کرني چاهتا هی تو اپنے کپڑے اوتار برهنه هوکر پتهر پر بیٹه جا یهه سنکر وہ جهجکا اور سوچ میں پڑا تها که اُن فقیروں میں سے میندانس جو ایک بوڑها اور پاک طینت آدمي تها

---

† ایریئن کي مهم سکندر کي جلد ٦ باب ١٦

‡ ولسن صاحب کي تحریر مندرجه کتاب تحقیقات ایشیا جلد ١٧ صفحه ٢٧٩ ولسن صاحب اس فرقه کے نام کا ماخذ پراماٰنیکا کو سمجهتے هیں جسکے معني هیں نسي منطقي فرقه کے پیرووں سے نسبت رکهنے والا

§ اسٹریبو صاحب کي جلد ١٥ صفحه ٣٦١

وثسائیکریٹس کے قریب آیا اور کلانس کو اُسکے نخوت پر لعنت ملامت کي اور ونسائیکریٹس سے شفقت کے ساتهه گفتگو کي اور وعدہ کیا که باوجود اسبات کے که هماري اور تمهاري زبان کے غیر هونے کے سبب سے آپس کي بات چیت بخوبي سمجهه میں آني دشوار هی مگر پهر بهي جهانتک هو سکیگا میں هندوستاني حکمت سے تمکو آگاہ کرونگا † ایریئن نے لکها هی ‡ که سکندر نے میندانس کو (جسکو ایریئن نے دین ڈامس لکها هی) سمجهایا که تو میرے رفیقوں میں داخل هوجا لیکن میندانس نے انکار کرکے یهه جواب دیا که جب تک میري روح اس قالب خاکي میں هی اُسوقت تک جو کچهه مجهکو درکار هوگا وہ سب هندوستان میں موجود هی اور جب که میري روح کو قالب سے جدائي حاصل هوگي اُسوقت وہ اس دل آزار رفیق یعني جسم سے چهٹکارا پاریگي *

کلانس اپني طبیعت پر کم اختیار رکهتا تها پس اپنے بهائي هندوؤں کي فهمایشوں کے خلاف جو اُسکو اس بات پر لعنت ملامت کرتے تهے که اُسنے الله تعالی کے سوا دوسرے کي بندگي قبول کي § سکندر کے ساتهه هوگیا یوناني اُسکے ساتهه ادب سے پیش آئی لیکن جب وہ ایران میں پهونچکر بیمار هوا تو غالباً اُسنے ذات کے وهم و خیال سے دوا کے پینے سے انکار کیا اور آگ میں جلکر اپني جان کهونے کا ارادہ کیا سکندر نے هرچند منع کیا لیکن اُسنے نه مانا تب سکندر نے مجبور هوکر حکم دیا که اخیر دم تک اُسکي هر طرح کي عزت کیجاوے اور بهت سے انعاموں اور بخششوں سے اُسکو مالا مال کیا جنکو اُسنے ارتهي پر چڑهنے سے پهلے اپنے دوستوں پر تقسیم کردیا پهر ایک پهولوں کا سهرا اُسکي پیشاني پر هندوستان کے طریق پر باندہ کر ارتهي پر لیگئے اور وہ هندوستاني زبان میں بهجن گاتا هوا وهاں پهونچا جب وہ چتا پُر چڑہ گیا تو اُسنے اُس میں آگ لگانے کا حکم دیا اور ایسے استقلال اور سلیم‌الطبعي سے جل گیا که اُسکا یونانیوں پر بڑا اثر هوا ⊥ *

* ایرستابولس نے دو اهل تصرف کا حال بیان کیا هی که اُنمیں سے ایک جوان اور ایک بوڑها تها اور دونوں براچمیں فقیروں کے فرقه میں سے تهے اُسنے ان کو مقام

---

† استريبو صاحب کي جلد ۱۵ صفحه ۴۹۲

‡ کتاب مهم سکندر کي جلد ۷ باب ۲

§ منو کے مجموعه باب ۴ صفحه ۶۳ کو دیکهو

⊥ استريبو صاحب نے اپني تاریخ کي جلد ۱۵ صفحه ۴۹۵ میں اسي قسم کي خود کشي کي مثال بیان کي هی اور جلنے والا شخص زار مانوچیگس نامي برگاسا کا رهنے والا ایک هندوستاني تها یهه شخص اول ایلچیوں کے ساتهه گیا تها جو اغسطس قیصر کے پاس هندوستان سے گئے تهے اور یهه شخص ایتهنز دارالخلافت یونان میں جلا

* استریبو صاحب تاریخ کي جلد ۱۵ صفحه ۴۹۱

ٹیکسلا میں دیکھا بوڑھے کا سر مونڈا هوا تھا اور جوان کے سرپر بال تھے اور دونوں کے ساتھه بہت سے چیلے تھے جب کہ وہ بازار میں گذرے تو لوگ اُنسے تعظیم سے پیش ائے اور روغن کنجد اُنکے بدن پر ملا اور کھل اور شهد کي تواضع کي اور جب وہ سکندر کے دسترخوان پر اُسکے ساتھه کھانا کھانے کو آئے تب اُنسے استقلال کي نصیحت لوگوں کو هوئي چنانچه وہ ایک مقام میں چلے گئے بوڑھا تو دھوپ اور بارش میں پڑا رھا اور جوان سونٹی کے سہارے سے ایک پانوں پر تمام دن کھڑا رھا *

† اور اور بیانوں سے بھي ایسے فقیروں کا حال معلوم هوتا هی جو انجیر اور انگور کھانے کے واسطے اور تیل بدن پر ملنے کے لیئے جمع کرنے کو گلي کوچوں میں پھرتے تھے اور امیروں کے گھر میں جاکر اُنکے ساتھه کھاتے پیتے تھے اور گفتگو میں شریک هوتے تھے القصه ایسي آزادي اور بے تکلفي سے اوقات بسر کرتے تھے جیسے آجکل بھي اسي قسم کے فقیر ریاکاري سے بسر کرتے هیں اور یهه بھي بیان کیا گیا هی کہ وہ جاڑے اور گرمي کے موسم میں برهنه پھرتے تھے اور اپنا وقت برگد کے درختوں کے نیچے گذارتے تھے اُنمیں سے بعضی درختوں کو ایسا بڑا بیان کیا هی کہ اُنکا سایه پانچ ایکڑ زمین پر پڑتا تھا جسکے سایه میں دس هزار آدمي بخوبي تمام آرام پاویں *

جسطریقه سے کہ بالوں کو پیچ دیکر پگڑي بنالیتی هیں اور آجکل بھي فقیروں کے ایک فرقه میں یهه دستور جاري هی اُسکو اسٹریبو صاحب نے بیان کیا هی لیکن کسي فرقه سے اُس طریقه کے مخصوص هونیکي قید نهیں بیان کي *

انہیں فقیروں کي نسبت لکھا هی کہ وہ بیمار هونے کو بے عزتي کي بات سمجھتے تھے ‡ اور جب کبھي بیماري کي آفت میں مبتلا هوتے تھے تو وہ اپنے آپ کو هلاک کرتے تھے مگر مگاس تھینیز بیان کرتا هی کہ هندوستان کے حکماء خود کشي کو بہتر نهیں سمجھتے تھے بلکه اُسکو حماقت کي دلیل جانتے تھے غرض کہ عالموں کي راے اور گاهے گاهے لوگوں کا خود کشي کرنا اُس زمانه میں ایسا هي معلوم هوتا هی جیسا کہ اِس زمانه میں هی *

صرف مگاس تھینیز ایسے فرقه کا بیان کرتا هی جسکو وہ براچ میں فرقه سے علحدہ قایم کرکے جرمین نام سے یاد کرتا هی جس سے یهه سمجھا جاتا هی کہ اُس علحدہ فرقه سے اُسکي مراد فقیروں سے تھي اُسنے اس نام کو خراب کردیا هی یهه بات زیادہ تر غالب معلوم هوتي هی کہ اصل میں یهه نام سرامنه هی جیسا کہ پچھلے یوناني مورخوں نے بیان کیا هی یهه اور بدہ اور جین مذهب کے فقیروں کا خطاب

† اسٹریبو صاحب کي تاریخ جلد ۱۵ صفحه ۴۹۲

‡ غالباً بیماري کو وہ لوگ پچھلے جنم کے گناهوں کا نتیجه سمجھتے تھے اسٹریبو صاحب کي تاریخ جلد ۱۵ صفحه ۴۹۳

تھا کیونکہ مگاس‌تھینیز کو یہہ سب تجربہ خاصکر مگادا میں جہاں بدہ مذهب پھیلا هوا تھا سندرہکتس کے دربار میں حاصل هوا تھا سندرہکتس کے پوتے اسوکا نامی نے بدہ مذهب اختیار کرلیا تھا اور اُس مذهب کو نہ صرف اپنی قلمرو میں بلکہ هندوستان کے بہت بڑے حصہ میں رواج دیا اور اور مذهبوں پر اُسکو بزرگي دي اگرچہ لفظ سرامنہ بدہ مذهب کے لوگوں سے نکلا هوا معلوم هوتا هی مگر اس نام کے فقیروں میں کوئي ایسي بات نہیں جو برهمنوں کي اُس حالت سے متعلق نہو جو اُنکي زندگي کے تیسرے چوتھے درجہ میں هوتي تھي یا اور فقیروں کے گروهوں میں موجود نہو *

مگاس‌تھینیز کا بیان هے کہ جرمینی خطاب کے فقیروں میں سے نہایت معزز فرقہ هیلوبي کا هی یہہ خطاب اس فرقہ کا اُسکے جنگل میں رهنے کے سبب سے قایم هوا یہہ فقیر جنگلي پھلوں اور بناسپتي پر اپني گذران کرتے هیں اور درختوں کي چھال سے اپنا بدن ڈھانکتے هیں اور تمام لذات اور خوشبوؤں سے پرهیز کرتے هیں اور کئي کئي دن برابر ایک صورت پر بغیر حس و حرکت کے کھڑے رهتے هیں راجا اُنکے پاس لوگوں کو مشورہ کے لیئے بھیجتا هی اور درخواست کرتا هی کہ تم دیوتوں سے میرے حق میں سفارش کرو ‡ وهي مورخ بیان کرتا هی کہ جرمینی فقیروں میں دوسرے درجہ کي عزت والے طبیب هوتے هیں جنکي عادات برهمنوں کي اُن عادتوں سے مطابق معلوم هوتي هیں جو اُنکي زندگي کے چوتھے درجہ میں هوتي هیں یہہ لوگ مکانوں میں بہت اجتناب کے ساتھہ رهتے هیں لیکن هیلوبي فرقہ کي سي سخت ریاضت نہیں کرتے مگر محنت اور جفاکشي کے کاموں کي مشق کرتے هیں اور تمام تمام دن ایک هي صورت پر بیٹھے رهتے هیں اور مطلق پہلو نہیں بدلتے اُنمیں سے بعضے اپنے گیان دھیان میں عورتوں کو بھي شریک کرلیتے هیں لیکن سخت پاکدامني برتتے هیں اس طریقے سے اگرچہ هندو فقیر بھي واقف هیں لیکن بدہ مذهب کے فقیروں سے یہہ طریقہ نہایت مناسبت رکھتا هی اور اُنکي طبابت کا طریقہ بھي آجکل کے فقیروں کي طبابت کے طریقہ سے مناسبت رکھتا هی یہہ فقیر غذا اور جڑ بوٹي پر نہایت بھروسا رکھتے هیں اور خارجي علاجوں پر دوسرے درجہ کا اعتماد رکھتے هیں اور زیادہ قوي طریقے جو علاج معالجہ کے هیں اُنسے بڑي نا اعتمادي رکھتے هیں جسطرح کہ آج کل کے فقیر کرتے هیں اُسي طرحپر وہ بھي اپني دواؤں کي استعانت میں منتر جنتر کرتے تھے وهي مورخ لکھتا هی کہ جرمینی فرقہ کے فقیر جادو اور ٹوٹکے اور غیب گوئي کرتے هیں اور مردوں کي رسومات بھي انجام دیتے هیں اُنمیں سے بعضے شہروں اور دیہات و قصبوں میں پھرتے هیں اور

---

‡ اس بیان کو برهمن کی زندگي کے تیسرے درجہ کے حال سے جو منو کے مجموعہ میں مذکور هی مقابلہ کرو هیلوبي لفظ وانا پراشتا یعني جنگل میں رهنے والے کا لفظي ترجمہ هی برهمن کا اُسکي زندگي کے تیسرے درجہ میں معمولي خطاب هوتا هی کلکتہ اوریئینٹل میگزین بابت مارچ سنہ ۱۸۲۷ع

بعضے کسي مقام خاص پر قیام کرکے زیادہ کیفیت سے زندگي بسر کرتے هیں ان تمام حالات میں کوئي بات ایسي نهیں جو بدہ مذهب والوں سے مخصوص هو غالب یهه هی که میگاس تهینیز اگرچه بدہ مذهب والوں اور برهمنوں اور فقیروں کے فرقوں کے امتیاز سے واقف تها لیکن اُنکے اهمي اختلافات سے ٹهیک ٹهیک آگاهي نرکهتا تها اور یهه بات قرین قیاس هی که قدیم زمانه کے اور یوناني مورخ بهي اسي قسم کي غلطي میں پڑے هوں البته یهه بات قابل جاننے کے هی که اگرچه بدہ مذهب سکندر سے دوسو برس پهلے سے قایم تها اور هندوستان کے مذهبوں میں سو برس کے بعد سب سے فایق هونے والا تها مگر وہ مورخ ظاهرًا اس سے کبهي واقف نهوئے اس غلطي کي وجهه یهه هی که اُن مذهبوں کے معتقدوں کي وضع اور طریق اسقدر مخصوص نه تهے که غیر ملک والے آنکي تمیز عام لوگون سے کرسکتے *

کئي مورخوں نے بیان کیا هی که مختلف ذات کے لوگ آپسمیں شادي بیاہ نهیں کرتے تهے اور نه اِس بات کي اجازت تهي که ایک ذات کے لوگ دوسري ذات کا پیشه اختیار کریں لیکن سب ذاتوں کے آدمي اهل تصوف یعني فقیر هوسکتے تهے *

اِس زمانه کے فقیروں کا بهي ایسا هي حال هی لیکن یهه بات مشتبهه هی که آیا فقیروں نے شروع هي سے ایسا طریق اختیار کیا یا متقدمین یعني یونانیوں نے اِس بات سے ناواقف هونے کے سبب سے که برهمن دنیادار اور صلاح کار اور پنچ بهي هوسکتے هیں اور وقت پر هتیار بهي باندہ سکتے هیں اور اور پیشه بهي کرسکتے هیں برهمنوں کي وضع اور طریق فقیرانه دیکهکر تمام ذاتوں کے لوگوں کو اِسبات کا مختار سمجها که فقیر هوسکتے هیں † *

ذکر شودر ذات کے لوگوں کا

اور ذاتوں کي نسبت کوئي بات قابل بیان کے سوائے شودر ذات کے لوگوں کے نهیں هی جنکي نسبت یونانیوں کے بیان سے یهه معلوم هوتا هی که جس زمانه میں سکندر هندوستان میں آیا اُسي زمانه سے اُنکي ذات پر خدمتگاري مخصوص نرهي تهي *

† برهمنوں اور فقیروں میں جو متقدمین نے کچهه امتیاز نهیں کیا اور جسکي اب بحث هی اُسکو ختم کرنے سے پهلے یهه بیان کرنا مناسب هی که بعضے زمانه حال کے مورخوں نے بهي جو اُس امتیاز سے بخوبي واقف تهے اپني کتابوں میں اُسپر کچهه توجهه نهیں کي پس یهه بات تحقیق کرني اکثر مشکل هوتي هی که کس مقام پر اُنکي غرض برهمنوں سے هی اور کس مقام پر فقیروں سے هندوؤں کے پوجاریوں اور مذهب کے قدیم حالات کي بهت سي آگاهي حاصل کرنے کے لیئے کالبروک صاحب کي تحریر مندرجه کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۹ صفحه ۲۹۲ کو دیکهو

غلامي كا نهونا

† أيرين صاحب نے يهه بات تعريف كے ساتهه لكهي هى كه هندوستان كي هر قوم آزاد هى أنكے هاں مثل ليسيڈيمن يا سپارٹا والوں كے كوئي شخص كسي كا غلام نهيں هوسكتا اور خلاف ليسيڈيمن والوں كے غير ملك كے لوگ يا كسي غير قوم كے آدمي غلام نهيں بنائے جاتے اسٹريبو صاحب تمام هندوستان ميں غلامي كے نهونے پر شك لاكر اِسكے خلاف صرف خانگي لونڈي غلاموں كي مثاليں بيان كرتے هيں اور معلوم هوتا هى كه كسي خدمتگار يا غلام قوم كے هونے كا أنكو شبهه نه تها يهه ممكن هى كه جس نرم قسم كي غلامي شودر ذات كے لوگوں ميں موجود تهي أس سے يونانيوں كو دهوكا هوا اِسليئے كه أنكے ملك ميں بالكل اِسكے برعكس طريقه جاري تها ليكن يهه بات زيادة قرين قياس هى كه منو كے زمانه ميں جسقدر شودر لوگوں كي ذليل حالت باقي رهي تهي وه سكندر كے هندوستان ميں آنے سے پہلے كافور هوچكي هوگي *

مختلف سلطنتوں كي تعداد اور وسعت كا بيان

خود مختار حكومتوں كي تعداد سكندر كے زمانه ميں بهي اِسيقدر زيادة معلوم هوتي هى جسقدر كه اور زمانوں ميں رهي هى چنانچه سكندر كو تهوڑے هي سے ملك پر حمله كرنے ميں بهت سي حكومتوں سے مقابله كرنا پڑا اور مگاس تهينيز كو دريافت هوا كه تمام هندوستانميں ايك سو اٹهارهحكومتيں هيں اِنميں سے اكثر بهت خفيف هونگي ليكن بعض مثل پراسي كي حكومت كے بڑي سلطنتيں تهيں أنميں سے اكثر كا راجاؤں كے قبضه ميں هونا معلوم هوتا هى جيسے كه منو كے زمانه ميں تهيں اور جن حكومتوں كو يونانيوں نے جمهوري اور عمائد كي سلطنتيں كها هى أنكے حالات بهت آساني سے اِس حال سے جو اب موجود هى بغير كچهه مختلف سمجهنے كے بيان هوسكتے هيں چنانچه هميشه بڑے بڑے حصه ملك كے ايسے هي رهى هيں كه أنكا كوئي عام راجه نتها بعضے تو چهوٹے چهوٹے سرداروں كي حكومت ميں تهے اور بعضوں ميں خود مختار ديهات داخل تهے پريشاني اور هنگامه كے وقتونميں اكثر مدت تك قصبوں ميں بهي لوگوں نے بطور خود حكومت قايم ركهي هى ‡ *

---

† ايرين صاحب كي تاريخ هندوستان باب ۱۰ اور ڈايوڈورس كي تاريخ كي جلد ۲ صفحه ۱۲۴ مطبوعه سنه ۱۶۰۴ ع كو بهي جسميں أسنے بهت سي لغو باتيں هندوؤں ميں سب كے برابر هونے اور جمهوري قواعد كي بيان كي هيں

‡ اول قسم كي حكومتوں ميں سكهوں كي حكومت تهي (قبل رنجيت سنكهه كي عملداري كے) ان حكومتوں كو فاسٹر صاحب نے باوجود هندوستاني گورنمنٹوں سے واقف هونيكے مثل شيخاواٹي كے سرداروں اور اور سرداروں كي متعدد متفقه خفيف حكومتوں كے جمهوري سلطنتيں بيان كيا هى اور تنها ديهات كے حكومتوں كي مثاليں سونڈي اور كريسيا قوموں كي حكومت سے ظاهر هيں جن كا حال سرجان مالكوم صاحب نے تاريخ مالوه جلد ۱ صفحه ۵۰۸ ميں بيان كيا هى

سب ایسی ایسي حکومتیں یونانیوں کے نزدیک جمہوري سلطنتیں تھیں اور قیاس چاھتا ھی کہ وہ اُن حکومتوں کے قانون اور قواعد اور انتظام اور بندوبست کو ایسا ھي سمجھے جیسا کہ اُن کے ملک میں موجود تھا لیکن اُن کے مورخوں کي خاص توجہہ جن چیزوں کے بیان کرنے کي طرف تھي وہ خود مختار دیہات تھے جو حقیقت میں جمہوري حکومتوں کے نمونہ تھے اور گانوں کے باشندوں کے سوا جسقدر اُنکي مناسبت سے اور باشندوں کي تعداد کم یا زیادہ ہوتي تھي اُسي نسبت کے لحاظ سے وہ دیہات جمہوري یا عماید کي حکومتیں ہوتے تھے ایسے دیہات کا نہایت عمدہ نمونہ اُس سے بہتر نہیں ملّ سکتا جیسا کہ حال میں ہریانہ کے ضلع میں موجود تھا یہہ ملک اُن دیہات کے پاس واقع ھی جنمیں سکندر کے زمانہ میں کیتھي اور مالي قومیں بستي تھیں انمیں سے ایک موضع بیراني کے محاصرہ کے واسطہ سنہ ۱۸۰۹ع میں ایک بہت بڑي انگریزي نوج درکار ہوئي تھي جب فتح ھوا تھا یہہ موضع مقدونیہ والوں کا بھي غالباً ایسا ھي سخت مقابلہ کرتا جیسا کہ اُسکے قریب کا موضع سنگالا یا اور کوئي موضع سکندر کے مقابلہ میں آیا جسکا ذکر سکندر کے جنگي امورات میں بڑي نمود کے ساتھہ ایا ھی *

ہندوستان کے راجاؤں کي فوج کي تعداد جسقدر بیان کي ھی غالباً اُسمیں مبالغہ کیا ھی چنانچہ لکھا ھی کہ پنجاب کے متعدد راجاؤں میں سے ایک راجہ پورس نامي کے پاس دو سو ھاتھي اور تین سو رتھہ اور چار ہزار سوار اور تیس ہزار پیادہ جنگ‌آور تھے اگر ھم بقول سربرنس صاحب کے بجاے رتھوں کے توپیں قایم کردیں تو ٹھیک ٹھیک تعداد اُسکي فوج کے رنجیت سنگھہ کي فوج کي برابر ہوتي ھی جو تمام پنجاب اور اضلاع دیگر کا مالک ھی † *

---

† بعض اوقات راجہ پورس کے ملک اور اُسکے متعلقات کا حال جو بہت مبالغہ سے بیان کیا جاتا ھی اسلیئے مناسب ھی کہ جو حدود اُسکي ایریئن صاحب اور اسٹریبو صاحب نے قایم کي ھیں اُنکو بیان کیا جاوے راجہ پورس کے ملک کي مغربي سرحد دریاے جھیلم تھا اور اُس دریا سے آگي پنجاب کے وسط میں راجہ ٹیک سائیلاز نامي اُسکا دشمن جاني تھا اور اس راجہ کے ملک کے شمال پر ایس‌سایرس نامي ایک خود مختار راجہ تھا جسکو ایریئن صاحب نے پہاڑي ہندوستانیوں کا راجہ بیان کیا ھی (ایریئن صاحب کي تاریخ جلد ۵ باب ۸) اور جانب جنوب سوپي‌تھس ایک اور خود مختار راجہ تھا جسکے ملک میں نمک کے پہاڑ کا سلسلہ واقع تھا (اسٹریبو صاحب کي تاریخ جلد ۱۵ صفحہ ۴۸۱) پس دریاے جھیلم کے مغرب میں راجہ پورس کے قبضہ میں کچھہ ملک نتھا اُسکا ملک شمال میں پہاڑوں کے دامن کے جنگل تک تھا (اسٹریبو صاحب کي تاریخ جلد ۱۵ صفحہ ۴۸۰) لیکن دریاے جھیلم اور دریاے چناب کے درمیان کے ملک میں جسقدر ملک واقع تھا وہ اُسکے پاس کل نتھا اسلیئے کہ علاوہ اور قوموں کے جو اتفاقاً پورس کي مطیع ہوگئي ھوں قوم گلاکینیکي یا گلاسي کو جسکی قبضہ میں سینتیس بڑے شہر

ایرینٹن صاحب کے بیان کي جو حتی‌المقدور غایت ہوسکتي ہی وہ اسقدر ہی کہ جن فوجوں کو اُنہوں نے راجہ پورس کے مستقل فوج بیان کیا ہی اور اُسمیں ایسی شریر گنوار شامل ہونگي جنکو ضرورت کے وقت ایسے راجہ میدان جنگ میں جمع کرلاتے ہیں لیکن پلینی مورخ نے جسقدر تعداد اُسکي فوج کي بیان کي ہی وہ کسي قیاس سے صحیح نہیں معلوم ہوتي قدیم راجاؤں کي فوج کي تقسیم چار حصوں یعني سواروں اور پیادوں اور رتھوں اور ہاتھیوں پر ایسے ہي تھي جیسي کہ منو کے زمانہ میں تھي مگر اسٹریبو صاحب تقسیم فوج کي چھہ حصوں پر کرتے ہیں چنانچہ وہ کمسریٹ اور بحري فوج کے محکمہ کو زیادہ بیان کرتے ہیں تمام سپاہ چھتریوں سے مرتب ہوتي تھي سپاہي لڑائي اور امن کے زمانہ میں ہمیشہ تنخواہ پاتے تھے اور ایسے کاموں کے انجام کیواسطے جو سپاہي کے لایق نہوں اُن سپاہیوں کے خدمتگار مقرر ہوتے تھے سپاہ کو گھوڑے اور ہتیار سرکار سے ملتے تھے مگر یہہ انتظام زمانہ حال کے رواج کے خلاف تھا اِس بات کو مکرر سہ کرر بیان کیا گیا ہی کہ سپاہ ملک کو کبھي لڑائي کے وقت میں ہرگز خراب و تباہ نہیں کرتي تھي اور جبکہ مخالف فوجیں لڑا کرتي تھیں تب کسان لوگ بے کھٹکے اپنے کام میں مشغول رہتے تھے اگرچہ یہہ امر ظاہرا ایک مبالغہ معلوم ہوتا ہی لیکن منو نے جو قوانین جنگ ہنود تحریر کیئے ہیں اُنہیں میں سے غالباً یہہ قانون بھي ہو کیونکہ اُن قانونوں کا اثر یونانیوں کي طبیعت پر اِس سبب سے بہت ہوا ہوگا کہ اُنکے ملک میں ایسے نرم اور پسندیدہ قانون جنگ کا برتاؤ نتھا*

تھے سکندر نے پورس کا تابع کردیا (ایرینٹن کي تاریخ جلد ۵ باب ۲۰) جس سے اُسکے قدیم ملک میں بہت زیادتي ہوگئي (ایضا باب ۲۱) اور مشرق میں درمیان دریاے چناب اور دریاے راوي کے ایک اور راجہ کہ اُسکا نام بھي پورس تھا اُسکا سخت دشمن تھا (ایضا) اور اُسکے ملک کے جنوب اور مشرق میں قوم کیتھي اور اور خود مختار قومیں آباد تھیں جنکے مقابلہ میں اُسنے سکندر کو مدد دي تھي (ایضا باب ۲۲ و ۲۳) اور جنوب میں قوم مالي رہتي تھي جسکے مقابلہ کو پورس اور راجہ ایبس‌سایرس اور اور بہت سے راجہ فوج لیکر گئے تھے اور شکست کھائي تھي (ایضا باب ۲۲)

اس سے یہہ معلوم ہوتا ہی کہ جسقدر ملک راجہ پورس کا تھا وہ سب دریاے جھیلم اور چناب کے درمیان میں واقع تھا اور ہر جانب پر اُسکي جو قومیں آباد تھیں وہ اُسکے تابع نہ تھیں اور اکثر اُنمیں سے اُسکے ساتھہ ہمیشہ لڑائي جھگڑا رکھتي تھیں پس علاوہ اُسکے خاص سلطنت کے اگر کوئي اور قوم یا حکومت اُسکے تابع ہوگي وہ دریاؤں مذکورہ بالا کے درمیان میں ہوگي بلاشبہہ وہاں مختلف قومیں آباد تھیں لیکن ہم جانتے ہیں کہ اُن قوموں میں سے قوم گلاکینیکي اُسکي تابع نتھي اور اس خیال کي کوئي وجہہ نہیں کہ باقي قومیں اُسکے تابع تھیں

جن فوجوں سے یونانیوں کو ہندوستان میں مقابلہ پیش آیا اُنکی بہادری کو اور سب قوموں کی بہادری سے جنسے اُنکو ایشیا میں لڑنا پڑا تھا برتر بیان کیا ھی اور جسقدر فوج کا مارا جانا ہندوستان کی لڑائیوں میں لکھا ھی اگرچہ مقدار اُسکی بہت قلیل ھی مگر اُن لڑائیوں کی نسبت جو دارا سے ہوئیں بہت زیادہ ھی اور اُس زمانہ میں بھی ہندوؤں کے سب ہتیار بجز توپ اور بندوق کے زمانہ حال کے ہتیاروں کی مانند تھے ہندوستان کی اُس خاص کمان کا ذکر جسکا استعمال اب صرف پہاڑی ملکوں میں ہوتا ھی اور اُسکے چلہ کو پاؤں سے کھینچکر چھہ فٹ سے زیادہ لنبا تیر مارتے ہیں ایرینٔن صاحب نے بیان کیا ھی اور لنبی تلواروں اور لوھے کے نیزوں کا ذکر بھی کیا ھی جن کا اب بھی کبھی کبھی استعمال ہوتا ھی اُس زمانہ میں بھی ہندو گھوڑے کی سواری کے فن میں مشہور تھے اور گھوڑے کی لگامیں بہت تیز رکھتے تھے *

سکندر کے زمانہ کے چال چلن سے زمانہ حال کے طور طریقوں کا مشابہہ ہونا

ہندوستان کے راجہ جو پیشکشیں دیتے تھے اُن سے اُنکی دولت مندی ظاہر ہوتی تھی اور جس جس ملک میں یونانی گذرے اُن سب کے بیانوں سے یہہ ظاہر ہوتا ھی کہ ملک خوب آباد تھا اور لوگوں کو نہایت اقبالمندی اور دولت حاصل تھی *

اپیالوڈورس مورخ بیان کرتا ھی کہ دریاے جھیلم اور دریاے ستلج کے درمیان میں پندرہ سو ایسے شہر آباد تھے جنمیں سے کوئی شہر کاس سے کم نتھا اِس سے یہہ سمجھا جاتا ھی کہ گو اِسمیں کیسا ھی مبالغہ ہو لیکن ملک کی حالت بہت ترقی اور آبادی پر تھی شہر پالی باتھرا کا طول آٹھہ میل تھا اور عرض ڈیڑہ میل اور فصیل اسکی بلند تھی جسمیں پانسو ستر برج اور چونسٹھہ دروازے تھے *

بہت سے تجارت کے شہروں اور بندر گاہوں کے بیان سے جنکا حال کتاب پریپلس کے مصنف نے یونانیوں کے بعد لکھا کہ اُنمیں غیر ملک کی تجارت جاری تھی یہہ ظاہر ہوتا ھی کہ ہندوستانی ایسے کام یعنی تجارت میں بخوبی دسترس رکھتے تھے جس سے اور سب کاموں کی نسبت ایک قوم کی ترقی یافتہ حالت زیادہ ثابت ہوتی ھی *

پولیس کے انتظام کو عمدہ بیان کیا ھی مگا ستھینیز بیان کرتا ھی کہ سندرا کٹس کے لشکر میں جسکا تخمینہ اُسنے چار لاکھہ آدمی بیان کیا ھی جسقدر روپیہ چوری جاتا تھا اُسکا اوسط فی یوم تیس روپیہ سے زیادہ نہیں ہوتا تھا *

معلوم ہوتا ھی کہ داد رسی راجہ اور اُسکے پنچوں کے ذریعہ سے ہوتی تھی جن چند قوانین کا حال یونانیوں نے بیان کیا ھی وہ منو کے قانونوں کی مانند ہیں مگر اِس امر میں یونانیوں کو صحیح صحیح آگاہی حاصل نہیں ہوئی کہ اِنکے قانون کی کتابیں ہیں اُنکو یقین تھا کہ ہندوؤں کے قانون نامہند تھے اور بعضے یہہ بھی

کہتے هیں کہ هندو حرفوں سے ناواقف تھے اور بعضے برخلاف اسکے انکے تحریر کي خوبصورتي کي تعریف کرتے هیں † *

محاصل ملک کا اراضي اور تاجروں اور کاریگروں سے وصول هوتا تھا ‡ اسٹریبو صاحب نے منو کي مانند محاصل اراضي کو کل پیداوار کا چوتھائي بیان کیا هی لیکن یہہ بھي صاف صاف کہا هی کہ تمام اراضي راجہ کي ملکیت سمجھي جاتي هی اور کاشتکاروں کو شرح مذکورہ بالا پر کاشت کیواسطے دیجاتي هی ‖ اور ایک اور مقام میں اُنھوں نے یہہ بیان کیا هی کہ بعضے گانوں کے باشندے زمین کي کاشت مشترک کرتے هیں اور اس قاعدہ کا رواج اب بھي بہت هی محاصل کے اُس حصہ کا حال بھي اسٹریبو صاحب نے قلمبند کیا هی جو کاریگر لوگ بعوض خراج کے سرکاري کام مفت کرنے سے ادا کرتے تھے جیسا کہ منو نے بھي بیان کیا هی اور اسٹریبو صاحب نے جو حالات بازاروں کے چودھریوں اور کھیتوں کي پیمایش اور آبپاشي کے لیئے پاني کي تقسیم اور دیہات کے پدھانوں کے اور اور کاموں کے جو تجارت اور سڑک اور دیگر امورات کي نگراني سے متعلق هیں مندرج کیئے هیں وہ پدھانوں کے حال کے کاموں سے بالکل مطابق هیں اور شہر کے چودھریوں کا جو حال لکھا هی اگرچہ صاف صاف نہیں لکھا مگر وہ آجکل کے چودھریوں کے کاموں سے بہت مشابہت رکھتا هی *

هندوؤں کے مذهب کا حال بہت کم بیان کیا هی اسٹریبو صاحب نے بیان کیا هی کہ وہ جوپیٹس‌پلوویس یعني اندر دیوتا اور گنگا اور اور دیوتوں کي پرستش کرتے هیں اور بلدانوں میں برهنہ سر رهتے هیں اور بلدان کو بجاے ذبح کرنے کے دم گھونٹ کر مارتے هیں اور یہہ حال برهمنوں کے بعضے اُن بلدانوں سے جسکا حال هم پر اچھي طرح روشن نہیں اور جنکے رواج کو زمانہ حال کي ایجاد سمجھا جاتا هی بہت مطابق هی *

کالبروک صاحب نے علاوہ یونانیوں کے اور کئي مورخوں کے بیانوں کو نقل کیا هی § جنسے یہہ ظاهر هوتا هی کہ هندو سورج کو بھي پوجتے تھے *

یونانیوں نے بیکس اور هرکیولس کي پرستش پر کہ وہ هندوستان میں مروج تھي بہت کچھہ لکھا هی مگر اُسکا سبب علانیہ یہہ هی کہ هندوؤں کي روایتوں کو اُنھوں نے اپنے دیوتوں کي روایتوں سے خواہ مخواہ اُسیطرح سے مطابق کرلیا هی

---

† اسٹریبو صاحب کي تاریخ جلد ۱۵ صفحہ ۲۹۳ مطبوعہ سنہ ۱۵۸۷ ع

‡ ایریئن صاحب کي تاریخ هندوستان صفحہ ۱۱

‖ اسٹریبو صاحب کي تاریخ جلد ۱۵ صفحہ ۲۸۴ مطبوعہ سنہ ۱۵۸۷ ع

§ کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۹ صفحہ ۲۹۸

جسطرح سے کہ اُنھوں نے اور معاملات کي روایتوں کو اپني روایتوں سے منسوب کرلیا ھی † *

ھندوؤں کے علم سے یوناني محض ناواقف رھے مگر اُنکي دانائي کا اُن کے دل پر بڑا اثر ھوا اور ھندوؤں کي حکمت کا کچھہ تھوڑا سا حال جو اُنھوں نے بیان کیا ھی وہ کچھہ تھوڑي قدر و منزلت نہیں رکھتا مگاستھنیز بیان کرتا ھی کہ ھندوؤں اور یونانیوں کي حکمت کے اکثر مسائل میں اتفاق پایا گیا ھندو خیال کرتے تھے کہ دنیا کي ابتدا اور انتہا ھی اور زمین کي شکل گول ھی اور جس خدا نے اُسکو بنایا اور اُسپر حاکم ھی وہ اُسپر ھرجگھہ موجود ھی علاوہ اربع عناصر کے ایک اور عنصر ھی جس سے آسمان اور ستارہ بنے ھیں اور یہہ عالم سب عالموں کا مرکز ھی اور وھي مورخ لکھتا ھی کہ ھندوؤں اور یونانیوں میں روح کے مسئلہ اور اور مسئلوں میں بھي اِتفاق ھی اور اُنھوں نے افلاطون کي طرح روح کے فاني نہونے اور مرنے کے بعد ھر ایک کو اپنے اعمال کي بموجب جزا حاصل ھونے اور اِسي قسم کے اور اور مطالب کے باب میں بہت سي کہانیاں تصنیف کي ھین ‡ *

قدیم زمانہ کے اِن بیانوں سے ظاھر ھی کہ اگر برھمنوں نے اپني حکمت یونانیوں سے سیکھي تو سکندر کے زمانہ سے پہلے سیکھي ھوگي اور ونسائي کریٹس نے جو گفتگو ھندوؤں سے درباب حکمت کے کي وہ ھم بیان کرچکے ھیں وہ لکھتا ھی کہ ھندوؤں نے یہہ بات دریافت کي کہ یوناني بھي کبھي اِس قسم کي گفتگوئیں کرتے ھیں یا نہیں اِس سے یہہ صاف معلوم ھوتا ھی کہ ھندو یونانیوں کے علوم اور مسائل حکمت سے بالکل ناواقف تھے *

یونانیوں نے جو ھندوؤں کے فن نغمہ کي نسبت کچھہ نہیں لکھا ھی اُس سے یہہ نتیجہ نکل سکتا ھی کہ ملک کے جس حصہ میں اُنکا گذر ھوا اُس میں عمدہ عمدہ معبد اور مندر نتھے جیسے کہ اب بھي نہیں ھیں ھندوؤں کے نغمہ و سرود کا جو بیان یونانیوں نے کیا ھی وہ اُنکے حقمیں اسیطرح برا ھی جیسے کہ زمانہ حال کے کسي اھل یورپ کا بیان ھوتا ھی اِس لیئے کہ گو یہہ کہا گیا ھی کہ گانے ناچنے کا وہ شوق رکھتے تھے مگر ایک اور مقام میں بیان کیا ھی کہ اُنکے ھاں بجز ڈھولک اور مجیروں اور چنچنے کے اور کوئي باجا نہیں ھی *

معلوم ھوتا ھی کہ اور فنوں کي حالت ایسے ھي تھي جیسے کہ آجکل ھی جس قسم کا غلہ دونوں فصلوں میں تیار ھوکر کٹتا تھا وہ بھي زمانہ حال کے غلہ کي مانند

---

† جو متھرا کي پرستش میں ھرکیبرلیس کا بیان یونانیوں نے کیا ھی شاید اُس سے سري کرشن جي کي پرستش مراد ھو *

‡ اسٹریبو صاحب کي تاریخ جلد ۱۵ صفحہ ۲۹۰

هی چنانچه شکر اور روئي اور مصالحه اور خوشبوؤں کا پیدا هونا بیان کیا هی اور کهیتوں کو تر رکهنے کیواسطے چهوٹي چهوٹي کیاریاں بناکر زمانه حال کي مانند آبپاشي کرتے تهے † رتهوں کو لڑائي میں گهوڑے کهینچتے تهے مگر کوچ کے وقت بیل اور بعض اوقات اونٹ بهي کهینچا کرتے تهے لیکن اس زمانه میں بجز ریگستان کے اونٹوں سے باربرداري کا کام بهت کم لیا جاتا هی اور شان شوکت کے واسطے هاتهیوں کي رتهوں میں بهي سوار هوتے تهے مگر زمانه حال میں هاتهیوں کي رتهوں کا دو جگهه پر هونا سنا گیا هی *

هاتهیوں کے پکڑنے اور تربیت کرنے کا طریقه اور اُسکي تمام حکمتیں ‡ ایرینٔن کے بیان سے ٹهیک ٹهیک ایسے هي معلوم هوتي هیں جیسے که کتاب تحقیقات ایشیا میں اُنکا حال لکها هی § *

هندوؤں کي رنگتوں کي شوخي اور آب و تاب اور اُنکي مصنوعات اور غیر ملکوں کي چیزوں کي نقل میں کمال رکهنے کا بیان کیا گیا هی ‖ *

تمام کاموں میں تانبے کے برتنوں کا استعمال ایسا هي عام تها جیسا که اب هی لیکن پیتل کے برتنوں سے جنکا استعمال اب زیادہ تر هی چٹکنے کے اندیشه سے پرهیز کیا جاتا تها ‡ استریبو صاحب نے شاهي سڑکوں کا ایک مقام میں اور دوسرے مقام میں میل کے پتهروں کا * ذکر کیا هی *

استریبو صاحب نے هندوؤں کے تیوهاروں کي دهوم دهام اچهي طرح بیان کي هی چنانچه لکها هی که هاتهي سنهري اور روپہلي جهولوں اور هودوں سے آراسته هوکر اور سواریوں کے ساتهه جن میں چار چار گهوڑوں کے رتهه اور بیلوں کي گاڑیاں هوتي تهیں سب سے آگے چلتے تهے اور بهت اچهي اچهي فوجیں مقام معینه پر موجود هوتي تهیں اور ملمع کے گلدان اور اور بڑے بڑے برتن اور چوکیاں اور سنگاسن اور پیالے اور افتابے که وه سب زمرد اور فیروزه اور شبچراغ اور اور قیمتي جواهرات سے مرصع هوتے تهے اُنسے بڑي شان و شوکت ظاهر هوتي تهي اور مختلف رنگوں اور زردوزي کے کام کي پوشاکوں سے تماشه کي خوبي زیاده هو جاتي تهي اور پالے هوئے شیر اور چیتے بهي ان میلوں میں هوتے تهے علاوه اُنکے خوش آواز اور رنگ رنگ کے طرح دار پرند مصنوعي درختوں پر جو بڑي بڑي گاڑیوں پر چلتے تهے بیٹهے هوئے هوتے تهے اُنسے

† استریبو صاحب کي تاریخ جلد ۱۵ صفحه ۲۷۶ و ۲۷۷

‡ ایرینٔن صاحب کي تاریخ هندوستان باب ۱۳

§ کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۳ صفحه ۲۲۹

‖ استریبو صاحب کي تاریخ جلد ۱۵ صفحه ۲۹۳

‡ استریبو صاحب کي تاریخ جلد ۱۵ صفحه ۲۷۴ مطبوعه سنه ۱۵۸۷ ع

* ایضا صفحه ۲۸۷

بهي ايک عجيب کيفيت اور رونق هو جاتي تهي درخت اور پهول وغيره بنانے کي رسم سکندر کے پيچهے بهي جاري رهي اور شايد اب بهي بنگال ميں جاري هو اور تهوڑا عرصه گذرا که وهاں مصنوعي درخت اور آرايش کا شاديوں اور براتوں ميں هونا ضروري سمجها جاتا تها † بيان کيا گيا هى که هندو اپنے مردوں کي يادگاري کرتے اور اُنکي تعريف ميں راگ بناتے هيں غرض که هندو اپنے بزرگوں کا ادب اور تعظيم سب کچهه کرتے هيں مگر يهه عجيب رسم ابتک جاري هى که بهت روپيه صرف کرکے قبريں نهيں بناتے هيں ‡ درياؤں کے کناروں پر لکڑي کے مکان بنانے کي رسم جو ايرين صاحب نے بيان کي هى § اُس سے غالباً وه طريقه مراد هى جو اب بهي درياے اٹک پر رايج هى که وهاں ايسي چوکيوں کے فرش هوتے هيں جو زمين سے باره باره يا پندره پندره فٹ بلند هوتي هيں اور درياے ايراوتي پر بهي يهي دستور هى که وهاں شهر رنگوں کے تمام مقام لکڑي کے هي بني هوئے هيں *

هندو لوگ شاديوں ميں باهم روپيه ليتے ديتے نه تهے || يهه قاعده منو کي هدايتوں اور زمانه حال کے طريقه سے مطابق هى ⊥ *

عورتيں پاکدامن هوتي تهيں اور ستي هونيکا طريقه پهلے سے جاري تها ليکن شايد اُسکي کثرت نتهي کيونکه ايرسٹابولس اُسکو ايک عجيب رسم منجمله اُن رسموں کے بيان کرتا هى جنکا حال اُسنے مقام ٹيکسلامين * دريافت کيا هى که بيٹيوں کي شادي زور و هنر ميں امتحان کرنے کے بعد سب ميں غالب رهنے والے کے ساتهه کرتے تهے جس کے باعث سے هندوؤں ميں نظم ورزم کي بهت سے مضمون قايم هوئے اسي رسم کا حال †† ايرين نے بطور ايک معمولي رسم کے لکها هى اور بيان کيا گيا هى که اُن کے راجاؤں کے گرد پيش بهت سي سهيلياں حاضر رهتي تهيں اور منو کے بيان کے بموجب راجاؤں کے پاس فقط اُنکي تنهائي کے کمروں ميں هي نهيں رهتي تهيں بلکه شکار ميں بهي ساتهه جايا کرتي تهيں اور راجه اُنکو بهت احتياط سے اسيطرح پرده اور حجاب ميں رکهتے تهے جسطرح که مسلمان رکهتے هيں اور مسلمانوں ميں هي يهه رواج باقي هى مگر راجاؤں کي تعظيم و تکريم و آداب و خطاب ايسے لفظوں سے

---

† استريبو صاحب کي تاريخ جلد ١٥ صفحه ٣٩٣

‡ ايرين کي تاريخ هندوستان باب ١٠

§ ايضاً

|| ايضاً باب ١٧

⊥ صرف مگاستهينز اسکے برخلاف يهه بيان کرتا هى که هندو ايک جوڑي بيل کي ديکر زوجه حاصل کرتے تهے

* استريبو کي تاريخ جلد ١٥

†† ايرين کي تاريخ هندوستان باب ١٧

تھوتا تھا جس سے ثابت هو که لوگ اُسکے غلام هیں جنکا رواج مسلمانوں سے هي شروع هوا هی هندو بوقت حاضري † دربار کے راجاؤں کے حق میں دعا کرتے تھے لیکن ایرانیوں کي طرح قدموں پر نہیں گرتے تھے ‡ *

ایریئن نے هندوؤں کي جو پوشاک بیان کي هی وه دو چادروں سے مرتب هوتي هی جسکو اب بھي بنگال کے لوگ اور مذهب کے پخته برهمن هر جگهه کے پهنتے هیں اور آج کل کے رواج کي موافق کانوں میں بالیاں اور پانوں میں ٹاٹ باني جوتیاں پهنتے تھے اور کپڑے اُنکے عموماً سفید اور سوتي هوتے تھے مگر اکثر مختلف شوخ رنگ کے کپڑے اور طرح طرح کي پھولدار چھینٹیں بھي پهنتے تھے اور سونے کا زیور اور جواهرات بھي مستعمل تھے اگرچه وه اکثر باتوں میں کفایت شعار § تھے مگر پوشاک میں بہت سا روپیه صرف کرتے تھے اور ذي مقدور آدمي مثل اس زمانه کے چھتر لگاتے تھے *

هندو اپني ڈاڑھیوں کو آج کل کے رواج کے موافق حنا اور نیل سے رنگتے تھے اور خضاب بنانے یا لگانے میں غلطیاں هوجانے کے باعث سے اُنکي ڈاڑھیاں کبھي سبز کبھي سرخ کبھي نیلي هو جاتي تھیں جیسا که اب بھي هو جاتا هی مگر اس زمانه میں بجز سیاه خضاب اور کبھي سرخ خضاب کے اور کوئي خضاب نہیں لگاتے هیں اور کھانا علحده علحده کھاتے پکاتے تھے چنانچه یهه کج خلقي اُن میں اب بھي موجود هی نشه کرنے والي شراب بہت کم پیتے تھے اور جس شراب کو پیتے تھے وه چانولوں سے بنتي تھي اور اُسکو اَرَک کہتے هیں *

هندوؤں کي شکل و صورت وضعدار بیان کي گئي هی اور شمال اور جنوب کے باشندوں کي صورت میں همیشه امتیاز کیا گیا هی جس سے همکو تعجب هوتا هی اسلیئے که مقدونیه والوں کو هندوؤں کے حالات سے بہت آگاهي حاصل نہیں هوئي تھي چنانچه شمالي هندوؤں کو کالا اور اهل اِتھیوپیا سے بجز چپٹي ناک اور گھونگر والے بالوں کي مشابهت کے بالکل مختلف الشکل بیان کیا هی اور شمالي هندوؤں کو جنوب والوں سے زیاده گورا مثل مصر والوں کي وضع کے لکھا هی || یهه مشابهت اُنکي

---

† یهه بات قابل بیان کے هی که هندوؤں کے سانگوں میں کوئي نشان ایسا پایا نہیں جاتا که علاوه راجه کے جو اور لوگ سانگ میں داخل هوتي تھی وه اُس سے غلامانه پیش آتے تھے اب بھي جن هندو راجاؤں کے درباروں کو مسلمانوں سے کچھه تعلق نہیں هوا اُن میں راجاؤں کے آداب اور القاب کا برتاو سیدھا ساده هوتا هی

‡ ایریئن کي تاریخ هندوستان باب ۱۶

§ اسٹرابو صاحب کي تاریخ جلد ۱۵ صفحه ۴۸۱ و ۴۸۸

|| ایریئن صاحب کي تاریخ هندوستان باب ۶ اور اسٹرابو صاحب کي تاریخ جلد ۱۵ صفحه ۴۷۵ مطبوعه سنه ۱۵۸۷ع

مصریوں نے ایسی هی که هندوستان سے جو سیاح دریاے نیل پر کے قبروں کی تصویروں کو جاکر دیکھے تو اُسکو بڑی حیرت هوگی *

یونانیوں کا هندوؤں کی خصلت کو اچھا سمجھنا

هندوؤں کو سانولا اور بلند قد خوبصورت دبلا پتلا اور چست و چالاک بیان کیا هی † اور اُنکی بهادری کو لڑائی میں ایشیا کی باقی قوموں سے بارها برتر اور ممتاز لکھا هی ‡ اور اُنکو سنجیدہ طبیعت اور معتدل مزاج اور بےشر اور اچھے سپاهی اور اچھے کسان § اور سادگی اور صداقت کلام میں مشهور اور ایسے حق پسند که عدالت تک نوبت نالش کی نه پهونچاتے تھے اور ایسے دیانتدار که لوگ اپنے مکانوں میں قفل تک نه ڈالتے تھے اور نه اپنے عهد || و پیمان کے پختگی کے واسطے باهم تحریر کرتے تھے بیان کیا هی علاوہ اسکے کها گیا هی که کوئی ایسا هندوستانی دیکھنے اور سننے میں نهیں آیا جو جھوٹ بولتا هو * مگر خود هندوؤں کی قدیم تحریروں سے همکو معلوم هوتا هی که یونانیوں نے جو یهه بات بیان کی که وہ باهم ایک دوسرے کا اعتماد کرتے تھے غلط هی اور اُن کی راستگوئی کے بیان کو بھی بے کھٹکے جھوٹ سمجھنا چاهیئے مگر باوجود اسکے یونانیوں کا بیان بهت کار آمد هی اسلیئے که اُس سے یهه بات ظاهر هوتی هی که هندوؤں کے جن اوصاف کا مقدونیه والوں پر بڑا اثر هوا وہ کیا تھے اور اُس زمانه سے اُنکی خصلت میں بالکل تبدیلی آگئی هی چنانچه اب غیر ملکوں کے لوگ هندوستانیوں کی نالشوں کی کثرت اور جھوٹ و فریب سے حیران هوتے هیں یونانیوں کے بیان اُسی حالت میں غلط هوتے هیں جب که وہ اُن عیبوں کے نهونے پر مبالغه کرتے هیں *

چوتھا تتمه

بیکٹریا کے یونانی سلطنت کے بیان میں

اگلے وقتوں کے اُن یونانیوں کے حالات جنکو هندوستان سے تعلق تھا

بیکٹریا کی سلطنت کا جو کچھه حال همکو پهلے معلوم تھا وہ هندوستان سے ایسا کم متعلق تھا که هندوستان کی تاریخ میں اُسکا ذکر کرنا کچھه غیر مناسب هوتا *

---

† ایریئن صاحب کی تاریخ هندوستان باب ۱۷

‡ ایریئن صاحب کی تاریخ مهمات سکندر جلد ۵ باب ۴

§ ایضا جلد ۵ باب ۲۵

|| اسٹریبو صاحب کی تاریخ جلد ۱۵ صفحه ۴۸۸ مطبوعه ۱۵۸۷ع

* ایریئن صاحب کی تاریخ هندوستان باب ۱۲

زمانه حال کي تحقیقات سے واضح هوا هی کہ اُس ملک میں اور هندوستان میں بہت سا تعلق رها هی اور ممکن هی کہ ان تحقیقوں سے ایسے تعلق بھي جو اب تک بخوبي دریافت نہیں هوئے ظاهر هو جاویں مگر یہہ تحقیقیں اب بھي قدیم زمانه کے حالات کے چھان‌بین کرنے والوں کي توجہہ کے محتاج هیں جو باتیں اب تک تحقیق هوچکي هیں اُنکو هي اس مقام پر مختصر بیان کرنا مناسب هی *

سکندر نے جب هندوستان سے مراجعت کي تو اپني تھوڑي سي فوج بیکٹریا میں چھوڑ دي *

سکندر کي سلطنت کي تقسیم کے پہلے جھگڑے کے بعد صوبہ بیکٹریا سلیوکس والے شام کے حصه میں سنه ۳۱۲ قبل مسیح میں آیا سلیوکس نے بذات خود اپنے سرکش صوبوں کے مطیع کرنے کے لیئے کوچ کیا اور اُنسے نبٹ کر هندوستان میں آیا اور سندراکتس سے عہدنامه کیا صوبہ بیکٹریا سنه ۲۵۰ قبل مسیح تک جبکہ ملکي جھگڑوں اور پارتھیا والوں کي لڑائیوں سے بیکٹریا کے حاکم کو بھي خود سر هوجانے کي ترغیب هوئي سلیوکس کي اولاد کے قبضه میں رها بیکٹریا میں اول خود مختار بادشاہ تھیوڈوٹس هوا اور اُسکے بعد اُسکا بیٹا اُسیکا هم نام یعني تھیوڈوٹس ثاني تخت نشین هوا جسکو یوتھائیڈیمس میگنیزیا واقع ایشیا مائنر کے رهنے والے نے تخت پر سے اوتار دیا اس عرصه میں سلیوکس کے خاندان نے اپني قوت اور جمعیت کو فراهم اور قوي کرلیا چنانچہ اُنمیں سے اینٹي‌اوکس اعظم نے اپنے برگشته مشرقي‌ملک کو پھر قبضه میں لانے کا ارادہ کرکے لشکر کشي کي چنانچہ یوتھائیڈیمس کو شکست دیکر مطیع کرلیا یعني اُس سے عہد و پیمان کرکے اُسکي سلطنت اُسي کے قبضه میں رهنے دي یہہ بات غالب نہیں هی کہ یوتھائیڈیمس نے مشرقي کوہ قاف کے جنوبي حصه پر لشکر کشي کي هو مگر اُسکي بیٹے ڈیمٹریئس نے اراکوسیا اور ایران کے ایک بڑے حصه پر قبضه پایا اُسنے هندوستان میں بھي فتوحات حاصل کیں چنانچہ صرف سندہ هي پر قابض نہوا بلکہ اُس سے بھي کچھہ آگے تک دخل کرلیا مگر معلوم ایسا هوتا هی کہ اُسکو یوکریٹائیڈس بیکٹریا سے خارج کرکے بادشاہ بن بیٹھا یوتھائیڈیمس کي وفات کے بعد ڈیمٹریئس نے اس اپنے رقیب کے اختیار و تسلط سے اپنا ملک نکالنا چاها مگر کامیاب نہوا بلکہ برعکس اپني مراد کے هندوستان کے فتوحات کو بھي جو یوکریٹائیڈس کي هی کوشش سے حاصل هوئي تھیں کھو بیٹھا *

یوکریٹائیڈس کے عہد میں بیکٹریا کي سلطنت کمال ترقي پر تھي اس بادشاہ کو اُسکي عین اقبالمندي کے زمانه میں اُسکي بیٹے یوکریٹائیڈس ثاني نے قتل کرڈالا اس پدرکش بادشاہ کي سلطنت کا کسیقدر مغربي حصه پارتھیا والوں نے چھین لیا

اور خاص بیکٹریا ستھیا والوں نے لیلیا † اور اُسکے قبضہ میں بجز مشرقی کوہ قاف کے جنوبی ملک کے اور کچھہ باقی نرها میناندر اور اپالوڈوٹس کی سلطنتوں کا زمانہ اور وہ تعلق جو یوکریٹائیڈس کے ساتھہ اُنکو رها یونانیوں کے بیان سے دریافت نہیں هوتا میناندر نے هندوستان کے شمال و مغربی حصہ میں بہ نسبت اور کسی یونانی بادشاہ کے بہت دور تک فتوحات حاصل کیں اور جن مقاموں کو اُسنے فتح کیا وہ اور بیکٹریا کی سلطنت کی وسعت اسٹربیو صاحب کی ایک بیان سے همکو معلوم هوئی هی ایک قدیم مورخ کے قول کے بموجب جو اسٹربیو صاحب نے اسی بیان میں نقل کیا هی کہ بیکٹریا والے ایریانہ کے نہایت مشہور حصہ پر قابض هوئے اور سکندر سے بہت زیادہ هندوستان کی قوموں کو مطیع کیا هندوستان کی مہموں میں بڑی کوشش میناندر نے کی چنانچہ وہ دریاے ستلج سے عبور کرکے دریاے اسامس تک پہونچگیا اُسی مورخ کا قول هی کہ اُسکے اور یوتھائیڈیمس کے بیٹے ڈیمٹریئس کے عہد کے درمیان میں بیکٹریا والے صرف پٹالین هی پر قابض نہیں هوئے بلکہ اُسکی دوسری حد کے اُس حصہ پر جسمیں تساری آسٹس اور سائی جرٹس کی سلطنتیں تهیں قابض اور دخیل هوگئے دریاے اسامس کا جو ابهی ذکر هوا هی اسکو بعضے تو دریاے جمنا خیال کرتے اور بعضے کوہ همالیہ جانتے هیں جسکو کبهی کبهی اماس کہا گیا هی اور بعضے ایک چهوٹے سے دریا آئیسا کو سمجھتے هیں جو مغرب کی طرف سے آکر گنگا میں گرتا هی اِنمیں سے کوئی صحیح هو مگر پنجاب کے مشرق میں کا کوئی تنگ ضلع مراد هی بیکٹریا والوں نے جنوب کیجانب جو فتوحات حاصل کیں اُنکا کچھہ ذکر نہیں هوا هی اگر جنوب میں دهلی یا هستنا پور تک اُنکو دخل ملا هوتا تو اُس سے هندو مورخ بهی ضرور واقف هوئے هوتے اور جنوب و مغرب کیجانب میں اُنکو دریاے اٹک کے دهانے کے قریب اُس مقام تک جہاں کئی دهاریں هوجانے سے زمین کا ایک خطہ مثلث کی صورت کا بنگیا هی اُنکا تسلط هوا هوگا اور پٹالین کا نام جو ابهی بیان هوا هی وہ ملک ٹاٹا کے (جو کرانچی بندر کے قریب هی) آس پاس کا ملک هوگا مگر هم کو یہہ کسی ذریعہ سے نہیں معلوم هوسکتا کہ پٹالین کے دوسرے کنارہ پر جو سلطنت سائی جرٹس کی تهی وہ ملک کچھہ تها یا گجرات کا جزیرہ نما تها پریپلس کا مصنف بیان کرتا هی کہ میناندر اور اپالو ڈوٹس کے سکہ آجکل (یعنی جس زمانہ میں پریپلس تصنیف هوئی) بڑوچ میں ملتے هیں اُس زمانہ میں اُن سکوں کا دور دور کے ملکوں میں چلن نہونے کے سبب سے معلوم هوتا هی کہ اُنکے بعضے ضلعے بڑوچ سے بہت فاصلہ پر نہونگے مغرب میں جو نہایت مشہور حصہ ایریانہ کا اُنکے قبضہ میں بیان کیا گیا هی

† کننگن صاحب کے بیان کے بموجب قریب سنہ ۱۳۰ قبل مسیح کے اور ڈی گگنیز صاحب کے قول کے بموجب سنہ ۱۲۵ قبل مسیح میں یہہ واقعات گذری

وه يقيناً خراسان هوگا ليکن هندوستان ميں بيکٹريا والوں کو غايت درجه کي فتوحات حاصل هونے سے غالب هی که خراسان کا کسيقدر حصه اُنکے قبضه سے نکل گيا هوگا † *

جو کچهه حالات بيان هوچکے يهه يوناني مورخوں سے ليئے گئے هيں اور اُنکا اِستحکام اور زيادة حالات سے آگاهي پرانے سکوں کے ذريعه سے هوئي چنانچه اُنکے ذريعه سے يوناني آٹهه بادشاهوں کے بجاے جنکا ذکر هوا اٹهارة بادشاة دريافت هوگئے اور اور قوموں کے بادشاهي خاندانوں کا حال جو يونانيوں کے تسلط کے معدوم هوجانے کے بعد آگے پيچهے هوئے سکوں هي کے وسيله سے معلوم هوا هی *

سکوں کے وسيله سے آگاهي حاصل کرنے کے مضمون پر لوگوں کے پہلے پہل اُن چند سکوں کے سبب سے جو کرنل ٹاڈ صاحب نے بهم پهونچائے اور اُس دلچسپ تحرير کي وجهه سے جو اُنهوں نے اُن سکوں پر لکهي اور تحقيقات رايل ايشيا ٹک سوسئيٹي کي جلد اول ميں چهاپي توجهه مائل هوئي اور اسکا تمام يورپ ميں خوب چرچا هوا اور هندوستان ميں پروفيسر ولسن صاحب اور پرنسپ صاحب نے سکوں کے ذريعه سے بڑي چهان بين کي *

پروفيسر ولسن صاحب نے يوناني بادشاهوں کے سکوں کا حال چهاپا هی اور حتی الامکان اُنکي ترتيب کي هی ليکن ان سکوں ميں نه سنه کا نقش هی نه دارالضرب کا نشان هی اِس ليئے خواة مخواة اُنکي ترتيب ناقص هی جن بادشاهوں کا ذکر هوچکا اُنکے سکے يوکريٹائيڈس اول تک مشرقي کوه قاف کے شمال ميں پائے جاتے هيں اُنکے ايک جانب کي صورتيں يا عبارتيں اور دوسري جانب کے کام بالکل خاص يوناني هيں يوکريٹائيڈس ثاني سے آگے کوئي اُس ملک ميں نهيں پايا جاتا مشرقي کوه قاف کے جنوب کيجانب ميں جو سکے ملتے هيں وه اور طرز کے اکثر چوکونه هيں اور يهه صورت کسي يوناني سکه کي خواة وه يورپ کا هو خواة وه ايشيا کا نهيں پائي جاتي اِن سکوں پر دو قسم کے حرف ايک طرف يوناني اور دوسري طرف کسي وحشي زبان کے هيں اور ميناندر کي سلطنت سے کسي کسي سکه پر ايک طرف هاتهي اور دوسري طرف کوهان دار بيل کي تصويريں هيں يهه دونوں جانور جو هندوستان سے خصوصيت رکهتے هيں اِس سے معلوم هوتا هی که بيکٹريا والوں کي هندوستان ميں حکومت تهي *

---

† يوناني مورخوں کے وسيله سے جو کچهه حالات بيکٹريا کے معلوم هوئے هيں وه بيئر صاحب کي تاريخ بيکٹريا ميں مجتمع هيں کلنٹن صاحب نے بهي اپني کتاب کي جلد ۳ صفحه ۳۱۵ کے حاشيه ميں بيکٹريا کے يونانيوں کے حالات بهت صاف اور مختصر لکهے هيں *

وحشي زبان کے حروف جو سکوں میں هیں وہ بخوبي نهیں سمجھے گئے اور بهت سي بحث اور مباحثوں کا باعث هوئے هیں اِسمیں شک نهیں که اُن حرفوں کي تحریر دائیں جانب سے بائیں جانب کو هی اور یهه طریقه تحریر کا همارے علم و آگاهي کے بموجب اُن زبانوں سے مخصوص هی جو عربي زبان سے رشته رکهتي هیں یهه خیال میں آسکتا هی که وہ زبان اُسي ملک کي خاص زبان یعني فارسي هوگي غرض که ان سب قرینوں سے معلوم هوتا هی که وہ زبان پهلوي هی جو ان سکوں پر هی جن لوگوں نے اِس معامله پر تحریریں کي هیں اُنمیں سے بعضے اِس راے کي تائید کرتے هیں اور پروفیسر ولسن صاحب نے کوئي اپني راے تو قائم نهیں کي مگر اِس معامله میں جو رائیں لوگوں نے دي هیں اُنکي چهان بین بخوبي کرکے نتیجه پر شبهه کیا هی اور بعضے آدمي یهه خیال کرکے که ان سکوں میں ایسي زبان کے حرف هیں جو شنسکرت سے علاقه رکهتي هی وہ سمجهتے هیں که یهه حروف زبان ژند کے هیں یا کسي اور هندرستاني زبان کے هیں *

اِس سلسله کے سکوں میں جنپر اول توجهه هوني چاهیئے مینانڈر کے سکه هیں اِن سکوں میں جو سوٹر کا خطاب نقش کیا هوا ملتا هی جسکو یوکریٹائیڈس اول اور ثاني نے اختیار کیا تها اور اُن سکوں کے پشت پر کے نقش و نگار بالکل وهي هیں جو انهیں بادشاهوں کے سکوں سے مخصوص هیں تو اس سے یهه نتیجه حاصل هوتا هی که جس بادشاہ نے اُن سکوں کو چلایا وہ انهیں بادشاهوں کے خاندان میں سے هوگا یهي دلیل اپالوڈوٹس کے سکوں پر حجت هوسکتي هی جو شاید مینانڈر کا بیٹا تها دو اور بادشاهوں ڈایومیڈیز اور هرمیس کا بهي یهي خطاب هی اور وہ بهي اِسي خاندان سے متعلق هوسکتے هیں هرمیس کے سکه جو بدنما هیں اُنسے یهه ثابت هوتا هی که یهه بادشاہ اِس سلسله کے آخر میں هوا اور اِسي کے سکوں سے دوسري قسم کے سکوں کا نمونه قائم هوتا هی جس سے صاف ظاهر هی که اِسکے عهد کے بعد وہ نئے سکے جاري هوئے *

یهه سکه نهایت بیڈهنگے اور بد اسلوب هیں اور اُنپر جو عبارت نقش کي هوئي هی وہ ایسي یوناني هی که پڑهي نهیں جاتي اور بادشاهوں کے نام بهي وحشیانه اور کریهه هیں مثل کڈ فیسیز اور کانرکیز وغیرہ بڑي قرین قیاس دلیلوں سے اِن ناموں کو ستهیا والوں کے نام سمجها گیا هی جنهوں نے بیکٹریا والي یونانیوں کي جنوبي سلطنت کو غالباً سنه عیسوي کے شروع هونے کے قریب قبضه کرلیا هوگا *

اور سکه بهي اخیر سلسله کے سکوں سے مشابهه پائے گئے هیں مگر اُنکو ستهیا والوں کي نسبت پارتهیا والوں سے زیادہ تعلق معلوم هوتا هی *

اِس ملک کي سلطنت کے زمانوں کا سلسله پورا هونے کے لیئے ابهي اور بهي سکه باقي هیں مگر وه ساسانیه والوں سے متعلق معلوم هوتے هیں جنکا ایران پر مسلمانوں کے حمله تک قبضه تها *

ایک اور قسم کے سکه بهي هیں جنکي اکثر باتیں دونوں یوکریٹائیڈس کے سکوں سے مشابهه هیں غالباً یهه سلسله بهي سوٹر خطاب والوں کے سکوں کے زمانه میں جاري تها مگر اِس خاندان کے بعد بهي باقي رها هی اِن سکوں میں جو بادشاهوں کے نام هیں وه اکثر لفظ مایک (یعني فتح) سے مشتق هیں اسباب سے اور اور بهي مشابهت کي باتوں سے اُنکو ایک هي خاندان سے متعلق سمجها جاتا هی *

ایک اور قسم کے سکه دو بادشاهوں کے هیں جنمیں سے ایک اگاتهوکلیز اور دوسرا پنٹالین هی اِن سکوں کو بیکٹریا والے تمام یوناني سکوں کے اخیرکے سکه سمجها جاتا هی مگر اِن میں خاص صفتیں بیان کرنے کے قابل یهه هیں که اُنکے اُس جانب میں جس طرف که اور سکوں میں وحشي زبان کے حرف هیں وه حرف نقش کیئے هوئے هیں جنمیں هندوستان کے غاروں میں اور گول ستونوں پر کتبه کنده هیں ایسے حروف نهیں هیں جو داهنیں جانب سے بائیں جانب کو لکهے جاتے هیں جن حالتوں میں یهه سکه دستیاب هوئے اُنسے کئي باتیں قایم هوسکتي هیں چنانچه میناندر کے سکه کابل کے قرب و جوار اور پیشاور میں بهي کثرت سے موجود هیں اور ایک سکه اُسکا اِسقدر مشرق کیطرف جاکر ملا هی جهاں جمنا کے کناره پر متهرا هی اِس سے یهه نتیجه نکل سکتا هی که دارالسلطنت میناندر کا کابل هوگا اور اِسي قیاس پر دارالحکومت سوٹر خاندان کي قائم هوسکیگي یهه معلوم نهیں که نایک بادشاهوں کے دارالسلطنت کا بهي کچهه پتا نشان کهیں هی یا نهیں پروفیسر ولسن صاحب خیال کرتے هیں که اگاتهو کلیز اور پنٹالین کي سلطنت چترال کے قریب کے پهاڑوں میں تهي اور یهه ملک جو پراپا مائیسس کے هندوستانیوں کا تها اِس لیئے اُن سکوں پر هندوستاني حروف نقش هوئے هیں اور جس حالت میں که ستهیا والوں کے سکه پائے گئے هیں وه خود قابل معلوم کرنے کے هی اور اور حالات بهي ایسے هیں جنسے توقع هی که هندوستان کي تاریخ کو بڑي وضاحت هووے هرمویس کے علاوه بیکٹریا والے تمام یونانیوں کے سکه بازاروں میں بقیمت ملجاتے هیں یا پورانے شهروں کے کهنڈروں میں زمین میں تلاش کرنے سے نکل آتے هیں لیکن ستهیا والوں کے سکه نهایت کم اُس بڑے خطه کے مسلسل یادگاروں میں ملتي هیں جو کابل کے شمال سے مشرق کي جانب تمام اُس زمین میں جسمیں کابل کے دریا کي دهار یا ریتي هی اور پنجاب کے شمالي حصه کے ایدهر اودهر تک پهیلا هوا هی *

یهه یادگاریں بڑے بڑے ٹھوس کنبد اُس قسم کے هیں جو بدهه مذهب والوں کي پرستش گاهوں میں عموماً پائي جاتي هیں اور اُنمیں سے هر ایک میں کسي نه کسي بزرگ شخص کا کچهه نه کچهه تبرک هی ان کنبدوں میں بجز هر مویس کے سکوں کے اور کسي یوناني بادشاه کے سکے نهیں ملتے هیں مگر اور دور دراز ملکوں کے البته هیں اُنمیں سے سب سے قدیم دوسري ٹریمورٹ (یعني تین آدمیوں کي کونسل) کا سکه هی † یهه سکه سنه ۴۳ قبل مسیح میں جاري هوا هوگا مگر هندوستان کي سرحدوں تک یوناني سلطنت کي بربادي سے کچهه پهلے بآساني آگیا هوگا جسکي بربادي پر سبکا اتفاق هی که سنه مسیح کے شروع هونے کے قریب وه برباد هوچکی تهي *

ان واقعات سے ڈي گگنیز صاحب کے خیالوں کے جو اُنهوں نے چیني مورخوں کي کتابوں سے قایم کیئے هیں تائید هوتي هی وه خیال کرتے هیں که بیکٹریا میں سے یوناني قوموں کو تاتار کي سو قوم نے جو ٹرینزساکزیانه کے شمال سے آئے سنه ۱۲۶ قبل مسیح میں خارج کردیا اور هندوستان میں کي یوناني سلطنت کو قوم یوچي نے جو ایران سے آئے تهے سنه ۲۶ قبل مسیح علیه‌السلام میں ته و بالا کردیا اور یهه قوم دریاے اٹک کے پاس پاس دور تک پهیل گئے تهے ‡ *

---

† واضح هو که قدیم شاهنشاهي روم میں جسمیں اٹلي اور اِسپین اور فرانس اور انگلستان اور مصر اور شام اور ٹرکي شامل تهے جسکا دارالسلطنت اول میں شهر روم واقع ملک اٹلي تها اور بعد کو قسطنطنیه هوگیا جمهوري سلطنت تهي جبکه جولیس قیصر نے جو پریسیڈنٹ تها بادشاه خود مختار هونا چاها اور سلطنت شخصیه کودینے کا اراده کیا تو سنت یعني مجلس کے دونامي میمبروں کیٹس اور بروٹس نے بمشوره اوروں کے عین دربار میں اسکو قتل کیا تو اُسکا انتقام لینے کے واسطے اُسکے همشیره زاده اغسطس قیصر نے اپني دو نائیبوں اینٹوني اور آک‌ٹیبیئس سے سازش کي اور تینوں نے تمام سلطنت کو آپسمیں تقسیم کرلیا اور جولیس کے قاتلوں کو قتل کرڈالا ان تینوں کے متفق گروه کو ٹریمورٹ کهتے هیں انسے پهلے یعني اول ٹریمورٹ وه تهي جسمیں جولیس قیصر اور پوم پے اور کریسس تهی اغسطس قیصر کي ٹریمورٹ میں بهي آخرکار اتفاق نرها اغسطس قیصر نے اپنے اُن دونوں نائیبوں کو مغلوب کرکے سنه ۳۰ قبل مسیح میں سلطنت شخصیه اپني قایم کرلي (مترجم)

‡ ڈي گگنیز صاحب نے بیکٹریانه پر تاتاریوں کے قبضه هونے کا اسطرح بیان کیا هی که سو قوم فرغانه سے لجو دریاے جیکسرٹیز پر واقع هی آئی اور ایک ایسے تربیت یافته قوم کو جسکے سکه پر ایک جانب میں انسان کا چهره اور دوسري جانب پر دو سواروں کي تصویر تهي فتح کرلیا چنانچه یوکریٹائیڈس اول اور ثاني کے سکونمیں ایک طرف اُنکا چهره اور دوسرے طرف کیسٹر اور پالکس گهوڑوں پر سوار بنے هوئے تهے

قوم سوکا کوئي سکه نهیں ملا مگر قیاس چاهتا هی که قوم یوچي نے جو ایران سے آئي تهي پارتهیا والوں کي پیروي کي هو اور اپنے آپ سے پهلے گذرے هوئے یونانیوں کے سکوں کي نقل کي هو هندوستان کے ستهیا والوں کے طریق کو گو وہ کوئي کیوں نهوں هندوؤں کے بعض واجاؤں کے خاندان نے اختیار کیا تها کیونکه هندوؤں کے سکه ایسے پائے جاتے هیں جنکو هندوستان کے ستهیا والوں کے سکوں سے وهي مشابهت هی جو ستهیا والوں کے سکوں کو یونانیوں کے سکوں کے ساتهه هی *

همکو یهه خیال نهیں کرنا چاهیئے که بیکٹریا کي سلطنت میں ایسے لوگ کثرت سے تهے جو بطور ایک بڑي بستي بسانے والوں کے یونان سے آئے هوں جیسے که یونان سے جاکر ایشیا کے مغرب میں اور اٹلي کے جنوب میں آباد هوئے سکندر کي فوج میں پچهلے دنوں میں بهت سے وحشي قواعد جاننے والے اور نجاننے والے بهرتي تهے ان لوگوں نے یونان کے اصل دارالسلطنت کیطرف مراجعت کرنیکي خواهش نه کي هوگي بلکه اصل یونانیوں اور مقدونیه والوں نے جیسا که همکو معلوم هی اپنے وطن کو واپس چلنے کے واسطے اضطرار اور اصرار کیا هوگا *

اس سے یهه نتیجه نکل سکتا هی که جن لوگوں کو وہ چهوڑ گیا اُنمیں تهوڑے سے یوناني اور اهل مقدونیه هونگے اور سکندر نے اپنے اُن سپاهیوں کو جنکو ایران میں سکونت اختیار کرلے نے کے سبب سے عورتوں کي ضرورت هوئي ایراني بي‌بیاں کرلینے پر جو امادہ کیا تو اس سے ظاهر هوتا هی که بیکٹریا والوں کي دوسري نسل بجاے اصل یوناني هونے کے زیادہ تر ایراني هوگي اور جس زمانه میں سلیوکس کے خاندان کو بڑي عظمت اور ترقي حاصل هوئي اُسمیں اور بڑے حوصله والے اصل یوناني آئے هونگے مگر پارتهیا والوں کي سلطنت قایم هو جانے کے بعد بیکٹریا میں یونانیوں کي آمد و شد مسدود هوگئي هوگي بیکٹریا کي سلطنت کے پچهلے زمانه کا حال جو یوناني مورخوں نے کچهه بهي نهیں لکها اُسکا بڑا سبب یهي معلوم هوتا هی اخیر زمانه میں جو سکه کي هیئت خراب هوگئي اُسکے بگڑجانے اور اُنکي جنوبي سلطنت کے برباد هو جانے کے بعد اُنکا نام نشان باقي نرهنے کا باعث بهي یهي واقعات مذکورہ معلوم هوتے هیں *

پانچواں تتمه

هندوؤں کے انتظام محاصل کے بعض مقاموں کي شرح اس پانچویں تتمه میں هی

(۱) هزار هزار گانوں کے حاکموں کي علامتیں مختلف ملکوں میں پائي جاتي هیں جهاں خاص خاص خاندانوں کا خطاب هی اور کسیقدر مشاهرہ بهي اُنکو

ملتا هی مگر اُس عهدہ کے اختیار اب بہت کم اُنکو حاصل هیں یا بالکل حاصل نہیں هیں † *

اس تقسیم کے بعد جو دوسري تقسیم هی وہ اب بھي پرگنہ کے نام سے تمام هندوستان میں موجود هیں اکثر مقاموں میں جو افسر اُنکے هیں اُنکو اس علامت سے پہچانا جاتا هی کہ کسیقدر نذرانہ اُنکو ملتا هی یا کچھہ اراضي اُنکي جاگیر میں هوتي هی یا تمام اُن کاغذات کے محافظ هونے کے سبب سے جو اراضي سے متعلق هوتے هیں ممتاز هوتے هیں یہہ پر گنے آج کل سب برابر سو سو گانو کا مجموعہ نہیں هوتے گو اگلے زمانہ میں ایسے هي هوں مگر اکثر اسي تعداد کے قریب قریب اور شاذ و نادر بہت کم و بیش بھي هوتے هیں *

پرگنہ کے سردار کا کام خاص هندوؤں کے زمانہ میں بھي کار و بار فوجداري اور محاصل کا تحصیل کرنا هي تھا اس افسر کے ماتحت ایک محاسب یا محرر هوتا تھا ان دونوں کے عهدے موروثي هوتے تھے اب بھي گانوں میں افسر کي نسبت محرر کا کام بہت زیادہ موجود هی یعني جو کچھہ کار و بار محرر کیا کرتا تھا اُنمیں سے اب بھي بہت سے هوتے هیں ‡ *

پرگنہ کے بعد دوسرے درجہ کي قسمت دس دس یا بیس بیس گانوں کي منو کي تقسیم کے بموجب هوتي تھي § جو نام کو اب بھي باقي هی اور انتظام ان قسمتوں کي تقسیم کا مفرد گانوں پر هوتا هی || *

(ب) اس افسر کو دکھن اور هندوستان خاص کي وسط اور مغرب میں پاٹل اور بنگالہ میں مانڈل اور اکثر اور مقاموں میں خصوصاً جہاں موروثي گانوں کے زمیندار هیں مقدم کہتے هیں *

---

† ان کو خاص دکھن میں اور اور بھي جنوبي هندوستان میں جہاں اراضي کي تقسیم بالکل منو کے مجموعہ کے موافق هی سرریس مکھہ کہتے هیں اُنکے ضلعوں کو سرکار یا پرنت کہتے هیں اور یہہ ضلعے بدستور بنی رهتے هیں گو اُنپر وہ عهدہ اور عهدہدار کچھہ بھي نرهے اُنکے حساب کتاب کے کاغذات جو موروثي طریق پر چلے آتے هیں سرریس پانڈي مشہور هیں

‡ پرگنہ کا افسر دس مکھہ یا دسي کے نام سے اور محرر دس پانڈے کے نام سے دکھن میں مشہور تھے مگر شمالي هندوستان میں یہہ دونوں چودھري اور قانون گوئے کہلاتے هیں

§ ان قسمتوں کے نام نائکواڑي اور ترف وغیرہ هوتے تھے

|| ان قسمتوں اور افسروں کے حالات معلوم کرنے کے واسطے مالکوم صاحب کي تاریخ مالوہ کي جلد ۲ صفحہ ۳ اور اسٹرلنگ صاحب کا بیان اڑیسہ مندرجہ کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱۵ صفحہ ۲۲۶ اور دکھن اور دکھن کے ترب و جوار کے کمشنروں کي رپورٹ کے انتخاب کي جلد ۴ صفحہ ۱۶۱ کو دیکھو

(ج) محاسب کو خاص هندوستان میں پٹواري اور دکهن اور اور زیادہ جنوب میں کلکار نے اور کارنم اور گجرات میں تلاٹي کہتے هیں *

(د) اسکو هندوستان خاص میں پاسبان اور گورایت اور پیک اور درراها وغیرہ اور دکهن میں مهار اور دکهن سے بهي آگے جنوب میں تلاري اور گجرات میں پاگي کہتے هیں *

(ھ) تمام بنگاله احاطه میں بجز خاص بنگاله اور شاید روهیلکهنڈ کے اس فریق کو گانوں کا زمیندار تسلیم کیا جاتا هی † کسیقدر راجپوتانه کے ایک حصه میں بهي یهه لوگ موجود هیں اور شاید تهوڑي مدت پهلے تمام راجپوتانه میں تهے ‡ گجرات میں بهت کثرت سے هیں اور مرهٹوں کے ملک میں نصف سے زیادہ یهي کاشتکار هیں اور ملک تامول کے کاشتکاروں کا بهي بهت بڑا حصه یهي لوگ هیں اس سے یهه سمجهنا معقول هی که جن ملکوں میں وہ اب بهي موجود هیں کسي زمانه میں بالکل وهي هونگے اور جهاں اُنکا کچهه نام نشان نهیں ملتا وهاں بهي شاید هوں نربدا کے جنوب کے ملک میں بجز اُن حصوں کے جنکا ذکر هوا وہ بالکل معدوم هوگئے هیں اور تمام مندراس احاطه میں۔ خاص مندراس کے شمال اور حیدرآباد دکهن اور ناگپور کے بڑے حصے اور خاندیس کے بڑے حصه اور مرهٹوں کے ملک کے مشرق میں کوئي گروہ ان لوگوں سے ملتا جلتا نهیں هی اس خطه میں تلنگانه اور اوڑیسه اور کنارا کي پوراني قسمتوں کا بڑا حصه شامل هی لیکن یهه حصه اُنکي سرحدوں سے اسقدر مطابق نهیں جس سے گانوں کے زمینداروں کے وهاں نهونے کي وجهه اُن قسمتوں کي کسي خصوصیت کو سمجها جاوے اگرچه مالوہ اُن ملکوں سے متصل هی جنمیں یهه لوگ کثرت سے هیں مگر مالوہ میں انمیں سے کوئي شخص نهیں معلوم هوتا هی چنانچه سر مالکوم صاحب نے اپني تاریخ وسط هند میں ان لوگوں کا کچهه تذکرہ نهیں کیا هی *

(و) خاص هندوستان میں ان لوگوں کو علی‌العموم زمیندار یا پسوہ‌دار اور صوبه بهار میں مالک گجرات میں پاٹل اور دکهن اور جنوب میں میراثي یا میراث‌دار کہتے هیں *

موجودہ کاشتکاروں کا حق زمینداري بذریعه ارث یا بیع یا هبه کے بلا حجت تسلیم کیا جاتا هی § جسقدر حق زمینداروں کا اس تاریخ میں بیان هوا هی اُسپر

---

† سر اے کالبروک صاحب کي راے جو دکهن کے قرب و جوار کے کمشنروں کي رپوٹوں کے انتخاب کي جلد ۳ صفحه ۱۶۵ میں مندرج هی

‡ کرنل ٹاڈ صاحب کي تاریخ راجستان جلد ۱ صفحه ۴۹۵ اور جلد ۲ صفحه ۵۴۰

§ دکهن کے قرب و جوار کے کمشنروں کي رپوٹوں کے انتخاب کي جلد ۸ صفحه ۴۰۳

بنگالہ کي گورنمنٹ کي اُن چھپي هوئي تحريروں پر جو اضلاع مغربي سے متعلق هيں بار بار اشارہ کيا گيا هی اگرچہ سر متکاف صاحب اس راے پر اعتراض کرتے هيں کہ هندوستان ميں حق زميندارى ايسا هي مطلق اور کامل هی جيسا کہ انگلستان ميں هی ليکن هندوستان کے حقداروں کي نسبت اُنکو کچھہ شبہہ نهيں چنانچہ اُنکا قول يہہ هی کہ جو لوگ گانوں کے زميندار يا بسوادار هيں حقيقت ميں وهي حق زميندارى رکھتے هيں اور اور لوگوں کے دعوي مشتبہہ هيں † مندراس احاطہ کے زمينداروں کا حال معلوم کرنے کے ليئے بورڈآف رونيو ‡ کي روئداد اور ايلس صاحب کي تحرير § کو ديکھو اگرچہ سر منرو صاحب || ميراث رکھنے والوں کے حقوق کو بہت مبالغہ يافتہ اور اُنکي جاگير کو کمقدر سمجھتے هيں مگر اُسکو بيع کي قابل ٹھراتے هيں * مرهٹوں کے ملک کي حق زميندارى کي نسبت چيپلن صاحب اور کلکٹروں کي رپوٹوں کو ديکھو ⸸ کپتان رابرٹسن صاحب کلکٹر بيع کے معاملوں ميں سے ايک گانوں والے کا معاملہ بيان کرتے هيں کہ اُسنے اپنا حق موروثي خود پيشوا کے هاتھہ بيع کيا اور ايک اور معاملہ کا بهي حال بيان کيا هی جو گانوں والوں نے ايک معدوم خاندان کي اراضي کو کچھہ تھوڑا سا روپيہ ليکر اِس اقرار کے ساتھہ اُسي واجہ کو ديديا کہ اُسکے اصل مالک خاندان ميں سے کوئي شخص دعويدار نهوويگا مرهٹوں کے ملک کے تمام مختلف پٹوں اور ٹھيکوں اور گانوں کے افسروں کا بيان معہ مثالوں اور ثبوتوں کے کرنل سائيکس صاحب نے روزنامچہ رائل ايشيا ٹک سوسئيٹي ميں درج کرايا هی †† *

ميراث کے جو همنے معني ليئے هيں اُنکو اُن زمينوں سے جو لوگوں کے قبضہ ميں اور پٹوں وغيرہ کے ذريعہ سے هوتے هيں متعلق نہ سمجھہ لينے کے ليئے امتياز اور احتياط کرني ضرور هی کيونکہ ميراث کے معني موروثي ملکيت کے هيں اِسليئے اِس لفظ کا استعمال اُن تمام حقوق پر هوتا هی جو موروثي ملکيت ميں داخل هيں *

(ز) فورٹس کيو صاحب کي رپوٹيں مشمولہ انتخاب رپورٹ هاے کلکٹران دکهن جلد ۳ صفحہ ۴۰۳ و ۴۰۵ و ۴۰۸ اور کپتان رابرٹسن صاحب کي رپوٹ مندرجہ

---

† سر متکاف صاحب کي راے مندرجہ رپورٹ سليکٹ کميٹي اگست سنہ ۱۸۳۲ع جلد ۳ صفحہ ۳۳۵

‡ رپورٹ سليکٹ کميٹي پارليمنٹ کے دربار عام کي مشتہرہ سنہ ۱۸۳۲ ع جلد ۳ صفحہ ۳۹۲

§ ايضا صفحہ ۳۸۲

|| منرو صاحب کي راے مورخہ ۳۱ دسمبر سنہ ۱۸۲۴ ع

* رپورٹ سليکٹ کميٹي پارليمنٹ کے دربار عام کي مشتہرہ سنہ ۱۸۳۲ ع صفحہ ۴۵۷ .

⸸ کلکٹروں کي رپوٹوں کا انتخاب جلد ۴ صفحہ ۴۷۴

†† روزنامچہ رائل ايشيا ٹک سوسئيٹي جلد ۲ صفحہ ۲۰۵ اور جلد ۳ صفحہ ۳۵۰

انتخاب ایضا جلد ۴ صفحه ۱۵۳ اور مندراس کے بورڈ آف ریوینیو کي راے مندرجه رپورٹ سلیکٹ کمیٹي هوس آف کامنز مطبوعه سنه ۱۸۳۲ ع جلد ۳ صفحه ۳۹۳ اور بمبئي کے گورنر کي راے مندرجه ایضا جلد ۳ صفحه ۶۳۷

(ح) جیسا که دیهات کے انتظام میں پہلے ذکر هوچکا هی زمینداروں کے خاندان پر اراضي تقسیم هوتي هی اور بڑے خاندان کي شاخوں پر اُس خاندان کے حصه کو تقسیم کیا جاتا هی اور اُن شاخوں میں بھي هندوؤں کے روثه تقسیم کرنے کے قاعده پر اور بھي تقسیم در تقسیم هوجاتي هی † گانوں کي زمین اور گانوں والوں کے منافعوں کي تقسیم در تقسیم ویسي هي هوتي هی جیسے خاندانوں کي تقسیم در تقسیم هوتي چلي جاتي هی لیکن اکثر حصوں کے چھوٹے چھوٹے ٹکرے کرکے خاندانوں کي شاخوں کو کئي کئي ٹکڑے اِس مناسبت سے دیئے جاتے هیں که اُس شاخ کي هر شخص کے پاس اُسکا حق پهونچ جاوے ‡ *

سرکاري محاصل کي تقسیم بھي ٹھیک اِسيطرح پر کیجاتي هی جس سے هر خاندان کي هر شاخ بلکه هر شخص واقف هوجاتا هی اور سمجھه لیتا هی که میرے ذمه اِسقدر محصول ادا کرنا هی اِسلیئے هر شخص اپني کاشتکاري کا کار و بار اور روپیه پیسے کا انتظام بطور خود جداگانه کرسکتا هی چنانچه اکثر ایسا هي هوتا هی *

مثلاً مرهٹوں کے ملک میں اگرچه ایسے حصے هوتے هیں که اُنکے قابض بحیثیت مجموعي محاصل سرکاري کے ذمه دار هوتے هیں مگر اُنپر چودهري نهیں هوتے هر شخص اپنا اپنا کار و بار خود کرتا هی اور باقي اور سب کام گانوں کا چودهري کرلیتا هی *

---

† ایک گانوں کے موروثي حصوں کي تشریح یهه فرض کرنے سے هوسکتي هی که اُس گانوں کے اصل مالک نے اپني وفات کے بعد چار بیٹے چھوڑے اب گانوں کے چار حصه برابر هوجاوینگے اور اِن چاروں کے مرنیکے بعد بھي هرایک کے چار چار بیٹے رهے تو یهه سب اپنے اپنے باپ کے حصے کي ایک ایک چوتهائي کے وارث هونگے اِس سے هر اول حصه کے چار چار حصه هوجاوینگے اور اِسیطرح حصوں کے حصے هوتے چلے جاوینگے دهلي کے گرد نواح میں اول تقسیم کے حصه کو پين کهتے هیں مگر علی‌العموم پٹي مشهور هی اور اُس پٹي کے حصوں کو تهوک کهتے هیں اور تهوک کے جز بہت هوتے هیں اور اور بھي بہت سے نام هوتے هیں اور اکثر مقاموں میں اِنکے استعمال میں بھي فرق هوتا هی یعني کهیں اول تقسیم کے حصوں کو تهوک اور تهوک کے حصوں کو پٹي کهتے هیں اور گجرات میں بڑے حصوں کو باغ اور اُنکے حصوں کو پٹي کهتے هیں ایک اور تقسیم در تقسیم اِس سے زیاده وهاں رایج هی جو آنوں میں اور اُنکي تقسیم چانولوں میں هوتي هی دکهن میں اول هي درجه کے حصه هوتے هیں اور اُنکو جاتا کهتے هیں اُنکے حصوں کے اور نام نهیں هوتے

‡ ایڈورڈ کالبروک صاحب کے نقشه مندرجه انتخاب رپورٹ کمشنران دکهن جلد ۳ صفحه ۱۶۶ کو دیکهو

جو تبدیلیاں هندوستان کے اور حصوں میں هوئیں هیں اور اُنمیں هندوؤں کے طریق سے اِنحراف کیا گیا هی اُنسے همکو کچهه غرض نہیں هی *

(ط) محاصل سرکاري کے اصل ادا کرنے والے اور اُس شخص کے درمیان میں جو صرف لگان ادا کرنے والے کے نام کي عزت رکهتا هی گانوں کے لوگوں کے جو حقوق هوتے هیں وہ یہہ هیں زمینداروں کا یہہ حق هوتا هی کہ کهیت کي پیداوار کو گورنمنت کے ساتهہ تقسیم کرنے سے پہلے کسیقدر اپنا حصہ نکال لیں اور سوا اُنکے جو اور کسي غیر نے بویا جوتا هو تو اُسمیں سے وہ سب سے پہلے کسیقدر اپنا نذرانہ وصول کرلیں اِس حصہ کو ملک تامول میں تندوارم یا سوامي بهوگم کہتے هیں اور خاص هندوستان میں حق مالکانہ اور رسوم زمینداري کہتے هیں اِس ملک میں یہہ حق زمینداروں کا بطور دهک یعني فیصدي دس روپیہ کے حساب سے یکمشت ملتا هی پهر کوئي کوڑي کسي طور پر نہیں ملتي لیکن اِس حق مالکانہ کے وصول هونے سے زمیندار کي اراضي کي لگان میں جہاں کہیں اُسکا ملنا ممکن هو کچهه هرج نہیں هوتا اور بعض مقاموں میں † وہ ایسے لوگوں سے بهي حق مالکانہ وصول کرتے هیں جو کهیتي نہیں کرتے کیونکہ جس حالت میں وہ گانوں کي کل اراضي کے مالک هوتے هیں تو اُنکو اختیار هوتا هی کہ وہ حق مالکانہ میں نقد روپیہ وصول کریں یا کسي سے خدمت لیویں *

جہاں کہیں گورنمنت کے اوکهاڑ پچهاڑ سے اُنکے بعضے حقوق جاتے رهتے هیں وهاں بهي صرف زر محاصل جمع کرکے سرکار میں دینے کے سبب سے اُنکي عزت هوتي هی اور بعضي صورتوں میں اراضي کا لگان کاشتکاروں سے کم و بیش کرنے کا هي اختیار اُنکو حاصل هوتا هی اور بعض موقعوں پر نذرانہ بهي اُنکو معاف کردیا جاتا هی ‡ اور جہاں کہیں وہ نذرانہ بہت کم هوتا هی تو اُنکو ایسے محصول وغیرہ سے بري رکها جاتا هی جو اور تمام گانوں والوں کو ادا کرنا پڑتا هی گانوں کے زمینداروں کے اِن حقوق کو مقدم اور اور گانوں کے افسروں کے حقوق سے جو وہ گانوں کي بعض خدمتوں کي عوض میں رکهتےهیں خلط ملط نکرنا چاهیئے اگرچہ ایک هي شخص دونوں طرح کے حق رکهتا هو مگر اُنکي اصلیت جدا هی چنانچہ ایک تو حق مالکانہ هی جو زمین

---

† ملک گجرات اور هندوستان میں اور بزلیہہ گانوں کا حال لکها هوا کاونتش صاحب مندرجہ رپورٹ سلیکت کمیٹي مطبوعہ سنہ ۱۸۳۲ ع جلد ۳ صفحہ ۲۳۶ بهي دیکهو

‡ تامول اور هندوستان میں جب کہ دهک سے کچهہ زیادہ نہو تو معاف کردیا جاتا هی دیکهو رپورٹ سلیکت کمیٹي هوس آف کامنز مطبوعہ سنہ ۱۸۳۲ ع جلد ۳ صفحہ ۲۳۷

سے تعلق رکھنے کے سبب سے هوتا هی اور دوسرا صرف خدمت کا معاوضه هوتا هی جو ایک شخص سے دوسرے پر خدمت لینے والے کي خوشي کے موافق منتقل هوسکتا هی *

(ي) عربي لفظ رعیت کے معني فرمانبردار کے اور اُسکا استعمال اهل اسلام کے تمام ملکوں میں انهیں معنوں میں هوتا هی مگر اُن میں سے بعض ملکوں میں اُسکا استعمال زیادہ محدود معنوں میں هوتا هی هندوستان میں اُسکے اصطلاحي معني ایک تو اُس شخص پر جو سرکاري محاصل ادا کرتا هی دوسرے عام کاشتکار پر تیسرے اُس خاص کاشتکار پر جسکا اِسي تاریخ میں بیان هوا هی صادق آتے هیں رعایا کو اُن لوگوں کي آسامي کها جاتا هیٰ جنکي اراضي پر وہ کاشت کرتے هیں *

(ک) اِس گروہ کو اُس ضلع میں جو بنگالہ کے نیچے هی خود کاشت رعیت کهتے هیں اور خود کے معني اپنے کے هیں اور کاشت کے معني کهیتي کرنا هی اِسلیئے اُنکے اِس لقب کو اُنکے زمین کے مالک هونے کي دلیل سمجها گیا هی مگر راجہ رام موهن راے جنکا کلام نهایت مستند هی اپنے خاص گانوں کي زمین جوتنے والے کے معني اِس لفظ کے لیتے هیں † اور یهہ معني اس وجهہ سے صحیح معلوم هوتے هیں کہ اِس لفظ کو همیشہ بمقابلہ پائي کاشت کهیتي کرنے والوں کے جو اپنے گانوں سے دوسرے قریب گانوں میں هر روز بونے جوتنے کو جاتے هیں بولا جاتا هی *

(ل) ملک تامول اور گجرات میں اِن لوگوں کے حقوق نهایت اچهي طرح قایم هیں *

ملک تامول میں اُنکو اِس شرط کے ساتهہ قبضہ کا موروثي حق هوتا هی نہ گورنمنت کا مطالبہ اور گانوں کے زمیندار کے معمولي رسوم کو جو بعض اوقات نهایت خفیف هوتے هیں برابر ادا کرتا هی اگرچہ اِس کاشتکار کے حقوق بهي ایسے هي اچهے اور قدر و منزلت والے هوتے هیں جیسے کہ زمیندار کے هوتے هیں مگر وہ اُنکو بیع یا رهن یا هبہ نهیں کرسکتا ‡ گجرات میں اُنکا قبضہ بجز اِس اختلاف کے کہ اُنکے اول هي کان کهول دیئے جاتے هیں کہ جسقدر سرکار اپنا محاصل بڑهاویگي اُسیقدر تم پر لگان زیادہ کیا جاویگا ویسا هي هوتا هی جیسا ملک تامول میں هوتا هی گو یهہ شرط چهپي هوئي هے رپوٹوں مین مندرج نهیں هی مگر کاشتکاروں کے دلوں میں اچهي طرح گهر کیئے هوئے هی البتہ هندوستان خاص میں لوگوں کي یهہ راے معلوم هوتي هی کہ موروثي کاشتکار موروثي قبضہ کے مستحق هیں اور اُنپر لگان بہ نسبت اُس

† رپورٹ سلیکٹ کمیٹي هوس آف کامنز ۱۱ اکتوبر سنہ ۱۸۳۱ ع صفحہ ۷۱۲

‡ اپلس صاحب کي راے مندرجہ رپورٹ سلیکٹ کمیٹي هوس آف کامنز ۱۰ اگست سنہ ۱۸۳۲ ع جلد ۳ صفحہ ۳۷۷ اور بورڈ آف ریونیو کي راے مورخہ ۲۵ فروري سنہ ۱۸۱۸ع صفحہ ۴۲۱

معمولي لگان کے جو پاس پڑوس میں لگایا جاتا هو زیادہ نہ لگایا جاوے مگر خلاصہ مفصلہ ذیل سے ظاهر هوگا کہ یہہ حق اُنکا کیسا ناقص سمجھا جاتا هی *

سنہ ۱۸۱۸ع میں بنگالہ کي گورنمنٹ نے اپنے اُن اضلاع کے کلکٹروں کے نام جہاں بندوبست استمراري نہ تھا حکم جاري کیا کہ موروثي کاشتکاروں کا حال مفصل لکھو چنانچہ چودہ کلکٹروں میں سے گیارہ کلکٹروں نے یہہ راے دي کہ زمیندار کو اختیار هی کہ جب چاهے اپني اراضي کا لگان بڑھاوے اور اور کسي سے اگر بهتر شرطیں ٹھہر جاویں تو اُس کاشتکار کو بیدخل کردے اور اٹاوہ اور سہارنپور کے دو کلکٹروں کي راے یہہ هوئي کہ جب تک گورنمنٹ کا مطالبہ زیادہ نہو کاشتکار پر لگان بڑھاني نہیں چاهیئے صرف بندیلکھنڈ کے کلکٹر نے یہہ راے لکھي هی کہ خود کاشت رعیت کا حق ایسا هي معقول هی جیسا کہ زمیندار کا بورڈ آف ریوینیو نے ان رپوٹوں کو گورنمنٹ بنگالہ کي خدمت میں بهیجتے وقت اپني یہہ راے ظاهر کي کہ زمیندار خیال کرتے هیں کہ کاشتکار کو اپني زمین پر سے بیدخل کرنے کا همکو اختیار هی مگر کاشتکاروں کي قلت کے سبب سے اکثر یہہ بات وقوع میں نہیں آتي *

گورنمنٹ بنگالہ نے ان رایوں پر اطمینان نکرکے اور حالات طلب کیئے اگرچہ اُن حالات سے اس معاملہ میں بہت کچھہ معلومات اور آگاهي هوئي مگر مذکورہ بالا نتیجہ میں کوئي بڑي تبدیلي نہیں هوئي *

فورٹس کیو صاحب نے دهلي کي رپورٹ میں جہاں کاشتکار موروثي کے حقوق سواے بند یلکھنڈ کے تمام بنگالہ کي نسبت اچھي طرح قایم اور بحال هیں بیان کیا هی کہ قدیم اور موروثي کاشتکار جب تک اپنے ذمہ کا محاصل سرکاري ادا کرتا رهے اراضي پر سے بیدخل نہیں هوسکتا *

مختلف کلکٹریوں کے دیہات کي مفصل رپوٹوں سے بهي جنکا انتخاب هالٹ مکنزي صاحب † نے کیا هی یہہ ثابت نہیں هوتا کہ زمیندار کو لگان بڑھانے کا اختیار نہیں هی کالبروک صاحب اپنے حسب ضابطہ لکھي هوئي ایک راے میں جو سنہ ۱۸۱۲ع میں ‡ اُنہوں نے لکھي هی بیان کرتے هیں کہ ایک بڑے واقف کار سرکاري افسر نے بہت روزوں تک نہایت محنت و مشقت سے تحقیقات کرنے کے بعد بهي کوئي قاعدہ لگان قایم کرنے کا نہیں پایا اور اکثر اور مقدموں میں عدالت کي روئداد کا نتیجہ زمیندار اور رعیت کے تعلق کي نسبت جیسا تھا ویساهي رها *

چیف کورٹ کے جج راس صاحب بهي اپني ایک راے مورخہ ۲۲ مارچ سنہ ۱۸۲۷ع § میں بیان کرتے هیں کہ اوپر کے اضلاع میں کاشتکاروں نے خواہ وہ موروثي

---

† رپورٹ سلیکٹ کمیٹي هوس آف کامنز سنہ ۱۸۳۲ع جلد ۳ صفحہ ۲۲۳
‡ دیکھو جلد ایک صفحہ ۲۶۲ کو
§ تتمہ رپورٹ سنہ ۱۸۳۲ع صفحہ ۱۲۵

هوں خواہ غیر موروثي کبھي معین لگان ادا کرنے کا دعوی نہیں کیا اور صاحب موصوف سوال کرتے هیں که کس زمانه میں ایک معین شرح جاري تهي کیا اُس سے یہه فرض تهي که وہ همیشه یکساں رهے گو زمین کي بار آوري میں کمي بیشي کیسي هي کچهه کیوں نهو اور آخر میں وہ یہه کہتے هیں که ملکي رواج ایسے حق کے همیشه برخلاف رها هی یہه بات مشہور هی که سب زمینداروں کا همیشه یہه طریقه رها هی که اپني رعیت کو جہانتک که اُنمیں سکت دیکهي هی اُنکو نوچا کهسوٹا هی *

(م) یہه لوگ هندوستان میں پائي کاشت اور گجرات میں گنوتي اور موهٹوں کے ملک میں اوپري اور مندراس کے گرد نواح میں پائیکاري اور پراکودي مشہور هیں *

(ن) اِن کاشتکاروں کو هندوستان میں اشراف اور دکهن میں پانڈر پیشه کہتے هیں *

(س) تمام موروثي کاشتکاروں پر رسم و رواج کے موافق ایک قید لگي هوتي هی جسکے سبب سے وہ گانوں میں کي ایسي زمین پر کاشت نہیں کرسکتے جو اُس زمیندار کي نهو جسکي زمین میں رهتے هوں اور اُسکے کسیقدر حصه زمین کا لگان ادا کرتے هوں لیکن صرف موروثي کاشتکار هي نہیں بلکه خود زمیندار بهي کسي دوسرے گانوں کي زمین میں بطور غیر موروثي کاشتکاروں کے کهیتي کرتے هیں هندوستان کے بعضے حصوں میں ایسے موروثي کاشتکاروں پر جو کسي دوسرے گانوں کي ایسي زمین میں کهیتي کرنے لگتے هیں جسپر کچهه سرکاري محاصل نہیں هوتا گورنمنٹ کسیقدر محصول لگا دیتي هی اور بعض حصوں میں اُنکو سرکاري عہدہدار سرکاري جمع بندي ادا کرنے کا گو وہ کیسے هي کیوں نهو پابند رکهتا هی مگر اِس بات کو جبر و تعدي سمجها جاتا هی *

(ع) یہه طریقه ملک کچهه کي چهوٹي سي سلطنت کي مثال سے ثابت هوسکتا هی اِس ملک میں جو سلطنت حال میں قایم هوئي هی اُسنے اِس طریقه کو بجنسه قایم رکها هی اُسمیں کسیطرح کي تبدیلي نہیں هوئي هی اِس سلطنت کا تمام محاصل پچاس لاکهه کوڑیاں هیں (کوڑي کچهه کے سکه کا نام هی) جو قریب سوله لاکهه روپیه کے هوئیں انمیں سے تیس لاکهه سے کچهه کم کوڑیاں راؤ جي کي هوتي هیں اور جسقدر باقي ملک سے باقي بیس لاکهه کوڑیاں وصول هوتي هیں وہ راؤ جي کے خاندان کے مختلف شاخوں کي جاگیروں میں هی چنانچه اِنمیں سے هر ایسي شاخ کو جو راؤ جي کي خاص اولاد میں سے هوتي هی راؤ جي کے وفات پانے پر کسیقدر جاگیر ملتي هی *

اِن سرداروں کا خاندان تاتا واقع ملک سندہ میں قایم هوا جنکا مورث اعلی

هرمیرجي تها جسکے بیٹے راو کهنگر نے سنه ۱۵۵۰ ع میں کچهه کي سلطنت حاصل کي *

اِن سرداروں کي تعداد قریب دو سو کے هی اور اُنکي قوم کے آدمي جو کچهه میں موجود هیں قریب دس بارہ هزار کے هیں یهه قوم راجپوتوں کي ایک شاخ هی اور جهیرجا مشهور هی *

راؤ جي کي حکومت صرف اپنے مقبوضه ملک پر هوتي هی باقي هر سردار اپني جاگیر میں هر طرح کا اختیار رکهتا هی اُسمیں راؤ جي کو مداخلت نهیں هوتي راؤ جي اُن سب سرداروں کو کسي لڑائي کے وقت طلب کرلیتے هیں اور جب تک وہ اُنکے لشکر میں رهتے هیں بطور ایک معین تنخواہ کے کسیقدر هر ایک کو راؤ جي دیتے هیں *

راؤ عام امن و امان کا محافظ هوتا هی اسلیئے عام چوروں اور دشمنوں کو سزا دیتا هی اور دنگه فسادوں اور خانه جنگیوں کا روکنا اور سرداروں کے قصے تضاے طے کرنا اُسیکا کام هی یهه حق اگرچه همیشه راؤ کو حاصل هی لیکن بلا حجت تسلیم نهیں کیا جاتا هی هر سردار بهي راؤ کي طرح اپنے اپنے خاندان کي شاخیں رکهتا هی اور اُسکي جاگیر بهي اُسیطرح تقسیم هو جاتي هی *

اور اُسکا سارا خاندان اُس سردار کا اُسیطرح متوسل هوتا هی جسطرح وہ راؤ کا متوسل هوتا هی ان رشتهداروں سے هر سردار کا ایک جتها بنا هوا هوتا هی اور ان سرداروں سے راؤ کا ایک جتها قایم هوتا هی † *

یهي طریقه کچهه کچهه تبدیلیوں کے ساتهه تمام راجپوتانه میں جاري هی *

راجا کے متوسل سرداروں کي جاگیر میں جسقدر ضلعے ایک زمانه میں میواڑ کے ملک میں تهے جو راجپوتانه کا اول درجه کا ملک هی وہ کل ملک کي تین جو تهائي تهے ‡ اور زمانه حال کے ایک راجه نے نا عاقبت اندیشي سے اس جاگیر کو اور بهي زیادہ کردیا تها *

(ف) اس امر سے خود سري کا کسیقدر انسداد هوا هوگا که دو سو برس سے اب تک تمام سرداروں کم سے کم میواڑ کے سرداروں کا معمول تها که وہ اپني جاگیروں کا آپسمیں مبادله کیا کرتے تهے متوسلوں کے بهم پهونچانے اور مستحکم قلعه وغیرہ بنانے سے جو قوت اُنکو حاصل هوسکتي تهي اُس سے اس طریقه کے سبب سے محروم رهے هونگے § *

معلوم هوتا هی که ان تعلقه دارونکے روز بروز زیادہ هوجانے سے گورنمنٹ کو یهه ضرورت پیش آئي هوگي که باقي مانده ملک مقبوضه گورنمنٹ میں سے اب اور

† بمبئي کے گورنر کي راے حالات ملک کچهه پر مورخه ۲۶ جنوري سنه ۱۸۲۱ع
‡ کرنل ٹاڈ صاحب کي تاریخ راجستان جلد ۱ صفحه ۱۲۱
§ ایضا جلد ایک صفحه ۱۶۴ اور ۱۶۵ صفحه کا حاشیه

کثرِ بیونت نهونے پارے ماروار کے نتیج سے چند نسلوں کے گذرنے پر آپسمیں تقسیم هونے کے لیئے اسقدر تهوڑی اراضی رهگئی که راجه کے کئی بیٹے اپنا گذارا کرنے کے لیئے غیر ملکی نتوحات پر امادہ هونے کو مجبور هوئے || اور میواڑ میں سے قدیم راجاؤں کی کسیقدر اولاد کو حال کے راجاؤں کی اولاد نے غالب آکر خارج کردیا *

مفصلۂ ذیل بیان دونوں قسم کی جنگی جاگیروں سے متعلق هی *

جنگی خدمتوں کے معارضه کی جو جاگیریں لوگوں کے پاس هوتے هیں وہ بعد اصل جاگیردار کے جب اُسکے حقیقی وارث کے ورثه میں آتی هی تو اُسکو سرکار میں کسیقدر نذرانه دینا پڑتا هی اور اگر وارث حقیقی نهو اور متبنی هو تو اور بهی زیادہ نذرانه سرکار میں داخل کرنا پڑتا هی اور یهه نذرانه توریث کے ساتهه جاری رهتا هی اور ان جاگیرداروں سے بهی کبهی کبهی استعانت لیجاتی هی اور یهه جاگیریں جس مدت کے واسطے عطا کیجاتی هیں اُس مدت سے زیادہ زمانه کے لیئے نه بیع هوسکتی هیں نه رهن هوسکتی هیں اور سرکار سے ملی هوئی جاگیروں میں سے کسیقدر کسی اپنے متوسل کو بخشنے کا بجز راجپوتوں کے اور قوموں میں عام رواج نهیں *

ان جاگیروں کے عطا کرنے کی اصل تجویز میں خدمت کی کوئی حد معین نهیں تهی اور نه خدمت کی عوض میں کچهه اور ملتا تها *

مرهٹوں میں خدمت کے عوض میں بلکه ایسے وقت میں جبکه لوگ طلب کرنے کے بعد پہلو تهی کرتے تهے نقد روپیه تنخواہ کے طور پر اُن کو دینا قبول کرکے بولایا جاتا تها اور راجپوتوں میں ایسے موقعوں پر جان چورانے سے راجه کا جسقدر جی چاهے اُنسے تاوان لینے کا دستور تها *

|| کرنل ٹاڈ صاحب کی تاریخ راجستان جلد ۲ صفحه ۲۰

مسلمانوں کي تاریخ

پانچواں حصہ

هندوستان میں عرب والوں کي فتوحات سے مسلمانوں کي حکومت کے قیام تک

پہلا باب

اهل عرب کي فتوحات کے بیان میں

اِسلام کي ترقي کا بیان

جن وحشي لوگوں نے که هندوستان کي سرحد سے حملے کیئے اُنکا اَثر اب تک هندوستان میں کچهه ظاهر نہیں هوا تها اور اگر کاش ایسے لوگوں کے مزاجوں میں جو هندوؤں کي مانند ابتک اور قوموں سے الگ تهلگ پڑے تهے ایک نئي طرح کا شعلہ نہ بهڑکتا تو شاید هندو لوگ ایک مدت تک اوپري لوگوں کے گهسنے سے بے کهٹکے رهتے *

عرب کے لوگ اپني مفلسي کے باعث سے اور لوگوں کے حملوں سے محفوظ تهے اور یهي باعث تها که وہ لوگ آپس میں متفق هوکر ایسي جد و جهد اور دلاوري و بهادري پر کمر نه باندهتے تهے که اُسکي بدولت بیگانه ملکوں پر لشکر کشي کریں *

ملک عرب کي یهه صورت تهي که پہاڑوں اور ریتے کي کثرت سے سمندر کے کناروں یا جزیروں کي مانند اُسمیں کوئي کوئي ٹکڑا زمین کا زراعت اور آبادي کے قابل تها *

لوٹنے والے بھیڑ بکري کے چرانے والے جابجا جنگلوں میں پھیلے ہوئے تھے اور جہاں کہیں کوئي کنواں پاتے تھے اور اُسکے کھاري پاني سے پیاس اپني بجھاتے تھے وہیں کچھہ قیام اور مقام کرنے کي ٹھرا تے تھے اور ایسے ایسے کڑے میدانوں میں اونٹوں پر سفر کرتے تھے که وهاں کوئي اور جانور پاني چارے کے نه ملنے سے جیتا نہیں رہ سکتا *

اگرچه جو لوگ آبادیوں میں رهتے سهتے تھے وہ کسیقدر شایسته بایسته تھے مگر اوقات بسري اور اسباب معیشت کي حیثیت سے اُنھیں جنگلیونکي مانند و موافق تھے اور وہ لوگ ایسے خود مختار اور جدے جدے گروہ تھے که اُنکے آپسمیں آنے جانے اور ملنے جلنے کے لیئے سبک رو گھوڑوں کے علاوہ اور قافلونکے ساتھہ کڑے کڑے رستونمیں چلنے کے سوا کوئي ذریعه وسیله نتھا *

هر قوم کا سردار اپنے ذاتي رعب داب کے سوا کوئي لاؤ لشکر نرکھتا تھا اور اجرااور تعمیل اُسکے حکموں کي اُسکے ماتحت سرداروں کے ذریعه سے هوتي تھي جو اپنے اپنے گروهوں پر اپني اپني خانداني لاگ ڈانٹ سے اختیار و حکومت رکھتے تھے *

تمام حکومت کا کار و بار وعظ و نصیحت سے چلتا تھا اور کسي شخص کي خود مختاري اور سرداري سے جب تک مزاحمت نهوتي تھي که اُس سے عام امن و آسایش کو ضرر نه پهونچے *

بنظر حالات مذکورہ بالا کے یهه امر واضح هي که ایسے ملک کے رهنے والے نہایت جفا کش اور محنت کش هونگے اور یهه بھي ضرور هي که وہ لوگ اپنے قومي قصے قضایوں کے باعث سے بڑے بڑے خطروں اور اندیشوں سے بخوبي آگاہ هونگے اور اُنکي طبیعتوں میں قدرتي ولولوں اور ذاتي خیالوں کے سبب سے تمام اوصاف اُنکے بخوبي ظاهر هوئے *

جفا کشي اور پرهیزگاري اُنکي خصوص اُنکے جوڑ بندوں کي خوبي اور رگ ریشوں کي سختي سے واضح هوتي هي اور نظر کي تیزي اور مزاج کے استقلال اور چال چلن کي خوبي سے وہ متانت ظاهر هوتي هي که اسکي بدولت وہ تمام ایشیا والوں سے ممتاز هیں *

غرضکه وہ ایسي قوم تھي جسمیں سے وہ پیغمبر ... پیدا ہوئے جنکے مسائل کا دخل اور اثر ایک مدت سے نہایت قوت کے ساتھہ تمام اِنسانوں کے ایک بہت بڑے حصہ کي طبیعتوں پر موجود هی *

اگرچہ محمد قوم قریش کے ایک اعلیٰ خاندان میں پیدا ہوئے مگر معلوم هوتا هی کہ وہ اپني جواني کے زمانہ میں مفلس تھے اور یہہ بھي کہا گیا هی کہ وہ اپنے چچا کے قافلہ تجارت کے ساتھہ کئي بڑے بڑے دور و دراز سفروں میں گئے تھے اور بسبب اِسکے کہ تمام اهل عرب کے اطوار یکساں اور نہایت سادہ تھے ایسے سفروں میں دولتمند لوگ بھي جفا کش هوجاتے تھے *

جبکہ اُنھوں نے ایک دولتمند بي بي (یعني خدیجہ) سے نکاح کرلیا تو بہت جلد فارغ‌البالي حاصل هوئي اور اُن کاموں میں جنپر اُن کي طبیعت بہت راغب تھي مصروف هونیکا موقع اور فرصت ملي *

اس زمانہ میں عرب کے بہت سے لوگ بت پرست اور ستارہ پرست تھے اور اُنکے اخلاق اور اطوار پر شریعت اور مذهب کي بندش بہت هي تھوڑي تھي البتہ یہودیوں اور عیسائیوں کي چند قوموں کے عرب میں جا بسنے سے اهل عرب میں بھي مذهب اور خصلت کي نسبت عمدہ عمدہ خیالات شایع هوگئے تھے اور کہتے هیں کہ وہ بت پرست عرب بھي ایک خداے قادر مطلق کو جسکے نیچے اور جس سے کم تر اور دیوتا بھي ٹھراتے تھے مانتے تھے مگر ایسي راے اور سمجھہ کا اثر بہت تھوڑے لوگوں پر هوا تھا اور محمد کے مسائل نے جو آهستہ آهستہ ترقي پائي اُس سے بخوبي ثابت هوتا هی کہ وہ مسائل اُس زمانہ کے لوگوں کے عقائد کے مطابق نہ تھے *

ملک عرب ایک خشک ملک هی اور وهاں قدرتي زر خیزي یعني درخت اور سبزہ اور دریا وغیرہ بہت کم بلکہ بالکل نہیں اِس لیئے اهل عرب کي طبیعت کا یہہ مقتضا هی کہ وہ ایسي ایسي باتوں اور

خیالوں پر مائل هوویں جو جي هي میں سے پیدا هوتي هوں پس محمد ص کو ایسے تصورات اور خیالات میں دل لگانیکا موقع ملا چنانچه اِسي غرض سے همیشه کوه حرا میں جاتے تھے اور گوشه نشین هونے کي عادت کرتے تھے *

محمد ص کو وحدانیت کے مسئله پر اُس راه و رسم کے سبب سے آگاهي هوئي هوگي جو اُنکو اپني بي بي کے چچیرے بهائیکے ساتهه تهي یهه شخص علم عبري سے واقف تها اور کهتے هیں که اُسنے عهد عتیق کا ترجمه عبري زبان سے عربي † زبان میں کیا تها غرضکه جو خیالات محمد ص کے دلمیں پیدا هوئے تھے گو وه کسیطرح سے پیدا هوئے هوں مگر وه خیالات اُنکے دلمیں ایسے بیٹهه گئے تھے اور ایسے جم گئے تھے که قبل اِسکے که اُنهوں نے اپنے اس جذبه پر که خداے واحد نے مجهکو اپني خالص پرستش اور اعتقاد کے

---

† نام اس شخص کا ورقه بن نوفل تها دیکهو تاریخ طبري جسکا حواله کرنیل کنیڈي صاحب نے حالات علمي بمبئي جلد ۳ صفحه ۴۲۳ میں دیا هی اور سیل صاحب کے ترجمه قران کے پهلے چهپے هوئے نسخه کے دیباچه کے صفحه ۴۳ کو اور بیرن هیمر وان پرگستل صاحب کي تحریر مندرجه روزنامچه رایل ایشیا ٹک سوسیئٹي نمبر ۷ صفحه ۱۷۲

اصل کتاب تاریخ طبري سوسیئٹي میں نهیں تهي مگر اُسکا فارسي ترجمه ابوعلي محمد البلعمي کا موجود هی اِسمیں یهه عبارت مندرج هی " ورقه بن نوفل مردے دانا بود ولیکن ترسا بود و بر دین عیسی بود و خدایرا پرستیدي و کتابهاے بسیار خوانده بود توریت و انجیل دانسته بود و آگاهي یافته بود اندر کتابهاے و میدانست که هنگام بیرون آمدن پیغمبر است "

جارج سیل صاحب نے ترجمه قران کے دیباچه میں یهه لکها هی " خدیجه رض نے جو کچهه پیغمبر سے سنا تها فی الفور اپنے چچا زاد بهائي ورقه ابن نوفل سے کها یهه شخص بسبب عیسائي هونے کے عبري لکهني جانتا تها اور کتب اقدس کے پڑهنے میں بخوبي مهارت رکهتا تها اُسنے اُسیوقت خدیجه رض کي راے قبول کي اور یقین دلایا که جو فرشته پهلے موسی پاس آیا تها وهي اب محمد ص پاس آیا هی " ترجمه جارج سیل صفحه ۳۰ مطبوعه سنه ۱۸۵۰ ع

بحال کرنیکا کام سپرد † کیا هی خود یقین کیا اور اپنی بي بي اور اپنے خاندان کے چند لوگوں پر ظاهر کیا اُنکي طبیعت کي نوبت دیوانکي اور از خود رفتگي پر پہونچي تھي اُسوقت میں اُنکي عمر چالیس برسکي تھي اور تین چار برس بعد اُنھوں نے اسبات کو علانیہ شہرت کے ساتھہ کہا که مجهکو خدا تعالی نے اپنا پیغمبر کیا هی اور دس برس آینده تک

---

† دیکھو کرنیل کنیڈي صاحب کي تحریر جسکا حواله ابھي دیا گیا هی تاریخ طبري تیسري صدي هجري میں یعني سنه ۸۰۰ و سنه ۹۰۰ ع میں تصنیف هوئي هی اِسي تاریخ سے مذهب اسلام کي ترقي کے نہایت قدیم زمانه کا حال اهل یورپ کو معلوم هوتا هی اُسمیں جو کچھه بیان محمد کي طبیعت کے پراگندته هونے اور توهمات میں پڑنے اور آخر کار عقل میں فتور آنیکا لکها هی وه صحیح اور قرین قیاس معلوم هوتا هي

تاریخ طبري میں بہت سي بے اصل کہانیاں اور جھوٹے قصه مندرج هیں اور اسي لیئے اکثر حالات مندرجه اُسکے مسلمانوں کے نزدیک معتبر نہیں هیں بهر حال ترجمه فارسي تاریخ طبري جو سوسئیٹي کے کتب خانه میں موجود هی اُس سے عبارت مندرجه ذیل جسکا اشاره اِس کتاب کے مصنف نے کیا هی نقل کیجاتي هی

و چون پیغامبر علیه‌السلام آن سال مجاور نشستن سپري کرد و از کوه فرود آمد سوئے خدیجه شد و اورا گفت ترسم که دیوانه شوم خدیجه گفت چرا گفت زیرا که برخود علامت دیوانگي می بینم که چوں بروز میروم آواز از سنگ و کوه می شنوم و بشب چیزے بزرگ می بینم که خویشتن را بمن آشکارا میکند و از دور خویشتن مرا مینماید که سرش در آسمان است و پایش در زمین و ندانم که آن چیست و نزد من می آید و خواهد که مرا بگیرد خدیجه گفت یا محمد اندوه مبر که خدائے تعالیٰ با اینهمه خوبیها که در تست از بت نا پرستیدن و زنا نا کردن و دروغ نا گفتن و امانت گزاردن و داد گري و بخشایش تو بر مردمان ترا ضائع نکند و دیو را بر تو نگمارد و چون ازیں نوع چیزے بیني مرا آگاه کن یکروز پیغامبر علیه‌السلام با خدیجه در خانه نشسته بود گفت یا خدیجه آن شخص که مرا نمودے می بینمش خدیجه نزد پیغامبر آمد و اورا بر کنار نشاند و گفت اکنون هم می بیني گفت می بینم خدیجه موے خویش برهنه کرد گفت اکنون هم می بیني گفتا نه گفت مژده باد ترا که نه دیو است بلکه فرشته است اگر دیو بودے از سر برهنه من پنهان نه گشتے پس پیغامبر صلی‌الله علیه و سلم بخانه اندر دل تنگ شدے و هر روز بکوه حرا بر شدے و همي گشتے و شب بخانه آمدے روے ترش و دل تافته خدیجه ازاں حدیث سخت دل تافته بود تا آں

اُنهوں نے لوگوں کے هاتهہ سے هر طرح کے † ظلم اور رنج اوتهاے اگر اُنکے مذهب کي بتدریج ترقي پانے اور اُنکے چچا اور مربي ابوطالب کے مر جانے کے سبب سے مکه والے اُنکے قتل پر راغب نهوتے تو وہ ایک گمنام گرمجوش دیندار کیطرح مرجاتے مگر اس آفت اور بے کسي کے وقت میں اُنهوں نے مدینه کو هجرت کي اور ارادہ کیا که زور کا مقابله زور سے کریں اور جو شفقت اور نرمي اُنکے وعظ میں ابتک پائي جاتي تهی اُسکو اُنهوں نے اُوتها رکها اور جو شهرت که اُنهوں نے مذهب کے پهیلانے میں گرم جوشي ظاهر کرنے اور ظلم اور سختي سهنے سے حاصل کي تهي اُس سے زیادہ اب لشکر کي سرداري اور سپاهیانه دلاوري اور دانائي ظاهر کرنے سے پیدا کي *

معلوم هوتا هی که محمد ابتدا میں اپنے وعظ میں صادق اور صاف دل تهے اور اگرچه بعد ازاں لوگوں کے مقابلہ سے طیش کها کر اُنهوں نے اپنے دعووں کي تائید فریب سے کرني چاهي اور رفته رفته مکر اور دهوکه بازي کے عادي هوگئے لیکن غالب یهہ هی که جو از خود رفتگي اور حرارت ابتدا سے اُنکي طبیعت میں تهي اُسکا اثر اُنکے کاموں اور فعلوں میں کسي قدر اخیر وقت تک باقي رها *

گو اُنکي گرمجوشي کي اصل کچهہ هي هو اور اُنکے مسئله کي خوبي

روز که خداے تعالی خواست که پیغمبر را وحي فرستاد و آن روز دو شنبه بود هیزدهم از ماہ رمضان و دیگر روایت آنست که دوازدهم ماہ ربیع‌الاول بود و پیغامبر صلی الله علیه و سلم در دوازدهم ماہ ربیع‌الاول از مادر بزاد و هم دریں روز بروے وحي آمد و هم دریں روز از دنیا مفارقت کرد پس‌دریں روز دو شنبه خداے تعالی جبریل را بفرستاد و بفرمودش که خویشتن را بدونماے و قران بوے فرستاد جبریل بیامد و پیغمبر رابرکوہ حرا یافت و تنها خویشتن را بدو نمود و گفت درود بر تو یا محمد پیغامبر خداے پیغامبر بترسید و بر پاے خاست و پنداشت که دیوانه شد و بر سر کوہ آمد تا خویشتن را فرو افگند و خود را بکشد

† محمد کو لوگ گالیاں دیتے تهے اور اُنپر تهوک دیتے تهے اور خاک ڈالدیتے تهے اور اُنکا عمامه اُنکي گردن میں باندهکر معبد سے اُنکو باهر کهینچ لاتے تهے مگر وہ کچهہ نکہتے تهے (کرنل کنیدي صاحب کي کتاب علمي حالات بمبئي جلد ۳ صفحه ۴۲۹)

کیسے هي هو مگر جس سختي اور ظلم کے ساتهه اُس مسئله کا وعظ اور تعلیم لوگوں کو کي گئي اور اُسکے باعث جو تعصب اور خونریزي اِنسانوں میں هوئي اُسکے لحاظ سے اُس مسئله کے موجد کو اِنسانوں کے نهایت بڑے دشمنوں میں شمار کرنا چاهیئے *

مدینه کو هجرت کرنے کے وقت محمد صلعم نے اپنے مذهب کے معامله کي تائید میں زور و جبر کو کام میں لانا جایز نهیں تهرایا تها مگر اب بیان کیا که خدا تعالی نے بذریعه هتیاروں کے پناه لینے کي مجهے اجازت دي هی اور تهوڑے هي عرصه کے بعد یهه بهي مشهور کیا که مجهکو خدا تعالی نے یهه بهي اجازت دیٖ هی که تم لوگوں یعني اهل عرب سے کافروں کے مسلمان کرنے یا غارت کر دینے کا کام لوں معلوم هوتا هی که اِس نئي طبیعت سے جو اُنکے دل میں پیدا هوئي اهل عرب کي طبیعتیں زیاده تر موافق آئیں کیونکه اُنکے پهلي مهم میں اُنکے اصحاب صرف نو تهے مگر اُنکي وفات سے پهلے جو اُنکي نبوت کے تئیسویں برس † اور هجرت کے دسویں برس میں واقع هوئي اُنهوں نے تمام ملک عرب کو اپنا محکوم و مطیع کرلیا تها اور قدیم رومي سلطنت کے ملکوں پر حمله کرنا شروع کردیا تها *

لوگوں میں اُنکي قدر و منزلت صرف اُنکي طبیعت کے جنگجو اور لڑاکا هونے هي سے نه تهي بلکه جیسے وه بڑے فتحمند تهے ویسے هي بري باتوں کے دور کرنے میں بهي نام آور تهے اُنکے مروجه مذهب کي بنیاد عهد عتیق کے عمده الهیات پر تهي اور اُنکا اخلاق گو اِس زمانه کے عیسائیوں کو کیسا هي معلوم هوتا هو مگر اُس زمانه کے طور طریق سے جو عرب میں جاري تها بهت ‡ زیاده عمده اور چوکها تها اور اُنکا یهه قانون بهي

† یعني سنه ۷۳۲ ع میں

‡ جارج سیل صاحب ترجمه قران کے دیباچه میں اِس امر کي نسبت یهه لکهتے هیں که اسلام کے رواج دینے سے یا تو اُنکي یهه غرض تهي که آپ کو اپنے ملک کا اُسکے ذریعه سے حاکم بناویں یا صرف دیني حرارت اُسکا باعث تهي تمام عیسائي

که مجرم کا اظہار هونے اور اسپر فتوی ملنے سے پہلے اس سے انتقام نه لیا جاوے اُنکے هموطنوں کے بے لگام جذبوں کے روکنے کے واسطے جنکو آپسکي خانه جنگیاں کرنے سے خون کي چاٹ لگ گئي تھي بڑي جراءت اور نہایت عمدگي کا کام تھا *

مورخ اِسبات پر متفق هیں که اِس اِرادے سے اُنکو غرض اپني خواهش نفساني پورا کرنے کي تھي اور بھي باعث اُسکا اُلوالعزمي تھي شاید یهه بات ایسے هي هو مگر جو اِرادے که اُنھوں نے اِبتداء میں کیئے شاید وہ اِس غرض سے نهیں کیئے کیونکه یهه اصلي ارادہ اُنکا که بت پرست عربوں کو خداوند حقیقي کے علم سے واقف کریں حقیقت میں بہت اچھا اور قابل تعریف تھا اور ایک عالم متوفی نے جو یهه بات کہي که عرب میں جو محمد صلعم نے بجاے بت پرستي کے ایسا هي خراب مذهب قائم کیا جیسا که بت پرستي تھي میں اُس سے متفق نهیں هوں بلا شبهه محمد صلعم بخوبي اِسبات کي صداقت کا اپنے دل سے یقین رکھتے تھے که خدا واحد هی جو اُنکا سب سے بڑا مسئله تھا اور خاصکر جسکے پھیلانے میں اُنکو توجهه تھي باقي تمام مسئله اور احکام ایسے نه تھے جنکو پہلے سے سوچ سمجھکر قائم کیا هو بلکه باعث اُنکا اتفاق اور ضرورت وقت تھي

مذهب کے رواج سے اُنکي کچھه هي غرض هو مگر جس کام کا اُنھوں نے اِرادہ کیا تھا اُسکے پورا کرنے کے واسطے جو لیاقتیں درکار تھیں وہ بلا شبهه اُنکي ذات میں موجود تھیں مسلمان مورخوں نے اُنکي بہت سي تعریف کي هی اور اُنکے مذهبي اور اخلاقي خوبیوں کي مثل خدا پرستي اور راست گوئي اور عدل گستري اور نیاضي اور رحیمي اور انکساري اور پرهیزگاري خاصکر نیاضي جسمیں وہ بہت مشهور تھے بیان کیا هی که اُنکے گھر میں روپیه بہت کم رهتا تھا صرف بقدرٌ ضرورت اپنے پاس رکھتے تھے اور اکثر اپنے کھانے پینے میں سے بچاکر غریبوں کي حاجت روائي کرتے تھے آخر سال پر اُنکے پاس کچھه باقي نهیں رهتا تھا چنانچه صحیح بخاري میں لکھا هی که خدا نے زمین کے خزانه کي کنجیاں اُنکے روبرو پیش کیں مگر اُنھوں نے منظور نکیا اگرچه مسلمان مورخوں کي تعریفوں میں طرفداري اور روداري کا شبهه کرنا زیبا هی تا هم میري راے میں اِن تعریفوں سے یهه نتیجه نکل سکتا هی که جبکه ایک اهل عرب یعني محمد صلعم کي تعریف اِسقدر کي هی جسنے بت پرستي میں تعلیم پائي تھي اور اپنے مذهب سے محض ناواقف تھا تو کم سے کم اخلاق اُنکے متوسط درجه کے البته اچھے هونگے اور هرگز ایسے کج خلق اور بد کردار نهونگے جیسا که اُنکو همیشه انگریز بیان کرتے هیں

ترجمه جارج سیل صاحب صفحه ۲۸ و ۲۹ مطبوعه سنه ۱۸۵۰ ع

اِسلیئے اهل عرب جو یکایک عموماً مسلمان هوگئے سو وه کچهه چنداں جبر واکراهي سے نهیں هوئے بلکه رضا و رغبت سے هوئے اور جب که مذهب کا جوش اُنکي طبیعت میں بڑے زور و شور سے برانگیخته هوا تو بالطبع اُنکا هر خیال و فکر صرف اِس ایک مقصد کي جانب مایل هوا که اب اعلاے کلمة الله کے لیئے یا تو کافروں پر فتح حاصل کرنا یا اُسکي وحدانیت اور جلشانه کے دعوی میں مرجانا هر مسلمان کي خواهش دلي هوني چاهیئے اور جبکه اختیار اور حکومت اور لوٹ اور غنیمت کا ذوق و شوق اور شان و شوکت حاصل کرنیکا فخر بلکه بهشت نصیب هونے کي آرزو اور امید اُنکے دلوں میں پیدا هوئي تو اِن سب باتوں سے اُس جذبه غیر محدود کو که فتح کرنا یا مرجانا بے انتها مدد اور ترقي هوئي *

پاس پڑوس کے ملکوں کے دیني اور ملکي حال ایسے تهے که بحسب اُنکے اُن دلاوروں کو کامیابي کي اُمید غالب هوئي جنکي طبیعتوں میں دین کي حرارت حد سے زیاده تهي *

رومیوں کي شاهنشاهي کا وحشیوں نے حال پریشان کرکے اُسکے انتظام اور هیئت مجموعي کو توڑ پهوڑ ڈالا تها اور بهت سي خرابیوں کي بدولت اور اُن فرقوں کے بحث و تکرار سے جو عیسائي مذهب میں هوگئے تهے عیسائي دین کي صورت بهی بگڑي هوئي تهي اور ایران کي بادشاهت بهي زوال کے قریب تهي اور وه مذهب باطل جو اُسمیں رایج تها اُسکے ضعف و زوال کي یهه صورت تهي که کسي مخالف کے چهیڑنے کا محتاج تها غرضکه وه بهي معدوم هونے پر آماده تها † یهاں تک که عرب والوں کو ایران میں کامیاب هونے کے لیئے اُنکے ضعف مذهب سے کم سے کم اُسیقدر

---

† وه نفساني زور و قوت جو مزدک نامي ایک جهوٹے پیغمبر نے ایران کے بادشاهوں یعني کیقباد اور وهانکي رعایا پر حاصل کي اور اُنکو غلام اپنا بنایا تو اُس سے یهه دریافت هوتا هی که محمد صلعم کي ولادت سے تهوڑے روز پهلے ایرانیوں کے مذهب کاکیا حال تها

امداد و اعانت حاصل هوئي هوگي جسقدر که هتیاروں سے تائید اُنکي هوئي هوگي اور ایرانیوں کا مذهب بهي ایسا هي پورا پورا بدل گیا جیسا که اُنکا تمام ملک فتح هوگیا اور پچهلے وقتوں میں عرب والوں کا دین ایران کي مانند ایسي بڑي بڑي قوموں میں پهیلا که وہ کسي طور اُنکے قابو کي نه تهیں † *

محمد صلعم نے شام کي جانب سے روم کي سلطنت پر چڑهائي کي اور بعد اُنکي وفات کے چهه برس کے اندر اندر سنه ۶۳۸ ع میں اُنکے خلیفوں نے روم اور مصر کو تحت حکومت کیا اور بعد اسکے افریقه سنه ۶۴۷ ع سے سنه ۷۰۹ ع تک اور اسپین سنه ۷۱۳ ع میں جو رومیوں کے قبض و تصرف میں تها فتح هوا یہاں تک که ملسمانوں نے بعد اُنکي وفات کے سو برس کے اندر اندر ملک فرانس کے قلب ‡ تک اپني حکومت کو پهنچایا *

ایران کي فتح کا بیان

جنوب اور مغرب میں جو بڑے بڑے معاملے اور بڑي بڑي مهمیں اُنکو در پیش تهیں انکے پیش آنے سے انکے مشرقي کار و بار میں کسي طرح کا خلل نپڑا چنانچه سنه ۶۳۲ ع میں انهوں نے ایران پر حمله کیا اور تمام ایراني فوجوں کو قادسیه کي ایک بڑي کڑي لڑائي میں جو سنه ۶۳۶ ع میں واقع هوئي تهي خراب اور پریشان کیا یہاں تک که جب بعد اسکے اور دو لڑائیاں § هوئیں تو تمام ایران کي سلطنت پر تسلط حاصل

---

† اس بیان سے خاص کر تاتاري قومیں مراد هیں لیکن ایسے ملکوں میں اسلام کے پهیلنے کا جهاں اهل اسلام کو هتیار کرنے کي نوبت نه پهونچي ملایا اور ایشیا کے جزیرے بهي ثبوت هیں

‡ سنه ۷۳۲ ع میں چارلس مارٹل کے هاتهوں پائٹائیرز اور ٹورز میں مسلمانوں پر شکست هوئي

§ ایک وہ لڑائي جو سنه ۶۳۷ ع میں جلاله پر اور دوسري وہ جو سنه ۶۴۲ ع میں نهاوند پر واقع هوئي

هوا اور والي ایران جان بچاکر بهاگا اور بحر اکسیس یعني دریاے جیحون سے پار اوتر گیا *

جب که خلیفه دویم حضرت عمر کا انتقال † هوا تو تمام ایران شرقي هرات تک جو بقدر وسعت زمانه حال کي سلطنت ایران کے تهي عرب کي سلطنت میں ملائي گئي *

سنه ٦٥٠ ع مطابق سنه ۳۰ هجري میں ایک بغاوت کے باعث سے جو ایران میں واقع هوئي تهي ایران کے نکالی هوئے پادشاه کو بخت آزمائي کي هوس دامنگیر هوئي مگر وه کامیاب نهوا بلکه انجام اُسکا یهه هوا که بحر اکسیس کے متصل مارا گیا اور عرب کي وه حد شمالي دریاے مذکور تک بڑه گئي که اُسمیں بلخ اور کوه هندوکش کے سلسله کے تمام شمالي ملک داخل هوگئے اور حد شرقي وه ناهموار ٹکڑا تها جو هندوکش کے سلسله سے سمندر تک جنوباً شمالاً پهیلا تها اور ایران کے جنگل سے دریاے اٹک تک شرقاً غرباً پهیلا هوا تها اور یهه مشرقي حد سنه ٦٥١ ع مطابق سنه ۳۱ هجري میں قایم هوئي *

وه ٹکڑا مُلک کا جو هندوکش کي شاخوں میں شامل هي اور آج اُسمیں اماق اور هزاري لوگ آباد هیں اُن دنوں شمالي حصه اُسکا غور کے پهاڑوں کے نام سے شهرهٔآفاق تها اور معلوم هوتا هی که بیچ کا حصه اُسکا کوه سلیمان کے سلسله میں شامل تها اور جنوبي حصه اُسکا مکران کے نام سے مشهور و معروف تها *

کوه مکران اور سمندر کے درمیان ایک تنگ ٹکڑا ریگستان کا هي اور اس قسم کے خطه کے علاوه جو غزني کے متصل مغرب کي جانب کوه سلیمان اور کوه غور میں حد فاصل واقع هوا بهت سے بلند میدانوں کو کوه سلیمان کا سلسله محیط هی *

جس زمانه میں که مسلمانوں نے حمله کیا تو اُن دنوں کوه مکران میں بلوچ اور کوه سلیمان میں افغان اباد تهے جو آج تک اپني اپني

† سنه ٦٤٤ ع مطابق سنه ۲۳ هجري

چکھہ بستے ھیں *

یہہ بات بخوبي ثابت نہیں کہ جب غور کے پہاڑوں میں کون لوگ بستے تھے مگر افغان اُنکو سمجھنا قرین قیاس ھی اور منجملہ غور کے پہاڑوں کے جو پہاڑ هندوکش کے سلسلہ میں مشرق کي طرف اٹک تک پھیلے ھوئے تھے غالباً اُنمیں پراپاماٹیسس والے ھندوؤں کي آل و اولاد آباد تھي *

اگر آج کل کي آبادي پر هم قیاس کریں تو کوہ مکران اور کوہ سلیمان اور دریاے اٹک کے میدانوں میں جاٹ لوگ بستے تھے اور پہاڑوں کے مغربي طرف اُوپر کے ملکوں میں ایراني لوگ آباد ھونگے *

سنہ ۴۴ هجري میں اس خود سر ملک پر حملہ ھوا اور مرو سے کابل تک عرب والے گھس گئے اور بارہ هزار کافروں کو مسلمان کیا † *

ظن غالب یہہ ھی کہ اگر والي کابل کو بالکل مطیع و محکوم نکیا ھوگا تو باجگذار اپنا بلا شبہہ کیا ھوگا اسلیئے کہ یہہ مورخوں نے بیان کیا ھے کہ اُسکي سرتابي کي بدولت سنہ ۶۲ هجري میں اُسپر دوبارہ لشکرکشي ھوئي ‡ *

حسب اتفاق ایک آفت ناگہاني میں یہاں عرب والے مبتلا ھوئے کہ وہ ایک اوکھي گھاٹي میں گھر گئے اور کام ناکام اُنکو اطاعت کرني پڑي اور بہت مال اسباب دیکر قید سے رھا ھوئے کہتے ھیں کہ اس لڑائي میں ایک صحابي تھے کہ اُنہوں نے کسي کافر کي کسي طرح سے اطاعت نکي اور کافروں کے مقابلہ میں جان اپني نثار کي § *

مگر انتقام اس ذلت و رسوائي کا حاکم سیستان نے جو اهل عرب کمیں سے تھا بہت جلد لیا اور یہہ داغ ایک لخت اُسوقت مٹایا گیا کہ سنہ ۸۰ هجري میں عبدالرحمن حاکم خراسان نے بہت فوج سمیت آپ

† سنہ ۶۶۴ ع برک صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ جلد ۱ صفحہ ۴

‡ سنہ ۶۸۲ ع ایضاً صفحہ ۵

§ پرایس صاحب کا مقولہ مندرجہ خلاصةالاخبار جلد ۱ صفحہ ۳۵۴

کابل پر دهاوا کیا اور دشمن کے دام فریب سے محفوظ رهکر ملک کے بڑے حصه دبانے تک مضبوط و مستقل رها اور جو بڑے کام اس مهم میں اُس نے ظهور میں آئے تو اُنکے باعث سے حجاج حاکم بصره جسکا یهه بهادر ماتحت تها اور تاریخ عرب میں نام اُسکا جور و ستم سے معروف هی رنجیده هوا مگر عبدالرحمن نے اُسکی بدباطنی سے اُسکے برے پیش آنیکا اندیشه کیا اور سرتابی پر کمر باندهی یهاں تک که اُسنے بصره فتح کیا اور کوفه پر جو بعد اُسکے دارالسلطنت هوا قابض و متصرف هوگیا اور دمشق پر بهی لشکرکشی کا اراده کیا جو خلیفه وقت کا دارالخلافت تها اور یهه قصے قضایے چهه برس یعنے سنه ۶۹۹ ع سے سنه ۷۰۵ تک قایم رهے اور والی کابل عبدالرحمن کی اعانت کرتا رها یهاں تک که جب عبدالرحمن نے شکست کهائی اور دوست اُسکا والی کابل کهیں پناه اُسکو ندیسکا تو وه اپنے هاتهوں مرگیا † *

تاریخ فرشته والا کهتا هی که اس زمانه میں تمام افغان مسلمان تهے اور افغانوں کی روایات سے یقین اپنا ظاهر کرتا هی که خاص آنحضرت کے وقت میں افغان ایمان لاچکے تهے وهی مورخ لکهتا هی که سنه ۶۳ هجری میں هندوستان پر افغانوں نے بهت جلد حمله کیا اور لاهور کے راجه سے جنگ و جدال اُنکا یهاں تک قایم رها که اُنهوں نے قوم گهاکر سے جو اٹک کے شرقی جانب پهاڑوں میں پهیلی هوئی تهی اتفاق کرکے والی لاهور کو اسبات پر مجبور کیا که وه اپنے ملک کا کسیقدر حصه افغانوں کو حواله کرے اور اُسکی

---

† خلاصة الاخبار اور تاریخ طبری میں جنکا حواله پرایس صاحب نے اپنی کتاب کی جلد ۱ صفحه ۴۵۵ سے صفحه ۴۶۳ تک دیا هے شاه کابل کی قومیت کی نسبت مختلف رائیں هیں اور اسلیئے که شهر ایسی جگهه واقع هی جهاں پراپامائیسس والے هندوؤں اور افغانوں اور ایرانیوں اور تاتاریوں کی حدیں ملی هوئی هیں تو قوم اُسکی مشتبهه هوگئی اور افغان هونا اُسکا اسلیئے غالب نهیں که افغانوں کے قبض و تصرف میں کابل کبهی نهیں رها اور جب کہ کوئی دلیل اپنے هاتهه نه آئی تو اُسکے ملک کی زمانه حال کی آبادی اور فردوسی کے اس بیان سے جو تاریخ غزنی میں مندرج هی کہ کابل کا بادشاه ایرانیوں کا اکثر معرکوں میں مددگار رها یهه کهه سکتے هیں که وه بادشاه بهی ایرانی تها

عوض میں اقرار اسبات کا پوشیدہ کیا کہ اور مسلمانوں کے حملوں سے تم محفوظ رہوگے چنانچہ تاریخ فرشتہ والا لکھتا ہی کہ اسي عہد کے باعث سے خاندان ساماني نے پنجاب کا ارادہ نکیا سند پر هي دهاوے کرتے رہے *

اسي مورخ کا یہہ بهي بیان ہی کہ افغانوں نے اپنے ملک میں اُن عرب والوں کو پناہ دي تهي جو دوسري صدي هجري میں سند سے نکلکر آئے تھے *

واضح هو کہ اس مورخ نے جو کہاني افغانوں کے تعلق کي پیغمبر علیہ السلام کے ساتھہ لکھي هی اگر اُس سے قطع نظر کرکے دیکھا جاوے تو حال مذکورہ بالا قرین قیاس معلوم هوتا هی اگرچہ محمود کے زمانہ تک وہ قوم مفتوح نہیں هوئي تهي مگر ممکن هی کہ وہ تهوڑي بہت محمود سے پہلے مسلمان هوگئي هو *

غالب هی کہ عرب والوں نے اُنکو ایسے حصوں اور خصوص مغرب کي جانب میں مطیع اپنا کیا هوگا جہاں کمال اسانی سے گذر هوسکتا تها مگر پہاڑوں میں بہت سے مقام ایسے هیں کہ اُنکے حق میں یہہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ اب تک بهي مطیع هوئے *

حال اُنکے پہلے مذهب کا اسبات کے سوا زیادہ معلوم نہیں هوسکتا کہ بلخ کے اتصال اور ایران کے تعلق کے سبب سے وہ آتش پرست هونگے اور مسلمانوں کي تاریخوں سے اسلیئے خوب آگاهي حاصل نہیں هوسکتي کہ اُنہوں نے هر قوم کے کافروں کو خلط ملط کردیا *

مسلمانوں کي پہلي چڑهائي هندوستان پر

سنہ ۶۶۴ ع مطابق سنہ ۴۴ هجري میں پہلے پہل مسلمانوں کا قدم هندوستان میں جب آیا کہ اُنہوں نے کابل پر پہلي بار چڑهائي کي اور مہلب ابن ابي صفرہ جو بعد اُس عہد کے ایران و عرب میں بڑا سپہسالار هوا اُس فوج سے الگ هوکر جو کابل پر دهاوا کرتے آئي تهي ملتان تک

پہونچا اور بہت سے لوگوں کو پکڑ کر لیگیا اور ایسا معلوم هوتا هی که مقصود اُس سردار کا یہه تها که کابل اور ملتان کے درمیاني ملکوں کا حال دریافت کرے چنانچه جو حال اُسنے لکها تو اُس سے مسلمانوں کے دل نه بڑهے غرض که وجهه کوئي هو مگر یہه تحقیق هی که مسلمانوں نے عرب کي سلطنت کے قیام تک هندوستان کے شمالي جانب کا ارادہ نکیا *

ملک سند کي فتح کا بیان

دوسرا حمله هندوستان پر بڑي مضبوطي سے هوا اور وہ حمله ایران کي حد جنوبي سے دهانه اٹک کے پاس پروس کے ملکوں پر کیا گیا اور یہه ملک ایک هندو راجه کے قبض و تصرف میں تها اور مسلمان لوگ اُسکا نام داهیر بتاتے هیں اور وہ شہر آلر جو بکر کے متصل هی دارالامارت اُسکا تها اور سند اور ملتان اور شاید اٹک کے پاس کا میدان کالي باغ کے پہاڑوں تک اُسکے تحت حکومت تها اور تمام ملک اُسکا رشتهداروں پر اُس طور و طریقے سے منقسم تها † جو اب تک راجپوتوں میں جاري هی *

سمندر کي راہ سے سند پر عرب والوں کا آنا ابتدا هي کے زمانه میں یعني حضرت عمر خلیفه کے عهد میں هوا اور اگر ایسا هي هوا هوگا تو غالب یہه هی که سند کي حسین عورتوں کے لیئے لٹیروں نے" ارادہ

† برک صاحب کا ترجمه تاریخ فرشته جلد ۴ صفحه ۴۰۱ وغیرہ اور کپتان مردو صاحب کي تحریر مندرجه روزنامچه رایل ایشیاٹک سوسئیٹي نمبر ۱ صفحه ۳۶ ابوالفضل نے داهیر کي عملداري میں کشمیر کو شمار کیا مگر اُس عهد میں خاص کشمیر پر اُسي کا ایک بڑا راجه قابض تها اور اُسکے مورخ دعوی کرتے هیں که وہ سارے هندوستان کا راجه تها جیسے که اور بڑے راجوں کي نسبت دعوی کیا هی مگر ملک سند اس دعوے سے مستثنی رها کپتان پاٹینگر صاحب نے جو سند والوں کے بیان اپني کتاب کے صفحه ۳۸۶ میں نقل کئي تو اُنکے بموجب سند کي سلطنت مارواڑ اور کابل تک تهي اور جو حالات اُسکے کپتان برنس صاحب کو دریافت هوئے اور اپني تاریخ کي جلد ۳ صفحه ۷۶ میں اُنکو مندرج کیا تو اُنکي رو سے قنوج اور قندهار اُسمیں زیادہ معلوم هوتا هی *

کیا ہوگا اسلیئے کہ ملک عرب میں اس ملک کی حسین عورتوں کی کمال آرزو تھی † *

شروع اسلام میں جو جو خلیفہ ہوئے اُنکے وقتوں میں بھی مکران کے جنوب میں اکثر فوجیں روانہ کی گئیں تھیں مگر کمدست میدانوں اور بیابانوں کی کثرت سے معلوم ہوتا ھی کہ کوئی شخص اُس ملک میں کامیاب نہوا اور وہ یہی ملک ھی جو جدروزیہ کے نام سے نامی گرامی ھی اور سکندر کی فوجوں نے بہت سی تکلیفیں اُسمیں اُٹھائی تھیں *

آخرکار ولید کے عہد سلطنت میں مسلمان اس ناکامی سے بڑے جوش میں آئے اور بڑی بڑی کوششیں کیں اور جب کہ دیول سندھ کے بندر میں ایک عربی جہاز پکڑا گیا تو عرب والوں نے راجہ داھیر کو یہہ لکھا کہ وہ جہاز ھمارے حوالہ کرو چنانچہ راجہ نے یہہ عذر پیش کیا کہ وہ بندر میری حکومت سے خارج ھی مگر مسلمانوں نے یہہ عذر اُسکا قبول نکیا اور اُسکے تدارک کے لیئے تین سو سوار اور ایک ہزار پیادے روانہ کیئے مگر چونکہ یہہ فوج کافی نتھی تو بھلی طرح سے سب غارت غول ہوگئے آخرکار حجاج حاکم بصرہ نے چھہ ہزار سپاھی بحسب قاعدہ شیراز میں تیار کیئے اور اپنے بھتیجے محمد قاسم کو جسکی عمر بیس برس سے زیادہ نتھی سردار اُسکا مقرر کیا چنانچہ سنہ ۷۱۱ مطابق سنہ ۹۲ ہجری میں وہ سردار اپنی فوج سمیت اس سامان سے دیول کی رونی تک پہونچا کہ پاس اُسکے محاصرہ کی وہ کلیں موجود تھیں جنکے ذریعہ سے محصوران حصار پر تیر اور پتھر برساتے ھیں اور وہ مندر جو شہر کے متصل واقع تھا اُسپر حملہ کیا اور لڑائی شروع کی یہہ مشہور مندر ایسا تھا کہ چار دیواری اُسکی اُن مندروں کی مانند بلند اور سنگین تھی جو انگریزوں کی پہلی لڑائیوں کے وقتوں کرناٹک میں موجود تھے اور اُن برھمنوں کے علاوہ جو اُسمیں رہتے سہتے تھے بہت سے راجپوت اُسکے محافظ و ناصر تھے *

---

† کپتان پاٹینگر صاحب کی کتاب صفحہ ۳۸۸

جب که محمد قاسم اُن مشکلوں میں متردد تها جو اُسکو پیش آرهیں تهیں تو اُسکے اسیروں میں سے بعض قیدیوں نے یہه بات کہی که محصوروں کے اعتقاد میں مندر کا سلامت رهنا اس جهنڈي پر موقوف هی جو مندر کي چوٹي پر منصوب هی چنانچه محمد قاسم نے اُس جهنڈي کو کلوں کا نشانه بنایا اور کمال سعي و کوشش سے اُسکو گرا دیا جوں هي که وه جهنڈا گرا تو محصوروں کو ایسي پریشاني هوئي که کمال آساني سے مندر فتح هوگیا *

جب که مندر فتح هوا تو محمد قاسم نے پہلے پہل یہه بات چاهي که برهمنوں کي ختنا کیجاوے مگر جب برهمن لوگ اسپر راضي نهوئی تو صاف اسنے یہه حکم سنایا که سترہ برسکي عمر سے زیاده قتل کئي جاویں اور بعد اُسکے جو باقي رهیں لونڈي غلام بنائی جاویں معلوم ایسا هوتا هی که مندر کے فتح هوتے هي شهر بهي فتح هوگیا اور مال و اسباب کثرت سے هاتهه آیا جسکا پانچواں حصه حجاج کے واسطے الگ کیا گیا اور باقي رها سها فوج پر تقسیم هوا اور جب که وه شهر فتح هوا تو راجه داهیر کا ایک بیٹا جو مقام دیول میں مالکانه یا رقیقانه رهتا تها برهمن‌آباد کو چلا گیا اور بقول تاریخ فرشته والے کے محمد قاسم کے بهادروں نے برهمن‌آباد تک اُسکا پیچها کیا یہاں تک که بچند شروط اُسکو مطیع هونے پر مجبور کیا بعد اُسکے محمد قاسم نیروں پر حمله‌آور هوا جو اب حیدرآباد سند کے نام سے معروف و مشہور هی اور وهاں سے کوچ کرکے سہوان کا محاصره کیا † *

باوجود اسکے که سہوان کا قلعه قدرتي مضبوطي اور ذاتي استحکام رکهتا تها سات دن کے عرصه میں فتح هوگیا اور فوج اُسکي جان بچاکر سالم گڑهي میں گهس گئي اور وه گڑهي بهي کمال آساني سے فتح هوگئي *

واضح هو که محمد قاسم کے یہاں تک بڑهے آنے میں کوئي کڑي

---

† کپتان مرڈو کي تحریر مندرجه روزنامچه رایل ایشیاٹک سوسئیٹي نمبر ا صفحه ۳۰ و ۳۲ کا ملاحظه کرنا چاهیئے

روک ٹوک آگے نہ آتی مگر بعد اُسکے وہ قوی فوج اُسکے مقابلہ پڑی جو راجہ کے بڑے بیٹے کے زیر حکومت تھی *

باربرداری کی مویشیوں کا یہہ حال ہوا کہ وہ بھی گھٹنے لگی تھیں اور جب کہ یہہ قصہ پیش آیا تو اُسکو امداد جدید کا انتظار اور فوج کے سازسامان کی درستی کے لیئے ایک جگہہ ٹہرنا پڑا چنانچہ تھوڑے دنوں بعد ایران سے دو ہزار سوار اُسکی کمک کو پہونچے یہاں تک کہ وہ آگے بڑھنے اور آلر کے قرب و جوار میں لڑنے بھڑنیکے قابل ہوا اگرچہ یہاں تک پہونچنے میں بہت سی لڑائیاں پیش آئیں مگر وہ ایسی نتھیں کہ کسیکی علانیہ فتح سمجھی جاتی *

اس جگہہ خود راجہ سے مقابلہ ہوا جو حفظ دارالسلطنت کے لیئے پچاس ہزار آدمی لیکر آگے بڑھا تھا اور جب محمد قاسم نے اپنی خطر ناک حالت پر غور و تامل کیا اور فوجکی کمی کیطرف سے اندیشہ ناک ہوا اور یہہ بات سوچا کہ اگر خدا نخواستہ شکست اپنی ہوئی تو اپنے گھر تک جانا ممکن نہوگا پس اُسنے ایک مناسب جگہہ پسند کی اور ہندوؤں کے حملہ کا انتظار کیا چنانچہ اُسکی خوش‌نصیبی نے تائید اُسکی ہوشیاری کی بخوبی کی یعنی جبکہ ہندو عین لڑائی کی دوڑ دھوپ میں آمادہ و مستعد تھے تو خاص سواری کے ہاتھی کے ایک بان آکر لگا جسکے صدمہ سے وہ راجہ کو لی بھاگا اور کسیکی روک تھام اُسکے کام نہ آئی یہاں تک کہ قریب اُسکے ایک دریا بہتا تھا اُسمیں لیکر گھس گیا اور راجہ سمیت اُسنے غوطہ کھایا اور جب کہ وہ سردار اس صورت سے میدان جنگ سے باہر گیا تو اُسکی فوج کے دلوں پر وہ برا اثر پیدا ہوا جو ایشیا کی فوجوں کے دلوں پر ایسے برے وقتوں میں پیدا ہوتا ہی اور باوصف اسکے کہ راجہ تیر سے زخمی بھی ہوگیا تھا ہاتھہ پانوں پیٹ کر دریا سے نکلا اور گھوڑے پر سوار ہوکر بڑی جوانمردی کے ساتھہ پھر دشمن کا سخت مقابلہ کیا لیکن کرم کے لکھے کو میٹ نسکا یعنی گو بہت سی جرات کی مگر

بخت اُسکے یاور نہوئے چنانچہ وہ عرب کے لشکر میں گھسکر مارا گیا † *

وہ بیٹا راجہ کا جو جان بچاکر برھمن‌آباد کو چلاگیا تھا اُسکی نامردی کا تدارک اُسکی بیوہ ماں نے ایسا کیا کہ اُسنے راجہ کی پریشان فوج کو جمع کیا اور شہر اپنا بچایا یہاں تک کہ جب کھانے پینے کے ذخیرے بھی پورے ہوگئے تو بھی ہمت اُسکی بندھی رہی اور انجام اُسکا یہہ ہوا کہ اُسکی دلاوری دیکھہ کر اُن راجپوتوں نے اپنی قوم کے طور و طریقی پر ساتھہ اُسکے جان لڑانیکا قصد مصمم کیا جو ساتھہ اُسکے محصور تھے چنانچہ عورتیں اور بال بچے آگ جلاکر جل مرے اور مردوں نے یہہ کام کیا کہ نہا دھوکر ایک دوسرے کے چھوڑنے اور اس دار فانی سے رخصت ہونے پر امادہ ہوئے چنانچہ شہر کے دروازہ کھولکر تلواریں پکڑیں اور دشمنوں میں گھسکر سب کے سب مارے گئے *

منجملہ سپاھیان قلعہ کے جو لوگ اس جانبازی میں شریک نہوئے اُنہوں نے اپنی جان بچانیکا کچھہ پھل نپایا اسلیئے کہ جب بستی کے دروازے کھلے تو دشمنوں نے چاروں طرف سے حملہ کیا اور جسکو ہتیاربند پایا اُسکو قتل کیا اور اُسکے بال بچوں کو لونڈی غلام اپنا بنایا ‡ *

واضح ہو کہ مقام اشکندرا § میں بھی ویساھی ہندوؤں نے بڑی بہادری

---

† اگرچہ کسی خاص بیان سے یہہ بات واضح نہیں کہ محمد قاسم دریاے اٹک سے کہاں پار ہوا مگر یہہ ثابت ہی کہ یہہ لڑائی اٹک کے بائیں کنارے پر ہوئی پہلے وہ اٹک کے مغربی کنارے پر مقام راور میں گیا اور ہنود کی فوجیں دوسرے کنارے پر اکھٹی تھیں اور جب تک کہ محمد قاسم کو دریا کے وار آنے کا رستہ ملا تو طرفین کی فوجیں کئی بار متحرک ہوئیں جن مقاموں کے نام بیان کیئے گئے وہ جیواڑ اور بیت اور راور وغیرہ ہیں اور معلوم ہوتا ہی کہ محمد قاسم نے اٹک کے وار اپنی فوج کی صف آرائی جیہم اور گوگند میں کی اور لڑائی سے پہلے وہ ساگرہ میں مقیم تھا جو جیہم کے علاقہ میں ہی اور واضح ہو کہ یہہ مقام اب نقشوں میں نہیں ملتی — تاریخ ہند و سند

‡ برگز صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ جلد ۴ صفحہ ۴۰۹ اور ٹاڈ صاحب کی تاریخ راجستان جلد ۱ صفحہ ۳۲۷

§ پاٹینگر صاحب کی کتاب صفحہ ۳۹۰ اور مرڈو صاحب کی تحریر مندرجہ روزنامچہ رائل ایشیاٹک سوسئیٹی نمبر ۱ صفحہ ۳۱

اور رگڑے جھگڑے کے ساتھہ اهل اسلام کا مقابلہ کیا جیسے کہ مذکور هوا اور بعد اُسکے ایسا معلوم هوتا هی کہ تمام ملتان بلا مقابلہ فتح هوگیا اور مسلمانوں کو لڑنے مرنے بدون اُسوقت تک کامیابي حاصل هوتي رهي کہ راجہ داهیر کي ساري قلمرو پر مسلط هوگئے || *

جو برتاو کہ اهل اسلام اُن لوگوں سے برتتے تھے جن پر اُنہوں نے فتح پائي تهي اُن سے اعتدال اور خونریزي عرب کا حال آغاز فتوحات کي

---

۱۰ || دیول کا بندر کرانچي بندر کے پاس پرس میں کوئي مقام هوگا اور فرشتہ والی کا یہہ بیان کہ شاید رہ تاتا کا بندر تها اسلیئے صحیح نہیں معلوم هوتا کہ یہہ شہر اگرچہ جهازوں کے واسطے بڑا بندر هی مگر سمندر تک اُس سے رسائي ممکن نتهي اور اُن موانع کے باعث سے جو دریا کے دهانہ پر هیں کشتیوں کے سوا کسي جهاز وغیرہ کا بندر میں آنا هرگز ممکن نہیں. مرتو صاحب کي تحریر مندرجہ روز نامچہ رایل ایشیاٹک سوسئیٹي صفحہ ۲۹ اور برنس صاحب کا سیاحت‌نامہ جلد ۳ صفحہ ۲۳۲ اُنکے اُس بیان سمیت جو اُنہوں نے اٹک کے سب دهانوں کا اپنے چوتھے باب میں کیا هی برهمن آباد کا موقع اُن پورانے کهنڈروں سے قیاس کیا جاتا هی جو زمانہ حال کے آباد شہر تاتا کے متصل هیں (برنس صاحب کا سیاحت نامہ جلد ۳ صفحہ ۳۱ اور اُن هندوستانیوں کي رائے جسکو کپتان مرتو صاحب نے روز نامچہ رایل ایشیا ٹک سوسئٹیي نمبر ایک صفحہ ۲۸ کے ایک حاشیہ میں بیان کیا هی) مرتو صاحب کا یہہ خیال کرنا کہ برهمن آباد اٹک کے دریا کے موجودہ دهانہ کے دوسریطرف ایسي جگہہ آباد تها جو تاتا سے زیادہ تر شمال و مشرق کیجانب واقع هی ایک عجیب بات هی اگرچہ یہہ موقع اِس لیئے زیادہ ترین قیاس هی کہ راجہ داهیر کابیٹا آلر سے بهاگ کر اسي مقام کو گیا هوگا شاید دو مختلف مقام تھے ایک برهمن آباد اور دوسرا برهمنہ اور سهوان اب بهي موجود هی اور آلر جو سند کا دارالسلطنت تها اُسکے پورانے کهنڈروں کو کپتان برنس صاحب نے دریاے اٹک پر بکر کے پاس دیکھا هی (برنس صاحب کا سیاحت نامہ جلد ۳ صفحہ ۷۶) محمد قاسم کے سالم کے پاس کے خاص خاص کوچ اور دریاے اٹک سے عبور کرنے کے موقع کي نسبت کئي شبہہ هیں مگر ملک میں داخل هونے اور جگہہ جگہہ تاخت تاراج کرنے میں کچھہ شک شبہہ نہیں تاریخ فرشتہ والے نے اُس مقام کو اجدر لکھا هی جہاں بڑي لڑائي پڑي اور بڑا محاصرہ پیش آیا مگر غالب یہہ هی کہ یہہ کاتب کا سهو هی کہ آرر کي جگہہ جو بجاے آلر کے مشہور هی اجدر لکھا گیا

مانند ظاھر ھوتا تھا چنانچہ جب کسي بستي پر حملہ کیا جاتا تھا تو بستي والوں سے پہلے پہل یہہ درخواست کیجاتي تھي کہ تم اسلام قبول کرو یا جزیہ ادا کرو اور انکار کي صورتمیں بستي پر حملہ ھوتا تھا اور ھتیار بند آدمي قتل کیئے جاتے تھے اور اھل و عیال اُنکے لونڈي غلاموں کیطرح بکتے تھے چنانچہ چار شہروں نے اطاعت سے انکار کیا اور لڑنے مرنے پر آمادہ ھوئے اور آخرکار اُنکي گردنیں مارے جانے اور اُنکے جورو بچوں کے لونڈي غلام بنانے کي نوبت پہونچي اور منجملہ اُنکے جسقدر آدمي دو شہروں میں قتل ھوئے اوسط تعداد اُنکي چھہ ھزار تھي اور باوصف اِسکے سوداگر لوگ اور پیشہ والے اور باقي رھنے والے علاوہ اُسوقت کے جو حملے کي لپیٹ سپیٹ میں آجاتے تھے ھر طرح کي تکلیفوں سے محفوظ رھتے تھے *

جبکہ جزیہ شہروالوں سے برضا و رغبت یا بجبر و اکراہ وصول ھوجاتا تھا تو اُنکو حسب دستور قدیم اپنے رسوم مذھب کے اجرا و ادا کا اختیار حاصل ھوتا تھا اور جبکہ خود راجہ بھي ادائے جزیہ پر راضي ھوجاتا تھا تو راج اُسکا اُسیکے قبضہ میں رھتا تھا اور صرف اُسکو وھي تعلق باقي رھتا تھا جو عام باج گزار حاکموں کو ھوتا ھی *

غیر مذھب کے مراعات سے ایک سوال ایسا دشوار و پیچیدہ معلوم ھوا کہ محمد قاسم اُسمیں حیران ھوا اور عرب کو اُسنے لکھا بیان اُسکا یہہ ھی کہ جن شہروں پر کڑے کڑے حملے کیئے گئے اور ھندووں کے مندر خراب اور برھمنوں کے روزینہ اور جاگیریں ضبط ھوئیں اور مذھبي رسموں کي ممانعت کي گئي تو پھر اُنکو اجراء رسوم اور بت پرستي کي اجازت دینا مزاحمت نکرنے سے زیادہ بت پرستي کا ممد و معاون ھونا ھی جواب اُسکا یہہ ملا کہ جب لوگوں نے جزیہ قبول کیا تو حقوق رعایا کے مستحق ھوگئے اور مندروں کي تعمیر اور رسومات کے اجرا کي اجازت دیني چاھیئے اور جو جاگیریں کہ برھمنونکي ضبط کي گئیں وہ وا گذاشت کیجاویں اور تین روپیہ سیکڑا ملک کے محاصل پر جو ھندو حکام اُنکو دیتے تھے وہ حکومت

اِسلام سے بھي ملاکریں اگرچہ محمد قاسم کا نوعمري اور شبابکا عالم تھا مگر معلوم هوتا هی کہ وہ هوشیار اور دلجوئي کرنیوالا تھا چنانچہ اُسنے بہتسے راجاؤں کو ترغیب دیکر لڑائیوں میں شریک اپنا کیا اور جب لڑائي پوري هوئي تو اُسنے اس پرانے هندو کو جو راجہ داهیر کے عهد سلطنت میں وزیراعظم اسکا تھا وزیر اپنا بنایا اور اس سے واضح هوتا هی کہ اُسنے حقوق قدیمہ کي حفظ و مراعات اور قواعد و قوانین کے قیام و اجرا کے قابل اسیکو سمجھا † *

مسلمان مورخوں نے یہہ بیان کیا کہ محمد قاسم نے قنوج کي جانب کوچ کي طرح ڈالي جو گنگا کے قریب واقع هی اور اُسیکے زمانہ کا ایک مورخ ‡ ایک ایسے مقام پر پہونچنا اُسکا بیان کرتا هی جو اودے پور سمجھا جاتا هی مگر محمد قاسم کے پاس کل چھہ هزار آدمي اول میں تھے اور بعد اسکے دو هزار آدمي اور آئے تھے جس سے صرف اتنا فائدہ هوا هوگا کہ پہلي تعداد باقي رهي هوگي اور اِسي وجہہ سے یہہ بات سمجھہ

† هند و سند کي فارسي تاریخ کا قلمي نسخہ — اس نسخہ کو جو لندن میں انڈیا هوس کے کتب خانہ میں موجود هی اُسوقت تک مینے نہیں دیکھا تھا کہ محمد قاسم کے معرکوں وغیرہ کے حالات پورے لکھہ چکا تھا معلوم هوتا هی کہ بہت سے حالات اُسکے اِسي کتاب سے لیئے گئے جیسي کہ صورت اُسکي اب موجود هی اُسکو محمد علي بن حامد نے سنہ ۱۲۱۶ ع مطابق سنہ ۶۱۳ هجري میں لکھا تھا مگر یہہ ایک عربي کتاب کا ترجمہ هی جو قاضي بکر کے پاس موجود تھي اور ضرور هی کہ عربي کا اصل نسخہ محمد قاسم کے فتوحات کے بعد هي لکھا گیا هوگا اِس لیئے کہ اُسمیں زندہ لوگوں کے حوالہ دیئے هیں اگرچہ اِس نسخہ میں بہت سي دقت طلب تقریریں اور اُن بڑے بڑے لوگوں کے خط جو اس مہم میں شریک تھے مندرج هیں مگر محمد قاسم کي تمام مہمات اور اُسکے زمانہ سے پہلے کي هندو سلطنوں کا حال ٹھیک ٹھیک تفصیل وار ایسا بیان کیا هی کہ کسي جگہہ ایک بیان دوسرے بیان کے مخالف نہیں بہت سے مقاموں کے نام اِس کتاب میں درج هیں اگر کوئي آدمي زبان سنسکرت سے ایسا واقف هو کہ عربي مصنف اور مترجم کي غلطیوں کو جو اُن ناموں کي صحت میں هو گئي هیں اور خصوص کاتبوں کي غلط فہمیوں کو ٹھیک ٹھیک کرسکے تو اُس کتاب سے اُس زمانہ کا جغرافیہ بہت کچھہ معلوم هو جاوے

‡ تاریخ هندو سند

میں نہیں آتي که ایسي صورت میں بھي که سند کے قبض و تصرف کے لیئے وہ کچھ فوج اپني نچھوڑ جاتا ایسي مہم کا کیسے ارادہ کرسکتا *

محمد قاسم اپني تدبیروں میں سر گرم تھا که ناگاہ اسپر آفت آئي تمام مسلمان مورخ اسپر متفق ہیں که جو عورتیں که سند سے ہاتھہ آئي تھیں انمیں راجه داہیر کي دو بیتیاں بھي تھیں اور جو نہایت خوب صورت اور نازک اندام تھیں خلیفه † وقت کي حرم بنانے کے لیئے اچھوتي رکھي تھیں چنانچه جب وہ بھیجي گئیں اور خلیفه کے سامنے آئیں تو بڑي بیتي زار زار رونے لگي اور جب خلیفه نے رونے کا باعث دریافت کیا تو اسنے یہه عرض کیا که اپني بدنصیبي سے یہه لونڈي حضور کے قابل نرهي یعني جب که میں محمد قاسم کے قبضه میں تھي تو اسنے بہار میري لوتي اور میري بکارت زائل کي اور چونکه خلیفه فریفته هوگیا تها سنکر نیلا پیلا هوا اور اسیوقت یہه فرمان صادر کیا که محمد قاسم کو کچي کهال میں سیکر دمشق کو روانه کرو چنانچه حکم کي تعمیل هوئي اور وہ کچي کهال میں سیا گیا اور دمشق کو بهیجا گیا اور جب که یہه مردہ وهاں پہونچا تو خلیفه نے اُس پریزاد کو خوش کرنیکے لیئے دکهایا وہ دیکهنے کے ساتهه کهل کهلا کر هنسي اور بیساخته یہه بول اوتهي که محمد قاسم بیگناہ تها اور مجهکو اِنتقام اپنے خاندان کي تباهي کا ‡ منظور تها *

ملک سند سے مسلمانوں کے نکلنے کا بیان

واضح هو که مسلمانوں کي ترقي هندوستان میں محمد قاسم کے ساتهه تهي چنانچه جب وہ مرگیا تو وہ ترقي بهي کوچ کر گئي جو ملک اُسنے فتح کیئے تهے سنه ۷۱۴ ع مطابق سنه ۹۶ هجري میں تمیم نام

---

† یہه خلیفه بني امیه کے خاندان کا چهٹا خلیفه اور نام اُسکا ولید بن ولید تها

‡ برگز صاحب کا ترجمه تاریخ فرشته جلد ۴ صفحه ۴۱۰ آئین اکبري جلد ۲ صفحه ۱۱۹ اور پاٹینگر صاحب کا سیاحت نامه صفحه ۳۸۹

اسکے قائم مقام کو حوالہ کیئے گئے اور خاندان بني اميہ کي تباهي تک یعني چهتیس برس اسکے قبضہ میں رهے بعد اسکے سمیرا کے راجپوت قوم نے بغاوت کي جسکا حال مفصل معلوم نهین اور مسلمانون کو سندہ سے نکالا اور جو ملک اهل اسلام نے فتح کیئے تھے پھر هندوؤں کے قبض و تصرف میں آگئے اور پانسو برس کے قریب انکے قبضہ میں رهے † *

هندوستان میں مسلمانوں کي فتوحات کے نهایت تهوڑے تهرنے کے اسباب

یہہ بات اچنبھے کي هی کہ جب مسلمان اسلام کے پھیلانے اور کامیاب هونے کے پہلے پہل کے جوشوں میں ملتان تک بڑھے چلے آئے تو ایران کي طرح هندوستان پر کیوں مسلط نهوئے اور کیا باعث هوا کہ وہ لوگ ایسے ملک سے یعني سند سے جهاں ایکبار اپنا قدم جما چکے تھے مجبور هوکر نکالی گئے سارا سبب اُسکا یہہ تھا کہ دونوں ملکوں کي صورت برابر نتھي اگرچہ هندوستان کي دولتمندي اور زرخیزي کي شهرت اور اُسکے رهنے والوں کي نازپروري کے باعث سے کشور کشایوں کو اُسکي آرزو هوئي مگر ایسے امور اُنکو پیش آئے هونگے کہ تاثیر اُنکي عرب والوں کي بیطرح گرمجوشي پر غالب آئي هوگي *

اگرچہ ملک ایران میں دین و حکومت دونوں پر حملہ کیا گیا مگر وهاں ایک کي تائید دوسرے سے نهو سکي چنانچہ اتش پرستوں کے پوجاري نهایت ذلیل اور بیعزت لوگ تھے ‡ اور اُنکے دین میں کوئي

† برگز صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ جلد ۴ صفحہ ۴۱۱ اور آئین اکبري جلد ۲ صفحہ ۱۲۰ تاریخ فرشتہ جلد ۱ صفحہ ۷ کي بموجب نکالے هوئے عربوں میں سے تهوڑے لوگ افغانستان میں آباد هوئے

‡ مجوسیوں کے زمانہ قدیم اور زمانہ حال کے مسائل کے مقابلہ اور امتحان کے واسطے اوس کاین صاحب کے جواب مضمون کا ملاحظہ چاهیئے جسمیں پارسیوں کے مقدس کتابوں اور مذهب پر گفتگو هی اور وہ حال لٹریري سوسئیٹي بمبئي کي جلد ۲ صفحہ ۲۹۵ میں مندرج هی

بات ایسي نتهي جس سے لوگوں کے دلوں میں کچھہ جوش خروش اور آمادگي پیدا هووے اور برائي اور بهلائي پهونچانے والے دیوتوں کے اختیار و قدرت کو ایسا برابر ٹهرایا هی که ضرر رساں دیوتے کي ایذا و ضرر رساني کے ارادوں سے بچنے کے لیئے بهلائي کے دیوتا سے کوئي کافي مدد حاصل نہیں هوسکتي اور اسي باعث سے ضرر رساں دیوتے کي رضا جوئي اور خوشامد کے لیئے بہت سي بچونکي سي حرکات کرنے پر توجہہ صرف † کرتے هیں *

ایسے دین کے معتقدوں کو جن پر پوجاریوں کا کچھہ رعب داب نتها ایک خداے رحیم و قوي کا معتقد کرانا ایسا معلوم هوا هوگا که گویا دین کے بڑے عمده اصول تک رسائي نصیب هوئي اور جب که ایک هي بادشاه کي تباهي سے سارے ملک کي حکومت تباه هوگئي تو قوم کے مفتوح هونے اور مسلمان هو جانے کا کوئي مانع مزاحم نرها *

برخلاف اُسکے هندوستان میں پوجاریوں کا ایک قوي گروه ایسا تها که وه حکومت کے کار و بار میں هر طرح سے شریک و دخیل تهے اور تمام لوگ اُنکا پاس لحاظ کرتے تهے اور هر شخص کے دل میں رعب داب اُنکا بیٹها تها اور وهاں ایک ایسا مذهب جاري تها که اُسمیں لوگوں کے قوانین اور رسم و رواج خلط ملط تهے اور لوگوں کے دلوں میں جو خیال پیدا هوتے تهے یا هو سکتے تهے وہ اُن سب پر محیط تها اور باوصف اسکے تبدیلي کا خوف اور تهوڑي بہت دلاوري بهي تهي جو غالب غنیم کے کڑے حملوں کي روک تهام کرنے اور ایام گزاري سے انکا زور و شور گهٹانیکے لیئے مناسب هوتي هی علاوه اسکے اُنکي نا اتفاقي بهي مفید تهي یعني اگر ایک راجا کو تباه کیا تو حمله کرنے والی کے دشمنوں میں سے ایک کم هوگیا اور دوسرا حریف اُسکے بعد مقابله کرنیکو باقی رها اور جسقدر که وه حمله آور آگے کو بڑهیگا اُسیقدر فوج اُسکي گهٹتي جاویگي اور جہاں سے اسکو رسد وغیره کا

† ارس کائن صاحب کا جواب مضمون صفحه ۳۳۵

سامان آسانی سے بہم پہونچتا تھا وہاں سے دور پڑتا جاویگا اور اپنے مخالفوں کو کوئی ایسا بڑا صدمہ نہ پہونچا سکیگا جسکے ذریعہ سے مہم آسانی پوری ہو جاوے *

جن لوگوں نے پہلے پہل هندوستان پر حملہ کیئے امور مذکورہ بالا کا اثر اُنکے دلوں پر کیساهي کچهہ هوا هو مگر یہہ باتیں تحقیق کرنے والے کي توجہہ کے قابل هیں اُسلیئے کہ همکو یہہ سمجهنا چاهیئے کہ یہي باتیں هندوستان میں اسلام کي دهیمي ترقي اور اور ملکوں کي مانند اُسکے اجرا میں سختي نہونے اور غیر مذهب کو گوارا رکهنے کے باعث هیں *

واضح هو کہ جن حالات کو هم بیان کر رهے هیں اُنکے ظہور کے وقتوں میں اور بهي سبب تهے جنکي بدولت هندوستان میں مسلمانوں کي ترقي جهمیلے میں پڑگئي یہاں تک کہ اُنکي حکومت کا مزاج بدلتا چلاگیا چنانچہ سردار اُنکے نہایت گرم دیندار واعظوں سے دنیادار بادشاہ هوگئے اور اسلام کے پهیلانے کي پوري پوري رغبت نرهي بلکہ جاہ و حشمت کے بڑهانے پر پڑے اور علیٰ هذالقیاس اچهے جفاکش سپاهیوں سے ایسے عیاش اور عالیشان بادشاہ بنگئے کہ جنکو فتح کي خوشي کے علاوہ اور بهي بہت سي خوشیاں اور لڑائي بهڑائي کے سوا اور بهي بہت کام کاج هوتے هیں چنانچہ خلیفہ دویم حضرت عمرؓ جب بیت المقدس کو اپنے لشکر میں گئے تو هتیار اور کهانے پینے کا سامان ایک هي اونٹ پر لادا اور اُسي پر سوار هوگئے اور خلیفہ سویم حضرت عثمان جب دن کے کام کا بقیہ رات کو پورا کرچکتے تهے تو چراغ اسلیئے گل کرتے تهے کہ بیت المال کا تیل اُنکے ذاتي کام میں صرف نہووے اور بعد اُنکے سو برس کے اندر اندر خلیفہ مہدي ایسا هوا کہ پان پانچ سو اونٹوں پر صرف برف لدوا کر منگاتا تها اور خلفاے عباسیہ کے ایک ایک دن کا خرچ پہلے چاروں خلیفوں کے عہد خلافت کے خرچ کي برابر پڑا علاوہ اسکے مامون رشید کے عہد خلافت میں جو یوناني کتابوں کے

ترجمہ ہوئے تو یہہ کام اُس طبیعت کے جسکے سبب سے خلیفہ ثاني اسکندریہ کے کتب‌خانہ جلانے پر امادہ ہوئے اُسیقدر مخالف تھا جسقدر کہ اختلاف کفایت شعاري اور عیاشي کا اوپر مذکور ہوا *

یہي باعث ہوا کہ عرب کي فتوحات نے شرقي ملکون میں ترقي نہ پکڑي بعد اُنکے جن لوگوں نے هندوستان پر حملے کیئے اب اُنکا حال ہم لکھینگے *

تاتاري قوموں کا بیان

جب کہ سنہ ۶۵۱ ع مطابق سنہ ۳۱ هجري میں اهل عرب نے ایران کو فتح کیا تو اُس خطہ سے اُنکي ایراني قلمرو کي حد فاصل دریاے اکسیس تھا جسکا نام اهل عرب نے دریا کے پار ہونے کے سبب سے ماوراءالنہر رکھا جسکے معنے هندي میں دریا سے آگے اور انگریزي میں ترین‌ساگزیانہ هے اور شمالي حد اس خطہ کي دریاے جیکسرتیز اور مغربي حد اُسکے بحر کاسپین اور شرقي حد اُسکي کوہ اماس هی اگرچہ اس خطہ میں بڑے بڑے جنگل واقع هیں مگر بعض بعض اُسکے حصے نہایت پیداوار اور بڑي کاشت کے قابل هیں اور جب کہ یہہ ملک اهل عرب کے قبض و تصرف میں تھا تو معلوم هوتا هی کہ منجملہ زرخیز حصوں دنیا کے اول پایہ کا تھا اور اُس خطہ † میں کچھہ لوگ تو ایسے تھے کہ وہ مستقل آبادي رکھتے تھے اور کچھہ لوگ ایسے تھے کہ وہ خانہ بدوش اور چرواہے تھے مگر مستقل سکونت والے کثرت سے ایراني اور خانہ بدوش تاتاري تھے اور یہي حال آج تک چلا آتا هی اور غالب یہہ هی کہ قدیم سے ایسا هي چلا آیا هی *

† ارس کاین صاحب کے ترجمہ تاریخ بابر کے دیباچہ کا صفحہ ۳۳ اور هیرن صاحب کي تحقیق مندرجہ تحقیقات ایشیا جلد ایک صفحہ ۲۶۰ جب کہ اهل عرب نے یہہ ملک فتح کیا تو اُسمیں فارسي بولي جاتي تھي اور اسکي ایک مشهور سند مورخہ سنہ ۷۱۶ ع مطابق سنہ ۹۳ هجري کے کپتان برنس صاحب نے اپنے سیاحت نامہ کي جلد دو صفحہ ۲۶۹ اور ۳۵۶ میں دي هی

ماوراءالنہر کے تاتاریوں † کے حالات سے اُنکی پاس پروس کی قوموں کی تاریخیں اور ہندوستان کی تاریخ جو بہت کچھہ معمور ہی اسلیئے جی چاہتا ہی کہ اُنکی اصل اور پہلی حالت دریافت کی جاوے مگر اس تحقیقات میں بہت سی مشکلیں پیش آتیں ہیں ہاں تحقیق اسبات کی بہت اچھی ہوگی کہ منجملہ اُن تینوں بڑی قوموں کے جنکو عموماً تاتاری کہا جاتا ہی ماوراءالنہر کے تاتاری کن میں داخل ہیں اگرچہ ترکوں اور مغلوں اور مجوسیوں کے اختلاف زبان کی دلیل سے ایک طرح کا امتیاز اور علاوہ اُسکے اور بھی خاص خاص ایسی باتیں ہیں جنسے فرق اُنکا ظاہر ہوتا ہی مگر اُنکی چال ڈھال اور رنگ روپ میں ایسی عام مشابہت ہی کہ ایک اجنبی آدمی دور سے دیکھے تو بہت دشواری سے فرق اُنمیں کرسکے اور اُنکی زبانوں کا اختلاف سنسکرت اور یونانی کا سا اختلاف ہی اور جسطرح کہ ان دونو زبانوں میں ہم اصل ہونیکے مشابہت ہی ویسی ہی ان تاتاریوں کی زبانوں میں مماثلت پائی جاتی ہی ‡ تحقیقات مذکورہ میں اُنکے ملکوں کے موقعوں سے بہت تھوڑی امداد ملتی ہی چنانچہ ہمارے زمانہ میں مجوسی لوگ مشرق کی جانب اور مغل بیچا بیچ میں اور ترک مغرب کی جانب بستے ہیں اور ترکوں کے بسنے کے مقام اُس زمانہ میں کسیقدر پلٹ چکے ہیں جسکی تاریخ اب صحیح موجود ہی اور یہہ بیان ممکن نہیں کہ اُس

† واضح ہو کہ لفظ تاتار اور تاتاری کا استعمال اہل یورپ کی راے کے بموجب بہت بڑے خطہ اور بہت سی قوموں کے مجموعہ پر ہمنے کیا اور جن لوگوں پر اطلاق اس لفظ کا کرتے ہیں وہ لوگ اُس سے ایسے کم واقف ہیں جیسے کہ سواے یورپ کے باقی تینوں براعظم کے باشندے ایشیا اور افریقہ اور امریکا والے مشہور ہونے سے ناواقف ہیں پس لفظ تاتار اور تاتاری کا استعمال کئی قوموں میں عموماً بیان کرنیکے لیئے ایسا ہی مناسب ہی جیسے کہ لفظ ایشیا اور افریقہ اور امریکا کا وہانکی بہت سی قوموں کی تعبیر کے واسطے شایاں ہی *

‡ ڈاکٹر پریچرڈ صاحب کی تحریر درباب اقوام حصہ بالائی ایشیا کے جو جغرافیہ کی شاہی سوسئیٹی کے حالات کی نویں جلد میں درج ہے ملاحظہ کیجاوے *

زمانہ سے پہلے پہلے وہ کہاں کہاں بستے تھے ایشیا کے جنوب میں عرب کے لوگ اور علاوہ اُنکے اور خانہ بدوش قومیں تر و تازہ چراگاہوں یا تبدیل آب و ہوا کی ضرورت سے بڑے بڑے دور و دراز سفر کرتی ہیں اور ہر قوم کے پاس ایک نہ ایک ایسا خطہ ہوتا ہی کہ وہ اُسکو اپنا سمجھتی ہی اور بہت سی قومیں اُنہیں خطوں میں آباد ہیں جنکو اور قوموں نے پہلے پہل اُنمیں دیکھا تھا مگر تاتار کے لوگوں کا یہہ حال نہیں جنسے بڑی بڑی سلطنتیں ہمیشہ قائم ہوئیں اور علاوہ اُن نقل مکانوں کے جو وہ خاص اپنے ملک کی حدوں میں عیش و آرام کی نظر سے کرتے ہیں کبھی کبھی بلند ہمتی سے بھی خانہ بدوشوں کی طرح جابجا پھرتے ہیں اور ایک دوسرے کو اُسکے ملک سے نکالتے یا اُسکو مطیع اپنا بناتے رہتے ہیں حاصل یہہ کہ وہ لوگ صرف اپنے گھوروں ہی کو بدلتے نہیں رہے بلکہ اُنمیں سے نئے نئے اور بڑے بڑے گروہ قایم ہوئے ہیں اور اُس گروہ کے نام سے جو اوروں سے سبقت لیگیا ہی نئے نام نکلے ہیں چنانچہ کبھی ایک قوم کا قیام دریاے والگا کے کنارےپر بیان کیاگیا اور کبھی اُسی قوم کا ٹھکانا چین کی بڑیدیوار تلے پایا گیا اور جس گروہ سے کہ پہلے کوہ التاے کا ایک وادی بھی آباد نہیں ہوسکتا تھا چند سال کے بعد اتنی پھیل گئی کہ سارے تاتار میں بھی سما نہ سکتی تھی *

یہی باعث ہی کہ تاتاریوں کے کسی خاص گروہ پر نظر جمانا اور اُس گروہ میں جو جو خلط اور تبدیلیاں واقع ہوئیں سراغ اُن سب کا بہم پہونچانا ایسا ہی ناممکن ہی جیسے کہ اُس ایک دیمک کی چال کا حال دریافت کرنا نہایت دشوار ہی جو اپنے بڑے گھر میں پھرتی رہتی ہی *

تاتاریوں کی باقی قوموں میں ترکوں کی قوم اِس سبب سے ممتاز ہی کہ تاتاریوں کے خط و خال اُنمیں بہت کم پائے جاتے ہیں اور رنگ اُنکے چہروں کے گورے اور طور طریقے اُنکے نہایت شایستہ ہیں یہہ اِن اوصاف

کے ذریعه سے تمام وقتوں میں اِس شرط سے پہچانے جاسکتے هیں که همکو یهه پاسه تحقیق هوجاوے که اُنکے امتیاز کا کچهه بهي باعث نهیں هی که اور تاتاریوں کي نسبت اور قوموں کے ساتهه اُنکو ربط و ضبط کے زیادہ موقع هاتهه آئے اور جو ممتازي اُنکو حاصل تهي پہلے وقتوں میں باقي تاتاریوں کو بهي حاصل نتهي جو مغربي خطوں میں بستے هونگے بلکه علاوہ اسباب مذکورہ کے کوئي اور سبب بهي هی † *

اِن قوموں کے فرق و امتیاز کے واسطے اِس بیان سے شاید کچهه اعانت هووے که اوزبک کي قوم جو ماوراالنهر پر في الحال قابض اور ترکمانوں کي قوم جو دریاے اکسیس اور ایشیاے کوچک پر متصرف هی اور شمالي ایران کے خانه بدوش اور قسطنطنیه کے باشندے سارے ترک هیں اور علاوہ اِسکے تیمور کي فوج کا بڑا حصه بهي ترکي لوگ تهے اور چنگیزخاں

---

† قسطنطنیه اور ایران کے ترکوں کے تاتاریوں کیسے خط و خال اتنے معدوم هوگئے که بعضے حکیموں نے کہا هی که وہ کوہ قاف والوں کي اولاد یا اهل یورپ کي نسل میں داخل اور تاتاریوں کي نسل سے خارج هیں اور بخارا اور ماوراءالنهر کے ترکوں کا یهه نقشا هی که باوصف اِسکے که وہ ایک مدت تک ایرانیوں میں رهے سهے اور اُنکي صورتوں میں بہت نرمي آگئي اصلي خط و خال اُنکے ایسي وضاحت سے موجود هیں که وہ پہلي نظر میں تاتاري سمجهے جاتے هیں اور ڈي گگنیز صاحب مورخ کے وقتوں میں جو حال تاتاریوں کے معلوم تهے اُنکے ذریعه سے صاحب موصوف تاتاري قوموں کا امتیاز نکرسکے مگر ایک بات اُنهوں نے ٹهیک لکهي هی که ترکوں کو هیونگنو بهي کہتے هیں اور اٹیلا سردار اور اُسکي فوج کے بڑے حصه کو اُنهوں نے اِسي قوم میں بے کهٹکے داخل کیا هی اور جب که یهه ترک یورپ میں داخل هوئے تو یورپ والوں کے دلوں میں اُنکي ترانی صورت اور وحشیانه طوروں سے ایسي هیبت پیدا هوئي جیسیکه اُنکي نترحات سے ظاهر هوئي تهي چنانچه خود اٹیلا سردار ان قومي خصوصیتوں میں معروف و مشهور تها (گیبن صاحب کي تاریخ روم جلد ۳ صفحه ۷۳۵) هیونگنو یعني ترکوں کي اُس شاخ کا ایک بڑا گروہ جسمیں اٹیلا سردار تها اِس سردار کے زمانه سے پہلے سے ماوراالنهر کے ایرانیوں میں بستا تها اور نام اُنکا قوم کے رنگ و روپ کي تبدیلیوں سے گورے هنز مشهور هوگیا تها ڈي گگنیز صاحب کي تاریخ جلد ۲ صفحه ۲۸۲ اور ۳۲۵

کي فوج کے افسر اور اُسکي فوج کا بڑا حصہ مغل تھے اور وہ تاتاري خاندان جو اج کل ملک چین اور تاتار کے اُس حصہ میں جو چین کے قرب و جوار میں واقع هی حکومت کرتا هی تمام مجوسي هیں *

ماوراءالنهر میں ترکوں کے بسنے کا بیان

بهر حال یهہ خیال کرنا چاهیئے کہ سنہ عیسوي کے آغاز سے ایک مدت پیشتر ایک حصہ ترکوں کا ماوراءالنهر میں بسا تها اور اگرچہ مغلوں کي فوجیں اور نقل مکان کرنے والے گروہ اکثر اوقات اُنپر گذرتے تهے مگر وہ لوگ اپني جگهہ سے کهیں نہ هلی اور جب کہ عرب کے لوگوں نے ماوراءالنهر پر حملہ کیا تو اِن ترکوں میں سے بهت سے خانہ بدوش اور گلہ بان اور کسیقدر مستقل سکونت رکهنے والے تهے † *

اُس زمانہ میں اِن ترکوں پر جو لوگ حکومت کرتے تهے وہ اُنسے کسیقدر مدت کے بعد آکر آباد هوئے تهے غالب یهہ کہ وہ بهي ترک هي هونگے اور یهاں آکرآباد هونے سے تهوڑے دنوں پهلے وہ لوگ ایسي قوموںکے مجموعہ میں مل جل گئے تهے جنکے وہ پیشوا تهے اگرچہ یهہ مجموعہ سو برس پهلے ایران والوں کا باج گزار ‡ تها مگر بعد اُسکے ایسي سلطنت پر قابض هوئے کہ اُسنے بحرکاسپین اور آکسیس سے بیکال کي جهیل اور دریاے ینسي واقع سائیبیریا کے دهانوں تک پانو اپنے پهلائے § تهے اور زمانہ حال میں وہ ایسے ٹوٹ پهوٹ کر چهوٹے چهوٹے گروہ هوگئے کہ چین کي سلطنت کے || خراج گزار بنگئے *

---

† مسلمان عرب والے اور ایران کے باشندے تمام اپنے همسایوں کو ترک کے نام سے همیشہ پکارتے هیں اگرچہ وہ مغلوں کے هونے سے واقف هیں مگر وہ لوگ استعمال اِس لفظ کا ایسا مطلقاً اور عموماً کرتے هیں جیسا کہ هم تاتار کے لفظ کا علی العموم کرتے هیں اور بحث اِس مضمون کي جو ارسکائن صاحب کي تاریخ بابر کے دیباچہ میں صفحہ ۱۸ سے صفحہ ۲۵ تک درج هي دیکهنے کے قابل هی

‡ ڈي گگنیز صاحب کي تاریخ جلد پهلي حصہ ۲ صفحہ ۳۶۹

§ ایضاً صفحہ ۳۷۷ و صفحہ ۳۷۸

|| ایضاً صفحہ ۳۹۳

عرب والوں کا ماوراءالنهر کو فتح کرنا

ایران کي فتح کامل سے پچپن برس بعد اور سند کے قبض و تصرف سے پانچ برس پہلے عرب والوں نے بحر اکسیس یعني نہر جیحون سے عبور کیا اور قتیبه حاکم خراسان اُنکا سردار تها چنانچه پہلے اُسنے شہر حصار پر جو بلخ کے مضافي تها قبضه کیا اور بعد اُسکے سنه ۷۰۶ ع سے لغایت سنه ۷۱۲ ع مطابق سنه ۸۷ هجري لغایت سنه ۹۳ هجري تک چهه برس میں سمرقند اور بخارا کو فتح کیا اور جو ملک اکسیس کے شمال پر واقع هیں اُنپر گذرا اور خوارزم کي سلطنت کو جو ارل کي جهیل † پر واقع هی مطیع اپنا کیا اگرچه ترکوں کے شہروں میں بدوں سخت لڑائیوں کے اُسکا دخل نہوا اور اکثر اوقات اُسکي کامیابي میں شک و شبهه باقي رها مگر آخرکار اُسکي بات اُنکے شہروں میں ایسي بن بڑي که آٹهویں برس یعني سنه ۷۱۳ ع مطابق سنه ۹۴ هجري تک فرغانه کو فتح کرسکا اور کوه اماس اور دریاے جکسرٹیز تک تسلط پایا *

اِسي برس ملک سپین یعني اَندلس بهي فتح هوا اور عرب کي سلطنت اُس حد تک پہونچي که پهر اُس سے زیاده نہوسکي مگر اِس سلطنت میں غایت اقبال کے عهد سے پہلے پہلے خانگي نزاعوں کے آثار پیدا هوچکے تهے اور اُن سے یهه معلوم هوتا تها که تهوڑا عرصه گذرنے پر یهه سلطنت خراب هوجاویگي *

چنانچه پچاس برس کے اندر اندر تیسرے خلیفه حضرت عثمان کے مارے جانے اور چوتهے خلیفه حضرت علي کے امور سلطنت میں کم مستعد هونے سے بغاوت پیدا هوئي اور باغي لوگ کامیاب هوئے اور نتیجه اُسکا یهه هوا که عرب کے حدوں سے باهر خلافت مقرر هوئي اور بني اُمیه کي سلطنت میں جو سنه ۶۵۸ ع مطابق سنه ۳۸ هجري میں بغاوت کي بدولت خلیفه

† یهه جهیل اس زمانه میں خیوا یا آر گنج کے نام سے مشهور هی

میں بیٹھے تھے نوہ برس تک اِس سبب سے خلل پڑا رہا کہ آل پیغمبر کے حقوں کا دعوی بي بي فاطمہ کے نام سے خلافت کي نسبت قایم رہا اور جب کسي فساد و بغاوت کا ظہور ہوا تو یہي بہانہ پیش کیا گیا یہاں تک که سنه ٧٥٠ ع میں خراسان کا بڑا صوبه باغي هوا اور بني اُمیه کي قوت کو بڑا صدمه پہونچا چنانچه رسول خدا کے چچا کي اولاد یعني بني عباس تخت نشین هوئے مگر جو سپاه اور افسر ملک سپین میں تھے وہ بني اُمیه کے طرفدار رهے اسلیئے سلطنت کي قوت پھر بحال نهوئي *

دوسرا باب

اُن شاهي خاندانوں کے بیان میں جو خلیفوں کے بعد قایم هوئے

عباسیوں کے پانچویں خلیفه هارون رشید کي وفات اُس سفر کے باعث سے بہت جلدي وقوع میں آئي جو اُسنے ماوراءالنہر کے باغیوں کي گوشمالي کے لیئے سنه ٨٠٦ ع مطابق سنه ١٩٠ هجري میں اُتھایا تھا † اور اُسکے بیٹے ماموں رشید نے اُنکي سرکوبي کي اور ماموں رشید کے ایک عرصه تک خراسان میں رهنے سے وہ صوبه تهوڑي مدت تک اُسکي سلطنت میں شامل رہا ماموں رشید نے جو خراسان کي بغاوت کي بدولت اپنے بھائي امین سے خلافت چھیني تھي اسلیئے اُسکے دربار کو بغداد میں منتقل هوئے کچھه بہت عرصه نگذرا تھا که امیر طاهر نے جسکي خاص اعانت سے ماموں کے هاتهه خلافت آئي تھی خراسان میں حکومت کیطرح ڈالي یہاں تک که سنه ٨٢٠ ع مطابق سنه ٢٠٥ هجري میں وہ خود مختار هوگیا ‡ اور پھر خراسان اور ماوراءالنہر کسي خلافت میں شامل

† پرایس صاحب کي تاریخ جلد ٢ صفحه ٧٩ اور جس تاریخ کي سند سے اُنھوں نے تاریخ اپني عموماً لکھي وہ تاریخ طبري هے

‡ ایضاً جلد ٢ صفحه ٢٢٥

پہونچے اور بعد اُسکے تھوڑے دنوں گذرنے پر جو خلیفے ہوئے وہ سنہ ٨٦١ ع مطابق ٢٤٧ ہجری تک کٹ پتلی کی طرح ترکوں کے ہاتھہ میں رہی اور اُسی زمانہ سے عرب کی سلطنت کی پوری بربادی سمجھی جاتی ہی † *

طاہر اور صفری خاندانوں کا بیان

واضح ہو کہ طاہر کے خاندان نے پچاس برس سے زیادہ یعنی سنہ ٨٢٠ ع سے سنہ ٨٧٣ ع تک اَمن چین سے بادشاہی کی مگر اُنکی سلطنت نے کچھہ رونق نہ پکڑی *

بعد اُسکے خاندان صفری نے جو بہت مشہور و معروف تھا خاندان طاہر پر غالب آکر اُسکو تخت سے اوتارا مگر یہہ خاندان طاہر کے خاندانسے ‡ تھوڑے دنوں یعنی سنہ ٨٧٢ ع مطابق ٢٥٩ ہجری تک قایم رہا اور یعقوب بن لیث جو اِس خاندان کا بانی مبانی تھا تانبے پیتل کا کام سیستان میں کیا کرتا تھا چنانچہ پہلے اُسنے سنہ ٨٧٢ ع میں خاص اپنے وطن میں بغاوت برپا کی اور بعد اُسکے بحر اکسیس تک تمام ایران پر قبضہ کیا اور جب کہ خود خلیفہ کے دبانے کو بغداد میں گھسا جاتا تھا تو وہ راہ میں ناکام مرگیا اور اُسکے جی کی جی ہی میں رہی اور اُسکے بھائی عمر کو آل ساماں نے شکست فاحش دیکر گرفتار کیا اور اُسکے خاندان کی بڑائی اُسی روز تمام ہوچکی جو سنہ ٩٠٣ ع مطابق سنہ ٢٩٠ ہجری تک قایم تھی اگرچہ اُس خاندانکے ایک نوجوان شاہزادہ نے باوصف نکل جانے اور سب ملکوں کے خاص سیستان میں کئی سال آپ کو بنائے رکھا § *

اگرچہ صفری خاندان کی حکومت چالیس برس سے زیادہ نرہی مگر یاد اُنکی سیستان میں اِس لیئے باقی رہی ہوگی کہ پچاس برس بعد یعنی سنہ ٩٦٤ ع مطابق سنہ ٣٥٣ ہجری میں ایک شخص اُسی

† پرایس صاحب کی تاریخ جلد ٢ صفحہ ١٥٥
‡ ایضا صفحہ ٢٢٩
§ ایضا صفحہ ٢٣٣

خاندان کا سیستان میں خود † مختار هوا جسکو سلطان محمود نے أسکے زوال خاندان پر سو برس گذر جانے کے بعد یعني سنه ۱۰۰۲ ع مطابق سنه ۳۹۲ هجري میں اپنا مطیع ‡ کیا *

آل سامان کا بیان

واضح هو که ساماني خاندان ایکسو بیس برس سے زیاده زیاده یعني سنه ۸۹۲ ع مطابق سنه ۲۷۹ هجري سے سنه ۱۰۰۴ ع مطابق سنه ۳۹۵ هجري تک قایم رها اگرچه اِس خاندان نے هندوستان پر حمله نهیں کیا مگر جسقدر که پہلے خاندانوں کو تاریخ هندوستان سے علاقه رها اُس سے زیاده زیاده اِس خاندان کو تعلق رها نام اِس خاندان کا اُنکے کسي بزرگ سے یا بلخ و بخارا کے کسي شهر خاص سے نکلا هی جہاں کا § وه اپ کو بتاتے تھے جبکه خلیفه مامون کي دارالخلافت خراسان میں تھے تو اس خاندان میں سے جس شخص کا (یعني سامان کا) تاریخ میں پہلے پہل مذکور هوا هی اور وه ذي رتبه بھي تھا اُسپر خلیفه نے التفات اور نوازش فرمائے چنانچه خلیفه کے حکم کے بموجب سامان کے تین بیٹے اکسیس پار حاکم مقرر هوئے اور ایک بیٹا اُسکا هرات کا حاکم هوا چنانچه خاندان طاهر کے عہد میں بھي یهه حاکم قایم رهے بعد اُسکے یعقوب بن لیث کي وفات یعني سنه ۸۱۷ ع مطابق سنه ۲۰۲ هجري سے سنه ۸۲۰ ع مطابق سنه ۲۰۵ هجري تک ماوراالنهر اُنکے قبضه میں رهي یہاں تک که وه بہت سي فوج سواروں کي لیکر دریاے اکسیس سے گذرے اور غالب یهه هی که وه سوار اُن کے ترکي رعایا تھے اور عمر بن لیث کو گرفتار کیا اور جو ملک که عمر بن لیث نے فتح کیئے تھے واقع سنه ۹۰۰ ع مطابق سنه ۲۸۷ هجري میں اُنپر قابض هوئے اور اگرچه خلیفه سے بے تعلق ره کر

---

† پرایس صاحب کي تاریخ جلد ۲ صفحه ۲۴۳

‡ ایضاً صفحه ۲۸۲

§ هوسلي صاحب کا ترجمه تاریخ ابن حاکل صفحه ۳۰۲

اِس ملک پر مستقل حکومت کي مگر براے نام اُسکي طرف سے حاکم رہے یہاں تک کہ اُس ملک کا بہت سا حصہ دیلم کے خاندان نے دبایا جو ماژندران کے ایک ضلع سے آئے تھے اور بانی مباني اُنکا ایک مچھلي والا تھا جو بحر کاسپین پر مچھلیاں پکڑا کرتا تھا *

دیلم کے خاندان کا بیان

ماژندران کو ایران سے علحدہ سمجھنے کے بعد جو حصہ ملک ایران کا باقي رہتا ھی اسمیں سے ماژندران کا ملک اسطرح سے الگ ھی کہ پہاڑوں کے بڑے بڑے سلسلہ درمیان میں واقع ھیں اور اسي باعث سے وھاں رسائي دشوار ھی اور اسلیئے کہ وھاں بڑے بڑے جنگل ھیں اور وھاں کي آب و ھوا بھي بہت خراب ھی دشمنوں کے حملوں سے محفوظ ھی اور یہي باعث ھی کہ سارے ماژندراني مسلمان اور مغلوب نہ ھوئے اور ھمیشہ وھاں بکھیڑے رھے اور اکثر اوقات آتش پرستوں کا قبضہ رھا اور شور و فساد برابر ھوتا رھا مگر خاندان دیلم نے وھاں قدر و منزلت پیدا کي اور اخرکار اُنکي قوت ایسي قوي ھوئي کہ خاندان ساماني سے ایران کے مغربي صوبہ چھینے اور بغداد پر قابض ھوئے اور خلیفہ کو گرفتار کیا اور خلیفہ کے نام سے سو برس سے زیادہ یعني سنہ ۹۳۲ع مطابق سنہ ۳۲۱ ھجري سے سنہ ۱۰۵۵ع مطابق سنہ ۴۴۸ ھجري تک ایک بڑے ملک پر حاکم رھے *

ساماني خاندان آل دیلم کي فتوحات سے نقصان اُٹھانے کے بعد بھي خراسان اور ماوراءالنھر پر قابض رھا اور اُنمیں سے غزني کا خاندان نکلا جو مسلمانوں کي سلطنت کا ھندوستان میں باني ھوا *

الپتگین باني خاندان غزني کا بیان

عبدالملک خاندان ساماني کے پانچویں بادشاہ کے عہد سلطنت میں الپتگین اس خاندان جدید کا باني صاحب جاہ و حشمت ھوا اور اصل اُسکي یہہ ہے کہ وہ ایک ترکي غلام تھا اور کام اصلي اُسکا یہہ تھا

که اپنے اقا کے جي کو بہان منے کے سوانگوں اور نتوں کي بازيوں سے بہلایا کرتا تھا † *

اُسوقت میں یہہ دستور جاري تھا کہ غلاموں کو امانت کے عہدے تفویض کیا کرتے تھے چنانچہ الپتگین اپني هوشیاري اور مردانگي اور دیانت امانت کي بدولت تهوڑے عرصه بعد یعني سنه ۹۶۱ ع مطابق سنه ۳۵۰ هجري میں خراسان کا حاکم مقرر کیا گیا اور بعد اُسکے جب آقا کا انتقال ‡ هوا تو اُس سے یہه مشورہ لیا گیا که منجمله خاندان سلطنت کے کون شخص اُسکي جانشیني کے قابل هی مگر اُس شامت کے مارے نے منصور کے خلاف پر راے اپني دي جسکو اور سرداروں نے پسند کیا تها چنانچه منصور بادشاہ ناراض هوا اور اُسکو حکومت سے معزول کیا اور غالب یہه هی که اگر وہ اپنے دشمنوں سے پیچها چهوڑا نے میں بڑا سپاهیانه هنر ظاهر نکرتا تو اگر جان اُسکي نه جاتي تو مقید هونے میں کچهه شبهه هي نه تها مگر اُسکے پاس دوستوں کا ایسا معتبر گروہ تها که اُنکي اعانت سے جان اپني بچا گیا یہاں تک که مقام غزني میں کوہ سلیمان کے بیچا بیچ صحیح سالم جاپهونچا اور اُس هموار ملک میں یہه نیا حاکم قرار پایا جسمیں بلخ اور هرات اور سیستان داخل هی اور خاندان ساماني کا مطیع و فرمانبردار رها لیکن اُس خطه کے قوي باشندوں پر جو اٹک اور اس ملک کے درمیان میں واقع هی خاندان ساماني کے حملوں کا اثر نہوا اور اگرچه یہه خطه سب کا سب الپتگین کا مطیع نه تها مگر اُسکي خود مختاري کے لیئے یک قلم ممد و

---

† ڈي هربي لاٹ صاحب کي تحریر الپتگین کے باب میں ملاحظه کرني چاهیئے

‡ پرایس صاحب کي تاریخ جلد دو صفحه ۲۴۳ اور ڈي گگنیز صاحب کي تاریخ جلد ۲ صفحه ۱۵۵ اور تاریخ فرشته جلد ۱ صفحه ۱۲ میں اُسکی فساد کي تاریخ سنه ۹۶۲ ع مطابق سنه ۳۵۱ هجري لکهے هیں اور ڈي هربي لاٹ صاحب نے سنه ۹۱۷ ع مطابق سنه ۳۰۵ هجري قرار دیئے هیں مگر ظاهرا مصنف یا چهاپنے والے کي غلطي هی اسلیئے که تاریخ وفات بهي الپتگین کي اُنهوں نے اور مورخوں سے کچهه مختلف سے بیان کي هي

مماں تھا ایک مورخ بیان کرتا هی که تین هزار غلام قواعدداں الپتگین کے ساتھہ بھاگ آئے تھے اور غالب ہے که یهه غلام أسكي مانند ترکي غلام هونگے اور بلاشبهه أسكے پاس کبھي کبھي ایسے ایسے سپاهي آتے رهے هونگے جو أسكي عهد حکومت میں أسكے ملازم هونگے مگر غالب يهه هی که أسكي فوج کا بڑا گروہ أس ملک سے اکھٹا هوا هوگا جہاں بود و باش أسكي أن دنوں تھي ‡ اور اس آباد ملک کے باشندے نامرد نتھے اگر پہاڑوں کے افغان أسكي رعايا نہونگے تو کام أنسے مزدوري پر لیا هوگا مگر معلوم هوتا هی که أس نے ملک بڑھانے کا اراده نکیا اور خود مختاري سے چوده برس کے اندر یعني § سنه ۹۷۶ ع مطابق سنه ۳۶۵ هجري میں اپنے موت مرگیا اور بقول ڈي هربي لاٹ صاحب کے سنه ۹۶۲ ع مطابق سنه ۳۵۳ هجري میں انتقال أسکا هوا *

سبکتگین کا بیان

سبکتگین ایک غلام الپتگین کا تھا جسکو أسنے ایک سوداگر سے جو أسكو ترکستان سے لایا تھا خرید کیا تھا اور بتدریج أسكو ایسے اختیار و مرتبه پر پہونچایا که بعد أسكے وهي أسكي حکومت کا بڑا سردار ٹھرا اور آخرکار أسکا جانشین هوا *

بہت مورخ لکھتے هیں که الپتگین نے سبکتگین کو بیٹي دي اور اپنا وارث || مقرر کیا اور بعضی مورخ نکاح کا پہلے هونا بیان نہیں کرتے مگر سکي جانشیني کو استحکام دیتے هیں ⊥ *

---

† پرایس صاحب کي تاریخ جو خلاصة الاخبار سے انتخاب کي گئي جلد ۲ صفحه ۱۲۳

‡ ڈي هربي لاٹ صاحب کي تحریر الپتگین کے باب میں

§ پرایس صاحب کي تاریخ جلد ۲ صفحه ۲۲۳ اور تاریخ فرشته جلد ۱ صفحه ۲۳ اور ڈي گگنیز صاحب کي تاریخ جلد ۲ صفحه ۱۵۶

|| ڈي گگنیز صاحب کي تاریخ بحواله ابوالفدا جلد ۲ صفحه ۱۵۶ اور ڈي هربي لاٹ صاحب کي تاریخ بحواله اخوند میر

⊥ پرایس صاحب کي تاریخ جلد ۲ صفحه ۲۲۶

تاریخ فرشته میں لکھا هی † که سنه ٩٧٥ ع مطابق سنه ٣٦٥ هجري میں الپتگین مرگیا اور اسحاق نامي ایک بیٹا چھوڑا جسکو سبکتگین ‡ همراه اپنے بخارا کو لیگیا تها اور جب که اُسکو منصور ساماني نے غزني کا حاکم مقرر کیا تو سبکتگین کو اُسکا نائب قرار دیا اور جب وہ سنه ٩٧٧ع مطابق سنه ٣٦٧ هجري میں مرگیا تو سبکتگین کو جانشین اسکا مانا گیا اور الپتگین کي بیٹي کي شادي اسکے ساتهه هوئي *

هنوز اپني جدید سلطنت پر سبکتگین نے پورا پورا تسلط نهیں کیا تها که دشمنوں سے بچانے میں جد و جهد اسکو کرني پڑي § *

راجه جیپال والیئے لاهور کا غزني پر حمله کرنا اور ناکام واپس آنا

جو هندو که اٹک کے آس پاس بستے تهے انکو یهه بات ناگوار هوئي

† برگز صاحب کا ترجمه تاریخ فرشته جلد ایک صفحه ١٣

‡ سبکتگین کي ایک کهاني اُن دنوں کي بیان کي گئي هی که وہ ایک سوار تها اور اُس کهاني سے اگر سبکتگین کي آدمیت واضح نهیں هوتي تو مورخ کي انسانیت بلاشبهه ظاهر هوتي هی اور وہ یهه هی که ایک روز اُسنے شکار کرنے میں هرني کے بچه کو پکڑا اور وہ اُسکو خوش خوش لیچلا توبچے کي ماں کو گهوڑے کے پیچهے دیکها اور اُسکي ماں کے چهرہ پر رنج و الم کے اثر واضح پائے چنانچه اُسکو ترس آیا اور اِسبات سے خوش هوکر که اُسکي ماں ممنون هوویگي اُسکو چهوڑ دیا اور جب وہ هرني بچه سمیت جنگل کو چلي تو باربار مڑمڑکر دیکهتي جاتے تهے اور یهه بات اُسکي ایسي پسند آئي که اُسي رات اُسنے رسول‌خدا کي زیارت کي اور حضرت نے یهه فرمایا که اس احسان کے بدلے خدا نے تجکو سلطنت عنایت فرمائي اور یهه تاکید کي که جب تجکو اختیار و مرتبه حاصل هووے تو ترس کو هرگز نه بهولنا

§ اب آینده سے هماري تاریخ کي سند خاص تاریخ فرشته هوگي جسکا مصنف فارسي تها اور بهت دنوں تک هندوستان میں رها اور سولهویں صدي کے اخیر میں هندوستان کے تمام مسلمان بادشاهوں کي تاریخ اپنے زمانه تک لکهي غرض که ایسے مصنف کے ارشاد و هدایت سے جو ایشیا کے مورخوں پر بڑي فضیلت رکهتا هی آپ کو نصیبی والا سمجهتا هوں اور اس تاریخ میں جهاں کهیں ممکن هوا هی میں نے تاریخ فرشته کے کلام کو بالکل نقل کیا هی اسلیئے که کرنل برگز صاحب نے جو اس تاریخ کا ترجمه کیا هی اُسکو درست اور عمدہ کرنا دشوار هی

هوگی که مسلمانوں کي حکومت انکے پاس پروس میں قایم هوگئي اور معلوم ایسا هوتا هی که اس حکومت کے باعث سے هندوؤں کے ملکوں پر اکثر حملے هوتے رهے اور اُنکي جانکو بني رهي غرض که راجه جیپال والیئے لاهور نے جسکي حکومت غزني کے متصل تهي آپ حملے کا ارادہ کیا چنانچه لغمان میں اُس وادي کے سرے پر بهت سي فوج اپني لیکیا جو پشاور سے کابل تک پهیلا هوا هی اور وهاں سبکتگین سے مقابله هوا ابهي دونوں لشکر لڑائي کا محل و موقع تاک هي رهے تهے که باد و بارش کا سخت طوفان آیا اور اُسکو لوگوں نے ایسا غیبي گولا سمجها جو عالم اسباب میں معمولي سببوں سے خارج هو اِس لیئے که هندو لوگ اپنے مخالفوں کي برابر سردي کے سهارنے کے عادي نه تهے اُنهوں نے ایسي همت هاري که راجه جیپال کو کام ناکام صلح کرني پڑي چنانچه سبتگین پہلے صلح پر مایل نهوا مگر آخر کار اس خیال سے که اگر هندو بالکل مایوس هوجاوینگے تو بقول کسیکے که مرتا کیا نهیں کرتا نتیجه اُسکا اچها نهوگا غرض که وه بهي صلح پر راضي هوا اور راجه نے پچاس هاتهي اسکو دیئے اور بهت سے روپئے دینے کا وعدہ کیا *

جب که راجه نے آپ کو محفوظ و سلامت پایا تو جو وعدہ روپئے کا کیا تها اسکے پورا کرنے سے اِنکار کیا یهاں تک که جو آدمي سبتگین نے تقاضے کے لیئے بهیجے انکو مقید کیا *

هندو راجاؤں کا باهم متفق هوکر سبکتگین سے لڑنا اور شکست فاحش پانا

جب که سکبتگین نے یهه معامله دیکها اور اسکو ناگوار گذرا تو اس نے فوج اپني جمع کي اور دریاے اٹک کي طرف دوبارہ کوچ کرنا شروع کیا اور اِدهر راجه جیپال نے یهه سامان کیا که اجمیر اور کالنجر اور قنوج کے راجاؤنکو کمک کے لیئے بلایا چنانچه ایک لاکهه سوار اور بیشمار پیادوں سمیت لغمان کي جانب کو چلا سبکتگین دشمن کے لاؤ لشکر دیکهنے کو ایک ٹیکري پر

چڑھا چنانچہ اسلیے میدان کو فوج کی بھیڑ بھاڑ سے بھر پور پایا مگر وہ هراساں نہوا اُسنے اپنی فوج کی دلاوری اور شایستگی اور قواعد دانی پر مطمئن هوکر فتح کا یقین کیا اور دھاوے شروع کیئے چنانچہ پہلے پہلے هندوؤں کی فوجکے ایک حصہ پر سواروں کی نئی نئی فوج سے پے درپے حملے کیئے اور جب غنیم کی فوج کے پانوں اوکھڑتے دیکھے تو تمام فوج پر دھاوے کا حکم دیا یہاں تک کہ هندو بھاگ نکلے اور اٹک تک انکا تعاقب هوا اور بہت سے مارے گئے اور سبکتگین کے لشکر کے بہت سي غنیمت هاتھہ آئي اور گرد نواح کے پرگنوں سے جو لاهور کي قلمرو میں داخل تھے بہت سا محصول وصول هوا اور راجہ کے ملک پر دریاے اٹک تک قبض و تصرف کرکے سبکتگین نے ایک اپنے افسر کو معہ دس هزار سواروں کے پشاور میں حاکم چھوڑا *

بعد اُسکے لغمان کے افغانوں اور خلجیوں † نے سبکتگین کی اطاعت فی‌الفور اختیار کی اور اُسکي فوج میں وہ لوگ بھرتي هوئے ‡ *

بعد اِن مہموں کے خاص اپني سلطنت کے اِنتظام میں سبکتگین مصروف هوا اور اُن دنوں سلطنت اُسکي مغرب کي طرف قندھار سے آگے

---

† خلجی ایک تاتاري قوم هی جسکا ایک گروہ دریاے جگسرتیز کے مخرج کے پاس دسویں صدي میں بستا تھا اور اُنھیں دنوں ایک گروہ اُسکا سیستان اور هندوستان کے درمیان یعني افغانستان میں بہت مدت سے آباد تھا اور وہ لوگ دسویں صدي تک بھي ترکي بولتے تھے اور معلوم هوتا هی کہ وہ لوگ افغانوں سے پہلے هي سے بڑا علاقہ رکھتے تھے چنانچہ اُنمیں اور افغانوں میں کسیطرح کا فرق و تفاوت کبھي نہیں سمجھا گیا (اِسبات کے دریافت کے لیئے کہ وہ تاتار میں کس خاندان سے نکلے اور کہاں رهتے تھے ڈي گگنیز صاحب کي تاریخ جلد ۳ صفحہ ۹ کے حاشیہ اور ڈي هربي لاٹ صاحب کي تحریر درباب خلج اور بن هاکل کي تاریخ کے صفحہ ۲۰۹ کو ملاحظہ کرنا چاهیئے اور افغانستان میں اُنکي بساست کا حال دریافت کرنیکے واسطے ابن هاکل کي تاریخ کا صفحہ ۲۰۷ دیکھنا مناسب هی اور واضح هو کہ ابن هاکل نے تاریخ اپني سنہ ۹۰۲ اور سنہ ۹۶۸ ع کے بیچ بیچ میں لکھي هی)

‡ برگز صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ جلد ۱ صفحہ ۱۵ لغایت ۱۹

تک پهیلي هوئي تهي اور اسي زمانه میں اسکو اپنے براے نام بادشاہ کي امداد و اعانت کرنے سے جاہ و جلال بڑھانے کا موقع هاتهه آیا چنانچه بیان اسکا آگے آویگا*

خاندان ساماني کي اعانت کرنا سبکتگین کا مشرقي تاتاریوں کے مقابله میں

جب که بغرا خاں تاتاریوں کے بادشاہ نے جو تمام تاتار پر دریاے اماس کے پار چین کے حد شرقي تک قابض و متصرف تها † ساماني خاندان کے ساتویں بادشاہ نوح پر دهاوا کیا تو اُسنے بخارا سے بهاگ کر اکسیس پار پناہ لي مگر اُسکے نصیبوں نے پهر یاوري کي که بغرا خاں کے بیمار هونے اور اپنے ملک کیطرف معاودت کرنے اور مر جانے سے سنه ۹۹۳ ع مطابق سنه ۳۸۳ هجري میں نوح اپنے تخت پر دوبارہ بیٹها بعد اُسکے جب نوح نے حاکم خراسان کي گوشمالي کا ارادہ کیا جو اُسکي بد اقبالي کے وقتوں میں باغي هوگیا تها تو اُس حاکم نے فایق سے رفاقت پیدا کي جو بخارا کا ایک دوسرا امیر تها اور اُسکے هاتهوں سے ساماني خاندان کو پچهلے زمانه میں ایک عرصه تک بہت سي تکلیفیں پهونچي تهیں چنانچه جب یهه دو رفیق سلطنت کي بهتري کي نسبت اپني بهلائي اور بهبودي کے زیادہ خواهاں هوئے تو اُنهوں نے خاندان دیلم کے بادشاہ کو جو اُنکے پاس پروس والے ایران کے صوبوں پر حکومت کرتا تها امداد و اعانت کے لیئے بلایا اُسکو جي جان سے یهه منظور تها که پاس پڑوس میں فساد برپا کرنے سے اپنے ملک و حکومت کو چوڑا چکلا کرے غرض که جب یهه تینوں متفق هوئے تو اُنکے مقابله کے لیئے نوح نے سبکتگین سے اعانت چاهي چنانچه سبکتگین فوج اپني لیکر بخارا کي طرف کچهه رفیقوں کي طرح نهیں بلکه تابعدار

† ڈي گگنیز صاحب کي تاریخ جلد ۲ صفحه ۱۵۷ اور پرایس صاحب کي تاریخ جلد ۲ صفحه ۲۲۷

کي مانند روانه هوا اور اگرچه اُسنے ضعف ناتواني کے حیله سے یهه شرط ٹهرائي تهي که ملاقات کے وقت اپنے گهوڑے سے نه اوترونگا مگر جب وه بادشاه کے سامنے گیا تو بے اختیار اپنے گهوڑے سے کودا یہاں تک که اگر نوح اُسکو بغلگیري کے وقت نروکتا تو وه نوح کے پانوں بهي چومتا *

جب که لڑائي بڑے زور شور سے هو رهي تهي اور نوح کي شکست هوا چاهتي تهي تو خاندان دیلم کے سردار نے یهه دغابازي کي که ڈهال اپني اپني پیٹهه پر صلح کے اشاره سے رکهي اور فوج اپني لیکر سبکتگین کیطرف چلا گیا اگر وه یهه کام نکرتا تو نوح اور سبکتگین کي فوجیں دشمنوں کو کافي نهوتیں مختصر یهه که بعد اِس شکست کے باغي لوگ اُن ملکونمیں سے بهاگکر نکل گئے جو اُنکے قبض و تصرف میں تهے اور نوح نے بعوض اِس بڑي خدمت کے سبکتگین کي حکومت کو غزني پر مستحکم کیا اور خراسان کي حکومت اُسکے بیٹے محمود کو عطا فرمائي اگرچه باغي سردست پریشان هوگئے تهے مگر پهر اُنهوں نے لشکر جمع کیئے اور دوسرے برس یک لخت ایسا دهاوا کیا که محمود کو نیشا پور میں آدبایا اور شکست فاحش دي مگر سبکتگین نے بہت سي سعي و محنت سے پهر اُنکے مقابله کي لیاقت حاصل کي چنانچه سنه ۹۹۵ ع مطابق سنه ۳۸۷ هجري میں لڑائي کا خاتمه هوا اور مقام طوس کے پاس جو اب مشهد مشهور هی اُنکو شکست فاحش† هوئي اور جمعیت اُنکي برهم هوگئي اور فایق کا یهه حال هوا که وه اُس جگهه سے بهاگکر جهاں اُسکو شان و شوکت حاصل تهي الیق خاں جانشین بغرا خاں کے پاس چلا گیا اور الیق خان کے زور اور دباؤ سے نوح اور فایق کي صفائي هوگئي اور وه سمرقند کا حاکم مقرر کیا گیا *

بعد اس انتظام کے نوح نے انتقال کیا اور الیق خاں نے نئے بادشاه کي جانشیني دیکهکر بخارا پر چڑهائي کي رفیق اوسکا یعني حاکم سمرقند

---

† ڈي گگنیز صاحب کي تاریخ جلد ۲ صفحه ۱۵۸ اور پرایس صاحب کي تاریخ جلد ۲ صفحه ۲۳۸ تاریخ فرشته جلد ۱ صفحه ۲۰۲

اُسکا مدد و معاون ہوا اور نئے بادشاہ منصور ثاني کو آخرکار اِس بات پر مجبور کیا کہ تمام اختیار اپنے بادشاہت کا فایق کو تفویض کرے *

سبکتگین کي وفات کا بیان

معاملات مذکورہ بالا کے زمانہ میں یہہ اتفاق ہوا کہ غزني کو واپس آتے ہوئے سبکتگین راہ میں مرگیا † *

خاندان غزني کا بیان

تیسرا باب

محمود کي سلطنت

محمود کا لڑکپن سے یہہ حال تھا کہ وہ اپنے باپ کے زمانہ میں فوج کشیوں اور چڑھائیوں میں ہمراہ اُسکے رہتا تھا اور بقول شخصے کہ ہونے ہار بروں کے چکنے چکنے پات ابتدا سے ہوشیاري اور دلاوري اور ہر کام میں گھس بیٹھہ جانیکے آثار و علامات اُسمیں نمایاں تھے اور جب کہ باپ اُسکا مرا تو وہ نیشاپور میں اپني حکومت پر تھا اور عمر اُسکي تیس برس کي تھي اور لیاقت اور شجاعت کي بدولت ہر طرح جانشیني کے قابل تھا ہاں یہہ بات ضرور تھي کہ غالباً ولادت اُسکي شرعي نتھي ‡ یعني وہ کسي منکوحہ کے پیٹ سے" نتھا اُسکے چھوٹے بھائي اسمعیل نے اُسکے نہونے کو غنیمت سمجھکر بقول بعض مورخوں کے جانشیني کي منظوري باپ سے حاصل کي اور سلطنت پر بلا تامل قبضہ کیا اور اپني بادشاہت کا اشتہار دیا اور منجملہ اُن فائدوں کے جو اُسکو اپنےبڑے بھائي کي نسبت حاصل ہوئی یہہ فائدہ کم نہ تھا کہ باپ کے خزانے اُسکے ہاتھہ آئے اور اُسنے اُن

---

† نوح کے انتقال سے ایک مہینے کے اندر اندر سبکتگین بھي سنہ ۹۹۷ ع مطابق سنہ ۳۸۷ هجري میں مرگیا (تاریخ فرشتہ اور تاریخ ڈي گگنیز صاحب اور تاریخ پرایس صاحب اور تاریخ ڈي ہربیلاٹ صاحب.)

‡ برگز صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ جلد ۱ صفحہ ۲۹

خزانوں کو یوں صرف کیا کہ بڑے بڑے سرداروں کو انعام دیکر اپنی طرف مایل کیا اور فوج کی تنخواهیں بڑهادیں اور طرح طرح کے تماشوں اور جلسوں میں روپیہ لٹاکر لوگوں کے دلوں میں عزیز و ممتاز هوگیا مذکورہ بالا ذریعوں اور زیادہ زور و ستم سے جو سلطنت کے دبانے میں کیئے اور نیز اُس راے کے باعث سے جو بعض بعض کوتاہ فہموں نے اُسکی بڑے استحقاق پر دی سلطنت کے تمام اُس حصہ کی امداد و اعانت حاصل کی جو محمود کے زیر حکومت نہ تھا اور جب کہ محمود کا دعوی قابل نفرت سمجھا گیا تو محمود نے کچھہ نرم معاملہ کیا خواہ اس یقین سے کہ میرا استحقاق ضعیف هی یا اُسکے مزاج میں اعتدال تھا یا اُسنے فریب برتا غرض کہ اُسنے بھائی کے ساتھہ ایک بڑی شفقت ظاهر کی اور یہہ بیان کیا کہ اگر تیری عمر اس لایق هوتی کہ تو ایسے بھاری بوجھہ کو اُٹھاسکے تو میں اپنی خوشی سے تیرا مقابلہ نکرتا اور علاوہ اِسکے یہہ بات بھی کہی کہ اگر تو میرے تجربہکاری کی فضیلت کو تسلیم کرے تو اُسکی عوض میں بلخ اور خراسان کا صوبہ عطا کروں مگر یہہ بات اُسکی فی‌الفور تسلیم نہوئی یہاں تک کہ جب محمود نے یہہ دیکھا کہ اسمعیل سے موافقت کی امید نہیں تو وہ یہہ سوچا کہ اس جھگڑے کا تصفیہ دارالسلطنت پر حملہ کرنے سے هوگا چنانچہ اسمعیل جو اُن روزوں بلخ میں موجود تھا محمود کا ارادہ پاگیا اور غزنی اور محمود کی فوج کے بیچ میں آپڑا اور محمود کو عام لڑائی پر مجبور کیا اور جو بات کہ سرداروں کے غیر مساوی کاموں سے متوقع هوتی هی اُس سے بہت زیادہ عمدہ لڑائی لڑا مگر کھیت اُسکا محمود کے هاتھہ رہا اور غزنی فتح هوگئی اور اسمعیل گرفتار آیا اگرچہ تعظیم و تکریم اُسکی اُسکے پایہ کی مناسب هوتی رهی مگر باقی زندگی اسکی قید میں کٹی *

سامانیہ خاندان کے ایسے ایسے درونی قصی قضایوں سے جو سات مہینے تک برابر برپا رهے ایلق خاں کی کامیابی کو بڑی اعانت پہونچی

چنانچه اسنے رعب داب اپنا منصور ثانے پر بیٹھایا یعني اسکو اسپر مجبور کیا که فایق کو وزیر اپنا بلکه درپردہ آقا بناوے *

اگرچه محمود اپنے پرانے دشمنوں کي حقیقت سے واقف تها مگر اسنے یهه چالاکي برتي که ناواقف بنکر کمال ادب و نیاز سے منصور ثاني کے پاس یهه درخواست اپني بهیجي که خراسان کي حکومت پر مجهکو قایم رکهے مگر یهه درخواست اسکي فوراً نامنظور هوئي اور نئے وزیر یعني فایق کا ایک اوردہ محمود کي جگهه معین کیا گیا *

محمود کي خود مختاري کا بیان

محمود کسي سے باساني حکومت سے خارج نهوسکا چنانچه اُسنے خراسان کے نئے حاکم کو مارکر بهگا دیا اگرچه خود منصور سے نه لڑا جسکو مقابله میں لائے تهے لیکن اُسکے اطاعت کا اقرار بهي نکیا *

محمود اپنے حفظ و حراست کے واسطے بڑے بڑے سامان کرتا رها یهاں تک که اسي عرصه میں دربار کے جهگڑوں اور امیروں کے رشک و حسد سے منصور ثاني تخت سے اوتارا گیا اور آنکهوں سے اندها کیا گیا اور سنه ۹۹۹ع مطابق سنه ۳۸۹ هجري میں عبدالملک کو بطور ایک آله کے جو فایق کے قبضه میں رهے تخت پر بیٹهایا گیا محمود نے یهه واقعه دیکهکر حکم دیا که بني سامان کا نام خطبوں سے خارج کیا جاوے اور خراسان کي حکومت پر مالکانه قبضه کیا بعدهٔ اسکے عبدالملک کا فرمان جسکو عطاے اختیارات کا اختیار حاصل نرها تها خراسان کي نسبت محمود کے نام ایا چنانچه وہ مستقل حاکم هوگیا اور سلطان کا خطاب † اُسنے اختیار کیا اسیوقت سے مسلمان بادشاهوں میں یهه خطاب عام هوگیا *

الیق خاں نے اس لوت کهسوت سے دور رهنے کا ارادہ نکیا جو اور

---

† اگرچه محمود سے پهلے مسلمان بادشاهوں کا یهه خطاب نتها مگر یهه عربي کا پرانا لفظ بادشاہ کے معنوں میں هے

لوگ کر رہے تھے چنانچہ اسنے عبدالملک کی حمایت کا بہانہ لیا اور بخارا پر چڑھائي کي اور تمام ماوراءالنہر پر قبض و تصرف کر کر سامانی خاندان کو خاتمہ پر پہونچایا جو ایک سو بیس برس سے زیادہ سلطنت کرچکا تھا *

محمود اپنے ملک کے قبضہ کي طرفسے مطمئن ہوا اور یہہ بات اسکي مرضي پر موقوف رہي کہ وہ جس طرف چاہے اپني سلطنت کو پھیلاوے چنانچہ جو بادشاہتیں مغرب کي سمت میں واقع تھیں اور دین اسلام کے تعلق اور شہرت کي قدامت سے دلپذیر تھیں وہ اس زمانہ میں ایسي خرابي اور بدعملي کے ہاتھوں میں گرفتار تھیں اور ایسي کچھہ ضعیف و لاچار ہوگئیں تھیں کہ بہت سا حصہ انکا محمود کے قبضہ میں بلا جد و جہد اگیا اور جس اساني سے کہ سلجوقیوں نے باقي حصہ کو دبایا تھا جو ایک زمانہ میں محمود کي رعایا تھے اُس سے محمود کو یہہ بات ظاہر ہوئي کہ آبناے ہلسپانٹ تک اپني حدوں کے بڑھانے میں کوئي روک ٹوک نہوگي *

ہندوستان کے ملک جنکا حال معلوم نتھا محمود کے بہادرانہ مہموں کے لیئے بڑے چوڑے چکلے کھیت نظر آئے اور اس عمدہ ملک کي وسعت و زرخیزي اور کثرت خزاین کے افواہوں اور سوسبزي زمین اور خاص خاص پیداواروں کي شہرت کے سبب سے ہندوستان گویا ایسا ملک تھا جیسے کہانیوں میں مذکور ہوتے ہیں اور اُسکے پاس پروس کي قومیں اُسکي نسبت من مانتي خیال باندہ لیتي تھیں *

ایک ایسے ملک یعني ہندوستان میں جن ارادوں اور مہموں کے پورے ہونے کي توقع ہوئي وہ اسوجہہ سے زیادہ تر اُسکو مرغوب معلوم ہوئیں کہ وہ اسلام کے پھیلانے کا وسیلہ تھیں جسکا رواج ایک نئي قوم میں قایم کرنا ایسا بڑا کام اُن دنوں سمجھا جاتا تھا جو فیروزمند بادشاہوں کو شایاں ہوتا ہے *

علاوہ اُسکے خیالات مذکورہ کي تاثیر اسوجہہ سے محمود کي طبیعت پر زیادہ ہوئي کہ ایک لڑائي میں ہندوؤں کي حقیقت دریافت ہوچکي تھي اور باوصف اسکے اُسکي طبیعت بھي معاون اُسکي ایسي طمع کي تھي جو باوجود اپنے مال و دولت کے ایک مالا مال میدان کے لوٹنے کي پیاسي تھي اور ایسے میدان کي امید سے خوشي کے مارے پھولي نسماتي تھي *

جب کہ ایسے ایسے مطلبوں کا پورا پورا اثر ہوا تو الیق خاں سے صلح کي اور ماوراءالنہر کو اُسکے قبضہ میں چھوڑا اور اپني بیٹي کا نکاح اُسکے ساتھہ کرکے رفاقت کو مضبوط کیا اور خاندان صفري کے ایک باغي کو جسنے سیستان میں بغاوت کي تھي دباکر اور دوسري بغاوت کے تدارک میں جو سنہ ۱۰۰۲ عیسوي میں اس باغي سے سرزد ہوئي اُسکو گرفتار کرکے ہندوستان پر چڑھائي کي *

محمود کي پہلي چڑھائي ہندوستان پر

ایران پر اہل اسلام کا تسلط ہوئي ساڑھے تین سو برس گذرے تھے کہ سنہ ۱۰۰۱ع مطابق سنہ ۳۹۱ ہجري میں محمود غزني سے دس ہزار سپاہي کار آزمودہ ہمراہ لیکر روانہ ہوا اور جیپال والیئے لاہور اپنے باپ کے پرانے دشمن سے پشاور کے قرب و جوار میں جالڑا اور اُسکو شکست فاحش دیکر گرفتار کیا اور ستلج کے آگے مقام بٹنڈہ پر جاکر سخت حملہ کرکے تاخت تاراج کردیا † اور ہندوؤں کے ملک و لشکر سے جوجو قیمتي غنیمتیں

† معلوم ہوتا ہی کہ بٹنڈہ پہلے وقتوں اُس سے زیادہ شان و شوکت کا مکان تھا جو اُسکے ایک جنگل میں واقع ہونے سے سمجھہ میں آتا ہی کرنل ٹاڈ صاحب نے بیان کیا ہی کہ راجہ لاہور کا کبھي یہاں فرودگاہ ہوتا تھا اور کبھي دارالسلطنت میں رہتا تھا اور جو کہ پشاور کي لڑائي ستائیسویں نوامبر سنہ ۱۰۰۱ع میں ہوئي تو محمود آخر سرما میں بٹنڈہ میں داخل ہوا ہوگا اور اُن دنوں پنجاب کے دریا پایاب تو نہونگے مگر سوارونکي فوج کو اوترنے میں تھوڑي دشواري پیش آئي ہوگي

هاتهه آئيں وہ سب ليکر غزني کو چلديا مگر جب که راجا نے خراج کا وعدہ کيا جيسا که اُسکي باپ سے بهي کيا تها تو هندو قيديوں کو تاوان ليکر چهوڑا هاں چند افغانوں کو جو هندوؤں کے ساتهه هوکر لڑے بهڑے تهے يہاں تک قيد رکها که وہ مرکر چهوٹے اور جب که راجه چهوٹ کر آيا تو اُسنے اس باعث سے که کئي بار ناکام اور رسوا هوا تها اور شايد رعايا نے بهي مذهبي تعصب سے تنگ اُسکو کيا تها راج اپنا اپنے بيٹے اننگ پال کو سونپا اور آپ ايک چتا پر چڑها جو اُسکے حکم سے تيار هوئي تهي اور اپنے هاتهه سے آگ لگاکر جل‌بلکر مرگيا *

محمود کي دوسري چڑهائي

اننگ پال اپنے باپ کے عهد و پيمان پر جما رها مگر بهٹيا کے راجا نے جو لاهور کے مطيعوں ميں سے تها اور ملتان کے جنوب ميں حکومت اُسکي جاري تهي اپنے حصه کا خراج دينے سے صاف انکار کيا اور سلطان سے بمقابله پيش آياتو محمود آپ اُسپر چڑهکر گيا چنانچه پہلے اُسکو مضبوط مورچوں سے بهگايا اور پهر اُسکو بڑے قلعه سے نکالا يہانتک که وہ اٹک کي جهاڑيوں ميں جاکر مرگيا جهاں اُسنے جان چهپائي تهي اور بهت سے ساتهي اُسکے اُسکا عوض لينے ميں مارے گئے اور يهه واقعه سنه ۱۰۰۴ع مطابق سنه ۳۹۵ هجري ميں واقع هوا *

محمود کي تيسري چڑهائي

يهه مهم اُسنے ايک اپنے سردار کے دبانے کے لينے کي تهي جو وہ ايک افغان تها † اور سلطان سے باغي هوکر اننگ پال سے بهت موافق هوگيا تها *

غالب يهه هي که پہاڑوں کي قوميں ايسي طرح محمود کي مطيع و تابع نه هوئي تهيں که وہ غزني سے ملتان کو برابر سيدها چلا آتا حاصل يهه

† يهه پٹهان ابوالفتح خاں لودي حامد خاں لودي کا پوتا تها جو هندوؤں سے ملتان اور لغمان کا صوبه ليکر اُنکے شريک هوگيا تها اور جب که سبکتگين نے هندوؤں پر فتح پائي تهي تو اُسنے اُسکي اطاعت کي تهي

کہ اننگ پال سردار ملتان اپنے رفیق اور محمود کے بیچ میں آپڑا اور دونوں لشکروں کا مقابلہ پشاور کے پاس کسی جگہہ واقع ہوا چنانچہ راجہ کی فوج تباہ ہوئی اور شاہدرہ سے جو وزیرآباد کے پاس ہی دریاے چناب تک اُنکا پیچھا دبایا گیا یہانتک کہ راجہ کشمیر کو بھاگا اور وہاں جاکر پناہ اُسنے لی بعد اسکے محمود نے ملتان کا محاصرا کیا اور جب کہ محاصرہ پر سات روز گذرے تو سردار نے اطاعت کی اور بطور باجگزاری کی بڑی مدد دی چنانچہ سنہ ۱۰۰۵ ع مطابق سنہ ۳۹۶ ہجری میں محمود غزنی کو چلا آیا *

محمود کے ملک پر تاتاریوں کا حملہ کرنا اور شکست فاحش کھانا

ملتان کے سردار کو جو مفید شرطیں محمود نے عنایت کیں تھیں سارا سبب اُسکا یہہ تھا کہ محمود کو یہہ خبر پہونچی تھی کہ الیق خاں کے لشکر نے اُسکے ملک موروثی پر بڑا حملہ کیا اگرچہ الیق خاں محمود کا خویش تھا اور بہت قریب واسطہ رکھتا تھا مگر جب اُسنے یہہ دیکھا کہ وہ ہندوستان پر ہمہتن مایل ہی تو اُسکو یہہ ہوس دامنگیر ہوئی کہ خراسان کا صوبہ محمود کے قبضہ سے نکالی چنانچہ اُسنے ایک فوج ہرات اور دوسری بلخ پر قبض و تصرف کے لیئے بھیجی *

مگر اُسنے اپنے مخالف کی قوت کا اندازہ بہت غلط کیا چنانچہ محمود نے اٹک کو سیوک پا سکپال نامی ایک ہندو کے قبضہ میں چھوڑا جو ظاہر میں مسلمان ہوگیا تھا اور نہایت چستی چالاکی سے خراسان کی جانب روانہ ہوا اور غنیم کے سرداروں کو بحراکسیس کے اُسپار جانے پر مجبور کیا *

بعد اُسکے الیق خاں کو حملوں سے دھمکایا یہاں تک کہ اُسنے قادر خاں والئی ختن سے اعانت چاہی چنانچہ قادر خاں پچاس ہزار سپاہی لیکر الیق خاں کی مدد پر روانہ ہوا اور جب کہ الیق خاں کو

ایسي تقویت حاصل هوئي تو دریاے اکسیس سے پار هونے میں توقف نکیا اور بلخ کے قریب محمود سے جا بھڑا مگر محمود اس موقع پر پانسو هاتھي لیگیا تھا اور معقول طور سے ایسي حکمت برتي که اُن هاتھیوں سے اپني فوج کي صفوں کو ضرر نه پہونچے اور غنیم کے گھوڑوں اور آدمیوں پر جو هاتھیوں کے قد و قامت اور شکل و صورت سے محض نا اشنا تھے بخوبي اثر پڑے چنانچه هاتھیوں کي صورت سے تاتاري ڈرگئے اور بہت تیزي و تندي سے حمله نکرسکے مگر بعد اُنکے حمله کے هاتھي اُنپر ٹوٹے اور فوج کے بیچ گھس گئے اور جو کوئي اُنکے آگے پڑا اُسکو چیرچار برابر کیا غرضکه فوج غنیم کو زیر و زبر کیا بیان کیا گیا هے که خود محمود کے هاتھي نے الیق خاں کے نشان بردار کو پکڑا اور الیق خاں اور اُسکي فوج کے سامنے سونڈه سے اُسکو بلند کیا هنوز اُس پریشاني سے سنبھلنے نپاے تھے جو هاتھیوں کي بدولت نصیب هوئي تھي که دونوں لشکر بھڑگئے مگر غزني والوں نے ایسي دلاوري اور تندي سے حمله کیا که تاتاري هر طرف سے پس پا هوئے اور بہت سے قتل هوکر میدان سے بھاگ گئے † اور یہه واقعه سنه ۱۰۰۶ع مطابق سنه ۳۹۷ هجري میں واقع هوا *

الیق خاں کو یہه پیش آیا که چند همراهیوں سمیت اکسیس پار بھاگ گیا اور بعد اُسکے کبھي محمود کا مقابله نکرسکا *

اگرچه محمود نے غنیم کے تعاقب کا پہلے اراده کیا مگر جاڑے کي شدت سے اس ارادے سے باز رها یہاں تک که اپني دارالسلطنت میں بھي جب داخل هوا که کئي سو آدمي اور گھوڑے جاڑوں کے صدقے گئے *

محمود ادهر مصروف رها اور سکپال نے اودهر بت‌پرستي اختیار کي اور بجاے خود باغي هوگیا مگر محمود اُسپر یک لخت آپڑا اور اُسکو گرفتار کیا اور تمام عمر ایک قلعه میں مقید رکھا *

راجه اننگ پال نے جو محمود کا مقابله کیا تھا الیق خاں کے باعث سے محمود اُسکا تدارک نکرسکا تھا مگر اب اُسکو مہمات هندوستان پر توجهه

† تاریخ فرشته تاریخ ڈي‌گگنیز تاریخ ڈي‌هربي‌لاٹ صاحب

کي فرصت هاتهہ آئي تو اُسنے بہت سي فوج اکھٹي کي اور راجۂ سے لڑنے کے لیئے موسم بہار سنہ ۱۰۰۸ع مطابق سنہ ۳۹۹ هجري میں روانہ هوا *

محمود کي چوتھي چڑھائي

اننگ‌پال بھي اُس خطرہ سے غافل نتھا جو اسکو پیش آنیوالا تھا چنانچہ اسنے دور دور کے راجوں کے پاس ایلچي چلتے کیئے اور انکو اُس خطرہ سے بخوبي آگاہ کیا جسمیں وہ محمود کي فتوحات سے مبتلا هونیکو تھے اور استکبابي ضرورت ثابت کي تھي کہ اپنے دین و دنیا کي حفظ و سلامت کي واسطے بہت جلد متفق هونا چاهیئے اور غالب یہہ هي کہ یہہ تقریر اسکي انکے ارادوں کے بھي موافق تھي کہ اونپر تاثیر اسکي بخوبي هوئي چنانچہ اُجین اور کالنجر اور گوالیار اور قنوج اور دلي اور اجمیر کے راجوں نے باهم اتفاق کیا اور اپني اپني فوجیں اکھٹي کرکے پنجاب کي جانب روانہ کیں اور حقیقت میں فوجیں آنکي اسقدر تهیں کہ آسوقت تک اسقدر فوج اکھٹي نهوئي تھي چنانچہ محمود بھي اسقدر غیر متوقع بھیڑ بھاڑ کے دیکھنے سے متردد هوا اور جیسے کہ وہ همیشہ چستي و چالاکي سے بیخطر گھسا چلا آتا تھا بجاے آسکے دشمن کے سامنے ٹھہرا اور پشاور کے پاس ایک جگہہ مقام کیا اور دشمن کے حملہ کا منتظر رها مگر اس قیام کے زمانہ میں غنیم کي فوج روز روز بڑھتي جاتي تھي یہاں تک کہ هندوؤں کي عورتوں نے سونے چاندي کي توموں کو گلاکر اور جواهرات کو بیچکر اس مقدس لڑائي کے ساز و سامان کے لیئے دور دور سے روپیہ کي امداد بھیجي تھي چنانچہ جب گاکر اور اور لڑاکا قومیں هندوؤں کي فوج میں شامل هوگئیں تو هندوؤں نے مسلمانوں کو گھیرا اور مسلمان اپنے مورچہ بندي پر مجبور هوئے اگرچہ محمود کسیقدر دل شکستہ هوا مگر اپني شجاعت پر جما رها اور اپنے ٹھکانے کے استحکام سے فائدہ آٹھانا چاها چنانچہ آسنے تیر اندازوں کا ایک بڑا گروہ اس نظر سے روانہ کیا کہ هندوؤں کو بھڑکاکر مورچوں کي جانب حملہ کرنے کو گرم و آمادہ

کریں مگر یہہ اُسکی تدبیر راس نہ آئی کہ نتیجہ اُلٹا ہوا یعنی گاڑوں نے تیر اندازوں کو یک قلم بھگا دیا اور باوجود اِسکے کہ خود محمود نے سعی و محنت کی اور آپ مقابلہ کیا تیر اندازوں کا تعاقب ایسے استقلال سے کیا گیا کہ اُن پہاڑیوں کا بڑا گروہ ننگے سر ننگے پانوں طرح طرح کے ہتیار باندھے ہوئے فوج محمود کے دونوں بازوؤں میں پھیل پڑے اور اُسکے سواروں میں بڑے غیظ و غضب سے گرے اور تلواروں اور چھروں سے گھوڑوں سمیت زخمی کرنا شروع کیا یہاں تک کہ بات کی بات میں تین چار ہزار مسلمانوں † کو قتل کیا مگر هندوؤں کے حملوں کا زور تھوڑا تھوڑا گھٹتا گیا یہاں تک کہ محمود کو دریافت ہوا کہ مخالف کا ہاتھی ہماری پریشانی کو دیکھکر جو فائدہ کی غرض سے آگے بڑھا تھا وہ تیروں کی بوچھار سے ‡ چونک کر میدان سے بھاگ گیا اور اِس حادثہ سے غنیم کی فوج میں کھل بلی پڑی اور اُنکی یہہ سمجھہ میں آئی کہ ہمارا سردار چھوڑ کر بھاگ گیا چنانچہ پہلے تو اُنہوں نے کوشش میں تساہل کیا اور آخرکار ادھر اودھر ہوکر پریشان ہوگئے محمود نے اُنکی پریشانی سے جلد فائدہ اوٹھایا اور دس ہزار آدمی اُنکے پیچھے بھیجی اور پہلے اِس سے کہ وہ کسی امن کی جگہہ پہونچیں بیس ہزار آدمی اُنکے قتل کیئے *

نگر کوٹ کے مندر کا لوٹنا

اِس خدا داد فتح کے بعد اُن هندوؤں کو دوبارہ جمع ہونیکی فرصت نہ ملی چنانچہ محمود اُنکے پیچھے پیچھے پنجاب میں گھستا گیا اور

---

† پرایس صاحب کی تاریخ جلد ۲ صفحہ ۲۳۴

‡ اصلی تاریخ میں تیروں کی جگہہ توپیں اور بندوقیں مندرج ہیں اگرچہ برگز صاحب اِس مشکل کو بطور معقول حل کرتے ہیں یعنی جو لفظ فارسی میں توپ اور بندوق کے معنوں میں مستعمل ہوا اُسکو کچھہ بدلنے سے اُسکے معنی تیروں اور نفط کے گولوں کے ہوتے ہیں مگر تمام قلمی نسخے اُس لفظ کے توپ اور بندوق ہونے پر متفق ہوتے ہیں اِس لیئے برگز صاحب حیران ہیں اور اُنکو یہہ شبہہ ہی کہ مورخ نے کسی اور زمانہ کے واقعہ کو سہواً یہاں لکھدیا غرض کہ ہمنے وہ معنی اختیار کیئے جو سیدھے سادے ہیں

جلد انکو ایسا منتشر پایا کہ اُسکو اتني فرصت هاتھہ آے کہ لوٹ کھسوٹ کے ارادے جو اُسکے دل میں مقرر تھے اور اُنکے خیالوں سے نہایت خوش ہوا کرتا تھا پورے کرے چنانچہ منجملہ اُنکے ایک ارادے کے پورے کرنیکا موقع هاتھہ آیا یعني نگر کوٹ کے لوٹنے کا ارادہ کیا اور حقیقت اُسکي یہہ تھي کہ وہ ایک مندر نہایت مضبوط و مستحکم ایک پہاڑ کي بلندي پر جو کوہ همالہ کے بائیں سلسلہ میں هی واقع تھا اور ایک قدرتي شعلہ کے باعث سے جو اُس مندر کے احاطہ میں زمین سے نکلتا هی وہ نہایت مقدس سمجھا جاتا تھا اور مدتوں سے برابر هندو راجاؤں کي نذروں اور چڑھاوؤں سے مالا مال تھا اور قرب و جوار کے شہروں کي مال و دولت کا بڑا حصہ وهاں مجتمع تھا غرضکہ بقول تاریخ فرشتہ کے دنیا کے بادشاهوں کے خزانوں کي نسبت بہت کچھہ زیادہ سونا چاندي بھاري موتي اور تمام قیمتي جواهرات اُس مندر میں موجود تھے *

اُیسي جگھہ کے لوگ دعاوے کرنے والوں کا مقابلہ بخوبي کرتے مگر اتفاق یہہ هوا کہ اُس قلعہ کي فوج اُس بڑي چڑھائي میں گئي هوئي تھي جو محمود پر هوئي تھي چنانچہ جب محمود اُس مندر کي فصیل تک پہونچا تو بیچارے پوجاریوں کو گرد اُسکے بے سرو سامان کھڑے هوئے دیکھا یہانتک کہ اُنھوں نے پکار کر جان بخشي چاهي اور بلا شرط اُسکي اطاعت قبول کي محمود نے جان اُنکي بخشي اور افسروں وغیرہ سمیت اُس مندر میں داخل هوا اور جو خزانے کہ وهاں مجتمع تھے اُنپر قبضہ کیا بیان کیاگیاهی کہ سات لاکھہ دینار طلائي اور سات سو من سونے چاندي کي تختیاں اور دو سو من زر خالص کي اینٹیں اور دو هزار من کچي چاندي اور بیس من جواهرات جسمیں موتي مونگے هیرے پھوکراج راجہ بھیما کے وقت سے جمع تھے محمود کے قبضہ میں آئے † *

---

† من مختلف وزنوں کے هوتے هیں چنانچہ عرب کا من سب سے کم وزن کا

محمود اِس بڑي غنیمت کو لیکر غزني چلا گیا اور دوسرے سال اُسنے ایک جشن آراستہ کیا جسمیں هندوستان کي غنیمت لوگوں کو دکھائي جو سونے چاندي کي چوکیوں اور میزوں پر کمال آرایش اور نہایت خوبي سے چني گئي تھي اور یہہ جشن ایک بڑے میدان میں تین دن تک قائم رھا اور تماشائیوں کي خاطر بہت عمدہ عمدہ کھانے تیار کیئے گئے اور بڑے کر و فر سے ضیافت ھوئي اور محتاجوں کو خیرات دي گئي اور ایسے شخصوں کو بڑے بڑے اِنعام اور بھاري بھاري خلعتیں عطا ھوئیں جو اپنے مرتبہ یا لیاقت یا ریاضت کے سبب سے مشہور و ممتاز تھے *

فتح کرنا محمود کا ملک غور کو

سنہ ۱۰۱۰ع مطابق سنہ ۴۰۱ ھجري میں ھرات کے مشرقي پہاڑونمیں غور کے بڑے ملک پر محمود نے آپ بذات خاص لشکر کشي کي اور اُس ملک میں سور کي قوم افغانوں کي آباد تھي اور وہ پہلے مسلمان ھوچکے تھے جبکہ یہہ ملک سنہ ۱۱۱ ھجري میں خلیفوں کے عہد دولت میں تمام مفتوح ھوچکا تھا اگرچہ سردار اِس قوم کا ایسي جگہہ قیام پذیر تھا کہ اُسپر دھاوا ممکن نتھا مگر محمود نے اُسکو ایسے نکالا کہ وہ آپ مقابلہ سے حیلہ کرکے بھاگا (اگرچہ یہہ کام بہت بڑا خطرناک معلوم ھوتا ھی مگر مورخوں کے نزدیک سب آسان ھی) اور جب کہ اُس سردار کو شکست فاحش ھوئي تو زھر کھا کر مرگیا اور نام اُسکا محمد سور تھا اور اُسکے ملک کي فتح اِس لیئے زیادہ معلوم کرنے کي قابل ھی کہ اُسیکے خاندان نے غزني کے خاندان کو تباہ کیا *

دوسرے برس محمود کے سرداروں نے صرف ایک پہاڑي ملک جرجستان یا غرغستان کو فتح کیا † جو دریاے مرغاب پر غور کے متصل واقع ھی *

ھی جو سیربھر کا ھوتا ھی اور تبریز کا مروج من ساڑھے پانچ سیر اور هندوستان کا پورے چالیس سیر کا ھوتا ھی (برگز صاحب کا حاشیہ تاریخ فرشتہ جلد ایک صفحہ ۲۸)

† نام اِس خطہ کا غور اور اُسکے آس پاس کے ملکوں کے بیان میں اکثر واقع ھوتا ھی تاریخ ابن ھاکل کي رو سے موقع اِس خطہ کا معلوم ھوتا ھی (اوسلی صاحب

محمود کي پانچويں چڑهائي هندوستان پر

غور والوں کي چهيڑ چهاڑ کے سبب سے محمود نے غور پر يورش کي هوگي اِس ليئے که جس سال ميں اُسنے غور پر حمله کيا اُسي سال ميں وه هندوستان پر چڑهکر گيا يهه اُسکي ايک معمولي عادت هوگئي تهي محمود اِس مرتبه ملتان کو فتح کرکے ابوالفتح خاں لودے کو مقيد کر لايا *

محمود کي چهٹويں چڑهائي ملک هندوستان پر

بعد اُسکے سال آينده ميں تها نيسرپر دور و دراز چڑهائي کي جو جمنا کے قريب واقع هی اور وهاں کے مندر کو جو نهايت مقدس تها خوب دل کهولکر لوٹا اور بستي کو خاک سياه کيا اور بيشمار آدمي قيد کرکے غزني کو ليگيا اور تمام رجواڑے اُسکے مقابله کو لڑ لشکر جمع کرتے رهگئے *

محمود کي ساتويں اور آٹهويں چڑهائيوں کا بيان

اگلے تين برسوں ميں کوئي بات اِسبات کے سواے بيان کے قابل نهيں که کشمير کي دو مهميں پوري هوئيں مگر جب پچهلي مهم سے لوٹ آنے لگے تو فوج اُسکي راه سے بيراه هوگئي اور جاڑا ايسي شدت سے پڑا که بهت سے لوگ ضايع هوگئے اور يهه بات اچنبهے کي هی که ايسے ملک ميں جهاں رسائي دشوار هی دو حملے کيئے اور اُن ميں بهت تهوڑي مصيبت اور دقت پيش آئي *

فتح کرنا محمود کا ماوراءالنهر کے ملک کو

بعد اِن خفيف معاملوں کے ايک ايسي مهم محمود نے طی کي که اُس سے سرحد اُسکے ملک کی بحر کاسپيئن تک بڑهگئي اِس ليئے

کا ترجمه تاريخ ابن هاکل صفحه ۲۱۳ و ۲۲۱ و ۲۲۵) مورخان يورپ نے اِس خطه کو اکثر جارجيا کي جگهه غلط سمجها هی اور ڈي هربي لات صاحب نے اِسي خيال سے خطه مذکوره کے بادشاه کے خطاب کو روس کے بادشاه کے خطاب سيزر سے مشتق کيا اور اُسکے خطاب کو فارسيوں کي بري تحرير کے سبب سے کوئي توسر اور کوئي قر اور کوئي تشر اور کوئي نشر بيان کرتا هی

اُس مہم کو محمود کي سلطنت کے بڑے کاموں میں شمار کرنا مناسب هی چنانچه الیق خاں مرچکا تھا اور جانشین اُسکا طغا خاں ختن کے تاتاریوں سے سخت لڑائي میں مصروف تھا اور یهه لڑائي بخصوص دریاے اماس کي جانب مشرقي میں واقع هوئي تهي اور سنه ۱۰۱۲ ع سے لیکر سنه ۱۰۱۵ ع تک بموجب تحریر ڈي گگنیز صاحب واقعه جلد ۲ صفحه ۳۱ کے قایم رهي اور ماوراءالنهر کا ملک طغا خاں کے نهونے سے محمود کي نظر سے نچوکا اور هندوستان کي لڑائیوں میں وہ اسقدر مصروف نتها که وہ اُسکي ضرورت سے ایسے بڑے ملک کے فتح کرنے سے غافل رهتا غرض که معلوم هوتا هی که سنه ۱۰۱۶ ع مطابق سنه ۴۰۷ هجري میں سمرقند اور بخارا پر بلا مقابله قابض و متصرف هوا اور جو مقابله خوارزم میں پیش آیا اُس سے اُس ملک کے فتح هونے میں بہت توقف نهوا † *

محمود کي نویں مہم هندوستان پر

اِن مہموں کے بڑے ٹهاٹ ساماںوں سے دریافت هوتا هی که محمود نے جو ارادے هندوستان پر کیئے وہ بڑے وسیع اور فراخ هوگئے اس لیئے که

† الیق خاں کي لڑائي سنه ۱۰۰۶ ع سے پہلے کي کوئي مہم محمود کي دریاے اکسیس کي جانب کسي مورخ نے بیان نہیں کي اور تاریخ فرشته والا اِس مہم محمود کا یهه باعث بیان کرتا هی که سلطان محمود کو شاہ خوارزم کے قتل پر جس سے اُسکي بیٹي کي شادي هوئي تهي جوش آیا مگر ڈي هربي لاٹ صاحب اپني سرگذشت میں جو درباب سلطان محمود اُنهوں نے لکهي اور ڈي گگنیز صاحب بحواله تاریخ ابوالفداء کے جلد ۲ صفحه ۱۶۶ میں کمال استحکام سے یهه بات بیان کرتے هیں که وہ لڑائي ایک بغاوت کے مدافعت کے واسطے هوئي تهي اور خود صاحب تاریخ فرشته یهه بیان کرتا هی که سنه ۱۰۱۲ ع میں جو که محمود نے خلیفه سے یهه درخواست کي که وہ سمرقند کو حواله کرے اس سے دریافت هوتا هی که محمود نے اُس سال کو ماوراءالنهر کے فتح کرنے میں گذارا اور اس قیاس کي خاص وجهه یهه هی که اُس سال میں کسي اور مہم میں محمود کا بذات خود مصروف هونا بیان نہیں کیا گیا

اُس نے پنجاب کو چھوڑ کر جو اُسکے آنے جانیکا اب تک ایک راستہ تھا یہہ ارادہ کیا کہ آگے کو سیدھے گنگا پر لشکرکشی کرے اور اپنے یا اپنے جانشینوں کے لیئے ہندوستان کے وسط تک راستہ آنے جانیکا کھولے چنانچہ جو جو سامان اُس نے بہم پہونچاے وہ تمام اِس ارادہ کے شایان و مناسب تھے غرض کہ بموجب تحریر تاریخ فرشتہ کے ایک لاکھہ سوار اور بیس ہزار پیادہ جمع کیئے اور یہہ فوج اُسنے تمام ملک کے حصوں میں سے اور خصوص اُن حصوں میں سے جو اُسنے حال میں فتح کیئے تھے فراہم کی تھی اور یہہ تجویز اُسکی اسلیئے نہایت معقول تھی کہ اُسکے ذریعہ سے وہ سپاہ کام آئی جو پیچھے رہتی تو ایک بڑا اندیشہ تھا اور ہندوستان کی لوٹ میں اُنکو شریک کرنے سے رفیق اپنا بنایا *

سات بڑے دریاؤں اور ایسے ملک میں جسکی حقیقت ابتک دریافت نتھی اور اُسمیں کوئی نہیں گذرا تھا تین مہینے کا اُسکو کوچ کرنا پڑا اور دریافت ہوتا ہی کہ اُسنے اپنی معمولی دانشمندی اور قدیمی آگاہی ہوشیاری سے اِس مہم کو طی کیا چنانچہ وہ سنہ ۱۰۱۷ ع مطابق سنہ ۴۰۸ ہجری میں پشاور سے روانہ ہوا اور کشمیر کے آس پاس سے گذر کر پہاڑوں کے پاس پڑوس میں لگا رہا جہاں دریاؤں سے گذرنا کمال آسانی سے ممکن تھا یہاں تک کہ وہ دریاے جمن سے گذر گیا بعد اُسکے جنوب کے جانب متوجہہ ہوا اور قنوج کی بڑے دارالسلطنت کے سامنے یکایک آگیا *

قنوج کی فتح کا بیان

جن باتوں کے سبب سے یہہ شہر آراستہ پیراستہ اور بڑا مالا مال اور نہایت پر رونق تھا اُنکا دریافت کرنا گونہ دشوار ہی اگرچہ قنوج کے راجہ کا ملک اور راجاؤں کے ملکوں سے زیادہ نتھا اور اِن راجاؤں کی لڑائیوں اور رفاقتوں کی تاریخوں سے یہہ بھی بات ثابت نہیں ہوتی کہ قنوج کے راجہ کو اور راجاؤں کی نسبت حکم و اختیار کچھہ زیادہ حاصل تھا

مگر اُسکے دربار کي شان و شوکت اور دارالسلطنت کي جاہ و حشمت کي تعریف میں هندو اور مسلمان مورخ ایک دوسرے سے سبقت لیجاتے هیں اور محمود کي فوج میں جو اثر اِس شاندار شهر کي بدولت حاصل هوا بیان اُسکا تاریخ فرشته میں مذکور هی † *

قنوج کا راجه محمود کے مقابله کے واسطے بالکل آماده و مستعد نتها اور اپني بیکسي کا اُسکو اتنا یقین تها که اُسنے آپ کو اپنے خاندان سمیت محمود کے حواله کیا اور دریافت هوتا هی که وہ ناچاري کي دوستي جسکا آغاز اِسطور پر واقع هوا دلي اور مضبوط و مستحکم تهي اِس لیئے که سلطان محمود تین دن کے بعد بدون ایذا دهي اور ضرر رساني کے قنوج سے روانه هوگیا اور جبکه چند برسوں کے بعد جب که اور راجاؤں نے باهم اتفاق کرکے قنوج کے راجه کو اِس خطا پر سزا دیني چاهي تهي که وہ اپني قوم کے عام دشمن سے جا ملا تها تو محمود اُسکي امداد و اعانت کے لیئے پهر واپس آیا *

متهرا کے لوگوں پر جو هندوؤں کي بڑي تیرت تهي کچهه ترس نکهایا چنانچه وہ بیس روز تک وهاں تهرا اور شهر کو لوتا اور بتوں کو توڑا اور مندروں کو خراب کیا اور فوج کے زور و ظلم سے شهر میں آگ لگي اور اِس آگ کے لگنے سے رهنے والوں کي مصیبتوں کو بهت ترقي هوئي *

بعضوں نے بیان کیا هی که مندروں کے مضبوط و محکم هونے کے باعث سے محمود اُنکو بیخ و بنیاد سے نه اوکهاڑ سکا اور جو مسلمان بهت

---

† علاوہ اور مبالغه کي تعریفونکے ایک هندو مورخ (کرنل ٹاڈ صاحب کي تاریخ جلد ۲ صفحه ۷) بیان کرتا هی که قنوج کي شهر پناہ کا محیط تیس میل کا تها اور ایک مسلمان مورخ لکهتا هي .(میجر رنل صاحب کي کتاب صفحه ۵۴) که اس شهر میں تیس هزار پنواڑیوں کي دوکانیں تهیں اور بعضے مسلمان مورخ قنوج کے راجه کو اِس طرح ممتاز کرتے هیں که وہ تمام هندوستان کا شاهنشاہ تها اور محمود کے زمانه سے ایک سو برس پیشتر ابن هاکل نے بیان کیا که هندوستان کا بڑا شهر قنوج تها (اوسلي صاحب کا ترجمه تاریخ ابن هاکل صفحه ۹)

تعصب نہیں رکھتے وہ یہہ بیان کرتے ہیں کہ محمود اُن مندروں کو اُنکی خوبصورتی کے باعث سے بچا گیا مگر اِس بات پر تمام مورخ متفق ہیں کہ عمارات متھرا کی حسن و خوبی سے اُسکو نہایت حیرت ہوئی اور غالب یہہ ہی کہ جو تاثیر اُن عمارتوں کی محمود کی طبیعت پر ہوئی تو اُسیکے باعث سے اُسکی طبیعت میں مذہبی عمارتوں کے بنانے کا جوش اوٹھا † *

اِس مہم میں اور مہموں کی نسبت زیادہ تر برے حال پیش آئے چنانچہ مہابن میں جو متھرا کے پاس واقع ہی راجہ نے سلطان کی اطاعت اختیار کی اور سلطان نے اُس سے اچھے معاملے برتے مگر اتفاق سے دونوں فوجوں کے سپاهیوں میں کوئی جھگڑا کھڑا ہوگیا اور هندو قتل ہوئے اور دریا کی طرف بھاگ کر ڈوب گئے اور جب راجہ نے یہہ خیال کیا کہ مجھکو بادشاہ نے دغا دی تو اُس نے اپنے جورو بچوں کو مفت قتل کیا اور بعد اُسکے اُسنے اپنا بھی جھگڑا چکا دیا *

شہر منج میں سخت مقابلہ کے بعد قلعہ کے کچھہ تھوڑے راجپوت قلعہ کے اُن مقاموں سے جسکو محمود نے توڑا سلطان کی فوج پر یک لخت آپڑے اور آپ کو ہلاک کیا اور باقی لوگوں نے آپ کو قلعہ کی فصیلوں سے گراکر پاش پاش کیا یا اپنے گھروں میں جورو بچوں سمیت آگ میں جل کر مرگئے یہاں تک کہ تمام گروہ میں سے کوئی زندہ نہ بچا علاوہ اُسکے بہت سے شہروں کو فتح کرکے بہت سے ملکوں کو ویران کیا اور بہت

---

† جو خط کہ محمود نے حاکم غزنی کے نام اِس شہر سے لکھا اُسکا خلاصہ مفصلہ ذیل یہہ ہی کہ اِس مقام میں ہزاروں عمارتیں ایسی مضبوط و مستحکم ہیں جیسے کہ پکی مسلمانوں کا ایمان مضبوط اور قوی ہی اور اکثر عمارات اُنمیں سنگ مرمر کی ہیں علاوہ اُنکے مندر بیشمار ہیں اور یہہ بات تحقیق ہی کہ لاکھوں دیناروں کے خرچ سے یہہ شہر اس مرتبہ کو پہونچا ہی اور ایسا شہر دو سو برس کے عرصہ سے کم میں تیار نہیں ہوسکتا (برگز صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ کا جلد ۱ صفحہ ۵۸)

سي غنيمت اور پانچهزار تين سو قيدي ليكر غزني كو واپس آيا † *

محمود كي دسويں اور گيارهويں مهم كا بيان

جب كه وسط هندوستان كي راهوں سے محمود آگاه هوگيا تو سنه ۱۰۲۲ع مطابق سنه ۴۱۳ هجري ميں مهم مذكوره بالا كے بعد هندوستان پر دو حملے اور كئي اور ان دونوں حملوں كے درميان ايك عرصه گذرا چنانچه پهلا حمله راجه قنوج كي امداد و اعانت كے واسطے كيا تها مگر حسب اتفاق اُسكے پهونچنے سے پهلے پهلے كالنجر واقعه بنديل كهنڈ كے راجه نے قنوج كے راجه كو قتل كيا چنانچه محمود نے كالنجر كے راجه پر لشكر كشي كي مگر اس لشكركشي اور آينده لشكركشي پر جو سنه ۱۰۲۳ع مطابق ۴۱۴ هجري ميں كي گئي كوئي فائده مستقل مترتب نهوا *

محمود كا پنجاب پر مستقل تصرف كرنا

منجمله ان دونوں مهموں كے پهلي مهم ميں ايك واردات كے پيش آنے سے سلطان كي بڑي بڑي فتوحات سے بهي بڑهكر بڑا مستقل اثر ظاهر

---

† حال اس تمام مهم كا تاريخ فرشته ميں صاف صاف مندرج نهيں مگر فرشته مين اُن فارسي مورخوں كے كلام نقل كئي هيں جو اپنے ملك كے موسموں كے لحاظ سے محمود كے كوچ كا زمانه بهار كا موسم بتاتے هيں مگر اصل يهه هى كه اُسنے بهار كے موسم ميں كوچ نهيں كيا اسليئے كه اگر وه بهار مين كوچ كرتا تو پاياب اوترنيكي جستجو نكرتا هاں خاص قنوج ميں برسات كے شروع ميں پهونچا هوگا بعد اُسكے جو كوچ هوئے وه تمام كوچ سب برسات ميں درياؤں كي چڑهائي پر كئے هونگے اور غالب يهه هى كه پهاڑوں پر برف پڑنے سے پيشتر پشاور ميں پهونچا هوگا اور ماه نوامبر كے اغاز ميں درياے اٹك سے پار اُترا هوگا اور اُسكى كوچوں كي تفصيل اس سے بهي خراب بيان كي هى چنانچه پهلے وه قنوج پر گيا اور پهر لوٹ كر ميرٹهه پر گيا اور پهر متهرا پر حمله كيا مگر اُسكے آنے جانيكا كوئي نشان پتا باقي نهيں كه وه كس راه سے آيا گيا هاں غالب يهه تهى كه وه ميرٹهه كي راه كو آيا مگر يهه تحقيق نهيں كه وه كس راه سے واپس گيا برڈ صاحب نے اپني تاريخ گجرات كے ديباچه كے صفحه ۳۱ ميں اسمقدمه كي بهت عمده چهان بين كي تهى

هوا یعني جيپال ثاني جو لاهور کي سلطنت میں اننگ پال کا جانشیں هوا تها اپنے تخت نشیني کے وقت سے کسیقدر نزاعوں کے بعد همیشه سلطان سے اچهي خاصي طرح رهتا رها مگر اس مهم میں اُسنے بدبختي سے سلطان کا مقابله کیا اور اُسکو قنوج کے جانے سے مانع مزاحم هوا چنانچه آخر نتیجه اُسکا یهه هوا که لاهور اور اُسکے تمام اضلاع ضبط هوئے اور غزني کے شامل کیئے گئے اور دریاے اٹک کے جانب شرقي پر فوج اسلام کي مستقل رهنے کي یهي پهلي بار تهي اور بلاد هندوستان میں مسلمانوں کي آینده پادشاهي کے لیئے یهي بنیاد تهي *

بعد اُسکے سنه ۱۰۲۴ع مطابق سنه ۴۱۵ هجري میں ماوراءالنهر کي طرف سلطان متوجهه هوکر بنفس نفیس اُس جانب کو روانه هوا اور وهاں کے باغیوں کي سرکوبي کرکے غزني کو مراجعت فرمائي *

قنوج کي بڑي مهم کے بعد یهه معلوم هوتا هی که محمود کو لوٹ مار کے حملوں کا مزا نرها چنانچه جو حملے که اُسنے بعد اُسکے کئي جنکا بیان ابهي هوچکا وه اپني رضا و رغبت سے نکئي تهے دریافت هوتا هی که اس زمانه میں اُسنے هوش حواس اپنے جمع کرکے یهه ارادہ مصمم کیا که ایسي جد و جهد عمل میں لاني مناسب هی که اگر نام اپنا اسلام کي بڑي ترقي دینے والوں میں درج نه هووے تو ادنی درجه یهه هی که بت‌شکنوں میں مندرج هو جاوے اور میں بت‌پرستي کے حق میں وبال سمجها جاؤں *

بارهویں مهم سومنات کے مندر پر

یهه مهم اُسنے ایسي کي که جهاں کهیں مسلمان بستے رستے هیں وهاں یهه مهم اُسکي بطور عمده نمونه جهاد کے مشهور و معروف هی *

واضح هو که یهه سومنات جزیره نما گجرات † کے جنوبي کناره پر بڑا معزز اور عمده مندر تها اگرچه حال اس مندر کا هندوستان میں تاریخ

† هندوستان کے لوگ اس گجرات کو سورٹهه اور کاٹهیا وار کهتے هیں

مہمات محمود سے خصوصاً دریافت ہوا مگر معلوم ہوتا ہی کہ اُس عہد میں مندر یہہ بڑا مالا مال اور بڑي مشہور ‡ تیرت تهي *

اس مقام کے پہونچنے میں اُس دور دراز سفر کے علاوہ جو آباد ملکوں میں اُسنے کیا تین سو پچاس میل کے چوڑے چکلے ریگستان اور سخت چکني مٹي کے میدان کو لپیٹا جہاں پاني چارے کي قلت اور دقت تهي اور حق یہہ هی کہ اس زمانہ میں کسي رفیق کے ملک میں بهي لاو لشکر سمیت گذرنا بہت بڑا کام هی اور پہلے پہل کے گذرنے اور خصوص ایسي صورت میں کہ غنیم کي فوج کا مقابلہ ممکن و متوقع تها صرف دلیري هي درکار نتهي بلکہ هنر بهي درکار تها *

ماہ ستمبر سنہ ۱۰۲۳ع مطابق سنہ ۴۱۵ هجري میں فوج اُسکي غزني سے روانہ هوئي اور ماہ اکتوبر سنہ مذکورہ بالا میں ملتان میں پہونچي بیس هزار اونٹ رسد لیجانے کے لیئے اکهٹے کیئے تهے اور باوصف اسکی تمام فوج کو یہہ تاکید تهي کہ جہاں تک ممکن هو پاني چارے کا سامان مہیا رکهنا چاهیئے اگرچہ فوج کي تعداد بیان نہیں کي گئي مگر کہتے هیں

---

‡ بیان کیا گیا کہ دو دو تین تین لاکهہ معتقد چاند سورج کے گہن کے دنوں وهاں اتے تهے اور مختلف راجاوں نے دوهزار گانوں اس مندر کے پوجاریوں کے لیئے مقرر کئي تهے اور دو هزار پوجاري اور پانسو ناچنے والیاں اور تین سو گویہ اس مندر سے متعلق تهے اور اُسکی گهنٹی کي زنجیر جسکو پوجنے والے بجاتے تهے دو سو من سونے کي تهي اور هر روز اُسکے بت کو گنگا کے پاني سے نہلایا جاتا تها جو هزار میل کے فاصلہ سے آتا تها اور یہہ پچهلا بیان زمانہ حال کے طور طریقوں سے درست معلوم هوتا هی اور اور چیزیں جو اس مندر میں کے بیان هوئے هیں وہ ایشیا والے مورخوں کی حسب عادت بلا تعداد لکهي هیں واضح هو کہ اگر زنجیر کے من تبریزي تصور کیئے جاویں اور یهي غالب هی تو وہ زنجیر دس لاکهہ روپیہ سے زیادہ قیمت کي هوگي اور اگر عربي من مراد رکهے جاویں تو بیس هزار روپیہ سے کم کي هوگي *

واضح هو کہ تبریزي من مثقالوں کے حساب سے چهہ سو مثقال اور تولوں کي رو سے دوسو تولہ کا اور عربي من دو رطل کا اور رطل مثقالوں کے حساب سے نوہ مثقال اور تولوں کي رو سے اٹهائیس تولہ ساڑے چار ماشہ کا هوتا هی اور جہاں کہیں مطلق من بولا جاتا هی وهاں تبریزي من مراد هوتا هی مترجم

که بہت سے لوگ اکسیس کے پار رہنے والے اپنی رضا و رغبت سے بلا تنخواہ اُسکے همراہ ہوگئے تھے اور چستدو که ان لوگوں کو دین کی حرارت اور مذهب کا جوش دامنگیر تھا اُسیقدر لوٹ مار کا شوق اور بڑے بڑے کاموں کی تمنا دلپذیر تھی † *

جب که محمود نے کوچ کا سامان پورا کیا تو وہ میدان مذکور سے بلا دشواری گذر گیا اور اجمیر کے پاس اُسنے اچھی طرح جماو اپنا کیا جو هندوستان میں عمدہ زرخیز خطه هی اگرچه هندو لوگ اس طوفان کے جماو سے ناواقف نتھے مگر اُنکو یہه بھی توقع نتھی که وہ طوفان ایسے مکان پر جو ایسے میدان کے درمیان پڑنے سے مامون و محفوظ هی بہت بیطرح یک لخت اجاویگا محمود کے یکایک آجانے سے اجمیر کے راجه کو بھاگنے کے سوا کوئی چارا نسوجھا غرض که ملک اُسکا بیچراغ کیا گیا اور دارالسلطنت جو باشندوں سے خالی رهی تھی ۰تاخت و تاراج کردیئے گئے مگر وہ قلعه جو پہاڑ پر شہر کی پشت و پناہ هے فتح نهوا اور جو که محمود کا مطلب نه تھا که آپ کو محاصروں میں مصروف و مشغول رکھے تو اُسنے اپنا سفر جاری رکھا جو اب کمال اسان اور نہایت سہل هوگیا تها اور غالب یہه هی که وہ جس راہ سے سومنات پر گیا وہ راہ تھی جو اربلی پہاڑ اور میدان مذکورہ بالا کے درمیان میں واقع هی گجرات کے شہروں میں سے جس مشہور شہر میں وہ پہلے پہل پہونچا وہ انہل پاڑہ تھا جو ان دنوں دارالسلطنت تها اور ایسا یکایک پہونچا که وہ راجا شہر کے چھوڑنے پر مجبور هوا باوصف اسکے که هندوستان کے راجاؤں میں بہت بڑا راجه تھا اگرچه محمود کو یہه بڑی فتح نصیب هوئی مگر اُسنے اپنی توجهه کو پابند اُسکا نکیا اور اپنا کوچ و سفر قایم رکھا چنانچه آخرکار اپنی منزل مقصود کو پہونچا اور اُسنے یہه ملاحظه کیا که وہ مندر ایک

† برگز صاحب نے ترجمه تاریخ فرشته کے جلد ایک صفحه ۶۸ میں ان لوگوں کی تعداد بیس هزار لکھی هی

ایسے جزیرہ نما میں واقع ہی جو ایک خاکناے مضبوط و مستحکم کے ذریعہ سے هندوستان کے بر اعظم سے ملا هوا هی اُس مندر کي فصیلوں پر جگہہ جگہہ پہرہ بندي تهي اور جب کہ محمود نے پڑاو ڈالا تو مندر سے ایک قاصد آیا اور اُسنے دیوتا کي طرفسے تباهي بربادي کي دهمکیاں سنائیں اور یہہ بات کہي کہ همارا دیوتا تجهکو خراب کریگا اور تیرا کیا مقدور هی کہ تو همارے دیوتا کا مقابلہ کرے مگر محمود نے اُن دهمکیوں کي کچھہ پروانکي اور اپنے تیراندازوں کو فصیل کے پہرہ والوں کے مقابلہ پر لایا چنانچہ اُنہوں نے مندر کي فصیلوں کو پہرہ والوں سے پاک صاف کردیا اور جب کہ وہ پہرہ والے وهانسے بهاگے تو دیوتا کے قدموں پر گرے اور آنسو بہا کر دیوتا سے مدد مانگي اور اسلیئے کہ جیسے راجپوتوں کي همت بہت جلدي سے هار جاتي هی ویسے هي اساني سے جوش بهي اُنکو آتا هی تو جب اُنہوں نے اُن مسلمانوں کي تکبیر سني جو فصیل پر چڑهی آتے تهے تو اُنکي همت بندهي اور ایسي بہادري سے پیش آئے کہ مسلمانوں کے پانو اوکهڑ گئے اور بہت سا نقصان اوٹهاکر پس پا هوئے *

بعد اُسکے جب مسلمانوں نے دوسرے دن حملہ کیا اور روز اول سے کچھہ زیادہ نقصان اُٹهایا تو محمود نے عام حملہ کا حکم دیا اور جب اُنہوں نے فصیل پر زینے لگائے تو محصوروں نے کمال بہادري سے اُنکو سرکے بل گرایا جس سے اُنکا یہہ ارادہ سمجها گیا کہ وہ مندر کي امداد و اعانت پر آخر دم تک آمادہ و مستعد رهینگے *

تیسرے دن پاس پڑوس کے راجاوں نے جو مندر کے چهوڑانے کے لیئے اکهٹے هوئے تهے لڑائي کي صفیں آراستہ کیں چنانچہ محمود اسباب پر مجبور هوا کہ اُسنے مندر کا پیچها چهوڑا اور نئے دشمنوں کا سامنا کیا غرض کہ یہہ لڑائي بڑے زور و شور سے هوئي اور هنوز فتح مشتبہہ اور دو پہلو تهي کہ انہل واڑہ کا راجہ بہت سي نئي فوج لیکر هندوؤں کي کمک کو آیا اور اسلیئے کہ مسلمانوں کو فوج دشمن کے اسقدر قوي هوجانے کي توقع نتهي

تو پانوں اُنکے اوکھڑنے لگی اور همت انکي ٹوٹنے لگي یہاں تک کہ محمود اس بڑے وقت میں خدا کے سامنے گڑگڑایا اور سجدہ سے جلد اُٹھکر گھوڑے پر سوار هوا اور فوج کے دل ایسي قوت سے بڑھائے کہ وہ لوگ ایسے بادشاہ کو چھوڑ نسکے جسکے ساتھہ اکثر اُنھوں نے خونریزیاں کیں تھیں غرض کہ باهم هوکر ایسي زور و قوت سے تکبیر کہکر یک لخت ٹوٹے کہ روک ٹوک اُنکي نہایت دشوار تھي اور اس حملہ کي بدولت پانچ هزار هندو مارے گئے اور فوج اُنکي ایسي تباہ هوئي کہ مندر کے سپاهیوں کو بھي بچنے کي کچھہ آس نرهي چار هزار آدمي جان لڑا کر مندر سے نکلے اور کشتیوں میں سوار هوئے اگرچہ مسلمانوں کے هاتھہ سے بہت سا نقصان اُٹھایا مگر سمندر کي راہ سے جان بچاکر نکل گئے *

جب کہ یہہ بڑي فتح نصیب هوئي تو محمود اُس مندر میں داخل هوا اور اُس کي عمارت کي شان و شوکت دیکھہ کر جسکي بلند چھت ایسے چھپن ستونوں کے سہارے کھڑي تھي جو طرح طرح کے نقش و نگاروں سے آراستہ اور قیمتي جواهرات کے بیل بوٹوں سے پیراستہ تھی سخت حیران رها اُس مندر میں باهر کي روشني نہیں آتي تھي بلکہ اُسکي چھت کے بیچ ایک زنجیر سونے کي تھي جسمیں ایک چراغ اویزاں تھا اور اُسکي روشني سے وہ مکان روشن تھا اور دروازہ کے سامنے سومنات دیوتا کھڑا تھا جو پورے پانچ گز کا تھا منجملہ اُنکے دو گز زمین کے اندر اور تین گز زمین سے باهر تھا اور جب کہ محمود نے اُسکے توڑنیکا حکم دیا تو پوجاري لوگ اُسکے پانوں پر گرے اور بهزار منت خوشامد یہہ درخواست کي کہ اگر آپ اس دیوتا کو نتوڑیں تو هم لوگ بہت سا روپیہ بطور تاوان ادا کریں چنانچہ محمود نے تامل کیا اور اُسکے درباري لوگ اسي بات پر آمادہ هوئے اور اُنکو یہہ یقین تھا کہ وہ اسي بات پر جما رهیگا مگر محمود نے ایک لمحہ کے بعد یہہ بات اواز بلند سے کہي کہ میري خواهش هی کہ بت فروشي کي نسبت بت‌شکني کي حیثیت سے زیادہ تر یاد اپني

باقي رهي چنانچه اُسنے گرز اپنا اپنے هاتهه سے مارا اور فوج نے اتباع اُسکا کیا غرض که وه بت جو سارا کهوکهلا تها پاش پاش هوگیا اور اُسکے پیٹ کے اندر سے اتنے جواهرات نکلے که تاوان کا بڑا عیوض هوا اور دو ٹکڑے اُس بت کے مکه مدینه بهیجے گئے اور دو ٹکڑے اُسکے غزني کو روانه کیئے گئے منجمله اُنکے ایک ٹکڑا دیوان عام میں رکها گیا اور ایک ٹکڑا جامع مسجد کي نذر کیاگیا اور یهاں تک رها که تاریخ فرشته والی کے وقت تک موجود تها † *

جو خزانه که اس مهم کي بدولت هاتهه آیا وه پهلي مهموں کي غنیمتوں سے بہت زیاده تها یهاں تک که ایشیا کے مورخ بهي باوجود اپني زیاده گوئي کے سونے چاندي اور جواهرات کي تعداد وزن سے عاجز آئی *

اس عرصه میں انهل واڑه کے راجه نے گندابه کے قلعه میں پناه پکڑي تهي جو سمندر کے حفظ و آمان میں محفوظ و مامون تها اور جب که محمود کو یهه حال دریافت هوا که سمندر کے آثار پر اُس قلعه تک رسائي ممکن هی اگرچه خطره سے خالي نهیں تو فوج اپني لیکر پاني میں گهسا اور دهاوا کرکے قلعه کو فتح کیا مگر راجه هاتهه نه آیا *

محمود کا نئے راجه کو قایم کرنا گجرات میں

جب که محمود نے اسطور پر فتح پائي تو وه انهل واڑه کو روانه هوا اور غالب هی که وه برسات میں وهاں مقیم رها اور اُس ملک کي آب وهوا کي خوبي اور زمین کي زر خیزي سے استدر محظوظ هوا که اُسکی دل میں یهه خیال آیا که چند برسوں کے لیئے اُسکو دارالسلطنت قرار دے اور هندوستان کي باقي مهموں کے لیئے اسي جگهه سے روانه هوا کرے

† یهه بیان جو بالا مذکور هوا تاریخ فرشته والے کا بیان هي اور مندر کے کسي بت کي نسبت وه بیان صادق هوگا مگر حقیقت یهه هی که جس چیز کي پوجا سومنات میں هوتي تهي وه کوئي بت نتها بلکه ایک سیدها سادها پتهر کا ایک اسطوانه تها (پرافسرولسن صاحب کي تحریر مندرجه کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱۷ صفحه ۱۹۴)

معلوم هوتا هی که محمود اسوقت ایسا بلند نظر هو گیا تها که اُسنی مختلف مهموں کے سر کرنیکے لیئے جہازوں کا بیڑہ بنانا چاہا مگر خیالات اُسکے سکندر کے سے خیالات نتهے یعني اُسکے جي میں یہہ بات نتهي که حالات سمندر کي تجسس کا فخر بهي حاصل کرے بلکه خیال اُسکا یہہ تها که لنکا کے جواهرات اور پیگو کي کانیں اُسکی هاتهہ آویں چنانچه اُسکے وزیروں نے اس ارادہ سے باز رهنی کي اُسکو مشورت دي اور وہ بهيْ فکر و غور کے بعد اُنکے متفق هوا اگرچه ان دنوں بهي گجرات کا راجه کچهه تهوڑے فاصلہ پر موجود تها مگر بادشاہ کي اطاعت سے سرتاب تها اور جب که محمود نے یہہ حال دیکها تو اُسکو ایک ایسے شخص کي تلاش هوئي که گجرات کي حکومت اُسکو عطا کرے اور وہ ایسا معتمد هووے که اداے خراج میں حیله بهانه پیش نکرے چنانچه اُسنی ایک شخص ایسا پایا که وہ گجرات کے قدیم راجا کي اولاد تها مگر وہ دنیا چهوڑ بیٹها تها اور نقیروں کي طرح اوقات اپني بسر کرتا تها اور اُسکي نسبت یہہ تصور کیا که اوروں کي نسبت اس شخص سے اطاعت کي توقع زیادہ هوسکتي هی * †

جس خاندان سے یہہ شخص منتخب هوا تها اُسي خاندان کا ایک اور آدمي گدي کا دعوی دار تها مگر محمود نے بحسب تقاضاے وقت اُسکو نظر بند کیا اور جب که محمود نے گجرات سے جانے کا ارادہ کیا تو اُس نئي راجه نے منت سماجت سے یہہ عرض کیا که آپ اس شخص کو

---

† بیان کیا گیا هی که یہہ آدمي دابشلیم کي اولاد تها جو ایک قدیم راجا تها اور ایراني مورخ بیان کرتے هیں که یہہ وہ راجا تها جسکے حکم سے پیلپاے کي کہانیاں تصنیف هوئیں تاریخ فرشته والے نے اُسکو اور ایک اور دعویدار حکومت کو ایک جدي قرار دیا مگر غالب یہہ هی که یہہ دونوں شخص چاورا خاندان کے تهے اور اُس خاندان کا وارث ماں کي طرف سے اُس راجه کا باپ هوا جو محمود کے زمانه میں چلوکا کے خاندان میں سلطنت کرتا تها (برڈ صاحب کا ترجمه مرات احمدي صفحه ۱۴۲ ٹاڈ صاحب کي تاریخ راجستان جلد ایک صفحه ۱۹۷)

میرے حوالہ کریں تاکہ میري سلطنت قایم رہے بلکہ اسکا حوالہ کرنا ہي میري سلطنت کے قیام کا باعث ہی چنانچہ بادشاہ نے اُس تبدیلي کو طلب کیا مگر اُسکے حوالہ کرنے پر راضي نہوا آخر کار اپنے وزیر کي اُس تقریر سے بمشکل راضي ہوا کہ کافر بت پرست پر ترس کھانا ضروري نہیں اور راضي ہونے کا بلاشبہہ باعث یہہ تھا کہ اُسکو یقین واثق تھا کہ وہ فی‌الفور گردن مارا جاویگا اور حقیقت یہہ تھي کہ وہ نیا راجا ایسا نا خدا ترس نہ تھا کہ اُسکے خون ناحق سے ہاتھہ اپنے بھرتا چنانچہ اُس نے یہہ حکم دیا کہ تخت کے نیچے ایک گہرا گڑھا کھودا جاوے اور وہ شخص اُسمیں مقید کیا جاوے اور باقي عمر اپني اُسمیں بسر کرے مگر ایک انقلاب ایسا واقع ہوا کہ دونوں کے نصیبوں نے پلٹا کھایا اور بقول مشہور کہ چاہ کن را چاہ درپیش وہ نیا راجا اُسي گڑھے میں † ڈالا گیا *

بیان اُن مصیبتوں کا جو واپسي کے وقت محمود کو پیش آئیں

جب کہ مقام گجرات میں محمود کے قیام پر برس روز سے زیادہ عرصہ گذرا تو اُسکو مراجعت کا خیال آیا اور یہہ بات اُسکو دریافت ہوئي کہ جس راہ سے وہ آیا تھا وہاں اجمیر اور انہل واڑہ کے راجاؤں کي فوجیں گھات میں لگي بیٹھي ہیں اور فوج اُسکي لڑائیوں کي مصایب اور آب و ہوا کي خرابي سے کم اور تھوڑي ہو گئي اور یہہ بھي خیال اُسکو ہوا کہ وہ ادھوري فتح جو اُسکو ہاتھہ آئي ایسي فوج کي

---

† یہہ بیان ڈي ہربي لاٹ صاحب اور برڈ صاحب کے ترجمے مرات احمدي سے لیا گیا جسکا بیان تاریخ فرشتہ والی کے بیان سے زیادہ قرین اعتماد ہي غرضکہ ہم جب اِس بیان کو اُن انوکھي باتوں سے پاک صاف کرتے ہیں جنکو مورخوں نے بیان کیا تو یہہ بات بعید از قیاس اور مسلمانوں کي بناوٹ نہیں کہ ایک پاکھنڈي بھگتي قابو والی نے مکر و فریب سے ایسي انسانیت پوتي ہو ۔

بربادي کا باعث هوگي جسکو ریگستان میں گذرنا اور دشمنوں سے دوچار هونا ضروري هی چنانچه اُسنے سندہ کے مشرقي ریگستان میں نئي راہ سے جانے کا ارادہ کیا اور جب وہ روانه هوچکا تو گرمي شدت سے پڑنے لگي اور سفر کے شروع هوتے هي پاني چارہ کي قلت سے اُسکے همراهیوں کو سخت تکلیف هوئي مگر یهه سختیاں اُن تین دن کي سختیوں کے مقابله میں بهت خفیف اور سبک تهیں جنمیں انکو اُنکے رهبروں نے بهٹکایا اور ایک بڑے ویران میدان میں کهانے پینے بدون خراب و آوارہ کیا اور جلتے ریتے اور کڑي دهوپ میں سفر کرنے سے پیاس کے تحمل کي تاب و طاقت نرهي اور نهایت مصیبتوں کے اوٹهانے سے برے برے فعل انسے صادر هوئے جنکي بدولت انکي مصیبت دوني هوئي چنانچه جلن کے مارے رهبروں کو طرح طرح سے تکلیف دي اور یهه یقین انکو هوگیا که یهه رهبر بهیس بدلے هوئے سومنات کے پوجاري هیں اور جو اس هتک و ذلت کے انتقام پر جو سومنات کو همارے هاتهوں پهونچي بڑے آمادہ و مستعد هیں چنانچه هر مسلمان کے دل پر نا اُمیدي چهاگئي یهانتک که بعض بعض دیوانه هوکر مرے اور بهت سے لوگ بري طرح ضایع هوئے اور جب که آخر کار ایک جهیل یا چشمه پر پهونچے تو اُنهوں نے یهه تصور کیا که خدا کي خاص عنایت سے یهه امر پیدا هوا *

مختصر یهه که وہ ملتان کو پهونچے اور وهاں سے غزني کو روانه هوئے † *

† جب که هم حال اِن تمام سختیوں کا پڑهتے هیں تو یهه بات عجیب تر معلوم هوتي هی که واپسي کے وقت محمود اُس آسان راسته کو کیوں نگیا جو اٹک کے کنارے کنارے جاري تها اس لیئے که محمد قاسم کي مهم کے بیان سے اور افغانوں کے قریب هونے سے محمود اُس راہ سے ضرور واقف هوگا اور ایک یهه ایسي بڑي غفلت هی که اُس سے یوں معلوم هوتا هی که اُس راہ میں بعض بعض ایسی هرج هونگی جنکا نام و نشان اب باقي نهیں رها اور یهه بات اب تحقیق معلوم هوتي هی که جو میدان آج کل گرمي کے موسم میں سخت اُوها اور برسات کے موسم میں نمک کي

بعد ان مصیبتوں کے محمود چین سے نہ بیٹھا چنانچہ سال مذکور کے اخیر پر کوہ جُد کے جاٹونکے گوشمالی کا ارادہ کیا جنھوں نے اُسکي فوج کو سومنات سے پھرتے ہوئے ستایا تھا غرض کہ ملتان کو واپس آیا اور ان لوٹیروں نے اُن جزیروں میں جاکر پناہ ڈھونڈھي جو دریاے اٹک کي چھوٹي چھوٹي دھاروں سے محصور ہیں اور وہ دھاریں پایاب کے قابل نہیں اور اُنکے ذریعہ سے یعني ایک جزیرہ سے دوسرے جزیرہ میں چلے جانے سے وہ لوٹیرے تعاقب کے صدموں سے محفوظ رہ سکتے تھے مگر چونکہ محمود اِس چال

دلدل ہوجاتا ہی تو وہ اگلے وقتوں میں سمندر کا ٹکڑا تھا چنانچہ کچھہ کے شمالي بندروں کے روایتوں اور اُن میدانوں میں جہازوں کے ٹکڑے نکلنے سے امر مذکورہ بالا میں کوئي حجت باقي نہیں رھي بلکہ ھمارے سامنے جو تبدیلیاں بہت جلد جلد ظہور میں آئیں اُنسے یقین ہوتا ہی کہ آٹھہ سو برس کے اندر اندر جو سومنات کے فتح پر گذرے اُنسے زیادہ بڑي بڑي تبدیلیاں واقع ہوئي ہونگي (برنس صاحب کا سیاحت نامہ جلد ۳ صفحہ ۳۰۹) ھم تصور کرتے ھیں کہ سومنات کي مہم میں تین برس سے زیادہ زیادہ یعني ماہ اکتوبر یا نوامبر سنہ ۱۰۲۴ ع سے اپریل یا مئي سنہ ۱۰۲۶ ع تک صرف ہوا اور تاریخ فرشتہ والے کا یہہ بیان ہی کہ اُس مہم میں اڑھائي برس صرف ہوئے اور پرایس صاحب ایک مقام میں اڑھائي برس اور دوسرے مقام میں تین برس سے کچھہ زیادہ لکھتے ھیں (پرایس صاحب کي تاریخ جلد ۲ صفحہ ۲۹۱) مگر یہہ زمانے تاریخ فرشتہ والے کی اور زمانوں سے مطابق نہیں اِسلیئے کہ وہ بیان کرتا ھی کہ محمود ملتان سے ماہ اکتوبر سنہ ۱۰۲۴ع مطابق سنہ ۴۱۵ ھجري میں کوچ کیا اور سنہ ۱۰۲۶ ع مطابق ۴۱۷ ھجري میں غزني کو واپس گیا مگر ھمارے نزدیک سنہ ۱۰۲۶ ع کے آدھے سے کچھہ پہلے غزني میں آیا ہوگا اِسلیئے جو سختیاں اُسنے اُس بیابان میں اُٹھائیں وہ برسات میں پیش نہ آئي ہونگي اور زیادہ تر وجہہ یہہ ھی کہ اگر ایسا ھي ہوتا تو اُس مہم کے لیئے وقت باقي نرھتا جو اُسي برس میں محمود نے جاٹوں پر کي تھي پس وہ اڑھائي برس جو فرشتہ والی نے لکھے ھیں اُسکي یہہ وجہہ ہوسکتي ھی کہ فرشتہ والی نے جو سنہ ۱۰۲۷ ع کیجگہہ سنہ ۱۰۲۶ ع میں محمود کي واپسي قرار دي ھی یہہ صاف اُسکي غلطي ھی مگر اُسیکے بیان سے دریافت ہوتا ھی کہ ایکہزار ستائیسواں برس اُس مہم میں صرف ہوا جو سلجوقوں پر ہوئی تھي (برگز صاحب کي تاریخ جلد ۱ صفحہ ۸۳) جب کہ یہہ فرض کیا جاوے کہ محمود گجرات میں دو برس تک رھا تو یہہ بات دریافت کرني ھشوار

سے واقف تھا تو اُسنے کشتیوں کا سامان مہیا کیا ۔ چنانچہ اُس نے فوج اپني کشتیوں پر اوتاري اور دشمنوں کے خط و کتابت کو بند کیا اور اُنکي کشتیوں کو اپنے قبضہ میں کیا اور اُنکے جورو بچوں کو پکڑا جکڑا اور بہت سے جاٹوں کو قتل کیا † *

سلجوقوں کي پہلي بغاوت کا بیان

واضح هو که منجملہ مہمات هندوستان کے مہم مذکورہ بالا محمود کي اخیر مہم تھي چنانچہ بعد اسکے اور جانب کو چابکي چالاکي کي ضرورت پڑي اور وجہہ اُسکي یہہ هوئي که سلجوق لوگ جو ایک ترکوں کي قوم تھي اور محمود کي سہل انکاري سے اُنھوں نے ترقي پکڑي تھي ایسے زبردست اور سینہ زور هوگئے تھے که محمودکےماتحت حاکمونکے زور و قابو سے باهر نکل گئے تھے چنانچہ اُسکو اُنکے مقابلہ کے لیئے آپ جانا پڑا غرضکہ ایک بڑي لڑائي پڑي اور دشمنوں نے شکست کھائي چنانچہ سنہ ١٠٢٧ع مطابق سنہ ۴١٨ هجري میں اُنکو اِس بات پر مجبور کیا گیا که بدستور سابق اُسکي سلطنت کا آداب کیا کریں ‡ *

هوگي که عزني کے خط و کتابت کسطرح جاري رهي اور گجرات میں اِسقدر مدت تک کیوں پڑا رها اِس لیئے که اُس عہد کے کوچ اور دھاؤں کا حال کسي نے نہیں لکھا

† یہہ بیان جو بالکل فرشتہ والی سے لیا گیا جب دریاے اٹک کے عرض و طول اور قرب و جوار کے جغرافیہ سے اُسکي مطابقت کي گئي تو بہت کوشش عمل میں آئي فرشتہ والے کے بیان سے واضح هوتا هی که محمود اٹک پر ایک عمدہ بحري فوج لایا اور سمندر کي لڑائي لڑا بیان اُسکا یہہ هی که محمود نے اس مطلب کي نظر سے چودہ سو کشتیاں اکٹھي کیں تھیں اور هر کشتي ایسي تھي که اُسمیں پچیس پچیس تیر انداز اور نیزہ باز سما سکتے تھے اور دشمنوں کے پاس چار هزار جہازوں کا بیڑا اور بقول بعضوں کے آٹھہ هزار کشتیاں تیار تھیں غرض که سخت لڑائي واقع هوئي مگر غالب یہہ هی که محمود نے واپسي کے بعد اسي سال میں کشتیاں تیار کي هونگي اور اُن پہاڑیوں کے پاس اُس سے زیادہ کشتیاں نہونگي بلکہ مجھکو اسبات میں شک و شبہہ هی که تمام دریاے اٹک اور اُسکے آس پاس کے دریاؤں میں بھي هزار کشتیاں بھي سما سکتیں تھیں یا نہیں ․

‡ برگز صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ کا جلد ١ صفحہ ٨٢ اور ٨٣

محمود کا ایران کو فتح کرنا

بعد اُسکے محمود کو ایک ایسي بڑي فتح نصیب هوئي جسکي بدولت زور اُسکا غایت کو پهونچا تفصیل اُسکي یهه هی که دیلم کا خاندان جسکي حقیقت هم بیان کرچکے هیں تین شاخوں میں منقسم هوگیا تها اور بهت سے انقلابوں کے بعد ایک شاخ اُسکي عراق عجم پر قابض رهي تهي جو خراسان کي حد سے کردستان کے مغربي پهاڑوں تک همدان سے کچهه آگے واقع هی اور جب که محمود تخت سلطنت پر بیٹها تها تو تهوڑے دنوں بعد اُسکے سردار اِس شاخ کا مرگیا تها اور اپني حکومت کو اپني بیوه پر چهوڑ گیا غرضکه سلطان نے میدان خالي پاکر اُس حکومت کو دبانا چاها مگر جب که اُسکي بیوه کي طرف سے یهه خط آیا که جبتک میرا لڑاکا خاوند زنده تها تبتک ایک طرحکا خوف اندیشهٔ تجهسے تها اور جب سے که وه مرگیا تو تیري طرف کا کهٹکا باقي نرها اِسلیئے که تو وه بهادر هی که رانڈوں کے ستانیکا اِراده نکریگا اور ایسے جهگڑوں میں پڑنے سے جس سے کوئي فائده نهیں اپني بات کو بٹا نه لگاویگا † تو محمود اُس قصد سے باز رها اور اُس رانڈ سے شرما گیا اگرچه محمود نے اُس رانڈ سے یهه معامله برتا مگر اُسکي بیٹے سے وه سلوک نکیا اِس لیئے که اس جوان گبرو کے عهد میں نهایت بد عملي رهي اور جو بغاوتیں که آخر کار اُسکے باعث سے ظهور میں آئیں اُنکي بدولت بقول بعضوں کے محمود سے لاچار هوکر اعانت چاهي یا خود محمود نے بلادرخواست اُسکے مزاحمت کي اور اُسکي بگڑي سلطنت سے فائده اُٹهانا چاها چنانچه اُس نے عراق عجم پر دهاوا کیا اگر اُسکي بد معاملگي نسمجهي جاوے تو کیا سمجهي جاوے که اُسنے جوانمردي اور بهادري کے خلاف اُسکو گرفتار کیا جس نے آپ کو مقام رے میں اُسکے حواله کیا اور بعد اُسکے

† ڈي هربي لاٹ صاحب اور پرایس صاحب اور گبن صاحب کا بیان

اُسکے تمام ملک پر قابض و متصرف هوگیا اور جب که قزوین اور اصفهان کے لوگ اُس سے بمقابلہ پیش آئے تو اُس نے اُس مقابلہ کا یهہ تدارک کیا که اُن شہروں کے کئی هزار باشندوں کو گردن مارا † *

محمود کی وفات کا بیان

یهہ تمام معاملے جو اب مذکور هوئے اُسکی سلطنت کے وہ پچھلے کام تھے جو اُسکی یادگاری کو بڑا دهبا لگا گئے اور جبکہ وہ اپنے دارالسلطنت کو واپس آیا تو تھوڑے دنوں بعد بیمار هوا چنانچہ ۲۹ اپریل سنہ ۱۰۳۰ع مطابق سنہ ۴۲۱ میں ‡ بمقام غزنی مرگیا *

محمود نے مرنے سے تھوڑی عرصہ پہلے یهہ حکم دیا که تمام خزانے سامنے لائے جاویں چنانچہ جب بحسب الحکم اُسکے وہ خزانے اُسکے سامنے لائے گئے اور وہ دیر تک اُنکو حسرت سے دیکھتا رها اور اِس خیال سے آنسو بهائے که جلد اُن سے کنارہ کرنا پڑا غرض که کام ناکام اُن خزانوں سے رخصت هوا اور تھوڑا بہت اُن لوگوں پر تقسیم کیا جنسے وہ رخصت هونے والا تھا § *

محمود کی عادتوں کا بیان

بطور مذکورہ بالا سلطان محمود نے وفات پائی جو حقیقت میں اپنے زمانہ کا بہت بڑا بادشاہ تھا اور مسلمانوں کے نزدیک هر وقت میں بڑا بادشاہ هی اگرچہ بعض بعض اوصاف اُسکے بہت مبالغہ سے بیان کیئے هیں مگر حقیقت یهہ هی که وہ بهر حال اُس شہرت کا مستحق تھا جو اُس نے حاصل کی تھی هوشیاری اور چستی و چابکی اور دلیرانہ کاموں

† تی هربی لاٹ صاحب کی گفتگو در باب محمود صفحہ ۵۲۱

‡ برگز صاحب کے ترجمہ تاریخ فرشتہ کا جلد ۱ صفحہ ۸۴ پرایس صاحب کی تاریخ جلد ۲ صفحہ ۲۹۴

§ غالب یهہ هی که سعدی شیرازی نے اسی سر گذشت سے محمود سبکتگین کی حکایت ماخوذ کی جسکو گلستاں میں نقل کیا

کي جسارت حد سے زیادہ رکھتا تھا اور ایسي بات کے ملاحظہ سے کہ اُسنے اپنے ملک سے اکثر باہر رہنے کے زمانہ میں اپني سلطنت کا انتظام و انجام بخوبي قایم رکھا یہہ امر صاف واضح ہی کہ وہ حکمراني کي عمدہ لیاقت رکھتا تھا اور اُسکي سلطنت کي فراخي و وسعت سے قابلیت اسکي اسلیئے ثابت نہیں ہوتي کہ اس زمانہ میں آس پاس کے ملکوں کا ایسا حال تھا کہ اُسکي بلند نظري اور الوالغزمي کے لیئے اس سے زیادہ خالي میدان تھے جنمیں اسنے دوڑ دھوپ کي جرأت و جسارت کي تھي اور اسکي سلطنت کے جلد خراب ہوجانے سے اُسکي اُس دانائي کو جو اُسنے اُسکے قایم کرنے میں برتي تھي بڑے پایہ کي نہیں سمجھہ سکتے اور ہندوستانکي مہمات سے بھي جنکي مصروفیت میں سارے کار و بار کو چھوڑا تھا ترتیب و انتظام کي کوئي علامت ظاہر نہیں ہوتي اور اُنکي بے ترتیبیوں اور ادھورے پن سے بھي اُسکو گہري سمجھہ بوجھہ والا نہیں کہہ سکتے بشرطیکہ یہہ تسلیم نہ کیا جاوے کہ اُسکے بڑے بڑے ارادوں نے اُسکي سلطنت کو ہندوستان میں جمنے اور بڑھنے ندیا *

معلوم ہوتا ہی کہ اُسنے ملکوں کے انتظاموں میں کوئي نئي بات اپني طرف سے ایجاد نہیں کي اور کوئي روایت بھي اس باب میں پائي نہیں جاتي کہ اُس نے کوئي نیا قانون اور قاعدہ جاري کیا *

اُسکي فخر و عزت کا واقعي سبب یہہ تھا کہ باوصف سپہ گري اور بہادري کے علوم و فنون کي ترقي میں نہایت سرگرم تھا اور یہہ خوبي اُسکے عہد میں عجیب تھي اور اب تک کوئي بادشاہ اُس سے سبقت نہیں لیگیا اور باوصف اِسکے کہ نہایت کا کفایت شعار تھا مگر فضل و ہنر کے مقدمہ میں نہایت فیاض تھا اور اسي سبب سے قدر و اقتدار اُسکي زیادہ ماني جاتي ہی چنانچہ اُسنے ایک بڑے مدرسہ کي بنیاد خاص غزني میں ڈالي اور مختلف زبانوں کي عجیب عجیب کتابیں اکٹھي کیں اور قدرتي عجائبات کا ایک عجایب خانہ بنایا اور اِس مدرسہ کے

قيام كے ليئے بہت سا روپيه مقرر كيا اور طالب علموں اور فاضلوں كے وظيفوں كے ليئے ايک مستقل سرمائه قرار ديا † اور ايک لاكهه روپيے سالانه كے قريب عالموںكي پينشن كيواسطے قرار ديئے اور علماء اور مشہور لوگوں كے ساتهه ايسي طرح پيش اتا تها كه آسكي دارالسلطنت ميں اتنے علم و هنر والے جمع هوئے تهے كه ايشيا كے كسي بادشاه كو يهه بات نصيب نہيں هوئي ‡ *

جن فضل و هنر والوں سے دربار آسكا آراسته و پيراسته تها منجمله آنكے دو چار كے ناموں سے يورپ والے واقف هيں چنانچه يونصري ايشيا ميں وه پہلا شخص هوا جس نے شاعري § كي بدولت بڑا مرتبه حاصل كيا مگر محمود كي شعرا پروري فردوسي طوسي كے باعث سے شهرة آفاق هوئي اور فردوسي كے سبب سے طوس آسكے وطن نے بڑا نام پايا *

محمود كے علمي شوق و ذوق كا حال زياده اِس شاعر كي تاريخ سے واضح هوتا هى اور جو كه كہيں كہيں اِس تاريخ كے ديكهنے سے محمود كي عادتوں كا نقصان معلوم هوتا هى تو وه تاريخ اِس وجهه سے زياده معتبر اور دلچسپ ٹهرتي هى اور جبكه محمود نے يهه معلوم كيا كه ايرانكے پہلے بادشاهوں كي شہرت آنكے تعصب كے باعث سے بلاد ايران ميں معدوم هونے والي هى تو آسنے ايران كے آغاز قبضه تصرف ميں يهه اشتهار جاري كيا كه جو

---

† برگز صاحب كا ترجمه تاريخ فرشته كا جلد ۱ صفحه ۶۰

‡ جن لوگوں نے پہلے پہل فارسي كي ترقي ميں كوشش كي وه ساماني خاندان والے معلوم هوتے هيں چنانچه تاريخ طبري كو جو ايک مشہور تاريخ هى اُسي خاندان كے ايک بادشاه كے وزير نے سنه ۹۴۶ ع ميں عربي زبان سے فارسي زبان ميں ترجمه كيا اور رودكي شاعر نے جو فارسي كا بڑا پرانا شاعر تها اُسي خاندان كے ايک بادشاه سے اسي هزار درم ايک كتاب اخلاق كي تصنيف كے صله ميں پاے جسكي بنياد اُسنے پيلپايه كي كہانيوں پر ركهي تهي گبن صاحب نے خاندان ديلم كو فارسي زبان كا شگفتگي بخشنے والا بيان كيا هى مگر ملک ايران ميں جسكي بدولت فارسي كو كمال حاصل هوا وه سلطان محمود هي تها

§ كرنل كنيڈي صاحب كي تحرير بحواله دولت شاه مندرجه حالات بنبئى لٹريري سوسئيٹي جلد ۲ صفحه ۷۵ اور اسي مقام ميں اِس بات كي سند بهي موجود هى كه رودكي كو انعام عطا هوا

شخص ایران کے اُن بادشاهوں اور دلاوروں کي تاریخ جو مسلمانوں کي فتح سے پہلے پہلے گذري بطور نظم تحریر کرے تو وہ بڑے انعام کا مستحق هوگا چنانچہ پہلے پہل دقیقي شاعر جو اُن دنوں بڑا زبان اور مشہور تها اس کام میں مصروف هوا مگر هزار شعر سے زیادہ لکھنے نہ پایا تها کہ اُسکے ایک نوکر نے اُسکو قتل کیا بعد اُسکے محمود کي فیاضي سنکر فردوسي اُسکے دربار میں حاضر هوا اور اس بڑي کتاب کو اُسنے ایسے کمال سے پورا کیا کہ اگرچہ بعض بعض الفاظ اُسکے اب استعمال میں نہیں رهے مگر باوصف اسکے ایرانیوں کي کتابوں میں سے نہایت عمدہ اور عام پسند هی یہاں تک کہ یورپ والے بهي اُسکي رزم بزم کے مقاموں کي تعریف کرتے هیں اور تمام کتاب میں هومر شاعر کي سے سادہ بیاني اور شان و شوکت پائي جاتي هی علاوہ اُسکے اُس نظم کي یہہ بات بیان کے قابل هی اور شاید اُس زمانہ کے شاعروں کا بهي مذاق هووے کہ اوس نظم میں قدیم زبان فارسي کے لفظ استعمال کیئے اور کمال احتیاط سے الفاظ عربي کا برتاو نہیں کیا اگرچہ یہہ بات بالکل درست نہیں مگر کہتے هیں کہ ساتهہ هزار شعروں میں ایک لفظ بهي ایسا نہیں کہ اصل اُسکي عربي هووے اور جب کہ وہ شاعر اُس کتاب کو تصنیف کرتا تها تو گاہ گاہ محمود کو بهي سناتا تها اور محمود اُسکے سنے سے باغ باغ هو جاتا تها اور انعام اکرام دیگر ممنون اُسکا هوتا تها مگر جب کہ بقول فردوسي تیس برسکے بعد یہہ کتاب پوري هوئي تو انعام اُسکا ضخامت کتاب اور محنت تصنیف سے کچهہ مناسبت † نرکهتا تها چنانچہ فردوسي نے اسکو قبول نکیا

† کہتے هیں کہ محمود نے هر شعر پر ایک درم کے دینے کا وعدہ کیا تها اگرچہ اُسنے سونیکے درم کا وعدہ کیا تها مگر جب کہ وہ بهاري رقم اُسکے سامنے آئي تو اُسکو دیکهکر اُسکي چهاتي پهٹ گئي چنانچہ زبان کو بدلکر چاندي کے درم دینے لگا بہر حال اس سے واضح هوتا هی کہ اُسنے شعروں پر بہت سا روپیہ دینے کا وعدہ کیا تو نہایت هوشیاري برتي اور یہہ خیال اُسکا کہ یہہ شاعر روپیہ کي طمع سے نہایت عمدہ لکهیگا دلیل اسکي هی کہ اُسکو شعر فہمي کا بڑا سلیقہ تها
درم ساڑے تین ماشہ کا هوتا هی (مترجم)

اور نیلا پیلا ہوکر طوس کو چلاگیا اور محمود کی بڑی ہجو لکھی اور اُسکے انتقام و مواخذہ سے اندیشہ کرکے اُسکی قلمرو سے بوقت ضرورت نکل جانے پر آمادہ رہا مگر جب کہ محمود نے اُس نظم کی خوبی کو یاد کیا تو اپنی جوانمردی سے اُسکی ہجو و مذمت کی پروا نکی اور اس قدر بڑا انعام روانہ کیا کہ وہ اُسکی بڑی سے بڑی امید سے زیادہ تھا مگر یہہ انعام ایسے وقت پہونچا کہ ادھر سے یہہ انعام آیا اور ادھر سے جنازہ اُسکا نکلا اور جب کہ اُسکی بیٹی کو خبر ہوئی تو پہلے اُسنے اُسکو قبول نکیا مگر محمود کی فہمایش سے آخرکار اُسکو قبول کیا اور طوس والوں کے آرام کے واسطے جہاں باپ اُسکا پیدا ہوا تھا اور وہ شہر اُسکو نہایت مانوس تھا دریا کے کنارے پر ایک گھاٹ کے بنانے میں وہ روپیہ صرف کیا *

محمود کی ہجو آج تک موجود ہی اور اُسیکی پڑہنے سے محمود کے خاندان کا گھٹیا ہونا اور خود محمود کا لوبھی لالچی ہونا دریافت ہوتا ہی ورنہ اسقدر مدت تک ان بری باتوں کی یادگاری باقی نرہتی †*

جو عمارتیں کہ محمود نے متھرا اور قنوج میں دیکھیں تھیں یا تو اُنکے دیکھنے سے عمارات کا نیا شوق اُسکے دل میں پیدا ہوا یا پہلا شوق اُسکا ترقی پکڑگیا غرض کہ بہر حال اُس مہم سے واپس انے پر یہہ شوق اُسکا کمال و خوبی سے ظاہر ہوا چنانچہ اُسنے ایک بڑی مسجد بنوائی جسکا نام اُسنے عروس بہشتی رکھا اور اُس زمانہ میں وہی مکان ایشیا والوں کو اچنبہ معلوم ہوتا تھا یہہ مسجد سنگ باسی اور سنگ مرمر سے تیار ہوئی تھی اور ایسی خوش قطع تھی کہ بقول فرشتہ والے کے دیکھنے والے حیران رہ جاتے تھے عمدہ عمدہ فرشوں اور شمعدانوں اور چاندی سونیکی آرایشوں سے آراستہ پیراستہ تھی اور ظن غالب ہے کہ ہندوستان کے معماروں

---

† ڈی ہربیلاٹ صاحب کا قول اور کینیڈی صاحب کی تحریر درباب علم فارسی مندرجہ آلات بمبئی اور مالکوم صاحب کی تاریخ ایران اور دیباچہ شاہنامہ مندرجہ اوریئینٹل میگزین جلد ۲

نے جو اور ملکوں کے معماروں سے زیادہ اُستاد اور کاریگر تھے اس مسجد کے بنانے میں نئے نئے ڈھنگ برتے اور نہایت خوش قطع اُسکو بنایا چنانچہ مصالح اور لوازم کی نسبت خوش قطعی کے باعث سے زیادہ تعریف کے قابل ہوئی تاریخ فرشتہ والا جسکی کتاب سے حال مذکورہ بالا انتخاب کیا گیا بیان کرتا ہی کہ جب غزنی کے امیروں نے یہہ دیکھا کہ بادشاہ کو عمارات کا بہت شوق ذوق دامنگیر ھے تو اُنہوں نے اپنے اپنے خاص محلوں اور فلاح عام کی عمارتوں کے عمدہ اور شاندار بنانے میں ایک دوسرے سے سبقت لیجانی چاہی اور شہر کی آرایش کو پیش نظر رکھا چنانچہ تھوڑے دنوں بعد وہ دارالسلطنت ایشیا کے تمام شہروں سے مسجدوں اور طرح طرح کے مکانوں اور عمدہ عمدہ نہروں اور تالابوں کی رو سے آراستہ پیراستہ اور معزز و ممتاز ہوگیا *

تمام مورخ محمود کی شان و شوکت کا حال بیان کرتے ہیں کہ علاوہ اُس کر و فر کے جو خلیفوں نے اُسکے دیکھا دیکھی قایم کی تھی خلیفوں کے درباروں کا ساجاہ جلال بھی اُسکے ہاں پایا جاتا تھا اور جب کہ ہم اس شان و شوکت پر اُسکی بڑی مہمات اور فوج کی شایستگی کو زیادہ کریں تو اُسکے مورخوں کے اس کلام کو تسلیم کرنا چاہیئے کہ اگرچہ تحصیل مال و دولت کا شوق اُسکو زیادہ تھا مگر جیسے کہ خوبی اور ہوشیاری سے وہ صرف کرنا جانتا تھا ویسا کسی کو سلیقہ نتھا *

جیسے کہ ایشیا کے مورخوں نے لوبھہ لالچ کا اتہام اُسکے ذمہ لگایا ہی ویسے ہی یورپ کے مورخوں نے دینی تعصب کا عیب اُسمیں ٹھہرایا ہی اگرچہ پہلا اتہام اُسکے واقعات سے ثابت ہی مگر دوسری تہمت لوگوں کی غلط فہمی کا نتیجہ ہی اسلیئے کہ وہ کافروں سے بایں وجہہ لڑتا تھا کہ وہ ایک آمدنی کا ذریعہ تھا اور اُسکے زمانہ میں جہاد ایک فخر و عزت کی بات سمجھی جاتی تھی اگرچہ اور مسلمانوں کی مانند اسلام کے پھیلانے میں بڑی بڑی خواہش ظاہر کی اور غالب یہہ ہی کہ یہہ بات

أسکے دل میں سمائي هوئي تهي مگر أس مطلب کے پورا کرنے کے لیئے کبهي اپنے ادنی فایدے کو بهي هاتهه سے نہیں دیا بلکه جب وہ مطلب بلا نقصان بهي حاصل هوتا تها تو چنداں پروا أسکي نکرتا تها اسلیئے که اگر هندوستان کے کسي صوبه پر مستقل قبضه کرتا تو أسکا نتیجه اسلام کے حق میں أسکي أن تمام حملوں سے زیادہ اچها هوتا جو أسنے هندوستان پر کیئے اور أنسے کوئي بات اسکے سوا حاصل نهوئي که هندوؤں کے دل قبول اسلام سے اور بهي زیادہ سخت هوئے کیونکه محمود کے حملوں سے جو صورت اسلام کے أنکي نظر میں آئے وہ نہایت بري اور خراب دکهائي دي *

بلکه منجمله هندوستان کے صوبوں کے جہاں کہیں قبض تصرف اسکا کامل بهي تها وهاں بهي اسلام کے پهیلانے میں اسنے بہت تهوڑي کوشش کي اور جسطرح که محمد قاسم نے هندو لوگوں کو بجبر و تعدي مسلمان کیا أسطرح تو کہاں محمود کي نسبت یہه بات بهي معلوم نہیں هوتي که باوصف اسکے که وہ گجرات میں ایک مدت تک مقیم رها اور لاهور پر قبض و دخل اپنا رکها أسنے ایک هندو کو بهي مسلمان کیا هو یہاں تک که هندو راجاؤں میں صرف قنوج کا راجا رفیق اسکا تها اور وہ بهي مسلمان نهوا تها اور جو معاملے که اسنے راجه لاهور سے برتي وہ تدبیر مملکت پر متفرع تهے مذهب سے کچهه علاقه نتها اور جب که اسنے تخت گجرات پر ایک هندو بهگت کو بیٹهایا توصاف واضح هی که اس تدبیر سے اسلام کے پهیلانے کا خیال اسکي دل میں نتها بلکه کوئي اور بات اسکو مقصود تهي *

کسي تاریخ میں کہیں یہه بات پائي نہیں جاتي که اسنے لڑائي کے وقتوں اور قلعه کے حملوں کے سوا کسي هندو کو جان سے مارا هو هاں اسنے اپنے مسلمان بهائیوں کو ایران میں قتل کیا اور یہه بهي ایک مقتضاے وقت تها کچهه دلي خواهش نتهي اور جب که اسکي ان قتلوں کا مقابله هلا کو چنگیز خاں کے قتلوں سے کیا جاوے جو مسلمان نتها اور تعریف أسکي ایک بڑے مورخ نے اسقدر کي هی که أسکو بردباري کا نمونه بتایا هی تو وہ بہت خفیف ٹهرتے هیں *

شاید کہ اُسکے جہادوں میں نہایت ناپسندیدہ بات وہ هی جسکو ایک مسلمان مورخ نے لکھا هی اور پرایس صاحب نے اپنی تاریخ میں اُسکا حوالہ دیا بیان اُسکا یہہ هی کہ جو قیدی هندوستان سے گرفتار هوکر گئے تھے وہ اس کثرت سے تھے کہ لونڈي غلاموں کو سوا دو دو روپیہ بھی کوئی خرید نکرتا تھا *

مسلمان مورخ محمود کو پکا مسلمان نہیں سمجھتے بلکہ دھریہ هونیکا عیب لگاتے هیں اور کہتے هیں کہ وہ کسي قسم کي شہادت کو نمانتا تھا اور عاقبت کے معاملہ میں متردد تھا اور جو کہاني کہ اُنہوں نے لکھي هی اُسکے اخیر سے یہي بات ثابت هوتي هی چنانچہ اُسنے جب یہہ دیکھا کہ میں حد سے بہت بڑہ گیا اور لوگ اُس سے بے اعتقاد هوگئے تو اُسنے یہہ مشہور کیا کہ میں نے پیغمبر علیہ السلام کو خواب میں دیکھا اس ایک فقرے سے لوگوں کے شکوک و شبہات کو رفع کیا *

هاں یہہ بات تحقیق هی کہ اُسکو اپنے مذهب کے قاعدوں پر کمال توجہہ تھي چنانچہ اُسنے سچے خلیفہ سے همیشہ رفاقت برتي اور جو پیغام اور تحفہ کہ جھوٹے خلیفہ نے اُسکو مصر سے بھیجا وہ اُسنے قبول نکیا اگرچہ اُسنے ایسے جھوٹے لوگوں کو اوبھر نے ندیا جو دین کے پیرایہ میں بڑے بڑے کام کرتے تھے مگر سچے دینداروں کا کمال ادب بھي کرتا رہا † *

کوئی لڑائي ایسي نہیں جسمیں یہہ بیان نہو کہ اُسنے سجدہ میں خدا سے دعا نہ مانگي اور اپني فوج پر خدا کي رحمت نچاهي هو ‡ *

---

† اورنگ زیب کا خط مندرجہ رجسٹر تحقیقات ایشیا بابت سنہ ۱۸۰۱ع کے صفحہ ۹۲ کا ملاحظہ کیا جاوے

‡ تاریخ فرشتہ اور روضة الصفا میں ایک حکایت لکھي هی جس سے محمود کے اسلام کي حقیقت کھلتي هی وہ یہہ هی کہ نیشا پور کے ایک باشندہ کو دھریہ هونے کا اتہام لگاکر بادشاہ کے روبرو لائی اُس نے بادشاہ سے یہہ کہا کہ میں دولتمند هوں دھریہ نہیں هوں اب آپ میري آبرو کو ضرر نہ پہونچاویں اور بجاے اُسکے مال و دولت ضبط کریں بادشاہ نے اُس کي یہہ بات اچھي طرح سني اور رشوت

باوجود اُس خونریزي اور تکلیف اور مصیبت کے جو اُسکي بدولت ظہور میں آئي یہہ واضح نہیں ہوتا کہ وہ بادشاہ ظالم تھا اسلیئے کہ ہم اُسکے دربار اور خاندان کے وہ ظلم و قتل نہیں سنتے جو اور خود مختار بادشاہوں کے درباروں اور خاندانوں میں واقع ہوئے ہیں اور اُسکے عہد کي ایسي سزاؤں کا حال بھي مندرج نہیں جو خلاف انسانیت سمجھي جاویں یہاں تک کہ جب باغي لوگ عفو تقصیر اور سرفرازي کے بعد پھر بھي بغاوت کرتے تھے تو قید کے سوا کوئي سخت سزا نہ اُٹھاتے تھے محمود متوسط اندام اور مناسب الاعضا اور ورزش گیر تھا مگر چیچک نے اُسکو اسقدر کھایا تھا کہ وہ عین شباب میں رنگ و روپ کي طرف سے افسردہ پژمردہ رہتا تھا یہاں تک کہ ایک بار اُسکو یہہ خیال آیا کہ ایسي عمدہ عمدہ کام کرنے چاہیئیں جنکي خوبي صورت کي زشتي کو مٹادے † *

معلوم ہوتا ہی کہ محمود خوش اخلاق تھا اور اپنے رفیقوں اور ملازموں سے اچھي طرح رہتا تھا *

حکایت مفصلہ ذیل سے واضح ہوتا ہی کہ سپاہ کو پابند قواعد رکھنے میں نہایت سرگرم تھا جو سپہسالار کي بڑي خوبي ہی بیان اُسکا یہہ ہی کہ ایک گنوار ایکدن اُسکے قدموں پر گرا اور اُس سے یہہ شکایت پیش کي کہ فوج کے ایک افسر نے میري جورو سے لگاوٹ کي اور مجھکو مار پیٹ کر گھر سے نکال دیا اور یہہ ستم اُسنے کئي مرتبہ کیا اور میري داد فریاد کي پروا نہیں کرتا محمود نے اسکو یہہ ہدایت کي کہ في الحال خاموشي مناسب ہی مگر اب جب کبھي تیرے گھر وہ شخص آوے تو اسیوقت اسکي اطلاع کرنا غرض کہ جب تیسرے دن وہ گنوار پھر آیا تو محمود اپني تلوار اوٹھاکر اسکے ساتھہ ہوا اور ڈھیلے ڈھالي چغہ میں آپ

کو قبول کیا اور سارٹیفکٹ سلطاني اُسکو عنایت فرمایا اُسمیں یہہ لکھدیا کہ یہہ شخص پکا مسلمان ہی

† ڈي ہربیلاٹ صاحب برایس صاحب کي تاریخ اور تاریخ فرشتہ

کو چھپایا چنانچه وه اسکے گھر میں پہونچا اور دونوں سیاه کاروں کو سوتے پایا اور چراغ کو گل کیا اور مرد کا قصه ایک هاتهه میں پاک کیا بعد اُسکے چراغ طلب کیا اور اُس نابکار کا منهه دیکهکر خدا کا شکر ادا کیا اور پانی مانگا اور خوب ڈگڈگا کر پیا اور جب که اُس گنوار کو اپنی حرکتوں سے متحیر پایا تو اُس سے یهه بیان کیا که ایسے بیباک مجرم کی نسبت مجکو یهه شبهه تها که شاید وه میرا بهتیجا هی اور چراغ اسلیئے گل کیا تها که شاید محبت کے باعث سے دادرسانی میں کوئی قصور واقع هووے مگر اب دریافت هوا که یهه مجرم اور آدمی هی اور جو که میں نے یهه سخت قسم کهائی تهی که جب تک تیری داد ندونگا تب تک کهانے پینے سے آشنا نہونگا چنانچه پیاس کے مارے میری یهه نوبت پهونچی تهی که هونٹ پپڑا گئے تهے اور نہایت بیتاب هوگیا تها *

علاوه اسکے ایک اور حکایت اُسکی ایسی بیان کی گئی که اُس سے صاف واضح هوتا هی که رعایا کے فرض ادا کرنے کا بہت خیال اُسکو رهتا تها چنانچه عراق کی فتح پر تهوڑی مدت گذری تهی که عراق کے مشرقی جنگل میں سوداگرونکا ایک قافله لٹ گیا اور منجمله اُنکے ایک سوداگر کی ماں جو وهاں کام ایا تها غزنی کو فریادی آئی اور جب که فریاد اُسکی سنی اور محمود نے یهه عذر پیش کیا که ایسے دور دراز ملکوں میں پورا پورا انتظام ممکن نہیں تو اُس عورت نے کمال دلیری سے جان هارکر یهه بات کہی که جب تجهه سے دور دراز ملکوں کا انتظام اچهی طرح نہیں هوسکتا تو پهر کسلیئے اُن ملکوں کو تو فتح کرتا هی جس پر بندوبست اور قابو تیرا نہیں اور یهه خوب یاد رهے که قیامت کے روز اُنکی حفظ و حراست کی جوابدهی کرنی پڑیگی غرض که محمود اس ملامت سے بہت نادم هوا اور اُس عورت کو بہت کچهه دیکر راضی کیا بعد اُسکے قافلوں کی حفظ و حراست کے لیئے بڑا بندوبست رکها *

شاید که محمود اسقدر دولتمند تها که کوئی بادشاه آج تک اُسکی برابر نہیں هوا اسلیئے که جب اُسنے کسی پہلے بادشاه کا یهه حال سنا که

جواهر کے سات پیمانہ اُسنے جمع کیئے تھے تو اُسنے پکار کر یہہ بات کہی کہ خدا تعالی کا هزار شکر هی کہ جواهر کے پورے سو پیمانہ خدا نے مجھکو عنایت فرمائے *

محمود کے دربار اور سپاہ کا بیان

جو بادشاهي خاندان محمود کے بعد هندوستان میں هوئے اُن خاندانوں کي اصلیت خاص غزني کے دربار یا اُسکے قرب و جوار سے متفرع هوئي مگر اسبات کا بڑا افسوس هی کہ غزني کے دربار اور نیز اُسکے آس پاس کے رهنے والوں کے چال چلن اور اطوار و اخلاق پر راے لگانیکے لیئے بہت تهوڑے حالات همارے پاس موجود هیں *

فتوحات عرب کے زمانہ سے کابل وغیرہ کے بہت سے حالات اس زمانہ تک متغیر و متبدل هوگئے تھے اور پہلے حکام اور فتحمندوں کي نسبت مختلف لوگ اپنا اپنا تسلط رکھتے تھے اگرچہ بہت سے عرب اب بهي سپاهي یا حاکم تھے مگر حقیقت یہہ تهي کہ وہ نسل کي ضرورت سے عرب کہلاتے تھے دربار اور فوج میں ترکي لوگ بہت بهرتي تھے اور باقي تمام لوگ اور کل رعایا ایراني تھی *

ترکوں کا بیان

واضح هو کہ ترک غزني میں فتحمندوں کي طرح نہ آئے تھے بلکہ جب ماوراءالنهر فتح هوچکي تو لونڈي غلاموں کي طرح جنوبي ملکوں سے لائے گئے تھے یہاں تک کہ مستقل بادشاهوں نے اُنکي دلاوري بهادري اور فرمانبرداري وفاداري اور علاوہ اُسکے خود ملک سے بهي اُنکي بیگانگي بے تعلقي دیکھہ کر اُنکو اعتمادي اپنا قرار دیا تھا اور یہي باعث تھا کہ وہ عموما هر کام میں دخیل تھے غرض کہ نوبت یہانتک پہونچي تهي کہ بعض بادشاهوں نے اپني ذات خاص کا چوکي پہرا بهي تفویض اُنکو کیا تھا اور بعضوں نے بڑے بڑے عہدوں پر اُنکو سرفراز فرمایا تھا حاصل یہہ کہ اُس ملک میں جہاں عرب کي سلطنت پہلے هوچکي تهي ترکي لوگوں

کو بڑا قدر و وقار حاصل هوا تھا چنانچہ محمود کے مرتے هي ایشیا کے بڑے حصہ پر وہ لوگ قابض و متصرف هوگئے *

اگرچہ اصل و حقیقت میں خاندان غزني کے لوگ بھي ترکي نژاد تھے مگر اُنپر اور بادشاهي خاندانوں کي نسبت جو اُنکے همعصر تھے اُن کے هم وطنوں یعني ترکوں کا رعب داب کم تھا چنانچہ منجملۂ اُنکے الپتگین ایک غلام تھا جو خراسان کا حاکم هوگیا تھا اگرچہ تھوڑے سے غلام اور آزاد ترک اُسکي خدمت میں رهتے تھے مگر بہت سے لوگ اُسکي فوج کے اور تمام رعایا اُسکي خاص غزني کے پاس پڑوس کے رهنے والے تھے اور خود محمود ایک ایراني عورت کے پیٹ سے پیدا † هوا تھا چنانچہ زبان اُسکي ایرانیوں کي زبان اور طور اسکے اُنکے طوروں سے مطابق و موافق تھے علاوہ اُسکے ماوراءالنہر کے فتح هونے پر بہت سے ترک آس پاس کے رهنے والے آئے هونگے اور اس لیئے کہ قرب و جوار کے ملکوں میں فخر و اعتبار اُنکو حاصل تھا تو محمود کي سلطنت میں بات اُنکي زیادہ بن پڑي هوگي *

تاتاریوں اور عربوں میں خانہ بدوش قوموں کے موجود هونے سے یہہ بات سمجھہ میں آتي هی کہ اِن دونوں گروهوں میں کچھہ نہ کچھہ مشابہت هوگي مگر جب دونوں کا مقابلہ کیا جاویگا تو پوري پوري حقیقت کھل جاویگي *

مسیح علیہ‌السلام کي تیرهویں صدي سے پہلے تاتاریوں کا بہت پرانا حال جو کچھہ موجود هی اُس سے یہہ دریافت هوتا هی کہ وہ لوگ ظالم حاکموں کي حکومت تلے بڑے بڑے گروہ تھے اور غیر مزروعہ زمینوں میں جو بالکل بنجر بھي نتھیں بھیڑ بکریاں چراتے تھے اور فاقوں کے مارے

---

† محمود کي ماں زابل کي رهنے والي تھي جو کابل کے جنوب میں واقع هی اور آغاز اُسکي حدوں کا غزني سے اور انجام اُنکا سیستان کے حدود پر پورا هوتا هی شاید سیستان بھي اُسمیں شامل هی

ایسي سختیاں اوتھاتے تھے جیسي اُن لوگوں کو اُتھانی پڑتي ھیں جو اُونتوں کو جنگل جنگل لیئے لیئے پھرتے ھیں وہ لوگ شہروں میں رھتے تھے اور اپنے بادشاھوں کي سلطنتوں کے چوڑے چکلے ھونے سے ایسي فکروں میں مبتلا نتھے جو دشمنوں کے بہت پاس پڑوس ھونے سے لاحق ھوتي ھیں *

یہي باعث تھا کہ اُن لوگوں میں کوئي بات ایسي پائي نجاتي تھي جسکي بدولت سمجھہ بوجھہ اُنکي کچھہ درست ھوجاتي یا اپني خود مختاري کا خیال اُنکے دلوں میں پیدا ھوتا اگرچہ عرب والوں کي طرح بہادر اور جفا کش تھے مگر معلوم ھوتا ھی کہ عرب والوں کي چالاک طبیعتوں کي نسبت اُنکي طبیعتیں کند اور خراب تھیں سرداروںکي ضرورت سے آپس میں لڑتے بھڑتے تھے اور ذاتي جوش کے حسابوں بالکل ٹھنڈے تھے اور جو بیرحمیاں اور ظلم اُنسے صادر ھوتے تھے وہ دین کے تعصب یا انتقام کي ضرورت سے نہوتے تھے بلکہ محض نادانی اور بیوقوفي سے ھوتے تھے ھاں یہہ بات ضرور تھي کہ اُنکے آپس میں اتفاق اور اخلاق کا برتاؤ اچھا تھا اور وہ برتاؤ اُنکے برے اِرادوں اور کھوتي خواھشوں سے بہت مغلوب نہیں ھوتا تھا *

جن ملکوں کو عرب والوں نے فتح کیا وھاں نشان اپنے مضبوط و مستحکم اُنھوں نے چھوڑے چنانچہ دین و قانون اور علم و حکمت کي صورتیں اُنکي بدولت بدل گئیں اور اُنکي رعایا اور مریدوں نے اُنکے اچھے برے وصفوں کو یہاں تک اختیار کیا کہ ھم جہاں کہیں کسي مسلمان کو دیکھتے ھیں تو اُسمیں عرب والوں کي سي سختي سینہ زوري اور رشک و حسد اور کسیقدر مہمان نوازي فیاضي کا نشان پتا ضرور پاتے ھیں برخلاف اُنکے تاتاري لوگوں نے نہ کوئي دین اپنا قائم کیا اور نہ کسي علم و ھنر کو رواج دیا اور قطع نظر اِس سے کہ وہ اور لوگوں میں اپنے عادات و اخلاق کے اثر پیدا کریں آپ اُن قوموں سے بہت خلط ملط ھوگئے تھے جنمیں وہ آباد

هوئے تھے یہاں تک کہ ایران اور چین کے تاتاریوں میں شکل و شمائل کا اشتراک باقی نہیں *

اگرچہ صورتیں بدل گئیں مگر طبیعتوں میں کسیقدر خصوصیت باقی ہی جس سے قومی عادات اُنمیں پائی جاتی ہیں یہانتک کہ جب زیادہ شایستہ قوموں کی اخلاق و عادات سے اُنکے طور و طریقوں میں تہذیب اور شایستگی حاصل ہوتی ہی تو یورپ والوں کی سی دلاوری اور کار روائی ایشیا کی اور قوموں کی نسبت اُن میں زیادہ پائی جاتی ہی *

مگر یہہ بات واضح رہے کہ جن تاتاریونکا حال ہم بیان کرتے ہیں اونکی عادات خاص ایرانیوں کے بوجہہ دباو سے قایم ہوئیں اور حقیقت یہہ ہی کہ ایرانی لوگ ایسے ہیں کہ جن لوگونکو اُنسے لگاو پیدا ہوا تو اونکے عادات واخلاق کی تاثیر اون لوگوں پر ضرور ہی پڑی *

ایرانیوں کا بیان

علاوہ اُس تیز فہمی اور چالاکی کے جو عربوں اور تاتاریوں کی مانند ایرانی لوگوں میں پائی جاتی ہی ہندوؤں کی کاہلی اور فن و فریب بھی اُنکو حاصل ہی اور باوجود اِسکے بہت سی ایسی ایسی استعدادیں رکھتے ہیں جو خاص اُنہیں لوگوں سے مخصوص ہیں چنانچہ وہ لوگ ایسے شوخ شنگ اور چلبلی طبیعوں کے آدمی ہیں کہ باوصف اِسکے کہ بڑے بڑے ظالم بادشاہوں کے زیر حکومت رہے سہی اور ظالموں کی حکومت کے مارے ہمیشہ افسردہ پژمردہ پڑے رہے مگر اوصاف مذکورہ کی وجہہ سے دنیا کی تاریخ میں ایسی قدر و منزلت پیدا کی کہ اُنکی تعداد و کثرت اور قوت و دولت کی مناسبت سے نہایت زیادہ تھی *

یہہ گمان غالب ہی کہ جب عرب والوں نے ایران کو فتح کیا تو ایرانی لوگ اپنے ملک کے مالی ملکی کاموں میں پہلے ہی سے مہارت رکھتے ہونگے اور وہ کام اُنکے ہاتھوں سے انجام ہوتے ہونگے اس لیئے کہ عرب

کے لوگ ان کاموں سے بخوبي واقف نتھے چنانچه جب ایرانیوں نے جلد اسلام قبول کیا تو بڑے بڑے ذي اختیار عہدوں پر معزز و ممتاز هونے لگے یہانتک که ابو مسلم جسني عباسیوں کو تخت نشین کیا خاص اصفہان کا رهلے والا تھا اور منجمله مشہور خاندانوں کے برمي سائید کا مشہور خاندان بلخ کے ایرانیوں میں سے پیدا هوا تھا معلوم هوتا هی که عرب کي فتح پر تھوڑا عرصه گذرا تھا که ایرانیونکو خود مختاري اور آزادي کي بلند نظري سوجھي اگرچه اصل و حقیقت میں طاهر عربي نژاد تھا مگر جب که وه باغي هوا تو ایراني لوگ اُسکے معین و معاون هوئے باقي بني صفري اور بني دیلم اور غالباً † بني سامان بھي ایراني هي تھے مگر جس زمانه کي تاریخ هم لکھتے هیں اُس زمانه میں ایک محمود ایسا بادشاه بحر جکسرتیز اور بحر فرات کے درمیان میں هوا جو ایراني نژاد نتھا *

ایرانیونکی چال چلن کي خوبي اور اوقات بسري کے طریقونکي شایستگي کے باعث سے دور دراز کے رهنے والوں کے لیئے چال ڈهال انکے نمونه ٹھہرے اور زبان اونکي عربي لفظونکے ملنے سے بہت وسیع هوگئي اور اس زمانه سے کوئي تھوڑے دنون پہلے تمام ایشیا کے ملکوں میں جہاں جہاں مسلمانونکا

---

† واضح هو که بني سامان عموماً ترک سمجھے جاتے هیں مگر حقیقت یہه هی که جب اُنکے مورث اعلی کو مامون رشید کے سامنے شهر مرو واقع بلاد خراسان میں حاضر کیا گیا تھا تو یہه بات ثابت هوئي تھي که وه نه خود ترکي هی اور نه ترکي غلام هی بعد اُسکے ایسے زمانه میں که دوسرے خاندان کے لوگوں کو گبریس سے نسل کے قایم کرنے میں کچھه فخر و عزت بھي نتھي اس خاندان یعني بني سامان نے یہه دعوے کیا که همارا مورث اعلی خاص ایراني تھا اور باوصف اسکے که ڈي گگنیز صاحب نے تمام تاتاري قوموں کے حال و احوال کي یہاں تک تحقیق کي که ایسے ایسے خاص خاص ترکونکو چھانا بینا جیسے که خاندان غزني کے لوگ تھے مگر بني سامان کے ترکي هونیکا دعوی نہیں کیا غرض که بني سامان خواه بخارا سے آئے هوں یا بلخ سے آکر بسے هوں مگر ان دونوں ملکوں کے مستقل باشندے ایراني هیں علاوه اسکے جو اُنهوں نے ایراني علم یعني فارسي زبان میں پہلے پہلے بہت سي کوششیں کیں تو اُس سے بھي ثابت هوتا هی که نسل اُنکي ایراني تھي

قبض و تصرف قایم هے علم انشا اور کسیقدر دقیق علموں کے پهیلانے کے لیئے وهي زبان ذریعه هوگئي تهي یہاں تک که اب بهي وه یہاں اون علموں کي تعلیم و تعلم کا وسیله هی *

محمود کي حکومت سے مختلف قوموں کے مختلف تعلقوں کا بیان

واضح هو که تمام مذکوره بالا قومیں محمود کي اطاعت مختلف مختلف درجوں پر کرتي تهیں اور اُسکي حکومت سے طرح طرح کے تعلق رکهتي تهیں *

شہروں اور میدانوں کے رهنے والے جہاں عرب اور ایراني اور ایسے چهوٹے چهوٹے گروه ترکوں کے بستے تهے جوکه ایک مدت سے خاص خاص خطوں سے متعلق تهے محمود کي اطاعت پوري پوري کرتے تهے اور غالب یهه هی که پہاڑي لوگ بهي مختلف درجوں کي اطاعت کرتے تهے چنانچه پورے پورے تابعداروں سے لیکر اُن لوگوں تک فرمان بردار اُسکے تهے جو خود مختاري کے قریب قریب تهے اگرچه بجاے خود پورے خود مختار نه تهے ترکوں کے بڑے بڑے گروه سلجوقوں کي مانند ایسے خانه بدوش لوگ تهے که جہاں کہیں وه رهتے تهے وهاں سے چنداں علاقه واسطه نرکهتے تهے چنانچه جو ایک پشت اُنکي کبهي کبهي دریاے آمو پر پڑي هوتي تهي وهي دریاے والگا پر پڑاو ڈالتي تهي باقي سلطان محمود سے علاقه کي صورت یهه تهي که اُنکا تعلق خاص اُنکے سرداروں اور کار گزاروں کي راے و مرضی پر موقوف هوتا تها اور وه تعلق ایسا ناپائدار هوتاتها جیسا که ایسي صورتونسے قیاس میں آتا هی مگر یهه بات ضرور هی که محمود کے عهد سلطنت میں عموماً مطیع هونا اُنکا معلوم هوتا هی *

هندوستان کا وه تهوڑا حصه جو محمود کے دخل و تصرف میں داخل تها شاید ایسےتهوڑے دنونکا فتح کیا هوا تها که حدود اُسکي حکومت کي اُسکے مقدار و وسعت کي نسبت بطور معقول قایم نهونگي چنانچه

همارے قیاس میں یہہ آتا هی که محمود کي حکومت کہلے ملکوں میں تري اور پہاڑوں میں ضعیف هوگي *

جو دخل و مہارت که مذکورہ بالا قوموں کو حکم و حکومت میں حاصل هوگي اُنکے حالات کے دیکھنے بہالنے سے وہ قیاس میں آسکتي هی اور کچھہ تھوڑا بہت اُسکو سمجھہ سکتے هیں *

دین و مذهب کے قانون و قاعدے پہلے پہل عرب والوں نے ایجاد کیئے مگر خاص خاص مقاموں کي رسم و رواج سے کچھہ کچھہ بدل سدل گئے غرض که عرب والے قانونوں کے موجد اور گروهوں کے پیشوا اور عالم فاضل تھے *

محمود اپني خاص حفاظت کے لیئے چوکي پہرا رکہتا تھا اور پہرہ والوں کو خاص اپنے پاس سے سواري کے گھوڑے دیتا تھا اور هم قیاس کرسکتے هیں که یہہ پہرہ والے تمام ترکي غلام اور نیز اُسکي فوج کا بہت بڑا ٹکڑا وہ متفرق گروہ تاتاري سوارونکے هونگے جو اکسیس کے پار بستے تھے چنانچہ ایک موقع پر صرف پانچھزار عربي سواروں کا مذکور آیا باقي جابجا افغانوں اور خلجیوں کے بڑے بڑے گروہ مذکور هوئےهیں مگر حالات مختلفہ کے ملاحظہ سے یہہ نتیجہ حاصل هوسکتا هی که محمود کي فوج اُسکي سلطنت کے تمام حصوں سے بھرتي کي گئي اور کسي طرح کي تمیز و تفریق ظهور میں نہیں آئي خواہ ایک ایک آدمي بھرتي هوا یا چھوٹے چھوٹے گروہ بھرتي کیئے گئے هوں هاں یہہ بات ضرور تھي که فوج کے تمام افسروں کو خاص اُسي نے جانچ تولکر مقرر کیا تھا خاص خاص صوبونکي امدادي فوجیں اُنکے حاکموں کے زیر حکومت تھیں اور علاوہ اُن پہاڑي لوگوں کے جو خود فوج میں داخل و شامل تھے پہاڑیونکے بہت سے مفسد گروہ اپنے موروثي سردارونکي حکومت کے تلے کام کاج کرتے تھے باقي سپہ سالاریاں چنے چنے افسروں کے قبضوں میں تھیں اور اُنکے ناموں سے صاف واضح هوتا هی که وہ تمام افسر ترکي تھے *

چنے چنے سوار چون هزار محمود کي وہ عمدہ فوج تهي جو اُسکے مرنے سے چهہ برس پہلے فراهم هوئي تهي مگر اِسقدر فوج ایسي بڑي سلطنت کي نسبت بہت تهوڑي تهي زنہار اُسکے برابر نتهي بلکہ یہہ گمان غالب هی کہ کہیں کہیں خاص خاص موقعوں پر نئي بهرتي کي ضرورت پڑتي هوگي *

اگرچہ محمود کي فوج میں هندوؤں کے شمول و شرکت کا مذکور پایا نہیں جاتا مگر یہہ بات بلا شبہہ پائي جاتي هی کہ جب سلطان کا انتقال هوا اور بعد اُسکے بڑے بڑے انقلاب غزني میں واقع هوئے اور بڑي بڑي صورتیں پیش آئیں تو وہ بہت سے هندو سوار آنمیں شریک و شامل تهے جو سیوندرائے کي تحت حکومت رهتے تهے اور اس سے صاف واضح هی کہ جب تک محمود بقید حیات رها تب تک هندوؤں سے کام خدمت لیتا رها اور دین و مذهب کا کچهہ ملاحظہ نکیا *

اگرچہ ترک اُس زمانہ میں بت پرستي کرتے تهے مگر باوصف اسکے اگر تمام نہیں تو اکثر لوگ اُسکي فوج کے مسلمان تهے هاں اِسمیں کچهہ شک شبہہ نہیں کہ جب لونڈي غلام خریدے جاتے تهے تو خریدنے کے ساتهہ هي اُنکو مسلمان کیا جاتا تها علاوہ اُنکے آزاد ترک لوگوں کي دیکها دیکهي غالباً مسلمان هوتے هونگے بلکہ بعض بعض ترکوں کے بڑے بڑے گروہ بهي مسلمان هونے لگے تهے مگر مسلمان هونے پر بهي هندوؤں کي مانند اُن ناموں کا رکهنا نچهوڑا تها جو کفر کے زمانہ میں رکهتے تهے اور یهي بڑا باعث هی کہ اُنکے دین مذهب کي چهان بین ایسي سہل و آسان نہیں جیسے کہ علاوہ اُنکے اور اُن قوموںکي آسان هی جو مسلمان هوگئیں † *

---

† کہتے هیں کہ سلجوق خود مسلمان هوگیا تها چنانچہ ثبوت اِس بات کا اُسکے بیٹوں کے ناموں سے بخوبي هوتا هي جو محمود کے زمانہ میں موجود تهے یعني میکائیل اور اسرائیل اور موسی نام اُنکے تهے اور بعضے مورخ بجاے موسی کے یونس قایم کرتے هیں مگر نام اُسکے پوتے کا جو بڑا مسلمان تها طغرل تاتاري اور اُسکے مشہور جانشین کا نام الپ ارسلاں تها

واضح هو که محمود کي سلطنت کا ملکي انتظام ایرانیوں کے هاتهوں انجام پاتا تها چنانچه دو مشهور وزیر اُسکے یعني ابوالعباس اور احمد میمندي خاص ایراني تهے اور ایسا معلوم هوتا هی که وه دونوں وزیر بڑے بڑے ترکي سپه سالاروں سے بغض و عداوت رکهتے تهے منجمله اُنکے ابوالعباس جیسا کام کاج میں هوشیار چالاک تها ویسا عالم فاضل نتها اور اِسي لیئے اُسنے یهه عام رواج دیا تها که تمام سرکاري کاغذ فارسي میں لکهے جاویں مگر احمد میمندي نے مستقل دستاویزوں میں عربي تحریر کا دوباره رواج دیا تها اور غالب یهه هی که وه دستاویزیں بادشاهي فرمان اور ایسے کاغذ تهے جو بلاد یورپ میں بزبان رومي لکهے جاتے هیں *

اگرچه ایرانیوں نے هندوستان کو کبهي فتح نهیں کیا مگر اُسي باعث سے هندوستان کے تمام کار و بار میں فارسي‌زبان ایران هي سے هندوستانمیں رایج و مستعمل هوئي اور جسقدر که فرانسیسي‌زبان یورپ میں بولي‌جاتي هي اُس سے بهت زیاده فارسي هندوستانمیں مروج ومستعمل هی یهانتک که خاص هندوستان کي بولي یعني اُردو کا بڑا رکن بهي فارسي زبان سے حاصل هوتا هی اور اُردو کي اصل هندي بهاکا هی جو هندوستان میں کبهي بولي جاتي تهي *

چوتها باب

غور و غزني کے خاندانوں کے دوسرے بادشاهوں کا بیان

سلطان محمد کا بیان

محمود نے دو بیٹے چهوڑے چنانچه منجمله اُنکے شاهزاده محمدنے اپني نیک مزاجي اور کمال شایستگي سے باپ‌کو اسقدر راضي کیا تها که اُسنے اُسکے بهائي مسعود پر ترجیح اُسکو دي تهي جو نهایت تند مزاج اور خشمناک تها یهاں تک که اپنے جیتے جي اُسکو جانشین اپنا قرار دیا تها چنانچه بعد اُسکے سنه ۱۰۳۰ع مطابق سنه ۴۲۱ هجري میں وه

شہزادہ تخت نشین ہوا اور تمام سلطنت پر دخل و تصرف کیا مگر مسعود اپني حکومت مزاجي اور سینہزوري دلاوري اور ذاتي قوتوں اور سپاهیانہ جودتوں کے باعث سے بہت زیادہ مشہور و معروف اور نہایت معزز و ممتاز هوا اور حقیقت یهي یہي تهي کہ وهي بہادر نامدار آیندہ زمانہ کے لیئے حکمراني اور فرماندهي کے شایان و سزاوار تها چنانچہ محمد کے تخت نشین هوتے هی یہہ امر ظہور میں آیا کہ بہت سي فوج اُسکي مسعود کے پاس چلي گئي اور جب کہ مسعود اصفہان اپني حکومت گاہ سے غزني کے آس پاس پہونچا تو وهي سہي فوج بهي نمک حرامي پر آمادہ هوئي یہاں تک کہ محمد گرفتار هوا اور آنکهوں سے لاچار اور قید کیا گیا اور مسعود اپنے باپ کي وفات سے پانچ مہینے کے اندر اندر تخت نشین هوا *

مسعود کي سلطنت اور سلجوقوں کي ترقي کا بیان

اس نئے بادشاہ یعني سلطان مسعود کو اپنے حال و صورت کے دیکھنے سے یہہ ضرورت پیش آئي کہ اپني تمام عقل و ذهانت کو جسمیں شہرہ آفاق تها کام و کاج میں صرف کرے اور باعث اُسکا یہہ هوا کہ سلجوقوں کے زور و قوت نے ایسي بڑي ترقي پائي تهي کہ اُسکے بڑهنے سے مسعود کي سلطنت کو اُن خطروں کا کهٹکا پیدا هوا تها جو انجام کار اُسپر عاید هوئے *

سلجوقوں کے خاندان کي حقیقت صاف صاف اسلیئے دریافت نہیں کہ اُسکي ابتدا کي تاریخ مختلف طوروں پر بیان کي گئي هے مگر منجملہ اُنکے یہہ بیان زیادہ قرین قیاس هی کہ جس سردار کي بدولت اُس خاندان کا خطاب قایم هوا وہ کسي بڑے تاتاري بادشاہ کا بڑا عہدہدار تها اور جب کہ اُس سردار سے وہ بادشاہ ناخوش هوا تو وہ اپنے رفیقوں سمیت جونڈ کو چلا گیا جو دریاے جکسر تیز کے بائیں کنارہ پر واقع هی بعدہ اُسکے بیٹے محمود کے مطیع هوئے اور بعضوں کا بیان یہہ هی کہ خود محمود نے دریاے اکسیس کي جانب خراسان کے جنوب میں آباد هونے

پر اُنکو ترغیب دي یا مجبور کیا تھا † مگر گمان غالب یہہ ھی کہ وہ لوگ خاص ماوراءالنہر میں محمود کے کچھہ کچھہ مطیع رہ کر غیر ملکوں پر حملے کرتے رھے اور محمود کي اخیر سلطنت تک یہي صورت اُنکي قایم رھي مگر بعد اُسکے خود محمود کے ملکوں کو لوٹنے لگے چنانچھ اُس زمانہ میں روک تھام اُنکي کي گئي جیسا کہ پہلے مذکور ھوچکا چنانچہ مسعود کي سلطنت تک خراسان میں فوج سمیت داخل نہوسکے *

اگرچہ اس زمانہ سے بہت عرصہ پہلے خاص خاص ترک جیسے کہ بغداد کے ترکي غلاموں کے پہرہ والی اور غزني والا الپتگین وغیرہ تھے آپ ھي آپ اُن سلطنتوں کو دبا بیتھے جنکے وہ لوگ ملازم تھے مگر اس زمانہ میں دریاے اکسیس کے جنوب میں ترکوں کے جس گروہ نے پہلے پہل قبضہ حاصل کیا تھا وہ سلجوقوں کا گروہ تھا اور بعد اُسکے اگرچہ چنگیز خاں اور تیمورلنگ نے بڑے بڑے حملے کیئے اور بڑي بڑي فتوحات حاصل کیں مگر سلجوقوں کي فتوحات بھي اُن بڑے درجوں پر صرف اس باعث سے پہونچیں کہ منجملہ اُنکي شاخوں کے ایک شاخ کا بڑا رکن اب بھي قسطنطنیہ کے تخت سلطنت پر قابض ھی ‡ *

سلجوقوں کا مسعود سے لڑنا

جب کہ مسعود کے عہد سلطنت میں سلجوقوں نے خراسان پر حملہ کیا تو پھر دوبارہ گونہ دقت پیش آئي تھي مگر اُسکے رفع دفع کے لیئے خاص مسعود کو دوڑ دھوپ کي ضرورت نپڑي تھي اسلیئے صوبہ مکران کے مطیع کرنیکي فرصت اُسکو ھاتھہ آئي تھي چنانچہ سنہ ۱۰۳۱ ع مطابق سنہ ۴۲۲ ھجري میں اُسنے اُس صوبہ کو فتح کیا اور اگلے تین برسوں میں یعني سنہ ۱۰۳۴ ع مطابق سنہ ۴۲۵ ھجري تک مازندران اور گرگاں کے صوبوں

† محمود نے سنہ ۱۰۲۱ ع مطابق سنہ ۴۱۲ ھجري میں ھندوستان کے ایک قلعہ کي حکومت پر امیر بن قادر سلجوق کو چھوڑا تھا

‡ ڈي گکنیز صاحب کي تاریخ جلد دو صفحہ ۱۹۰

کو مطیع و محکوم اپنا بنایا جو اُس زمانہ میں آتش پرستوں کے مطیع و محکوم تھے غرض کہ زوال قوت اور تنزل دولت سے پہلے پہلے ایران کی تمام سلطنت کو فارس کے سوا تحت حکومت کیا *

مسعود کا تخت سے اوترنا اور اُسکا جہاں سے گذرنا

بعد اُسکے مسعود کی سلطنت کا باقی زمانہ سلجوقوں کی لڑائی بھڑائی میں صرف ہوا یہاں تک کہ سلجوق اپنی زبان سے اُسکی غلامی کا اقرار کیئے گئے اور باوجود اسکے مسعود کے سرداروں کو شکست فاحش دیکر اُسکے ملکوں کو تاخت تاراج کیا اور نوبت یہاں تک پہونچی کہ مسعود اپنی ذات سے لڑنے کو گیا اور مرو کے پاس پروس میں مقام ژندقاں یا وندناکن پر طغرل بیگ سے مقابلہ ہوا چنانچہ بعض بھگوڑے ترکوں کے بھاگ جانے سے عین میدان میں مسعود کو ایسی شکست فاحش ہوئی کہ وہ لڑائی کو دوبارہ سنبھال نسکا یہاں تک کہ سنہ ۱۰۳۹ع مطابق ۴۳۲ ہجری میں صاف مرو کو بھاگا اور وہاں پہونچکر ٹوٹی پھوٹی فوج اپنی فراہم کی اور جوں توں کرکے غزنی کو واپس آیا بعد اُسکے حال اُسکا ایسا پتلا ہوا کہ اسکا وہم گمان بھی نتھا کہ وہ اتنی بڑی فوج اکھٹی کرے کہ سلجوقوں سے بمقابلہ پیش آوے بلکہ اتنی جمعیت بھی بہم نہ پہونچا سکا کہ اُسکے ذریعہ سے اُن فسادوں کی روک تھام کرسکے جو اُسکی دارالسلطنت کے قرب و جوار میں برپا ہو رہے تھے چنانچہ جب اُسنے یہہ رنگ ڈھنگ اپنی سلطنت کے دیکھے تو ہندوستان کا قصد اس نظر سے کیا کہ وہاں جاکر جی کو ٹھکانے لگاوے اور اپنے کار و بار کو ٹھیک ٹھاک کرے مگر حال یہہ تھا کہ فوج کو قواعد کی پابندی نرہی تھی اور حکومت کا رعب داب اُٹھہ گیا تھا غرض کہ جوتوں کرکے روانہ ہوا *

جب کہ وہ اٹک سے پار اوترا تو اُسکی خاص فوج نے جو خزانہ کی محافظ تھی خزانہ کے لوٹنے کا ارادہ کیا اور جو پریشانی کہ بعد اُسکے حاصل ہوئی نتیجہ اُسکا یہہ ہوا کہ تمام فوج باغی ہوگئی اور مسعود کو

تخت سے اوتارا گیا اور اُسکے بھائی محمد کو تخت نشین کیا گیا مگر اسلیئے کہ محمد آنکھوں سے معذور اور معذوری کی وجہہ سے کار و بار سلطنت سے مجبور تھا تو سنہ ۱۰۴۰ ع مطابق سنہ ۴۳۲ ھجري میں اُسکے بیٹے احمد کو سلطنت کا انتظام تفویض ھوا چنانچہ پہلا کام احمد کا یہہ تھا کہ اُس نے اپنے معزول چچا کو قتل کیا *

مسعود دس برس سے زیادہ زیادہ تخت نشین رھا اور باوصف اسکے کہ اُسکے عہد سلطنت میں شور و فساد برپا رھے مگر علم و فضل کی ترقی کرتا رھا چنانچہ علماء کی تعظیم و تکریم اور عالیشان عمارتوں کے بنانے میں اُس نے یہہ ظاھر کیا کہ وہ محمود کا عمدہ جانشین ھی *

مسعود کے بیٹے مودود کی سلطنت کا بیان

جس شکست سے مسعود کی سلطنت تباہ اور خاک سیاہ ھوئي اُسکي بدولت ھندوستان کو بڑے فائدے حاصل ھوئے اِس لیئے کہ اُس شکست سے پہلے پہلے جو صوبہ مسلمانوں کا ھندوستان میں قایم تھا مسلمان لوگ اُسکو حقیر و ذلیل سمجھتے تھے مگر بعد اُسکے اُسکو بڑي حکومت سمجھنے لگے اور قدر و منزلت اُسکي نزدیک اُنکے ثابت ھوئي اور جو واقعات اُسکے بعد واقع ھوئے وہ اِس تاریخ سے کچھہ بہت علاقہ نہیں رکھتے یعني غزني کي حکومت میں وہ ھي انقلاب واقع ھوئے جو ایشیا کي حکومتوں میں ھوتی رھتے ھیں اور سوا اِسکے کہ اُن سے طبیعت پژمردہ و افسردہ ھوجاتي ھی کچھہ پند و نصیحت حاصل نہیں ھوتي جو تضیئے قضاے سلجوقوں سے ھوئے وہ غزني کي سلطنت کے مغربي حصہ سے متعلق تھے اور جو ھندوؤں سے جھگڑے بکھیڑے ھوئے کوئي نشان اُنکا تاریخوں میں پایا نہیں جاتا ایشیا کے کسي مورخ نے اُنکا بیان نہیں کیا باوصف اِس بات کے کہ یہہ زمانہ خاندان غزني کے زمانوں میں سے تحریر و بیان کے زیادہ قابل تھا اِس لیئے کہ اِسي زمانہ میں مسلمانوں کي مستقل سکونت میں

اور هندوؤں کے ملنے جلنے سے مسلمانوں کے طور و طریقوں اور سمجھہ بوجھہ میں تغیر واقع هوا تھا اور ایک نئي زبان یعني اُردو کي اصول قایم هوئي اور هندوستانکے حال کے مسلمانوں کے قومي چال چلن کي بنیاد پڑي غرض که نظر بوجوہ مذکورہ بالا خاندان غزني کے باقي معاملونکا بیان کرنا چنداں ضرور نهیں *

جب که مودود کا باپ قتل هوا تو وہ اُن دنوں بلخ میں موجود تھا اور جوں هي که اُس نے باپ کي سناوني سني تو وہ مشرق کي طرف بهت جلد روانه هوا اور اپنے مخالفوں کو شکست فاحش دیکر قتل کیا بعد اُسکے سنه ۱۰۴۰ ع مطابق سنه ۴۳۳ هجري میں اپنے بهائي باغي کو گوشمالي دي مختصر یهه که مودود کي حکومت سنه ۱۰۴۰ ع مطابق سنه ۴۳۲ هجري سے لیکر سنه ۱۰۴۹ ع مطابق سنه ۴۴۱ هجري تک قایم رهي *

مودود کي عهد حکومت میں غزني کي تمام سلطنت فیروزمند سلجوقوں پر کهلي هوئي تهي کوئي مانع مزاحم اُنکا نتها مگر اُن فیروزمندوں نے مشرق کیطرف التفات نکیا اور اپني ممالک مقبوضه کو چهوٹي چهوٹي چار سلطنتوں پر تقسیم کیا اور طغرل بیگ کو چاروں کا افسر قرار دیا ابو علي کو هرات اور سیستان اور غور کي حکومت هاتهه آئي اور غزني والوں سے لڑنے کے لیئے آسیکو † مقرر کیا گیا اور طغرل بیگ سلجوقوں کي بڑي فوج لیکر ایران کے مغربي حصه اور بغداد و روم کي سلطنت پر چڑهائي کرنیکو روانه هوا یهي باعث تها که مودود اپني دارالسلطنت یعني غزني میں قائم رها اور ماوراءالنهر کو اُس نے دوبارہ فتح کیا اور اِس لیئے که اُسنے طغرل بیگ کي بڑي بیٹي سے اپني شادي کي تهي تو سلجوقوں کي لوٹ مار کا اُسکو کهٹکا باقي نرها مگر جب که سنه ۱۰۴۳ ع مطابق سنه ۴۳۵ هجري میں مودود اپني مغربي فتوحات میں مصروف و سرگرم تها تو دلي

† ڈي گگنیز صاحب کي تاریخ جلد ۲ صفحه ۱۹۰

کے راجہ نے خالی میدان دیکھکر پنجاب پر حملہ کیا چنانچہ اُس نے هندوؤں کو بڑی بڑی پٹیاں پڑھا کر اُنکے دلوں کو بڑھایا یہانتک کہ نگرکوت کو فتح کرکے لاهور کو آگھیرا مگر مسلمانوں کا وہ اخیر قلعہ محصوروں کی دلاوری سے محفوظ رہا یعنی اُنھوں نے ایسے لوگوں کی اطاعت قبول نکی جنکو کئی بار دباچکے تھے علاوہ اُسکے مودود کے پہونچنے کی خبر سنکر ڈری همت بھی ہوگئے تھے مگر یہہ اتفاق سے خبر جھوٹی نکلی *

مودود اُس زمانہ میں بطرف مغرب مصروف تھا جہاں باوصف اُس نئی رشتہ داری کے سلجوقوں کے ساتھہ نئے نئے جھگڑے پیدا ہوئے اور دم نکلنے تک هندوستان میں اُنیکی فرصت نہ نملی *

سلطان ابوالحسن کا بیان

جب کہ مودود نے وفات پائی تو اُسکے بھائی ابوالحسن نے اپنے شیر خوار بھتیجے کو قتل کیا اور آپ تخت نشین ہوا مگر بعد اُس کے دو برسکے اندر اندر اُسکے چچا ابوالرشید نے اُسکو تخت سے اوتارا ابوالحسن کی سلطنت سنہ ۱۰۴۹ع مطابق سنہ ۴۴۱ هجری سے لیکر سنہ ۱۰۵۱ع مطابق سنہ ۴۴۳ هجری تک باقی رہی *

سلطان ابوالرشید کا بیان

ابوالرشید نے پنجاب کو دوبارہ فتح کیا جسکو اُسیکا ایک مسلمان سردار اُن پہلی خرابیوں کے وقتوں میں دبابیٹھا تھا جو اُسکی سلطنت سے پہلے پہلے واقع ہوئیں تھیں مگر بعد اُسکے ایک سردار طغرل نامی نے سیستان میں بغاوت کی اور ابوالرشید کو شکست فاحش دی سلطنت اُسکی سنہ ۱۰۵۱ع مطابق سنہ ۴۴۳ هجری سے لیکر سنہ ۱۰۵۲ع مطابق سنہ ۴۴۴ هجری تک قایم رہی اور جب یہہ باغی کامیاب ہوا تو بادشاہ بن بیٹھا اور جو جو غزنی کے بادشاہ زادے اُسکے هاتھہ آئے اُنکو گردن مارا مگر چالیس دن کے بعد آپ بھی مارا گیا اور منجملہ تین وارثوں سبکتگین کے ایک وارث فرخ زاد نامی تخت نشین ہوا جو اُس ظالم کے تیغ ظلم سے مامون و محفوظ رہا تھا *

سلطان فرخزاد کا بیان

یہہ بادشاہ سلجوقوں کے مقابلہ میں کامیاب ہوا اور اُسکو یہہ توقع کامل تھي کہ وہ اُن ملکوں کو دو بارہ حاصل کرے جو اُسکے خاندانکي حکومت سے نکل گئے تھے مگر سلجوقوں کے سردار الپ ارسلان کي بڑي دانشمندي سے وہ بادشاہ روکا رہا سنہ ۱۰۵۲ ع مطابق سنہ ۴۴۴ ہجري سے سنہ ۱۰۵۸ ع مطابق سنہ ۴۵۰ ہجري تک فرخزاد نے کامراني کي *

سلطان ابراهیم کا بیان

جب کہ فرخزاد مرگیا تو ابراهیم اُسکا بھائي تخت نشین ہوا یہہ بادشاہ بڑا عابد و زاهد تھا چنانچہ اُسنے تمام ایسے دعووں سے هاتھہ اوٹھایا جنکي بدولت سلجوقوں سے لڑائي جھگڑے کرنے پڑیں اور اچھي طرح پاک صاف هوکر سلجوقوں سے آشتي کي اور اپني سلطنت کے بڑے زمانہ کو جو سنہ ۱۰۵۸ ع مطابق سنہ ۴۵۰ ہجري سے سنہ ۱۰۸۹ ع مطابق سنہ ۴۸۱ ہجري تک قایم رهي انشا پردازي اور مصحف نویسي میں صرف کیا اور چالیس بیٹے اور چھتیس بیٹیاں چھوڑ گیا *

سلطان مسعود ثاني کا بیان

یہہ مسعود ثاني بڑے طنطنہ کا بادشاہ تھا چنانچہ اُسکے سرداروں نے گنگا سے آگے تک فوج کشي کي اور خود اُس نے قانون قاعدوں کو سوچ سمجھکر ایک معقول مجموعہ مرتب کیا اور کئي سال اسکے عہد سلطنت میں لاهور اُسکي تخت گاہ رہا اور حکومت اُسکي سنہ ۱۰۹۹ ع مطابق سنہ ۴۹۲ ہجري سے سنہ ۱۱۱۴ ع مطابق سنہ ۵۰۸ ہجري تک قایم رهي *

سلطان ارسلان کا بیان

جب کہ مسعود ثاني کا انتقال ہوا تو اُسکے ایک بیٹے ارسلان نامي نے اپنے بھائیوں کو قید کیا اور آپ تخت دبا بیٹھا یہہ وہ زمانہ تھا کہ غزني

کے خاندان والوں نے سلجوقوں سے رشتہداریاں پیدا کي تھیں چنانچہ سلجوقوں کے بادشاہ سنجر کي همشیرہ خاندان غزني کے تمام شاهزادوں کي والدہ تھي غرض کہ جب اُسنے اپنے بچوں کو مقید دیکھا تو وہ آگ بھبوکا ھوئي اور اپنے بھائي سنجر سے یہہ درخواست کي کہ تمکو بہرام کي امداد و اعانت کرني چاهیئے جو ظالم کي قید سے محفوظ تھا غرض کہ سنجر نے یہہ بات اُسکي قبول کي اور تلوار کے زور سے تخت اُسکو دلوایا ارسلان کي سلطنت سنہ ۱۱۱۴ع مطابق سنہ ۵۰۸ هجري سے سنہ ۱۱۱۸ع مطابق سنہ ۵۱۲ هجري تک باقي رهي *

سلطان بہرام کا بیان

یہہ بادشاہ عالم فاضلوں کا بڑا مشہور و معروف مربي تھا چنانچہ نظامي شاعر جو فارسي کابہت مشہور شاعر تھا اُسکے دربار میں حاضر رهتا تھا چنانچہ منجملہ اپني پانچ کتابوں کے جو خمسہ نظامي کے نام سے شہرہ آفاق هیں ایک کتاب مسمی پري پیکر بپاسخاطر اسي بادشاہ کے اُسنے تصنیف کي تھي مگر انجام کار اس بادشاہ نے اپني سلطنت کو جو ایک عرصہ دراز تک سرسبز و قایم رهي تھي ایک ایسي بڑے کوتک سے خراب کیا کہ اُسکے تدارک میں وہ آپ اور نسل اُسکي تباہ ھوئي *

تفصیل اُسکي یہہ هی کہ جب سے مودود بادشاہ نے مکر و فریب سے غور کے ملک پر قبضہ کیا تھا تب سے وہ ملک برابر غزني کا صوبہ چلا آتا تھا اور بہرام کے عہد سلطنت میں غور کا بادشاہ قطبالدین † خود بہرام کا داماد تھا چنانچہ دونوں بادشاھوں میں کچھہ جھگڑا قایم ھوا یہاں تک کہ بہرام نے قابو پاکر اپنے داماد کو زهر دیا یا علانیہ قتل کیا مگر قتل اُسکا اسلیئے غالب معلوم ھوتا هی کہ قطبالدین کے بھائي

---

† برگز صاحب کے ترجمہ تاریخ فرشتہ جلد ایک صفحہ ۱۵۱ میں قطبالدین سور کي جگہہ قطبالدین محمد غوري افغان لکھا هی

سیف‌الدین ‡ نے ترت پھرت انتقام کے لیئے غزني پر چڑھائي کي اور بہرام کو مشرق کے پہاڑوں میں کرماں کي طرف بھگا دیا اور غزني پر قبضہ کیا *

سیف‌الدین اس جدید مقبوضہ پر ایسے اطمینان سے بیٹھا کہ اسنے بہت سي فوج اپني بہ سرداري اپنے بھائي علاءالدین کے فیروز کوہ کو واپس بھیجي جہاں پہلے سے وہ رهتا سہتا تھا اور غزني والوں کے رفیق شفیق بنانے میں بہت سي جهد و محنت اوٹھائي مگر باوجود اس سعي و محنت کے قدیم خاندان کي رفاقت کو جو اُنکے دلوں میں مضبوط و مستحکم بیٹھي تھي اُتھا نسکا چنانچہ اُنہوں نے بہرام کے بلانیکي طرح ڈالي یہاں تک کہ جب برف کي کثرت سے غور کي راہ مسدود هوگئي تو بہرام اپنے ملک کے اُس حصہ میں سے جو اب تک فتح نہوا تھا بہت سي فوج اکھٹي کرکے اپني دارالسلطنت پر چڑھا اور سیف‌الدین نے اپني ناتواني دیکھہکر دارالسلطنت کو چھوڑنا چاها مگر غزني والوں کي جھوٹي باتوں میں آکر ایک لڑائي کے ذریعہ سے بخت‌آزمائي پر آمادہ هوا چنانچہ شہر والوں نے میدان میں اُس سے کنارا کیا اور اُسکے وطن والوں کي تھوڑي‌سي خاص فوج مغلوب هوئي اور وہ زخمي هوکر گرفتار هوا مگر بہرام نے جو کام اُسوقت کیا وہ پہلي عادتوں کے بہت خلاف اور انسانیت سے نہایت بعید تھا یعني اُسنے اپنے قیدي کو طرح طرح کي ذلت دیکر تمام شہر کے گلي کوچوں میں تشہیر کیا اور لوگوں سے بري بہلے کہلانیکے بعد اُسکو بہت بري طرح سے قتل کرایا اور اُسکے وزیر کو گلا گھونٹ کر مارا جو محمد کي آل اور فاطمہ کا لال تھا جب کہ علاءالدین اُسکے بھائي کو اُسکي سناوني پہونچي تو اُسکو بہت جوش آیا اور یہہ قسم کھائي کہ اگر دم میں دم هی توخدا چاهے تمام سازش والوں سے سخت انتقام لونگا *

---

‡ برگز صاحب کے ترجمہ تاریخ فرشتہ کي جلد ایک صفحہ ۱۵۲ میں بجاے سیف‌الدین کے سیف‌الدین سور لکھا هی ·

مگر ایسا معلوم هوتا هی که وہ اپنی بےصبري اور غیظ وغضب کے مارے تهوڑي فوج لیکر روانه هوا اسلیئے که بهرام نے اُس سے یہه کہلا بهیجا که هوشیار هوکر یہاں آنا ورنه پامال کیا جاویگا اور اُسنے یہه جواب دیا که تیري دهمکیاں تیري فوج کي مانند ضعیف اور بے بنیاد هیں اور یہه مسلم هی که بادشاهوں کي لڑائي بهڑائي کچهه نئي بات نہیں مگر تیري سنگدلي اور بیرحمي ایسي هی که نظیر اُسکي بادشاهوں میں پائي نہیں جاتي *

بعد اُسکے جو لڑائي پیش آئي تو اُسمیں پہلے پہل یہه ظاهر هوا که غزني والونکي کثرت سے فوج اُسکي مغلوب هوئي مگر اس باعث سے که وہ آپ انتقام کا پیاسا تها اور اُسکے ساتهه والوں کو نہایت غیظ و غضب اور دلاوري بہادري کا بهروسا تها مخالف کے مقابلوں کو یہاں تک اُٹهایا که بهرام کو تنہا بهاگنا پڑا اور جان بچاکر بهاگا *

غوریوں کے هاتهوں سے غزني کا تباہ هونا

بڑي بڑي جو تکلیفیں که بهرام اور غزني والوں کے دست و زبان سے علاوالدین کے بهائي سیفالدین مقتول کو پہونچي تهیں انتقام اُنکا علاوالدین کے ذمه پر واجب ولازم تها مگر غزني سي بڑي دارالسلطنت کو یکقلم بیچراغ کرنا ایک ایسا برا کام اور ناپسندیدہ امر هی که هم کسیطرح اُسکے درد شریک نہیں هوسکتے اور اُس ناشایسته حرکت سے اُسکے نام پر ایسا دهبا لگا که جب تک یاد اُسکي باقي رهیگي وہ هرگز نه مٹیگا † *

† یہه علاوالدین همیشه جہاں سوز کے خطاب سے پکارا گیا اگرچه اور جگهه تعریف اُسکي لکهي گئي مگر کسي مورخ نے اس موقع پر لعنت ملامت بدون اُسکو نہیں چهوڑا چنگیز خاں اور تیمورلنگ کے ناحق قتلوں کو بهي اسقدر ناپسند نہیں کیا جیسا که اُسکي اس نامناسب حرکت کو ناپسند و مکروہ سمجها اور شاید وجهه اُسکي یہه هی که جن دنوں یہه برا کام علاوالدین سے سرزد هوا تو لوگ اُن دنوں کچهه کچهه تربیت یافته اور شایسته بایسته هوگئي تهي چنانچه اُنکو اس نامعقول حرکت سے بڑا تعجب هوا

تفصیل اُس ظلم کي یہہ هی کہ اس عمدہ شہر کو جو تمام ایشیا کا بہت بڑا شہر اسوقت گنا جاتا تھا تین دن اور بقول بعضوں کے سات دن تک پھونکواتا اور باشندوں کو قتل کراتا اور سارے شہر کو لٹواتا رہا اور جب کہ پہلا جوش خروش کم هوا اور غیظ و غضب نے فی الجملہ کمي کي تو خاص خاص لوگوں کو قتل کرایا اور سیف الدین کے وزیر کي عوض میں جو جو سید نامي هاتهہ اُسکي لگے اُنکو گردن مارا اور شاهاں غزني کي تمام یادگاروں کو مسمار کرایا اور محمود اور مسعود اور ابراهیم کي قبروں کے سوا کسي قبر کا نام و نشان نچھوڑا مگر محمود و مسعود کي قبریں اُنکي دلاوري کي خوبي سے اور ابراهیم کي قبر اُسکے زهد و تقوے کي بدولت چھوٹتے رهي غرض کہ تمام شہر قتل هوا مگر بدبخت بہرام اُن تباهیوں کے دیکھنے کو زندہ رها جو اُسکي خویش و تبار اور یار و دیار کو نصیب هوئیں بعد اُسکے بہرام هندوستان کو روانہ هوا اور سفر کي ماندگي اور شکستہ دلي کے مارے عین راہ میں مرگیا سلطنت اسکي سنہ ۱۱۱۸ع مطابق سنہ ۵۱۲ هجري سے سنہ ۱۱۵۲ع مطابق سنہ ۵۴۷ هجري تک یعني کل ۳۵ برس قایم رهي *

هندوستان میں غزني کي سلطنت منتقل هونیکا بیان

جب کہ سلطان بہرام نے وفات پائي تو اُسکا بیٹا سلطان خسرو لاهور کیجانب کوچ کیئےگیا چنانچہ جب وہ وهاں پھونچا تو اُسکی رعایا بہت تعظیم تکریم سے پیش آئي اور بہت سي خوشي منائي اسلیئے کہ وہ لوگ اسبات سے ناراض نتھي کہ اُنکے شہر میں همیشہ کے لیئے سلطنت قایم هووے *

سلطان خسرو ملک کا بیان

سلطان خسرو سنہ ۱۱۶۰ع میں سات برس سلطنت کرکے مرگیا اور ٹوٹتي پھوٹتي حکومت کو اپنے بیٹے خسرو ملک کے قبضہ میں چھوڑ گیا چنانچہ خسرو ملک نے ستائیس برس قمري لغایت سنہ ۱۱۸۶ع تک پادشاهت کي اور اسي سنہ میں رها سہا ملک اُسکا اُسکے قبضہ سے نکلکر

غوریوں کے قبض و تصرف میں داخل ہوا اور سبکتگین کی نسل اسی بادشاہ پر ختم ہوئی *

† خاندان غوري کا بیان

علاوالدین غوري کی سلطنت

واضح ہو کہ خاندان غور کی نسبت بہت سی بحث مباحثی رهی مگر بہت سي چهان بین کے بعد یهي راے غالب هی کہ خاندان غور اور نیز اُنکي رعایا تمام افغان تهے اور جب کہ یزد جرد کسرے کي وفات پر چند سال گذرنے کے بعد مسلمانوں نے غور پر چڑهائي کي تو بقول ‡ ابن هیاکل کے سنہ ۹۰۰ ع میں کسیقدر غوري لوگ اسلام لائے تهے اور اُسیکے قول کے بموجب وهاں کے باشندے خراساني بولي بولتے تهے § *

---

† طبقات ناصري میں نام اُس خاندان کا سنسا باني لکها هي

‡ اوسلي صاحب کا ترجمہ تاریخ ابن هیاکل کا صفحہ ۲۱۲ و ۲۲۱ و ۲۲۶ ملاحظہ کےقابل هی اسلیئے کہ ابن هیاکل نے لکها هی کہ غور سے اگے کے تمام خطہ کو هندوستان سمجهنا چاهیئے مراد اُسکي اس سے بلاشبہہ یہہ تهی کہ اُسمیں کافر لوگ آباد تهی *

§ پٹهان لوگ اپنا قدیم ملک غور کےپہاڑوں کو سمجهتے هیں اور معلوم هوتاهے کہ کسی شخص نے آج تک اسبات کا انکار نهیں کیا کہ لوگ اُس ملک کے اگلے وقتوں میں پٹهان تهی مگر جسبات میں گفتگو باقي هے وہ پادشاهي خاندان سے متعلق هے چنانچہ پرانسر ڈارن صاحب نے تاریخ افغانون کي شرح کے صفحہ ۳۸ میں بحوالہ ایک مورخ کے بیان کیا هے کہ وہ لوگ خطا کے ترک تهے مگر یہہ کلام صرف ایک هي مورخ کا هے اسلئیکہ اُسي مقام میں دوسرا حوالہ خاندان غور کے جانشینوں سے علاقہ رکهتا هے اور جهاں تک اور همکو تحقیق هوسکا اُس سے یهي دریافت هوتاهے کہ تمام اور مورخ خاندان غور کو سور کے پٹهانوں مین داخل کرتی هیں مگر یہہ حقیقت میں اونکی غلط فهمی هے کہ وہ خاندان غور کو سور اور سام کی اولاد بتاتے هیں جو ضحاک بادشاہ کی بیٹی تهی ضحاک ایران کاخیالي بادشاہ تها اُسکو پٹهانوں سے کچهہ علاقہ و واسطہ نہیں تها اور وهي مورخ عجیب قصے خاندان غور کي پچهلي تاریخ کی نقل و بیان کرتے هیں چنانچہ بیان اونکا یہہ هے کہ سلطان محمود کے بعد خاندان سور کا وہ سردار جو سام کے نام سے نامی گرامی تها اپنے ملک سے بهاگنے اور هندوستان کے جانے پر مجبور هوا اگرچہ هندوستان میں جی جان سے مسلمان

سلطان محمود کے عہد دولتمیں غور کا ملک جیسا کہ مذکور ہو چکا اُس بادشاہ کے قبض و تصرف میں تھا جسکو تاریخ فرشتہ والے نے محمد سوري یا سور پٹھانکے نام سے بیان کیا اور اُس بادشاہ کے زمانہ سے واقعات مذکورہ بالا تک تاریخ کا سلسلہ برابر چلا آتا ہی جب کہ غزني اور غزني والوں سے علاوالدین پورا پورا انتقام لیچکا تو فیروز کوہ میں جاکر عیش و نشاط میں مصروف ہوا جو اصل مقتضی اُسکي طبیعت کا تھا *

رہا مگر مندر میں ملازم ہوگیا اور اُسنے بہت سی دولت جمع کي بعد اُسکے جب گھر چلا تو جہاز اوسکا ٹوٹگیا ایران کے کنارے پر ڈوب کر مرگیا

مگر اُسکا بیٹا حسین سوري ایک تختہ پر بیٹھا رہگیا اور وہ تختہ تین دن تک پاني پر بہتا رہا اگرچہ ساتھي اُسکا اُس تختہ پر ایک شیر تھا مگر اُسنے اُسکو کچھہ نستایا یہاں تک کہ وہ تختہ دریا کے کنارہ ایک بندر کے پاس جالگا اور وہ غریب اُس بندر میں چندے قید رہا مگر اخرکار اُسنے قید سے رہائي پائي اور گرتا پڑتا غزني کي جانب روانہ ہوا راہ میں قزاقوں سے ملاقات ہوئي اور اُنہوں نے بجبر و اکراہ اُسکو شریک اپنا کیا مگر اُس رات اتفاق سے وہ قزاق گرفتار ہوئے اور سلطان ابراهیم کے روبرو جو خدا ترس بادشاہ تھا حاضر کیئے گئے اور قتل کا حکم اُنکو سنایا گیا اور جب کہ نوبت یہاں تک پہونچي تو حسین سور نے سرگذشت اپنے بادشاہ کو سنائي چنانچہ بادشاہ نے اُسکے چہرے مہرے کو دیکھہ بھال کو بات اُسکي قبول کي یہانتک کہ صوبہ غور کي حکومت عطا فرمائي جو خاص اُسکا وطن اصلي تھا اس تمام قصہ سے یہہ نتیجہ حاصل ہوتا ہی کہ کسي دلیر آدمي نے غور کي حکومت شاہان غزني کي بدولت حاصل کي اور یہہ آدمي یا تو اصل حقیقت میں غوري تھا یا کسي غوري سردار کي دامادي کے صدقے سے غوریوں میں داخل ہوگیا تھا جیسا کہ شمالي یورپ کے باشندوں اور اسکاتلنڈ کي قوموں میں دستور و قاعدہ ہی بعد اُسکے اُس آدمي نے مذکورہ بالا عجیب کہاني اور عجیب نسب ایجاد کیا تاکہ اُسکي کمظرفي پوشیدہ رہے پروفسر داون صاحب نے مذکورہ بالا تاریخ کي شرح میں وہ سب کچھہ جمع کیا جو خاندان غور اور پٹھانوں کي اصلیت کے آٹھہ مختلف بیانوں کي نسبت لکھا پڑھا گیا تھا اور درباب ان دونوں باتوں کے بہت معقول نتیجہ نکالا علاوہ اسکے خاندان غور کي نسبت ڈي ہربیلات صاحب کي تاریخ اور ڈي گگنیز صاحب کي تاریخ جلد دو صفحہ ۱۸۱ اور برگز صاحب کے ترجمہ تاریخ فرشتہ جلد ایک صفحہ ۱۶۱ میں جو مضمون مندرج ہی ملاحظہ کے قابل ہی

غزني کو سلجوقیوں کا فتح کرنا

علاؤالدین کي عیش پرستي کے باعث سے بہت سي آفتیں توت پڑنے پر آمادہ تھیں چنانچہ آیندہ چار برسوں میں بہت سے انقلاب اور بڑے بڑے هنگامے برپا هوئے یہاں تک کہ سلجوقیوں کے بادشاہ سلطان سنجر نے غور و غزني دونوں پر حملہ کیا اور علاؤالدین گرفتار هوا مگر بعد اُسکی جلد اُسکو چھوڑ دیا اور ملک اُسکا آسیکے حوالہ کیا † *

سلجوقیوں کي بربادي کا بیان

تھوڑي مدت گذري تھي کہ سنہ ۱۱۵۳ع مطابق سنہ ۵۴۸ هجري یوز قوم ترک ‡ نے سلطان سنجر کو شکست فاحش دیکر گرفتار کیا حاصل یہہ کہ برس سوا برس کے اندر اندر غور اور غزنین کے دونوں خاندان جو ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے اور بہت دنوں سے مشرق کي حکومت پر لڑ جھگڑ رهے تھے تباہ و برباد هوگئے *

اس بربادي کا سارا سبب یہہ تھا کہ حاکم خوارزم نے سنجر سے بغاوت کي اور اُسي باغي نے خوارزم کي سلطنت کي بنیاد ڈالي جو ایشیا کے مشرق و مغرب میں بڑي قوي سلطنت هوئي اور جب کہ سنجر نے اُسکو دبانا چاها تو اُسنے خطا والوں سے مدد چاهي جو شمال چین کے قدیمي رهنے والے تھے اور ماوراءالنہر میں بھاگ کر آئے تھے *

خطا والونکے حملوں سے قوم یوز § کے کچھہ تھوڑے لوگ جو ماوراءالنہر

---

† یہہ واقعہ سنہ ۱۱۵۲ع مطابق سنہ ۵۴۷ هجري کے اخر یا سال ایندہ کے اول میں واقع هوا مگر ڈي هربیلات صاحب اور ڈیگگنیز صاحب تاریخ اُسکي سنہ ۱۱۴۹ع مطابق سنہ ۵۴۴ هجري کے قرار دیتے هیں یہہ ضرور هی کہ یہہ واردات غزني کي فتح کے پیچھے اور سنجر کي قید سے پہلے ظہور میں آئي

‡ ڈي گگنیز صاحب کي تاریخ جلد ۲ صفحہ ۲۵۶

§ قوم یوز وہ ترک هیں جو ایک عرصہ دراز سے دشت خفچاق میں بستے تھی اور بقول ڈي گگنیز صاحب کے ترکمانونکے آبا واجداد هیں اور اُنکو یوز اور غز اور غوز اور غوزي اور غازي بھي کہتے هیں چنانچہ ملک فرغانہ میں جہاں وہ حاکم وسردار هیں اُنکو اب بھی یوز کے نام سے پکارتے هیں *

میں بستے تھے خارج کیئے گئے اور جب کہ یہہ واقعہ پیش آیا تو اُن دنوں قوم یوز کے باقي اور لوگ ایشیاے کوچک اور ملک شام کے فتح کرنے میں مصروف تھے یہہ جلاوطن لوگ جنوب کیجانب متوجہہ ہوئے اور سلجوقونپر غالب آئے اور تھوڑے عرصہ تک غزني پر قابض و متصرف رھے بعد اُسکے اُنھوں نے مغربکي جانب نقل مکان کیا اور غزني کي حکومت اُن لوگوں کے قبضہ میں دوبارہ آگئي جنکے قبضہ میں پہلے تھي انقلابات مذکورہ بالا کے زمانہ یعني سنہ ۱۱۵۶ ع مطابق سنہ ۵۵۱ هجري میں علاوالدین اپني موت مرگیا اور کل حکومت اُسکي جسمیں بہت سي وارداتیں واقع ھوئیں کوئي چار برس تک قایم رھي *

سیف‌الدین غوري ثاني کا بیان

تھوڑے دنوں مرنے سے پہلے شہاب الدین اور غیاث الدین اپنے دو برادر زادوں کو علاوالدین نے قید کیا تھا اور ساري غرض اُسکي غالباً یہہ تھي کہ سیف‌الدین اُسکا بیٹا جو کم سن اور ناتجربہ کار تھا بلا جد و جہد اُسکا جانشین ھووے چنانچہ سیف الدین اُسکا جانشین ھوا اور پہلا کام اُسنے یہہ کیا کہ اُسنے اپنے چچیرے بھائیوں کو قید سے چھوڑا اور اُنکي حکومتوں پر اُنکو بحال کیا اور اِس عمدہ کام سے کبھي پشیمان نہوا تمام ذاتي صفاتي اوصاف اُسکے اسي عمدہ کام مذکورہ بالا کے موافق مطابق تھے اور اِس میں کچھہ شک شبہہ نہیں کہ اگر اُس میں اُسکے خاندانکي مانند انتقام لینے کي خو بو نہوتي تو سلطنت اُسکي نہایت عمدہ اور نیک نام ھوتي چنانچہ ایک سردار اُسکا اُسکي بي بي کا وہ زیور پہنے ھوئے اُسکے روبرو آیا جو سنجر کي کامیابي میں اُسکي بي بي سے چھن چھنا گیا تھا غرض کہ دیکھنے کے ساتھہ اُسکو ایسا جوش آیا کہ اُس نے آپ اُسکو قتل کیا اور ابوالعباس اِس سردار کا بھائي غیظ و غضب کو دبائے ھوئے بیٹھا رھا مگر جب کہ سیف‌الدین کو قوم یوز کي لڑائي میں سرگرم دیکھا تو

اُس نے عین لڑائي میں قابو پاکر سیف‌الدین کے نیزا مارا سیف‌الدین نے ایک برس سے کچھہ زیادہ سلطنت کي اور بعد اُسکے اُسکا بڑا چھوٹا بھائي یعني غیاث الدین جا نشین ہوا †*

غیاث‌الدین غوري کا بیان

جب کہ سنہ ۱۱۵۷ ع مطابق سنہ ۵۵۲ ہجري میں غیاث الدین غوري تخت نشین ہوا تو اُسنے شہاب‌الدین اپنے بھائي کو شریک حکومت کیا اور جب تک بقید حیات رہا تب تک سلطنت کو قابو میں رکھا مگر معلوم ہوتا ہی کہ جنگي کاموں کا تمام انتظام شہاب‌الدین کي رائے و تدبیر پر چھوڑا تھا اِس لیئے کہ غیاث‌الدین کے مرنے سے کئي برس پہلے تمام کام سلطنت کے خود شہاب‌الدین کو کرني پڑے *

جس اتفاق سے کہ اِن دونوں بھائیوں نے اوقات اپني بسر کي صرف رہي دلیل اِس بات کي تہیں کہ اُنھوں نے پہلي محبت کو نبھائے رکھا جو اُنکے بزرگوں سے برابر چلي آتي تھي بلکہ جب اُنکے خالو نے جو بامیان کي مطیع ریاست پر حاکم تھا اور وہ ریاست بلخ کے مشرق سے دریاے اکسیس کے کنارے کنارے پھیلي ہوئی تھي سیف الدین کے مرتے ہي تخت دبانیکا ارادہ کیا اور لڑائي میں شکست فاحش کھاکر ایسا گھیرا گیا کہ اُسکے مارے جانے میں کوئي شک نرہا تھا تو یہہ دونوں بھائي گھوڑوں سے اوتر پڑے اور اُسکي رکاب پکڑنے کو دوڑے اور ایسے ادب سے پیش آئے کہ پہلے اُسکو یہہ شبہہ ہوا کہ میري بات بگڑي ہوئي دیکھکر مجھکو چڑاتے ہیں مگر انجام کار اُسکي تسلي تشفي کي اور اُسکي حکومت پر اسکو بحال کیا چنانچہ وہ ریاست اُسکے خاندان میں تین پشتوں تک قایم رہي بعد اُسکے غور کي اور ریاستوں سمیت شاہ خوارزم کے قبضہ میں داخل ہوئي ‡ *

---

† ڈي ہربي لاٹ صاحب اور تاریخ فرشتہ اور دارن صاحب کي افغانوں کي تاریخ میں سے مسلمان مورخوں کے اقوال کا خلاصہ

‡ ڈي ہربي لاٹ صاحب کي تاریخ اور ڈارن صاحب کي شرح

واضح هو كه واقعات مذكورة بالا فتح غزني سے پانچ برس كے اندر اندر واقع هوئے اور جب كه ان دونوں بهائیوں كي سلطنت قوي هوگئي تو بیگانه ملكوں كي فتوحات پر بڑے زور و شور سے متوجهه هوئے چنانچهه سلجوقوں كو تباه و پریشان دیكهكر خراسان كے مشرقي حصه كو فتح كیا اور اِس مهم میں اور نیز غزني كے دوبارة حاصل كرنے میں خود غیاث الدین مصروف هوا اور اُس وقت سے كبهي فیروز كوه اور كبهي هرات اور كبهي غزني میں رهنے سهنے لگا اور خاص هرات میں ایسي بڑي مسجد بنوائي كه اُسكي شان و شوكت كي تعریف اُس زمانه میں اور بعد اُسكے پچهلے وقتوں میں ویسے هي بدستور قدیم قایم رهي *

مسلمانوں كي سلطنت كي بنیاد هندوستان میں

واضح هو كه یهه شهاب الدین ایک مدت سے هندوستان پر لوٹ پوٹ هو رها تها چنانچه اُس بڑي سلطنت كا باني اُسیكو سمجهنا چاهیئے جو هندوستان میں انگریزوں كے عهد تک قایم رهي *

سنه ١١٧٦ ع مطابق سنه ٥٧٢ هجري میں مقام اچ كو فتح كیا جو ایسي جگهه واقع هي جهاں پنجاب كے دریا اٹک سے جاكر ملتے هیں مگر دوبرس بعد جب گجرات پر چڑهائي كي اور وهاں سے شكست فاحش كها كر ایسي مصیبتیں اوٹهائیں جو محمود كو پیش آئیں تهیں تو نهایت ناكام اور دلشكسته واپس آیا *

لاهور پر دو دهاوے كیئے اور خسرو ملک كي قوت كو توڑا جو غزني كے خاندان كا پچهلا بادشاه تها چنانه سنه ١١٧٨ ع مطابق سنه ٥٧٣ هجري میں اُسكو اس بات پر مجبور كیا كه وه اپنے بیٹے كو بطور اُول اُسكے حواله كرے *

خاندان غزني كا پنجاب سے خارج هونا

بعد اُسكے سنه ١١٧٨ ع مطابق سنه ٥٧٥ هجري اور سنه ١١٧٩ ع مطابق سنه ٥٧٦ هجري میں سند پر چڑهائي كي اور سمندر كے كنارے تک

اُسکو رولند موند کر پائیمال کیا اور جب وهاں سے واپس آیا تو خسرو ملک سے لڑائي بهڑائي شروع کي چنانچه خسرو ملک نے ناچار هوکر گاکروں سے مدد چاهي اور شهاب الدین کے ایک بڑے مستحکم قلعه پر قبضه کیا یہاں تک که شهاب الدین ایسے مطلب کے لیئے فن و فریب پر مائل هوا جو زور و قوت اور فن و شجاعت سے حاصل نہوسکتا تها چنانچه اُس نے یهه فقرا اوڑایا اور لوگوں سے یهه دهوم مچوائي که ایک ایسي ضرورت پیش آئي هی که سلطاني فوج کو مغرب کیجانب جانا پڑا غرض که اُسنے خراسان کي روانگي کیواسطے فوج اپني اکٹهي کي اور ملک خسرو سے آشتي چاهي اور اُسکے بیٹی کو اول سے رها کیا جو اب تک یعني سنه ۱۱۸۴ ع مطابق سنه ۵۸۰ هجري تک نظر بند چلا آتا تها اور جب که خسرو ملک نے یهه آثار اسکے دیکهے تو اپني محافظ فوج سے الگ هوکر بیٹے سے جلدي سواري ملنے کو روانه هوا اور شهاب الدین نے یہاں یهه کام کیا که عمده عمده سوار اپني فوج کے لیکر ایسي راه سے چلا که وه لوگوں کي آمد رفت سے في الجمله محفوظ تهي اور کمال چستي و چالاکي سے ملک خسرو اور اُسکي دارالسلطنت کے بیچ میں آپڑا اور خسرو کے لوگوں کو راتوں رات گهیر کر خسرو کو گرفتار کیا اور بعد اُسکے سنه ۱۱۸۶ ع مطابق سنه ۵۸۲ هجریمیں لاهور پر قابض هوا جہاں اُسکو کوئي مقابله کرنا نپڑا اور دوسرے برس خسرو اور اُسکے خاندانکو غیاث الدین کے پاس روانه کیا اور اُسنے اُنکو غرغستان کے قلعه میں مقید رکها اور بہت برسوں کے بعد اُس زمانه میں غوریوں یا خوارزمیوں کے هاتهوں سے مارے گئے جب که خوارزمیوں اور غوریونمیں لڑائیاں واقع هوئیں *

شهاب الدین کي لڑائیاں هندوؤں کے ساتهه

جب که غزني کا خاندان تمام هوچکا تو کوئي مسلمان شهاب الدین کا مخالف نرها اور پہلے پہل هندو لوگ اُسکے تکر کے بظاهر معلوم نہوئے

اِس لیئے کہ نوج اُسکي دریاے اٹک اور دریے اکسیس کے صوبوں کي لڑاکا قوموں سے منتخب اور چیدہ اور سلجوق اور شمال کے تاتاري گروھوں سے لڑنے جھگڑنیکي عادي اور مشاق تھي اور اسي باعث سے یہہ توقع تھي کہ اُنکو ایسے لوگوں سے کڑا مقابلہ نکرنا پڑیگا جو طبیعت کے نرم اور قصی جھگڑے سے بھاگنے والے اور چھوٹي چھوٹي ریاستوں میں بکھرے ہہلے پڑے تھے اور جنکو شہاب‌الدین سے بلا فائدہ لڑنا پڑا اور اُس لڑائي میں کسیطرح کي امید نتھي مگر باوصف اُسکے کوئي ریاست هندوؤں کي سخت لڑائي کے بدون فتح نہوئي بلکہ بعضي بعضي ریاستیں پوري پوري مطیع نہوئیں یہانتک کہ اج تک وہ قایم هیں اور مسلمانوں کي سلطنت برباد هوچکي وہ مقابلہ جو شہاب‌الدین کو هندوؤنسے پیش آیا تو سارا سبب اُسکا یہہ تھا کہ هندو لوگوں میں راجپوتوں کي قوم قدیم سے سپاهي تھي اور عمر تمام اپني سپہ گري میں بسر کرتے تھے اور تمام ذاتونسے ذات اُنکي بہت معزز وممتاز تھي اگرچہ اور لوگ رسومات مذهب کے اختلاف سے الگ الگ گروہ هوگئے تھے مگر معاملوں میں گھلے ملے رهتے تھے اور معمولي حاکموں کے سواے کوئي خاص سردار اُنکا نتھا مگر راجپوتوں کي قوم ایسي تھي کہ وہ ماںکے پیٹ سے سپاهي هي پیدا هوتےتھے اور هر گروہ اُنکا موروثي سردار اپنا رکھتا تھا اور هر گروہ کا چال چلن اور رنگ ڈھنگ الگ الگ تھااور چند درچند علاقوں کے باعث سے هر گروہ کا هر شخص اپنے سردار اور ایک دوسرے کا پابند هوتا تھا اور قومي علاقوں سے تعلقات مذکورہ کو نہایت قوت پہونچتي تھي *

اِس لیئے کہ راجپوتوں کي مختلف قوموں کے خاص سردار راجہ سے وہ تعلق رکھتے تھے جو راجپوت اُن خاص سرداروںسے رکھتے تھے تو راجہ اور سرداروں اور سپاهیوں کا ایسا جمگھٹ هوگیا تھا کہ وفاداري اور رشتہ‌داري اور سپہ گري اور نام آوریکے خیالونسے اتفاق کي نہایت عمدہ صورت بندھي تھي علاوہ اسکے وہ معقول طریقہ اُس اتفاق کا زیادہ ممدومعاون هوا جو جاگیر

دنیبکا وهاں جاري تها اور آن باتونسے عالي نسبي اور بلندهمتي اور دلاوري
کے خیالات اُن لوگوں میں بهت زور شور سے پیدا هوئے اور اُنکي بہادري
کي اُمنگوں کو ڈهاڑي بهاٹ اپني کڑکوں سے قایم رکهتے تهے اور فخر و عزت
کے قصوں اور عشق و محبت کے جهگڑوں سے بہادري اُنکي بهڑکتي رهتي
تهي اور عورتوں کے ساتهه ایسے ادب سے پیش آتي تهي که بلاد مشرق
میں کوئي قوم ایسا ادب نکرتي تهي اور اپنے دشمنوں کے ساتهه بهي عزت کے
برتاو برتتے تهے اور رسوم اور قاعدوں کے توڑنے کو بڑي بیعزتي سمجهتي تهي
اگرچه متوسط زمانه کے بہادروں کے اوصاف اُنمیں موجود تهے مگر اُسي
زمانه کے یورپ والے بہادروں کے عمده خیالات اور ظاهر کي جاه و جلال
اُن میں نتهے اور اُن بہادروں کي نسبت جنکا حال سپینسر اور ایرستو شاعروں
نے باندها هي هومر شاعر کي ممدوحوں کیسي طبعیت زیاده رکهتے تهے
اگر اُنکي صفات مذکوره بالا پر اُنکي سستي کاهلي کا اضافه کریں جو قدیم
سے چلي آتي هی گو وه ایسي نتهي که حال اُسکا تاریخ میں مذکور هوتا
اور نیز اُن اثروں کي بهي مراعات کریں جو اُنکے عرصهدراز کے جي مرجانے
اور همتوں کے پست هوجانے پر مترتب هوئے تو ایک ایسي خصلت پائي
جاویگي جو آج کل کے راجپوتوں میں پائي جاتي هی اور وه اپنے بزرگوں
سے وه مشابهت رکهتے هیں جو اُنکے بزرگ مهابهارت کے بهادر راجپوتوں سے
رکهتے تهے † *

قدیم راجپوتوں کے عمده وصفوں میں وه سادگي پائي جاتي تهي
جو اور قوموں سے الگ تهلگ رهنے میں پیدا هوتي هی اور یهي باعث
تها که فنون سپه گري اور کار پردازي کي لیاقت میں اُن لوگوں سے بهي

---

† راجپوتوں کے حال کي تاریخ نمک حلالي اور سپاهیانه مثالوں سے معمور هی
اخیر لڑائي اُن میں جے پور اور جودهپور کے راجاؤں کي اودے پور کي راني کے ساتهه
شادي کرنے پر هوئي دیکهو ٹاڈ صاحب کي تاریخ راجستان وغیره

نہایت کم تھے جنکے خیالوں میں ویسی عمدہ باتیں نہ آتی تھیں جو اُنکے خیالوں میں سمائی ہوئی تھیں *

راجپوتونکی مختلف قوموں پر منقسم ہونیکا ایک اثر یہہ تھا کہ اگرچہ حال آنکا خانہ بدوش لوگوں کا سا نہ تھا مگر جب کہ غنیم کے زور و دباو سے اپنے مکانوں کے چھوڑنے پر مجبور ہوتے تھے تو غول کے غول تاتاریوں کی مانند اپنے مکانوں کو چھوڑتے تھے اور جہاں کہیں وہ جاتے تھے وہاں بھی غول کے غول جاکر بستے تھے اور نئی اراضیات کو اُسی مناسبت سے آپسمیں تقسیم کرتے تھے جسطرح پہلے اُنکے قبض و تصرف میں ہوتی تھیں غرض کہ تبدیل مکان کے سوا کسی طرح کی تبدیل و تغیر واقع نہوتی تھی *

شہاب‌الدین کے عہد دولت سے تھوڑے عرصہ پہلے تمام ہندوستان میں چار بڑی سلطنتیں تھیں منجملہ اُنکے ایک دلی جو تمیراقوم کے راجپوتوں کے قبضہ میں تھی دوسری اجمیر جسپر چوہاں قابض تھے تیسری قنوج جو راٹھوروں کے تحت حکومت تھی. چوتھی گجرات جسپر بگھیلے متصرف تھے جو قوم چلوکا کے قایم مقام ہوئے تھے مگر تمیرا کے سردار کے کوئی بیٹا نتھا چنانچہ اُس نے مرنیکے وقت اپنے نواسے پتھورا راجہ اجمیر کو گود لیا اور تمیروں اور چوہانوں کو ملاکر ایک کر دیا *

قنوج کا راجا بھی تمیروں کے سردار کا دوسری بیٹی سے نواسا تھا چنانچہ جب اُس نے یہہ دیکھا کہ اُسکے خالیرے بھائی کو اُسپر ترجیح دی گئی تو وہ سخت ناراض ہوا اور اس ناراضی کی بدولت جو جھگڑے بکھیڑے آپس میں قایم ہوئے شہاب‌الدین کے ارادوں کو جو ہندوستان پر مصمم ہو رہے تھے اُن سے بڑی اعانت حاصل ہوئی *

شہاب الدین کا شکست پانا ہندوؤں سے

سنہ ۱۱۹۱ ع مطابق سنہ ۵۸۷ ہجری میں شہاب الدین نے راے پتھورا پر پہلا حملہ کیا جو اجمیر و دلی کا راجہ تھا چنانچہ دونوں

فوجوں کا مقابلہ مقام تراوري پر هوا جو تهانیسر اور کرنال کے درمیان میں واقع هی اور یهہ وہ میدان هی کہ هندوستان کے اکثر معرکے اِسي میدان میں فیصل هوئے مسلمانوں کے لڑنے کا یهہ دستور تها کہ وہ اپنے سواروں کے گروهوں سے دهاوے پر دهاوا کرتے تهے اور وہ سوار تیر برساتے هوئے آگے کو بڑهتے تهے یا پیچهے کو لوٹتے تهے غرض کہ موقع دیکهکر کام کرتے تهے مگر جب مسلمان هندوؤں کي قلب صف پر ٹوٹ پڑے تو هندو برخلاف اُنکے اُنکے بازوؤنکے توڑنے اور دونوں طرفونسے اُنکے دبانے پر یکلخت مصروف هوئے چنانچہ یهہ تدبیر اُنکي اس موقع پر راس آئي یهاں تک کہ جب شهاب‌الدین اپني فوج کے بیچا بیچ لڑائي بهڑائي میں سرگرم تها تو اُسکو یهہ امر دریافت هوا کہ اُسکي فوج کے بازوؤنکي پانؤں اوکهڑ گئے چنانچہ بعد اُسکے وہ آپ اور اُسکے همراهي جو ساتهہ اُسکے جمي کهڑي رهی تهے چاروں طرف سے دشمنوں کے نرغہ میں آگئے مگر ایسي صورت میں دشمنوں کا مقابلہ ایسي بهادري سے کیا کہ دشمنوں کے جهرمٹ میں بڑہ بڑهکر تلواریں ماریں یهانتک کہ راجہ کے بهائي تک هاتهہ اپنا پهونچایا جو راجا کي طرفسے دلي میں نایب‌السلطنت تها اور نیزہ کي اني سے مونهہ اُسکا زخمي کیا بعد اُسکے وہ بهي زخمي هوا اور قریب تها کہ خون بهنے سے ناتواں هوکر گهوڑے سے گرے مگر اُسیوقت اُسکے ایک ساتهي نے پیچهے سے اوچهلکر بڑا سهارا دیا یهاں تک کہ اُسکو جهگڑے بکهیڑے سے نکالکر امن چین کي جگهہ میں لیگیا *

شهاب‌الدین کي فوج پوري پوري تباہ هوئي اور چالیس میل تک مسلمانوں کا تعاقب هوا بعد اُسکے جب شهاب‌الدین لاهور میں گیا تو اوسنے ٹوٹي پهوٹي فوج کو جمع کیا اور اٹک پار چلاگیا چنانچہ پهلے پهل اپنے بهائي سے فیروز کوہ یا شهر غور میں ملا اور بعد اُسکے غزني میں رهنے سهنے لگا اور ایسے عیش اوڑانے کہ ظاهر میں یوں معلوم هوتا تها کہ

وہ مصیبتوں کے دن بہول گیا مگر باطن کا یہہ حال تھا کہ بدنامي کي چوٹ اب تک هري بهري تهي چنانچہ اُسنے ایک بڑے بوڑھے صلاح کار سے یہہ بات کهي کہ میں کبهي چین سے نہیں سویا اور کبهي † نچنت ہوکر نہیں جاگا *

شہاب الدین کا هندوستان پر دوبارہ چڑھنا اور پوري فتح پانا

شہاب الدین نے سنہ ۱۱۹۳ ع مطابق سنہ ۵۸۹ هجري میں آخرکار ایک ایسي فوج اکهٹي کي کہ اُسمیں ترک اور تاجک اور افغان داخل تھے اور بہت سے سپاهیوں کي خودیں جواهرات سے مرصع تهیں زرہ بکتروں ‡ پر سونے چاندي کا کام تھا *

راجا پتهورا نے بہت سي فوج سے شہاب الدین کا مقابلہ کیا اور بہت سے راجہ اُسکي پہلي کامیابي کے بهروسے شریک اُسکے هوئے چنانچہ شہاب الدین کے پاس بڑے غرور اور تکبر سے یہہ پیغام بهیجا کہ وہ آگے بڑهنے سے باز رهے چنانچہ شہاب الدین نے نہایت نرم لفظوں سے جواب اُسکا دیا اور یہہ بہانہ پیش کیا کہ اپنے بهائي کي اجازت منگواتا هوں مگر جب کہ هندو اپني جمعیت کے بهروسے اُسکي فوج کے پاس آپڑے تو اُسنے اندهیري رات میں سوتے لوگوں اُس ندي سے عبور کیا جو اُنکے درمیان میں بهتي تهي اور پہلے اس سے کہ هندوؤں کو اُسکے هلنے جلنے کا شک شبہہ بهي هووے اُنپر بیطرح ٹوٹ پڑا اگرچہ اس چهاپے سے هندوؤں کے لشکر میں بڑي کهل بلي پڑي مگر وہ اتنا بڑا لشکر تھا کہ کسیقدر فوج کو صف باندهنے اور باقي فوج کے بچانیکي فرصت ملي جوپیچھے صفیں باندہ کر تیار هوگئي یہانتک کہ جب انتظام اُنکا درست هوگیا تو کل فوج اُنکي چار صفیں هوکر غنیم کے مقابل هوئي اور جب شہاب الدین اپنے کام سے ناکام هوا تو اُسنے فوج اپني پیچھے لوٹائي اور لڑتا لڑاتا پیچھے

---

† برگز صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ کا جلد ایک صفحہ ۱۷۳

‡ یہہ بیان فرشتہ کا هے اور تعداد فوج کي ایک لاکهہ بیس هزار بتائي هے

هٹتا چلاگیا یہاں تک کہ هندوؤں کي فوج کي صف‌آرائي میں بے انتظامي هوئي اور شہاب‌الدین نے کمال احتیاط سے اپنے انتظام کو قایم رکھا غرض کہ جب اُسنے مخالفوں کي بے انتظامي دیکھي تو بارہ هزار آزمودہ کار سواروں سے جنکے زرہ بکتر فولاد کے تھے دھاوا کیا اور هندوؤں کي بڑي فوج کو هلا چلا دیا یہاں تک کہ وہ بڑي فوج اپنے هل چل کے ساتھہ ایک بڑي عمارت کي طرح یک لخت گرپڑي اور اپنے زوروں میں آپ غارت † هوگئي *

دلي کا نایب‌السلطنت اور بہت سے بڑے بڑے سردار کام آئی اور خود راے پتھورا مسلمانوں کے تعاقب سے گرفتار هوا اور بري طرح سے مارا گیا *

دلي اور اجمیر کي فتح کابیان

یہہ شہاب‌الدین سلطان محمود کي نسبت بہت زیادہ سفاک تھا چنانچہ جب اوسنے اس لڑائی سے تھوڑے دنوں بعد اجمیر کو فتح کیا تو اوسکے کئی هزار باشندوں کو جو اوسکے مقابل هوئی تھی گردن مارا اور باقي باشندوں کے بچے کچوں کو لونڈي غلام بنانے کے واسطے باقي رکھا اور بعد اس قتل شدید کے ملک اجمیر کو راے پتھورا کے کسي رشتہ دار اور بعضوں کےبقول اوسکے سگے بیٹے کو اس شرط پر حوالہ کیا کہ وہ بھاري محصول ادا کیا کرے بعد اوسکے اوسنے قطب‌الدین ایبک کو جو پہلے غلام اوسکا تھا اور روز بروز معزز اور ممتاز هوتا جاتا تھا یہاں تک کہ بعد اُسکے تخت نشین بھي هوا بطور نیابت هندوستان میں چھوڑا اور آپ غزني کو روانہ هوا اور جب کہ شہاب‌الدین چلا گیا تو قطب‌الدین نے بڑي لیاقت و قابلیت سے اُسکي کامیابیوں کو ترقي دي چنانچہ دلي اور کول کے اضلاع کو جو گنگا جمنا کے درمیان میں واقع تھے دخل و تصرف میں لےلیا *

---

† برگز صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ کا جلد ایک صفحہ ۱۷۷

قنوج کي فتح کا بیان

دوسرے برس شہاب‌الدین پہر واپس آیا اور ایک بڑي لڑائي لڑا جو سنہ ۱۱۹۴ ع مطابق سنہ ۵۹۱ هجري میں اٹاوہ کے شمالي جانب جمنا کے کنارے واقع ہوئي تھي چنانچہ جےچندر راٹھور راجہ قنوج کو شکست فاحش دي اور قنوج اور اضلاع بنارس پر قبض و تصرف کیا اور یہہ فتح ایسي پوري ہوئي کہ ہندوستان کي بہت بڑي سلطنت تباہ ہوئي اور مسلمانوں کي حکومت صوبہ بہار تک پہیل گئي اور بنگالہ کا راستہ کہل گیا اگرچہ یہہ لڑائي بڑے فخر و عزت اور نہایت شان و شوکت کي تھي چنانچہ اُسمیں بہت سے خزانے اور شہر هاتھہ آئے اور بہت سے بتوں کي گردنیں توڑي گئیں مگر کوئي بات اُسمیں ایسي عجیب غریب نتھي جو بیان کے قابل ہووے اِسي لیئے ہمکو اِس بات کے بیان کي فرصت هاتھہ آئي کہ ایک بہورا هاتھي پکڑا گیا اور راجا کي لاش مصنوعي دانتوں سے پہچہانے گئي جس سے یہہ امر واضح ہوتا ہی کہ اُس زمانہ کے لوگ بہي اصلي دانت گرجانے کے بعد بني ہوئي دانتوں سے کارروائي کرتے تھے بعد اِن فتوحات کے یہہ واردات واقع ہوئي کہ راٹہوڑوں نے قنوج کو چہوڑکر مارواڑ میں ریاست کي طرح ڈالي جو اب انگریزوں کے رفیق گنے جاتے ہیں *

شہاب‌الدین غزني کو واپس گیا اور قطب‌الدین ایبک کو ایک چہوٹي مدعي کے مقابلہ میں اجمیر کے نئے راجا کي اعانت کرني پڑي چنانچہ اُسنے اُس راجا کو بچایا اور بعد اُسکے گجرات کو لوٹ کہسوٹ کر برابر کیا *

بعد اُسکے دوسرے برس سنہ ۱۱۹۵ ع مطابق سنہ ۵۹۲ هجري میں شہاب‌الدین ہندوستان کو آیا اور بیانہ کو فتح کیا جو آگرہ کي غربي طرف واقع ہی اور بندیل کہنڈ میں گوالیار کے مستحکم قلعہ کا محاصرہ کیا مگر غالب یہہ ہی کہ خراسان میں کوئي ضرورت پیش آئي جو

محاصرہ کا انتظام اپنے سرداروں کے حوالہ کرکے غزني کو چلاگیا اور کوئي کار نمایان اُس سے ظہور میں نہ آیا *

گوالیار کا قلعہ بہت دنوں تک فتح نہوا اور بہت دنوں تک لڑے گیا اور جب کہ وہ فتح ہوا تو قطب‌الدین کو جو اب تک هندوستان میں حاکم تھا اجمیر کو پھر جانا پڑا اسلیئے کہ جس راجا کو مسلمانوں نے گدي پر بیٹھایا تھا اُسکے مخالفوں نے دوبارہ اُسکو ستایا اور قطب‌الدین کي امداد و اعانت کا محتاج کیا غرض کے اب قطب‌الدین کو گجرات‌اور ناگور کے راجاؤں اور میروں کي پہاڑي قوم کا بڑا مقابلہ کرنا پڑا جو اجمیر کے گرد نواح میں بستي تھي اور تمام ان راجاؤں کي مدد و معاون تھي مگر اس مقابلہ میں قطب‌الدین مغلوب ہوا یہاں تک کہ زخم اوٹھاکر کمال‌دقت دشواري سے اجمیر کو چلدیا چنانچہ اجمیر میں‌پہونچکرشہرپناہ کے دروازے بند کیئے اور جان بچاے پڑا رہا مگر جب غزني سے نئي مدد آئي تو دشمنوں کا محاصرہ اوٹھایا گیا اور جب وہ چلنے پھرنے لگا تو اُس نے دشمنوں سے خوب انتقام لیا جو دو دن کے لیئے غالب ہوگئے تھے اور پالي اور نادول اور سروهي کي راہ سے گجرات پر چڑھائي کي چنانچہ سروهي کے ضلع میں گجرات کے راجہ کے دوبڑے جاگیرداروں کوکوہ آبوپر فروکش پایااور اُنکي بہت سي جمعیت دیکھہ بھالکر اپنے عقب میں چھوڑنا اُنکامناسب نسمجھا چنانچہ وہ پہاڑوں میں گھسا اور اُنکے ٹھکانوں تک پہنچکر شکست اُنکو دي یہاں تک کہ جب اُنکي فوجوں کو پریشان کرچکا تو انہلواڑہ کي طرف روانہ ہوا اور اُس دارالامارت کو فتح کرکے لوگ اپنے متعین کیئے اور بعد اُسکے گجرات کو خاک سیاہ کیا اور دلي کو صحیح سلامت واپس آیا دوسرے برس بندیل کھنڈ پر هاتھہ پھیرا چنانچہ کالنجر اور کالپي کو فتح کیا اور یہہ بھي معلوم ہوتا هی کہ روهیلکھنڈ کے شہروں میں بداین پر چڑھائي کي *

اوده اور بهار اور بنگاله کے صوبوں کا فتح هونا

جو مشکلیں که دریاے گنگ کے اوترنے میں پیش اتي تهیں وه بهت دنوں سے رفع هوگئي تهیں اسي زمانه میں محمد بختیار خلجي بهي قطب الدین کي خدمت میں حاضر هوا † جو بهار کے شمالي حصه اور نیز اوده کے کچهه حصه کو فتح کرچکا تها اور جب که وه واپس هوکر اپني فوج میں پهونچا تو بهار کے باقي حصه اور تمام بنگاله کو فتح کیا یعني جب بنگاله کي دارالسلطنت لکهنوتي کو فتح کیا تو تمام بنگاله ‡ پر قابض هوگیا *

جب که یهه واقعات واقع هو رهے تهے تو شهاب‌الدین اُس زمانه میں خوارزم کے بادشاه سے لڑ جهگڑ رها تها جو بلاد ایرانمیں سلجوقونکي حکومت کو خاک میں ملاکر قابض و متصرف هوگیا تها اور ایشیا کے بیچا بیچ آنکي جگهه قایم هوکر فضل و فوقیت کے بڑهانے چڑهانے میں غوریوں کا حریف بن بیٹها تها شهاب‌الدین طوس اور سیراخ میں تها که ناگاه اُسکو غیاث‌الدین اُس کے بهائي کي سناوني پهونچي چنانچه تخت نشیني کے لیئے غزني کو واپس آیا اور سنه ۱۲۰۲ ع مطابق سنه ٥٩٩ هجري میں تخت نشین هوا *

معلوم هوتا هی که خود غیاث‌الدین بهي تهوڑے دنوں مرنے سے پهلے سلطنت کے کام کاج میں هاتهه پانوں هلانے لگا تها اس لیئے که پچهلي چڑهائي کے سواے خراسان کي ساري چڑهائیوں میں وه آپ بهي موجود تها § *

---

† تاریخ فرشته جلد ۱ صفحه ۱۹۸

‡ دیباچه تاریخ گجرات تصنیف برڈ صاحب صفحه ۸٥

§ ڈي گگنیز صاحب کي تاریخ جلد ۲ صفحه ۲٦٥ اور تاریخ فرشته جلد ۱ صفحه ۱۸٦ اور ڈي هوبي لاٹ صاحب کا مضمون دربارِ غیاث‌الدین کے ملاحظه کرنا چاهیئے مگر یهه بیان اُسکا فرشته کے بیان سے مخالف هے اسلیئے که اُسنے بیان کیا که غیاث الدین اپنے پچهلے وقتوں میں ناکام بادشاه تها چنانچه تائید

شہاب الدین کے بادشاہ ہونے اور خوارزم پر چڑھائی کرنے اور ناکام آنیکا بیان

جب کہ شہاب الدین اپنی سلطنت کے خانگی و درونی کاموں سے فارغ ہوا تو ایک بڑی فوج اُس نے اکٹھی کی اور خوارزم کے ارادہ پر روانہ ہوا چنانچہ اُسنے بڑی فتح حاصل کی اور اُسکو † دبا لیا یعنی شاہ خوارزم اپنے دارالسلطنت میں محصور ہوا اور یہانتک نوبت پہونچی کہ اُسنے خطا کے تاتاریوں سے مدد چاہی چنانچہ سنہ ۱۲۰۳ ع مطابق سنہ ۶۰۰ ھجری میں تاتاریوں کی امداد و اعانت سے لڑائی کی ایسی صورت پلٹی کہ شہاب الدین نے اسباب اپنی فوج کا جلایا اور ملول و مغموم اپنے گھر کو واپس پھرا مگر راہ میں شاہ خوارزم نے ایسا سخت اُسکو دبایا کہ کام ناکام اُسکو لڑنا پڑا اور ایسی شکست فاحش کھائی کہ اندخو تک جو بلخ و ہرات کے بیچ میں واقع ھی بہت دشواری سے پہونچا اور چندے یہاں ٹھرا رھا بعد اُسکے والی خوارزم کی اِس شرط پر اطاعت اختیار کی کہ ایک رقم ادا کرنیکے بعد اپنے ملک کو بے کھٹکے چلا جاوے *

ہندوستان کے فسادوں کا بیان

جب کہ شہاب الدین کی فوج تباہ ھوئی اور اُسکے مرنے کی ادھر اودھر افواہ اوڑی تو اُسکی سلطنت کے بڑے حصہ میں شور و فساد برپا ھوئے یہاں تک کہ خاص غزنی کے لوگوں نے باوصف اس بات کے کہ تاج الدین یلدوز حاکم غزنی شہاب الدین کا ایک معزز غلام تھا شہر کے دروازے بند کر دیئے اور شہاب الدین کو گھسنے ندیا اور ایک سردار اُسکا لڑائی کے کھیت سے دائیں بائیں ھوکر ملتان کو چلا گیا اور ایک جعلی فرمان لوگوں کو

اُسکے قول کی ڈی ھربی لاٹ صاحب اور ڈی گگنیز صاحب نے کی یعنی وہ دونوں صاحب فارسی کے بڑے مورخوں کے قول کا حوالہ دیتے ھیں اور مغرب کے معاملوں میں فرشتہ والے کی نسبت قول اُنکا زیادہ معتبر ھی

† ڈی گگنیز صاحب کی تاریخ جلد ۲ صفحہ ۲۶۵

دیکھا سنا کہ ملتان پر قابض ہوگیا علاوہ اُسکے گاکر لوگ بھي اپنے پہاڑوں سے باہر نکل پڑے جو پنجاب کے شمال میں واقع ہیں اور لاہور پر قبضہ کرکے تمام صوبہ کو لوٹ کھسوٹ برابر کیا مگر قطب‌الدین ایبک هندوستان میں وفادار رہا اور علاوہ اُسکے شہر هرات اور باقي مغربي ملکوں کے حاکم بھي جہاں بادشاہ کے تین بھتیجے فرمان روا تھے کسیطرح سرکشی نہونے بعد اُسکے شہاب الدین نے لوگ اپنے جمع کیئے یہانتک که ملتان پر تسلط کیا اور غزني والوں نے بھي اطاعت اختیار کي اور تاج‌الدین یلدوز کا قصور معاف ہوا بعد اُسکے قطب‌الدین کے اتفاق سے شہاب‌الدین نے پنجاب پر حملہ کیا اور گاکروں کو مسلمان ہونے کي ترغیب دي چنانچہ وہ لوگ آساني سے مسلمان ہوگئے اس لیئے کہ وہ کسي دین و مذہب کے پابند نتھے فرشتہ والا بیان کرتا ہے کہ غزني کے مشرقي پہاڑونکے کافر بھي اُسي زمانہ میں مسلمان ہوئے تھے † *

شہاب الدین کي وفات کا بیان

جب کہ لوگ امن چین سے بیٹھے تو شہاب‌الدین اپنے مغربي صوبوں میں واپس گیا جہاں اُس نے خوارزم سے دوبارہ لڑنے کے لیئے ایک بڑي فوج کے فراہم ہونے کا حکم دیا تھا مگر اتفاق ایسا ہوا کہ وہ صرف اٹک تک پہونچا تھا اور پاني کے کنارے ٹھنڈي ہوا سے تر و تازگي حاصل کرنے کے لیئے ڈیرا کھڑا کیا تھا کہ تھوڑے سے گاکروں نے اُسکو فوج سے الگ تھلگ پاکر اُن بھائي برادروں کا انتقام لینا چاہا جو جال کي لڑائي میں کام ائی تھے چنانچہ جب ادھي رات ائي اور لوگ سنسان ہوگئی تو وہ لوگ اُس پار سے پیر کر ائي اور دبے دبے وہاں تک پہونچے جہاں بادشاہ کا خیمہ کھڑا تھا یہاں تک کہ یک لخت اُس ڈیرہ میں گھس پڑے اور بادشاہ کا کام تمام کیا *

† ممکن ہے کہ اون ولایتوں کے لوگ جہاں طوري اور جاجي گروہ بستے تھے اور وہاں رسائي ممکن نتھي ابتک مسلمان نہوئی ہونگی *

واضح هو که چودهویں مارچ سنه ۱۲۰۶ ع مطابق دوسري شعبان سنه ۶۰۲ هجریکو یهه حادثه واقع هوا اور بادشاه کا جنازه بڑي شان و شوکت اور بڑے جاه و جلال سے اوتهاکر روتے پیٹتے غزني کو چلے اور بڑے بڑے امیر اور تمام وزیر اُسکے ساتهه تهے یہاں تک که جب تابوت اُسکا غزني کے لگ بهگ پهونچا تو تاج الدین یلدوز حاکم غزني نے استقبال اُسکا کیا اور زره بکتر اوتار کر پهیکا اور بال اپنے بکهیرے اور بکهرے بالوں میں خاک ڈالي غرض که اپنے آقاے نامدار کا طرح طرح سے رنج و الم کیا *

شهاب‌الدین بڑا خزانه چهوڑ گیا اور محمود اُسکا بهتیجا بعد اُسکے تخت نشین هوا *

جو فتوحات که بلاد هندوستان میں شهاب الدین کو نصیب هوئیں وه سلطان محمود کي فتوحات سے بهت زیاده تهیں اگر زمانه موافق هوتا تو فتوحات اُسکي بلاد ایران میں بهي محمود کي فتوحات سے زیاده هوتیں اگرچه بجاے خود شهاب‌الدین بڑا بهادر سپاهي تها مگر اُسمیں اور محمود میں فرق اسقدر تها که محمود کي سي لیاقت و هوشیاري اُسمیں نتهي اسلیئے که محمود جیسا بهادر اور فیروزمند تها ویسا هي تلاش و تجسس بهي کا پورا تها اور جسقدر که التفات اُسکا فوج کشي اور فتوحات پر کامل تها ویسا هي فضل و هنر کي ترقي پر بهي مائل تها اور یهي باعث هی که آجتک محمود کا نام ایشیا میں مشهور و معروف هی اور شهاب‌الدین سے صرف وهاں تک واقف هیں جهاں تک اُسکي فرمان روائي تهي باقي کوئي نام سے بهي واقف نهیں *

جس زمانه میں شهاب الدین نے وفات پائي تو اُسوقت مالوه اور بعض بعض آس پاس کے ضلعوں کے علاوه تمام خاص هندوستان اُسکے قبض و تصرف میں تها اور سنده اور بنگال یا مطیع هوچکے تهے یا جلد جلد مطیع هوتے جاتے تهي باقي گجرات میں بجز اُسقدر قبض و تصرف کے جسقدر که اُسکے دارالامارت کے قبضه سے معلوم هوتا هی پورا پورا قبضه نه

تھا اور هندوستان کا بہت سا حصه اُسکے سرداروں کے تحت حکومت تھا اور کچھه تھوڑا حصه باج گذار راجاؤں کے قبض و تصرف میں تھا اور یہه صرف اُسکے لوگوں کي سہل انکاري اور تغافل شعاري تھي که جنگلوں اور بعض بعض پہاڑوں پر قبضه نکیا تھا *

محمود غوري اور تمام غوریوں کي سلطنت کي بربادي

اگرچه سنه ۱۲۰۶ ع مطابق سنه ۶۰۲ هجري میں محمود اپنے چچا شہاب الدین کي قلمرو میں بنام سلطان مشہور کیا گیا تھا اور سلطنت کے تمام افسروں نے فرمان روائي اُسکي برابر تسلیم کي تھي مگر ایک لخت ایسا اتفاق پڑا که سلطنت اُسکي کئي سلطنتوں پر منقسم هوگئي اور اُسکي قلمرو میں داخل و شامل نرهي *

اِس لیئے که شہاب الدین اولاد پسري نرکھتا تھا تو ترکي غلاموں کے پالنے پوسنے اور سکھانے بتانے کا شوق ذوق اُسکو نہایت تھا چنانچه اکثر غلامان تعلیم یافته اُسکے بڑے بڑے پایوں اور بڑي بڑي شہرتوں کو پہنچے منجمله اُنکے تین غلام اُسکے عین اُسکي وفات کے وقت بڑي بڑي وسیع حکومتوں پر قابض تھے یعني قطب الدین ایبک هندوستان میں اور تاج الدین یلدوز غزني میں اور ناصرالدین قباچه سند اور ملتان میں حاکم تھے اور جب که اُنکے آقا نے وفات پائي تو یہه تینوں غلام قابو پاکر آپ خود مختار هوگئے اور اِس لیئے که بامیان کے ریاست پر سلطان محمود کے عزیز و اقارب قابض و متصرف تھے تو صرف غور اور هرات اور سیستان اور شرقي خراسان کي حکومت محمود کے قبضه میں باقي رهي اور فیروز کوه میں دارالسلطنت اُسکي تھي *

جب که محمود تخت نشین هوا تو اُس نے بادشاهت کا خطاب و تمغا قطب الدین ایبک کو عنایت کیا اور اُسکو ماتحت اپنا سمجھا معلوم هوتا هی که اگرچه شاه بامیان کے دو بیٹوں نے غزني کي حکومت پر اپنے خاندان کے استحقاق کا دعوي کیا اور تاج الدین یلدوز کو تھوڑے دنوں

تک غزني سے نکالے رکھا مگر محمود غوري نے یلدوز کي حکومت میں رخنه اندازي نچاهي اور جب که تخت نشیني سے پانچ چهه † برس کے اندر اندر محمود نے وفات پائي تو اُسکے تمام ملکوں میں جو اٹک کے مغربي جانب واقع تهے ملکي لڑائیاں هونے لگیں یهاں تک که خوارزم کے بادشاهوں نے اُن ملکوں کو فتح بهي کیا مگر لوگ امن چین سے نه بیٹهے *

سنه ١٢١٥ ع میں شاهان خوارزم نے غزني کو فتح کیا اور فیروز کوه کو اُس سے پهلے دبایا اور اکثر لوگوں کے بیان سے یهه معلوم هوتا هی که محمود غوري اِسي موقع ‡ پر مارا گیا *

---

† یعني سنه ١٢٠٨ ع مطابق سنه ٦٠٥ هجري میں بقول ڈي گگنیز صاحب کے اور سنه ١٢١٠ ع مطابق سنه ٦٠٧ هجري میں بقول ڈارن صاحب کے اور سنه ١٢١٢ ع مطابق سنه ٦٠٩ هجري میں بقول ڈي هربي لاٹ صاحب کے محمود غوري نے وفات پائي

‡ محمود غوري کي حکومت اور اُسکے بعد کے انقلابات کے لیئے ڈي گگنیز صاحب کي تاریخ خوارزم اور ڈي هربي لاٹ صاحب کے مضمون محمود اور خاندان غور کي تاریخ کو جو پروفیسر ڈارن صاحب کي تاریخ افغانستان کي شرح میں درج هی ملاحظه کرنا چاهیئے معلوم هوتا هی که غوري لوگ اس چند روز کي تباهي کے بعد پهر بهي سرسبز و شاداب هوئے اسلیئے که چودهویں صدي کے آغاز میں یعني چنگیز خاں کے مرنے سے کچهه کم سو برس پیچهے محمد سام غوري نے چنگیز خاں کے کسي جانشین کا مقابله کیا اور هرات کو اُسکے هاتهوں سے بچایا (ڈي اوسن صاحب کي تاریخ جلد ۴ صفحه ٥١٥ وغیره) بعد اُسکے خود تیمور نے اپني تزک میں یهه بیانکیا که غیاث‌الدین بن ایاز الدین یا معزالدین خراسان اور غرغستان اور غور کا حاکم تها اور اکثر مقاموں میں اُسکو اوراُسکے باپ کو غوري کے لقب سے بیانکیا (تزک تیموري صفحه ١۴٥) پرایس صاحب نے اپني تاریخ کي جلد دوسري میں اس خاندان کے بادشاهوں کا بیان کیا هی اور اُسکے خاندان کا نام کرت لکها هی اور کتب مذکورۂ بالا میں جو نام اِس خاندان کے بادشاهوں کے مذکور هوئے وه شاهاں کرت کے فهرست میں پائے جاتے هیں جسکو پروفیسر ڈارن صاحب نے تاریخ افغاناں کي شرح کے صفحه ٩٢ میں جانبي مورخ سے لیکر لکها هی جسکا یهه قول هی که وه بادشاه سورالغوري کے خاندان سے هوئے

چهٹا حصہ

سنہ ۱۲۰۶ ع سے لغایت سنہ ۱۵۲۶ ع خاندان تیمور کے آغاز تخت نشینی تک دلي کے بادشاهوں کا بیان

پهلا باب

غلام بادشاهوں کے بیان میں

قطب‌الدین ایبک کے تخت پر بیٹھنے اور غوریوں کے هندوستان سے بے تعلق هونے کا بیان

شہاب الدین کے مرنے کے بعد ایک سلطنت بجاے خود هندوستان میں قایم هوئي چنانچہ جو فساد اُسکي سلطنت کي تباهي سے برپا هوئے تھے وہ سب دبدبا گئے یہاں تک کہ هندوستان کي سلطنت کو آنروے اٹک کے ملکوں سے کچھہ واسطہ و علاقہ باقي نرها *

اس نئي سلطنت کے باني یعني قطب‌الدین ایبک کے حالات سے اُن ترکي غلاموں کي تاریخ کا ایک نمونہ هاتھہ آیا هی جو بلاد ایشیا میں بادشاهت کو پہونچے اور ایک دراز عرصہ تک هندوستان میں برابر بادشاہ رهے *

قطب‌الدین ایبک کي اصل و حقیقت یہہ هی کہ جب وہ نیشاپور میں آیا تھا تو عمر اُسکي چھوٹي تھي چنانچہ ایک امیر نے اُسکو خرید کر عربي فارسي پڑھوائي اور جب وہ امیر مرگیا تو وہ ایک ایسے سوداگر کے هاتھہ آیا کہ اُس نے اُسکو شہاب‌الدین کي نذر کیا چنانچہ قطب‌الدین بہت جلد مورد عنایات خسروانہ هوا یہاں تک کہ سواروں کا افسر قرار

دیا گیا اور ایک سرحد کی بابت خوارزم والوں سے مقابلہ کیا اور اپنی شجاعت سے لڑا بھڑا کہ اُسکے ظاہر ہونے سے بہت بڑا نام پیدا کیا مگر اتفاقاً وہ اُسی معرکہ میں گرفتار ہوگیا بعد اُسکے جب غوریوں نے قید سے چھوڑایا تو اور بھی زیادہ بادشاہ نے عنایت فرمائی اور اُسکی پچھلی کار گذاری سے بادشاہ اتنا راضی ہوا کہ جب اجمیر کے راجہ نے شکست کھائی تو تمام اپنی فتوحات کو اُسیکے قبضہ میں چھوڑا *

جیسا کہ ہمنے بیان کیا ویسی ہی حقیقت میں قطب الدین کی لیاقت و ہوشیاری کی بدولت شہاب الدین کی پچھلی کامیابیوں کو ترقی حاصل ہوئی یہاں تک کہ رفتہ رفتہ ہندوستان کے تمام کاموں کا اہتمام اُسیکی راے و تجویز پر موقوف و منحصر رکھا گیا *

ذاتی شجاعت اور اصل دلاوری کی بدولت جو ترکوں کی اصل و سرشت میں رکھی گئی تھی اُن نئے سرداروں نے بادشاہوں کے تمام امیروں کی نسبت ایسی قدر و منزلت حاصل کی کہ بادشاہوں کے خاص پروردوں کو بہت کم نصیب ہوتی ہی اور قطب الدین اپنی نیک خوئی اور فراخ دستی کے باعث سے لوگوں کے نزدیک ایسا عزیز و معزز ہوگیا کہ کسی نے رشک اور حسد نکیا اور کوئی بدخواہ اُسکا نہوا *

بڑے بڑے لوگوں کی اُنس و محبت کے علاوہ ایسے ایسے لوگوں سے رشتہ ناتا پیدا کیا جو اُسکا ہی سا رنگ ڈھنگ اپنا رکھتے تھے اور اس رشتہ ناتے سے بہت بڑی تقویت پیدا کی چنانچہ اُس نے تاج الدین یلدوز کی بیٹی سے شادی کی اور اپنی ہمشیرہ کو ناصرالدین قباچہ کے نکاح میں دیا اور بعد اُسکے شمس الدین التمش کو کہ وہ بھی ایک غلام تھا اور روز روز سرفراز ہوتا چلا جاتا تھا یہاں تک کہ ترقی روز افزوں کا نشاط دیدار تھا چنانچہ بعد اُسکے وہی جانشین اُسکا ہوا اپنی بیٹی دی *

پھر ناصرالدین ابتدائے حال سے قطب الدین کو بڑا بزرگ اپنا جانتا تھا اور اُسیکی طرف سے سندہ پر حاکم تھا اور محمود غوری کو آقاے نامدار

اپنا سمجھتا تھا مگر تاج الدین یلدوز رشتہ ناتے کي پروا نکرتا تھا اور اپني بلند نظري اور والا همتي کي ضرورت سے هندوستان کو غزني کا صوبہ اپنکے سمجھتا تھا چنانچہ استحقاق و دعوي کي مضبوطي کیواسطے هندوستان کیطرف روانہ هوا اور ترت پهرت لاهور پر قبضہ کیا مگر انجام اُسکا یہہ هوا کہ سنہ ۱۲۰۵ ع مطابق سنہ ۶۰۳ هجري میں قطب الدین نے اُسکو خارج کیا اور یہاں تک اُسکا پیچھا لیا کہ خود غزني کو بھي اُسکے دخل و تصرف سے باهر نکالا بعد اُسکے تھوڑي مدت گذري تھي کہ تاج الدین نے پھر قبضہ کیا چنانچہ قطب الدین وهاں سے چلا آیا اور باقي عمر اُسنے اپني قلمرو میں عیش و آرام سے گذاري اور اپنے عدل و انصاف اور نیک خوئي خوش معاملگي کي شہرت چھوڑگیا یعني سنہ ۱۲۱۰ ع مطابق سنہ ۶۰۷ هجري میں مرگیا اگرچہ وہ چار برس تک تخت نشین رها مگر انتظام اور انصرام اُسکا اُن بیس برس سے مشہور تھا جنمیں وہ شہاب الدین کي طرف سے هندوستان کا حاکم رها تھا *

ارام شاہ کي سلطنت کا بیان

جب کہ قطب الدین نے وفات پائي تو آرام شاہ اُسکا بیٹا تخت نشین هوا مگر حکم راني میں لیاقت اُسکي ظاهر نہوئي چنانچہ انجام اُسکا یہہ هوا کہ برس روز کے اندر اندر شمس الدین اُسکے بہنوئي نے اُسکو تخت سے اوتارا *

شمس الدین التمش کي سلطنت کا بیان

جب کہ شمس الدین التمش سنہ ۱۲۱۱ ع مطابق سنہ ۶۰۷ هجري میں تخت نشین هوا تو اُسکي نسبت لوگ آپسمیں یہہ کہنے لگے کہ وہ حقیقت میں بڑا عالي خاندان تھا مگر اُسکے بھائیوں نے برادران یوسف کي مانند اُسکو رشک و حسد کے مارے فروخت کیا تھا اور جب کہ سلطان شہاب الدین نے بڑي بھاري قیمت پر اُسکو نہ لیا تو قطب الدین کو براہ عنایت یہہ اجازت فرمائي کہ وہ پچاس هزار درم نقرئي دیکر

خرید کیے غرض که التمش مختلف عہدوں پر معزز و ممتاز رہا اور جب که اُسنے آرام شاہ سے بغاوت کي تو وہ بہار کے صوبہ میں حاکم تہا اور ساري وجہہ اُسکي یہہ ہوئي که آرام شاہ کے تہوڑے درباریوں نے اُسکو طلب کیا تہا مگر بہت سے ترکي سردار اُسکے مخالف تہے چنانچہ بے لڑے بہڑے تخت پر قابض نہوسکا *

بعد اُسکے تاج الدین یلدوز نے آپ کو بڑا سمجہکر سلطاني کا خطاب و تمغا بلاطلب شمس الدین کے پاس روانہ کیا مگر جبکہ بعد اُسکے شاہ خوارزم نے تاج الدین کو غزني سے خارج کیا تو اُسنے هندوستان پر خود تسلط کرنا چاہا اور تہانیسر تک چلا آیا اور التمش کے دربار میں ایک فریق اپنا پیدا کیا مگر سنہ ۱۲۱۵ ع مطابق ۶۱۲ هجري میں شکست کہا کر گرفتار ہوا اور باقي روز اپنے قید میں گذارے *

بعد اُسکے سنہ ۱۲۱۷ ع مطابق سنہ ۶۱۴ هجري سلطان التمش نے اپني بي بي کے سگے پہوپہا ناصرالدین قباچہ پر چڑہائي کي جو بلاد سندہ میں خود مختار ہوگیا تہا اور کمال دلاوري اور نہایت بہادري سے کام اپنا نکالا مگر اُسکے دبانے اور اُسپر اپني حکومت قایم کرنے میں کامیاب † نہوا *

جب که شاہ خوارزم نے تاج الدین کو غزني سے خارج کیا تو یہہ گمان غالب تہا که وہ هندوستان پر بہي چڑہائي کریگا چنانچہ ناصرالدین اُسکي اُن فوجوں سے بمقابلہ پیش آیا جو اٹک کے قریب قریب آ پہونچیں تہیں *

چنگیز خاں مغل کي فتوحات کا بیان

شاہ خوارزم کي چڑہائي هندوستان پر ایک ایسي واردات کے باعث سے ملتوي رہي جسکے ہونے سے تمام ایشیا کا رنگ روپ بگڑ گیا یعني

† فرشتہ والے نے تاریخ سندہ کي جلد ۴ صفحہ ۴۱۴ میں التمش کي صرف ایک مہم بیان کي مگر اپني تاریخ عام کي جلد ۱ صفحہ ۲۰۸ میں اُسکي نسبت دو مہمیں قرار دیں ہیں اور دوسري مہم میں خلجیوں کا حال ایسي پریشاني سے بیان کیا که کل بیان مشکوک و مشتبہہ ہو گیا

چنگیز خان مغل جو مغلوں میں چھوٹا سردار تھا اور ایسا قوي هوگیا که اُس نے تاتاریوں کے تینوں گروهوں کو دبا کر اپنے لوگوں کو اُن گروهوں کے اضافه سے بڑها کر بہت بهاري بڑي فوج اکٹھي کي اور ایک لخت اهل اسلام کي سلطنتوں پر ایک ایسي فوج لیکر توٹ پڑا که اُس سے زیاده کبهي پہلے جمع نہوئي تهي اور نه آجتک جمع هوئے *

مغلوں کي یورش ایک نہایت بڑي بلا تهي جو طوفان کے بعد انسانوں پر نازل هوئي اسلیئے که وه لوگ کسي دین و مذهب کے پابند نتهے که وه اُسکے سکهلانے بتانے میں سعي و کوشش کرتے اور نه کوئي فن و هنر رکهتے تهے که وه اُسکي ترقي چاهتے علاوه اُسکے تبدیل مذهب اور اداے جزیه پر بهي راضي نتهے جو اڑے وقت میں جان بچانے کے چارے هوتے هیں بلکه تمام مقصود اُنکا یهه تها که آدمي قتل کیئے جاویں اور ملک بیچراغ پڑا رهے چنانچه ملک کي تباهي کے سوا کوئي نشان اُنکي فتوحات کا نتها غرض که پہلي پہل یهه بڑي بلا والي خوارزم پر نازل هوئي جسنے چنگیز خاں کے ایلچیوں کو قتل کرکے آپ اُسکو بلایا تها چنانچه مزا اُسکا یهه پایا که اُسکي فوجوں نے جگهه جگهه شکست کهائي اور بہت سے شہر تباه هوئے اور بہت سي رعایا جان سے ماري گئي اور باقي رهے سهے لونڈي غلام بنائے گئے اور خود اُسکا یهه حال هوا که بحر کاسپین کے ایک جزیرے کے ایسے مقام میں افسرده پژمرده مرا که وهاں رسائي دشوار تهي اور جلال الدین اُسکا بیٹا جو جانشین اُسکا هوا اپني سلطنت کي مشرقي جانب میں بهاگنے پر مجبور هوا *

اس شاهزاده نے بڑي بہادري سے ملک اپنا بمقدور اپنے بچاے رکها چنانچه ایک فتح اُسنے قندهار کے پاس پروس میں حاصل کي اور دوسري فتح اُسکی مشرقي جانب میں اُسکو هاتهه آئي مگر اُن فتوحات کا کوئي عمده نتیجه نہوا کیونکه آخر لڑائي سنه ۱۲۲۱ع مطابق سنه ۶۱۸ هجري میں دریاے اٹک پر واقع هوئي جہاں اُسنے بڑي دلاوري دکهلائي

اور جب که اُسنے اپنی فوج کو تباہ و پریشان دیکھا تو همراهیوں سمیت اتک سے پار هوگیا اور تیروں کی بوچھاروں کی کچھہ پروا نکی یہانتک که غنیم بهی اُسکی چستی اور تندی سے حیران † رهگئی *

مغلوں کے تعاقب اور شاہ خوارزم کے ایران جانیکا بیان

اس لڑائی کی رات اور دوسرے دن کے بیچ بیچ میں ایک سو بیس سپاهی جلال‌الدین شاہ خوارزم کے پاس آگئے اور تهوڑے عرصہ کے بعد چار هزار سواروں تک کی نوبت پہونچی اور جب که مغلوں نے اُسکا پیچھا نچھوڑا اور یہہ دهمکی سنائی که اتک پار اوترکر پوری پوری خبر لینگے تو وہ دلی بهاگ کر آیا اور التمش سے امداد مانگی یا جان کی پناہ چاهی مگر التمش نے بطور معقول اُسکو جواب دیا اور کمال هوشیاری سے مغلوں کی آفت سے محفوظ رها اور جبکه جلال‌الدین نے کوئی چارا ندیکها تو کاکروں سے رفاقت پیدا کی اور لوٹ کهسوٹ کے ذریعه سے ایک فوج اکهٹی کی اور آخر کار ناصرالدین قباچه والی سندہ پر حمله کیا یہاں تک که اُسنے ملتان میں پناہ اپنی ڈهونڈی اُسکے بعد جلال‌الدین نے کسی سے واسطه علاقه نرکها اوراتک کے آس پاس کے ملکوں کو لوٹتا کهسوٹتا رها اور سندہ کو فتح کیا مگر یہہ بہت چوکا که سنه ۱۲۲۳ ع مطابق سنه ۶۲۰ هجری میں ایران کی امید پر کرمان کو چلا گیا اگر وہ وهاں نجاتا تو سندہ پر قابض ومتصرف رهتا *

جبکه مغلوں کی فوج ایران میں سے چلی گئی تو اُسنے اُس ملک میں پانوں اپنے جمائے اور جب مغلوں نے پهر حمله کیا تو بہت بہادری سے پیش آیا اور هندوستان سے جانے پر دس برس گذرے تهے که دجله اور فرات کے میان دوآب میں مارا گیا ‡ *

---

† ڈی گگنیز صاحب کی تاریخ جلد ۳ صفحه ۵۸و۵۹ اور ڈی هربیلاٹ صاحب کی تاریخ اور تاریخ فرشته جلد ۴ صفحه ۴۱۵

‡ ڈی هربی لاٹ صاحب کی تاریخ میں جلال‌الدین کی سلطنت کا باب لکها هے ملاحظه کے قابل هے *

فرشته والا بیان کرتا هی که جب جلال الدین سند میں مقیم تها تو مغلوں کی ایک فوج اُسکے پیچهے آئی † اور ملتان کا محاصره کیا اور جب که ناصرالدین قباچه نے اُس کا مونهه پهیرا تو وه سند کی طرف کو چلے جہاں سے جلال‌الدین روانه هوچکا تها چنانچه اُنهوں نے بحسب اپنے دستور قدیم کے اُس ملک کو لوٹ کهسوٹ برابر کیا اور پهلے اِس سے که وه سنده سے روانه هوویں جب اُن کے لشکر میں ذخیروں کی کمی کوتاهی هوئی تو دس هزار قیدی قتل کیئے جنکا کم هوجانا اِس طور پر هو سکتا تها که وه اُنکو جیتا جاگتا رها کرتے *

جب که ناصرالدین قباچه نے جلال‌الدین کی لوٹ کهسوٹ اور مغلوں کی مار دهاڑ سے نجات پائی تو التمش نے دوباره اُسپر دهاوا کیا اور اِس دهاوے میں پهلے دهاوے کی نسبت زیاده کامیاب هوا یهانتک که ناصرالدین بکر کو بهاگا اور بعد اُس کے جب سند کو جانا چاها تو ایسی سخت آندهی چلی که سارے خاندان سمیت اٹک میں ڈوب ڈباکر مرگیا اور تمام ملک اُسکا سنه ۱۲۲۵ ع مطابق سنه ۶۲۲ هجری میں التمش کے قبض و تصرف میں آگیا *

معلوم هوتا هی که تاتار کے جنوب میں جو ملک واقع تها محمد قاسم کے زمانه سے التمش کے زمانه تک خود مختار رها اگرچه وهاں کے باشندے بیچ کے زمانه کے کسی کسی بادشاه کو بڑا مانتے رهے مگر درونی انتظام اُسکا سمیرا راجپوتوں کے قبضه سے کبهی باهر نهیں گیا *

جس برس میں التمش نے سنده پر چڑهائی کی تهی اُسی برس میں بختیار خلجی پر بهی دهاوا کیا تها جو بهار بنگال کو مال و میراث اپنا سمجهتا تها اگرچه یهه سردار اپنے خسر قطب الدین کا بحسب ظاهر مطیع و محکوم تها مگر اُس کے جانشین التمش کو کچهه بهی نمانتاتها

† تاریخ فرشته میں لکها هی که یهه فوج چغتا خاں کے ساتهه آئی مگر غالب یهه هی که اُسکی فوج کا ایک ٹکڑا آیا تها

غرض که التمش کامیاب هوا اور بختیار کو بهار سے خارج کیا اور وهانکي حکومت اپنے صاحبزاده کو عنایت کي اور خود بختیار کو اِسپر مجبور کیا که شاه دهلي کي طرف سے بنگال کا حاکم رهے مگر تهوڑے دنوں بعد اُس نے جب یهه اراده کیا که جو نقصان اُس نے اُتهاے اُنکو پورا کرے تو بهار کے حاکم شاهزاده سے شکست کهائي اور اُس مار دهاڑ میں جان اپني مفت گنوائي *

بعد اُس کے سلطان شمس الدین پورے چهه برس یعني سنه ۱۲۲۶ ع مطابق سنه ۶۲۳ هجري سے سنه ۱۲۳۲ ع مطابق ۶۳۰ هجري تک هندوستان خاص کے اُس حصه کے فتح کرنے میں مصروف رها جو اب تک مطیع و محکوم اُسکا نهوا تها چنانچه پهلے پهل اُس نے رنتهنبور کو فتح کیا اگرچه یهه مقام پهلي فتوحات کے سلسله میں داخل تها مگر ایک پهاڑ پر واقع هونے سے محفوظ رها تها بعد اُس کے مانڈو پر قبضه کیا جو بلاد مالوه میں بڑا نامي گرامي شهر کهلاتا تها اور گوالیار کو دوباره فتح کیا جو باغي طاغي هوگیا تها اور نیز بهلسا پر قابض و متصرف هوا یهاں تک که جب اُس نے شهر اوجین مالوه کي دارالسلطنت پر تسلط کرکے اُس کے مشهور مندر کو توڑ پهوڑکر برابر کیا تو مالوه کي فتح پوري پوري هوگئي *

غرض که اب دلي کي فرمانروائي یهاں تک پهونچي که دوچار مقاموں کے سواے تمام هندوستان خاص اُسکي اطاعت کا دم بهرنے لگا مگر مختلف حصوں کي اطاعت مختلف مختلف درجوں پر تهي یعني سب کي اطاعت یکساں و برابر نتهي غرض که مغلوں کے اختتام سلطنت تک هندوستان خاص کي یهه صورت قایم رهي که زبر دست بادشاهوں کے عهد سلطنت میں فرماں بردار نافرمانوں سے زیاده هوجاتے تهے اور وه حاکم شهزادے جو مختلف ضلعوں پر حکومت کرتے تهے مطیع و محکوم اُن کے رهتے تهے مگر جب دو تین بادشاه برابر کم زور هوتے تهے تو پهر تمام

اضلاع میں فساد برپا ہوجاتے تھے اور نئے نئے بادشاہزادے کہڑے ہوتے تھے اور پرانے پرانے سرکشی کرتے تھے یہاں تک کہ جب پہر کوئی قوي بادشاہ پیدا ہوتا تھا تو اُسکو نئے پرانوں کي سرکوبي کرني پڑتي تھي *

التمش کي وفات کا بیان

جب کہ یہہ بادشاہ تمام فتوحات سے فارغ ہوکر دلي کو واپس آیا مگر نچلا نہ بیٹھہ سکا چنانچہ ملتان کے سفر کا ارادہ تھا کہ ماہ اپریل سنہ ۱۲۳۶ ع مطابق بستم شعبان المعظم سنہ ۶۳۳ ھجري کو اپني موت مرگیا *

جب کہ اِس باد شاہ کا دور دورا تھا تو خلیفہ بغداد نے خلافت کا خلعت پاس اُس کے بہیجا اور اُسی زمانہ میں مسلمان لوگ اِس سند کو فخر و عزت کي بڑي بات سمجہتے تھے *

التمش کا وزیر بہت مشہور آدمي تھا چنانچہ جب وہ بغداد میں تھا تو خلیفہ کي طرف سے بڑے عہدہ پر معزز تھا اور جامع الحکایات کا مصنف جو فارسي زبان میں حکایات لطیفہ کا عمدہ مجموعہ ھی اس بادشاہ کے دربار میں حاضر رھتا تھا اور قطب صاحب کي لاٹہہ جو پراني دلي میں واقع ھی اِسي بادشاہ کے عہد سلطنت میں پوري ھوئي وہ لاٹہہ ایک مینار کي صورت ھی اور کئي درجوں پر منقسم ھی اور ھر درجہ میں ایک برآمدہ ھی اور ایک عجب انداز سے گاؤدم بني ھوئي اور نہایت آراستہ ھی اور باوجود اسکے کہ زلزلہ کي آفت سے چوٹي اُسکي گر چکي ھی مگر اب بھي ارتفاع دو سو بیالیس فٹ کا قایم ھی غالب یہہ ھی کہ نظیر اُسکي آج دنیا میں موجود نہیں اور اُسکے پاس ایک نا تمام مسجد ھی جو ہندوستان کي اور عمارتوں کي مانند خوش قطع اور خوبصورت ھی عالیشان اور ایک کتبہ میں شہاب الدین غوري کا نام اُسکے نام بڑھانے کو لکھا ھی *

رکن الدین کی سلطنت کا بیان

جب کہ التمش نے وفات پائی تو هندوؤں سے لڑائی تمام هوئی مگر بعد اسکے بهت سے شور و فساد ایسے برابر برپا هوئے کہ کوئی بات اُن میں اُسوقت کی مناسبت سے عمدہ ظهور میں نهیں آئی اور نہ کوئی بات ایسی واقع هوئی کہ اثر اُسکا ایک دراز عرصہ تک باقی رهتا *

جب رکن الدین اپنے باپ التمش کا جانشین هوا تو باپ کا خزانہ رنڈیوں اور بهانڈوں اور گویوں اور باجے بجانے والوں پر تقسیم کیا باقی ملک کا کام کاج اپنی ماں پر چهوڑا جسکے زور و ظلم سے سارے چهوٹے بڑے باغی هوگئے چنانچہ انجام اُسکا یہہ هوا کہ سات مهینے کے بعد رکن الدین تخت سے اُتارا گیا اور سنہ ۱۲۳۶ ع مطابق سنہ ۶۳۴ هجری میں رضیہ بیگم اُسکی همشیرہ کو تخت نصیب هوا *

رضیہ بیگم کی سلطنت کا بیان

فرشتہ والے نے بیان کیا کہ خداتعالی نے رضیہ بیگم کو وہ خوبیاں عنایت کی تهیں جو پادشاهوں کو شایان و سزاوار هوتی هیں اور جو لوگ اُسکے فعلوں پر بڑی بڑی نکتہ چینیاں کرتے هیں وہ ازروے انصاف اس قصور کے سوا کوئی قصور نہ پاوینگے کہ وہ ذات کی عورت تهی اگرچہ وہ عالم و فاضل نہ تهی مگر قران مجید صحیح پڑهتی تهی اور کارروائی کی ایسی لیاقت رکهتی تهی کہ جب باپ اُسکا تخت سلطنت کو خالی چهوڑ کر مالوہ پر گیا تها تو اُسکو اپنے تمام بیٹوں پر ترجیح دیکر حکومت کا کاروبار اُسکی راے و صلاح پر منحصر چهوڑ گیا تها غرضکہ جب تخت اُسکو نصیب هوا تو لوگ اپنے اُمیدوں سے جو اُسکی ذات والاصفات سے رکهتے تهے نا اُمید نهوئے مگر منجملہ اُن دو گروهوں کے جو اُسکے بهائی کے عزل و تنزل میں متفق تهے ایک گروہ اُسکی تخت نشینی سے ناراض تها اور سردار اس گروہ کا اُسکے باپ اور اُسکے بهائی کا وزیر تها اور یہہ گروہ ایسا زبردست تها کہ اُس نے

دلي کا ارادہ کیا اور جو فوج دلي کي حفظ و حراست کے لیئے آئي تھي اُسکو شکست فاحش دیکر پریشان کیا مگر اِس شاہزادي کا فن و فریب اُسکے گروہ کے ہتیاروں سے زیادہ کارگر ہوا چنانچہ اُسنے اپني عقل و ھوشیاري سے دشمنوں میں ایسي نزاع اور فساد کي بنیاد ڈالي کہ وہ لوگ تتر بتر ہو گئے اور جو لوگ اُنمیں شریک تھے اُسکے ترس و رحم کے محتاج ہوئے یہاں تک کہ بعضوں کو قتل کرایا اور بعضوں کو تسلي تشفي دیکر پرچا لیا غرض کہ تھوڑے عرصہ میں امن چین ہوگیا *

رضیہ بیگم کا انتظام سلطنت اُسکي دانائي اور تدبیر مملکت کے موافق اور مناسب تھا چنانچہ وہ بادشاھوں کي معمولي پوشاک پہنکر ہر روز تخت پر بیٹھتي تھي اور جو شخص اُسکے پاس آتا تھا اُسکو دربار میں بلاتے یہاں تک کہ جو برائیاں اُسکے بھائي کے وقت میں پیدا ہوئیں تھیں بطور معقول اُنکي اصلاح کي اور قوانین سلطنت کو دوبارہ مرتب کیا اور بڑے بڑے مقدموں کا قصہ کاٹا غرض کہ شاھان عادل اور قابل کے اوصاف اُس سے ظاہر ہوتي تھي مگر یہہ تمام ہنر اُسکے اس بڑے عیب کے برے نتیجے سے اُسکو نہ بچاسکے کہ وہ اپنے طویلہ کے داروغہ پر یہاں تک مہربان تھي کہ بخششوں کي بوچھاروں سے اُسکو نہال و مالا مال کیا تھا غرض کہ داروغہ کے ایک حبشي غلام ہونے سے بدنام انام اور رسواے خاص و عام ہوگئي تھي مگر یہہ حقیقت نہیں کھلتي کہ وہ بھلائیاں بري نیت سے کرتي تھي اسلیئے کہ بڑاسا بڑا اعتراض اُسکے چال چلن پر یہہ ھیکہ وہ حبشي غلام اُسکو گھوڑے پر چڑھاتا تھا اور حقیقت میں یہہ چال اُسکي ھوشیاري کے خلاف تھي اسلیئے کہ اُسنے اُس حبشي کے امیرالامرا کرنے سے آپ کو ھلکا بنایا اور سب کے نظروں سے گرایا چنانچہ لوگوں کو غل شور مچانیکا حیلہ ھاتھہ آیا *

درباریوں کي بغاوت اور رضیہ بیگم کے قتل کا بیان

جس شخص نے پہلے پہل بغاوت اختیار کي وہ شخص التونیہ نامي

ایک ترکي سردار تها چنانچه رضیه بیگم نے اُسکا تدارک چاها اور بتنڈه کے قلعه پر جہاں وه سردار مقیم تها چڑهائي کي مگر اُسکي فوج نے ساتهه اُسکا ندیا اور وه حبشي غلام ایک جهگڑے میں مارا گیا اور خود رضیه بیگم گرفتار هوئي اور اس خیال سے خاص التونیه کو سپرد کي گئي که وه سلامت رهیگي بعد اُسکے اُسي عرصه میں بہرام شاه اُسکے بهائي کو خالي تخت پر بٹهایا گیا *

جب که رضیه بیگم میں تاب و توانائے نرهي تو اُسنے فن و فریب سے پهر کام اپنا نکالا چنانچه اُسنے محبت کي لگاوت یا بلند نظري کي سجاوت سے التونیه کے دل میں ایسي گهس بیٹهه کي که التونیه نے نکاح کا وعده اور اپنے شریکوں سے لڑنیکا اقرار کیا غرض که جب شاهزادي کا نکاح التونیه سے هوچکا تو اُسنے نئے خاوند یعني التونیه کي امداد و اعانت سے فوج اکهٹي کي اور دلي پر حمله کیا چنانچه دو بڑي لڑائیوں کے بعد اپنے شوهر سمیت گرفتار هوئي اور شوهر سمیت هي ماري گئي سلطنت اُسکي ساڑے تین برس قایم رهي *

معزالدین بهرام شاه کي بادشاهت کا بیان

یهه نیا بادشاه سنه ۱۲۳۹ع مطابق سنه ۶۳۷ هجري میں تخت نشین هوا اور اُن لوگوں کو دغا فریب سے قتل کرانا چاها جنهوں نے اپني مطلبوں کي غرض سے اُسکو تخت حکومت پر بیٹهایا تها مگر هنوز اپني مراد کو نه پهونچا تها که مغلوں نے اُسکے ملک پر حمله کیا اور لاهور تک چلے آئے اور جو فوج اُنکي روک ٹوک کے لیئے جمع کي گئي اُسکے جمع هونے سے نئے نئے فساد برپا هوئے چنانچه انجام اُسکا یهه هوا که دو برس دو مهینے کي حکومت پر بهرام شاه گرفتار هوا اور قید خانه میں پڑا پڑا مرگیا *

علاوالدین مسعود شاه کي سلطنت کا بیان

یهه بادشاه رکن الدین مذکور کا بیٹا تها بهرام شاه اپنے چچا کے بعد

سنه ۱۲۴۱ع مطابق سنه ۶۳۹ هجري میں تخت نشین هوا مگر اُسکي سلطنت میں بهي وهي خرابیاں برپا رهیں جو پهلي سلطنتوں میں قایم تهیں بلکه خود اُسکي عیاشیوں کي بدولت اور زور و ظلم کي خوبي سے اور بهي زیادہ هوگئیں یهاں تک که دو برس سے کچهه دن زیادہ گذرے تهے که تخت سے اوتارا اوز جان سے مارا گیا *

واضح هو که اس بادشاه کے عهد سلطنت کے دو واقعه بیان کے قابل هیں ایک یهه که سنه ۱۲۴۴ع مطابق سنه ۶۴۲ هجري میں مغلوں نے راه تبت سے گذر کر بنگاله پر یورش کي تبت کي راه سے یهي ایک یورش هوئي هے جو صحیح تاریخ میں پائي جاتي هی اور دوسرے یهه که منکو خاں مغل کي فوج کے تهوڑے لوگوں نے هندوستان کے شمال و مغرب پر چڑهائي کي مگر پهلي یورش کو خاص خاص ملازمان سلطاني نے دفع کیا اور دوسرے یورش مقام اُچهه سے آگے نه بڑهي جو ملتان کے جنوب میں اُس جگهه واقع هی جهاں پنجاب کے دریا آپس میں ملتے هیں *

ناصرالدین محمود کي سلطنت کا بیان

یهه بادشاه زاده سنه ۱۲۴۶ع مطابق سنه ۶۴۴ هجري میں بادشاه هوا اور کل بیس برس بادشاه رها اگرچه اُسکے عهد دولت میں شور و فساد برپا رهے مگر کوئي فساد ایسا ظهور میں نه آیا که اُسکے باعث سے حکومت کو تباهي اور سلطنت کو خاک سیاهي نصیب هوتي *

یهه بادشاه التمش کا پوتا تها اور اُسکے مرنے پر چندے قید کیا گیا تها اگرچه تهوڑے دنوں کے واسطے رهائي دیکر حاکم بنایا گیا تها مگر وه الگ تهلگ رهنا اور سوچنا بچارنا اُس سے نچهوٹتا تها جو اُسکو عین جواني میں پیش رهتا تها چنانچه وه بادشاه اپنے وزیر غیاث‌الدین بلبن کے بهروسه پر چین اوڑاتا تها جسکي حقیقت یهه هےکه وه سلطان آلتمش کا

ایک ترکی غلام تھا اور اُسنے اپنی بیٹی کی شادی ساتھہ اس غلام کے کی تھی جو اس بادشاہ کی سگی پھوپی ہوتی تھی *

اس بادشاہ کو اُن مغلوں کا بڑا کھٹکا رہتا تھا جنکے قبض و تصرف میں اٹک پار کے سارے ملک تھی چنانچہ غیاث‌الدین بلبن نے اس خطرہ سے محفوظ رہنیکے واسطے سرحد مغربی کے صوبوں کو ملا جلاکر ایک بڑی حکومت قایم کی اور بڑا سردار اُسکا اپنے رشتہ‌دار شیرخاں کو مقرر کیا بعد اُسکے اُسنے بادشاہ کو یہہ مشورت دی کہ اب پنجاب کو چلنا چاہیئے چنانچہ خود بادشاہ وہاں گیا اور کاکروں کی سخت سرکوبی کی جو لوٹ کھسوٹ میں مغلوں کے ساتھی ہوگئے تھے علاوہ اُسکے جاگیرداران سلطنت کو جو ایک مدت دراز سے فرض خدمت بجا نہ لاتے تھے اور خواب غفلت میں سوتے تھے اسبات پر مجبور کیا کہ بدستور اپنی فوجوں سے سرکار کی اعانت کرتے رہیں *

بعد اُسکے غیاث‌الدین سنہ ۱۲۶۷ ع مطابق سنہ ۶۶۴ ہجری سے سنہ ۱۲۵۰ ع مطابق سنہ ۶۴۹ ہجری تک مختلف ہندو راجاؤں پر فوج کشی کرتا رہا جو پہلے بادشاہوں کی ضعف اور ناتوانی کے باعث سے باغی طاغی ہوگئے تھے چنانچہ اُس نے پہلی چڑھائی میں جمنا کے وار پار کے ملکوں میں دلی سے کالنجر تک سلطانی حکومت کو بحال کیا اور اگلے تین برسوں میں میوات کے پہاڑی ملک کو جو دلی سے چنبل تک پھیلا ہوا ہے اور رنتھنبور کے ضلع کو جو میوات کے پاس واقع ہے اور اُس سے آگے بڑہ کر چتور کی ریاست کو قبضہ میں لایا بعد اُسکے نارْوار کے مضبوط قلعہ واقع بندیل کھنڈ کو فتح کیا اور چندیری کو فتح کرکے مالوہ کے تمام باغی حصہ پر دوبارہ قابض ہوا اور منجملہ مہمات مذکورہ کے ایک مہم کے زمانہ میں اُچھہ کے باغی کو بھی قرار واقعی گوشمالی دی اور اُسی زمانہ میں شیر خاں حاکم پنجاب نے مغلوں کو دور دفع کرکے اُنکے ملک پر دھاوا کیا اور غزنی پر قابض و متصرف ہوگیا *

منجملہ مہمات مذکورہ بالا کے اکثر مہموں میں بادشاہ بھي ہمراہ رہا چنانچہ کامیابي کا باعث وہ اپ ہي کو بتاتا تھا مگر حقیقت یہہ تھي کہ وہ اپنے جي میں اپنا دوسرا درجہ سمجھتا تھا اور اس گھتیا درجہ سے جي اُسکا بہت بیچین رہتا تھا چنانچہ اُسنے امام‌الدین مفسد کے بہکانے سے جو خود بلبن کي بدولت ممتاز و معزز ہوا تھا بلبن کو موقوف کرکے امام الدین کو اُسکی جگہہ قایم کیا یہاں تک کہ رفتہ رفتہ بلبن کے رفیقوں کو بھي نچھوڑا مگر بعد اُسکے جب اس تبدیل و تغیر سے بے انتظامي پیدا ہوئي تو بد گماني اور نارضامندي نے دور دور تک پانوں اپنے پھیلائے اور اُن دس صوبوں کو جو بلبن سے ملے ہوئے تھے اپني فوجیں اکٹھي کرنے اور بادشاہ کو فہمایش نامہ لکھنے کا موقع ہاتھہ آیا چنانچہ اُنھوں نے مراعات ادب کو ملحوظ مرعي رکھکر کمال استقلال سے یہہ درخواست کي کہ نیا وزیر اس عہدہ سے برخاست کیا جاوے اگرچہ پرانے وزیر کا مذکور نکیا مگر مقصود اُنکا یہي تھا کہ پرانا وزیر اپنے عہدہ پر بحال ہووے اور جو کہ بادشاہ اُنکا مقابلہ کسي طرح نکرسکتا تھا تو کام ناکام اُس نے بلبن کو بحال کیا چنانچہ بعد اُسکے تمام لوگ اُسکو کل کا مالک سمجھنے لگے *

جب کہ امام الدین برخاست ہوا تو اُس نے ایک فساد برپا کیا اور بادشاہ کے ایک رشتہ دار کو اُس‌میں پھنسا لیا اگرچہ وہ اپنے سزا کو پہنچا کہ جلد گرفتار ہوکر جان سے مارا گیا مگر اُسکي بدولت مخالفوں کا ایک بڑا گروہ پیدا ہوگیا تھا جس میں سنتور کا راجہ اور سندہ کا حاکم بھي شریک تھا یہہ بغاوت سنہ ١٢٥٥ ع مطابق سنہ ٦٥٣ ہجري سے سنہ ١٢٥٧ ع مطابق سنہ ٦٥٥ ہجري تک قایم رہي *

اسي بغاوت کے زمانہ میں مغلوں نے پنجاب پر یورش کي مگر وہ کامیاب نہوئے بعد اُسکے کڑا مانک پور کے باغي پر یورش ہوئي چنانچہ بھي بس پا ہوا مگر میوات کے باشندوں کا دبانا اُس باغي کے

دبانے سے بہت بڑا کام تھا کہ خود بلبن نے میواتیوں پر چڑھائي کي اور بڑي جان لڑاکر ایک لڑائي میں اُنکو مغلوب کیا اور آخرکار سنہ ۱۲۵۹ع مطابق سنہ ۶۵۷ ہجري میں ملک اُنکا فتح کیا اس لڑائي میں دس ہزار باغي مارے گئے اگرچہ میوات کے سخت اور شریر پہاڑیوں کي سرحد دلي سے پچیس میل کے اندر اندر تھي مگر انگریزوں کي سلطنت تک وہ بالکل چین سے نہ بیٹھے *

پچھلي سے پچھلي واردات اس سلطنت میں اب یہہ واقع ہوئي تھي کہ چنگیز خاں کے پوتے ہلاکو خاں کي طرف سے جو بڑا بادشاہ عالیجاہ تھا ایک ایلچي بادشاہ کے پاس آیا چنانچہ تعظیم و تواضع کے واسطے ہر طرح سے کوشش عمل میں آئي اور دربار کو ایسي ٹیپ ٹاپ سے آراستہ کیا گیا جیسا بڑے بڑے بادشاہوں کے عہد دولت میں آراستہ کیا جاتا تھا بعد اُسکے کوئي واقعہ بادشاہ کے روز وفات تک جو ماہ فبروري سنہ ۱۲۶۶ ع مطابق سنہ ۶۶۴ ہجري میں واقع ہوئي تاریخ میں پایا نہیں جاتا *

اس بادشاہ نے ساري عمر عزیز اپني درویشانہ گذاري چنانچہ اُسنے تمام اخراجات ذاتي اپنے کتابت کي اجرت سے چلائے اور غریبوں کا کھانا کھاتا اور اُسکے کھانے کو خود اُسکي بي‌بي پکاتي تھي اور کوئي پکانے والي اُسکے آگے نتھي اور علاوہ ایک بي‌بي کے کوئي حرم وغیرہ پاس اُسکے نتھي اور اُسیکي بدولت فارسي کو رونق ہوئي چنانچہ طبقات ناصري جو ہندوستان اور ایران کي نہایت مشہور تاریخ ہی اُسیکے دربار میں لکھي گئي اور اُسیکے نام سے نامي ہوئي *

اُسکي نیک مزاجي اور پاک طینتي کي یہہ حکایت لکھتے ہیں کہ اُس نے ایک کتاب اپني خاص لکھي ہوئي کسي درباري امیر کو دیکھائي اور جب اُس امیر نے کئي غلطیاں نکالیں تو بادشاہ نے فی‌الفور اُنکي اصلاح اور درستي کي مگر جب وہ امیر چلا گیا تو اُن اصلاحوں کو متاکر پہلے

مضمونوں کو قایم کیا اور کسي کے پوچھنے پر یهه فرمایا که میں یهه خوب جانتا تها که کتاب صحیح اور درست هی مگر اصلاح اُسکي اِس لیئے بهتر سمجهي که ایک نیک صلاح کار رنجیدۂ خاطر نهو *

غیاث‌الدین بلبن کي † سلطنت کا بیان

جب که بلبن نے یهه دیکها که سلطنت کے تمام اختیارات اُسکے قبضه میں حاصل هیں تو اپنے مستقل بادشاه هونے میں کچهه دشواري ندیکهي چنانچه سنه ۱۲۶۶ ع مطابق سنه ۶۶۴ هجري میں بادشاه بن بیٹها *

بلبن نے التمش کے دربار میں بچپن سے پرورش پائي تهي اور جو بادشاه اُسکے بعد تخت نشین هوئے اُنکي سلطنت کے فسادوں اور انقلابوں میں جي جان سے شریک و معاون رها تها اور جب که التمش جیتا جاگتا تها تو بلبن نے اُسکے چالیس غلاموں سے ایک دوسرے کے حفظ و سلامت پر عهد و پیمان کیئے تهے چنانچه بهت سے غلام اُن میں سے بڑے بڑے عهدوں پر پهنچے مگر جب که بلبن کام اپنا نکال چکا تو اُس نے ایسے قول قراروں کا اوڑانا چاها جنسے اُسکے خاندان کي تخت نشیني میں ایک طرح کا خطره متصور هوتا تها چنانچه اُس نے طرح طرح کے حیلوں سے بعض بعض اپنے ایسے شریکوں سے جو اُسکے قریب اور رشته دار بهي تهے کنارا کیا اور بعد اُسکے یهه قاعده باندها که اپنے خاندان والوں کے علاوه کسیکو بڑا عهده نه ملے مگر اِس قاعده کو ایسے غرور و نخوت سے عمل میں لایا که گهتیا لوگوں سے ملنا جلنا چهوڑا اور کچهه بهي اُنکو خیال میں نه لایا علاوه اسکے یهه قاعده مقرر کیا که هندوؤں کو معزز عهدوں پر قایم نرکها غرض که اُسکے تمام کاموں میں ایسي ایسي قسمونکي طرفداریاں اور طرح طرح کا تعصب پایا جاتا تها چنانچه اُسنے دارالسلطنت کے گرد نواح میں شکار کي حفظ حراست کے لیئے بهت سے قانون و قاعدے جاري کیئے اور باوصف اسکے که شروع جواني میں بهت سي میخواري کي تهي

---

† انگریزي مورخ بلبن کی جگهه اکثر بالین لکهتے هیں

مگر جب کہ اُس نے پوري پوري توبہ کي تو تهوڑي شراب پینے پر بهي بہت سخت سزا دینا ٹهرایا اور بغاوت کے معاملوں میں پہلے دستوروں کے موافق صرف افسروں کے گوشمالي پر اکتفا نکرتا تها بلکہ اُنکے متوسلوں اور غلاموں کو بهي سخت سزائیں دیتا تها مگر اُسکے عدل و انصاف کي بهي ایسي حکایتیں نقل کي گئي ہیں کہ وہ ادنی اعلی کو برابر سمجهتاتها اور کسي کي رو رعایت نکرتا تها اور اُن حکایتوں سے واضح ہوتا ہی کہ وہ بڑے بڑے صوبوں کے حاکموں کو کڑے کڑے کوڑوں سے علانیہ پٹواتا تها اور کبهي کبهي اپنے سامنے بهي اتنا پٹواتا تها کہ وہ بیچارے مار کے مارے مر جاتے تهے *

یہہ خود کام سنگدل بادشاہ اپنے زمانہ کے حالات کے بموجب بڑا فیاض اور نہایت روشن ضمیر تها *

مغلوں کے خوف ہراس کے مارے بڑے بڑے مشہور لوگ اُن ملکونکے جہاں جہاں مغلونکے حملہ ہوئی بیکسی سے دور دور بهاگکر چلے گئی مگر اسی بادشاہ کے دولت واقبال سے حکومت اسلام اُنکے ہاتونسے محفوظ ومامون رهي تهي چنانچہ اُسکے دربار میں بہت مشہور ومعروف اور نامی گرامی مسلمان اسقدر کہیں کہیں سے جمع ہوئے تهے کہ وہ یہہ شیخی مارتا تها کہ کم سے کم پندرہ بادشاہ آج میرے مہمان ہیں اور خاص میري بدولت اوقات اپني بسر کرتے ہیں یہانتک کہ نام اُن بازاروں کے کہ جس جس میں وہ بادشاہ رہتے سهتے تهے اونکے ملکوں کے ناموں پر رکهی تهے اور اُسکی دارلسلطنت میں اُن بازاروں کےناموں کے باعث سے روم اور غور اور خوارزم اور بغداد اور علاوہ اُنکے اور سلطنتوں کي یاد گار ایک عرصہ تک باقي رهي *

تعداد اُن عالم فاضلوں کي جو اُسکي پناہ دولت میں آئے تهی قیاس چاهتا هي کہ اس سے بہت زیادہ ہوگي اور اسلیئے کہ شاہزادہ محمد بڑا بیٹا اُسکا بڑا صاحب کمال اور لایق فایق تها تو تمام مشہور مورخ اُس عہد

کے بادشاہ کے ملازموں میں داخل و شامل تھے چنانچہ فارسي شاعروں کے سلسلہ میں امیر خسرو ملک الشعرا تھا یہاں تک کہ سعدي شیرازي نے بھي شاهزادہ محمد کو امیر خسرو کے حسن صحبت پر مبارکبادي لکھي هی اور اپني تصنیفوں کا نسخہ بھیجکر یہہ بات ظاهر کي تھي کہ بوڑھاپے کے مارے حاضري خدمت سے معذور هوں اور خود بلبن کو وہ بات حاصل تھي کہ اُسکے دربار کي ظاهري شان و شوکت سے ناواقف لوگوں پر اصل و حقیقت دربار کي مخفي هوگئي تھي جبکہ سنہ ۱۲۶۶ ع مطابق سنہ ۶۶۵ هجري میں گنگا اور جمنا کے کناروں اور جودہ اور میوات کے پہاڑوں پر شور و فساد برپا هوئي تو اسکي سلطنت میں تھوڑا بہت خلل واقع هوا تھا اور حقیقت یہہ تھي کہ لٹیرے لوگ اُن فسادوں کے باني مباني تھے مگر سفاکي اور خونریزي کا قاعدہ بلبن کا جو مفسدوں کي سزا دهي اور نیست نابود کرنے میں جاري تھا یہاں بہت کام آیا اور نہایت کارگر پڑا بعد اسکے جگہہ جگہہ فوج کي چھاوني ڈلوائي اور آیندہ فسادوں کي روک تھام کے لیئے بڑي بڑي تدبیریں نکالیں *

بیان کیا گیا هی کہ ایک لاکھہ آدمي اسنے میوات میں قتل کرائے اور بہت سے جنگل جو دور دور تک پہیلے هوئے تھے کٹوا ڈالے اور اسي وقت سے وہ ملک غارتگروں کا ٹھکانا نرها اور چین تردد کے قابل هوگیا *

بنگالہ کي سرکشي کا بیان

بلبن کے عہد دولت میں یہہ بڑي بغاوت بنگالہ میں ظاهر هوئي طغرل خان حاکم بنگال نے دریاے میگنا † پار جاج نگر پر چڑھائیکي اور کامیابي کے بعد جو لوٹ اُسکے هاتھہ آئي کچھہ تھوڑي بہت بھي دلي کو نہ بھیجي

---

† اب اسکو تپرا (هملٹن صاحب کي تاریخ هندوستان جلد ۱ صفحہ ۱۲۸) کہتے هیں اور جاج نگر سے جاج پور مراد هی جو ضلع کٹک میں واقع هی اور یہہ مقام کسي زمانہ میں ضلع کا صدر نہیں قرار پایا سٹرلنگ صاحب کي تحریر مندرجہ تحقیقات ایشیا جلد ۱۵ صفحہ ۷۴

يہانتک كه بعد أسكے جلد بادشاه بن بيٹھا اور جو فوج أسكي گوشمالي كو سنه ٦٧٨ هجري مطابق سنه ١٢٧٩ ع ميں پہلے پہل بهيجي گئي أس نے شكست فاحش كهائي يہان تک كه خود بادشاه أس فوج پر نهايت خفا هوا اور أسكي سپهسالار كو پهانسي چڑهايا اور جب كه باوجود اس سختي كے دوسري فوج بهي تباه هوگئي تو بادشاه اپني ذات سے فساد مٹانے كے ليئے روانه هوا چنانچه اس موقع پر ايسي قوت قابليت سے جسمين وه كسي مدد و معاون كا محتاج و دستنگر نتها كام ليا كه برسات كے پورے هونے كا منتظر تک نه بيٹھا اور سيدها باگ أوٹهائے هوئے سنار گنگ ‡ يعني سندر گنگ كو چلا گيا جو بنگاله كے شرقي حصه كا بہت بڑا شہر مشہور تها غرض كه باغي كے دل پر وه رعب داب أسكا بيٹھا كه وه كهڑا نرها اور گهر بار خالي چهوڑ كر تهوڑي فوج سميت جنگلوں ميں بهاگ گيا مگر بادشاه كے كسي سردار نے مقام أسكا معلوم كيا چنانچه يهه سردار چاليس سپاهيوں سميت أسكي تهوڑي فوج ميں جا پهونچا اور كمال اندها دهندي سے دن ديئے دهاوے كا اراده كيا غرض كه تهوڑے لوگ آسكے بڑهے چلے گئے اور كسيئے اونپر توجهه بهي نكي يہان تک كه جب طغرل خاں كے ڈيرے كے بہت قريب جا پهنچے ايكبارگي همت باندهكر پل پڑے تو طغرل خاں اور أسكے همراهي يهه بات سمجهكر بهاگ گئے كه بادشاهي لشكر يک لخت أنپر ٹوٹ پڑا غرض كه يهه خوف أسكے لوگوں ميں پهيل گيا اور تمام لوگ أسكي تتر بتر هوگئے اور خود طغرل خاں گرفتار هوا اور ايسے حال ميں جان سے گيا كه جاجنگر جانيكے اراده پر عين دريا ميں گهوڑيكو تيرا كر پار جاتاتها بعد أسكے بادشاه نے باغيوں كو ايسي سخت سزا دي كه وه أسكے معمولي دستور سے بهي بہت زياده تهي اور جب كه وه دارالسلطنت ميں واپس آيا تو لوگوں كے قتل سے

‡ يهه مقام گنگا ميں ڈوب گيا اب نشان أسكا باقي نہيں هے بكانن صاحب كا قول بحواله هملٹن صاحب كي تاريخ هندوستان جلد ١ صفحه ١٨٧

قاضي مفتیوں کي سعي سفارش اور عالم فاضلوں کے وعظ و نصیحت کي بدولت باز رہا *

مغلوں کے حملہ کرنے اور شاهزادہ محمد کے فتح پاکر مرجانیکا بیان

تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ بادشاہ کي بد نصیبي نے زور کیا یعني بڑا بیٹا اُسکا مرگیا اور اس بڑي مصیبت کا اثر بادشاہ اور تمام رعایا پر برابر ہوا اور ساري وجہہ اُسکي یہہ تھي کہ اس شہزادہ نے وہ والا همتي حاصل کي تھي کہ اُسکي موت اُسکي عمدہ خصلت کے شایان و سزاوار تھي بیان اسکا یہہ هی کہ وہ فوج مغلوں کي جو ارغون خاں شاہ ایران سے متعلق تھي پنجاب پر حملہ‌آور هوئي اور جب یہہ خبر اوڑي تو شاهزادہ محمد جو اُس صوبہ کا حاکم تھا اور حسب اتفاق اُسوقت اپنے والد ماجد کي قدمبوسي کے لیئے آیا تھا نہایت جلدي سے اپنے صوبہ میں داخل ہوا اور مغلوں کو شکست فاحش دیکر جسقدر ملک پر وہ قابض هوگئی تھے اُسپر دوبارہ قابض ہوا بعد اُسکے ایک اور نئي فوج ایک مشہور سردار تیمور خاں نامي کے ساتھہ آئي چنانچہ بڑي لڑائي پڑي اور شہزادہ نے فتح پائي مگر غنیم کے ایک گروہ کے هاتھوں سے جو تعاقب میں منتشر نہ ہوا تھا شاهزادہ مارا گیا اور امیر خسرو شاعر جو همرکاب اُسکا تھا اسي موقع پر گرفتار ہوا *

بلبن کي وفات کا بیان

شہزادہ کے مرنے سے ادنی اعلی سپاهیوں کي آنکھوں سے آتھہ آتھہ آنسو بہنے لگے اور بادشاہ کے دل پر بھي بڑا صدمہ گذرا اور جو کہ بادشاہ کي عمر ۸۰ برسکو پہونچي تھي اور نیز اُس مصیبت کے مارے جو اُسپر نازل هوئي تھي جلد جلد اُسکا دل بیٹھا جاتا تھا تو اُسنے بغرا خاں اپنے دوسرے بیٹے کو باین غرض بلایا تھا کہ وہ اُسکے مرنے کے وقت حاضر رہے مگر جب کہ بغرا خاں نے باپ کي وہ حالت ردي ندیکھي جو اُسنے تصور کي تھي تو بلا

حکم اپنے باپ کے بنگالہ کو چلا گیا اور بادشاہ اس حرکت سے سخت ناراض هوا چنانچہ اُسنے شاهزادہ محمد کے بیٹے کیخسرو کو ولیعهد اپنا قرار دیا بعد اُسکے جب بادشاہ کا انتقال هوا تو وزیروں نے ملکي لڑائیوں کا روکنا تھامنا مناسب سمجھا چنانچہ اُنہوں نے بغرا خاں کے بیٹے کیقباد کو بادشاہ مشہور کیا اور کیخسرو کو اُسکے باپ کي جگهہ ملتان کي حکومت پر قایم رکھا غرض کہ دونوں دعویداروں نے یہہ تدبیر اُنکي تسلیم کي اور سنہ ۱۲۸۶ع مطابق سنہ ۶۸۵ هجري میں کیقباد تخت نشین هوا *

کیقباد کي سلطنت کا بیان

یہہ نیا بادشاہ جو تخت نشیني کے وقت اتھارہ برس کا تھا جواني کي ضرورت سے عیش و عشرت میں مصروف هوا اور یہہ امر اُسپر طرہ هوا کہ نظام‌الدین اُسکي وزیر نے جسکو یہہ امید قوي تھي کہ میں تخت نشین هونگا زیادہ چرخ پر چڑھایا اور اس نظر سے کہ بادشاہ کا چچیرا بھائي کیخسرو وزیر کا مخل مطلب تھا بادشاہ کو اُسکي طرف سے برهم کیا سبب اُسکا یہہ هوا کہ کیخسرو سے کچھہ گستاخي سرزد هوئي تھي وزیر نے ایک بات کھڑي کرکے اُسکو بادشاہ کا محسود ٹھہرایا اور آپ کو بدنامي اور الزام سے بچایا اور اُس بیچارہ بیگناہ کو قتل کرادیا علاوہ اسکے ایسے ایسے فن و فریبوں سے بہت سے امیروں کو بیعزت کراکر قتل کرایا جو اُسکے ساختہ پرداختہ نہ تھے اور اسلیئے کہ اُسکي بي بي کو بھي محلوں میں ایساهي دخل کامل تھا جیسا کہ خود اُسکو دربار میں حاصل تھا اسلیئے اُن باتوں کے علاوہ جنسے بادشاہ کو واقف کرنا مناسب و لازم سمجھا اور تمام باتوں سے بادشاہ کو غافل بنا رکھا تھا *

اس زمانہ میں بہت سے مغل دلي میں ملازم هوگئے تھے چنانچہ وزیر نے یہہ چاها کہ ان جانسپار مغلوں کو بادشاہ سے الگ کرے غرض کہ اُسنے بادشاہ کے کانوں میں یہہ بات پھونکي کہ ان مغلوں اور بادشاہ کے اُن غنیموں میں جو ان مغلوں کے بھائي بند اور رشتہ‌دار هیں خط و

کتابت جاري ساري هي چنانچه بادشاه نے اُنکے سرداروں کو ایک دعوت میں بلواکر دغابازي سے قتل کرادیا *

اصل تدبیر اس وزیر کي هنوز راس نه آئي تهي که بادشاه کے باپ بغرا خاں کے قریب آنے سے جو سلطنت کے خرابي سنکر حفظ خاندان کے لیئے فوج لیکر آیا تها وه اپنے اراده سے رکا تهما رها مگر یهه راه نکالي که بادشاه کو باپ کے مقابله پر آماده کیا چنانچه جب دونوں لشکروں کا آمنا سامنا هوا تو باشاه کے باپ نے بیٹے کي محبت کو ایسا بهڑکایا که وزیر اُنکي ملاقات کو هرگز روک نسکا مگر باوصف اسکے باهم ملاقات طرفین کي کهولي دلوں سے هونے دینے کے لیئے یهه ڈهب نکالا که اداب دربار سلطاني ایسے تجویز کیئے که اُنکے بجالانے سے بغرا خاں کو ایکطرح کي ذلت اوٹهاني پڑي یہاں تک که جب مکرر اداب بجالانے پر بادشاه نے تعظیم و تکریم اُسکي نکي تو وه اُسکي حرکات ناشایسته سے پهوٹ پهوٹکر رونے لگا مگر اُسکے رونے نے یهه اثر پیدا کیا که بادشاه اپنے استقلال پر قایم نرها اور تخت سے اوتر کر باپ کي طرف بے تحاشا دوڑا اور چاها که باپ کے قدموں پر گرپڑے مگر باپ نے اُسکو گلے لگالیا اور تهوڑي دیر تک روتے رهے اور تمام درباریوں میں وهي اثر پهیل گیا بعد اُسکے کیقباد نے باپ کو تخت پر بٹهایا اور هر طرح کي تعظیم اور تواضع سے پیش آیا یہاں تک که لڑائي بهڑائي کا وهم بهي باقي نرها مگر چند ملاقاتوں کے بعد بغرا خاں کو یهه بات ثابت هوئي که کیقباد کے مزاج پر وزیر اُسکا حاوي هے اور اُسکے رفع کرنے کي تدبیر بدون اُسکے قتل وقمع کے ممکن نہیں مگر چونکه جبر اُسکو خود منظور نتها یا اُسکے اختیار سے باهر تها تو وه بنگاله کو چلا گیا اور بیٹے کو اُسکي قسمت پر چهوڑ گیا *

جب که کیقباد نے اُن قضیه قضایوں سے فرصت پائي تو پهر نئے سر سے عیاشي شروع کي اور یهانتک نوبت پهونچائي که عین جواني میں ضعیف نحیف هوگیا چنانچه رعشه فالج میں مبتلا هوا بعد اُسکے جب سوچ بچار اُسکو هوا تو آپ کو بهت زار نزار پایا اور بطور معقول اُس

وزیر سے چھوڑنا چاها مگر جب کوئي چال اُسکي نچلي تو کام ناکام آنی چالوں چلا جو وزیر نے اُسکو تعلیم کي تهیں چنانچه زهر دیکر کام اُسکا تمام کیا مگر انجام اُسکا یهه هوا که وزیر کے مرنے سے جسکا بڑا رعب داب تها بادشاه کے دشمن کهل کهیلے اور حکومت کے خواهاں هوئے جسکي لیاقت خود بادشاه میں موجود نتهي *

اِس لیئے که بلبن کي تدبیروں سے غلاموں کي شان و شوکت دربار میں پهیکي پڑ گئي تهي تو حصول سلطنت کا جهگڑا بڑے بڑے جنگي سرداروں میں پهیلا اور جو که هندوستان زاد مسلمان ایسي قدر و منزلت نرکهتے تهے که کوئي بڑا گروه اُنکا قایم هوتا اسلیئے سلطنت کا اراده کرنے والے تاتاري اور غور و غزني کي پراني سلطنتوں کے افسر هوئے اور غور و غزني والی سرداروں میں سے خلجي لوگ اپنے سردار کي عقل و هوشیاري کي بدولت یا کسي اور وجهه سے فضیلت رکهتے تهے چنانچه وه تاتاریوں پر غالب آئے اور سنه ۱۲۸۸ع مطابق سنه ۶۸۷ هجري میں جلال الدین خلجي کیقباد کے مارے جانے پر تخت نشین هوا † *

---

† فرشته والے نے اُن خلجیوں کو مغل لکها هی جنهوں نے تخت کو غصب کیا مگر جیسے که یهه یقین ممکن نهیں که تهوڑي مدت میں ترکوں کا بالکل دخل اُٹهه گیا ایسے هي یهه یقین بهي متصور نهیں که مغلوں کو بڑا غلبه حاصل هوگیا علاوه اسکے تاتاریوں نے جس دعویدار کو تخت پر بیٹهانا چاها وه کیقباد کا بیٹا تها اور اُسکے ترکي الاصل هونے سے وه اُنکو مرغوب محبوب تها مگر مغلوں کو خاص اس سبب سے نفرت تهي که اُسکے باپ نے اُنکے سرداروں کو قتل کرایا تها

* دلي کي تخت نشیني کا سلسله اگرچه قطب الدین سے شروع هوا هی بعض مورخ هندوستان کي بادشاهت اصل خاندان غور سے قایم کرکے قطب الدین کو بهي خاندان غور کے سلسله میں شمار کرتے هیں مگر اکثر مشرقي مورخ اُن بادشاهوں کو یلدوز اور دو چار اور بادشاهوں سمیت غوریوں کا غلام قرار دیتے هیں

خلجي خاندان کا بیان

باب دوسرا

جلال‌الدین † خلجي کي سلطنت کا بیان

واضح هو کہ جلال‌الدین خلجي ستر برس کي عمر میں تخت نشین هوا تھا جلال‌الدین اپني تخت نشیني پر چندے بناوت سے بھي کھتا رها کہ لوگوں نے یہہ بھاري بوجھہ میرے سر پر رکھا چنانچہ غیاث‌الدین بلبن کے نام و نشان باقي رهنے پر بڑي توجھہ ظاهر کي اور بہت سا پاس لحاظ اُسکا کرتا رها غرض کہ یہاں تک نیازمندي جتائي کہ دربار میں سوار هوکر نجاتا تھا اور بجاے تخت نشیني کے اپني معمولي جگھہ پر کھڑا رهتا تھا مگر باوصف اسکے کیقباد کے شیر خوار بچہ کو قید میں رکھا اور جب بات اُسکي ٹھیک ٹھاک هوگئي تو اُس معصوم بیگناہ کو قتل کرایا *

اگر یہہ سنگدلي اور خداناترسي جو نسبت اُسکے بیان کي گئي ایک بے اصل بناوت کي بات هو اور بعید از قیاس نہیں کہ وہ ایسے هي هوگي تو اُن اداب تعظیمات میں جو بالا مذکور هوئیں وہ مکار نسمجھا جاویگا اِسلئي کہ وہ نیک معاملے جو اُسنے چھپي کھلے دشمنوں سے برتی اُیسے اعلي درجہ کي تھے کہ وہ خطا وغفلت پر محمول هوسکتے هیں اور آخر دم تک وهي سیدهي سادي چال ڈهال اُسکي باقي رهي جو قدیم سے چلي آتي تھي

---

† واضح هو کہ خلجیوں کی اصل حقیقت حصہ پانچ باب دوسرے کے اخیر میں لکھي گئي اگرچہ وہ لوگ نسل واصل میں ترک تھی مگر افغانیوں میں اتنی مدت رهنے سے وہ افغانوں کی مانند هوگئی تھی اور غالب یہہ هے کہ وہ اور قوموں یا اپنے بھائی ترکوں سے بھی بہت مخلوط تھي اور عام پہاڑي افغانوں کي نسبت زیادہ ترتیب یافتہ تھی

اور اپنے پرانے ملنے والونسے اسیطرح سے ملتا چلتا رہا جیسے کہ وہ بادشاہت سے پہلے ملتا جلتا تھا چنانچہ وہ اپنے دوست آشنایوں اور فضل وہنر والوں کو کہانے پینے کے جلسوں میں بلاتا تھا اور ایسی ہنسی ٹھٹے کی باتیں کرتا تھا کہ مسلمانوں کے دین وملت کے خلاف تو ہوتی تھیں مگر انسانیت کے حد و مرتبہ سے نگذرتی تھیں *

وہ ترس رحم جو اُسکی عمدہ ذات صفات میں مستور و مخفی تھا اُسکے اظہار کا یہہ موقع ہاتھہ آیا کہ غیاث‌الدین بلبن کے بھتیجے ملک جاجو نے جو کڑے مانک پور کا حاکم تھا بغاوت اختیار کی اور خاندان بلبن کے رفیق اُسکے ساتھہ ہوئے چنانچہ جلد اُنہوں نے ایسی قوت حاصل کی کہ دلی کا ارادہ کیا مگر بادشاہ کے بڑے بیٹے ارکلی‌خاں نامی نے شکست اُنکو دیکر ملک جاجو کو اُسکے سرداروں سمیت گرفتار کیا مگر بادشاہ نے یہہ بڑا کام کیا کہ سرداروں کو ایک قلم چھوڑ دیا اور خود ملک جاجو کو ملتانکو روانہ کیا اور اُسکی باقی عمر کے لیئے بڑی جاگیر مقرر کی بعد اسکے تھوڑی مدت گذرنے پر اپنی قوم کے ایسے سرداروں سے بھلائی برتی جو جی‌جاں سے آسکی‌جان کے خواہاں بنےتھےاور نصیبوں کی‌شامت سے گرفتار ہوکر آئے تھے غرض کہ اُس نے رحم سے یہاں تک کام لیا کہ اپنے ذاتی بدخواہوں کے علاوہ عام مجرموں سے بھی اسقدر در گذر کی کہ سلطنت کا ڈھانچہ ڈھیلا پڑا اور حکومت کا ڈھچر بگڑگیا چنانچہ صوبوں نے محصول کے بھیجنے سے صاف انکار کیا اور کار و بار میں غفلت برتی اور اپنے اختیاروں کو بہت بری طرح سے برتا غرض کہ راستے لٹیروں سے بھر گئے اور باغیوں نے آنے جانے کی راہیں مسدود کیں *

جب کہ باغیوں کا زور و شور ہوا تو سنہ ۱۲۹۲ ع مطابق سنہ ۶۹۱ ھجری میں بادشاہ ایک بڑی بغاوت کے دبانے متانے کو روانہ ہوا جو مالوہ میں واقع ہوئی تھی چنانچہ وہ بہت سا کامیاب ہوا مگر اس لیئے کہ خون بہانے سے جی کا کچا تھا اور علاوہ اُسکے عمر کا بوڑھا تھا

تو باغیوں کے بڑے قلعوں پر دھاوا کیا اور سرکشوں کي سرکوبي کو ناتمام چھوڑا مگر جب که بعد اُسکے بلاد پنجاب میں مغلوں نے یورش کي تو وهاں اُس نے بڑي دلاوري دیکھائي اور آپ اُنکا مقابله کیا اور دشمنوں کا مونھه پھیرا *

بعد اُسکے به مقتضاے اپني اصلي طبیعت کے مغلوں کو صلح عنایت فرمائي اور اُنکي ٹوٹي پھوٹي فوج کو چلے جانے کي رخصت دي کسیطرح کي مضرت نه پهونچائي تین هزار مغل اُسکي فوج میں داخل هوئے اور تھوڑے دنوں بعد اسلام اونهوں نے قبول کیا اور خاص دلي میں ایک مقام اُنکي بساست کے لیئے مقرر کیا گیا جو مغل پوره کے نام سے مشهور و معروف هی *

دوسرے برس یعني سنه ۱۲۹۳ ع مطابق سنه ۶۹۲ هجري میں مالوه پر چڑھائیکي مگر پهلي طرح سے پورا پورا کامیاب نهوا هاں یهه بات اُسکونصیب هوئي که نقصان اُسکے ضعف و ناتوانیکے علاوالدین اُسکے بھتیجے کڑے مانک پور کے حاکم کي بدولت اُسي زمانه میں پورے هونے لگے جو نهایت زبردست اور بڑا لایق و فایق اور نیز ایسے خیالوں سے پاک و صاف تھا جنکے اوبھرنے سے اُسکے چچا کے کام کاج ادھورے پڑے رهتے تھے چنانچه اُسنے بندیل کھنڈ اور شرقي مالوه کي بغاوت دبانے کے لیئے چچا جان سے اجازت حاصل کي اور اُنکے شور و فسادوں کو نیست و نابود کیا اور علاوه اُنکے اُن قلعوں پر بھي قبضه کیا جو متوسل راجاوں کے قبض و تصرف میں تھے اور اسقدر اُسکو غنیمت هاتھه آئي که اُسکي بدولت بهت سي فوج اُس نے بڑھائي چنانچه بادشاه اُسکي کارگذاري سے یهانتک راضي هوا که باوصف اسکے که اسکي پیاري بیگم نے علاوالدین کي بلند همتي اور والا فطرتي سے اُسکو وهم دلایا تھا پهلي حکومت کے علاوه اوده کي حکومت عنایت کي اور فوج اکٹھي کرنے اور خانداں بلبن کے پرانے رفیقوں کے بھرنے سے ممانعت نه کي *

علاوالدین کی چڑھائی دکن پر

علاوالدین نے پہلے پہل جو کام اپنی فوج سے لیا اُس سے اُسکے چچا کا اعتماد اُسکی نسبت صحیح ہوا اور اُس کام کی بدولت تاریخ ہندوستان میں ایک نیا سن پیدا ہوا یعنی سنہ ۱۲۹۴ ع مطابق سنہ ۶۹۳ ہجری میں علاوالدین نے دکن کا ارادہ کیا جو مسلمان بادشاہوں کے دھاوں سے جب تک محفوظ رہا تھا چنانچہ اُس نے کڑے مانک پور اپنی دارالحکومت سے آٹھہ ہزار سوار اپنے همراہ لیئے اور ایسے بڑے بڑے جنگلوں کو جو اب تک کڑے مانک پور اور ضلع برار کے درمیان میں واقع ہیں جوں توں کرکے طی کیا اور جن راجاؤں کے ملکوں میں اُسکو گذرنا منظور تھا اُنکو اِس حیلہ سے کہ وہ اپنے چچا سے خفا ہوکر جاتا ہی چوکنا نہونے دیا چنانچہ وہ ایلچ پور تک پہونچا اور بعد اُسکے مغرب کیجانب متوجہہ ہوا ڈبل کوچوں کی مار مار کرتا ہوا دیوگڑہ پر پہنچا جو اصلی مقصود اُسکا تھا اور دیوگڑہ جو اب دولت آباد کے نام سے مشہور ہی رام دیو راجہ کا راج گڑہ تھا اور وہ ایسا زبردست راجہ تھا کہ مسلمان لوگ اُسکو تمام دکن کا راجہ سمجھتے تھے مگر حقیقت میں وہ مرھٹوں کے ملک کا بڑا راجہ تھا *

مسلمان لوگ اکثر ہندو راجاؤں کو جنگ و جدال پر آمادہ اور قتل قتال پر طیار اِس لیئے نپاتے تھے کہ راجپوت لوگ اپنی اصل طبعیت میں ہمتوں کے ھارے اور کام کاج کے دھیمے ہوتےہیں اور ایک دوسرے پر اچانک دھاوا کرنے کو بری بات سمجھتی ہیں چنانچہ معلوم ہوتا ہی کہ یہہ طریقہ راجپوتوں کا اور راجاوں‌میں معمول و مروج ہوگیا تھا اِسلیئے کہ اِس موقع پر دیوگڑہ کا راجہ دشمن کے دھاووں سے نڈر بیٹھا تھا چنانچہ پاس اُسکے کچھہ فوج موجود نتھی اور جورو بچے اُسکے ایک مندر میں گئے ہوئے تھے جو بستی کے بہت قریب تھا اور جبکہ علاوالدین بستی کے قریب آگیا

اور اُسکے دھاوے کي دھاک پڑي اور جابجا چرچے ہونے لگے تو راجہ نے
ہوش حواس اپنے جمع کرکے تین چار هزار آدمي گھر باھر کے اکٹھے کیئے
اور غنیم کا مقابلہ کیا اور بستي کي حفظ و حراست کے لیئے تھوڑي مہلت
پیدا کي مگر تھوڑي مدت کے بعد اُسکے پانوں اوکھڑ گئے اور بستي کے پاس
ایک پہاڑ پر ایک مضبوط قلعہ میں داخل ہوا اور گھبراهٹ کے مارے
بہت سا ذخیرہ جمع نکرسکا باقي بستي کا یہہ حال ہوا .کہ وہ بے مقابلہ
فتح هوگئي اور طرح طرح سے لوٹي کھسوٹي گئي اور سوداگروں کو بڑي بڑي
سخت تکلیفیں اِس نظر سے پہونچائي گئیں کہ وہ اپنے خزانوں کا نشان
اور پتا بتاویں چنانچہ مسلمانوں کي تاریخ میں پہلے پہل یہي وحشیانہ
حرکت شمار هوئي هی اور منجملہ اسباب غنیمت کے چالیس هاتي اور
کئي هزار گھوڑے خاص راجہ کي سواري کے مسلمانوں کے هاتھہ آئے بعد
اُسکے قلعہ کا محاصرہ کیا گیا اور تمام لوگوں میں یہہ فقرا اوڑایا گیا کہ یہہ
فوج اُس فوج سلطاني کا ایک ٹکڑا هی جو دشمن کے مقابلہ پر چلي آتي
هی اور جب کہ وہ بڑي فوج آجاویگي تو دشمن کي کوئي بات پیش
نچلیگي غرض کہ بعد اُسکے راجہ کے هاتھہ پانوں پھول گئے اور کام ناکام
صلح کرنے پر راضي هوا اور ایک عہد نامہ جو مسلمانوں کے حق میں
نہایت مفید و نافع تھا مرتب کیا کہ ناگاہ اُسکا بیٹا جو محصوروں میں
شامل نہ تھا ایسي بڑي فوج لیکر آیا کہ وہ فوج اسلام کي فوج سے
بہت زیادہ تھي اگرچہ راجہ نے اُس کو مقابلہ سے بہت منع کیا مگر
اُسنے کثرت فوج کے بھروسے پر باپ کا کہنا نمانا اور علاوالدین پر
پھیل پڑا اور ایسي دلاوري سے لڑا بھڑا کہ اگر علاوالدین کي وہ فوج
نہوتي جو اُسنے محصوروں کے لیئے گھات میں لگا رکھي تھي اور اُسکي
فوج پر عین موقع نگرتي اور فوج اُسکي اُس تھوڑي فوج کو بادشاہ کي وہ
آنے والي فوج نہ سمجھتي جسکي شہرت سے راجہ کانپ رہا تھا تو
مسلمانوں کے حق میں وہ لڑائي بہت بُري هوتي مگر نصیبوں نے یاوري

کي که علاوالدین نے فتح پائي بعد اُسکے علاوالدین نے راجا سے بڑا مطالبہ کیا اور راجا کو چار ناچار اسلیئے اطاعت کرني پڑي که یہہ بات اُسپر کھل گئي که غله کي جگہہ نمک کے بوري آگے هیں اگر تقدیر سے یہہ بات اُسپر نکھلتي تو لڑائي بہت دنوں تک قایم رهتي اسلیئے که پاس پڑوس کے راجاؤں سے امداد و اعانت کي بڑي توقع تھي غرض که راجا بہت گرویدہ هوا اور ایلچپور اور اُسکے پرگنات کے علاوہ بہتسا مال و دولت دینا قبول کیا بعد اُسکے علاوالدین خاندیس سے گذرکر مالوہ کو چلا گیا *

واضح هو که کڑےمانک پور سے دیوگڑہ تک سات سو میل کا فاصلہ هي اور منجمله اُسکے علاوالدین کے سفر کا بڑا حصه بندیاچل کے پہاڑوں اور جنگلوں میں واقع هوتا هي جہاں سے خاص هندوستان دکن سے علحدہ هوجاتا هي حاصل یہہ که رستوں کي تنگي اور ذخیروں کي کمیابي اور پہاڑیوں کي تیرافشاني کے باعث سے ایسي تھوڑي فوج کا گذرنا نہایت دشوار اور بڑے لشکر کا سفر کرنا محض محال اور دکن سے چوڑے چکلے اور بستے رستے ملک میں آتھہ هزار آدمیوں سے کچھہ تھوڑے آدمي زیادہ ساتھہ لیکر داخل هونا کچھہ دلاوري نہیں بلکه ایک اندھا دھوندے کا کام معلوم هوتا هي *

خطرات مذکورہ بالا سے محفوظ و مامون رهنے اور ایک نئي راہ سے کام نکالنے اور بعد اُسکے اُسي راہ سے بہزار دقت و دشواري واپس انے سے علاوالدین کي دلیري دلاوري کا بڑا اثر لوگوں کے دلوں پر هوتا هي مگر اس فقرہ سے جو اُسنے مشہور کیا که میں راج مندري کے راجا کي نوکري کرنے جاتا هوں یہہ بات صاف واضح هوتي هی که مسلمانوں کي ابتدائي سیاست کي نسبت دین و مذهب کي باتوں کا پاس و لحاظ اُس زمانه میں چنداں باقي نرها تھا *

علاوالدین کا واپس انا هندوستان کو اور جلال‌الدین کا قتل کرنا

جلال‌الدین نے علاوالدین کو مہم مذکورہ بالا کي اجازت ندي تھي چنانچہ جب علاوالدین لڑبھڑ رہا تھا اور خط و کتابت کا انا جانا موقوف تھا تو جلال‌الدین اُسکي طرف سے نہایت متردد تھا کہ علاوالدین کہاں گیا اور کس ارادہ پر گیا یہاں تک کہ جب جلال‌الدین کو یہہ خبر لگي کہ وہ مظفر و منصور اور مال و دولت سے مشحون و معمور آتا هی تو جلال‌الدین پھولا نسماتا تھا اور خوشي کے مارے پھٹا پڑتا تھا مگر جلال‌الدین کے صلاح کاروں نے جو اُسکي نسبت هوشیار اور عاقبت اندیش تھے علاوالدین کي بہادري اور دولتمندي دیکھکر بادشاہ کو یہہ سمجھایا کہ جب فوج اُسکي غنیمت لیکر منتشر هوجاوے تو بعد اُسکے علاوالدین کو دوبارہ فوج اکھٹي کرنیکي فرصت دیني مناسب نہیں مگر شرط یہہ هی کہ یہہ بات اُسپر نکھلے کہ بادشاہ اُسکي طرف سے سینہ صاف نہیں بادشاہ نے نیک نیتي اور پاک طینتي کو کام فرمایا کہ وہ اُسکي طرف سے مشتبہہ نہوا اور علاوالدین کے برے ارادوں کا کچھہ پس و پیش نکیا چنانچہ علاوالدین نے بدخواهوں کے لگاو بجھاو کا اندیشہ اور خود بادشاہ کي ناراضي مہم مذکورہ بالا سے مشہور کي اور تمام لوگوں پر پریشاني اپني بخوبي جتائي یہاں تک کہ اُسنے خود اپنے بھائي الغ خاں کو جو مثل اُسکے لسان اور براق اور چابک و چالاک تھا بادشاہ کي خدمت میں اس غرض سے روانہ کیا کہ وہ بادشاہ کو اُسکي ملنے کي ترغیب ایسي طرح سے دیوے کہ وہ چھوٹي سواري تشریف لاویں اور یہہ بات جتاوے کہ اگر آپ لاؤ لشکر سمیت جاوینگے تو علاوالدین کو اندیشہ هوگا غرض کہ بادشاہ اسپر آمادہ هوا اور تھوڑے لوگوں سمیت کڑے مانک پور تک پہونچا اور دریاے گنگ سے تن تنہا اوترا یہاں تک کہ علاوالدین اُسکے قدموں پر گرا اور بادشاہ نے اُسکو چمکارکر پیار کیا اور سادہ مزاجي

سے بہت برا بھلا کہکر یہہ ارشاد فرمایا کہ تونے ایسے مہربان چچا کی نسبت ایسا برا خیال کیا جسنے تجھکو پال پوس کر اپنے بیٹوں سے زیادہ عزیز رکھا بادشاہ اس لاف نیاز کی باتوں میں مصروف تھا کہ علاوالدین نے گہاتی لوگوں کو اشارہ کیا چنانچہ وہ ظالم اُس مظلوم پر توٹ پڑے اور اُسکو پاش پاش کیا سترویں رمضان سنہ ۶۹۵ هجری مطابق اُنیسویں جولائی سنہ ۱۲۹۵ ع کو یہہ حادثہ واقع هوا بعد اُسکے سر قلم کیا گیا اور نیزہ کی انی پر چڑھا کر شہر و لشکر کو دیکھایا گیا بعد اُسکے قاتلوں اور مددگاروں پر طرح طرح کی بلائیں نازل هوئیں چنانچہ اُن بلاؤں کے نازل هونے سے تاریخ فرشتہ والا نہایت خوش هوکر خوشی اپنی ظاهر کرتا هی مگر جب کہ هم یہہ دیکھتے هیں کہ جسنے حقیقت میں محسن کشی کی اور اپنی ولی نعمت سے بہت بری طرح پیش آیا وہ همیشہ فیروز مند اور اقبال آور رہا تو اُسکے ملازمان ماتحت کی تباهی خرابی سے بہت سی خوشی حاصل نہیں هوتی *

جلال الدین سات برس تک بادشاہ رہا اور ستتر برسکی عمر میں مارا گیا

جلال الدین کی سادہ لوحی کی حکایت

جلال الدین کے عہد سلطنت میں ایک ایسی بات اچھی واقع هوئی جس سے ایشیا والوں کا سیدھا سادھاپن ایسے زمانہ میں واضح هوتا هی جسمیں باطل خیالوں کا کچھہ زور و شور نہ تھا بیان اُسکا یہہ هی کہ سید مولا نامی ایک فقیر ایران کا رهنے والا جو جہاں دیدہ اور گرم و سرد روزگار چشیدہ اور اپنے زمانہ کے بڑے بڑے مشہور لوگوں سے واقف و آگاہ تھا اتفاق سے دلی میں وارد هوا اور اُسنے ایک ایسی خانقاہ بنائی جسمیں درویش اور مسافر لوگ اُترتے تھے چنانچہ وہ اُنکے کھانے پینے کا کفیل هوتا تھا اور آپ صرف چانول کھاتا تھا اور جورو بچوں اور لونڈی غلاموں سے آزاد تھا

مگر خرچ اُسکا اسقدر تھا کہ بڑے سے بڑے دولتمندوں کے مقدور و طاقت سے باھر تھا اور علاوہ غریب پروري اور مسافر نوازي کے بڑے بڑے لوگوں کي دعوتیں کرتا تھا اور اڑے وقتوں میں اچھے اچھے خاندان والوں کے کام اتا تھا یہاں تک کہ دو دو تین تین ھزار دیناروں کے دینے میں کچھہ عذر و تامل نکرتا تھا اگرچہ بعض بعض باتیں اُسکي اُسیکے ساتھہ مخصوص تھیں جیسے کہ جماعت کي نماز نہ پڑتا تھا مگر اُسکي خدا پرستي میں کسي قسم کا شک شبہہ نتھا اور جب اُسکے چال چلن میں کچھہ کچھہ شبہی ھوئے تو بیدیني کا شبہہ نہیں ھوا چنانچہ پہلے پہل اُسکي نسبت یہہ شبہہ کیاگیا کہ پاس اُسکے پارس کا پتھر ھی اور دوسرے تہمت یہہ لگائي گئي کہ وہ بادشاھت کا ارادہ رکھتا ھی بلکہ بطور معقول اُسکے ذمہ یہہ الزام لگایا گیا کہ وہ بادشاہ کے قتل کا ارادہ رکھتا ھی اور اسواسطے قاتلوں کو پاس اپنے لگا رکھا ھی اور علاوہ اُنکے دس ھزار مرید اسلیئے لگا رکھے ھیں کہ جب بادشاہ کے مارے جانے پر خرابي پیش آوے تو وہ لوگ اپنے کام آویں غرض کہ جب یہہ بات بادشاہ کے کانوں پڑي تو بادشاہ چوکنا ھوا اور نہایت اندیشہ کیا یہاں تک کہ ایک ایسے آدمي کے کہنے سے جو سید مولا کا خاص خادم اور بڑا مخلص سمجھا جاتا تھا سید مولا کو ھمراھیوں سمیت گرفتار کیا اور جب کہ ایک گواہ کے کہنے سننے سے اُسکو مجرم نہ ٹھہرا سکا تو اُسنے شہر کے باھر ایک آگ اسلیئے جلوائي کہ آگ میں پڑنے سے جھوٹ سچ اُسکا ظاھر ھوجاویگا بلکہ غالب یہہ ھی کہ خود فقیروں ھي نے یہہ درخواست اُس سے کي ھوگي مگر جب کہ امتحان کا وقت آیا تو وزیروں نے عرض کیا کہ یہہ ازمایش عقل و شرع دونوں کے خلاف ھی چنانچہ بادشاہ اُس امتحان سے باز رھا اور یہہ حکم دیا کہ فقیر مقید رھیں مگر جب کہ اُنکو جیلخانے لیجانے لگے تو چند قلندر تلواریں لیکر پل پڑے اور سید مولا کو قتل کیا اگرچہ بادشاہ نے کھلم کھلا چشم ابرو سے اشارہ کنایہ نکیا مگر قلندروں سے دیدہ و دانستہ چشم پوشي

کي سید مولا مرتے دم تک بیگناھي اپني جتاتا رھا اور آخر کار اُسنی دکھتے کلیجے سے ایسي بدعا دي که وہ بادشاہ کي جان پر پڑي بعد اُسکے بادشاہ بہت پریشان ھوا ایک بگولی کے اُتھنے سے لوگ اندیشہناک ھوئی غرض که اُس برے کام کا انجام یہہ ھوا که تھوڑے عرصه بعد اُسکا بڑا بیٹا مرا اور آپ اپني جان سے گیا اور بڑے سخت کال پڑے اور منتقم حقیقي نے خوب انتقام لیا *

علاوالدین کي سلطنت کا بیان

جب که بادشاہ کي وفات کي خبر دلي کو پہونچي تو اُسکي بي بي نے اپنے شیرخوار بیٹے کو تخت پر بیٹھانا چاھا مگر جب که سنه ۱۲۹۵ع مطابق سنه ۶۹۵ هجري میں علاوالدین دلي میں اکر تخت نشین ھوا تو وہ ملتان کو بھاگ گئي جہاں جلال الدین کا منجھلا بیٹا حاکم تھا مگر علاوالدین نے فند و فریب کے ذریعه سے اونکو ملتان سے نکالا اور دونو بیٹوں کو ٹھکانے لگایا اور اونکي ما کو گرفتار کیا *

اگرچه علاوالدین نے بجائے خود محسن کشي کي اور اپنے ولي نعمت سے بری طرح پیش ایا مگر لوگوں کي رضامندي بحال کرنے میں بڑي سعي و کوشش بجالایا اور بہت سي محنت اوٹھائی چنانچه مال اور عزت کے بخشنے اورطرح طرح کي شان شوکت دکھانے میں بہت سي فیاضی برتي اور باوجود اِسکے که فیض و فیاضي سے لوگوں کو گرویدہ کرتاتھا مگر غیظ و غضب اور سفاکي بیباکي سے باز نرھتا تھا اور خود کام طبیعت کي روک و تھام پر قابو نرکھتا تھا اور یہہ ھي باعث تھا که وہ پورا پورا عزیز خاطر نہوا اور لوگوں کے دلوں میں خوب اچھي طرح نبیٹھا اور باوجود اُسکے که بڑے جاہ و جلال اور نہایت زور شور سے سلطنت اُسکي قایم رھي مگر کبھي مفسدوں کے تضیوں اور بغاوتوں کي شاخوں سے پاک صاف نرھي بلکه علاوالدین اپني خویش و اقارب سے بھي کھتکتا رھتا تھا اور اندیشوں کے مارے چین اُسکو نپڑتا تھا *

علاوالدین نے سنه ۱۲۹۷ ع مطابق سنه ۶۹۷ هجري میں پهلے پهل گجرات پر چڑهائي کي چنانچه پوري پوري فتح نصیب هوئي اور جب که شهاب الدین نے اسکو فتح کیا تها تو وہ فتح ادهوری رهي تهي که بعد اسکے راجه قابض هوگیا تها یهه فتح عظیم اسکے بهائي الغ خاں اور اسکے وزیر نصرت خاں کي سعي و کوشش سے حاصل هوئي اور تمام صوبه پر فوراً قبضه هوگیا اور راجه بگلانه میں جو دکن کا قریب حصه هی بهاگ گیا *

جب که فوج اسکي دلي کو واپس آتي تهي تو فوج سے اس غنیمت کو بجبر چهین لینے کا ارادہ کیا گیا جو گجرات سے هاتهه ائي تهي اسپر فوج نے سرکشي کي یهانتک که وزیر کا بهائي اور بادشاہ کا بهتیجا مارا گیا مگر انجام اسکا یهه هوا که وہ سرکشي فرو هوئي اور بهت سے سرکش مارے گئے اور باقي رهے سهے رنتهنبور والے راجه کي پناہ میں چلے گئے مگر بهائي بند انکے بال وبچه سمیت مارے گئے اور جو لوگ بهاگکر گئے تهے وہ تمام نومسلم مغل تهے اس زمانه میں جهگڑوں اور فسادوں کے باني یهه مغل هي هوا کرتے تهے بعد اسکے جب رنتهنبور بهي فتح هوا تو وہ لوگ بهي قتل هوئے † *

مغلوں کا هندوستان پر چڑهنا اور دلي پر شکست کهانا

جبکه پهلے برس مغلوں نے پنجاب پر چڑهائي کي تهي تو انکا جان و مالکا بڑا نقصان هوا تها اور رفع دفع کردیئے گئے تهے اور جبکه بعد اسکے اب سے کنچهه پهلے حمله کیا تو پهر بهي کامیاب نهوئے مگر بعد اس حمله کے ایک بهت بڑا ‡ حمله کیا جو فتح و غنیمت دونوں کے ارادوں سے قایم هوا تها اور

† بابر بادشاہ نے جو باپ کي طرف سے ترک اور ماں کي طرف سے مغل تها اپنے مغل ملازموں کا یهه حال لکها هی که یهه لوگ طرح طرح کے فسادوں اور غارتگریوں کے همیشه سے باني مباني هیں چنانچه پانچ مرتبه انهوں نے مجهسے بهي بغاوت کي (آرس کائن صاحب کا بابر کے سرگذشت نامه کا ترجمه صفحه ۶۹)

‡ کم سے کم ایسے ایسے گیارہ حملے فرشته والے نے بیان کیئے مگر ان حملوں میں منجمله ان حالات کے جنکو ڈي گگنیز صاحب اور ڈي هربیي لاٹ صاحب اور پرایس صاحب نے بیان کیا هی ایک واقعه کا پهي مذکور نهیں اگرچه ڈي اوہسن صاحب کي کتاب

سپہ سالار اِس حملہ کا وہ قتلغ خاں تھا جسکو فرشتہ والے نے داؤد خاں شاہ ماوراءالنہر کا بیٹا بیان کیا هی غرض کہ وہ سیدھا دلی کو روانہ هوا اور جو فوج اُسکے مقابلہ کو بهیجي گئي وہ پس پا هوئي اور قرب و جوار کے باشندے دلي کو بهاگ آئے *

بهاگے هوئے لوگ اس کثرت سے دلي میں موجود تھے کہ آنے جانے کي راهیں تمام بازاروں میں بند هوگئیں تهیں اور شہر کے ذخیرے بهي پورے هوگئے تھے یہاں تک کہ تهوڑے دنوں کے بعد اُنکي ریل پیل سے قحط کے نقشے پورے پورے جم چلے تھے اگرچہ علاوالدین نے لڑنے کا ارادہ نکیا تها مگر ایسے نازک وقت میں اُس بڑے ارادہ کا پورا کرنا مناسب نسمجها

جلد ۴ صفحہ ۵۵۹ میں ایک بڑي فہرست مندرج هی مگر وہ تاریخ فرشتہ کي سند پر مبني هی اور غالب یہہ هی کہ جو مار دهاڑ اور لوٹ کهسوٹ اُن دهاوروں کي بدولت واقع هوئي تو اُنکے باعث سے تاریخ هندوستان کے مورخوں نے مغلوں کے معمولي حملوں کو بہت بڑا سمجها اور بعض بعض جگہہ اور خصوص اس جگہہ یورپ کے مورخوں نے کچھہ حال اس حملہ کا نہیں لکها اور شاید کہ باعث اُسکا یہہ هو کہ ایران اور ماوراءالنہر کے مغلوں کے حالات سے وہ بخوبي آگاہ نہونگے

تاریخ فرشتہ میں پچهلي مہم کے سپہ‌سالار کا نام چولدي‌خاں لکها هی اور تولدي خاں ایران کي بادشاہ غازان‌خاں کا ایک افسر تها (پرایس‌صاحب کي‌تاریخ جلد ۲ صفحہ ۶۰۵) اُسي بادشاہ کاایک بڑا سردار قتلغ خاں تها جو سنہ ۱۲۹۷ع؁ میں ایران میں موجود تها (پرایس صاحب کي تاریخ جلد ۲ صفحہ ۶۱۶ اور ڈي گگنیز صاحب کي تاریخ جلد ۳ صفحہ ۲۷۵) اور غالب یہہ هی کہ اُسنے هندوستان پر چڑهائي کي هوگي اگرچہ اُس زمانہ کے حالات سے اس مہم کا واقع هونا گونہ بعید هی مگر ناموں کي مطابقت کے سوا جس سے همارے قیاس میں یہہ آتا هی کہ ایران کے مغلوں نے یہہ دهاوے کیئے تاریخ‌فرشتہ میں‌یہہ بیان نہایت مستحکم پایا جاتا هی‌کہ خاص اُسکا اور سارے پچهلے دهاوروں کا باعث داؤد خاں بادشاہ ماوراءالنہر کا تها جسکو قتلغ خان کا باپ بیان کیا هی اور ظاهر هی کہ یہہ داؤد خاں وہ دائیزي یا داوت خاں هی جسکا حال ڈي گگنیز صاحب نے اپني تاریخ کي جلد ۳ صفحہ ۳۱۱ کے حاشیہ میں بیان کیا اور ماوراءالنہر کا بادشاہ اُسکو لکها هی اور قتلغ خاں ایک نام عام هی کہ غالباً ایک زمانہ میں دو شخصوں کا نام هوگا اور اسي لیئے فرشتہ والے کي راست گوئي پر شک شبہہ کي وجہہ معلوم نہیں هوتي

چنانچہ لڑنیکا سامان کیا یعنی جہاں تک فوج اکٹھی ہوسکی وہاں تک جمع کی اور لڑنے مرنے کے ارادے پر شہر سے باہر نکلا فرشتہ والا لکھتا ہی کہ طرفین کی فوجیں جسقدر جمع ہوئیں تھیں کبھی ہندوستان میں اُسقدر افواج ایک مقام پر جمع نہیں ہوئیں *

اس بڑی لڑائی میں علاوالدین کو بڑی فتح نصیب ہوئی اور ظفرخاں ایک بڑے سردار کی جانفشانی سے یہہ بات اُسکو ہاتھہ آئی اور یہہ بہادر وہ ممتاز افسر تھا کہ علاوالدین اور اُسکا بھائی الغ خاں اُس شیر میدان شجاعت پر رشک و حسد کہاتے تھے اور یہی باعث تھا کہ الغ خاں نے اُس وقت اُسکی امداد نکی جب کہ وہ مغلوں کے پیچھے گیا اور جب مغلوں نے تھوڑے سے لوگ اپنے پیچھے دیکھے تو وہ یکبار اُسپر ٹوٹ پڑے اور اُسکو ہمراہیوں سمیت ٹکڑے ٹکڑے کیا مگر یہہ بہادر مارے جانے سے پہلے ایسی شجاعت سے پیش ایا جیسے کہ پہلے پیش آیا تھا *

علاوالدین کے بھتیجے کا تخت حاصل کرنے کے لیئے علاوالدین کو قتل کرنے کے ارادہ سے زخمی کرنا اور کامیاب نہوکر انجام کو خود مارا جانا

جب کہ علاوالدین نے مغلوں سے نجات پائی تو سنہ ۱۲۹۹ ع مطابق سنہ ۶۹۹ ہجری میں اپنے بھائی اور اپنے وزیر کو رنتھنبور کے † قلعہ پر روانہ کیا چنانچہ وہ جہاین پر قابض ہوئے جو اُس قلعہ کے قریب واقع ہی اور بعد اُسکے خود قلعہکا محاصرہ کیا مگر محاصرے کے شروع میں وزیر ایک پتھر کی چوٹ سے مرگیا جسکو غنیم نے کسی کل کے ذریعہ سے پھینکا تھا بعد اُسکے محصوروں نے محاصروں پر دھاوا کیا اور ایسی دلاوری سے پیش

† یہہ بات بخوبی دریافت نہیں ہوتی کہ دلی کی سلطنت کے قبض و تصرف سے یہہ مقام کب نکل گیا تھا ہاں یہہ بات ضرور ہی کہ سنہ ۱۲۵۹ ع میں باغیوں نے اِس قلعہ کا محاصرہ کیا تھا مگر دلی کی سپاہ اُنسے بمقابلہ پیش آئی چنانچہ قلعہ کو باغیوں سے محفوظ رکھا تھا

آئے کہ محاصر لوگ جھاین کو واپس آئے اور دلي کي مدد کے منتظر بیٹھے
اور جب کہ علاوالدین کو یہہ خبر پہنچي تو اُسنے آپ ارادہ کیا مگر تھوڑا
سفر کیاتھا کہ بحسب اس مثل کے کہ چاہ کن را چاہ در پیش ایسي بلا
میں پھنسا ھوتا جسکا نمونہ آپ اُسنے قایم کیا تھا تفصیل اس اجمال کي
یہہ ھی کہ شاھزادہ سلیمان اُسکے بھتیجے نے جو ایک بڑے پایہ پر پہونچا
تھا اپني بات کو اُس بات کے لگ بھگ پاکر جسکي بدولت علاوالدین
کو تخت نصیب ھوا تھا یہہ سمجھہ بوجھہ کر کہ جیسا میرے
چچا نے اپنے چچا سے کیا اگر میں بھي ویسا ھي کروں تو یہہ امر ممکن
ھی کہ ویسي ھي کامیابي کو پہونچوں چنانچہ اُسنے یہہ عزم مصمم کیا
اور ارادہ کے پورے کرنے کا یہہ موقع ھاتھہ آیا کہ حسب اتفاق ایک مرتبہ
بادشاہ اپنے لشکر سے الگ ھوکر شکار میں مصروف تھا اور دو تین آدمي
اُسکے ساتھہ تھے اور باقي لوگ اپنے کام کاج میں سرگرم تھے غرض کہ یہہ
شاھزادہ دوا پاکر چند نو مسلم مغلوں کے ساتھہ اُسکے پاس ایا اور پہلے
اس سے کہ بادشاہ اُسکے برے ارادے پر پے لیجاوے مغلوں نے ایسے کڑے
تیر اُسکے مارے کہ وہ پچھاڑ کھاکر زمین پر گرا اور جب بیہوش
ھوگیا تو سلیمان اس خیال سے کہ کام اُسکا تمام ھوا سیدھا لشکر میں
گیا اور بادشاہ کے مارے جانے کا قصہ مشہور کیا اور آپ کو جانشین اُسکا
قرار دیا اور لوگوں کو ھدایت کي کہ حسب دستور اُسکي تخت نشیني
مشتہر کیجاوے غرض کہ یہہ سلیمان ادھر تخت پر بیٹھا اور افسروں کے
مجرے لیئے اور اودھر علاوالدین کو بھي ھوش آئے اور جب کہ اُسکے زخموں
کو باندہ کر درست کیا تو اُسنے مقام جھاین میں بھائي کے پاس جانا چاھا
مگر ایک افسر نے منع کیا اور یہہ صلاح اُسکو دي کہ سلیمان کو مستقل
حکومت کي فرصت دیني قرین مصلحت نہیں بلکہ اپ کو فوج پر ظاھر
کرنا عین صواب ھی اسلیئے کہ وہ فوج ایسي نہیں جو خدمتگذاري وفاداري
سے پیش نہ آوے چنانچہ علاوالدین نے یہہ مشورہ پسند کیا اور باوصف

اسکے که زخموں سے چور چور ہو رہا تھا جوں توں اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور فوج کي طرف اپنا گھوڑا اُٹھایا حسب اتفاق اُسکو راہ میں گھاس لانے والے ملے چنانچہ بہیڑ بہاڑ اُسکي پانسو سواروں کے قریب قریب ہوگئي بعد اُسکے ہمراہیوں سمیت ایک ٹیلی پر چڑھا جہاں سے فوج اُسکي خاصي طرح نظر آتي تھي اور فوج والوں کو وہ سپید چھتري دکھائي جو اُس زمانہ میں بادشاہوں کي نشاني سمجھي جاتي تھي جوں ہي که فوج نے وہ نشاني پہچاني تو تمام فوج اُسکي پاس اُسکے چلي آئي اور سلیمان تنہا رهگیا سلیمان نے بھاگنا غنیمت سمجھا چنانچہ وہ جان بچاکر بھاگا مگر بدبختي سے پکڑا گیا اور بادشاہ کي خدمت میں سر اُسکا حاضر ہوا بعد اُسکے بادشاہ نے اُسکے شریکوں کو چن چن کر قتل کیا *

جب یہہ قصہ طے ہوچکا تو بادشاہ نے اپنے بھائي سے ملنا چاہا چنانچہ وہ وہاں پہونچا اور زنتھنبور کا دوبارہ محاصرا کیا مگر جد و جہد اُسکي فتح کے لیئے کافي وافي نہوئي اسي عرصہ میں یہہ پرچہ لگا که دو بھتیجے اُسکے بدایوں میں باغي ہوگئے مگر اُسنے اُنکي بغاوت کو ایسا کچھہ بڑا نہ سمجھا که وہ آپ اُسکا قصد کرے چنانچہ اُس نے اپنے افسروں کے ذریعہ سے اُنکو پست پا کیا اور جوں ہي که وہ باغي بھتیجے حاضر کیئے گئے تو پہلے اُنکي آنکھیں نکلوائي گئیں اور بعد اُسکے جان سے مارے گئے باوجود اسباب کے که ان مفسدوں کو کامیابي حاصل نہوئي مگر پھر بھي ایک بڑا فساد برپا ہوا بیان اُسکا یہہ هی که حاجي مولا نامي ایک عمدہ خاندان دلي کے غلام نے یہہ ستم ڈھایا که بازاري لوگوں کو کوتوال شہر سے ناراض پاکر ایک گروہ اکٹھا کیا اور کوتوال کو جان سے مارا اور تمام لوگوں میں یہہ بات اوڑائي که بادشاہ کا حکم اُسکے قتل کے مقدمہ میں خاص میرے نام پر صادر ہوا غرضکه رفتہ رفتہ شہر پر قبض و تصرف کرنا شروع کیا چنانچہ قیدیوں کو قید سے چھوڑا اور بادشاهي خزانہ اور ہتیار اپنے رفیقونکو دے لیکو برابرکیئے اورایک شاہزادہ کو تخت پر بٹھایا مگر یہہ

آشوب ایک افسر کی حسن تدبیر سے فرو هوا یعني وہ سردار ایک حکمت سے کسیقدر فوج سمیت دلي میں داخل هوگیا اور مفسدوں کو تتر بتر کیا یہاں تک کہ حاجي مولا اور نئے بادشاہ کو گردن مارا بعد اُسکے بہت سے لوگ بادشاہ کے حکم سے مارے گئے اور حاجي مولا کي بدولت اُسکے آقا کے گھرانے کي اینٹ سے اینٹ بجائي گئي اور بیگناہ قتل هوئے *

غرض کہ سنہ ۱۳۰۰ ع مطابق سنہ ۷۰۰ هجري میں رنتھنبور ایک برس کے محاصرے پر فتح هوا اور تمام محصور اور راجہ اپنے خاندان سمیت قتل هوئے بعد اُسکے سنہ ۱۳۰۳ع مطابق سنہ ۷۰۳ هجري میں خود علاوالدین اپنے زور و بل پر چتورگڈہ پر چڑہ گیا جو میواڑ میں بڑا مشہور قلعہ اور سیسودیا راجپوتوں کي بڑي ریاستگاہ هی چنانچہ اُسکو توڑا پھوڑا اور راجہ کو پکڑا جکڑا اور اپنے بڑے بیٹے کو وهاں کا حاکم مقرر کیا مگر دوسرے برس وہ راجہ قید سے بھاگا اور بھاگ کر اُس نے ایسا شور مچایا کہ علاوالدین نے بہت سوچ بچار کر وہ قلعہ راجہ مالدیو کو حوالہ کیا جو بیان فرشتہ کے بموجب بھگوڑے راجہ کا بھتیجا تھا مگر راجپوت لوگ اُسکو دوسرے خاندان کا بتاتے تھے چنانچہ مالدیو علاوالدین کي اخیر سلطنت کے قریب تک دلي کا باج گزار رها مگر بعد اُسکے همیر دیو † پہلے راجہ کے بیٹے نے اُسکو قلعہ سے خارج کیا *

مغلوں کے دھاووں کا بیان

جب کہ مغلوں نے دلي پر پھر نیا دھاوا کیا تو علاوالدین کو مہمات مذکورہ بالا کا چھوڑنا پڑا اور اس لیئے کہ فوج اُسکي جابجا متفرق هونے سے بہت تھوڑي رهگئي تھي تو وہ دلي میں ایسي طرح پہنچا کہ غنیم کا مقابلہ سرمیدان نکرسکا اور کام ناکام مورچہ بندي پر مجبور هوا *

مگر جو کہ مغلوں کے پاس ایسا ساز و سامان نتھا کہ ایک عرصہ دراز تک دلي کا محاصرہ کرتے تو وہ پچھلے پانوں لوٹ گئے اور کسیکي

† اس خاندان کي اولاد میں اودے پور کا راجہ هی جو حال کے راجپوت راجاؤں میں اول درجہ کا راجہ هی

نکسیر بھی نہ پھوٹی اور اس بڑي بلا کے ٹل جانے کو اُس هیبت حق سے نسبت کیا جو نظام الدین اُس وقت کے بڑے اولیا کي دعا سے مغلوں کے دلوں پر مسلط و غالب ھوئی تھي *

بعد اُسکے سنہ ١٣٠٤ اور سنہ ١٣٠٥ ع مطابق سنہ ٧٠٤ اور سنہ ٧٠٥ هجري میں مغلوں کے اور تین دھاوے ھوئے منجملہ اُنکے ایک حملہ والے شمال پنجاب کي راہ سے روھیلکھنڈ میں داخل ھوئے تھے *

اِن حملوں میں جو مغل پکڑے جاتے تھے تو سردار اُنکے ھاتھي کے پانوں میں ڈالے جاتے تھے اور باقي سپاھي بري طرح سے قتل ھوتے تھے † *

بعد ان تین حملوں کے بہت دنوں تک مغلوں نے سر نہ اُٹھایا اور دلي اُنکے حملوں سے محفوظ رھي *

دکن کي مہمات کا بیان

جب سے کہ علاوالدین تخت پر بیٹھا اور دن رات مہموں میں مصروف رھتا تھا توالتفات اُسکا دکن کیجانب مائل نرھا تھا مگر باوصف اسکے اُس مقام کو نہ بھولا تھا جہاں اُسنے ابتداے شباب میں بڑے بڑے کارنمایاں کیئے تھے اور جب کہ سنہ ١٣٠٣ ع مطابق سنہ ٧٠٣ هجري میں چتور گڑہ پر اُس نے چڑھائي کي تھي تو ایک فوج اپني مار دھاڑ کے لیئے بنگال کي راہ سے مقام ورنگل دارالسلطنت تلنگ پر دھاوا کرنیکو بھیجي تھي جو دریاے گوداوري کے جنوب میں واقع ھی اور آپ اُس نے دیو گڑہ کے راجہ کو دبانا چاھا جسنے باج گذاري موقوف کي تھي چنانچہ ایک بڑي فوج اُس نے اکٹھي کي اور ملک کافور کو سپہ سالار اُسکا بنایا یہہ کافور ایک خواجہ سرا تھا جو خلیفہ کم بوجا کے کسي سوداگر کا غلام تھا اور فتح گجرات کے وقتوں میں بجبر و اکراہ اُسکو اُسکے مولا کے ھاتوں سے چھینا جھپٹا تھا چنانچہ جب وہ بادشاہ کے سامنے آیا تو بادشاہ کے جي کو بھایا اور ایسا اُسکي آنکھوں میں کھپ گیا کہ اُسکي بدولت بڑے بڑے

---

† فرشتہ والے نے بیان کیا ھی کہ ایک جگہہ نو ھزار مغل مارے گئے

مرتبوں کو پہونچا اور جوں هي که خواجه سوائي کي حالت سے ایسي
عمدہ حالت پر پہونچا تو بڑے بڑے افسروں کي آنکھوں میں کھٹکنے لگا
غرض که سنه ۱۳۰۶ ع مطابق سنه ۷۰۶ هجري میں کافور مالوہ میں سے
گذرا اور سلطان پور واقع خاندیس کي راہ سے دیوگڑہ پر پہنچا اور محاصرہ
سے پہلے پہلے مرهٹوں کے ملک کو تاخت تاراج کیا یہاں تک که مالدیو
کے دل پر ایسا کچھہ رعب اُسکا بیٹھا که مقابله نکرسکا اور بے تحاشا کافور
کے پاس چلا آیا اور دلي جانیکا اقرار کیا چنانچه همراہ اُسکے دلي میں
داخل هوا اور علاوالدین بھي اُس سے ایسا پیش آیا که بڑي عزت لیکر
واپس گیا اور بعد اُسکے همیشه مسلمانوں کا مطیع و محکوم رها اس مہم
کے زمانه میں ایک ایسي بات وقوع میں آئي که وہ کہنے سننے اور لکھنے
پڑھنے کے شایان و سزاوار هی بیان اُسکا یہه هی که الغ خاں حاکم گجرات
کو یہه تاکیدي حکم تھا که وہ فوج اپني لیکر کافور کا مدد و معاون هووے
اور کمال شتابي سے دیوگڑہ پر پہنچے حسب اتفاق اُسکے راہ میں بگلانه
کي گڑھي پڑتي تھي جہاں گجرات کا راجه جان بچاے پڑا تھا جوں هي
که یہه خبر کولادیبي کو پہونچي جو والي گجرات کي کبھي بي بي تھي
اور گجرات کي فتح میں پکڑي گئي تھي اور علاوالدین کے محلوں میں
داخل هوئي تھي اور خوبصورتي اور پاک سیرتي کي بدولت بادشاہ
کي جي جان تھي تو اُسنے بادشاہ کي منت خوشامد کرکے یہه
درخواست اپني پیش کي که حضور کي بدولت میري بیٹي دیولدیبي
جو میرے آنکھوں کي جوت اور کلیجے کي ٹھنڈک هی اور بھگوڑے راجه
کے هاتھوں میں پڑي پھرتي هی لونڈي تک پہونچے چنانچه بادشاہ نے
الغ خاں کو کمال تاکید سے لکھا که دیولدیبي کے بہم پہونچانے میں جي
جان سے کوشش کرے غرض که الغ خاں نے دیولدیبي کے لالچ سے وہ معقول
شرطیں پیش کیں جو راجه کے حق میں نہایت مفید اور نافع تھیں اور
طرح طرح سے دیولدیبي کے حواله کرنے میں ترغیب و تحریص اُسکو دیتا رها

مگر جبکہ راجہ نے بات اُسکی نمانی تو الغ خاں نے اُسپر چڑھائیکی یہہ دیولدیبی وہ رانی تھی جسکا رام دیو کا بیٹا مدت سے خواستگار تھا اور کمال آرزو رکھتا تھا مگر دیولدیبی کا باپ اُسکی درخواست اس لیئے قبول نکرتا تھا کہ اگرچہ رام دیو اپنی قدر و منزلت میں بڑا معزز تھا مگر ذات کا مرھٹا تھا چنانچہ وہ اِسکو ننگ و عار اپنی سمجھتا تھا کہ راجپوت کی بیٹی مرھٹے کو بیاھی جاوے مگر کام ناکام اس اڑے وقت میں راضی ھوا اور تھوڑی فوج کے ساتھہ اُسکو دیوگڑہ کو روانہ کیا بعد اُسکے جب وہ باپ سے علحدہ ھوئی تو الغ خاں نے اُسکے باپ کو شکستیں دیکر اُسکی فوج کو پریشان کیا مگر جب کہ الغ خاں کو یہہ امر دریافت ھوا کہ دیولدیبی قابو سے نکل گئی تو راجہ کے شکست کھانے سے چنداں راضی نہوا اور کولادیبی کے رعب داب اور بادشاہ کے ملال و عتاب کا اندیشہ کرکے تمام التفات اپنا اُس کام کے پورے کرنے پر مائل کیا جو کولادیبی اور بادشاہ کے دلونمیں دلنشین تھا مگر جد و جہد اُسکی ضایع گئی اور مطلب پورا نہوا یہانتک کہ دیو گڑہ ایکمنزل رھگیا اور دیولدیبی کا کچھہ پتا نہلگا اسی عرصہ میں کچھہ لوگ اُسکی فوج کے ایلورہ کے غاروں کو دیکھتے بھالتے پھرتے تھے کہ دیولدیبی کے ھمراھیوں سے وھاں دو چار ھوئے اور جاں بچانے کی ضرورت سے بمقابلہ پیش آئے چنانچہ اُنھوں نے دیولدیبی کے ھمراھیوں کو مارکر بھگایا اور پہلے اس سے کہ دولت غیر متوقبہ کے حصول پر آگاھی حاصل ھووے دیولدیبی پر قبضہ کیا غرض کہ الغخاں اِس بڑی غنیمت سے نہایت ھشاش بشاش ھوا اور اُس بھاری رقم کو ساتھہ اپنے لیکر بادشاہ کی ملازمت کا ارادہ کیا چنانچہ بادشاہ کی ملازمت سے مشرف ھوا اور جبکہ دیولدیبی دولت خانہ میں داخل ھوئی تو بادشاہ کا بیٹا خضر خاں یک لخت اُسپر مائل ھوا اور ایسا شیفتہ فریفتہ ھوگیا کہ تھوڑے دنوں بعد اُسکی شادی اُسیکے ساتھہ ھوگئی اور عشق و محبت کی نوبت یہاں تک پہونچی کہ امیر خسرو دھلوی نے ایک مثنوی اُنکے عشق و محبت

میں تصنیف کی جو نہایت مشہور و معروف هی *

یہہ داستان اس لیئے بیان کے قابل هی کہ اُسکے دیکھنے سنے سے یہہ بات واضح هوجاتی هی کہ اُس زمانہ سے هندو مسلمانوں میں میل جول هونے لگا تھا اور ایلورہ کے غاروں کا حال بھی اُس سے منکشف هوتا هی جو سعی و محنت کی رو سے مصر کے میناروں کی برابر سمجھے گئی هیں مگر حقیقت یہہ هی کہ فن و صنعت میں اُن میناروں سے فایق هیں *

اس مہم کے زمانہ میں جو کافور کی سعی وکوشش سے پوری هوئی خود بادشاہ نے جہالور اور سیوانہ کو فتح کیا جو مارواڑ میں گجرات کے شمال میں آباد شہر هیں *

مہم تلنگ کی نا کامی کا بیان

فرشتہ والا بیان کرتا هی کہ جب سنہ ۱۳۰۹ع مطابق سنہ ۷۰۹هجری میں کافور واپس آیا تو مہم تلنگ کی ناکامی کی خبر بادشاہ کو پہونچی مگر وہ پہلے هی ایسی بری چال چلا تھا کہ اس مہم کے سر کرنے کو فوج بنگال سے ایسی راہ سے بھیجی تھی جس راہ سے کوئی نگیا تھا اور علاوہ اُسکے اُسکی روانگی کے لیئے اڑیسہ کے راجہ نے بھی بہت منت سماجت کی تھی جو همسایہ کی زور قوت کو دیکھہ دیکھہ اپنے جی جی میں جلتا تھا † مگر یہہ بیان نہیں کیا گیا کہ یہہ مہم کس باعث سے اوچھی پڑی اور کیا سبب پیش آیا کہ اتنے دنوں تک قایم رهی بعد اُسکے جان و مال کا نقصان پورا کرنا چاها اور پورے کرنے کے لیئے کافور کو روانہ کیا چنانچہ کافور دیو گڑہ کی راہ سے روانہ هوا اور شمال تلنگ کو تاخت تاراج کیا یہاں تک کہ اُسنے عین میدان میں دشمنوں پر فتح پائی اور کئی مہینے تک ورنگل کے مضبوط قلعہ کو گھیر رکھا اور اخیر کو فتح کیا اور اُسپر قابض ومتصرف هوا اور راجہ کو بہت سے روپیہ دینے اور همیشہ خراج و باج ادا کرنے پر مجبور کیا *

† ولسن صاحب کا دیباچہ فہرست مکنزی کا صفحہ ۱۳۲ اور ورنگل کے ملک کا حال پہلے بیان هوچکا

کرناتک اور ملیوار سے راس کماري تک فتح هونا

دوسرے برس یعني سنه ۱۳۱۰ ع مطابق ۷۱۰ هجري میں ملک کافور کو کرناتک کے راجه بلال دیو کے مقابله پر روانه † کیا چنانچه وه دیو گڑه کي راه سے چلتا هوا اور مقام پٹن دریاے گوداوري کے کنارے ڈیرے ڈالے اور بهت بڑي لڑائي لڑکر دهورسمندر کي دارالسلطنت تک پهونچا یهانتک که اُسکو بهي فتح کرکے راجه کو اسیر پنجه بلا کیا اور بلال دیو کے خاندان کو اختتام ‡ پر پهنچایا *

یهه بات دریافت نهیں هوتي که ملک کافور نے بلال دیو کي سلطنت کے مغربي حصه پر بهي حمله کیا یا نهیں کیا مگر یهه بات صاف هی که اُس نے اُسکے مشرقي حصه کو بالکل فتح کیا جس میں معبر اور رامیشور جسکو آدم کا پل بهي کهتےهیں اور لنکا کے سامنے واقع هی شامل تها اور وهاں اُسنے ایک مسجد بنائي جو § فرشته والے کے زمانه تک بهي موجود تهي

---

† هماري کتاب کے چوتهے حصه کے دوسرے باب کو دیکهنا چاهیئے

‡ ولسن صاحب کا دیباچه مجموعه مکنزي صاحب کا صفحه ۱۱۳ دهور سمندر کرناتک کے بیچا بیچ میں سرنگا پاتم کے شمال و مشرق سے سو میل کے فاصله پر واقع تها (بکانن صاحب کا سیاحت نامه جلد ۳ صفحه ۳۹۱)

§ برگز صاحب کا ترجمه تاریخ فرشته کا جلد ۱ صفحه ۳۷۳ معبر یعني کهات اوترنے کا جسکو ملیوار عموماً سمجها گیا هی اور وجهه اُسکي یهه هی که دونوں باتوں میں گونه مشابهت هی علاوه اسکے عرب کے لحاظ سے ملیوار ایسي جگهه واقع هی که وه آنے جانے کا گهات سمجها جاتا هی مگر اس بات میں کچهه شک شبهه نهیں که یهه نام هندوستان کے اُس مغربي کناره کا هی جو رامیشور سے شمال کي طرف پهیلا هوا هی (مارسڈن صاحب کے ترجمه تاریخ مارکو پولو صفحه ۶۲۶ کا حاشیه) ولسن صاحب کے دیباچه مجموعه مکنزي جلد ۱ صفحه ۱۱۱ کے ملاحظه سے دریافت هوتا هی که بلال دیو کي سلطنت میں بوجهه مذکوره بالا معبر بهي شامل تها اور بیس تیس برس چودهویں صدي کے درمیان تک دلي کي سلطنت میں داخل رها اور قریب اُس زمانه کے جب ابن بطوته لنکا سے اوترکر معبر میں داخل هوا تو اُسکو اُن مسلمانوں کے قبضه میں پایا جنهوں نے تهوڑے عرصه پهلے اُسکو اسطرح حاصل کیا تها که سید جلال‌الدین حسن مورث اُنکا جو محمد تغلق بادشاه کي رعیت تها بادشاه سے باغي هوگیا تها چنانچه فرشته والے نے بهي اُسکي بغاوت بیان کي هی (برگز صاحب کا

بعد اِس مہم کے کافور دلي کو واپس آیا اور بہت سا خزانہ اپنے ساتھہ لایا † *

نو مسلم مغلوں کے قتل کا بیان

معلوم هوتا هی کہ اُسي زمانہ کے قریب اُن مغلوں کو بادشاہ نے اپني ملازمت سے یکقلم موقوف کیا جو نئے مسلمان هوگئے تھے اگرچہ مغل لوگ اپني اصل طبیعت میں فتنہ خیز اور فساد انگیز تھے مگر بحسب ظاهر معلوم هوتا هی کہ اُنهوں نے کوئی ایسي بیجا حرکت نکي هوگي کہ بادشاہ نے اُسکے عیوض میں ایسي بري تدبیر تجویز کي کہ وہ ملازمت سے موقوف کیئے گئے غرض کہ جب مغل مایوس هوئے تو بعض بعض مغلوں نے بادشاہ کے مارڈالنے کا ارادہ کیا اور جب وہ تدبیر پکڑي گئي تو بادشاہ نے تمام مغلوں کے قتل و قمع کا حکم دیا چنانچہ سارے مغل مارے گئے جو فرشتہ والے کے بیان کے موافق پندرہ هزار آدمي تھے اور خاندان اُنکے لونڈي غلام بنائے گئے *

دیوگڑہ اور مہارشترا کي فتح کا بیان

کافور کي پچھلي مہم سے پہلے یا اُسیکے زمانہ میں دیوگڑہ کا راجہ

ترجمہ تاریخ فرشتہ کا جلد ۱ صفحہ ۳۲۳) یہہ بات غالب نهیں کہ کافور نے بلال دیو کے مغربي حصہ کو بھي فتح کیا اس لیئے کہ ولکسن صاحب کي تاریخ میسور سے دریافت هوتا هی کہ بلال دیو کے خاندان کا بقیہ مقام تونرز واقع قریب سونگا پاتم میں چلا گیا اور ابن بتوتا نے ملیوار کو جهاں وہ معبر کو آتے جاتے گذرا هندو راجاوں کے قبض و تصرف میں پایا مگر هونارر مستثنی تھا جسکو ایک مسلمان کے قبضہ میں دیکھا جو ایک هندو راجہ کا مطیع تھا اور علاوالدین کے حملوں سے کئي سو برس پہلے دین اسلام کا ملک ملیوار میں عرب کي بدولت پھیل گیا تھا مگر حیدر نائک کے زمانہ تک جسنے دکن کو فتح کیا تھا زور شور اسلام کا نہوا تھا *

† فرشتہ والے نے بیان کیا کہ ملک کرناٹک میں چاندي کا سکہ اُن دنوں جاري نهیں تھا اور برگز صاحب بیان کرتے هیں کہ یہہ بات ایک عرصہ دراز تک جاري رهي بلکہ عام سکہ وهاں کا پگادا تھا اور ایک چھوٹا سکہ اور تھا جو سونے کي چونی تھي اور اُسکو فنم کہتے تھے ۔

رام دیو مرگیا تھا اور اُسکا بیٹا جانشین اُسکا ہوا تھا مگر بغاوت کا اشتباہ اُسکی نسبت پہلے سے چلا اتا تھا چنانچہ انجام کو وہ حقیقت میں باغي ہوگیا اور پیسہ دینا موقوف کیا علاوہ اُسکے چند فساد ایسے ھي ایسے کرناٹک میں بھي برپا ہوئے چنانچہ کافور اُنکي رفع دفع کے واسطے سنہ ۱۳۱۲ ع مطابق سنہ ۷۱۲ هجري میں روانہ ہوا غرض کہ اُسنے دیوگڑہ کے راجہ کو قتل کیا اور تمام مہارشترا اور کرناٹک پر چڑھائي کي اور بعد اُسکے جن راجاؤں نے خراج دینا قبول کیا ملک اُنکا اُنھیں کے قبض و تصرف میں چھوڑا اور تمام کار و باروں سے بخوبي فرصت پاکر دلي کو واپس آیا *

کافور کي سازشوں اور بدبوں کا بیان

عیاشیوں کي مارمار سے بہت دنوں کے بعد علاؤالدین نہایت ناتوان اور لاغر ہوگیا چنانچہ پہلے زمانہ کي نسبت بیماري کے مارے مزاج اُسکا ایسا خراب اور وهمي ہوگیا تھا کہ بات کي سہار نرهي تھي اور مانند اُن لوگوں کي جو کسیکي بات کا اعتبار و یقین نہیں کرتے باگ اُسکي کافور کے هاتھہ میں تھي جو نہایت مکار و دغاباز تھا اور جیسا کہ وہ لایق و فایق تھا ویسا ھي عادتوں کا برا تھا چنانچہ اُس نے رعب داب اپنا اُن لوگوں کي تخریب و بربادي میں صرف کیا جنکو وہ یہہ سمجھا تھا کہ بادشاہ کے لطف و عنایت میں میرے حریف ہوجاوینگے اور بعد اُسکے بادشاہ کو اُسکے جورو بچوں سے برهم کیا اور خاص بي بي کي جانب سے اسلیئے بھر دیا کہ وہ باپ بیٹوں کے بیچ میں نہ پڑے چنانچہ پہلے پہل اُسنے بادشاہ کو یہہ بات سوجھائي کہ اُنھوں نے بیماري میں آپکي خبر نلي اور آپکو نہایت خفیف سمجھا اور بعد اُسکے یہہ کانوں میں پھونکي کہ وہ حضور کي جان کے خواهاں ہیں مگر معلوم ہوتا ہی کہ علاؤالدین اگرچہ سخت و سنگدل تھا مگر اپني آل اولاد سے محبت رکھتا تھا کافور کے کہنے پر تروت پھوٹ نہ پسیجا مگر مرنے سے تھوڑے دنوں پہلے کافور کا جوڑ چل گیا

کہ اُن نے دونوں بڑے بیٹوں کو اُنکی ماں سمیت مقید کرادیا اور اسی زمانہ میں کافور نے الغ خاں حاکم گجرات کے قتل کا حکم حاصل کیا جسکے زور و قوت کا اندیشہ کرتا تھا اور بادشاہ کے مرجانے پر تصرف حکومت کا مانع مزاحم سمجھتا تھا *

گجرات کی بغاوت اور چتور گڑہ کے نکل جانیکا بیان

جب کہ بادشاہ کے مزاج پر کافور ایسا حاوی ہوگیا کہ جو کچھہ وہ کہتا تھا بادشاہ اُسکو بے سمجھے بوجھے مانتا تھا اور علاوہ اسکے کڑے کڑے احکام بھی صادر ہونے لگے تو تمام لوگ ناراض ہوگئے اور ساری قلمرو میں ناراضی پھیل گئی چنانچہ درباری لوگ سخت متنفر ہوئے اور گجرات والے کھلم کھلا باغی ہوگئے اور رانا ہمیر نے چتور گڑہ پر قبضہ کیا اور رامدیو کے داماد ہرپالدیو نے دکن میں بڑا شور مچایا چنانچہ بہت سے مقاموں سے مسلمانوں کو خارج کیا *

علاوالدین کی وفات اور اُسکی ملکی تدبیروں کا بیان

جب کہ یہہ ایسی متوحش خبریں بادشاہ کے کانوں پڑیں تو رنج و الم کے مارے جینے سے دور اور مرنے سے نزدیک ہوگیا سنتے ہیں کہ کافور نے اُسکو زہر دیا اور بہت جلد اختتام پر پہونچایا *

ظالم بادشاہوں کے زور و اقبال کو ایسا اثر ہوتا ہی کہ اگرچہ علاوالدین محض ناخواندہ اور خود کام خود پرست اور ستمگار ناخدا ترس تھا مگر فتوحات اُسکی ایسی بڑی بڑی تھیں کہ بلاد ہندوستان میں کسی بادشاہ والاجاہ کو اب تک نصیب نہیں ہوئیں اور باوصف سخت احکامونکے انتظام اُسکا ایساہی کامیاب ہوا جیسیکہ فتوحات اُسکی کامیاب ہوئیں چنانچہ تمام صوبونمیں امن چین رہا اور دولت کو بڑی ترقی رہی اور وہ ترقی خاص سرکاری عمارتوں اور نیز رعایا کے مکانوں اور عیاشیوں میں ظاہر ہوئی سنا ہی کہ علاوالدین ایسا جاہل تھا کہ تخت نشینی کے بعد اُسنے کچھہ

کچھہ پڑھنا شروع کیا تھا اور باوصف اسکے ایسا مغرور خود پرست تھا کہ بڑے بڑے تجربہ کار وزیروں کو اپنے خلاف پر بولنے ندیتا تھا اور جو عالم فاضل اُسکی خدمتمیں حاضر ہوتے تھے تو وہ اسباتکا لحاظ رکھتے تھے کہ اُنکی تحصیل اُسکی تحصیل سے زیادہ ظاہر ہونے نپاوے اور یہہ غرور اُسکی جوانیکے ساتھہ نگیا تھا بلکہ بوڑھاپی میں یہہ حال آسکا ہوگیاتھا کہ جو بول اُسکے منہہ سے نکلتا تھا وھي بالا رھتا تھا اقبال و دولت کے اغاز میں نبوت کے دعوے اور نئے دین کي طرح کا ارادہ کیا مگر جب کہ یہہ بات بن نہ پڑي تو سکندر ثاني کا خطاب آپ کو دیا اور ایک عام جلسہ میں تمام دنیا کي فتح و ظفر کي تدبیر پر گفتگو پیش کي اُسکي تدبیر مملکت اور آسکي عہد سلطنت کي بعضي بعضي عجیب حکایتیں تاریخ میں موجود هیں چنانچہ جس زمانہ میں اُسکے قتل پر بہت سي سازشیں باهم هوئیں اور اُنکے باعث سے گونہ تشویش بھي اُسکو حاصل هوئي تو اُسنے اپنے مشیروں کو جمع کیا اور علاج اُن سازشوں کا چاها اور اسباب اُنکے دریافت کیئے چنانچہ مشیروں نے تین سبب تجویز کیئے ایک یہہ کہ پوشیدہ پوشیدہ صحبتیں هوتي هیں جہاں لوگ اپنے اپنے ارادوں کو ایک دوسرے پر چھپ چھپکر ظاهر کرتے هیں اور دوسرے یہہ کہ بڑے بڑے امیروں میں واسطہ علاقہ محبت کا هی اور خصوص ایسا علاقہ جو رشتہ ناتے سے پیدا هوتا هی اور تیسرے یہہ کہ سارے لوگوں میں جائدادوں کي تقسیم برابر نہیں اور صوبجات کے حاکم بہت سي دولت جمع کرتے هیں غرضکہ بادشاہ نے یہہ تینوں باتیں پسند کیں اور بعد اُسکے یہہ ممانعت جاري کي کہ کوئي آدمي شراب نہ پینے پاوے اور لکي چھپي مجلسیں نہوا کریں اور درباري امیروں میں ملکي بحثیں پیش نہ هوویں غرض کہ نوبت یہاں تک پہونچي کہ بلا اجازت تحریري وزیر کے ایک دوست ایک دوست کي دعوت نکرسکتا تھا اور درباري امیروں میں کوئي بیاہ شادي وزیر کي بلا اجازت نہوسکتي تھي اور هر کاشتکار کے لیئے زمین اور مویشي اور هالي کمیروں کي تعداد معین

کي گئي که اُس سے زیادہ کوئي اور رکھنے نپاتا تھا اور ایسے هي چرواهوں کے واسطے بھي چرائي اور ریوڑ کي تعداد مقرر هوئي اور عهدوں کي تنخواهوں میں تخفیف عمل میں آئي اور اراضیات کا محصول زیادہ کیا گیا اور نہایت جبر و قہر سے وصول هوا کیا بلکہ اخر کار ایسا حریص هوگیا که هندو مسلمانوں کي جائدادیں یکقلم یہاں تک ضبط کیں که فقیر امیر سب برابر هوگئی † *

منجملہ اُسکے ملکي تدبیروں کي ایک یہہ تدبیر بھي تھي که تمام چیزوں کا نرخ مقرر کیا اور ساري وجہہ اُسکي یہہ تھي که اُسکو تنخواہ فوج کي تخفیف منظور هوئي اور یہہ خیال کیا که جب تک اوقات بسري بہت تھوڑے خرچ سے نہوگي تب تک تخفیف تنخواہ قرین انصاف نہوگي چنانچہ غلہ اور مویشي اور گھوڑوں غرض که تمام چیزوں کي قیمتیں قرار دي ‡ گئیں مگر محنت مزدوري کو مستثنی کیا اور سرکاري غلے خانہ بنائے گئے اور بیگانہ ملکوں سے تمام چیزوں کے لانے پر لوگ آمادہ کیئے گئے اور اسي غرض سے سوداگر لوگوں کو پیشگي روپیہ دیئے گئے اور باهر لیجانے پر سخت ممانعت کي گئي بلکہ تھوک لینے کے لیئے بھي اجازت ندي گئي اور دکانوں کے کھلنے اور بند هونیکے لیئے وقت مقرر هوئے باقي احکامات مذکورہ کي تعمیل اسلیئے بخوبي هوتي رهي که روز روز بادشاہ کو پرچي لگتے تھے اور جاسوس اور مخبر جگہہ جگہہ مقرر تھے *

احکامات مذکورہ کے بعد ایک کال ایسا پڑا که اُن حکموں کي تعمیل میں جو خاص غلہ سے متعلق تھے اغماض برتا گیا اور باقي احکامات

---

† اس بیان کو جسکے اخیر لفظ تاریخ فرشتہ سے لیئے گئے تاریخ فرشتہ کے اُس بیان سے که تمام ملک آباد اور شاد اور دولتمند تھا موافق کرنا بہت دشوار هی مگر غالب یہہ هی که یہہ خراب حال اُسکي آخر سلطنت سے متعلق هی

‡ تاریخ فرشتہ میں اشیاء مذکورہ کي قیمتوں کے نقشہ مندرج هیں اور جو سکے که اسمیں مرقوم هیں اگر اُنکي قیمت دریافت هوجاوے تو نہایت دلچسپ هیں

اُسکے اگرچه دوسرے بادشاه تک جاري سارے رهے مگر جب که وه بادشاه انکي طرف سے ٹھنڈا پڑا تو وه پورے پورے قایم نرهے *

علاؤالدین کا یهه مقوله تها که دین و مذهب کو حکم راني سے کچهه واسطه علاقه نهیں بلکه وه گهر کي باتیں اور دل بهلانے کے چوچلے هیں اور دوسرا قول اُسکا یهه تها که ایک دانا بادشاه کي مرضي ایسے گروهوں کي راے سے بهتر هي جو آپس میں موافق و متفق هووین *

یهه بادشاه ۱۹ دسمبر سنه ۱۳۱۶ع مطابق ششم شوال سنه ۷۱۶ هجري میں بیس برس بادشاهت کرکے جهان فاني کو چهوڑ گیا *

مبارک شاه خلجي کي سلطنت کا بیان

جب که علاؤالدین مرگیا تو کافور نے ایک جهوٹا یعني جعلي نوشته اُسکا پیش کیا مضمون اُسکا یهه تها که اُسنے شهاب‌الدین اپنے چهوٹے بیٹے کو بسر پرستي کافور اپنا ولیعهد قرار دیا غرض که کافور نے اس بهانه سے سلطنت پر قبضه کیا اور خضر خاں اور شادي خاں بادشاه کے نورچشموں کو اندها کرایا اور مبارک شاه تیسري بیٹی کے قتل کا اراده کیا چنانچه اُسنے چند آدمي اُسکے فکر میں بهیجے مگر مبارک شاه نے اُن لوگوں کو کچهه لی دیکر راضي کیا اور جوں توں کرکے جان اپني بچائي اور پهلے اس سے که کافور کو کسي اور تدبیر کي فرصت هاتهه آوے بادشاهي پهره والوں نے اُسکو قتل کیا *

بعد اُسکے مبارک شاه کو في‌الفور حکومت هي نصیب هوئي اور دو مهینے تک چپ چاپ بیٹها رها مگر بعد اُسکے چهوٹے بهائي شیرخوار کو اندها کیا اور ایک پهاڑي قلعه میں عمر بهر مقید رکها اور ۲۲ مارچ سنه ۱۳۱۷ع مطابق ۷ محرم سنه ۷۱۷ هجري میں بادشاه بن بیٹها *

جب که کام اُسکا ٹهیک ٹهاک هوگیا تو اُن دونوں افسروں کو قتل کیا جنکي بدولت تخت نشین هوا تها اور بعد اُسکے بادشاهي پهره کو قایم نرکها اور بهت سے اپنے غلاموں کو بڑے بڑے عهدوں پر معزز و ممتاز کیا

یہاں تک کہ ایک ایسے غلام کو جو ہندو سے مسلمان ہوگیا تھا خسرو خاں کا خطاب اور وزارت کا قلمدان عنایت فرمایا غرض کہ اُسکے پہلے ہي کوتکوں سے یہہ بات ٹپکتي تھي کہ اُسکي سلطنت بہت بڑي کھوٹي ہوگي اور اُسکے عہد دولت میں خونریزیوں کے زور شور اور عیاشیوں کے جوش و خروش ہونگے *

مگر بقول اُسکے کہ مصرعہ* عیب مے جملہ بگفتي ہنرش نیز بگو* بعض بعض کام اُسکے اچھے بھي تھے چنانچہ جب وہ تخت پر بیٹھا تو اُسنے تمام اسیروں کو رہائي دي جو سترہ ہزار آدمیوں کے قریب قریب تھے اگرچہ یہہ کام اُسکا دور اندیشي سے خیلي بعید تھا مگر علاوالدین اُسکے باپ کي سلطنت کے حسابوں وہ نہایت عمدہ سمجھا گیا علاوہ اُسکے وہ جاگیریں بحال کیں جو پہلے ضبطي میں آئي تھیں اور تمام کڑے کڑے محصول موقوف کیئے اور اُن قیدوں کو یک لخت اُٹھا دیا جو علاوالدین کے وقت میں اصناف تجارت پر لگائي گئیں تھیں *

آغاز سلطنت میں ایسے جنگي کام بھي کیئے جو تھوڑے بہت تعریف کے قابل ہیں چنانچہ اُس نے گجرات پر فوج اپني روانہ کي اور سنہ ۱۳۱۸ ع مطابق سنہ ۷۱۸ ہجري میں آپ بذات خود دکن پر چڑھا اور رام دیو کے داماد ہرپال دیو کو گرفتار کیا اور نہایت بیرحمي سے کھال اُسکي جیتے جي نکلوائي مگر بعد اُسکے جب لوگوں کو امن امان دیکر دلي کو واپس آیا تو بہت بڑي عیاشي میں مبتلا ہوا چنانچہ رنڈیوں کے کپڑے پہنکر امیروں کے گھر ناچنے گانے جاتا تھا اور ہمیشہ نشہ میں چور اور بدشرابي سے مخمور رہتا تھا اور اس بات سے نہایت خوش ہوتا تھا کہ وہ اپني برائیاں لوگوں کو دکھائے اور اسي نظر سے ایسے بادشاہ کے وقتوں میں یہہ بات اچنبھي کي نہیں کہ سازشوں کے بازار گرم اور شور فسادوں کے ہنگامے برپا رہیں اور فساد کے بعد بڑي بڑي تکلیفیں اور بري بري صورتیں پیش آویں اور بہت سے لوگ گردن مارے جاویں *

خسرو خاں کے رعب داب اور بادشاہ کے قتل کا بیان

جب کہ بادشاہ اپنے تیلوں دکن پر چڑھا تھا تو اُسنے اپنے پیارے خسرو خاں کو ملیبار پر بھیجا تھا چنانچہ اُسنے ایک برس دن میں اُسکو فتح کیا اور بہت سي غنیمت دلي کو لایا بعد اُسکے تمام سلطنت کا کار و بار اُسکو تفویض ھوا اور لوگوں کي جان و مال اُسکے قبض و تصرف میں آئي یہاں تک کہ سنہ ۱۳۱۹ع مطابق سنہ ۷۱۹ ھجري میں بعض بعض امیروں کو قتل کیا اور باقیوں پر ایسا رعب اپنا بیٹھایا کہ اُن بیچاروں نے دربار سے الگ ھونے کو غنیمت سمجھا اور بادشاہ کو خسرو خاں کے فند و فریب پر چھوڑا چنانچہ جب اُسنے میدان خالي پایا تو اُسکو یہہ موقع ھاتھہ آیا کہ بادشاہ کو اپنے اوردوں کے ھاتھوں میں محصور کیا اور تمام دارالسلطنت میں اپنے ھندو بھائي بند بھردیئے یہاں تک کہ جب کام اُسکا پکا ھوگیا تو مارچ سنہ ۱۳۲۱ع مطابق ربیع الاول سنہ ۷۲۱ ھجري میں اپنے دیوانہ آقا کو قتل کیا اور ادھر اودھر سے نچنت ھوکر تخت سلطنت پر جا بیٹھا بعد اُسکے علاءالدین کے خاندان کا نام و نشان باقي نچھوڑا اور دیولدئي کو اپنے تصرف میں لایا غرض کہ جو کام اُسنے کیئے ایسے ھي ڈھنگوں پر کیئے مگر باوجود اس بدنامي اور بدکرداري کے بہت سے دوست اُسنے پیدا کئے اور اپنے کام کو مضبوط و مستحکم کیا چنانچہ اُسنے یہي کام نکیا کہ وہ صرف اپنے بھائي بندوں ھي کو بڑے بڑے عہدوں پر معزز و ممتاز کرے بلکہ پرانے خاندانیوں کو بھي عمدہ عمدہ عہدوں پر معین کرکے اُنکو راضي رضا کرنا چاھا چنانچہ ان لوگوں کے زمرہ میں غازي خاں تغلق حاکم پنجاب کا بیٹا جونا خاں بھي داخل تھا اور وجہہ خاص اسکي یہہ تھي کہ غازي خاں کي شہرت اور رعب داب کے باعث سے راضي کرنا جونا خاں کا نہایت مناسب سمجھا تھا مگر خسرو خاں کي یہہ تدبیر راس نہ آئي اور بات اُسکي پوري نہ پڑي اسلیئے کہ جونا خاں دربار سے چلا گیا اور غازي خاں کھلم کھلا باغي ھوگیا

اور جو بہادر فوج اُسکي پنجاب کي سرحد پر پڑي تهي اُسکو ساتهه اپنے لیکر دلي پر حملہ کیا غرض کہ خسرو خاں کي ٹوٹي پهوٹي فوج پر فتح پائي جسکے سردار ازمودہ کار نہ تهے چنانچہ بائیسویں اگست سنہ ۱۳۲۱ع مطابق تیسویں رجب سنہ ۷۲۱ هجري میں غاصب کو جرم غصب کا تدارک دیا اور اُسکي جان و مال کا قصہ پاک کرکے تمام لوگوں کو بہت راضي کیا اور جب کہ وہ خاص دلي میں داخل هوا تو اُسنے پکار کر صاف صاف کہا کہ اس لڑائي بهڑائي سے صرف یہي مقصود تها کہ ظالم کا قبض و تصرف اوٹهے باقي تخت موجود هی جو کوئی شاهي خاندان کا بچا کهچا رها هو تخت اُسکو مبارک هو مجهکو تخت سے واسطہ علاقہ نهیں مگر جو کہ خاندان خلجي کا نام و نشان باقي نرها تها تو لوگوں کے کہنے سنے سے تخت سلطنت پر بیٹها اور غیاث الدین تغلق کے خطاب سے پکارا گیا *

تیسرا باب

تغلق اور سادات اور لودهیوں کے خاندانوں کے بیان میں

خاندان تغلق کا بیان

غیاث الدین تغلق کا بیان

غیاث الدین تغلق کي اصل و حقیقت یہہ هی کہ باپ اُسکا غیاث الدین بلبن کا ایک ترکي غلام اور ماں اُسکي ایک هندي عورت تهي *

تلنگان کي فتح کا بیان

واضح هو کہ جیسي اُسکي تخت نشیني الزام و تهمت کے داغوں سے مبرا و مبرا تهي ویسے هي اُسکي سلطنت بهي عار و بدنامي کے دهبوں

سے پاک و صاف تھي چنانچه اُسنے شروع سلطنت هي میں تمام قلمرو کے امن و امان کو بحال کیا اور مغلوں کي لاگ ڈانٹ کے لیئے سرحدوں کو نہایت مضبوط و مستقل بنایا اور بعد اُسکے اپنے بیٹے جونا خاں کو امورات دکن کي اصلاح و درستي کے واسطے روانه کیا جو نہایت خراب اور خستۃ هو رهے تھے چنانچه جونا خاں ورنگل تک کامیاب هوا مگر ورنگل کے قلعه پر قبضه نکرسکا یعني اغاز برسات تک محاصره قایم رها اور لشکر کے لوگ بیمار هوگئے اور آسپر یهه طره هوا که کچهه تو مصیبتوں کے اٹھانے سے شکسته خاطر هو رهے تھے دلي کے هنگامه اور بادشاه کي سناوني سے جو بدخواهوں کي جوڑبازي سے مشهور هوگئي تھي نہایت خراب و پریشان هوگئے یہاں تک که اُسکي فوج کے بڑے بڑے سردار اپني اپني ٹولیوں کو لیکر ادهر اودهر چلے گئے اور جب که خود شاهزادے نے چلنے پر کمر باندهي تو هندوؤں نے تعاقب کیا چنانچه اُسکے بہت سے لوگوں کو دولت‌آباد کے پاس پروس میں ٹھکانے لگایا غرض که جب وه دلي میں داخل هوا تو کل تین آدمیوں کي بهیڑ بهاڑ اُسکے ساتهه تھي اور جو ناتجربه کاري اور خودرائي جوناں خاں سے خاص اُسکي سلطنت میں ظاهر هوئي اس ناکامي کو خاص اُس سے نسبت نکرنا دشوار معلوم هوتا هی مگر جبکه وه دوباره اُسپر چڑهکر گیا تو پہلے کي نسبت بہت زیاده کامیاب هوا چنانچه سنه ۱۳۲۳ع مطابق سنه ۷۲۳ هجري میں بدر کو فتح کیا جو بڑي شان و شوکت کا شہر تها اور بعد اُسکے ورنگل کا قلعه توڑا اور راجا کو پکڑ کر دلي کو لایا مگر تهوڑے دنوں بعد اُسکي رهائي هوئي اور وه اپنے راج پر دوباره قایم هوا بعد اُسکے خود بادشاه بنگاله پر چڑها جہاں کیقباد بادشاه کا باپ بغرا خاں حاکم تها اور اُسکي حکومت پر چالیس برس گذرے تھے مگر قبضه اُسکا بحال رکها گیا سبحان‌الله کیا شان کبریائي هی که خاص اولاد اپنے باپ کے خانه‌زاد غلام سے بادشاهي کلغي طره کي اجازت حاصل کرے *

بعد اُسکے سنارگنگ یعنی ڈھاکہ † کے کئی فسادوں کا تصفیہ کیا معلوم هوتا هی کہ اُن دنوں یہہ صوبہ بنگالہ میں داخل نتھا اور جب کہ وہ اُدھر سے واپس آتا تھا تو راہ میں اُسنے ترھت کو فتح کیا جو پہلے وقتوں میں متھیلا کہلاتا تھا اور وہاں کے راجہ کو پکڑکر همراہ اپنے لایا یہہ کل کام اُس سے سنہ ۱۳۲۴ لغایت سنہ ۱۳۲۵ع مطابق سنہ ۷۲۴ لغایت سنہ ۷۲۵ هجري میں ظہور میں آئے *

بادشاہ کي وفات کا بیان

جب کہ بادشاہ دلي کے قریب آیا تو اُسکے بیٹے جونا خاں نے بڑي شان و شوکت سے استقبال اُسکا کیا اور ایک چوبین خیمہ میں اُسکو اُتارا جو حصول ملازمت کے لیئے تیار کرایا گیا تھا اور هنوز تکلفات رسمیہ سے پوري پوري فراغت حاصل هوئي تھي کہ وہ خیمہ بادشاہ پر گر پڑا اور بادشاہ اپنے پانچ رفیقوں سمیت دبکر مرگیا ماہ فروري سنہ ۱۳۲۵ع مطابق ربیع الاول سنہ ۷۲۵ هجري میں یہہ حادثہ واقع هوا اگرچہ یہہ غریب واقعہ اتفاقاً واقع هوا هو مگر ایسي انہو کي عمارت کے بنانے اور بڑے بیٹے کے اُسوقت میں شریک و شامل نہ هونے اور چھوٹے بیٹے کے شریک آفت هونے سے جو بادشاہ کا بڑا لاڈلا پیارا تھا جونا خاں کي نسبت بڑا شبہہ هوا جسکے حق میں وقوع اس واقع کا کچھہ بہت مفید نہوا ‡ *

تغلق آباد کا وہ قلعہ جو استحکام و متانت اور عمارت کي شان و شوکت کي رو سے شہرہ اٰنام اور مشہور خواص و عوام هی اسي غیاث الدین تغلق کا کارنمایاں هی *

محمد تغلق کي سلطنت کا بیان

اُسکي عادتوں کا بیان

جب کہ غیاث الدین تغلق نے جہان فاني کو چھوڑ کر جہان باقي

† هملٹن صاحب کي تاریخ هندوستان جلد ایک صفحہ ۱۸۷

‡ ابن بتوتہ کي تاریخ کا صفحہ ۱۳۰ دیکھنا چاهیئے

کا رستہ لیا تو سنہ ۱۳۲۵ع مطابق سنہ ۷۲۵ ھجري میں جونا خاں اُسکا بڑا بیٹا ایسے جاہ و جلال اور ایسي شان و شوکت سے تخت نشین ہوا کہ وہ صورت کسي تخت نشین کو نصیب نہوئي چنانچہ سلطان محمد تغلق کے خطاب سے شہرت پائي اور اپنے رفیقوں اور عالم فاضلوں کو ایسي ایسي بخششیں عنایت کیں اور ایسے ایسے وظیفے مقرر کیئے کہ پہلے کسي بادشاہ نے ویسے مقرر نکیئے تھے *

اُسنے طرح طرح کي فیاضي اور دریا دلي سے شفا خانہ بنائے اور محتاج خانے جاري کیئے اور تمام قلمرو کے عالم فاضلوں سے ایسے ایسے سلوک برتے کہ اُسکي مناقب اور محامد کے چرچے جگہہ جگہہ ہونے لگے *

تمام لوگ اسبات پر متفق ہیں کہ بادشاہ اپنے وقتوں میں نہایت قابل اور بغایت خوش بیان تھا یہانتک کہ بعد اُسکي سلطنت کے بھي اُسکي عربي فارسي تحریروں کي خوبي بیان کیجاتي تھي اور قوت حافظہ اُسکي ایسي عمدہ تھي کہ ویسي قوت ہزاروں لاکھوں میں نہیں ہوتي علاوہ فن طبابت اور علم منطق کے ریاضیات اور طبعیات سے بھي شوق ذوق رکھتا تھا اور بڑي بیماریوں کي علامات قایم کرنیکے واسطے بیماروں کا ملاحظہ کرتا تھا باقي روزہ نماز کا پابند اور مي نوشي سے نہایت محترز تھا ذاتي کاموں میں اپنے دین و ملت کے اُصول قاعدوں کي مراعات و محافظت کو مقدم جانتا تھا اور باوصف ان باتوں کے میدان جنگ میں بھي کمال شجاعت اور نہایت جلادت کے ساتھہ اطراف و اکناف عالم میں مشہور و معروف تھا غرضکہ تمام لوگ اُس بادشاہ کو منجملہ نوادر زمانہ کے شمار کرتے تھے اور حقیقت یہہ تھي کہ اُنکي سمجھہ بھي بجا تھي مگر یہہ کمالات اُسکے اس لیئے محض بیفائدہ تھے کہ باوصف ان کمالوں کے سمجھہ بوجھہ اُسکي پوري پوري نہ تھي یہاں تک کہ اگر یہہ بات بھي ماني جاوے کہ اُسکو حکم و حکومت اور مال و دولت کا نشہ

تھا تو اب بھی ایکطرح کے جنون کا شبہہ باقی رہتا ہی چنانچہ تمام عمر
اُسکی خیالی تدبیروں میں گذری اور جن جن ذریعوں سے اُن تدبیروں کا
راس لانا چاہا وہ ذریعہ بھی عقل سلیم کے خلاف تھے چنانچہ اُن تدبیروں
کے راس لانے میں رعایا کی تکلیفوں اور نقصانوں کی کچھہ پروا نکی
یہاں تک کہ انکی بدولت ایسے بڑے بڑے نتیجے حاصل ہوئے کہ کسی
بادشاہ کے زمانہ میں ویسے ظہور میں نہ آئے تھے *

پہلے پہل ایک ایسا کام اُس نے کیا کہ اُسکے عیبوں یا ہنروں کی روسے
ہرگز متوقع نتھا یعنی جبکہ مغلوں کی فوج ایک بڑے مشہور سردار
ترمشیرین خان نامی کے ساتھہ آکر بلاد پنجاب میں پھیل پڑی تو اُسنے بہت
سا روپیہ دیکر اُس بلا کو سر سے ٹالا اور نچنت ہوکر بیٹھا اور یہہ تدبیر
جو پہلے پہل ہندوستان میں برتی گئی کچھہ ایسی راس آئی کہ مغلوں
کے لوبھی لالچی ہونے سے یہہ قوی اُمید نتھی کہ وہ لالچ کے مارے پھر
دوبارہ دھاوا نکرینگے مگر بعد اُسکے کوئی حملہ اُنکا وقوع میں نہ آیا *

علاوہ اُسکے وہ دوسری تدبیر اُسکی جو اُسکے خوے و خصلت کے
خلاف اور بجاے خود نہایت معقول اور بغایت راست درست تھی یہہ
تھی کہ اُسنے تمام دکن کو مطیع و محکوم اپنا بنایا اور اپنے قلمرو کے
دور دراز صوبوں میں ایسا انتظام اپنا بیٹھایا جیسا کہ حوالی دارالسلطنت
کے پرگنوں میں بیٹھا تھا *

بادشاہ کی نامعقول تدبیروں کا بیان

بعد اُسکے وہ ایسے کاموں میں پڑا جو اُسکے اصل و طبیعت کے شایان
و مناسب تھے چنانچہ پہلے اُس نے ایران کا ارادہ کیا اور بقول فرشتہ والے
کے تین لاکھہ ستر ہزار سوار اکٹھے کیئے مگر انجام اُسکا یہہ ہوا کہ فوج اُسکے
خزانہ کو کھا پی گئی اور جب تنخواہ کی کوڑی وصول نہوئی تو لوٹ
مار اُس نے شروع کی یہاں تک کہ پریشان ہوکر ادھر اودھر چلی گئی *

دوسري بار اُسنے یہہ ارادہ کیا کہ چین کو فتح کرے اور اپنے خزانوں کو وهاں کے مال و دولت سے بهرے چنانچہ ایک لاکهہ آدمی کوہ همالیہ کي راہ سے روانہ کیئے مگر جبکہ یہہ لوگ پہاڑوں سے گذر کر بہزار دشواري سرحد چین تک پہونچي تو وهاں چین کي بڑي فوج قایم پائي اور اپني قلت و زحمت اور اُنکي قوت و کثرت کے باعث سے مقابلہ نکرسکے اور علاوہ اُسکے یہہ مصیبت پیش آئي کہ ذخیروں نے کمي کي اور برسات سر پر پہونچي چنانچہ اُنهوں نے دم بهي نلیا اور هار جهک مار کر پچهلے پیروں لوٹ پڑے *

جب کہ وہ لوٹتے آتے تهے تو پہاڑیوں نے بہت ستایا اور دشمنوں نے پیچها کیا چنانچہ بہت سے تو ٹهکانے لگے اور باقي رهے سهے فاقوں کے مارے جینے سے تنگ آگئے مگر نصیبوں سے یہہ اتفاق هوا کہ موسل دهار پاني پڑنے سے چیني لوگ لوٹ گئے اور هندوستاني لوگ اچهے موسم میں پہاڑوں سے نکل آئے مگر اُنهوں نے دیس کو غرقاب پایا اور چهوٹے پہاڑوں پر ایسے بن کهڑے دیکهے کہ اُن سے گذرنا نہایت دشوار تها غرضکہ پهرتے پهروں ایسي سخت مصیبتیں پیش آئیں کہ پندرہ دن بعد ایک آدمی بهي باقي نرها کہ وہ اپني بپت کہاني سناتا اور کسي کے سامنے اپنا رونا روتا منجملہ اُن لوگوں کے جو جگہہ جگہہ غنیم کي روک ٹوک کے لیئے پیچهے چهوڑے گئے تهے بہت سے لوگ اِس قصور پر بادشاہ کے حکم سے مارے گئے کہ اُنهوں کے باعث سے اس ناکارہ مہم کو ناکامي نصیب هوئي *

جب کہ یہہ تدبیر اُسکي راس نہ آئي اور خزانہ خالي رها تو اُسنے اور راہ نکالي مگر بقول کسیکے * مصرع * جو چال هم چلے وہ بہت هي بري چلے * وہ بهي کچهہ ٹهیک ٹهاک نتهي یعني جب اُسنے یہہ بات سني کہ ملک چین میں کاغذ کا روپیہ چلتا هی تو اُسنے اپنے ملک میں نیا سکہ چلانا چاها چنانچہ کاغذ کي جگہہ تانبے کے ٹکڑے چلائے مگر اس سبب سے کہ بادشاہ کا دوالا نکل گیا تها اور سلطنت اُسکي دو چار دن کي بات سمجهي

جاتی تھی تو شروع هي سے اعتبار انکا جاتا رها یہاں تک که بیگانه ملک کے سوداگروں نے انکو قبول نکیا باقي اپنے ملک والے بھي اُنکے لینے دینے سے پہلوتھي کرتے تھے غرضکه بنج بیوهار بند هوگیا اور تمام لوگ محتاج هوگئے اگرچه خود بادشاه کو بظاهر یہه فائده حاصل هوا که قرض اُسکا ادا هوگیا مگر اُسیقدر آمدني میں گھاٹا پڑا بلکه رعایا کے محتاج هونے سے محاصل سرکاري کي بنیادیں هل گئیں اور رعایا کے زوال دولت کا یہه نتیجه حاصل هوا که اُس سے زیاده اُسکي دولت نے زوال پایا *

جو جبر و تعدي که بادشاه کیطرف سے تحصیل میں واقع هوتي تھي وه لوگوں کو اس لیئے بہت زیاده ناگوار هوئي که روز روز اُسکي حاجتیں بڑھنے لگیں اور تنگي کو فراخي هونے لگي یہانتک که کاشتکار اپنے کھیت چھوڑ چھوڑ کر چلے گئے اور جنگلوں میں جا بسے اور لوٹ کھسوٹ سے گذارا کرنے لگے بلکه بہت لوگ اپني بستیوں سے بھاگ گئے اور بادشاه اِن باتوں کے واقع هونے سے جنکا آپ باعث تھا نہایت برهم هوا اور ایسي بري تدبیر سے انتقام اُنسے لیا جو تمام ظلموں سے بڑھکر تھي یعني اُس نے اپني فوج کو شکار کي تیاري کا حکم دیا اور بدستور شکار هندوستان کے ایک بڑے خطه کو رمنه کي طرح سے گھیرا اور بعد اُسکے یہه عام حکم دیا که جو شخص اِس گھیرے میں پاؤ شکار کي مانند اُسکو قتل کرو اور چارونطرف سے قتل کرتے هوئے بیچا بیچ میں جمع هوجاو چنانچه جو لوگ اُسمیں مارے گئے اکثر گنوار اور بیگناه تھے غرضکه اس قسم کا شکار کئي مرتبه کھیلا گیا اور پچھلا شکار یہه هوا که قنوج کے باشندوں کا قتل عام کیا بعد اُسکے انھیں بورے کوتکوں کي بدولت ایک برا کال پڑا اور لوگوں پر ایسي سخت مصیبت پڑي که وه تقریر و تحریر سے باهر هی *

بغاوتوں کا بیان

جب که یهه زور ظلم ظهور میں آئی تو لوگ چپکے نه بیٹهه سکے چنانچه بادشاه کے خاص بهتیجے نے پهلے پهل مالوه میں بغاوت کي بنیاد ڈالي چنانچه سنه ۱۳۳۸ ع مطابق سنه ۷۳۹ هجري میں بادشاه اُسکے پیچهے دکن تک گیا یهانتک که وه گرفتار هوا اور کهال اُسکي اوتاري گئي بعد اُسکے ملک بهرام جو بادشاه کے باپ کا بهت پورانا رفیق تها اور اُسکي تخت نشیني کا بڑا ممد و معاون تها ملک پنجاب میں باغي هوا یعني سنه ۱۳۳۹ ع مطابق ۷۴۰ هجري میں هنگامه برپا کیا مگر وه هنگامه بهي فرو هوا اور باغي گردن مارا گیا بعد اُسکے بنگال کا حاکم باغي هوا جو ایک مسلمان بهائي تها اور بهت دنوں تک بغاوت اُسکي قایم رهي یهاں تک که وه کبهي مطیع اُسکا نهوا اور اُسي زمانه میں کارومنڈل کے حاکم نے بهي بغاوت کي چنانچه وه بهي کامیاب هوا اور یهه دونوں بغاوتیں سنه ۱۳۴۰ ع مطابق سنه ۷۴۱ هجري میں واقع هوئیں *

کارو منڈل کي بغاوت کے دبانے کا اراده خود بادشاه نے کیا مگر جب فوج اُسکي ورنگل میں داخل هوئي تو ایسي سخت وبا پڑي که دیو گڑه کو واپس آنا پڑا اور راه میں یهه اتفاق هوا که ایک دانت اپنا نکلوایا اور بڑي دهوم دهام سے دفن اُسکو کرایا اور بهت بڑي قبر اُسکي بنوائي *

اُسي عرصه میں پٹهان لوگ اٹک سے اوترے اور پنجاب میں لوٹ مار کرنے لگے اور جب وه چلے گئے تو ٹهاکروں نے خوب هاتهه پهینکے یهاں تک که لاهور پر قبض و تصرف کرکے اُس صوبه کو پورا پورا برباد کیا *

بعد اُسکے سنه ۱۳۴۴ ع مطابق سنه ۷۴۴ هجري میں کرناتک اور تلنگانه کے راجاؤں نے باهم اتفاق کیا اور پهلي بات اپني بنائي چاهي یعني دوباره آزادي کا اراده کیا منجمله اُنکے کرناتک کا راجه ایک نئے خاندان کا باني تها جو خاندان بلال دیو کے برباد هونے پر قایم هوا تها اور بیجانگر کو اُسنے دارالسلطنت اپنا بنایا تها اور وه ایسا بهادر تها که سولهویں

صدي کے اخیر تک مسلمانوں سے برابر کي لڑائي لڑتا رہا اور تلنگانہ کے راجہ نے ورنگل پر دوبارہ قبضہ کیا اور بادشاہ کي فوج کو جگہہ جگہہ سے باہر نکالا جہاں جہاں وہ چھاوني ڈالے پڑي تھي *

سنہ ۱۳۴۵ ع مطابق سنہ ۷۴۵ ہجري میں ہندوستانمیں قحط اِس غایت کو پہنچا کہ سنبھل کا حاکم محاصل جمع نکرسکا اور بادشاہ کے ظلم کے خوف سے باغي ہوگیا مگر جلد اُسکي سرکوبي ہوئي اور علاوہ اُسکے بدر واقع بلاد دکن کا باغي حاکم بھي اپنے کیئے کو پہنچا *

بعد اُسکے بہت جلد ایک امیر نو مسلم مغل نے جو امراء جدید کے زمرہ میں داخل تھا ملک دکن میں سرکشي کي مگر سنہ ۱۳۴۶ ع مطابق سنہ ۷۴۶ ہجري میں پس پا ہوا مگر اور مغل سردار جي جان سے تابع نہوئے اور کسي نئے فساد کے مترصد بیٹھے *

بعد اُسکے عین‌الملک نے بغاوت اختیار کي اور ساري وجہہ اُسکي یہہ ہوئي کہ جب بادشاہ نے اُسکو اودہ کي حکومت سے دکن کو بدل دیا تو وہ بادشاہ سے بدگمان ہوگیا خیر خواہي سے ہاتھہ اٹھایا مگر گوشمالي اُسکي بہت جلد ہوئي اور خلاف توقع اپنے عہدہ پر بحال ہوا *

بعد اُسکے دکن کا حاکم جو بڑے بڑے فسادوں کا برابر مانع مزاحم رہا تھا موقوف کیا گیا اور اُسکي جگہہ امدادالملک بھیجا گیا جو داماد بادشاہ کا تھا اور بہت سا روپیہ اُس صوبہ پر بڑھایا گیا *

ایسے ہي ایک ذلیل خاندان کا ایک آدمي مالوہ کا حاکم مقرر کیا گیا جسنے ستر امیر مغلوں کو دغابازي سے قتل کرکے اپني خیر خواہي بادشاہ پر جتائي تھي اور جب کہ اُن مغلوں کو ان مغلوں کي سناوني پہنچي جو گجرات میں افسر تھے تو اُنھوں نے باقي فوج کے لوگوں کو نیچ اونچ سمجھا کر بغاوت میں شریک اپنا کیا چنانچہ سنہ ۱۳۴۷ ع مطابق سنہ ۷۴۸ ہجري میں بادشاہ روانہ ہوا اور جوں توں اُس مفسدہ کو فرو کیا اور اپنے صوبہ کو ایسا تباہ کیا جیساکہ کسي غیر کے صوبہ کو خاک‌سیاہ

کرتے ہیں چنانچہ کمبوجا اور سورت کے مالدار شہروں کو تاخت تاراج کرادیا *

دکن کي عام بغاوت اور بادشاہ کي آمادگي اور وفات کا بیان

جب کہ گجرات کي بغاوت پست ہوئي تو کچھہ باغي دکن کو بھاگے اور وہاں کے امیر مغلوں کي پناہ میں آئے اور بادشاہ اس بات کو سنکر نہایت برہم ہوا چنانچہ اُس نے اُن مغلوں کي گرفتاري کا حکم صادر فرمایا مگر وہ مغل بھاگ گئے اور مل جل کر عام بغاوت برپا کي اور اسمعیل خاں پٹھان فوج کے ایک بڑے افسر کو بادشاہ قرار دیا مگر بادشاہ نے ایسي کمال چالاکي برتي جو ایک بڑے کام کی شایان تھي چنانچہ وہ دکن کو گیا اور باغیوں کو اُنکے بادشاہ سمیت شکست فاحش دیکر دیوگڑہ کے قلعہ میں محصور کیا ہنوز اُس نے اِس قلعہ پر قبضہ نپایا تھا اور کامیابي اُسکي پوري نہوئي تھي کہ نئے جھگڑے کي ضرورت سے گجرات اُسکو جانا پڑا اور جب کہ وہ اُدھر روانہ ہوا تو جوں جوں وہ آگے بڑھتا جاتا تھا لوگ پیچھے سے باغي ہوتے جاتے تھے اور بار برداري یعني بھیر بنگاہ اُسکي لٹتي جاتي تھي مگر جب کہ گجرات کا فساد فرو ہوا اور مفسد لوگ تاتا واقع سندہ کو چلے گئے اور راجپوت راجاؤں کي پناہ اُنھوں نے ڈھونڈي تو بادشاہ کو یہہ خبر لگي کہ دکن کا کار و بار پہلي کي نسبت بہت زیادہ خراب ابتر ہی اور ویسا کبھي ابتر نہیں ہوا تفصیل اس اجمال کي یہہ ہی کہ باغیوں کے بادشاہ نے سلطنت کا دعوي چھوڑا اور حسن گانگوئي کو وہ دعوي تفویض کیا جو بہمني خاندان کا باني مباني تھا چنانچہ اُسکي بلند ہمتي اور الوالعزمي کي امداد و اعانت سے باغیوں نے یہہ کام کیا کہ دکن کے حاکم امدادالملک داماد بادشاہ کو شکست فاحش دیکر قتل کو پہونچایا اور صرف دکن پر هي قبضہ نکیا بلکہ مالوہ کے حاکم کو بھي بغاوت کا شریک کیا بادشاہ اِس واقعہ سے مطلع ہونے پر یہہ بڑي

چونکہ اپني سمجھا که دکن کي مهم کو ادهوري چهوڑکر گجرات کو روانه هوگياتها چنانچه اُسنے يهه چاها که پهلے گجرات کي امن و امان کو بحال کرے اور بعد اُسکے دکن کے بڑے فساد کو مٹاوے اگرچه ايک عرصه سے بادشاه کا مزاج اچها نتها مگر بهگوڑے باغيوں کے پيچهے سند کو روانه هوا اور جب که بادشاه اتک پر پهونچا تو باغيوں نے مقابله کيا اور عبور دريا کے مزاحم هوئے مگر وه رک نسکا اور دريا سے پار هوگيا بعد اُسکے جب وه تاتا ميں داخل هوا تو بيسويں مارچ سنه ۱۳۵۱ ع مطابق اکيسويں محرم سنه ۷۵۲ هجري ميں بيمار هوکر مرگيا اور ايسے عالم فاضل بادشاهوں اور ظالم جهاندارون کي سي شهرت باقي چهوڑ گيا جنسے انسانوں کي خلقت بهت کم آراسته پيراسته اور نهايت کم تباه اور خاک سياه هوتي هي *

ديوگڑه کي دارالسلطنت بنانے, اور باقي ناشايسته حرکتوں کا بيان

منجمله حرکات اس بادشاه کے کوئي پوچ حرکت ايسي نهوئي تهي جيسے که دلي کو چهوڑ کر ديوگڑه کي دارالسلطنت بنانے ميں واقع هوئي يهانتک که تمام لوگ اس بيجا حرکت سے نهايت شاکي هوئے اور بڑي مصيبتوں ميں پڑے يهه بات اُسکي بجاے خود نامعقول نتهي اگر بطور معقول اُسکو پورا کرتا اور نهايت گرما گرمي اور بڑي اندها دهندي سے عمل ميں نه لاتا مگر جوں هي که يهه بات اُسکے خيال ميں آئي تو في الفور اُسنے تمام دلي کے رهنے والوں کو ديوگڑه کے جانے کا حکم ديا اور نام اُسکا دولت آباد †

† اُنهيں روزوں دولت آباد کا قلعه جو في زماننا موجود هی تعمير کرايا اور اِس قلعه سے بخوبي ثابت هوتا هی که وه بادشاه بڑے اراده والاتها کد اُسنے ايسي بڑي عمارت بنائي چنانچه اُسنے پهاڑ کا ايک ٹکڑا ايکسو اسي فٹ کے طول کا عمود کيطرح پر کاٹا اور اُسکے اندر جانيکي پيچيده راه اُس ٹکڑے کے جگر ميں نکالي اور اُسکے علاوه اور کوئي راه اُسکے جانے کي نهيں رکهي اور چاروں طرف اُسکے ايک چوڑي گهري خندق خود پهاڑ ميں سے تراشي

رکها بعد اسکے دوهي بار دلي آنيکي اجازت فرمائي اور دو هي بار دلي سے جانيکا حکم سنايا اور يهه تهديد فرمائي که جو شخص وهاں نجاويگا وه صاف جان سے جاويگا چنانچه منجمله ان سفروں کے ايک سفر قحط کے دنوں ميں واقع هوا اور بهت لوگ بهوکوں کے مارے لوٹ پوٹ کر مرگئے اور هزاروں فقير و محتاج هوگئے آخر کار يهه تدبير اسکي راس نه آئي اور خود دلي هي دارالسلطنت رهي *

علاوه اسکے بيٹهے بٹهائے يهه ترنگ بهي اسکے جي ميں آئي تهي که مصر کے بادشاه سے جو صرف نام هي کا خليفه تها باد شاهي خلعت حاصل کرے چنانچه آپکو مطيع و محکوم اسکا سمجها اور نام ان بادشاهوں کا بادشاهوں کي فهرست سے خارج کيا جنهوں نے يهه عمده سند حاصل نکي تهي *

بعد اسکے يهه سوجهي تهي که تمام ملک کو ساٹهه ساٹهه ميل کے مربع ضلعوں پر تقسيم کرے اور سرکاري اهتمام سے بو جوت انکي کرائے *

اس بادشاه کے دربار کا حال جو ايک افريقه والے مسلمان نے بيان کيا

اس بادشاه کي سلطنت کے بهت سے حال ابن بتوته نے تحرير کيئے جو تانجيئرز کا رهنے والا اور تمام ايشيا کو اسنے ديکها بهالا تها اور اس بادشاه کے دربار ميں سنه ١٣٣١ع ميں حاضر هوا تها اور جو کچهه که اسنے لکها هي وه بهت ٹهيک ٹهيک لکها اسليئے که جب وه افريقه کو واپس گيا تو اسنے حال اسکا تحرير کيا چنانچه هندوستان کے مورخوں نے اس بادشاه کي جو برائياں بهلائياں بيان کيں هيں وه انکي تصديق کرتا هي اور جو جاه و جلال اور تباهي پريشاني اسکي عهد دولت ميں واقع هوئي وه بيکم و کاست اسنے لکهي هي چنانچه وه بيان کرتا هي که ملک کي سرحدوں سے عين دارالسلطنت تک سوار اور پيدل کي ڈاک برابر ديکهي مگر ملک کو ايسا ويران و خراب پايا که مسافر کي جان و مال کو هر جگهه جوکهوں

تهي اور خود دلي كو بڑي عاليشان بستي بيان كيا هی اور جامع مسجد اور اُسكي چار ديواري كو تمام دنيا ميں بے نظير وہ كہتا هی كہ اگرچہ بادشاہ اُسكو دوبارہ بسا رها تها مگر وہ ايک جنگل كي مانند بڑي تهي گويا كہ دنيا كے نہايت بڑے شهر ميں بہت تهوڑے لوگ بستے تهے *

بيان اُسكا يہہ هی كہ جب ميں دلي ميں داخل هوا تو بادشاہ وهاں موجود نتها مگر چند اميروں اور فاضلوں اور مسافروں سميت جو ميرے همراہ ركاب تهے بڑي بيگم يعني والدہ بادشاہ كے دربار ميں حاضر كيا گيا چنانچہ وہ بيگم بڑي عنايت سے پيش آئي اور خلعت مرحمت فرمايا بعد اُسكے رهنے كے واسطے ايک مكان مقرر كيا جسميں كهانے پينے كا بڑا ذخيرہ مهيا تها اور تمام ضروري چيزيں موجود تهيں علاوہ اُسكے دو هزار دينار حمام كے خرچ كے ليئے عنايت فرمائے *

اسي عرصہ ميں جب ميري بيٹي مرگئي تو محل كے لوگوں نے اطلاع اُسكے مرنيكي ڈاک كے ذريعہ سے خفيہ خفيہ بادشاہ كو پہونچائي اور جب جنازہ باهر نكلا تو اسبات سے نہايت تعجب هوا كہ خود وزير اُسكے همراہ تها اور جو رسميں كہ اميروں كے مردہ كے ليئے شاياں و مناسب هوتي هيں وہ تمام اُنكي طرف سے عمل ميں آئيں اور خود بادشاہ كي والدہ نے ميري بي بي كو تسلي تشفي كے ليئے بلايا اور نہايت عذر خواهي كي اور چلتے وقت اپني عنايت سے زيور و خلعت مرحمت فرمايا *

جب كہ دلي ميں بادشاہ داخل هوا تو اُسكو بهي نہايت خليق اور مسافرنواز پايا چنانچہ جب حصول ملازمت كے واسطے ميں حاضر خدمت هوا تو وہ بڑي تعظيم و تكريم سے پيش آيا يہاں تک كہ ميرا هاتهہ اُسنے پكڑا اور طرح طرح كي نوازشوں كے وعدہ كيئے چنانچہ بعد اُسكے قضا كا عہدہ ميرے واسطے تجويز كيا اور اس ضرورت سے كہ ميں هندي زبان سے محض ناواقف تها اس معاملہ كي نسبت عربي زبان ميں گفتگو كي اور جب كہ ميں نے هندي زبان سے نا آشنائي كا عذر پيش

کیا تو خیلے گراں خاطر هوا مگر طبیعت کو روک تھام کر میرے عذروں کا جواب دیا یہاں تک کہ مجھکو معزز و ممتاز فرمایا اور بڑي تنخواہ مقرر فرمائي بعد اُسکے ایک عربي قصیدہ میں نے پیش کیا جسمیں قرضداري کا مضمون مذکور تھا تو بادشاہ نے پچپن هزار † دینار عنایت فرمائے مگر باوصف ان باتوں کے میں نے جان جوکھوں بھي دیکھي اسلیئے کہ بادشاہ کو ایک درویش کي نسبت جو دلي کے باهر رهتا تھا کچھہ اشتباہ هوا چنانچہ اُسکو قتل کرایا اور اُسکے ملنے جلنے والوں کو پکڑا جکڑا حسب اتفاق اُسکے ملنے والوں میں یہہ خاکسار بھي داخل تھا مگر لگ لپٹ کر چند همراهیوں سمیت اپني جان میں نے بچائي اور بعد اُسکے جب موقع پایا تو صاف استعفا داخل کیا مگر بادشاہ نے کمال آدمیت برتي کہ بجاے ناخوش هونیکے آن ایلچیوں میں داخل کیا جنکو ایلچیان شاہ چین کے جواب میں روانہ کیا چاهتا تھا جو بڑي شان و شوکت سے آئے تھے *

بیان اسبات کا کہ اس بادشاہ کے وقتوں میں مسلمانوں کي سلطنت نہایت وسیع و فراخ تھي

اس بادشاہ کے آغاز عہد دولت میں مسلمانوں کي سلطنت دریاے اتک کے مشرقي جانب میں ایسي وسیع و فراخ تھي کہ پہلے اُس سے اسقدر کبھي چوڑي چکلي نہیں هوئي مگر بعد اُسکے جو صوبجات اُسکے قبض و تصرف سے خارج هوگئے تھے وہ اورنگ زیب کے عہد دولت تک مسلمانوں کے قبضہ میں داخل نہوئے اور جن صوبوں میں بغاوت نہوئي تھي وهاں بھي بادشاهي حکومت، کو ایسا صدمہ پہونچا تھا کہ مغلوں کي سلطنت تک بھي پنہنچے نپائے *

---

† معلوم هوتا هی کہ دینار اُس زمانہ میں بہت چھوٹا سکہ تھا مول اُسکا ٹھیک ٹھیک دریافت نہیں

ایشیا والوں کو علی العموم اسبات پر کم توجهہ هوتي هی کہ وہ ستمکار اور بدکردار بادشاهوں کے پنجوں سے رهائي حاصل کریں چنانچہ وہ ظلم اُنکے برابر اُٹھاے چلے جاتے هیں اور کبھي کان بھي نہیں هلاتے ورنہ یہہ بات بہت کم ظہور میں آتي هی کہ ایک آدمي کي بد انتظامي سے تمام لوگوں کو نقصان فاحش پہونچے *

فیروز تغلق کي سلطنت کا بیان

جب کہ محمد تغلق کا انتقال هوا تو بد انتظامي نے اُسکي فوج میں پانوں اپنے پھیلائی اور حسب معمول اس بدانتظامي کے بڑے باعث مغل تھی مگر هندوستاني سرداروں نے جو اب پہلے پہل مذکور هوئے بہت سي روک تھام اُسکي کي چنانچہ سنہ ۱۳۵۱ ع مطابق سنہ ۷۵۲ هجري میں بادشاہ کے بھتیجے فیروزالدین کو تخت سلطنت پر بٹھا دیا بعد اُسکے فیروز تغلق نے تھوڑي فوج اپني سند میں چھوڑي اور اٹک کے کنارے کنارے مقام آچہہ کو پھونچا اور وهاں سے دلي کو روانہ هوا اور اُن لوگوں پر فتح پائي جوپہلے بادشاہ کے فرضي یا اصل بیٹے کے نام سے بمقابلہ پیش آئے تھی *

جب کہ تخت نشیني پر تین برس گذرے تو سنہ ۱۳۵۳ع مطابق سنہ ۷۵۴ هجري میں بنگالہ کا ارادہ کیا چنانچہ تمام صوبہ بنگال پر گذر گیا مگر دشمن کو مطیع اپنا نکرسکا اسلیئے کہ غنیم اُسکے سامنے نپڑا اور آگی بڑھتا چلا گیا یہاں تک کہ برسات کے آنے سے کام ناکام اُسکو پچھلے پیروں پھرنا پڑا *

فیروز تغلق کے بنگال اور دکن سے هاتھہ اُوٹھانیکا بیان

بعد اُسکے سنہ ۱۳۵۶ع مطابق سنہ ۷۵۷ هجري میں بنگال و دکن کے ایلچي حاضر آئے اور اُسنے دربار اُنکو دیا چنانچہ اس سے صاف واضح هوتا هی کہ اُسنے اُن دونوں صوبوں سے هاتھہ اپنا اُوٹھایا اور اُنکے بادشاهوں کي خود مختاري گوارا کي مگر باوصف اسکے شاید نام کي بڑائي قایم رکھي

اور انکو ماتحت اپنا سمجھتا رہا بعد اُسکے خواہ اس باعث سے کہ وہ عہدنامہ شاہ بنگال کي ذات خاص سے متعلق تھا یا اس سبب سے کہ شاہ بنگال اول کے انتقال کے بعد آسکو کچھہ طمع دامنگیر ہوئي شاہ بنگال کے جانشین سکندر سے لڑائي پیش آئي جسمیں بنگال کي عین جنوب مشرق تک خود بادشاہ بھي پہونچا تھا مگر سکندر سے بھي وھي عہد و پیمان درمیان آئي جو پہلے بادشاہ سے آئے تھے چنانچہ اُسکي خود مختاري میں کسي طرح کا شک شبہہ باقي نرھا بعد اُسکے تھوڑے عرصہ گذرنے پر تاتا واقع سندکے راجا جام بانی سے بادشاہ ناخوش ھوا اور اُسپر چڑھائي کي اگرچہ پوري پوري کامیابي تو نصیب نہوئي مگر جام باني کي ظاھري اطاعت کرنے سے ناکامي کا رنج و تاسف کچھہ کم ہوگیا بعد اُسکے سند سے گجرات کو گیا اور وھاں پہونچکر نیا حاکم مقرر کیا اور جب کہ یہہ حاکم کئي سال کے بعد مرگیا تو سنہ ۱۳۷۲ ع مطابق سنہ ۷۷۳ ھجري میں ایک اور حاکم اُسکي جگھہ مقرر کیا بعد اُسکے ایک فساد برپا ھوا جو تھوڑے دنوں تک قایم رہا *

امورات مذکورہ بالا کے علاوہ سلطنت کے چھوٹے موٹے کاموں میں سنہ ۱۳۸۵ ع مطابق سنہ ۷۸۷ ھجري تک بہت جي جان سے مصروف رھا اور اب کہ عمر اُسکي ستاسي کو پہونچي تو ضعف و نحافت کے مارے بادشاھت کے کام کاجوں میں بہت سر گرم نرہ سکا چنانچہ رفتہ رفتہ کل کار و بار آسکے وزیر کے قبضہ میں آگئے اور جب کہ وزیر کو حکم و حکومت کي چاٹ لگي اور عمدہ اختیاروں کا مزا پڑا تو اُسنے یہہ بات چاھي کہ بادشاہ کو اُسکے وارث کي جانب سے برھم درھم کرے اور اپنے اختیاروں کو ھمیشہ کے لیئے قایم دایم رکھے چنانچہ اُس نے بادشاہ سے لگانا بجھانا شروع کیا اور قریب تھا کہ بادشاہ کے بڑے بیٹے کو خارج کرکے تخت نشیني حاصل کرے کہ بادشاہ کا بڑا بیٹا چھپ چھپاکر محلونتک پہونچا اور باپ کي محبت کو گرمایا چنانچہ فیروز تغلق نے خواہ

سمجهه بوجهه کر یا اپني محتاجي دیکهکر وزیر سے کناره کیا اور تهوڑے عرصه بعد اپنے بیٹے کو تمام اختیار علانیه بخشی مگر اِس شاهزادے سے جو ناصرالدین کے نام سے نامي گرامي تها سلطنت کے انصرام و اهتمام میں کوئي لیاقت ظاهر نهوئي یهانتک که ایک برس سے کچهه هي زیاده عرصه گذرا تها که اُسکے دو همشیر زادوں نے اُسکو خارج کیا یعني اُنهوں نے عین دارالسلطنت میں ایک فساد برپا کیا اور اپنے نانا جان کے نام سے جسکو اُنهوں نے اپنے قابو میں پهلے سے کرلیا تها اپنے ماموں سے لڑائي باندهي اور سرمور کے پهاڑوں تک اُسکو مارکر بهگا دیا جو جمنا اور ستلج کے درمیان میں واقع هیں اور پهر یهه مشهور کیا که فیروز تغلق نے اپنے نواسه غیاث‌الدین کو تخت اپنا بخشا اور آپ دستکش هوا *

فیروز تغلق کي وفات اور اُسکے قوانین و عمارات کا بیان

بعد اس هنگامه کے تهوڑے دن گذرے تهے که ۲۳ اکتوبر سنه ۱۳۸۸ع مطابق ۳ رمضان سنه ۷۹۰ هجري فیروز تغلق نے نوے برس کي عمر پوري کرکے جهان فاني سے نقل مکان کیا *

اگرچه اُسکے عهد دولت میں کوئي بات عمده اور شایسته ظهور میں نهیں آئي مگر اُن شایسته قانونوں کے باعث سے جو اُسنے جاري کیئے تهے اور اُن عمارتوں کي خوبي سے جو اُسنے فلاح عام کي نظر سے بنوائیں تهیں نهایت معزز و ممتاز هوا تفصیل اُسکي یهه هی که اُسنے سنگین سزاؤنکو بهت کم کیا تها چنانچه جسماني تکلیفوں یعني هاتهه پاوں ناک کان کا کاٹنا یک لخت اوٹها دیا تها اگرچه هاتهه پاوں کا نه کاٹنا قانون شریعت کے صریح مخالف تها مگر وه بادشاه اِسلیئے تعریف کے قابل هی که اُسنے لوگوں کي لعنت ملامت کا اندیشه نکیا علاوه اُسکے وه محصول اُسنے موقوف کیئے جو لوگوں پر نهایت گران و ناگوار اور خود وصول انکا بغایت مشکل و دشوار تها اور ایسے محصولوں سے بهي هاتهه اوٹهایا جو کبهي کبهي حاصل هوتے تهے اور تبدیل و تغیر انکو لاحق رهتي تهي

محاصل سرکاري کو ایسي طرح قایم کیا تها که تحصیلداروں کي خاص رایوں پر بہت تهوڑي باتیں موقوف رهي تهیں اور سرکاري مطالبه تمام لوگوں پر ظاهر و باهر اور تعداد اُسکي تهیک تهیک معین و مقرر هوگئي تهي دهریوں کے دیس نکالے میں کچهه کچهه ڈهنگ اپنے وقتوں کے اختیار کیئے تهے یعني کچهه تعصب کا برتاو بهي تها اور اسرافات پوشش کي روک تهام کے لیئے کوئي قانون قاعده جاري نکیا مگر آپ هي موٹے جهوٹے کپڑے پہنے اور لوگوں کو بهي اسي طرح ترغیب و تحریص اسکي دي اور حقیقت یهه تهي که یهه بات اسکي نہایت عمده اور معقول تهي *

جو جو عمارتیں که اسنے فلاح عام کے لیئے بنوائیں اور انکے خرچ و اخراجات کے واسطے جائدادیں معین کیں تفصیل انکي یهه هی که آب پاشي کي ترقي کي ضرورت سے دریاوں کے وار پار پچاس منبعے نکالے اور چالیس مسجدیں اور تیس بڑے مدرسے اور سو مهمان سرائیں اور تیس تالاب اور سو شفاخانے اور سو حمام اور ڈیڑه سو پل بنوائے اور علاوه عمارات مذکوره بالا کے بہت سي عمارتیں عالیشان اپني خوشي خاطر اور شہر کے زیب و زینت کے لیئے بنوائیں *

اگرچه عمارات مذکوره بالا کي تعدادوں میں دهائیوں اور سیکڑوں کے سوا اکائیوں کے نهونے اور بعض بعض عمارتوں کے بڑي بڑي لاگتوں کے دیکهنے سے فہرست مذکوره کي بناوٹ کا شبهه هوتاهی مگر منجمله اُسکي عمارتوں کے جو جو عمارتیں اب بهي موجود هیں اُنکے دیکهنے بهالنے سے اُسکے بڑے ارادوں اور بڑے کاموںکا ثبوت بخوبي واضح هوتا هی اور سب کاموں سے بڑا کام اُسکا جو فہرست مذکوره مین مندرج هی وه ایک نهر هی جو جمنا کے اُس جگهه سے شروع هوتي هی جہاں وه پہاڑوں سے الگ هوتي هي چنانچه وه نهر کرنال پر گذر کر هانسي هسار کو هوکر دریاے گاگر میں جاپڑتي هي اور پہلے وقتوں میں آگے بڑه کر ستلج میں جاپڑتي تهی معلوم هوتا هی که اب پاشي کي نظر سے اُسکو جاري کیا تها فیروز تغلق کے بعد

شاید وہ نہر جاری نرهي اسلیئے کہ سرکار انگریزي نے جو حصہ اُسکا دوبارہ قایم کیا وہ حصار کے آگے دوسو میل‌تک جاري‌تهي اور اُسیکے ذریعہ سے حال اُسکا دریافت کر سکتے هیں حال‌میں‌اُسمیں پن چکیاں † چلتي هیں جو هندوستان‌میں جاری‌نہ تهیں اور اناج اُنمیں پستا هی علاوہ اُسکے اُنکي بدولت رس اور تیل بهی حاصل هوتا هی اور گول آرے چلتے هیں اور بڑے بڑے لٹهي پهاڑوں سے دیس میں بهاکر لاتے هیں اور ایک قسم کي کشتیوں میں سوداگري کا مال و اسباب بهي آتا جاتا هی مگر بڑا مقصود اُس سے یهہ هی کہ ملک میں آب‌پاشي بخوبي هووے جسکي بدولت ملک کا بهت بڑا خطہ زر خیز هوگیا اور چرواهے کسان بنگئے ‡ *

غیاث الدین تغلق ثاني کي سلطنت کابیان

جوں هي کہ غیاث الدین ثاني تخت سلطنت پر بیٹها تو اُسنے اون رشتہ‌دارونسے چهیڑ چهاڑ شروع کي‌جنکي‌بدولت‌تخت اوسکو نصیب هواتها چنانچہ انجام اُسکا یهہ هوا کہ پانچ مهینے کے اندر اندر فروري‌سنہ ۱۳۸۹ع مطابق صفر سنہ ۷۹۱ هجري میں تخت سے اوتارا اور جان سے مارا گیا *

ابوبکر تغلق کي سلطنت کا بیان

بعد اسکے شاهزادہ ابوبکر تخت نشین هوا جو فیروز تغلق کے دوسري بیٹی کا بیٹا تها اور کل ایک برس سلطنت کرنے پایا تها کہ ناصرالدین ان پهاڑوں سے اوترا جهاں وہ بهاگ کر چهپا تها چنانچہ ناصرالدین ایک فوج لیکر چڑها اور دلي پر قابض هوا مگر بعد اسکے نوامبر سنہ ۱۳۸۹ ع مطابق ذي‌الحجہ سنہ ۷۹۲ هجري میں ایک جهگڑا کهڑا هوا اور کئي

† واضح هو کہ انگریزي زبان میں مل چکي کو کهتے هیں یهہ لفظ هر ایسي کل پر بولا جاتا هی جو گول پهیہ وغیرہ کے گهومنے سے کام اُسمیں هوتا هی خواہ وہ پاني کے زور سے گهومي یا بهاپ کي قوت سے چلے پهرے *

‡ میجر کالون صاحب کي تحریر مندرجہ روز نامچہ ایشیا تک سوسئیٹي بنگال جلد ۲ صفحہ ۱۰۵

مہینے تک برابر قایم رها اور اس جهگڑے میں دلي کي یهه صورت رهي که چند بار ابوبکر اور ناصرالدین کے قبض و تصرف میں آئي گئي یهانتک که ناصرالدین آخرکارغالب آیا اور قبضه اسکا مستقل هوگیا اور حریف اسکا اسیر اُسکا هوا اس جهگڑے میں یهه بات بیان کے قابل هی که ایک هندو سردار رائے سرور نامی ناصرالدین کا بڑا مدد و معاون تها اور میوات کے هندو نهایت گرمجوشي سے ابو بکر کے طرفدار تهے اور جب که ناصرالدین کو یهه بات ثابت هوئي که بادشاهي فوج میں بیگانه ملک کے لوگ اُس سے عداوت رکهتے هیں تو اسنی انکو دیس نکالا دیا اور جن لوگوں نے اپنا اوپرا پن چهپایا تو امتحان اندایشي طرح عمل میں آیا جیسی یهودیوں میں شبلت † کے لفظ سے کیا گیا تها یعني جو لوگ ایک لفظ هندي کا جو خاص هندي زبان کا تها نه بول سکے تو وہ اوپري ٹهرائے گئے اور اسي بات سے دریافت هوتا هی که جب سے غور و هند کي سلطنتیں علحدہ هوئیں تو اسي زمانه سے هندوؤں اور هندوستان زاے مسلمانوں کے قدر و منزلت بڑہ گئي *

ناصرالدین تغلق کے دوبارہ بادشاهت کرنےکا بیان

اگرچه اس بادشاہ کے عهد دولت میں بڑي بڑي خرابیاں اور بهت بهت پریشانیاں قایم رهیں مگر کئي باتیں ایسي ظهور میں آئیں که وہ عهد اُنکي بدولت معزز و ممتاز هوگیا *

گجرات کا حاکم فرحت‌الملک باغي هوا اور سردار مظفر خاں نے اُسکو پس پا کیا مگر بعد اُسکے اگلي سلطنت میں خود مظفر خاں بهي باغي هوگیا اور راٹهور کے راجپوتوں نے جمنا پار بغاوت کے نقشے جمائے غرض که بادشاهي حکومت کا ڈهچر بگڑ گیا اور جابجا ضعف اُسکا ظاهر هوگیا *

---

† عهد عتیق کے کتاب قضات کے بارهویں باب کا ملاحظه چاهیئے

بادشاہ کا وزیر نو مسلم اپنے بھتیجے کے الزام لگانے سے جو مسلمان اب تک نہ ہوا تھا مارا گیا بعد اُسکے جب ناصرالدین مرگیا تو ہمایوں اُسکا بیٹا تخت نشین ہوا مگر جب پینتالیس دن گذرے تو وہ بھي گذر گیا اور محمود اُسکا چھوٹا بھائي بڑے بھائي کي جگہہ تخت پر بیٹھا *

محمود تغلق کا بیان

یہہ شہزادہ سنہ ۱۳۹۴ع مطابق سنہ ۷۹۶ ہجري میں تخت نشین ہوا مگر کم سنے کے باعث سے بادشاہت کے گئے گذري رعب داب کو بحال نکرسکا چنانچہ گجرات کا حاکم مظفر خاں خود مختار ہوگیا اور بادشاہي کرنےلگا اور مالوہ جو دکن سے الگ ہوکر دلي کے شامل ہوگیا تھا ہمیشہ کے لیئے دلي سے الگ ہوگیا اور خاندیس کا چھوٹا صوبہ بھي قبضہ سے نکل گیا غرض کہ نئي نئي سلطنتیں قایم ہوگئیں. اور اکبر کے زمانہ تک قایم رہیں *

بادشاہت کي تباہي اور تیمور کي چڑھائي کا بیان

خاص وزیر نے جونپور پر قبضہ کیا اور نئي سلطنت قایم کي اور اُسي زمانہ میں عین دارالسلطنت میں کئي گروہ قایم ہوئے چنانچہ اپسمیں لڑ بھڑ کر لہو کے ندي نالی بہائے باقي صوبوں کا یہہ حال ہوا کہ خود بادشاہ اور اسکے مخالفوں کي پروا بھي نکي اپس میں لڑنے جھگڑنے لگی چنانچہ یہہ لوگ آپس میں لڑ جھگڑ رہے تھے کہ تیمورلنگ انکے سر پر ٹوٹا اور سارے گروہوں کو مار مار کر خراب و خستہ کیا *

اگرچہ تیمور نے اتنی تاتاري لوگ اکھٹے نکئے تھے جتنے کہ چنگیز خاں نے جگہہ جگہہ سے فراہم کیئے تھے مگر باوجود اسکے اسیطرح ادھر اودھر سے جمع کرکے اُسیکي مانند اس پاس کے ملکوں میں لوٹ مار کرتا پھرتا تھا اگرچہ تیمور اپني† ذات کا ترک اور مذہب کا مسلمان اور کسیقدر تربیت

---

† تیمورلنگ یا امیر تیمورجیسي‌کہ ایشیاوالے اُسکو پکارتے ہیں مقام کیش میں پیدا ہوا جو شہر سمرقند کے پاس واقع ہی اور وہاں ترکي فارسی دونوں زبانیں

یافتہ ولایت میں پیدا ہوا تھا مگر لڑنے بھڑنے کے رنگ ڈھنگ اُسکے ویسے ہي وحشیانہ تھے جیسے کہ چنگیز خاں مغل کے طور طریقے تھے علاوہ اسکے ملکي انتظاموں میں بھي ویسا ہي کوتاہ اندیش تھا جیسا کہ چنگیز خاں مغل تھا مگر بادشاہي اسکي چنگیز خاں کي بادشاہي سے بہت تھوڑے دنوں قایم رہي چنانچہ جن جن ملکوں میں بڑي دوڑ دھوپ اسنے کي تھي انکے بڑے بڑے حصوں کو بھي اپنے قبضہ میں نرکھا اور اسکي بادشاہي کے حصوں میں سے جو حصہ اسکے خاندان میں باقي رہے اور شاداب اور آباد بھي ہوئے تو ساري وجہہ اسکي یہہ تھي کہ اسکي آل و اولاد کے چال ڈھال اسکی چال چلن کے مخالف تھے تیمور نے ایران و ماوراءالنہر کو فتح کیا باقي تاتار اور جارجیا اور میسوپٹیمیا اور کچھہ تھوڑا سا حصہ روس اور سائي بیریا کا ایران و ماوراءالنہر کي فتح سے پہلے پہلے خاک سیاہ کر چکا تھا کہ بدون کسي نزاع سابق کے ہندوستان کي بودي بادشاہت پر دھاوا کیا *

شروع بہار سنہ ۱۳۹۸ع مطابق سنہ ۸۰۰ ہجري میں تیمور کا پوتا پیر محمد نامي جو سلیمان کے پہاڑوں والی پٹھانوں کے دبانے میں مصروف تھا مقام اُچھہ کے قریب اٹک پار اوترا اور ملتان کا محاصرہ کیا ‡ جسمیں چھہ مہینے سے زیادہ زیادہ صرف ہوئے اور تیمور اُسي زمانہ میں کوہ ہندو کش سے گزرکر براہ معمولي کابل میں داخل ہوا † اور

بولتی ہیں خاندان اُسکا دو سو برس سے وہاں بستا رہتا تھا تیمور دور کے رشتہ سے یہہ دعوی کرتا تھا کہ میں چنگیز خاني ہوں مگر حقیقت یہہ ہی کہ نانا اُسکا برلاس کے قوم کا ایک افسر تھا

‡ تیمورلنگ نے جو کام ہندوستان میں کئي تمام بیان اُنکا پرایس صاحب کي تاریخ جلد ۳ صفحہ ۲۱۹ وغیرہ اور رینل صاحب کي سرگذشت تیمور صفحہ ۱۱۵ وغیرہ اور برگز صاحب کے ترجمہ تاریخ فرشتہ سے لیا گیا

† ہندوستان کے مہم سے پہلے پہلے جو مہم تیمور نے پہاڑوں کي سیاہ پوش کافروں پر کي تھي اُس مہم کے بیان کو میراخوند کے بیان سے پرایس صاحب نے نقل کیا اور پڑھنے والی کے لیئے نہایت دلچسپ ہی

ماہ اگست سنہ الیہ میں وهاں سے آگی کو بڑھتا چلا چنانچہ هریوب اور بانو کے رستہ سے دنکوت کو پہونچا ‡ اور لکڑي سرکنڈوں کے پل بناکر اٹک سے پار اوترا اور جهلم پر پہونچکر تلنبا میں داخل هوا اور بیچ کے ملکوں کو جگہہ جگہہ مطیع اپنا کرتا چلا گیا اور تلنبا سے بہت سا روپیہ حاصل کیا مگر کہتے هیں کہ وہ شہر اسکي فوج کے هاتهوں سے بلا حکم اسکي برباد هوا اور سارے باشندے جان سے مارے گئے *

جب کہ تیمور تلنبا میں داخل هوا تو اسي زمانہ میں پورے محاصرہ کے ذریعہ سے ملتان فتح هو چکا تها مگر برسات اسقدر برسي کہ پیرمحمد، کے گهوڑے مرگئے یہاں تک کہ وہ بستي میں پڑے رهنی پر مجبور هوا اور بستي سے باهر نہ آسکا اور جب کہ پچیسویں اکتوبر سنہ ۱۳۹۸ع کو تیمور ملتان کے قریب آپہونچا تو پیر محمد نے تهوڑي فوج اپني ملتان میں چهوڑي اور اپ استقبال کو روانہ هوا چنانچہ دریاے ستلج پر دادا جان کي ملازمت حاصل کي بعد اسکي تیمور تهوڑي فوج لیکر اجودهن کے جانب کو آگی بڑها مگر وهاں کوئي مقابلہ پیش نہ ایا یعني کوئي اسکي سامنی نہ پڑا اور چو کہ وہ بستي ایک بڑے اولیا (یعني بابا فرید شکرگنج) کے مزار کي بدولت مشہور و معروف تهي تو اسکي پاس و آداب سے وہ دوچار باشندے جو بهاگي تاگی نتھے حوالہ شمشیر نکیئی گئی بعد اسکي تیمور لنگ بتنیر پر گیا اور دیس کے اُن لوگوں کو قتل کیا جو شہرکے فصیل میں جان بچائے پڑے تهے یہاں تک کہ وہ شہر چند شرطوں پر مطیع و محکوم اسکا هوا مگر ان غلط فہمیوں کے باعث سے جو تیمور کي اطاعت میں مطیعوں کو همیشہ پیش آتي تهیں وہ بستي جلائي گئي اور تمام باشندے جان سے مارے گئے بعد اسکي سامانہ کا ارادہ کیا اور جهاں جهاں گذرتا گیا باشندوں کو قتل کرتا گیا یہاں تک کہ خود سامانہ پر اپني فوج کے بڑے حصہ سے جاکر مل گیا اور ادهر اودهر دهاک اسکي ایسي

‡ واضح هو کہ دنکوت کا مقام اب تک ٹهیک ٹهیک دریافت نہیں هوا مگر غالب یہہ هی کہ سلسلہ کوہ نمک کے جنوبي جانب میں واقع هوگا

پڑي كه سامانه سے اگلے شہروں کے لوگ اپنے گھر بار چھوڑ چھاڑ کر چنپٹہ هوگئی اور یہي وجہہ هوئي كه بعد اسکی عام قتل كي نوبت نه پهونچي مگر باوجود اسکے بهي بہت سے لوگ اسير پنجه بلا هوئی غرض که بارهویں دسمبر سنه اليه کو دلي ميں داخل هوا اور تمام اُن قيديوں کو تيغ ظلم کے حواله کيا جو پندره برس سے زیاده عمر کے تھے چنانچه تعداد ان مقتولوں کے مسلمان مورخوں نے معمولي مبالغه كي رو سے بقدر ایک لاکهه کے بیان کي هی *

هندوستاني فوج کي شکست اور دلي کي تباهي کا بيان

جب که فوج هندوستاني جو گنتي ميں تھوڑے اور پھوٹ میں پورے تھي شکست فاحش کھاکر دلي ميں داخل هوئي تو محمود تغلق نے گجرات کا رسته ليا اور دلي والوں نے جاں بخشي کے پکے پورے وعدوں کے بهروسے پر تيمور کي اطاعت کام ناکام اختيار کي چنانچه بعد اسکے سترویں دسمبر سنه اليه کو تيمور هي هندوستان کا بادشاه پکارا گيا *

بعد اسکے جو امر ناگزير پيش آيا وه تيمور کے اُن وعدوں سے اسيقدر مطابق هی جو مطيعون کي جان و مال کے حفظ و حراست کے ليئے پيش کيا کرتا تها مگر هم اسبات ميں حيران هيں که هم اُسکو اُسکي دغابازي سے نسبت کریں يا اُسکي فوج سفاک کي قديمي خونريزي اور خود سري کو اُسکا باعث ٹهہراویں مگر بڑے معتبر مورخ حادثه مذکوره کے اغاز و ابتدا کو فوج کي خودسري سے نسبت کرتے هيں اور اصل اُسکي يهه هی که جب شہر والوں نے فوج کي لوٹ کهسوٹ کے مارے فوج کا مقابله کيا تو فوج نے یہاں تک خونريزي کي که کشتوں کے پشتے لگ گئي اور لاشوں کے انباروں سے بعض بعض کوچوں ميں آنے جانيکي راه مسدود هوگئي اور جب که شہر کے دروازه توڑے گئے تو ساري فوج اندر گهس گئي اور ایسا قتل عام کيا که بیان کي نسبت خيال اُسکا اسان هی چنانچه پانچ دن تک شہر کا لٹنا کهسٹنا اور جلنا پهکنا چپ چاپ اپني آنکهوں سے دیکهتا

ترها اور یاروں رفیقوں سمیت اپني فتح کي جشن اوڑاٸے گیا یہاں تک کہ جب فوج اُسکي مارتے مارتے هار گٸي اور لوت کھسوت کے لیٸے مال اور اسباب بهي باقي نرها تو فوج کو کوچ کا حکم سنایا گیا اور روز روانگي یعني ۳۱ دسمبر سنہ الیہ کو اُس سنگ مرمر کي شفاف و پاکیزہ مسجد میں جسکو فیروز تغلق نے جمنا کے کنارے پر بنایا تھا بہت گڑگڑا کر خداے بےنیاز کا شکر ادا کیا † *

کہتے هیں کہ تیمور دلي سے بہت سي غنیمت لیگیا اور هر درجہ کے عورت مردوں کو لونڈي غلام اُسنے بنایا اور شہر سمرقند میں ایک بڑي مسجد بنانیکے لیٸے بڑے بڑے باني‌کار معمار اور اچھے اچھے سنگ تراش اپنے همراہ لیگیا *

تیمور کے هندوستان سے چلے جانے اور اُسکي عادتوں کا بیان

بعد اُسکے تیمور میرتھہ کو گیا اور وهاں جاکر قتل عام کیا اور گنگا سے پار اوتر کر کنارے کنارے هردوار تک وهاں پہونچا جہاں گنگا پہاڑوں سے الگ هوتي هی چنانچہ پہاڑوں کے دامن میں هندوؤں سے کٸي ایسي لڑاٸیاں لڑا جنمیں خود تیمور ایسا بیجان هوکر لڑا بوڑا تھا جیسا کوٸي ادنی سپاهي لڑتا هی اور کڑي کڑي تکلیفیں اوٹھاٸیں اور وہ تکلیفات اِس وجہہ سے زیادہ عجیب غریب معلوم هوتي هیں کہ اُسوقت اُسکي عمر ۶۳ برس کي تھي بعد اُسکے پہاڑوں کے تلے تلے جموں تک پہونچا جو لاهور کے شمال میں واقع هی اور وهاں سے جنوب کو هوکر اُس رستہ کو هولیا جس رستہ سے هندوستان میں ایا تھا اور هندوستان کو نہایت بے انتظامي اور قحط عظیم اور وباے عام کي بلاؤں میں مبتلا چھوڑکر دسویں مارچ سنہ ۱۳۹۹ع مطابق سنہ ۸۰۱ هجري کو هندوستان کي حدوں سے

† یہہ پرایس کا مقولہ هی جو بظاهر میرخوند سے ماخوذ هی

باهر نکل گیا † واضح هو که تیمور کي عادات اُسکے فعلوں سے دریافت کرني چاهئیں نه اُسکے مداحوں کي تعریفوں سے جو اُنهوں نے اُسکي نسبت بیان کیں اور نه اُسکے خاص اُن قولوں سے جو اُسیکے حکم نافذ سے در باب تکمیل حکومت کے خاص اُسیکے خیالوں کے موافق قلمبند هوئے چنانچه اُسکي سرگذشتوں کے دیکهنے سے جنکو آپ اُسنے اپني زندگي میں تحریر کیا اُسکي عادتوں کي برائي بهلائي تهیک تهیک معلوم هو جاتي هی ‡ اور وه سرگذشت اُسنے ترکي زبان میں صاف صاف اور خوب اراسته پیراسته لکهي هی اور یهه شک شبهه که اپ اُسنے لکهي یا کسي اور آدمي نے لکهي اُسکي اس سادہ لوحي سے رفع هوجاتاهی که اُسنے اپني دغا بازي اور حیله سازیکو کهلم کهلا اور پوست کنده لکها هی اور جگهه جگهه آپ کو ایسا پاک طینت اور صادق القول لکها هی که بڑا سا بڑا خوشامدي بهي ایسا نه لکهتا اور فریب اور مکاري اور عقیدوں کے فساد اور عبادتوں کے حال جو اُسمیں بیان کیئے هیں کوئي شخص اُسکی سوا اُنکو ظاهر نهیں کوسکتا یهه حالات اُسکي دلاوري هوشیاري فطرت اور آدمیوں کے حالات سے بخوبي واقف هونے پر اور بحسب حال اور موقع کے عمل در آمد کرنیکي جسارت کے ساتهه آدمي کے اوصاف وعادات کا ایک ایسا عجیب غریب نقشا هی جو کبهي دیکهنی میں نهیں آیا اور جب که وحشي فیروز مندوں کے حاکمانه کلام اُن بادشاهوں کے عمده کلاموں سے مقابله کیئے جاتے هیں جنکو وحشي فیروزمند دهمکاتے هیں اور وه بادشاه لطایف الحیل سے جان اپني بچاتے هیں تو هم اسبات پر مایل هوتے هیں که اُن وحشي فیروزمندوں کو اکهڑ سپاهي اور گنوار کا لٹهه تصور کریں مگر تیمور کي ذاتي خصلتیں ایسي تهیں جیسے کسي مکار مدبر کي هوتي هیں اور غالب یهه هی که ایسي هي لیاقتوں کي وجهه سے اور تاتاري فتحمند بهي بهت سے سرداروں سے سبقت لیگئے جو سپهگري کے فنون و لوازم میں کچهه اُنسے کم نتهے *

† تیمور اسوقت اُس مشهور مهم پر جاتا تها جو اُسنے حجازت پر کي تهي

‡ توزک تیموري کا ترجمه میجر سٹوارت صاحب کا

چنگیز خاں اور تیمورلنگ کي تاریخوں میں ایک طرح کي مناسبت پائي جاتي هی مگر منجمله ان دونوں اعداے نوع بشر کے چنگیز خاں نهایت خشمناک اور سخت بیباک سفاک اور تیمور لنگ بڑا دغاباز اور حیله ساز تها *

دلي کي بد عملي کا بیان

تیمور کے جانے پر دو مهینے گذرنے تک دلي میں کوئي حکومت باقي نرهي بلکه باشندے بهي تهوڑے رهگئے بعد اُسکے دلي کي حکومت پر جهگڑا قایم هوا چنانچه ایک سردار اقبال نامي جو محمود تغلق کے عهد دولت میں تهوڑا بهت اختیار رکهتا تها آخرکار کامیاب هوا اور سنه ۱۴۰۰ ع مطابق سنه ۸۰۲ هجري میں چند بار آسنے دلي کے آس پاس کے اضلاع سے آگے بڑهنا چاها اور حکومت کي وسعت چاهي مگر وه ناکام رها اور اقبال اُسکا یاور نهوا یهانتک که ملتان کے دور دراز مهم میں مارا گیا *

بعد اُسکے سنه ۱۴۰۵ ع مطابق سنه ۸۰۸ هجري میں محمود تغلق گجرات سے واپس آیا اور تهوڑے عرصه تک وظیفه داروں کیطرح سے دلي میں رهتا سهتا رها اور پهر قنوج میں مقیم هوا جو جونپور کے بادشاه کا علاقه تها اور اپنے وقتوں میں اقبال نے بهي چند بار اُسکا اراده کیا تها مگر جب که اقبال کا ادبار آیا اور آسنے انتقال کیا تو سنه ۱۴۱۲ ع مطابق سنه ۸۱۴ هجري میں محمود تغلق نے دوباره تخت پر جلوس کیا مگر حقیقت یهه تهي که وه نام کا بادشاه رها اور بیس برس کے بعد اپني موت مرگیا بعد اُسکے دولت خاں لودهي جانشین اُسکا هوا اور اُسکي تخت نشیني پر کل پندره مهینے گذرے تهے که سنه ۱۴۱۴ ع مطابق سنه ۸۱۷ هجري میں خضر خاں حاکم پنجاب نے اُسکو خارج کیا اور سیدهي راه اُسکو بتائي *

سیدوں کي حکومت کا بیان

زمانہ مذکورہ بالا سے چھتیس برس تک بلاد هندوستان میں کوئي قام کي سلطنت بهي باقي نرهي باقي خضر خاں جو سنہ ۱۴۱۴ع مطابق سنہ ۸۱۷ هجري میں حاکم هوا وہ تیمور کي نیابت کے بهانہ سے بلاخطاب بادشاهي اور بلا لوازم سلطاني حکومت کرتا رها اور اصل حقیقت یہہ تهي کہ اگرچہ خضر خاں خاص هندوستان میں پیدا هوا تها مگر اصل و نسب سے بني فاطمہ تها اور اسي شخص اور اُسکے تین اولادوں کي تخت نشیني سے سیدوں کي سلطنت کا خاندان قایم هوا منجملہ اُنکے ایک سید مبارک تها جو سنہ ۱۴۲۱ ع میں حاکم هوا اور دوسرا سید محمد جسنے سنہ ۱۴۳۵ ع میں حکومت کو سنبهالا اور تیسرا علاوالدین جو سنہ ۱۴۴۴ ع میں حکم راني کرنے لگا باقي خضر خاں کي یہہ صورت تهي کہ دلي کے علاوہ کوئي ضلع یا پرگنہ اُسکے قبض و تصرف میں نتها یہاں تک کہ پنجاب اُسکا اصلي صوبہ بهي بهت جلد اُس سے باغي طاغي هوگیا تها چنانچہ خاندان اُسکا پنجاب کے کسیقدر حصہ کے واسطے اپنے عہد حکومت میں لڑتا جهگڑتا رها مگر اُسکے خاندان والوں نے اپني حکومتوں کا بڑهانا چاها چنانچہ بڑي گرمجوشي سے چند مرتبہ راجپوتوں کي سرحدوں اور صوبہ مالوہ پر کڑے کڑے دهاوے کیئے مگر علاوالدین کے عہد حکومت میں جو سب سے پچهلا حاکم تها حدود اُنکے اضلاع مقبوضہ کي شہر پناہ کي ایک جانب کل ایک میل سے اور باقي کسي طرف بارہ میل سے زیادہ نتهي هاں اُسکے قبض و تصرف میں بدایوں تها جو دلي کے شرقي جانب میں سو میل کے فاصلہ پر واقع هي یهانتک کہ علاوالدین آخرکار اُسي جگهہ چلا گیا اور شہر دلي کو بهلول خاں لودهي کے حوالہ کیا جسنے بادشاهي کا خطاب اختیار کیا اور بعد اُسکے علاوالدین نے سنہ ۱۴۵۰ ع مطابق سنہ ۸۵۴ هجري میں گوشہ‌نشیني اختیار کي *

لودھیوں کے خاندان کا بیان

بہلول لودھي کا بیان

واضح هو كه اس بهلول خاں كے باپ دادے تجارت كي بدولت دولتمند هوئے تھے اور دادا اُسكا فيروز تغلق كے زمانه ميں جو پٹھانوں كا مائي باپ تھا ملتان كا حاكم تھا باپ اُسكا اور نيز كئي چچا اُسكے سيدوں كے عہد حكومت ميں فوج كے افسر تھے چنانچه منجمله اُنكے اسلام خاں ايسا ذي اختيار و صاحب قوت تھا كه اپني قوم كے بارہ هزار آدميوں كو تنخواہ اپنے گھر سے ديتا تھا غرض كه اِس خاندان كي قوت و مكنت اور نيز بعض بعض بھائي بندوں كي غمازي سے سيد محمد كو رشك پيدا هوا چنانچه لودھيوں پر بڑے بڑے ظلم ستم هوئے اور پہاڑونميں بھگائے گئے مگر يهه لوگ اسوقت تك سيدوں كي حكومت كا مقابله كرتے رهے كه بهلول خاں كو پہلے پہل سهرند پر اور بعد اُسكے تمام پنجاب پر قبضه كرنيكا موقع هاتهه آيا *

بهلول خاں كو حميد خاں وزير نے بلايا تھا جو پہلے پادشاہ كا وزير تھا مگر جب كه بهلول خاں نے يهه ديكھا كه يهه وزير اُسكي اصل نهيں سمجھتا تو اُسنے ايك تدبير سے اُسكو گرفتار كيا اور اُسكي بات كو خاك ميں ملاكر ملكي انتظاموں سے هاتهه اُٹھانے اور كنج عزلت ميں بيٹھنے پر اسكو مجبور كيا *

بهلول خاں كي تخت نشيني پر دلي كي سلطنت ميں پنجاب داخل هوگيا تھا اور سيدونكے زمانه ميں ملتان خود مختار تھا اور جبكه بهلول اُسپر چڑھكر گيا تو شاہ جونپور كے دھاوں كے مارے جسنے دلي كا محاصرہ كيا تھا پچھلے پيروں واپس آيا غرض كه سنه ۱۴۵۲ ع مطابق سنه ۸۵۶ هجري ميں شاہ جونپور سے لڑائي شروع هوئي اور چھبيس برس تك قايم رهي مگر اسكے درميان ميں كبھي كبھي تھوڑے دنوں كے ليئے بغاوت كي صلح آشتي بھي هوتي رهي چنانچه انجام اُسكا يهه هوا كه سنه ۱۴۷۸ ع مطابق

سنه ۸۸۳ هجري میں جونپور فتح هوا اور همیشه کے لیئے دلي کي سلطنت میں شامل هوگیا بہلول اس طول طویل لڑائي کے بعد دس برس تک زنده رها اور چهوتي چهوتي لڑائیاں لڑا کیا اور ادهر اودهر کے ملکوں کو فتح کرتا رها یہانتک که سنه ۱۴۸۸ ع مطابق ۸۹۴ هجري میں مرگیا اور مرتے دم تلک اتنا ملک چهوڑ گیا که جمنا سے کوه همالیه تک اور جمنا کے مشرق میں بنارس تک اور آسکے مغرب میں بندیل کهنڈ تک پهیلا هوا تها *

سکندر لودهي کي سلطنت کا بیان

اس بادشاه کي تخت نشیني پر اُسکے بهتیجے شیر خواره کیطرف سے چند سرداروں نے جهگڑا کهڑا کیا اور اس بادشاه کے دو بهائیوں نے میدان کي لڑائیاں قایم کیں اور هتیاروں کي نوبت پهونچائي اور منجمله اُنکے ایک بهائي بہت جي توڑ کر لڑا مگر سکندر سب پر غالب آیا اور جو لوگ اُنکے شریک حال تهے اُنسے اچهي طرح پیش آیا اور اپنے بهائي بندوں پر بہت سي مہرباني کي اور صوبه بہار کو بنگال کي سرحدونتک دلي کي سلطنت میں شامل کیا اور بندیل کهنڈ کیجانب میں بهي اپنے ملک کو وسعت بخشي مگر یهه بادشاه منجمله اُن متعصب بادشاهوں کے تها جو دلي کے تخت پر بیٹهے تهے چنانچه جو شهر اور قلعه هندوؤں کے فتح کرتا تها تو اُنکے مندروں کو ڈها پهوڑ کر برابر کردیتا تها اور تیرته جاتره اور جمنا گنگا کے اشنان سے روکتا ٹوکتا تها یہانتک که ایک موقع پر اُسنے اپنے تعصب کي نوبت ظلم و ستم کي غایت تک پهونچائي یعني ایک † برهمن اس مسئله کے شایع کرنے میں بہت سرگرم تها که اگر تمام مذهبوں پر جي جان سے عمل کیا جاوے تو خدا کے نزدیک برابر مقبول هیں چنانچه اُسنے اُس برهمن کو اپنے روبرو طلب کیا اور باره فاضلوں

---

† یهه برهمن معلوم ایسا هوتا هي که کبیر کے چیلوں میں سے تها جو ایک هندو حکیم تها اور اسي صدي کے شروع میں اسي قسم کے مسائل کي تعلیم کیا کرتا تها

کے سامنے ثبوت اُس مسئلہ کا اُس سے چاہا اور جب کہ اُس نے اپنے مسئلے نچھوڑے تو اُسکو قتل کرایا *

علاوہ اُسکے جب ایک مسلمان نے کسي جگھہ پر تیرتہ جاترہ کي روک توک پر اُسکو سمجھایا اور گونہ ملامت کي تو اُسنے اپني تلوار سونت کر اُسپر چلائي کہ اي بدبخت تو بت پرستي کا حامي ہوتا ہی مگر جب اُس نے یہہ عرض کیا کہ میں بت پرستوں کا مدد و معاون نہیں بلکہ میري غرض یہہ ہی کہ بادشاہوں کو یہہ امر شایان و سزاوار نہیں کہ وہ اپني رعایا کو ستایا اور اُنکے دلوں کو دکھایا کریں تو وہ گونہ ٹھنڈا ہوا اور غصہ اُسکا دھیما پڑا *

ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ جب وہ اپنے بھائي پر چڑہکر جاتا تھا تو اُسکی حق میں ایک قلندر نے فیروزمندي کي دعا کي اور اُسنے یہہ بات کہي کہ بابا تو اُسکے حق میں دعاکر جو اپني رعایا کا بھلا چاھے *

یہہ بادشاہ ایک شاعر تھا اور عالم فاضلوں کو بہت مانتا تھا اٹھائیس برس سلطنت کرکے آگرہ میں اس جہاں فاني سے گذرا *

ابراھیم لودھي کي سلطنت کا بیان

یہہ بادشاہ اپنے باپ کا جانشین ہوا مگر اپنے باپ کي خوبیوں سے محض معرا تھا یہاں تک کہ بھائي بند اُسکی اُسکے غرور و نخوت کے باعث سے سخت متنفر اور سردار اُسکے اُسکي وھمي مزاج کے مارے تنگ اور پریشاں تھے چنانچہ ان باعثوں کي ضرورت سے اُسکي سلطنت میں روز روز شور و فساد برپا رھے یہاں تک کہ شروع سلطنت میں اُسکا ایک بھائي جونپور کا بادشاہ پکارا گیا مگر بارہ مہینے کے اندر اندر مغلوب ہوا اور ابراھیم نے اُسکو پوشیدہ پوشیدہ قتل کیا اور باقي بھائیوں کو عمر بھر قید رکھا بعد اُسکے ایک سردار اسلام خاں نامي باغي ہوا اور عین میدان میں مارا گیا اور بہت سے بڑے بڑے آدمي اور صوبوں کے حاکم بغاوتوں میں شریک ہونے سے اور بہت سے لوگ شک شبہہ میں کھلم کھلا مارے گئے

اور بہت سے لوگوں کو قید کرکے درپردہ قتل کرایا اور ایک حاکم کو ایسی حالت میں مروا ڈالا کہ وہ اپنی گدي پر بیٹھا تھا غرض کہ ایسی کاموں سے لوگوں کا اطمینان اوٹھہ گیا اور بہت سے سردار اسکے باغي طاغي هوگئی یہاں تک کہ ملک کا مشرقي حصہ بالکل قابو سے نکل گیا اور دریا خاں لوحاني کا مطیع و محکوم هوکر بجاے خود مستقل هوگیا اور جب دریا خاں لوحاني مرگیا تو آسکی بیٹے نے بادشاهي کا خطاب اختیار کیا *

هندوستان پر بابر کي چڑهائي کا بیان

پنجاب کے حاکم دولت خاں لودهي نے اور سرداروں کے قتل و قمع سے خوف کهاکر بغاوت اختیار کي اور اپني امداد و اعانت کے لیئے بابر بادشاہ کو بلایا جو تهوڑي مدت سے کابل میں سلطنت کرتا تها مگر پہلے اس سے بابر ملک پنجاب پر حملہ کرچکا تها اور دعوی اُسکا یہہ تها کہ پنجاب کا ملک میرے جدامجد تیمور لنگ کا ترکہ هی اور میں اُسکا وارث هوں اور اب جو دولت خاں نے اسکو بلایا تو اسنے بڑي خوشي سے قبول کیا مگر بعض بعض پٹهان سرداروں نے یا تو ابراهیم شاہ لودهي کے نمک کا حق بجاکر یا بیگانہ آدمي یعني بابر بادشاہ سے نفرت کرکے غرض کہ کوئي سبب قایم کیا جاوے دولت خاں کو حکومت گاہ سے خارج کیا اور بابر سے بمقابلہ پیش آئے مگر انجام اُسکا یہہ هوا کہ سنہ ۱۵۲۴ ع مطابق سنہ ۹۳۰ هجري میں لاهور کے قریب اُنکو شکست فاحش نصیب هوئي اور بابر کي فوج نے لاهور کو جلا پهونک کر خاک سیاہ کیا بعد اُسکے دیپالپور پر چڑهائي کي اور محصوروں کو پکڑ جکڑ کر گردن مارا اور اسي جگہہ دولت خاں بابر کي خدمت میں حاضر آیا مگر تهوڑے دنوں بعد اُسکے ارادوں کي نسبت بابر کو کچهہ شبہہ دامنگیر هوا چنانچہ اُسنے بیٹوں سمیت اُسکو مقید کیا اور جب تهوڑي مدت گذرنے پر بابر نے ترس کهایا تو اُسنے اُسکو رها کیا اور نہایت تعظیم تکریم سے پیش آکر جاگیر اُسکے لیئے مقرر فرمائي مگر باوجود اس مدارات اور خاطرداري کی اُس بے اعتباري

کو رفع نکرسکا جو دولت خاں اور اُسکے بیٹوں کے دلوں میں اُسکی طرف سے مستقر و متمکن هوئی تهی یہاں تک که جب بابر دلی کی جانب روانه هوا اور رفته رفته شهر سہرند تک پہونچا دولت‌خاں ایک بیٹی سمیت باغی هوا † اور پہاڑوں میں چلا گیا چنانچه بابر نے ایسے خطرناک دشمن کو پیچهے چهوڑنا مناسب نسمجها اور کابل کو لوٹنے کا اراده کیا مگر باوجود اُسکے اُن ملکوں پر جما رها جنکو اُسنے فتح کیا تها اور اپنے اعتمادی لوگوں کو اُنپر مقرر کیا چنانچه ابراهیم شاه کے چچا علاوالدین کو دیبال پور پر چهوڑا مگر ایسا معلوم هوتا هی که یهه علاوالدین ابراهیم کی قید سے بهاگ کر بابر کے پاس ایا تها بعد اُسکے جب کابل کی طرف کو بابر آگے بڑها تو دولت خاں نے ملک پنجاب کو روند سوند کر پامال کیا اور جب علاوالدین اُسکا مقابله نکرسکا تو وه بهی کابل کو چلتا هوا مگر دولت خاں کا انجام یهه هوا که بابر کے ایک سردار نے اُسکو شکست دیکر مغلوب کیا اور جب که بابر شهر بلخ کو اوزبکوں کی شر و آفت سے بچا رها تها تو اُسنے علاوالدین مذکورالصدر کو هندوستان کی جانب روانه کیا اور اپنے سرداروں کے نام اُسکی امداد و اعانت کے لیئے پروانه بهیجے غرض که علاوالدین اُن سرداروں کی امداد و کمک سے دلی کو روانه هوا اور نوبت اُسکی یهه پہونچی که جو لوگ ابراهیم شاه کی فوج سے ناراض هوکر آتے تهے وه علاوالدین کے لوگوں میں داخل هوتے تهے یہاں تک که رفته رفته فوج اُسکی چالیس هزار آدمیوں کے لگ بهگ هوگئی غرض که علاوالدین اس فوج کو همراه اپنے لیکر دلی کی رونی تک پہونچا اور ابراهیم شاه سے لڑ بهڑ کر شکست فاحش کهائی اور بابر اُس زمانه میں بلخ کا جهگڑا چکاکر لاهور تک پہونچا تها اور دولت خاں کے پیچهے پہاڑوں میں گیا

---

† دولت خاں کا دوسرا بیٹا دلاور نامی بابر کا مطیع و محکوم رها اور وه بابر کا معتمد تها خطاب اُسکا خان‌خاناں اور وه خود دلی کے دربار میں دوسرے درجه کا امیر تها اور همایوں اور بابر دونوں باپ بیٹوں کے عهد دولت میں بڑا ذی اختیار رها

تھا چنانچہ دولت خاں نے جان اپني بچائي اور بابر کي اطاعت قبول کي اور قلعہ کو ملازمان بابري کے سپرد کیا † بعد اُسکے پہاڑوں پہاڑوں بابر روپڑ میں داخل ہوا جو ستلج کے کنارے لودھیانہ سے اوپر کي جانب کو واقع ھی اور روپڑ سے سیدھا دلي کو روانہ ہوا اور پاني پت کے ڈیروں ابراھیم‌شاہ کے پاس پروس آپ کو پایا جو اُسکے مقابلہ کے واسطے ایک لاکھہ آدمي اور ایک هزار هاتھي لایا تھا اور بابر کے روبرو ایساهي لوگوں نے بیان کیا اور جب کہ بابر ابراهیم شاہ کے لشکر کے قریب آیا تو ایک مقام اُسنے پسند کیا اور اپنے توپوں کو چمڑے کي رسیوں سے اکھٹا کرکے باندھا اور توپوں کے آگي پیادوں کي صفیں باندھیں اور پیادوں کے آگے چھاتي چھاتي برابر دمدمی باندھے اور علی هذالقیاس اُسنے بازوں کو بھي دمدموں سے مضبوط و مستحکم کیا اور فوج اُسکي کل بھیڑبنگاہ سمیت بھي بارہ هزار آدمیوں سے زیادہ نتھے اور جب کہ ابراهیم اُسکے بہت قریب آپہنچا تو اُسنے بھي اپنے مقام کو مستحکم کیا مگر ابراهیم کو اسقدر صبر نہوا کہ وہ بابر کے دھاوے کا منتظر بیٹھے چنانچہ اُسنے چند روز کے بعد اپني فوج کو اُسکي جگہہ سے اوکھاڑا اور بابر کي فوج پر پہلے پہل آپ حملہ کیا یہاں تک کہ جب ابراهیم کي جانب سے لڑائي شروع هوئي تو بابر نے خود مقابلہ پر آکر اپني فوج کے دائیں بائیں کو ابراهیم کي فوج کے دائیں بائیں اور نیز اُسکي پشت پر حملہ کرنیکا حکم سنایا چنانچہ اُسکي فوج نے پیش قدمي کرکر ابراهیم کي فوج پر تیروں کا مینھہ برسایا اور ابراهیم کي فوج نے چند بار اس نظر سے حملے کیئے کہ غنیم کي فوج کو تتر بتر کرے مگر نتیجہ اُلٹا پڑا کہ خود وهي فوج پراگندہ هوگئي اور بابر کہ اب تک توپونکي مارمار سے حریف کي فوج کو توڑ پھوڑ رها تھا اپني فوج کے قلب پر آیا اور اُنکو آگي بڑھنے کا حکم سنایا جنکے آگي بڑھنے سے حریف کي تباهي پوري پوري هوگئي

† دولت خاں کا بیٹا غازي خاں بھاگ گیا اور بابر نے اُسکے ایسے کتبخانہ پر قبضہ کیا جسمیں نہایت عمدہ عمدہ کتابیں مجتمع تھیں مگر بحسب ظاهر یہہ کہہ سکتے هیں کہ اُن روزوں کے پٹھان سرداروں کے لیئے ایک قران هی کتبخانہ تھا

یہاں تک کہ خود ابراہیم اپنی جان سے مارا گیا اور ہندوستانی فوج نے جو محصور ہونیکی قریب آپہونچے تھے بہت بڑا صدمہ اوٹھایا بابر نے کھیت کو دیکھکر یہہ تخمینہ کیا کہ دشمن کے پندرہ سولہ ہزار آدمی کام آئی منجملہ آنکے پانچ چھہ ہزار ایسے تھے کہ وہ اپنے بادشاہ کے آس پاس آس کھیت میں کٹے پڑے تھے مگر ہندوستانیوں نے بابر کے سامنے یہہ بیان کیا کہ عین لڑائی بھڑائی اور بعد اُسکے تعاقب میں چالیس ہزار آدمیوں سے کچھہ کم نہیں مارے گئے *

یہہ لڑائی ایسی ہوئی کہ اُسمیں کسی فریق کا فن و ہنر بہت ظاہر نہیں ہوا اِس لیئے کہ صبح سے دو پہر تک قایم رہی بابر کا بہت خوشی سے یہہ بیان ہی کہ ہماری توپیں بہت مرتبہ چلائی گئیں اور اُنسے بہت عمدہ کام نکلا اور اُس زمانہ میں بلاد یورپ میں بھی توپوں سے کچھہ بہت کام چلتا نتھا اور باوصف اسکے دشمن کے بازوؤں اور پیچھے کو تیروں کی مار سے توڑنے میں جو تدبیر بابر نے برتی وہ تدبیر آسکی کامیابی کی نظر سے معقول اور صائب معلوم ہوتی ہی مگر ہمت و ہنر کے لحاظ سے تعریف و توصیف کے شایاں و سزاوار نہیں بلکہ اگر حریف اُسکا چابک و ہوشیار اور چالاک و طرار ہوتا تو وہ تدبیر اُلٹی پڑتی یعنی لینے کے دینے پڑتے *

دلی آگرہ پر بابر کے قبضہ کا بیان

دلی کے لوگوں نے بابر کی اطاعت اختیار کی اور بابر نے آگے بڑھکر آگرہ پر قبضہ کیا جہاں تھوڑے دنوں سے بادشاہ رہنے لگے تھے *

ابراہیم کے امیروں کی فہرست جو فرشتہ والے نے لکھی ہے اُس سے دریافت ہوتا ہی کہ وہ امیر یا لوحانی لودھی قوم افغانوں کے یا فرمولی تھے اور فرمولی خلجیوں میں سے نہیں تھے تو خلجیوں کی مانند افغانوں میں داخل ہوگئے تھے *

گوالیار کا راجه جو سکندر لودهي کے عهد دولت میں مطیع اور ابراهیم کي رفاقت میں جنگ و جدال کے معرکونمیں شریک و شامل تها عین میدان میں مارا گیا *

بابر نے حال اس فتح کا نهایت خوش خلقي سے بیان کیا چنانچه وه اس فتح کو سلطان محمود غزنوي اور شهاب‌الدین غوري کي فتوحات کے برابر سمجهتا هی *

اگرچه هندوستان کے آن چند ابتر صوبوں کي فتح کو جو ابراهیم کے قبض و تصرف میں داخل تهے تمام هندوستان کي فتح سمجهنا بجا اور درست نهیں مگر باوجود اسکے بابر کي فتح کو یهه تسلیم کرنا چاهیئے که وه ایسا هي بڑا کام تها جیسے که اثر اُسکا بڑا اور مستقل هوا اس لیئے که اُسکي فوج اُس ملک کے قبضه کے لیئے بهي کافي وافي نتهي جسکو اس نے مطیع اپنا کیا تها اور اُس فوج کو اپنے ملک سے بهت دشواري سے لایا تها اسلیئے که اب تک بهي اُسکو اوزبکونکا خوف و اندیشه باقي تها جنکے مُقابله میں تیمور کے خاندان کي ساري قوت بهي ٹهر نسکي تهي جن مقاموں پر لوگوں نے بابر کا مقابله کیا وه آنسے ایسي بیرحمي سے پیش آیا جیسے که تیمور لنگ پیش آیا تها جسکي پیروي آسنے کي اور بمقتضاے اسکے که مصرعه (ازان پر هنر بے هنر چوں بود) یهي قیاس بهي چاهتا هی وه طریقے که جو رعب داب بیٹهانے کے لیئے بابر نے اختیار کیئے تهے وه اس نظر سے کسیقدر واجب تهے که فوج اُسکي بهت تهوڑي تهي مگر نهایت عمده عذر آسکے حق میں یهه هی که اُسکے ملک کا یهي طریقه تها یعني اُنکي طبیعتوں میں بیرحمي اور ناخدا ترسي بهت سمائي هوئي تهي مگر اصل خلقت میں مزاج اُسکا نرم اور طبیعت آسکي حلیم و سلیم تهي اگرچه چند واقعوں اور دو چار خونریزیوں کے باعث سے جنکا بیان آسکے سرگذشت میں پایا جاتا هی گونه حیران اور خیلي متنفر هونا پڑتا هی مگر اُسکي اصلي طبیعت پر واقعات مذکوره سے کوئي دهبه اسیطرح

سے نہیں لگتا جیسے کہ قیصر کی ذاتی خوے و خصلت پر قدیم فرانسیسوں اور سمندر کے چوروں کے قتل و قمع سے نہیں لگتا *

یہہ بابر ایسے بادشاهوں کے خاندان کا بانی مبانی هوا جنکے عہد سلطنت میں هندوستان کا ملک غایت شادابی اور نہایت آبادی کو پہنچا اور جسقدر حکومتیں کہ آجکل هندوستان میں قایم هیں وہ اُنہیں بادشاهوں کی تباهی کے نتیجے اور بربادی کے ثمرے هیں *

---*---

ساتواں حصہ

خاندان تیمور کا بیان

بابر کي فتح سے اکبر کی تخت نشیني تک کا بیان

پہلا باب بابر کي سطلنت کے بیان میں

بابر کے خاندان اور اُسکے آغاز عمر کا بیان

جب کہ بابر نوجوان لڑکا تھا تو اُس نے بڑے بڑے کارنمایاں † دکھلائے اور بڑي بڑي گردشیں دیکھیں وہ تیمور لنگ کي چھٹي پشت میں تھا اور ابوسعید اُسکے دادا کا ملک ابوسعید کے بیٹوں پر تقسیم ہوگیا تھا چنانچہ منجملہ اُسکے سمرقند اور بخارا احمد مرزا کے حصہ میں اور شہر بلخ محمود مرزا کے اور کابل تیسرے بیٹے الغ بیگ کے قبضہ میں آیا اور چوتھا بیٹا عمر شیخ مرزا جو بابر کا باپ تھا پہلے کابل کا حاکم رہا مگر بعد اُسکے خود باپ کے حین حیات میں فرغانہ کو بدلا گیا جو دریائي جگسرتیز کے بالائي حصہ میں واقع اور ایک چھوٹا ملک اچھا عمدہ زر خیز ہی جسکا ذکر اکثر بابر نے بڑي خوشي سے کیا بابر کي ماں ایک مغلاني تھي جو محمود خاں کي ہمشیرہ تھي اور خود محمود خاں چغتا خاں کي اولاد تھا اور چنگیز خاں کے عہد سلطنت میں چغتا خانیوں کا سردار تھا مگر باوصف اِس علاقہ کے بابر کي طبیعت مغلوں سے مانوس نہوئي چنانچہ

---

† اس کتاب میں بابر کا حال اُسیکي سرگذشتوں سے لیا گیا جنکا ترجمہ ارس کاین صاحب نے کیا اور وہ چند باتوں میں فرشتہ والے کے بیان سے کسیقدر مخالف ہی

اُسنے ذکر اُنکا اپنی سرگذشت میں بڑی حقارت سے ‡ کیا ھی *

جب کہ سنہ ۱۴۹۴ ع میں بابر کا باپ مرگیا اور بعد اُسکے وہ تخت نشین ہوا تو وہ پورے بارہ برس کا تھا اور عمر شیخ مرزا باپ اُسکا اس حال میں جہان فانی سے گذرا کہ وہ اپنے بھائی احمد مرزا والی سمرقند اور اپنے سالہ محمود خاں سے لڑ رہا تھا اور جب کہ عمر مرزا مرگیا تو ان مخالفوں کی طرف سے بابر کے حق میں بھی کوئی مروت ظاہر نہوئی بلکہ اُنہوں نے بابر کی دارالسلطنت پر حملہ کیا مگر وہ بالکل ناکام رھے بعد اُسکے تھوڑے دنوں گذرنے پر احمد مرزا مرگیا اور بھائی اُسکا بلخ کا بادشاہ اُسکا جانشین ہوا اور جب کہ وہ بھی مرگیا تو بعد اُسکے باینسنقر مرزا اُسکا بیٹا اُسکی جگہہ بیٹھا اور اُسکی جانشینی پر ایسے شور و فساد برپا ہوئے کہ بابر نے سمرقند کی فتح کا ارادہ کیا اگرچہ بابر گھر کی حکومت کے کام کاج تھوڑے عرصہ تک کرچکا تھا مگر تب بھی عمر اُسکی پندرہ برس کی تھی اور یہہ بات کہ وہ صغر سنی کے باعث اور آمدنی ملک اور باقی ذریعوں کے کمی سے چند بار اپنے ارادہ سے قاصر رہا اور اپنے مراد کو نہ پہونچا اسباب کی نسبت بہت کم حیرت افزا ھی کہ اُسنے استقلال ھمت اور اولوالعزمی کی بدولت سمرقند کو آخرکار سنہ ۱۴۹۷ ع میں فتح کیا *

تیمور لنگ کے دارالسلطنت یعنی سمرقند کے قبض و تصرف کو قایم و دایم رکھنا جو تمام ماوراءالنہر کے فتوحات کا ایک بڑا وسیلہ تھا بابر کے زور و قوت سے خارج تھا اور اس لیئے کہ بہت دنوں کے قصے قضائوں کے

---

‡ ارس کاین صاحب لکھتے ھیں کہ بابر کو مغلوں سے نہایت نفرت تھی مگر یہہ کچھہ عجیب نصیب کی بات ھی کہ جس سلطنت کی بنیاد اُس نے ھندوستان میں ڈالی اُسکو ھندوستان کے لوگوں اور بنگالہ کے ملکوں کے مورخوں نے بھی مغلوں کی سلطنت کے نام سے مشہور کیا (ارس کاین صاحب کا ترجمہ بابر کی سرگذشت کا صفحہ ۲۳۶) مگر شہرت کا باعث یہہ ھی کہ ھندوستانی لوگ تمام شمال کے مسلمانوں کو پٹھانوں کے علاوہ مغلوں کے نام سے پکارتے ھیں اور اب خاص ایرانیوں کو مغل کہتے ھیں

مارے وہ ملک تباہ و خراب ہوگیا تھا اور اُسمیں اسقدر قوت باقي نرهي تهي كه بابر كي فوج كي تنخواه اُسكي امدني سے ادا کیجاوے تو بہت سے لوگ اُسكي نوكري چهوڑ چهوڑ چلے گئے اور فرغانه میں جاكر باقي فوج كو بهكانے لگي چنانچه آخركار اُنهوں نے احمد تنبول كو سردار اپنا بنايا جو خود بابر كا ايک سردار تها اور جهانگير مرزا بابر كے چهوٹے بهائي كے نام سے بغاوت اختيار كي غرض كه ايسي بغاوت كے برپا هونے سے جو خاص گهر ميں پيدا هوئي تهي . توقف كي مجال نرهي چنانچه بابر نے تين مهينے دس دن كي حكومت پر سمرقند كو چهوڑا اور فرغانه كو روانه هوا اور جب كه وه اُسطرف روانه هوا تو سارے سمرقند والے يک قلم پهرگئي اور ايک سخت بيماري كے عارض هونے سے جس سے بدشواري نجات پائي اُسكي كار و بار ميں اتنا بڑا هرج واقع هوا كه جب وه سمرقند سے نكلا تو اُسكے كانوں ميں يهه بهنک پڑي كه موروثي ملک اُسكے قبضه سے نكل گيا اور جب كه اُسنے يهه نقشه ديكها تو اپنے ماموں محمود خاں سے ملتجي هوا چنانچه گاهے گاهے اُسكي امداد و اعانت سے اور اكثر اوقات اپني سعي و كوشش سے سمر قند اور فرغانه پر مختلف مختلف حملے كيئے اور كچهه كچهه كامياب بهي هوا يهانتک كه سنه ۱۴۹۹ع ميں موروثي سلطنت پر قبضه پايا مگر اب تک وه باغيوں پر پورا پورا غالب نهوا تها كه اُسكو اسباب كي ترغيبيں دي گئيں كه وه سمرقند كيطرف روانه هووے چنانچه وه سمرقند كي جانب روانه هوا مگر حسب اتفاق اب تک وه سمرقند تک نه پهونچا تها كه اُسكو يهه پرچا لگا كه سمرقند و بخارا پر اوزبكوں نے † قبضه كيا جو اُس سلطنت كي بنياد ڈال رهے تهے جو ماوراءالنهر پر آج اُنكو حاصل هے *

---

† يهه اوزبک جنكا خطاب ايک اُنكے سردار سے نكلا ترک اور مغل اور فينک كے مجموعه سے ايک قوم بنگئي مگر ترک اُس مجموعه ميں سب سے زياده تهے اور وه لوگ پهلي درياے جيک پر بستے تهے اور ملک سائيبيريا كے ايک بڑے حصه پر قابض تهے (ارس كاين صاحب كا ديباچه ترجمه سرگذشت بابر كا صفحه ۵۹ و ۶۰)

اسي عرصه میں احمد تنبول نے پھر سر اوبھارا چنانچه اُسنے فرغانه پر قبضه کیا اور بابر ایسے پهاڑوں میں پناه لینے پر مجبور هوا جو فرغانه کے جنوبي جانب میں واقع هیں اور نهایت دشوار اور صعب‌گزار هیں اور جب که اُسکو یهه بات دریافت هوئي که شهباني خاں سردار اوزبکوں کا سمرقند کو چهوڑکر کسي مهم پر چڑه گیا تو اپني ذاتي دلاوري اور اصلي همت کے تقاضے سے سمرقند پر چهاپے مارنیکا اراده کیا چنانچه صرف دو سو چالیس آدمي لیکر روانه هوا اور راتوں رات زینه لگاکر سمرقند کي روئي پر چڑه گیا چنانچه پهره والوں پر غالب آیا اور کمال چستي چالاکي اور دلاوري ظاهر کرکے اپنے لوگوں کا یهانتک هجوم بڑهایا که تمام شهر والے طرفدار اُسکے هوئے اور اوزبکوں کو جگهه جگهه قتل کیا شهباني خاں یهه خبر سنکر بهت جلد پهرا مگر جب اسنے یهه دیکها که شهر کے لوگوں نے شهر کے دروازه بند کئے تو لاچار هوکر بخارا کو چلا گیا بعد اسکے سارا سغدیانه بابر کے قبضه میں آگیا چنانچه وه چهه مهینے تک تمام امن و امان سے اسپر قابض اور متصرف رها اور اس عرصه میں آس پاس کے بادشاهوں کو یهه بات اسنے سمجهائي که تم سب کو اوزبکوں سے مضرت پهونچیگي اور یهه فقره سناکر سب کے متفق کرنے میں بڑي دوڑ دهوپ اسنے کي مگر کوئي سعي اسکی کام نه آئي اور مراد اسکي پوري نهوئي اور شهباني خاں کے تمام زور و قوت کا مقابله آپ هي اسکو کرنا پڑا اور جو کامیابي کي آرزوئیں اسکے دل میں سما رهي تهیں اُن مغلوں کي نالایقي سے بر نه آئیں جو اسکي امداد و اعانت کے واسطے آئی تهے اور وجهه اسکي یهه هوئي که وه نالایق نابکار بابر کے اسباب کو لوٹنے کهسوٹنے لگے اور اسکے مخالف سے تهوڑا بهت بهي نه لڑے چنانچه انجام اُسکا یهه هوا که بابر کو شکست هوئي اور رهي سهي فوج سمیت سمرقند کي چاردیواري میں گهس گیا اور یهه اراده کیا که مرتے دم تک سمرقند کو غنیم کے دهاوؤں سے محفوظ رکهونگا چنانچه چندبار اُسنے دشمنوں کے حملوں کو رفع دفع بهي کیا مگر جب که شهباني خاں

نے پورا محاصرا کیا اور چار مہینے تک اپنے بدخواہوں کو بھوکھوں مارا
تو بہت سے شہر والے مرگئے سیکڑوں سپاہی شہر کی روئی سے لٹک کودکو
بھاگ گئے باقی بابر کا یہہ حال ہوا کہ اُسنے بھی بھوکوں کے مارے شہر
والوں کی طرح مصیبتیں اوٹھائیں اور آخرکار شہر کے چھوڑنے پر مجبور
ہوا بعد اُسکی دو برس تک بڑی مصیبتوں سے دن کاتی یعنی کبھی کبھی
پہاڑوں میں رہا اور اکثر اوقات اپنے چچا کے لشکر میں برے دن بسر کئی
اور افلاس کی یہہ نوبت پہونچی کہ نوکر چھوڑ چھوڑ بھاگ گئے اور باربار کی
مصیبت سے بالکل مایوس ہوا اور ایکبار اسنے یہہ ارادہ کیا کہ چین کو چلا
جاوے اور گمناموں کی طرح سے کسی گوشہ میں گھس بیٹھکر باقی عمر اپنی
بسر کرے مگر کبھی کبھی فرغانہ کے خالی ہونے سے اُسکے ٹھنڈے جی میں
اوبال آتے تھے اور مرے ہوئے امیدین اسکی جی جاگ اوٹھتی تھیں چنانچہ
اخرکار اسنے اپنے چچا کی امداد و اعانت سے قدیم دارالسلطنت پر قبضہ کیا
اور مرزا جہانگیر اُسکا بھائی جو اب تک بحسب ظاہر مخالف اور ناموافق
تھا اُس سے کھلم کھلا آملا پھر تو احمد خاں تنبول ایسے اڑے وقت میں
اوزبکوں کی بڑی مدد کمک لایا کہ بابر مغلوب ہوا اور جب کہ شہر کے
بازاروں میں بڑی کڑی لڑائی پڑی تو بابر جان بچاکر بھاگ گیا اور اوزبکوں
نے ایسا سخت تعاقب کیا کہ تمام رفیق اُسکی ایک ایک کرکے پکڑے گئے
بلکہ خود گھوڑا اُسکا ایسا ہار گیا تھا کہ احمد خاں تنبول کے دو سپاہیوں
نے اُسکو جا دبایا اور اُنہوں نے بابر کو یہہ سمجھایا کہ وہ احمد خاں کی
اطاعت قبول کرے اور بابر اُنکو جواب دیتا جاتا تھا اور عین گفتگو میں
گھوڑے کو پہاڑوں کی طرف بڑھاے چلا جاتا تھا یہاں تک کہ اُسنے یہہ
بات سمجھی کہ میں نے اپنی نرم کلامی اور منت سماجت سے اُنکو
دوست اپنا بنالیا اور وہ دونوں میرے درد شریک ہوگئے چنانچہ اُنہوں
نے بھی بڑی سخت قسم کھائی اور یہہ اقرار کیا کہ ہم تیرے درد شریک
ہیں مگر بعد اسکے اُن دونوں نے خواہ اس وجہہ سے کہ حقیقت میں

سچي قسم نکھائي تھي یا وہ بعد اُسکے اپنے قول و قسم سے پھر گئے بابر کے ساتھہ ایسي دغا کي کہ اُسکو اُسکے دشمنوں کے حوالہ کردیا چنانچہ بعد اُسکے بابر نے بڑي دشواري سے آزادي حاصل کي مگر قید سے چھوٹنے پر ایسي صورت پیش آئي کہ اسکي مایوسي قید سے کچھہ کم نہ تھي یعني شیباني خاں نے اُسکے چچا کي مغلیہ فوج کو شکست فاحش دي اور خود اُسکو گرفتار کیا اور اضلاع بلخ کے علاوہ ماوراءالنہر کے تمام اضلاع اوزبکوں کے قبض و تصرف میں آگئے غرض کہ جب بابر کو کوئي امید باقي نرھي تو فرغانہ کو پوري پوري الوداع اور پچھلي خدا حافظ ناصر کہکر کوہ ہندوکش کے سلسلہ سے آگی نئي نئي ملکوں میں بخت آزمائي کے لیئے روانہ ھوا *

ایسے ایسے کاموں کے بعد جو اُس سے ظہور میں آئے اور ایسي ایسي مصیبتوں کے پیچھے جو اُس نے اوٹھائیں اور وہ ایک بڑي طول طویل عمر کے لیئے کافي وافي تھیں بابر کي عمر کل تیئیس برس کي تھي اور ان بیشمار ناکامیوں کے صدمہ جواني کے زوروں پر سہارے چنانچہ وہ آپ بیان کرتا ھی کہ میںنے اکثر اوقات بہت سے آنسو بہائے اور درد آگین شعر تصنیف کیئے مگر عموماً خوش مزاجي اُسکي اُسکو سنبھالتي رھي جسکي بدولت حال کے مزے اُٹھاتا تھا اور آیندہ کے لیئے اچھے اچھے خیال باندھتا تھا چنانچہ اُسنے بیان کیا کہ جب سمرقند کو خالي کیا تو بعد اُسکے چند روز ایسي خوشي حاصل ھوئي کہ ویسي کبھي نصیب نہوئي تھي یعني رات بھر اپني نیندوں سویا اور پیٹ بھر من مانتا کھانا کھایا اور فکر و تردد سے نچنت بیٹھا اکثر اُسنے اسیطرح زندگي کا حظ اوٹھایا ھزار آفریں اُسکي اوقات بسر کرنے کي عادتوں بے تکلفي اور سادہ مزاجي پر کہني چاھیئے اسلیئے کہ اُسنے ایک بڑي مہم کے بیان میں ایک قسم کے خربوزہ یا تربوز کا بیان کیا جس سے اُسکو حیرت حاصل ھوئي اور ایسي خفیف خبر کے بیان کے لیئے اُس بڑے بیان کو چھوڑا اور اُسمیں توقف برتا اور جب کبھي اُسکو نچنت بیٹھنے کي فرصت ھاتھہ آتي تھي تو باغ کے دھندوں میں مصروف

رهتا تها اور تمام سفروں میں خواه لڑائي بهڑائي میں خواه امن چین کے دنوں میں پهول بوٹوں اور خوشنما صحراؤں کے سیر و تماشی کو هاتهه سے ندیتا تها اگرچه اور بادشاهوں کے شوق ذوق اور خیالات اس وجهه سے شاید هم نهیں جانتے که اُنهوں نے حال اپنا بیان نهیں کیا مگر ایشیا کي تاریخوں میں کسي بادشاه کے شوق ذوق اور مزاج کا حال اسقدر هم نهیں جانتے جیسا که بابر کے حالات سے هم واقف هیں *

بابر کا قبض و تصرف کابل کي سلطنت پر

بلخ اس زمانه میں خسرو شاه کے قبض و تصرف میں تها جو بابر کے متوفی چچا کا بڑا بهاري رفیق تها اور بعد اُسکے بابر کے چچا زاد بهائي باینسنقر مرزا کا وزیر رها تها جسکو بابر نے سمرقند سے خارج کیا تها اور اُسکے قبض و تصرف کي وجهه یهه تهي که اُسنے اپنے آقا باینسنقر مرزا کو قتل کیا تها اور اُسکي جگهه بادشاه بن بیٹها تها خسروشاه نے بابر کے موافق کرلینے کے لیئے بهتسي سعي و کوشش برتي چنانچه جب بابر اُسکي قلمرو میں گذرا تو اُسنے بظاهر بڑي مهماني کي تهي اور یهه مدارات اُسکي اسلیئے تهي که وه آپ کو محفوظ نسمجهتا تها چنانچه تهوڑي مدت گذرنے پر خسرو شاه کے مغل ملازموں نے بابر سے یهه خواهش جتائي که وه ملازمان بابري میں داخل هونا چاهتے هیں غرضکه وه لوگ اب تک کهلم کهلا بابر کے ملازم نهوئے تهے که خسرو شاه کا بهائي باقي خاں بابر سے موافق هوگیا اور اُسکے آنیکے ساتهه اُسکي فوج بهي ساتهه اُسکے چلي آئي اور بابر کا یهه حال تها که جب وه خسرو شاه کي قلمرو میں پهونچا تها تو دو تین سو لاٹهي پونگے والے اُسکے همراه تهے اور بعض بعضوں کے پاس کچهه کچهه هتیار بهي تهے اور کل دو خیمه اُسکے ساتهه تهے جنمیں سے عمده خیمه اُسنے اپني ماں کو دیا تها مگر اب اُسکو بڑي عمده فوج تربیت یافته اور ساز و سامان سے درست هاتهه آئي چنانچه وه اُسکو لیکر کابل کي طرف روانه هوا اور یهاں کابل کا یهه حال تها که بابر کا چچا مرزا الغ بیگ دو برس پهلے مرچکا تها اور اُسکے بیٹے

کو اُسکے وزیر نے خارج کیا تھا جسکو ارغون کے مغلی یا ترکی خاندان نے نکالا تھا جو تھوڑے عرصہ تک قندھار پر قابض و متصرف رہ چکا تھا غرض کہ سنہ ۱۵۰۴ ع میں بابر نے کابل کو فتح کیا اور کچھہ مقابلہ بھی کرنا پڑا بعد اُسکے بلخ اسکے ھاتھہ سے نکل گیا جسکو خسرو شاہ نے پھر حاصل کیا اور آخرکار اوزبکوں کے قبض و تصرف میں آیا اور یہی باعث ھوا کہ بابر کا تعلق ان ملکوں سے یک قلم منقطع ھوگیا جو پہاڑوں کے اُس طرف واقع تھے اور صرف کابل کا بادشاہ رہا اور هندوستان کی فتح سے پہلے پہلے بائیس برس تک وهیں سلطنت کی اور سترھویں صدی عیسوی کے آخر تک اسکی آل و اولاد نے هندوستان کی سلطنت کا مزا اوٹھایا *

اگرچہ بابر کو ایک قرارگاہ فی الجملہ حاصل ھوگئی تھی مگر چین اُسکو نصیب نہوا تھا بلکہ حقیقت میں اُس نے محنت و مشقت اور خطرونکی صورت کو بدلا تھا اسلیئے کہ باوجود اسکے بھی ایسے قوی بیرونی دشمنوں کا کھٹکا لگا رهتا تھا جنکا مقابلہ کامیابی سے آجتک نکرسکا تھا اور خاص ملک کا یہہ حال تھا کہ بہت سا حصہ اُسکا ایسی قوی خود مختار قوموں کے ھاتھہ میں دبا ھوا تھا کہ اُنکے ھاتھوں سے اُسکے چھوٹنے کی امید نتھی اور باقی رہے سہی ملک میں سے بھی کسیقدر مخالفوں کے ھاتھہ چڑھا ھوا تھا اور اُسکا بادشاھی کا خطاب بھی عموما مسلم نتھا علاوہ اُسکے کوئی وزیر بھی اُسکا ایسا نتھا کہ اعتماد اُسپر ھوسکے اور جہانگیر بھائی اُسکا جو ایک مدت تک مخالف رہا تھا ابھی آکر ملا تھا یعنی وہ بھی اعتماد کے قابل نتھا فوج اُسکی ایسے بے ٹھور ٹھکانے لوگوں کا مجموعہ تھا جنکو وہ خوب نجانتا تھا اور وہ لوگ ایسے تھے کہ اپنے پہلے اقاؤں سے بھی دغا کرچکے تھے *

پہلے پہلے کئی سال اُسنے قندھار کی فتح اور افغانوں اور هزاریوں کے پہاڑوں میں مہمات کرنے اور هرات کے بڑے خطرناک سفر طی کرنے میں صرف کیئے اور اس خطرناک سفر کی غرض غایت یہہ تھی کہ

خاندان تیمور کے جو لوگ هرات میں سلطنت کرتے تھے اُنسے اس مقدمة میں صلاح مشورت کرے کہ اوزبکوں کے حملوں سے کسطرح بچنا چاهیئے چنانچہ ان موقعوں پر اسنے بڑي جان جوکھوں اُٹھائي اور جو مصیبتیں کہ لڑائیوں میں پیش آئیں هیں اُنسے زیادہ زیادہ سختیاں سهیں یہانتک کہ هزاریوں کے پہاڑونمیں عین جاڑوں میں جب گذرتا تھاتوایک کوچمیں برف کے مارے جینے سے دور اور مرنے سے نزدیک هوگیا تھا اس زمانہ میں یعني سنہ ۱۵۰۶ ع میں جهانگیر بھائي اُسکا باغي هوا مگر اُسنے اُسکو پس پا کیا اور جان اُسکي بخشي اور جب کہ سنہ ۱۵۰۷ ع میں بابر هرات میں موجود تھا تو ایک بڑي بغاوت برپا هوئي جسمیں اُسکي مغلي فوج نے اُسکے چچیرے بھائي کو بادشاہ بنایا مگر بابر نے اُسکو بھي شکست دي اور قصور اُسکا معاف کیا بعد اُسکےاُن مغلوں کي سازش سے بربادي کے لگ بھگ پہونچا جو خسرو شاہ کے پاس سے بھاگ کر اُسکے پاس آئے تھے ان مغلوں کي بغاوت جو قریب دو تین هزار آدمیوں کے تھي پہلے پہلےاس طرح واضح هوئي کہ اُنهوں نے بابر کے پکڑنے کا ارادہ کیا تھا اور جبکہ بابر اُنکے هاتھوں سے نکل کر کابل سے بھاگا تو اُنهوں نے الغ بیگ کے بیٹے عبدالرزاق کو جسکي جگهہ سنہ ۱۵۰۸ ع میں خود بابر قابض هوگیا تھا حکومت کابل کے لیئے بلایا اور غالب یہہ هي کہ اِس جوان کے استحقاق کے دعوے کے بہت سے حامي اور مددگار تھے اسلیئے کہ خاندان تیمور کے تمام شاهزادے اُسکي سلطنت کو ایسا عام شکار اپنا سمجھتے رهے کہ جو کچھہ جسکے هاتھہ آیا وہ اُسکو دبا بیٹھا اور اُسکي قوت خاص اُن تعلقات پر منحصر تھي جو اُسکو ایسے ملک میں حاصل تھي جهاں باپ اُسکا سلطنت کرچکا تھا اور وہ تعلقات ایسے قوي تھے کہ انکے پاس و لحاظ سے بابر کي تمام فوج بابر کو چھوڑ کر چلي گئي یہانتک کہ پانسو آدمي باقي رهگئے اور یہہ ایسا نازک وقت تھا کہ تھوڑي سي مایوسي اور کوتاہ همتي بھي اُسکے لیئے نہایت مضر پڑتي مگر فوج کي قلت کا نقصان اُسکي ذاتي دلاوري بہادري سے جسکو

اُسنے طرح طرح سے ظاهر کیا پورا هوا چنانچه اُسنے اُن تهوڑے لوگوں سے کئی بار حملے کیئے اور هر دهاوے پر آپکو لڑائی کی جلتی آگ میں ڈالا یہانتک که صرف اپنی ذاتی دلاوریوں اور اصلی همتوں کی بدولت بگڑے کام کو دو باره سنوارا † اور بات اپنی بنائی *

بابر جو بڑی بڑی لڑائیاں لڑا وه اپنے پرانے دشمنوں یعنی اوزبکوں سے لڑا بهڑا اسلیئے که جب ماوراءالنهر فتح هوچکی تو شهبانی خاں نے خراسان پر حمله کیا اور هرات پر قابض هوا اور خاندان تیمور کی بڑی شاخ کو پهولنے پهلنے سے کهویا بعد اُسکے قندهار کے اضلاع پر چڑهائی کی اور خود شهر قندهار کو فتح کیا اور هنوز اُسنے قندهار کے قلعه کو فتح نکیا تها که مصایب دور دراز کی ضرورت سے اُسکو پیچهے لوٹنا پڑا مگر باوصف اُسکی قلعه کو ایسا کمزور چهوڑا که وه اپنے قدیم قابضوں قوم ارغون کے قبضه میں جو اُسکے آس پاس لگی هوئی تهی آگیا اور بعد اُسکے بہت دنوں تک یعنی سنه ۱۵۰۷ ع سے لغایت سنه ۱۵۲۲ ع تک اُنکی قبض و تصرف میں باقی رها اب یهه بات سمجهنی اسان نهیں که اگر اوزبکوں کا دور دورا بنا رهتا تو بابر کا کیا حال هوتا هاں یهه امر ممکن تها که اگر شهبانی خاں ایسے نئی دشمن کے مقابله پر نجاتا جسکی کامیابی نے تاتاریوں کی فتوحات کو خاتمه پر پهونچایا تو بابر کا حال بهی ایساهی هوتا جیسا که اُسکے خاندان کے اور بهت سے بادشاهوں کا هوا یهه نیا دشمن شاه اسماعیل صفوی ایران کا بادشاه تها جسکے مقابله پر شهبانی خاں اُسی زمانه میں گیا اور اُسنے شهبانی خاں کو سنه ۱۵۱۰ ع میں شکست فاحش دیکر قتل کیا *

جب که شهبانی خاں کام آیا تو بابر کے لیئے ایک نیا میدان خالی هوا بلکه وهی میدان خالی هوا جسمیں اسنے اغاز عمر میں بڑے بڑے

† ارس کائن صاحب کا قول بحواله تاریخ خافی خاں اور تاریخ فرشته کے اس بغاوت کے آغاز سے بابر کی سرگذشتوں کا سلسله منقطع هوگیا اور اگلے کئی برسوں کا حال اُسمیں مندرج نهیں اور ایسا معلوم هوتا هی که اُن برسوں کا حال کبهی لکها نهیں گیا (ارس کائن صاحب کا ترجمه بابر کی سرگذشتوں کا صفحه ۲۳۶)

کارنمایاں کئي تھی چنانچہ فی‌الفور اُسنے بلخ پر قبضہ کیا اور شاہ اسمعیل سے رفاقت پیدا کي چنانچہ ایرانیوں کی امداد و اعانت سے بخارا کو دبایا اور سنہ ۱۵۱۱ع میں سمرقند پر پھر قابض ہوا *

مگر یہہ بات اُسکي قسمت میں لکھي تھي کہ ماوراءالنهر میں بات اُسکي بنی نرهے چنانچہ ایک پورا برس نگذرا تھا کہ اُوزبکوں کے هاتھوں سمرقند سے نکالا گیا اگرچہ دو برس تک ایرانیوں کي امداد و اعانت سے لڑتا بھڑتا رہا مگر آخرکار اُسنے شکست فاحش کھائي اور رفتہ رفتہ یہاں تک نوبت اُسکي پہونچي کہ سنہ ۱۵۱۴ع میں بلخ کے سواماوراءالنهر کا تمام ملک اسکی قبضہ سے نکل گیا *

بعد اس بڑي ناکامي کے هندوستان پر متوجہہ هوا اور وہ بڑے بڑے کام اسنے کیئے جنکے نتیجہ کا بیان اوپر هوچکہ *

بیان اُن کاموں کا جو ابراهیم شاہ پر فتح پانے کے بعد اُسنے کیئے

جب کہ سنہ ۱۵۲۶ع مطابق سنہ ۹۳۳ هجري میں وہ اگرہ کو فتح کرچکا تو اُسنے اول یہہ کام کیا کہ جو غنیمت هاتھہ آئي اُسکو رفیقوں پر بانٹ چونٹ برابر کیا چنانچہ اپنے بیٹے همایوں کو ایک ایسا هیرا عنایت کیا جو تمام دنیا میں نظیر اپنا نرکھتا تھا اور ایک ایک شاہ رخي کا تحفہ کابل کے چھوٹے بڑوں اور مرد عورتوں اور غلام آزادوں کے لیئے روانہ فرمایا † *

† واضح هو کہ اگرچہ شاہ‌رخي پونے سات آنہ یا ساڑے سات آنہ کي هوتي هی مگر کل رقم جسقدر کہ بابر نے بھیجي هوگی وہ بہت بڑي رقم هوگي چنانچہ اور ایسے ایسے نامعقول خرچوں کے باعث سے لوگوں نے اُسکو قلندر کا خطاب دیا جو ایک فقیروں کا فرقہ هی اور دستور اُنکا یہہ هی کہ وہ کل کے واسطے باقي نہیں رکھتے اگرچہ وہ همیشہ فیاض رہا هوگا مگر همیشہ ایسي فضول خرچي نکرتا هوگا اسلیئے کہ دریافت هوتا هی کہ جب کابل پر وہ قابض هوا تو بعد اُسکے محاصل کي قلت سے اُسیطرح کي دقت پیش نہ آئي

اگرچہ بابر ہندوستان کي دارالسلطنت پر قابض تھا مگر تمام سلطنت پر اُسکا قبضہ نہوا تھا چنانچہ اُسکی قبضہ میں صرف وہ حصہ تھا جو دلي کے شمال مغرب میں واقع ہی اور نیز وہ تنگ خطہ تھا جو جمنا کے کنارے کنارے آگرہ تک پورا ہو جاتا ہی اور وہ ملک جو گنگا کے مشرق میں واقع ہی دریا خاں لوحاني کے قبض و تصرف میں ہوکر ابراهیم لودھي کے قبضہ سے خارج ہوگیا تھا اور دریا خاں کے بیٹی نے محمد شاہ لوحاني کا خطاب اختیار کیا تھا اور وہ گنگا کے دونوں کنارے صوبہ بہار پر قابض و متصرف تھا اور جمنا کے مغرب میں بھي بہت سے مقام ابراهیم کے دخل و تصرف سے نکل گئے تھے اور جو مقام کہ مطیع اور شامل رھے تھے آنپر وہ افغان اور فرمولي سردار قابض ھو بیٹھے تھے جو ابراهیم لودھي کي سلطنت کے ملازم تھے بابر کو صرف انہیں لوگوں سے مقابلہ کرنا نپڑا بلکہ پہلے پہلے اُسکي فوج اور ہندوستان کے لوگوں میں بڑي عداوت قایم رھي اور دونوں فریق آپسمیں نفرت کرتے رھے چنانچہ لشکر کے گرد نواح کے گنوار لوگ گانوں گرانو اپنے چھوڑ چھوڑ بھاگ گئے اور فوج کے لوگوں کو غلہ اور گھاس چارے کي قلت سے بڑي دقت پیش آئي علاوہ اُسکے خاص اُس برس میں کچھہ ایسي گرمي پڑي کہ فوج میں واویلا مچي اسلیئے کہ وہ لوگ سرد سیر اقلیم کے رھنے والے تھے اور قاعدہ ھی کہ ٹھنڈے ملکوں والوں کو گرمي کي شدت نہایت نقصان پہونچاتي ھی یہاں تک کہ فوج نے کابل جانیکي درخواست پیش کي بلکہ بعض بعض آتشین مزاجوں نے اجازت کا انتظار بھي نکیا اور بلا اجازت کابل جانیکے ساز و سامان مہیا کیئي اور جب کہ یہاں تک نوبت پہونچي تو بابر نے فوج کے سرداروں کو جمع کیا اور علانیہ یہہ بات اُنکو سمجھائي کہ تمھاري سعي و محنت اور عرق ریزي اور جانفشاني کا مقصود ایک مدت سے یہہ تھا کہ ہندوستان کا ملک فتح ہو جاوے اور جب کہ خداے تعالی نے وہ مراد پوري کي اور نصیبوں سے تمنا حاصل ہوئي تو ایسي صورت

میں چھوڑکر جانا بڑي بیوقوفي کا کام اور نہایت بدنامي کي بات هیٔ همارا ارادہ یہہ هی کہ هم چندے هندوستان میں قیام کریں باقي جس شخص کو اب جانا منظور هو وہ بلا تامل چلا جاوے اور بلا ریب اُسکو جانیکي اجازت حاصل هی مگر بعد اسکے جو شخص اس عزم کے خلاف پر کچھہ کہی سنیگا وہ هرگز نسنا جاویگا غرض کہ جب بابر نے یہہ دو چار باتیں سنائیں تو بہت سے لوگ اپنے ارادوں سے باز رهے چنانچہ بعد اُسکی کوئي شکایت پیش نہوئي مگر خواجہ کلاں جو بابر کا بڑا رفیق اور معتمد سردار تھا اُن لوگوں میں شامل رها جنہوں نے جانا مقرر ٹھہرایا تھا چنانچہ خواجہ کلاں کے واسطے اٹک پار کي حکومت تجویز کي گئي اور بعزت تمام اُس کام پر روانہ کیا گیا *

بابر کے اس مستقل ارادہ کا اثر اُسکے دشمنوں پر بھي هوا یعني وہ لوگ اُسکے مطیع و محکوم هوگئي جنکو یہہ امید لگ رهي تھي کہ بابر بھي تیمورلنگ کي مانند ان ممالک مفتوحہ کو چھوڑ چھاڑ چلا جاویگا باقي جو لوگ اُسکی جب تک مطیع نہ هوئی تھے اُنکی مطیع کرنیکو جابجا فوجیں روانہ کي گئیں چنانچہ چار مہینے کے اندر اندر یعني جولائي سنہ ۱۵۲۶ عؔ سے اکتوبر سنہ الیہ تک جو ملک ابراهیمشاہ کا مقبوضہ تھا وہ تمام اور علاوہ اُسکے وہ تمام صوبی جو ابراهیم کے قابو سے نکل گئے تھے جونپور کي پہلي سلطنت سمیت ایک فوج کي سعي و محنت کي بدولت جسکا سردار بابر کا بڑا بیٹا همایوں شاهزادہ تھا بابر کے قبض و تصرف میں اگئی اور بعد اُسکے دھولپور اور بیانہ اور گوالیار سب سے پیچھے فتح هوئے *

بابر کا فتح پانا میواڑ کے راجا پر

جب کہ تمام مسلمانوں نے بابر کي حکومت کو تسلیم کیا تو اب بابر کو خاص هندوؤں سے لڑنا بھڑنا باقي رها مگر اس موقع پر خود هندوؤں نے بخلاف اپنے دستور قدیم کے بابر سے چھیڑ چھاڑ شروع کي *

چتور کے راجه همیر سنگهه راجپوت نے سنه ۱۳۱۹ع علاوالدین خلجی کے عہد دولت میں چتور گڑه پر دوباره قبض و تصرف حاصل کرکے ایک مدت راج کرتے کرتے تمام میواڑ پر قبضه اپنا کیا تها اور آسکے سپوت بیٹے نے اجمیر اسیو زیادہ کی تهی † اور جب سے که دلی کی سلطنت سے مالوه خارج هوا تها تو میواڑ کے راجاؤں اور مالوه کے نئے بادشاهوں میں اکثر اوقات ان بن رهتی تهی چنانچه بابر کے آنے سے پہلے سنه ۱۵۱۹ع میں میواڑ کے راجا سنگا نے مالوه کے محمود بادشاه کو شکست فاحش دیکر گرفتار کیا تها ‡ *

یهه راجه سنگا راجه همیر سنگهه کے جانشینونمیں چهٹا تها میواڑ کی تمام موروثی سلطنت پر قابض و متصرف تها اور علاوه اسکے مالوه کا مشرقی حصه بهیلسه سے چندیری § تک باجگزار اسکا تها اور یهه راجه ایسا بڑا راجا تها که مارواڑ اور جیپور کے راجے بلکه تمام راجپوت آسکو اپنا پیشوا مانتے تهے || اور جب که بابر نے ابراهیم شاه لودهی پر یورش کی تهی تو اسی راجا نے اس طبعی عداوت کی ضرورت سے جو آسکو قاطبة دلی کے بادشاهوں سے چلی آتی تهی بابر سے رفیقانه خط کتابت کی تهی اور جبکه خود بابر دلی کا تخت نشین هوا تو وهی قلبی عداوت باعث هوئی که آسنے بابر کے خلاف پر راجاؤں کو آماده کرنا شروع کیا یهاں تک که هندو راجاؤں کے علاوه لودهیوں کے خاندان کا محمود شاهزاده بهی رفیق اسکا هوگیا اگرچه یهه شاهزاده کسی ضلع پرگنه کا مالک تو نتها مگر بادشاهی کا خطاب اسنے اختیار کیا تها اور دس‌هزار آدمیوں کی بهیڑ بهڑکا بهی همراه اپنے رکهتا تها جن لودهی سرداروں کو همایوں نے مارپیٹ کر بهگایا تها وه لوگ بهی اپنی اپنی جگهه قایم هوگئے یا انهوں نے اور مقاموں میں راجا سنگا کی امداد و اعانت کے لیئے آدمی بهرتی کیئے

† کرنل ٹاڈ صاحب کی تاریخ راجپوتانه جلد ایک صفحه ۲۷۳
‡ بِرگز صاحب کا ترجمه تاریخ فرشته کا جلد ۴ صفحه ۲۶۱
§ بابر کی سرگذشتوں کا مجموعه صفحه ۳۱۲
|| کرنل ٹاڈ صاحب جلد ایک صفحه ۲۹۹

میوات کے راجه حسن خاں کی رفاقت حاصل کرنے کے لیئے فریقین نے بڑی بڑی کوششیں کیں اس راجه کے نام سے صاف یهه واضح هوتا هی که یهه ایک نو مسلم راجه تها اور ملک اُسکا وه پهاڑی خطه تها جو دلی سے پچیس میل کے اندر اندر دریاے چنبل کی جانب کو پهیلا هوا هی اور اُس خطه میں وه چهوٹی ریاست شامل تهی جو اب مچهیری یا الور کے نام سے مشهور و معروف هی *

اس راجه کا بیٹا جو بابر کے پاس بطور اول کے تها بابر نے اس نظر سے اُسکو اسکے پاس بهیجدیا که باپ اُسکا جی جان سے شریک اُسکا هوجاوے مگر بابر کی اس جوانمردی سے وه مطلب حاصل نه هوا جو اُس نے چاها تها اسلیئے که جوں هی حسن خاں کو اپنے بیٹے کیطرف سے طمانیت حاصل هوئی تو ووں هی راجه سنگا سے کهلم کهلا جاکر ملگیا اور راجه سنگا حسن خاں اپنے رفیق کی امداد و اعانت کے لیئے جلد آگے بڑها اور بیانه میں پهونچا جو آگره سے پچاس میل کے فاصله پر واقع هی چنانچه بابر کی اُس فوج کو نقصان پهنچا کر درون قلعه بهگا دیا جو اُس جگهه پڑاو ڈالے پڑی تهی اور اُن لوگوں اور دارالسلطنت والوں کے درمیان میں آنے جانے کی راهیں مسدود کیں بعد اُسکے بابر نے دشمن کی دیکهه بهال کے لیئے کچهه لوگ اپنی فوج کے روانه کیئے اور پیچهے سے تمام فوج اپنی لیکر جلد روانه هوا اور جب که بابر فتح پور سیکری میں داخل هوا جو آگره سے بیس میل پر واقع هی تو آپ کو هندوؤں کی فوج کے قریب پایا هندوؤں نے اُسکی فوج کے اگلے حصه پر ترت پهرت حمله کیا اگرچه تهوڑی بهت امداد اُس حصه کی قلب کی فوج نے کی مگر اُسنے بڑی شکست فاحش کهائی یهه واقعه اٹهارهویں یا اُنیسویں فبروری سنه ۱۵۲۷ ع کو واقع هوا اور جو هلچل که پهلے پهل بابر کی فوج میں پڑی اور دل اُنکے مرگئے اگر اُسی وقت میں راجه دهاوا کرتا تو ظن غالب تها که وه کمال آسانی سے کامل فتح پاتا مگر وه راجه

بعد اس کامیابی کے لشکر گاہ کو چلا گیا اور بابر کو جگھہ پکڑنے اور لشکر کو مضبوط و مستحکم کرنے کے لیئے اتنی بڑی فرصت ھاتھہ آئی کہ بعد اسکے راجہ کو حملہ کرنا بہت دشوار ھوا *

اِس لڑائی کی آغاز ھی سے بابر کی فوج کو بڑا تردد لاحق تھا اور بعد اُسکے بھاگنے والونکی خبروں اور اُس مصیبت کے واقع ھونے سے جو اُنکی آنکھوں کے سامنے واقع ھوئی تھیں اُنکے دلوں پر بہت بڑے اثر پیدا ھوئے علاوہ اُسکے ایک یہہ بدبختی پیش آئی کہ اُس نجومی نے جو کابل سے آیا تھا یہہ بات پکار کر کہی کہ مریخ کے دیکھنے سے یہہ بات معلوم ھوتی ھی کہ بادشاہ کی فوج کو ضرور شکست ھوگی اسلیئے کہ فوج اُسکی اُسکے سامنے پڑی ھی چنانچہ جو اندیشے کہ اُن اصلی اور وھمی خوفوں کے مارے پیدا ھوئے وہ ایسے عام تھے کہ بڑے بڑے دلاور بیدل ھوگئے اور صلاح اور مشورہ میں ھمتیں اُنکی ھار گئیں اور ھر بات میں متردد رھے اور سپاھیوں کے سامنے استقلال اپنا قائم نرکھہ سکے اور اُنکے چہروں سے بیدلی ٹپکنے لگی چنانچہ بابر کی ھندوستانی فوج چھوڑ چھوڑ کر بھاگنے لگی اور کسیقدر غنیم سے جا ملی اگرچہ باقی فوج اُسکی وفا پر قایم رھی مگر بالکل ھمت ھارے اور گھبرائی ھوئی تھی اور اگرچہ بابر نے نجومی کی پیشگوئی سے بظاھر بہت نفرت کی تھی مگر باطن میں اُن خطروں سے غافل نتھا جنمیں وہ مبتلا ھو رھا تھا اسلیئے کہ آپ اسنے بیان کیا ھی کہ میں نے اپنے کرتکوں پر افسوس کیا اور گناھوں سے توبہ کی چنانچہ شراب پینے سے قسم کھائی اور شراب پینے کے باسن سونے چاندی کے فقیروں پر تقسیم کیئے علاوہ اسکے یہہ بھی عہد کیا کہ اگر فتح نصیب ھوئی تو داڑھی چھوڑونگا اور کسی مسلمان سے محصول استام کا نہ لونگا مگر اسلیئے کہ وہ بڑے بڑے خطروں کا عادی تھا بیتاب اور بیدل نہوا اور اس نظر سے کہ اپنی طبیعت کی خو بو لشکر کے دلوں میں پھیلاوے فوج کے چھوٹے بڑے سرداروں کو جمع کیا اور لوٹ کھسوٹ اور لاچاری کی باتیں نسنائیں اور

دین و مذہب کو بھی بیچ میں نہ ڈالا بلکہ حفظ آبرو کے فقرے سنائے اور یہہ بات صاف صاف کہی کہ بھائیو جان کے لڑانے سے فخر اور شان ہاتھہ آتی ہی معلوم ہوتا ہی کہ یہہ مضمون اُس نے بہت عمدہ تجویز کیا تھا کہ تمام افسروں نے ایک آواز سے جواب دیا اور قران کی سخت سوگند کھائی کہ ہم یا فتح کرینگے یا جان سے جاوینگے غرض کہ یہہ تدبیر اُسکی راس آئی اور فوج دل شگفتہ ہوئی اور اسلیئے کہ روز روز اُسکو صوبجات کے شور و فسادوں کی خبریں لگتی تھیں تو بابر نے یہہ قصد مصمم کیا کہ اب لڑائی میں توقف کرنا ہرگز مناسب نہیں یعنی جو کچھہ ہونا ہی وہ جھٹ پٹ ہوجاوے چنانچہ بابر نے مورچوں کے سامنے فوج کو مرتب کیا اور توپوں کو برابر لگایا اور جبکہ ساری ترتیب پوری ہوگئی تو گھوڑا دوڑا کر فوج کے دائیں سے بائیں کو نکل گیا اور سپاہیوں سے کچھہ کچھہ خطاب کرکے اُنکے دل بڑھائے اور سرداروں کو یہہ ہدایت کی کہ ایسے ایسے لڑنا چاہیئے دریافت ہوتا ہی کہ ہندو لوگ بھی اسبات پر آمادہ و مستعد تھے کہ لڑائی کا فیصلہ ہوجاوے مگر بابر نے اس خواہش سے کہ حال اس بڑی لڑائی کا بڑے کر و فر اور نہایت شان و شوکت سے لکھا جاوے آپ اُسکو نہیں لکھا بلکہ اپنے میر منشی سے لکھوایا جسنے اُسکو بنا بنا کر لکھا اور بہت سے ورق کالے کیئے ہاں یہہ ضرور ہی کہ اُنکے دیکھنے سے اتنی بات دریافت ہوتی ہی کہ سولھویں مارچ سنہ ۱۵۲۷ ع مطابق تیرھویں جمادی الثانی سنہ ۹۳۳ ہجری میں بابر کو بڑی فتح نصیب ہوئی اور راجہ سنگا بڑی دشواری سے جان بچاکر چلا گیا اور حسن خاں میواتی اور بہت سے سردار اُسکے جان سے مارے گئے اب بابر کا یہہ حال ہی کہ جب وہ نجومی مبارکبادی کو آیا تو بابر نے اُسکو بہت برا بھلا کہکر کلیجا اپنا ٹھنڈا کیا اور اُسکو ایسا بدخواہ اور بدزبان اور ہٹھی بتایا کہ کلام اُسکے کسی شخص کو گوارا نہوویں مگر جو کہ وہ نجومی قدیمی ملازم تھا تو اسلیئے اُسکو بہت سا انعام دیکر فرمایا کہ تو میری قلمرو سے نکلجا *

ملک کے انتظام اور چندیري کے محاصرہ کا بیان

جب کہ یہہ فتح ہوچکي تو میوات کے دبانے کو بابر روانہ ہوا چنانچہ وہ ملک بھي مطیع و محکوم اسکا ہوگیا اور جیسے کہ حال اسکا پہلے تھا اس سے بہتر انتظام اسکا ظہور میں آیا بعد اسکے بابر نے حسب اپنے وعدہ کے جو اس لڑائي سے پہلے کیا تھا اُن لوگوں کا ایک فریق بنایا جن لوگوں نے کابل جانے کي رخصت چاهي تهي اور همایون کو سردار اُنکا بناکر کابل کو روانہ کیا *

بعد اُسکے ملک کے انتظام و انصرام اور اُن صوبوں کے بندوبست بحال کرنے میں جو لڑائي کے دنوں میں کچھہ ٹھیک ٹھاک نرہے تھے پورے چھہ مہینے صرف کیئے غرض کہ برس دن کے اندر اندر گنگاپار کے ملکوں میں صوبہ اودہ کے علاوہ حکومت اسکي دوبارہ قایم ہوگئي اور اب بھي صوبہ اودہ میں افغانوں کا ایک گروہ باقي رہا تھا جنکي سر کوبي کے لیئے تھوڑي سي فوج بھیجي گئي *

اگلے برس یعني سنہ ۱۵۲۸ ع مطابق سنہ ۹۳۴ ھجري کے آغاز میں بابر نے چندیري پر چڑھائي کي جو بندیل کھنڈ اور مالوہ کي سرحدوں پر واقع ہی اور اسپر مدني راے قابض و متصرف تھا جو راجپوتوں کا سردار اور محمودشاہ ثاني والي مالوہ کے عہد دولت میں بڑا صاحب اقتدار تھا اور بعد اسکے خود سلطنت کو دبا بیٹھا تھا اور جب کہ محمودشاہ ثاني نے شاہ گجرات کي امداد و اعانت سے اسکو خارج کیا تھا تو راجہ سنگا کي حفظ و حمایت میں آکر چندیري میں پانوں اسنے جمائي تھي چنانچہ وہ بھي لڑائي میں راجہ سنگا کے همراہ تھا مگر صحیح سلامت نکل گیا اور اب اُسنے سخت مقابلہ کیا مگر اس موقع پر بھي دستور قدیم کے موافق جسقدر اُنسے بہادري دلاوري ظاهر ہوئي اسقدر استقلال اور ہنر ظاہر نہ ہوا چنانچہ محاصرے کے دوسرے دن وہ بالکل مایوس ہوگئے اور کام کو ہاتھہ سے دے بیٹھے اور وہ غریب واقعہ خودکشي

کا جو راجپوتوں کي تاریخ میں عام پایا جاتا هی بابر کي نظروں سے گذرا یعنے بابر کي فوج قلعہ کي فصیل پر چڑھے هي تهي که محصوروں نے اپني عورتوں کو قتل کیا اور جان کهونے کو برهنه دوڑے چنانچه اُنهوں نے اُن مسلمانوں کو مار کر بهگایا جو اُنکے سامنے پڑے اور روني سے کود کو غنیم کي فوج پر اُسي زور و شور سے برابر حمله کیئے گئے یہاں تک که مغلوب هوکر پامال هوگئے اور وہ دو تین سو راجپوت جو مدني راے کي محل سراے کي حفظ و حراست کے واسطے باقي رهے تهے اُنهوں نے جان اپني یوں کهوئي که آپسمیں اس بحث و تکرار پر مارے گئے که دشمن کے مقابله میں پہلے پہل کون جان اپني راجا پر نثار کرے یہه واقعه بیسویں جنوري سنه ۱۵۲۸ع کو واقع هوا *

افغانوں کے مفسدہ کا بیان

جب که چندیري کا محاصرہ هو رها تها تو کہیں بابر کو یہه خبر لگي که ایک پٹهان بابن نامي نے اُس فوج کو شکست فاحش دي جو اودہ پر بهیجي گئي تهي چنانچه بابر آپ اُس جانب کو روانه هوا اور جب که افغانوں نے گنگا کے گهاٹ پر پڑاو اپنا ڈالا تو بابر نے ایسے حال میں گنگا کا پل بنایا که دشمن کي توپوں کي بوچهاریں پڑتي تهیں غرض که آخر کار اُسنے دشمنوں کو گهاگرا پار بهگایا اور انکا پیچها کیا یہاں تک که دشمنوں نے بنگاله میں جاکر پناہ ڈهونڈهي اور غالب یہه هی که اگر همایوں نے اس سے پہلے صوبه بہار کو فتح نکیا تها تو بابر نے اسي موقع پر اُسکو فتح کیا هوگا مگر بابر کي سرگذشتوں میں اُسکے حالات کا سلسله اسي جگهه سے منقطع هوتا هی اور کسي مورخ نے اُسکو پورا نهیں کیا *

بعد اُسکے کئي مهینے تک بابر بیمار رها اور اس عرصه میں اُسنے ایسي ایسي دل لگي کے کاموں سے مزے اوٹهائے جو اُسکو بہت کم نصیب هوئے تهے چنانچه اس موقع پر هندوؤں کے اُن قلعوں اور مندروں اور چشموں اور ابشاروں کے بیان سے سرگذشت آسکي مشحون و معمور هے جو

اُسکي نظر سے گذرے اور اُسنے آنکي دیکھني سے آنکھوں کو تازہ کیا اور توزک اُسمیں اپنے خاص خاص باغوں کي عجیب عجیب کیفیتیں جسمیں اُسنے نئي نئي باتیں ایجاد کي تھیں اور بازي گرون اور پہلوانوں اور علاوہ اُنکے اُن دل لگي کے شغلوں کے حالات مندرج ہیں جو ہندوستان سے مخصوص ہیں *

اِن سیر و تماشوں کے ساتھہ اُنہ دنوں میں رنتھنبور کا بڑا قلعہ اُسکو حاصل ہوا جسکو راجہ سنگا کے دوسرے بیٹے نے اُسکے حوالہ کیا اسلیئے کہ راجہ سنگا مر چکا تھا اور بڑا بیٹا اُسکا جانشین اُسکا ہوا تھا *

بہار و بنگال کي لڑائیوں کا بیان

جب کہ بابر کو یہہ پرچا لگا کہ وہي لودھي شاہزادہ محمود نام جو راجہ سنگا کا رفیق و معاون تھا اور اُسکي شکست کے وقت اُسکے ساتھہ تھا صوبہ بہار پر قابض ہوگیا تو بابر کو بڑا جوش آیا اور نہایت پیچیدہ ہوا معلوم ہوتا ہی کہ بنگال کا بادشاہ اُس محمود کا مدد و معاون تھا غرض کہ بہار اور اور پاس پروس کے پٹھانوں کي جمعیت سے محمود کي جمعیت لاکھہ آدمیوں کے لگ بھگ پہونچي تھي اور محمود اس جمعیت کو ہمراہ اپنے لیئے ہوئے بنارس کي جانب بڑھا چلا اتا تھا کہ بابر بھي وہاں جا پہونچا جہاں گنگا جمنا آپسمیں ملتي ہیں اور اب وہاں الہآباد بستا ہی اور جوں ہي کہ بابر قریب اُس فوج کے پہونچا وہ فوج جو جلد جلد اکٹھي ہو گئي تھي اور بابر کے پہونچنے سے پہلے کچھہ کچھہ نزاع بھي آپسمیں ہو رہا تھا توٹ پھوٹ کر ادھر اودھر ہو گئي اِس ابتري کي وجھہ یہہ تھي کہ اُس فوج نے پہلے اِس سے چنارگڑہ کا اِرادہ کیا تھا مگر جب کہ وہاں لاگ ڈانٹ آنکي ہوئي تو کچھہ کچھہ ادھر اودھر ہوگئي اگرچہ وہ لاگ ڈانٹ ایسي بہت قوي نتھي مگر جیسي کہ فوج کي طبیعتوں کا حال اسوقت میں تھا فوج کي پراگندگي کے لیئے کافي وافي تھا بعد اُسکے محمود کا یہہ حال ہوا کہ جسقدر فوج

کو روک تھام سکا همراہ اپنے لیکر لوت گیا اور سون ندي پار اپنے ڈیرے ڈالے اور وہ بہت سے سردار جو اُسکو چھوڑ کر چلے گئے تھے بابر کے تابع ہوگئے چنانچہ بابر آگے کو بڑھا چلا گیا اور محمود نے یہہ بات سوچ سمجھہ کر کہ لڑنے میں کچھہ فائدہ نہیں بھاگنا اختیار کیا *

گنگا کے جنوب میں بہار کا ملک جسقدر واقع تھا وہ بابر کے قبض و تصرف میں آیا مگر بہار کا شمالي حصہ شاہ بنگال کے قبضہ میں باقي رہا جسکي بہت سي فوج اُس جگہہ اڑي پڑي تھي معلوم ہوتا ہی کہ شاہ بنگال کا صرف اسقدر مطلب تھا کہ دلي کي سلطنت کے اُس حصہ یعني شمالي بہار کو اپنے قبضہ میں رکھے اور باقي حصوں پر لڑائي بھڑائي نکرے چنانچہ اُسنے اسي غرض سے بابر کو خط و کتابت میں مصروف رکھنا چاہا اور ایک ایلچي کا آنا جانا جاري رکھا یہاں تک کہ بابر کو صبر کا تحمل نرہا اور گنگا پار اوتر کر بنگالیوں سے لڑائي کو آگے بڑھا *

اگرچہ وہ گنگا اوتر گیا مگر گھاگرا کا اوترنا باقي رہا جہاں غنیم اُسکا ایسي جگہہ پڑا تھا کہ وہاں گنگا گھاگرا سے ملتي ہی مگر بابر کے پاس کشتیوں کا سامان ایسا اچھا تھا کہ اُسنے بنگالیوں کي کشتیوں کو مار پیٹ کر بھگا دیا اور اگر یہہ صورت پیش نہ آتي تو وہي کشتیاں بابر کے حق میں سنگ راہ ہو جاتیں بعد اُسکے بنگالیوں نے بابر کو اوترنے سے روکا چنانچہ دونوں طرفوں سے توپیں چلنے لگیں مگر اس باعث سے کہ فوج بابر کے تکڑے تکڑے ہوکر پار اوتر گئي تھي تو اُنکے مقابلہ پر غنیم کي فوج بھي تکڑے تکڑے ہوکر لڑي بھڑي یہاں تک کہ بابر کي فوج نے اُنکو مار کر بھگا دیا بعد اُسکے شاہ بنگال آشتي پر راضي ہوا چنانچہ باہم صلح ہوگئي اور جب کہ بابر نے آگرہ کا ارادہ کیا تو اُسکو یہہ پرچا لگا کہ وہ گروہ افغانوں کا جو شاہ بنگال کي فوج سے الگ ہوکر اور بابن اور بایزید افغانوں کي حفظ و حمایت میں گھاگرا پار اوتر گیا تھا لکھنؤ پر قابض و

متصرف هوگیا چنانچه بابر فی‌الفور اُس جانب کو روانه هوا اور جب که پٹھان لوگ اُس جگهه سے چلے گئے تو کچهه فوج اُنکے پیچھے بابر نے روانه کي یہاں تک که اس فوج نے گنگا جمنا دونوں کے وار پار اُنکا پیچها کیا اور بندیل کهنڈ میں اُنکو منتشر کردیا بعد اُسکے برسات آگئي اور بوجهه اُسکے تعاقب موقوف هوگیا *

بابر کے بیمار هونے اور جانشیني کي نسبت سازشوں کا بیان

معلوم هوتا هی که مرنے سے پندره مهینے پہلے بابر کي طبعیت درست نرهتي تهي اور جو که اُسکي سرگذشتوں میں حالات اس زمانه کے مندرج نہیں تو یهه بات صاف دریافت هوتي هی که اُسکي قوت و همت میں کاهلي سستي آگئي تهي علاوه اسکے اور چند باتوں سے بهي یقین هوتا هی که اُسکي حکومت بهي اس باعث سے کم زور هوگئي تهي که لوگوں کو اُسکي حکومت کے زوال کا خیال بنده گیا تها چنانچه همایوں بهي بدخشاں کي حکومت سے بلا اجازت چلا آیا اور جب که بابر نے اپنے وزیر نظام‌الدین علي خلیفه کو همایوں کي جگهه منتخب کیا تو اُسنے بهي کوئي حیله پیش کیا اور وه بهي دربار هي میں رها اگرچه همایوں کو بدخشاں سے طلب نکیا تها مگر ساتهه اُسکے محبت سے پیش آیا اور بعد اُسکے تهوڑے دنوں گذرے پر ایک بیماري همایوں کو عارض هوئي جو بابر کے مرنیکا قوي سبب هوئي جب که بابر کو یهه بات دریافت هوئي که حکیم اپني تدبیروں سے عاجز هوئے اور خود حکیموں نے بهي یهه عرض کیا که اب دوا درماں سے کوئي فائده معلوم نہیں هوتا تو همایوں کي جان بچانیکے واسطے بابر کو صرف یهه امید باقي رهي که اُس اعتقاد باطل کے بموجب جو آج کل بهي بلاد مشرق میں جاري ساري هی یهه بات چاهي که بیٹے کي جان بچے اور باپ کي جان نثار هووے اور جیسے که یهه اعتقاد اُسکے جي میں بیٹها تها ویسے هي اُسکے دوستوں کو بهي اُسکي تاثیر کا یقین کامل تها چنانچه

اُنہوں نے بابر سے یہہ درخواست کی کہ آپ اپني جان نکھوویں اور ہزاروں کے عیش و آرام کو برباد نکریں مگر بابر اپنے ارادہ سے باز نہ آیا چنانچہ وہ ہمایوں کے سیج کے واري ہوا یعني تین بارگرد اُسکے پھرا جو جینے سے دور اور مرنے سے قریب ہوگیا تھا بعد اُسکے تھوڑي دیر تک بہت گڑگڑا کر خدا سے دعا مانگي یہاں تک کہ اپنے قربان ہونیکا ایسا اُسکو پورا یقین ہوا کہ چند بار اُسنے یہہ پکارکر کہا کہ اُسکا دکھہ میں نے سہا میں نے سہا اور تاثیر اس اعتقاد کي اُسپر اور اُسکی بیٹی پر اسقدر ہوئي کہ تمام مورخ اسبات پر متفق ہیں کہ ہمایوں اُسیوقت سے تندرست ہونے لگا اور باپ اُسکا جو پہلے سے بیمار تھا اور ہمایوں کي بیماري کے مارے زیادہ مریض اور لاغر ہوگیا تھا اُسیوقت سے تھوڑا تھوڑا گھٹنے لگا جس سے یہہ بات بہت جلد واضح ہوئي کہ موت اُسکي قریب آگئي اور جب کہ اُسکي نوبت یہاں تک پہونچي تو اُسنے اپنے بیٹوں اور وزیروں کو مرتے دم اکھٹا کیا اور اپنے جي کي خواہشیں ظاہر کیں اور آپسمیں اتفاق و محبت کي سخت تاکید کي مگر اُسکے وزیر خلیفہ نے پہلے سے یہہ تجویز کي تھي کہ بابر کے پیارے منصوبوں کو پورا نہونے دے † اور اس وزیر کا رعب داب ایسا تھا کہ اُسکے آگے کسي کي پیش نجاتي تھي مگر اُسکے رعب داب کي وجہہ اب تک دریافت نہیں ہوئي چنانچہ اُسنے اس غرض سے کہ سلطنت کے تمام اختیارات اُسکے قبض و تصرف میں قایم و دایم رہیں یہہ ارادہ کیا کہ بابر کے بیٹوں کو دخل ندے اور اُنکو الگ تھلگ رکھے اور اپنے داماد خواجہ مہدي کو تخت پر بیٹھاوے اور وزیر اُسکے بیٹھانے میں یہہ فائدہ سمجھا تھا کہ خواجہ مہدي عمر کا نوجوان اور مزاج کا لاوبالي اور پست

---

† یہہ خلیفہ بابر بادشاہ کا بڑا پرانا سردار تھا مگر یہہ بات سمجھني دشوار ہی کہ بابر سے قابل بادشاہ کے روبرو اور ہمایوں سے تجربہکار وارث کے سامنے اسقدر اختیار اُسکو کسطرح نصیب ہوا تھا اور ایسي ہي یہہ بات بھي اچنبی کي معلوم ہوتي ہی کہ اس سے آگی ذکر اُسکا تاریخ فرشتہ یا اکبرنامہ میں نظام‌الدین یا خلیفہ کے نام سے پایا نہیں جاتا

کا هلکا اور مت کا مارا هی همیشه مطیع و محکوم اپنا رهیگا مگر خواجه مهدي نے ایسی کوتک کیئے که وزیر اپني امید سے نا امید هوا خواجه مهدي اور علاوه اُسکے تمام لوگ اسبات کو یقیني سمجهی تهي که بابر کے بعد تخت اُسیکو نصیب هوگا مگر جب که وقت اُسکا قریب ایا تو خلیفه نے خواجه مهدي کو یکا یک گرفتار کیا اور آس پاس کے لوگوں کو اُسکے ملنے جلنے سے موقوف رکها اس بڑے انقلاب کا باعث اُس سرگذشت میں مندرج هی جسکو ارس کائن صاحب نے محمد محکم کي سند پر بیان کیا جو سرگذشت مذکوره کے مصنف کا باپ تها خلاصه اُسکا یهه هی که خواجه مهدي سے خلیفه ملنے گیا تها اور محمد محکم همراه اُسکی تها حسب اتفاق اُسوقت خلیفه کي طلب هوئي که بابر کي جان هونٹوں پر تهي جوں هي که خلیفه خواجه مهدي کے مکان سے اوٹها تو خواجه مهدي ساتهه ساتهه اُسکے ازراه تعظیم کے دروازه تک آیا اور دروازه پر کهڑا رها یهاں تک که محمد محکم بغیر اڑے بهڑے اُس سے نکل نسکا اور جب که خلیفه دور نکل گیا تو خواجه مهدي نے دانت پیس کر یهه بات کهي که بهلا بے او پیر نابالغ خدا چاهے تو تیرے چمڑي جلد نکلواتا هوں خواجه مهدي نے یهه بات کہکر مونهه پهیرا تو محمد محکم کو گهر سے نکلتے دیکهه کر بهت پشیمان هوا اور اوسان اُسکے جاتے رهے مگر اُسنے محمد محکم کے کان پکڑکر خوب اینٹهے اور بیساخته یهه مصرع پڑها † زبان سرخ سرسبز مي دهد برباد غرض که محمد محکم نے خلیفه کو یهه داستان سنائي چنانچه نتیجه اُسکا یهه هوا که خلیفه نے خواجه مهدي کي رفاقت چهوڑي اور همایوں کا ساتهه دیا ٭

---

† واضح هو که فارسیوں کي اصطلاح میں زبان سرخ غماز کي زبان کو اور سرسبز صاحب اقبال کے سر کو کهتے هیں اب اس مصرع کے یهه معني هیں که وه زبان جو غماز هوتي هی اُس سر کو برباد دیتي هی جو صاحب اقبال هوتا هی (مترجم)

بابر کي وفات اور اُسکي عادات کا بیان

خلیفه اور خواجه مهدي کي سازشوں میں جنسے بابر غالباً واقف نتها بابر نے انتقال کیا یهه بادشاه اگرچه بهت بڑا بادشاه نتها مگر بڑي تعریف کے شایاں و سزاوار جو شخص ایشیا میں کبهي پیدا هواوه یهي تها اور ۲۶ دسمبر سنه ۱۵۳۰ع مطابق سنه ۹۳۷ هجري میں عمر کے پچاس برس اور بادشاهت کے اڑتیس برس پورے کرکر مقام آگره میں جهاں فاني سے گذر گیا اور لاش آسکي بحسب اُسکي تمنا مقام کابل میں ایک ایسي جگهه مدفون هوئي جسکو آسنے غالباً خود † پسند کیا تها *

اگرچه بابر کي عادات آسکے کاموں سے بخوبي واضح هوتي هیں مگر اُسکے خاص ذاتی حالات اور تحریرات کي نسبت تهوڑا بهت لکهنا باقي هی چنانچه جو سرگذشتیں آپ آسنے قلمند کي هیں وه غالباً ایسي عمده هیں که نظیر اُنکي پائي نهیں جاتي یعني اپني عمر کي حکایتوں اور رایوں اور طبیعت کے قصوں کو جگهه جگهه ایسا بیان کیا که جو سچے سچے تهے آسکو هرگز نهیں چهپایا اور بناوت کو دخل نهیں دیا اور راست گوئي اور خوش مزاجي کے ظاهر کرنے میں تکلف کو کام نفرمایا ‡ *

---

† برنس صاحب نے اپني سیاحت نامه کي جلد ایک صفحه ۱۴۱ میں لکها هی که بابر نے یهه وصیت کي تهي که میري لاش اُس جگهه دفن کیجارے جو اُسکي ساري قلمرو میں اُسکو مطبوع و مرغوب تهي چنانچه اب بهي ایک پاکیزه ندي اُس قبرستان میں بهتي هی اور خوشبودار پهولوں کو پاني دیتي هی اور کابل کے لوگ ایک بڑے تهوار کو وهاں اکهٹے هوتے هیں بابر کي قبر کے سامنے سنگ مرمر کي ایک مسجد اگرچه چهوٹي سي هی مگر بهت هي عمده بني هوئي هی اور اُسکے مقبره سے پهاڑ کي ایک نهایت دلکش فضا نظر پڑتي هی

‡ واضح هو که صاف بیاني اور راست گوئي کي رو سے بابر کي سرگذشتیں تیمور کي سرگذشتوں کے مخالف هیں اگرچه تیمور کي سرگذشتوں کي زبان سیدهي سادي هی مگر باوصف اسکے بهت بنا بنا کر اسلیئے لکهي گئیں که لوگوں کے دلوں پر اثر اُسکا پڑے چنانچه ایک مقام پر اُسنے یهه بات لکهي که ایک روز اتفاق سے میرے پانوں تلے ایک چیونٹي پسگئي اُسکے پس جانے سے میرے دل کو ایسا صدمه پهونچا

غرض کہ بیان اُسکی سرگذشتوں کا صاف و پاکیزہ اور دلاورانہ اور رنگین و دلچسپ هی اور اسلیئے کہ وہ ایک ذهین اور تجربہ کار آدمی کی تصنیف هی تو اُسمیں اُسکے معاصروں اور هموطنوں کے کام کاج اور رنگ ڈهنگ اور چال ڈهال ایسے واضح هیں جیسا کہ رنگ روپ آئینہ میں ظاهر هوتا هی اور یہي باعث هی کہ تمام ایشیا میں منجملہ صحیح تاریخوں کے اصلي تاریخ کا ایک عمدہ نمونہ هی اسلیئے کہ اگرچہ معمولي مورخوں نے بڑے بڑے لوگوں کے کاموں اور تکلف کے برتاوں کا حال بڑي شان و شوکت سے بیان کیا مگر اُنکی طور و طریقوں اور خاص خاص عادتوں کا بیان نہیں کیا بلکہ علی‌الخصوص ایسي باتوں کو بالکل چھوڑ گئے جو اُنکي شان و منصب کے شایاں و سزاوار نتھیں هاں بابر کي سرگذشتوں میں جن جن لوگوں کا حال بیان کیا گیا اُنکي شکل و صورت اور لباس و پیرایہ اور شوق و ذوق اور عادات و شمایل کا بیان ایسي تفصیل و تشریح سے کیا گیا کہ فی‌الحال گویا هم اُن لوگوں میں موجود هیں اور اُنکو اپني آنکھوں سے دیکھہ † رهی هیں اور جن ملکوں میں بابر کا گذر هوا اُنکي فضاؤں اور آب و هوا اور پیداواروں اور عجیب عجیب صنعتوں اور بڑي بڑي عمارتوں کے حالات سے سرگذشت اُسکي معمور و مشحون هی اور وہ ایسي تفصیل وار اور ٹهیک ٹهیک لکھي

کہ گویا میرے پانوں کي طاقت جاتي رهي اور [illegible] اُسکي یہہ هی کہ وہ بڑا سفاک پادشاہ تھا اور یہہ ایک ایسي بات هی کہ اگر وہ بڑا جتي ستي گوشائیں اگیاني پنڈت بھي هوتا تو کوئي یقین نکرتا کہ یہہ بات اُسنے اپنے جي سے کہي هی

† یہہ مفصل حال اُن درباروں اور لشکروں کے لوگوں کا هی جہاں بابر بستا رستا رها اور جن ملکوں کا حال اُسنہ بڑي وضاحت سے لکھا وهاں کے باشندوں کي صرف ایسي ایسي انهوکي باتیں بیان کیں کہ اُنکے سنے سے بیگانہ ملکوں کے رهنے والی حیران هوں مگر اُنکي اوقات بسري اور رسم و رسوم کے حالات اُسنے تفصیل وار اسلیئے نہیں لکھی کہ وہ اُنکے اس قسم کے کل حالات سے بخوبي واقف نہیں هوسکتا تھا

هوئے هیں کہ جتني جگهہ میں وہ لکهي گئي زمانہ حال کے کسي سیاح نے اُنکو اتني جگهہ میں نہیں لکها اور جب کہ اُن مصیبتوں کا لحاظ کیا جاوے جنمیں اُسنے وہ سرگذشت اپني قلمبند کي هی ‡ تو نہایت تعجب هوتا هی *

تصنیف بابر کي بڑي خوبي یہہ هی کہ باوصف اِسکے کہ اُسکا مصنف ایک دراز مدت تک طرح طرح کے انقلابوں میں مبتلا رها اور زمانہ کے بہت سے گرم و سرد اُسنے دیکهی مگر اُسکي عادات وشمایل میں کوئي تغیر واقع نہوا چنانچہ اُسکي طبیعت میں ویسي هي مہر ومحبت باقي رهي اور مزاج میں ویسے هي نیک اخلاق قایم رهے جیسے کہ اغاز وابتداء میں موجود تهی جب کہ کام کاج کا بوجهہ اُسنے اُوٹهانا شروع کیا تها اور مال و دولت اور جاہ و حشمت کے حاصل هونے سے شعور و سلیقہ اُسکا خراب نہوا تها اور قدرتي چیزوں اور خیالي باتوں سے مزے اُٹهانے کي استعداد اُسکي طبیعت سے کم نہوئي تهي *

بابر کي سرگذشتوں کے مترجم ارس کائن صاحب نے بیان کیا هی کہ لوگوں کي شان و شوکت کے جو حالات ایشیا کي تاریخوں میں مندرج هیں وہ سرد مہري اور افسردہ مزاجي سے سراسر معمور هیں مگر منجملہ اُنکے ایک ایسے بادشاہ یعني بابر کے حالات کے ملاحظہ سے ایک طرحکي تشفي هوتي هی جو عمر گذشتہ پر تاسف کرتا تها اور اُس نے بیان کیا کہ میں ایک اپنے ساتهي کي جدائي سے روتا تها جو کهیل کود میں ساتهہ اپنے رهتا تها اور اپني رشتہ دار عورتوں اور خصوص اپني ماں کا ذکر ایسے

‡ جن جن ملکوں میں بابر نے لڑائیاں بهڑائیا کیں اور حالات اُنکی بیان کیئے تو لفظوں کي قلت اور معنوں کي کثرت اُسوقت دریافت هوسکتي هی کہ ابن بیتوتا کي کتاب سے مقابلہ کیا جاوے جز ایک مشهور مورخ اور بڑا سیاح و محقق اور نہایت لایق فایق تها یا جو جغرافیہ بابر نے لکها هی اُسکا مقابلہ بهي ایشیا کے کسي مورخ جغرافیہ نگار سے کیا جاوے

شوق ذوق سے کرتا هی کہ گویا آنسے الگ نہیں هوا اور اُنکے ساتھہ الاؤ پر بیٹھا تاپ رها هی اور جهاں کهیں اُس نے حال اپنا بیان کیا وهاں اپنے دوستوں کا حال بہت حسن و خوبي اور کمال التفات و عنایت سے بیان فرمایا چنانچہ اُنکي کہاوتوں اور بیماریوں اور حادثوں اور مہموں کا حال تفصیل وار تحریر کیا اور کہیں کہیں اُنکے بڑے بڑے کوتکوں کي هنسي بهي کي *

جب کہ اُسنے اپنے معتمد خواجہ کلاں کو جو کابل میں اُسکي طرف سے کام کاج اُسکا کرتا تھا ایک خط اپني سلطنت کے کار و بار میں لکھا تو اُسکے اخیر میں یارانہ کے دو چار فقرے اُسکے جي بہلانے کي غرض سے تحریر کیئے اور بعد اُسکے یہہ عذر لکھا کہ خدا کے واسطے میري بیوقوفیوں کو معاف کرنا اور اُنکي وجہہ سے مجھکو برا نسمجھنا بعد اُسکے خواجہ کلاں کو یہہ بات بھي لکھي کہ جیسے میئنے شراب کا پینا چھوڑا تو بھي ویسے هي چھوڑ دے اور اصل کلام اُسکا یہہ هی کہ جب هم سارے پرانے یار ایک جگہہ اکٹھے تھے تو شراب کا پینا لطف سے خالي نتھا اور اب کہ حیدر قلي اور شیر احمد کے سوائے کوئي هم پیالہ اور هم نوالہ [illegible] موجود نہیں تو اب شراب کے چھوڑنے میں تیري طبیعت [illegible] پاس اُسکي اور علاوہ اُسکے اُسي خط میں یہہ بھي لکھا تھا کہ مجھکو آپ [illegible] نہوگا کبھي آتا هی کہ تم کابل میں رهتے هو اور وهاں کے سیر و تماشوں کے [illegible] هو اور یہہ بھي لکھا کہ جب لوگ صرف ایک تربوز † یہاں میرے پاس لائے اور میں نے اُسکو تراشا تو اپني تنہائي پر کمال افسوس کیا کہ میں کیسا وطن سے دور اور یاروں سے مہجور پڑا هوں اور اُسکو کہانا شروع کیا تو یاروں کي جدائي میں آتھہ آتھہ آنسووں رویا اور بہتے آنسووں کو تہام نسکا *

† معلوم هوتا هی کہ یہہ پھل اُسوقت تک هندوستان میں پیدا نهوتا تھا مگر بعد اُسکے اُسنے رواج پایا *

اگر بابر شراب کا پینا بہت جلد چھوڑتا تو اُسکے حق میں بہت اچھا ہوتا اسلیئے کہ ہر طرح یہہ سمجھنا چاهیئے کہ میخواري کي کثرت سے عمر اُسکي تھوڑي ہوئي چنانچہ شوق و ذوق اُسکا اُسکي سرگذشتوں سے دریافت ہوگا کہ اُسنے جیسي لڑائیوں کے حالات اور بادشاہوں کے خط و کتابت کي کیفیات ایک زور و شور اور نہایت شان و شوکت سے لکھیں ویسے هي مے خواري کے جلسوں کے اُمورات ایک آن و بان اور بڑي کر فر سے قلمبند کیئے اگرچہ یہہ جلسے اُسکي شان و لیاقت کے شایان و سزاوار نتھے مگر اُسکي سرگذشتوں میں وہ ناپسندیدہ باتیں نہیں ہیں اسلیئے کہ اُن جلسوں کي بے تکلفي اور سادگي ایسي بیان کي گئي کہ بابر کا بادشاہ ہونا اُنکے دیکھنے سے فراموش ہوجاتا هي بلکہ ایسا سمجھہ میں آتا هي کہ وہ بھي اُس جلسہ میں ایک یار میگسار تھا حاصل یہہ هي کہ اُن باتوں کي بدولت جو میخواري کي کثرت پر مائل کرتي ہیں جیسے سایہ دار درختوں کا جھومنا اور ایسے ایسے پہاڑوں پر بیٹھنا جنسے بڑي بڑي فضائیں نظر آتي ہوویں اور کشتي کا نرم نرم چلنا اور ترکي فارسي کے اشعار ازبر پڑھنا اور کبھي کبھي گیت بھي گانا اور یاروں سے دھول دھپا ہوجانا اور ہنسي ٹھٹول کي باتیں کہنا غرض کہ ایسي ایسي باتوں کے باعث سے ایسے آوارہ جلسوں کي برائیاں بري نہیں لگتیں *

بابر کا یہہ وتیرہ تھا کہ ایک جگہہ پڑا نرهنا تھا چنانچہ یہہ بات اُسکي اُس کلام سے صاف واضح ہوتي هي جو مرنے سے تھوڑے دنوں پہلے خاص اپني زبان سے فرمائے تھے یعنے گیارہ برس کي عمر سے یہہ اتفاق نہیں ہوا کہ دو رمضان ایک جگہہ کئي ہوں یہاں تک کہ جو وقت اُسکا لڑائي بھڑائي اور سیر و سفر میں صرف نہوتا تھا تو اُسوقت کو سیر و شکار اور گھوڑے کي سواري اور دور دراز کے سیر سپاٹوں میں صرف کرتا تھا اور جن دنوں کہ جي اُسکا اچھا نتھا تو پچھلي سیر اُسکي یہہ تھي کہ دو دن کے اندر اندر کالپي سے آگرہ تک جو ایک سو ساٹھہ میل کے

قاصله پر واقع هی گهوڑے سوار آتا تها اور کوئي کام اُسکو نهوتا تها علاوه اُسکے ایک هي سفر میں دو مرتبه گنگا کے وار پار آیا گیا اور آپ اُسنے بیان کیا که جو دریا راه میں پڑتا تها وار پار اُسکو پیر کر آتا جاتا تها اور جیسا که جسم اُسکا چابک و چالاک تها ویسي هي عقل اُسکي تیز اور فکر اُسکا رسا تها چنانچه اموزات سلطنت کے علاوه نهروں اور تالابوں اور عمده عمده کاموں کے بنوانے اور بیگانه ملکوں کے نئے نئے پهل پهلاریوں اور اچهی اچهی پیدا واریوں کے رواج ورونق دینی میں مصروف رهتا تها اور با وصف ان محنت مشقتوں کے اتني فرصت بهي حاصل تهي که فارسي ترکي دونوں زبانوں میں شعریں کهتا تها یهانتک که اُسنے ترکي زبان میں بهت سي تصنیفیں کیں اوراپنے ملک کے شاعروں میں بڑا نام اُسنے پیدا کیا † * .

---

† منجمله حالات مندرجه بابر کے اکثر حالات ارسکائن صاحب کے ترجمه سے لیئے گئے جو بابر کي سرگذشتوں کا ترجمه هی جنکو اپ اُس نے ترکي زبان میں قلمبند کیا اور اس ترجمه سے جو حاشیئے اور تتمے متعلق هیں اُنسے وه دشواریاں رفع هوجاتي هیں جو هر صفحه میں پیش آتي هیں اور اُس گفتگو کے دیکهنے سے جسکو ارسکائن صاحب نے اس ترجمه کے دیباچه میں لکها هی ایشیا کا حال بابر کے زمانه کا تفصیلوار دریافت هوتا هی اور اُس گفتگو میں اُن ملکوں کا جغرافیه بهي نهایت تفصیل سے مندرج هی جهاں جهاں بابر نے لڑائیاں بهڑائیاں کیں علاوه اُسکے تاتاري قوموں کے مختلف گروهوں کا حال بهي صاف صاف مندرج هی اور معلوم هوتا هی که ترجمه بهي اصل کتاب کي طرز پر کیا گیا اسلیئے که اُسکے بیان کي طرز بهي عمده اور ممتاز هی اور مشرقي لوگوں کا مبالغه اِس ترجمه میں پایا نهیں جاتا اور ایسا سیدها سادها ترجمه بهي نهیں جیسا که اور مترجموں نے ایسي ایسي کتابوں کا کیا هی *

باب دوسرا

همایوں کي پہلي سلطنت کا بیان

جب که بابر کا انتقال هوا تو اُسنے همایوں کے علاوہ مرزا هندال اور مرزا عسکري اور مرزا کامران تین بیتے اور وارث چهوڑے †

† جب تک که هم خلاف اسکے کسي جگهه کوئي بات نکهیں تو یهه بات یاد رهے که همنے همایوں کي سلطنت کا حال تاریخ فرشته اور خود همایوں کي سرگذشتوں اور ابوالفضل کے اکبرنامه سے لیا هی اور فرشته والے نے جو همایوں کي سلطنت کا حال پورا پورا نهیں لکها تو وجهه اُسکي یهه هی که فرشته والی کا زمانه همایوں کے زمانه سے اتنا قریب نتها که وہ چهان بین اُسکي اُن لوگوں سے کرتا جنهوں نے همایوں کا زمانه اپني آنکهوں سے دیکها تها اور نه اسقدر بعید تها که اُسکے بیچ میں مورخ لوگ تاریخیں لکهتے اور فرشته والا اُن تاریخوں سے استعانت کرتا همایوں کي سرگذشتوں کو ایک شخص جوهر نامي نے لکها هی جو اُسکا ادنی خدمتگار تها اور کام اُسکا یهه تها که اپنے آقا کے هاتهه پانوں دهولانیکے لیئے آفتابه سلپچي اوتهایا کرتا تها اور همیشه ساتهه اُسکے رهتا تها اگرچه همایوں کے ملکي تعلقات اور خفیه تجویزات سے ناواقف تها مگر جهاں تک اُسکي رسائي ممکن تهي وهاں تک حال اُسکا بهت پاکیزہ بیانے اور صفائي اور سادگي اور راستي سے لکها هی وہ همایوں کا بڑا خیر خواہ تها چنانچه اُسنے اُسکی کاموں کو ایسي اب و تاب سے بیان کیا که کوئي عیب اُنکا ظاهر نهوے اور اپنے آقا کے کسي چال چلن کو ایسا بهت کم نه سمجها که اُسکو چهپاوے یا کوئي عذر پیش کرنے سے بات اُسکي بناوے ابوالفضل اکبر بادشاہ کا بڑا پیارا وزیر اور نهایت قابل اور والانظر اور کمال لایق فایق تها مگر رنگین نگاري اور تشبیه و استعارہ سے کلام اُسکے معمور هیں اور اب بهي حال یهه هی که اس طرز بیان میں جو قدرتي اصلي طرز کے خلاف هی لوگ اُسکے کلام کو ایک نمونه سمجهتے هیں اور هندوستان میں وہ طرز اب بهي مقبول و مستحسن هی علاوہ اُسکے وہ ایک ایسا خوشامدي درباري تها که اُسنے اپنے آقا اور اُن لوگوں کي خوبیوں کو جنسے کام اُسکو پڑتا تها کمال اب و تاب سے اور اُنکي برائیوں کو چکني چپڑي باتوں میں بیان کیا اور اُنکي شان و شوکت اور جاہ و جلال کو بنائے رکها مگر تواریخ اور واقعات کا حال اُسنے بهت عمدہ لکها هی هاں اُسکے کهلم کهلا طرفداري کي پوري پوري تسلیم نکرنے میں همیشه کے لیئے اتني هوشیاري همکو درکار نهیں جتني که اُس تنفر اور تعصب سے بچنے میں درکار هی جو همارے

کابل کا ہندوستان سے الگ ہو جانا

منجملہ اُنکے مرزا کامران قندھار و کابل کا حاکم تھا مگر مرزا ہندال اور مرزا عسکری ہندوستان میں محض بیکار تھے کوئی کام اُنسے متعلق نتھا اسلیئے کہ بابر نے اپنے جیتے جی ہمایوں سے چھوٹے بیٹوں کے لیئے کوئی حصہ اپنی سلطنت کا مقرر نہیں کیا تھا تو اُس سے صاف واضح ہوتا ہی کہ اُسکا منشاء یہہ نہ تھا کہ بعد اُسکے مرنیکے سلطنت اُسکی منقسم ہو جاوے مگر کامران کی طبیعت سے یہہ بات ظاہر ہوئی کہ وہ ہمایوں کے تحت حکومت نرہیگا اور چو کہ اُسکی موروثی رعایا کے بیچا بیچ اُسکے قبض و تصرف میں بڑا قوی اور جنگ جو ملک تھا تو ہمایوں کی نسبت وہ ایسے بڑے فائدہ میں تھا کہ جب تک ہمایوں ایسے صوبوں کو خالی نکرتا جو جدید اور ناراض تھے تو تب تک مقابلہ کے لیئے فوج اکھٹی نکرسکتا *

نظر بامور مذکورہ بالا ہمایوں نے یہی مناسب سمجھا کہ کامران کی درخواست قبول کرے اور اُس ملک کے علاوہ جو اُسکے قبض و تصرف میں تھا پنجاب و اٹک کو بھی اُسکے حوالہ کرے چنانچہ اُسنے ویسے ہی کیا اور اُسی زمانہ میں سرکار سنبھل کی حکومت مرزا ہندال اور ضلع میوات کی حکومت مرزا عسکری کو عنایت فرمائی اور جب کہ وہ

دل میں اُن لوگوں کی نسبت پیدا ہوتا ہی جنکی تعریف اُسنے بہت خوشامد اور بناوٹ سے لکھی اور علی ہذالقیاس اُن شکوک کے رفع کرنے میں بھی بہت سی سمجھہ بوجھہ درکار ہی جو اس وجہہ سے پیدا ہوتی ہیں کہ جو بات اُسنے بیان کی وہ بہت بے انصافی سے بیان کی اگرچہ بجاے خود وہ بات اچھی اور عذر کے قابل ہے بیان اُسکا رنگین اور ضعیف اور مغلق اور علاوہ اُسکے خدا پرستوں کے ملفوظات اور عام خیالوں سے معمور ہی اور اُسکے آقا کی تعریفوں پر انتہا اُسکا عموماً ہوتا ہی پرنس صاحب کی تاریخ کے ذریعہ سے ہمنے اُسکی اُن تحریروں سے مدد حاصل کی ہی جنکو اُسنی ہمایوں وغیرہ کے حالات میں لکھا ہی اگرچہ وہ تاریخ اُنکا ترجمہ نہیں مگر اکثر اُسمیں لفظی ترجمہ اُسکا پایا جاتا ہی اور اُسکی مطالب صحیح اور کامل اُسمیں صاف صاف پائی جاتی ہیں

کامران کو ملک دے چکا تو اُسکے قبضہ میں صرف نیا ملک مفتوحہ باقي رہ گیا اور جن ذریعوں کي بدولت اُسنے وہ نیا ملک حاصل کیا تھا اور آیندہ بقاے قبضہ کے لیئی وہ هي کافي وافي هوتے وہ بھي اُسکے هاتھہ تلے نرھے مگر جو کہ اب بھي اُسکے قبضہ میں بابر کي دلاور فوج موجود تھي اور بابر کي قوتوں کے اثر بھي جابجا موجود تھے تو ملک کي تقسیم کے برے برے اثر اول اول ظاهر نہوئے جب کہ همایوں کالنجر واقع بندیل‌کھنڈ کے محاصرہ میں مصروف تھا تو اُسکو پرچا لگا کہ بابن اور بایزید افغانوں کے سرداروں نے جنکے گروهوں کو پہلے بابر نے پراگندہ کیا تھا جونپور کے اِضلاع میں دوبارہ فساد برپا کیا غرض کہ همایون نے اُنکے مجموعہ کو متفرق کیا اور بعد اُسکے چنار گڈہ پر چڑھائي کي جو بنارس کے قریب ایک پہاڑي پر واقع هی اور وہ شیر خاں پٹھان اُسپر قابض تھا جو آیندہ کو همایون کا حریف هوجائیگا حاصل یہہ کہ سنہ ۱۵۵۲ ع مطابق سنہ ۹۳۹ هجری میں شیر خاں مذکورالصدر نے اِس شرط پر همایون کي اطاعت قبول کي کہ چنار گڈہ اُسیکے قبض و تصرف میں باقي رهے چنانچہ همایون نے بھي یہہ شرط اُسکي تسلیم کي اور آگرہ کو روانہ هوگیا *

گجرات کي فتح کا بیان

اِس زمانہ سے تھوڑے دنوں پہلے همایون کا سالا جو اُسکي جان و حکومت کا خواهاں و جویاں تھا بہادر شاہ گجراتي والي گجرات کے حفظ و امان میں آیا اور اُسکي پناہ میں رها اور جبکہ بہادر شاہ نے همایون کي درخواست کو منظور نکیا یعني بحسب اُسکي درخواست کے اُسکو ندیا تو دونوں بادشاهوں میں رنج کا پہاڑ قایم هوا یہہ بہادر شاہ اُن سلطنتوں میں بڑا معزز و ممتاز تھا جو دلي کي شاهنشاهي کے تباہ هونے پر قایم هوئي تھیں اور دلي کي سلطنت کے ٹکڑے گني جاتي تھیں اور اپنے زور بازو کے ذریعہ سے اصلي ملک سے زیادہ بہت سا ملک اُس نے بڑھایا تھا یہانتک کہ خاندیس اور احمد نگر اور برار کے بادشاهوں نے یہہ اقرار

اُس سے کیا تھا کہ اگر همارے ملک همارے هي قبضه میں رهینگے اور آپ اُنکے خواهاں نهونگے تو هم لوگ اُپکے تابع رهینگے علاوہ اسکے مالوہ کي سلطنت کو بهي فتح کرکے خاص قلمرو میں داخل کیا تها حاصل یهه کہ بهادر شاہ اور همایون کي تکرار بڑہ گئي اور نوبت دور تک پهونچي اور علاؤالدین ابراهیم خاں لودهي کا چچا جسکے لیئے بابر نے بدخشاں کي حکومت مقرر کي تهي بدخشاں کي حکومت کو چهوڑ کر بهادر شاہ کے پاس آیا اور اُسکا دامن پکڑا اور بهادر شاہ گجراتي علاؤالدین کي تواضع و تعظیم اسلیئے بجالایا کہ خاندان اُسکا لودهیوں کے وقتوں میں بڑے پایہ کو پهونچا تها اور جوکہ خود بهادر شاہ نے ابراهیم کي پناہ ڈهونڈهي تهي اسلیئے اپنے مربیوں کے لیئے اپنا جي جلایا اور همایون پر غیظ و غضب کهاکر تخت و دولت کے بهروسے ایسي نامعقول تدبیریں تجویز کیں جو تدبیر مملکت اور راہ انصاف کے صریح مخالف تهیں اگرچہ کهلم کهلا همایون سے لڑنے کي طرح نہ ڈالي مگر علاؤالدین کو بہت سا روپیہ دیکر اِس قابل کردیا کہ اُس نے بڑي فوج تهوڑے عرصہ میں اکٹهي کي اور تاتار خاں اپنے بیٹے کو فوج کا سردار بناکر همایون کے مقابلہ پر بهیجا مگر جیسي کہ یهہ فوج بہت جلد اکٹهي هوگئي تهي ویسے هي پراگندہ هوگئي اور تاتار خاں اُن تهوڑے سے لوگوں سمیت لڑتا بهڑتا رهگیا جو کچهہ باقي رهگئے تهے چنانچہ انجام اُسکا یهہ هوا کہ وہ عین لڑائي میں مارا گیا یهہ واقعہ سنہ ۱۵۳۴ ع مطابق سنہ ۹۴۱ هجري میں واقع هوا *

همایون کا دل اس بڑي کامیابي سے بڑها یا پهلے هي سے عزم اُسکا مصمم تها غرضکہ کوئي باعث هو همایون آگرہ سے بایں ارادہ روانہ هوا کہ جو نقصان اُسکو بهادر شاہ کي جانب سے پهونچا اُسکے پورے کرنے سے کلیجہ اپنا ٹهنڈا کرے مگر بهادر شاہ اُن روزوں میواڑ کے راجہ سے لڑنے بهڑنے اور چتوڑ گڈہ کے محاصرہ کرنے میں اسقدر جي جاں سے مصروف تها کہ

اُسکا دبانا اور اُسپر دهاوا کرنا نہایت سہل و آسان تھا اور یہہ بات اُسپر علاوہ تھي که اُسکے روک بچاو کے لیئے کوئي اوت آڑ بهي نتهي غرضکه جب بہادر شاہ کو همایون کے ارادے کي خبر پهونچي اور اُسنے همایون کو یہہ کہلا بهیجا که ایسے آڑے وقت میں ایک ایسے مسلمان بادشاہ کو ستانا جو ایک کافر راجه سے لڑتا بهڑتا هووے دین و ملت کے خلاف بلکه بے ایماني کي دلیل هی تو همایون نے خواہ اس ملامت کے اثر یا اپني طبیعت کے تحمل کي ضرورت سے اپنے پورے پکے ارادے کو چتور گڈه کي فتح تک ملتوي رکها چنانچه بعد اُسکے بہادر شاه نے مندسور کے گرداگرد کهائیاں کهودوائیں اور همایون کے آنیکا منتظر بیٹها اور یہہ طریق اُسنے اُس بڑے توپ خانه کے بهروسے پر اختیار کیا تها جسکا کپتان ایک ترکي قسطنطنیه کا رهنے والا تها اور تهوڑے سے گوله انداز اُسکے پرتکال کے قیدي تهے مگر یہہ هنر مند اسلیئے کام اُسکے نه آئے که جب همایون نے رسد کے چاروں رستے بند کیئے تو وہ مقام اُسکے حق میں برے سے برا هوگیا یہانتک که جب یہہ بات اُسپر کهل گئي که بهوکوں کے مارے حریف کي اطاعت کرني پڑیگي تو سنه ۱۵۳۵ ع مطابق سنه ۹۴۱ هجري میں توپوں کو توڑ اور فوج کو چهوڑ کر پانچ چار آدمیوں سمیت ماندو کو بهاگ گیا اور فوج کي حفظ و حراست اور باقي ماندوں کي صحت و سلامت فوج کے هاتهوں چهوڑ کر چلا گیا *

غرض که بہادر شاہ کا لشکر پراگنده هوا اور خود اُسکا پیچها دبایا گیا چنانچه وہ ماندو سے چنپانیر اور چنپانیر سے کمبوجا غرض که جگہه جگہه بے تهوڑ تهکانے پهرتا رها اور اب همایون کا یہہ حال تها که آپ اُسکے پیچهے فوج لیئے پهرتا تها یہاں تک که جس دن کمبوجا سے بهاگ کر مقام دیو میں بہادر شاہ پهونچا جو گجرات کے اخیر سرے پر واقع هی تو همایون بهي اُسي دن کي شام کو وهاں داخل هوا † مگر جب که

† جب که همایون کا لشکر مقام کمبوجا میں ڈیرے ڈالے پڑا تها تو همایون نے

همایون اُسکو پکڑ نسکا تو ناچار اُسکا پیچھا چھوڑا اور گجرات پر قبض و تصرف کرنا شروع کیا چنانچه بہت جلد اُسنے قبضه حاصل کیا اور اُس برس کے بہت دن گذر چکے تھے که چنپانیر کا پہاڑی قلعه فتح کیا اور وہ قلعه یوں فتح هوا که ایک طرف سے فوج نے دروازوں پر حمله کیا اور دوسری طرف سے تین سو چُنے بہادروں نے جنمیں خود همایون بھی داخل تھا عمود نما پہاڑ کے ٹکڑے میں فولادی میخیں گاڑیں اور ایک ایک کرکے بہادرانه چڑھگئے † *

ماہ اگست سنه ۱۵۳۵ ع مطابق صفر سنه ۹۴۲ هجری کو چنپانیر فتح هوا اور اُسکے فتح پر تھوڑا عرصه گذرا تھا که همایون کو اُن آفتوں کا پرچه لگا جو شیر خاں کی کامیابی پر مترتب هوئیں چنانچه همایون نے اپنے بھائی مرزا عسکری کو ممالک مفتوحه پر چھوڑا اور آپ آگرہ کو روانه هوا مگر بعد اُسکے یہه امر پیش آیا که اُسکے گجرات چھوڑنے پر تھوڑا عرصه گذرا تھا که اُن سرداروں میں جھگڑے بکھیڑے قایم هوئے جنکو گجرات

کولیوں کی قوم نے بہت سا نقصان اوٹھایا جو جنگلوں میں بستی هیں اور دور دور چھاپے مارتے هیں یہه لوگ ایسی دبی دبی فوج میں گھس گئی که خاص همایوں کے ڈیرے پر چھاپا مارا اور تمام اسباب اُسکا اور علاوہ اُسکے وہ کتابیں لوٹ کرلے گئی جنمیں توزک تیموری کا مشہور نسخه بھی شامل تھا اور وہ ایک ایسا نسخه تھا که جسکے جانے اور دوبارہ آنے کو اُس زمانه کے مورخوں نے تحریر کے قابل سمجھا اور همایوں نے بھی وہ رنج اوٹھایا که اُسکی پاداش و تدارک میں کمبوجا کے رهنے والوں کو لوٹ کھسوٹ کر خاک سیاہ کیا جو محض بیقصور اور ناکردہ گناہ تھے

† جوں هی که چنپانیر کا قلعه فتح هوا تو یہه بات دریافت هوئی که بہادر شاہ کے دفینوں کا حال ایک سردار کو معلوم هی چنانچه یہه تجویز هوئی که مار پیٹ کے ذریعه سے وہ بھید دریافت کیا جاوے مگر همایوں نے وہ پسند نکی اور یہه بات کهی که شراب اُسکو پلائی جاوے غرض که همایوں نے کسی سردار کو اُسکی تعظیم و ضیافت کے لیئے اشارہ کیا چنانچه وہ تدبیر اُسکی راس آئی یعنی جب اُس سردار کا جی خوش هوا تو اُسنے میزباں کو بتانے میں کچھه وسواس نکیا اور یہه بات اُس سے بے تکلف کهی که اگر فلانے حوض کا پانی نکلوایا جاوے تو اُسکے اندر ایک گڑھی میں خزانه مدفون هی حاصل یہه که جب ویسا کیا گیا تو بہت سا چاندی سونا هاتھه آیا

میں چھوڑ آیا تھا چنانچہ وہ جھگڑے اسپر تمام هوئے کہ مرزا عسکري کو تخت پر بیٹھایا جاوے اور جب کہ یہہ جھگڑے برپا هوئے تو بہادر شاہ گجراتي نے اُنکے اوٹھنے سے ایسے فائدے اوٹھائے کہ همایون کي فوج اُن جھگڑوں کے باعث سے اتني کمزور هوگئي کہ سنہ ۱۵۳۵ و ۳۶ ع مطابق سنہ ۹۴۲ هجري میں گجرات اُسکے هاتھہ آئي اور کسیکي نکسیر بھي نہ پھوٹي بلکہ اُس فوج نے مالوہ کو بھي خالي † کیا جسپر غنیم نے دھاوا نکیا تھا *

شیر خاں کي آغاز عمر اور اُسکي ترقیوں کا بیان

همایون آگرہ میں داخل هوا اور تھوڑے دنوں گذرنے پر شیر خاں کي سرکوبي کا ارادہ ‡ کیا یہہ شیر خاں § جس سے بڑے بڑے کارنمایاں هونے والے تھے ابراهیم خاں پٹھان کا پوتا تھا جو اس فخر کا دعوے کرتا تھا کہ میں غوري بادشاهوں کے خانداں کا هوں مگر غالب یہہ هی کہ وہ قوم کا غوري تھا اوراُسکي اور اُسکے بیٹے حسن خاں کي شادي غوریوں کے عمدہ خاندانوں

---

† تاریخ فرشتہ کي دوسرے اور چوتھي جلد اور پرایس صاحب کي تاریخ کي چوتھي جلد اور همایوں کي سرگذشت اور برڈ صاحب کي تاریخ گجرات اور کرنیل مائیلز صاحب کي تحریر مندرجہ علمي حالات جلد ایک کو دیکھنا چاهیئے

‡ همایوں صفر میں روانہ هوا مگر سال اُسکا تحقیق نہیں چنانچہ شیر شاہ کي تاریخ میں سنہ ۱۵۳۵ ع مطابق سنہ ۹۴۲ هجري اور منتخب‌التواریخ اور تاریخ فرشتہ میں سنہ ۹۴۳ هجري مطابق سنہ ۱۵۳۶ ع لکھے هیں منجملہ اُن سنوں کے سنہ ۹۴۲ اسلیئے درست نہیں کہ اُسي سنہ میں چنپانیر واقع گجرات کو همایوں نے فتح کیا اور سنہ ۹۴۳ هجري اسلیئے صحیح نہیں کہ گجرات اور مالوہ کے بندوبست کرنے اور دلي کے واپس آنے اور شیر خاں کي لڑائي کے سامان بہم پهونچانے کے لیئے کل ایک برس باقي رهتا هی اور اپنے ملک میں گذرنے اور چنارگڈہ تک پهونچنے کے واسطے جو آگرہ سے ساڑھے تین سو میل کے فاصلہ پر واقع هی کل ڈیڑ برس کي مدت باقي رهتي هی اسلیئے هماري یہہ رائے هی کہ ماہ صفر سنہ ۹۴۴ هجري مطابق سنہ ۱۵۳۷ ع کو شیر خاں کے لیئے همایوں روانہ هوا

§ واضح هو کہ تاریخ فرشتہ کي پہلي اور دوسري اور چوتھي جلد اور ارسکاین صاحب کے ترجمہ تزک بابر اور پرایس صاحب کے ترجمہ اکبرنامہ کي چوتھي جلد

میں هوئي تهي اور یهه حسن خاں سینهسرام واقع بہار میں ایک ایسي جاگیر رکهتا تها که اُسکي آمدني سے پانسو سوارونکي تنخواہ ادا کرے اُسکي ایک پٹهاني بي بي سے ایک شیر خاں دوسرا نظام خاں دو بیٹے تهے مگر ایک فاحشه کے جال میں ایسا آکر پهنسا تها که اپنے جورو بچوں کي بات نه پوچهتا تها یہانتک که جب شیر خاں اُسکا بیٹا کمانے جوگا هوگیا تو وہ جونپور کو چلا گیا اور سپاهیوں کے بیڑے میں نوکر هوگیا بعد اُسکے جب اُسکے باپ کو خبر هوئي تو اُسنے جونپور کے حاکم کو لکها که میرے لڑکے کو میرے پاس آپ روانه کریں تاکه تعلیم اُسکي بخوبي عمل میں آوے مگر شیر خاں نے یهه عذر پیش کیا که سینهسرام کي نسبت خاص جونپور میں تعلیم کے موقع بہت کثرت سے اور نہایت عمدہ هیں *

معلوم هوتا هی که یهه ترجیح اُسنے اپنے جي سے دي تهي اسلیئے که وہ پڑهنے لکهنے میں جي جان سے مصروف هوا چنانچه علم شعر اور تاریخ سے کماینبغي واقفیت حاصل کي یہانتک که سعدي کے تمام اشعار ازبر پڑهتا تها اور علاوہ اُسکے اور اور باتوں کا علم بهي حاصل کیا بعد اُسکے باپ اُسکا اسپر مہربان هوا چنانچه کام ناکام اپنے باپ کي جاگیر کا انصرام و اهتمام یہانتک کرتا رها که سلیمان اُسکا سوتیلا بهائي جوان هوگیا اور جب که وہ بهائي جوان هوگیا تو اُس سے بہت اَن بن رهنے لگي غرض که جب اُسنے حال اچها ندیکها تو نظام اپنے سگے بهائي کو همراہ اپنے لیکر باپ سے الگ

یے شیر خاں کا حال لیا گیا منجمله اُنکے فرشته والے نے اگرچه تاریخ اُسکي مسلسل لکهي اور اُسکے لکهنے میں کسي قسم کي طرفداري نہیں کي مگر اسلیئے که تاریخوں پر التفات اُسنے نہیں کیا تو وہ بہت پریشاں هوگئي چنانچه بابر کي مهموں کو همایوں کي مهموں سے ایسا خلط ملط کیا که اور تاریخوں کے بدون انکشاف اُنکا متصور نہیں هاں اُسکي کتاب کے اور مقاموں سے جہاں اُسنے ابراهیم اور بابر اور همایوں کي سلطنتوں کا حال بیان کیا تهوڑي بہت اعانت حاصل هوتي هی مگر بابر کي سرگذشتوں سے پوري پوري مدد هاتهه آتي هی باقي ابوالفضل نے شیر شاہ کا اکثر حال لکها هی اگرچه مقصود اُسکا اُسکی لکهنی سے شیر شاہ کو برا بهلا کهنا هی اور بهي توقع همایوں کے بیٹے اکبر کے وزیر سے هوسکتي تهي

هوا اور سکندر لودهي کي ملازمت اختیار کي جو اُن روزوں بادشاہ † فرمانروا تها *

غرض که باپ کے مرنے تک دلي میں ملازم رها اور جب باپ اُسکا مرگیا تو سکندر لودهي نے سینهسرام اُسکے باپ کي جاگیر آسکو عنایت فرمائي بعد اُسکے جب سنه ۱۵۲۶ ع میں ابراهیم لودهي نے بابر سے شکست فاحش کهائي تو محمد شاہ لوحاني کي خدمت میں سرگرم رها جو جونپور اور بہار کا بادشاہ بن بیٹها تها اور تهوڑي مدت تک بادشاہ کا مورد عنایت رها بعد آسکے سلیمان اپنے سوتیلے بهائي کي سازشوں سے موروثي جاگیر سے خارج هوا تو محمد شاہ کے دربار سے متنفر هوکر چلا گیا اور سنه ۱۵۲۷ ع میں سلطان جنید کا شریک حال هوا جو بابر کي طرف سے جونپور کا حاکم تها چنانچه جنید کي امداد و اعانت سے بہار کے پہاڑوں میں آوارہ لوگونکي جمعیت بہم پهونچاکر موروثي جاگیر پر قبض و تصرف حاصل کیا اور بابر کا مطیع آپ کو بناکر محمد شاہ لوحاني کے ملک کو لوٹنا کهسوٹنا شروع کیا اور اسي زمانه کے قریب یعني سنه ۱۵۲۸ ع میں بابر کي خدمت میں حاضر هوا اور همراہ اُسکے چندیري کو گیا اور آسکي بدولت جائداد موروثي کے قبض و تصرف کو مضبوط و مستحکم کیا اور بابر کي طرف سے صوبه بہار میں ایک فوج کا حاکم رها *

شیر خاں کا بہار و بنگال پر قابض هونا

اگلے برس سنه ۱۵۲۹ ع میں محمود لودهي نے بہار کو فتح کیا اور شیر خاں اپني ضرورت کے مارے یا هم قومیت کے تقاضے سے لودهیوں کا شریک هوا اور جب که محمود کي فوج تباہ هوئي اور کارخانه اُسکا بهنگ هوگیا تو اپریل سنه الیه میں جن سرداروں نے بابر کي اطاعت قبول کي تهي منجمله اُنکے ایک شیر خاں ‡ بهي تها اور محمد شاہ ان روزوں مرچکا

† سکندر لودهي سنه ۱۵۱۷ ع میں مرگیا

‡ ارسکاین صاحب کا ترجمه بابر کي تزک کا صفحه ۴۰۸

تھا چنانچہ اسکے بیٹے جلال خاں نے بھي بابر کي اطاعت تسلیم کي تھي جو صغیر سن اپني ماں کي پال پوس اور بنگالہ والي فوج میں موجود تھا اور بابر نے بہت سے اختیارات اُسکو دیئے تھے مگر باوصف اسکے اپني والدہ لاڈو ملکہ کے قبض و قابو میں تھا اور شیر خاں کا رعب داب اسکي ماں پر اسقدر بیٹھا تھا کہ جب وہ غریب مرگئي تو جلال خاں اُس والا نظر سردار یعني شیر خاں کا دست نگر رہا یہانتک کہ اب شیر خاں کل بہار کا مالک ہوگیا اور چنار گڈہ پر ایسي طرح قبضہ حاصل کیا جیسے کہ بعد اسکے رھتاسگڈہ پر حاصل † کیا تھا *

همایون کے آغاز سلطنت میں یہہ قوت روز افزوں شیر خاں کو نصیب ہوئي تھي اور جب کہ همایون اپنے بھائي کامران سے کام کاج کا تصفیہ کرچکا اور اپنے صوبوں کے کار بار پر التفات کي فرصت حاصل کي تو سنہ ۱۵۳۲ ع میں چنار گڈہ کا ارادہ کیا اور فتح کي امید پر روانہ ہوا مگر همایون اسبات پر راضي ہوا تھا کہ شیر خاں نے اسکي بادشاهت کو تسلیم کیا اور اپنے بیٹے کو ایک رسالہ سمیت اسکي خدمت میں بھیجا مگر جب کہ همایوں بہادر شاہ سے لڑنے کو گیا تھا تو شیر خاں کا بیٹا همایون کي خدمت سے علحدہ ہوگیا تھا بعد اُسکے همایون اُسیوقت سے گجرات کے جھگڑے بکھیڑوں میں همگي همت مصروف کر رهاتھا اور ادھر شیر خاں نے قابو پاکر یہہ کام کیا کہ تمام بہار پر قابض ہو بیٹھا اور بنگالہ پر دوڑ دھاوے کرکے بہت سا حصہ اُسکا دبا چکا بنگالہ میں شیر خاں کے

---

† رھتاس گڑہ ایک هندو راجہ کو فریب دیکر شیر خاں نے چھینا تھا چنانچہ بیان اُسکا یہہ هی کہ شیر خاں نے اُس راجہ کو کہہ سنکر راضي کیا کہ اُسکے گھر کے لوگون کو پناہ دے چنانچہ بعد اُسکے پردہدار ڈولیوں میں مسلح سپاهي بیٹھاکر لیگیا جن میں عورتیں سمجھي گئیں اور یہہ کھلا ہوا فریب جس سے جھوٹ بناوٹ صاف ظاهر ہوتي هی ایسا معقول سمجھا گیا کہ حال کے زمانہ میں فراسیسوں کے سردار بسي صاحب نے ایک حاکم کي دغابازي کے چھپانے کو اُسپر عمل کیا جسنے دولت آباد کے مضبوط قلعہ میں دخل اُسکو دیا تھا

لڑنے بھڑنے کي ساري وجهه یهه تهي که جلال خاں لوحاني نے بنگاله کے حکمراں سے بایں غرض اعانت چاهي تهي که وہ شیر خاں کے قابو سے کسي طرح باهر نکل جاوے چنانچه ایکمرتبه ایسا اتفاق هوا که اُسکي بدولت مراد اُسکي پوري هونے کو تهي که شیر خاں نے نقصان اپنے بهت جلد پورے کیئے اور بنگاله کے حاکم اور جلال خاں نے جو حمله شیر خاں پر کیا وہ صاف خالي گیا اور شیر خاں نے گوڑ دارالسلطنت بنگال کا محاصرہ کیا *

جب که همایون وهاں سے لوٹ کر آیا تو شیر خاں گوڑ کے محاصرے میں سرگرم تها چنانچه همایوں نے شیر خاں کو سراسیمه پاکر وقت کو غنیمت سمجها اور یهه بات سوچي که ایسے آڑے وقت میں دهاوا کرنا قرین مصلحت هی اور آسکي قوت کو جمنے بڑهنے دینا بغایت ناصواب هی *

همایون کي لشکر کشي شیر خاں پر

غرض که نظر بامور مذکورہ بالا همایون ایک بڑي فوج اپنے همراہ لیکر آگرہ سے روانه هوا اور بڑے امن چین سے چنار گڈہ تک پهونچا مگر شیر خاں بهي اپنے ان خطروں سے غافل نتها جنمیں وہ گرفتار هونیوالا تها چنانچه اُس نے انکي روک تهام کے لیئے ایسي معقول تدبیریں سوچیں اور وہ عمدہ رائیں نکالیں که اسوقت تک هندوستان کي تاریخ میں نظیر انکي کهیں پائي نهیں جاتي *

شیر خاں کا بڑا مطلب یهه تها که بنگال کي فتح کے واسطے اس سے پهلے پهلے وقت اُسکو هاتهه آوے که نیا غنیم اُسکو کچهه مضرت پهونچاسکے غرض که اُسنے مضبوط فوج اپني چنار گڈہ میں چهوڑي اور همایوں کي روک ٹوک اور مقابله مقاتله کے لیئے طرح طرح کے سامان اُسنے مهیا کیئے *

یهه چنارگڈہ ایک پهاڑ کي ٹیکري پر گنگا کے کنارے واقع هی اور بندهیاچل پهاڑوں کا وہ پهاڑ ایک ٹکڑا هی جو مرزا پور کے قریب اور گنگا تک پهیلے هوئے اور مرزا پور کے آس پاس سے مغرب کیجانب مائل هوکر رهتاس گڈہ

اور شیر گھاتی کے پاس پاس کو گذرتے ہیں اور بھاگل پور تک گنگا سے الگ تھلگ جاتے ہیں اور وہانسے جنوب کو ایسے سیدھے مایل ہوگئے کہ گنگا اُنسے دور دور رہگئی اور یہی باعث ہی کہ بہار و بنگال کے مغربی جنوبی حصے اُنکے آڑ میں واقع ہوئے اور گنگا کے جنوبی کنارے کی راہ اُنکے باعث سے دو جگہہ ایک چنار گڈہ کے قریب دوسرے بھاگل پور کے مشرق میں سیکرا گلی پر مسدود ہوگئی اگرچہ یہہ پہاڑ اونچے تو نہیں مگر درختوں سے بھر پور ہیں *

اسلیئے کہ ہمایوں نے گنگا کے کنارے کنارے کوچ کیا اور توپوں اور ذخیروں کو دریا کی راہ سے لیگیا تو ناچار اُسکو چنار گڈہ کا محاصرہ کرنا † پڑا چنانچہ اُس نے چنار گڈہ کا محاصرہ کیا اور اُسکے روئی کی اُن النگوں کو سرنگ لگاکر اوڑانا چاہا جو زمین کیجانب واقع تھیں اور کشتیوں کے توپ خانے خاص قلعہ کے رخ پر لگائے جو دریا کیجانب واقع تھا مگر باوجود ان سامانوں کے ناکام رہا اور فتح کی یہہ صورت ہوئی کہ جب محصور لوگ کئی مہینے تک لڑتے لڑتے ہار گئے اور امداد و اعانت کی اُمید نرہی تو کام ناکام اُنھوں نے اطاعت قبول کی *

محاصرہ مذکورہ بالا کا اہتمام رومی خاں قسطنطنیہ والی کی تدبیر و تجویز کے موافق عمل میں آیا تھا اور یہہ رومی خاں وہ تھا جسنی

---

† ہمایوں کی سرگذشتوں میں مندرج ہی کہ پندرھویں شعبان سنہ ۹۴۵ ہجری مطابق جنوری سنہ ۱۵۳۹ع شبرات کے دن فوج اُسکی چنارگڈہ پر پہونچی مگر اس حساب کی رو سے بنگالہ کی فتح اور باقی تمام کاموں کے واسطے جو ہمایوں کی شکست فاحش واقع صفر سنہ ۹۴۶ ہجری مطابق جون سنہ ۱۵۳۹ع تک واقع ہوئی صرف چھہ مہینے باقی رهے هیں اسلیئے هماری راے یہہ هی کہ اگرچہ سرگذشت مذکورہ کے لکھنے والے نے جو تاریخ کی کبھی پورا نہیں کرتا تہوار کا دن یاد رکھا اور صحیح صحیح لکھا مگر سنہ میں بھول چوک اُسکو بلاشبہہ ہوئی اور یہہ محاصرہ پندرھویں شعبان سنہ ۹۴۴ ہجری مطابق آٹھویں جنوری سنہ ۱۵۳۸ع کو واقع ہوا اور تمام مورخ متفق ہیں کہ یہہ محاصرا کئی مہینے اور بقول بعضوں کے چھہ مہینے قایم رہا

بہادر شاہ گجراتی کے توپ‌خانہ کو بڑے پایہ پر پہونچایا تھا اور بعد اُسکے ہمایوں کا ملازم ہوا تھا اور اُس زمانہ میں توپ‌خانے کے کام ایسی قدر و منزلت کے سمجھی جاتی تھی کہ جب وہ تین سو گولہ‌انداز اسیر ہوکر آئے جو چنارگڈہ میں محصور تھے تو یک قلم دائیں ہاتھ اُنکے اس غرض سے قلم کرائی گئی کہ آیندہ کام کے قابل نرہیں یا اُن نقصانوں کی پاداش کو پہونچیں جو اُنکے ہاتھوں سے ادھر والوں کو پہونچے *

جب کہ چنارگڈہ فتح ہوچکا تو گنگا کے کنارے کنارے ہمایوں بڑھا چلا گیا اور ہنوز پٹنہ تک نہ پہونچا تھا کہ بنگالہ کا بادشاہ محمود شاہ اُسکو راہ میں ملا جو شیرخاں کے دباؤ سے جگہہ جگہہ بھاگا بھاگا پھرتا تھا اور اب بھی ایک ایسے زخم کی تکلیف و زحمت میں سخت مبتلا تھا جسکو اُسنے پچھلی شکست میں اوٹھایا تھا *

جب کہ محمود شاہ سیکرا گلی کی کہاتی کے لگ بھگ پہونچا تو اُسنے اپنی فوج کے قوی حصہ کو گہاتی لینے کی غرض سے بہیجا چنانچہ جب وہ لوگ اُس کے پاس پروس میں پہونچے تو اُنکو یہہ دریافت ہوا کہ شیر خاں کا بیٹا جلال خاں اُس پر قابض و متصرف ہی غرض کہ جلال خاں نے ایک سخت حملہ کے ذریعہ سے بہت سا نقصان اُنکو پہونچایا اور مار کر بہگادیا بعد اُس کے ہمایوں نے جلال خاں کی مزاحمت کو اُٹھانا چاہا چنانچہ وہ بہت سی فوج اپنی لیکر آگے کو بڑھا مگر جب گہاتی پر پہونچا تو اُس نے یہہ دیکھکر نہایت تعجب کیا کہ وہ سنگ راہ از خود درمیان سے اُٹھہ گیا اور اب بنگالہ کی راہ میں کوئی روک ٹوک باقی نہیں رہی *

شیر خاں کی تدبیروں میں یہہ امر داخل نہ تھا کہ اب کے برس ہمایوں کی بڑی فوج سے مقابلہ کرے بلکہ پہلے ہی سے یہہ عزم اُس کا مصمم تھا کہ جنوب و مغرب کے پہاڑی خطہ میں چلا جاوے غرض کہ شیر خاں اپنے گھر بار کو مال و دولت سمیت رہتاس گڈہ میں لیگیا تھا اگرچہ شیر خاں چنار گڈہ کے طول محاصرہ کے باعث سے گور کو فتح

کوسکا اور پچھلي لڑائي میں محمود شاہ کو بڑي شکست دیسکا مگر باوصف اِس کے تھوڑي سي فرصت اسلیے اُسکو درکار تھي کہ گور کي غنیمت کو رهتاس گڈہ میں لیجاوے اور اپني تدبیروں کے موافق کھلے ہوئے ملکوں کا انتظام کرے چنانچہ اُسنے جلال خاں اپنے بیٹے کو یہہ هدایت کي تھي کہ همایوں کو گھاٹي سے گذرنے ندے اور کوئي کڑا مقابلہ بھي نکرے اور وقت پاکر باپ کے پاس پہاڑوں میں چلا آوے پس همایوں نے بغیر پیش آنے دشمن کے کسي اور مقابلہ کے بلا دشواري گور پر قبضہ کیا † مگر اُن روزوں برسات کي ایسي دھوم دھام تھي کہ وہ مثلث جو گنگا کي دھاروں سے قایم هوتا هی پاني کا تختہ هوگیا تھا اور جو ملک اِس طوفان سے خارج تھے حال اُنکا یہہ تھا کہ اُن کے ندي نالے ایسے زور شور پر جاتے تھے کہ اُن سے گذرنا نہایت دشوار و مشکل تھا غرض کہ برسات کے باعث سے لڑائي کے کام کاج کو بنگالہ میں جاري رکھنا اور هندوستان کے بالائي حصہ سے پیک و پیغام کا آنا جانا ممکن و متصور نتھابلکہ یہہ مجبوري کئي مہینے تک قایم رهي اور سپاہ کي طبیعتیں بھي گرمي کي شدت اور آب و هوا کي رطوبت سے پژمردہ افسردہ هوگئیں اور جب کہ وہ برا موسم آیا جو برسات کے بعد آتا جاتا هی تو بہت سے لوگ مرگئے اور فوج اُسکي بہت تھوڑي رهگئي اور جوں هي کہ آنے جانیکي راهیں کھلیں تو بہت سے آدمي داؤ بچاکر بھاگنے لگے اور مرزا هندال جسکو همایوں نے بہار کے شمالي حصہ پر چھوڑا تھا برسات کے تھمنے سے پہلے پہلے چلدیا *

شیرخاں کي ترقي اور همایوں کے تنزل کا بیان

اسي زمانہ میں شیر خاں اپنے گوشہ سے میدان میں باهر آیا اور بہار و بنارس پر قبض و تصرف کرکے چنار گڈہ کو دوبارہ حاصل کیا اور

† غالب یہہ هی کہ جون یا جولائي سنہ ۱۵۳۸ کو همایوں نے گور پر قبضہ کیا ابوالفضل کا بیان هی کہ سنہ ۹۴۵ هجري میں بنگالہ فتح هوا اور یہہ برس مئي سنہ ۱۵۳۸ع کي تیسویں تاریخ کو شروع هوا مگر یہہ معلوم هوتا هی کہ همایوں بہار سے روانہ نہوا تھا کہ برسات آپهونچي اور بہار کے صوبہ میں ماہ جون تک برسات نہیں آتي *

جونپور کے محاصرہ میں پانو اپنے جمائے اور گنگا سے اگے مقام قنوج تک جگہہ جگہہ فوج کے حصے چھوڑے اور جب کہ لڑائي کا موسم شروع هوا تو همایوں نے آگرہ کي آمد و رفت کي راهوں کو دو بارہ مسدود پاکر کوئي علاج اِس کے سواے نسوچا کہ نئے مفتوحہ ممالک بنگالہ کو تھوڑي بھوڑي فوج کي سپرد کرے اور بعد اُسکے جوں توں رستہ کو چیر چار کر تھوڑے بہت لوگوں سمیت آگرہ کو چلا جاوے مگر همایوں نے اِس تدبیر ضروري کے عمل درآمد میں تھوڑي دنوں توقف برتا چنانچہ جب وہ وهاں سے لوٹا تو سوکھا موسم آدھا گذر گیا تھا اور اپني روانگي سے پہلے فوج کے بڑے حصہ کو خانخاناں لودھے کے تحت حکومت کرکے روانہ کیا تھا جو بابر کے سرداروں میں شامل و داخل تھا غرض کہ جب فوج اُس کي منگیر میں پھونچي تو شیر خاں کي اُس تھوڑي فوج نے اُسپر چھاپا مارا جسکو اُس نے چھاپہ مارنے کي غرض سے روانہ کیا تھا چنانچہ همایوں کي فوج پریشان هوگئي اور بڑي شکست اُس نے کھائي اور اب شیر خاں کي یہہ نوبت پھونچي کہ جیسے وہ سوچ سمجھہ کر کام کرتا تھا ویسے هي دلیرانہ بیباکانہ کرنے لگا اور اِس غرض سے کہ اُسکي کامیابي کے نتیجوں پر پوري اطمینان اور کامل اعتماد حاصل هووے بادشاهي کا خطاب اختیار کر چکا *

اگرچہ یہہ تسلیم کیا جاوے کہ اِس اڑے وقت سے پہلے پہلے همایوں کو یہہ فکر تو بہت سي نہ تھي کہ ایسي خطرناک صورت سے آپ کو ازادي بخشے مگر یہہ بھي ضرور هی کہ اُن شورو فسادوں کي وحشت اثر خبروں سے جو آگرہ میں دم بدم برپا هوتي جاتي تھیں کچھہ نہ کچھہ بیتاب و مضطر تو هوا هوگا بعد اُس کے جب همایوں بکسر میں پهونچا جو پٹنہ بنارس کے درمیانمیں واقع هی تو اُسکو یہہ پرچا لگا کہ شیر خاں نے جونپور کا محاصرہ اُٹھایا اور کڑي کڑي منزلیں لپیٹ سپیٹ کر منع و مزاحمت کے لیئے خود بکسر میں آپهونچا اور جسدن کہ شیر خاں بکسر میں پهونچا تھا

اُس دن پینتیس میل طے کرکے آیا تھا اور فوج آسکي ماندي هوگئي تهي چنانچه لوگوں نے همایوں کو یهه بات سوجهائي که حریف کي فوج پر اِس سے پہلے دهاوا کرنا نہایت مناسب هی که وہ ارام پاکر تر و تازہ هوجاوے مگر یک لخت اِس تدبیر کي عمل درآمد مشکل معلوم هوئي یہاں تک که جب دوسرا دن هوا تو شیر خاں کي فوج کے چاروں طرف ایسي کهائیاں کهودي پائیں که اُسکے لگ بهگ گذرنا یا اُسپر کامیابي کي توقع سے دهاوا کرنا دونوں ممکن نه تهے بعد اُسکے همایوں نے کهائیاں کهود وائیں اور کہیں کہیں سے کشتیاں اکهٹي کراکے اِس غرض سے گنگا کا پل بنانا چاها که اُسکے دوسرے کنارے چلا جاوے اسلیئے که شیر خاں کے حق میں تاخیر و توقف کا واقع هونا نہایت مفید اور نافع تها سو اُس نے همایوں کو پل کے بنانے سنوارنے میں یہاں تک مصروف رکھا که دو مہینے پورے گذر گئے *

بعد اُسکے شیر شاہ یهه چال چلا که جب وہ پل پورے هونیکے قریب آیا تو اُسنے اپنے خیموں کو نه توڑا اور ایک کافي فوج اُنپر اس غرض سے چهوڑي که اُسکا جانا معلوم نهووے اور یهه چال اُسکي کسي پر نکهلے چنانچه فوج همایوں کي پشت پر چهپي چهپي راتوں رات چنی چنی سپاهیوں سمیت آیا اور صبح هوتے هي فوج همراهي کے تین حصه کرکے همایوں کي فوج پر بیطرح ٹوٹ پڑا اور همراهیان همایوں کو بڑے اچنبے میں ڈالا غرض که همایوں کو اسقدر فرصت هاتهه آئي که وہ جوں توں گهوڑے پر سوار هوا اور یهه ارادہ کیا که وہ ایکمرتبه جان توڑ کر لڑے اور اپنے نصیبوں کو آزماوے مگر رفیق اُسکے مانع آئے چنانچه ایک سردار نے اُسکے گهوڑے کي باگ ڈور پکڑکے اور دریا کي طرف کشاں کشاں اُسکو لیگیا اور اسلیئے که وہ پل اب تک پورا نهوا تها اور دم بهر کے توقف میں جان جوکهوں نظر آتي تهي تو کام نام کام اُسنے گهوڑے کو دریا میں ڈالا همایوں دوسرے کنارے تک نه پهونچا تها که وہ گهوڑا ڈوب کر مرگیا مگر همایوں

کے بچنی کي یهه صورت هوئي که ایک بهشتي نے اُسکو مشک پر بیٹهایا جسکے ذریعه سے وہ بهشتي پاني میں پیرتا پهرتا تها اگر خدا نخواسته وہ بهشتي وهاں نهوتا تو همایوں بهي بهشت نصیب هوجاتے غرض که همایوں بهاگتا رها اور تهوڑي سي بهیڑ بهاڑ سمیت کالپي تک گرتا پڑتا پهونچا اور وهاں سے آگرہ کو گیا اور باقي فوج کا یهه حال هوا که کچهه تو غنیم کے هاتهوں سے ماري گئي اور کچهه پاني میں ڈوب کر مر گئي اور همایوں کي بیگم جسکي حفظ و حراست کے لیئے پچهلي دوڑ دهوپ اُسني کي تهي اور نصیبوں کي خوبي سے پهلی هي سے دشمنوں کي نرغه میں گهر گئي تهي دشمنوں کے هاتهوں میں پڑي مگر شیر شاہ نے بڑي آدمیت برتي که نهایت ادب سے پیش آیا اور تمام کاموں سے فرصت پاکر پهلے پهل یهي کام اُسنے کیا که محفوظ مکان میں بیگم صاحب کو بهیجوادیا چهبیسویں جون سنه ۱۵۳۹ ع مطابق چهٹي صفر سنه ۹۴۶ هجري میں یهه بڑي مصیبت واقع هوئي † *

اگرچه همایوں افسردہ پژمردہ اور بیتاب و خاطر شکسته تها مگر آگرہ میں پهونچنا اُسکا اِسلیئے نهایت ضروري و لابدي تها که جب همایوں بنگاله کے قصی قضایوں میں مصروف تها تو میرزا هندال آگرہ میں رفیق و معاون پیدا کرنے لگا تها اور جوں هي که همایوں کي فوج بنگاله سے

---

† بهت سے مورخوں نے یهه لکها هی که شیر شاہ کي دغابازي همایوں کي شکست کا باعث هوئي اور کهتی هیں که جب شیر شاہ نےهمایوں پر حمله کیا تها تو باهم چندے توقف کا قول قرار هوگیا تها بلکه پوري آشتي هي هوچکي تهي اگرچه بیان اُنکا قیاس کے قرین هی مگر میجر پرایس صاحب نے ابوالفضل کے اکبرنامه سے جو کچهه نقل کیا اُس سے صاف دریافت هوتا هی که شیر شاہ کے اصلي حالوں کے بیان کرنے میں بهت انصاف برتا اگرچه کهیں کهیں اُسکي نسبت الفاظ نا مناسب بهي لکهي هیں چنانچه اُسنی لکها هی که همایوں کو خط و کتابت سے بهلاتا پهسلاتا رها اور ایک مدت تک دم دلاسوں میں مصروف رکها مگر عداوت سے کبهي هاتهه نهیں اوٹهایا اور جس داؤ گهات سے اُسکو کامیابي نصیب هوئي وہ سپاهیانه جوڑ توڑ تهی دغا بازي بےایماني کي بات نه تهي *

بھاگ کر آئي اور میرزا ھندال کے شریک و موافق ھوئي تو اُسنے علانیہ بغاوت قایم کي اور کھلم کھلا فساد برپا کیا علاوہ اِسکے خود ھمایوں کے نایبوں نے میرزا کامراں کي خدمت میں پیک و پیام اِس غرض سے روانہ کیئے تھے کہ وہ اپنے بھائي ھمایوں کے کار و بار کو سنبھالی اور توت پھوت کي درستي کرے چنانچہ مرزا کامران کابل سے چل چکا تھا اگرچہ ظاھري پیرایہ یہي تھا کہ وہ بھائي کي خاطر جاتا ھی مگر نیت میں یہہ فساد تھا کہ اگر موقع ھاتھہ آئی تو آپ آسکي سلطنت کو تل کر بیتھے مگر ھمایوں کے پھونچنی سے یہہ تمام ارادے فسخ ھوگئی اور فساد بھي دبے دباے رھی بعد اُسکے مرزا کامران آن دونوں کے بیچ میں پڑا چنانچہ ھمایوں نے مرزا ھندال کا قصور معاف کیا اور تینوں بھائي باھم شریک و موافق ھوکر عام دشمن یعني شیرشاہ کي روک تھام میں دوڑ دھوپ کرنے لگے *

جب کہ ھمایوں نقصانوں کے پورے کرنے اور توت پھوت کے سنوارنے میں مصروف ھوا تو شیر شاہ آن ملکوں پر قناعت کیئی بیتھا رھا جو ھندوستان خاص میں ھاتھہ آئی تھی مگر بنگالہ پر دوبارہ قبضہ کرنا اور باقي ملکوں کو درستي پر لانا شروع کیا *

ھمایوں کي دوبارہ فوج کشي اور شکست و فرار کا بیان

لڑائي کے ساز و سامانوں میں دونوں فریقوں کے آتھہ نو مہینے صرف ھوئے یہاں تک کہ اپریل سنہ ۱۵۴۰ ع مطابق ذي‌قعد سنہ ۹۴۶ ھجري میں ھمایوں آگرہ سے دوبارہ روانہ ھوا اور کامران آسکا بھائي تین ھزار آدمیوں کي کمک دیکر لاھور کو چلا گیا اور شیر شاہ اُسوقت گنگا کے کنارے کنارے قنوج کے برابر پھونچا تھا غرض کہ دونوں حریف گنگا کے وار پار پڑے رھے اور فریقین میں سے کسي کو یہہ منظور نہوا کہ گنگا پار اوتر کر حریف کي فوج پر دھاوا کرے اسلیئے کہ دونوں حریفوں کو یہہ کھتکا تھا کہ اگر خدا نخواستہ شکست کي صورت پیش آئي تو جان کا بچانا اور صحیح سلامت نکل جانا نہایت دشوار ھوگا یہاں تک کہ سلطان مرزا جو خاندان تیمور کا

شاهزاده اور اگلے وقتوں میں باغي طاغي بهي هوگیا تها همایوں کي فوج سے رفیقوں سمیت نکل کر چلا یا اور علاوه اُس کے بهت سے لوگ چلے جانے پر آماده هوئے یہاں تک که جب همایوں نے لوگوں کے ارادوں پر اطلاع پائي تو اُس نے قصه متانا چاها چنانچه کشتیوں کا پل بناکر گنگا پار آترا غرض که سولهویں مئي سنه ۱۵۴۰ع مطابق دسویں محرم سنه ۹۴۷ هجري میں ایک بڑي لڑائي ہڑي جسمیں همایوں کي فوج نے شکست کهائي اور بهت سي گنگا میں ڈوب ڈوب کر مرگئي اور خود همایوں کي یهه صورت هوئي که گهوڑا اُس کا زخمي هوا اور بچاؤ کي صورت نرهي مگر نصیبوں سے ایک هاتهي هاتهه آگیا که وه اُس پر سوار هوگیا اگر یهه هاتهي هاتهه اُسکو نه آتا تو وه بهي جان‌سے مارا جاتا یا دشمنوں کے هاتهوں گرفتار هوتا مگر باوصف اِسکی که هاتهي بهي هاته آیا اور اُسنے مهاوت کو سخت تاکید فرمائي که وه هاتهي کو پاني میں ڈالي مهاوت نے اُسکا کهنا نه مانا یہاں تک که همایوں نے خود مهاوت کو هاتهي سے گرایا اور اُسکي جگهه ایک خواجه سرا کو بٹهلایا غرض که اُس خواجه نے هاتهي کو دریا میں ڈالا اور هانکنا شروع کیا مگر گنگا کا دوسرا کناره اسقدر بلند تها که هاتهي کا چڑهنا اُسپر ممکن نه تها حاصل یهه که اب بهي همایوں کي زندگي بڑي جوکهوں میں تهي مگر زیست کي یهه صورت نکلي که اُس کنارے پر فوج کے دو سپاهي کهڑے تهے جو پهلي پهل کناره پر پهونچے تهے غرض که اُن دونوں سپاهیوں نے اپني اپني پگڑیاں اوتاریں اور بٹ‌بٹاکر ایک رسي بنائي اور ایک سرا اُسکا هاتهي پر پهینکا چنانچه همایوں اُسکے ذریعه سے لٹک لٹکاکر اوپر چلا آیا بعد اُسکے تهوڑي مدت گذرنے پر مرزا هندال اور مرزا عسکري بهي آپهونچے اور رهي سهي فوج بهي آملي حاصل یهه که سب مل جل کر آگره کو روانه هوئے اور گنواروں کي لوٹ کهسوٹ سے بدشواري محفوظ رهے *

بعد اسکے شیر شاه سے مقابله کي امید باقي نرهي بلکه لڑنے بهڑنے سے قطع نظر اسقدر فرصت بهي بڑي دشواري سے هاتهه آئي که بادشاهي

خاندان والوں نے دلي آگرہ کے خزانوں سے هلکي هلکي چیزیں بھاري بھاري مول کي نکالیں اور کامرا ن کے پاس لاھور میں چلے گئی چنانچہ پانچویں جولائي سنہ ۱۵۴۰ ع مطابق ربیع‌الاول سنہ ۹۴۷ هجري کو لاهور میں داخل هوئی *

جب کہ همایوں لاهور میں داخل هوا تو آؤ بھگت اُسکي بخوبي نهوئي اور مبارک مہمان نسمجھا گیا بلکہ کامران کو یہہ اندیشہ هوا کہ خدا نخواستہ ایسا نہو کہ خود همایوں موروثي مملکت یعني کابل کو دبا بیٹھے یا اسکي بدولت خود شیر شاہ‌سے بگڑے اور بیٹھی بٹھائي مفت کا جھگڑا کھڑا هووے غرض کہ کامران نے شیر شاہ سے آشتي کي اور پنجاب کو اُسکے حوالہ کیا اور اپ کابل کو چلاگیا اور همایوں کو جهاں تہاں چھوڑا اور اُسکي بقاء و سلامت کو اُسي پر منحصر رکھا *

جب کہ همایون کے بھائي بند اُسکو چھوڑ کر چلے گئے تو اُس نے خیال اپنا ملک سند پر دوڑ آیا جو کامران کي سلطنت کي جنوبي جانب میں واقع هے اور حسین ارغوني اُسپر قابض و متصرف تھا جس کے خاندان کو بابر نے قندهار سے خارج کیا تھا اور اسلیئے کہ وہ صوبہ بھي دلي کي سلطنت سے کسي زمانہ میں تعلق رکھتا تھا همایون نے یہہ سوچا تھا کہ شاید کوئي راہ ایسي نکلے کہ وہ صوبہ میري اطاعت قبول کرے مگر همایون کي ذات میں کوئي بات ایسي نہ تھي کہ اُسکي بدولت وہ بات اُسکو نصیب هوتي اسلیئے کہ اگرچہ همایون تھوڑي بہت سمجھہ بوجھہ رکھتا تھا مگر سوچ بچار اُسکي پوري پوري نتھي اور برے برے شوقوں اور خراب خراب ارادوں سے اگرچہ پاک صاف تھا مگر اصول و قاعدوں کا پابند اور اُنس و محبت سے اشنا نتھا اور اصل و مزاج کي حیثیت سے الوالعزمي اور بلند نظري کي نسبت عیش و عشرت اورآرام و راحت پر زیادہ مایل تھا مگر اس جہت سے کہ بابر کي زیر نظر تعلیم و تربیت پائي تھي اور جگہہ جگہہ پر اُسکے همراہ رها تھا اور جسماني

مشقتوں اور نفساني محنتوں کا عادي هو گیا تها تو اڑے وقتوں اور بُرے دنوں میں یک لخت اپني همت نه هارتا تها اور اپنے بڑے خانداني هونے اور بادشاه هونیکي بات کو یک قلم هاتهه سے نه دیتا غرض که اوچه کي راه سے همایوں سنده میں داخل هوا اور حسین ارغوني سے ڈیڑه برس تک بیفایده لڑتا جهگڑتا اور خط و کتابت کرتا رها *

جوده پور کے جانے اور راه کي مصائب اُتهانے کا بیان

یهه عرصه ڈیڑه برس کا بکر اور سهوان کے محاصرے میں صرف هوا یهاں تک که تمام خزانه اُسکا صرف هو گیا اور جو امداد اُس کو ملک سنده سے پهونچتي تهي وه بهي موقوف هوگئي اور جن سپاهیوں کو اُس نے فراهم کیا تها وه بهي چهوڑ کر چلے گئے اور علاوه اُسکے یهه مصیبت پیش آئي که حسین ارغوني بڑها چلا آتا تها چنانچه جب همایوں نے کوئي چارا ندیکها تو اوچه کي جانب پچهلے پیروں بهاگا اور اخیر چاره یهه سوچا که مارواڑ کے راجا مالدیو کا دامن پکڑے اور اُسکو مهربان اپنا تصور کیا مگر جب که همایوں ایسے بیابان کو طی کرکے جهاں اکثر لوگ اُسکے بهوک پیاس کے مارے مر گئے تهے جودهپور کے قرب و جوار میں پهونچا تو اُس کو یهه دریافت هوا که جودهپور کا راجه امداد و اعانت کي نسبت اسیاطع پر زیاده مایل هی که همایوں کو پکڑ کر دشمنوں کے حواله کرے چنانچه کام نا کام اُس کو اُس چٹیل میدان میں حفظ و حراست کي نظر سے جانا پڑا جهاں پاني اور سایه کا نام و نشان نه تها اور ابهي اُسکو لپیٹ سپیٹ کر آیا تها اور اب مقصود اُسکا یهه تها که امرکوٹ کو چلا جاوے جو اٹک کے قریب ایک ریگستان میں واقع هی اور اس سفر میں ایسے ایسی ویرانوں پر گذرا که کبهي اُسکو اتفاق اُنکا نه پڑا تها اور ایسي ایسي کڑي مصیبتں اُتهائیں که اب تک هرگز نه اُتهائي تهیں علاوه اُسکے جب وه آبادیوں میں تها اور اب تک ویرانوں پر نه گذرا تها تو وهاں کے گنواروں نے پاني کا دینا گوارا نه کیا اسلیئے که وه پاني کو بڑا قیمتي سمجهتے

تھی غرض کہ اُسکے همراهي بڑي لڑائیوں بھڑائیوں سے پیاس اپني بجھاتے تھے یہاں تک کہ هر پیاس پر دو چار آدمي جان سے مارے جاتے تھے اور یہہ بات یاد رھے کہ یہہ سخت مصیبت باقي مصیبتوں کي پیش خیمہ تھي علاوہ اُسکے باربرداري کي قلت اور سواریوں کي کمي سے کنبی کي عورتیں بھي اُسپر بھاري تھیں بعد اُسکے جب اُنھوں نے زراعت اور عمارت کے پچھلے نشان پیچھے چھوڑے اور عین میدان میں پیاس کے مارے زبانیں اُنکي باھر اور هونٹ اُنکے پپڑا رھے تھے اور هار تھکن کے مارے جینے سے تنگ آگئے تھی تو ایک صبح کو یہہ تماشا دیکھا کہ بہت سے سوار اونکے پیچھے چلے آتے هیں یہاں تک کہ جب انکو یہہ دریافت هوا کہ وہ راجہ مالدیو کے ملازم هیں اور مالدیو کا بیٹا اُنکے همراہ هے اور مقصود اُنکا یہہ هی کہ اُن شامت کے ماروں کو اس تقصیر پر گوشمالي دیویں کہ وہ همارے ملک میں بلا اجازت کیوں آئے تو رنگ اُنکے فق هو گئے اور تیور اُنکے بدل گئے اور بڑے بڑے خیال اُنکے سامھنی آنے لگے *

غرض کہ وہ سوار آگے بڑھے اور ان تھکے هاروں پر پھیل پڑے چنانچہ منجملہ اُنکے جنھوں نے سواروں کا مقابلہ کیا وہ جان سے گئے یعنے سواروں نے اُن کو قتل کیا اور باقیوں کو مار کر بھگا دیا بعد اُسکے کچھہ سواروں نے آگے بڑہ کر کنؤں پر قبضہ کیا یہاں تک کہ جو اُمید اُن کي تسلي تشفي کي باقي رهي تھي وہ بھي باطل هو گئي *

جب کہ ان بھگوڑے مصیبت ماروں کي سختیاں بدبختیاں غایت کو پہونچیں اور راجپوتوں نے جو اُن کے هلاک و تباهي کے خواهان و جویاں تھے یہہ دیکھا کہ موت اُن کي قریب آ گئي اور اب کوئي آس اُن کو باقي نہیں رهي تو راجہ کا بیٹا سفید جھنڈا لیکر آگے بڑھا اور اُن کو لعنت ملامت کرنے لگا کہ تم لوگ میرے باپ کي قلمرو میں بلا اجازت کیوں آئے اور ایک هندو راجہ کے ملک میں گاوکشي کیسے کي بعد اُسکے اُسنے ترس کھایا اور فی‌الفور اُن کے لیئے پاني منگوایا اور زیادہ

تکلیف اُن کي گوارا نه کي اور اُن کے جانے کا مانع مزاحم بهي نه هوا مگر میدان کے اصلي خوف هراس اب بهي باقي رهے اور بهت سي بهاري منزلوں کا طے کرنا اب بهي باقي رها چنانچه جب تک پیاس کي سختیاں نه اُٹهائیں اور اپنے رفیقوں کو پیاسا مرتا نه دیکها تب تک همایوں کو سات سواروں سمیت امرکوت تک پهونچنا نصیب نه هوا اور جو لوگ اُس کے پیچهے ره گئے تهے وه بهي گرتے پڑتے امرکوت تک پهونچے *

سند پر دوباره حمله کرنے اور اکبر کے پیدا هونے کا بیان

آخر کار اُس کو امرکوت میں ایک دوست نصیب هوا یعني رانا پرشاد امرکوت کا راجه بهت ادب سے پیش آیا اور اُس نے صرف لحاظ و ادب کي مراعات هي نه کي بلکه سند کي فتح و تصرف کے واسطے تهوڑي بهت امداد و اعانت بهي کي جهاں همایوں جماؤ اپنا چاهتا تها *

ایسي افسردگي اور پژمردگي کے وقتوں میں چودهویں اکتوبر سنه ۱۵۴۲ کو جلال الدین اکبر وه شاهزاده پیدا هوا جسکي قسمت میں یهه بات لکهي تهي که اُس کي بدولت هندوستان کي سلطنت ایسي رونق کو پهونچیگي که جو اُس کو کبهي نصیب نهوئي تهي تفصیل اِس اجمال کي یهه هي که جس زمانه میں همایوں بادشاه افغانستان میں رهتا سهتا تها تو ایک روز اُس کي سوتیلي ماں یعني مرزا هندال کي حقیقي والده نے عورتوں کے کمره میں همایوں کي ضیافت کي حسب اتفاق ایک عورت پر آنکهه اُس کي پڑي که وه اُسکا فریفته هوا اور عشق اُسکا اُس کے رگ و ریشه میں پیٹهه گیا بعد اُس کے همایوں نے چهان بین اُس کي شروع کي چنانچه اُس کو یهه بات دریافت هوئي که جام واقع خراسان کے رهنے والے سید کي † صاحبزادي هي جو کسي زمانه میں

† پرانس صاحب کي تاریخ جلد ۲ صفحه ۷۶۰ و ۸۴۰ اور همایوں کي سرگذشتیں صفحه ۳۱

مرزا هندال کا استاد تھا اور تام اُس کا حامدہ ھی اور اب تک رشتہ آسن کا نہیں ہوا غرض کہ تاثیر اُس کے عشق و محبت کی ھمایوں کے رگ و ریشہ میں ایسی پیٹھی تھی کہ باوجود اُس کے کہ مرزا ھندال نے بہت سا سمجھایا اور طرح طرح کی باتیں جتائیں مگر ھمایوں نے بھائی کا کہنا نمانا اور اپنی معشوقہ جان نواز سے شادی کی اور جب کہ امر کوت کا سفر در پیش ہوا تو یہہ بیگم پورے دنوں کی حاملہ تھی اور یہی باعث تھا کہ اُس کے لیجانے میں بڑی دقت پیش آئی *

ھنوز اکبر پیدا نہ ہوا کہ اُس کی ولادت سے ایکدن پہلے سند کی جانب کوچ ھوچکا تھا اور جب کہ اکبر پیدا ہوا اور بیٹے کی خوشخبری ھمایوں کو پہونچی تو اُسنے اُس پرانے دستور کے موافق کہ ایسے موقع پر لڑکے کا باپ اپنے دوستوں و رفیقوں کو کچھہ تحفہ تحایف دیا کرتا ھی کچھہ تقسیم کرنا چاھا مگر اِس لاچاری سے کہ اُس کے پاس ایک مشکنافہ کے سوائے کوئی شے موجود نہ تھی تو اُس نے نافہ کو توڑا اور اِس نیک شگون کی نظر سے مشک اپنے رفیقوں پر تقسیم کیا کہ اُس کے بیٹے کی شہرت بوے مشک کی مانند اطراف و افاق میں پھیلے *

بہت سے راجپوتوں سمیت امر کوت کا راجہ اس مہم میں ھمایوں کے ھمراہ تھا اور خود ھمایوں نے بھی ادھر اُدھر سے دوڑ دھوپ کر سو مغلوں کی بھیڑ بھاڑ بہم پہونچائی چنانچہ ھمایوں یہہ بھیڑ بھاڑ اپنے ھمراہ لیکر مقام جون واقع سند کی جانب روانہ ‡ ہوا یہاں تک کہ لڑ لڑاکر اس مقام کو اُس کے قابض کے قبض و تصرف سے نکالا اور آپ اُسپر قبضہ کیا اگرچہ ارغون کی فوج کے دھاوے ھوتے رھے اور نقصان بھی اُٹھائے گئے مگر پاس پروس کے ھندو راجاؤں کی امداد اعانت سے اتنی فوج

‡ واضح ھو کہ یہہ جون یا جیون اٹک کی ایک شاخ پر تاتار اور امر کوت کے بیچا بیچ واقع تھا (ڈاکٹر برنس صاحب نے اپنے سند کے بیان میں جو نقشہ لگایا ھی اُسکو دیکھنا چاھیئے)

اکٹھی ہوگئی کہ ہمایوں کی سرگذشتوں والی نے تعداد اُسکی پندرہ ہزار سوار بتائی ہی *

اگرچہ یہہ ساز و سامان بہم پہونچے مگر ہمایوں کی بدبختی اور بد انتظامی نے اُسکا دامن نچھوڑا چنانچہ جب رانا پرشاد اپنی وفاداری پوری پوری جتا چکا تو ایک مغل نے کسی ایسی ناشایستہ حرکت سے جو راجاؤں کی شان و منصب کے شایاں و سزاوار نہ تھی راجہ کو ناراض کیا اور جب راجہ نے ہمایوں سے شکایت کی تو ہمایوں کی جانب سے ایسی بے التفاتی اور کم توجہی پائی گئی کہ راجہ سخت مکدر ہوا اور اپنے رفیقوں سمیت اُس کے لشکر سے چلا گیا اور اُسکے سب کے سب ہندو دوستوں نے بھی اُسکی رفاقت کی *

جب کہ وہ لوگ ادھر اُدھر چلے گئے تو حسین ارغونی کے مقابلہ کے لیئے ہمایوں تنہا رہگیا جو بلا تحاشا بڑھتا چلا آتا تھا مگر ہمایوں نے اپنی فوج کے آس پاس کھائیاں کھدوائیں اور دمدمی بنوائی غرض کہ جہاں تک بن پڑی بچاؤ کی تدبیریں کیں یہاں تک کہ حسین ارغونی یہہ سوچ سمجھہ کر کہ خدا کے واسطے کہیں یہہ پاپ کٹے اسبات پر راضی ہوا کہ اگر ہمایوں ابھی قندھار کو چلا جاوے تو میں مانع مزاحم نہوں گا بلکہ سفر کی اعانت بھی کروں گا چنانچہ یہہ شرط مقرر ہوئی اور نویں جولائی سنہ ۱۵۴۳ ع کو ہمایوں قندھار کی جانب روانہ ہوگیا *

ہمایوں کے قندھار سے ایران کو بھاگنے کا بیان

ہمایوں کے چھوٹی بھائی بہت دنوں پہلے ہمایوں کو اپنی غیر مستقل اور مضطرب طبیعتوں کے سبب سے رنج اور تکلیف پہونچا کر الگ تھلگ ہوگئے تھے اور جب کہ ہمایوں قندھار کو روانہ ہوا تو اُس زمانہ میں مرزا عسکری مرزا کامران کی جانب سے قندھار کا حاکم تھا اور غالب یہہ ہی کہ ہمایوں کا یہہ ارادہ تھا کہ مرزا عسکری کو بہکاکر طرفدار اپنا بناوے اور اگر قابو پڑے اور وقت ہاتھہ آوے تو آپ ہی قندھار کو دبا بیٹھے

مگر لوگوں کو یہہ فقرہ سنایا تھا کہ اکبر کو قندھار میں چھوڑکر مکہ کو جاؤنگا § *

جب کہ رفتہ رفتہ همایوں مقام شال میں پہونچا جو قندھار کے جنوب میں ایک سو تیس میل کے فاصلہ پر واقع هی تو ایک سوار اپنا گھوڑا بھگائے ہوئی همایوں کے ڈیرہ کے پاس آیا جسکو همایوں کے کسی پرانے دوست نے روانہ کیا تھا وہ سوار اپنے گھوڑیسے کود کر لگام پکڑے ہوئے ڈیرہ کے اندر بے ساختہ چلا آیا اور بے تحاشے اُس سے یہہ بات کہی کہ آپ اب کس فکر میں بیٹھے هیں مرزا عسکري آپ کي گرفتاري کے لیئے آ پہونچے جوں هي کہ همایوں نے یہہ خبر سني تو اِس سبب سے کہ اُسکو ایسي وحشت اثر خبر کي توقع نہایت کم تھي اتني فرصت پائي کہ اپني بیگم کو ساتھہ اپنے گھوڑے پر سوار کیا اور بیٹے کي جان کو چچا جان کے ترس و ترحم پر چھوڑا ادھر همایوں روانہ ہوا اُدھر مرزا عسکري پہونچا اور جب اُس نے همایوں کو نپایا تو یہہ بات اُس نے فریب سے کہي کہ میں برادرانہ آیا تھا غرضکہ مرزا عسکري اپنے بھتیجے سے بشفقت پیش آیا اور چودھویں دسمبر سنہ ۱۵۴۳ ع کو همایوں کے سب همراهیوں کو ساتھہ لیکر قندھار کي جانب روانہ ہوا اور همایوں اسي زمانہ میں بیالیس آدمیوں سمیت گرم سیر کو پہونچا اور وهاں سے سیستان کو چلا گیا جو اُن دنوں ایران کي قلمرو میں داخل تھا سیستان کا حاکم تواضع تعظیم سے پیش آیا اور اُس نے همایوں کو بمقام هرات اِس نظر سے روانہ کیا کہ وهاں جاکر والي ایران کے احکام کا منتظر بیٹھے غرض کہ جب

§ مقام جون اور سہوان کے درمیان میں تھوڑا بہت توقف ہوا ہوگا مگر باعث اُسکا بیان نہیں کیا گیا اِس لیئے کہ شال اور جون کے درمیان میں جو فاصلہ واقع هی ساڑھے چار سو میل کا میدان هی اور همایوں کي سرگذشتوں کے دیکھنے سے دریافت ہوتا هی کہ سہوان سے شال تک کي راہ نو دن میں پوري ہوتي هی مگر همایوں کو جون سے شال تک پہونچنے میں ربیع الثاني مطابق ۹ جولائي سے لیکر نصف ماہ رمضان دسویں دسمبر تک پورے پانچ مہینے لگے

همایوں هرات میں پهونچا تو بہت سے دوست اُس کے قندهار سے آئے اور اُس سے آکر ملے جلے اور اُسکے شریک هوئے *

حدود سند میں داخل هونے سے قندهار تک کے پهونچنے تک تین برس کا عرصه صرف هوا چنانچه منجمله اُس کے اٹهاره مهینے حاکم سند سے لڑنے بهڑنے اور خط خطوط کے لکهنے پڑهنے میں بسر هوئے اور چهه مهینے اٹک کے مشرقی جانب کی سیر سفر میں کام آئے اور باقی ایک برس جون میں رهنے اور قندهار کے سفر کرنے میں گذرا اور اِس زمانه میں جو کام اُس نے جنگی کیئے تو ذاتی دلاوری کے لحاظ سے کوئی کوتاهی ظهور میں نهیں آئی بلکه اِس حیثیت سے کوتاهی اُس نے کی که اُن بڑی بڑی مهموں کو جنکا اُسنے اراده کیا اچهی طرح انجام پر نه پهونچا سکا اور بعد اُس کے جو جو سختیاں اور جیسی جیسی مصیبتیں پیش آئیں اُنکو ایسے صبر و استقلال اور هنسی خوشی سے اُٹهایا که جوانمردی اور بلند همتی کے شایاں تها *

مصیبت کے زمانه میں اس کے مزاج کا امتحان بهی طرح طرح سے ظهور میں آیا چنانچه اُس نے رفیقوں کی زبان سے بری بهلی باتیں سنیں اور نرم گرم اُنکی اُٹهائیں اسلیئے که رنج و مصیبت کے دنوں میں چهوٹے بڑے کا امتیاز اور اداب و قواعد کا پاس و لحاظ باقی نهیں رهتا یهاں تک که چند بار ایسا اتفاق هوا که جب اُس نے جان بچانے کے لیئے گهوڑا مانگا تو اُس کے رفیقوں نے صاف انکار کیا اور گهوڑا اُس کو نه دیا اور جب که اُس نے ایک کشتی اٹک پار جانے اور اپنے خویش و تبار کے لیجانے کو بهم پهونچائی تهی تو اُس کے ایک سردار نے بجبر و اکراه اُس کشتی کو اُس سے چهینا اور جس زمانه میں که برے تباه حالوں سے امرکوٹ کا بڑا کڑا سفر اُسنے کیا تها تو ایک افسر نے ایسی بیرحمی اور ناخداترسی برتی که اپنے گهوڑے کو هارا تهکا دیکهکر همایوں کی بیگم اکبر کی والده کو اُس گهوڑے سے اُتارا جسکو اُس نے مستعار اُس کو دیا تها چنانچه

همایوں کو گھوڑا اپنا دینا پڑا اور وہ جب تک پیادہ چلتا رہا کہ باربرداري کا ایک اونٹ اُسکو ملا مگر کبھي کبھي برخلاف اُس کے رفیقوں سے بے اتفاقي بھي ہوتي چنانچہ بیان اُسکا یہہ هی کہ جب همایوں امرکوٹ میں پہونچا اور راجہ کي حفظ و حراست میں آیا تو اُس نے رفیقوں کا مال اسباب چھینا جھپٹا اور بعضوں کے گھوڑوں کي کاٹھیاں کھلواکر دیکھیں اور جو کچھہ اُن میں پایا نصفا نصفي بانٹ چونٹ کر اپنے کام میں لایا اور جودھپور کے سفر کي ایک ایسي منزل میں جہاں لوگ اُس کے پیاس کے مارے مر گئے تھے تمام مویشیوں اور نیز اپنے گھوڑوں کو پاني کي پکھالوں سے اِسلیئے لادا تھا کہ اُن باقي رہے سہونکو جاکر پاني پلاوے جو پیاس کے مارے چار قدم بھي آگے کو نہ بڑہ‌سکینگے اور جبکہ همایوں تھوڑي دور پیچھے لوٹ کر گیا تو اُس نے اُس سوداگر کو پیاس کے مارے مرتا دیکھا جسکا بڑا دین اُس کے ذمہ واجب‌الادا تھا مگر همایوں نے ایسي سنگدلي برتي کہ جب تک اُس سوداگر نے چار گواهوں کے سامھنے دین اپنا نہ چھوڑا اور همایوں کا ذمہ پاک نہ کیا تب تک اُس نے پاني کي بوند اُسکو ندي باقي یہہ بات دریافت نہیں هوئي کہ بعد اُس کے اُس غریب آدمي کا روپیہ دیا اور نقصان اُس کا پورا کیا یا نہیں *

تیسرا باب

شیر شاہ اور خاندان سور کے باقي بادشاهوں کا بیان

اگرچہ سارے مورخوں نے خاندان تیمور کے دوبارہ قبضہ پانے اور اُس دوبارہ قبض و تصرف کے بعد ایک بڑي شہرت حاصل کرنے کے باعث سے شیر شاہ کي نسبت غصب سلطنت کا دھبا قایم کیا مگر اِسلیئے کہ شیر شاہ خاص هندوستان میں پیدا ہوا اور اُس نے ایسے بیگانہ خاندان کو هندوستان سے خارج کیا جو کل چودہ برس سے قابض و متصرف تھا تو استحقاق اُس کا اُن بہت سے لوگوں کے استحقاق و دعوي کي نسبت زیادہ راست اور واجبي هی جنهوں نے سلطنت کي بنیاد

اقلیم هندوستان میں ڈالي سنه ۱۵۴۰ع مطابق سنه ۹۴۷ هجري میں
همایوں کے ممالک مقبوضه پر شیر شاه قابض هوا *

معلوم هوتا هی که شیر شاه کي صلاح و مشورت سے کامران نے پنجاب کو چهوڑا تها اسلیئے که جونهي کامران پنجاب سے باهر گیا تو سارے پنجاب پر شیرشاه قابض هو گیا اور جب که شیر شاه اس صوبه کا انتظام کرچکا اور دریاے جهلم کے کنارے پر ایک مستحکم قلعه تیار کر کے بهار کے قلعه رهتاس گڈه کے نام پر نام اُس کا رکهه چکا تو آگره کو واپس آیا اور حاکم بنگال کي بغاوت کو دبانا چاها چنانچه اُس نے اُس باغي کو مغلوب کیا اور صوبه بنگال کي تقسیم و تفریق ایسي اُس نے کي که بعد اُس کے آینده کے شور و فسادوں کا اندیشه باقي نه رها بعد اُس کے اگلے برس یعنے سنه ۱۵۴۲ع مطابق سنه۹۴۹ هجري میں صوبه مالوه اور اُس سے دوسرے برس یعنے سنه۱۵۴۳ع مطابق سنه ۹۵۰ هجري میں رایسین کے قلعه کو فتح کیا جو سلهدي هندو راجه کے بیٹے کے قبض و تصرف میں داخل تها اور یهه راجه بهادر شاه گجراتي کے عهد دولت میں بڑے پایه کو پهونچا تها اور بڑا اختیار اسکو حاصل تها مگر قلعه مذکور کے محصوروں نے چند شرطوں پر شیر شاه کي اطاعت تسلیم کي اور جب اُنهوں نے قلعه حواله کیا تو مفتیوں کے فتووں کي روسي وه اطاعت مقبول نه پڑي چنانچه ان هندوؤں پر حمله کیا گیا جو عهد و پیمان کے بهروسے اسباب پر جمي هوئي تهے که خلاف قول ظهور میں نه آویگا غرض که وه بهي جان توڑکر لڑے اور پاش پاش هوکر مارے گئے مگر اس دغابازي کا باعث دریافت نهیں هوتا اس لیئے که وه نه عبرت کا مقام تها اور نه کسي نقصان کا انتقام تها باقي رهي حرارت اسلامي سو وه بهت دنوں سے تهنڈي هوچکي تهي بهرحال ایسا برا کام هندوستان کے مسلمان بادشاهوں کي تاریخوں میں تیمور لنگ کے سوا کهیں پایا نهیں جاتا *

اگلے برس یعني سنه ۱۵۴۴ ع مطابق سنه ۹۵۱ هجري میں شیرشاه اسي هزار آدمي لیکر مارواڑ پر چڑها اور یهه ملک اُن دنوں مالدیو راجه کے قبض تصرف میں تها جو بڑا زبر دست اور قوي راجه تها اور اُسکي قوت کي ایک وجهه یهه بهي تهي که ملک اُسکا زرخیز نهتها اور اکثر پرگنوں میں پاني کي کوتاهي تهي اگرچه راجه کے پاس کل پچاس هزار آدمي غنیم کي بڑي فوج کے مقابله کو موجود تهی مگر بظاهر ایسا معلوم هوتا هی که اُسنی پہلے پهل غنیم کو ایسا ڈرایا که ایک مهینی تک غنیم اُسکے ملک میں پڑا رها اور اُسکي فوج سے الگ تهلگ رها بعد اُسکے جهوٹے خطوں کے ذریعوں سے جو ایسے معاملوں میں معمول و مروج هوتے هیں اور جو اس غرض سے روانه کیئی تهے که کهیں نه کهیں پکڑے جاویں راجه کو اُسکے سرداروں سے بدگمان کیا یهاں تک که راجه پیچهے لوٹنی پر آماده هوگیا اور منجمله اُن سرداروں کے جو راجه کي بدگماني اور الزام لگانے سے ناراض هوگئی تهے ایک راجپوت سردار نے راجپوتوں کے زور غیرت اور جوش حمیت کے مارے بدنامي کے دهبی کو جان جوکهوں میں پڑنے سے مٹانا چاها چنانچه وه سردار اپنی باره هزار رفیقوں سمیت ایسي تندي تیزي سے لڑائي کے میدان میں شیر شاه کي فوج پر ٹوٹ پڑا که فوج اُسکي ایسے قوي حمله کي آماده نه تهي غرض که شیرشاه کے لشکر کو ایسا پریشان و پراگنده کیا که فتح هونیکی قریب آگئي تهي مگر شیر شاه نے راجپوتوں کا مونهه پهیرا اور بعد اُسکے یهه بات آسنی واشگاف کهي که ایک باجره کي مٹهي پر هندوستان کي سلطنت کهوئي هوتي اور اس کلام سے مقصود اُسکا یهه تها که اُس ملک کي کهیت کي پیداوار اور افلاس و تنگدستي کو جتاوے بعد اُسکے میواڑ کے راجه کو مطیع اپنا بنایا اور وهاں سے فراغت پاکر کالینجر کا محاصره کیا مگر اُس مقام میں اُس عهد شکني کي پوري پوري سزا پائي جو مقام رایسین میں اُس سے واقع هوئي تهي یعني میواڑ کے راجه نے شرایط پیش کرده شیرشاه کو اِس لیئی تسلیم نکیا که وه آسکو

جهوٹا اور فریبي جانتا تها اور جب که شیرشاہ اپنے توپخانه کي دیکهه بهال کر رها تها تو قضا کار ایک گوله † دشمن کا اُسکے میگزین میں پڑا اور وہ میگزین اوڑگیا یہاں تک که آس کے صدمه سے شیر شاہ ایسا جل پهک گیا که دو چار گهڑي کو جیتا رها مگر پہلے هي سے آسکے جینی کي آس نرهي تهي چنانچه شام هوتے هي دم آسکا پورا هوگیا *

یهه شیر شاہ ایسے کڑے جي کا تها که باوجود اسکے که نهایت تکلیف و اذیت میں مبتلا تها مگر محاصرے کي هدایت کرتا تها یہانتک که جب کانوں میں آسکي یهه بهنک پڑي که قلعه فتح هوگیا تو بآواز بلند اُسنی قادر مطلق کا شکر ادا کیا اور الحمدلله کهکر دم بخود هوگیا اور بعد اُسکی کوئي بول آسکے مونهه سے نهیں نکلا بائیسویں مئي سنه ۱۵۴۵ ع مطابق ربیع‌الاول سنه ۹۵۲ هجري میں یهه حادثه واقع هوا *

شیر شاہ کي عادتوں اور ملکي انتظاموں کا بیان

معلوم هوتا هی که یهه شیر شاہ نهایت دانشمند اور بغایت لایق و فایق اور چست و چالاک بادشاہ تها چنانچه بلند فطرتي اور اوالعزمي کے محاذات اور مقابله میں آسکي چال و چلن کے اصول قاعدے کافي وافي نه تهے مگر رایسین کے قتل ناحق میں کوئي عذر بلند نظري کا بهي نتها هاں رعایا کے حق و منفعت کے لیئي جو جو تدبیریں سوچتا تها سو اُنمیں جوانمردي اور مروت شفقت پائي جاتي تهي اور عملدرامد بهي تجویز و تشخیص کے مطابق کرتا تها اور باوجود اسکے که آسنی تهوڑے دنوں فرمانروائي کي اور همیشه لڑائیوں میں مصروف رها نهایت شایستگي اور بغایت هوشیاري سے انتظام اپني بادشاهت کا کیا اور دیواني کے مقدموں میں بهت سي عمدہ عمدہ باتوں کو رواج دیا ابوالفضل اپني کتاب میں بغض و عداوت کے مارے یهه لکهتا هی که جو انتظام آسنی کئي اور

---

† فرشته میں آتشین حقه لکها هی *

اصول اُسنی نکالی وہ علاءالدین خلجي کے کیٹنڈے پر کیئی یعنی علاءالدین خلجي نے اُنکو اپني طبیعت سے نکالا اور شیر شاہ نے انکو دو بارہ اوجالا حاصل یہہ کہ شیر شاہ نے ایسے قاعدے باندھی تھے کہ اُسکے خاندان کي تباهي تک جاري ساري رهی اور ابوالفضل نے اُن اصول قاعدوں کو اور بادشاهوں کے قانون قاعدوں سمیت اپنے آقاے نامدار یعني اکبر بادشاہ سے نسبت کیا اکبر کے عہد دولت کے ایک اور † مورخ نے جس نے اکبر کے وقت میں اپني کتاب لکهي بیان کیا هی کہ شیر شاہ نے ملک بنگال سے لیکر مغربي رهتاس گڈہ تک جو دریاے اٹک کے متصل واقع هی چار مهینی کي راہ کي ایک کلان سڑک بڑي بلند طیار کرائي تهي اور کوس کوس کے فاصلہ پر کنوئی اور منزل منزل پر سرائیں بنوائیں تهیں اور هر مسجد میں امام اور موزن مقرر کیئی تهے اور هر کارواں سرا میں کهانا پکا پکایا مهیا رهتا تها او هندو مسلمانوں کے لیئی ملازم رکهہ چهوڑے تهے اور سڑک کے دائیں بائیں سایہ کےواسطے درخت لگائی تهے اور جب کہ اس مورخ نے اُس سڑک کو دیکها تها تو اُسپر باون برس گذرے تهے اور جب تک وہ ویسي هي تهي جیسے اُسنی بیان اُسکا کیا *

یہہ بادشاہ سیسرام میں مدفون هوا اور مقبرہ اُسکا ایک ایسے مصنوعي تالاب کے بیچا بیچ واقع هی جسکا محیط ایک میل کا اور چاروں دیواریں اُسکي پتهر کي هیں اور نہانے دهونے کے لیئی سیڑهیوں کے گهاٹ اُسمیں چاروں طرف بنی هوئے هیں *

سلیم شاہ کي بادشاهت کا بیان

شیر شاہ کے والي وارثوں میں سے عادل خاں بڑا بیٹا تها اور شیر شاہ اُسکو جانشین اپنا سمجهتا تها مگر یہہ شہزادہ همت کا هاراجي کا بودا تها اور برخلاف اُس کے دوسرا بهائي اُسکا جلال خاں بڑا سرگرم اور آمادہ

† منتخب التواریخ جو سنہ ۱۰۰۴ هجري مطابق سنہ ۹۵ و ۱۵۹۴ ع میں لکهي گئي هی *

اور نہایت جنگ آزمودہ اور باپ کے سامھنے بڑا نامدار اور نام آور تھا
غرض کہ نظر بوجوہ مذکورہ بالا بہت سے سردار اُسکي جانب مائل هوئے
یہاں تک کہ جب چار بڑے بڑے سرداروں نے جان کے بچانے اور بخوبي
اوقات بسر کرنے کا عادل خاں سے وعدہ کیا تو عادل خاں بھي جلال خاں
کي خاطر ترک سلطنت کا آمادہ هوا چنانچہ پچیسویں مئي سنہ
۱۵۴۵ع مطابق پندرھویں ربیع‌الاول سنہ ۹۵۲ هجري میں جلال‌خاں تخت
نشین هوا اور سلیم شاہ کے خطاب سے پکارا گیا اور بیانہ کے قریب ایک
کافي جاگیر عادل خاں کے لیئے مقرر کي گئي مگر بعد اُس کے تھوڑي
مدت گذرنے پر سلیم شاہ کے بعض بعض کاموں سے عادل خاں کو کھٹکا
پیدا هوا اور معلوم هوتا هے کہ عادل‌خاں اُس خوف کي کوئي وجہہ کامل
پاس اپنے رکھتا تھا اِسلیئے کہ خواص خاں سردار نے عادل خاں کو اپني
حفظ و حراست میں لیا اور یہہ خواص خاں شیر شاہ کا بڑا سردار اور
نیز منجملہ اُن چاروں سرداروں کے تھا جنھوں نے عادل خاں سے جان کي
حفاظت اور گذارہ کي صورت کا قول و قرار کیا تھا یہانتک کہ یہہ خواص‌خاں
دارالسلطنت کو اس ارادے پر روانہ هوا کہ سلیم شاہ‌کو تخت حکومت سے
اُوتارے باقي سلیم شاہ کا یہہ حال تھا کہ جیسے ان علانیہ باغیوں سے
اندیشہ ناک تھا ویسے هي اور لوگوں کے خفا هونے اور بگڑ جانے سے بھي
ڈرتا تھا مگر باوصف اسکے پیش آنیوالے مقابلوں اور فوجوں کي مار دھاڑوں
کو بخوبي سمجھے بوجھے هوئے بڑے استقلال و متانت سے بجاے خود بیٹھا
تھا چنانچہ اُس نے بدخواهوں کو بڑي بڑي شکستیں دیکر بغاوتوں کو پس پا
کیا بعد اُس کے عادل‌خاں بہار کو چلا گیا اور مایوس هوکر بیٹھہ رہا *

جو امیر اِس بغاوت میں در پردہ شریک تھے اُن کو یہہ یقین تھا
کہ بغاوت میں علانیہ شریک نہونے کي وجہہ سے بادشاہ کي بد گماني سے
محفوظ رهینگے چنانچہ منجملہ اُن کے ایک امیر کا قصور ثابت هوا اور
وہ اپنے کیئے کو پہونچا اور باقي امیروں نے نئے سر سے سازشیں شروع کیں

اور بدون اسکے کہ کوئی تخت کا دعویدار کھڑا کریں خاص اپنی جان و مال کی حفظ و صیانت کے واسطے ہتیار اُتھائے اور جو قصے قضائے ان باغیوں کی بغاوت سے بادشاہ کو پیش آئے وہ بلاد پنجاب میں پیش آئے تھے یہاں تک کہ باغیوں نے پہر شکستیں کھائیں اور کہیت سے دم دبا کر بھاگے اور گاگروں کی پناہ میں آئے اور گاگروں کے زور و قوت کے سہارے اور نیازی پٹھانوں کی امداد و اعانت کے بھروسے اگلے دو برس یعنے سنہ ۱۵۴۷ع مطابق سنہ ۹۵۴ ہجری تک شور و فساد کرتے رہے اور کہیں نچلے نچیت ہو کر نہ بیٹھے *

بعد اُس کے سلیم شاہ کا باقی زمانہ بڑے امن چین سے گذرا مگر ایک بار اُس کو یہہ خبر پہونچی کہ ہمایوں نے کابل پر قبضہ پایا اور اٹک وار اس غرض سے اُترا کہ سلیم شاہ پر حملہ کرے سلیم شاہ اُن روزوں بیمار تھا اور اُس وقت جوکیں لگائے بیٹھا تھا مگر جونھی اُسنے یہہ خبر سنی تو جگہہ سے اُٹھا اور فوج کے کوچ کا حکم سنایا چنانچہ شام سے پہلے پہلے دلی سے چھہ میل پر جا کر ڈیرہ ڈالا اور اس خبر کی حقیقت جس کے سننے سے سلیم شاہ ایسا آمادہ ہوا اور ایسی چالاکی اُس سے ظہور میں آئی صرف اتنی بات تھی کہ کسی ضرورت کے باعث سے ہمایوں پنجاب آیا تھا اور جیسے وہ آیا تھا ویسے ہی پچھلے پیروں لوٹ گیا باقی یاروں کی بناوٹ تھی کچھہ اصل و حقیقت نہ تھی*

یہہ بادشاہ نو برس تک بادشاہ رہا اور سنہ ۱۵۵۳ع مطابق سنہ ۹۶۰ ہجری میں بقضای الہی مرگیا اور جیسے کہ اُس کے باپ نے نئی نئی باتیں ایجاد کی تھیں ویسے ہی اُسنے بھی نئے نئے نقشے نکالے تھے مگر فرق اتنا تھا کہ اصول و قاعدوں کی نسبت تمام سرکاری عمارتوں میں زیادہ تر عمدہ عمدہ باتوں کا رواج اُس نے دیا تھا چنانچہ دلی کے قلعہ کا ایک ٹکڑا جو سلیم گڈہ ‡ کے نام سے نامی گرامی ہی اُسیکا بنایا ہوا ہی

‡ اب اس سلیم گڈہ کا یہہ حال ہے کہ ریلوے کی سڑک اُس کے بیچا بیچ کو نکلی ہی ۱۲ مترجم

اور یہہ نام اُسکا ایسا مقبول و مشہور ہوا کہ جب ہمایوں نے یہہ حکم دیا کہ وہ نور گڈہ کے نام سے پکارا جاوے تو ہمایوں کے دربار میں اور ہمایوں کے سامھنے نور گڈہ کے نام سے پکارا گیا مگر اور ہر موقع اور مقام پر وہي سلیم گڈہ قایم رہا جیسا کہ وہ اب تک مشہور ہی *

مہدویہ فرقہ کا بیان

سلیم شاہ کے عہد دولت میں بمقام بیانہ شیخ علائي نامي ایک فقیر مہدویہ فرقہ کا باني ہوا جو سید محمد جونپوري کو مہدي موعود سمجھتے تھے بیان اُسکا یہہ ہی کہ شیخ علائي نے وعظ ودرس کہنا شروع کیا چنانچہ بیان کي قوت اور کلام کي فصاحت اور طبیعت کي جودت سے بہت سے لوگوں کو مرید و معتقد اپنا بنا لیا یہاں تک کہ اُسکے مریدوں نے مال ومتاع اکہٹا کر کے عام سرمایہ قایم کیا اور بعض بعض مخلصوں نے گہر بار اپنا چہوڑ چھاڑ کر سارامال اپنا شیخ پر نثار کیا غرضکہ شیخ نے یہاں تک شہرت پائي کہ خواص خان سردار بھي جسکي بغاوت کا بیان اُوپر مذکور ہوا شیخ کے مریدونمیں داخل ہوا اگرچہ پہلے پہلے شیخ کے زھد و تقوی اور دین و مذھب سے کسي قسم کي خرابي ظاہر نہوئي مگر تہوڑے دنوں بعد اُسکے چیلے چانٹے ایسے بیباک اور دلیر ہوگئے کہ اُنہوں نے یہہ واجب سمجہا کہ جس کسیکو خلاف شرع کام کرتے دیکھیں تو پہلے پہل روک ٹوک اُسکي کریں پھر اگر وہ نمانے تو اُسکو جانسے ماریں اور جبکہ اُس فرقہ کي زور و ظلم کي نوبت یہاں تک پہونچي تو وقت کے حاکموں اور شرع کے مفتیوں نے لاگ ڈانٹ اُنکي واجب و لازم سمجہي چنانچہ شیخ کو گرفتار کیا اور علانیہ اظہار اُسکا لیا بعد اُسکے قتل شیخ کا فتوی مرتب ہوا مگر سلیم شاہ نے اُس فتوي پر عمل نکیا بلکہ شیخ کو دیس نکالا دیا یعنی قلعہ ندیہ کو روانہ کیا جو نربدا کے کنارہ پر واقع ہی مگر شیخ اُس جگہہ آکر بہت کہل کھیلا اور اپنے مسئلوں کو بڑي دھوم دھام اور نہایت ٹیپ ٹاپ سے پہلایا چنانچہ پہلے وار اُسنے

قلعہ کے حاکم کو سپاہیوں سمیت اپنا مرید گردانا اور جبکہ اوسکو ایسي قوت حاصل هوئي جو کبهي نصیب نهوئي تهي تو وہ دارالسلطنت میں بلایا گیا اور حامیان شریعت نے قتل اوسکا چاها چنانچہ سلیم شاہ کي بہت سي منت ساجت کي مگر سلیم شاہ نے توقف برتا اور جبکہ لوگوں کے کہنے سننے سے نہایت زچ بچ هوا تو کام نا کام اُس نے کوڑوں کا حکم دیا اور یہہ فرمایا کہ بعد اُس کے شیخ کو تهوڑي مہلت دي جاوے کہ وہ سوچ سمجهہ کر توبہ کرے اور اپني غلط فهمي اور کج آهنگي سے باز آوے مگر شیخ کا یہہ حال تها کہ وہ پہلے هي سے اُس عام مرض میں مبتلا تها جو اُس زمانہ میں شایع ذایع هو رها تها اور اس مرض کے مارے ایسا ضعیف نحیف هو گیا تها کہ تیسرے کوڑے کے لگتے هي روح اُسکي پرواز کر گئي بعد اُس کے وہ جماعت پراگندہ هو گئي اور تمام مرید اوسکے رودهو کر چپ چاپ هو بیٹهے *

محمد شاہ سورعدلي کي سلطنت کا بیان

جب کہ سلیم شاہ اپني موت مر گیا تو اُسکے بیٹے فیروز خان دوازدہ سالہ کو محمد خاں اُسکے چچا نے بخیال سلطنت قتل کیا اور میدان کو خالي دیکهکر سنہ ۱۵۵۳ع مطابق سنہ ۹۶۰ هجري میں تخت نشین هو بیٹها اور محمد شاہ عادل کا خطاب اختیار کیا یہہ بادشاہ اس خطاب کي نسبت عدلي شاہ کے خطاب سے زیادہ مشہور هي اور طور طریق اُس کے ایسے عمدہ اور شایستہ نہ تهے کہ اُن کے حسن و خوبي کي بدولت بهتیجے کے خون ناحق کا دهبہ اُس سے دهویا جاتا بلکہ وہ نہایت نابکار اور زناکار اور بغایت کندہ نا تراش اور ستم شعار اور پاجي پرست اور پاجیوں کا یار غم کسار تها اور جیسا کہ وہ عادتوں کا خراب اور کوتکوں کا برا تها ویسے هي همتوں کا هارا اور جي کا بودا تها *

اس بادشاہ میں حکمراني کي قابلیت نہ تهي چنانچہ اُس نے تمام انتظام اپني حکومت کا هیمو بقال کو تفویض کیا تها جسکي اصل و حقیقت

یهه تهي که وه شخص ایک هندو زاده تها اور کسي زمانه میں چهوتي سي دوکان اپنے گذاره موافق کرتا تها اور جیسا که وه ذات سے کهوتا تها اُس سے زیاده رنگ روپ کا برا اور چهره مهره کا بهونڈا تها مگر باوصف ان ظاهري عیبوں کے ایسا هوشیار اور قابل تها که دربار کے بڑے بڑے بهادروں اور چنے چنے امیروں میں بات اپني بنائے گیا یهاں تک که بادشاه کي جهل و حماقت اور ظلم و ستم کے مارے سلطنت کا حال اگرچه خراب اور ابتر تها اور روز روز تنزل کو پهونچتا جاتا تها مگر صرف اُسي شخص نے اپني لیاقت و هوشیاري سے بادشاهت کو تهامے رکها اور بات اُس کي بگڑنے نه دي *

بادشاه کے زور و ظلم اور ملک کے شور فسادوں کا بیان

جونهي که عادل شاه تخت نشین هوا تو اُس نے جهل و حماقت سے خزانوں کو تلف کیا اور جمع جمائے گهر کو دو چار روز کے عرصه میں اوڑا لٹا کر برابر کیا اور جب که اُسکي گانٹهه گره میں کوڑي پیسا نه رها تو گهر کے امیروں کي جاگیریں اور حکومتیں ضبط کرنے لگا اور یار دوستوں کو بخشنے لگا چنانچه منجمله اُن کے جن پٹهانوں کي جاگیریں ضبط هوئیں اُنهوں نے بڑي بے صبري اور نهایت بے تابي سے بادشاه کا ظلم اُٹهایا اور دلوں میں رنجیده پیچیده رهے اور اسلیئے که پٹهان لوگ اپني سینه زوري اور آزاد منشي سے کسي کي پوري پوري اطاعت نهیں کرتے اور بات کے بگڑنے کا رنج اور سنوارنے کا خیال اُن کو نهایت هوتا هی تو ایک بار ایسا اتفاق هوا که عادل شاه ایک جنگي سردار یعني محمد شاه فرملي کي جاگیر کو ضبط کر کے سرمست خاں شرواني کو دینے لگا جو بادشاه کي بدولت یکایک بڑے پایه کو پهونچا تها تو محمد شاه فرملي کا بیٹا غیظ و غضب کے مارے نیلا پیلا هوا اور بے ساخته یهه بول اُٹها

که کیا میرے باپ کی جاگیر ایک ایسے آدمی کو دی جاتی ہی جو سگ فروشی کے ذریعہ سے اوقات اپنی بسر کرتا تھا *

جوں ہی که یہه بڑا بول اُس کے مونہه سے نکلا تو درباری لوگوں نے یہه چاہا که اُس گستاخ بے ادب کو دربار بادشاہی سے خارج کریں چنانچه سرمست خان شروانی نے جسکو جاگیر اُس کے باپ کی عنایت ہوئی تھی اُسکی گردن پکڑی مگر اُس پھر تیلی گبرو نے کھانڈے کا ایک ہاتهه ایسا لگایا که سر اُسکا جوان کے پانوں پر آ پڑا بعد اُس کے تمام لوگ اُس پر چاروں طرف سے ٹوٹ پڑے اور وہ بادشاہ کی طرف کو دوڑا مگر بادشاہ اُس کے ارادہ پر پے لیگیا اور بے تحاشا تخت سے کودا اور جب که وہ جوان اُس کے قریب آ پہونچا تو جوں توں کرکے محل سرا میں داخل ہوا اور اتنے اوسان اُس کے ٹھکانے رہے که محل سرا کا دروازہ اُس نے بند کیا اور جوں ہی که ترت پھرت وہ جوان گبرو مارا گیا تو بادشاہ کو کسی طرح کا کھٹکا باقی نرہا مگر اِس قصه کو بڑے پھل پھول لگے چنانچه اُسی روز ایک بڑا سردار اُس کے دربار سے چلا گیا اور بعد اُس کے جب ایسے لوگ اُس کے شریک اور معاون ہوئی جو بادشاہ کے کوتکوں سے نہایت ناراض تھے تو چنار گڈہ کے قریب اُس نے بغاوت کا جھنڈا کھڑا کیا مگر بادشاہ نے باغیوں کا مقابله کیا اور باغیوں پر فتح پائی لیکن اِس کامیابی سے کار و بار اُس کا ٹھیک ٹھاک نہوا اور بات اُسکی اِس لیئے نه سنوری که ابراهیم سور نے دلی آگرہ پر قبضه کیا تھا جو بادشاہی خاندان میں سے تھا اور خود بادشاہ اُس کی بیدخلی کے لیئے بجان و دل ساعی رہا اور بہت سی محنت کیئے گیا مگر کچهه حاصل نہوا اور کوئی بات اُس کے ہاتهه نه آئی یہاں تک که اپنی سلطنت کے مشرقی ملکوں پر قناعت کر بیٹھا بعد اُس کے اِس بغاوت کی کامیابی کا اثر دور دور تک پھیلا چنانچه بلاد پنجاب میں یہه امر واقع ہوا که شیر شاہ کا دوسرا بھتیجا سکندر سور آپ بادشاہ بن بیٹھا اور ابراهیم سور پر اُسنے

چڑھائي کي اور ابراهيم سور کو شکستيں ديکر دلي آگرہ سے خارج کيا اور ابراهيم کا يہہ حال ہوا کہ کام نا کام اُس کو اُس ملک ميں بھاگنا سوجھا جو عادل شاہ کے قبض و تصرف ميں اب تک موجود تھا اور جب کہ ابراهيم اُس ملک ميں داخل ہوا تو عادل شاہ کے وزير هيمو بقال نے زور دباؤ ديکر بيانہ کي طرف اُس کو بھگايا مگر ابراهيم کے نصيبوں نے يہہ ياوري کي کہ هيمو بقال ايک بغاوت کي ضرورت سے بنگالہ کو روانہ ہوا اگر اتفاق سے يہہ ضرورت پيش نہ آتي تو ابراهيم بيانہ ميں پکڑا جاتا باقي جس شخص نے ملک بنگال ميں بغاوت کي تھي وہ محمد سور بنگالہ کا حاکم تھا اور جب کہ هيمو بقال عادل شاہ سے دوبارہ آکر ملا تو اُس کو يہہ بات دريافت ہوئي کہ مالوہ ميں بغاوت قايم ہوئي اور همايوں بھي هندوستان ميں داخل ہوا چنانچہ اُس نے سکندر سور کو شکست ديکر دلي آگرہ پر قبض و تصرف کيا *

باوجود اِس بات کے کہ هيمو بقال کو يہہ خبر وحشت اثر پہونچي مگر بنگال کے نئے بادشاہ کے مقابلہ ميں پورا پورا آمادہ رہا جو بنگالہ سے تھوڑي دور ادھر بڑھا چلا آيا تھا غرض هيمو کامياب ہوا اور محمد سور عين لڑائي ميں مارا گيا *

اگرچہ بنگالہ کي بغاوت کا نام و نشان اب باقي نرہا مگر اور مقاموں کي بغاوتيں باقي رہيں اور جو نہايت بڑا خطرہ درپيش تھا وہ همايوں کے آگرہ ميں آجانے اور قابض ہوجانے کا تھا اور جب کہ هيمو وزير اُس کا همايوں سے لڑنے بھڑنے کي تياري کررہا تھا تو ناگاہ اُس کو يہہ مژدہ پہونچا کہ همايوں مرگيا اور اُسکا بيٹا محمد اکبر جو اُس وقت پنجاب ميں موجود تھا جانشين اُس کا ہوا غرض کہ اِس انقلاب کے سننے سے هيمو کي بہت همت بلند ہوئي اور نشہ اُسکا دوبالا ہوا چنانچہ اُس نے محمد عادل شاہ کو جو ايک نام کا بادشاہ تھا چنار گڈہ ميں چھوڑا اور تيس هزار آدميوں سميت آگرہ کو فتح کرنے اور غنيم کو دبانے

کي غرض سے روانه هوا اور جن جن موافق ملکوں میں پهونچتا گیا وهاں کے لوگ اُس کے شریک و معاون هوتے گئے چنانچه آگره کو بعد ایک محاصره کے فتح کیا اور وه مغلي فوج جو همایوں کے ساتهه آئي تهي تردي بیگ کے زیر حکومت هوکر دلي میں اکهٹي هوئي مگر اس لیئے که تردي بیگ شکست کهاکر میدان سے بهاگا تها دلي میں تهہر نسکا اور وهاں سے بهي بے تحاشا بهاگا اب هیمو نے یهه اراده کیا که لاهور کي جانب باگ اُٹها دے اور همایوں کے لوگوں کو جو پاني سے پتلے هورهے تهے صدمه پهونچاوے *

جب که یهه واقعه پیش آیا تو اکبر کے سارے سرداروں کي یهه مشورت هوئي که کابل کو لوٹ کر چلے جاویں مگر اکبر نے جو اوس زمانه میں تیره برس کا تها تمام کاموں کو بیرم خاں کي راے و مرضي پر موقوف رکها اور یهه بیرم خاں ایک ایسا عمده سردار تها که اوسیکي عقل و شجاعت اور زور وقوت کي بدولت خاندان تیمور کي امیدیں قایم رهیں غرضکه بیرم خاں نے تهوڑے جیئے سرداروں کا کهنا نمانا اور ایک ایسي فوج همراه لیکر جوفوج هیمو کے مقابله میں بهت تهوڑي تهي هیمو کے مقابله کو آگے بڑها اور انجام اوسکا یهه هوا که بعد ایک بڑي لڑائي کے جو پانچویں نومبر سنه ۱۵۵۶ ع کوپاني پت کے ڈیروں واقعه هوئي اور هیمو اُس میں جان توڑ کر لڑا اور کوئي دقیقه اُسنے باقي نچهوڑا هیموں والوں نے شکست فاحش کهائي اور خود هیمو گرفتار هوا *

جب که هیمو عادل شاه کے هاتهه سے گیا تو اُسکے ساتهه هي عادل شاه کي وه اُمیدیں بهي گئیں جو اپني پهلے سلطنت پر دوباره قبضه حاصل کرنے کي نسبت اُسکے جي جان سے لگي هوئي تهیں چنانچه عادل شاه بهار و بنگال پر یهاں تک سلطنت کرتا رها که ایک نیا دعویدار بنگاله میں پیدا هوا اور عادل شاه اُسکي لڑائي میں مارا گیا *

چوتھا باب

هندوستان میں همایوں کی بحالی کا بیان

بیان اون معاملوں کا جو همایوں کو ایرانمیں پیش آئی

شاه طهماسپ صفوی کے عہد سلطنت میں جو صفوی خطاب والے بادشاهوں میں سے دوسرا بادشاه تھا همایوں ایران میں داخل هوا تحقیق اس خاندان کی یہہ هی کہ باپ اس بادشاه کا یعنی شاه اسماعیل صفوی درویشوں کے گھرانے کا تھا اور اُس گھرانے نے زهد وتقوی اور صلاح و پارسائی کی بدولت بڑا عتبار اپنا پیدا کیا تھا چنانچہ اب بھی ایرانی لوگ اونکی تعظیم و تکریم اس لئی کرتے تھی کہ وہ مذهب کے شیعہ تھے اور یہہ خاندان اُس مذهب کا اوچالنے والا تھا اِسلیئے کہ شاه اسماعیل اس خاندان کے پہلے بادشاه نے اُس مذهب کے اصول قاعدے مقرر کیئے اور اصول قاعدوں کی رو سے رواج اُس کو دیا اگرچہ سنی شیعوں میں رومن کیتھلک اور پروتستنت عیسائیوں کی نسبت فرق و تفاوت بہت تھوڑا هی مگر باوجود اِس کے آن کے آپسمیں بڑی سخت عداوت اور نہایت بغض و کراهت واقع هی اور ایرانیوں کی شدت اتفاق کی وجہہ یہہ هی کہ وہ جیسے هم قوم هیں ویسے هی هم مذهب بھی هیں اور ایران کی سلطنت کے علاوہ اور کسی سلطنت میں وہ مذهب عموماً پایا نہیں جاتا اور اِسلیئے کہ شاه طہماسپ آن بانیوں کے سلسلہ کا صرف دوسرا بادشاه تھا جنھوں نے بیخ و بنیاد اُس مذهب کی ڈالی تھی تو وہ اپنے دین کا پکا اور نہایت متعصب تھا اور ایسا ممد و معاون تھا کہ اُس مذهب کے بڑے حواریوں میں گنا جاتا تھا چنانچہ وہ مفصلہ ذیل معاملے جو اُسنے همایوں سے برتے آنکا باعث یہی تھا کہ وہ اپنے دین و مذهب میں نہایت متعصب تھا اور جو رنگ ڈھنگ آن کے آپسمیں جاری رهے وہ ایسے هی تھے جیسیکہ ایشیا کے خود مختار بادشاهوں میں جاری هوتے هیں بیان آسکا یہہ هی کہ شاه طہماسپ کی جانب سے همایوں کا استقبال اچھی

طرح عمل میں آیا چنانچہ ہر صوبہ کے حاکم نے تعظیم تکریم اُس کي
کي اورھر بستي کے رھنیوالوں نے استقبال آس کا کیا اور ہر جگہہ بادشاھي
محلوں میں اُتارا گیا اور طرح طرح سے مہمانداري کي شرطیں بجالائي
گئیں مگر باوصف اِس تعظیم تکریم کے جو کمال احتیاط اور بڑے حفظ
مراتب سے عمل میں آئي تھي جب کبھي ھمایوں سے کوئي بات ایسي
صادر ہو جاتي تھي کہ وہ شاہ کي مرضي کے موافق نہووے یا آس کے
ہونے سے بات اُسکي پھیکي پڑے تو کچھ ادائي بھي برتي جاتي تھي اور
تعظیم تکریم آس کي صاف اُٹھائي جاتي تھي اگرچہ ھمایون مہمان مبارک
سمجھا گیا اور بڑي آو بیٹھہ آس کي ہوئي مگر خاص دارالسلطنت
میں داخل ہونے کي اجازت نہ تھي یہاں تک کہ کئي مہینے کے بعد
آس کي ملاقات ہوئي اور جس زمانہ میں ملاقات آس کي نہوئي تھي
تو اس نے اپنے معتمد سردار بیرم خاں کو شاہ کے پاس ایک پیغام دیکر
بھیجا تھا چنانچہ آس سردار کي تواضع تعظیم میں ایک ایسي بات
پیش آئي کہ اُس کے پیش آنے سے ھمایوں کو بخوبي واضح ہوا کہ میں
شاہ کے اختیار و قابو میں ہر طرح سے ہوں *

شاہ اسماعیل صفوي نے اپنے پیرو رفیقوں کي خاطر ایک ٹوپي ایسي
ایجاد کي تھي کہ ظاھري علامت کي رو سے بھي میرے پیرو باھم متفق
رھیں اور اسي باعث سے ایراني لوگ آس خطاب سے مشہور ہوئے جو
آج کل خطاب آنکا مروج ھی ‡ اور اس فرقہ کي اس مخصوصہ علامت
سے تمام مسلمانوں کو ایسي نفرت ھی جیسے کہ سترھویں صدي کے
کالوني عیسائیوں کو تسبیح اور صلیب کے نشانوں سے تنفر ھی *

---

‡ تمام ایراني اِس ٹوپي کے سرخ ہونے کے سبب سے آپ کو قز لباش یعني
لال سرون والی کہتے ھیں ایک بار ایسا اتفاق ہوا کہ بابر بادشاہ نے جبکہ ایرانیوں
کي راے رضا پر کامیابي اُسکي موقوف تھي اُنکي تالیف قلوب کے لیئی رواج اس
خطاب کا چاھا مگر باوجود اسکی کہ کوئي مذھب کي بات اُسمیں مخلوط نہیں تھي
تمام مسلمان ایسی بگڑ گئے کہ بابر کو اندیشہ ہوا (ارسکائن صاحب کا ترجمہ بابر
کي سرگذشتوں کا صفحہ ۲۴۴)

ایک بار ایسا اتفاق هوا که بیرم خاں شاہ کے دربار میں حاضر تھا شاہ نے یہہ چاہا کہ یہہ ایلچي بھي وہ توپي پہنے چنانچہ خود شاہ نے اپني زبان سے ارشاد کیا مگر جبکہ بیرم خاں نے یہہ عذر پیش کیا کہ فدوي دوسرے بادشاہ کا ملازم هی اور کوئي کام بغیر اُسکي اجازت کے اپني طرف سے نہیں کرسکتا توشاہ نے بظاهر یہہ فرمایا کہ تجھکو اختیار حاصل هی مگر جي میں بہت ناراض هوا اور ناراضي کا علانیہ اثر یہہ ظاهر هوا کہ اُسنے تھوڑے سے مجرموں کو عین دربار میں بلواکر سب کے سامنے قتل کروایا اور ساري غرض یہہ تھي کہ اس نافرمان ایلچي کے جي میں رعب داب اُس کا بیٹھے اور ایک طرح کي هیبت پیدا هووے *

شاہ طہماسپ نے همایوں سے برابر هي کي ملاقات کي اور طرح طرح سے وہ معاملے برتے جو اُسکي شان و منصب کے شایان اور همایوں کي قدر و منزلت کے مناسب تھے یہہ دونوں بادشاہ بیٹھے هي تھے کہ شاہ نے همایون سے کھلم کھلا یہہ بات کہي کہ آپ اس توپي کو ضرور هي پہنیں جسپر هماري اور آپ کي بحث و تکرار اب تک قایم هی چنانچہ همایوں نے جو پہلے سے یہہ بات سمجھے بوجھے بیٹھا تھا کہ ایک نہ ایک روز اس توپي کے معاملہ میں گفتگو ضرور هوگي هوشیاري دنیاداري برتي اور بطور معقول اُسکو سلام کرکے توپي کا پہننا تسلیم کیا یہاں تک کہ جب همایون نے اُس توپي کو سرفراز کیا تو شاہ کے درباریوں نے نہایت خوشي سے شور مچایا اور دونوں بادشاهوں کو آداب تسلیمات بجا لاکر مبارکبادي کے فقرے ادا کیئے علاوہ اُس کے غالب یہہ هی کہ مذهب کے مقدمہ میں بھي کچھہ گفتگو درمیان آئي تھي مگر همایوں نے پورا پورا نمانا اِسلیئے کہ جب شاہ دوسرے دن همایوں کے محل کے تلے سے کہیں جاتے هوئی گذرا تو همایوں اُس کے سلام کي خاطر دروازہ پر کھڑا هوا مگر شاہ ملتفت نہوا اور بدون لیئے سلام کے ویسي هي گذر گیا اور همایوں سخت ناراض اور منفعل هوا اور اپنا سا مونہہ لیکر

چلاآیا بعد اُس کے ایک روز ایسا اتفاق هوا که همایوں کے باورچي خانه میں اس پیغام کے ساتهه ایندهن بهیجا که یهه بات یاد رهی که اگر تونے شیعه هونے سے انکار کیا تو ایسي لکڑیوں کا چتا بنایا جاویگا اور تو اُسمیں جلایا جاویگا مگر همایوں نے بجواب اُس کے استقلال و انکسار سے یهه کہلا بهیجا که یهه نیازمند درگاه الهي بعزم بیت‌الله آیا تها سو آپ اب اجازت فرمائیں که منزل مقصود کو پهونچے شاه نے بڑي سنگدلي برتي که صاف صاف یهه کہا که یہاں یهه امر منظور هی که سنیونکا نام و نشان باقي نرهی همایوں کو دین اس ملک و ولایت کا قبول کرنا پڑیگا جہاں وه آپ سے آپ آیا هی ورنه انکار و اصرار کا مزا پاویگا *

بعد اس تنبیهه و تهدید کے ایک قاضي همایوں کے پاس آیا جسکو همایوں کے سمجهانے اور کلام و گفتگو میں دبانے کو بهیجا تها چنانچه قاضي نے تین کاغذ همایوں کے سامنے پیش کیئے اور علانیه یهه بات کهي که منجمله ان تین کاغذوں کے جس کاغذ پر چاهو دستخط کرو مگر همایوں نے تینوں کاغذوں کو رد کیا اور اس قدر برهم هوا که بے اختیار اپنے نوکروں کو پکار اُٹها اور جب که قاضي نے مزاج اُسکا برهم دیکها تو نرم نرم باتوں سے اُسکو ٹهنڈا کیا اور ایسي معقول تقریر پیش کي که اُس کے ذریعه سے اپنے مطلب پر کامیاب هوا یعني دلیلوں اور برهانوں سے یهه بات اُسکی جي میں بیٹهائي که آپ کو یهه اختیار حاصل هی که اپنے دین اور مذهب پر جان اپني نثار کریں مگر همراهیوں کي جان کهونیکا اختیار آپ کو حاصل نهیں بلکه مواخذه کي صورت درپیش هی بقول شخصے

اگر زمانه نسازد تو با زمانه بساز

اب یهي لازم هی اور یهي فائده کي صورت هی که آپ اُس بات کو قبول فرماویں جسکا انکار آپ کے قبض و قدرت سے خارج هی *

همایوں کي سرگذشتوں کے لکهنے والی نے مضمون اُس کاغذ کا بیان نهیں کیا جسپر همایوں نے دستخط کیئے تهے مگر گمان غالب یهه هی که

آسکو خال و مضمون آسکا دریافت نہیں ہوا باقی ابوالفضل نے اپنی ہوشیاری چالاکی سے دین مذہب کی تکرار و بحث کو یہاں تک قلم انداز کیا کہ اُسکی کلام سے اسقدر بھی پایا نہیں جاتا کہ دونو بادشاہوں میں کوئی دن بدمزگی بھی رہی ہاں یہہ بات صاف معلوم ہوتی ہی کہ اُس کاغذ میں رفض کا قبول کرنا اور بلاد ہندوستان میں رواج آسکو دینا اور قندہار کو حوالہ کرنا مندرج ہوگا چنانچہ پچھلی شرط پوری کی گئی مگر جب کہ دوسری شرط کا وقت آیا تو ہمایوں نے ایفا آسکا ناممکن سمجھا اور ایران کے بگاڑ کی پروا نکی باقی یہہ بات کہ ہمایوں نے تشیع کو قبول کیا یوں معلوم ہوتی ہی کہ وہ اُردبیل کو بقصد زیارت شیخ صفی کے گیا جو سنیوں کی شان و دیانت سے نہایت بعید ہی † *

جب کہ اس کاغذ کا جھگڑا طی ہوچکا تو شاہ نے دو مہینی تک ہمایوں کی بات نہ پوچھی اور بعد اُس کے جب پھر ملتفت ہوا تو ایسی بے التفاتی اور بے اعتنائی برتی کہ اُن معاملوں میں بھی جو دین و مذہب سے علاقہ واسطہ نہیں رکھتی ایک طرح کی درشتی پائی جاتی تھی اسی اثناء میں ہمایوں کے بدخواہوں نے شاہ کے کانوں میں یہہ بات پھونکی کہ جب ہمایوں سلطنت پر قایم تھا اور بات آسکی بنی ہوئی تھی تو اُس نے نجوم کے عمل سے سارے بادشاہوں کے طالع دیکھے تھے چنانچہ اُس نے اپنے آپ کو فرماں روائے کشور ایران کی نسبت بڑا نصیبی والا ٹھہرایا تھا غرضکہ شاہ اس فقرے کو سنکر بھبوکا ہوا اور ہمایوں کو دونا تنگ پکڑا بعد اُسکے جب ہمایو نے وجہہ بیان کی تو شاہ نے یہہ طعنہ دیا

---

† منتخب التواریخ میں بیان کیا گیا ہی کہ اُس کاغذ میں شیعوں کے عقاید مندرج تھے مگر ہمایوں نے اُسکی تسلیم کی یہہ صورت نکالی کہ بآواز بلند اُسکو پڑھا باقی ہاں یا نہیں زبان سے کچھہ نکھی اور اسی کتاب میں لکھا ہی کہ ہمایوں نے شیعوں کی طرح نماز کا پڑھنا کچھہ کچھہ اختیار کیا تھا جسکی بابت سنی شیعوں میں بڑا اختلاف ہی *

که آپ اسي غرور و نخوت کي بدولت اس نوبت کو پہونچے که ملک سے گنواروں نے خارج کیا اور جورو بچے دشمنوں کے قبضه میں رهے *

اگرچه تنهائي اور خلوت میں ایسے ایسے حرف درمیان آجاتے تھے مگر لوگوں کے روبرو وهي تعظیم تکریم اس کي هوتي تھي جو پہلے سے چلي آتي تهي چنانچه بڑے بڑے شکاروں کے جلسے اور کھانے پینے کے هنگامے همایوں کي خاطر مرتب کیئے جاتے تھے یہانتک که جب همایوں کي رخصت کا وقت قریب آیا تو اس نے نوازشوں کي مار ماروں اور عنایتوں کي بوچھاروں سے همایوں کو شرر بور کیا اور ایک مرتبه هاتھه اپنا اپني چھاتي پر رکھه کر همایوں سے مخاطب هوا که اگر بھولے چوکے آپ کي خاطر داري میں کوئي تقصیر هوئي هو تو آپ اسکو معاف کریں بعد اسکے همایوں کو اس وعده پر رخصت کیا که باره هزار سوار آپ کے همراه جانے کے لیئے سیستان میں حاضر رهیں گی مگر باوصف اس خاطر داري اور مہمان نوازي کے یهه بات اُن دونوں کے نصیبوں میں لکھي تھي که ایک اور بدمزگي بدون جو شاه کي جانب سے ظهور میں آئي دونوں بادشاه ایک دوسرے سے رخصت نهوویں چنانچه بیان اُس کا یهه هی که همایوں سیدها سرحد کي طرف نگیا بلکه داهنے باهنے ایران کے شهر و دیهات کو دیکهتا بهالتا جاتا تها یہاں تک که شاه اپني قلمرو میں کسي کام کے لیئے سفر میں تها تقدیر سے چلتا پهرتا وهاں آنکلا جهاں همایوں کے ڈیرے پڑے تھے ڈیروں کے دیکهتے هي یهه پکار اوٹها که کیا همایوں اب تک هماري قلمرو سے باهر نهیں گیا اور اُسیوقت ایک ایلچي همایوں کے پاس اس تاکید سے بهیجا که ابهي چالیس میل چلا جاوے اور کوئي حیله بهانه پیش نکرے *

بعد اُسکے جب همایوں سیستان میں داخل هوا تو باره هزار سواروں کي جگهه چوده هزار پائی اور شاه کے بیٹے مرزا مراد کو سردار اُن کا پایا اس زمانه میں همایوں کے بهائیوں مرزا کامران اور مرزا هندال اور مرزا عسکري کي یهه صورت تهي که کابل پر کامران متصرف تها اور

مرزا هندال نے قندهار پر چھاپه مارا تها اور قابض بهي هوگيا تها مگر کامران نے دوبارہ قبضه حاصل کیا تها اور مرزا هندال کے کوتکوں سے درگذر کرکے غزني کي حکومت آسکو عنایت کي تهي اور مرزا عسکري کو قندهار کا حاکم کیا تها اور مرزا سلیمان نے اپنے رشته دار سے بدخشاں کي حکومت چهیني تهي جسکو بابر نے آس حکومت پر مقرر کیا تها اور بلخ کا جنوبي حصه بدخشاں کي قلمرو میں شامل اور بدخشاں کا شمالي حصه بلخ سمیت اوزبکوں کي حکومت میں داخل تها اور ادهر شیر شاه بهي اب تک جیتا جاگتا تها اور اسي نظر سے همایوں کو هندوستان پر حمله کرنے سے بہت تهوڑي امید تهي *

جب همایوں ایران میں مقیم تها تو صرف سات سو آدمیوں کي بهیڑ بهاڑ آسکے همراه تهي اور جب بعد اُس کے ایرانیوں سمیت بوست کے قلعه پر آس نے دهاوا کیا جو دریاے هیلمند کے کنارے پر واقع هی تو خاص فوج اُسکي پہلي بهیڑ بهاڑ سے کچهه زیاده نه تهي غرض که وه قلعه فتح هوا اور مارچ سنه ۱۵۴۵ ع کو وه فوج بلا رکاوٹ آگے بڑهي اور قندهار کي جانب روانه هوئي *

قندهار کي فتح کا بیان

جب که ایراني قندهار کے لگ بهگ پہونچے تو اُنهوں نے لڑائي بهڑائي کے شوق ذوق اور اس لوبهه لالچ کے مارے که مرزا عسکري قندهار کا خزانه لیکر بهاگني نپاوے خانه جنگوں کي مانند ایسا بے طور و بے قاعده دهاوا کیا که محصوروں نے ان کو مار کر بهگایا مگر بعد آس کے باقاعده محاصره عمل میں آیا اور پانچ مهینے تک قایم رها یہاں تک که همایوں نے مرزا کامران کے پاس اس غرض سے بیرم خاں کو روانه کیا که آسکو عهد و پیمان پر آماده کرے مگر بیرم خاں کي ایلچي گري نے کچهه فائده نه دیا اور دوڑ دهوپ اُس کي کچهه کام نه آئي اور جب که افغانستان کے سرداروں اور باشندوں میں سے کوئي چهوٹا بڑا همایوں کے پاس نه آیا تو ایراني

لوگ افسردہ ہوتے لگی اور اولتے پھر جانے کے چرچے کرنے لگے مگر ہمایوں کے نصیب آخر کو جاگی کہ مختلف مختلف درجوں کے لوگ ادھرادھر سے کابل کو چھوڑ کرانے لگی اور محصوروں کي یہہ صورت ہوئي کہ کھانے پینے کي تنگي سے کچھہ کچھہ لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے گئی اور باقي رھے سے شہر کي فصیلوں سے لٹک لٹک کر کود ے اور محاصروں کے پاس آگئے *

جب کہ یہہ بري صورت پیش آئي تو مرزا عسکري اطاعت پر مجبور ہوا چنانچہ بابر کي ہمشیرہ ہمایوں عسکري کي پھوپي دونوں کے درمیان میں پڑي اور مرزا عسکري کي شفاعت کي اور عفو تقصیر اُس کا چاہا غرض کہ ہمایوں نے عفو تقصیر کا وعدہ کیا مگر معلوم ہوتا ہی کہ ایک عرصہ تک مصیبتوں کے اُتھانے اور تکلیفوں کے جھیلنے سے ہمایوں کا جي پھتر ہو گیا تھا اور پہلے اس سے حالات اُس کے ایسے تھے کہ اُن کے دیکھنے بھالنے سے سمجھہ بوجھہ کي کوتاھي سمجھي جاتي تھي اور اب عقل اُسکي ایسي ہو گئي تھي کہ اُنکے صادر ہوتے سے زیادہ برائي پائي جاتي تھي نمونہ اُسکا یہہ ہی کہ مرزا عسکري کو اسبات پر اُسنے مجبور کیا کہ ننگي تلوار اپنے گلے میں لٹکائے حاضر آوے اور نہایت منت سماجت سے اطاعت ظاہر کرے بعد اُس کے جب یہہ ہوچکا تو ہمایوں نے عسکري کو برابر بیٹھایااور طرح طرح سے عفو تقصیر کے آثار اُس پر ظاہر کیئے اور ایک عام دعوت باہمي اتفاق کي خوشي میں منعقد کي مگر یہہ ساري باتیں بغض و عداوت سے معمور تھیں اس لیئے جبکہ دعوت کي دھوم دھام ہوئي اور کسي نوع کا شک و شبہہ باقي نرھا تو ہمایوں نے عسکري کے سامنے وہ حکم اُس کا پیش کیا جو ہمایوں کي گرفتاري کے لیئے سرداران بلوچ کے نام اُس نے بھیجا تھا اور یہہ جب کا حکم تھا کہ ہمایوں ایران کو بھاگا جاتا تھا بعد اُس کے مرزا عسکري کو قید کیا اور تین برس تک پا بزنجیر اُس کو رکھا اور قندھار کا قلعہ خزانوں سمیت ایرانیوں کو حوالہ کیا

چنانچه بعد اُسکے بہت سے ایرانی لوٹ کر چلے گئے اور تھوڑی فوج اُن کی باقی رہ گئی مگر یہہ فوج اُن کی جو مرزا مراد کے زیر حکومت رھی تھی بقول ابوالفضل کے قندھار کے باشندوں پر زور ظلم کرنے لگی اور بیان اُن واقعوں کا جو بعد اُس کے واقع ہوئے بڑے طول طویل عذروں سے ابوالفضل نے لکھا ھی مگر حقیقت یہہ ھی کہ وہ بیان اُسکا اُس کے خاص ذاتی مکر و فریب اور همایوں کے بڑے بڑے کوتکوں کی رو سے ایسا ھی کہ توزک تیموری میں بھی کوئی مقام ایسے واقعوں کے بیان میں ویسا پایا نہیں جاتا خلاصہ اُس کے بیان کا یہہ ھی کہ جب مرزا مراد یکایک اپنی موت مرگیا تو همایوں جو اب تک بھی شاہ طہماسپ کا دم بھرتا تھا ایرانیوں کی اجازت سے شہر قندھار میں دوستانہ داخل ہوا اور قلعہ کے محافظ ایرانیوں کو قتل کیا اور باقی رھے سہوں پر بڑی عنایت کی کہ اُن کو گھر جانے دیا † *

---

† واقعات مذکورہ کو جسطرح ابوالفضل نے بیان کیا نمونہ اُسکا لکھا جاتا ھی اور یہہ نمونہ پرائس صاحب کے ترجمہ سے لیا گیا اگرچہ یہہ ترجمہ لفظی ترجمہ نہیں ھی مگر اصل کتاب کا مضمون اُس سے بخوبی واضح ہوتا ھی پہلے پہل ابوالفضل نے قندھار کے رہنے والوں کا اگرچہ وہ همایوں کی رعیت نہ تھے شاکی اور فریادی ہونا مبالغہ سے لکھا ھی جن کی شکایتیں سرداران شاہ طہماسپ کی نسبت ثابت تھیں بعد اُس کے یہہ لکھا کہ یہہ فیاض بادشاہ یعنی همایوں اِس مقدمہ میں چندے بہت متردد رہا کہ اگر ظالموں کو زور ظلم کا مزا چکھایا جاوے اور غریب مظلوموں کا انتقام اُن نا خدا ترس ظالموں سے لیا جاوے تو شاہ طہماسپ اپنے دوست سے بلا شک بگڑیگی اور بیٹھے بٹھائے رنج بساھنا پڑیگا اور اگر ظالموں کے ظلم ستم سے در گذر کیجاوے اور پاداش و تدارک کی فکر نہ کی جاوے تو ظالموں کا ظلم سو چند ہوگا اور مظلوموںکا نام و نشان باقی نرھیگا غرض کہ آخر کار اُس کے دل نے یہہ فتویٰ دیا کہ اگر پچھلا کام نہ ہوگا یعنی ظالموں سے بدلا نہ لیا جاوے گا تو خدا کا غضب نازل ہوگا اور ناگہانی آفت ٹوٹیگی انتہی مگر جب کہ همایوں نے لڑائی بھڑائی کے بڑے نتیجوں کو سوچا اور بڑی بڑی جوکھوں کو سمجھا تو اپنے ارادوں کو مرزا مراد کے خود مرجانے تک مارا بعد اُس کے همایوں کو موقع ھاتھہ آیا اور جو کچھہ کرنا تھا وہ کیا بلکہ اُس نے عین وقت تک اپنے مخالف ارادوں سے ایرانیوں کو مطلع نہ کیا اور یہی سوجھا

لوگ افسردہ ہوتے لگی اور اولٹے پہر جانے کے چرچی کرنے لگے مگر ہمایوں کے نصیب آخر کو جاگی کہ مختلف مختلف درجوں کے لوگ ادھراودھر سے کابل کو چھوڑ کرانے لگی اور محصوروں کی یہہ صورت ہوئی کہ کھانے پینی کی تنگی سے کچھہ کچھہ لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے گئی اور باقی رہے سہے شہر کی فصیلوں سے لٹک لٹک کر کودے اور محاصروں کے پاس آگئے *

جب کہ یہہ بری صورت پیش آئی تو مرزا عسکری اطاعت پر مجبور ہوا چنانچہ بابر کی ہمشیرہ ہمایوں عکسری کی پھوپی دونوں کے درمیان میں پڑی اور مرزا عسکری کی شفاعت کی اور عفو تقصیر اُس کا چاہا غرض کہ ہمایوں نے عفو تقصیر کا وعدہ کیا مگر معلوم ہوتا ہی کہ ایک عرصہ تک مصیبتوں کے اُٹھانے اور تکلیفوں کے جھیلنے سے ہمایوں کا جی پھتر ہو گیا تھا اور پہلے اس سے حالات اُس کے ایسے تھے کہ اُن کے دیکھنے بھالنے سے سمجھہ بوجھہ کی کوتاہی سمجھی جاتی تھی اور اب عقل اُسکی ایسی ہو گئی تھی کہ اُنکے صادر ہونے سے زیادہ برائی پائی جاتی تھی نمونہ اُسکا یہہ ہی کہ مرزا عسکری کو اسبات پر اُسنے مجبور کیا کہ ننگی تلوار اپنے گلے میں لٹکائے حاضر آوے اور نہایت منت سماجت سے اطاعت ظاہر کرے بعد اُس کے جب یہہ ہوچکا تو ہمایوں نے عسکری کو برابر بیٹھایااور طرح طرح سے عفو تقصیر کے آثار اُس پر ظاہر کیئے اور ایک عام دعوت باہمی اتفاق کی خوشی میں منعقد کی مگر یہہ ساری باتیں بغض و عداوت سے معمور تھیں اس لیئے جبکہ دعوت کی دھوم دھام ہوئی اور کسی نوع کا شک و شبہہ باقی نرھا تو ہمایوں نے عسکری کے سامنے وہ حکم اُس کا پیش کیا جو ہمایوں کی گرفتاری کے لیئے سرداران بلوچ کے نام اُس نے بھیجا تھا اور یہہ جب کا حکم تھا کہ ہمایوں ایران کو بھاگا جاتا تھا بعد اُس کے مرزا عسکری کو قید کیا اور تین برس تک پا بزنجیر اُس کو رکھا اور قندھار کا قلعہ خزانوں سمیت ایرانیوں کو حوالہ کیا

چنانچه بعد اُسکے بہت سے ایرانی لوت کر چلے گئے اور تهوڑي فوج اُن کي باقي رہ گئي مگر یہہ فوج اُن کي جو مرزا مراد کے زیر حکومت رهي تهي بقول ابوالفضل کے قندهار کے باشندوں پر زور ظلم کرنے لگي اور بیان اُن واقعوں کا جو بعد اُس کے واقع هوئے بڑے طول طویل عذروں سے ابوالفضل نے لکها هی مگر حقیقت یہہ هی که وہ بیان اُسکا اُس کے خاص ذاتي مکر و فریب اور همایوں کے بڑے بڑے کوتکوں کي رو سے ایسا هی که توزک تیموري میں بهي کوئي مقام ایسے واقعوں کے بیان میں ویسا پایا نہیں جاتا خلاصه اُس کے بیان کا یہہ هی که جب مرزا مراد یکایک اپني موت مرگیا تو همایوں جو اب تک بهي شاہ طهماسپ کا دم بهرتا تها ایرانیوں کي اجازت سے شہر قندهار میں دوستانه داخل هوا اور قلعه کے محافظ ایرانیوں کو قتل کیا اور باقي رهے سہوں پر بڑي عنایت کي که اُن کو گهر جانے دیا † *

† واقعات مذکورہ کو جسطرح ابوالفضل نے بیان کیا نمونه اُسکا لکها جاتا هی اور یہہ نمونه پرائس صاحب کے ترجمه سے لیا گیا اگرچه یہہ ترجمه لفظي ترجمه نہیں هی مگر اصل کتاب کا مضمون اُس سے بخوبي واضح هوتا هی پہلے پہل ابوالفضل نے قندهار کے رهنے والوں کا اگرچه وہ همایوں کي رعیت نه تهے شاکي اور فریادي هونا مبالغه سے لکها هی جن کي شکایتیں سرداران شاہ طهماسپ کي نسبت ثابت تهیں بعد اُس کے یہہ لکها که یہہ فیاض بادشاہ یعني همایوں اِس مقدمه میں چندے بہت متردد رها که اگر ظالموں کو زور ظلم کا مزا چکهایا جاوے اور غریب مظلوموں کا انتقام اُن نا خدا ترس ظالموں سے لیا جاوے تو شاہ طهماسپ اپنے دوست سے بلا شک بگڑیگي اور بیٹهے بٹهائے رنج بشاهنا پڑیگا اور اگر ظالموں کے ظلم ستم سے در گذر کیجاوے اور پاداش و تدارک کي فکر نه کي جاوے تو ظالموں کا ظلم سو چند هوگا اور مظلوموںکا نام و نشان باقي نرهیگا غرض که آخر کار اُس کے دل نے یہہ فتوے دیا که اگر پچهلا کام نه هوگا یعني ظالموں سے بدلا نه لیا جاوے گا تو خدا کا غضب نازل هوگا اور ناگہاني آفت ٹوٹیگي انتهی مگر جب که همایوں نے اڑائي بهڑائي کے برے نتیجوں کو سوچا اور بڑي بڑي جوکهوں کو سمجها تو اپنے ارادوں کو مرزا مراد کے خود مرجانے تک مارا بعد اُس کے همایوں کو موقع هاتهه آیا اور جو کچهه کرنا تها وہ کیا بلکه اُسي نے عین وقت تک اپنے مخالف ارادوں سے ایرانیوں کو مطلع نه کیا اور یهي سمجها

غالب یہہ هی کہ همایوں اُن لا طایل عذروں کا محتاج اور منت گذار نہ تھا جنکو ابوالفضل نے بہزار زور و شور اُس کي جانب سے بیان کیا اِس لیئے کہ همایوں کے لیئے یہہ هي عذر کافي وافي تھا کہ اُن عہدوں کا پورا کرنا جو بجبر و اکراہ اُس نے تسلیم کیئے تھے واجب و لازم نہ تھا مگر یہہ بات یاد رهے کہ یہہ تقریر اُس کے مذهب کے بدلنے سے متعلق هوسکتي هی باقي قندهار کے حوالہ کرنے سے تعلق نہیں رکھتي اس لیئے کہ ملک قندهار اُس امداد و اعانت کا بدلا تھا جو شاہ طهماسپ کي جانب سے ظہور میں آئي تھي اور جب همایوں شاہ کي روک ٹوک سے پورا پورا آزاد هوگیا اور اُس کے بعد اُس کي تائید و اعانت سے فایدہ اُٹھایا تو اُس نے قول و قرار کو از سر نو نہایت مضبوط و مستحکم کیا تھا غرض کہ ایسي عہد شکني اور خلف وعدگي اور علاوہ اُس کے اُن نا معقول حرکتوں کي حیثیت سے جو عہد شکني کے ساتھہ اُس سے صادر هوئیں اگر کافر نعمتي کا دهبا نہ لگے تو دغا بازي کے داغ دهبے سے پاک صاف نہیں رہ سکتا *

جب کہ همایوں نے قندهار کے قبض و تصرف سے فراغت پائي تو عین سرما کے موسم میں کابل کي جانب روانہ هوا اور عین راہ میں مرزا هندال اُس کا بھائي اُس سے آکر مل گیا بعد اُس کے اور لوگ بھي بھاگ بھاگ آنے لگے اور اِسقدر آئے کہ جب همایوں کابل کے قریب

گیا کہ اُس کے پیٹ میں کچھہ فساد نہیں یہاں تک کہ جب وہ لوگ ایسے غافل هوئے کہ اُن کے دلوں میں شک شبہہ کا کھٹکا نرها تو همایوں نے اس تدبیر سے کام اپنا نکالا کہ پہلے پہل ایراني قلعہ دار سے یہہ اجازت منگوائي کہ مرزا عسکري کو تھوڑے محافظوں سمیت اِس غرض سے قلعہ میں بھیجتا هوں کہ وہ قندهار کے قلعہ میں تھوڑے دنوں مقید رهے چنانچہ قلعہ دار نے بلا توقف تسلیم کیا حاصل یہہ کہ محافظوں کے ساتھہ اور فوج بھي خفیہ خفیہ گئي اور جب کہ ایک دروازہ کے قبضہ پر جھگڑا قایم هوا تو آپس میں تلوار چلي اور بہت سے ایراني مارے گئے (پرائس صاحب کا ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۸۹)

چھوٹنچا توکامراں اُس کي ٹکر نہ اُٹھا سکا اور کابل کو چھوڑ کر بکر کو چلا گیا جو اٹک کے کنارے پر واقع ھی اور حسین ارغوني والي سند کا دامن پکڑا بعد اُس کے ھمایوں کابل میں داخل ھوا اور اپنے نور چشم اکبر کو جو دو تین برس کا تھا دو بارہ حاصل کیا *

بدخشاں کي مہم کا بیان

کابل میں کیئے مہینے گذرے تھے کہ بدخشاں کا ولولا اُٹھا چنانچہ اُس نے بدخشاں کا ارادہ کیا جو مرزا سلیمان کے قبض و تصرف میں دوبارہ آیا تھا مگر روانگي سے پہلے اپنے چچیرے بھائي یادگار مرزا کا قتل کرنا قرین مصلحت سمجھا جو ابھي شریک اُس کا ھوا تھا اور نئي سازشوں کا شک شبھہ اُسکي نسبت مقرر و مسلم ٹھہرا تھا مگر اِس قتل میں یہہ بات تحریر کے قابل ھی کہ جب حاکم کابل کو ھمایوں نے یادگار مرزا کے قتل کا حکم دیا اور اُس نے صاف انکار کیا تو اور کسي آدمي کو وہ حکم دیا اور حاکم کابل کو نا فرماني کي سزا ندي *

ھمایوں بدخشاں میں کئیے مہینے رھا اور وھیں تھا کہ کامراں سند سے واپس آیا اور کابل پر چھاپا مارا اور جب ھمایوں کو یہہ پرچا لگا تو عین جاڑوں کے موسم میں بدخشاں سے روانہ ھوا اور کامراں کي فوج کو شکست فاحش دیکر کابل کے اندر محصور کیا محاصرے کے زمانہ میں جو قیدي پکڑے گئے ھمایوں کے حکم سے گردن مارے گئے اور ھمایوں نے کچھہ ترس نہ کھایا اور کامراں نے بھي اِس بے رحمانہ قتل کے بدلہ میں ھمایوں کے قیدیوں کو بہت سخت ستایا یہاں تک کہ اُس نے ھمایوں سے یہہ کھلا بھیجا کہ اگر توپوں کي مار مار ایسي ھي چندے رھیگي تو آپ کے صاحبزادہ اکبر کو جو دو بارہ ھاتھہ آیا تھا توپ سے باندھکر اوڑا دیا جاویگا ‡ غرض کہ آخر کار اپریل سنہ ۱۵۴۷ ع میں کامراں

‡ ابوالفضل لکھتا ھی کہ کامراں نے کسیکو خبر نہ کي اور اکبر کو توپ سے باندہ کر اوڑا یا مگر خدا تعالی کي اُس عنایت کي بدولت جو معجزوں میں ظاھر باھر

اِسمات پر مجبور ہوا کہ کابل سے ہاتھہ اُٹھائی چنانچہ رات کے وقت خفیہ خفیہ غوري میں بھاگ کر گیا جو بلخ کے جنوب میں واقع ہی بعد اُس کے جب ہمایوں کي تھوڑي سي فوج نے یہاں تک اُس کا تعاقب کیا کہ اُس کو غوري سے نکالا تو وہ بلخ میں آیا اور اوزبکوں سے اعانت چاهي چنانچہ اُن کي امداد و اعانت سے بدخشاں پر دو بارہ قبضہ حاصل کیا حاصل یہہ کہ انھیں قصے قضایوں میں گرمي کا موسم گذر گیا اور کثرت برف کے مارے آیندہ بہار تک ہمایوں کابل میں بیٹھا رہا اور کہیں کا ارادہ نہ کرسکا مگر جوں هي کہ بہار کا موسم آیا تو بدخشاں کا ارادہ کیا اور کامران کو شکست دیکر ایسا تنگ کیا کہ وہ تالقاں کو بھاگا اور جب کہ کامران اوزبکوں کي اعانت سے مایوس ہوا تو اگست سنہ ۱۵۴۸ ع کو کام نا کام اُس نے اطاعت قبول کي مگر ہمایوں نے آدمیت برتي کہ بڑي اهلیت اور نیک نیتي سے پیش آیا چنانچہ جب کامران اور ہمایوں اور هندال تینوں بھائي کھل مل کر باهم بیٹھے تو مرزا عسکري کو بھي قید سے رهائي ہوئي اور چاروں بھائي ایک دستر خوان پر کھانے کو بیٹھے اور چاروں نے ایک هي دستر خوان پر نمک کھایا یعني بعد اُس کے باهم پر خاش نہوگي اور اتفاق هي رهے کا حاصل یہہ کہ چاروں بھائي چاروں عنصروں کي مانند آپس میں خلط ملط ہوگئے اور چندے متفق رهے *

هوتي هی اکبر سلامت رها بعد اُس کے اُسنے تفصیل اُن معجزوں کي لکھي اور اُس نے واردات مذکورہ کو ہمایوں کي سرگذشتوں سے لیا اور ہمایوں کي سرگذشتوں کے مصنف نے فریقین کي اور بہت سي سنگدلیوں کو قلم بند نہیں کیا مگر اِس مقدمہ میں یہہ سوچ بچار هی کہ ابوالفضل کے مقولہ کو غیر معتبر ٹھہرانے کے لیئے کوئي وجوہ معقول پائي نہیں جاتي سرگذشتوں کے لکھنے والے نے بیان کیا کہ جب کامران کابل سے بھاگا تو ہمایوں نے کابل کے باشندوں کو اِس تصور پر لٹوایا کہ اُنھوں نے بیوفائي کي تھي اور دشمن سے گھل مل گئے تھے مگر ابوالفضل نے اس واردات کو بیان نہیں کیا

همایوں کا بلخ پر حملہ کرنا اور کامران کا باغي هوکر گرفتار آنا

بعد اُس کے همایوں کابل کو واپس آیا اور اگلے برس سنہ ۱۵۴۹ ع میں بلخ کا ارادہ کیا چنانچہ سنہ الیہ میں بلخ کي جانب روانہ هوا جو اوزبکوں کا مفتوحہ مقبوضہ تہا معلوم هوتا هی کہ اب همایوں کو اس قدر همت و قوت حاصل تهي کہ وہ بڑي بڑي مہموں کا ارادہ کرنے لگا چنانچہ اُس نے قلعہ ایبق کے فتح کرنے پر ماوراء النهر کے دبانے کا مشورہ کیا حاصل یہہ کہ همایوں بلخ میں داخل هوا اور خاص شہر کے محافظوں کو مار پیٹ کر بهگایا جو حملہ کي غرض سے بیرون شہر آئے تهے مگر اسي عرصہ میں ترت پهرت همایوں کو یہہ پرچہ لگا کہ کامران پهر باغي هوگیا اور کابل والوں کو دهمکارها هی همایوں مضطرب هوا اور کابل کي جانب باگ اُٹهائي مگر اوزبکوں نے ایسا پیچها دبایا کہ وہ مراجعت فرارکي صورت هوگئي چنانچہ فوج اُس کي پراگندہ هوئي اور بڑي مصیبتوں کے بعد ایک قرار گاہ میں پهونچي اور یہہ ایسي مصیبت پیش ائي تهي کہ اچهے اچهے وفاداروں کي وفاداري کو دهبہ لگا یہاں تک کہ ایک ایسي لڑائي میں جو کامران سے بہت هي جلدي پڑي بعضے بڑے بڑے سردار اوسکو چهوڑ کر چلے گئے اور اُنکے چلے جانے سے ایسي شکست اُسنے کہائي کہ خود جان سے گیا هوتا یعنے کامران کے ایک سپاهي نے همایوں کو زخمي کیا اور جب دوسرا زخم اُسنے لگانا چاها تو همایوں نے انکهیں نکال کر اُس بے باک سفاک کو ڈانٹا اور یہہ پکار کر کہا کہ او نابکار بد شعار تیرا یہہ مقدور کہ تو هاتهہ اپنا همپر اُوٹهاے غرضکہ وہ سپاهي همایوں کي لاگ ڈانٹ سے ایسا ڈر گیا کہ هتیار اُسکے هاتهہ سے گرا اور دوبارہ همایوں سے مزاحمت نکرسکا یہہ لڑائي سنہ ۱۵۵۰ ع کے نصفا نصف پر واقعہ هوئي بعد اُسکے همایوں صرف گیارہ ادمیوں سمیت اُس لڑائي کے کهیت سے بهاگا جنهیں همایوں کي سر گذشتوں کا

مصنف جوہر بھي داخل تھا حاصل یہہ کہ همایوں نے طرح طرح کي مصیبتیں اُٹھائیں اور زخم کي تکلیفیں دیکھیں اور گرتا پڑتا بدخشاں کو روانہ ہوا جہاں مرزا سلیمان نے بڑي گرمجوشیوں سے پہلے هي مرتبہ بہت سي امداد اُسکي کي اور جب کہ همایوں کھیت سے بھاگا تو کامران نے کابل پر پھر قبضہ کیا اور اکبر بھي دوبارہ اُسکو ہاتھہ آیا مگر بعد اُسکے پچھلي لڑائي میں همایوں کے نصیبوں نے یاوري کي کہ سنہ ۱۵۵۱ع میں کامران اپني جگہہ سے بھاگا اور خیبر کے پہاڑوں میں پٹھانوں کے پاس اُس نے ٹھکانا ڈھونڈا اور کابل اور علاوہ اُس کے اور ایسے ملک جو پہاڑوں سے خالي تھے همایوں کے محکوم و مطیع ہوئے *

بعد اُس کے همایوں نے خلیلوں پر یورش کي جو خیبر کے پہاڑوں میں کامران کے حامي ہوئے تھے چنانچہ اُن پہاڑیوں نے رات کو دھاوا کیا اور مرزا هندال اُس دھاوے میں مارا گیا اور خود همایوں بسوت کے قلعہ میں بھاگ کر آیا جو کابل اور پشاور کے رستہ میں پڑتا هی مگر پہاڑیوں نے همایوں کا تعاقب نہ کیا اور بھاگتے کو بھاگنے دیا بعد اُس کے همایوں نے ایسے اڑے وقت میں قصد اُن کا کیا کہ کامران کي دعوتوں کي دھوم دھام هو رهي تھي اور مختلف مختلف گروہ اُسکي ضیافت میں مصروف تھے غرضکہ اُس نے پٹھانوں کو شکست فاحش دیکر کامران کو هندوستان کے جانے پر مجبور کیا یہاں تک کہ سنہ ۱۵۵۲ع میں وہ هندوستان کو آیا اور شیر شاہ کے جانشین سلیم شاہ کا دامن پکڑا مگر جب کہ سلیم شاہ نے اعانت کي حامي نہ بھري تو لاچار ہوکر گاگروں کے بادشاہ کا ملتجي ہوا گاگروں کے بادشاہ نے دغابازي کي کہ ماہ ستمبر سنہ ۱۵۵۳ع مطابق رمضان سنہ ۹۶۱ هجري میں اُسکو همایوں کے حوالہ کیا جسپر کابل کے چھوڑنے سے تین برس کا عرصہ گذرا تھا اگرچہ بار بار کے قصوروں کي حیثیت سے کامران اسي قابل تھا کہ وہ فوراً گردن مارا جاتا مگر وہ سلوک همایوں کا جو گاگروں کي سپردگي کے بعد اُس نے کامران سے برتا قصوروں کے لحاظ سے پسند کے قابل نہیں هي *

همایوں گاگروں کي سلطنت میں کامران بے سروپا اسیر پنہچہ بلا کے بینے کے لیئے آیا چنانچہ جب وہ همایوں کے روبرو پیش کیا گیا تو بہت لجائے شرمائے سٹے سٹائے سامنے آیا مگر همایوں نے اُسوقت آدمیت برتي کہ اُس شامت ندامت کے مارے کوداهیں جانب اپني برابر بٹھایا اور نہایت نوازش سے پیش آیا یہاں تک کہ تھوڑي سي دیر میں ایک تربوز اهل جلسہ میں تقسیم هوا اُس میں سے جسقدر همایوں کے حصہ میں رها اُس میں سے آدها بانٹ کر کامران کو دیا بعد اُسکے شام کو راگ ناچ کا جلسہ هوا اور دونوں بهائي هنسي خوشي باهم بیٹھے اور آپسمیں قہقہ اُوڑاتے اور هنسي ٹھٹول کي باتیں کرتے رهے غرضکہ وہ رات اور دوسرا دن هنسي خوشي میں گذر گیا اور دروني کدورتوں نے ظہور نہ کیا مگر اس عرصہ کے درمیان میں همایوں کے بعضے صلاح کاروں نے همایوں سے یہہ امر دریافت کیا کہ بھائي کے مقدمہ میں کیا کرنا منظور هی تو همایوں نے یہہ جواب دیا کہ پہلے گاگرون کے بادشاہ کو راضي خوشي کرنا چاهیئے بعد اُس کے جو وقت کے مناسب هوگا وہ عمل میں آویگا *

تیسرے دن گاگرون کا بادشاہ اودهر راضي هوا اور ادهر یہہ صلاح ٹھہري کہ کامران کو اُنکھوں سے معذور کرنا عین مصلحت هی همایوں کي سرگذشتوں کے مصنف نے کامران کي اُن سخت تکلیفوں کو جو عین اُس کے اندها کرنے کے وقت اُس کو پیش آئیں تفصیل وار اسلیئے لکھا هی کہ خاص اُس کو بهي یہہ حکم تھا کہ اوسکے اندها کرنے کے وقت آپ اپني آنکھوں سے حاضر ناظر رهے چنانچہ وہ لکھتا هی کہ پہلے پہل اس اوکھے کام کو کسي نے اختیار نہ کیا اور اسلیئے کہ یہہ حکم اوسنے چلتے چلتے دیا تھا تو ایک سردار اُس کے پیچھے گیا اور ترکي زبان میں اُسنے یہہ عرض کیا کہ اس کام کے پورے کرنے میں بڑي دشواري پیش آئي هی کہ کوئي شخص اُس کو قبول نہیں کرتا همایوں نے بہت بُرا بھلا کہہ کر یہہ جواب دیا کہ خود تونے کیوں نہ کیا غرضکہ وہ سردار واپس آیا اور

کامران کو نہایت رنج و ملال کے ساتھہ وہ حکم سنایا بعد اوسکے کامران کي آنکھوں میں بار بار نشتر ڈبوئے گئے اور وہ ویسے هي لیٹا رها اور صبر و سکون سے پیئے گیا مگر جب کہ اوسکي زخمي آنکھوں میں نیبو کا نچوڑ ٹپکایا گیا اور نمک بهي چھڑکا گیا تو وہ بے ساختہ چلا اوٹھا اور خداتعالے کي جناب میں بہت گڑگڑاکر کہنے لگا کہ پاک پروردگار اب میں نے اون گناهوں کي سزا پوري پوري پائي جو میںنے دیدہ و دانستہ کیئے تھے باقي اب عاقبت کي بھلائي چاهتا هوں وهاں تو مجھہ پر رحم کرنا *

جب کہ سرگذشتوں کے مصنف نے یہہ حال زار اُسکا آنکھوں سے دیکھا تو اُسکو ٹھہرنے کي طاقت نرهي اور کلیجہ تھامتے هوئے ڈیرے کو چلاآیا اور بڑا مونہہ بناکر بیٹھا بعد اُس کے همایوں نے اُس کو طلب کیا اور بلا اجازت آنے کي وجہہ دریافت کي اور جب اُس نے یہہ بیان کیا کہ کام پورا هوچکا تھا تو بادشاہ نے یہہ فرمایا کہ اب ڈیرے جانے کي حاجت نہیں بعد اُسکے ایک چھوٹي سے کام کا اُسکو حکم دیا اور پھر اُس واقعہ کي بات بھي نپوچھي غالب یہہ هي کہ واقعہ مذکورہ کے واقع هونے سے انشراح خاطر کي نسبت انقباض اُسکو زیادہ حاصل هوا هوگا اور جن صورتوں میں یہہ کام اُس سے صادر هوا اُن خاص صورتوں کے لحاظ و حیثیت سے یہہ معلوم هوتا هي کہ یہہ کام اُسنے طبیعت کي خواهش سے نہیں کیا بلکہ خاص صورتوں کي ضرورت سے وہ اُسکا مرتکب هوا اور کوئي بات اُسکو اُسکي سوانسوجھي کہ وہ بھائي کو اندها کرے اور اُس کے کھٹکوں سے همیشہ کے لیئے نچنت هوکر بیٹھے اس لیئے کہ وہ حقیقت میں ستمگار اور ناخدا ترس نتھا بلکہ اگر وہ یورپ کا ایسا بادشاہ هوتا جسکے اختیار یک قلم محدود و معین هوتے هیں تو چارلس ثاني شاہ انگلستان سے زیادہ سفاک و خونریز اور مکار و فریب انگیز نہوتا *

جب کہ کامران کا خوف خطر باقي نرها تو اُسکو کعبہ جانے کي اجازت دي گئي چنانچہ وہ وهاں پهونچکر خدا کو پیارا هوا بعد اُسکے

همایوں نے کشمیر کا ارادہ کیا مگر جوں هي که اُس کے کانوں میں سلیم شاہ کے بڑھی آنے کي بهنک پڑي تو وہ کابل کو لوٹ گیا اور اگلے برس کو کابل کي سیر تماشی میں صرف کیا اسي عرصہ میں سلیم شاہ مرگیا اور اُسکے جانشین کي بے انتظامي سے ملک اُس کاپانچ حصوں پر منقسم هوا اور هر حصہ میں نئي سلطنت قایم هوئي *

همایوں کا دلي آگرہ پر قابض هونا اور اِس جہان سے انتقال کرنا

منجملہ اُن پانچ بادشاهوں کے جو سلیم شاہ کے مرنے پر قایم هوئے تھے سکندر شاہ والي پنجاب نے ابراهیم شاہ دلي آگرہ کے غاصب کو شکست فاحش دیکر دلي آگرہ سے خارج کیا تھا اور عادل شاہ اصلي بادشاہ ان دونو حریفوں سے لڑ جھگڑ رها تھا غرض که جب هندوستان کے یہہ نقشی تھے تو همایوں کے حق میں اس سے بهتر موقع کوئي نهتا مگر در یافت هو تاهی که پهلي شامتوں کے یاد کر نے سے همایونکی دلمیں برے برے خیال آتے تھی اور هندوستان کي طرف اوسکا جي نہ اوبھرتا تھا چنانچہ جب تک فال و شگون اوردلیل و حجت سے دل اوسکا بڑھایا نگیا تب تک اُسنے هندوستان کاارادہ نکیا مگر جب که اُسنے یہہ بھاري بوجھہ اُٹھایا تو بڑي چابکي چالاکي سےکام اپنا پورا کیا چنانچہ جنوري سنہ ۱۵۵۵ ع کو پندرہ هزار سوار اپنے همراہ لیکر کابل سے روا نہ هوا اور پنجاب پردھاوا کیا اور سکندرشاہ کے عامل کو شکست دیکر لاهور پر قابض هوا اور تھوڑے دنوں تک صوبہ مذکور کے بندوبست کے لئیے ٹھوارها *

بعد اُس کے سهرند پر خود سکندر شاہ سے لڑا جو بهت سي فوجیں لیکر آیا تھا اور پوري فتح حاصل کرکے آگرہ پر قبضہ کیا اور سکندر شاہ همالیہ کے پهاڑوں میں بھاگا مگر تھوڑے دنوں گذرنے پر سکندر شاہ نے خروج

کیا اور بیرم خاں کے ساتھہ اُس کے مقابلہ کي غرض سے اکبر شاہزادہ پنجاب میں بھیجا گیا *

اگرچہ همایوں اپني اصلي سلطنت پر بحال هوا اور اُسکي سلطنت کا تھوڑا حصہ هاتھہ اُسکو آیا مگر باوصف اِس کے اُسکي عمر نے اتني وفاداري نکي کہ وہ اُس تھوڑے حصہ کا مزا اُٹھا تا چنانچہ دلي میں دوبارہ آنے پر چھہ مہینے گذرے تھے کہ ایک ایسا امر پیش آیا جسکي ضرورت سے موت اُسکي آپھونچي بیان اُس کا یہہ هی کہ کتب خانہ کي چھت پر همایوں ٹہل رها تها اور نیچے اُترا چاهتاتها اور زینہ سے اوتر تا تها کہ موذن کي آذان اُس نے سني اور وہ سنتے هي ٹھہر گیا اور جواب آذان کا پڑھنے لگا اور جب تک موذن فارغ نہوا تب تک زینہ پر بیٹھارها بعد اُس کے جب لاٹھي کے سہارے اُٹھنے لگا تو اِس باعث سے کہ ایسے مکانوں کے زینہ باهر کي جانب واقع هوتے هیں اور علاوہ اُسکے خود درجے بھي تنگ اور چھوٹي بنائے جاتے هیں اور بیروني فصیل کے علاوہ جو وہ بھي ایک چھوٹي سي هوتي هی کوئي اوٹ آڑ نہیں هوتي سنگ مرمر کي سیڑھیونپر لاٹھي کے پھسلنے سے پانو اُسکا پھسلا اور فصیل کي جانب سر کے بل نیچے گرا اور گرنے کے ساتھہ اوسان اُس کے کھوئے گئے اور چوٹ کي سختي سے گم سم رهگیا بعد اُس کے هوش تو آئے مگر چوٹ اُسکي اچھي نہ هوئي چنانچہ چوتھے دن گذر گیا *

مصرعہ

چار دن کي زندگي پر کیا بھروسہ کیجئے

انتقال کے روز اُسکي عمر اُنچاس برس کي تھي منجملہ اُس کے چھبیس برس بادشاہ رها اور اُن چھبیس برسوں میں وہ سولہ برس بھي شامل هیں جو هندوستان سے ادھر اُدھر باهر گذرے *

عمدہ عمدہ باتوں کے رواج و رونق دینے کے لیئے همایوں کو تھوڑي فرصت هاتھہ آئي اور وجھہ اُس کي یہہ هوئي کہ اُس کي سلطنت کے رنگ ڈھنگ اچھي طرح نہ بیٹھے علاوہ اُس کے اُس کے ذاتي حالوں میں

بهي كوئي بڑي بات اِسبات کے سوا نہیں پائي جاتي که وه اخوند میر ایراني مشہور مورخ جو بابر کے دربار میں هندوستان کي چڑهائي سے تهوڑے عرصه بعد آیا تها همایوں کي آس فوج میں مرگیا جو گجرات پر چڑه کرگئي تهي*

آتھواں حصہ

اسباب کے بیان میں کہ اکبر کي تخت نشیني تک ہندوستان کا کیا حال تھا

پہلا باب

واضح ہوکہ یہہ بات اُن سلطنتوں سے متعلق هی جو دلي کي شہنشاهي بگڑنے پر ہندوستان میں قایم ہوئي تہیں اور اس لیئے کہ هم اب اُس زمانہ کے لگ بہگ پہونچے جس میں تمام ملک ہندوستان کا ایک حکومت سے متعلق ہوا اور اُس کے متخلف باشندوں کے باهمي واسطوں علاقوں میں طرح طرح کي تغیر واقع ہوئي تو اب یہہ مناسب معلوم ہوتا هی کہ جدے جدے گروهوں کے وہ حالات اب دیکھے جاویں جو عہد مذکور سے پہلے پہلے پائی جاتے تھے اور چہان بین اُس واقعي حال کي بخوبي کیجاوے جو انقلاب مذکورالصدر کے شروع شروع میں پایا جاتا تھا *

محمد تغلق کے عہد دولت میں دلي کي شہنشاهي شمال و مشرق میں کوہ همالہ تک اور شمال و مغرب میں دریاے اتک تک اور مشرق و مغرب میں سمندر تک محدود و محصور تھي اور کہہ سکتے ہیں کہ اُسکي جنوبي حد میں اُس تنگ دراز خطہ کے علاوہ جو جنوب و مغرب میں واقع هی تمام جزیرہ نما دکن داخل تھا غرض کہ اگر بمبئي سے رامیشور تک ایک سیدھا خطہ کھینچا جاوے تو خطہ مذکورہ کي بڑي پہلي حد قایم ہوسکتي هی مگر مذکورہ بالا حدوں میں ایک بڑا خطہ مطیع نہوا باقي دوسرے خطہ کي نسبت چہان بین نہیں کي گئي *

وہ خطہ جو چہان بین سے باقي رہا اوڑیسہ کا ملک تھا جسمیں بڑے بڑے جنگل واقع تھے اور طول اُس کا گنگا کے دہانہ سے گوداوري دریا

تک پہیلا ہوا تہا جو پانسو میل سے کم طول رکہتا ھی اور عرض اُس کا کسی جگہہ میں تین سو میل کا اور کسی جگہہ چار سو میل کا ھی اور راجپوتوں کا ملک اب بہی بخوبی مطیع نہوا تہا جو شمال و مغرب میں اوڑیسہ کی نسبت نہایت چوڑا چکلا واقع ہوا تہا *

جب کہ محمد تغلق کی حکومت میں فساد واقع هوئی اور انتظام حکومت کا تہچو بگڑ گیا تو اُسی زمانہ میں تلنگانہ اور کرناٹا کے راجی خود مختار هوگئے اور تہوڑے دنوں پہلے یہہ صورت واقع هوئی تہی کہ تلنگانہ کا راجہ ورنگول سے نکالا گیا تہا اور جنوب کو جانے پر مجبور کیا گیا تہا اور اب کہ اُس نے میدان خالی پایا اپنے موروثی ملک پر قبضہ کیا اور کارناٹا کا راجہ اُس نئے گھرانے سے منسوب تہا جس نے آپ کو خاندان بلال دیو کی جگہہ قایم کرکے بیجا نگر واقع ساحل دریاے تمبادرہ کو دارالحکومت تہرایا تہا غرض کہ ان دونوں راجاؤں نے مسلمانوں کی حدود حکومت کو جنوب میں دریاے کشنا تک اور مشرق میں حیدر آباد کے نصف النہار تک پیچھے ھٹایا تہا اور دکن کے جنوبی حصوں کو بہی دبا بیٹھے تھے اور ایسی حکومتیں قایم کی تھیں کہ مسلمان همسایوں کی حکومتوں سے برابری کا دعوی رکھتی تھیں منجملہ اُن کے بیجا نگر کی حکومت پہلے ھی سے بہت بڑی ریاست تہی اور ورنگول کی حکومت کی نسبت بہت دنوں تک قایم رھی اور روز زوال سے پہلے پہلے ایسے جاہ و جلال کو پہونچی تہی کہ مسلمان باد شاھوں کے دھاووں سے پہلے جو کشور هندوستان پر واقع هوئے کسی خاندان کی حکومت کو وہ بات حاصل نہ هوئی تہی *

سنہ ۱۳۴۴ ع میں تلنگانہ اور کرناٹا پر هندو دوبارہ قابض هوئی اور اِس قبضہ سے پہلے پہلے سنہ ۱۳۴۰ ع کے قریب بنگالہ میں بغاوت هوچکی تہی اوربعد اس کے سنہ ۱۳۴۷ ع میں وہ بڑی بغاوت دکھن میں واقع هوئی جس کے پہیلنے سے دلی کی حکومت نوبدہ وار رهگئی *

سنه ۱۳۵۱ ع میں محمد تغلق مرگیا اور سلطنت کي تباهي نے بڑهنا موقوف کیا مگر چودهویں صدي کے آخر میں تغلقوں کے پچهلے بادشاه محمود کي کم سني کے باعث سے مالوه اور جونپور اور گجرات خود مختار هوگئی چنانچه جونپور کي حکومت میں وه ملک شامل تها جو گنگا کے کنارے کنارے بنگاله سے آوده کے وسط تک پهیلا پڑا هی بعد اُس کے تهوڑے عرصه گذرنے پر سنه ۱۳۹۸ ع میں تیمور لنگ نے چڑهائي کي جس کا نتیجه یهه هوا که رهی سهی صوبه بهي دلي کي حکومت سے نکل گئی اور یهاں تک نوبت اُسکي پهونچي که وه حکومت چند میلوں میں محدود هوگئی *

ممالک مذکوره بالا کے دوباره مقبوضه مفتوحه هونیکا بیان اوپر هوچکا اور اب هم اُنکے ایسے حالات کا بیان کرینگے جو بیچ کے زمانه سے علاقه رکهتے هیں اور نیز اُسوقت کے حالات کا جو اکبر بادشاه کے عهد دولت میں ممالک مذکوره سے متعلق † تهے بیان کرینگے *

منجمله ممالک مذکوره کے دکن کي مملکتیں اسبات کي مستحق هیں که سب سے پهلے حال اُنکا بیان کیاجاوے *

دکن کي حکومتوں کا بیان

بهمني سلطنت کا بیان

بهمني سلطنت کا باني حسن گانگوئي کامیاب بغاوت کا سردار تها جو محمد تغلق کے عهد حکومت میں برپا هوئي تهي چنانچه حسن گانگوئي کے مرنے پر تاج تخت اُس کا وارثوں کو نصیب هوا اور سنه ۱۳۴۷ ع سے لغایت سنه ۱۵۱۸ ع یعني ایکسو اکتهر برس تک تیره پشتیں اُسکي برابر حکومت کیئے گئیں *

† جوکه ان مختلف حکومتوں کے حالات مختلفه کا بیان کرنا هندوستان کي تمام تاریخ کے لیئی چنداں ضروري و لابدي نهیں تو اسي نظر سے حالات اُنکے ایک تتمه میں بیان کیئی گئی اور خاص متن میں اُنکے خلاصے اور نتیجی قلم بند هوئی

بیجانگر اور ورنگول کے راجی دلي والوں کے مقابلہ میں بہمني والوں کے شریک ہوئی چنانچہ جب ان تینوں ریاستوں کو عام دشمن سے نجات حاصل ہوئي تو وہ باهمي نفرت جو بحکم ضرورت چند روز افسردہ پژمردہ پڑي تهي رفتہ رفتہ شگفتہ ہوئی یہانتک کہ باہم لڑائیاں قایم ہوئیں اور بہت دنوں تک قایم رہیں مگر مسلمان غالب آئی چنانچہ اُنہوں نے اُس ملک کو فتح کیا جو بیجانگر سے دریاے کشنا اور تمبادرا کے بیچ میں واقع تها اور ورنگول کي ریاست کو خاک میں ملادیا اور اپني سلطنت کے زوال سے پہلے اوڑیسہ کا تہوڑا سا حصہ حاصل کیا اور مشرق میں محصولي پاٹم اور مغرب میں مقام کوئیا تک اپنا قبضہ پہیلایا *

لڑائیوں کے دیر تک قایم رهنی اور کاهی گاهی آپسکي رفاقت سے جو عام دشمن کے مقابلہ کے لیئی ظهور میں آتي تهي مسلمانوں کے وہ مغرور برتاؤ بہت کم ہوگئی جو هندوؤں سے برتے جاتے تهے چنانچہ هندو مسلمان آپس میں ایک دوسري کي خدمت کرنے لگی یہانتک کہ جب شاہ مالوہ نے بہمني سلطنت پر حملہ کیا تو بارہ هزار افغان اور راجپوت اُسکي فوج میں شامل تهے جو چهتی چهتی بہادر اور اچهے اچهے دلاور تهے اور بیجانگر والی دیوراج راجہ نے مسلمانوں کو بهرتي کیا اور اُنکی سرداروں کے لیئے جاگیریں مقرر کیں اور اُنکے دل بڑهانیکو خاص اپني دارالسلطنت میں مسجد بنوائي *

درباري اور فوجي سني شیعوں کے خلاف کا بیان

بہمني خاندان کي تاریخ اُن نزاعوں سے معمور و مشحون هی جو اُس کے لشکر کے دیسي اور پردیسي لوگوں میں برپا ہوئي تهیں ایشیا کي اکثر سلطنتوں کا یہہ قاعدہ هی کہ پہلي رعایا کے مقابلہ میں بادشاہ اپني فوج کا اعتبار کرتا هی اور بعد اُسکے باقي فوج کي نسبت خانہ زاد فوج پر اعتماد اپنا رکهتا هی اور رفتہ رفتہ یہانتک نوبت پہونچتي هی کہ یہہ خانہ‌زاد اُسکي بادشاهت کو دبا بیٹهتي هیں مگر دکن کا یہہ نقشہ نتها چنانچہ جس فوج کي بدولت خاندان بہمني سلطنت کو پہونچا تها

وہ پردیسي لوگوں سے مرکب تھي اور معلوم ہوتا ھی کہ کوئي گروہ اُسن سلطنت کي فوج کا ایک دوسرے سے زیادہ معتمد نسمجھا جاتا تھا بلکہ رفتہ رفتہ دیسي لوگوں کي تعداد اس قدر بڑہ گئي تھي اور ایسي برابر تلي تھي کہ منجملہ دیسیوں اور پردیسیوں کے کوئي گروہ سلطنت پرحاوي نتھا *

جب کہ دلي کي شہنشاھي سے یہہ حکومت علاحدہ ہوئي تو پردیسي فوج میں مسلمان مغل اکثر بھرتي تھے اور بعد اُسکے فرشتہ والی کے بقول ایراني اور ترکي اور جارجیا اور سرکیشیا کالمک والی اور علاوہ اُن کے تاتاري بھي داخل ہوئی تھے اور بہت سے لوگ اُنمیں سے شیعے تھے اور اختلاف نسل کي نسبت مذھب کے اختلاف سے دیسیوں اور پردیسیوں میں قصے قضائے برپا ہوئے اور ملک حبش سے جو لوگ اُجرت پر مغربي سواحل کے بندرگاہوں میں وارد ہو کر کثرت سے آتے تھے اور غالباً سني المذھب § ہوتے تھے وہ ھمیشہ دیسي فوج کا ساتھہ لیتے تھے *

علاؤالدین ثاني کے عہد دولت میں سنہ ۱۴۳۷ع میں دیسي اور پردیسي فوجوں کي عداوت نہایت کو پہونچي چنانچہ آپس کے خلاف سے لشکر میں پھوٹ پڑي اور انتظام اُس کا بگڑ گیا اور جیسے کہ درباري نزاعوں سے حکومت کا نقصان ہوتا تھا ویسے ھي فوج کے خلاف اور نفاقوں سے لڑائي میں سلطنت کو مضرت پہونچتي تھي اور جب تک کہ وہ قوي بادشاہوں کے تحت حکومت رھي تو آن کي دیکھہ بھال اور اور لاگ ڈانٹ کے مارے چندي تھمي رھي مگر جب کہ یہہ خاندان اختتام کے لگ بھگ پہونچا اور محمود بادشاہ ہوا تو وہ کمزوري کے مارے کبھي پردیسي فوج کا کھلونا ہو جاتا تھا جو یوسف عادل خاں ترکي کے زیر حکومت تھي اور کبھي دیسیوں کے داؤ پر چڑہ جاتا تھا جو نظام الملک بحري نو مسلم زادہ کے ھاتھہ تلے رھتے تھے *

§ سمندر کي راھوں سے پردیسي فوج میں بھي نئے نئے لوگ اور ملکوں کے آکر بھرتي ہوتے تھي مگر عربوں کے کم آنے کي وجہہ بیان کرني دشوار ھی

اُن سلطنتوں کا بیان جو بہمني والوں کے ملک میں الگ الگ قایم ہوئیں

بیجا پور کي سلطنت کا بیان

جب کہ دیسي پردیسیوں پر غالب آئے تو یوسف عادل خاں بیجاپور اپني دارالحکومت کو چلا گیا اور عادل شاهي خاندان کي بنیاد اُس نے ڈالي جو سنہ ۱۴۸۹ع سے سنہ ۱۵۱۲ع تک قایم رہا *

احمد نگر کي ریاست کا بیان

نظام الملک بحري قاسم برید ترکي کے هاتھوں مارا گیا اور اُسکے بیٹے احمد نے نظام شاهي خاندان کو قایم کیا جس نے احمد نگر کو دارالریاست بنایا *

گولکنڈہ اور برار کي ریاستوں کا بیان

قاسم برید اب اس مرتبہ کو پہونچا کہ محمود کے دربار کا مالک اور مختار هوگیا اور نظام الملک اور عادل خاں کے علاوہ اور دو سردار یعني قطب قلي ایراني ترکمان اور امدادالملک نو مسلم زادہ خود مختار هوگئے اگرچہ تھوڑے دنوں تک بادشاهي خطاب اختیار نہ کیا مگر بعد اُسکے قطب قلي نے قطب شاهي خاندان کو مقام گولکنڈہ قرب حیدرآباد میں قایم کیا اور امداد الملک نے مقام ایلیچ پور واقع صوبہ برار میں امداد شاهي خاندان کي طرح ڈالي اور قاسم برید کا بیٹا امیر برید چندے ایسے گذارتا رہا کہ بہمني خاندان کے کئي نام کے بادشاهوں کے تلے کام کیئے گیا آخر کار اُس نے پردہ اُٹھایا اور بریدِ نامي شاهانِ بدر کا مورث اعلی بن بیٹھا بعد اُس کے بہمني خاندان کا مذکور پایا نہیں جاتا یعني وہ خاندان باقي نہ رہا *

اگرچہ سني شیعوں کے خلاف نزاعوں سے جو مذکورہ بالا سلطنتوں کے بعد بھي بدستور قایم رهے اور اُن سلطنتوں کے باهم لڑنے بھڑنے اور پھر ملنے

جلنے اور شمالي بادشاهوں کے لڑنے بھڑنے اور پھر گھلنے ملنے سے ممالک مذکورہ کي تاریخ لکھنے والے کو طرح طرح کے مضمون هاتھہ آتے هیں مگر اسلیئے کہ وہ خاندان تیمور کي بڑي سلطنت میں شامل هو گئیں تو قدر و اقتدار اُن کا باقي نهیں رها *

اُن فتوحات کا مستقل اثر بهت دنوں تک قایم رها جنکو مذکورہ بالا ریاستوں نے هندوؤں پر حاصل کیا چنانچہ بیجانگر کے راجاؤں نے دکن کي سلطنتوں میں بات اپني بنائے رکھي اور مسلمان بادشاهوں کي لڑائي جھگڑوں اور سلوک اتفاقوں میں شریک و معاون هوتے رهے مگر جب کہ سنہ ۱۵۶۵ع مطابق سنہ ۹۷۲ هجري میں مسلمان لوگ اُن راجاؤں کي شان و شوکت کو نہ دیکھہ سکے تو اُنهوں نے اپسمیں اتفاق کیا اور بیجانگر والے راجہ رام راج سے لڑنا بھڑنا شروع کیا جو اُس وقت میں راج کرتا تھا غرض کہ پچیسویں جنوري سنہ الیہ مطابق بیسویں جمادي الثاني سنہ الیہ کو دریاے کشنا کے کنارے تالي کوٹ کے قریب ایک بڑي لڑائي پڑي اور یهہ لڑائي فوجوں کي ریل پیل اور لڑنے بھڑنے کي دھوم دھام اور نیز اُسباب کي منزلت کے لحاظ سے جسپر جھگڑا قایم هوا تھا اُن بڑي لڑائیوں کے مشابهہ تھي جو مسلمانوں کے هندوستان پر پهلے پهل کے دھاوؤں میں واقع هوئي تھیں حاصل یهہ کہ پهلے وقتوں کي سفاکي جو مسلمانوں کي اصل و طبیعت میں مستقر و متمکن تھي اِسموقع پر وہ بھي دوبارہ ظاهر باهر هوگئي یعنے جبکہ هندوؤں نے شکست فاحش کھائي تو اُن کے ضعیف بهادر راجہ کو جو پکڑا جکڑا آیا تھا بڑي بے دردي سے گردن مارا اور نشان فتح کے طور پر اُس کے سر کو بهت عرصہ تک بیجاپور میں رهنے دیا یهہ لڑائي ایسي پڑي کہ اُس کي روند سوند سے بیجانگر کي وہ بڑي حکومت جس میں هندوستان کا سارا جنوبي حصہ شامل تھا پایمال هوکر نیست و نابود هو گئي مگر فتحمندوں کے ملک و دولت کو اُس کے خاک سیاہ هونے سے کچھہ فائدہ حاصل نهوا اسلیئے کہ آپس

کے رشک وحسد کے مارے اپنی قلمرو کی حدوں کو بہت سا آگے بڑھا سکے اور بیجا نگر کا ملک اُن چھوٹے چھوٹے اجاڑوں کے ہاتھوں میں جا پڑا جو بیجا نگر کی پرانی سلطنت کے باغی سردار گنے جاتے تھے اور پالی‌کار یعنی زمیندار + کے لقب سے پکارے جاتے تھے *

گولکنڈہ کے بادشاہ اپنی فتوحات جداگانہ میں زیادہ کامیاب رہے چنانچہ اُنہوں نے ورنگول خود مختاری کے خواہاں اور تلنگانہ اور کرناٹا کے باقی حصوں کو دریاے پنار تک مطیع و محکوم اپنا کیا مگر باوصف اس جہد و محنت کے فتوحات مذکورہ کے ذریعہ سے مسلمانوں کے قبض و تصرف میں اُس قدر ملک داخل نہ ہوا جو محمد تغلق کے اختیار و قدرت سے خارج ہوا تھا اور اورنگ زیب کے عہد دولت تک اُسیقدر اُن کے قبضہ میں باقی رہا *

بیان اُن ریاستوں کا جو ہندوستان خاص اور اُسکے پاس پروس میں اکبر کے آغاز دولت تک قایم تھیں

گجرات اور مالوہ کی حکومت محمود تغلق کے زمانہ میں خود مختار ہو گئی تھی اور جب کہ تیمور کے دھاوے پر دلی سے سلطنت کا نام اُٹھہ گیا تو غالب ہی کہ گجرات اور مالوہ کی حکومتوں نے بادشاہی خطاب اختیار کیا ہوگا اور خاندیس کا صوبہ دکن کی بغاوت بعد جسمیں وہ شریک نہ ہوا تھا شمالی صوبوں کے دیکھا دیکھی خود مختار ہوگیا

+ برگز صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ کا جلد ۳ صفحہ ۱۲۷ اور ۳۱۳ اور ولسن صاحب کی تحریر مندرجہ مجموعہ مکنزی جلد ۱ صفحہ ۱۹۱ اور ولکس صاحب کی تاریخ میسور جلد ۱ صفحہ ۱۸ بیجانگر والی مقتول راجہ کے بھائی نے اپنی دارالریاست کو مشرق کی جانب منتقل کیا اور چندرا گرھی میں آخر کو مقیم ہوا جو مندراس سے شمال مغرب کی جانب سترہ میل کے فاصلہ پر واقع ہی چنانچہ مندراس میں اُسیکی آل و اولاد نے سنہ ۱۶۴۰ع میں انگریزوں کو وہاں رہنے کی پہلے پہل اجازت دی (ریفل صاحب کی تاریخ ہندوستان صفحہ ۲۹۱)

تھا اگرچہ یہہ تینوں صوبے ایک وقت میں باغی ہوئے تھے مگر آپس کي صلاح و مشورہ سے بغاوت کو اختیار نہ کیا تھا اور بعد اُسکے جو حالات اُن کي تاریخ میں خلط ملط ہو گئے تو باهمي اتفاق کي ضرورت سے یہہ اختلاط اُن کے حالات کا واقع نہیں ہوا بلکہ لڑنے جھگڑنے کے باعث سے وہ امر پیش آیا *

گجرات کي سلطنت کا بیان

گجرات کے بادشاهوں کا ملک اگرچہ پیداوار کي حیثیت سے زرخیز و بارآور تھا مگر چوڑائي چکلائي کي جہت سے بہت تھوڑا تھا چنانچہ جا بجا پہاڑوں اور جنگلوں کے واقع ہونے سے زمینیں محض بے کار اور نا کارہ پڑي تھیں اور وہ ملک لٹیروں سے بھرا ہوا اور دشمنوں سے گھرا ہوا تھا مگر باوصف ان باتوں کے بھمني خاندان کي تباهي کے بعد سارے چھوٹے موٹے بادشاهوں میں سے گجرات کے بادشاہ بہت مشہور معروف ہوئے *

بادشاهان گجرات نے مالوہ کو دو مرتبہ فتح کیا اور آخرکار اُس کو اپني قلمرو میں شامل کیا اور چند مرتبہ میواڑ کے راجپوتوں کو شکستیں دیکر اُنکي دارالریاست چتور گڈہ پر قابض ہوئے اور صوبہ خاندیس پر یک طرح کي فضل و فوقیت قایم کي اور احمدنگر اور برار کے بادشاهوں کو مطیع و محکوم اپنا بنایا اور ایک بار ایسا اتفاق بھي ہوا کہ دریاے اٹک تک فوج کشي کي اور کئي بار پورتگال والوں سے سمندر کي لڑائیاں لڑے جنکا بیان پورتگال کي تاریخ میں مندرج هی *

گجرات کا ملک همایوں کے قبض و تصرف میں آ گیا تھا جیسا کہ بالا مذکور اس کا ہوا مگر بعد اُس کے جب پریشانیاں اور خرابیاں پیش آئیں تو گجرات کے بادشاہ اُس ملک پر دوبارہ قابض ہوئے تھے چنانچہ اکبر کي تخت نشیني تک برابر قابض چلے آتے تھے *

مالوہ اور علاوہ اُسکے اور مسلمان سلطنتوں کا بیان

مالوہ کي سلطنت خاص هندوستان کي سلطنتون اور باقي قرب و جوار کي سلطنتوں سے اکثر اوقات لرتي جگھرتي رهي مگر تاریخ مالوہ میں تحریر کے قابل یہہ بات مذکور هی کہ ایک هندو سردارنے بري فضیلت و فوقیت حاصل کي اور اپني دلاوري هوشیاري کے ذریعہ سے شاہ مالوہ کو بري بري مشکلوں سے چهورایا مگر آخرکار اختیارات سلطنت کو غصب کیا اور برے برے عهدوں کو تمام راجپوتوں سے بهر دیا بعد اُس کے پایہ اُس کا تنزل کو پهونچا اور باعث اُس کا یہہ هوا کہ گجرات کا بادشاہ اپنے مسلمان بهائي بادشاہ کي امداد و اعانت کو آیا اور اُسکے قبضہ سے سلطنت کو نکال لیا *

خاندیس اور بنگال اور جونپور اور سند اور ملتان اکبر کي تخت نشیني کے وقت بجاے خود مالک اور مختار تهے مگر اُن کي جدي جدي تاریخیں تحریر مستقل کے شایاں و سزاوار نہیں *

راجپوتوں کي سلطنتوں کا بیان

واضح هو کہ جن جن سلطنتوں کا بیان ابتک مذکور هوا وہ محمد تغلق کي شاهنشاهي کے تکرے تهے مگر منجملہ اصلي فرمانروایان هندوستان کے بعض بعض راجي مطیع ومحکوم اُس کے نهوئی تهے چنانچہ ابتک بهي اُنکي سلطنتوں کو تسلیم کیا جاتا هی *

محمود غزنوي کے دهاووں کے زمانہ میں تمام راجپوت هندوستان کي حکومتوں پر قابض و متصرف تهے مگر جوں جوں وہ حکومتیں تباہ خراب هوئیں تو راجپوت بهي عوام لوگوں میں خلط ملط هوتے گئے اور ایسے مکانوں کے سوا کسي جگہہ حاکم نسمجهے گئی جهاں پهاروں اور جنگلوں کي بدولت مسلمانوں کے زور و حملوں سے مامون و محفوظ رہ سکے *

گنگا اور جمنا کے کناروں کے رهنی والی اور علاوہ اُن کے مفتوحہ ممالک کے باشندے راجپوت ایسے کچهہ هو گئے جیسے کہ وہ آج کل پائے

جاتے هیں اگرچه مسلمانوں کي فتوحات کے بعد بهي ایک طرح کي اوالعزمي اور سپاهیانه طور و طریق اُن میں باقي تهے مگر اسبات سے که وہ بوجوت میں پڑگئے اور ڈهور ڈنگروں کا کام کرنے لگے ملک و مملکت کي شراکت کے قابل نرهے *

منجمله بلاد هندوستان کے جہاں کہیں راجپوتوں کي حکومت قایم تهي وہ وسط هندوستان کا بلند حصه اور ریگستان تها جو وسط هند کے مغرب سے دریاے اٹک تک پهیلا هوا هی مسلمانوں کے هاتوں سے راجپوتوں کي حکومتوں کا مامون و محفوظ رهنا پهاڑوں اور جنگلوں کي مناسبت سے تها اور میوات اور بندیل کهنڈ اور بگهیل کهنڈ وغیرہ آس ڈهلواں زمین پر واقع هیں جو جمنا کے قریب قریب پهیلي هوئي هی اگرچه یهه ممالک جمنا کے هموار خطوں کے بهت قریب واقع هوئیں مگر اراضیات آنکي ناهموار هیں اور دریافت هوا که بادشاهوں کے باج گذار اکثر اسي خطه میں باغي طاغي هوئی اور اسي خطه میں رنتهنبور اور کالنجر اور گوالیار وغیرہ کے قلعے واقع هین جو هر سلطنت میں کئي کئي مرتبه فتح کئي گئے اور اسي خطه کي بدولت وسط هندوستان کے بلند اور کهلے میدانوں کي حفظ و حراست هوتي هی اور جیپور کے شمالي جانب کے متصل سے اس کهلے میدان میں پهونچنا نهایت آسان هی اور یهي باعث هی که همیشه جیپور محکوم اور تابع رها اور اجمیر و مالوہ جو اس خطه میں واقع هیں ابتدا سے فتح هوئی اور کمال آساني سے قبضه اُنکا حاصل هوا اور اودےپور والی کي قلمرو یعني میواڑ کا مشرقي خطه ایسا غیر محفوظ تها که جیسا اجمیر و مالوہ غیر محفوظ تها مگر اودےپور والے کے لیئے ایک ایسا قلب مکان جو دشمن کي رسائي سے محفوظ هووے اربلي پهاڑوں اور نیز اُن جنگلوں اور پهاڑیوں میں مقرر تها جو اربلي پهاڑوں سے علاقه رکهتي هیں اور گجرات کي شمالي حد اُن سے قایم هوتي هی اور جودهپور اور بیکانیر اور جیسلمیر اور باقي اور چهوٹي چهوٹي راجاؤں

کے ملک اُس چتیل میدان کي بدولت محفوظ تھے جو ممالک مذکورہ کے زرخیز خطوں کو گھیرے هوئے هیں *

واضح هو کہ راجپوتوں کي حکومتوں کا یہہ بیان اوپر مذکور هوا کہ کہیں تو یہہ صورت تھي کہ ملک اُن کا سرداروں پر بطور جاگیر و جائداد کے اس شرط سے منقسم تھا کہ وہ عین وقت پر راجہ کي اعانت کریں اور کہیں یہہ عمل درآمد تھي کہ بہیا چارےکے طریق سے تمام قوم پر منقسم تھا اور وہ لوگ اُن بان کے پورے اور ناک چوٹي کے گرفتار تھے اور باهمي اتفاق کے باعث سے بات اُن کي بني هوئي اور هوا اُنکي بندهي هوئي تھي یہاں تک کہ اکبر کے عہد دولت تک بهي کوئي بات اُن کي بهکي نہ پڑي تھي *

یہہ بات یاد رهے کہ اب راجپوتوں کي مختلف سلطنتوں کا وہ حال بیان کیا جاتا هی جو اکبر کي تخت نشیني کے وقت تھا *

میواڑ کي حکومت کا بیان

اودےپور والے کي قوم اور اُسکا گھرانا جو پہلے غیلاٹ کے نام سے نامي گرامي تھا اور بعد اُس کے سیساڈیا کہلایا گیا رام چندر جي کي آل و اولاد کہلاتے هیں اور اسلیئے وہ لوگ اپني اصل و بنیاد کو اودھ سے قایم کرتے هیں یعني وہ اودھ سے نکل کر گجرات میں آباد هوئے اور وهاں سے ایدر کو گئے جو گجرات کے شمالي پہاڑوں میں واقع هی اور کرنیل ٹاڈ صاحب کے بقول آخرکار سنہ ۷۰۰ع میں چتور گڈھ میں جاکر آباد هوئے مگر تاریخ میں سنہ ۱۳۰۳ع تک کہیں ذکر اُن کا پایا نہیں جاتا علاؤالدین غوري نے چتور گڈھ کو فتح کیا اور تھوڑے دنوں بعد اُس سے راجہ نے چھینا یعنے راجہ همیر نے دو بارہ چتورگڈھ کو حاصل کیا اور بہت سے جانشین اُس کے ایسے لایق فایق هوئے کہ اُن کي بدولت تمام راجپوتوں میں میواڑ کا راج ایسی زور و قوت کو پہونچا کہ میواڑ کا راجہ سنگا تمام راجپوت راجاؤں کو بابر کے مقابلہ پر فراهم کر سکا *

بعد اُس کے جب راجپوتوں نے بابر کے مقابلہ میں بڑی شکست اُٹھائی تو راجہ سنگا کے خاندان کی قوت ضعیف ہوئی چنانچہ تھوڑی مدت کے بعد اُس کے پوتے بکرماجیت کے لایق و فایق نہونے کے سبب سے یہہ حال آسکا ہو گیا کہ بہادر شاہ گجراتی بھی چتور گدہ کو فتح کر سکا اور بہت قریب تھا کہ بہادر شاہ اس فتح نمایاں کی بدولت اُس ملک سے فائدے اُٹھائے کہ فی‌الفور اُس نے ہمایوں سے شکست کھائی اور وہ فایدہ نہ اُٹھا سکا اور اکبر کی تخت‌نشینی تک میواڑ کے راجے امن چین سے بیٹھے رہے اور راجپوت راجاؤں میں بات اُن کی بنی رہی اگرچہ پہلے سا رعب داب اُن کو دوبارہ حاصل نہوا اور شیر شاہ کے عہد حکومت میں دلی کے تخت کے مطیع و محکوم رہے *

بیکانیر اور مارواڑ کی ریاستوں کا بیان

راٹھوروں کی ریاست واقع مارھواڑ راجپوتوں کی حکومتوں میں دوسرے درجہ کی حکومت تھی اور جودھپور اُس کا دارالحکومت تھا اور سنہ ۱۱۹۳ع میں جب شہاب‌الدین غوری نے قنوج کو خاک سیاہ کیا تو راٹھور اُس پر قابض تھے اور بعد اُس کے کسیقدر گنگا کے کناروں پر بستے رہے اور کبھی کبھی مسلمانوں سے بغاوت کیئی گئے یہاں تک کہ محکوم اُن کے ہو گئے اور بہار بوجہہ اُن کا اُٹھانے لگے مگر تھوڑے سے راٹھوروں نے پچھلے راجہ کے دو پوتوں کے تحت حکومت وطن کی محبت کو چھوڑا اور اپنی آزادی کو وطن کے رہنے سہنے اور مطیعانہ رہنے سہنے پر ترجیہہ دیکر اُس بیابان میں جاکر آباد ہوئے جو وسط هندوستان کے بلند خطہ اور دریاے اٹک کے درمیان میں واقع ہی اور وہاں کے قدیم باشندے جاٹوں کو مطیع اپنا کیا اور اُن راجپوتوں کی چھوٹی چھوٹی قوموں کو باھر نکالا جو اُن سے پہلے جاکربسی تھیں غرضکہ تھوڑے دنوں کے بعد ایک بڑی ریاست قایم ہو گئی بعد اُس کے سنہ ۱۴۵۹ع میں راٹھوروں کی ایک چھوٹی شاخ نے بیکانیر کی ریاست قایم کی اور ایسے ہی بیابان کا ایک اور

حصہ آباد کیا دریافت ہوتا ھی کہ مسلمانوں نے راتھوروں کو اُس وقت سے پہلے نہ ستایا تھا کہ شیر شاہ نے راتھوروں کے سردار مالدیو راجہ پر دھاوا کیا تھا اور غالب ھی کہ جب شیر شاہ کا طوفان گذر گیا تو وہ دوبارہ مالک و مختار ھو گئے مالدیو راجہ اکبر کے عہد دولت کے آغاز تک زندہ رہا *

جیسلمیر کی ریاست کا بیان

بیابان مذکورالصدر کے مغربی حصہ میں بھاتی لوگ بستے تھے اور جیسلمیر والے راجہ کے حلقہ بگوش اور غاشیہ بردوش تھے بھاتیوں کا یہہ دعوی ھی کہ ھم جادو قوم کی شاخیں ھیں اور متھرا ھمارا مخرج ھی مگر حقیقت یہہ ھی کہ یہہ لوگ اُس بستی کے ٹکڑے ھیں جس کو کنہیا جی نے گجرات میں آباد کیا تھا چنانچہ جب کنہیا جی مرگئے تو یہہ لوگ اُس بستی سے نکالے گئے اور اٹک کی جانب کو چلے گئے وھاں راجپوتوں کی کہانیوں میں اُنکا پتا نہیں چلا یہاں تک کہ نانوت واقع شمال جیسلمیر میں یکایک ظاھر ھوئے جو اٹک سے پچاس میل کے اندر اندر واقع ھی نانوت کی بساست سے جسکو کرنیل ٹاڈ صاحب سنہ ۷۳۱ع میں خیال کرتے ھیں بھاتیوں کے حالات اندراج تاریخ کے شایاں ھیں مگر کوئی عمدہ بات اس کے سوا پائی نہیں جاتی کہ سنہ ۱۱۵۶ع میں اُنھوں نے اپنی حکومت کو خاص جیسلمیر میں منتقل کیا اکبر کا زمانہ بھی گذر گیا مگر مسلمانوں کی آفتوں سے محفوظ رھے *

جیپور کی ریاست کا بیان

جیپور کے راجے قوم کے کچھواھہ پچھلے زمانہ میں قدر و عزت کی حیثیت سے جودھپور اور اودے پور والے راجاؤں کی برابر رھی آنکی عزت اور امتیاز کا آغاز اکبر کے زمانہ سے ھوا ھی

اور اصل اُن کی یہہ ھی کہ وہ ھمیشہ سے اجمیر کے راجاؤں کے جاگیردار تھے اور غالب ھی کہ جب مسلمانوں نے اجمیر کو فتح کیا تو جیپور والے

مسلمانوں کے محکوم رهے بعد اُس کے جب پندرهویں صدی میں پاس
پروس کی ریاستیں بگڑ گئیں تو جیپور والوں نے اپنی قدر و منزلت کو
ترقی روز افزوں بخشی هوگی اکبر بادشا نے والی جیپور کی بیٹی سے
شادی کی اس سے ظاهر هوتا هی که وه اُسوقت میں بہت معزز اور
ممتاز تها *

هاراتی کی ریاست کا بیان

هارا قوم کے راجی جن سے هاراتی کی ریاست قایم هوئی یهه دعوی
کرتے هیں که هم لوگ اُس خاندان کی شاخیں هیں جو مسلمانوں کی
حکومت سے پہلے اجمیر کا حاکم تها سنه ۱۳۴۲ع میں وه وهاں آباد
هوئے جو آج اُن کے قبض و تصرف میں هی اور بوندی اُس وقت اُسکا
دارالحکومت تها مگر کسیقدر اودے پور کی ریاست کے جاگیر دار تهے اگرچه
مسلمانوں کی تاریخوں میں اکبر کے وقتوں سے پہلے کہیں نام و نشان اُنکا
پایا نہیں جاتا مگر جبکه که هاراتی کے راجه نے رنتهنبور کے قلعه کو پٹهان
بادشاهوں کے عامل سے چهینا تو ذکر اُن کا بهی تاریخ میں درج هوا *

چهوٹی چهوٹی ریاستوں کا بیان

مذکوره بالا ریاستوں کے علاوه بہت سی چهوٹی چهوٹی ریاستیں
جیسے پارکر کے چوهانوں اور امرکوٹ کے سودوں کی قایم تهیں اور بیابان
مذکورالصدر کے عین مغرب میں واقع هونے سے مسلمانوں کی مار دهاڑ سے
مامون و محفوظ تهیں اور سروهی اور جهالر وغیره کی ریاستیں جو اربلی
پہاڑوں کے زر خیز خطوں میں اور نیز اُس راه پر واقع تهیں جو اجمیر
سے گجرات کو جاتی هی همیشه معرض آفات اور مورد غارات رهتی تهیں
اور زبردستوں کو خراج وباج ادا کرتی تهیں *

وسط هندوستان کے بلند خطی کے مشرقی ڈهلان پر جو ریاستیں
میوات اور گوالیار اور نروار اور پنا اورچه اور چندیری وغیره واقع
بندیلکهنڈ موجود تهیں اُنپر بابر اور شیر شاه نے بار بار حمله کیئے اور اکبر

کي تخت نشيني کے وقت وہ سب خراج گذار تهيں جنميں سے اکثر پر قديم راجپوت خاندان قابض تهے *

اور علاوہ اُن کے کوہ همالہ کے دامن ميں کشمير سے ليکر خليج بنگالہ تک جگهہ جگهہ چهوٹي چهوٹي خود مختار رياستيں پائي جاتي تهيں *

هندوستان کي بهت سي پهاڑي اور جنگلي قوميں مغلوب نهوئيں اگرچہ اُن کو بالکل خود مختار نهيں کها جاسکتا اُن قوموں کو آپس ميں مل جل کر رهنيوالي قوموں ميں سے جنکو بعض اوقات غارت گري سے وہ تنگ کرتي تهيں خارج سمجها جاتا تها *

دوسرا باب

هندوستان کے حالات

مسلمانوں کي بادشاهت کا بيان

جو کچهہ کہ عهد مذکورالصدر ميں مسلمانوں کي سلطنت کا حال و حقيقت هندوستان ميں تهي منجملہ اُس کے قدر قليل کي کيفيت دريافت هوئي اور بهت سي وہ باتيں رہ گئيں جنکي تحقيق و تفحص کے ذريعہ بهم نہ پهونچي *

بادشاهوں کا بيان

مسلمانوں کي اصول شريعت کي رو سے يهہ امر ضرور هی کہ ايک عام جماعت کے اجماع و اتفاق سے ايک ايماندار حاکم مقرر کيا جاوے يهاں تک کہ اگر بعد اُس کے قران و حديث کے خلاف کرے تو معزولي کے قابل هی مگر اس عمدہ قانون کي عمل درآمد نہ تهي چنانچہ سلطنت کا عهدہ موروثي اور اختيار اُس کا پورا اور مطلقاً هوتا تها يعني کسي قانون وقاعدہ پر منحصور نہ تها مگر بظاهر سمجها جاتا تها کہ شريعت کا پابند اور اصول ملت کا مقيد هی اور کوئي عالم فاضل بلکہ کوئي گروہ ايسا نہ تها کہ خود بادشاہ کو شريعت کا مقيد کرے پنچايتي

انتظام جیسے که آج کل دیہات میں معمول و مروج هیں اور بعض بعض لوگوں کے خاص خاص اختیار اور طرح طرح کے مقابلے جو لوگوں کي جانب سے پیش آتے تھے معمول و رواج کے موافق بادشاہ کے ارادوں کے مخل و مزاحم هوتے تھے مگر جب که بادشاہ اپنے ارادے کو مضبوط و مستحکم کرتا تھا تو جو کچھه رعایا سے هوسکتا تھا روک تھام اُس کا کرتي تھي یہاں تک که آخر کو باغي هوجاتے تھے *

وزیروں کا بیان

مطلق وزیر یا وزیر اعظم کا کام کاج اُسکي حسن لیاقت اور بادشاہ کي فہم و فراست کي مناسبت سے هوتا تھا اور کبھي کبھي وزیر ایسا نایب السلطنت هو جاتا تھا که کوئي شخص اُسکي روک ٹوک نکرسکتا تھا اور کبھي کبھي اور تمام وزیزوں کا افسر سمجھا جاتا تھا بعض وزیروں کي کچہریاں علحدہ هوتي تھیں مگر اِن محکموں کے کار و بار ٹھیک ٹھیک معین نه تھے تمام لوگ آساني سے باد شاهوں تک پهونچتے تھے اور بادشاہ اپنے روز مرہ کے عام درباروں میں جنمیں کثرت سے لوگ حاضر آتے تھے عرضیوں کي تحقیقات کرتے تھے اور بہت سے اور کام انجام دیتے تھے اگرچه تھوڑي بہت طبیعت کو انتشار اور وقت کا نقصان تو تھا مگر یہه بڑا فائدہ تھا که جدے جدے طوروں اور مختلف مختلف طریقوں سے طرح طرح کے حالات اُنکو دریافت هوتے تھے اور اُنکے فیصلوں اور حکومت کے اصولوں کي شہرت جگہه جگہه پھیلتي تھي *

صوبوں کا بیان

تمام صوبوں کے حکام اپنے اپنے علاقوں میں کارپردازي کے اختیارونکو پورا پورا عمل میں لاتے تھے اگرچه بادشاہ اپنے اختیار و مرضي سے حکام صوبجات کے اکثر ماتحت عاملوں کو مقرر کرتا تھا مگر وہ عامل حکام صوبجات کے مطیع تابع رهتے تھے اور اکثر صوبوں میں ایسے هندو سردار هوتے تھے جنکي حکومت موروثي هوتي تھي اور ایسے سرداروں میں سے نہایت مطیع

سردار محصول ادا کرتے تھے اور اپني خاص فوج اور نئي بھرتي کے ذریعہ سے حاکم کو مدد دیتے تھے اگرچہ بعضے ضروري معاملوں میں وہ سردار اُس حاکم کے اختیار و قدرت میں رهتے تھے مگر آنکے علاقوں کي معمولي نظم و نسق میں حاکم کو مداخلت نہ هوتي تھي اور جو سردار اُس کے نہایت خود مختار هوتے تھے تو وہ عام لوگوں کي طرح نام کو اطاعت کرتے تھے مگر امن و آمان کے قایم رکھنے میں شریک و معاون رهتے تھے اور ایسے ایسے خود مختار ایسے ایسے قوي ملکوں اور بڑے خطوں میں هوتے تھے جو صوبوں کے کناروں اور حدوں پر واقع هوتے تھے † *

فوج کا بیان

کسیندر فوج ایسے لوگوں سے بھرتي کي جاتي تھي جن میں سے هر ایک کو سرکار سے گھوڑے ملتے تھے اور سرکار اُنکو اُجرت دیتي تھي مگر اکثر فوج ایسي هوتي تھي کہ وہ اپنے گھروں سے هتیار گھوڑے لاتي تھي اور چھوٹے بڑے گروہ اُن کے سرداروں سمیت آتے تھے غرض کہ ایک ایک هوکر نہ آتے تھے دلي کے بادشاهوں کا یہہ قاعدہ نہ تھا کہ وہ راجپوتوں کي طرح سرداروں کو جاگیریں عنایت کریں اور ضرورت کے وقت اپنا کام نکالیں مگر کھتے هیں کہ فیروز شاہ ‡ تغلق نے پهلے پهل جاگیریں مقرر کیں اور علاءالدین غوري نے جاگیروں کے دینے میں سرداروں کي بغاوت کا اندیشہ کیا اسلیئے کبھي کسیکو جاگیر مرحمت نہیں کي *

اکثر حاکموں کے ماتحت اُس خاص فوج کے علاوہ جو خاص صوبہ سے تعلق رکھتي تھي تھوڑي بہت با قاعدہ فوج بھي متعلق کي جاتي

---

† ایسے موروثي سرداروں کو زمیندار کھتے تھے مگر مسلمان بادشاهوں نے غرور و نخوت کي روسے جودھپور اور اُدے پور کے راجاؤں سے خود مختاروں کو زمیندار کھکر پکارا اور تھوڑے دنوں سے استعمال اِس لفظ کا جاگیر داروں میں شایع ذایع هوا یہاں تک کہ گانؤں اور پرگنہ کے مقدموں کو بھي زمیندار کھنے لگے (سٹر لنگ صاحب کي تحریر مندرجۂ کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱۵ صفحہ ۲۳۹)

‡ تاریخ فیروز شاہ مصنفہ شمس سراجي

تهي اور شور فساد كي صورتوں ميں جدا گانه فوج بهي امداد كے طريقه پر بهيجي جاتي تهي اور اُس فوج جدا گانه كا سردار اُس صوبه كے حاكم كي برابر سمجها جاتا تها بشرطيكه وه جداگانه فوج بهت سي هوتي تهي *

كبهي كبهي ضرورت كے وقت فراهمي فوج كا حكم صوبوں كے حاكموں پر صادر هوتا تها چنانچه وه حكام اپنے علاقوں كے زميندارون سے فوج كي مدد ليتے تهے اور خود صوبه كي فوج سے تهوڑي بهت اعانت ديتے تهے يهانتك كه اگر حال اُن كا روپيه پيسے سے درست هوتا تها تو نئي بهرتي بهي كرتے تهے *

ابتداے حكومت ميں مسلمانوں كا يهه حال تها كه حكومت قانون پر پر منحصر تهي يعني قانون حكومت كا تابع نه تها بلكه خود حكومت قانون كے تابع تهي اگرچه داد رساني كا انتظام و اختيار خليفه كے اختيار و قدرت سے خارج نهوتا تها مگر وه خليفه داد رساني كے مقدموں اور فوجي ملكي كے سارے معاملوں ميں قران كے قاعدوں اور پيغمبر كي حديثوں اور اُن كے جانشينوں كے فيصلوں كا پابند رهتا تها بعد اُس كے تهوڑي مدت گذر جانے پر مفتيوں اور مجتهدوں كے فيصلوں اور فتووں كے فراهم هونے سے اصول و قاعدوں كا بڑا مجموعه فراهم هوگيا جس كے بتانے جتانے كے واسطے ايك مستقل عهده كي ضرورت پڑي اور اُسي زمانه ميں مسلمانوں كي فتوحات كي وسعت سے ايك ايسا عام قانون پيدا هوا جسكا مخرج قران نه تها بلكه ملكوں كي رسومات اور بادشاهوں كي عقل و هوشياري سے قايم كيا گيا تها اور اِن دو مخرجوں كے قايم هونے سے ايك عدالت قاضيوں كي قايم هوئي جو شريعت كو قانون اپنا جانتے تهے اور سائل كي درخواست پر فيصله كرتے تهے اور قواعد مقررہ كے بموجب كام كو انجام ديتے تهے اور دوسري عدالت كار گذاران سلطنت كي مرتب هوئي جو كسي قانون معين

کي پابند نه تهي اور اختیار ایسا رکهتي تهي کہ جو مزاج میں آتا تها وہ کرتي تهي *

دیواني کے معاملے مثل نکاح اور تبنی اور وراثت کے بلکه تمام وہ مقدمه جو ملکیت حقیت سے علاقه رکهتے هیں قاضي کے سامنے پیش هوتے تهے اور علاوہ اُن کے ایسے ایسے جرموں کي چهان بین میں بهي قاضي کو مداخلت هوتي تهي جن سے سلطنت کو ضرر نه پهونچے اور رعایا کے امن چین میں خلل نه پڑے *

کارپردازان سلطنت کے اختیارات ایسے ضبط اور خوبي سے قایم نه کیئے گئے تهے جیسے که قاضیوں کے لیئے تهرائے گئے تهے مگر هم دلیري سے کهه سکتے هیں که منجمله مقدمات دیواني کے ایسے مقدموں میں کار گذاران سلطنت کي مداخلت بیجا نه تهي جن میں ملازمان سلطاني مدعي اور مدعي علیه هوتے هونگے اور نیز اُن مقدموں میں جنکے فریقین قاضي کے قابو سے خارج هوتے هونگے علاوہ اُس کے یهه خیال بهي معقول هی که هندوؤں کے معاملوں میں وہ نقصان اُن کي تجویزوں سے پورے هوتے هونگے جو شریعت سے پورے نهیں هوسکتے اور یهه بهي قیاس هوسکتا هی که اراضي اور مالگذاري کے اکثر مقدموں میں مال کے افسروں کو ثالث تهراتے هونگے اور فوجداري کے معاملے جیسے باغي سازشي قزاق لتیرے سرکاري مال کها جانے والے باقي تمام سرکاري مجرم کار پردازان سلطنت کي حکومت سے متعلق هوتے تهے مگر حکام اور اُن کے کارپرداز ایسے مقدموں کے مقید نرهتے تهے بلکه اور کام بهي کرتے تهے چنانچه جو نالشیں اُن کے سامنے پیش هوتي تهیں وہ ساري سنتے تهے اوراکثر مقدموں میں سرسري فیصله کرتے تهے اور جو مقدمے شریعت سے متعلق هوتے تهے وہ قاضیوں کو سپرد کیئے جاتے تهے اور علاوہ اُس کے وہ مقدمه بهي عدالت شریعت میں منتقل هوتے تهے جن میں اپني دل لگي دلچسپي یا اپني بهلائي بهبودي متصور نهوتي تهي اور قاضیوں کي یهه صورت تهي که مختلف

سلطنتونمیں اختیارات اُنکے مختلف ہوتے تہے چنانچہ بعض اوقات ایسا ہوتا تھا کہ دارالسلطنت کے علاوہ اطراف و اضلاع کي عدالتوں میں بھي بڑے بڑے مشہور لوگ قضا کے عہدہ پر معزز و ممتاز کیئے جاتے تھے اور اِس سے واضح ہوتا ہی کہ ایسے وقتوں میں تعظیم اُنکي نہایت ہوتي تھي چنانچہ بعض بعض قاضیوں کے صوبوں کے حاکموں سے بمقابلہ پیش آنے سے قدر و اقتدار اُن کا ثابت ہوتا ہی اور کسي وقت میں بات اُنکي ایسي پھیکي پڑتي تھي جیسیکہ آج کل کے قاضیوں کي صورت ہی یعني نکاح پڑھتے ہیں اور دستاویزوں پر مہریں لگاتے ہیں اور اُن کو اپنے رجسٹر میں داخل کرتے ہیں غرض کہ ایسي ایسي خفیف کام انجام دیتے ہیں *

معابد کا بیان

مذہبي عملہ یعني امام موذن مسجدوں میں سرکاري ملازم نہ تھے اور مذہبي حکومت بھي قایم نہ تھي یعني ملاؤں کي حکومت نہ تھي بلکہ جب خود بادشاہ یا کوئي اور آدمي رعیت کا نئي مسجد بنواتا تھا تو امام موذن اور باقي ضروریات مسجد کے لیئے کافي سرمایہ چھوڑتا تھا اور عابد زاہدوں اور فقیر فقرا بلکہ اُن کے مزاروں کے واسطے اوقاف و مصارف مقرر کیئے جاتے تھے *

ہر ضلع میں صدر کے نام سے ایک عہدہ دار معین کیا جاتا تھا اور کام اُس کا یہہ ہوتا تھا کہ وہ سارے مصارفوں اور خصوص اُن وقفوں اور مصارفوں کي نگراني کیا کرتا تھا جو خاص سرکار کي طرف سے ہوتے تھے اور نگراني کا مطلب یہہ تھا کہ وہ اغراض اُن سے پوري ہوتي ہیں یا نہیں جن کے لیئے وہ مقرر ہوئے ہیں اور تمام صدروں کا سردار ایک شخص ہوتا تھا جس کو صدرالصدور کہتے تھے اور وقفوں کے سرمایوں کا صرف اُن صدروں کے اختیار پر منحصر ہوتا تھا اور جب کوئي صدر مرجاتا تھا تو جانشین اُس کا وہ شخص ہوتا تھا جسکو وقف کرنیوالا مقرر کرتا تھا

مگر عموماً یہہ صورت تھي کہ مرنے والے کي مرضي پر منحصر ہوتا تھا اور باوصف اِس کے قرب و جوار کے عالم فاضلوں کي راے بھي شریک و شامل کي جاتي تھي*

مولویوں کا بیان

اگرچہ کسي قانون و قاعدہ کے بموجب مولویوں کا کوئي گروہ معین و مرتب تو نہ تھا مگر ایک گروہ اُن کا ایسا تھا کہ امام موذن واعظ مدرس مفتي مقنن عموماً بلکہ ہمیشہ اُسي گروہ سے مقرر کیئے جاتے تھے یہہ لوگ امورات معابد کي نسبت قوانین اور الہیات میں زیادہ سند یافتہ ہوتے تھے اور سند ملنے کا یہہ دستور ہوتا تھا کہ ایسے مولوي ملاؤں کي مجلس منعقد ہوتي تھي تو لوگوں کے نزدیک مسلم اور علم و لیاقت کے امتحان لینے کے شایاں و سزاوار سمجھے جاتے تھے غرضکہ وہ لوگ اُس امتحاني کو نئي بات اسطرح عنایت کرتے تھے کہ عین مجلس میں فضیلت کي پگڑي بندھواتے تھے اگرچہ اُس وقت اُس شخص سے کسي طور کا قول و قسم نہ لیا جاتا تھا اور نہ وہ کسي بڑے کا مطیع و محکوم ہوتا تھا مگر راے عام کي موافقت اور ترجیح و تفوق کي اُمید اُسکو مزاحم ہوتي تھي *

فقیروں کا بیان

مذہبي خادموں یعني مولوي ملاؤں کے علاوہ عابد زاہدوں کا ایک اور گروہ تھا جنکو بلاد فارس میں درویش اور خاص ہندوستان میں فقیر کہتے ہیں خاص خاص لوگوں کے زہد و ریاضت اور تقدس و عبادت سے جو مسلمانوں میں ایک اچھا گروہ تھا فقیروں کا فرقہ دنبل کي مانند پیدا ہوا جو اصل بدن سے خارج ہوتا ہی پہلے وقتوں میں ایسے شہیدوں کے سوا جو خدا کي راہ میں مارے گئے کسي جیتے موئے کو ولي نہ کہتے تھے مگر بعد اُس کے یہاں تک نوبت پہونچي کہ مجاہدوں ریاضتوں اور محنتوں عبادتوں کي بدولت جیتے جاگتے عابدوں کو بھي ولي کہنے لگے

غرضکه لوگ ان فقیروں کے مرید هوئے اور مریدوں کے فرقے قایم هوگئے اور باهمی امتیاز اُن کا ایک بولی کے ذریعہ سے جس سے دوست دشمن پہچانا جاتا تھا اور گرو کے خاص انچھر سے اور کاهے کاهے لباس کی تفریق و تمیز وغیرہ سے معین و مقرر تھا حاصل یہہ کہ منجملہ ان گروهوں کے بہت سے کھوئے کھائے گئے اور باقی رهے سهوں میں سے نئی نئی شاخیں نکلیں چنانچہ تھوڑے تھوڑے فقیر اپنے اپنے سر گروهوں کی خدمت میں رهتے تھے اور بعضے اوقاف و مصارف کی بدولت باهم گھل ملکر اوقات اپنی کاٹتے تھے مگر هندو فقیروں کی مانند اپنے رهنے سهنے کے لیئے خانقاهیں نہ رکھتے تھے *

یہہ بات درست هی کہ پہلے وقتوں میں بڑے بڑے اولیاؤں کے مرید و خادم اُنکی کرامتوں اور پیشین گوئیوں کو بڑی دهوم دهام سے بیان کرتے هیں اور اُنکی دعاؤں اور مناجاتوں کی تاثیروں کو نہایت زور شور سے کہتے سنتے هیں مگر یہہ بات بھی مسلم هی کہ وہ مکار اور دغاباز نہ تھے هاں پچھلے وقتوں میں بعض بعض ایسے کم درجہ کے فقیر هوئے کہ مقناطیس اور فاسفورس † وغیرہ کی دواؤں کے خواص و آثار اور بازیگروں کے شعبدوں اور نظر بندیوں کے ذریعہ سے ایسی انہوکی باتوں کا دعوے کرتے تھے جو آدمی کی قدرت سے خارج هیں *

بڑے پایہ کے فقیروں کی تعظیم بادشاہ بھی کرتے تھے اور ان فقیروں کا یہہ نقشہ تھا کہ افلاس و ناداری اور زهد و پرهیزگاری کو جتاتے تھے اور حقیقت میں بڑی عیش و عشرت سے گذارتے تھے اور اگر گذارہ میں تنگی ترشی برتتے تھے تو غریب محتاجوں کو دیتے تھے غرضکہ مالدار اور فارغ البال ‡ تھے بلکہ کبھی کبھی ایسی بات اُن کی بن پڑتی تھی اور

† یہہ انگریزی ایک دوا کا نام هی جسمیں اعلی جز اوکسیجن گاس هوتی هی اور یہہ دوا هوا لگنے سے آگ کے شعلہ کی طرح بھڑک اُٹھتی هی *

‡ بہاوالدین زکریا ملتانی جو چودهویں صدی میں مر گئے اور اولیاء کرام میں گنے جاتے هیں اپنے وارثوں کے لیئے بہت سی دولت چھوڑ گئے برگز صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ کا جلد ایک صفحہ ۳۷۷

رعب داب اُن کا لوگوں پر بیٹھہ جاتا تھا کہ خود بادشاہ اور اراکین دولت بھی رشک و حسد کے مارے کاوش اُن سے رکھتے تھی چنانچہ تاریخمیں بہت سے واقعے ایسے پائے جاتے هیں کہ بڑے بڑے مقدس لوگ ایسی سازشوں کی جہت سے مارے گئے جو حکومت کے خلاف اُن سے دیدہ و دانستہ واقع هوئیں یا شک شبہہ کے طریقے پر سمجھی گئیں § ان عابد زاهد لوگوں کو بڑی رونق اور ترقی تیرهویں صدی اور چودهویں صدی کے آغاز میں هوئی چنانچہ اُس زمانہ کے اور اُس پچھلے زمانے کے بھی ولیوں کا ادب اور اُنکی تعظیم ابتک هوتی هی لوگ اُنکے نام کی قسمیں کھاتے اور اُنکی مزاروں کی زیارت کو جاتے هیں اور جو لوگ اُنکے پیرو هیں اگرچہ ابتدا میں اُنکی تعظیم کی جاتی تھی مگر اب مدت سے اُنکا رعب داب نہیں رها هی *

فاسد عقیدوں کا بیان

عہد مذکور کے باطل خیال اور فاسد عقیدے دین و مذهب کے اصول قاعدوں سے اچھوتے اور محض مخالف تھی چنانچہ نجوم اور سحر اور غیب گوئی وغیرہ جو شریعت کی رو سے ممنوع و ناجائز تھی اور مسلمانوں کے نبی نے اُن کے علم و عمل کی رخصت ندی تھی سارے مسلمانوں

§ ابن بطوطہ تیرهویں صدی کے مذکورہ بالا فقیروں کی مثالیں بیان کرتا هی چنانچہ وہ کہتا هی کہ میرے وقتوں میں ایک بڑا فقیر اس قصور پر مارا گیا کہ اُسنے غصب سلطنت کا ارادہ کیا تھا اور مجھکو ایسے لوگوں کی بھی ملاقات حاصل هوئی جو بناوٹ سے پاک و صاف اور مکر و فریب سے مبرا اور معرا تھے مگر ایک ایسے صاحب ملے کہ کھانے پینے بدون اپنے جینے کا دعوے کرتے تھے اور ایک ایسے صاحب کشف سے ملاقات هوئی کہ وہ اُس خلیفہ کے عہد خلافت کی باتیں بیان کرتے تھے جو سو برس پہلے مرچکے تھے منجملہ اُنکے پہلے فقیر صاحب نے جو کھانے پینے کی پروا نکرتے تھے میرے دلکی باتیں بتائیں اور غیب کی چیزیں سنائیں اور دوسرے فقیر صاحب کے ساتھہ لومڑیاں تھیں جو کتوں کی مانند اُنکے پیچھے لگی پھرتی تھیں علاوہ اُنکے ایک شیر اُنکے پاس تھا کہ چیتل کے ساتھہ اُسکی جوڑی تھی فقیروں کے گروهوں اور اُن کی تعظیم و ارشاد کے طور و طریقے اور بڑے بڑے بزرگوں کے حال و حکایت دریافت کرنے کے لیئے هرک لاٹ صاحب کے ترجمہ قانون اسلام کو دیکھنا بھالنا چاهیئے *

میں پھیل گئے تھے بلکہ یہاں تک نوبت پہونچی تھی کہ هندوؤں کے طور و طریقے اور علاوہ اُن کے وہ تعصبات اُن کے جو هنود کے دین میں سے اخذ هو ئے تھے جگہہ جگہہ شایع ذایع هو گئے تھے چنانچہ جوگیوں کے کرشموں کو پکے مسلمان مورخوں نے معجزات مندرجہ قران کي مانند اپنے حسن عقیدت سے بیان کیا هی جادو کو سچا جانتے تھے اور شگونوں اور خوابوں کو اچھا برا سمجھتے تھے باوجودیکہ مذهب میں چہان بین بھي هونے لگي مگر اس سریع‌الاعتقادي میں کچھہ خلل نہ پڑا اکبر بادشاہ بھي اسي قسم کي باتوں کا قایل تھا اور جہانگیر اُسکا بیٹا اُس سے بڑھکر ان لغویات کا معتقد هوا مگر بعد اُسکے اورنگ زیب نے ان سب باتوں کي ایسي تحقیر کي اور اُن کو برا سمجھا کہ کسي نے نہ سمجھا تھا شیعوں کو دکن میں ایسي ترقي حاصل هوئي کہ خاص هندوستان میں ویسي کبھي نہوئي تھي اگرچہ هندوستان خاص میں مخالف فرقوں میں عداوت نہ تھي مگر دین اسلام کي نسبت بڑے بڑے عقیدوں کي زیادہ دھوم‌دھام تھي هندوؤں سے کسیقدر نفرت تو تھي مگر پوري پوري عداوت اور کھلي کھلي نفرت بھي نہ تھي هندوؤں سے جزیہ لیا جاتا تھا اور اس امتیاز کے علاوہ اور چند امتیاز نا پسندیدہ بھي تھے مگر روک ٹوک اِسبات کي نہ تھي کہ هندو لوگ اپنے دین مذهب کي رسمیں ادا نکریں معلوم هوتا هی کہ وہ هندو زمیندار اپني فوجوں کے سردار هونگے جنکو فوجوں کا سردار لکھا هے اور وہ لوگ ایسے سردار نہونگے جو بادشاہ کي جانب سے مقرر هوتے هیں مگر اس میں کچھہ شک شبہہ نہیں کہ بہت سے هندو ملکي عهدوں اور حساب کتاب کے کاموں پر معزز و ممتاز تھے || اور هم پہلے بیان کر چکے کہ هیمو بقال اور مدني رائے کو اپني اپني سرکاروں کے تمام اختیار سپرد

|| بابر نے اپني سرگذشت میں بیان کیا کہ جب میں هندوستان میں داخل هوا تو محاصل کے تمام عهدہ‌داروں اور سوداگروں اور کاریگروں کو هندو پایا (ارسکائن صاحب کا ترجمہ توزک بابر کا صفحہ ۲۳۲)

کیئے گئے تھی اور مبارک شاہ خلجی کے عہد دولت میں دربار سلطاتی اور انتظام ملک کے طریقے ہندوانہ تھے *

ہندوؤں کے مسلمان کرنے کا بیان

یہہ تحقیق بہت دشوار هی کہ کس زمانہ میں اور کن صورتونمیں بہت سے ہندو مسلمان کیئے گئے ہندوستان کی آبادی جو آج کل پائی جاتی هی اُس کے ملاحظہ سے امر مذکورالصدر کی چھان بین میں بہت تھوڑی اعانت حاصل ہوتی هی اِسلیئے کہ بنگال کے دور دور کے مشرقی ضلعوں میں مسلمانوں کی تعداد ہندوؤں کی تعداد سے بہت زیادہ اور دلی آگرہ کے قرب جوار میں ہندوؤں کی گنتی مسلمانوں کی گنتی سے بہت زیادہ پائی جاتی هی § *

اگرچہ مسلمانوں کی فوجوں کے خوف و هیبت اور نئے نئے مسئلوں کے شوق و رغبت سے پہلے پہلے بہت سے ہندو مسلمان ہو گئے مگر جبکہ بعد اُس کے مباحثے درپیش ہوئے اور مسلمانوں کا تعصب ٹھنڈا ہوا تو قیاس چاهتا هی کہ ہندوؤں کو قبول اسلام سے تھوڑی بہت رکاوٹ ہوئی ہوگی *

آج کل یہہ صورت هے کہ عام ہندوستان کی آبادی کی نسبت تمام مسلمان آٹھویں حصہ سے زیادہ نہیں مگر جب یہہ خیال کریں کہ بہت سے مسلمان اپنے اپنے ملکوں سے ہندوستان میں آئے اور یہہ نقل مکان ایک مدت سے برابر جاری رہا اور یہہ بھی سمجھیں بوجھیں کہ آٹھہ سو برس تک ایک ایسے گروہ میں آل و اولاد کی ترقی برابر جاری رهی جنکے عمدہ حالات کی بدولت کنبوں کی پال پوس آسان تھی تو نو مسلموں کی

§ بلاد بنگالہ میں گنگا کی جانب شرقی تمام آبادی کے نصف سے زیادہ زیادہ مسلمان بستی هیں اور باقی ملک بنگالہ کے اکثر حصوں میں کل آبادی کی چوتھائی میں رهتے هیں مگر بهار و بنارس کے مغربی حصہ میں بیسویں حصہ سے زیادہ نہیں لارڈولزلی صاحب کے سوالوں کو ملاحظہ کرنا چاهیئے جنکو سنہ ۱۸۰۱ع میں پارلیمنٹ کے سامنے پیش کیا تھا مگر بکانن صاحب مغربی بهار کے مسلمانوں کو ساری آبادی کا تیرھواں حصہ بتاتے هیں *

تعداد کم ظاهر هوگي بلکه اگر یهه آتهواں حصه سارے نو مسلموں کا تصور کیا جاوے تب بهي اور ملکوں کي نسبت جہاں کہیں مسلمان قابض و متصرف هوئي نو مسلموں کي تعداد بہت تہوڑي هوگي † *

ملک کے محاصل کا بیان

محاصل کا سرشته غالباً ایسا هي تها جیسا که آج کل موجود هی اور هندوؤں کے عہد حکومت میں موجود تها اسلیئی که جن تبدیل تغیروں کا ارادہ شیر شاہ نے کیا تها اور بعد اسکو اکبر نے اُنکو پورا کیا تو اُن سے محاصل کے دستوروں کا لوٹنا پوٹنا مقصود نتها بلکه تکمیل اُن کي مقصود تهي مگر یہه امر ضروري هے که فتوحات جدیدہ کي پریشاني اور غیر ملکوں کے نئے نئے حاکموں کي ناواقفیت سے محاصل کے وصول میں تہوڑي بہت زیادتیاں اور کچهه کچهه خرابیاں واقع هوئي هونگي *

ملک و رعایا کے حالات کا بیان

معلوم هوتا هے که امن چین کے دنوں میں کسي قسم کي مصیبت واقع نهوتي تهي بلکه ساري رعایا چین سے گذارتي تهي چنانچه فیروزشاہ کا مورخ جسنے سنه ۱۳۵۱ سے سنه ۱۳۹۴ تک تاریخ اُسکي لکهي هی بہت مبالغه سے بیان کرتا هے که رعایا کا حال ایسا اچها تها که مکانات اُنکے عمدہ اور اسباب اُنکی پاکیزہ اور مستورات اُنکي سونے چاندي کے زیوروں سے آراسته پیراسته تهیں مگر اسلیئی که یہه خوشامدي مورخ فیروز شاہ کي تعریفیں بہت سي لکهتا هے تو بہت اعتماد اُسپر مناسب نهیں علاوہ اُسکی یہه مورخ لکهتا هی که هر کسان کے پاس ایک عمدہ پلنگ اور ایک اچها باغیچه تها اور اسباب سے یہه واضح هوتا هے که مورخان حال کے خلاف اس مورخ نے رعایا کي بودباش پر نهایت التفات اپنا صرف کیا *

† آتهویں حصه کي مناسبت باهمي همانن صاحب کے بیانات متعلقه هندوستان جلد ایک صفحه ۲۵ سے لي گئي اگرچه صاحب ممدوح نے کوئي سند یهاں نهیں بیان کي مگر تمام لوگ اُن کے قول کي تائید کرتے هیں

عہد مذکور الصدر میں ملک و رعایا کي عام حالت بلاشبهه تازه و شاداب هوگي سنه ۱۴۲۰ع میں جو نیکالوقي کانٹي صاحب نے ملکوں کو دیکھا بھالا تو گجرات کا حال آنکھوں دیکھا بڑے مبالغه سے بیان کیا اور گنگا کے کناروں یا میگنا کے ساحلوں کو ایسے شهروں سے آباد پایا جو پہلے پہولي باغوں کے بیچ میں واقع هوئے تھے اور شهر معرزیه کے پهنچنے سے پہلے چار مشهور شهروں پر گذرا اور شهر معرزیه کو سونے چاندي سے بھرپور اور اقسام جواهرات سے لبریز پایا چنانچه تائید اُسکے قول کي باربوسا اور بار تیما بهي کرتے هیں جنهوں نے سولهویں صدي کے آغاز میں سیر و سیاحت کو اختیار کیا تها منجمله اُنکے باربوسا کمبوجا کا بیان کرتا هی که وه شهر ایک عمده زر خیز ملک میں واقع اور فلانڈرز کي مانند ساري قوموں کے تجاروں اور کاریگروں اور کارخانه داروں کا ٹھکانا تها † اور ابن بتوته بهي جس نے محمد تغلق شاه کے خراب عهد میں سنه ۱۳۴۰ع یا سنه ۱۳۵۰ع میں سفر کیا بڑے بڑے آباد شهروں اور قصبوں کي تفصیل بیان کرتا هی باوجودیکه جن شهروں پر اُسکا گذر هوا منجمله اُنکے اکثر شهروں میں فسادوں کے هنگامے برپا تهے جس عمده حالت میں فساد سے پہلے یهه ملک هوگا وه اُسکے بیان سے مترشح هوتي هی*

اگرچه بابر نے هندوستانکو ناپسند کیا اور بچشم حقارت اُسکو دیکھا جیسیکه اب بهي یورپ کے رهنے والے پسند اُسکو نهیں کرتے مگر سولهویں صدي کے آغاز میں اُسنے بهت عمده ملک اُسکو بتایا اور اُسمیں سونے چاندي ‡ کي فراواني اور آبادي اور هر قسم کے پیشه کے سوداگروں اور کاریگروں کي بے پایاني دیکھکر کمال متعجب هوا § *

---

† واضح هو که باربوسا نے کتاب رموزیو کي جلد ایک اور صفحه ۲۸۸ اور بارتیما نے اُسي جلد کے صفحه ۱۲۱ میں گجرات کا حال بهي ایسا هي بیان کیا جیسا که کمبوجا کا حال اُنهوں نے لکھا

‡ ارس کائن صاحب کا ترجمه تزوک بابري کا صفحه ۳۱۰ و ۳۳۳

§ ایضا صفحه ۳۱۱ اور ۳۳۴ هندوستانکي آبادي شادابي کے مقدمه میں جو جو بیان لکھے گئے اُنکے خلاف و مقابله پر بابر کا یهه بیان تحریر کے قابل هی که اُسکے وقتوں

تمام هندوستان کا وہ حصہ جو اُس زمانہ میں هندوؤں کے قبضہ میں تھا پیداوار و محاصل کي حیثیت سے اُس حصہ سے کچھہ کم نتھا جسپر مسلمان قابض تھی تیمور لنگ کے پوتے کا ایلچی عبدالرزاق جو سنہ ۱۴۴۲ ع میں بصیغہ وساطت هندوستان کو ایا تھا † هندوستان کے جنوبي حصہ کے سیر و تماشی میں مصروف هوا اور اُسنی بھي هندوستان کے مداحوں سے موافقت کي غرض کہ اور سب لوگ اسبات پر متفق هیں کہ هندوستان کي ولایت سر سبزو شاداب تهي بیجا نگر کے دیکھنی والی بیجانگر کي چوڑائي چکلائي اورحسن و صفائي کو بڑے مبالغہ سے بیان کرتے هیں چنانچہ بیان اُنکا شهر کي زیب و زینت اور شهر والوں کي مال و

میں کالپي اور کڑہ مانک پور کے پاس پڑوس میں جنگلي هاتھیوں کي دھاڑیں جابجا پھرتي تھیں اور مقام گولراس مالوہ کے مشرق میں هاتھیوں کے بڑے ریوڑ سے اکبر کي مٹھہ بھیڑ هوئي (برگز صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ جلد ۲ صفحہ ۲۱۶) غرضکہ بیان مذکورالصدر سے یہہ سمجھا جاتا هی کہ یہہ شهر اُس زمانہ میں جنگلوں کے بیچ وهاں بستے تھے جهاں هاتھیوں کي ریوڑ چلتے پھرتے تھے مگر بعد اُسکے وہ جنگل کٹ کٹاکر صاف هوگیا هاں میرے یہہ راي هی کہ مسلمان شکار بازوں کي سعي و محنت سے جنگلوں کي صفائي وقوع میں آئي کچھہ ترقي ملک کي بدولت وہ واقع نهیں هوئي ابن بطوطہ اپني کتاب سیر و سیاحت میں جو توزک بابر سے دو سو برس پہلے لکھي گئي یہہ بات لکھتا هی کہ منجملہ اضلاع خاص هندوستان کے کڑا اور مانک پور دو ضلع نهایت آباد اور بغایت شاداب تھے (لي صاحب کا ترجمہ ابن بطوطہ کي کتاب کا صفحہ ۱۱۹) چھوٹے چھوٹے جنگل اور پہاڑوں کي ٹیکري هاتھیوں کے رهنے سهنے کے لیئے کافي وافي هونگي اور کهیں کهیں کھیت کیاروںپر کھانے پینے کي غرض سے هاتھي بھي چلتے پھرتے چلے جاتے هونگے باقي یہہ شبہہ کہ هاتھیوں کے رهنے سهنے اور لوگوں کے بسنے رسنے میں مخالفت هی یعني جهاں هاتھي رهتے هیں وهاں بستي نهیں بستي یوں رفع هوسکتا هی کہ راے محل کے پہاڑوں میں جو بنگالہ کے آباد شهروں کے پاس واقع هی گینڈوں کے ریوڑ رهتے هیں اور برا کے چوڑے چکلے جنگل میں نام و نشان اُنکا پایا نهیں جاتا هاں دو چار هاتھي تو پڑے پھرتے هیں اور اُنکي نسبت یہہ تصور هوسکتا هی کہ وہ حقیقت میں پالتو هاتھي تھےمگر مست هوکر جنگل میں بھاگ آئے اور وهیں رهنے سهنے لگے

† مري صاحب کي تحقیقات ایشیا جلد دو صفحہ ۱۸ *

دولت اور راجه کي شان و شوکت کے مقدموں میں اُن مورخوں کے بیانوں سے مساوي هے جو دلي قنوج کي تعریفیں کرتے هیں † *

بهت سے مورخوں نے بهت سے شهروں کا بیان کیا چنانچه ابن بتوته شهر مدورا واقع اخیر جزیره نماے گجرات کو دلي کي مانند بتاتا هے اور جب که اُسنے اُس شهر کو دیکها تها تو مسلمانوں کي فتح پر جزیره نماے مذکور کي بابت بهت تهوڑا عرصه گذرا تها اور یهي مورخ بیان کرتا هے که سارے ملیبار میں دو مهینے کي راه تک کوئي زمین ایسي نه دیکهي جو مزروعه نتهي اور باشندوں کا یهه نقشه تها که هر شخص کے پاس ایک باغیچه اور هر باغیچه کے وسط میں رهنے کا گهر اور خود باغیچه کے چاروں طرف کٹهرا کاٹهه کا سدهارا سنوارا تها ‡ *

غرضکه سمندر کے بندرگاهوں کو مورخوں نے بهت سراها چنانچه هندوستان کے دونو کناروں کے بندرگاهوں کو بڑے بڑے شهر بیان کیئے جنمیں جگهه جگهه کے سوداگر آتے جاتے اور رهتی سهتی تهی چنانچه افریقه اور ایران اور چین اور عرب کے سوداگر جهازوں کے ذریعه سے باهم تجارت کرتے تهے § اور علاوه ان کے خاص ملک والوں کي باهمي تجارت کناروں پر اور ملک کے اندر هوتي هی *

خوشامدي مورخوں نے پچهلے بادشاهوں کے حالات ایسي خوشامد درآمد سے بیان کیئے که اُن کے دیکهنے بهالنے سے پهلے بادشاهوں کي

---

† عبدالرزاق نے بیجانگر کا بیان ایسي آب تاب سے کیا که دهوم دهام اُسکي اُس بیان کي ٹیپ و ٹاپ سے زیاده هی جو الف لیله میں شاهزاده احمد کے قصه میں پائي جاتي هی اور معلوم هوتا هی که وه قصه اِسي شهر کے بیان سے لیا گیا اور کانٹی صاحب نے اُسکي چوڑائي چکلائي ایسي فرمائي که محیط اُسکا ساٹهه میل کا هی مگر بارٹیما نے محیط کو سات میل کا اور خود شهر کو شهر ملن کے بهت مشابه بتایا هی *

‡ لی صاحب کا ترجمه ابن بتوته کي کتاب کا صفحه ۱۶۶ *

§ ایران اور عرب اور پاس پڑوس کے ملکوں کے جهازوں کے علاوه ملیوار کے اکثر بندروں میں چین کي بڑي بڑي کشتیاں آتي جاتي تهیں — ابن بتوته کي تاریخ صفحه ۱۶۹ اور ۱۷۲ *

فتوحات اور ترقیات آنکھوں سے گرگئیں چنانچہ ایک مورخ اپنے ممدوح کي نسبت بیان کرتا هی که اُس نے ڈاک چوکي نکالي اور دوسرا مورخ اپنے ولي نعمت کو شارع عام کے بنانے اور کارواں سرایوں کے چنانے اور رستوں میں دوطرفه درختوں کے لگانے کا موجد بتاتا هی اور ابوالفضل نے هندوستان کي نئي نئي ایجادوں کو اکبر سے منسوب کیا اور ابن بتوته کے بیان سے واضح هوتا هی که محمد تغلق کے عهد و دولت میں گھوڑوں کي ڈاک چوکي ایجاد هوئي باقي پیادوں کي ڈاک چوکي جب سے مقرر هوئي که دیهات کا انتظام پدھان اور مقدموں کي راے اور تجویز پر سرکاري انتظام کے علاوه برابر چلا آتاهی † یهه مانا که راهوں کي راستي درستي کو شیر شاه نے رونق بخشي مگر ابن بتوته نے شیر شاه کے عهد و دولت سے دو سو برس پهلے ملیبار کے کنارے کے بڑے حصه میں جو اُس زمانه میں هندوؤں کا مقبوضه تها تمام شارع عام کو سایه دار درختوں کے سایه میں پایا تها اور معین معین فاصلوں پر مهماں سرائیں آباد اور کنوئیں چلتے هوئے دیکھے ایک کتبه کے دیکھنے سے جو حال میں هاتھه آیا اور عیسی علیه السلام کي ولادت سے تین سو برس پهلے کا هی یهه امر واضح هی که اُسوقت کے راجه نے شارع عام کے کناروں پر درختوں کے لگانے اور اور کنوؤں کے کھدوانے کا عام حکم جاري کیا تها *

سکوں کا بیان

اگرچه ابوالفضل نے نهیں لکھا مگر سنا گیا که پهلے پهل اکبر هي نے سونے چاندي کے سکه کو هندوستان میں رواج بخشا مگر بلا شبه یهه قول ایسا هی که تمام تاریخوں کے مخالف هی یهاں تک که اگر یهه بھي مانا جاوے که پهلے سے هندو سونے چاندي کا سکه نرکھتے تھے تو یهه امر ضروري هی که سنه عیسوي کے شروع میں اُنھوں نے اُن یونانیوں سے

† هرگانؤں کا دستور هی که ایک شخص اُس میں عام قاصد هوتا هی اور کارروائي اور کفایت شعاري کي ضرورت سے ضلع کا چودھري اپنے ضروري خطوط اور احکاموں کو عام قاصدوں کے ذریعه سے گانؤں گانوں جاري کرتا هی

لیا هوگا جو بلخ پر قابض متصرف هوئی تهے † علاوہ اُسکے غزني والون نے بهي ایسی رواج کو هاتهه سے ندیا هوگا جو سامانی خاندان کے عهد سلطنت اور خلیفوں کے ایام خلافت میں برابر جاري رها اور قطع نظر سب سے بارستن صاحب کے سکجاتں موسومه شاهان دهلي میں شمس‌الدین التمش کا سکا پایا جاتا هی جو سنه ١٢٣٥ ع میں مرگیا ‡ *

اگر مختلف سکوں کي قیمت قرار دي جاوے تو ایسا شخص اُسکو قرار دے سکتا هی جو مختلف سکوں کي پرکهه رکهتا هو اور اِس معامله کي کهوٹي کهري سمجهتا هو اور باوصف اِس کے غور و فکر سے بهي تشخیص قیمت کرسکتا § هووے خلیفوں کے وقتوں میں دینار درم کا

---

† پرنسپ صاحب کے عمدہ نقشوں کے پندرهویں صفحه اور ایشیاٹک سوسئیٹي کے روز نامچه کلکته تحقیقات مندرجه صاحب موصوف کو دیکهنا چاهیئے

‡ بارستن صاحب کي کتاب حالات ایشیا صفحه ٥٢١

§ قیمتوں کي تغیر تبدیل کا حال اِس بیان مفصل سے واضح هوگا که خلیفوں کے عهد خلافت کا دینار پانچ روپیه سوا پانچ آنه کے لگ بهگ هوتا تها (بارستن صاحب کي کتاب صفحه ١٧) ابن بتوته کے وقتوں میں مشرقي دینار سے مغربي دینار ایسي مناسبت رکهتا تها جیسی که چار ایک سے نسبت رکهتا هی یعني مشرقي دینار مغربي دینار کا چوتهائي تها اور معلوم هوتا هی که مشرقي دینار تنخا کا عشر یعني اُس کے دسویں حصه کي برابر تها اگر اُس زمانه کے تنخا کو اکبري روپیه کے برابر تصور کیا جاوے تو سوادو پنس یعني اٹهارہ پائي کے هوتا هی (واضح هو که اگلي عبارت سے معلوم هوتا هی که یهاں سوادو شلنگ کي جگهه سوادوپنس سهو سے لکها گیا اور سوادو شلنگ کے اٹهارہ آنه هوتے هیں مترجم) کابل میں زمانه حال کا دینار ایسا کم قیمت هی که دو سو دینار ایک عباسي کے برابر هوتے هیں جو ایک اٹهني سے بهي کم قیمت هوتي هی فرشته والا بیان کرتا هی که علاءالدین کے عهد سلطنت میں ایک تنخا پچاس جیتل کي برابر تها جو ایک تانبی کا سکهه پیسه کي برابر بنایا جاتا تها اور محمد تغلق کے زمانه میں وهي تنخا ایسا ذلیل هوا که سوله پیسه کي برابر پڑا اور معلوم هوتا هی که تنخا اُس زمانه میں زمانه حال کے روپیه کي جگهه برتا جاتا تها اور جب که مقدار اُس کي روپیه کے مناسب تهي تو شاید قیمت بهي برابرهي هوگي اکبري روپیه کهري چاندي کے لحاظ سے ه، ١٧٤

رواج تھا اوربعد اُن کے تنخا‡ نے رواج پایا جس کے ٹکڑے جیتل اور دامون کے نام سے مشہور هوئی بعد اُس کے شیر شاہ نے تنخا کا نام روپیا رکھا اور اکبر نے اُس کو موقوف نکیا اور مول تول اُس کا ایسے تناسب سے قایم کیا کہ مغلوں کی حکومت تک جوں کا توں قایم رها اور آج کل کے مروج روپیه کے وزن و مقدار کی وهي بیخ و بنیاد هی *

عمارتوں کا بیان

اُن پرانی عمارتوں کے دیکھنے بھالنے سے جنکو مسلمان بادشاهوں نے یادگار اپنا چھوڑا یهه بات دریافت کرسکتے هیں که اُن لوگوں نے فنون عمارت میں کس قدر مهارت بهم پهونچائی تهي اور اُنکي سعي و محنت کي بدولت فن عمارت کي ترقي کس مرتبه کو پهونچي تهي چنانچه قطب صاحب کے پاس اُس نا تمام مسجد کي محرابیں جو آج تک برابر چلي آتي هیں علاوہ بلندي اور ایسے عمده کتبوں سے آراسته پیراسته هونے کے جو طرح طرح کے بیل بوٹوں سے مزین و مرتب هیں اِس وجهه سے

چوکھي چاندي کے جوڑوں کے برابر هوتا تھا اور چالیس داموں یا پیسوں پر منقسم تھا اور هر دام یا پیسا ۱۹۱٫۵ تانبی کے جوڑوں کي برابر تھا اور هر دام پچیس جیتلوں پر منقسم تھا جو غالباً ایسے سکے کا نام هی جو ٹکسال میں ڈھالہ نجاتا تھا انگلستان کي ملکه الزبیتهه کے زمانه کا شلنگ کھري چاندي کي روسے ۸ ء ۸۸ جو کے دانوں کا تھا اکبر کے عهد سلطنت کا روپیه انگریزي سکه کے حساب سے ایک شلنگ ساڑے گیاره پنس کا تھا اکبر کا سکا اور اُس کے سکه کا سانچا سلاطین مغلیه کي قلمرو میں پچھلي صدي کےنصف تک یعني بادشاهيکي تباهي سے پهلے زمانه تک قایم رها اور کسي قسم کي تبدیل اُس میں واقع نهوئي بعد اُس کے بهت سي ٹکسالیں قایم هوئیں اور کھوٹی کھرے سکهه نکلنے لگے ایک سو چهتر جو چوکھي چاندي اُس روپیه میں موجود هی جو کمپني کي قلمرو میں آج معمول و مروج هی اور وہ روپیه بتیس ٹکه یعني چونسٹھه پیسونکو بکتا هی اور هر پیسه تانبی کے سو جوڑوں کي برابر هی

‡ احتمال هی که تنخواہ مروجه کي اصل یهي تنخا هو اور اُسکو واؤ معدوله سے لکھتے هونگے بعد اُس کے بلفظ تنخواہ مستعمل هوا اور رفته رفته شاعروں کے استعمال میں پهونچا چنانچه مخلص کاشی اور سلیم تلي کے شعروں میں پایا جاتا هی والله اعلم بالصواب ۱۲ مترجم

بھی بیان کے قابل ھیں کہ وہ پہلے وقتوں کی نوکدار محرابوں کے نمونہ ھیں † منجملہ اُن کے بیچ کی محراب ازروے کتبہ مکتوبہ سنہ ۵۹۴

† سنہ ۱۲۱۰ اور سنہ ۱۲۳۶ ع کے درمیان میں شمس الدین التمش نے اُس مینار کو پورا کیا جو قطب صاحب کی لاٹھہ سے مشہور و معروف ھی اور اُسکے دروازوں کی محرابیں نوکدار ھیں نئی پرانی دلی کے گنبدوں کے دیکھنے سے ھندوستان کے فن عمارت کا حال اگلا پچھلا دریافت ھوجاتا ھی جسکے ذریعہ سے مشرقی فنون عمارت کی تاریخ میں بصیرت حاصل ھوسکتی ھی

یہہ مسجد ابتدا میں ایک مندر تھا جسکو راے پتھورا نے سنہ ۱۱۴۳ع مطابق سنہ ۵۳۸ ھجری کے بنایا تھا سنہ ۵۸۷ ھجری مطابق سنہ ۱۱۹۱ ع کے جب قطب‌الدین ایبک سپہ سالار نے دلی کو فتح کیا تو اُس مندر کو مسجد کرلیا مگر کچھہ عمارت نہیں بنائی صرف شرقی دروازہ پر فتح نامہ کھود کر لگا دیا جو ابتک موجود ھی سنہ ۵۹۲ ھجری مطابق سنہ ۱۱۹۵ ع کے سلطان معزالدین نے مسجد کی عمارت بنانے کا حکم دیا چنانچہ شمالی دروازہ پر یہہ حکم کندہ ھی بموجب اُس حکم کے پانچ در کی مسجد بنائی گئی اورسنہ ۵۹۴ ھجری مطابق سنہ ۱۱۹۷ ع کے ختم ھوئی چنانچہ بیچ کی محراب کے جنوبی بازو پر یہہ تاریخ کندہ ھی بعد اسکے سلطان شمس‌الدین التمش نے اس مسجد کو وسیع کرنا چاھا اور سنہ ۶۲۷ ھجری مطابق سنہ ۱۲۲۹ ع کے اس مسجد کے دونوں طرف تین تین در اور بنائے سنہ ۷۱۰ ھجری مطابق سنہ ۱۳۱۰ ع کے سلطان علاوالدین محمد شاہ خلجی نے جانب جنوب بہت عالیشان‌دروازہ اس مسجد کے لیئے بنایا پھر اُسی بادشاہ نے اس مسجد کے اور زیادہ وسیع کرنیکا حکم دیا چنانچہ دوسرا مینار اور جانب شمال نو در اور بنانے شروع کیئے جو ناتمام رھگئے

لاٹھہ کا حال کہ در اصل اسکا بانی کون ھی نہایت مشتبہہ ھی اسمیں کچھہ شک نہیں کہ اگلے زمانوں کے مسلمانوں کی عادت تھی کہ مسجد کے قریب ایک بلند مینار بناتے تھے جو ماذنہ کہلاتا تھا اور یہہ ایک ایسا قرینہ ھی جس سے یقین ھوسکتا ھے کہ اس لاٹھہ کے بانی مسلمان ھوں مگر یہہ بھی مشہور ھی کہ اس لاٹھہ کا پہلا درجہ راے پتھورا کا بنایا ھوا ھی اور جوکہ اس لاٹھہ کا پہلا دروازہ شمال رویہ ھی جیساکہ ھندوؤں کے مندروں کا ھوتاھی اور نیز اس درجہ پر زنجیروں میں گھنٹے لٹکتے ھوے پتھروں پر کھدے ھوئے ھیں جسطرح کہ راے پتھورا کے مندرکی تمام عمارتمیں کھدے ھوئےھیں اور نیز اس درجہ پر اُسیطرح کا نقشنامہ قطب الدین ایبک اور معزالدین سام کے نام کا لگا ھوا ھی جسطرح کہ مندر کے شرقی‌دروازہ پر لگا ھواھی اِس لیئے شبہہ ھوتا

ہجري مطابق سنہ ۱۱۹۷ ع کے سنہ مذکور میں پوري ہوئي تھي علاوہ اُس کے پچھلے وقتوں میں اکبر سے پہلے بادشاہوں کي عمارتوں میں نوکدار محرابیں اکثر پائي جاتي ہیں چنانچہ اُن سے صاف واضح ہوتا ہی کہ معمار اُس زمانہ کے کسي طرح کا گنبد نہیں بنا سکتے تھے مسجدوں کي یہہ قطع تھي کہ چار چار ستونوں پر ایک ایک گنبد چھوٹا سا قایم کرتے تھے اور ایسے ایسے چھوٹے گنبد بہت سے ہوتے تھے غرض کہ ساري مسجدوں کي صورت ایک ایسی تنگ رستہ کي مانند ہوتي تھي جو متواتر ستونوں کے بیچ میں واقع ہووے اور بے تکلف چوڑائي اُس میں پائي نجاوے *

غالب یہہ ہی کہ وہ صورت جو ابتداے حال میں مسجدوں کے لیئے قرار دي گئي تھي مذکورہ بالا صورت بھي اُسیکي مانند اُنہیں کاریگروں نے اختیار کي ہوگي جو بڑے بڑے گنبدبھي بناسکتے تھے چنانچہ دلي کي کالي مسجد اُسي پراني طرز پر چھوٹے چھوٹے گنبدوں سے بنائي گئي باوجودیکہ فیروز شاہ تغلق کے زمانہ یعني سنہ ۱۳۸۷ ع میں طیار ہوئي اور غیاث الدین تغلق کے مقبرہ پر جو سنہ ۱۳۲۵ ع میں مرگیا بڑا بلند اور عمدہ گنبد قایم ہی † *

ہی کہ یہہ پہلا درجہ شاید ہندوؤں ہي کا بنایا ہوا ہی مگر دوسرے درجہ پر جو کتبہ لگا ہوا ہی اُس سے صاف ثابت ہی کہ باقي درجے اس لاٹھہ کے سنہ ۶۲۷ ہجري مطابق سنہ ۱۲۲۹ ع کے سلطان شمس الدین التمش نے بنائے سنہ ۷۷۰ ہجري مطابق سنہ ۱۳۶۸ ع کے فیروز شاہ نے اور سنہ ۹۰۹ ہجري مطابق سنہ ۱۵۰۳ ع میں فتح خاں بعہد سلطان سکندر بہلول اور سنہ ۱۸۲۹ ع مطابق سنہ ۱۲۴۵ ہجري کے گورنمنٹ انگریزي نے اس لاٹھہ کي مرمت کي سال حال سنہ ۱۸۶۷ ع میں اس لاٹھہ پر بجلي گري اور شق ہوگئي اور گورنمنٹ انگریزي نے اُسکي مرمت کر دي (مترجم)

† گنبدوں کا نقشہ یوناني عمارتوں سے مسلمانوں نے بلا شبہہ اڑایا مگر جب کہ ہندوستان میں رواج اُسکا ہوا اور مسجدیں تعمیر ہوئیں تو اُنکا بیروني رنگ روپ ولي سوفیہ کے یوناني گرجا سے نہایت دلچسپ اور عمدہ پایا گیا

اگلے وقتوں میں پہلے چپٹے گنبد بنتے تھے مگر جہانگیر اور شاہجہان کے وقتوں میں کچھہ کچھہ اوبھرنے لگے تھے یہاں تک نصف کرہ سے زیادہ گول اور اونچے ہونے لگے اور استوانوں پر قرار انکو دیا گیا مختلف زمانوں کی محرابیں بھی مختلف ہیں چنانچہ اگلے وقتوں کی محرابیں سیدھی سادھی اور قوم گاتھک کی طرز و انداز پر اور پچھلے وقتوں کی محرابیں نعل و بیضہ سے زیادہ گول و مدور اور بیل بوٹوں سے مزین و منقش پائی جاتی ہیں یہانتک کہ اکبر کے بعد کی عمارتیں پہلی عمارتوں کی نسبت بلند اور شاندار اور خوش نما دیکھی گئیں اور بھدی اور بھونڈی ہونے کے باعث سے پہلی عمارتوں کا اثر بھی دیکھنے والوں کی طبیعتوں پر بہت کچھہ ہوتا ہی † *

اگرچہ ہندوستانی اور طرز گاتھک کی عمارتوں میں نوکدار محرابوں اور کھڑکی دروازوں پر خاص قسم کے بیل بوٹوں کے بنانے اور بعض اور باتوں کے باعث سے ایسی مشابہت قایم ہوتی ہی کہ بادی النظر میں اسکے دیکھنے سے ہر شخص کو حیرت ہوتی ہی مگر ہندوستان کی عمارتوں میں گنبدوں اور افقیہ خطوط کے جگہہ جگہہ ہونے اور انکو بڑی شان و عزت کی بات سمجھنے کے باعث سے دونوں طرزوں کی مخالفت واضح ہوتی ہی منجملہ انکے خصوص بہت پرانی عمارتیں جو طرز گاتھک سے بہت سی باتوں میں مشابہہ ہوتی ہیں اس خاص طرز سے مخصوص ہیں کہ ان میں پتھر کے چھجے لگے ہوتے ہیں جو پتھر کے توڑوں کے سہارے قائم کیئے جاتے ہیں اور گاتھک وضع کی عمارتوں میں چھوٹی سی کانس لگی ہوتی ہی *

† بشپ ہیبر صاحب نے اپنے روز نامچہ جلد ایک صفحہ ٥٦٥ میں لکھا ہی کہ پٹھان لوگ اپنی عمارتوں کو دیووں کی مانند بڑی بڑی چوڑی چکلی بنیادوں اور آثاروں پر قایم کرتے تھے اور جوہریوں کی مانند نقش و نگاروں کی زیب و زینت پر سب کو تمام کرتے تھے اور باوصف اسکے کہ نقش نگاروں کی آراستگی اور بیل بوٹوں کی پیراستگی سے مکانوں کی مناسبت پر وہ مقام بہت خوشنما معلوم ہوتے ہیں مگر وہ بیل بوٹی اصل عمارت کے بھونڈے بھدے پن کو کھو نہیں سکتے

برجیوں اور کنگوروں کی کثرت سے ہندوستانی عمارتوں اور گاتھک وضع کی عمارتوں میں زیادہ مشابہت اس لیئے نہیں پائی جاتی کہ ہندوستانی عمارتوں میں برجیوں کی نوکیں کاہے گاہے نکالتے ہیں اور جب کبھی نکالتے ہیں تو بہت تھوڑی نکالتے ہیں بلکہ ہمیشہ برجیاں ایسے گنبد پر ختم ہوتی ہیں جو بعض اوقات برجیوں کے محیط سے باہر نکل جاتا ہی *

پہلے مسلمانوں کے رنگ روپ اور چال ڈھال کا بیان

پرانے وقتوں کے مسلمان نہایت تنومند اور سرخ رنگ اور بغایت قوی اور تندرست ہوتے تھے اور موٹے جھوٹے کپڑے کے تنگ کرتے پہنتے تھے اور ہمیشہ چمڑے کے موزے پہنا کرتے تھے اور اورنگ زیب کے عہد دولت کے مسلمان دبلے پتلے اور کالے پیلے تھے اور مہین ململ کے جامہ چین دار اور اتنے نیچے پہنتے تھے کہ اُن کی زردوزی جوتیاں دامنوں تلے چھپ جاتی تھیں مگر یہہ تحقیق دشوار ہی کہ پرانی طرزوں میں کب سے تھوڑا تھوڑا تغیر واقع ہوا جسکے تغیر سے طور و طریق بھی بدل گئے *

غالب ہی کہ جب مسلمانوں کو غور و غزنی سے کچھہ واسطہ علاقہ نرہا تو یہہ تغیر واقع ہوا چنانچہ ابن بطوطہ نے لکھا ہی کہ چودھویں صدی کے نصف پر پان کھانے نے رواج پایا اور باورچی خانوں میں کھانوں کو تلون نصیب ہوا غرض کہ طور طریقوں میں تغیر نے راہ پایا اور جب کہ بابر نے سولھویں صدی میں مسلمانوں کی چال چلن کو ویسا نپایا جنکا وہ معتاد اور خوگرده تھا تو سخت حیران رہا † مگر غالب یہہ

---

† بابر کا بیان اس لیئے دلچسپ ہے کہ اُسنے ایسے تعصب سے لکھا ہی جو کابل یا یورپ سے نئے آنے والوں میں پایا جاتا ہے بابر بیان کرتاہی کہ ہندوستان ایسا ملک ہے کہ اُسمیں عیش و عشرت کی وہ باتیں نہیں جنکی خوبی سے وہ مرغوب ہورے وہاں کے رہنے والے خوب صورت نہیں اور ملنے جلنے کے لطف اور اُٹھنے بیٹھنے کی خوبی سے محض ناواقف ہیں اور عقل اُنکی سلیم اور فکر اُنکی صائب اور طرر اُنکے پسندیدہ نہیں اور حسن مروت اور درد و رنج کی شراکت سے نا آشنا ہیں اُنکی دستکاریوں میں کوئی جدید ایجاد اور نقاشی معماری میں کوئی ہنر پایا نہیں جاتا گھوڑے برے اور کھانے کا گوشت برا اور پہل پہلاری سے محروم اور تربوز و انگوروں سے بے نصیب

هی که خاندان تیمور کي تخت نشیني سے بہت زیادہ تغیر ظہور میں آیا اسلیئے کہ ازبکوں اور افغانوں کے بغض و عداوت اور ایرانیوں کے ساتھہ مذھبي تعصب کے باعث سے باہر کے لوگونکا انا جانا مسدود ہوگیا ‡ *

اکبر نے صاف صاف اسباب کو منجملہ تدبیروں مملکت کے قرار دیا تھا کہ مسلمانوں کي چال ڈھال اُن لوگوں کے چال چلن کے مشابہہ ہوني چاھیئے جو ہندوستان کے اصل باشندے ہیں *

غالب ہی کہ جب سی ہندو مسلمانوں کا ملنا جلنا شروع ہوا تب سی مسلمان ایسے روکھی سوکھی اور تیکھی پھیکی نرھی تھی جیسی کہ آپس کے میل جول سے پہلے چلے آتے تھی مگر تھوڑي مدت گذرنے پر تاثیر اس میل جول کي حاکمونپر ظاہر ہوئي چنانچہ محمود اور اُسکے جانشینوں کے وقتوں کي نسبت غلام باد شاھوں کے وقتوں میں ظلم و ستم کي باتیں زیادہ ظہور میں آئیں اور بعد اُنکے جو ظلم و ستم پچھلي سلطنتوں میں واقع ہوئی وہ خاص خاص حاکموں کے باعث سے وقوع میں آئی یا بیگانہ ملکوں کي فوجوں کے سبب سے پیدا ہوئی باقي خاندان تیمور کے اکثر بادشاھوں کي حکومت کے طور طریق اُن باد شاھان یورپ کے طرز و اندازوں کے قریب قریب پہونچتي تھی جنکي حکومتیں نرم اور معتدل تھیں *

مسلمانوں کے علم و زبان کا بیان

مسلمانوں کا خاص علم اُس زمانہ میں زیادہ مروج ہوا جسکا حال اب لکھا جاویگا یعنے اکبر کے عہد دولت میں اُس علم نے ترقي پائي اور

اور ٹھنڈي ہوا پانے سے کوسوں دور اور بازار اُنکے اچھي غذاء وبساط سے خالي اور حمام اور مدرسوں سے بے نشان اور شمع مشعلوں سے ناکام ہیں یہانتک کہ کسي گھر میں شمع دان کا نشان پایا نہیں جاتا بعد اُسکے اُن برے بھونڈي چیزوں کي ہنسي کرتا ہی جو اِن عمدہ چیزوں کي جگھہ برتي جاتي ہیں (ارسکائن صاحب کا ترجمہ تورک بابر کا صفحہ ۳۳۳) *

‡ فرشکہ مغربي لوگوں سے یہاں تک واسطہ علاقہ منقطع ہوا کہ او رنگ زیب اُن ایرانیوں کو جو ہندوستان کے مسلمانوں کا اصل نمونہ ہیں اکہڑ گنوار کہتا ھے اور ذلیل لقب کے لگائے بدون اُنکے نام نہیں لیتا ھے جیسے جنگلي وحشي *

بعد اُس کے تنزل کو پہونچا اگرچہ مسلمانوں نے دقیق دقیق علموں میں هندوؤں اور یورپ والوں سے عمدہ عمدہ باتیں حاصل کیں مگر عهد مذکور کے بعد کوئي فارسي تصنیف ایسي هندوستان میں پائي نہیں جاتي جو نہایت عمدہ اور تحسین و آفرین کے شایان هووے *

مسلمان مورخوں کو شنسکرت کے مورخوں پر تاریخ نگاري میں فوقیت حاصل هی مگر یہہ بات اُن کو عرب والوں کي بدولت حاصل هوئي اگرچہ مسلمان مورخوں کي تاریخوں میں معمولي مضمونوں پر بہت سي لنبي چوڑي تقریریں پائي جاتي هیں اور وہ دلچسپ اور ضروري باتوں اور دقیقہ سنجي اور نکتہ چیني اور حکیمانہ راے و تجویزوں سے معرا و مبرا اور کہیں کہیں یاوہ گوئي اور بیہودہ سرائي سے مشحون و معمور هیں مگر واقعات کا سلسلہ ایسا برابر هی کہ کسي مقام سے منقطع نہیں هوتا علاوہ اس کے علم جغرافیہ سے معمور اور اوقات تواریخ کے تعین و تقرر میں آمادہ اور سندوں کے حوالہ دینے میں نہایت مستعد هیں غرض کہ امور مذکورہ بالا کي نظر سے برهمنوں کي بیہودہ کہانیوں پر نہایت فوقیت رکہتي هیں *

یہہ بات اچنبھے کي هی کہ هندوستاني مسلمانوں کي زبان کي اصل و حقیقت جو آج کل هندوستان میں بولي جاتي هی اور لوگوں کو بہت کم معلوم هی *

جب کہ دلي کي سلطنت قایم هوئي اور بیخ و بنیاد اُسکي مستحکم پڑي تو یہہ بات ضروري هی کہ سارے فیروزمندوں نے هندوستاني جورو بچوں کي بول چال اور علاوہ اُن کے هندوستانیوں کے میل جول کي ضرورت سے هندي بولي سیکہي هوگي جسکي اصل شنسکرت تهي اگرچہ اُس هندي زبان کے مصدر شنسکرت کي زبان کے تهے مگر گردان اُسکي بهي تهي جو آج کل معمول و مروج هی اور غالب یہہ هی کہ یہہ زبان ایک مدت تک خالص رهي هوگي اگرچہ کسي مشرقي مورخ نے چهان

یعنی اس بات کي اب تک نہیں کي کہ کس کس تبدیل و تغیر سے وہ زبان ایسي ہو گئي جو آج کل بولي جاتي هی *

زمانہ حال کے ایک مسلمان † مورخ نے بیان کیا هی کہ تیمور کے دهاروں کے وقتوں میں زبان حال کي صورت قایم هوئي اگرچہ یہہ بات قیاس سے خارج هی کہ ایسي یورشوں کے وقتوں میں جو پورے برس دن بهي قایم نہ رهیں اور قتل و قتال اور سفا کي بے با کي کے سوا کوئي نشان آنکا پایا بهي نہیں جاتا کسي قوم کي زبان میں تغیر واقع هووے مگر یہہ تعجب نہیں کہ پندرهویں صدي کے اخیر میں آج کل کي هندي بولي نے ترقي پائي هو معلوم هوتا هی کہ بارهویں صدي کے اخیر سے پہلے اس بولي کو زیادہ ترقي نہوئي هوگي اسلیئے کہ بنیاد اُس کي قنوج کي دیسي بولي تهي پنجاب کي دیسي بولي نہ تهي جس کو مسلمانوں نے پہلے پہل فتح کیا ‡ تها *

یہہ بولي پچهلے وقتوں کي تصنیفوں میں برتي گئي یعنے کتابوں اور شعروں میں برتاو اُسکا هوا اِس لئیی کہ کالبروک صاحب نے ایک ایسے هندو شاعر کا حال لکها هی جسنے آغاز سولہویں صدي کے قریب ایک کتاب جیپور میں تصنیف کي اور کہیں کہیں اُسمیں فارسي لفظوں کا استعمال بهي کیا مگر صاحب ممدوح یہہ بهي کہتے هیں کہ مسلمان شاعر بهي اُس خالص هندي میں پہلے پہلے شعریں کہتے تهے جو هندوي کہلاتي هے چنانچہ هندوستاني مسلمان شاعروں کے شعر اوس تذکرہ میں مندرج هیں جو سنہ ١٧٥٢ع میں تالیف هوا هاں تذکرہ کے پچهلی شاعروں کے شعروں میں عربي فارسي لفظوں کا استعمال پایا جاتا هی *

---

† ڈاکٹر گل کراست صاحب کي هندوستاني زبان کي تحقیقات میں اس مورخ کا حوالہ درج هی

‡ کالبروک صاحب کي تحریر مندرجہ کتاب تحقیقات ایشیا جلد ٧ صفحہ ٢٢٠

زبانی حال یعني اُردو کے شاعروں میں ولي پهلا شاعر هی جسنی سترهویں صدي کے نصف میں اُردو زبان میں شعریں کهیں بعد اُسکی برابر شاعر هوتے چلی ائی چنانچه آج تک وه سلسله چلا آتا هی مگر تصنیفات ان شاعروں کي فارسی شاعروں کے کینڈے پر دیکهیں گئیں اور انهیں کے چربه پر اشعار اُن کے پائی جاتے هیں اور غالب هی که یهه لیاقت هندوستاني شاعروں کو حاصل هوئي که اُنهوں نے خانگي امورون اور زندگي کي عام حالتوں کي هجو و مذمت لکهنے کو رایج کیا اِس لیئے که عربي فارسي کے شاعر خاص خاص لوگوں کي مذمتیں لکها کرتے تهی جیسی که فردوسي طوسي نے محمود غزنوي کي مذمت لکهي منجمله اُن کے سودا شاعر نے هجو گوئي کو بڑے پایه پر پهونچایا جو اٹهارهویں صدي کے اخیر میں بڑي دهوم دهام کا شاعر گذرا اگرچه دکني بنگالي او علی‌هذاالقیاس اور زبانوں میں عربي فارسي لفظ داخل هوئی مگر اُردو کي مانند دوسري زبان قایم نهوئي *

نواں حصہ

اکبر کي سلطنت کا بيان

پہلا باب

سنہ ۱۵۵۶ع يعني اکبر کي تخت نشيني سے سنہ ۱۵۸۶ تک کا بيان

اکبر کي تخت نشيني اور بيرم خاں کي وزارت کا بيان

اکبر تيرہ برس چار مہينے کا تھا کہ ہمايوں نے انتقال کيا اگرچہ يہہ شاہزادہ عمر کي حيثيت سے دستور سے زيادہ ہوشيار اور قابل تھا مگر باوصف اسکے انصرام و اہتمام کے قابل نتھا ہمايوں نے اپنے مرنے سے پہلے پنجاب کيطرف اُسکو روانہ کيا تھا اور حقيقت يہہ تھي کہ اکبر نام کا سردار تھا اور کل کام اُسکا بيرم خاں سے متعلق تھا اور حقيقت ميں وہي حاکم تھا چنانچہ يہي تعلق اکبر کي تخت نشيني کے بعد بھي قايم رہا يہانتک کہ بيرم خاں نے خانخانان کے خطاب سے سرفرازي پائي جسکے يہہ معني ہيں کہ وہ بادشاہ کا باپ ہي اور تمام اختيارات اُسکو بے حد و بے پاياں حاصل ہوئے غرضکہ وہي بادشاہ گنا گيا *

يہہ بيرم خاں جسکو يہہ مرتبہ حاصل ہوا ترکمان قوم کا تھا زمانہ ميں ہمايوں کا بڑا معزز سردار تھا جب کہ ہمايوں خارج نہوا تھا بعد اُسکے جب شير شاہ کے ہاتھوں سے فاحش کھائي تو بيرم خاں ہمايوں سے الگ ہوگيا اور اُوتھاکر گرتا پڑتا گجرات سے گذرا اور ہمايوں کي بيد

...یں جاکر ملا چنانچہ وہ لوگ اُسکو دیکھکر نہایت
...و کھر سے نکھرے ہوگئے تھے اور اس سے صاف واضح ہوتا
...ہ لوگ اُسکو پہلے سے جانتے تھے کہ وہ اڑے وقتوں میں بڑے کام کا
آدمي ھی اور اُسکو اسي لیئے نہایت عزیز و معزز رکھتے تھے غرض کہ اُس
وقت سے همایون کے معتمدوں میں داخل هوا اور وہ سردار ایسا مزاج کا
مستقل اور طبیعت کا مضبوط تھا کہ اگر اُسکا سا استقلال اُسکے آقاء نامدار
کے مزاج میں تھوڑا بہت زیادہ ہوتا تو اُسکے حق میں بہت هي اچھا
هوتا *

جب کہ همایوں کا انتقال هوا تو بیرم خاں اُس زمانہ میں سکندر
سور کے مقابلہ میں مصروف و آمادہ تھا اور سکندر سور کو ایسا دبا رھا
تھا کہ شمالي پہاڑوں کے دامن میں بھاگ کر گیا اور اب تک دلي
پنجاب کي فرمانروائي کا دعوي کرتا تھا هنوز بیرم خاں جدید مفتوحہ
ملکوں کے کام کاج کا انصرام نکرنے پایا تھا کہ ناگاہ اُسکو یہہ پرچہ لگا کہ
مرزا سلیمان والي بدخشاں نے خاص کابل اور دیگر ممالک مقبوضہ
همایوں پر قبضہ کیا اور جب کہ اُسنے نقصان مذکورہ بالا کا تدارک چاھا
اور اُس میں فکر و تامل کیا تو ناگاہ اُسکو یہہ خبر پہونچي کہ سلطان
عدلي کي طرف سے هیمو بقال ایک بھاري فوج اپنے همراہ لیکر ان دو
کاموں کے ارادہ پر روانہ هوا ایک یہہ کہ مغلوں کو هندوستان سے خارج
...ے اور دوسرے یہہ کہ سکندر سور باغي کو گوشمالي دیوے مگر یہہ بات
...کہ اس لڑائي کا نتیجہ هم پہلے بیان کرچکے یعني پٹھانوں کو
...ب هوئي اور هیمو بقال اپني دلاوري بہادري سے جي توڑ کر
...ک تیر اُسکي آنکھہ میں پیٹھا اور وہ اُسکے صدمہ سے اپنے
...هوکر گرا چنانچہ وہ مقید هوا اور اکبر کے ڈیرے میں
...نے یہہ بات چاهي کہ اکبر شاہ اپنے هاتھوں کو ایسے
...سے رنگین کرے اور غازي کہلاے مگر جب کہ اُس

بهادر نے حریف مجروح کے قتل کرنے سے صاف انکار کیا تو بیرم خاں نے اُسکے وهم و اندیشے سے خفا هوکر ایک وار میں هیمو کا کام تمام کیا *

بعد اُسکے دلی آگرہ پر اکبر نے قبضہ کیا مگر تهوڑے عرصہ بعد اُسکو پهر پنجاب جانا پڑا اس لیئے کہ اُسکو کہیں یہہ پرچہ لگا کہ سکندر سور نے پہاڑوں سے خروج کیا اور پنجاب کے بہت سے حصہ کو دبا لیا غرض کہ پہاڑي ملکوں کے سوا تمام هموار ملک اکبر کے قبض و تصرف میں بکمال آساني دوبارہ آگئے اور سکندر سور اپني جان بچاکر مانکوٹ کے مضبوط قلعہ میں داخل هوا اور اُس قلعہ کو بڑي جانفشاني سے بچایا یہانتک کہ اکبر نے آٹهہ مہینے اُسکے محاصرہ میں گزارے مگر وہ قلعہ فتح نہوا بعد اُسکے سکندر سور نے اِس قول و قرار پر قلعہ حوالہ کیا کہ بنگالہ جانیکي مزاحمت نکرے چنانچہ سکندر سور بنگالہ کو چلا گیا جہاں پٹهانوں کا ایک خاندان اب بهي قابض و متصرف تها *

واضح هو کہ اسي زمانہ سے خاندان تیمور کي سلطنت کا بحال هونا سمجها جاتا هی اور حقیقت یہہ هی کہ بیرم خاں کي سعي و محنت کي بدولت وہ سلطنت بحال هوئي اور اب بیرم خاں کو اس درجہ کے اختیار اور اُس مرتبہ کي جاہ و حشمت حاصل تهي کہ محکوم کے حق میں اُس سے زیادہ ممکن و متصور نہیں *

بیرم خاں اپني سپاهیانہ لیاقتوں اور حکومت کے زور و قوت کے باعث سے ایسي ایسي بیروني مشکلوں پر غالب آیا تها کہ اُس سے کچهہ کم تهوڑي همت والا سردار اُن کے دباؤ سے دب جاتا چنانچہ جو اُسکے جي میں آیا وہ کیا اور همیشہ اپنے ارادوں پر جما تهما رہا اور حقیقت یہہ تهي کہ یہہ عادات اُس میں ایسي قوي فوج کے دبائے رکهنے کے لیئے ضروري و لابدي تهیں جس میں بڑے بڑے لڑنے والے بے ٹهور ٹهکانے لوگ بهرتي تهے اور اُسکي بے انتظامي اور خود سري کا پاداش و تدارک همایوں کي عقل و شجاعت اور زور و قوت سے خارج تها اور خصوص ایسے

وقتوں میں کہ ایک صغیر سن بادشاہ تخت نشین ہووے تو یہہ احتمال غالب تھا کہ بیرم خاں اگر ایسا مستقل مزاج نہوتا تو وہ فوج اکبر کی حکومت کو زیر و زبر کرتی اور ہرگز جمنے ندیتی *

غرض کہ نظر بوجوہات مذکورہ بالا بیرم خاں کی کڑی حکومت لوگ اُس وقت تک بلا شور و فریاد اُٹھاتے چلے گئے کہ سلطنت کی بقاء و سلامت اُسی کی خاص حکومت سے منوط و مربوط سمجھی گئی اور جب کہ یہہ کھٹکا باقی نرہا کہ بدون اُسکے وہ سلطنت بہت جلد افسردہ پژمردہ ہوجاویگی تو اُسکی حکومت کی سختیوں کا اثر دلوں پر ہونے لگا اور لوگوں کے مزاج اُسکی جانب سے بگڑنے لگے اور وجہہ یہہ تھی کہ یہہ بیرم خاں چند ایسی ذاتی برائیاں رکھتا تھا کہ اُنکی بدولت اُسکی حکومت سخت ناگوار ہوئی یعنی مزاج اُس کا تلخ و ترش اور چال ڈھال اُسکی غرور و نخوت سے مشحون و معمور تھی اور اپنی حکومت کا بغایت خواہاں اور دوسریکے اختیار و حکومت سے بڑا جلنے والا اور حد سے زیادہ تعظیم و تکریم کا بجبر و اکراہ طالب تھا اور ایسے اختیار کو دیکھہ نسکتا تھا جو اُسکی عنایت کے سوا کسی اور کے ذریعہ سے حاصل ہووے غرض کہ اوصاف مذکورہ کے باعث سے بہت لوگ اُس کے دشمن ہوگئے یہاں تک کہ خود بادشاہ بھی برگشتہ خاطر ہوگیا اس لیئے کہ بادشاہ اب جوان ہوتا جاتا تھا اور بیل اُس کی روز روز بڑھتی جاتی تھی اور بیرم خاں کی مستقل حکومت سے بات اُسکی ایسی پھیکی پڑی تھی کہ اُس کے گوارا کرنے کی اُسکو ہرگز تاب نہ تھی *

بیرم خاں کی چند باتوں کے سبب سے جو خود مختاری اور بے انصافی سے سرزد ہوئی تھیں بادشاہ کا عتاب اُسکی نسبت زیادہ ہوا منجملہ اُن کے ایک یہہ بات بھی تھی کہ جب ہیمو بقال سے آغاز سلطنت میں لڑائی ہو چکی اور ملازمان دولت کو فتح نصیب ہوئی تو بیرم خاں نے تردی بیگ حاکم سابق دلی کو قتل کیا حسب اتفاق اکبر اُسوقت اسلیئے

موجود نتھا کہ وہ باز کے شکار کو گیا تھا غرضکہ بیرم خاں نے بادشاہ کو
ناچیز سمجھکر ایسے بڑے معاملہ میں نام کو بھي نہ پوچھا اور تکلف کو
بھي دخل ندیا یہہ تردي بیگ بابر بادشاہ کے بڑے مخلصوں میں سے
گنا جاتا تھا اور جب کہ همایوں مارا مارا پھرتا تھا تو وہ همراہ اوسکے رها
اور ساتھہ اُسکا نچھوڑا مگر دلي کو بے وقت اور بے موقع خالي کرنے سے
بلاشبہہ مجرم هوگیا تھا ایکروز ایسا اتفاق هوا کہ اکبر بادشاہ هاتیونکي لڑائي
سے جي اپنا بهلارها تھا کہ ایک هاتي میدان سے بها گا اور دوسرا هاتي
حریف اُسکا اُسکے پیچھے لپٹا اور تماشائي لوگ اُنکے پیچھے پیچھے چلے
جنمیں اچھے برے هر قسم کے آدمي شریک شامل تھے جوں هي وہ بھگوڑا
هاتي بیرم خاں کے ڈیروں میں گھسا تو کئي ڈیرے گربڑے جنسے بیرم خاں
کي جان جوکھونکا کھٹکا تھا چنانچہ جو لوگ اوس کے آس پاس موجود
تھے اون سب کو حیراني پریشاني هوئي اور بیرم خاں یہہ بات اُلٹي سمجھہ
کر کہ اس سے تذلیل اُسکي مقصود تھي نہایت برهم هوا اور شاید اس
شبہہ سے کہ میري جان کا پوشیدہ ارادہ تھا غیظ و غضب کھاکر مہاوت کے
قتل کا حکم دیا اور تھوڑے عرصہ تک بادشاہ سے بھي کشادہ پیشاني سے نملا
اور غایت تکلف سے چیں بجبیں باتیں کرتا رها علاوہ اِسکے ایک بڑے درجہ
کے امیر کو جو خود بیرم خاں کا هم قدر تھا خفیف تہمت لگاکر قتل کرایا اور
پھر محمد خاں خاص اوستاد بادشاہ کا حج کے بہانے سے جلا وطن هوکر جان
اپني بچا لیگیا غرض کہ بیرم خاں کے وهمي مزاج اور شکي طبیعت سے
بادشاہ کے مصاحب سخت حیران اور نہایت پریشان تھے یہاں تک کہ
آخرکار اُس کے ظلم و ستم کے باعث سے اُنکو یہہ ترنگ آئي کہ بیرم خاں
کے اُس شک و شبہہ کو جو هماري نسبت بغض و عداوت کي بابت
رکھتا هی سچا کریں چنانچہ انجام اُس کا یہہ هوا کہ خود اکبر اسبات
پر آمادہ هوا کہ آپ کو اُس قید سے آزاد کرے جس میں وہ دن رات
اپني اوقات بسر کرتا هی یہاں تک کہ اُسنے اپنے مصاحبوں سے صلاح و

مشورت کرکے ایک امر تجویز کیا غرض کہ بعد اُسکے ایک موقع پر شکار کھیلنے کو گیا اور اپنی والدہ ماجدہ کی ناسازی طبیعت کا بہانہ کرکے دلی کی جانب روانہ ہوا اور جوں ہی کہ بیرم خاں کے رعب داب کی حدود سے باہر نکلا تو مارچ سنہ ۱۵۶۰ ع مطابق ۲۸ جمادی‌الثانی سنہ ۹۶۷ ہجری کو یہہ اشتہار اُس نے جاری کیا کہ اب حکومت مینے سنبھالی اور اب کوئی شخص اُن حکموں کی تعمیل نکرے جو میرے حکم و اجازت سے جاری نہوں غرض کہ اشتہار کے جاری ہوتے ہی بیرم خاں کی آنکھیں کھلیں اور خواب غفلت سے بیدار ہوا اور اب کہ وقت اُسکے ساتھہ سے نکل گیا تو اُس نے بادشاہ کا اعتماد دوبارہ حاصل کرنا چاہا اور اُس کے حاصل کرنے میں نہایت کوشش کی چنانچہ دو رفیقوں کو بادشاہ کے دربار میں بھیجا مگر اکبر اس چاپلوسی سے راضی نہوا اور اُن ایلچیوں کو دربار میں دخل ندیا بلکہ تھوڑے عرصہ کے بعد اُنکو گرفتار کیا *

جب کہ بادشاہ اپنے وزیر سے کھلم کھلا الگ تھلگ ہوگیا تو اُس کے الگ ہونے سے بہت جلد اثر پیدا ہونے لگے چنانچہ ہر پایہ کے لوگ اُس وزیر دولت باختہ سے کنارہ کش ہوکر بادشاہ کے دربار میں حاضر ہونے پر مادہ ہوئے اور سارا باعث یہہ تھا کہ بادشاہ کی بھلائیوں بلکہ اُس کی برائیوں سے بھی یہہ اُمید اُن کو ہوئی کہ وہ برائیاں بھی بیرم خاں کی سخت گیریوں اور ناخدا ترسیوں کی نسبت خفیف و سبک ہونگی *

جب کہ بیرم خاں کے ساتھی بکھر گئے اور ذاتی ذریعوں کے سوا کوئی سہارا بھروسا باقی نرہا تو اُس نے دوبارہ قوت حاصل کرنی چاہی اور تحصیل قوت کے لیئے طرح طرح کی تدبیریں سوچیں چنانچہ یہہ ترنگ اُسکے جی میں آئی کہ بادشاہ کو گرفتار کرے اور بعد اُس کے یہہ سوجھی کہ مالوہ میں پہونچکر بجاے خود ریاست قایم کرے مگر جو امداد اُسکے ہاتھہ آئی اُس کے بھروسے پر اُس ارادہ پرامادہ نہوا اور غالب یہہ ہی کہ وہ اس بات کو گوارا نہ کرتا تھا کہ اپنی تلوار اپنے آقا کے

فرزند ار جمند پر آٹھاوے چنانچہ وہ ناگور کو بایں بہانہ روانہ ہوا کہ گجرات میں پہونچکر بعزم بیت‌الله جہاز پر سوار هوگا *

بیرم خاں ناگور میں پہونچا اور اس آمید پر پڑا رہا کہ شاید نصیب آس کے پلٹا کہاویں یہاں تک کہ بادشاہ کا پیغام آس کے پاس آیا کہ تم اپنے عہدہ وزارت سے معزول کیئے گئی اور اب تمکو ہدایت کیجاتی هی کہ بلا تاخیر آپ حج کو چلے جاویں جوںهي کہ یہہ حکم صادر ہوا تو اُسنے تمام نشان اور نقارے اور ماهي مراتب وغیرہ حکومت کي علامتوں کو بادشاہ کي خدمتمیں روانہ کیا اور عام آدمیوں کي حیثیت سے گجرات کي جانب روانہ ہوا مگر بادشاہ کي کسي آیندہ حرکت سے غیظ و غضب کہا کر طبیعت کو بدلا اور تہوڑي بہت فوج اکہٹي کر کے بغاوت کا هنگامہ علانیہ برپا کیا اور پنجاب پر چڑھائي کي مگر وہ بدبخت آس یورش میں یوں محروم رہا کہ آس کو یہہ توقع نہ تہي کہ خود بادشاہ آس کے مقابلہ پر آویگا علاوہ اس کے بادشاہ نے جگہہ جگہہ آس کي روک توک کے لیئي فوجیں متعین کیں چنانچہ ایک فوج نے اُسکو ایسي شکست فاحش دي کہ وہ پہاڑوں میں بھاگنے پر مجبور ہوا اور انجام کار آس کو ماہ ستمبر سنہ ۱۵٦۰ع مطابق محرم سنہ ۹٦۸ هجري میں بادشاہ کے فضل و کرم کا خواهاں هونا پڑا مگر اس موقع پر اکبر نے کمال آدمیت برتي کہ پہلے وزیر کي خدمتوں کو نہ بھولا یعنے اُس نے یہہ کام کیا کہ بڑے بڑے امیروں کو تہوڑي دور تک اُسکے استقبال کے لیئے بھیجا اور بادشاهي خیمہ میں آس کي حاضري کا حکم دیا غرضکہ جب بیرم خاں اکبر کے سامنے حاضر هوا تو بادشاہ کے قدموں پر گرا اور پہلي باتوں کو یاد دلا کر رو پڑا اور سھکیاں بھرنے لگا یہاں تک کہ في‌الفور اُس کو بادشاہ نے اپنے هاتھہ سے اُٹھایا اور دائیں طرف اپنے بٹھایا بعد اُسکے خلعت مرحمت فرماکر یہہ بات فرمائي کہ اب تیري مرضي پر یہہ بات موقوف هی کہ کسي بڑے صوبہ کي حکومت پسند کرے یا دربار میں بڑے سے بڑے عہدہ پر

متعین رھے یا بعزت تمام حج کو چلا جاوے مگر بیرم خاں نے عقل و هوشیاري اور فخر و امتیاز اپنا اسي میں سمجھا کہ حج کا جانا قبول کیا چنانچہ معقول وظیفہ اُس کي پرورش کے لیئے مقرر کیا گیا اور بیرم خاں گجرات کو روانہ ھوا مگر جب کہ بیرم خاں جہاز کے ساز و سامان آمادہ کر رھا تھا تو ایک پٹھان نے پیچھے سے آ کر کام اُس کا تمام کیا اور وجہہ اُسکي یہہ تھي کہ همایوں کے عہد دولت میں اُس پٹھان کے باپ کو خود بیرم خاں نے عین میدان میں قتل کیا تھا *

بادشاہ کي مشکلوں کا بیان

اکبر نے جو بھاري بوجھہ اپنے سر پر اُٹھایا وہ اٹھارہ برس کے گبرو کي تاب و طاقت سے باھر تھا مگر اِس نو جوان گبرو کو دستور و معمول کي نسبت زور و قوت اور تعلیم و تربیت نے بڑے بڑے فایدے بخشے تھے *

همایوں کے برے وقتوں میں پیدا ھوا اور چچا کي قید میں پرورش پائي اور باپ کي لڑائیوں میں دلاوري اُسکي واضح اور بیرم خاں کے عہد تسلط میں جب کہ حال اُس کا نازک تھا هوشیاري اُس کي ظاھر ھو چکي تھي طور و طریق اُس کے معقول اور شکل و شمایل کا دلپذیر اور زور طاقت کا پورا اور چستي چالاکي کے کاموں میں زبردست اور عالي همت تھا یہاں تک کہ جي بہلانے کے مشغلوں میں بھي بڑا زور اُس سے ظاھر ھوتا تھا چنانچہ گھوڑوں اور ھاتھیوں کے سدھانے اور شیروں اور جنگلي جانوروں کے بگاڑ زوري مقابلہ کرنے میں زور آزمائي کرتا تھا اور باوصف ایسي سادہ مزاجي اور شان شوکت کے شوق و ذوق کے جسقدر کہ اُسنے نیکنامي کي بنیادوں کو سپاھیانہ کامیابي پر مبني اور متعلق سمجھا تو حکومت کي شایستگي اور طبیعت کي دریا دلي پر بھي اُس سے کچھہ کم تصور نہیں کیا اور اسي سمجھہ بوجھہ کے موافق عمل درآمد کرتا رھا *

اکبر کي موجودہ حالت کے قیام و استحکام کے لیئے وہ تمام اوصاف درکار تھے جو اُس میں پائی جاتے تھے *

منجملہ اُن خاندانوں کے جن جن کي سلطنت چار دانگ هندوستان میں قایم هوئي تیمور کا خاندان نہایت ضعیف اور کم زور تھا اور اُسکي بنیاد بھي مضبوط و مستحکم نہ تھي چنانچہ غور غزني کے خاندان اپني پراني ملکي سلطنت پر مدار اپنا قایم رکھتي تھے جو هندوستان کي سلطنت مفتوحہ سے متصل تھي اور غلام بادشاهوں کے خاندان جو بلاد هندوستان میں فرمانروائي کرتے تھے بڑي پشت پناہ اُنکي یہہ تھي کہ اُنکے وطن والوں کي آمدورفت اس ملک میں برابر جاري تھي مگر خاندان تیمور کي شکل اس لیئے نئي نرالي تھي کہ باوصف اس کے کہ بابر کابل کے لوگوں سے تھوڑا بہت گھلا ملا تھا مگر مرزا کامران کے عہد دولت میں کابل کا علاقہ واسطہ هندوستان سے ٹوٹ تاٹ گیا تھا اور علاوہ اسکے ایک افغان بادشاہ نے جو خاندان تیمور کا بڑا حریف اور نہایت بدخواہ تھا افغانستان کے بڑے بڑے لڑنے بھڑنے والوں اور نیز هندوستان کے مسلمانوں کو خاندان تیمور کا دشمن بنا رکھا تھا اور اسي سبب سے جو لوگ اس خاندان کے رفیق اور طرفدار تھے وہ ایسے لوگ تھے جو غنیمت کے لوبھہ لالچ پر کہیں کہیں سے اکٹھے هو گئے تھے اور اُن کے اتحاد و اتفاق کا واسطہ رابطہ وہ موهوم فایدہ تھا جو کامیابي کے زمانہ میں تمام لوگوں کو مشترک وار حاصل هوتا تھا *

جب کہ همایوں کشور هندوستان سے بکمال آساني خارج کیا گیا تو خاندان تیمور کي وہ کمزوري بخوبي پوري هو چکي جسکا یہہ امر باعث تھا کہ وہ اپنے قدیمي ملک کي امداد و اعانت اور وهاں کے لوگوں کا سہارا بھروسا نہ رکھتا تھا یہاں تک کہ همایوں کے بیٹے اکبر کي ابتداے سلطنت میں بھي وهي کمزوري دلوں میں کھٹکتي تھي *

اکبر کی تدبیروں کا بیان

غالب یہہ هی که وجوهات مذکورہ بالا کے لحاظ اور نیز اپنی طبیعت کی صفائی اور طینت کی پاکی اور نکوئی کی نظر سے اکبر نے یہہ ارادہ کیا که هندوستانیوں کی تمام قوموں کا سردار آپ کو بنارے اور اُس بڑی چوڑی چکلی ولایت کے رهنے والوں کو بلا امتیاز اُن کے نسل و مذهب کے ایک گروہ قایم کرے چنانچہ اس معقول تدبیر کی تعمیل و تکمیل اُس کے عہد حکومت میں بڑی سعی و محنت اور نہایت میل و رغبت سے برابر هوتی رهی یعنے لیاقت و حیثیت کے موافق هر درجه کا اختیار و پایه هندوؤں کو اور هر فرقے کے چھوٹے بڑے مسلمانوں کو عنایت فرماتا رها یہاں تک که تمام قلمرو میں بڑے بڑے عہدوں پر عمدہ عمدہ خیر خواہ اُس کے جگهه جگهه باتفاق باهمی معزز و ممتاز هوگئی *

یہہ تمام باتیں ایسی تھیں که ظہور اُن کا ایک دراز عرصه کے بعد هوتا مگر جن باتوں پر سر دست اکبر کو مایل هونا لازم و واجب تها وہ نہایت ضروری و لابدی تھیں چنانچہ سب سے پہلے یہہ امر ضروری تها که اپنے سرداروں پر اپنی حکومت قایم کرے دوسرے یہہ که اُن ملکوں پر دوبارہ قبضه پاوے جو بادشاهت کے دخل و تصرف سے خارج هو گئی تهی تیسرے یہہ که اُس ملک کے نظم و نسق میں ترتیب اور شایستگی پیدا کرے جو بے شمار انقلابوں کے باعث سے نیست و نابود هو گئے تهے *

اکبر کی عہد سلطنت کے پہلی دو برسوں میں حکومت اُس کی صرف پنجاب اور اُس ملک میں محدود و منحصر تهی جو دلی آگرہ کے آس پاس واقع تهی مگر جب که تیسرا سال شروع هوا تو بے لڑے بھڑے اجمیر اُس کے قبضه میں آئی اور چوتھے برس کے شروع میں گوالیار کے قلعه پر قبضه کیا اور بہرام کی شکست همت اور زوال دولت سے تهوڑی مدت پہلے سنه ۱۵۰۶ع مطابق سنه ۹۶۶ هجری میں پٹھانوں کو خاص لکھنؤ اور نیز اُس ملک سے خارج کر چکا تها جو گنگا سے لیکر جونپور کی مشرق تک پهیلا پڑا هی *

مقامات مذکورہ بالا میں خاندان سور کے جو جو رفیق اور معاون باقي تھے شیر شاہ ثاني ولد شاہ عدلي مذکورالصدر کے تحت حکومت چلے آتے تھے اور اکبر کي حکومت پر بہت عرصہ نگذرا تھا کہ شیر شاہ ثاني بہت سي فوج لیکر جونپور کیطرف اِس اُمید پر بڑھا کہ اُس ملک کو دشمن کے قبض و تصرف سے نکال کر دوبارہ حاصل کرے جو ھاتھہ سے نکل گیا تھا چنانچہ خان زمان اکبر کے سردار نے اُسکو سکشت فاحش دي مگر آقاے نامدار کو کم سن سمجھکر اُسکي قوت اور ذریعوں کو ھیچ و پوچ تصور کیا اور منجملہ مال غنیمت کے بادشاہ کو حصہ ندیا اور اسقدر خود پرستي اختیار کي کہ سنہ ۱۵۶۰ ع مطابق سنہ ۹۶۸ ھجري کو خود بادشاہ نے اُس سردار سرکش کي گوشمالي کے لیئے بذات خود چلنا مناسب سمجھا اگرچہ بادشاہ کے پہونچنے پر چال ڈھال اُسکي سیدھي سادھي ھوگئي تھي جیسي کہ اُسکے ذمہ فرض و واجب تھي مگر نافرماني کي ایسي بري عادت پڑي تھي کہ وہ صرف اُسي وقت تک معطل رھي اور بعد اُسکے وھي رنگ ڈھنگ اُسکے ھوگئے علاوہ اُس کے مالوہ کے حاکم نے بھي خود مختار ھونیکا ارادہ کیا اور صوبہ مالوہ کي حقیقت یہہ ھی کہ یہہ صوبہ باز بہادر کے قبضہ میں چلا آتا تھا جو پٹھان بادشاھوں کے سرداروں میں سے ایک سردار تھا اور بیرم خاں کے عہد حکومت میں سردار مذکور کو مالوہ سے خارج کرنیکا ارادہ ھوا تھا مگر اب بادشاہ نے پہلے کي نسبت بڑے زور و شور اور نہایت کر و فر سے اس مہم کا ساز و سامان کیا چنانچہ آدم خاں ملازم دولت نے جو اس مہم پر روانہ کیا گیا تھا باز بہادر کو شکست فاحش دیکر مالوہ سے خارج کیا † مگر وہ بھي

† اس موقع پر عجیب آشوب انگیز حادثہ واقع ھوا بیان اُسکا یہہ ھی کہ ایک ھندني باز بہادر کي معشوقہ دلنواز اور محبوبہ محبت طراز تھي اور اُسکے حسن و جمال کا یہہ شہرہ تھا کہ چار دانگ ھندوستان میں نظیر اُسکي کم یاب تھي اور جس قدر کہ یہہ معشوقہ ھندو نژاد آفت روزگار اور نہایت خوبصورت اور شیرین کار تھي اُسي قدر لایق و فایق بھي تھي یہاں تک کہ ھندي زبان کي شاعر اور اُس زبان

خاں زماں کي مانند اسبات پر راضي نہوا کہ منجملہ مال غنیمت کے تہوڑا بہت حصہ بادشاہ کو نذر کرے *

جب کہ اکبر نے یہہ حال اُسکا ملاحظہ فرمایا تو وہ اس بات کا منتظر نہ بیٹھا کہ اس نافرمان سردار کي جانب سے کوئي علانیہ سرکشي ظہور میں آوے بلکہ نہایت سرعت سے آسکے لشکر میں پہونچا اور اُسکے بڑے ارادوں کو پورا نہونے دیا چنانچہ مئي سنہ ۱۵۶۰ ع مطابق شعبان سنہ ۹۶۸ هجري کو آدم خاں نے اس نظر سے کام ناکام آقاے نامدار کي اطاعت اختیار کي کہ وہ ایسے اچانک مقابلہ کا مقدور مقاومت نرکھتاتھا اور اکبرنے بھي قصور اُسکا معاف کیا مگر تہوڑے عرصہ بعد اُسکو مالوہ کي حکومت سے منتقل کیا اور اوستاد پیر محمد خاں کو وہ حکومت بخشي جو پہلے زمانہ میں بادشاہ کا اوستاد تھا یہہ پیر محمد خاں اس لیئے فن حکومت اور سپہ گري سے نا آشنا تھا کہ اُسنے نوشت خواند کي تعلیم پائي تھي بلکہ کوئي ایسي خوبي اُس میں موجود نتھي کہ اُس کے لحاظ سے یہہ تصور کیا جاوے کہ پہلے زمانہ میں وہ بادشاہ کا اوستاد هي هوگا جسکي بدولت وہ مرتبہ اُسکو حاصل هوا یا یہہ کہ جس بڑے پایہ پر وہ اب پہنچا اُسکے مقتضي یہي تھا کہ اُس سے والا نظري اور اولعزمي ظاهر هووے غرض کہ باز بہادر نے اُسپر دھاوا کیا اگرچہ پہلے پہل اُسنے بڑي بڑي

میں عمدہ عمدہ شعریں کہتي تھي اور شعر گوئي میں شہرہ آفاق تھي حاصل یہہ کہ جب باز بہادر جان بچاکر بھاگا تو وہ پریزاد آدم خاں کي گرفتاري میں آئي اور جب کہ اُس نے یہہ بات اچھي طرح دریافت کي کہ آدم خاں کي منت سماجت اور نیز اُسکي دھمکیوں سے محفوظ رهنا ممکن نہیں تو اُس نے ملاقات کا ایک وقت مقرر کیا اور نہایت عمدہ پوشاک اُس نے پہني اور لطیف لطیف عطر اُسپر چھوڑکے اور ایک اچھي سیج پر ڈوپٹے کے انچل سے مونھہ اپنا ڈھانپ کر بے تکلف هوکر پاؤں اپنے پھیلائے غرض کہ وہ پریزاد ایسي طرح سوئي کہ اُس کو سہیلیوں نے یہہ تصور کیا کہ بيبي آرام فرماتي هیں یہاں تک کہ جب آدم خاں پہونچا اور اُس خفتہ بخت نے اُس دولت بیدار کو جگانا چاها تو اُسکو موا پایا اس لیئے کہ وہ راحت جان زهر کھاکر سوئي تھي اور آبرو کے پیچھے جان اپني کھوچکي تھي — خافي خاں

فتوحات حاصل کیں مگر دو شہروں کي خونریزي سے جنپر وہ قابض و متصرف هوا تها اپني فتوحات کو بٹا لگایا حاصل یہہ کہ باز بہادر آخرکار اُسپر غالب آیا اور دریاے نربدہ میں اُسکو ڈبویا بعد اُسکے مالوہ کا صوبہ قدیم مالک کے قبضہ میں چلا گیا مگر سنہ ۱۵۶۱ ع مطابق سنہ ۹۶۹ هجري میں عبدالله خاں اوزبک کے هاتهوں سے باز بہادر سخت مغلوب هوا جسکو اکبر نے اُسکے مقابلہ کے لیئے روانہ کیا تها بعد اُس کے تهوڑے عرصہ گذرنے پر باز بہادر نے اکبر کي اطاعت اختیار کي اس لیئے کہ اکبر کي عمدہ ملکي تدبیروں کي جهت سے یہہ علاج اُس کے مغلوب دشمنوں کے لیئے همیشہ باقي رهتا تها *

باوجود اسبات کے کہ آدم خاں حکم و حکومت سے معزول و معطل هوگیا تها مگر مزاج اُسکا سیدها نہوا تها اور وہ کهوٹ اُسکا ابتک نگیا تها چنانچہ اُس نے بادشاہ کے وزیر سے خصومت ڈهونڈہ کر ایسے کمرہ میں جو بادشاہ کے کمرہ کے متصل اور ایسے وقت میں کہ وزیر اپني نماز میں مشغول تها وزیر کے کٹاري ماري اورجوں هي کہ اکبر کے کانوں میں اس قصہ کي بهنک پڑي تو وہ اپنے کمرہ سے دوڑ کر آیا اور پہلے وار اُسنے جنجهلاهٹ سے یہہ چاها کہ اپنے وزیر کا عیوض خاص اپنے هاتهوں سے لیوے مگر جوں توں کرکے آپ کو یہاں تک روکا تهاما کہ تلوار اپني میان کي اور بعد اُس کے حکم دیا کہ اُس بلند مکان کي چهت سے قاتل کو نیچے گرایا جاوے جہاں اُس نے وہ کوتک کیا تها یہہ واقعہ سنہ ۱۵۶۲ ع مطابق سنہ ۹۷۰ هجري میں واقع هوا مالوہ کي حکومت میں عبدالله خاں اوزبک سے بهي ایسي سینہ زوري ظاهر هوئي کہ صوبہ مذکور کي فتح پر ایک سال سے کچهہ هي عرصہ زیادہ گذرا تها کہ بادشاہ اُس سردار کوتہ اندیش کي ناشایستہ حرکتوں سے تنگ هوکر فوج کشي پر مجبور هوا اگرچہ اُس سردار نے چند مقابلہ بیفائدہ کیئے مگر انجام اس کا یہہ هوا کہ گجرات کو بهاگ گیا اور گجرات کے بادشاہ کا دامن پکڑا یہہ واقعہ سنہ

۱۵۶۳ ع مطابق ۹۷۰ اور سنہ ۹۷۱ هجری میں واقع هوا اور جب کہ اور اوزبکوں نے جو بادشاهی فوج کے سردار تھے عبداللہ خاں اوزبک کا یہہ حال اپنی آنکھوں سے دیکھا تو وہ سخت ناراض هوئے اور اُنکے دلوں میں یہہ شبہہ پیدا هوا کہ یہہ نوجوان بادشاہ همارے لوگوں سے اس لیئے متنفر هی کہ وہ بابر کی آل و اولاد هی اور اوزبک لوگ اُس کے دشمن تھے غرض کہ اُن لوگوں نے بہت سے سرداروں سمیت اس خیال سے واویلا مچائی کہ هماری قوم کے لوگ اب ذلیل و خوار هونے والے هیں یہاں تک کہ سنہ ۱۵۶۴ ع مطابق سنہ ۹۷۲ هجری میں وہ لوگ باغی هوگئے اور خان زمان مذکورالصدر اور آصف خاں امیر ثانی جو فتح گراہ واقع حد بندیلکھنڈ بالائی نربدہ کی بدولت حال میں معزز و ممتاز هوا تھا باغیوں کے شریک و شامل اور مدد معاون هوئے اس ریاست کی حاکم ایک بادشاهزادی تھی جس نے آصف خاں مذکور کا مقابلہ بیفائدہ کیا اور جب کہ اس شاهزادی نے یہہ دیکھا کہ فوج اُسکی تباہ اور وہ آپ زخمی هوئی تو اُس نے اس اندیشہ سے کہ وہ دشمن کے پالے نپڑے تلوار سے آپ کو هلاک کیا بعد اُسکے شہزادی کے خزانے آصف خاں کے هاتھہ آئے مگر آصف خاں نے بہت سا تغلب کیا اور جب کہ یہہ تغلب پکڑا گیا تو اُسنے بغاوت کو سنبھالا اور خبث باطن کو اوجالا *

ان باغیوں کی لڑائی میں کامیابی کی صورتیں مختلف مختلف رهیں یعنی کبھی اُنھوں نے اطاعت اختیار کی اور کبھی کبھی کئی کئی سرداروں نے بغاوت کو دوبارہ پسند کیا چنانچہ انھیں قصے قضایوں میں اکبر کے دو برس سے زیادہ صرف هوگئے مگر انجام اُس کا ایسے بہادرانہ کام پر هوا جو بادشاہ فیروزمند کی خو و خصلت کے شایاں و سزاوار تھا بیان اُس کا یہہ هی کہ جب بادشاہ اکبر اس بغاوت کو بہت کچھہ پس پا کرچکا اور اُسکے بھائی مرزا حاکم نے پنجاب پر دهاوا کیا تو کام ناکام اُسکو باغیوں کے مقابلہ سے لوٹنا پڑا اور اس دهاوے کے رفع دفع میں کئی

مہینے صرف هوئے اور جب که وه پنجاب سے واپس آیا تو اُس نے اُس ملک پر باغیوں کا قبض و تصرف پایا جسکو اُنکے قبض و دخل سے خارج کیا تھا یعني اوده اور الهآباد کے صوبوں کا بڑا حصه باغیوں کے دخل و تصرف میں داخل هوگیا تھا اگرچه برسات کي شدت تھي مگر اکبر نے ندي نالوں کي پروانکي اور بلا تاخیر اُنکے مقابله کو روانه هوا اور گنگا پار اُنکو مار کر بھگایا اور جب که باغیوں نے آپ کو گنگا کي طغیاني کے ذریعه سے محفوظ سمجھا تو بادشاه ایک غرقاب ضلع سے سخت کوچ کرکے رات کے وقت اسطرح گنگا پار اوترا که وه دو هزار آدمي جو فوج سے آگے بڑھے هوتے تھے گھوڑوں اور هاتیوں پر سوار هوکر پار اوتر گئے اور رات بھر گھاتونمیں چھپی رھے اور پو کے پھتتے هي دشمنوں پر پھیل پڑے اگرچه باغیوں کو یهه حال معلوم تھا که تھوڑے سے سوار اُنکے قریب هي آپڑے هیں مگر دھاوے کا وهم و خیال بھي نتھا غرض که باغي لوگ نچیت بیتھے تھے اور کوئي فکر اُنکو دامنگیر نتھي اور جب که هل چل کي آغاز هي میں خان زماں مارا گیا اور آصف خاں پیاده رهگیا یعني گھوڑا اُس کا کام آیا اور خود گرفتار هوا تو وه غلبه جو کثرت کي رو سے بادشاهي فوج پر اُنکو حاصل تھا لغو و بیهوده هوگیا یهانتک که هاتهه پانو اُنکے پھول گئے اور ادهر اودهر تتر بتر هوگئے یهه بغاوت سات برس تک قایم رهي *

کابل کے امورات کا بیان

اُس حمله کا باعث جو کابل سے پنجاب پر واقع هوا اور خود بادشاه کو اُس حمله کي ضرورت سے مذکورالصدر باغیوں کے مقابله سے الگ هونا پڑا بهت سي پچھلي پراني باتیں تھیں بیان اُس کا یهه هے که ابوالمعالي اور شرف الدین نامي اکبر کے دو سردار اوزبکوں کي بغاوت سے پہلے سنه ۱۵۶۱ع مطابق سنه ۹۶۹ هجري میں ناگور کے مقام پر باغي طاغي هوگئے تھے یهانتک که بادشاهي فوج کو شکست فاحش دیکر دلي کي جانب بڑھے چلے آتے تھے مگر آخرکار اُنکو پچھلے پیروں بھاگنا پڑا چنانچه

وہ سخت مجبور ہوئے اور اٹک پار آنہوں نے پناہ اپنی ڈھونڈھي اور رهي سهي فوج کو همراہ اپنے لیکر کابل میں پہونچے چنانچہ حسب تقاضاے وقت آو بیٹھہ اُنکي وهاں اچهي ہوئي اور بات اُنکي پوچهي گئي *

همایوں کے مرتے دم تک همایوں کے شیر خوار بیٹے مرزا حاکم کے نام پر کابل کي حکومت جیسے تیسے قایم رهي اور بعد اسکے تهوڑے دن گذرے تهے که آسکے رشتہدار مرزا سلیمان والي بدخشاں نے اُسپر یورش کي جیسا که بیان آسکا مذکور هوا اگرچہ بعد اُسکے جلد دوبارہ قبضہ کیا گیا مگر حقیقت میں وہ حکومت اکبر کي مطیع و محکوم نتهي کابل کي حکومت اکبر کي ماں کے تحت تصرف میں رهي اور یہہ بیگم اپنے حال نازک کي حفظ و حراست بکمال عقل و هوشیاري سے کرتي رهي یہانتک که جسقدر وہ خاص اپنے وزیروں سے چوکني رهتي تهي آسقدر اوپري دشمنوں اور بیگانه غنیموں سے نڈرتي تهي *

مرزا سلیمان کي مہم سے اکبر کي ماں کو فراغت حاصل هوئي تهي که یہہ باغي سردار اُسکي خدمت میں حاضر هوئے اور تهوڑي مدت گذرنے پر اسباب کي ترغیب آسکو دي که اپنے کام کاج کا انتظام ابوالمعالي کو تفویض کرے چنانچہ پہلی پہلی اُس مکار بد باطن نے ایسي دانائي برتي اور ایسي چالیں چلا که اُن سے یهي ظاهر هوا که وہ بڑے کام کا وزیر هی مگر اُس پیٹ پاپي کے جي میں یہہ بات بے طرح بیٹهي تهي که وہ بیگم کي حکومت کو بطور مستقل قایم نرکهے چنانچہ آس نمک حرام نے بہت جلد اپني کمک مدد کے واسطے عین کابل میں ایک فریق کو طرفدار اپنا بنایا اور بیگم کو قتل کرا دیا اور حکومت کي مسند پر مستقل هو بیٹها بعد اُس کے مرزا سلیمان سے اعانت طلب کي گئي چنانچہ سنه ۱۵۶۳ع میں ابوالمعالي اپني سزا کو پہونچا یعنے شکست کهاکر جان سے مارا گیا اور مرزا سلیمان ایسي چال چلا که کابل کا دخل و تصرف همغیرسن کے قبضہ قدرت میں بحسب ظاهر چهوڑا حقیقت میں ایک

اپنے متوسل کی سر پرستی اور رهنمائی پر کام اُس کا موقوف و منحصر رکھا جسکی حکومت ایسی سخت اور نا گوار تھی کہ مرزا حاکم نے اُسکی اطاعت سے سر تابی کی چنانچہ مرزا سلیمان سے لڑ بھڑ کر مغلوب ہوا اور کابل سے نکلا گیا یہہ حال اوس لڑائی کے پچھلے برس میں واقع ہوا جو اکبر شاہ کو قوم اوزبک کے سرداروں سے پیش آئی تھی اگرچہ مرزا حاکم نے ملازمان درلت اکبری سے اُس قدر کمک حاصل کی تھی جو بمقتضاے وقت اُس کو ممکن و متصور تھی مگر اُس نے اپنے بھائی کو باغیون کی گوشمالی میں مصروف پاکر یہہ ارادہ کیا کہ جو نقصان اُس نے کابل مین اُٹھایا بھائی کی جائداد پر قبض و تصرف کرنے سے اُس کو پورا کرے چنانچہ اُس نے لاہور پر قبضہ کیا اور پنجاب کا بہت سا حصہ دبایا مگر انجام اُس کا یہہ ہوا کہ ماہ نومبر سنہ ۱۵۶۶ع میں هندوستان سے نکالا گیا اور اُسی زمانہ میں ایک اچھی تبدیل و تغیر کے باعث سے کابل میں دوبارہ داخل ہوا اور ایک عرصہ تک قابضانہ امن چین سے بیٹھا رہا *

واقعات مذکورہ بالا کے زمانہ اور اوزبکون کی لڑائی کے وقتوں میں کہ وہ ابتک پورے نہ ہوئی تھی ایک اور بغاوت هندوستان میں برپا ہوئی جس کے نتیجے آخر کار عمدہ ہاتھہ آئے تفصیل اُس کی یہہ ہی کہ سلطان مرزا خاندان تیمور کا ایک شاہزادہ جو بابر کے همراہ اقلیم هندوستان میں آیا تھا همایون سے باغی ہو چکا تھا اگرچہ خود سلطان مرزا مغلوب هوکر پشیمان ہوا تھا اور بادشاہ نے قصور اُس کا معاف فرمایا تھا مگر اُسکے چار بیٹوں اور تین بھتیجوں نے سلطنت کی خرابی اَبتری دیکھہ بھالکر مقام سنبھل میں جو اُن کے باپ کی حکومت گاہ تھی بغاوت کا جھنڈا کھڑا کیا پہلی پہل تو بلا جد و جہد ایسے مغلوب ہوئے کہ اُن کی جانب کا کھٹکا باقی نرها یہاں تک سنہ ۱۵۶۶ع میں گجرات کو بھاگنے پر مجبور ہوئے چنانچہ وہ گجرات میں پہونچے اور آیندہ

فسادوں کے بیچ ہوئی یہاں تک کہ جب گجرات فتح ہوئی تو قصہ آنکا پاک ہوا *

واقعات متفرقہ کا بیان

مذکورالصدر فسادوں کے وقتوں میں چند ایسی وارداتیں پیش آئیں کہ اگرچہ نتیجے اُن کے بڑا پایہ نہ رکھتے تھے مگر اُن کے ذریعہ سے اُس زمانہ کے عیش و عشرت کا حال اچھی طرح دریافت ہوتا ہی *

ایک بار ایسا اتفاق ہوا کہ شرف‌الدین کی بغاوت کے زمانہ میں ایک مشہور † درگاہ کی زیارت کو اکبر شاہ سواری پر جاتا تھا حسب اتفاق ایک تیرانداز جس کا حال اُس کے قتل کے بعد دریافت ہوا کہ وہ شرف‌الدین باغی کا رفیق و ہمراہی تھا تماشائیاں سواری کے انبوہ میں گھس بیٹھہ کر ایک جانور کو جو اُس کے سر سے اوپر اوڑا جاتا تھا بحسب ظاہر نشانہ اُس نے بنا کر بادشاہ کے شانہ کو نشانا بنایا چنانچہ اُس نے تیر جوڑ کر ایسا زور سے مارا کہ جہاں پناہ کے شانہ میں کئی انچھہ گھرا بیٹھا غرض کہ لوگوں نے اُس کو فی‌الفور قتل کیا اور بادشاہ سے بہت منت گزار ہوئے کہ آپ اُسکے قتل کو ملتوی رکھکر سخت سخت تکلیفوں کے ذریعہ سے نام اُس شخص کا دریافت فرماویں جس نے اُس خون‌گرفتہ کو اس ناشایستہ حرکت پر آمادہ کیا مگر بادشاہ نے یہہ فرمایا کہ ایسی صورتوں میں پوچھنے گچھنے سے مجرم لوگوں کی جگہہ بیقصور بھی پکڑے جاتے ہیں غرض کہ بادشاہ نے چہان بین آسکی نکی اور اُسکے قتل کو ملتوی نرکھا ‡ *

منجملہ اُن وارداتوں کے ایک واردات یہہ تھی کہ خواجہ معظم جو ماں کیطرف سے اکبر کا واسطہ دار تھا ایسا خشمناک اور بے قابو ہوگیا تھا کہ وہ اپنی بی بی کو نہایت بیدردی اور کمال بیرحمی سے مارا پیٹا

---

† یعنی اجمیر شریف ۱۲ مترجم

‡ خافی خاں اور اکبر نامہ

کرتا تھا یہاں تک کہ رشتہ دار اُس عورت کے بادشاہ سے شاکي ہوئے اور کہنے سننے کے بعد اُنہوں نے یہہ درخواست پیش کي کہ آپ اُس معاملہ میں دست انداز ہوکر اُس وحشي مزاج کو اسبات پر راضي کریں کہ وہ اپني بي‌بي کو اُسکي ماں کے پاس اُس زمانہ میں چھوڑے جب کہ وہ اپني جاگیر کو جاوے بعد اُسکے بادشاہ اپنے ہمراہیوں سمیت ایک موقع پر شکار کھیلنے کو گیا اور اُس نے یہہ ارادہ کیا کہ خواجہ معظم کے گھر جاکر جو دلي کے متصل واقع تھا خواجہ سے ملاقات کرے مگر وہ ظالم وحشي مزاج اکبر کے ارادہ پر پے لیگیا اور اکبر کے اُترنیکا اُس نے انتظار نکیا کہ في‌الفور اپنے زنانہ میں پہنچا اور بي‌بي کو قتل کیا یعني اُس کے کلیجے میں تلوار کو گھنگولا اور لہو بھري تلوار کو کھڑکي کي راہ سے اکبر کے لوگوں میں پھینکا اور جب کہ اکبر اُس مکان میں داخل ہوا تو خواجہ معظم کو مسلح پایا اور مقابلہ پر مستحکم دیکھا یہاں تک کہ خواجہ معظم کے ایک غلام کے ہاتھہ سے جان اُسکي بدشواري محفوظ رہي یعني وہ غلام اُس حال میں مارا گیا کہ بادشاہ پر وار اپنا لگانا چاہتا تھا غرض کہ بادشاہ اس سینہ زوري اور بیراهي سے نہایت برہم ہوا اور یہہ حکم صادر فرمایا کہ خواجہ معظم کو جمنا میں سر کے بل اُلٹا کرکے ڈبو دیں مگر جب کہ وہ ایسي طرح نہ ڈوبا تو اکبر نے رحم کھاکر ارشاد فرمایا کہ پاني سے نکالکر گوالیار کے قلعہ میں مقید کیا جاوے چنانچہ خواجہ معظم وہاں مقید رہا اور دیوانہ ہوکر مرگیا ‡ *

ایک بار ایسا اتفاق ہوا کہ اُس نے ایک سفر میں ہندو فقیروں کے دو گروہوں کو دیکھا کہ وہ لوگ اپنے رسم و رواج کے موافق تھانیسر کے میلہ میں خاص ایک مقام پر جہاں ہندو ہر برس نہانے جاتے تھے لڑنے مرنے پر مستعد ہیں اور ننگي تلواریں لیئے کھڑے ہیں چنانچہ پہلے پہل بادشاہ نے ہر طرح سے اس بات پر کوشش فرمائي کہ رضا و رغبت سے تصفیہ اُنکا

‡ خافي خاں اور اکبر نامہ

هوجاوے مگر جب که کوئي تدبیر اُسکي راس نه آئي اور یهه بات بخوبي ثابت هوئي که یهه لوگ آپس میں راضي نهونگے تو اُس نے روک تهام اُنکي نکي اور اُنکو لڑنے مرنے دیا اور لڑائي کا تماشا دیکهتا رها یہاں تک که ایک فریق اپنے حریف پر غالب آیا بعد اُسکے اکبر نے اُس قتل عام کي روک تهام کےلیئے جو اُس غلبه کا نتیجه هوتا اپني سپاه ۰ محافظ کو حکم دیا که فیروز مندوں کي لاگ قانت کرکے مغلوبوں کے تعاقب سے باز رکهے چنانچه اس تدبیر سے وه لڑائي خاتمه کو پہونچي § *

بیگانه ملکوں پر متوجهه هونے کا بیان

جس قدر که بادشاه امیروں سے لڑنے بهڑنے کے وقتوں میں شیر شاه کے جانشینوں سے برسر پیکار اور آماده کارزار تها تاج و تخت کے قایم رکهنے میں بهي اُس سے کچهه کم اور سرگرم نتها یہاں تک که جب وه پچیس برس کو پهنچا تو اپنے بد خواهوں کو خواه اپنے زور و قوت سے غارت غول کرچکا یا اپنے لطف و مروت سے خیر خواه اپنا بنا چکا اب اُسکو بیگانه ملکوں پر مائل هونے کي فرصت هاتهه آئي چنانچه ۰ منجمله اُن ملکوں کے پہلے پہل جس ملک پر وه مائل هوا وه راجپوتوں کا ملک تها غرض که بهارا مل والي جے پور اُس سے متفق رها یہاں تک که آغاز محبت میں اپني بیٹي کا بیاه اکبر سے کیا اور اتحاد محبت کي بدولت خود راجه اور اُس کا بیٹا بهگوانداس اکبر کي فوج میں بڑے بڑے عهدوں پر معزز و ممتاز هوئے *

بیرم خاں کے زوال دولت کے تهوڑے دنوں بعد سنه ۱۵۶۱ ع مطابق سنه ۹۶۹ هجري میں مارواڑ کي ریاست پر فوج کشي کي اور جبکه میرٹها کا مضبوط قلعه فتح هوا تو وهاں کے لوگوں پر اثر پیدا کیا مگر وه اُس کا فائده نه اُٹهاسکا اس لیئے که اُسکو ایسي ضرورتیں پیش آئیں که اُن ضرورتوں کے باعث سے لڑائي کي پیروي نکرسکا مگر اب اُس نے سنه ۶۸ و

§ خافي خاں اور اکبر نامه

۱۵۶۷ ع مطابق سنه ۹۷۵ هجري میں چتور یعني اودے پور کے راجه پر چڑهائي کي اودے پور کا راجه اودهے سنگهه اُس زمانه میں راج کا مالک تها جو راجه سنگا بابر کے مخالف کا بیٹا تها مگر یهه راجه ایسا ضعیف اور دون همت تها که جب اکبر بادشاه قریب اُسکے پهونچا تو وه راجه چتور کو چهوڑ چهاڑ کر گجرات کي شمالي پهاڑي اور جهاڑي کے ملک میں چلا گیا مگر اُس کے چلے جانے سے چتور گڈه کي فتح اس لیئے سهل و آسان نهوئي که اب بهي اُس میں بهت قوي فوج جیمل سردار کي تحت حکومت موجود تهي جو بڑا شجاع دلاور اور نهایت لائق فائق افسر تها اگرچه چتور گڈه پهلے دو مرتبه فتح هوچکا تها مگر میواڑ کے راجپوت اُسکو اپني سلطنت کا بڑا مقدس مقام سمجهتے تهے غرض که اکبر کمال هوشیاري اور نهایت قاعدے شناسي سے اُس قلعه کے قریب پهونچا اور جو جو خندقیں اور دمدمے اُس نے بنائے تفصیل اُنکي فرشته والے نے بیان کي هی اور وه دمدمے اُن دمدموں کے مشابهه تهے جو آج کل بلاد یورپ میں بنائے جاتے هیں حاصل یهه که وه دمدمے ایسے تهے که مخروط کي مانند اُنکے زاویه تنگ تهے اور جهاڑ وغیره کے اسطوانه نما کوٹهیوں پر قایم تهے جنمیں خندقوں کي مٹي بهري گئي تهي مگر اُن دمدموں سے یهه مقصود نتها که قلعه کے توڑنے کے لیئے اُنپر توپیں چڑهائي جاویں بلکه صرف مطلب یهه تها که اُنکي اوٹ آڑ میں قلعه کے قریب پهنچکر سرنگیں لگائي جاویں چنانچه دو جگهه سرنگیں لگائي گئیں غرضکه جب دهاوے کے واسطے فوج آراسته پیراسته هوچکي تو اُن سرنگوں میں توڑا لگایا گیا اور قبل اُس کے یهه بات قرار پائي تهي که سرنگوں کے اوڑتے هي دهاوا کیا جاوے مگر تقدیر سے یهه امر پیش آیا که ایک سرنگ اوڑنے پائي تهي که ٹوٹي النگ کي جانب سے فوج نے دهاوا کیا اور عین دهاوے میں دوسري سرنگ اوڑي اور فریقین کے سپاهي تلف هوئے یهاں تک که ایسي هیبت طاري هوئي که حمله آور بهاگ آئے *

جب کہ وہ تدبیر اکبر کی راس نہ اٹی تو محاصرہ کا سامان دوبارہ کرنا پڑا مگر ایک رات ایسا اتفاق ہوا کہ اکبر دمدموں کو دیکھہ بھال رہا تھا تو اُس نے یہہ بات دریافت کی کہ جیمل قلعہ پر موجود اور مشعل کی روشنی میں النگ شکستہ کی مرمت میں جی جان سے مصروف ہی چوں ہی کہ یہہ امر اُسکو ثابت ہوا تو اُس نے داپ نول کو جیمل اجل گرفتہ کو نشانہ بنایا اور ایک تیر جگر شگاف اُسپر چھوڑا غرض کہ قسمت نے یاوری کی کہ وہ تیر اُسکے سر میں پیٹھا اور جوں ہی کہ اُس سردار نے قالب تہی کیا تو محصوروں نے ہمت ہاری اور اپنی معمولی کمفہمی سے ٹوٹی النگ کو چھوڑ کو قلعہ میں چلے گئے اور راجپوتوں کی مانند ایک بڑی دھوم دھام سے جانیں تلف کیں یعنی عورتوں کو جیمل کے ساتھہ آگ میں جلایا اور آپ اپنے پانوں مسلمانوں کے ہاتھوں سے مرنے کو دوڑے جو فصیلوں پر بلا مزاحمت چڑگئے تھے چنانچہ راجپوتوں کے بیان کے موافق آٹھہ ہزار † آدمی اور مسلمان مورخوں کے حساب سے بہت زیادہ مارے گئے *

‡ یہہ واقعہ مارچ سنہ ۱۵۶۸ع مطابق شعبان سنہ ۹۷۵ ہجری کو واقع ہوا اگرچہ اودھے سنگہہ کے قبضہ سے چتور گڈہ دارالحکومت اُسکا نکل گیا مگر وہ اپنے جھاڑی جنگلوں میں آزاد اور خود مختار رہا بعد اُسکے نو برس گذرنے پر غالباً سنہ ۱۵۷۸ع مطابق سنہ ۹۸۶ ہجری § میں راجہ پرتاب سنگہہ اُسکے بیٹے اور جانشین کے قبض و تصرف سے کوملمیر اور گوگندہ کے قلعہ نکالی گئے اور خود راجہ دریاے گنگ کے قرب و جوار

---

† دو ہزار راجپوت اِس غریب حکمت سے جان اپنی بچا لیگئے کہ اُنہوں نے جورو بچوں کو باندہ جوڑ کر اپنے آگے رکھا اور محاصروں کے بیچ سے جو قلعہ میں گھس گئے تھے ایسی خوبصورتی سے گذرے کہ گویا محاصروں کا گروہ ہیں جو قیدیوں کے حفظ و حراست کے واسطے مقرر ہوئے

‡ تاریخ فرشتہ اور منتخب التواریخ کو دیکھنا چاہیئے

§ ٹاڈ صاحب کی تاریخ راجستان جلد ایک صفحہ ۳۳۲ کو دیکھو

میں تھوڑي مدت تک بھاگتا پھرا مگر یہہ راجہ باپ کے برخلاف ایک چالاک اور عالي همت تها چنانچہ آخرکار اُس نے استقلال و همت کي بدولت کامیابي حاصل کي یعني اُس نے اکبر کي وفات سے پہلے پہلے اپنے ملک موروثي کے ایسے بڑے حصہ کو اکبر کے قبضہ سے نکالا جو پہاڑوں اور جنگلوں سے پاک صاف تها اور دوبارہ اُسپر قابض هوا اور اُس نئي دارالحکومت کي بنیاد اُس نے ڈالي جو اودہ پور کے نام سے مشہور هي اور آجتک اولاد اُسکي قابض متصرف هي اور منجملہ راجپوت راجاؤں کے صرف اسي راجہ کے خاندان نے دلي کے بادشاهوں سے بیٹي دینے کا رشتہ نهیں کیا بلکہ تمام راجاؤں سے واسطہ علاقہ قطع کیا اس لیئے کہ وہ راجے غیر ذات سے رشتہ ناتے کرنے کے باعث سے اوچھے هوگئے تهے *

راجے بابوؤں سے رشتہ ناتے کرنیکو اکبر جي جان سے چاهتا تها اور بڑي بڑي کوششیں کرتا تها اور اُس کے جانشینوں نے بهي اس سلسلہ کو جاري رکها چنانچہ جیپور اور مارهواڑ کے خاندانوں کي دو رانیاں اکبر کے دو محل تهے اور جہانگیر اُسکے بڑے بیٹے کي شادي جیپور کي دوسري راني سے هوئي تهي اور ایسے موقعوں پر ایک قسم کا رعب داب اُس دولهن کو دولہ پر هوتا تها اور جو اولاد اُسکے پیٹ سے پیدا هوتي تهي وہ تخت نشیني کے استحقاق و اهلیت میں اُس اولاد کي برابر گني جاتي تهي جو مسلمان بي بي کے پیٹ سے هوتي تهي اس لیئے کہ یہہ رانیاں قدر و منزلت میں بیگمات کي برابر سمجهي جاتي تهیں تو بجاے اسکے کہ تبدیل مذهب اور تغیر ذات سے نفرت کیجاوے بادشاهونکي دامادي کے رشتہ کا اعزاز و اکرام اُن کے جیوں میں بیٹها اور اُسکي خواهش کرنے لگے *

دوسرے برس کے اندر اندر رنتهنبور اور کالنجر کے پہاڑي قلعہ فتح کیئے اورمنجملہ اُنکے رنتهنبور کے قلعہ پر خود چڑہ کر گیا اور جب کہ بعد اُسکی سنہ ۱۵۷۰ع مطابق سنہ ۹۷۸ هجري میں ایک موقع پر جودہ پور کي

سرحد کے پاس پہونچا تو جودھپور کے پرانے راجہ مالدیو نے اپنے دوسرے بیٹی کو استقبال کے واسطے روانہ کیا † مگر اکبر نے اُسکے آنے کو راجہ کی حاضری پوری نسمجھی چنانچہ وہ بہت برہم ہوا اور بعد اُسکے سنہ ۱۵۷۲ع مطابق سنہ ۹۸۰ هجری میں ایسی بڑائی آسنے کی کہ وہ مستحق آسکا نتہا یعنی بیکانیر والے راے سنگھہ کو جو خاندان جودھ پور کا چھوٹا سا رکن تھا جودھپور کی حکومت حسب ضابطہ عنایت فرمائی اور آس کے نام پر فرمان اُسکا مرتب کیا مگر راے سنگھہ کو جودھ پور کا قبضہ نصیب نہوا بعد آسکے جب مالدیو مرگیا تو آسکی بیٹی نے اطاعت قبول کی اور مورد عنایات ہوا اور بڑی عزت کو پہونچا ‡

گجرات کی فتح کا بیان

تھوڑے عرصہ کے بعد اکبر اُس بڑی مہم پر مایل ہوا کہ گجرات کو اپنی قلمرو میں داخل کرے بیان اُسکا یہہ ہی کہ جب بہادر شاہ گجراتی مرگیا تو گجرات کی حکومت پر محمود شاہ ثانی بہادر شاہ کا بھتیجا متصرف ہوا اورجب محمود شاہ بھی مرگیا تو اعتماد خاں غلام اُس کا جو اگلے وقتوں میں هندو تھا بنام نہاد ایک صغیر سن کے حکومت کا کام کاج کرتا رہا جسکو وہ محمود شاہ ثانی کا بیٹا بتاتا تھا اور مظفر شاہ ثالث کے خطاب سے پکارا جاتا تھا مگر بادشاہی سردار چنگیز خاں نے اعتماد خاں کا مقابلہ کیا اور غصب حکومت کا الزام اُسکے ذمہ لگایا اور یہہ چنگیز خاں وہ سردار تھا جسکی پناہ اُن مرزاؤں نے ڈھونڈی تھی جنکی بغاوت سنہ ۱۵۶۶ ع میں بیان ہوچکی مگر ان مرزاؤں نے ایسے ایسے بیہودہ حق جتائے اور ایسی ایسی بڑائیاں ماریں کہ آخر چنگیز خاں سے بگڑ گئی اورقصہ کبڑا ہوگیا یہانتک کہ کسی قدر کامیابی کے پیچھے گجرات سے نکالے گئے بعد اُس کے سنہ ۱۵۶۸ ع میں مالوہ کے دبانے کا جسے

---

† فرشتہ کی تاریخ

‡ ٹاڈ صاحب کی تاریخ راجستان جلد دو صفحہ ۳۴

رادہ کیا کہ چتور گڈہ کی فتح پر تھوڑے دن گذرے تھے چنانچہ اکبر نے تھوڑی سی فوج اُن کے مقابلہ پر روانہ کی مگر فوج کو کارگزاری کا موقع ہاتھہ نہ آیا اس لیئے کہ چنگیز خاں کے مارے جانے کی خبر سنکر اُن پریشانیوں سے فائدے اُتھانے کے لیئے جو چنگیز خاں کے بعد گجرات میں واقع ہوئیں مرزا گجرات کو لوت گئے وہ خرابیاں سنہ ۱۵۷۲ ع مطابق سنہ ۹۸۰ ھجری تک برابر قایم رہیں اور جب کہ وہ ھنگامہ فرو نہوا تو اعتماد خاں نے اکبر کی منت سماجت کرکے یہہ بات چاہی کہ گجرات کی حکومت پر ملازمان اکبری تصرف فرماویں اور فسادوں کی اصلاح کریں چنانچہ اکبر نے ماہ ستمبر سنہ ۱۵۷۲ ع مطابق جمادی الاول سنہ ۹۸۰ ھجری میں دلی سے کوچ فرمایا اور نہایت چستی چالاکی سے جالاپن میں پہنچا یہانتک کہ جب جالاپن اور احمد نگر کے بیچ میں مظفر شاہ ثالث سے ملاقات ہوئی جو نام کا بادشاہ تھا تو مظفر شاہ نے تاج و تخت اپنا بحسب ضابطہ اکبر کو سپرد کیا بعد اسکے گجرات کے سرکشوں کے دبانے ستا نے اور باغی مرزاؤں کے کے پکڑنے جکڑنے اور اُنکی فوج کے بھگانے تھکانے اور سورت کو گھیر کر فتح کرنے میں جسکا بھار بوجھہ آپ اُس نے اوتھایا تھا تھوڑا سا عرصہ صرف ھوا اور سورت کے محاصرہ سے پہلے یہہ امر واقع ھوا کہ اکبر کے بھائی بند مرزا تھوڑی سی فوج اپنے ھمراہ لیکر اپنی فوج کے اُس بڑے حصے سے ملنے کو جو گجرات کے شمالی جانب میں پڑا تھا روانہ ھوئے مگر اکبر نے بڑی چالاکی برتی کہ اُنکو مراد کے پہنچنے سے پہلے جا پکڑا اور جب کہ اکبر ایسی چستی چابکی سے جو بے تامل واقع ھوئی تھی آگے بڑہ کر دشمنوں کے مقابلہ پر پہونچا جو زبردست اور مسلح اور ھزار آدمیوں کے لگ بھگ تھے تو سارے لوگ آسکے اُن لوگوں سمیت جو ادھر اودھر منتشر ھوگئے تھے ایکسو چھپن تھے غرض کہ اکبر نے حملہ کیا مگر دشمنوں نے مار کر بھگا دیا اور ایسے تنگ کوچوں میں کھڑے ھونے پر مجبور کیا جو

جھاڑیوں کے کوچہ تھے اور جنمیں تین تین سواروں کے سوا چوتھے کا گذارا نتھا حاصل یہہ کہ اس موقع پر دشمنوں نے اکبر کو یہاں تک دبایا کہ ایک بار اپنے رفیقوں سے الگ بھي ہوگیا اور قریب تھا کہ مغلوب ہوجاوے مگر آسکے تھوڑے سے لوگوں میں بڑے بڑے سردار اور چنے چنے دلاور موجود تھے چنانچہ آن سرداروں کے علاوہ جے پور والا راجہ بھگوان سنگھہ اور اسکا بھتیجا اور لی پالک راجہ مان سنگھہ اکبر کا شریک و معاون تھا بلکہ انہیں راجاؤں کي سعي و ھمت کي بدولت اکبر محفوظ رہا اور کامیابي کو پہنچا مگر مرزا لوگ اپني فوج سے جا ملے اور برس روز بعد اوسکے وہ متفرق ہوگئے اور مختلف مختلف کام انکو پیش آئے اور بھانت بھانت کے پھل پائے چنانچہ منجملہ اونکے ایک مرزا گجرات میں مارا گیا اور باقي بڑے بڑے مرزا ہندوستان کے شمال میں بھاگ کر گئے یعني ناگور کے پاس پروس میں راجہ راے سنگھہ سے شکست فاحش کھاکر اپني اصلي جاے سنبھل کو چلے گئے اور جب کہ سنبھل سے بھاگے تو پنجاب میں لوٹ مار کرنے لگے یہاں تک کہ اٹک کي جانب بھاگی چلے گئے مگر انجام آنکا یہہ ہوا کہ بادشاہي افسروں کے ہاتھوں میں گرفتار ہوئے اور جان سے مارے گئے ہاں ایک حسین نامي مرزا گجرات سے بھاگ کر خاندیس کے پہاڑوں میں گیا اور ایسا گم ہوا کہ موت حیات اسکي معلوم نہوئي غرض کہ اکبر گجرات کو اپني قلمرو میں دوبارہ داخل کرکے چوتھي جون سنہ ۱۵۷۳ ع مطابق دوسري صفر سنہ ۹۸۱ ہجري میں دلي کو بامراد واپس آیا *

آگرہ میں داخل ہونے پر پورا مہینا نگذرا تھا کہ بادشاہ کو کہیں یہہ پرچہ لگا کہ حسین مرزا گجرات میں پھر داخل ہوا اور گجرات کے پہلے بادشاہ کا کوئي بڑا سردار آسکي حمایت پر کھڑا ہوگیا اور اس نے بادشاہي فوج کو ایسا کچھہ کردیا کہ حملہ کرنے کي جگہہ جان کا بچانا غنیمت سمجھتے تھے اور حفظ و حراست کي دشواري پیش آرھي تھي اگرچہ برسات کے موسم سے قاعدہ دان فوج کا کوچ کرنا ممکن و متصور نہوا مگر

بادشاہ نے نہایت چستي چالاکي بلکہ اس هوشیاري اور دور اندیشي کے تقاضے سے جو اسکي طبیعت میں رکھي گئي تھي یہہ ارادہ کیا کہ بلا وساطت غیر اپنے بگڑے کاموں کو سنوارے چنانچہ اُس نے دو هزار سوار اس تاکید سے روانہ فرمائے کہ سیدھي راہ اختیار کرکے شتاب درشتاب آپ کو جالاپن میں پہنچائیں اور بعد اس کے ایسے تین سو بہادر سواروں سمیت اونٹوں پر سوار هوکر روانہ هوا جنمیں بہت سے امیر و سردار تھے اور یہاں تک سواریوں سے کام لیا کہ ساڑھے چار سو میل کے سفر کو نو روز کے عرصہ میں پورا کیا اور برعکس اس خراب موسم کے نویں روز اپني فوج کو گجرات میں اکھٹا کرکے تین هزار آدمیوں سے دشمن کا سامنا کیا اگرچہ فوج اسکي باغیوں کے مقابلہ میں بہت کم تھي مگر بادشاہ کے یکایک گجرات میں آجانے سے باغیوں کو حیرت هوئي چنانچہ سارے باغي افسردہ هوگئے علاوہ اس کے باغي ایک ایسے محاصرہ میں مصروف اور ایسي بلا میں مبتلا تھے کہ محصور اُنپر حملہ کرسکتے تھے اور بادشاہ اپني جلدي اور تندي کے باعث سے دوبارہ خطرہ میں پڑا مگر آخر کار اُسکو کامیابي حاصل هوئي چنانچہ حسین مرزا اور بہادر شاہ گجراتي کا سردار اُسکا رفیق دونوں مارے گئے اور گجرات میں امن چین هوگیا اور اکبر آگرہ کو واپس آیا † *

† جب کہ اکبر اس لڑائي سے پہلے هتیاروں سے آراستہ پیراستہ هورها تھا تو اُس نے یہہ دیکھا کہ ایک نوجوان گبرو کسي راجپوت راجہ کا بیٹا ایسا بھاري زرہ بکتر پہنے هوئے هی کہ وہ اُسکے بوجھہ سے دبا جاتا هی اور بوجھہ اُسکا اُٹھا نہیں سکتا اکبر نے سامان اُسکا لیا اور اپنا سامان اُسکو دیا جو بہت هلکا پھلکا تھا اور ایک اور راجہ کو بے زرہ بکتر دیکھکر یہہ فرمایا کہ تو اُس بھاري بوجھہ کي زرہ بکتر کو پہن لے جوبیوں هیں بیکار هے مگر یہہ راجہ اُس گبرو جوان کے باپ کا حریف تھا چنانچہ وہ جوان گبرو پیچ و تاب کھاکر یہاں تک برهم هوا کہ بادشاہ کے زرہ بکتر کو ٹکڑے ٹکڑے کیا اور یہہ بات کہي کہ مجھکو زرہ بکتر کي حاجت نہیں اب میں بدون اُسکے لڑوں گا بادشاہ نے اُس گستاخي پر التفات نکیا بلکہ یہہ کلمہ فرمایا کہ هرگز مجھکو یہہ بات گوارا نہیں کہ میرے سردار مجھہ سے زیادہ جان جوکھوں میں پڑیں اور اب یہہ مناسب هی کہ میں بھي زرہ بکتر کي پروا نکروں — اکبر نامہ

بنگالہ کي فتح کا بیان

دوسرا کام اکبر نے یہہ کیا کہ بنگالہ کي فتح حاصل کي بیان اُس کا یہہ ھی کہ سنہ ۱۵۶۰ع میں بہار کا کسیقدر حصہ شیر شاہ ثاني کے شکست کہانے پر بادشاہ کے قبضہ میں آ چکا تھا مگر باقي بہار اُس ملک سمیت جو شرقي جانب میں واقع تھا اب تک محکوم اُسکا نہوا تھا اور ھمایوں کي مراجعت سے پہلے پہلے بنگالہ کا یہہ نقشہ تھا کہ عدلي شاہ کے قبضہ سے نکلکر پٹھانوں کے زیر حکومت ھو گیا تھا اور اکبر کے زمانہ میں داؤد شاہ پٹھان اُسپر قابض تھا جو نہایت ضعیف اور عیاش بادشاہ تھا اور وزیر اُسکا ایسا حاوي ھو گیا تھا کہ اُس کے قایم مقام ھونے پر آمادہ تھا مگر یہہ بادشاہ اُس زمانہ میں ملکي لڑائي میں جي جان سے مصروف تھا اوروجہہ اُس کي یہہ تھي کہ اُس نے وزیر کو قتل کیا تھا جسکي طرف سے اُس کو خطرہ تھا اور ملک والوں نے اُس سے لڑنا ٹھہرایا تھا *

اکبر کو ان جھگڑوں سے یہہ فایدہ حاصل ھوا کہ داؤد شاہ سے باجگذاري کا اقرار لیا مگر جب کہ چند روز امن و سلامت سے گذرے تو یہہ اوچھا بادشاہ اپني خود مختاري کا دعوی کر بیٹھا اکبر نے بذات خود چڑھنا مناسب سمجھا چنانچہ عین برسات میں روانہ ھوا اور لڑائي کے سامانوں اور رسد کے ذخیروں اور تھوڑے بہت لوگوں کو گنگا جمنا کے ذریعوں سے منزل مقصود تک پہونچایا یہاں تک کہ سنہ ۱۵۷۵ع مطابق سنہ ۹۸۳ ھجري میں بہار سے گذرا اور کوئي سامنے اُس کے نپڑا اورداؤد شاہ خاص بنگالہ کو چلا گیا بعد اُس کے اکبر نے اپني نائبوں کو بایں نظر چھوڑا کہ فتح کي پیروي کر کے تکمیل کو پہونچاویں اور آپ آگرہ کو چلا آیا *

بنگالہ کا ھاتھہ آنا ایسا آسان نہوا جیسا کہ ھاتھہ آنے سے پہلے سمجھا گیا تھا اسلیئی کہ اگرچہ داؤد شاہ † اوڑیسہ کو چلا گیا مگر بعد اُس کے

† واضح ھو کہ اس مقام اوڑیسہ سے وہ تھوڑا سا ملک مراد ھی جو مسلمانوں کي عہد سلطنت میں صوبہ مذکور میں داخل تھا اور اب وہ وسیع اور کشادہ ھو گیا

بادشاهي فوج کا دوبارہ اُس نے مقابلہ کیا اور بہت بڑي طرح پیش آیا یہاں تک کہ انجام اُس نے شکست کھائي اور خلیج بنگالہ کے کناروں تک بھاگا گیا مگر باوجود اسکے اتني قوت رکھتا تھا کہ اطاعت کي شرطوں کو دب کر قبول نہ کیا اور اوڑیسہ کو اپنے لیئی قایم رکھا اس لڑائي کے مشہور سرداروں میں تو ڈرمل بھي شامل تھا جو سلطنت کے وزیر محاصل ہونے سے مشہور ہوا اور جب کہ بنگالہ میں امن چین ہو گیا تو اور سرداروں سمیت اُسکو بھي بلایا گیا اور ایک والا منصب سردار کو بنگال پر حاکم چھوڑا گیا چنانچہ یہہ حاکم صوبہ بنگال کي پراني دارالحکومت یعني لکھنوتي میں متمکن ہوا مگر لوگوں کے بھاگ جانے اور بستي کے اوجڑ پڑے رہنے سے آب و ہوا اوسکي ایسي خراب ہو گئي تھي کہ وہ حاکم مر گیا اور جانشین اُسکا حکومت کے کام کاج کو پورا پورا سنبھالنے نہ پایا تھا کہ داؤد شاہ نے لڑائي شروع کي اور بنگالہ کو پامال کیا یہاں تک کہ بادشاهي فوج ایک جگہہ اکھٹي ہونے اور صوبہ بہار سے مدد مانگنے پر مجبور ہوئي حاصل یہہ کہ انجام کار ایک لڑائي ایسي پڑي کہ داؤد شاہ شکست کھا کر مارا گیا بعد اُس کے روتاس گڈہ واقع صوبہ بہار جو اب تک فتح نہ ہوا تھا پورے محاصرے کے ذریعہ سے تھوڑي مدت کے بعد اُس فوج کے ہاتھوں سے فتح ہوا جو اُس کے محاصرے کے لیئی مقرر ہوئي تھي غرض کہ سنہ ۱۵۷۶ع مطابق سنہ ۹۸۴ هجري میں بہار و بنگال اسلام کي حکومت میں دوبارہ داخل ہوئی اور پٹھانوں کي رهي سهي حکومت ہندوستان سے معدوم ہوئي *

فوج بنگالہ کي بغاوت کا بیان

اکبر کے زمانہ میں بہار و بنگالہ کي ایسي صورت تھي کہ امن چین کا همیشہ قایم رهنا نہایت دشوار تھا اِس لیئے کہ اب بھي جنوب کا پہاڑي جنگلي خطہ اور شمال کے پہاڑ اور جنگل اور سمندر کے پاس پروس کي دلدلیں اور جنگل باغي مفسدوں کے ٹھکانے تھے مغلوں نے بنگالہ کو ابتک

مطیع اپنا نکیا تھا چنانچہ وہ پتھان لوگ اُس میں بھرے ہوئی تھي جنکي تعداد اُن پتھانوں کي خلوت نشيني سے بہت بڑھ گئي تھي جو تیموریوں کي ملازمت سے اُن دنوں منکر ہوگئے تھے جب کہ تیموریوں نے هندوستان کے بالائي حصہ کو فتح کیا تھا اکبر کے سرداروں نے بہار و بنگالہ کي پریشاني سے فائدہ اُٹھایا چنانچہ اُنھوں نے پتھانوں کي جاگیروں پر خاص اپنے لیئے قبضہ کیا اور محاصل کي نسبت یہہ فقرہ سنایا کہ جو کچھہ ملک سے حاصل ہوا تھا وہ لڑائي میں کام آیا مگر جب کہ اکبر محاصلوں کي ترمیم میں مصروف تھا تو بنگال اُس زمانہ میں فتح ہوچکا تھا یہاں تک کہ حاکم بنگالہ کو یہہ حکم ہوا کہ صوبہ کا محاصل باد شاہي خزانہ میں داخل کرے علاوہ اِس کے صوبہ کي جاگیروں کي نسبت سخت تحقیقات اور اُن فوج والوں کي فہرستیں بھي بتاکید تمام طلب ہوئیں جنکے واسطے وہ جاگیریں تھامي گئي تھیں مگر فوج والوں نے تعمیل اُن حکموں کي اس لیئے نکي کہ وہ لوگ اپنے زور و قوت سے واقف تھے اور بنگالہ کو اُنھوں نے فتح کیا تھا † غرض کہ پہلے پہلے بنگالہ میں فوج کے لوگ باغي ہوئے اور بعد اُس کے بہار میں بغاوت کا هنگامہ برپا ہوا یعني باقي فوج بھي سرکش ہوگئي اور جب کہ اکبر نے یہہ دیکھا کہ میں اپني فتوحات کے ثمروں سے محروم رھا اور محرومي کے سوا تیس هزار آدمي مقابلہ کو آمادہ هیں تو نہایت پریشان ہوا اور بعد اُس کے کہ بادشاهي جاں نثاروں کو باغیوں کے ساتھہ لڑنے بھڑنے سے بہت سے نقصان پہونچے سنہ ۱۵۷۹ ع مطابق سنہ ۹۸۷ ھجري میں راجہ تودر مل کو بنگالہ پر روانہ کیا چنانچہ وہ پہلي وار اِس رعب داب کي بدولت جو اُس کو هندو زمینداروں پر حاصل تھا کسیقدر کامیاب بھي ہوا مگر جب کہ وزیر دهلي نے روپیہ پیسے کا سخت مطالبہ کیا تو منجملہ ایسے سرداروں کے جو باغیوں سے علاقہ نرکھتے تھے بہت سے سردار آپ آپ

† استوارت صاحب کي تاریخ بنگال و منتخب التواریخ

کو چلے گئے غرض کہ بغاوت کے قصے قضاے تین برس تک قایم رہے مگر بعد اُس کے تودر مل کے قایم مقام اعظم خاں نے وہ جگھڑے چکائی معلوم ہوتا ہی کہ اعظم خاں نے بہت سے باغی سرداروں کو روپیہ پیسے دیکر راضی کیا اور بہت سے مغل پٹھان سرداروں کو اُنھیں جاگیروں پر قابض رکھا جن پر وہ قابض و متصرف تھے ‡ *

مغلوں کی بغاوت کے زمانہ میں داؤد شاہ کے پُرانے پُرانی رفیق یہاں اپنی اپنی جگھہ نکمی نہ بیٹھے تھے چنانچہ جب بغاوت پر تھوڑا عرصہ گذرا تو وہ لوگ ایک شخص قتو نامی کے تحت حکومت ہوکر اکھٹی ہوئے اور تھوڑے دنوں میں اوڑیسہ اور علاوہ اُس کے اُس سارے ملک پر قبضہ کیا جو بردوان کے متصل دریاے دمودر تک واقع ہی بعد اُس کے جب بغاوت فرو ہوئی تو اعظم خاں بنگالہ سے واپس لوٹا اور راجہ مان سنگھہ اکبر کا بلایا ہوا کابل سے آیا اور اس نئی لڑائی کا مہتمم مقرر ہوا چنانچہ مان سنگھہ اُس ملک میں پہونچا جو پٹھانوں کے ہاتھہ تلے دبا ہوا تھا اور برسات کے پورے ہونی تک وہاں پڑا رہا جہاں اب کلکتہ بستا ہی بعد اُس کے اُس کی فوج کے بڑے ٹکڑے نے دشمنوں سے شکست فاحش کھائی اور اُس ٹکڑے کا سردار اُس کا بڑا بیٹا پکڑا گیا اگرچہ مان سنگھہ کی صورت بظاہر اچھی نتھی مگر اُس کے نصیبوں نے یاوری کی کہ سنہ ۱۵۹۰ع میں قتو مرگیا بعد اُس کے عیسی نامی ایک شخص نے جو ہوشیار اور برد بار تھا قتو کے بال بچوں کی سرپرستی کی اور مان سنگھہ نے اِس سردار سے یہہ عہد نامہ کیا کہ قتو کی اولاد ایسی طرح اوڑیسہ پر قابض و متصرف رہے کہ بادشاہ کی متوسل سمجھی جاوے دو برس گذرے تھے کہ عیسی بھی مرگیا اور لوگ اُس کے جانشین سے سخت متنفر ہوئی اِس لیئے کہ اُس نے جگناتھہ کے مشہور مندر کے چڑھاوے کو ضبط کیا اکبر نے اُس بھول چوک کا موقع دیکھکر راجا مان سنگھہ

‡ اسٹوارٹ صاحب کی تاریخ بنگال ۱۲

کو فوج سمیت اُس جانب کو روانہ کیا چنانچہ مان سنگھہ نے بنگالہ کي سرحد پر پٹھانوں کو شکست دیکر کٹک کي جانب کو بھگایا اور بعد اُس کے کڑي کڑي تدبیریں برتیں اور کہیں کہیں جاگیریں بھي قایم رکھیں غرض کہ عمدہ عمدہ تدبیروں سے پٹھانوں کو شیشہ میں اوتارا *

سنہ ۱۵۹۲ ع میں پچھلا جھگڑا پٹھانوں نے قایم کیا اور اوڑیسہ کو دبانا چاہا مگر وہ ناکام رہے اور مراد اُن کي پورے نہ ہوئي اور اُسي زمانہ سے پٹھانوں کا دعوی باطل ہوگیا اگرچہ بعد اوس کے بھي سنہ ۱۶۰۰ ع میں قتو کے بیٹی عثمان نے سر اُٹھایا *

مرزا حاکم کي بغاوت کا بیان

اکبر کے سردار بنگالہ کے نظم و نسق میں مصروف تھے کہ اکبر کا التفات اپني سلطنت کے دور دراز حصہ یعني کابل پر مایل ہوا تفصیل اُس کي یہہ ہی کہ اکبر کے بھائي مرزا حاکم نے جو ایک مدت سے امن چین سے کابل پر قابض تھا اپني حکومت کو فراخ کرنا چاہا چنانچہ اُسنے پنجاب پر دوبارہ حملہ کیا اور راجہ مانسنگھہ حاکم پنجاب اُسکي مقاومت نکرسکا اور پچھلے پیروں لاہور میں گھسنے پر مجبور ہوا یہانتک کہ خود اکبر کو بذات خود یورش کرنے اور محاصرے کے اُٹھانے اور صوبہ کو غنیم سے چھوڑانے کي ضرورت پڑي چنانچہ اکبر خود متوجہہ ہوا مگر مرزا حاکم اُسکي ٹکر نہ اُٹھا سکا بعد اُسکے فروري سنہ ۱۵۸۱ ع مطابق محرم سنہ ۹۸۹ ہجري میں اکبر نے یہہ سوچ سمجھکر کہ اب ہمارا حال ایسا نہیں کہ حریف کو بے تدارک چھوڑیں بھگوڑوں کا پیچھا کیا یہانتک کہ اٹک سے پار اوتر آگي بڑہ گیا مگر مرزا حاکم اسکا مقابلہ نکر سکا اور عین میدان سے بھاگا اور پہاڑوں میں جاکر چھپ گیا اور اکبر کا قبضہ کابل پر ہوگیا اور جب کہ مرزا حاکم سے کوئي بات بن نپڑي تو کام ناکام اکبر کي اطاعت قبول کي اور اکبر نے بھي عذر اسکا قبول فرمایا اور اُسکي حکومت

اوسیکو عنایت فرمائي غالب هی که بعد اسکی مرزا حاکم جي جان سے مطیع اسکا رهاجوں هي که باد شاه اس انتظام سے فارغ هوا تو جی پور والے راجه بهگوان داس کو پنجاب کا حاکم مقرر کرکے اگره کو واپس آیا اور سنه الیه میں وه قلعه بنوایا جو اجتک اتک کے بڑے گهات پر قایم دایم اور اتک بنارس کے نام سے نامي گرامي هی *

گجرات کي بغاوت کا بیان

مظفر شاه گجراتي اپني حکومت سے هاتهه اوتهاکر بادشاهي فوج کے ساتهه اگره میں آیا اور بادشاهي دربار میں تهوڑے دنوں حاضر رها بعد اوس کے اوس جاگیر میں رهنی سهنی لگا جو اوسکے لیئے مقرر هوئي تهي اور ایسا گهل مل گیا که کوئي شک شبهه آسکي نسبت باقي نهیں رها چنانچه سنه ۱۵۷۳ ع سے لغایت سنه ۱۵۸۱ ع تک ویسے هي بادشاهي توسل میں دن گذارے مگر اور صورتوں کي مانند اس صورت میں بهي اپني فیاضي اور دریادلي سے بهت سا نقصان اکبر نے آتهایا بیان آسکا یهه هی که گجرات میں هنگامه برپا هوا اور شیر خاں فولادي نے جو پهلے هنگاموں میں بهي شریک و معاون تها مظفر شاه کو آسپر اماده کیا که وه اپني موروثي حکومت پر قبضه کرے غرض که سنه ۱۵۸۱ ع مطابق سنه ۹۸۹ هجري میں بڑا هنگامه برپا هوا اور یهاں تک نوبت پهونچي که بادشاهي فوج اپني جگهه سے هل جلکر نکالا هو میں لوٹ جانے پر مجبور هوئي اور مظفر شاه احمد آباد اور بڑوچ بلکه سارے صوبه پر قابض هوا حاصل یه که بیرم خاں کے بیٹے مرزا خاں کو هنگامه کے دبانے کي غرض سے روانه کیا گیا چنانچه آس نے ماه جنوري سنه ۱۵۸۴ ع مطابق محرم سنه ۹۹۲ هجري میں مظفر شاه کو شکست دیکر گجرات کے آس ٹکڑے پر دوباره قبضه حاصل کیا جو هندوستان اور جزیره نماے گجرات کے بیچ میں واقع هے مگر مظفر شاه جزیره نماے گجرات کے خود مختاروں میں چلاگیا اور وهاں سے مرزا خاں کے دهاووں کو پیچهي هٹایا اور مختلف مختلف وقتوں

میں اپنے ملک موروثی کے ارادے سے حملہ کیئی گیا مگر جیسی کہ جد و جہد اُسکی ضایع گئی ویسی هی بادشاهی لوگوں کي وہ سعي و محنت بهي نا کام رهي جو جزیرہ نما میں گهسنے کے لیئے عمل میں ائی تهي غرض کہ ایک عرصہ تک فریقین کي سعي و کوشش پر اسبات کے سوا کوئي فایدا مترتب نهوا کہ اگرآج کہیت اُنکے هاتهہ رها تو کل وہ غالب ائے اور طرفین کو طرح طرح کے نقصان پهونچے *

سنہ ۱۵۸۹ع میں اعظم خاں مذکور ایک موقع پر سمندر کے جنوبي کنارے تک پهونچا اور بڑي سخت لڑائي لڑا اگرچہ کہیت اُس وقت مشتبہہ رها مگر آخرکار یهي واضح هوا کہ مغل هي پس پا هوئے بعد اُس کے عہد مذکور سے چار برس اور آغاز بغاوت سے بارہ برس بعد سنہ ۱۵۹۳ع میں مظفر شاہ گجراتي جب اُس وقت پکڑا گیا کہ اوسنے گجرات کے اُس حصے پر دهاوا کیا تها جو مغلوں کے قبضہ میں تها اور جب کہ وہ شامت کا مارا آگرہ کو روانہ کیا گیا تو غیرت کے مارے عین رستہ میں اوسترے سے گلا کات کر مرگیا اور دین و دنیا کا نقصان اُٹهایا *

دوسرا باب

بیان اُن واقعات کا جو سنہ ۱۵۸۹ع سے اکبر کے مرنے تک واقع هوئے

مظفر شاہ گجراتي کے جزیرہ نما میں بهاگنے کے بعد اکبرنے سنہ ۱۵۸۶ع میں دکن کے قصے قضایوں میں دخل دینا شروع کیا مگر جو ارادے اُسنے دکن کے معاملوں کي نسبت پہلی پہل کیئے وہ پورے نہوئے چنانچہ بیان اُن کا تفصیل وار آریگا اسلیئے کہ دخل مذکور کے تهوڑے دنوں بعد اکبر کو اپنے ملک کے شمالي حصہ کے کام کاج میں مصروف هونا پڑا یعنے سنہ ۱۵۸۵ع میں مرزا حاکم اُس کا بهائي مرگیا اگرچہ مرزا حاکم کے بعد اُس کے ممالک مقبوضہ پر قبض و تصرف کرنا چنداں دشوار نہ تها

مگر جب که اُس کو یہہ امر دریافت هوا که مرزا سلیمان اُس کے رشته دار حاکم بدخشاں کو عبدالله خاں اوزبکوں کے سردار نے بدخشاں سے خارج کیا تو بخوف اسکے کہ خدانخواستہ عبدالله خاں آگے کو بڑهائي چڑهائي نه کرے یہہ ضرورت پیش آئي که کابل کو خود روانه هوا مگر عبدالله خاں اوزبک نے بدخشاں پر قناعت کی اور آگے کا اراده نه کیا اور جب که اکبر نے بدخشاں کي اپني موروثي حکومت کو چھوڑنا نه چاها تو دونوں کے آپس میں بني رهي اور طرفین کي امن چین سے گذري اُن شمالي پہاڑوں میں بادشاه اب مقیم تها جنکا بہت سا حصه اُس کي قلمرو میں شامل تها اور اسي باعث سے ایسي نئي روش کي لڑائیوں میں مبتلا هوا که اُس کو ایسي سخت مشکلیں پیش آئیں که ویسے کڑي مشکلیں آج تک کہیں پیش آئي نه تهیں *

کشمیر کي فتح کا بیان

منجمله کڑي لڑائیوں کے پہلي لڑائي کشمیر سے متعلق تهي جو ایک مشہور حکومت گاه اور کوه هماله کے جگر میں بڑے چوڑے چکلے میدان پر واقع هی اور اُن پہاڑوں کي بلندي کے نصف سے زیاده زیاده بلندي پر بستي هی اور آب هوا اُس کي اس لیئے لطیف و پاکیزه هی که بلندي پر واقع هی اور هندوستان کي حرارت اور بہت بلند کوهستانوں کي برودت سے اِس لیئے محفوظ هی که چاروں طرف سے پہاڑوں میں محصور هی اور باوصف اِس کے که کوه هماله کي برف دار چوٹیوں کے بیچا بیچ بستي هی بیل بوٹوں سے معمور اور پهل پهولوں سے بهرپور هی اور همیشه بہار سے سبز و شاداب رهتي هی چنانچه اکثر اوقات اُس جگهه بہار کا موسم پایا جاتا هی مختلف ولایتوں کے درخت اُسکي زمین پر پهیلے هیں اور سیکڑوں قسموں کے خود رو پهل پهول بڑي کثرت سے پہاڑوں اور ٹیلوں پر جگهه جگهه پائے جاتے هیں اور اُس کے هموار خطوں کو اُن بهتي نالوں کے ذریعه سے پاني پهونچتا هی جو پہاڑوں کي گهاٹیوں سے جهڑ جهڑ

کے بہتی ہیں یا اب شاروں کی مانند آنکی چوٹیوں سے بہتے ہیں اور یہہ نالی مختلف مقاموں اور بخصوص آن در جھیلوں میں فراہم ہوجاتے ہیں جن کے کناروں کی وضع اور ہیئت مختلف ہی اور مصنوعی باغ آن میں بوٹی پھوٹتے ہیں غرض کہ یہہ ساری باتیں کشمیر کے فخرو عزت کے وسیلہ ہیں جن کی بدولت سارے ملکوں سے سبقت لیگئی *

بڑی بڑی خطرناک راہوں میں سے اس بہشتی ٹکڑے تک رسائی ممکن ہی اور باوصف آسکے دشوار گذار چڑھائی کی راہ آسکی نیچ اونچ کے ہونے سے نہایت ناھموار اور تنگ پیچدار کوچوں پر مشتمل ہی اور کہیں کہیں وہ راہ ایسی ٹیکروں پر گذرتی ہی جن کے نیچے گہرے اور سخت تند بہنے والی دریا بہتے ہیں پہاڑ کا وہ بلند حصہ جہاں سے کشمیر کی اوتار شروع ہوتی ہی ایک موسم میں برف کی کثرت سے نہایت صعب گزار ہوجاتا ہی یہاں تک کہ بعض بعض جگھہ گذرنا بھی ممکن نہیں ہوتا کشمیر کی ریاست کبھی ہندوؤں کے قبضہ میں برابر رہی اور کبھی تاتاریوں کے تصرف میں مسلسل چلی آئی مگر یہہ حال آس کا چودھویں صدی تک قایم رہا بعد اوسکی ایک دلاور مسلمان آسپر قابض ہوا اور اکبر کی یورش تک مسلمانوں کا قبضہ قایم تھا † اور اکبر کو کشمیر کی امید آن نزاعوں کے باعث سے قوی ہوئی جو والی کشمیر کے خاندان میں واقع ہوئی تھیں چنانچہ آسنے سنہ ۱۵۸۶ ع

† کشمیر کی وہ مشہور تاریخ جو راج ترنگی کے نامسے نامی گرامی ہی اسلیئے بیان کے قابل پائی جاتی کہ رہی تاریخ شنسکرت میں علم تاریخ کا نمونہ ہی اِس تاریخ کو چار مورخوں نے لکھا چنانچہ منجملہ اُن کے پہلے مورخ نے سنہ ۱۱۴۸ میں وہ تاریخ لکھی اور اُسنے پہلے مورخوں کے حوالہ ایسے راستی درستی سے لکھے کہ اُسکی راست بیانی اعتماد کے قابل ہی اور تاریخ مذکور کے پہلے حصہ میں تاریخوں کے دستور کے موافق جھوٹی جھوٹی باتیں لکھی ہیں مگر سنہ ۶۰۰ ع کے قریب تک بحسب تدریج اُس کے واقعات مندرجہ ٹھیک ٹھیک ہوجاتے ہیں اور اُس کے بعد کے حالات واقعی سب درست ہیں (ولسن صاحب کی تاریخ کشمیر مندرجہ حالات ایشیاٹک سوسئیٹی جلد ۱۵ صفحہ ۳ و ۸۵)

مطابق سنہ ۹۹۴ ہجري میں اٹک بنارس سے جہاں اُن روزوں وہ موجود تھا تھوڑي سي اپني فوج مرزا سلیمان کے بیٹے مرزا شاہ رخ جسکا باپ بدخشان کي حکومت سے خارج ہوکر اکبر کے متوسلوں میں داخل ہوا تھا اور راجہ بھگوانداس اپنے سالے جے پور والے کے تحت حکومت کرکے اُس غنیمت کي امید پر روانہ فرمائي جو آپس کے خلاف و نزاع سے جوکہوں میں پڑي تھی منجملہ اُن مذکورہ موانعوں کے جنکي روک ٹوک کے باعث سے کشمیر تک رسائي دشوار تھي برف کي مار مار بھي تھي جسکے سبب سے بادشاہي فوج کا گذرنا نہایت دشوار ہوا اگرچہ وہ فوج اُس راہ سے داخل ہوئي جسکي حفظ حراست سے کشمیر والی غافل تھے مگر یہہ دشواري پیش آئي کہ کہانے پینے کے ذخیرہ ایسے پہاڑوں میں صرف ہوگئے کہ وہ سہل گذار اور بار آور نتھی علاوہ اُسکے اور ایسي مشکلیں پیش آئیں کہ اُنکي ضرورت سے والي کشمیر اور اُن دو سرداروں میں یہہ عہد نامہ لکہا گیا کہ والي کشمیر اکبر کي فضل و فوقیت کو تسلیم کرے اور آپ کو چہوٹا سمجہی اور باقي امورات ملکي میں اکبر کي جانب سے کسي قسم کي دست اندازي نہوگي مگر اکبر اس عہد نامہ سے راضي نہوا چنانچہ اُس نے دوسري فوج اُسطرف کو روانہ کي جسکو پہلي فوج کي نسبت زیادہ کامیابي حاصل ہوئي اور کشمیر کے قصے قضائي جو بہت ھي چہل پہل رھی تھے اُس کشمیري فوج تک پہونچے جو کشمیر والی کي جانب سے راہ کي نگہباني پر متعین تھي چنانچہ تھوڑي سي فوج اکبر کي فوج سے مل گئي اور باقي فوج اپني جگہہ چھوڑ کر خاص کشمیر کو چلي گئي غرض کہ جب روک ٹوک والی اوٹھہ گئے تو کشمیر اور فیروز مندوں کے ترس کہانے اور جان مال بخشنے کي محتاج و ملتجي رھي یہانتک کہ والیئے کشمیر نے اطاعت قبول کي اور دربار دلي کے امیرونمیں داخل ہوا اور صوبہ بہار میں کافي جاگیر اُسکي ضروریات کے لیئے مقرر کي گئي بعد اُسکے اکبر نے کشمیر کا سفر کیا اور نئي فتح کا مزا اُٹھانا چاھا چنانچہ وہ کشمیر میں گیا اور بعد اُسکے باقي سلطنت میں دو بار اور اس مرتبہ کے

علاوہ اُس باغ کي سير فرمائي مگر اُس کے جانشينوں نے اُس دلپذير خطے کو اکثر ہي کا ٹھکانا بنايا اور اب بھي کشمير کو يہہ بات حاصل ھے کہ وہ تمام ايشيا بلکہ ساري دنيا ميں عجيب مقام عشرت انتظام ھے *

شمال مشرق کے افغانوں سے لڑنيکا بيان

بعد اُسکے جو لڑائي کے سامان اکبر نے مہيا کيئے وہ ايسے بلا باعث نتھے جيسے کہ کشمير کے دھاوے بلا سبب واقع ہوئي تھي مگر اکبر کو اس لڑائي ميں بڑے کڑے مقابلے پيش آئي اور بہت تھوڑي کاميابي ھاتھہ آئي شمال مشرق کے افغانوں سے يہہ لڑائي پيش آئي جو پشاور کے اُس پاس کے پہاڑي ملکوں ميں بستے رستےھيں يہہ ميدان ايسا زر خيز اور بڑا چوڑا چکلا ھے کہ ھندوستان کي پيداوار اور بلاد مغرب کي معتدل آب و ھوا پر مشتمل ھے اور اُس کے شمال پر کوہ ھندوکش کا بڑا سلسلہ اور اُسکے مغرب پر کوہ سليمان کا بلند سلسلہ اور اُس کے جنوب پر اُن پہاڑوں کا چھوٹا سلسلہ واقع ھے جو خيبر کے نام سے مشہور و معروف اور کوہ سليمان سے اتک تک پھيلا پڑا ھے يہہ ٹکڑا افغانوں کے خاص ملک کا دسواں حصہ ھے اور اِس ٹکڑے کے رھنے والے برد راني کہلاتے ھيں اور باقي پٹھانوں سے بول چال اور چال ڈھال ميں نرالي تھے يعني امتياز اُنکا اور پٹھانوں سے چند خصوصيات کے ذريعہ سے حاصل ھے *

اس خطے کا شمالي حصہ يوسف زئي پٹھانوں کا مقبوضہ ھي اور شمال مشرقي والي افغانوں ميں يوسف زئيوں کي بڑي کثرت ھے چنانچہ وہ باقي قوموں کي پہچان کے ليئے عمدہ نمونہ ھيں يوسف زئيوں کے ملک ميں پشاور کا شمالي حصہ بھي داخل ھي اور پہاڑوں کے بالا بالا پھيلتا پھيلتا ھندو کشميں وھانتک پہونچتا ھي جہاں برف کي جماوٹ رھتي ھي چنانچہ اِس خطے ميں کوئي کوئي تھپلا † تيس تيس اور چاليس چاليس ميل کا چوڑا چکلا پايا

† تھپلا اُس ميدان کو کہتے ھيں جو پہاڑوں کے بيچ ميں واقع ھوتا ھي

جاتاهے اورهر تهولے سے اوراور تهولے بهي ادهر اودهر کو نکلتے هيں اور يهه تهولے کشمير کے تهولے سے آب و هوا اور شکل شمايل ميں مقابله کرتے هيں اور ايسی تنگ راهوں پر پورے هوجاتے هيں جنکے آس پاس اونچے اُونچے تيکرے کهڑے هيں يا وه راهيں جنگلوں ميں جاکر غايب هوجاتي هيں ايسا ملک حمله آوروں کے ليئے نهايت صعب گزار اور موانع کي کثرت سے گلو افشار هوتا هی مگر وهاں کے باشندے بے تکلف چلتے پهرتے هيں اور تپهلوں کے راهوں سے واقف هوتے هيں يهاں تک که جهاں راه کا نام نهيں هوتا وهاں کهوج اُسکي نکالتے هيں اس خطے کے قديم باشندے هندوستاني تهے چنانچه غالب هی که وه قديم پارو پا مائيسس والوں کي آل و اولاد تهے اکبر کے زمانه سے تهوڑے دنوں پهلے اس خطه کو پتهانوں نے فتح کيا اور رياستگاه آسکو بنايا که وهاں کے باشندوں سے جو لونڈي غلام اُنکے تهے بوجوہ کا کام ليا اور آپ اُنکے مالک رهے بعد اُس کے سو برس گذرتے پر يوسف زئيوں نے جو قندهار کے متصل رهتے تهے اور جلاوطن کيئے گئے تهے اُن پتهانوں کو اُس خطے سے خارج کيا حاصل يهه که وه يوسف زئي خطے کے دباتے اور بهت سے لونڈي غلام بنانے کے باعث سے علاوه اِس خود مختاري کے جو پهاڑي لوگوں کي اصل طبيعت ميں رکهي گئي مال و دولت کا نشا بهي رکهتے تهے اوراُنکي جمهوري سلطنت سے بات اُنکي بهت بن پڑي تهي اگرچه هر قوم کا موروثي سردار الگ الگ تها مگر اُمن چين کے دنوں ميں کوئي بات آسکو اسکے علاوه حاصل نتهي که وه اپنے لوگوں سے صلاح و مشورت کرے اور اُنکي خواهشيں اور لوگوں پر جتاوے هر گانوں کے رهنے والے ملکي کار باروں کا اهتمام کرتے تهے چنانچه پنچايت کي معرفت جهگڑے چکائے جاتے تهے اور کبهي نه کسي ضرورت سے گانوں کي چوپالوں ميں هميشه جمگهٹ جمتے تهے علاوه اُسکے گانوں کے چوپالوں ميں چار آدمي بيٹهه کر جي بهي بهلاتے تهے اور مسافروں اور مهمانوں کا اُتارا بهي رهتاتها اراضيات کي بانٹ آپس ميں برابر تهي اور يهه برابري

یوں قایم رکھي جاتي تھي کہ کبھي کبھي نئي نئي تقسیمیں عمل میں آتي تھیں اگرچہ وہ لوگ هندوستاني غلاموں سے اچھے معاملے برتتے تھے مگر حکومت میں شریک نکرتے تھے اور جیسیکہ غلاموں کي نسبت چال چلن میں معزز و ممتاز تھے ویسے هي رنگ روپ کے کھرے نکھرے هونے میں بھي فضل و فوقیت رکھتے تھی *

یوسف زئیوں کے علاوہ جو جو قومیں میدانوں اور نیچے کے پہاڑوں میں جنوب کي جانب بستي تھیں اُنکي بساست پر بہت عرصہ گذرا تھا اور وہ هندوستان کے مسلمانوں سے بہت ملتي جلتي تھیں مگر کوہ سلیمان والوں میں سے کسي کسي قوم کے ملک یوسف زئیوں کے ملکوں کي نسبت بہت زیادہ ناهموار اور طور و طریق اُن کے یوسف زئیوں کي نسبت نہایت ناشایستہ اور بیکار تھے بابر نے شمال مشرق والوں کے مطیع بنانے میں بڑي کوشش کي اور تھوڑي قوموں پر کامیابي بھي حاصل هوئي مگر یوسف زئي هرگز مطیع اُسکے نہوئے اگرچہ اُس نے تالیف قلوب کي تدبیریں بھي برتیں اور اُن کے سہل گزار ملکوں پر حملے بھي کیئے مگر کچھہ کام اُس کا نہ نکلا *

وہ قصے قضاے جو اکبر کو حال میں پیش آئے اُس دیني حرارت کي ضرورت سے واقع هوئے جو تھوڑے برسوں پہلے یوسف زئیوں میں قایم هوئے تھے بیان اُسکا یہہ هی کہ ایک شخص بایزید نامي نے پیغمبري کا دعوی کیا تھا اور قران کو اُٹھا رکھا تھا اور لوگوں کو یہہ تعلیم کرتا تھا کہ خدا کے سوا کوئي شی موجود نہیں اور هر جگہہ وهي موجود و حاضر هی اور تمام صورتوں میں وهي ماهیئت پھیلي هوئي هی اور خداے تعالی هر طرح کي عبادت کو پسند اور رنج و محنت کي عبادتوں کو قبول نہیں کرتا مگر اپنے رسول کي اطاعت کو نہایت جد و جہد سے چاهتا هی اور بڑي تاکید اُس پر کرتا هی اس لیئے کہ پیغمبر پورا پورا اُس کا مظہر هی اور اپنے مریدوں کو یہہ عام اجازت دي تھي کہ کافروں کا مال و متاع اور اُن کي

جاگیریں تمکو مباح و جایز هیں اور اُنکے دلوں کو اس وعدہ سے خوش
کیا تھا کہ ساري دنیا کي حکومت ایک دن تمکو حاصل هوگي چنانچہ
بہت جلد اُس نے بڑا فرقہ قایم کیا اور نام اُسکا روشنیا رکھا اور سلیمانیوں
اور خیبریوں پر حکومت اُسکي قایم هوئي اور پاس پروس کے لوگوں پر
رعب داب اُسکا بیٹھا اور بہت مدت تک بات اُسکي بني رهي یہانتک
کہ اکبر کو اُس کے دبانے کي ضرورت پڑي غرض کہ بایزید اپني دلاوري
دلیري کے سہارے اور خادموں اور مریدوں کے بھروسے میدان میں بادشاهي
فوج کا مقابل هوا مگر انجام اُس کا یہہ هوا کہ اُسکے مریدوں کا قتل عام
هوا اور آپ بھي شکست سے بڑي پشیماني اُتھاکر تھوڑے دنوں کے بعد †
مرگیا مگر بعد اُسکے اُس کے بیٹوں نے اُسکي گڑي هڈیوں کو اوکھاڑ کر
تابوت میں رکھا اور تابوت کو کندھوں پر اُتھاکر اپنے گروہ کے آگے آگے لیئے
پھرے اگرچہ سنہ ۱۵۸۵ ع تک اُن کے پہاڑوں سے آگے رعب داب اُن کا
باقي نرها تھا مگر سنہ الیہ کے آخر میں جب کہ اُس کا چھوتا بیتا جلالا
اپنے لوگوں کا سردار هوا تو ایسي دھوم دھام سے اُس نے سرداري کي کہ
کابل کے معمولي حکام اُس کا مقابلہ نکرسکے حکومت کابل کي یہہ صورت
تھي کہ مرزا حاکم کے انتقال کے بعد اُس کي حکومت بلا واسطے اکبر کے
تصرف میں آئي تھي اور راجہ مان سنگھہ اکبر کي طرف سے اُسپر حاکم
تھا اور اس راجہ کے حسن قابلیت کي تائید اور اُس علاقہ کا استحکام
جو بادشاہ سے وہ رکھتا تھا اُس کے ملک موروثي کے فوج کي بدولت هوتا
تھا مگر جلالا کے مقابلہ میں یہہ تدبیریں بھي راس نہ آئیں اور اتک کي
مہم سے اکبر کي ساري غرض یہہ تھي کہ اطراف کابل کي حکومت کو تھیک
تھاک کرے چنانچہ اُس نے اسي نظر سے اُس فوج کے تکڑے جو اتک
کے مشرقي کنارے پر پڑي تھي متواتر چلنے کیئے اگرچہ یوسف زئي

---

† ڈاکٹر لیڈن صاحب کا بیان روشنیا فرقہ کي بابت مندرجہ تحقیقات ایشیا
جلد دوم صفحہ ۳٦۳

روشنیا فرقہ سے بہت دنوں پہلے لڑ جھگڑ کر اُس کے مسئلوں کا رد و انکار کرچکے تھے مگر اکبر نے پہلے پہل یوسف زئیوں سے لڑائي شروع کي *

بادشاھي فوج کي تباھي کا بیان

وہ بادشاھي فوج جو کابل کي اصلاح و درستي کي غرض سے منتخب کي گئي تھي راجہ بیر بل بادشاہ کا مخلص خاص اور زین خاں بادشاہ کا رضائي بھائي بڑے سردار اُس کے تھے اور یہہ مہم ایسي قدر و منزلت کي سمجھي گئي تھي کہ ابوالفضل لکھتا ھی کہ ھمارے اور بیربل کے درمیان میں یہہ گفتگو پیش ھوئي کہ فوج کے دو ٹکڑوں میں سے ایک ٹکڑے کا افسر کون آدمي مقرر ھووے چنانچہ میں نے اور بیربل نے قرعہ ڈالے اور جب کہ بیربل کے نام کا قرعہ نکلا تو مجھکو بڑا رنج اس کا ھوا کہ یہہ مرتبہ مجکو نہ ملا ابوالفضل کا بھائي فیاضي فوج کے ھمراہ گیا † اور اُن ملکوں کو روند سوند کر برابر کیا جو پہاڑي ٹیکروں سے پاک صاف تھے مگر جب کہ بیربل ایک تھپلے میں پہونچا تو اُس نے آپ کو درجہ بدرجہ ایسے اوکھي گھاٹیوں میں پھنسا پایا کہ وھاں سے نکلنے کي صورت نہ تھي چنانچہ کام نا کام اُس نے مہم کو چھوڑا اور میدان کي طرف پیچھے لوٹنے پر مجبور ھوا مگر زین خاں مستقل رھا کہ بہت سے ناھموار اور سھمگین پہاڑوں میں اُس نے راھیں نکالیں اور ایک ایسے مقام میں دمدمہ بنایا کہ پاس پروس کے قابو کے واسطے عمدہ موقع تھا ھاں فوج آسکي روز روز کي ھار تھکن کے مارے ایسي ماندي ھو گئي اور حریفوں کي ترقي روز افزوں اور شوخي و شرارت گوناگون کے باعث سے ایسي دب گئي کہ زین خاں بھي بیربل سے جاملنے پر مجبور ھوا غرض کہ نوبت یہاں تک پہونچي کہ اگر اور کمک نہ آتي تو دونوں سردار آپسمیں مل جل کر بھي لڑائي کو قایم نہ رکھہ سکتے *

---

† اکبر نامہ ۱۲

جب کہ دونوں سردار آپسمیں مل گئے اور کمک بھی آ گئی تو دوبارہ حملہ کی تدبیر کی گئی مگر بیربل نے زین خاں کی فہمایش کو اس لیئے نمانا کہ وہ باطن میں زین خاں سے صاف نہ تھا چنانچہ زین خاں کی نہایت فہمایش کے خلاف پر یہہ امر تجویز کیا کہ تمام فوج کو ایک قوی دھاوا کرنے سے جوکھوں میں ڈالے غرض کہ فوج اس ارادے پر پہاڑوں میں گھس گئی اور بہت جلد ایک مضبوط رہگذر پر پہونچی جس پر بیربل چڑہ گیا تھا مگر جب کے دن بھر کی دوڑ دھوپ اُتھاکر پہاڑ کی چوٹی پر پہونچا تو پٹھانوں نے ایسے زور وہمت سے حملہ کیا کہ لوگ اُسکے ڈانواںڈول ہو گئے اور جوں توں کر کے میدان کی طرف دوڑے اور زین خاں پر بھی اُسیوقت جو اُس رہگذر کے دامن میں ٹہر گیا تھا حملہ کیا گیا مگر اُس نے تمام رات اور کسیقدر دوسرے دن بڑی محنت اُٹھا کر آپ کو بچائے رکھا یہاں تک کہ دونوں سردار ایک جگہہ پر ملے اور بکھری فوج کے اکھٹے کرنے میں مصروف ہوئے بعد اُس کے زین خاں کی راے اس پر جم گئی کہ دشمن کی اطاعت میں مصلحت ہی مگر بیربل راضی نہ ہوا اور زین خاں اُسکے سمجھانے پر غالب آیا اور جوں ہی کہ بیربل کو یہہ بات ثابت ہوئی کہ اب پٹھانونکا یہہ ارادہ ہی کہ رات کو چھاپا ماریں اور بادشاہی فوج کو پورا پورا تباہ کریں تو اُس نے زین خاں سے مشورت کی بات چیت نہ کی اور فوج کو لیکر بلا تحاشا روانہ ہو گیا اور ایک ایسی گھاٹی سے رستہ نکالنا چاہا جسکے ذریعہ سے میدان میں پہونچنا ممکن و متصور تھا اور غالب یہہ ہی کہ یہہ بری خبر اس نظر سے اوڑائی گئی تھی کہ بیربل اپنے لوگوں سمیت دغا کے جال میں پھنس جاوے اِسلیئے کہ بیربل اُس رستہ کے پہلے سرے سے کچھہ تھوڑی دور آگے بڑھا تھا کہ پتھروں کی مار اور تیروں کی بوچھار اُس پر پڑنے لگی اور پٹھان لوگ اُن پہاڑوں کے کناروں سے تلواریں لیکر بیر بل کے حیرت زدہ سپاہیوں پر پھپل پڑے اگرچہ بیربل

نے فوج کي ترتیب و انتظام کي بقاء و سلامت میں بہت سي جد و جہد اُٹھائي مگر آسکي سعي و کوشش پر کوئي فائدہ مترتب نہوا اس گھاٹي سے بھاگنے میں ایسي افرا تفري پڑي کہ انسان اور جانور آپس میں لت پت ہو گئے اور انجام اُس کا یہہ ہوا کہ بیربل مشہور سرداروں سمیت اُس جگہہ مارا گیا اور سیکڑوں آدمي جان سے گئے اور بہت سے تباہ ہو گئے اگر یہہ شامت کے مارے بالکل نا کام رہے مگر زین خاں بھي کامیاب نہ ہوا اور میدان میں ٹہرا رہنا اُس کا کچھہ کام نہ آیا اس لیئے کہ اگرچہ زین خاں دن بھر ترتیب و قواعد کے ساتھہ اپني فوج کو تیراندازوں اور گولہ بازوں اور توڑے دار بندوق والوں کے بیچ میں بڑھائے چلا گیا مگر جوں ہي کہ شام ہوئي تو تھوڑے دم لینی پر پٹھانوں کي چیخاں بلند ہوئي اور چاروں طرف سے پٹھانوں پٹھانوں کا شور آسمان تک پہونچا غرض کہ فوج اُس کي رات کے اندھیري میں تتر بتر ہو گئي اور کچھہ لوگ اُس کے جان سے مارے گئے اور خود زین خاں پا پیادہ بدشواري تمام اٹک تک پہونچا † *

جب کہ یہہ وحشت اثر خبر بادشاہ کے لشکر میں پھیلي تو سارے

---

† اکبرنامہ منتخب التواریخ خافي خاں یقین واثق ہی کہ حال اس واقع کا تفصیل سے ابوالفضل کو دریافت ہوگا مگر اس لیئی کہ یہہ فکر اُس کو دامنگیر تھي کہ بادشاہي فوج کي بدنامي بہت کم شہرت پاوے اور کوئي بات ایسي نہ لکھي جاوے جس سے بیربل کي کم فہمي اور نا رسائي سمجھي جاوے اور بات اُسکي پھیکي پڑي تو اُس نے اس واقع کو ایسا پریشان و پراگندہ قلم بند کیا کہ ایک قول اُسکا دوسرے قول کے مخالف ہی چنانچہ جو نقصان اور قصور اُس کے بیان میں پایا گیا اُس کو میں نے منتخب التواریخ سے پورا کیا اور نقصان اِس لیئے اُس سے نسبت کرتا ہوں کہ اُس نے بادشاہي فوج کي تباہي اگرچہ بڑي شرح و بسط سے بیان کي مگر اُس کے اخیر میں یہہ لکھہ دیا کہ بادشاہي فوج کے کل پانسو آدمي کام آئے اور خافي خاں نے ایسي یاوہ گوئي کي کہ چالیس پچاس ہزار آدمیوں میں سے کوئي زندہ نہ رہا معلوم ہوتا ہی کہ کوہستان سوات کي کراکورا اور بلندزئي راہوں میں یہہ شکست واقع ہوئي *

لشکر میں شور و غوغا بلند ہوا اور بڑي پریشاني جابجا منتشر ہوئی اور بادشاہ نے اپنے بیتے مراد کو برهنموني راجه تودرمل کے پتھانوں کي روک تھام کے واسطے روانه فرمایا اور جب که دلوں سے وہ پہلي هیبت اُتھه گئي تو شاهزادہ مراد کو بلایا گیا اور ساري فوج کو راجه تودر مل اور راجه مانسنگه کے زیر حکومت چھوڑا گیا *

بیربل کے مرنیکا رنج اسقدر اکبر کے دل پر بیتھا که وہ کسي شے سے تسلي نپاتا تھا چنانچه بہت مدت تک بیقرار رہا اور زین خان کي صورت سے ناراض تھا اور جب که ڈھونڈھ بہال کے بعد اُسکي لاش کا پتا نه لگا تو ایک مرتبه یهه خبر اوڑي که وہ قیدیوں کے سلسله میں بقید حیات هی چنانچه بادشاہ نے اِس خبر کي تفتیش و تفحص میں بڑي سعي و محنت کے ذریعه سے ایسا شوق اپنا جتایا که مدت کے بعد ایک فریبي آدمي بیربل کے نام سے پیدا ہوا اور جب که یهه جعلي بیربل بھي بادشاہ کي حصول ملازمت سے پہلے پہلے مرگیا تو بادشاہ نے دوبارہ ماتم کو تازہ کیا اور اپنے دوست کے رنج و الم میں دوبارہ ماتمي لباس پہنا اور حقیقت یهه تھي که جیسي جودت قابلیت اور حسن لیاقت اُس کا عنایات سلطاني کا محرک و باعث تھا تو مخلصانه صفات اور همزادانه عادات اُس کے بھي کچھه کم نه تھے اور بیربل ایسا لطیف ظریف آدمي تھا جس کي باتیں اور کہاوتیں اب تک هندوستان میں جاري ساري هیں † *

یوسف زئیوں نے اپنے فائدوں کي پیروي کا ارادہ نه کیا یعني وہ لوگ آگے کو نه بڑھے اور راجه تودرمل اور راجه مان سنگه نے کابل کے مختلف حصوں میں پڑاؤ ڈالی اور مورچے بنائی اور طرح طرح سے اُنکو مضبوط و مستحکم گردانا اور یوسف زئیوں کو اُن کے میدانوں میں کھیت کیار کے کام سے معطل رکھا غرض که اِن تدبیروں سے بقول ابوالفضل کے وہ لوگ

† منتخب التواریخ

اطاعت غیر مشروط پر مجبور هوئی چنانچه چند روز آپس میں قول وقرار قایم رهے جنکے قایم هونے سے راجه مان سنگهه کو جنوبی مغربی پہاڑوں میں روشنیا فرقه جلالا کے مریدوں سے لڑائی کرنیکا موقع هاتهه آیا *

غرض که سنه ۱۵۸۶ ع مطابق سنه ۹۹۵ هجری عین گرمی کے موسم میں راجه مان سنگهه نے روشنیا فرقه والوں پر چڑهائی کی اور بہت سی جان جوکهوں اُٹهاکر کسیقدر کامیابی کو پهونچا مگر وہ فرقه اپنی بات پر قایم رها اور کسی طرح کا تغیر اُن کے حال و حقیقت میں موثر نه هوا اور آینده سال یعنی سنه ۱۵۸۷ ع تک اکبری سلطنت کی فوقیت و عظمت بحال نه هوئی یہاں تک که اُسی سال میں دو فوجوں کے دهاوے برابر هوئی چنانچه پہلے راجه مان سنگه نے جانب کابل سے حمله کیا اور دوسرا دهاوا اُس فوج کا هوا جسکو بادشاہ نے اِس غرض سے روانه کیا تها که وہ نمک کے پہاڑوں کے جنوبی جانب سے اٹک پار اوتر کر دشمنوں کی پشت پر دهاوے کریں غرض که اب جلالا کو پوری شکست نصیب هوئی مگر فی‌الفور اُس نے اپنے کام کو سنبهال کر کئی برس تک لڑائی کے کار خانے جاری رکهے علاوہ اُسکے لڑائی کے کارخانوں کو گاہ بیگاہ اُن قصے قضایوں سے امداد اعانت پهونچتی رهی جو بادشاہ اور یوسف زئیوں میں واقع هوتے رهے مگر وہ قصے قضائے ایسے تهے که کوئی مستقل اثر اُن پر مترتب نه هوا غرض که سنه ۱۵۸۷ ع سے لغایت ۱۶۰۰ ع تک جلالا اور اکبر میں لڑائیاں بهڑائیاں قایم رهیں اور اِس عرصه میں معلوم هوتا هی که اکبر کے ملازموں نے زرخیز میدانوں اور تهپلوں کو روشنیا والوں کی کهیتی باڑی سے معطل رکها اور اسی نظر سے یعنی سامانوں کی قلت اور ذخیروں کی کمی سے اُن قوی ملکوں کے چهوڑ نے پر جن پر جلالا قابض و متصرف تها اور ایسی کڑی لڑائیوں کے لڑنے پر جن میں پہاڑوں کی اوٹ آڑ کے باعث سے دشمن کو غلبه حاصل نهووے کام ناکام جلالا مجبور هوا یہاں تک که

کئي مرتبه کافروں کے پہاڑوں میں پناہ اُس نے ڈھونڈھي اور ایک بار اوزبکوں کے سردار عبداللہ خاں اوزبک کے دربار میں حاضر ہوا اور باوصف اِس کے ہمیشہ لوٹ مار کرتا رہا اور روز روز چھاپے مار تا رہا یہاں تک که سنه ۱۶۰۰ ع میں ایسي قوت اُس کو حاصل ہوئي که اُس نے غزني پر قبضه کیا *

یہه مہم سب سے پچھلي مہم جلالا کي تھي اِس لیئے که جلالا بہت جلد غزني سے خارج کیا گیا اور جب اُس نے دوبارہ قصد اُس کا کیا تو ایک قوي مدافعت کے ذریعه سے بھگایا گیا اور جبکه وہ پچھلے پیروں بھاگا تو اُسکا پیچھا دبایا گیا یہانتک که وہ کسي امن چین کي جگھه پہونچنے نپایا تھا که تقدیر سے پکڑا گیا اور جان سے مارا گیا *

یہه مذهبي لڑائي جہاں گیر اور شاهجہاں کے وقتوں تک قایم رهي یہاں تک که روشنیا والوں کے جوش خروش هوچکے اور کر فر اُنکي دب دبا گئي مگر پٹھانوں کي اصلي آزادي جس کا مخرج و منشاء روشنیا والوں کي کامیابي اور سینه زوري نتھي بجاے خود قایم رهي چنانچه شمال مشرق کي قومیں عالمگیر کے عهد دولت میں ایسي زبردست اور قوي صولت هوگئیں که وہ بات اُن کو کسي وقت اور کسي حالت میں حاصل نہوئي تھي اور یوسف زئیوں نے مغل بادشاهوں کے بڑے بڑے دھاوے اُٹھاے اور علاوہ اس کے ایران و کابل والے بادشاهوں کي کڑي کڑي مصیبتیں جھیلیں مگر باوصف اس کے اپني ایسي خود مختاري کو قایم رکھا اور لوگوں کو مضرت † پہنچاتے رهے اور آج تک بلا کم و کاست اُنکي

† جیسے که ابوالفضل نے بیان اُن لڑائیوں کا قلم بند کیا وہ اُسکي خوشامد گوئي اور مختلف بیاني کا عجیب و غریب نمونه هي چنانچه بیربل کي مصیبت یعني پہلے برس کي لڑائي کے بعد هي وہ لکھتا هی که اونچے اونچے مقام افغانستان کے باغیوں کے خس و خاشاک سے پاک و صاف هوگئے یعني بہت سے باغي مارے گئے اور بہت سے ایران توران کو بھاگ بھاگ کر چلے گئے یہاں تک که سوات اور باجور اور تیراہ کے ملک اشاغنه ملاعنه سے پاک هوئے جو میووں کي بے پایاني اور پیداواري کي فراواني سے شاید

قوت قایم ہی وہ لڑائي جو پچھلے دنوں میں جلالا سے قایم رہي کچھہ ایسي بڑي لڑائي نتھي کہ بادشاہي فوج کو پاس پروس کے دبانے میں مصروف ہونے سے معطل رکھے چنانچہ جلالا کے مرنے سے کئي برس پہلے بڑے پایہ کے ملکوں سند اور قندھار پر ملازمان اکبري کا پورا پورا تصرف حاصل ہوگیا تھا *

سند کي فتح کا بیان

بیان اُس کا یہہ ہی کہ † سند کا صوبہ ارغونیوں کے دخل و تصرف سے نکلکر ادھر اودھر کے دلاور سپاہیوں کے قبض و تصرف میں داخل ہوگیا تھا اور جب کہ خود اُن لوگوں میں قصے قضائے قائم ہوئے تو اکبر نے اُس باب میں نہایت کوشش کي کہ شاہان دلي کے پورانے صوبہ کو اپنے قلمرو میں داخل کرے غرض کہ جب وہ لاہور میں قیام پذیر تھا تو سنہ ۱۵۹۱ع مطابق سنہ ۹۹۹ ہجري میں ایک فوج اُس نے مقام لاہور سے بایں غرض روانہ فرمائي کہ شمال کي جانب سے سند میں داخل ہووے اور سہسوان کے قلعہ کا محاصرہ کرے جو سند کے پائیں جانب کي کنجي اور صوبہ کي حفظ و حراست کا بڑا مقام تھا مگر والي سندہ نے وہ ارادہ پورا ہونے نہ دیا اس لیئی کہ وہ سردار اپني فوج کو ایسي جگہہ لایا اور موقع پر اُس نے مورچے جمائے کہ استحکام مکان کي جہت سے اکبر کے لوگ اُس پر دھاوا اور خود مخالف کے قریب موجود ہونے کے سبب سے اُس مقام کا محاصرہ نہ کرسکے مگر اکبر کي دانائي کام آئي کہ

نظیر اپنا نہیں رکھتے مگر باوصف اسکے کہ اس بیان سے لڑائي کا تمام ہونا صاف‌صاف معلوم ہوتا ہی بعد اُس کے بھي مختلف مختلف واقعونکو بیان کیا جو آیندہ کے پندرہ برس میں واقع ہوئے بلکہ اُس نے اکبر کے چاردہ سالہ قیام پنجاب کي وجہہ بھي یہي لکھي ہی کہ ایک زمانہ میں روشنیا فرقہ کے دبانے میں اور دوسرے زمانہ میں شمالي پہاڑ کے باشندوں کے مغلوب کرنے میں مصروف رہا (ہامرز صاحب کا قلمي ترجمہ اکبر نامہ کا)

† اِس کتاب کے تتمہ میں سندہ کا حال ملاحظہ کرنا چاھیئے

وہ دشواري یوں رفع هوئي کہ اُس نے ایک اور فوج اِس غرض سے روانہ کي کہ امر کوٹ کي طرف سے سند میں داخل هووے غرض کہ والي سند کي التفات و توجہہ کو پریشان و پراگندہ کر کے اُن فائدوں سے محروم اُسکو رکھا جو اُسکو اُس موقع خاص سے حاصل تھے یہاں تک کہ تھوڑے عرصہ بعد یعني سنہ ۱۵۹۲ع مطابق سنہ ۱۰۰۰ هجري میں سند کے تسلیم کرنے پر مجبور هوا چنانچہ اُس نے عمدہ عمدہ شرطوں پر اطاعت قبول کي اور اکبر نے بھي اپنے دستور کے موافق اپنے امیروں میں اُسکو داخل کیا *

اکبر نامہ میں مذکور هی کہ سند والے سردار نے پرتگالي سپاهیوں کو اِس لڑائي میں لڑایا اور دو سو هندوستانیوں کو یورپ والوں کي وردي سے آراستہ کیا چنانچہ قاعدہ داني اور وردي کي حیثیت سے وهي سپاهي یورپ والوں کے پہلے پہلے هندوستان میں نمونہ تھے اور نیز بیان کیا گیا کہ اُسي سردار نے خاص ایک قلعہ کي حفظ و حراست کے لیئے عرب والوں کو معین کیا تھا اور پہلے پہل اسي موقع پر عرب کے لوگ اقلیم هندوستان میں ملازم هوئے اور بعد اُس کے اُنکي بڑي قدر و منزلت هوئي *

قندهار کي فتح کا بیان

تفصیل اس اجمال کي یہہ هی کہ همایوں کے قبض و تسلط کے بعد ایران کے بادشاہ نے چند مرتبہ قندهار کا ارادہ کیا مگر اکبر کے آغاز دولت تک مراد اُسکي پوري نہ هوئي اور سعي اُسکي ضایع هو گئي اور جبکہ قندهار اور هندوستان کي سلطنتیں بانٹ چونٹ کے بعد الگ تھلگ هو گئیں تو شاہ ایران کا مطلب پورا هوا یہاں تک کہ شاہ عباس کے آغاز سلطنت میں قسم مذکور کي خرابي پھیلي اور اکبر کو ویساهي موقع هاتھہ آیا غرضکہ ایراني سرداروں میں بہوت بڑي اور ایک سردار اُن میں سے هندوستان کو بھاگ آیا اور تھوڑے دنوں بعد اکبر کے دربار سے سارے سردار ایراني موافق هوئے اور انجام اُسکا یہہ هوا کہ سنہ ۱۵۹۴ع مطابق سنہ ۱۰۰۳ هجري میں قندهار اور اُسکا سارا پرگنہ بیٹھے بٹھائے اکبر کي قلمرو میں

داخل ہو گیا اور چونکہ شاہ عباس اپنی قلمرو کے دھندوں میں مصروف تھا تو اُسکی طرف سے کوئی قصہ قضایا پیش نہ ہوا بلکہ اوزبکوں کی لاگ ڈانٹ کی غرض سے اکبر کی امداد و اعانت کا خواہاں ہوا اور خط کتابت کا سلسلہ دوبارہ جاری کیا جو بہت عرصہ سے باہم جاری نہ رہا تھا اور بجائے خود صبر و تحمل کر کے قندھار کے دوبارہ حاصل کرنے کا متوقع بیٹھا مگر اکبر کے مرنے تک وہ توقع پوری نہ ہوئی *

قندھار کے فتح ہونے اور قلمرو میں آ جانے سے اٹک پار کی موروثی سلطنت پر پورا قبضہ حاصل ہوا اور شمال مشرق کے پٹھانوں سے لڑنا جھگڑنا پہاڑوں پر باقی رہا اور اسی زمانہ کے قریب ہندوستان خاص کی فتح بھی پوری ہو چکی تھی چنانچہ سنہ ۱۵۹۲ع میں سندھ پر فتح پائی تھی اور اسی زمانہ کے قریب وہ پچھلی بغاوت پس پا کی گئی جو کشمیر میں برپا ہونیکو آمادہ تھی اور اوڑیسہ کے مطیع ہونے سے بنگالہ کی فتح بھی پوری ہو گئی تھی اور شاہ گجراتی کے سنہ ۱۵۹۳ع میں مرجانے سے گجرات کے شور و فساد خاتمہ کو پہونچی تھے غرضکہ سارا ہندوستان خاص آب نربدہ تک اکبر کے قبض و تصرف میں اُس سے زیادہ داخل ہوا کہ پہلی بادشاہوں کے دخل و تسلط میں آیا تھا مگر اودھے پور کا راجہ مطیع اُس کا نہ ہوا تھا باقی سارے راجے بابو رشک و حسد کی باج گذاری سے نکل کر رفیق اُس کے ہو گئے تھے *

دکن کی مہم کا بیان

بعد اُس کے اکبر کا یہہ ارادہ ہوا کہ اپنی حکومت کو دکن تک پھیلاوے چنانچہ اُسنے سنہ ۱۵۸۶ع میں مرتضی نظام شاہ احمد نگر کے چوتھے بادشاہ کے بھائی برہان شاہ کی امداد و اعانت کی حامی بھری جو اپنے بھائی نظام شاہ کے مختل الحواس ہونے سے انصرام حکومت کا دعوی کرتا تھا مگر جو فوج اکبر نے دعوی مذکورالصدر کی درستی سر سبزی کے لیئے مالوہ سے روانہ کی وہ نا کام رہی اور برہان شاہ اکبر کی

حفظ و حمایت میں کئی برس تک محفوظ رها اور جب که نظام شاه
اُس کا بهائی سنه ۱۵۹۴ ع میں بقضاے الهي مرگیا تو برهان شاه نے اکبر
کي اعانت بدون اُسي برس اپني موروثي حکومت پر قبضه کیا مگر ملکي
شور و فسادوں کے باعث سے ساري سلطنت کو چهوٹي چهوٹي ریاستوں پر
بٹا چٹا اور والي بیجاپور اپنے همسایه سے لڑتا بهڑتا پایا بعد اُس کے تهوڑے
عرصه گذرنے پر برهان شاه بهي مرگیا اور یهه خرابیاں دو چند هوگئیں یهانتک
که سنه ۱۵۹۵ ع میں چار گروه ایسے لڑنے مرنے پر آماده هوئے که هر گروه
اُنکا جدے جدے دعویدار سلطنت کا مدد و معاون تها حاصل یهه که
منجمله اُن گروهوں کے اُس گروه کے سردار نے جسکو احمد نگر پر قبضه
حاصل تها اکبر کي اعانت چاهي چنانچه شاهزاده مراد گجرات سے اور
مرزا خانخانان مالوه سے مدد خواهوں کي مدد رساني پر فوجوں سمیت
دکن کو روانه هوئے چنانچه احمد نگر سے تهوڑي دور ادهر دونوں فوجیں
آپس میں مل گئیں مگر اِس عرصه میں یعني ماه نومبر سنه ۱۵۹۵ ع
مطابق ربیع‌الثاني سنه ۱۰۰۴ هجري میں وه سردار احمد نگر کے چهوڑنے
پر مجبور هوا تها جس نے اعانت چاهي تهي اور اُس نے مدد گاروں کو
بلوایا تها اور اب وه حکومت چاند بي‌بي کے قبض و تصرف میں تهي
جو هندوستان کي بڑي حوصله والي عورتوں میں سے گنیْ جاتي تهي اور
اپنے بهتیجے شیر خوار بهادر نظام شاه کي جانب سے نیابتاً کام کرتي تهي اُسنے
بادشاهي فوجوں کي خبر سنتے هي اپنے رشته دار والي بیجا پور کے منانے
اور رعایا کے پرچانے اور دیگر ملکي فریقوں کے سرداروں کے متفق کرنے میں
اس غرض سے بڑي جد و جهد اوٹهائي که تهوڑي مدت کے واسطے ایسي
بڑي قوت کي روک تهام میں باهم متفق رهیں جسکي اوالعزمي اور والا
همتي کا اندیشه سب ریاستوں کو برابر هی چنانچه یهه تدبیر اُسکي ایسي
راس آئي که في‌الفور ایک سردار نهنگ نامي ایبیسینیا یعني حبش کا
باشنده فوج اپني همراه لیکر چاند بي‌بي کي اعانت کو روانه هوا اور بادشاهي

فوج کو جو احمد نگر کو گھیرے پڑی تھی چیر چارکر احمد نگر میں بے تکلف پہونچا اور باقی دو فریقوں نے بھی ذاتی خصومت سے ہاتھہ اُٹھایا اور بیجا پور کی فوج میں شریک و شامل ہوئے جو بادشاہی فوج کے مقابلہ پر جاتی تھی غرضکہ ان ساماںوں اور طیاریوں کے ہونے سے شاہزادہ مراد کے زور شوروں کو جوش آیا اور احمد نگر کے محاصرے میں بہت سرگرمی اور بڑی تندی تیزی برتی گئی یہاں تک کہ محصوروں کے ان دمدمونکے تلے دو سرنگیں لگائیں جنکے بنانے میں خود چاند بی بی دل و جان سے مصروف تھی اور عام لوگوں کی مانند آپ اُس نے محنت اُٹھائی تھی مگر جب کہ محصوروں کے سرنگ لگانے والے محاصروں کی سرنگوں پر پہنچ گئے تو وہ سرنگیں اس لیئے ضایع گئیں کہ محصوروں کے سرنگ لگانے والوں نے اُنکے مقابلہ میں اپنی سرنگیں لگائیں ہاں تیسری سرنگ اس سے پہلے اوڑائی گئی کہ محصوروں کی سرنگ لگانے والے اُس کی بیکاری کی تدبیر پوری کریں حاصل یہہ کہ اُس سرنگ کے اُوڑنے سے محصوروں کے سرنگ لگانے والےجو سرنگ اپنی دوڑا رہے تھے یک لخت اوڑ گئی اور قلعہ کی النگ اُس کے زور سے بہت پھٹ گئی اور ایسی ہیبت پھیلی کہ النگ کے محافظ اپنی اپنی جگہوں کے چھوڑنے اور بے تحاشا بھاگنے پڑھنےوالے اور محاصروں کے گھس بیٹھنے کے لیئے رستہ کھولنے پر آمادہ تھے کہ چاند بی‌بی زرہ بکتر پہن کر اور ننگی تلوار اپنے ہاتھہ میں لیکر اور نقاب سے مونہہ ڈھانپ کر آئی اور آن پڑے نامردوں کو ڈانٹ کر بلایا اور جب تک کہ وہ دلاور بی‌بی قلعہ کی ساری قوت کو محاصروں کے مقابلہ میں صرف نکرچکی تب تک نہایت جد و جہد اور بڑی سعی و محنت سے محاصروں کے پہلے دھاوے کو تھام نسکی چنانچہ تیروں کی بوچھاروں اور توڑے دار بندوقوں کی مار ماروں سے مقابلہ کیا گیا اور شگاف دیوار پر توپیں لگائیں گئیں اور آتش بازی کے بان اور بارود کے تھیلے اور ایسی‌ایسی عالم سوز چیزیں قلعہ کی کھائی میں بادشاہی لوگوں پر پھینکی گئیں اور

محصوروں کے شگاف دیوار کے مقابل ہوکر ایسا سخت مقابلہ کیا گیا
کہ بڑي سفاکي بے باکي کے بعد جو شام تک برابر قایم رهي بادشاهي
فوج اپنے پچهلے پانوں لوٹنےاور دوبارہ حملہ کو دوسرے دن موقوف رکهنے پر
مجبور هوئی مگر قلعہ کے محصور اور شهر کے باشندے چاند بي بي کي
دلاوري دلیري سے جوشان خروشاں هوئے تهی اور چوکہ چاند بي بي
کي چستي چالاکي اور دانائي هوشیاري میں رات کے آنے سے کسي
قسم کا فتور و قصور واقع نہ هوا تها تو صبح هوتے هي بادشاهي فوج نے
شگاف النگ کو ایسا مضبوط و مستحکم اور اسقدر بلند و مرتفع پایا کہ
نئي نقب کے بدوں اسپر چڑهنا متصور نہ تها اِسي عرصہ میں چاروں
متفق فریق افواج شاهي کے پاس آگئے مگر بادشاهي فوجوں نے باوصف
اِس کثرت کے کہ وہ چاروں فریقوں سے اب بهي زیادہ تهیں صرف ایک
لڑائي کے موهوم نتیجے پر تمام جان و مال کو جوکهوں میں ڈالنا پسند
نہ کیا اور چاند بي بي † نے بهي یہہ سمجها کہ هماري جمیعت دوچاردن
کي هی اور مانگي تانگي فوجوں کا بهروسہ نهیں کرنا چاهیئے غرض کہ
دونوں فریق اشتي پر راضي هوئی احمد نگر کا بادشاہ اسبات پر راضي هوا
کہ اُس نے صوبہ برار سے جو نیا مفتوحہ مقبوضہ اُس کا تها هاتهہ اپنا
اُٹهایا اور ملازمان اکبري کو سپرد کیا یہہ آشتي ماہ فروري سنہ ۱۵۹۶ ع
مطابق رجب سنہ ۱۰۰۴ هجري میں واقع هوئي *

بادشاهي فوج کي واپسي پر بهت عرصہ نہ گذرا تها کہ احمد نگر
میں نئے جهگڑے برپا هوئی یعني محمد خاں چاند بي بي کا وزیر یا

---

† یہہ عورت دکن کي عورتوں میں سے ایسي دلیر و دلاور تهي کہ مردوں کي
انکهونمیں قدر واقتدار اوسکا بهت کچهہ تها یهانتک کہ اوسکي نسبت بهت سي جهوٹي
باتیں بنائي گیئں خافيخان لکهتاهی کہ اوسنے مغلوں کے لشکر میں چاندي کي گولیاں
پهر بهر ماریں اور احمد نگر میں یہہ بات مشهور هی کہ جب چاند بيبي کي گولیاں
هوچکیں تو اُس نے ساري بندوقوں میں تانبے چاندي سونے کے سکے بهرکر مارے
اور جب تک کہ جواهر کے بهرنے کي نوبت نہ پهونچي تب تک آشتي پر راضي تهرئي

پیشوا ‡ اُس کي حکومت کے خلاف و عداوت پر سازشیں کرنے لگا یہاں تک کہ اُس نے شاهزادہ مراد سے اعانت چاهي اور یہاں شاهزادہ کا یہہ حال تھا کہ حدود برار کي بابت دکن کے بادشاهوں سے لڑ جھگڑ رهاتھا غرض کہ شاهزادہ مراد اور احمد نگر کے بادشاہ آپس میں دو بارہ مخالف هوئی اور آشتي پر برس بھي نہ گذرا تھا کہ پہلے سے زیادہ میدان کي لڑائیاں قایم هوئیں *

اکبر کا محکوم خاندیس کا بادشاہ اکبر والوں کي اعانت پر اور گولکنڈہ کا بادشاہ بیجا پور اور احمد نگر والوں کي امداد پر آیا اور دسمبر سنہ ۱۵۹۶ ع یا جنوري سنہ ۱۵۹۷ ع کو دریاے گرداوري پر بڑي بھاري لڑائي پڑي اور دودن تک زور شور سے قایم رهي مگر انجام اُس کا محقق نہوا چنانچہ مغلوں کا یہہ دعوی تھا کہ جیت هماري رهي مگر وہ آگے نہ بڑھے اور جب کہ پوري کامیابي حاصل نہوئي اور شاهزادہ مراد اور مرزا خانخاناں میں ان بن رهي تو بادشاہ نے دونوں کو طلب فرمایا اور شاهزادے کي جگہہ ابوالفضل اپنے دستور اعظم کو بھیجا جو چند روز کي بے عزتي کو اُٹھائی بیٹھا تھا اور اُسکو یہہ بھي اجازت دي گئي کہ ضرورت کے وقت ساري فوج کي سرداري اختیار کرے چنانچہ ابوالفضل اُس جگہہ پھونچا اور وهاں کا حال اُس نے لکھا جس کے دیکھنے سے یہہ دریافت هوا کہ خود بادشاہ کا هونا وهاں ضروري هی غرض کہ بادشاہ نے سنہ ۱۵۹۸ ع کے آخر میں چودہ برس کے بعد جو اٹک کے پاس برس میں گذرے تھے پنجاب کو چھوڑا اور دکن کو روانہ هوا اور سنہ ۱۵۹۹ ع کے نصف سے پہلے پہلے نربدہ پر پھونچا مگر اُس کے پھونچنے سے پہلے دولت آباد کا قلعہ اور اُسي کے قریب کے اور بہت سے بھاري قلعہ جبھي

‡ بھمني بادشاهوں کے وقتوں میں پیشوا یعني سردار کا خطاب مروج رها اور بعد اُس کے ستارہ والی راجاؤں کے برهمن وزیر اِس خطاب سے مخاطب رهے اور مرهٹوں کي حکومت پر اسي خطاب سے بہت دنوں تک حکومت کرتے رهے

فتح ہوچکی تھی اور جون ھی کہ بادشاھی فوج برھان پور واقع ساحل دریاے تپتي میں پھونچي تو فوج کا ایک ٹکڑا بسرداري شاھزادہ دانیال اور خانخاناں کے احمد نگر کے محاصرہ کو روانہ کیا گیا اور یہہ وہ زمانہ تھا کہ چاند بي بي کي حکومت پہلے زمانہ کي نسبت نہایت خراب اور ابتر تھي یعني نہنگ ایبیسینیا والا جو پہلے محاصرہ کے زمانہ میں چاند بي بي کا ممد و معاون تھا احمد نگر کو گھیرے ھوئی پڑا تھا اور جب کہ وھاں بادشاھي فوج آئي تو وہ چھوڑ کر چلاگیا مگر دروني نزاعوں کے مارے شہر کے بچاؤ کي کوئي صورت نہ تھي اور جب کہ چاند بي بي بادشاھي فوج والوں سے خط و کتابت کر رھي تھي اور آشتي کے پیک پیام آتے جاتے تھے تو اُس کے بدخواھوں نے سپاھیوں کو برھم کیا چنانچہ سپاھي محل سراے میں گھس گئے اور اُن ناخدا ترسوں نے کام اُس کا تمام کیا مگر اِس برے کام کا پھل بھي قریب ھي پایا یعني تھوڑے دنوں کے بعد اُس دیوار شکستہ کا شگاف گھس جانے کے قابل ھوگیا اور بادشاھي دھاوے کا سیلاب اُس میں آگیا چنانچہ بادشاھي فوج نے سارے لڑنے والی سپاھیوں کو قتل کیا اور کسي کو جان و مال کي پناہ ندي اور صغیر سن بادشاہ کو گوالیار کے قلعہ میں پھونچایا اگرچہ یہہ سب کچھہ ھوا مگر دارالسلطنت کی فتح ھونے سے سارا ملک اُسکا مطیع نہوا یہانتک کہ جولائي سنہ ۱۶۰۰ ع مطابق صفر سنہ ۱۰۰۹ ھجري میں ایک اور نام کا بادشاہ قرار دیا گیا اور احمد نگر کے بادشاھوں کا خاندان شاھجہاں کے عہد دولت تک بالکل گمنام نہوا مگر سنہ ۱۶۳۷ ع میں نام و نشان اُنکا باقي نرھا *

خاندیس کي فتح کا بیان

احمد نگر کے محاصرے سے تھوڑے دنوں پہلے اکبر بادشاہ اور اُس کے محکوم خاندیس والی بادشاہ میں ایسي کسي قسم کي سوء مزاجي درمیان آئي کہ اُس کے باعث سے اکبر کا یہہ ارادہ مصمم ھوا کہ خاندیس

کے صوبه کو همیشه کے لیئے اپنی قلمرو میں داخل کرے چنانچه اِس لڑائي کے دهندوں میں برس دن کے قریب صرف هوا اور احمد نگرکي فتح پر کئي مهینے گذرے تھے که آسیر گڈه کي فتح هونے سے خاندیس کي فتح پوري هوگئي بعد اُس کے بادشاه نے شاهزاده دانیال کو برار و خاندیس پر حاکم اور خانخانان کو صلاح کار اُس کا مقرر کیا اور فوج دکن کي حکمراني اور فتح احمد نگر کي پیروي ابوالفضل کو عنایت فرمائي اور سنه ١٦٠١ ع مطابق سنه ١٠٠٩ هجري کے آخر میں آگره کو واپس آیا *

مرزا سلیم یعني جهانگیر کي نافرماني کا بیان

پهلے اِس سے که بادشاه آگره کو روانه هووے بیجا پور اور گولکنڈه کے بادشاهوں کے ایلچي اور نذریں پهونچیں اور شاهزاده دانیال کي شادي بیجا پور والی کي بیٹي سے کي گئي § باقي اکبر کي روانگي کا یهه باعث تها که جهاں گیر اُس کا بڑا بیٹا سرکش هوگیا تها اگرچه یهه شاهزاده تیس برس کي عمر کا استعداد و لیاقت میں کچهه ناقص نه تها مگر شراب اور افیون کي || کثرت استعمال سے مزاج اُس کا آتشیں

---

§ دکن کي لڑائیوں کا حال اکبر نامه اور تاریخ فرشته اور خصوص احمدنگر کي تاریخ مصنفه فرشته سے لیا گیا

|| جهانگیر نے خود بیان کیا که عین شباب میں کم سے کم ایسی بیس پیاله روز پیتا تها که هر پیاله میں آده سیر دارو سماتي تهي اور یهه حال تها که اگر ایک گهنٹا بهي بدون اُس کے گذرتا تها تو هاتهه اپنے کانپنے لگتا تها اور قرار سے بیٹهه نه سکتا تها بعد اُس کے جب میں تخت نشین هوا تو پانچ پیالونکي نوبت پهونچي اور وه بهي رات کو پیتا تها مگر یهه بات دریافت نهیں هوتي که کب تک اُس نے یهه دستور جاري رکها معلوم هوتا هی که اُس زمانه کے مسلمانوں اور سرداروں میں مینوشي کي برائي شایع ذایع تهي اِس لیئے که بابر اور همایوں دونوں بڑے پینے والی تهے اور تمام ترکي نژاد بادشاه بهي پیتے تهے بلکه ایران کے صفوي خاندان والی جو تقدس خاندان کي بدولت بڑے بزرگ گنے جاتے تهے خفیه خفیه صرف کثرت هي سے نهیں پیتے تهے بلکه چاندي سونے کے پیالوں مرصع اور گهڑوں کے انبارروں سے اپنے دربار کو زینت بخشتے تهے

غضبناک اور سمجهه بوجهه اُس کي گونه خراب هوگئي تهي چنانچه وه ابوالفضل کو اپنا بدخواه اور جاني دشمن سمجهتا تها یہاں تک که اُس نے باپ سے اُس کي شکایت بهي کي اور اکبر نے اُس کے کہنے سے ابوالفضل کو چند روز اُس کي مرتبه سے گرائی رکها اور بعد اُس کے دکن کو روانه کیا اور یهه تمام اُن شکایتوں کے نتیجے تهے جو جهانگیر کي شکایتوں پر مترتب هوئی تهي اور اُس رشک و حسد کے ثمرے تهے جو اُس کے جي میں ابوالفضل کي جانب سے بیتهي تهي اور جب که اکبر خود دکن کو روانه هوا تو جهانگیر کو اپني جگهه چهوڑا اور اجمیر کا نائب سلطنت بنایا اور اودے پور کي لڑائي کے کار و بار اُس کو تفویض کیئے اور راجه مان سنگهه کو اِس غرض سے پاس اُس کے چهوڑا که وه اپنے لڑ لشکر اور صلاح و مشورت سے امداد اُسکي کرتا رهے غرض که جهانگیر بہت سا وقت اپنا ضایع کرکے امر مذکور کے اهتمام و انصرام میں جي جان سے مصروف هوا اور بیاوري بخت اس کام کو کسیقدر پورا کرچکا تها که ناگاه اُسکو یهه خبر لگي که صوبه بنگال راجه مانسنگهه کي حکومت گاه میں عثمان بن قتلو کي سرتابي سے بغاوت قایم هوئي چنانچه راجه مانسنگهه اپني حکومت کو روانه هوا اور جب که جهانگیر نے میدان خالي پایا تو آپ کو هر قسم کي روک ٹوک سے آزاد پاکر اور خود بادشاهي فوج کو اور طرفوں میں مصروف دیکهکر یهه چاها که هندوستان خاص کے صوبجات اپنے قبض و تصرف میں لاوے غرض که جهانگیر آگره کو روانه هوا مگر آگره کے حاکم نے آلے بالے بتاکر آگره کو حواله نکیا اور جهانگیر الهآباد کو چلا گیا اور اوده بهار کے ملکوں پر جو الهآباد کے پاس پروس میں واقع تهے قبضه کیا اور اسي زمانه میں اله آباد کے خزانه کو جو تیس لاکهه روپوں سے معمور و مشحون تها تحت اپنے کرکے بادشاهي کا خطاب اختیار کیا یهه واقعه نومبر سنه ۱۶۰۰ ع مطابق شعبان سنه ۱۰۰۹ هجري میں واقع هوا *

اگرچه بیتے کے چال چلن سے جي هي جي میں اکبر سخت ناراض تو هوا هوگا مگر باوصف اسکے بیتے سے ایسے معاملے نبرتے که اُن کے باعث سے بیتہ

كي سرتابي غايت كو پهونچتي چنانچه اُس نے اُس كے نام ايک معقول خط روانه كيا اور اُس ميں برے كوتكوں كے نتيجے جتائے اور يهه بهي درج كيا كه اب بهي كچهه نهيں گيا اگر پهلے دستور كے موافق باپ كي اطاعت كرے اور فرض خدمت ميں پچهلے پيروں لوٹے تو شفقت پدري كي بدولت مامون و مطمئن رهے جواب تک بهي كچهه كم نهيں هوئي بعد اُس كے جب اكبر آگره ميں داخل هوا تو جواب اُس عنايت نامه كا جهاں گير نے نهايت غريب لفظوں سے ارسال خدمت كيا اور اٹاوه تک اس اراده پر علانيه آيا كه باپ كي خدمت ميں حاضر هووے مگر باوصف اس كے خواه اُس نے باپ كي خدمت كا مخالفانه اراده كيا يا اپني سلامتي كو كهٹكے ميں پايا غرض كه كوئي باعث هو اُس نے فوج كي بهرتي ميں كمي نكي يهاں تک كه رفته رفته اتنے لوگ اُس نے اكٹهے كيئے كه بادشاه نے يهه كهلا بهيجا كه تهوڑے آدميوں سميت آگره ميں آوے ورنه الهآباد كو سيدها لوٹ جاوے جهانگير نے پچهلي بات اختيار كي يعني الهآباد كو لوٹ گيا مگر غالب يهه هے كه پيک و پيام كے ذريعه سے لوٹ جانے كي اجازت حاصل كي هوگي اس ليئے كه بعد اُس كے بادشاه نے اوڑيسه بنگاله كا صوبه جهانگير كو عنايت فرمايا اور جهاں گير نے بهي وفاداري جاں نثاري كے قول قرار ادا كيئے مگر اس ظاهري امن چين كے زمانه ميں جو باپ بيٹے كي سوء مزاجي كا زمانه تها جهانگير كو يهه موقع هاتهه آيا كه وه خيالي تكليفوں كا انتقام اپنے خيالي دشمن سے ليوے غرضكه اُسنے موقع كو هاتهه سے نديا اور باپ كے دل كو سخت صدمه پهونچايا بيان اُس كا يهه هے كه جب ابوالفضل كو دكن سے بلايا تها اور وه تهوڑے محافظوں سميت گواليار كي طرف بڑها آتا تها تو حسب تقدير اُس جال ميں پهنسا جسكو راجه نر سنگهه ديو والي اورچه واقعه بنديلكهنڈ نے باشارت جهانگير اُسكے ليئے لگا ركها تها ابوالفضل نے بڑي دليري دلاوري سے حتى الامكان اپنا بچاو كيا مگر بهت سے همراهيوں سميت آخر كو مارا گيا يهانتک كه سر اُسكا قلم كيا گيا اور بڑي احتياط سے جهانگير

کے پاس بھیجا گیا † یہہ واقعہ سنہ ۱۶۰۲ ع مطابق سنہ ۱۰۱۱ ھجری میں واقع ہوا بعد اُسکے جب ابوالفضل کے فوت ہونیکی خبر اکبر کو پہونچی تو اُسنے نہایت غم کیا اور بقول اُسکے کہ * شہنشاہ جہان را از وفاتش دیدہ پر نم شد * سکندر اشک حسرت ریخت کافلاطون ز عالم شد * بہت سے آنسو بہائے اور دو دن تک کھایا نسویا اور جب کہ اُسکو ہوش آئے تو نر سنگھہ دیو اور اُسکے جورو بچوں کے پکڑنے جکڑنے اور اُسکے گھر بار کے لوٹنے کھسوٹنے کے لیئے ایک فوج اُس نے روانہ کی اور ایسی ایسی سختیوں کی اجازت دی کہ بھولے چوکے بھی ویسی سختیوں کی رخصت کبھی ندی تھی معلوم ہوتا ہی کہ اس زمانہ میں بادشاہ کو یہہ آگاہی نتھی کہ جہانگیر ابوالفضل کے قتل میں شریک ہی اس لیئے کہ بجاے اس کے کہ بادشاہ اپنے بیٹے جہانگیر سے واسطہ علاقہ قطع کرے سلیمہ سلطانہ کو جو بادشاہ کی بیگم اور خود جہانگیر کی ایسی ماں تھی کہ جب اُسکی سگی ماں مرگئی تو اُس نے گود اُسکو لیا تھا اس غرض سے روانہ فرمایا کہ بیٹے کی طبیعت کو راستی درستی پر لاکر باپ بیٹوں میں پوری آشتی کرادی *

سلیمہ سلطانہ کی روانگی کا نتیجہ حسب مراد اُس کے حاصل ہوا یعنی جہاں گیر اکبر کے دربار میں حاضر ہوا اور بسر و چشم اُس نے باپ کی اطاعت اختیار کی اور اکبر بھی اتنی شفقت سے پیش آیا کہ بادشاہی زیور پہننے کی اُس کو اجازت فرمائی اور سنہ ۱۶۰۳ ع مطابق

---

† جہاں گیر نے اپنی توزک میں جو سلطنت کے بعد اُس نے لکھی ابوالفضل کے قتل کرانے کا اقرار کیا مگر عذر اُس کا یہہ لکھا کہ اُس نے باپ کو پیغمبر کی پیغمبری اور قران کے کتاب آسمانی ہونے سے منکر بنا دیا تھا اور باپ سے باغی ہونے کی بھی یہی وجہہ قرار دی اور جب کہ جہاں گیر اپنے باپ کی جگھہ بیٹھا تو پہلے پہل اُس نے نر سنگھہ دیو قاتل ابوالفضل کو جو اکبر کے سخت ظلموں سے محفوظ رہا تھا بڑے عہدہ پر معزز کیا اور بڑی مہربانیوں سے ہمیشہ پیش آتی گیا اور اپنا معتمد اُس کو ٹھہراتا رہا *

سنه ۱۰۱۲ هجریمیں اودے پوروالے کے مقابله پر ایک فوج سمیت اُسکو دوباره روانه کیا مگر جهانگیر نے مختلف حیلوں بهانوں سے کوچ پڑاو کو طول طویل کیا اور ایسے دایمي قصه میں پڑنیکي نسبت ایسي کمي اُس نے کي که اکبر نے طرح طرح کے نقصان اُٹهائے مگر یهه گوارا نکیا که باپ بیٹوں میں پهر سوء مزاجي پانو اپنے پهیلائے چنانچه اُس نے جهاں گیر کو الهآباد کي اجازت فرمائي جهاں وه بطور خود مختار بستا رستا تها اور جب که وه اله آباد میں پهونچا تو ایسي عیاشي نے ڈوبایا که اُسکا ٹهور ٹهکانا نتها اور اپنے بڑے بیٹے خسرو سے اُسکي بے ادبي بیباکي اور کم فهمي تند مزاجي کے مارے همیشه ناخوش رهتا تها یهاں تک که جب اُن دونوں میں زیاده ناچاقي هوئي تو راجه مان سنگهه کي بهن خسرو کي ماں نے زهر کهایا اور بیٹهے بیٹهائے پهول سي جان گنوائي اور جهانگیر کو بهت رنج پهنچایا جو پهلے سے درهم برهم هورها تها اور اب برهم مزاجي کي یهاں تک نوبت پهنچي که اُس کے ملازم اور مصاحب بهي اُس کے پاس جانے سے ڈرتے مرتے تهے اور ایسي ایسي ناخدا ترسیاں اُس سے صادر هوئیں که اُن کے سننے سے سننے والے بهي کانپ اُٹهتے تهے اور ایک مدت سے وقوع میں نه آئي تهیں اور باپ کي اهلیت کے محض مخالف تهیں † *

جب که بیٹے کے اطوار اکبر نے سنے تو وه نهایت پریشان اور بغایت حیران رها اور اُس نے یهه چاها که بلا وساطت غیر اپني ذاتي ملاقات کي تاثیر و اثر کو آزماوے غرض که بادشاه اله آباد کو روانه هوا اور کوئي دوتین منزل جانے پایا تها که والده ماجده کي سخت ناسازي اُس کو دریافت

---

† جهاں گیر نے کسي موقع پر ایک مجرم کي جیتي کهال نکالنے کا حکم دیا اور جوں هي که بادشاه کو یهه خبر پهونچي تو اُس نے اپني نفرت کو مخفي نکیا اور کهلم کهلا یهه فرمایا که بڑے اچنبهے کي بات هی که ایسے آدمي کا بیٹا جو موئے جانور کي کهال کا نکلوانا بهي بلا تکلف گوارا نهیں کرسکتا جیتے آدمي کي کهال نکالنے کا حکم دیوے اور اُس کو گوارا رکهے

ہوئي چنانچہ سنتے ہي آگرہ کو لوٹا مگر ایسے تنگ وقت میں ماں کي زیارت سے مشرف ہوا کہ جان اُس کي ہونٹوں پر تھي اور کام اُس کا ہوچکا تھا *

جب کہ جہانگیر نے باپ کا خود تشریف لانا اور بضرورت مذکورہ لوٹ جانا سنا تو شاید اُس فرض خدمت کے جوش سے جو اولاد پر واجب و لازم ہی یا اُس طبعي محبت کے ابال سے جو باپ بیٹوں کي طبیعتوں میں من جانب اللہ ہوتي ہی یا اس لحاظ سے کہ بلا وساطت جانے سے سارے مطلب بے غل و غش حاصل ہونگے آگرہ کا ارادہ کیا اور باپ کي خدمت میں پہونچکر شرط خدمت بجا لایا *

باپ بیٹے سے بشفقت پیش آیا مگر تھوڑے دنوں کے واسطے نظر بند اُس کو رکھا اور اس نظر سے کہ نظر بندي کي ذلت کم ہوجاوے یا اس غرض سے کہ اُسکي مے خواري میں کچھہ کمي پڑے ایک حکیم اُسکي خبر گیري کے لیئے مقرر فرمایا تھوڑے دنوں بعد اُسکي وہ قید اُتھائي گئي اور پہلي مہرباني بحال کي گئي مگر معلوم ہوتا ہی کہ باوجود اس کے بھي جہانگیر کي درشت خوئي کم نہوئي تھي اس لیئے کہ ظہور اُس کدورت کا جو اُس کو خسرو سے برابر چلي آتي تھي ہاتھیوں کي لڑائي میں بادشاہ کے سامنے ایسے برے طور سے ہوا کہ اُس کي بدولت علانیہ عتاب سلطاني میں دوبارہ مبتلا ہوا ہوتا اور خسرو نے بھي ایسي تندي تیزي سے جھگڑا قایم کیا جیسا کہ اُس کے باپ نے کیا تھا اور اُس نے دادا جان کو باپ کي طرف سے بھرا بھڑکایا اور بھرنے بھڑکانے میں کچھہ کمي نکي غالباً معلوم ہوتا ہی کہ پہلے اس سے خسرو نے چاہا تھا کہ باپ کي جگہہ دادا کا جانشین ہوجاوی چنانچہ جہانگیر نے بھي اپني توزک میں لکھا ہی کہ حضرت والد کو بھي ایک زمانہ میں یہہ بات منظور تھي † مگر حقیقت یہہ ہی کہ اکبر اور جہانگیر دونوں کو

† صاحب کا ترجمہ توزک جہان گیر کا صفحہ ۳۳

مرزا خرم یعني شاهجہان پر نظر عنایت تھي اور وهي آنکو پیارا تھا اور خسرو کي ناراضي کي بھي ایک وجهه تھي که اکبر اور جهانگیر اُس کے چھوتے بھائي کو اُسپر ترجیح دیتے تھے *

کئي برس پہلے مرزا مراد اکبر کا دوسرا بیتا مر چکا تھا که اب مرزا دانیال اُس کے تیسرے بیتے کے انتقال کي خبر آئي جو مے خواري کي کثرت سے تیس برس کي عمر میں گذر گیا مے خواري کي کثرت سے اُس کي صحت کو بڑا داغ لگا تھا اور نقصان صحت کي وجهه سے اُس نے باپ سے شراب کے چھوڑنے کا وعدہ کیا تھا چنانچه باپ کے لوگ اُس کو اتنا گھیرے رهتے تھے که وہ اپني هوس کو پورا نکرسکتا تھا جو اب روک توک کے قابل نرهي تھي اور اب اُس نے یهه راہ نکالي تھي که شکاري بندوق کي نال میں شراب بھر کر پاس اُس کے پہونچائي جاتي تھي غرض که کام اُس کا ایسا بے تکلف چلنے لگا که اُس کي عمر کا پیاله لبریز هوگیا اور اکبر کو بقدر محبت صدمه پہونچا غالب یهه هے که گھر کے صدموں یعني بیتوں کے مرجانے اور باهر کے رنجوں یعني دوستوں کے هلاک هونے نے اُسکے ملک صحت کو تاراج کرنا اور اُس کے نخل سلامت کي جڑیں اوکھاڑنا شروع کیا تھا *

اکبر کے مرنے کا بیان

معلوم هوتا هے که اکبر تھوڑے دنوں سے بیمار تھا † که ستمبر ۱۶۰۵ع کے نصف پر ایسا سخت بیمار هوگیا که بھوک اُسکي بند هوگئي اور تھوڑي مدت گذرنے پر یهه بات واضح هوئي که اب شفا کي آس بہت تھوڑي رهي غرض که مرنے سے دس دن پہلے چارپائي کا پابند هوگیا اگرچه هوش حواس اُس کے مرتے دم تک قایم رهے مگر کار بار میں شراکت کي قابلیت نتھي اور اُس وقت سے تمام لوگوں کا التفات اُسکي جانشیني پر متوجهه هوا اور لڑنے جھگڑنے والوں کے لیئے بادشاهي دربار لڑائي کا

† پرایس صاحب کا ترجمه توزک جهانگیر کا صفحه ۷۰

میدان ہوگیا مگر جہانگیر ایسا وارث تھا کہ سارے لوگ اُس کو تسلیم کرتے تھے اور بادشاہ کے بیٹوں میں سے ایک یہی بیٹا باقی رہا تھا ہاں کھوٹ اتنا تھا کہ سرتابی کے باعث سے اُس کی نیک نامی کو دھبہ لگا تھا اور اِس بیعزتی میں مبتلا تھا کہ فوج سے اور اُن لوگوں سے مہجور پڑا تھا جن پر حکمرانی کا خو کردہ تھا باقی خسرو کی یہہ صورت تھی کہ راجہ مان سنگھہ اُس کا سگا ماموں اور عزیز خاں اعظم فوج کا اعلی سردار اُس کا سسرا اِس خیال سے کہ ہمارے جوان رشتہ دار کی تخت نشینی سے ہماری قوت قوی ہوجاویگی بادشاہی محل کے دبانے کے درپے ہوئی جس میں آگرہ کا قلعہ بھی شامل ہی اور خسرو کی تخت نشینی کی تدبیریں درست کیں یہاں تک کہ اب جہاں گیر کو جان کے لالے پڑے اور حقیقت میں یہہ فکر اُس کی بیجا نتھی چنانچہ اُس نے بیماری کا بہانہ کیا اور محل کا آنا جانا چھوڑا مگر شاہزادہ خرم با وصف خوردسالی کے وہاں جما رہا اور باپ کی تاکیدوں اور اپنی جان کی پروانکی اور یہہ علانیہ کہے گیا کہ جب تک دادا جان کے دم میں دم باقی ہی تب تک اُن سے کہیں الگ نہوں گا اور جب کہ اکبر نے جہانگیر کو آتا جاتا ندیکھا تو اُس نے نہایت رنج کیا اوربزور فراست باعث اُس کا معلوم کرگیا اور باربار اُس نے جہاں گیر کو دیکھنا چاہا اور چند بار اُس نے لوگوں کے سامنے اُسی کو جانشین اپنا پکارا اور سب کے سامنے یہہ خواہش ظاہر کی کہ خسرو کو بنگالہ بخش دیا جاوے غرض کہ بادشاہ کی اِن باتوں نے اور چند بڑے معزز سرداروں کی کوششوں نے جو جہانگیر سے اب بھی بدل موافق تھے اُن چھوٹی سرداروں کو ٹھنڈا کیا جو مخالفوں سے موافقت رکھتے تھے اور عزیز خاں کو بھی یہہ سوجھی کہ اگر میں اپنی بات پر جمارہوں گا تو سب لوگ الگ ہوجاوینگے اور میں تنہا رہ جاؤں گا چنانچہ اُس نے یہہ راہ نکالی کہ چھپی چھپی

جہانگیر سے خط کتابت شروع کي مگر راجہ مان سنگھہ اِس سبب سے
اُس خطرہ میں مبتلا نہوا جس میں عزیزخان مبتلا تھا کہ رعب داب اُسکا
اِس پر موقوف تھا کہ خیر خواہ اُس کے اُسي کے خیر خواہ تھے اور بادشاہ
کي خیر خواهي سے کچھہ علاقہ واسطے نہ رکھتے تھے اور جب کہ اُس نے
آپ کو تنہا اکیلا پایا اور جہاں گیر نے بھي خوشامد آمیز باتوں اور قول
قراروں کا سلسلہ اُس سے باندھا تو اُس نے بھي جہانگیر کي امداد و
اعانت کا وعدہ کیا جس کا وارث هونا بخوبي ثابت تھا بعد اُس کے
جہانگیر محل میں آیا اور مرنے هار بادشاہ نے بہت سا پیار اُسکو کیا
چنانچہ جو حال اُسوقت گذرا جہانگیر نے اُسکو بیان کیا بیان اُسکا یہہ هي کہ
حصول ملازمت پر میرے باپ نے یہہ فرمایا کہ تمام سردار اُس کمرہ
میں بلوائی جاویں جہاں وہ تشریف رکھتے تھے اِس لیئے کہ حضرت
والد نے آپ فرمایا تھا کہ میں اِس بات کو گوارا نہیں رکھتا کہ کسي
قسم کي ناچاقي تیري اور اُن دولت خواهوں میں واقع هووے جو
اتني مدت تک میري محنتوں اور سختیوں میں شریک و موافق اور
شان و فخر کے کاموں میں مدد معاون رهے چنانچہ جب وہ سردار اکھٹے
هوئی تو بادشاہ نے وقت کے مناسب جو کہنا تھا کہا اور سب سرداروں
کو نظر بھر کر دیکھا اور سب سے علانیہ کہا کہ اگر بھولی چوکے کوئي تقصیر
آپ صاحبوں کي نسبت مجھہ سے هوئي هو تو سب صاحب معاف
کریں اب جہانگیر اپنے باپ کے قدموں پر گرا اور بہت پھوٹ پھوٹ کر رویا
بعد اُس کے بادشاہ نے خاص تلوار کے باندھنے پر اشارہ کیا کہ وہ اُس
کے سامنے باندہ کر بادشاهي کا نشان حاصل کرے معلوم هوتا هی کہ بعد
اُسکی بادشاہ نے سنبھالا لیا اور جہانگیر سے یہہ التجا کي کہ خاندان کي
عورتوں کي خبر لینا اور میرے پرانے متوسلوں اور دوستوں کو نہ بھولنا
بعد اُس کے ایک بڑے ملا جہانگیر کے ملنے والوں کو بلاکر سامنے

بٹھلایا اور اُس کے سامنے کلمہ شہادت کو دوہرا کر اچھے مسلمانوں کا مرنا موا † *

بیان کیا گیا کہ یہہ بادشاہ اچھا تنومند اور قوي اور جوڑ بند کا پورا اور بہت خوب صورت تھا اور اُس کے چہرہ مہرہ سے ہشاشي بشاشي ٹپکتي تھي اور طورطرز اُس کے نہایت پسندیدہ ‡ اور سنجیدہ تھے خدا تعالی نے اُسکو ذاتي قوت اور اصلي چستي عنایت فرمائي تھي جواني میں میخواري کے مزے اڑائی اور بڑے چین سے گذاري مگر تھوڑے دنوں بعد ایسا متقي بن گیا تھا کہ خاص خاص دنوں میں گوشت بھي نکھاتا تھا چنانچہ مجموعہ اُن خاص دنوں کا برس کي چوتھائي ھوتي تھي تہوڑي نیند سوتا تھا اور بہت تھوڑے سونے سے سیر ھوجاتا تھا اور حکمت کي اُن بحثوں میں کسي کسي رات میں صبح تک مصروف رھتا تھا جن کا شوق ذوق اُس کو بدرجہ غایت تھا اگرچہ ھمیشہ لڑائیوں میں مصروف رہا اور دیواني کے معاملوں کي حکومت میں اور

† اکبر آگرہ کے قریب مدفون ھوا بشپ ھیبر صاحب نے اُسکے مقبرہ کا بیان کیا کہ بیچ کي عمارت ایک ایسي قسم کا تھوس مینار ھی جو باھر کي طرف سے حجروں اور گنبدوں اور برآمدوں سے محاط اور محصور ھی اور جوں جوں بلندي پر جاتا ھی اسیقدر تھوڑا تھوڑا گھٹتا جاتا ھی یہاں تک کہ خاتمہ اُس کا ایک چوکور سنگ مرمر کي چوکي پر ھوتا ھی جو نہایت عمدہ جالیوں سے محصور ھی اور اِس مینار کے بیچا بیچ ایک چھوٹا چپٹا تعویذ قبر کا ھی جس کو ایسي لطافت نزاکت سے کندہ کیا ھی جس کے ذریعہ سے سنگ مرمر کو زیب زینت اور عربي لفظوں کو حسن و رونق حاصل ھوئي جو قبر کو زینت بخشتي ھیں (بشپ ھیبر صاحب کا بیان جلد ایک صفحہ ۸۵۷) اور جبکہ اِس ضلع کو پہلے پہلے انگریزوں نے فتح کیا تو یہي عمارت گوروں کے کام آئي چنانچہ ایک یا دو برس تک اُس میں رھے (پرایس صاحب کا ترجمہ توزک جہانگیري کا صفحہ ۳۵)

‡ اکبر کے حالات مفصلہ ذیل اُن پرتگال والوں کے لکھے ھوئے ھیں جو مقام گویا سے اُسکي ملاقات کو آئی تھے چنانچہ وہ لکھتے ھیں کہ یہہ بادشاہ اُن دنوں پچاس برس کي عمرکا اور رنگ و روپ کا گورا اور فہم فراست کا پورا اور تواضع و تعظیم کا چہا تھا (مري صاحب کي تحقیقات ایشیا جلد دو صفحہ ۸۹)

بادشاهان هند کي نسبت نئي نئي عمده باتيں ايجاد کيں مگر اِس ليئے که اپنے وقتوں کي تقسيم اچهي طرح پر کي تهي اور کار روائي کي کمال استعداد آپ ميں رکهتا تها تو تحصيل علوم اور بحث مسائل اور باقي شغل و مشاغل کے واسطے بڑي فرصت رهتي تهي علاوه اِس کے جيوانات کي کشتياں اور زور هنر کے کرتبوں کے ديکهنے بهالنے کا بڑا شوق اور نهايت سليقه رکهتا تها اور شکار بازي سے بغايت شادان و فرحان هوتا تها اور خصوص اُس وقت ميں که شيروں اور هاتهيوں کا شکار کرتا تها اِس ليئے که اِس قسم کے شکار ميں دليري اور دلاوري اور زور آزمائي کا موقع هاتهه آتا تها اور گاه گاه صرف ورزش کي غرض سے سفر کي ماندگي اُٹهاتا تها چنانچه اجمير سے آگره کو سوار هوکر دو دن برابر سفر کرتا تها جو دوسو بيس ميل کے فاصله پر واقع هی اور اسي قسم کے اور سفر بهي گهوڑے پر سوار هوکر کيا کرتا تها علاوه اِس کے دن بهر ميں تيس تيس اور چاليس چاليس ميل پيدل چلتاتها حاصل يهه که تاريخ اُس کي عجيب عجيب دلاوريوں اور ايسي شجاعت کي حکايتوں سے معمور و مشحون هی جيسے قصه کهانيونميں مذکور هوتي هيں اور معلوم هوتاهی که وه پادشاه جسقدر معقول غرضوں کي ضرورت سے جان جوکهوں اُٹهانے پر مائل تها اُسيقدر اُسکي طبيعت ميں رنج و مصيبت جهيلنے کا بهي عشق پايا جاتا تها مگر باوصف اس کے لڑائي بهڑائي کا فريفته نه تها اِس ليئے که ميدان جنگ ميں اوترنے اور وهاں ضرورت تک موجود رهنے اور فهم و فراست سے تائيد و اعانت کرنے ميں هميشه جي جان سے مستعد و آماده تو رهتا تها مگر جب که لڑائي کا انجام اُس کو معلوم هو جاتا تها اور اُس کي ضرورت باقي نرهتي تهي تو وه ترت پهرت لوٹ کر سلطنت کے کام کاج ميں مصروف هو جاتا تها اور لڑائي کے کسر کا انصرام اور جبر نقصان کا اهتمام اپنے نائبوں پر چهوڑ آتا تها اور گاهے گاهے ايسا بهي هو جاتا تها که يهه باقي کام طول پکڑ جاتے تهے مگر جب که فتوحات اُسکي انجام کو پهونچتي

تهیں تو پوري پوري هو جاتي تهیں یهه بات کهه سکتے هیں که آس کے عهد دولت سے پہلے پہلے هندوستان کا کوئي حصة دارالسلطنت کے پاس پروس کے علاوہ بخوبي مطیع و محکوم نه هوا تها اگرچه اکبر بلند نظري اور گونه حرص و طمع سے خالي نه تها مگر جن ملکوں پر اُسنے حمله کیا اور اُس کے زمانه سے پہلے دلي کي سلطنت میں وہ داخل تھے اگر وہ آنپر حمله نه کرتا تو همعصر آس کے تعریف و ثنا کي جگهه هجو مذمت اُس کي کرتے *

تیسرا باب

اکبر کي ملکي تدبیروں کے بیان میں

مذهبي تدبیروں کا بیان

یهه بادشاہ اپنے ملکي تدبیروں کے لحاظ سے ایسے بادشاهوں میں بڑا پایه رکهتا هے جنکي بادشاهت بني آدم کے حق میں بڑي نعمت سمجهي جاتي هی ملک و مذهب کے لحاظ سے ظهور آسکي تدبیروں کا مختلف مختلف صورتوں میں واقع هوا اور جب که وہ بادشاہ هوا تو آس کي آغاز سلطنت هي سے یهه بات واضح هوتي تهي که آسکي طبیعت میں هر دین و ملت کے گوارا رکهنے کي صلاحیت رکهي هی اور معلوم هوتا هی که اس گوارا رکهنے کي یهه وجهه نه تهي که وہ اسلام کي حقیت میں متردد تها مگر اِس میٹهي طبیعت سے یهه بات اُس کو حاصل هوئي تهي که اور مذهبوں کے مسئلے بهي جي لگا کر سنتا تها اور نوبت یہانتک پہونچي تهي که کهرے کرارے مسلمان آس سے بد بر هو گئے تهے اور ایسي طبیعت نے پہلے پہلے یهه کام کیا که آس کے عقیدے کو قران کي نسبت ضرور متزلزل کیا چنانچه قران شریف کے ایسي پکي سند هونے میں که کسي قسم کي بهول چوک اُس میں دخیل و مداخل نه هووے متردد هوا علاوہ آسکے وہ ملکي فایدے بهي جو ایسے نئے دین کے اجرا سے حاصل هوویں جس کا پهیلاؤ آسکي ساری رعایا میں بخوبي هو جاوے اُس کے خیال میں ضرور گذرے هونگے اور عهد سلطنت کے پہلے حصة میں یهه

حال اُسکا تھا کہ مقدس درگاھوں کی زیارت اور بزرگ لوگوں کی خدمت میں نہایت شوق ذوق سے حاضر ہوتا تھا یہاں تک کہ سلطنت کے اکسویں برس میں بھی بڑی صدق و دیانت سے کہا کرتا تھا کہ ما بدولت مکہ کو جاوینگے سلطنت کے چوبیسویں برس یعنی سنہ ۱۵۸۹ع تک اپنی ایسی بیقید رایوں کو ظاہر نہ کیا جو مسلمانوں کے مخالف تھیں *

یہہ بات ممکن ھی کہ جن لوگوں سے اکبر ملتا جلتا تھا اُنمیں سے بعض بعض شخصوں کے ایسے آزاد خیال بھی ہونگے جو مسلمان فقیروں کے خاص خاص فرقوں میں شایع ذایع ہوتے ہیں مگر سارے مورخوں نے اکبر کے فساد عقاید کا الزام ابوالفضل اور اُسکے بھائی فیاضی کے ذمہ عاید کیا یہہ دونوں بھائی شیخ مبارک نامی باشندہ ناگور ایک فاضل کے بیٹے تھے جو کسی زمانہ میں آگرہ کے مدرسہ میں اصول اور قوانین اور الہیات کا مدرس تھا اگرچہ بہت دنوں تک سنی رہا مگر بعد اُسکے رافضی ہوگیا اور پہلے حکیموں کی کتابیں پڑھنے لگا یہاں تک کہ خیالات اُسکے آزاد ہو گئے اور بقول اُس کے مخالفوں کے بیدین ہو گیا اور نوبت یہاں تک پہونچی کہ لوگوں کی پھٹکار اور لعنت ملامت کرنے والوں کی مار مار سے مدرسہ کے چھوڑنے اور جورو بچوں کو آگرہ سے لیجانے پر مجبور ہوا اگرچہ یہہ دونوں بھائی اُس کے بیٹے اصول اسلام کے بظاہر تابع تھے مگر غالب یہہ ھی کہ مسلمانوں سے میل جول اُنکا زیادہ نہ تھا بلکہ جی سے موافق نہ تھے منجملہ مسلمانوں کے پہلے پہل فیضی نے ہندوؤں کے علم انشاء اور سارے علوم دقیق کو بڑی سعی و محنت سے حاصل کیا *

مگر یہہ بات تحقیق نہیں کہ بادشاہ کی ترغیب و اشارہ سے یہہ کام اُس نے اختیار کیا تھا یا آپ اپنے شوق سے اِس چہان بین کے پیچھے پڑا تھا ہاں یہہ بات ضرور ھے کہ برہمنوں کے علم کی تحقیق مسلسل اور باقاعدہ بادشاہ کے ارشاد و امداد سے کی تھی اور شنسکرت کی منظومات † و حکمت

† فیضی نے نالا اور دمیا مانتا کا ترجمہ کیا جو مہا بھارت میں نہایت عمدہ اور دلچسپ حکایت ھے اور علی‌هذا‌القیاس اُس نے فارسی زبان میں بھی نظم نثر کی کتابیں

کے علاوہ بیجا گنتا اور لیلاوتی مصنفات بہاسکا راچارچہا کا ترجمہ کیا جو هندوؤں کے حساب اور جبر و مقابلہ میں عمدہ کتابیں گنی جاتی هیں *

جن لوگوں نے شنسکرت کے وہ ترجمہ کیئے جنمیں بید اور تاریخ کشمیر اور رامایں اور مہابہارت کے ترجمے بھی داخل هیں وہ بھی فیضی کی امداد و اعانت اور نگرانی نگہبانی سے کار بند اُن کے ہوئے منجملہ اُن کے رامایں اور مہابہارت منظوم هیں اور شنسکرت میں تاریخ کشمیر ایک نمونہ هی یعنی اُس کے سوا اور کوئی تاریخ اُس میں پائی نہیں جاتی † *

اکبر نے صرف شنسکرت کے ترجمہ کرانے سے فائدہ نہیں اُٹھایا بلکہ اُسنے ایک عیسائی پادری کو جسکو ابوالفضل نے فرا باتوں کے نام سے لکھا هی اور اُس کو بڑا مورخ اور فاضل بتایا هی بہت سی ترغیبیں دیکر مقام گویا سے بایں غرض بلوایا تھا کہ وہ چند آدمیوں کو یونانی سکھلاوے تاکہ یونانی کتابوں کا ترجمہ فارسی زبان میں کیا جاوے بلکہ خود فیضی کو یہہ ارشاد کیا تھا کہ انجیلوں کا ترجمہ بے کم ‡ و کاست کرے سلطنت

تصنیف کیں معلوم ہوتا هی کہ ابوالفضل کی نسبت کتابوں کے سیر و مطالعہ میں فیضی بہت زیادہ مصروف رہتا تھا اور ویسا دنیادار اور فریبی بھی نہ تھا

† منتخب التواریخ

‡ معلوم ہوتا هی کہ اکبر کے دربار میں علم اور باقی اور کمالوں کا چرچا زیادہ تھا چنانچہ عزیزخاں آعظم بڑا عالم تھا اور عبدالرحیم مرزاخاں ولد بیرم‌خاں یعنے نواب خانخانان جو اکبر کے جنگی سرداروں میں دوسرا درجہ رکھتا تھا ایسا زبان داں تھا کہ اُسنے تزک بابری کا ترجمہ ترکی سے فارسی زبان میں کیا اور اسی زمانہ کے مشہور لوگوں میں سے تان سین کو بڑا کبیشر بتاتے هیں جسکے گانے کی بہت تعریف کرتے هیں اور کہتے هیں کہ زین خاں سردار جو برا جنگی افسر تھا بہت سے باجے بجاتا تھا علاوہ اُس کے اکبر نے ایسے مدرسوں کی ترقی میں بڑی کوشش کی هی جسمیں هندو مسلمانوں کے علم پڑھائے جاتے تھے اور هر شخص کی تعلیم اُس کے حالات اور منشاؤں کے موافق ہوتے تھے ۱۲ اکبر نامہ

کے بارھویں برس فیضي پیش کیا گیا اور اٹھارویں برس یعني سنہ۱۵۷۴ع میں ابوالفضل اُس کا بھائي دربار میں داخل ھوا یہہ دونوں بھائي بادشاہ کے ایسے یار غار بن گئے تھی کہ بادشاہ کو اُن سے الگ ھو ناگوارا نہ تھا اور یہاں تک دخیل ھو گئے تھے کہ مذھب کے نئے نئے عقیدوں کے اعتماد اور اپنے پرانے ملک والے عالم فاضلوں کي قدر و پرورش کے علاوہ اُمورات سلطنت میں بھي صلاح اُن سے لي جاتي تھي اور بڑے بڑے کام اُن کو تفویض ھوتے تھے چنانچہ پہلے اس سے کہ شاھان دکن پر یورش کي جاوے فیضي کو ایلچي بنا کر بھیجا تھا فیضي کي عمر نے وفانکي مگر ابوالفضل اُسکا بھائي بہت دنوں تک زندہ رھا اور ساري فوج کي افسري کا بڑا پایہ اور وزیر اعظم ھونے کا اعلی درجہ حاصل کیا اور اسکے مر جانے سے بادشاہ کو نہایت رنج ھوا جیسے کہ بالا مذکور ھوا اور فیضي کے مرتے دم جو بادشاہ نے معاملہ برتا وہ اِس لیئے اعتماد کے قابل ھی کہ اُس کو ایک اُسکے مخالف یعنے عبدالقادر نے لکھا ھی بیان اُس کا یہہ ھی کہ جب آدھي رات اکبر کو فیضي کے جان بلب ھونے کي خبر پہونچي تو خبر کے سنتے ھي فیضي کي طرف روانہ ھوا مگر پہونچنے سے پہلے بے ھوش اُس کو پایا چنانچہ اُس نے فیضي کا سر اُٹھایا اور یاروں کي طرح پکار کر کہا کہ شیخ جي تم کیوں نہیں بولتے ھو تمہارے واسطے حکیم علي گیلاني کو لایا ھوں اور جب کہ اُس نے جواب کي قوت ندیکھي تو اپني پگڑي کو زمین پر پٹکا اور رونے پیٹنے لگا بعد اُس کے جب ھوش اُس کے ٹھکانے آئے تو اپنے مکان پر نگیا بلکہ سیدھا ابوالفضل کے پاس جو مکان انتقال سے کہیں الگ بیٹھا تھا اور گھڑي دو گھڑي پاس اُس کے بیٹھا رھا اور تسلي تشفي دیتا رھا † *

† منتخب التواریخ والے عبدالقادر نے بیان کیا کہ فیضي مرتے دم تک خدا تعالے کي بے ادبي کرتا رھا اور آخر کو کتے کي طرح بھونکا اورصورت اوسکي مسخ ھو گئي اور ھونٹ اُس کے نیلے پڑ گئے گویا کہ اُس نے اپنے برے کرتکوں کي سزا دنیا میں پائي جو عاقبت میں اُسکي منتظر تھي اور اسي مورخ نے اپني کتاب میں ایک [illegible] نقل کیا

فيضي اور ابوالفضل كے علاوہ اور تمام مذهبوں كے عالم فاضل بهي اكبر كے دربار ميں حاضر رهتے تهے اور يهہ بات اُسكو بهت بهاتي تهي كه عالم فاضلوں كو جمع كركے كئي كئي رات برابر بحث و مناظرہ كا تماشا ديكهے اور كاهے گاهے آپ بهي امداد اُنكي كرتا تها اور جمعه كے روز اُنكے جلسے مقرر تهے اور كبهي كبهي اكيلے دو كيلے مسلمان فقيروں اور هندو پنڈتوں كو بلاتا تها اور اُن كے مختلف فرقوں كے مسئلوں كي نسبت چوڑي چكلي تحقيقيں كرتا تها ‡ *

اِن ميں جلسوں كے بحث مباحثوں كے چند نمونه جو قياسي معلوم هوتے هيں كتاب دابستان ميں پائے جاتے هيں جو مذهب ايشيا كے بيان ميں تاليف كي گئي چنانچه منجمله اُن كے بهت بڑا نمونه وہ مناظرہ هى جو ايك برهمن اور مسلمان اور يهودي اور عيسائي اور مجوسي

جس كو فيضي نے اكبر كي خدمت ميں اِس مورخ كي سفارش ميں لكها تها اور عذر اس الزام كا كه اُس نے اپنے محسن كے مرنے پر برائي اُسكي لكهي يهه پيش كيا كه يهه برا كهنا مذهب كے لحاظ سے اور خداوند تعالى كے فرض كي جهت سے ميرے ذمه واجب هى خط مذكور كے مضمون سے يهه بات واضح هوتي هى كه فيضي بڑا دوست كام اور نهايت آشنا پرور تها اس ليئے كه اُس خط ميں حامل خط كي خدمات شايسته اور اُس كي بد قسمتي كا حال جسكي شامت سے وہ شايسته خدمتيں بادشاہ تك نپهنچيں اور كوئي ثمرہ اُنپر مترتب نهوا بڑي تفصيل و مبالغه سے لكها چنانچه اُس نے لكها كه يهه آدمي سينتيس برس سے ميرا مخلص خاص اور خير خواہ با اخلاص هى اور بڑي بڑي خوبيوں سے معمور اور عمدہ عمدہ كمالوں سے پهر پور هى غرض كه ايسي ايسي باتيں لكهكر بڑي سفارش پر تحرير كا خاتمه كيا اگرچه اُن دونوں بهائيوں اور اس مورخ كے درميان ميں دين و مذهب كے سبب سے كوئي جهگڑا قايم هوا تها مگر اكبر نے اُس مورخ كو اپني نظروں سے نگرايا تها اس ليئى كه وہ بيان كرتا هى كه جب فيضي مرگيا تو بادشاہ نے فيضي كے كتب خانه كي فهرست لكهنے كا مجكو ارشاد فرمايا چنانچه فهرست اُن كي مرتب كي گئي طبيعات اور الهيات اور اخلاق اور نظم و نثر كي چار هزار ساتهه كتابيں تهيں جنكو اُس نے بڑي محنت سے صحيح و درست كيا تها

‡ اكبر نامه منتخب التواريخ

اور فیلسوف کے درمیان میں واقع ہوا § ہر مذہب والے نے اپني اپني دلیلوں کو پیش کیا مگر دلیلونکي تردید کي گئي چنانچه بعض دلیلونکو یوں رد کیا گیا که اُس کے باني بدکار تھے اور بعضوں کو یوں اڑایا که اُن کے مسئلے بیہودہ ہیں اور جن معجزوں کروہ بیان کرتے ہیں وہ ثبوت کافي کے محتاج ہیں غرض که فیلسوف نے ایسي دین کي تائید کرکے جو عقل و مصلحت کے سواء کسي اور شي پر مبني نتھا گفتگو کو طی کیا *

واقعي اسي قسم کا بیان اکبر نامه میں پایا جاتا ہی یعني سارے مذہبوں کے عالم فاضلوں کے روبرو ایک پادري اور چند ملاؤں میں مناظرہ واقع ہوا چنانچه سلاست تقریر اور سلامت مزاج کي حیثیت سے پادري کو سبقت دي گئي اور بحث کا خاتمه اِس طرح ہوا که ملاؤں کي زبان آوري اور سینه زوري کو دباکر یہه راے اپني بادشاہ نے ظاہر کي که خدا تعالی کي عبادت بطور معقول ایسي ہوسکتي ہی که عقل کي پیروي کي جاوے اور اندھون کي مانند الہام و وحي کي † بالکل پیروي نکي جاوے *

---

§ اس مناظرہ کا ترجمه کرنل کنیڈي صاحب نے بمبئي کي علمي سوسئیٹي کے حالات جلد دو صفحه ۲۴۷ وغیرہ میں چھاپا ہی

† جلسه مذکورہ کا حال عیسائي اور مسلمان دونوں مختلف طوروں سے بیان کرتے ہیں اور بڑا تعجب ہی که کسي شخص نے اُسکو اپنے مذہب کے موافق بیان نہیں کیا چنانچه ابوالفضل کہتا ہی که جب بحث کرنیوالوں نے اپني اپني کتابوں کے سچے اور آسماني ہونے پر دلیلیں قایم کیں تو عیسائیوں نے یہه کہا که اگر مسلمان لوگ اپنے قران کے حفظ و حراست کے بھروسے جلتي آگ میں چلے جاویں تو ہم بھي توریت انجیل کو لیکر آگ میں گھس پیٹھینگے مگر مسلمانوں نے بجواب اُنکو برابھلا کہا اور بہت سي ملامت کي اور پادري یہه کہتے ہیں که یہه درخواست اول مسلمانوں کي طرف سے ہوئي تھي اور اکبر کي خلاف مرضي پاکر ہمنے قبول نکیا (مري صاحب کي تحقیقات ایشیا جلد دو صفحه ۹۱) غالب یہه ہی که اکبر کو بحث مذکور سے جي کا بھلانا مقصود تھا اور یہه دریافت نہیں ہوتا که عزم اُس کا یہه تھا که عیسائیوں کو مسخرا بنارے اور جب که پادریوں کي مراد پوري نہوئي یعني اکبر عیسائي نہوا تو انکو یہه شبہه ہوا که پادشاہ کو تائید اُنکي مقصود نہیں بلکه مقصود اُس کا یہه ہی

بیان مذکور الصدر سے اکبر کا مذهب دریافت هوسکتا هی چنانچه معلوم هوتا هی که وه خدا کو عقل کے ذریعه سے جانتا تها اور پیرو پیغمبروں کا قایل نتها اور آدمي کي ضعف خلقت کي ضرورت سے پرستش کے لیئے چند رسمیں بهي اُس نے ٹهرائي تهیں تفصیل اُسکي یهه هی که خدا کي بندگي اُس علم کے بموجب کرني چاهیئے جو عقل کے وسیله سے اُس کي ذات پاک کي نسبت حاصل هوتا هی اور جس کے ذریعه سے خدا کي وحدت اور عنایت بخوبي ثابت هوتي هی اور نیز بڑے بڑے ارادوں کے مارنے دبانے اور ایسے نیک کاموں کے کرنے کرانے سے جو تمام آدمیوں کے حق میں مفید و نافع هوویں خدا تعالی کي خدمت گذاري اور بهبودي اور عاقبت کي تلاش و جستجو کرني چاهیئے اور آدمي کي سند پر عقیده طریقه قبول کرنا اس لیئے نامناسب هی که تمام آدمي هماري طرح بهول چوک کے قابل هیں اور اگر یهه ضرورت سمجهي جاوے که آدمیوں کے حق میں ظاهري پرستش کے لئي کوئي علامت مقرر هوني چاهیئے جس کے ذریعه وه اپنے نفسوں کو واحد موجود تک پهونچاویں تو چاند سورج اور تارے اور آگ اس لیئے کافي وافي هیں اکبر کے دین و مذهب میں پوجاریوں اور پادریوں اور ملاؤں کو کسي قسم کي مداخلت نتهي اور عام پرستش کا کوئي طریقه مقرر نه تها اور کهانے پینے کي بهي کچهه قید نتهي مگر کهانے پینے سے پرهیز یعني روزه اور برت اِس نظر سے قرار دیا گیا تها که اوسکی ذریعه سے طبیعت کو بلندي حاصل هوتي هی اور دستور اُسکا یهه تها که سورج کو بهت سے سلام کیا کرتا تها اور آدهي رات اور نور کے

که همارے نیلے پیلے هونے کا تماشا دیکهے اور همارے آنے سے اپنے دربار کي شان و شوکت بڑهاوے علاوه اس شوق ذوق کے جو اکبر کو مذهبوں کي چهان بین سے متعلق تها بقول ابو الفضل اور عبد القادر کے عیسائي مذهب کي تعظیم اُس کے جي میں بیٹهي هوئي تهي چنانچهه عبد القادر کهتا هی که اُس نے اپنے بیٹے مراد کو انجیل پڑهوائي تهي اور اُس کے سبقوں کو بسم الله سے شروع نکرواتا تها بلکه عیسی مسیح کے نام سے پڑهواتا تها

اور فیلسوف کے درمیان میں واقع ہوا § ہر مذہب والے نے اپنی اپنی دلیلوں کو پیش کیا مگر دلیلونکی تردید کی گئی چنانچہ بعض دلیلونکو یوں رد کیا گیا کہ اُس کے بانی بدکار تھے اور بعضوں کو یوں اڑایا کہ اُن کے مسئلے بیہودہ ہیں اور جن معجزوں کووہ بیان کرتے ہیں وہ ثبوت کافی کے محتاج ہیں غرض کہ فیلسوف نے ایسی دین کی تائید کرکے جوعقل و مصلحت کے سواء کسی اور شی پر مبنی نتھا گفتگو کو طی کیا *

واقعی اسی قسم کا بیان اکبر نامہ میں پایا جاتا ہی یعنی سارے مذہبوں کے عالم فاضلوں کے روبرو ایک پادری اور چند ملاؤں میں مناظرہ واقع ہوا چنانچہ سلاست تقریر اور سلامت مزاج کی حیثیت سے پادری کو سبقت دی گئی اور بحث کا خاتمہ اِس طرح ہوا کہ ملاؤں کی زبان آوری اور سینہ زوری کو دباکر یہہ راے اپنی بادشاہ نے ظاہر کی کہ خدا تعالی کی عبادت بطور معقول ایسی ہوسکتی ہی کہ عقل کی پیروی کی جاوے اور اندھون کی مانند الہام و وحی کی † بالکل پیروی نکی جاوے *

---

§ اس مناظرہ کا ترجمہ کرنل کنیڈی صاحب نے بمبئی کی علمی سوسئیٹی کے حالات جلد دو صفحہ ۲۴۷ وغیرہ میں چھاپا ہی

† جلسہ مذکورہ کا حال عیسائی اور مسلمان دونوں مختلف طوروں سے بیان کرتے ہیں اور بڑا تعجب ہی کہ کسی شخص نے اُسکو اپنے مذہب کے موافق بیان نہیں کیا چنانچہ ابوالفضل کہتا ہی کہ جب بحث کرنیوالوں نے اپنی اپنی کتابوں کے سچے اور آسمانی ہونے پر دلیلیں قایم کیں تو عیسائیوں نے یہہ کہا کہ اگر مسلمان لوگ اپنے قران کے حفظ و حراست کے بھروسے جلتی آگ میں چلے جاویں تو ہم بھی توریت انجیل کو لیکر آگ میں گھس پیٹھینگے مگر مسلمانوں نے بجواب اُنکو برابھلا کہا اور بہت سی ملامت کی اور پادری یہہ کہتے ہیں کہ یہہ درخواست اول مسلمانوں کی طرف سے ہوئی تھی اور اکبر کی خلاف مرضی پاکر ہمنے قبول نکیا (مری صاحب کی تحقیقات ایشیا جلد دو صفحہ ۹۱) غالب یہہ ہی کہ اکبر کو بحث مذکور سے جی کا بہلانا مقصود تھا اوریہہ دریافت نہیں ہوتا کہ عزم اُس کا یہہ تھا کہ عیسائیوں کو مسخرا بنارے اور جب کہ پادریوں کی مراد پوری نہوئی یعنی اکبر عیسائی نہوا تو انکو یہہ شبہہ ہوا کہ بادشاہ کو تائید اُنکی مقصود نہیں بلکہ مقصود اُس کا یہہ ہی

بيان مذكور الصدر سے اكبر كا مذهب دريافت هوسكتا هى چنانچه معلوم هوتا هى كه وه خدا كو عقل كے ذريعه سے جانتا تها اور پير و پيغمبروں كا قايل نتها اور آدمي كي ضعف خلقت كي ضرورت سے پرستش كے ليئے چند رسميں بهي اُس نے تهرائي تهيں تفصيل اُسكي يهه هى كه خدا كي بندگي اُس علم كے بموجب كرني چاهيئے جو عقل كے وسيله سے اُس كي ذات پاك كي نسبت حاصل هوتا هى اور جس كے ذريعه سے خدا كي وحدت اور عنايت بخوبي ثابت هوتي هى اور نيز بڑے بڑے ارادوں كے مارنے دبانے اور ايسے نيك كاموں كے كرنے كرانے سے جو تمام آدميوں كے حق ميں مفيد و نافع هوويں خدا تعالى كي خدمت گذاري اور بهبودي اور عاقبت كي تلاش و جستجو كرني چاهيئے اور آدمي كي سند پر عقيده طريقه قبول كرنا اس ليئے نامناسب هى كه تمام آدمي هماري طرح بهول چوك كے قابل هيں اور اگر يهه ضرورت سمجهي جاوے كه آدميوں كے حق ميں ظاهري پرستش كےلئي كوئي علامت مقرر هوني چاهيئے جس كے ذريعه وه اپنے نفسوں كو واحد موجود تك پهونچاويں تو چاند سورج اور تارے اور آگ اس ليئے كافي وافي هيں اكبر كے دين و مذهب ميں پوجاريوں اور پادريوں اور ملاؤں كو كسي قسم كي مداخلت نتهي اور عام پرستش كا كوئي طريقه مقرر نه تها اور كهانے پينے كي بهي كچهه قيد نتهي مگر كهانے پينے سے پرهيز يعني روزه اور برت اِس نظر سے قرار ديا گيا تها كه اوسكى ذريعه سے طبيعت كو بلندي حاصل هوتي هى اور دستور اُسكا يهه تها كه سورج كو بهت سے سلام كيا كرتا تها اور آدهي رات اور نور كے

كه همارے نيلے پيلے هونے كا تماشا ديكهے اور همارے آنے سے اپنے دربار كي شان و شوكت بڑهاوے علاوه اس شوق ذوق كے جو اكبر كو مذهبوں كي چهان بين سے متعلق تها بقول ابوالفضل اور عبدالقادر كے عيسائي مذهب كي تعظيم اُس كے جي ميں بيٹهي هوئي تهي چنانچه عبدالقادر كهتا هى كه اُس نے اپنے بيٹے مراد كو انجيل پڑهوائي تهي اور اُس كے سبقوں كو بسم الله سے شروع نكرواتا تها بلكه عيسى مسيح كے نام سے پڑهواتا تها

ترکے کو دعائیں مانگتا تھا اور ٹھیک دو پہري کو سورج کے سامنے کھڑا هوکر دهیان گیان اپنا لگاتا تھا اور اس قسم کي خود پسند عبادت اوروں کو بهي بتا تھا باقي ان کاموں کا یهه منشاء نتھا که وه سورج کو عبادت کے شایان و سزاوار اور آدهي رات اور ترکے کي دعا مانگنے کو نیک کام سمجھتا تھا بلکه مقصود اسکا یهه تھا که بقول اُس کے که * چناں با نیک و بد عرفي بسر کن کزپس مردن * مسلمانت بزمزم شوید و هندو بسوزاند هندو مسلمان اُس کو برا نکهیں اور هر دل عزیز رهے ابوالفضل کهتا هی که جب اُس سے یهه درخواست کي گئي که آپ اپنے مونهه سے بارش کي دعا مانگیں تو اُس نے یهه جواب دیا که باري تعالی هماري حاجتوں کو همسے زیاده جانتا هی اور محتاج اسکا نهیں که هم یاد اُس کو دلاویں که وه همارے فائدوں کي نظر سے اپني قوت کو کام میں لاوے مگر همکو یهه شبهه هی که جن باتوں کو وه کرتا تھا اور اوروں کو بتاتا تھا اُنهوں نے اُسکے دلپر کچھه نه کچھه اثر نکیا هو معلوم هوتا هی که یهه بادشاه اصل و حقیقت میں بڑا عابد زاهد تھا اور باوصف اپنے فلسفي هونے کے اور عقل و حکمت کي راه پر چلنے کے کاهی کاهی ایسے باطل خیالوں کي جانب بهي مائل هوجاتا تھا جنکو اُس دین مذهب کي نسبت جسکو اُسکي عقل نے پسند کیا تھا قرب خدا تعالی اور وصول مقصود کا زیاده وسیله سمجھتا تھا اور ایسي طبیعت کي ضرورت سے اُس نے عیسی علیه السلام اور اُن کي والده حضرت مریم کي تصویروں کو بڑي تعظیم و تکریم اور نهایت خوف و هیبت سے دیکھا جب که پادریوں نے اُسکو وه تصویریں دیکھائیں † *

باوجود اس کے که درباري لوگ اسکي خوشامد در آمد کرتے تھے اُسکے مذهب نو ایجاد کے اصول و قاعدوں میں کچھه کچھه علامتیں پائي جاتي تھیں مگر کهیں صاف صاف یهه پایا نهیں جاتا که اُس کے جي میں اور

† مري صاحب کي تاریخ جلد ۲ صفحه ۸۹

لوگوں کي نسبت زیادہ روشنضمیري اور صاف باطني کا خیال بھي آیا ھو آس کے مذھب کي بنیاد اِس اعتقاد پر قایم تھي که کوئي پیغمبر آجتک نہیں آیا تمام موقعوں پر عقل سے استعانت کرتا تھا اور اُسي کي بات کو مانتا تھا اور رعایا کے دین و مذھب میں مداخلت کرني اور ضرورت کے وقت آس میں بڑھانے گھٹانے کو حکومت کا لازمه سمجھتا تھا † اور جبکه آس نے اپني انوکھي باتوں کا پھیلانا چاھا تو یہه ھوشیاري برتي که سنه ۱۵۷۹ ع مطابق رجب سنه ۹۸۷ ھجري میں بڑے بڑے مسلمان مفتیوں سے اس بات میں فتوی حاصل کیا که تمام معبدوں کي تو سرداري بادشاہ کو حاصل ھی اور اپني راے و مصلحت کے موافق حکومت کرنے اور اصول دین کے جھگڑوں کے چکانے کا حق آسي کو پہنچتا ‡ ھی اور آس کے نئے دین کا یہه کلمه تھا لااله الاالله واکبر خلیفة الله یعني خدا تعالی کے سوا کوئي خدا نہیں اور اکبر بادشاہ آس کا خلیفه ھی ٭

اپني رایوں کے پھیلانے میں سمجھانے سے کام لیا اور کسي پر زور و زبردستي نہیں کي اور وہ رائیں ایسي تھیں که درباري لوگوں اور دو چار عالموں کے سوا کہیں شایع ذایع نہوئیں مگر فرایض اسلام کي منسوخي میں کڑي کڑي تدبیریں برتیں یعني جن فرضوں کي تعمیل ابتک شریعت کے ذریعه سے ھوتي تھي آن کي منسوخي کے درپے ھوا چنانچه اُس نے نماز اور روزہ اور زکوۃ و حج اور وجوب جماعت کو لوگوں کي مرضي پر موقوف رکھا اور ناپاک جانوروں کا کھانا اور شراب کا معتدل پینا اور پانسو سے جوا کھیلنا جایز کیا اور بارہ برس سے پہلے پہلے ختنه کرنے کي ممانعت کي اسلیئے که جب آدمي بارہ برس کا ھوجاتا ھی تو اُسکو برے بھلے کي پہچان

† اکبر اپنے مرید خادموں پر دم پھونکا کرتا تھا اور اب لوگ اُس کو یوں وسوا کرتے ھیں که وہ معجزوں کي قوت کا اظہار کرتا تھا اور حقیقت یہه ھی که روحاني تعلیم والے یعني گرو اپنے چیلوں کے ساتھه اقلیم ھندوستان میں یہه معامله عام برتتے ھیں

‡ منتخب التواریخ

ہوجاتی ہی اب اگر اچھا سمجھے تو ختنہ کراوے اور اگر برا سمجھے تو نکراوے † *

دین و ملت کے مقدمہ میں بعض بعض تدبیروں کو قصد و تاکید سے برتا تھا اور مقصود اُس کا یہہ تھا کہ مسلمانوں کا مذہب تنزل پکڑے چنانچہ اُس نے ہجری سال اور عربی مہینوں کو شمسی سال سے بدلا اور آغاز سال اُس اعتدال ربیعی سے تہرایا جو تخت نشینی کے سال سے قریب تھا اور مہینوں کی تقسیم ایرانیوں کی تقسیم ماہانہ کے موافق قرار دیگئی اور عربی کی تحصیل سے رغبت اُٹھائی گئی اور علی اور محمد وغیرہ عربی کے ناموں کا برتاو چھوڑا گیا اور سلام مسنون یعنی السلام علیکم کی جگہہ اللہ اکبر ٹہرایا گیا اور جواب اُس کا جل جلالہ ‡ قراردیا گیا اور داڑھی رکھانا جو § قران سے ثابت ہی ایسا ناگوار اُس کو تھا کہ داڑھی والی کو اپنے سامنے بدشواری آنے دیتا تھا داڑھی رکھانے کی ممانعت اور نیز اِس قاعدہ کے اجرا سے کہ ایرانیوں کی طرح بادشاہ کے سامنے ماتھا ٹیکیں یا دربار کی خاک کو چومیں مسلمانوں کو سخت نفرت ہوئی اِس لیئے کہ مسلمانوں کے نزدیک ایسی تعظیم اللہ سے مخصوص ہی *

ہندوؤں کے دین و ملت میں مداخلت کرنے کا موقع اِس لیئے بہت تھوڑا ہاتھہ آیا کہ اُن کے مذہب کو مسلمانوں کی حکومت سے کچھہ اعانت نہ پہونچی تھی علاوہ اِس کے اس لیئے بھی دست اندازی گوارا نہوئی کہ ہندوؤں کا دین اور دینوں سے لاگ لپیٹ نہیں رکھتا اور کسی کے ضرر کا خواہاں نہیں ہوتا مگر اُس نے آگ پانی میں گرنے یعنی

---

† کرنیل کنیڈی صاحب نے امور مذکورہ بالا پریہہ زیادہ کیا کہ ایک نکاح سے زیادہ نکاح کرنے کی بھی ممانعت کی تھی

‡ اِس اصطلاح جدید کے جاری کرنے سے یہہ مقصود اُسکا تھا کہ جلال الدین اکبر اُن لفظوں سے سمجھا جاوے

§ صحیح یہہ کہ حدیث سے ثابت ہی ۱۲ مترجم

جان جوکھوں کے امتحانوں سے بڑي کڑي ممانعت کي جو هندوؤں کا پرانا دستور چلا اتا تھا اور یہہ حکم بھي جاري کیا که بالغ هونے سے پہلے شادي نکرائي جاوے اور قربانے کاهوں میں جانور نه مارے جاویں اور رانڈوں کے پھیرے دوبارہ کرائے جاویں جو هندوؤں کے دستور کے مخالف تھا † اور رانڈ عورتیں زور ظلم سے ستي نهوا کریں اور جب کوئي عورت ستي هونا چاهتي بھي تھي تو بڑي چھان بین اِسکي هوتي تھي که وہ آپ سے جلنا چاهتي هی یا کسي کے کهنے سنے سے جلنے کو جاتي هی چنانچه ایکبار اُس کے کانوں میں یہہ بھنک پڑي که جودہ پور کا راجه اپني رانڈ بھو کو موئي بیٹے کے ساتھہ از راہ زبردستي جلا نا چاهتا هی تو وہ گھوڑے پر سوار هوا اور ڈاک چوکي کے ذریعه سے جودہ پور میں پهونچا اور اُس دکھیا رانڈ کي جان بچائي ‡ ❋

جو بڑي بڑي تدبیریں اکبر کي خاص هندوؤں سے واسطے علاقه رکھتي تھیں وہ اُن کے حق میں نہایت مفید تھیں مگر وہ تدبیریں اُس زمانه سے پهلے پهلے عمل میں آئي تھیں که اپنے مذهب میں نئي نئي ایجادہ اُس نے نه کي تھي هندوؤں کو مسلمانوں کي برابر حکومت کے عهدوں پر معزز و ممتاز کرنا جب سے قرار پایا تھا که اُس نے حکومت کو سنبھالا تھا اور سلطنت کے ساتویں سال اُسنے وہ محصول جزیه کا موقوف کیا جو آدمي پیچھے هندوؤں سے لیا جاتا تھا اور یہہ محصول ایسا ناگوار تھا که اُس کے باعث سے هندو مسلمانوں میں همیشه عداوت قایم رهتي تھي اور اُسي زمانه کے قریب اُس نے وہ محصول اُٹھایا جو تیرتھوں کے جانے والوں سے وصول کیا جاتا تھا اور عذر اُس کا یہہ بیان کیا که یہہ محصول اگرچه اعتقاد باطل پر لگایا گیا تھا مگر خدا کي عبادت کے طریقے مختلف

---

† کرنیل کنیڈي صاحب کا بیان مندرجه حالات بمبئي جلد دو صفحه ۲۶۱

‡ اکبر نامه

ہیں اب اُس کے عابدوں کے رستہ میں خلل ڈالنا اور اُن کے خالق سے اُنکو توڑانا نہایت نامناسب ہی † *)

علاوہ اُن کے ایک فرمان ایسا اِس سے بھی پہلے سنہ ۱۵۶۱ ع میں جاري کیا تھا جس سے آدمیت کے معني مترشح ہوتے ہیں اگرچہ وہ کسي خاص فرقہ سے متعلق نہ تھا مگر عمل درآمد کي روسے ہندوؤں کے حق میں بڑا مفید پڑا یعني سنہ الیہ میں یہہ حکم اُس نے جاري کیا کہ لڑائي کے قیدي لونڈي غلام نہ بنائی جاویں معلوم ہوتا ہی کہ اگلے شور و فسادوں میں یہہ برا کام اِس غایت کو پہونچا تھا کہ محصوروں کے جورو بچوں سے قطع نظر ملک مخالف کے امن چین والوں کے خویش و تبار بھي لونڈي غلام بنائی جاتے تھے مگر اب بڑي سخت ممانعت اُسکي ہوئي *

اگرچہ اکبر کي انوکھي باتیں ساري جاري نہوئي تھیں اور اُن میں سے بھي وہ دو چار باتیں جو لعنت ملامت کے قابل تھیں منسوخ ہوگئي تھیں یا قلعہ مبارک میں منحصر تھیں مگر باوصف اِس کے چوکھے مسلمان اور خصوص ملا لوگ اُس سے سخت متنفر تھے اور ملا لوگوں کو اُن تبدیلیوں کے باعث سے زیادہ نفرت و عداوت ہوئي تھي جو مذہبي کاموں کي جاگیر و مصارف میں جب واقع ہوئي تھیں کہ سارے قلمرو کے محاصل میں ترمیم و اصلاح عمل میں آئي تھي عبد القادر نے اُن لوگوں کي شکایتوں کو بڑي دھوم دھام سے لکھا ہی اور اکبر کو یہہ الزام اُس نے لگایا کہ اکبر نے مسلسل تدبیروں سے مسلمانوں کے مذہب کي بے رونقي چاہي اور ایسے لوگوں پر ظلم اُس نے روا رکھا جو اُس کے مذہب کي نہایت تائید و اعانت اور بغایت حفظ و حراست کرتے تھی اور غالب ہے کہ اکبر کو اون لوگوں سے تھوڑا بہت تعصب ہوا ہوگا جو اُس کے خلاف و مقابلہ پر مستعد و آمادہ رہتے تھے اور بلاشبہہ اُن خاص

---

† شامرز صاحب کا قلمي ترجمہ اکبر نامہ کا

لوگوں کي رو و رعایت کرتا تھا جو اُسکي باتوں کو بے تکلف مانتے تھے مگر درشت گوئي اور بد سلوکیوں کي حکایتیں جو عبدالقادر نے بیان کیں ھیں اُن کے دیکھنے سے یہہ واضح ھوتا ھی کہ اُن لوگوں کي گستاخانہ بول چال اور مفسدانہ چال ڈھال کي ضرورت سے واجب و لازم تھیں اور وہ بدسلوکیاں خاص ملاؤں پر منحصر نتھیں بلکہ ایک درباري امیر کو سلطاني محل سے بایں قصور اُس نے نکلوایا کہ اُس گستاخ بے ادب نے بادشاہ کي عمل در آمد پر اعتراض کیا اور بے تکلف یہہ پوچھا کہ آپ کیا سوچتے ھیں کہ اور ملکوں کے پکے مسلمان بادشاہ آپ کي عمل در آمد پر کیاکیا اعتراض کرینگے اور دوسرے درباري کو جس نے بادشاہ کے صلاح کاروں کو دوزخي کہا تھا یہہ سنا یا گیا کہ ایسي کڑي بات کا جواب اب لات گھونسے سے مناسب ھی اکبر کا بڑا منکر عزیز خاں اعظم اُس کا کوکا یعني رضاعي بھائي اور نیز اُس کي فوج کا بہت بڑا سردار تھا اور اِسلیئے کہ یہہ سردار ایک مدت سے گجرات کا حاکم تھا اور وھاں کي حکومت کے باعث سے حضور میں حاضر نہوتا تھا تو اُس کي ماں یعني اکبر کي دایہ نے اُس کے بلانے میں اکبر کو بہت کہا سنا تھا چنانچہ عزیز خاں بلایا گیا مگر اُس نے بہانہ کیا دریافت ھوا کہ وہ اِس لیئے نہیں آیا کہ ڈاڑھي کا مونڈوانا اور بادشاہ کو سجدہ کرنا اُسکو منظور نہیں بعد اِسکے اکبر نے اُسکو فہمایش نامہ لکھا اور تمسخر کي باتیں لکھیں مگر جب کہ وہ سردار اپني بات پر جما رھا تو بڑا تاکیدي حکم اِس مضمون سے صادر ھوا کہ جلد آپ کو دارالسلطنت میں حاضر کرے عزیز خاں نے حکومت سے ھاتھہ اُٹھایا اور نہایت لعنت ملامت اور بغایت گستاخي وجسارت سے جواب اُسکا لکھا کہ کیا کتاب † آسماني آپ پر نازل ھوئي یا رسول خدا

---

† واضح ھو کہ مسلمان لوگ اچھے اور عمدہ ھونے کي حیثیت سے قران اور توریت و انجیل اور زبور کو کتاب آسماني کہتے ھیں اور اُن کتابوں کے ماننے والوں کو اھل کتاب بولتے ھیں

کي مانند اعجاز آپ سے ظاهر هوئے که اُنکي تائید و تقویت سے نیا دین آپ نے جاري کیا اور آگاه کیا که تو عذاب دایم کا رسته چلتا هی اور اختتام اُس کا اِس دعا پر کیا که خدا اُس کو نجات و هدایت کرکے رسته پر لاوے غرض که اُس نے حرارت اسلام کو بڑي دهوم دهام سے جتایا اور بلا اطلاع اکبر کے مکه کو روانه هوا مگر جب که تهوڑے دنوں بعد اُس نے حال اپنا مکه میں اچها نپایا اور جي کو لگتا ندیکها تو هندوستان کو چلا آیا اور بادشاه کي اطاعت قبول کي اور جو کچهه کرنا تها وه کیا اور اعتماد و عنایت سابقه پر پهنچا *

اگرچه اس قسم کے خلافوں لڑاءوں میں اکبر هي غالب رها مگر خلاصه اور روحاني هونے کے باعث سے مشرب اُس کا عوام‌الناس میں نه پهیلا بلکه یهه معلوم هوتا هی که چند حکیموں اور لالچي ملاؤں اور درباري لوگوں کے علاوه عام لوگوں میں منتشر نهوا تها یهاں تک که اکبر کے مرنے پر بقول اُسکی که مصرع * چراغ کذب را نبود فروغے * چراغ اُسکا گل هوگیا اور جهانگیر اُوس کے بیٹے نے مسلمانوں کے طور طریقوں کو بے کهی سنے جاري کیا اور شمسي سال اپنے ذاتي فائدوں کے لحاظ سے تهوڑي مدت تک قایم رکهے گئے مگر باوجود اس کے وه آزادانه تحقیقات جو اکبر کے اصول قاعدوں سے مریدوں کي طبیعتوں میں دلنشین تهیں اُن اصولوں کے مرجهانے پر بهي تهوڑي بهت قایم رهیں بلکه اکثر ویسي هي طبیعتیں باقي رهیں یهاں تک که اگر خارجي سببوں سے روک ٹوک اُنکي نهوتي تو اُنکي بدولت اصلاح و ترمیم اُن باطل خیالوں اور فاسد عقیدوں کي بهت کچهه هوتي جو آجکل پائي جاتي هیں *

اکبر کو یهه دعوی نهیں پهونچ سکتا که وه اپنے اُن مسئلوں کا موجد هی جنکو اُس نے رواج بخشا تها اس لیئے که پنڈت لوگ اول سے خدا کو ایک هي جانتے تهے اور دیوتوں کے قصے کهانیوں کي تعظیم اعتقاد پهرن کرتے تهے چنانچه هندو فقیروں کا کبیر پنتهي فرقه جو اکبر کے زمانه سے

سو برس پہلے گذرا اکبر کي رایوں کے قریب قریب پہونچا تھا اور معلوم ہوتا ھی کہ اکبر نے منجملہ اپنے مذہبي قاعدوں کے چند ایسی قاعدے اُن تدبیروں سے اخذ کیئے تھے جن کے لیئے کوئي معقول وجھہ نہ ٹھہرائي تھي مگر با وصف اِس کے باري تعالی کي ذات و صفات کے سمجھنے اور ثابت کرنے میں پہلے لوگوں سے سبقت لی گیا تھا اور وہ عام آزادي جو عام خاص لوگوں کو اپني اپنی رایوں کے ظاہر کرنے میں بلا روک ٹوک اور بلا لاگ ڈانت اپني مجلسوں میں عنایت کرتا تھا ایسی زبردست والا جاہ بادشاہ کے مزاج میں ایسي خلوت نشین اصلاح و ترمیم کرنیوالے کي نسبت بڑي عمدہ بات اور نہایت پسندیدہ خصلت ھی جو لوگوں کے ظلم و ستم غالباً اُٹھا تا ھی † *

انتظاموں کا بیان

۸ اگرچہ محاصل ملک کي بابت اکبر کا انتظام اُن فایدوں کي حیثیت سے بہت مشہور و معروف ھی جو اُس کے ذریعہ سے تمام قلمرو کو حاصل ہوئے مگر کوئي بات اُس نے ایجاد نہیں کي بلکہ پہلے انتظاموں کو اصلاح و درستي سے جاري کیا اور حقیقت یہہ ھی کہ انتظام اُس کا شیر شاہ کي تدبیروں کا اجراے کامل تھا اِس لیئے کہ شیر شاہ کي حکومت تھوڑے دنوں قائم رہي اور اُسکي تدبیروں نے ساري قلمرو میں پورا پورا اجرا نہ پایا *

---

† جبکہ ھم اکبر کے ارادونکو جو ایسي توحید خالص سے متعلق تھی جسمیں پیغمبروں کي وحي ومعجزہ کو مداخلت نہورے آجکل کي حکومتوں کے ایسے ارادوں سے مقابلہ کریں جو اسي قسم کے معاملونمیں پائے جاتے ھیں توھمکو اُن مذہبوں کے لاعلاج عیبونکو یاد رکھنا چاھیئے جنسے اکبر بخوبي واقف تھا اور ایسی معقول آدمي کي حیثیت ولیاقت میں جو اپني قوم سے بڑہ کر کام کرے اور ایسی ادمي کي سوچ سمجھ میں جو عوام کي یہانتک بیروي کرے کہ اُنکي بیہودہ باتونکو راست درست سمجھی فرق کرنا ضروري ھی

اُس انتظام کا پہلا مطلب یہہ تہا کہ زمین کي پیمایش ٹھیک ٹھیک کي جاوے دوسرا یہہ کہ ہر بیگھہ کي مقدار پیداوار اچھي طرح دریافت ہو جاوے کہ کتنا پیدا ہوتا ہی اور سرکار کو اُس میں سے کس قدر لینا چاہیئے تیسرا یہہ کہ جنس کے بدلہ میں کسقدر روپیہ ٹھہرایا جاوے *

پہلے مطلب کے لیئے ایک عام پیمانہ اُن مختلف پیمانوں کي جگہہ اکبر نے قایم کیا جنکو سرکاري افسر بھي برتا کرتے تھے اور احتیاط کے پابند نہ تھے غرض کہ اُس نے آلات پیمایش کو ترقي بخشي اور ساري اراضیات قابل الزاعت کي ناپ تول کے لیئے آدمي مقرر کیئے *

پیمایش کي نسبت جمعبندي کا دوسرا کام مشکل تھا اِس لیئے کہ زرخیزي اور پیداواري کي حیثیت سے تمام زمینیں تین قسموں پر منقسم ہوئي تھیں اور ہر قسم کے بیگھہ کي مختلف پیداوار کي مقدار دریافت کي گئي تھي اور تین قسموں کي اوسط مقدار کو ایک بیگھہ کي مقدار قرار دیکر مقدار مذکور کي تہائي کو سرکاري حق ٹہرایا گیا تھا † معلوم ہوتا ہی کہ ایسي جمعبندي سے غایت درجہ کي جمع قرار دیني مقصود ہوتي تھي اِسلیئے کہ جو کاشتکار اُس معین مقدار کو گراں سمجھے تو اُس کو اجازت حاصل تھي کہ وہ زمین کي اصلي پیمایش کراوے اور اصلي پیداوار کو تقسیم کر دے *

مساوي پیداوار کي زمینیں پیداوار کے علاوہ اور باتوں کے لحاظ و حیثیت سے مختلف ہو سکتي ہیں چنانچہ ترتیب مذکورالصدر

---

† مثلاً گیہوں کے ایک بیگھہ کي مقدار پیداوار متون کي رو سے بطور مفصلۂ ذیل قرار دي گئي زمین قسم اول ۱۸ من قسم ثاني ۱۲ من قسم ثالث ۸ من ۳۵ سیر کل ۳۸ من ۳۵ سیر جسکي تہائي ۱۲ من ساڑے ۳۱ سیر بیگھہ پیچھے اوسط مقدار قائم ہوئي جسکي تہائي ۴ من ساڑے بارہ سیر بیگھہ پیچھے سرکاري حق مقرر ہوا ایسے ہي روئي کي مقدار پیداوار في بیگھہ حسب تفصیل تصور کي جاوے زمین قسم اول ۱۰ من قسم ثاني ۷ من ۲۰ سیر قسم ثالث ۵ من کل ۲۲ من ۲۰ سیر تہائي اوسط ان تینوں کا ۷ من ۲۰ سیر ہوا اور اُسکي تہائي دو من ۲۰ سیر سرکاري حق قرار پایا ہی

کي تبديل و تغير کے واسطے اقسام منفصله ذيل قرار دي گئيں اول يهه که دو فصلي زمينوں سے هر فصل کے کتنے پر محصول سرکاري پورا وصول کيا جاتا تها دوسرے يهه که يک فصلي زمينوں کا زرلگان اُس وقت دیا جاتا تها جب کہ وہ بوئي جوتي جاتي تهيں تيسرے يهه که اُن زمينوں پر پيداوار کے دو پانچويں حصے پہلے برس دینے پڑتے تھے جو غرقابي کا ضرر اٹهاتي تهيں يا تين برس سے افتادہ هوتي تهيں اور اُن کو قابل زراعت کرنے ميں کچهه صرف کرنا پڑتا تها بعد اُس کے هر برس لگان بڑهايا جاتا تها يهاں تک که پانچويں برس پورا ليا جاتا تها چوتهي قسم يهه که پانچ برس سے زيادہ پڑي هوئي زمينوں پر پہلے چار برس بہت مفيد شرطيں عنايت هوتي تهيں يعنے محصول بہت کم دينا پڑتا تها *

آئين اکبري ميں کہيں يهه مذکور نهيں که ايک کهيت کي زرخيزي دوسرے کهيت کي نسبت کسطرح دريافت کي جاتي تهي مگر غالب يهه هی که ديهات والوں کي صلاح و مشورت سے تمام زمينوں کي تين قسميں قرار دي گئي هونگي اور يهه کام اُس تقسيم کے ذريعہ سے آسان هوا هوگا جو گانوں والوں نے آپس ميں ٹهرا رکهي تهي اور بہت دنوں سے برابر چلي آتي تهي گانو والوں کي تقسيم کے بموجب گانوں کي زمينيں کالي لال پتهريلي ريتلي کالي کنکريلي وغيرہ قسموں پر منقسم هوتي هيں اور علاوہ اُن کے گانوں کے قرب اور پاني کي دستيابي اور مثل اُس کے اور باتوں کا بهي لحاظ کيا جاتا هی اور مختلف قسموں کي زمينوں کو ايسي طرح بانٹنے ميں که سارے کاشتکاروں کو برابر فائدہ پهونچے بڑي دشواري پيش آتي هی اور بڑي محنت اٹهائي جاتي هی *

تيسرے مطلب يعني اِس کام کے ليئے که جنس کے بدله ميں کسقدر روپيه مقرر کيا جاوے هر گانوں اور هر قصبه سے اُن قيمتوں کے نقشے طلب کيئے گئے جو پيمايش سے پہلے گذشته اُنيس برس ميں معمول و مروج تهيں چنانچه نرخ مندرجه نقشه جات کا اوسط ليا گيا اور اُسکے بموجب

جنس کي عوض میں نقد روپیہ مقرر کیا گیا تھا اور گاھے گاھے بازاري قیمتوں کے لحاظ سے زر لگان مقررہ پر نظر ثاني بھي کي جاتي تھي اور یہاں تک نرم گیري تھي کہ اگر کوئي کاشتکار نرخ لگان کے بموجب روپیہ کے دینے کو بھاري سمجھتا تھا تو جنس کے دینے کي اجازت دي جاتي تھي *

پہلے پہلے یہہ دستور رہا کہ ہر برس نئي جمعبندي کي جاتي تھي مگر جب کہ ہر برس کي جمعبندي میں دقت پیش آئي تو پچھلے دس برسوں کي جمعبندي کے بموجب اگلے دس برسوں کي جمعبندي کي گئي *

میعاد جمعبندي کے دراز کرنے سے انتظام مذکورۂ بالا کي یہہ دوسري برائي کم ہوگئي کہ اقسام کاشت کي مختلف جمعبندي سے دھوکا سا اثر یوں نمایاں ہوتا تھا کہ کاشتکار اچھي پیداوار کي قسم اس لیئے نہ بوتا تھا کہ گو اب کے سال اس کو فایدہ ہوتا تھا مگر اگلي برس کي جمعبندي میں زیادہ دینا پڑتا تھا *

✓ سرکاري کاغذوں میں اقسام اراضیات اور پیمایش کا حال احتیاط سے لکھا جاتا تھا اور زمین کي تقسیم کاشتکاروں پر اور محاصل کي کمي بیشي گانو کي کتابوں یعنے نکاسیوں کہتونیوں میں ہر سال درج کي جاتي تھي جو تقسیم و پیمایش کے بموجب ہر گانو میں موجود رہتي تھیں چنانچہ وہ کتابیں اب بھي هندوستان کے ایسے ایسے حصوں میں معمول و مروج ہیں جو اکبر کے عہد دولت میں فتح نہوئي تھي اور ان حصوں میں وہ کتابیں صرف اپنے حسن و خوبي کي بدولت رائج ہو گئیں * ✓

اس زمانے میں جب کہ محاصل میں ترقیاں واقع ہوئیں افسروں کے نذرانہ اور بہت سے دقت طلب محصول موقوف ہوئے *

تقسیم مذکورالصدر کے علاوہ کل قلمرو کي مالي تقسیم ایسے حصوں پر کي گئي تھي کہ ہر حصے سے ایک کرور دام یعني اڈھائي لاکھ

زوایدہ وصول هوتے تهے اور هر حصہ کا تحصیلدار کروڑي کہلاتا تها مگر یہہ تقسیم اُسکي قایم نہ رهي اور هندوؤں کي پراني تقسیم پهر قایم هو گئي *

انتظامات مذکورہ بالا سے سرکاري مطالبہ میں بہت بڑي تخفیف واقع نہ هوئي مگر اُس نقصان میں کمي نہ پڑي جو محاصل کي تحصیل میں واقع هوتا تها غرض کہ سرکاري منافع دستور کے قریب قریب رهے مگر لوگوں کا بوجهہ کم هو گیا ابوالفضل کہتا هی کہ شیر شاہ نے کل پیداوار کي چوتهائي اور اکبر نے اُسکي تہائي وصول کي مگر باوصف اسکے پهر لکہتا هی کہ اکبر کي جمعبندي شیرشاہ کي جمعبندي سے هلکي پهلکي تهي *

اکبر کي هدایتیں افسران محاصل کي نسبت هم تک پهونچیں اور اُن سے واضح هوتا هی کہ اکبر کو خیال اسباب کا بہت کچهہ تها کہ انتظام کے قاعدے بخوبي انصرام پاتے رهیں اور رعایا کي بهي امن چین سے گذرے نیز اُسکے انصرام کے طور و طریقوں کا حال بهي معلوم هوتا هی چنانچہ سرکاري محاصل کے کسي قسم کا ٹهیکا نہ دیا جاتا تها اور سارے تحصیلداروں کو یہہ تاکید تهي کہ اقرار ناموں اور تحصیل کے کاموں میں کاشتکاروں سے آپ اپنا واسطے علاقہ رکهیں اور خود وهاں آیا جایا کریں اور گانوں کے پٹواریوں اور چودهریوں کے سہارے نہ بیٹهیں † *

غرض کہ ترمیم و اصلاح مذکورہ بالا کي بدولت اکبر کي رعایا کو عیش و راحت کي حیثیت سے ترقیاں تو نصیب هوئیں مگر ترمیم مذکور میں کوئي بات ایسي نہ تهي کہ اُس کے ذریعہ سے اُن کے حالات کو بهي تهوڑي بہت ترقي حاصل هوتي رهتي یہاں تک کہ اصلاح مذکور سے گنواروں کو یہہ اُمید قایم نہوئي کہ وہ زراعت کے سوا اور پیشوں میں بهي دست اندازي کریں یا اپنے هي پیشہ میں سعي و محنت کے ذریعہ سے بڑي بڑي سرفرازي پاویں اور کچهہ شبہہ نہیں کہ مراتب مذکورہ بالا کا

† کلیدون صاحب کا ترجمہ آئین اکبري جلد ایک صفحہ ۳۰۳ لغایت ۳۱۲

حاصل هونا اسلیئے کسي انتظام کے ذریعہ سے ممکن نہ تھا کہ موروثي جایدادوں کي وہ مسلسل تقسیم جو بحکم وراثت چھوٹي چھوٹي حصوں پر بانٹ چونت کرتے تھی ترقي کاشت کي مانع مزاحم تھي اور خاندان کاشت کے ایسے لوگ جو کھیت کیار کے علاوہ سوداگري یا اور ایسے کاموں میں پڑ سکتی تھی جن کے باعث سے کاشتکاروں کے کم ہونے پر خام پیداواري کي مالیت اور محنت کاشت کي قیمت بڑہ جاتي ہو جوت کے دھندوں میں پھنسے اور کھیت کیار کے کاموں میں دھنسے رھے *

۱ ترمیم مذکورالصدر کا باني وہ راجہ ٹوڈر مل تھا جسکے نام سے وہ ترمیم اب بھي مشھور و معروف ھی اِس وزیر باتدبیر کي جنگي خدمتوں کا حال اوپر گذرچکا ابوالفضل کھتا ھی کہ ٹوڈرمل لوبھي لالچي تھا اور دوستي کا سچا اور زبان کا پورا تھا مگر باوصف اِس کے کینہ پرور اور انتقام دوست بھي تھا اور برتوں کے رکھنے اور پوجا پاٹ کے کرنے اور هندوؤں کي ایسي ایسي رسموں کا ایسا سخت پابند تھا کہ چند بار اُسکو اکبر نے بھي برا بھلا کھا ‡ *

سپاسنوں کا بیان

جسقدر کہ همکو اکبر کے مالي محکموں کا انتظام و انصرام اچھي طرح تفصیل سے دریافت هی ویسا اور محکموں کا حال معلوم نھیں مگر اُس کي هدایتوں کے دیکھنے سے جو افسروں کے نام بنام صادر هوتي تھیں عام انتظام اور محکموں کا بھي دریافت هوسکتا هی § *

اکبر کي سلطنت پندرہ || صوبوں پر منقسم تھي اور هر صوبہ میں ایک نایب‌السلطنت رهتاتھا جو سپہ سالار کھلاتا تھا اور ملکي اور جنگي کاموں

‡ شامرز صاحب کا اکبر نامہ کا قلمي ترجمہ

§ کلیدون صاحب کا ترجمہ آئین اکبري جلد ایک صفحہ ۲۹ لغایت ۳۰۳

|| منجملہ اِن پندرہ صوبوں کے بارہ صوبہ هندوستان خاص اور تین صوبہ دکن میں متعین تھے اور جبکہ بعد اُس کے بیجاپور اور گولکنڈہ کو فتح کیا تو دکن میں

میں پورا اختیار اُسکو حاصل هوتا تها مگر استحکام اُس کے کاموں بادشاه كي منظوري پر موقوف تها *

پٹواري اور قانون گو اور تحصیلدار وغیرہ سارے مالي کارگذار اور علاوہ اُنکے وہ فوجدار اُس نایب السلطنت کے تحت حکومت هوتے تهے جو خاص خاص اپنے اپنے ضلع کے بیقاعدہ سپاهیوں اور قاعدہدار فوجوں اور جنگي کارخانوں اور ایسي جاگیروں پر متعین هوتے تهے جو جنگي کاموں کے واسطے مقرر کیجاتي تهیں علاوہ اُس کے یهه کام بهي اُن سے تعلق رکهتا تها که اگر کوئي بد انتظامي اُنکے علاقه میں کهڑي هوجاوے تو اصلاح اُسکي بطور معقول کریں *

دادخواهوں كي داد رساني ایسي عدالت کے ذریعه سے هوتي تهي جسمیں ایک میر عدل اور ایک قاضي افسر هوتا تها قاضي اظهار لیتا تها اور قانونگو بتا تها اور میر عدل اُس مقدمه کو تجویز کرتا تها اور معلوم هوتا هی که اُسیكي راے کو فوقیت دیجاتي تهي اور اِس خاص امتیاز کا باعث غالباً وہ تغیر و تبدل تها جو بادشاه كي مرضي اور ملک كي رسم و رواج کے لحاظ سے مسلمانوں کے ایسے ٹهیک ٹهیک قانونوں میں واقع هوتا تها جو قانون قاضي کے بیان سے واضح هوتے تهی *

بڑے بڑے شهروں کے تهانه چوکیات کوتوال شهر سے اور قصبوں کے تهانه چوکیات افسران مال سے متعلق تهیں هاں گانوں گراؤں کے تهانے چودهري مقدموں سے تعلق رکهتے تهے *

اهلکاروں کے نام كي هدایتیں انصاف و مروت سے خالي نهوتي تهیں اگرچه بیهودہ سرائي اور یاوہ گوئي سے بهي پاک صاف نه تهیں جیسے که ایشیا والوں کا دستور هی *

چهه صوبه هوگئے اور اکبر کے عهد دولت کے بعد سپه سالار کے خطاب كي جگهه صوبهدار کا خطاب قایم کیا گیا اور محاصل صوبه كي نگراني پر دیوان کا عهدہ مقرر هوا اگرچه یهه دیوان صوبه دار کے تلے هوتا تها مگر بادشاه اُسکو مقرر کرتا تها -

کوتوالوں کي هدايتوں میں وہ جاسوسي اور مزاحمت پائي جاتي هی جو ظالم بادشاهوں کے پولس میں هوتي هی هدايتوں میں یہہ بهي مندرج هونا تها کہ کوئي آدمي غلہ وغیرہ نہ بهرے اور باهر سے بهي اس لیئے نہ لاوے کہ وہ اپنے جي چاهتا بیچے اور بہت سي معقول هدايتوں میں یہہ بهي درج هی کہ جو آدمي عام جلاد کے پیالہ سے پاني پیوے تو هاتهہ اسکا کاٹا جاوے یہہ قانون ایسا هی کہ منو کے † مجموعہ کے قابل هی اور اسلیئے بڑے اچنبهے کي بات هی کہ داد رساني کے باقي سارے قاعدے فیاضي اور اهلیت سے مشحون و معمور هیں هدايت موسومہ حاکم گجرات مندرجہ تاریخ گجرات میں کوڑوں پٹوانے اور گردن مارنے اور پابزنجیر کرنے کو محدود و معین کیا اور یہہ تاکید لکهي کہ سنگین سزؤں کي عملدرآمد میں احتیاط و کفایت برتا کرے اور خطرناک شور و فساد کے مقدمات کے علاوہ کسي مقدمہ میں جبتک روئداد اسکي دربار میں نہ بهیجے تب تک سنگین سزا قایم نکرے اور منظوري نامنظوري کا منتظر رهے اور جب کہ سنگین سزا تجویز هووے تو عضو تراشي عمل میں نہ آوے اور بیدردي سے کام نہ لیا جاوے ‡ *

فوج کے انتظام کا بیان

اگرچہ اکبر اور محکموں کي اصلاح و درستي میں سراپا مصروف تها مگر فوج کے انتظام سے بهي غافل نتها اور جیسے کہ پہلے پہلے اُس نے فوج کے مطیع کرنے میں محنت اٹهائي اُس سے کچهہ کم محنت اُس نے جب بهي نہ اوٹهائي کہ فوج کے انتظام و اتمام اور اُسکي کفایت شعاري کے اهتمام اور اُس کے کام کا بنانے میں مصروف رها *

---

† یہہ شخص پہلے وقتوں میں ایک عالم هندو تها جسنے هندوؤں کے مذهب میں تصنیفات کیں چنانچہ ذکر اُسکا کتاب کے اول میں درج هوا اور اس تشبیہہ سے یہہ مقصود هی کہ اُسنے خدا کي وحدت کو اپني کتاب کے شروع میں بڑي خوبي سے لکها مگر سب جگهہ راے اُسکي ویسي نرهي ۱۲ مترجم

‡ برگ صاحب کي تاریخ گجرات صفحہ ۳۹۱

یهه پرانا دستور ایک عرصه سے جاري تها که فوج والوں کے لیئے جاگیریں مقرر کي جاتي تهیں اور محاصل ملک سے وظیفی تهرائے جاتے تهے چنانچه تحصیل و وصول کا اختیار اُن لوگوں کو حاصل هوتا تها اور کسي قسم کي روک ٹوک اُنکو نهوتي تهي اور موجودات کے وقت ایسي بے ترتیبي اور دغابازي برتي جاتي تهي که فوج والوں کے همراهي اور خدمتگار ادهر اودهر سے مانگے تانگے کے گهوڑے لیکر حاضر هوجاتے تهے اور باوصف اُسکے ساز و سامان سے بهي درست نهوتے تهے *

پهلي خرابي کي اصلاح اس طرح فرمائي که حتی الامکان اپنی خزانه سے زر تنخواه دینا شروع کیا اور فوج کي جاگیروں پر کچهه کچهه بندشیں لگائیں اور دغابازي کا یهه تدارک کیا که هر سپاهي کا حلیه فوج کے کاغذوں میں لکهوایا اور گهوڑوں پر سرکاري داغ دلوائے اور تنخواه سے پهلے حاضري تهرائي اور اونٹ اور بیل گاڑي فوج کي باربرداري کو شمار کراکر نرخ معین پر کرایه دینا تهرایا *

اگرچه اکبر نے بڑي جد و جهد اُتهائي تهي مگر باوجود اِس کے بهي فوج اُسکي آراسته پیراسته اور پوري پوري انتظام یافته نتهی اس لیئے که وه فوج ایسے گروهوں پر منقسم نتهي که خود اُنکي اور اُنکے افسرونکي تعداد معین هووے قاعده یهه تها که بادشاه کي ضرورت سمجهنے پر افسر معین کیئے جاتے تهے اور وه منصب دار کہلاتے تهے اور منصب کي بهت سي قسمیں هوتي تهیں چنانچه ده هزاري پنجهزاري کي منصب داري سے دس سپاهیوں کي منصب داري تک مقرر هوتی تهی اور حقیقت یهه تهي که چهوتي منصب داریونکے سوا بڑي بڑي منصب داریاں نام کي منصب داریاں تهیں اور صرف اُنسے اتني غرض تهي که منصب داروں کي تنخواهیں اور درجے مقرر کیئے جاویں هر منصب دار اپني اپني فوج بهرتي کرتا تها جس قدر کي بهرتي کي اُسکو اجازت هوتي تهي یہاں تک که بعض اوقات اپنے نام کي منصب داري کا دسواں حصه بهرتي کرتا تها اور

موجودات کے بعد اُسکي تنخواہ سرکاري خزانہ سے ملتي تھي حاصل یہہ کہ ان منصب داروں کي فوجوں سے بادشاھي فوج قایم ھوتي تھي اور جب کوئي فوج لڑائي پر بہیجي جاتي توي تو خود بادشاہ اُسکے ایک حاکم کے تلے چند اور افسروں کو مقرر کرتا تھا جن کے نیچے غالباً کوئي سلسلہ چھوٹے افسروں کا اُس سلسلہ کے سوا نہوتا تھا جو ھر آدمي کے اپنے اپنے حصہ پر حاکم ھونے سے پیدا ھوتا تھا خاص بادشاھزادوں یعني اولاد بادشاہ کے سوا پنجھزاري منصب سے زیادہ کا منصب کسي آدمي کو عنایت نہوتا تھا اور باقي بادشاھي نسل کے شاھزادے اور راجپوت راجے کل تیس آدمي پنجھزاري منصب والے تھے اور چھوٹے بڑے کل منصب دار پنجھزاري دو صدي تک ساڑھے چار سو منصب داروں سے زیادہ نتھے † *

ھر منصب دار پر واجب تھا کہ وہ آدھے سوار اور آدھے پیادے رکھے اور منجملہ پیادوں کے چوتھائي پیادے توڑے دار بندوقچي ھوویں اور باقي تیر انداز رھیں اور منصب داروں کي فوج کے علاوہ ایک اور بڑا گروہ سواروں کا تھا جو تنہا تنہا کام کرتے تھے اور احدي ‡ کہلاتے تھے اور کسي فوج میں داخل نہوتے تھے اور تنخواہ اُنکي اُنکي لیاقتوں پر منحصر ھوتي تھي غرض کہ عام سواروں کي تنخواہ سے زیادہ ھوتي تھي اٹک پار والے عام سواروں کي تنخواہ پچیس روپیہ اور ھندوستاني عام سواروں کي تنخواہ بیس روپیہ اور توڑے دار بندوق والوں کے چھہ روپیہ اور تیراندازوں کے اڈھائي روپیہ ھوتے تھے *

† یہہ تعداد آئین اکبري کے مطابق بیان کي گئي مگر یہہ ثابت نہیں ھوتا کہ اُسکي سلطنت کے کونسی زمانہ میں یہہ تعداد اُنکي تھي افسرونکے اِسقدر کم ھونے کا باعث یہہ بیان کیاگیا کہ لڑائي کے فنون میں قواعد سکھلانے اور ھدایت کرنیکي حاجت نہوتي تھي اور سوار اُسوقت کے شریف نجیب اور آجکل کے معمولي سواروں سے زیادہ ھوشیار اور تربیت یافتہ ھوتے تھے

‡ واضح ھو کہ یہي احدي آج کل کي ھندوستاني سرکاروں میں یکوں کے خطاب سے مشہور ھیں مترجم

منصب داروں کي تنخواہیں معقول † تھیں مگر تنخواہ اور حکومت آن کي موروثي نہوتي تھي چنانچہ جب کوئي منصب دار مرجاتا تھا تو پہلے پہلے اُسکے بیٹے کو تھوڑا سا منصب عنایت ہوتا تھا اور بعد آسکے اُسکے باپ کے لحاظ و استحقاق سے کچھہ وظیفہ بھي زیادہ کیا جاتا تھا *

اگرچہ ہمارے پاس ایسا کوئي ذریعہ موجود نہیں کہ اُس سے تعداد فوج کي دریافت کریں مگر پچھلے زمانہ میں یہہ خیال کیا جاتا ہی کہ اورنگ زیب کي سلطنت میں توپ خانہ اور غیر قاعدہ داں پیادوں کے علاوہ دو لاکھہ سوار جرار ‡ تھے تو غالب ہی کہ اکبر کے عہد دولت میں بھي اسي قدر ہونگے *

ابوالفضل بیان کرتا ہی کہ صوبوں کي بیقاعدہ فوج چوالیس لاکھہ آدمي تھے مگر غالب یہہ ہی کہ اُس نے اُن سپاہیوں کو بھي شمار کیا جو بعض بعض صورتوں میں معین کام پر نوکري کرتے تھے جیسے کہ جب بادشاہي لوگ ادہر اودہر سیر و شکار کو جاتے تھے تو جنگلوں کي پیٹ پکار کے واسطے ایک دو دن کي غرض سے لوگوں کے رکھنے کي حاجت ہوتي تھي اور بلا ریب اُنمیں سے بہت سے لوگ ایسے پہاڑي راجاؤں اور قوموں سے تعلق رکھتے تھے جو بادشاہ کے کسي وقت میں ملازم نہوئے تھے *

اکبر کي عمارتوں کا بیان

اٹک کے قلعہ مذکورہ بالا کے علاوہ بہت سي جنگي عمارتیں اکبر نے بنوائیں مگر آگرہ اور الہ‌آباد کے قلعے اور اُن دونوں قلعوں کي رونہاں آسکي ساري عمارتوں پر فوقیت لیگئیں چنانچہ وہ قلعی مسہریوں کي مانند اُونچے اور سنگ‌تراشیدہ برجوں اور گہري گہري خندقوں اور ہندوستاني

---

† آئین اکبري میں منصب داروں کي تنخواہوں کي بابت جو روپیہ لکھا ہی وہ اُنکے ذاتي وظیفوں سے متعلق نہیں ہوسکتا بلکہ برنیر صاحب نے اپني کتاب کي جلد ایک صفحہ ۲۸۹ میں لکھا ہی کہ دانشمند خاں میرا مربي پنجہزاري کا منصب دار تھا اور حقیقت میں پانسو سواروں کا افسر تھا اور پانچہزار کرون یعني ساڑھے بارہ ہزار روپیہ ماہواري پاتا تھا

‡ برنیر صاحب کا بیان

طرز کي برجيوں اور گنبدوں اور پشتوں پر مشتمل هيں اور هر دروازه اُنکا ايسي شان‌دار عمارت هی که بادشاهي محل کے دروازه سے مناسبت رکهتا هی اکبر نے فتحپور سيکري کو مضبوط و مستحکم بنايا اور وهي بستي اُسکي خاص رياستگاه تهي اگرچه وه شهر اب چهوڑا گيا مگر حقيقت ميں هندوستان کي پهلي شان و شوکت کا بڑا عمده نمونه † هی *

اکبر کے تمام کارخانوں ميں ترتيب و قواعد انتظام کي مراعات اچهي طرح ملحوظ رهتي تهي چنانچه آئين اکبري ميں جس سے ملکي مالي انتظام کے حالات اس کتاب ميں اکثر ليئے گئے هيں هر محکمه کے عمله اور آئين و قواعد کا حال ٹکسال خزانه سے ليکر ميوه خانے اور عطر خانے اور گل خانے اور باورچي خانے اور شکاري جانوروں کے کارخانے تک نهايت تفصيل سے مندرج هی غرض که اُس کے سارے کارخانوں ميں شان و شوکت اور خوش اسلوبي خوش سليقگي اور عمده انتظاموں کا ايسا نقشه پايا جاتا هی که اُس کے ديکهنے سے حيرت هوتي هی اس ليئے که بے شمار چيزوں کے انتظام ميں کسي قسم کا خلل نه آتا تها اور باوصف

---

† بشپ هيبر صاحب نے فتحپور سيکري کا واقع هونا ايسي پهاڑي پر بيان کيا جس سے چاروں طرف کا تماشا دکهلائي ديتا هی اور قرب و جوار کے مکان اُسکے هاتهه تلے هيں اور اُن سيڑهيوں کي عمده وضع بيان کي هی جنکے ذريعه سے درگاه کے بلند دروازه پر چڑهتے هيں بادشاهي محل کي چوڑائي چکلائي اور اُس کے پتهروں کي کهدائي اور سب سے قطع نظر خاص مسجد اور چوکور عمارتوں اور حجروں کا باهم تناسب اور حسن تعمير اچهي خوبي سے لکها جنکے بيچ ميں وه مسجد واقع هی علاوه اُسکے صاحب ممدوح نے آگره کي دروني عمارتوں کا بهي حال لکها هی چنانچه منجمله اُن عمارتوں کے ايک سفيد سنگ مرمر کي مسجد کا بيان کيا جو نهايت لطافت اور کمال سادگي سے کنده کيگئي اور بادشاهي محل جو اکثر سنگ مرمر سے بنا هوا اور نهايت عمده کمروں پر مشتمل هی اور دالان اُسکا ايسے سنگ مرمر کے ستونوں اور محرابوں سے مرتب هی جو دلي کے ستونوں اور محرابوں سے زياده صاف اور ساده هيں اور چهوٹے چهوٹے کمروں کي چنائي کهدائي اور بيل بوٹے حسن و لطافت کي حيثيت سے اُن بيل بوٹوں کي برابر هيں جو الحمرا ميں پائی جاتے هيں بلکه اُنسے بهي زياده عمده هيں اکبر کي بڑي عمارتوں ميں سے همايوں کا مقبره هی جو ايک بڑي شان دار عمارت اور نهايت مضبوط و مستحکم اور ثووس اور بڑے اُنچے چبوترے پر بنائي گئي هی اور گنبد اُسکا جو اُسکي چوٹي پر بنايا گيا صاف مرمر کا هی *

اس كثرت و شدت كے هر جزوي كے انتظام پر پوري توجهه اُسكي پائي جاتي هى *

آئين اكبري اور اُسي زمانه كي تاريخوں سے اكبر كے كارخانوں كي فراواني دريافت هوتي هى ‡ مگر نتيجے اور اثار اُن كے اُن يورپ والوں كے بيان سے بخوبي معلوم هوسكتے هيں جنهوں نے اُن عاليشان كارخانوں كو اكبر كے عهد دولت يا جهانگير اُسكے جانشين كے دور سلطنت ميں اپني آنكهوں سے ديكها تها *

اكبر كے لاؤ لشكر كے سامان ايسے مكانات اور خيمے تهے كه نهايت آساني سے ايك جگهه سے دوسري جگهه منتقل هوسكيں اور اُن مكانوں كي حقيقت يهه تهي كه ثات اور پرتالوں كے پردوں سے بلند بلند ديواريں چاروں طرف قايم كيجاتي تهيں اور اُس كے اندر عام درباروں اور عام ملاقاتوں كے واسطے بڑے بڑے عاليشان دالان اور ديوان اور كهانے پينے يعني دعوتوں كے كمرے اور چلنے پهرنے كے سائبان اور برآمدے اور خلوت كے الگ الگ كمرے بنائے جاتے تهے اور تمام مكانات اچهے اچهے فروش و آلات اور لوازم زيب و زينت سے آراسته پيراسته هوتے تهے اور عيش و آسايش كي مناسبت ملحوظ و مرعي رهتي تهي *

وه چار ديواري پندره سو تيس گز كي مربع اندر كيجانب سے طرح طرح كے رنگين خيموں اور مختلف مختلف ديواروں پر مشتمل هوتي تهي مگر باهر كي جانب سے رنگ اول خيموں كا لال هوتا تها اور خيموں كي چوٹيوں پر سنهري كلس اور كنگرے هوتے تهے غرض كه وه احاطه پادشاهي لشكر كے بيچا بيچ ايك طرح كا قلعه دكهائي ديتا تها اور اُسكے سبب سے خاص لشكر ايك عمده شهر نمايان هوتا تها جو مختلف الالوان خيموں سے آراسته اور ترتيب يافته بازاروں سے مرتب اور ايك كنارے سے دوسرے كنارے تك پانچ ميل كي چوڑائي ميں پهيلا اور بلند مقام سے

---

‡ اكبر كے طويله ميں باره هزار گهوڑوں اور اُس كے فيلخانه ميں پانچهزار هاتيوں سے كچهه كم نه رهتے تهے اور علاوه اُنكے شكاري جانوروں كے بڑے بڑے كارخانه تهے ترجمه تاريخ فرشته جلد ۲ صفحه ۲۸۱

نہایت شان دار اور خوشنما نظر آتا تہا † *

اکبر کے جاہ و جلال کي دهوم دهام اُس وقت هوتي تهي که اعتدال ربیعي یا سالگرہ کا جشن آراستہ کیا جاتا تہا یہہ جشن کئي کئي دن برابر رهتا تہا اور جتنے دنوں رهتا تہا تو اُن میں ایک عام میلہ یعني لوگونکي ریل پیل اور سواریوں کي چہل پہیل اور بڑي بڑي نمایشوں کي دهوم دهام رهتي تهي اور خود اکبر بادشاہ ایک زردوزي خیمہ میں جلوس فرماتا تہا جو دهوپ کے بچاؤ کي نظر سے شامیانوں کے بیچا بیچ نصب کیا جاتا تہا اور کم سے کم دو ایکڑ زمین پشمي زر دوزي قالینوں اور زریں جهالروں سے رشک چمن هوجاتي تهي اور اُن کي زردوزي کي یہہ صورت تهي که مخمل پر کلابتون کا کام اور موتیوں اور پوکهراج نگ وغیرہ کا جڑاؤ هوتا تہا ‡ باقي امیروں کے خیمے بهي ایسے هي هوتے تهے جن میں وہ آپس میں ملتے جلتے رهتے تهے اور گاہ گاہ اُن سے بادشاہ بهي ملتا تہا گهوڑے هاتیوں اور جواهرات اور خلعتوں کي بخشش امیرونکو هوتي تهي اور جب بادشاہ تل میں بیٹهتا تہا تو هموزن اپنے سونا چاندي، اورخوشبوئیں اور باقي اجناس مختلفہ بار بار تول کر اُن غریبوں کو تقسیم فرماتا تہا جو وزن کے وقت حاضر هوتے تهے اور خود بادشاہ اپنے هاتهوں سے سونے چاندي کے بادام اور اور پهل بهي ادهر اودهر بکهیرتا تہا اگرچہ یہہ پهل قیمت کے تهوڑے هوتے تهے مگر درباري امیر اُن کو بہت جي جان سے لوٹتے تهے اور ان جلسونکے بڑے دن میں سنگ مرمر کے محلسرائے میں تخت سلطنت پر جلوس فرماتا تہا اور وزیر امیر اُس کے گرد اپنا حلقہ باندهتے تهے جنکے سروں پر لنبي لنبي کلغیاں اور سرپیچوں میں ایسے هیرے جڑے هوتے تهے که وہ تاروں کي مانند آسمان میں چمکتے تهے †

† مسٹر ٹامس رو صاحب کا قول منقولہ چرچہل صاحب بابت دریائي سیاحت اور ٹري صاحب کا سفر دریا صفحہ ۳۹۸

‡ هاکنز صاحب کا قول مندرجہ کتاب حاجیان مصنفہ پرکس صاحب جلد ایک

† سر ٹامس رو صاحب بیان کرتے هیں که میں نے کبهي اِسقدر دولت بے پایاں اور حشمت بیکراں نہیں دیکهي تهي

اور ھاتھیوں کي قطاریں بادشاہ کے سامنے اس ساز و سامان سے گذرتي تھیں کہ وار وار سے گروہ آن کے زر بفت کي جھولیں اور سونے چاندي کے زیوروں سے بن ٹھن کر نکلتے تھے اور ھر گروہ کے بڑے ھاتھي کے مستک اور چھاتي پر سونے کي تختیاں لگي ھوتي تھیں جن میں لعل و زمرد جڑے جاتے تھے بعد آن کے گھوڑوں کي قطاریں بڑي شان و شوکت سے آتي تھیں اور خراماں خراماں نکل جاتي تھیں اور جب کہ گھوڑے پورے ھوجاتے تھے تو گینڈے اور شیر اور کھیري شیر اور پلنگ اور چیتے اور شکاري کتے اور باز شکرے ترتیب وار آگے سے گذارے ‡ جاتے تھے بعد اُسکے سواري کے فیل آتے تھے جنکے زر بفت وردیوں کي چمک دمک سے چکاچوند ھوجاتي تھي *

(باوصف اس جاہ و جلال کے جس شان و شوکت سے اکبر باھر آتا تھا آس سے کچھہ کم سادہ مزاجي بھي نبرتتا تھا چنانچہ دو یورپ والوں § نے اپني آنکھوں دیکھا حال آس کا بیان کیا اور وہ بیان ایسے ھیں کہ آن میں سے کچھہ لیکر اکبر کي تاریخ کو پورا کرینگے بیان آن کا یہہ ھی کہ یہہ بادشاہ اور ایشیا والے بادشاھوں کي نسبت نمود و نمایش کا چنداں خواھاں نتھا اِس لیئے کہ تخت سے نیچے اوتر کر بیٹھکر یا کھوڑے ھوکر داد خواھوں کي داد رساني کرتا تھا لکھا ھی کہ یہہ بادشاہ نہایت خلیق اور صاحب حشمت اور خدا ترس اور سخت و قوي اور بندوق و توپ وغیرہ آلات حرب کي صناعت اور فنون کي صنعت سے بخوبي واقف تھا اور کم خوراک اور ایسا بڑا محنت کش تھا کہ آسکي محنت و مشقت سے تعجب ھوتا تھا اور راتدن میں تین گھنٹے سوتا تھا اور عام لوگوں سے بملایمت پیش آنیوالا اور امیرونکي نسبت غریبونکي بڑي آوبھگت کرنیوالا تھا اور غریبوں کي شکستہ دلي پر مایل ھوتا تھا اور اُنکے پیشکشوں کو امیروں کي نسبت بڑي مہرباني سے قبول فرماتا تھا اور اپنے لوگ آس سے محبت کرتے تھے اور آسکي ھیبت سے بیطرح ڈرتے تھے اور دشمنوں

---

‡ سرٹامس رو اور برنیر صاحب کي تاریخ جلد ایک صفحہ ۳۲

§ بروکس صاحب کي کتاب حالات حاجیان جلد پانچ صفحہ ۵۱۶

کي آنکهوں میں بڑا بهاري بهرکم تها † *

† اکبر کے حالات اس تاریخ میں تاریخ فرشته اور اکبر نامه اور منتخب التواریخ اور خافي خاں اور خلاصة التواریخ کي سند پر قلمبند کیئے گئے منجمله اُن کے ابوالفضل نے سلطنت مذکور کے بیان میں قدیمي لیاقت اپني ظاهر کي اور معمولي عیبوں سے بهت زیاده عیب اپنے ظاهر کیئے چنانچه اُس نے ایسے موقعوں کو بیان نهیں کیا جنسے اکبر کي دانائي اور نیک خوبي اور زورآوري کو بٹا لگے اور اگر بیان بهي کیا تو غلط بیان کیا اور هر بات میں اکبر کي تعریف اور بڑائي لکهي یهانتک که پڑهنے والوں کو خود مورخ اور اُسکے ممدوح سے نفرت پیدا هوجاتي هی اور ایسي بیهوده سرائي اور خوش بیاني سے اکبر کي اصلي خوبیاں بهي ظاهر نهیں هوتیں چنانچه اور مورخوں کے ذریعه سے اکبر کے کاموں کے باعث اور اُس کي مشکلات اور اُنکي تدبیروں کا حال جنکے برتنے سے وه اُن مشکلوں پر غالب هوا دریافت هوتي هیں بلکه ایسے آدمي کي خوشامد گوئي سے جو اکبر کي خو بو سے بخوبي واقف تها اور نیز اُس کي کتاب اکبر نامه کے بادشاه کي نظر سے گذر جانے سے خود اکبر کي ذات کو خود بیني کا داغ اور خود پسندیکا دهبا لگتا هی اور یهي ایک عیب اکبر کي خصلت کو لگایا جاتا هی جو سب طرح سے تعریف و ثنا کے قابل تهي ابوالفضل نے اکبر نامه میں عهد سلطنت کے سنتالیسویں برس یعني اپنے عهد وفات تک کے حالات قلمبند کیئے بعد اُس کے اگلے تین برسوں کا حال ایک شخص عنایت الله یا محمد صالح نے لکها اگر اکبر نامه کا وه قلمي ترجمه انگریزي کا جسکو لفٹننٹ شامرز صاحب مندراس والے نے تصنیف کیا اور ایشیاٹک سوسئیٹي میں وه موجود هی بهم نه پهنچتا تو اکبرنامه سے میں مستفید نهوتا اکبر کے عهد سلطنت کے چالیسویں برس منتخب التواریخ پوري هوئي جسکو عبدالقادر بدایوني نے تالیف کیا اور هندوستان کے مسلمان بادشاهوں کي تاریخ هی اور واقعات مندرجه اُس کے طبقات اکبري سے کل سینتیسویں برس تک لیئے گئے مگر اکبر کے حالات میں اُس نے اپني طرف سے زیادتیاں کیں اور کسي سے نقل اُنکي بهم نهیں پهونچائي اور اپنے تعصبوں سے اُسکو رنگ دیا یهه مورخ ایک ایسا بڑا فاضل تها که اُس کو اکبر نے سنسکرت سے ترجمه کرنے پر نوکر رکها تها مگر اس باعث سے که وه اپنے دین و ملت میں متعصب تها تو اُس نے ابوالفضل اور فیضي سے جهگڑا کیا اور اپني کتاب کو اُن کي اور خود اکبر کي برائیوں اور اُن کے برا بهلا کهنے سے پورم پور بهر دیا چنانچه اُس نے اکبر کي اُن برائیوں کو لکها جنکي شکایت لوگ اُس وقت میں کرتے تهے اور جنکو ابوالفضل نے دیده و دانسته چهپایا تها اور اس تاریخ کے دیکهنے سے جو اکبر کے مخالف هی همارے دل میں جو اثر پیدا هوتا هی وه اس اثر سے زیاده مفید هی جو اُسکے مداح ابوالفضل کے بیان سے آتا هی خافي خاں کي تاریخ اور خلاصة التواریخ منتخب التواریخ کے پیچهے لکهي گئیں اور طبقات اکبري تالیف نظام الدین یزدي مسلمان بادشاهوں کي تاریخ اکبر کے عهد دولت کے سینتیسویں برس تک لکهي گئي کهتے هیں که وه بڑي لیاقت کي کتاب هی اگرچه اس کتاب کا ایک نسخه مولف تک پهونچا مگر اِس وجهه سے نه اُس کے پڑهنے میں کوئي معاون نصیب نهوا تو اُس سے فائده نه پهونچا ایک اُس قلمي نسخه سے اعانت حاصل کي هی جو خافي خاں کي کتاب کا جهانگیر کي آخر سلطنت تک ترجمه جس کو میجر گاردن صاحب ملازم گورنمنٹ مندراس نے کیا مگر بڑے افسوس کي بات هی که یهه عمده ترجمه اُس تاریخ کے آخر تک نهیں پهونچا جس میں زمانه حال کے حالات اچهي طرح پائے جاتے هیں اور یهه تاریخ ایسي هی که اُس زمانه کے حالات اُس میں کامل اور مسلسل بیان کیئے گئے هیں جس زمانه کا حال اِس میں مندرج هی *

دسواں حصہ

جہانگیر اور شاہجہاں کي سلطنتوں کا بیان

پہلا باب

جہانگیر کي سلطنت کا بیان

جب کہ اکبر کا انتقال ہوا تو مرزا سلیم اُسکے بیٹے نے ماہ اکتوبر سنہ ۱۶۰۵ع مطابق جمادي‌الثاني سنہ ۱۰۱۴ ہجري میں سلطنت پر قبضہ کیا اور جہانگیر کے خطاب سے پکارا گیا *

جہانگیر نے اپني قلمرو واقع شمال نربدہ کو ایسے امن چین میں پایا جیسے کہ ایسي بڑي سلطنت میں توقع ہوسکتي تھي مگر عثمان ابن قتو کي بغاوت بلاد بنگالہ میں قایم یعني بنگالہ کے ایک حصہ ملک اوڑیسہ میں محدود و منحصر تھي اگرچہ اودےپور والے رانا کي غیر ملکي لڑائي بھڑائي میں پوري پوري کامیابي حاصل نہوئي تھي مگر پھر بھي بادشاہ ھي غالب رہا تھا اور ملک دکن میں بنگالہ کي نسبت بادشاہي کارخانے زیادہ خراب تھے یہاں تک کہ احمد نگر کي نظام شاہي حکومت اپني دارالسلطنت کے سنبھالنے میں مصروف تھي جو اُسکے قبض و قابو سے نکلا چاھتا تھا اوریہي غالب معلوم ھوتا تھا کہ بجاے اُسکے کہ بادشاہي لوگ اُسکو نیست و نابود کریں کسیقدر اپنے اضلاع مغصوبہ کو دوبارہ حاصل کریگي *

جہانگیر کي تدبیروں کا بیان

جہانگیر کي تدبیروں میں پہلے پہل توقع سے زیادہ عقل و مروت پائي گئي چنانچہ اُس نے اپنے باپ کے افسروں کو استحکام بخشا اور ایسے بعض بعض دقت طلب محصولوں کے لیئے معافي کا فرمان جاري کیا جو اکبر کي ترمیم و اصلاح سے باقي رہگئي تھي اور فرمانوں کے ذریعہ سے یہہ ممانعت

کي که عامل لوگ سوداگروں کي گٹھڑیوں کو بدون اُنکي پوري رضامندي کے نکھولیں اور ملازمان سرکاري اور خصوص سپاهیوں کو یهه هدایت کي گئي که کوئي ملازم سرکاري کسي کے مکان پر سکونت کا قبضه نکرے علاوہ اس کے ناک کان کا کاٹنا موقوف کیا اور عمده عمده قانون جاري کیئے اور باوصف اتني میخواري کے میخواري کي سخت ممانعت کي اور افیون خواروں کے لیئے قاعدے بنائے اور یہاں تک قاعدوں کي پابندي اختیار کي که مجرم مخالف قانون کو سخت تدارک دیتا تها *

اسلام کا کلمه سکه میں جاري کیا اور اسلام کے قاعدوں کو اجرا دیا مگر اکبر کے بعض بعض قاعدوں کو جو خاص خاص دنوں میں گوشت سے بچاو کي نسبت قایم تهی قایم رکها اور باپ کي چند باطل عادتوں کو بهي برتا چنانچه آنے والوں سے تعظیم کا سجده زبردستي سے کراتا تها اگرچه اپني تحریروں میں عابدانه طور اُس نے اختیار کیا جیسا که مسلمانوں میں معمول و مروج هی مگر نهایت متانت اور سنجیدگي سے مذهبي عابد هونیکا دعوی نکیا اور کبهي وه عادت بهي حاصل نکي مگر تمام لوگوں کا خیال اُسکي نسبت یهه هی که باطل اعتقادوں میں باپ سے زیاده تها اور زهد و ریاضت کي حیثیت سے باپ کے پایه کو نه پهونچا تها اور جب که اُس کے خاص خاص مسئلوں سے قطع نظر کیجاوے تو یهه صاف واضح هوتا هی که اُسکو مذهب کا چنداں خیال نتها منجمله اُن تدبیروں کے جو پہلے پہل اُس سے ظهور میں آئیں فریادیوں کي رسائي کي تدبیر تهي جسکے نکالنے سے بڑا فخر اُسکو حاصل هوا اور تدبیر اُس کي یں پڑي یعني ایک زنجیر اُس نے دیوار قلعه کے اندروني جانب سے باهر کو لٹکائي جس تک دادي فریادي بلا دشواري پهونچتے تهے اور اُس زنجیر کے اندر والے سرے میں سونیکے گهنٹوں کا گچها عین بادشاهي محل کے اندر لگایا گیا تها چنانچه جب کوئي دادخواه اُس زنجیر کو هلاتا تها تو بادشاه کو آگاهي هوتي تهي که کوئي فریادي آیا حاصل یهه که اُس

زنجیر کے ذریعہ سے بادشاہ نے اُن عرض بیگیوں سے آزادی پائی جو دادخواہوں کی رسائی کے هارج هوتے تھے اور بادشاہ کو اُنکے حالات سے غافل رکھتے تھے *

خسرو کی بغاوت کا بیان

جہانگیر اور اُس کے بڑے بیٹے خسرو کی همیشہ ان بن رهتی تھی یہانتک کہ اُن واقعوںکے واقع هونے سے جو جہانگیر کی تخت نشینی سے پہلے پہلے وقوع میں آئی کچھہ کمی کوتاهی اُس میں واقع نہوئی اور جب کہ جہانگیر باپ کی گدی پر بیٹھا تو خسرو افسردہ پژمردہ اور ناراض اور خفا رهنے لگا اور یہہ بات کسی طرح غالب نہیں کہ جہانگیر نے کوئی سلوک اُس کے ساتھہ ایسا کیا هو کہ اُس کے جی کو تھوڑی بہت تشفی حاصل هوتی تخت نشینی پر چار مہینے گذرگئے مگر کوئی شک شبہہ اُسکے چال چلن سے پیدا نہ هوا هاں بعد اُس کے ماہ مارچ سنہ ۱۶۰۶ع مطابق آٹھویں ذی‌الحجہ سنہ ۱۰۱۴ هجری میں آدھی رات کو بادشاہ کو یہہ خبر لگی کہ آپ کا صاحبزادہ خسرو چند همراهیوں سمیت آگرہ سے دلی کی جانب روانہ هوا جہانگیر نے سواروں کی فوج اُس کے پیچھے روانہ کی اور جب صبح هوئی تو جس قدر فوج جمع کرسکا همراہ اپنے لیکر روانہ هوا *

چوں هی کہ خسرو آگرہ سے روانہ هوا تو عین راہ میں وہ تین سو سوار اُسکو ملے جو آگرہ کو چلے آتے تھے وہ سوار اپنی شامت سے خسرو کے ساتھی هوئے اور خسرو لوٹ مار کرتا هوا اور همراهیوں کو دیتا لیتا دلی کی جانب کو آگے بڑھا اور ادھر اودھر سے اس قدر لوگ اُس کے همراہ هوگئے کہ جب وہ پنجاب میں پہونچا تو دس هزار آدمیوں سے زیادہ بھیڑ بھاڑ اُسکے همراہ تھی حاصل یہہ کہ خاص لاهور پر دغابازی سے قابض هوا اور لاهور کے قلعہ کی تک و دو میں تھا کہ بادشاهی فوج کے اگلے ٹکڑے یعنی مقدمۃ الجیش کے پہونچنے سے بات اُس کی بگڑ گئی اور اُس کے کاموں

میں خلل پڑ گیا مگر بادشاهي فوج کے سنتے هي فوج اپني شہر سے باهر
آیا اور بادشاهي فوج پر حملہ کیا اگرچہ اُسکو اس قدر فائدہ حاصل هوا
کہ اُس نے بادشاهي فوج کے ایک ٹکڑے کو لڑائي میں مصروف رکھا
مگر کامیابي سے مقابلہ نکرسکا بلکہ بڑي شکست کھاکر کابل کیطرف چلتا
هوا اور جب کہ وہ جھلم پار جاتا تھا تو کشتي اُسکي زمین پر ٹھہر گئي
چنانچہ وہ گرفتار هوا اور پابزنجیر اپنے باپ کے سامنے حاضر کیا گیا یہہ
بغاوت مہینے بھر سے زیادہ قایم نرهي *

خسرو کے بڑے بڑے صلاح کار اور اُس کے بہت سے عام همراهي
بادشاہ کے قابو میں آئے اور بادشاہ کو سختي درشتي جتانے دکھانے کا
موقع هاتھہ آیا چنانچہ اُس نے سات سو قیدیوں کے لیئے یہہ حکم سنایا
کہ لاهور کے دروازہ کے سامنے قطار باندھکر پھانسي چڑھائے جاویں غرضکہ
وہ ایسي تکلیفوں سے مارے گئے کہ خود جہانگیر نے اپني توزک میں
اُن کي سخت تکلیفوں کے دیر تک رهنے کا حال مبالغہ سے بیان کیا †
بعد اُس کے وحشیانہ خصلت کو یوں پورا کیا کہ خسرو کو هاتي پر
چڑھایا اور مقتولوں کي قطار کے سامنے ایک سرے سے دوسرے سرے تک
پھروایا اور ایک چوبدار اُس کے چڑانے کھجانے کے واسطے آگے یہہ بولتا
چلا کہ صاحبزادہ صاحب اپنے خاص ملازموں کا اداب تسلیمات قبول
فرمائیئے ‡ بدبخت خسرو تین دن تک سبکیاں بھرتا اور بھوکا پیاسا روتا رها §
اور بہت دنوں تک مبتلاے دام انات اورشکار رنج والم رها تخت نشیني
کے تھوڑے دنوں بعد اُس کا دوسرا بیٹا پرویز آصف خاں کے زیر هدایت
هوکر اودے پوروالے رانا پر بھیجا گیا تھا اور جب کہ خسرو کے بھاگنے پر وہ

---

† پرایس صاحب کا ترجمہ توزک جہانگیر کا صفحہ ۸۸

‡ خافي خاں

§ پرایس صاحب کا ترجمہ توزک جہانگیري صفحہ ۸۹ بیان اس بغاوت کا
عموماً توزک جہانگیري اور خافي خاں اور گلیڈون صاحب کي تاریخ سے لیا گیا

بلوایا گیا تو وہ اُس عرصہ میں راجہ سے آشتي کر چکا تھا چنانچہ وہ باپ کي خدمت میں حاضر ہوا *

اگلے برس موسم بہار مارچ سنہ ۱۶۰۹ع مطابق ذي الحجہ سنہ ۱۰۱۵ ہجري میں جہانگیر نے کابل کا سفر اُٹھایا اور شہر میں پہونچتے هي خسرو پر گونہ مہربان هوا یعني زنجیر اُسکي کٹوائي اور قلعہ کے بالائي باغ میں پھرنے چلنے کي اجازت فرمائي بادشاہ اپني شفقت پدري کي ضرورت سے دم بدم عنایت تو فرماتا مگر خسرو کے نصیبوں سے یہہ سازش اُس پر کھل گئي کہ بادشاہ مارا جاوے اور خسرو کي رهائي هووے *

جہانگیر آگرہ کو واپس آیا اور سنہ ۱۶۰۷ع مطابق سنہ ۱۰۱۶ ہجري میں بسرداري مہابت خاں کے ایک فوج اودے پور پر روانہ کي جس سے دو بارہ لڑائي شروع هوگئي تھي اور دوسري فوج اپني خانخاناں کي زیر حکومت کر کے دکن کے بندوبست کے لیئے بھیجي اور اُس فوج کا حاکم پرویز کو مقرر فرمایا مگر وہ صرف نام کا حاکم تھا اِسلیئے کہ کم سني کے باعث سے حکمراني کے قابل نہ تھا *

آیندہ تین سالوں یعني سنہ ۱۶۰۷ع مطابق سنہ ۱۰۱۷ سے لغایت سنہ ۱۶۱۰ع مطابق سنہ ۱۰۱۹ ہجري میں یہہ بڑا واقع پیش آیا کہ ایک ذلیل آدمي نے آپ کو خسرو بناکر حاکموں کي غفلت سے پٹنہ پر قبض و تصرف کیا اور اپنے ساتھي اتنے بنا لیئے کہ صوبہ کے حاکم سے میداں کا مقابلہ کیا یہاں تک کہ اُس جعلي خسرو کے پٹنہ میں بھگانے اور پکڑنے اور گردن مارنے میں تین مہینے صرف هوئے *

سنہ ۱۶۱۰ ع کے آخر میں دکن کے کام ابتر هوگئے اور بري صورت پیش آئي چنانچہ جب احمد نگر پر نظام شاهي والوں نے قبضہ کیا تو انصرام اُس کي حکومت کا ملک عنبر ایبیسینیا والے یعني ایک حبشي کے هاتھوں میں پڑا اور اُس وزیر با تدبیر نے نئي دارالحکومت کي طرح

وهاں ڈالي جہاں اورنگ آباد اب بستا هی اور بہت دنوں تک نظام شاهي حکومت کو قایم رکھا جو بظاهر زوال پذیر اور فنا کے لگ بهگ تهي اور آس نے اپني لیاقت اور هوشیاري کو لڑنے بهڑنے پر منحصر نرکها بلکه شاید ٹوڈر مل کي تقلید و اطاعت سے محاصل کے نئے نئے قانون ایجاد کیئے اور اس انتظام کے باعث سے دکن کے شہروں میں ایسي شہرت حاصل کي جیسے که هندوستان خاص میں ٹوڈر مل کے نام نے شہرت پائي † حاصل یہه که اس وزیر باتدبیر نے اُن نزاعوں سے فائدے اُٹھائے جو خانخاناں اور بادشاهي فوج کے باقي سرداروں میں واقع هوئی اور اُن فائدوں کي ایسي کامیابي سے پیروي کي که چند بار آس نے بادشاهي فوج کو شکستیں دیکر احمد آباد پر دوبارہ قبضه کیا اور خانخاناں کو برهان پور کي جانب لوٹنے پر مجبور کیا اور جب که جہانگیر اس مقابلہ سے آگاہ هوا تو خانخاناں کو طلب فرمایا اور فوج کي سرداري خان جہان لودهي کو عنایت فرمائي *

نور جہاں کے نکاح کا بیان

عہد سلطنت کے چہٹے برس بادشاہ نے نور جہاں بیگم سے نکاح کیا اور اخیر سلطنت تک خمیازہ آس کا کهینچتا رها *

نور جہاں کا دادا طہران واقع ایران کا باشندہ ایران کي سلطنت میں کسي ملکي عہدہ پر معزز و ممتاز تها اور مرزا غیاث آس کا بیٹا یہاں تک تنگ دست هوا که اُس نے جورو بچوں سمیت هندوستان کا ارادہ کیا اور تلاش معیشت کا وسیلہ سمجها مگر اس ارادہ میں بهي بد بختي نے اُسکا پیچها نچهوڑا یعني جب که آس کا قافلہ قندهار میں پہونچا تو حال آس کا نہایت سقیم تها اور قندهار میں پہونچتے هي ایسي حالت میں نور جہاں پیدا هوئي که ماں باپ کا یہه حال تها که بچي کے واسطے باربرداري کا سامان نکرسکے بلکہ زچا کے لیئے ایسي بات بن نپڑي که وہ بچي کو

† گرینٹ ڈف صاحب کي تاریخ مرهٹوں کي جلد ایک صفحه ۹۵

بخوبي پال سکے غرض که اُنہوں نے اُس بچي کو جو کسي زمانه میں بادشاہ کي بیگم ہونیوالي تھي ایسي جگہه راہ پر ڈالا جہاں صبح کو قافله گذرنے والا تھا حاصل یہه که جب صبح ہوئي تو قافله کے بڑے سوداگر نے اُس بچي کو دیکھکر اُس کے لاوارثي ہونے پر ترس کھایا اور اُسکے چہرہ مہرہ کو دیکھکر حیران رهگیا چنانچہ اُس کو خاک سے اوٹھاکر اپنے بچه کي مانند اُسکي پال پوس کا ارادہ کیا *

اِس قافله میں دودہ پلانے والي کا بہم پہونچنا دشوار تھا اور اسي نظر سے کچھه تعجب نہیں که جس عورت کو اُس نے دودہ پلانے پر نوکر رکھا تھا وہ اُس کي ماں ہي ہو بلکه حقیقت میں وہي تھي اور جون ہي که اس سوداگر کو حال اُس کا دریافت ہوا تو وہ مہرباني سے پیش آیا اور جب که اُس سوداگر کو اُس کے خاندان کي ناداري اور تباہي دریافت ہوئي تو نہایت جي جان سے مائل ہوا اور سر دست اُنکي ضروري حاجتوں کو اُس نے پورا کیا اور جب یہه دریافت ہوا که اس بچي کے باپ بھائي اگرچہ افلاس اور ناداري کي بلا میں مبتلا ہیں مگر شریف اور خانداني معلوم ہوتے ہیں تو اُس نے اُنکو اپنے کار بار میں دخیل کیا اور اُن کے نصیبوں کے بدلنے پلٹنے میں نہایت سعي اپني ظاہر کي چنانچہ اُس نے اُن کو اپنے ذریعہ سے اکبر بادشاہ تک پہونچایا یہه دونو صاحب پہلے پہل تو چھوٹے چھوٹے عہدوں پر مقرر ہوئے مگر بعد اُسکے اپنے حسن لیاقت کي بدولت بڑے بڑے عہدوں پر سرفراز کیئے گئے *

اسي عرصه میں نور جہاں سیاني بیاني ہوگئي اور حسن و نزاکت کي بدولت لوگوں کے چاہنے سراہنے کا باعث ہوئي چنانچہ وہ آفت روزگار اپني ماں کے ساتھه بادشاہي محلوں میں جانے آنے لگي جو بادشاہي محلوں میں آتي جاتي تھي مرزا سلیم یعني جہانگیر اُس کو دیکھکر لوٹ پوٹ ہوگیا اور نور جہاں کي ماں جہانگیر کي چھیڑ چھاڑ سے اِس قدر تنگ ہوئي که لاچار اُس نے اُس شہزادے سے شکایت پیش کي

جس کے ملنے کو وہ آتی جاتی تھی غرض کہ اُس شہزادی نے اکبر تک نوبت پہونچائی اور اکبر نے جہانگیر کو بلا کر بہت سمجھایا اور نورجہاں کی ماں سے کہلا بھیجا کہ کسی بھلے مانس سے نور جہاں کی شادی کرے اور جہانگیر کی نظروں سے اُس کو الگ تھلگ رکھے چنانچہ خود اکبر نے نور جہاں کو شیر افگن خاں سے بیاہا جو ایران کا رہنے والا اور بادشاہ کا نیا ملازم تھا اور اُس کی ضروریات کے واسطے ایک جاگیر کافی بنگالہ میں مقرر فرمائی *

اگرچہ اکبر نے یہہ راہ نکالی مگر جہانگیر کی محبت کم نہوئی اور خیال اُس کا دور نہوا چنانچہ تخت نشینی پر برس دن گذرا تھا کہ اُس نے قطب الدین اپنے رضاعی بھائی کو جو بنگالہ میں نائب السلطنت ہوکر جاتا تھا یہہ کام سپرد کیا کہ وہ اُس مطلب کو حاصل کرے جسپر وہ شیفتہ و فریفتہ ہی *

جہانگیر اور قطب الدین دونوں کو یہہ توقع تھی کہ رعب داب کے ڈراؤ اور معقول وعدوں کے لالچ سے نور جہاں کا شوہر دم بھی نہ مارے گا مگر شیر افگن خاں کو اُن دونوں کی نسبت ننگ ناموس کی پابندی زیادہ تھی چنانچہ جب اُس نے اُن کے ارادوں پر شبہہ کیا تو حکومت سے استعفا دیا اور ملازم نہونے کی علامت سے ہتیار باندھنے چھوڑے *

حال اُس معاملہ کا مفصل دریافت نہیں کہ بعد اُس کے کیا واقع ہوا مگر غالب یہہ ہی کہ جو کچھہ ہوا ہوگا وہ ایسا ہوا ہوگا کہ شیر افگن خانکو پریشانی ہوئی ہوگی اسلیئے کہ جب قطب الدین نائب بنگالہ کے اُس حصہ میں گیا جہاں شیر افگن خاں سکونت پذیر تھا تو اُس نے شیر افگن خاں کو بلوایا اور شیر افگن خاں تلوار اپنی چھپائے ہوئے اُس سے ملنے کو گیا اور جو کہ ایسے جلے بلے ننگیالی آدمی کے ملنے سے یہی توقع ہوسکتی تھی کہ وہ خونریزی تک نوبت پہونچاوے تو شیر افگن خاں نے قطب الدین کے کہنے سننے سے رنج اوٹھایا اور نہایت پیچ تاب کھاکر کام اُس کا تمام کیا اور قطب الدین کے ملازموں نے اُس کو بھی ٹھکانے لگایا *

غالب السلطنت کے مارے جانے سے جس کو خاندان قاتل کے فریب و سازش سے منسوب کیا خاندان قاتل کي نسبت بادشاہ کي جانب سے بڑي بڑي سختیاں ظہور میں آئیں چنانچہ نور جہاں پکڑي گئي اور دلي کو مقید بھیجي گئي بعد اسکے تھوڑي مدت گذرنے پر بادشاہ نے نورجہاں سے نکاح کرنا چاہا اور اُس کي تسکین و تشفي کے لیئے بڑي بڑي فطرتیں برتیں مگر نور جہاں جیسي فریبي متفني تھي ویسي هي عالي همت بھي تھي اس لیئے که جب اُس نے ایسے آدمي کي درخواست کو منظور نکیا جس کو شوهر کا قاتل سمجھتي تھي تو جي جان هي سے قبول نکیا هوگا چنانچہ نورجہاں نے ایسے صبر و سکون اور کمال استقلال و متانت سے انکار کیا که جہانگیر اُس سے متنفر هوگیا آخر کار اُس کو اپني ماں کے مصاحبوں میں داخل کیا اور ایسي بے پروائي برتي که گویا ان تلون کبھي تیل نتھا *

حاصل یہہ که چندے ایسي هي گذري مگر جب که اس کے عشق نہفته نے دوبارہ اوبھارا لیا اور اُس کي معشوقه بھي اُس کي لوٹ پیٹ کو دیکھہ سنکر پسیج گئي تو بقول اُس کے که رانڈیں تو رهیں جو رنڈوے رهنے دیں بیاہ اُن کا بڑي دهوم دهام سے رچایا گیا غرض که نکاح اُنکا هوگیا اور وہ بیگم ایسي عزتوں کو پهونچي که پہلے اُس سے کسي بادشاہ کي بیگم کو وہ پایه نصیب † نه هوا تھا اور بادشاہ کے مزاج پر ایسي حاوي پڑي که باپ اُس کا وزیر اعظم بنایا گیا اور بڑا بھائي اُس کا بڑے مرتبه کو پهونچا یہاں تک که بادشاہ اُس کي صلاح و مشورت کے بدون کوئي کام کاج نه کرتا تھا اور جس کام میں وہ متوجهه هوتي تھي تو اُسي کي مرضي قانون کي مانند اُس میں سمجھي جاتي تھي اگرچه انجام کار اُسکے نتیجے برے هوئے مگر بہر حال اُس کا غلبه مفید پڑا اس

† سب عزتوں کے علاوہ یہہ عزت بھي اُس کو حاصل تھي که بادشاہ کے نام کے ساتھہ اُس کا نام بھي سکه میں ڈھالا جاتا تھا

لیئے که باپ اُس کا نهایت دانا هوشیار اور بغایت لایق فایق وزیر تها اور جهانگیر کے چال چلن میں جو کئي برس بعد ترقي هوئي وہ کسیقدر نور جهاں کے رعب داب کا نتیجه اور اُس کي فهم فراست کا ثمرہ تها اگرچه جهاں گیر اب بهي خود پسند و ستمگار اور خود پرست و جفا شعار تها مگر جیسا که وہ پہلے وقتوں میں جفاکار اور نا خدا ترس تها ویسا اب نرها تها اور باوصف اِس کے که میخواري کي غایت کو پهونچا مگر رات کے وقت اور خانگي کمروں میں بیٹهه کر پیتا تها *

جن کاموں میں اپني رعایا کے سامنے دن بهر بیٹها رهتا تها تو اُنمیں بادشاهانه عادتوں یعني صبر متانت کو قایم رکهتا تها اور اُسکي کسي بات چیت میں فرق و تفاوت نه آتا تها نور جهاں بیگم جیسي حسین اور خوبصورت تهي ویسي هي هوشیار اور سمجهه بوجهه کي پوري تهي اور جیسا که عورتوں کے کام کاج میں اپني لیاقت کو صرف کرتي تهي ویسے هي سلطنت کے انتظاموں میں اُس لیاقت سے کام اپنا لیتي تهي چنانچه اُس نے بادشاهي دربار کي شان و شوکت کو اپنے سلیقه شعاري سے ترقي اور حسن انتظام کي بدولت خرچوں میں تخفیف بخشي اور کمروں کے آلات و آرایش میں بهي نئي باتیں ایجاد کیں اور عورتوں کے لباس و پیرایه میں اُس لباس و پیرایه کي نسبت جو اُس کے زمانه سے پہلے معمول و مروج تهے بڑي بڑي ترقیاں دکهلائیں اور هندوستان میں یهه بات تصفیه طلب هی که گلاب کا عطر اُس نے ایجاد کیا یا اُسکي ماں نے نکالا † اور منجمله اُن کمالوں کے جنکے وسیله سے اُس نے جهانگیر کو شیفته فریفته کیا تها ایک یهه بهي کمال تها که في البدیهه عمدہ شعر کهتي ‡ تهي *

---

† پچهلے وقتوں میں بڑي بڑي ترقیاں صنعتوں میں واقع هوئي هونگي اس لیئے که خافي خاں بیان کرتا هی که وہ گلاب کا عطر اورنگ زیب کے آغاز سلطنت میں جو تولہ بهر اسي روپیه کو بکتا تها تو وهي عطر اُسي زمانه میں جب که میں نے تاریخ لکهي آٹهه سات روپیه تولہ آتا تها

‡ یهه شعر اُسکا مشهور هی

نور جهاں اگرچه بصورت زن است در صف مرداں زن شیر افگن است

احمد نگر کي چڑھائي کا بيان

نور جہاں کے نکاح پر تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ سنہ ۱۶۱۲ع مطابق سنہ ۱۰۲۱ هجري میں بنگالہ کا هنگامہ عثمان ابن قتو کے شکست کھاکر مرجانے سے خاتمہ پرپہونچا اور اِس واقع کے واقع هونے سے بادشاہ کو ایسي خوشي حاصل هوئي کہ وہ اُس بڑي کامیابي سے جانچ تول میں بہت زیادہ تھي جو دکن کي لڑائي میں حاصل هوئي تھي بیان اُسکا یہہ هی کہ جہانگیر نے یہہ چاھا کہ اُن سارے سرکاري صوبوں سے دکن پر یکلخت چڑھائي کي جاوے جو دکن کے پاس پروس میں واقع هیں تاکہ پہلي سہل انکاري کا بدلا لیا جاوے اور پہلی نقصانوں کو پورا کیا جاوے چنانچہ عبدالله خاں نایب السلطنت گجرات کو یہہ حکم هوا کہوہ اُسوقت ملک عنبر کے ضلع پر دھاوا کرے جب کہ شہزادہ پرویز اورخان جہاں لودھي کي فوجیں راجہ مانسنگھ کي امداد و اعانت سے خاندیس اور برار سے دھاوا کریں مگر تعمیل اس تدبیر معقول کي بطور معقول واقع نہوئي یعني عبدالله خاں نے گجرات سے پیش از وقت مقررہ حملہ کیا اور اس غلطي کے باعث سے ملک عنبر نے فائدوں کے حاصل کرنے میں کمي کوتاهي نہ کي اور دم بھر کي تاخیر نہ برتي ملک عنبر ایسي طرز سے لڑتا بھڑتا تھا جیسیکہ حال کے مرهٹوں کا قاعدہ هی یورپ والوں کے بندرگاهوں کي همسائگي سے اُس کا توپ خانہ جہانگیر کے توپ خانہ سے بہت بہتر تھا اور توپ خانہ اُس کا ایسے نشان کا کام دیتا تھا کہ بکھري بکھرائي فوج اُسکي وهاں اکھٹي هو جاتي تھي مگر هلکے هتیاروں والے سواروں کے ذریعہ سے بڑي چستي چابکي برت کر دشمن پر حملہ کرتا تھا چنانچہ اُس نے بادشاهي فوج کي رسدوں کو روکا اور کوچ پڑاو پر طرح طرح سے تنگ کیا اور چاروں طرف اُن کے گھورتا گرجتا پھرتا تھا اور جھوٹے جھوٹے حملوں سے اُن کو پریشان و پراگندہ کرتا تھا اور گاہ گاہ اُن کے لشکر کي مختلف جانبوں سے سچي حملہ کرکے مال اسباب اُن کا لوٹ لیجاتا تھا غرضکہ

بے انتظامي اور پریشاني اُس کي فوج میں قایم رکھتا تھا عبدالله خان اس قسم کي لڑائي سے تنگ آیا اور پیچھے لوٹنے کا بہت جلد ارادہ کیا اور غالب یہہ ھی کہ ایسے تریي دشمن کے سامنے سے لوٹنے کے نتیجے پہلے ھي سے خیالوں میں گذرے ہونگے چنانچہ جسدن سے لوٹنا شروع ہوا اُسي دن سے مصیبتوں کو ایسي بڑھوتري ہوئي جیسیکہ ضرب کے قاعدے سے عدد بڑھتا ھی یہاں تک کہ دشمن نے پچھلے پہرے کو ٹکڑے ٹکڑے کیا اور بگلانہ کے پہاڑوں جنگلوں میں پناہ لینے سے پہلے پہلے کوچ اُن کا بھاگنے کے لگ بھگ ہو گیا اور جوں توں کر کے گجرات میں داخل ہوئے اس عرصہ میں اور بادشاهي فوجیں پہونچکر عین میدان میں فراهم ہوئي تھیں مگر جب کہ اُنہوں نے ملک عنبر کو اُس کے لوٹنے پر عبدالله خان مذکور پر فتح پانے سے باغ باغ دیکھا تو اُنہوں نے مذکورہ بالا مصیبتوں کي روک تھام کے لیئے برھان پور میں اکٹھے ہوئے *

مواڑ کي لڑائي کا بیان

بادشاهي فوج کو اودے پور کي لڑائي بڑائي میں دکن کي نسبت زیادہ کامیابي حاصل ہوئي اور بادشاہ کو وہ کامیابي اس لیئے زیادہ بھلي لگي اور اُس کے من کو بھائي کہ وہ فتح اُس کے لاڈلے بیٹے مرزا خرم یعني ‡ شاهجہان کي سعي و محنت کا ثمرہ تھي اگرچہ مہابت خان جو پہلے پہل اِس مہم پر بھیجا گیا تھا اودے پور پر فتح پا چکا تھا مگر پہاڑوں جنگلوں کے باعث سے جو ملک اودے پور کا مضبوط و مستحکم تھا اور راجہ اُس میں گھس بیٹھ کر محفوظ ہو بیٹھا تھا لڑائي کا فیصلہ

---

‡ اس شاهزادہ کا نام خرم تھا اور باپ کي تخت نشیني کے آغاز میں اس نام کے سوا کوئي نام اُسکا نہ تھا مگر جو کہ اُس نے اپني سلطنت سے ایک مدت پہلے شاهجہان کا خطاب اختیار کیا تھا تو شاهجہان کے خطاب سے ذکر اُسکا ابھي سے کرنا پراگندہ فہمي کا باعث نہ ہوگا *

نہ کر سکا تھا اور ایسا هي عبداللہ خاں کا حال بھي هوا تھا جو مہابت خاں کے بعد اُس جانب کو روانہ کیا گیا تھا مگر شہزادہ خرم چوبیس هزار آدمیوں سمیت گیا تھا راجپوتوں پر حملہ آور هوا اور ایسي جرأت و قوت سے صبر و استقلال کے جتانے اور آب و هوا کے ضرر اٹھا نے میں مضبوط و مستحکم رها کہ راجہ آشتي کا خواستگار هوا چنانچہ درخواست اُس کي منظور هوئي اور وہ راجہ بذات خود شاهجہاں کي خدمت میں حاضر آیا اور ثبوت اطاعت کے لیئے نذریں پیش کیں اور اپنے بیٹے کو اس غرض سے شاهجہاں کے ساتھہ کیا کہ وہ دلي کے دربار میں حاضر هووے اور شاهجہاں اِس موقع پر اپنے دادا جان اکبر کي تدبیر مملکت کو نہ بھولا کہ اطاعت کے وقت اُس نے راجہ کو بغل میں لیا اور اپنی برابر بیٹھا یا اور طرح طرح سے مدارات اُس کي کي اور بہت تواضع تعظیم سے پیش آیا اور وہ ملک اُس کا اُس کو واپس کیا جو اکبر کے عہد دولت سے آج تک فتح کیا تھا اور جب کہ اُس راجہ کا بیٹا بادشاہ کي خدمت میں پہونچا تو اُس نے بہت سي عنایت فرمائي اور سلطنت کے جنگي سرداروں میں بڑا پایہ اُس کو مرحمت فرمایا یہہ واقعہ سانہ ۱۶۱۴ ع مطابق سنہ ۱۰۲۳ هجري میں واقع هوا *

اِس برس کي لڑائي میں جو کامیابي ظہور میں آئي وہ بالکل شاهجہاں کي سعي و محنت سے علاقہ رکھتي تھي اِس لیئے کہ عزیز خاں اعظم جو اُس کي امداد و اعانت کي غرض سے روانہ کیا گیا تھا وہ شاهجہاں کي نسبت ایسی غرور اور گستاخي سے پیش آیا کہ بادشاہ اُسکو الگ کرنے اور چندے قید رکھنے پر مجبور هوا *

اِس مہم کي بدولت شاهجہاں کي قدر و منزلت نے بڑي ترقي پائي اور نور جہاں کا رعب داب اُسکا ممدو معاون هوا اس لیئے کہ اسي زمانہ میں نور جہاں کي سگي بھتیجي آصف خان اُس کے بھائي کي

بیٹی شاھجہاں کے نکاح میں آئی تھی اور تمام لوگ اُس کو جہانگیر کا عہدہ قایم مقام سمجھتے تھے *

راجہ مان سنگھہ اسی عرصہ میں دکن میں مرگیا تھا اور روشنیا فرقہ والوں کی بغاوت سے جو سنہ ۱۶۱۱ع میں برپا ھوئی تھی کابل بڑے خطرہ میں پڑا تھا مگر بایزید کے پوتے احداد کے مرنے سے جو اُس کا جانشین بھی تھا وہ بغاوت خاتمہ پر پہونچی عبداللہ خان نائب السلطنت گجرات پر بادشاہ اس لیئے خفا ھوا کہ اُس نے گجرات کی رعایا پر زور ظلم کیاتھا اور بادشاھی اخبار نویس سے بری طرح پیش آیا اوراُسکا پاس و لحاظ اُس نے نکیا چنانچہ عبداللہ خاں کی نسبت یہہ حکم نافذ ھوا کہ اُس کو گرفتار کرکے دارالسلطنت میں حاضر کریں مگر عبداللہ خاں حکم مذکورالصدر کو پہلے سے سوچ سمجھہ کر پا پیادہ چل چکا تھا اور فوج اُس کے پیچھے پیچھے دور دور کے فاصلہ سے چلی آتی تھی چنانچہ وہ دربار میں ننگے پانوں اور پا بزنجیر آکر حاضر ھوا اور بادشاہ کے قدموں پر گر پڑا یہاں تک کہ شاھجہاں کی شفاعت سے قصور اُس کا معاف ھوا اور وھی عنایت سابقہ جاری رھی *

انگلستان کے ایلچی کا بیان

شاھجہاں کی واپسی پر تھوڑی مدت گذری تھی کہ جیمس اول شاہ انگلستان کی طرف سے سر تامس رو صاحب بصیغہ ایلچی‌گری جہانگیر کے دربار میں حاضر ھوا † اور وہ حال اُس نے قلمبند کیئے کہ اُن کے دیکھنے سے ھم وہ حال دریافت کرسکتے ھیں جو جہانگیر کے عہد دولت میں بلاد ھندوستان میں پیش تھی چنانچہ بیان اُن کا یہہ ھی کہ بندر گاھوں اور محصول تجارت کے مقاموں میں بڑے زور ظلم ھوا کرتے تھے

---

† وہ مقام اجمیر میں ۲۳ دسمبر سنہ ۱۶۱۵ ع کو پہونچا اور بادشاہ کے ھمرکاب مقام ماندو اور گجرات تک گیا اور سنہ ۱۶۱۸ ع کے آخر میں بادشاہ سے رخصت ھوا

اور جس مال و متاع کو حاکم لینا چاهتا تها تو حسب مراد اپني قیمت لگاکر جهٹ لیتا تها یہاں تک کہ اس انگلستاني ایلچي کي تعظیم و تکریم اور نهایت مهمان نوازي عمل میں آئي مگر اُس کے اسباب کي تلاشي لي گئي اور کئي چیزیں باشارت حاکم اُس میں سے ‡ اوڑائي گئیں یہہ ایلچي مقام سورت سے برهان پور اور چتور گڈه کي راه سے اجمیر کو گیا تها اور بضرورت اس راه کے اُس کو دکن کے ملک میں جہاں لڑائي بڑے دهوم دهام سے قایم تهي اور نیز والي مواڑ کي قلمرو میں جہاں ابهي لڑائي پوري هوچکي تهي گذرنا پڑا مگر کسي جگهه کسي قسم کي دشواري پیش نه آئي هاں پہاڑي لوگونسے کچهه تکلیف اُٹهائي جو اُس وقت میں بهي پریشاني کے زمانه میں راه رستوں کو خطر ناک کرتے تهے جیسے که اب بهي اُن کي لوٹ مار سے راهوں کے ادهر اودهر جان مال کا کهٹکا لگا رهتا هی *

دکن میں شهروں کي تباهي ویراني اور اراضیات کي بیکاري نامزروعي کے بڑے بڑے نشان موجود تهے اور برهان پور کي یهه صورت تهي که وه شهر پهلے وقتوں میں نهایت عمده تها اور بعد اُس وقت کے بهي بهت عمده چلا آیا مگر اس ایلچي کے وقتوں میں ایسا تها که پانچ چار مکان اُس میں پخته تهے باقي تمام مکان اُسمیں مٹي کے پرانے جهوپڑے تهے * اور شاهزاده پرویز کا دربار جو برهان پور میں هوتا تها کسي طرح کي شان شوکت نرکهتا تها *

وه ایلچي بعضے ایسے شهروں پر گذرا که وه شهر ویران پڑے تهے اور وهاں کے باشندے چهوڑ چهوڑ اُس کو چلے گئے تهے اور بعض بعض

---

‡ یهه بات بیان کے قابل هی که یهه حاکم ذوالفقار خاں نامي انگریزوں سے عداوت رکهتا تها اور حال میں اُس نے پرتگال والوں سے یهه اقرار کیا تها که اپنے علاقه کے بندر گاه سے انگریزوں کي کشتیاں خارج کرونگا مگر اس اقرار نامه کو بادشاه نے مسلم نرکها اور وه حاکم سلطاني اطاعت کے لحاظ و حیثیت سے انگلستاني ایلچي کي تواضع تعظیم میں بظاهر سرگرم رها اُورم صاحب کي تاریخ جلد ۳ صفحه ۳۶۱

شہروں کو اُس نے آباد و شاداب پایا اور دونوں شہروں کے مقابلہ سے حیران و پریشان رہا منجملہ اُن ویران شہرونکے بعض بعض شہر ایسے بھي تھے کہ وہ کسي وقت میں دارالحکومت بھي † تھے اور اُن شہروں کے تنزل سے یہہ ثابت نہیں ہوتا کہ باقي ملک بھي ویران و خراب تھا اکبر کے مرنے سے انتظام اُس کے ملک و ممالک کا بہت جلد تنزل پکڑتا جاتا تھا چنانچہ صوبوں کي حکومتوں کا ٹھیکا ہوتا تھا اور حاکم لوگ اکراہ و زبردستي سے روپیہ وصول کرتے تھے اور بڑے بڑے ستم ڈھاتے تھے اگرچہ یہہ ایلچي معقول پسند اور سنجیدہ نگار ہي مگر دربار جہانگیر کي شان شوکت کو اُس نے بڑي زیادہ گوئي سے بیان کیا چنانچہ اُس نے جہانگیر کے امیروں کي خوش اخلاقي اور بےتکلفي اور اُن جلسوں کے انتظام و تکلف کي خوبي بڑے مبالغہ سے بیان کي جو اُسکي خاطر منعقد ہوئے تھے ہاں یہہ بات ضرور ہی کہ تعظیم و تکریم اور مدارات و تواضع اُسکي طرح طرح سے عمل میں آئي اور اُن مختصر تحفہ تحائف کے لحاظ سے جو اُسنے بادشاہ اور اُسکے امیروں وزیرونکے پیشکش کیئے اور اُس تھوڑي بھیڑ بھاڑ کي حیثیت سے جو ہمراہ اُس کے تھي یہہ توقع نہ تھي کہ ایسي جگہہ جہاں جاہ و جلال کے زور و شور اور شان و شوکت کي دھوم دھام تھي بات اُس کي پوچھي جارے اور آو بھگت اُس کي بخوبي کیجارے غرض کہ یہاں تک قدر اُس کي کي گئي کہ وہ ایسے اداب تسلیمات سے معاف کیا گیا جو تھوڑي بہت ذلت و خفت سے خالي نتھي اور عام درباروں میں عمدہ مقام اُس کو دیا گیا اور بے تکلف آشناؤں کي مانند اُسکو اجازت دي گئي کہ وقت بے وقت اویرے سویرے اندھیرے اوجالے بادشاہ کي خدمت میں جب جي چاہے حاضر ہوا کرے *

---

† مانڈو اور ٹوڈا ایسے شہر تھے جنکا بیان اُس ایلچي نے بڑي تعریف سے لکھا ہی چنانچہ مانڈو مالوہ کا دارالحکومت تھا اور حال اُس کا اب بھي لوگوں کو معلوم ہی مگر ٹوڈا جو صوبہ اجمیر میں کسي راجپوت راجہ کا دارالحکومت تھا ایسا شہرہ آفاق نہیں ہوا

خاص خاص وقتوں میں جو بادشاہ کی کیفیت اُس نے ملاحظہ کی وہ اُس شان و شوکت کے مخالف تھی جس کو بادشاہ کے چاروں طرف وہ عام وقتوں میں دیکھتا تھا یعنی بادشاہ اپنے خاص وقتوں میں چھوٹے سے پست جڑاؤ تخت پر جس میں ہیرے لال موتی جڑے ہوتے تھے بیٹھتا تھا اور سونے کی رکابیاں اور گلدان مرصع اور جڑاؤ صراحیاں آگے رکھی جاتی تھیں اور ہم پیالہ اور ہم نوالہ یار اُس کے ایسے متوالے ہوجاتے تھے کہ دو چار آدمیوں اور ایلچی مذکور کے علاوہ جو کمال احتیاط سے مے خواری کرتے تھے اور دو چار پیالیوں سے زیادہ نہ پیتے تھے اپنے آپے میں نرھتے تھے اور بادشاہ اِس قدر پیتا تھا کہ جب تک وہ نیند کے مارے بے قابو نہو جاتا تھا تب تک جام و صراحی سے ہاتھ اپنا نہ اوتھاتا تھا اور جب کہ نیند اُس کو آجاتی تھی تو چراغ گل کیئے جاتے تھے اور لوگ باگ ادھر اودھر چلے جاتے تھے اور ایسے موقعوں پر بادشاہ اپنے جلیسوں پر زیادہ عنایت کرتا تھا اور جوں جوں شراب کا نشا بڑھتا جاتا تھا اُسی قدر عنایتوں کی ترشح زیادہ ہوتی تھی چنانچہ اُس نے ایک مرتبہ سارے مذہبوں کا بڑی آدمیت سے ذکر کیا اور بعد اُس کے بلا تحاشا رونے لگا اور اُس کے مختلف شوقوں نے ظہور کیا یہانتک کہ بیٹھے بیٹھے آدھی رات آگئی *

حاصل یہہ کہ یہہ اختلاط کی باتیں اور ساری بے تکلفی رات کو ہوتی تھیں مگر صبح تک باقی نرھتی تھیں چنانچہ ایک بار ایک درباری نے کھلم کھلا اپنے پرائی لوگوں کے سامنے رات کے جلسہ کا مزا بے تمیزانہ کچھہ بیان کیا تو جہانگیر انجان بن گیا اور علانیہ یہہ فرمایا کہ کن لوگوں نے خلاف قانون عمل کیا غرض کہ جن جن لوگوں کا نام لیا گیا وہ پکڑے آئی اور کوڑوں سے پٹوائے گئے یہاں تک کہ ایک شخص اُن میں سے مرگیا غرض کہ عام موقعوں پر اسقدر قانون کا پابند رھتا تھا کہ ایسے آدمی کو سامنے نہ چھوڑتا تھا جسکے دم سے یا کسی اور علامت

سے شراب پینے کا اشتباہ اُس کی نسبت ہوتا تھا مگر یہہ مکر اُسکا محض بے کار اور بیفایدہ تھا اِس لیئے کہ وہ بہی آج کل کے بڑے آدمیوں کی مانند اخبار نویسوں اور خفیہ نگاروں سے گہرا رہتا تھا چنانچہ جو کام ایسا ویسا چھپ چھپاکر وہ کرتا تھا دوچار گھنٹوں کے بعد اُس کی اطلاع ادھر اُدھر ہوجاتی تھی اور بستی کے سارے چھوٹے بڑے واقف ہوجاتے تھے یہاں تک کہ چھوٹی سے چھوٹی بات اُسکی مخفی نرھتی تھی *

معلوم ہوتا ہی کہ باوصف امر مذکورالصدر اور خلاف آدمیت کی چند اور باتوں کے اس ایلچی نے بادشاہ کو ایسا نہ سمجھا کہ وہ عمدہ خیالات اور اچھی سمجھہ بوجھہ سے خالی ہووے اگرچہ اُس کی سمجھہ بوجھہ کی خوبی اور سوچ بچار کی پختگی کو اُن دو چار بیوقوفیوں کے صادر ہونے سے بٹا لگتا ہی جن کو اب اُس ایلچی نے بیان کیا چنانچہ منجملہ اُن ناشایستہ حرکاتوں کے ایک حرکت یہہ بہی تھی کہ بندرگاہ سورت سے اُس ایلچی کے اسباب کی گاڑیاں آتی تہیں جن میں کہانے پینے کا سامان اور بادشاہ اور اُس کے درباریوں کے تحفہ تحایف اور اُن سوداگروں کے اسباب بہی شامل تھے جنہوں نے بادشاہی چوکی پہرے کی نظر سے اسباب اپنا بہی اُس کے اسباب کے ہمراہ کردیا تھا بادشاہ نے اُن گاڑیوں کو اپنے سامنے کہلوایا اور بچوں کی مانند ایک ایک کرکے دیکھا اور جب کہ وہ ایلچی اِس نظر سے سخت برہم ہوا کہ بادشاہ نے عام دیانت پربہی توجہہ نہ فرمائی تو اُس کے ٹھنڈے کرنے کے لیئے ایسے پھیکے عذر اُس نے پیش کیئے کہ شان سلطنت کے شایاں و مناسب نہ تھے اگرچہ اِس ایلچی نے بعض بعض درباریوں کا حال اچھا بھلا بیان کیا مگر ہیئت مجموعی کی حیثیت سے کل درباریوں کو ایسا لکھا کہ چال چلن اُن کے ٹھیک ٹھاک نہ تھی اور چال ڈھال اُنکی قانون قاعدوں کے پابند نہ تھی اور بڑے بڑے کام اُن کی طبیعتوں میں

زچ پچ گئے تھے اور یہاں تک غفلت شعاري تھي که جس کام کے لیئے
یہه ایلچي آیا تها وه دو برس تک جهمیلے میں پڑا رها اور جب که
اُس نے نہایت زچ پچ هوکر آصف خاں کو ایک بهاري موتي بطور
رشوت کے بهیتّه دیا تو کام اُس کا بخوبي پورا هوا اور کوئي خرخشه
باقي نرها یهه ایلچي اور آس کے همعصر ایسا بیان کرتے هیں که اسي
وقت سے دلیري دلاوري نے تنزل پکڑا اور پٹھان اور راجپوت هي آسوقت
میں بہادر سپاهي گنے جاتے تھے † *

جهانگیر کے عهد و دولت میں دستکاري کے فنوں نے ایسي ترقي
پائي تهي که وه ترقي هندوستان کي مخصوص صنعتوں پر منحصر نتهي
بلکه وه لوگ اور ملکوں کي صنایع کو بهي سانچه میں ڈهالتے تھے چنانچه
سرٹامس رو صاحب کے تحفوں میں ایک انگریزي گاڑي تهي بعد اُس
کے تهوڑے دنوں گذرنے پر بہت سي گاڑیاں ایسي پهیل گئیں جو صنعت
کي رو سے برابر اورکام اور مصالح کي نظر سے انگریزي گاڑي کي نسبت زیاده
عمده اور معقول تهیں اور اسي ایلچي نے ایک تصویر بهي بادشاه کي
نذر کي تهي جس کي نقلیں تهوڑے دنوں کے بعد اتني بہت هوگئیں
که جب بادشاه نے اُن نقلوں کو آس ایلچي کے سامنے پیش کیا تو
آس ایلچي کو اصل تصویر کي شناخت میں بڑي دقت پیش آئي
‡ بہت سے یورپ والي بادشاه کے دربار میں آتے جاتے تھے اور آن کے دین
و مذهب کي رو رعایت کي جاتي تهي بادشاه کے تصویر خانه میں
مسیح علیه‌السلام اور حضرت مریم کي تصویریں سب تصویروں سے

---

† سرٹامس رو صاحب اور ٹري صاحب اور هاکنز صاحب

‡ یهه ایلچي علاوه اور تحفه تحایف کے تاریخانه تصویروں اور قضا کي تصویروں
اور ایسي تصویروں کو نذر کرنامناسب سمجها جو اندهیري‌رات میں ایسي معلوم هوریں
که گویا وهشمع کي مانند چمکتي هیں اور اُن کا عمده هونا ضروري بتایا هی اس لیئے که
هندوستاني لوگ اُن کو ایساهي خوب سمجهتی هیں جیسا که هم لوگ اُن کو
پهچان تے هیں

بالا رهتي تهیں اور اُس کے دو بهتیجوں نے اُس کی رضا و رغبت سے عیسائي مذهب کو اختیار کیا تها § دربار کی زبان تو فارسي تهي مگر سارے لوگ هندوستاني بولتے تهے اور هاکنز صاحب نے جو صرف ترکي زبان سے وهي واقف تها بادشاه اور خانخاناں کو ترکي زبان کا ماهر پایا *

معلوم هوتا هی که مستر ٹامس صاحب ایلچي اور سارے درباریوں کو کوئي خیال اِس قدر پیش نظر نرهتا تها جیسا که شاهزاده خسرو کا خیال اُن کے سامنے حاضر رهتا تها اور اُس کي مصیبتوں کے مقابله میں اُس کي برائیوں کا تصور بهي نه آتا تها اور اُس کو هر طرح سے لایق فایق سمجها جاتا تها اور یهه حال اُن کا تها که جب کبهي بادشاه کي عنایت کا کوئي نشان اثر پایا جاتا تها تو اُن میں جان آجاتي تهي اور نهایت خوش هوجاتے تهے اور جب بادشاه اُس کے بدخواهوں کا کهنا مانتا تها تو وه لوگ افسرده پژمرده هوجاتے تهے یہاں تک که یهه سمجها جاتا تها که اگرچه بادشاه آصف خاں اور نور جهاں بیگم کي فند و فطرت اور شاهجهاں کے رعب داب سے کهلم کهلا بات اپني جتا نهیں سکتا مگر حقیقت میں جي اُس کا بهي شاهزاده خسرو سے لگا هوا هی || علاوه اور سببوں کے خسرو کا تخت سے محروم کرنا اس لیئے بهي بهت عام پسند نهوا که وه شاهجهاں کے حق میں مفید پڑا اور وجهه اُس کي یهه تهي که اِس ایلچي کے قول کے موافق بعضے آدمي شاهجهاں کي

§ رو صاحب هاکنز صاحب ٹري صاحب ٹریک صاحب

|| اِس انگلستاني ایلچي نے ایک وقت خسرو سے ملاقات ایسی وقت میں کي که خسرو فوج کے همراه تها اور کوئي نظر بندي اُس پر نه تهي گرمي کے موسم میں درخت کے تلے ٹهرا اور اُس نے ایلچي کو بلایا چهره مهره اُس کا خوب صورت اور جسم اُس کا نازک اور لطیف تها اور ڈاڑهي اُس کي ناف تک پهونچي تهي مگر اُس کو یهه معلوم نه تها که دنیا میں کیا هو رها هی اور نه اُس کو انگریزوں کي اور نه ایلچي کي آگاهي تهي

خوشامد کرتے تھے اور بعضے کھلم کھلا مخالف تھے غرض که کوئي آدمي شاهجہاں سے جبیں راضي نه تها یہاں تک که اِس ایلچي نے بھي اُس کو مغرور اور متعصب اور ستمگر بیاں کیا مگر جو که شاهجہاں کے چال چلن سے لیاقت و هوشیاري کے سوا کوئي بات ایسي ویسي واضح نہوتي تھي تو غالب یہه هی که اُس کے عام پسند نہونے کا باعث یہه هوگا که وہ غرور و نخوت اور سکوں و متانت کے مارے بے تکلف کسي سے ملتا جلتا نه هوگا چنانچه یهي ایلچي کهتا هی که میںنے اپني آنکھوں سے ایسا روکھا سوکھا آدمي جس کے چہرہ مہرے سے متانت مترشح هوتي هو اور هسنے مسکرانے کا نشان اُس کے لبوں پر نپایا جاوئے اور اُس کي نظروں سے کسي کي تعظیم و تکریم بھي نه کھلی اور سر سے پاؤں تک غرور کا پتلا سمجھا جاوے شاهجہان کي مانند اپنے پرانی ملکوں میں آج تک نہیں دیکھا اور باوصف اِس کے که یہه شاهزادہ اُس زمانه میں پچیس برس سے زیادہ کا نہوگا *

شاهجہاں کو یہه اندیشه هوا هوگا که پرویز اُس کا بڑا بھائي حریف اُس کا هو سکتا هی اور حقیقت بھي یهي تھي که پرویز اُسکا بڑا بھائي بڑے هونے کي جہت سے رشک و حسد کے قابل تھا مگر بقول اُسکے که بزرگي بعقل است نه بسال شاهجہاں کي اُن عمدہ لیاقتوں کا کوئي بڑا مقابله نه کر سکتا تھا جو نور جہاں کي رعب داب سے اعانت پاتي رهتي تھیں *

جب که اِس شہزادہ بلند اقبال کو ماہ اکتوبر سنه ۱۶۱۶ع مطابق ذیقعدہ سنه ۱۰۲۵ هجري میں دکن کي مہم تفویض هوئي اور شاهجہاں کے خطاب سے معزز و ممتاز هوا تو اُس کے بڑے بھائي پرویز کي رهي سهي امید اچھي طرح منقطع هو گئي شاهجہاں کو بڑے بڑے اختیارات اِس موقع پر حاصل هوئے اور خود جہانگیر اِس غرض سے مانڈوں تک ساتھه اُس کے گیا که اگر کوئي ضرورت پیش آئے تو ضرورت کے وقت امداد اُسکي بلا تکلف کرے *

یہہ ایلچی بادشاہ کے همراہ منزل بہ منزل گیا اور جو حال اُس نے کونچ پڑاؤ کي بابت بیان کیا وہ اُس بیان کے مخالف هی جسکو حسن انتظام اور قاعدہ دانی کي رو سے پہلے اُس سے قلمبند اُس نے کیا تھا چنانچہ بیان اُس کا یہہ هی کہ جب دربار اور لشکر کے آدمي مقام کرتے تھے تو اُن میں قاعدہ کي پابندي بدستور هوتي تھي مگر باربرداریوں کي قلت سے بڑي پریشاني اوردشواري پیش آتي تھي یہاں تک کہ ایران کا ایلچي اور یہي ایلچي باربرداري کے نہ هونے سے چند روز اجمیر میں پڑے رهے اور سپاهیوں اور همرائیوں کے ڈیروں کو اس غرض سے جلایا گیا کہ وہ آگے بڑھنے میں کوتاهي نہ کریں اگرچہ ٹوٹے پھوٹے سامانوں سے چلے جاویں اور کوچ کے وقتوں میں ایسي بے انتظامي پھیلتي تھي کہ بعض بعض وقتوں میں پاني کي کوتاهي هوتي تھي اور پہاڑوں اور جنگلوں میں طول طویل اوردشوار و صعب گذار کو چوں کے مارے اونٹ اور گاڑیاں ٹوٹي پھوٹي رستوں میں پڑي رهتي تھیں اور منزل پر پہونچنا اُنکا نہایت دشوار هوتا † تھا *

دکن کا رنگ ڈھنگ اس شاهزادہ کے حق میں نہایت مفید هوا اِس لیئے کہ ملک عنبر سے گمنام آدمي کے فروغ پانے سے اُسکے متفق بادشاهوں بلکہ خاص اُسي کے سرداروں میں رشک و حسد کا مضمون شایع ذایع هوا تھا چنانچہ ان نزاعوں کے باعث سے ملک عنبر نے شاهجہاں کے مقابلہ میں شکست فاحش کھائي اور شکست کے پڑنے سے اُس کے رفیقوں کے دل نہایت شکستہ هوئے یہاں تک کہ جب شاهجہاں دکن میں داخل هوا تو اُس نے بیجا پور والے بادشاہ کو متفق بادشاهوں سے علحدہ کیا اور کوئي دشواري اُس میں پیش نہ آئي اور جبکہ ملک عنبر نے یہہ معاملہ دیکھا کہ رفیق اُسکو چھوڑ گئے اور وہ تنہا رہ گیا تو کام نا کام اُس نے ماہ مارچ سنہ ۱۶۱۷ع مطابق ربیع‌الاول سنہ ۱۰۲۶ هجري

† جہانگیر کي همراهي میں اس ایلچي نے رہ سب مصیبت اُٹھائي جو ایک بڑي حکومت اور ناموافق آب و هوا سے اُٹھاني پڑتي هی

میں نظام بہادر شاہ اپنے نام کے بادشاہ سمیت اطاعت کا غاشیہ اپنے دوش سعادت پر رکھا اور احمدنگر اور علاوہ اُسکے اُن ملکونکو تسلیم کیا جنکو بادشاہی ملازموں کے دخل و تصرف سے نکالکر اپنے قبض و دخل میں داخل کیا تھا غرضکہ شاہجہاں اس لڑائي کو اس حسن خوبي سے خاتمہ پر پہونچا کر مانڈو کو روانہ ہوا اور بارہ مہینے کے اندر اندر جب سے کہ دونوں باپ بیٹے یعني جہانگیر اور شاہجہاں اجمیر سے الگ ہوئے تھے باپ کي قدم بوسي کو حاضر آیا مگر جہانگیر اِس زمانہ میں سیر گجرات کو گیا اور برس روز اُس جگہہ ٹھہرا رہا اور اس صوبہ کي نیابت سلطنت کو اُن حکومتوں پر زاید کیا جو شاہجہاں کو پہلے سے حاصل تھیں یعنے شاہجہاں کو گجرات کي نیابت سلطنت بھي عنایت فرمائي *

ستمبر سنہ ۱۶۱۸ع میں جہانگیر گجرات سے روانہ ہوا اور پچھلے دو برسوں یعنے سنہ ۱۶۱۹ع اور سنہ ۱۶۲۰ع میں کشمیر کے سفر اور کوٹ کانگڑہ کي فتح اور بغاوت پنجاب کي گوشمالي کے سوا کوئي عمدہ واقعہ واقع نہیں ہوا *

دکن کے دوبارہ فسادوں کا بیان

جب کہ بادشاہ وادي کشمیر میں رونق افروز تھا تو سنہ ۱۶۲۱ع مطابق سنہ ۱۰۳۰ ہجري میں اُس کو یہہ پرچا لگا کہ دکن میں لڑائي دوبارہ شروع ہوئي معلوم ہوتا ہی کہ یہہ لڑائي ملازمان بادشاہي کي چھیڑ چھاڑ بدون خود ملک عنبر کي طرف سے قایم ہوئي تھي یعني ملازمان سلطاني کي سہل انکاري اور غفلت شعاري سے یہہ ترنگ اُسکے جي میں آئي تھي اس لیئے کہ اُسکو کشادہ ملکوں کے قبض و تصرف کرنے اور بادشاہي فوج والوں کو برہان پور تک بھگانے میں کوئي دقت پیش نہ آئي اور فوج بادشاہي کے سرداروں نے بڑے زار نالي سے اعانت کي درخواست اپنے ولي نعمت کي خدمت میں روانہ کي چنانچہ شاہجہاں کو حکم ہوا کہ بڑي فوج لیکر اعانت خواہوں کي اعانت کرے *

غرضکه شاهجهان سرحد پر پہونچا اور ذخیروں کے بہم پہونچانے کو بہت سے خزانے جمع کیئے مگر کسي شک شبہه کے پیدا هونے سے وہ آگے نه بڑھا اور یہه مقرر کیا کہ جبتک که خسرو اُسکے حواله نکیا جاویگا اور وہ همراہ اُس کے نه هوگا تب تک قدم آگے نه رکھیگا غرضکه مراد اُسکي پوري هوئي اور اُس نے معمولي لیاقت سے کام اختیار کیا شاهجهان کے مالوہ میں پہونچنے سے پہلے ملک عنبر کي فوج کا ایک ٹکڑا نربدا وار اُتر آیا تھا اور مانڈو کے حوالي شہر کو جلا پھونک کر خاک سیاہ کر چکا تھا مگر جب که شاهجهان آگے کو بڑھا تو وہ ٹکڑا بھاگا اور شاهجهان نربده پار اُترا اور لڑائي کے کام کاج کو حمله آوروں کے قاعدوں پر شروع کیا اور ملک عنبر نے بھي اپنے معمولي دستور کو سنبھالا یعني رسدوں کا روکنا اور متفرق نوکروں کو مارنا شروع کیا اور بادشاهي فوج کے داهنیں باهیں مار دھاڑ کے واسطے لوگ اپنے متعین کیئے اور طول طویل کوچوں کے ذریعه سے بادشاهي لوگوں پر چھاپے مارنے کا ارادہ کیا مگر شاهجهان کو همیشه چوکنا پایا اور آخرکار ایسي عام لڑائي پر مجبور هوا که جس سے قصه پاک صاف هو جاوے غرض که ملک عنبر نے شکست فاحش کھائي اور بہت بڑا نقصان اُٹھایا *

اگرچه لڑائي کے کھیت میں شاهجهان کي جیت رهي اور میدان میں اُس کو فوقیت حاصل هوئي مگر ملک کي تباهي ویراني سے کامیابي میں بڑا خلل پایا اور اسي نظر سے جب ملک عنبر نے آشتي چاهي اور پہلی ملکوں کے علاوہ اور ملک بھي دینے ٹھہرائے اور کچھه روپیه بھي دینے کیئے تو شاهجهان نے بہت غنیمت سمجھا اور درخواست اُس کي منظور کي *

اس کامیابي پر تھوڑے دن گذرے تھے که بادشاہ کو دمه کا روگ لگا اور اُسي بیماري کے باعث سے عمر بھر تکلیف اُٹھاتا رها یہاں تک که تھوڑے دنوں ایسے خطرہ میں مبتلا رها که بظاهر تخت کے جلد خالي هوجانے کا گمان هوتا تھا *

شاهزادہ پرویز اس حال نزار کو سنکر اپنی حکومت گاہ سے دوڑا آیا مگر جہانگیر نے اُس کو برا بھلا کہہ کر وهیں اولٹا بهیجا اور شاهجہاں کو باپ کی شفا سے پہلے ایسے اڑے وقت میں اسقدر فرصت نہ ملی کہ وہ بهی پرویز کی مانند افتان و خیز باپ کے سرھانے پہونچتا مگر ایسے بڑے وقت میں ماہ ستمبر سنہ ۱۶۲۱ ع مطابق سنہ ۱۰۳۰ هجری کو شاهزادہ خسرو کے مرجانے سے اُس کے حریف شاهجہاں پر زور و ظلم کا بڑا شک شبہہ ہوا جسکے هاتھوں میں وہ متوفی گرفتار تها هاں همکو بے سوچے سمجھے یہہ مناسب نہیں کہ ایسے آدمی کی زندگی کو جو کسی داغ دهبے سے کبھی داغدار نہوئی ایسا گہرا گهاڑا دهبا لگایا جاوے جو عمر بهر چهٹانے سے نہ چهٹے *

اگرچہ خسرو کے مرجانے سے یہہ بات تو حاصل ہوئی کہ شاهجہاں کی تخت نشینی میں کسی قسم کا شک شبہہ باقی نہ رہا مگر وہ ایسی مصیبتوں خطروں میں مبتلا ہوا جو اُسکی تباهی کے باعث ہوئے تفصیل اِس اجمال کی یہہ ہی کہ دکن کی روانگی سے پہلی شاهجہاں کے رعب داب کو نور جہاں کی امداد و اعانت سے بڑی تقویت پہونچتی تهی مگر جب کہ شاهجہاں دکن کو چلنے لگا تو نور جہاں نے اپنی بیٹی کا رشتہ جو شیر افگن خاں کے نطفہ سے پیدا ہوئی تهی جہانگیر کے چهوٹے بیٹے شہر یار سے کر دیا† اور یہہ نیا رشتہ نور جہاں کی میل و رغبت کو دور کے رشتہ دار بهتیجے جنوائی یعنی شاهجہاں سے قطع کرنے کے لیئے کافی پڑا علاوہ اُس کے نور جہاں کے قطع رغبت اور تبدیل محبت کا یہہ خیال هی باعث ہوا کہ وہ رعب داب اُسکا جو آج کل حاصل هی شاهجہاں سے چالاک شاهزادے پر بنا نہ رهیگا نورجہاں کا باپ معقول باتوں سے لاگ ڈانٹ اُس کی کرتا رهتا تها چنانچہ جبتک وہ زندہ رہا تو نور جہاں حد اعتدال سے خارج نہوئی مگر جب کہ باپ اُسکا گذر گیا تو اُس نے پیٹ سے پانو نکالے اور بادشاہ پر بڑی حکومت کرنے لگی اور

---

† خافی خاں

کسي بندش کي پابند نرهي علاوه اسکے آصف خاں شاهجهاں کا خسر اوس کا بهائي اُسکي مرضي کا آله هوا غرض که نور جهاں نے ایسي بے پایاں قوت کو چهوڑنا مناسب نه سمجهکر یهه اراده کیا که جسطرح بن پڑے شاهجهاں کي تخت نشیني کو خاک میں ملاوے چنانچه خسرو کي وفات اور جهانگیر کي شدت مرض سے بخوبي واقف هو کر اُن ذریعوں کے کات تراش میں کوتاهي نه کي جن کي بدولت شاهجهاں کو یهه پایه نصیب هوتا که وه اُسکے مقابله پر غالب آوے *

غرضکه اس اراده کے پورا کرنیکا یهه موقع هاتهه آیا که جب ایرانیوں نے قندهار پر قبضه کیا تو نورجهاں نے جهانگیر کو یهه فقرا سوجهایا که اس بڑي مهم کے قابل وه شهزاده هی جس نے دکن کو فتح کیا اور وهي اقبالمند اس موروثي ملک کے پہلی قبضه کو بحال کریگا چنانچه سنه ۱۶۲۱ع مطابق سنه ۱۰۳۱ هجري میں شاهجهاں نے پہلے پہلے تو اس مهم پر جانا قبول کیا اور مانڈو تک پهونچ گیا مگر جب که اُس نے یهه سوچا بچارا که مجکو ایسے ملک سے نکالنا منظور هی جسپر رعب داب اپنا بیٹها هی اور ایسي مهم پر بهیجنا غرض هی جو نهایت سخت اور بڑي دور دراز واقع هوئي هے تو آگے کو نه بڑها اور موسم کي خرابي اور فوج کے اچهے نهونے کا عذر اُس نے پیش کیا اور هندوستان سے باهر جانے پر یهه شرط اُسنے لگائي که میرا استحقاق بنا رهے اور جهانگیر کے کانوں میں یهه بات پهونکي گئي که ان شرطوں کے تهرانے کا باعث یهه هی که اُسنے خود مختاري کا اراده کیا جهانگیر نے جواب اُسکا یهه کهلا بهیجا که اپني فوج کا بڑا حصه دارالسلطنت کو روانه کرے که وه تکڑا شهریار کي زیر حکومت هوکر قندهار کو روانه کیا جاوے اور بڑے بڑے افسروں کے نام اِس مضمون کے پروانه جاري کیئے که شاهجهاں کو چهوڑ کر شهریار کے لشکر میں حاضر هوویں حاصل یهه کہ جب وه حکم شاهجهاں کو پهونچا تو اُس نے باپ کو کڑے کڑے فقرے لکهے اور حصول ملازمت کي اجازت

چاهي مگر جهانگيرا وسکي ملازمت پر راضي نه هوا اور دکن کي واپسي کا
حکم صادر فرمايا اور اس بحث و تکرا کے زمانه ميں هندوستان خاص کي
جاگيريں شاهجهاں کے نام سے منتقل کر کے شهر يار کے نام پر معين
فرمائيں اور اس تجويز و تعين ميں شاهجهاں سے پوچها کچها نه گيا
بعد اوسکے شاهجهاں کو يهه حکم گيا که منتقله جاگيروں کي برابر دکن
گجرات ميں جاگيريں پسند کرے اور جب که يهه معامله دور تک پهونچا
تو نور جهاں بيگم اپنے بهائي آصف خاں شاهجهاں کے خسر کي جنگي
لياقتوں اور مقدمه مذکوره بالا ميں آسکي گرمجوشي پر بهروسا نکر کے
مهابت خاں کو بلانا چاها جو ترقيات روز افزوں کي بدولت روز بروز بڑهتا
جاتا تها اور اب تک آصف خاں کا جاني دشمن چلا آتا تها مختصر
يهه که آصف خاں کابل سے بلايا گيا اور دربار ميں حاضر هونے پر
بڑي بڑي عنايتوں کا مورد هوا اور بڑا اعتماد اُس پر جتايا گيا *

اِسي حيص بيص کے شروع ميں جهانگير کشمير سے واپس آيا جو
دوباره اُس کے سير و تماشے کو گيا تها اور اکتوبر سنه ۱۶۲۲ ع مطابق سنه
سنه ۱۰۳۱ هجري ميں دربار اپنا خاص لاهور ميں اس غرض سے مقرر
کيا که ضرورت کے وقت آپ بهي موجود رهے *

شاهجهاں کي بغاوت کا بيان

جهانگير اور شاهجهاں کے درميان اسي عرصه ميں پيک و پيغام
جاري رهے مگر آشتي کي جگهه پيک و پيغام پر يهه اثر مترتب هوا که
بهت سے اس شبهه ميں قتل کرائے گئے که وه شاهجهاں سے موافقت و
سازش رکهتے هيں اور جب که شاهجهاں نے يهه يقين کيا که اب اپني
قسمت پر مهر لگ گئي تو مانڈو سے فوج اپني ليکر آگره کو روانه هوا
اور جهانگير نے بهي اس خبر کے سنتے هي فبروري سنه ۱۶۲۳ ع مطابق
سنه ۱۰۳۲ هجري کو لاهور سے کوچ کيا چنانچه دارالخلافه دلي سے گذر
کر شاهجهاں کے لوگوں سے بيس ميل اِدهر جا پهونچا شاهجهاں بلوچپور

واقع جنوب دلي میں ۲ دلي سے چالیس میل کے فاصله پر پڑا تها بعد آس کے موات کے پہاڑوں میں چلا گیا جو بلوچ پور کے متصل واقع تهے اور اپنے لوگوں کو جا بجا ایسا معین کیا که آس بادشاهي فوج کو پہاڑوں کے آنے سے روکے جس کو بادشاه نے تفریق وار آس کي تلاش و جستجو میں چلتا کیا تها غرض که ایک ایسي هلکي پهلکي لڑائي هوئي جس سے کچهه فیصله نهوا کہتے هیں که بعد آس کے خط و کتابت بهي جاري رهي مگر انجام آس کا یهه هوا که شاهجهاں نے پیچهے پهرنے کا اراده کیا اور مانڈو کي جانب چلتا هوگیا *

یهه بات اب تک نهیں کهلتي که شاهجهاں نے پیچهے پهرنا کیوں پسند کیا تها اس لیئے که آس پهر نے سے وه تمام بري باتیں پیش آئیں جو ملکي لڑائیوں میں پهرنے سے پیش آتي هیں جہانگیر اب اجمیر کو گیا اورایک قوي فوج اپنے بیٹے پرویز اور مہابت خاں کے زیر حکومت کرکے بهگوڑے باغیوں کے تعاقب پر متعین کي اور رستم خاں جس کو شاهجهاں نے چنبل کے پہاڑوں کي حفظ و حراست پر چهوڑا تها بادشاهي لوگوں سے مل جل گیا اور گجرات کے صوبه نے اپنے حاکم کو خارج کیا اور خود شاهجهاں بادشاهي فوج کے بڑه آنے سے نربدا پار اوترا اور برهان پور کے جانے پر مجبور هوا مگر مخالفوں نے وهاں بهي چین سے بیٹهنے ندیا اِس لیئے که مہابت خاں نے خط کتابت کے ذریعه سے شاهجهاں کو دهوکا دیا اور نربدا پار اوتر گیا اور اب خانخاناں بهي مہابت خاں سے مل گیا جو اب تک شاهجهاں کے لوگوں میں داخل تها شاهجهاں نے عین برسات کے زور شور میں تلنگانه کي جانب کو پهرنا شروع کیا یہاں تک که ماسولي پاٹم کي طرف کو بایں اراده راهي هوا که وهاں سے بنگاله کو چلا جاوے مگر بهت سي فوج آس کو چهوڑ کر چلي گئي بعد آس کے سنه ۱۶۲۴ع مطابق سنه ۱۰۳۳ هجري کے آغاز میں یهه برا سفر اختیار کیا اور راج محل تک کوئي مقابله آس کو پیش نه آیا مگر بنگال کے حاکم سے

راج محل پر لڑائي ہوئي اور اُس نے لڑائي هاري اور شاهجہاں بنگالہ پر قابض ہوا اور بہار پر بھي قبضہ کرسکا اور اودے پور والے راجہ کے بھائي بھیم سنگھہ کے ساتھہ ایک تکڑا فوج کا اس ارادہ پر پہنچا کہ الہ آباد کے قلعہ پر قبضہ کرے *

اسي عرصہ میں پرویز اور مہابت خاں نے شاهجہاں کو دکن سے نکال کر برسات کے مارے برهان پور میں چھاوني ڈالي اور جب اُن کو یہہ خبر پہونچي کہ شاهجہاں نے بنگالہ پر بہت جلد قبضہ کیا تو وہ فوج اپني لیکر الہ‌اباد کي جانب روانہ ہوئے اور شاهجہاں اُن کے مقابلہ کے لیئے گنگا پار اوترا مگر اس لیئے کہ ملک کے لوگ اُس کے باپ کي مخالفت نچاهتے تھے تو اُسکے لشکر کي رسد پہونچانے اور وارپار اُسکے لوگونکے آنےجانے کے لیئے کشتیوں کے بہم پہونچانے سے کنارہ کش ہوئے اور اسي باعث سے لوگ اُسکے دل شکستہ ہوئے اور فاقوں کے مارے مرنے لگے چنانچہ نئي بھرتي کے سپاهي جن کو اُسنے بنگالہ میں بھرتي کیا تھا چھوڑ چھاڑ کر بھاگ گئے اور انجام اُسکا یہہ ہوا کہ جب مخالفوں یعني پرویز اور مہابت خاں سے مقابلہ ہوا تو کمال آساني سے شکست کھائي اور فوج اُس کي پراگندہ ہوئي اور پھر دکن میں پناہ ڈھونڈھنے پر مجبور ہوا دکن کا حال ان دنوں اُس کے ارادوں کے حق میں مفید تھا اس لیئے کہ جب شاهجہاں پہلے دکن میں بھاگا گیا تھا تو والي بیجاپور اور ملک عنبر دونوں جہانگیر کے ساتھہ اپنے عہد و پیمان پر جمے ہوئے تھے اور والي گولکنڈہ بھي شاهجہاں کي اعانت پر راضي نتھا جب کہ شاهجہاں تلنگانہ سے گذر کر بھاگا جاتا تھا مگر بعد اُس کے والي بیجاپور اور ملک عنبر کے درمیان میں ایک جھگڑا کھڑا ہوا جہانگیر نے والي بیجاپور کیطرفداري کي اور ملک عنبر نے اُسکي تلافي چاهي چنانچہ وہ بادشاهي صوبہ پر حملہ کرنے اور برهان پور کے آس پاس لوٹنے کھسوٹنے سے انتقام اپنا لیتا تھا اور شاهجہاں کے بلانے اور اُس کو کھلم کھلا شریک اپنے کرنیکا آمادہ تھا غرض کہ

ملک عنبر نے شاهجهاں کو برهان پور کے محاصرہ کیواسطے یہہ لکھا کہ آپ آسکا محاصرہ کریں چنانچہ شاهجہاں نے قبول کیا اور محاصرہ کی تدبیر کی مگر محصوروں نے بڑا بچاو اپنا کیا اور جوں توں بمقابلہ پیش آئے یہانتک کہ مهابت خاں اور پرویز کے نربدہ پر آجانے سے شاهجهاں اُس محاصرے کے اوتھانے اور اپنی جان کے بچانے پر مجبور هوا اور اُس کے همراهیوں نے پہلے کے نسبت زیادہ کنارہ کشی کی اور نصیبوں کی شامت اور کسی قدر تن بدن کی سقامت سے یہاں تک مجبور هوا کہ باپ کو عریضہ لکھا اور قصوروں کی معافی چاهی اور جمیع احکامات کی اطاعت کا اقرار کیا جہانگیر نے جواب اُس کا یہہ لکھا کہ رهتاس گدہ واقع بہار اور اسیر گدہ واقع دکن جو اب بھی اُس کے قبض و تصرف میں تھے ملازمان بادشاهی کو حوالہ اور دارا شکوہ اور اورنگ زیب اپنے دونوں بیٹوں کو بطور اول یعنی نعل ضامنی کے دربار میں روانہ کرے غرض کہ سنہ ۱۶۲۵ ع مطابق سنہ ۱۰۳۴ هجری میں شاهجہاں نے حکم اُس کا قبول کیا باقی جہانگیر نے حسن سلوک کا ارادہ شاهجہاں کے ساتھہ کیا تو هوگا مگر وہ ایسے واقعہ کے واقع هونے سے معلوم نهوا جس کے باعث سے بادشاهی کے سارے کاربار ابتر هوگئے اور سلطنت کا دهچر بگڑ گیا *

روشنیا فرقے والوں پر شاهجہاں کی چڑهائی اور مهابت خاں کی کج ادائی کا بیان

جب کہ پہلی مرتبہ بغاوت کے زمانہ میں شاهجهاں دکن کو هار کر چلا آیا تھا تو جہانگیر اجمیر سے دلی کو اس یقین پر واپس آیا تھا کہ اب کوئی بڑا خطرہ میری سلطنت کی نسبت باقی نہیں رہا بعد اُسکے دستور کے موافق وہ کشمیر کو گیا اور پھر دوبارہ اگلے برس بھی کشمیر جنت نظیر کی سیر فرمائی اور جب کہ تیسرے برس روشنیا فرقہ والوں نے سر اوتھایا تو اُسکو یہہ سوجھی کہ بجاے کشمیر کے کابل کا ارادہ کرے اگرچہ فی الفور اُسکو باغیوں کی سر کوبی کی خبر پہونچی اور احمد ابن احدا

اُن کے سرغنہ کا سر بھي اُسکي خدمتمیں پھونچا مگر وہ اپنے ارادہ پر جما رہا *

اگرچہ جہانگیر اپنے ارادہ پر جما رہا مگر اُسکے مقدر میں یہہ نتھا کہ وہ اس سفر کو امن چین سے پورا کرے اس لیئے کہ جوں ھي شاہجہان نے باپ کي اطاعت قبول کي اور خدشہ اُس کا مٹ گیا تو نور جہان بیگم کي غالب طبیعت نے نئے نئے دشمن پیدا کیئے بیان اُس کا یہہ ھی کہ غور بیگ کابل کے باشندے کا بیٹا مہابت خاں اکبر کے عہد سلطنت میں پانصدي منصب کو پہونچا تھا † اور جب کہ جہانگیر اُس کي گدي پر بیٹھا تو اُسکو اُسنے بڑے بڑے مرتبوں پر پہونچایا اور بہت دنوں تک لوگ اُسکو اچھا سمجھتے رہے ‡ اور اب یہہ پایہ اُس کا تھا کہ تمام سلطنت کے چھوٹے بڑے ملازموں میں اُسي کو معزز و ممتاز اور بڑے پایہ والا جانتے تھے اور نور جہاں کے دیکھہ جلنے کے لیئے ایک یھي بات اُسکي کافي وافي تھي علاوہ اس کے یہہ امر بھي غالب تھا کہ پہلے وہ آصف خاں اسکے بھائي کا پرانا دشمن تھا اور اسي لیئے اُسکي دوستي کا اعتبار نتھا اور اب تھوڑے دنوں سے پرویز کا ساتھي ھوگیا تھا اور خاص اُسي سے واسطہ علاقہ رکھتا تھا غرض کہ نور جہاں کے رشک و حسد کي کوئي وجہہ ھووے مہابت خاں کے ذمہ ظلم و تغلب کا الزام اُس زمانہ کي بابت جب کہ وہ بنگالہ پر متصرف تھا لگایا گیا اور بغرض جوابدھي بادشاھي دربار میں بلایا گیا مہابت خاں نے پہلے پہلے عذر پیش کیا اور اپني غیر حاضري کا سبب لکھا اور پرویز نے تائید اُس کي کي مگر جب کہ اُس نے اپني حاضري پر بہت سا اصرار پایا تو پانچ ھزار راجپوتوں سمیت اُس نے ارادہ کیا جنکو اُس نے کسي تدبیر و حکمت سے اپني خدمت کا وابستہ کیا تھا *

---

† پرایس صاحب کا ترجمہ توزک جہانگیري کا صفحہ ۳۰

‡ سر ٹامس رو صاحب ایلچي نے سنہ ۱۶۱۶ ع میں اُسکي نسبت یہہ لکھا کہ وہ عالي ھمت اور جوانمرد اور فیاض آدمي ھی اور سب لوگ اُسکو عزیز رکھتے ھیں اور بادشاہ بھي اُسکو بہت چاھتا ھی مگر وہ شاھزادہ شاھجہاں کي پروا نہیں کرتا

مہابت خاں اب تک دربار میں حاضر نہوا تھا کہ اُس نے اپني بیٹي کا رشتہ برخوردار نامی کسي امیر آدمي سے بادشاہ کي بلا اجازت کردیا تھا اور قاعدہ یہہ تھا کہ ایسے پایہ کے لوگ اپنے بال بچونکا رشتہ ناتا بادشاہ کي بلا اجازت نکرتے تھے غرض کہ جهانگیر اِس مخالفت سے نہایت برهم هوا اور برخوردار کو سامنے بلاکر سنگدلي کي اوچهال اوبال سے جواب بهي گاهی ماهی اوبل اوچهل آتي تهي ننگا کرایا اور جنگلي کانٹوں سے پٹوایا اور اُس کے جهیز و سامان کو جو مہابت نے دیا تھا اُس کے گهر بار اور اور اسبابوں سمیت ضبط کیا *

مہابت خاں بادشاهي فوج میں پهونچا اور اُس کو یہہ خبر دیگئي کہ بادشاہ کي حضوري نصیب نہوگي چنانچہ مہابت خاں نے یہہ سوچ سمجهہ کر کہ میري بربادي پہلے هي سے تهرائي گئي انتظار اِس کا نکیا کہ وہ اپني فوج سے بزور و جبر الگ کیا جاوے بلکہ اُس نے یہہ تهرائي کہ ایسي گزند پهونچائي جاوے جس کي شدت سے اُس کي پوري پوري کامیابي کا یقین هوجاوے *

اِس زمانہ یعني ماہ مارچ سنہ ۱۶۲۶ ع مطابق جمادي‌الثاني سنہ ۱۰۳۵ هجري میں دریاے جهلم کے کنارے پر بادشاهي فوج پڑي تهي اور کشتیوں کے ذریعہ سے پار اُترنے اور کابل جانے کي تیاریاں هورهي تهیں اور بادشاہ نے اپنے جانے سے پہلے فوج کو دریا پار اِس غرض سے بهیجا تھا کہ جب شور و غوغا کم هوجاویگا تو امن چین سے پار اُترینگے غرض کہ فوج اُتر گئي تهي اور ذاتي پهرہ اور خاص خاص ملازم باقي رهگئے تب کہ مہابت خاں نے صبح کے کهلنے سے پہلے دو هزار راجپوتوں کو مسلح کرکے پل پر قبضہ کرنے کو روانہ کیا اور دو سو دلاوروں کو لیئے هوئے آپ اُس طرف کو جلد روانہ هوا جهاں بادشاهي خیمہ منصوب تھا غرض کہ بادشاهي ملازموں کو اصل و حقیقت کي آگاهي سے پہلے پہلے پراگندہ کیا اور جهانگیر ایسي حالت میں کہ رات کا متوالا تھا اور اب تک هوش

اُس کو نه آئے تھے مسلم سپاهیوں کي. دوڑ دهوپ اور انکے هتیاروں کي کھڑ بڑ سے چونکا اور چوکنا هوکر کھڑا هوا اور تلوار کو سنبھالا اور داٿیں بائیں دیکھه کر اصل معامله پر پی لیگیا اور چلاکر بولا که او مهابت خاں دغاباز یهه کیا بات هی مهابت خاں نے زمین ادب کي چومي اور دست بسته یهه عرض کیا که اپنے مخالفوں کي داد فریاد اور شکوه شکایت کے لیئے اپنے ولي نعمت تک پهونچنا منظور تها یهاں تک که جب کوئي صورت نه پائي تو زبردستي کا طریقه اختیار کیا که بادشاه اپنے غیظ و غضب کو پهلے، پهلے تو نروک سکا مگر جب که آس نے یهه دیکها که باوصف اِس خوشامد درآمد اور زار نالي اور چاپلوسي کے مهابت خاں دبنے لچنے پر مایل نهیں تو کام ناکام اِس قول کے موافق * مرغ زیرک چون بدام افتد تحمل بایدش * وه مزاج کو روک تهام کر اپنے پکڑنے والے یعني مهابت خاں سے بدل جوئي پیش آیا اور بقول اُسکے که * اگر زمانه نسازد تو با زمانه بساز * زمانه سازي کي اور نهایت نرمي اور بڑي سهولیت برتي اب مهابت خاں نے یهه عرض کیا که آپ کي سواري کا وقت آگیا آپ سوار هوجاویں اور اپنے جمال مبارک سے لوگوں کو مشرف فرماویں تاکه بدگمانوں کے شک شبهه رفع هوجاویں اور شور و غوغا بهي فرو هوجاوے جهاں گیر اِس بات پر راضي هوا اور پوشاک بدلنے کے بهانه سے زنانه کمره مین جانے لگا جهاں یهه امید اوس کو تهي که نورجهاں سے صلاح و مشورت کا موقع هاتهه آویگا مگر جب که وه اِس ارادے سے روکا گیا تو ناچار اُپني جگهه پر طیار هوا ور گهوڑے پر سوار هوکر راجپوتونکے نرغه میں آیا او راجپوت اوسکو آداب بجالائے بعد آس کے مهابت خاں یهه سوچ سمجهه کر که هاتهي پر بٹهانے سے نظر بندي معقول هوگي اور اُسکی مهاوت پر بهي قابو رهیگا اور نیز اُسکي شان سلطنت کے شایاں هوگا بادشاه کي بهت سي منت سماجت کرکے هاتهي پر بٹهایا اور دو مسلم راجپوت آس کے دائیں بائیں بٹهلائے

بادشاهي مهاوتوں کے سردار ایک مہاوت نے بادشاہ کو سوار کرتے ہوئے یہہ چاہا کہ بادشاہ کو اپنے هاتهي پر سوار کرے اور اسي ارادے سے راجپوتوں کے حلقہ کو چیر چار کر نکلا مگر مہابت خاں کے اشارہ سے مارا گیا اور منجملہ خاص ملازمان بادشاهي کے ایک ملازم کو بادشاہ کے پاس بیٹھنے کي اجازت حاصل ہوئي جو بلازخم اپنے ولي نعمت تک نہ پہونچ سکا اور جام و صراحي کا کام اُس سے متعلق تھا جو بادشاہ کے جینے کا ضروري سامان تھا *

امور مذکورہ بالا کے واقع ہونے سے مہابت خاں کے مقابلہ کا اثر بادشاہ کے دل پر بخوبي پیدا ہوا چنانچہ اُس نے کوئي حیلہ حوالہ نہ کیا اور مہابت خاں کے خیمہ کي جانب کو بلا تکرار آگے بڑھا *

اگرچہ نور جہاں اِس ناگہاني آفت سے تھوڑي بہت مضطرب تو ہوئي مگر اوسان اُس کے ٹھکانے رہے اور جب کہ بادشاہ تک رسائي ممکن نديکھي تو في‌الفور اُس نے بھیس اپنا بدلا اور ٹوٹي پھوٹي ڈولہ میں بیٹھہ کر پل کي جانب روانہ ہوئي اور جو کہ پل کے منتظموں کو یہہ حکم تھا کہ جانے والی کي روک ٹوک نکریں اور پابہے آنے والی کو آنے نديں تو نور جہاں بیگم بلا تکلف دریا پار اُتر گئي اور بادشاهي فوج میں پہونچ کر امن امان سے بیٹھي بعد اُس کے اپنے بھائي آصف خاں اور باقي بڑے بڑے سرداروں کو بلاکر برا بھلا کہا اور یہہ علانیہ پکاري کہ تم کیسے نامرد اور غافل ہو کہ اپني آنکھوں کے سامنے بادشاہ کو گرفتار کراديا اور سخت سست کہنے پر اکتفا نکي بلکہ اپنے شوهر کو بزور و زبردستي چھوڑانے کے ارادے پر ترت بہوت سامان تیار کیئے مگر جہانگیر نے اس اندیشہ سے کہ گھمسان کے وقت اپنا حال دیکھیئے کیسا ہو ایک قاصد کو خاص مہر اپني دیکر نور جہاں کے پاس بھیجا کہ حملہ کرنا مصلحت کے خلاف هی، نور جہاں نے اُسکو مہابت خاں کا فریب تصور کیا اور اپنے کام

کاج کو صرف جب تک ملتوي رکھا کہ دشمن کے لشکر کا مقام اور بادشاہ کے تھہراؤ کي جگہہ اچھي طرح دریافت هو جاوے فدائي خاں نامي ایک جاں نثار امیر نے رات کے وقت اس بات کا ارادہ کیا کہ پار اُوتر کر بادشاہ کو اُٹھا لاوے چنانچہ وہ همراهیوں سمیت اُس دریا میں پیرا مگر حسب اتفاق اُس کا ارادہ دریافت هو گیا اور بہت سے همراهي اُس کے مارے گئے اور بہت سے ڈوب کر مر گئے اور خود فدائي خاں بہ هزار دشواري جاں اپني بچا لے گیا *

دوسرے دن صبح هوتے هي ساري بادشاهي فوج مہابت خاں پر روانہ هوئي اور نور جہاں بیگم دو ترکش اور ایک کماں آگے رکھے هوئے هاتھي پر سوار هوئي اور سب سے آگے بڑھي اور وهي اُس فوج کي افسر تھي مگر چونکہ راجپوتوں نے پل کو جلا پھونک دیا تھا تو بادشاهي فوج ایسي پایاب راہ کو اُترنے لگي جو دریا کے بائیں حصہ میں واقع تھي اور اُنھوں نے اُسکو دریافت کیا تھا یہہ تنگ راہ ایسے بھنوروں کے بیچا بیچ آکر پڑي تھي جو بڑے گہرے واقع هوئی تھی حاصل یہہ کہ وہ لوگ ایسي بے ترتیبي سے اترے کہ بہت سے لوگوں کو پیرنا پڑا اور سارے شور بور هوئے اور باروت اُن کي گیلي سیلي هوگئي اور بھیگے کپڑوں اور زرہ بکتر کے بھاري بوجھہ کے مارے دبے بیٹھے جاتے تھے هنوز اُن کو پانو جمانے کي فرصت بھي هاتھہ نہ آئي تھي کہ سردست اُن کو لڑنا پڑا نور جہاں اپنے بھائي اور باقي امیروں سمیت اپني فوج سے آگے بڑھي هوئي تھي کہ اُس نے بڑي دشواري سے پانو اپنے کنارے پر جمائے مگر دشمن کے لوگوں کو ضرر پہنچانا ممکن نہ پایا اور راجپوت ایسي عمدہ جگہہ پر تھے کہ اُنھوں نے عین اُوترنے کے وقت اوترنے والوں پر بان اور تیر اور گولے برسائے اور کنارے والوں کو تلوار کے زور سے اولٹا بھگایا اور پاني میں ڈالا *

حاصل یہہ کہ بڑي پریشاني واقع هوئي اور گھمسان کا تماشا نظر آیا وہ پایاب رستہ گھوڑے هاتھیوں سے اس قدر بھر گیا کہ دم گھٹنے لگا چنانچہ

بعضے آدمی گھوڑے ہاتھیوں کے پانو میں روندے گئے اور بعضے بھنوروں میں ڈوب کر مر گئے اور پھر راہ پر نہ آ سکے اور بہت سے لوگوں نے اِس غرض سے غوطے لگائے کہ یا تو ڈوبیں یا کسی اچھی جگہہ جانکلیں غرضکہ نور جہاں پر بڑا بھاری حملہ کیا گیا یعنی راجپوتوں نے اُس کے ہاتھی کو گھیرا اور اُس کے محافظوں کو قتل کیا اور آسکے ہودے کے چاروں طرف تیر اور گولیاں کثرت سے برسائیں یہاں تک کہ شہریار کی شیر خوارہ بیٹی نور جہاں کی نواسی جو آسکی گود میں بیٹھی تھی تیر سے زخمی ہوئی اور ہاتھی کا مہاوت مارا گیا اور خود ہاتھی کی سونڈ بھی زخمی ہوئی اور جب وہ ہاتھی مار دھاڑ سے بھاگا تو گہرے پانی میں جا پڑا اور دھار اُسکو بہا لے گئی مگر بہت سے غوطے کہا کر کنارے پر آیا اور نور جہاں کی سہیلیاں اور اصیلیں کنارے پر روتی پیٹتی آئیں اور آس کو اپنے حلقہ میں لیا اور آس کے ہودیکو لہو سے بھرا ہوا اور اُسکو نواسی کا تیر نکالتے اور پٹی باندھتے پایا فدائی خاں مذکورالصدر عین گھمسان میں ایسی جگہہ جا پہونچا تھا کہ وہاں کسی کے جانے کا گمان بھی نہ ہوتا تھا اور بادشاہی خیمہ کے اتنا قریب آگیا تھا کہ وہاں سے آسکے تیر اور گولی آس خیمہ تک پہونچ سکتی تھی جہاں بادشاہ رونق افروز تھے مگر جب کہ سارا لشکر پیچھے کو بھاگا تو وہ بھی پیچھے لوٹنے پر مجبور ہوا چنانچہ وہ زخمی ہوکر پیچھے لوٹا اور بہت سے رفیق آسکے مارے گئے اور آپ اٹک رھتاس کو چلا گیا جہاں کا وہ حاکم تھا *

جب کہ نور جہاں نے یہہ دیکھا کہ زور و زبردستی سے کام نہیں چلتا اور آس کے شوہر کی رہائی جبراً قہراً متصور نہیں تو شوہر کے ساتھہ قید میں رہنا چاہا اور اُس کی رہائی کو آس کے نصیب اور اپنی فطرت پر موقوف رکھا *

مہابت خاں دریاے جہلم پر یہہ کامیابی حاصل کر کے دریاے اٹک کی جانب کو چلا جہاں آصف خاں رھتا تھا مہابت خاں کی بات

ایسی بن پڑی تھی کہ بہت سی فوج اُسکو ماننے لگی یہانتک کہ آصف خاں اور مثل اُس کے اور افسر جو مہابت خاں کی اطاعت سے بھاگتے تھے لاچار اپنے سپرد کرنے پر مجبور ہوئے مگر مہابت خاں کی قوت کی وسعت اور حفظ و حراست ایسی قوی نہ تھی جیسی کہ بظاہر سمجھی جاتی تھی اِس لیئے کہ اُس کے مخالفوں کے دلوں میں اُسکے مغرورانہ طور و انداز اور متکبرانہ چال چلن مستقر و متمکن تھے اور باقی بادشاہی فوج اُس کی راجپوتوں کی فضل و فوقیت سے ناراض تھی اور سارے صوبے جہانگیر کی وفاداری کا دم بھرتے تھے اور شہر یار اور پرویز اُسکے دونوں بیٹے بھی مطیع و محکوم اُسکے تھے غرضکہ نظر بوجوہ مذکورہ بالا مہابت خاں کو قیدی بادشاہ کی تواضع تعظیم اور خاطر مدارات بڑی چاپلوسی سے کرنی پڑتی تھی اور بجاے زور و قوت اور تہدید و تنبیہہ کے نہایت منت سماجت سے کام اپنا نکالتا تھا جہانگیر نے نور جہاں کے سکھانے پڑھانے سے قید کی صورت سے فائدہ اُٹھایا اور جن حالوں میں مبتلا تھا اُن سے فایدہ حاصل کیا یعنے اُس نے یہہ طرز اختیار کی کہ جو مہابت خاں کہتا تھا اُس کو بلا حجت فوراً مانتا تھا اور اُس کے ارادوں کی تائید کرتا تھا اور یہہ خوشی ظاہر کی کہ جن جھمیلوں میں آصف خاں نے اُس کو پھنسا رکھا تھا اُن سے آزادی پاوے اور ایسا سیدھا سادھا بنکر مہابت خاں سے مخاطب ہوتا تھا کہ بھائی مہابت خاں تم نور جہاں کو ایسا اپنی نسبت پاک طینت اور صاف نیت نہ سمجھنا جیسا کہ میں تمہاری نسبت سینہ صاف ہوں علاوہ اس کے ایسی چھوٹی چھوٹی سازشوں سے اُسکو آگاہی بخشتا تھا جو گاہے گاہے مہابت خاں کی تدبیروں کی بیکاری کے لیئے کی جاتی تھیں غرض کہ اِن جوڑوں سے مہابت خاں اندھا ہو گیا اور بادشاہ کی جانب سے ایسا مطمئن بیٹھا کہ مخالفوں کے مخالفانہ ارادوں پر مایل نہ ہوتا تھا *

اسی زمانہ میں بادشاہی فوج آگے کو کابل کی جانب بڑھی یہانتک کہ جب وہ افغانوں کے متصل پہونچی تو بادشاہی پہرہ کے بڑھانیکی ضرورت پیش آئی

نور جہاں نے یہہ موقع پاکر ایسے لوگوں کو جو اُس کے مطلب و خدمت سے آگاہ و وابستہ تھے پہرہ کی نوکری کے لیئے ایسی طرح پیش کرایا کہ کسی قسم کا شک و شبہہ پیدا نہ ہووے اور یہہ وہ زمانہ تھا کہ بادشاہ کو اِسقدر اجازت حاصل تھی کہ ہاتھی پر بیٹھہ کر تیر و تفنگ سے شکار کھیلنے کو جایا کرے مگر با وصف اس کے راجپوت اُس کو گھیرے رہتے تھے اور ایک راجپوت اُس کی پرچھانوں کی مانند اُس کو لگا لپٹا رہتا تھا اور کوئی دم اپنی آنکھوں سے الگ نہونے دیتا تھا شکار کے ایک موقع پر بادشاہی احدیوں اور راجپوتوں میں کوئی جھگڑا برپا ہوا مگر اسلیئے کہ بادشاہ کے محافظوں میں راجپوت اکثر داخل تھے تو احدی مغلوب ہوکر اکثر مارے گئے اور جب کہ رہے سہے احدیوں نے مہابت خاں سے شکایت کی تو اُس نے یہہ جواب اُن کو دیا کہ اگر تم لوگ اُن راجپوتوں کو ہٹا سکتے ہو جو تم سے بری طرح پیش آئے تو میں اُن کو تدارک دے سکتا ہوں احدی اس فریب آمیز جواب سے برہم ہوئے اور باہم متفق ہو کر راجپوتوں پر پھیل پڑے اور بہت سے راجپوتوں کو ٹھکانے لگایا اور بہت سے بھگوڑوں کو پہاڑوں میں بھگایا جہاں ہزارا قوم نے غلام اُن کو بنا لیا اور یہہ ایسا قصہ تھا کہ خود مہابت خاں کو بھی جان کے لالے پڑے تھے چنانچہ وہ جان بچاکر بادشاہ کے خیمہ میں پناہ گیر ہوا دوسرے دن بڑے بڑے باغی احدیوں کو سزا دی گئی۔ مگر فوج کا ایک ٹکڑا علانیہ راجپوتوں کا دشمن ہو گیا جنکی گنتی میں پہلے ہی سے کمی آ گئی تھی اور قرب و جوار کے پٹھانوں نے بادشاہ کے شریک ہونے پر رغبت ظاہر کی اور اسیلیئے نور جہاں کو اپنی تدبیروں کے راس لانے میں پہلے کی نسبت تھوڑی مزاحمت پیش آئی تھی اور اُن کے کھل جانے کا چنداں کھٹکا نہ تھا غرض کہ نور جہاں نے اچھے اچھے آدمیوں کی بھرتی کی غرض سے مختلف مقاموں میں گماشتوں کو ملازم رکھا منجملہ اُن کے بعضوں کو یہہ حکم تھا کہ وہ تلاش معاش کے بہانہ سے لشکر میں آویں

اور بعضوں کو یہہ امر تھا کہ وہ اپنے مقاموں میں جمے رھیں اور حکم کے منتظر بیتھیں بعد اُس کے خود جہانگیر کو یہہ سوجھائي کہ وہ اپنے جاگیرداروں کي فوجوں کي موجودات لیوے اور جب کہ بادشاہ نے نور جہاں کو خاص اُسکي امدادي فوج کي حاضري کے لیئے فرمایا تو نور جہاں بناوت سے اسبات پر خفا هوئي کہ مجھکو اور سارے جاگیرداروں کو برابر سمجھا اور پھر یہہ عرض کیا کہ میں احتیاط اِسمیں کرونگي کہ میري فوج کي حاضري میرے شان و منصب کے مخالف نہو چنانچہ اُس نے اپني پراني فوج کو ایسا اراستہ کیا کہ تعداد اُنکي تھوڑي ظاهر هوئي اور گویا تکمیل فوج کے لیئے اوسنے نئي بھرتي شروع کي اور اِس نئي بھرتي کو جو پہلے سے طیار هو رهي تھي یہہ حکم دیا کہ دو دو تین تین کي جوڑي بنکر آوے مہابت خاں اِس معاملہ کو دیکھکر گھبرایا اور پراگندہ خاطر هوا مگر وہ اِس قابل نرھا تھا کہ مخالفوں کو بزور قوت پس پا کرے علاوہ اُس کے جہانگیر نے یہہ فقرہ سنایا کہ فوج نور جہاں کي حاضري میں تمھارا جانا مناسب نہیں گزند و صدمہ کا احتمال ھي مہابت خاں جہانگیر کي باتوں میں آگیا اور ساتھہ اُس کے نگیا اور جہانگیر اکیلا فوج کے ملاحظ کو آگي بڑھا اور فوج کے بیچا بیچ اب تک نگیا تھا کہ فوج نے اُس کو بیچ میں لیکر محافظ راجپوتوں کو پاش پاش کیا اور جبکہ اِسي اثنا میں اُسي فوج کي مدد گار بھي آپھونچي تو بادشاہ پر قابو نچلا اور مہابت خاں هاتھہ ملتا رهگیا بعد اُس کے مہابت خاں یہہ سوچ سمجھہ کر کہ زور اُس کا هوچکا اور اب قوت اُس کي بحال هونے والي نہیں فوج اپني الگ لیگیا اور عفو تقصیر اور سلامت جان کے مقدمہ میں عرضي پرچے بھیجنے لگا *

جہانگیر آزاد هوا اور نورجہاں کو دوبارہ قوت حاصل هوئي اور باوصف اِس کے کہ نورجہاں نے یہہ زک اُتھائي اور شامت کي ماري

خراب خستہ بھي رھي مگر اپنے داي ارادوں پر جمي رھي چنانچہ جب اُس نے آصف خاں اپنے بھائي کے چھوٹنے چھوڑانے کي ضرورت سے جو مہابت خاں کا نظر بند تھا مہابت خاں سے شرطیں ٹھرائیں تو ایک دشمن یعني مہابت خاں کي آزادي میں دوسرے دشمن یعني شاہجہاں کي بربادي کو شامل کیا یعني مہابت خاں سے یہہ کہا کہ بادشاہ اِس شرط پر تیري گستاخي کو معاف کرتا ھی کہ تو شاہجہاں کا مقابلہ کرے باقي شاہجہاں کي یہہ صورت تھي کہ اپني اطاعت اور باپ کي شامت کے پیچھے ہزارآدمیوں کي بھیڑ بھاڑ اپنے ساتھہ لیکر دکن سے اجمیر کو آیا تھا اور اُمید اُس کو یہہ تھي کہ جوں جوں آگے بڑھوں گا اوسیقدر فوج بھي بڑھیگي مگر اِس لیئے کہ راجہ کشن سنگھہ اُس کا رفیق اجمیر میں مرگیا تھا تو ترقي کي جگھہ اُس کي فوج کو تنزل نصیب ہوا یعني فوج اُس کي آدھي رہ گئي اور ذاتي سلامتي کا ایک یہي ذریعہ باقي رہگیا کہ جنگلوں کي راہ سے سیدھا سندہ کو بھاگا اور نہایت افسردہ پژمردہ تھا اگر وہ بیمار نہ ہوتا تو ایران کو سیدھا چلا جاتا مگر اِس وقت سے نصیب اُس کے چمکنے لگے اِس لیئے کہ اُدھر برھانپور میں پرویز کا مرنا سنا اور ادھر مہابت خاں کي یہہ خبر لگي کہ بجاے اِس کے کہ وہ میرا پیچھا کرے بادشاہي فوج نے اُس کا پیچھا کیا اور مہابت خاں کي بادشاہ سے پھر بگڑ گئي *

غرض کہ اِن باتوں کے سننے سے شاہجہاں نے اُبھارا لیا اور گجرات کي راہ سے دکن کو روانہ ہوا جہاں مہابت خاں کي بچي کھچي فوج شاہجہاں سے مل گئي † جہانگیر اپنے آزاد ہونے پر کابل کو نہ گیا بلکہ

† خافي خاں لکھتا ھی کہ چھوٹنے کے بعد مہابت خان اور جہانگیر میں آشتي ہوئي چنانچہ مہابت خاں دربار میں حاضر ہوا مگر بعد اُس کے پھر بگڑ گئي اِن جلد جلد تلون مزاجیوں کا باعث دریافت نہیں ہوتا اور اِس پر یقین کرنا آسان نہیں کہ اگر مہابت خاں نور جہاں کے پنجہ میں ہوتا اور آصف خاں اُس کا بھائي مہابت خاں کے پنجہ میں پھنسا نہوتا تو وہ اُسکو صحیح سلامت چھوڑتي

لاہور کو واپس آیا اور سلطنت کے کاموں کے بحال اور سرسبز کرنے میں
تھوڑا عرصہ صرف کیا اور جب کہ سارے کام اُس کے ٹھیک ٹھاک ہوگئے
تو سالانہ معمول کے موافق کشمیر کي سیر کو روانہ ہوا *

جہانگیر کے مرنے کا بیان

کشمیر کے پہونچنے پر تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ شہریار اِس قدر بیمار ہوا
کہ کشمیر جنت نظیر کي ٹھنڈي آب و ہوا کو چھوڑ کر لاہور کي گرد و گرمي
میں بادشاہ کو آنا پڑا اور اُس کي روانگي پر تھوڑے دن گذرے تھے کہ
عین راہ میں پھر دمہ نے زور کیا جو بڑا روگ اُس کي جان کو لگا تھا
اور دمہ کے زور شور سے بہت جلد یہہ واضح ہوا کہ وہ اب دموں پر آگیا
چنانچہ لوگوں نے اُس کو لاہور میں لیجانا چاہا مگر پہاڑوں کے آثار چڑھاؤ
سے بیماري ایسي قوت پکڑ گئي کہ تیسري منزل میں جوں ہي وہ خیمہ میں
پہونچا تو ساٹھہ برس کي عمر پوري کرکے اٹھائیسویں اکتوبر سنہ ۱۶۲۷ ع
مطابق بست و ہشتم صفر سنہ ۱۰۳۷ ہجري کو جہانِ فاني سے گزر گیا *

اکبر کے عہد دولت کے بڑے بڑے آدمي جہانگیر کے مرنے سے پہلے
پہلے مرچکے تھے چنانچہ عزیز اعظم خاں مہابت خاں کي گستاخي سے
پہلے اور ملک عنبر عین گستاخي کے زمانہ میں اور مرزا خاں خانخانان
بادشاہ کي رہائي کے تھوڑے دنوں بعد مرگیا تھا *

عہد جہانگیر کے واقعوں میں سے ایک فرمان کا حال بیان کرسکتے ہیں
جس کو تنباکو کي ممانعت میں اُس نے جاري کیا تھا جو اُن دنوں
ایک انوکھي شی سمجھي جاتي تھي اگر تنباکو کا لفظ جو ایشیا کے اکثر
ملکوں میں مستعمل ہی اِس بات کے لیئے بجاے خود کافي وافي نہوتا
کہ اصل اُس کي امریکا ہی اِس لیئے کہ لفظ مذکور امریکا کا لفظ ہی
تو وہ فرمان اُس کے برتاؤ کے سن و سال کے دریافت کے لیئے جو آج کل
تمام ایشیا میں جاري ساري ہی عجیب و غریب ہوتا † *

---

† جہاں کہیں عہد جہانگیر کے حالات میں کوئي سند بیان نہیں کي گئي وہاں
کے مطالب خافي خاں کي تاریخ یا گلیڈون صاحب کي تاریخ جہاں گیر یا خاص

دوسرا باب

شاهجهاں کي سلطنت کا بیان سنه ١٩٥٧ ع تک

بقول اُس کے که مردوں لئے بهاگ هیں نور جهاں کا رعب داب اُس کے شوهر کے ساتهه گیا اور اُس کي پراني سازشوں کا ثمره دم کے دم میں برباد هوگیا اور جبکه شهریار اُسکا داماد جسکو وه عزیز رکهتي تهي موجود نتها تو آصف خاں اُس کے بهائي نے جو همیشه سے شاهجهاں کا ممد و معاون تها شاهجهاں کو ایک قاصد کے ذریعه سے دکن سے بلایا اور اِسي عرصه میں اِس نظر سے که اُس کي تدبیروں کو بادشاهي سند سے جواز و صحت حاصل هوجاوے خسرو کے بیٹے مرزا داور کو قیدخانه سے نکالکر تخت پر بیٹهایا اور اُس کے نام کي منادي کرائي ‡ اور جب که نور جهاں نے شهر یار کي طرفداري کي تو آصف خاں نے چند روز اُس کو نظر بند رکها بعد اس کے کئي سال تک زنده رهي مگر ذکر اُس کا تاریخ میں پایا نهیں جاتا § *

تزوک جهانگیري سے لیئی گئے خافي‌خاں نے اپني کتاب کو تقریري اور تحریري مختلف بیانوں سے تالیف کیا اور گلیڈون صاحب کي تاریخ اگرچه بظاهر تحریري تاریخوں سے منتخب کي گئي مگر علانیه اُنهوں نے ماثري جهانگیري اور تزوک جهانگیري کا حواله دیا اور تزوک جهانگیري کا نسخه اُن کے پاس اُس نسخه سے زیاده کامل تها جس کا ترجمه میجر پرایس صاحب نے کیا تزوک جهانگیري میں خاص خاص وقتوں اور خاص خاص لوگوں کي عادات و شمایل کا حال بهت سا پایا جاتا هی اگرچه جهاں گیر نے اپني تزوک کو بهت سنجیدگي شایستگي سے نهیں لکها مگر باوصف اِس کے استعداد و لیاقت کي علامتوں سے خالي نهیں اور بهت بڑا حصه اُس کا ایسي کهانیوں پر مشتمل هی جس میں جادوگروں کے کرتب مذکور هیں اگرچه بعض بعض کهانیوں‌میں بڑا مبالغه کیا گیا مگر یهه واضح هی که وه بازیگروں کے شعبده بازیاں هیں مگر جهانگیر نے اُن کو ایسا سمجها که وه آدمي کي قدرت سے خارج هیں باوصف اِس کے اگر انگلستان کے اُس بادشاه کو یاد کریں جو جهانگیر کا همعصر اور بهوت پریت کے علم کا معتقد تها تو جهانگیر کي فهم و فراست اور سمجهه بوجهه کو هلکا نهیں سمجهه سکتے

‡ خافي خاں

§ سنه ١٦٢٦ ع مطابق سنه ١٠٥٥ هجري میں نور جهاں مرگئي مگر جب تک وه جیتي رهی تب تک تعظیم تکریم اُس کي باقي رهي اور پچیس لاکهه روپیه سالانه

بعد اُسکے آصف خاں لاهور کو متوجهه هوا اور پهلے اِس سے که آصف خاں لاهور میں پهونچے شهریار نے بادشاهي خزانوں پر قبضه کیا اور فوج والوں کو دے دلاکر اپنی چچیرے بهائي یعني دانیال کے دو بیٹوں سمیت آگے بڑه کر آصف خاں کے مقابله کو روانه هوا مگر لڑائي کا خاتمه اِس پر هوا که شهر یار نے شکست کهائي اور لاهور کے قلعه میں گهس گیا اور اُسکے رفیقوں نے اُسکو آصف خاں کے حواله کیا اورشاهجهاں کے حکم سے چچیرے بهائیوں سمیت مارا گیا || *

جب که آصف خاں کا بلاوا شاهجهاں کے پاس پهونچا تو اُس نے توقف نکیا اور مهابت خاں کو ساتهه اپنے لیکر دکن سے روانه هوا چنانچه چهبیسویں جنوري سنه ۱۶۲۸ ع مطابق هفتم جمادي‌الثاني سنه ۱۰۳۷ هجري کو آگره میں پهونچکر تخت سلطنت پر بیٹها اور حسب ضابطه اپنے نام کي منادي کرائي + آصف خان اور مهابت خاں کو بڑي بڑي عزتیں اوراپنے رفیقوں اور خیر خواهوں کو عمده عمده بخششیں عنایت فرمائیں اور بڑے بڑے عهدوں پر معزز و ممتاز فرمایا اور تخت پر بیٹهتے هي سجده تعظیم کو اُٹهایا اور قمري سن معمولي خط و کتابت میں قایم کیئے غرض که ایسي ایسي خفیف تبدیلیاں عمل میں لایا جو مسلمانوں کے حق میں مفید تهیں اور جب که حکومت اُس کي

ملتا رها اور رنڈاپے کو اُسنے یوں نبهایا که بعد اپنے رنگیلے شوهر کے رنگی کپڑے نه پهنے سفید جوڑا پهنتي رهي اور هر قسم کے جلسوں سے پرهیز اُسکر رها اور خاوند کي یاد میں دن کاٹے اور اُسي گور میں دفنائي گئي جس کو جهانگیر کے مقبره کے پاس بمقام لاهور میں اُس نے کهودوایا تها ۱۲ خافي خاں

|| خافي خاں

+ داور شکوه جو مرزا بلاقي بهي پکارا جاتا تها اور اُس کو آصف خاں نے بضرورت تخت نشین کیا تها جان بچاکر ایران کو بهاگا جهاں اُسکو سنه ۱۶۳۳ ع میں هولسٹین کے ایلچیوں نے دیکها تها — الیریس کي کتاب سیاحت ایلچیاں صفحه ۱۹۰

مضبوط مستحکم هوگئي تو اُس نے اپنے دنوں کي سختیوں کا تدارک کیا چنانچہ بڑي بڑي عمارتوں کے بنانے اور عمدہ عمدہ دعوتوں کے کھلانے اور ایسي ایسي مجلسوں کے جمانے میں دل کھول کر مصروف هوا جن میں هزاروں کا صرف پڑتا تھا غرض کہ دل کے چاؤ اچھي طرح نکالی اور بڑے بڑے شہروں میں قلعہ محل بنوائی اور تخت نشیني کي پهلي سالگرہ پر ایسی ایسی خیمہ کشمیر میں طیار کرائی کہ خافي خاں کے لکھنے کے بموجب اُن کے کھڑے کرنے میں دو مہینے صرف هوئی اور سالگرہ کے وقت اُس نے نئے نئے اسراف کے طریقے ایجاد کیئے اِس لیئے کہ اِس معمولي قاعدے کے علاوہ کہ نقد و جنس کي برابر تلمیں بیٹھہ کر تلے جواهرات سے کشتیاں بھر کر نثار کرائیں اور اِس اعتقاد کے بموجب کہ ایسے نثار سے بلائیں رد هوجاتي هیں یہہ بھاري دولت آس پاس کھڑے هونیوالوں پر بکھیري جاتي تھي یا منتسم هوجاتي تھي اور اِس بڑے جشن میں بقول اُس مورخ کے زر نقد اور جواهرات اور بھاري بھاري خلعتوں اور اچھے اچھے هتیاروں اور هاتھي گھوڑوں کي بخششوں کے حساب سے ایک کروڑ ساٹھہ لاکھہ روپیہ صرف پڑتا تھا *

شاهجہاں نے ادھر یہہ مزے اوڑائے اور اودھر اوزبکوں کي یورش سے کابل کي حکومت میں بے انتظامي پھیلي یعني اوزبکوں نے اطراف کابل کو لوٹا کھسوٹا اور خود شہر کا محاصرا کیا مگر جب کہ وہ هلکي پھلکي فوج اُن کے متصل پہونچي جس کے پیچھے پیچھے مہابت خاں بھي فوج لیئے چلا آتا تھا تو وہ متفرق هوگئے بعد اُسکے نرسنگھہ دیو ابوالفضل کے قاتل نے بغاوت برپا کي اور بندیل کھنڈ میں بادشاهي فوج کا بہت عرصہ تک مقابلہ کیا اور آخر کار اطاعت کا غاشیہ دوش سعادت پر رکھا † *

مہابت خاں کابل کے ارادہ پر سہرند تک پہونچا تھا کہ اوزبکوں کے چلے جانے کي خبر پہونچي چنانچہ فی‌الفور اُس کو بادشاہ نے طلب کیا اور دکن کي یورش پر جانے کي هدایت فرمائي *

† خافي خاں

خان جہاں لودھي کي بغاوت کا بیان

اگرچہ خان جہاں لودھي ذات کا اوچھا اور قوم سے گھٹکا تھا مگر وہ شیخي بڑائي اور سینہ زوري کي باتیں جو بلاد هندوستان میں اُس کے بھائي برادروں میں پائي جاتي تھیں تمام اُس میں موجود تھیں اور جہانگیر کے عہد سلطنت میں بڑي بڑي جنگي حکومتوں پر معزز و ممتاز رہا تھا اور دکن میں پرویز کے زیر حکومت اُس کے مرنے کے وقت ایک بڑي فوج کا حاکم تھا اور جب کہ پرویز کا انتقال ہوا اور حکومت اُسکي بلا شوکت ہوگئي تو اُس نے خاص اپنے فائدہ بلکہ شاید بادشاہت کي منفعت کي غرض سے ملک عنبر کے بیٹے فتح خاں سے آشتي کرکے جو اُس زمانہ میں احمد نگر کي نظام شاهي حکومت کا کلاں افسر تھا منجملہ اُس ملک کے جسکو شاهجہاں نے فتح کیا تھا رہے سہے کو اُس کے حوالہ کیا غرض کہ شاهجہاں کے پرانے دشمنوں سے گھل مل گیا *

جب کہ شاهجہاں سلطنت کے قبضہ کو جاتا تھا تو خان جہاں اُس کي معیت سے انکار کرکے مالوہ کو چلا گیا تھا اور مانڈو کا محاصرا کیا تھا اور خود مختاري کے ارادہ پر کمر باندھکر بیٹھا تھا اور جبکہ شاهجہاں تخت نشین ہوگیا اور بات اُس کي پکي ہوگئي تو وہ اطاعت کے رستہ پر آیا چنانچہ پہلے پہل یهي مناسب سمجھا گیا کہ وہ اپني حکومت پر قایم رہے بعد اُس کے بادشاہ نے صرف اس پر قناعت کي کہ مالوہ کي حکومت سے وہ منتقل کیا گیا اور دکن کي حکومت مہابت خاں کو عنایت هوئي *

جب کہ خان جہاں راجہ نرسنگھہ دیو کے مطیع ومحکوم کرنے میں بڑي امداد و اعانت سے پیش آیا تو وہ دربار میں بلایا گیا اور بڑي بڑي عنایتوں کا مورد ہوا مگر اُس کي حاضري پر تھوڑے دن گذرے تھے کہ اُس کے خیر خواهوں نے یہہ بات اُس کو سوجھائي کہ بادشاہ آپ سے جي میں ناراض اور وقت کا منتظر هی اور چاهتا هی کہ تجکو غافل پاکر تیرا

کام تمام کرے غرض کہ یہہ بات اصل میں سچی تھی یا جھوٹی تھی مگر تاثیر اُس کی اُسکی جلی بلی طبیعت پر پوری پوری ہوئی یعنی خان جہاں نے دربار کا جانا چھوڑا اور اپنی فوج کو اُس مکان کے چاروں طرف اکٹھا کیا جہاں وہ رہتا سہتا تھا اور اُس ارادہ کے مقابلہ پر مستعد رہا جس کا خوف اندیشہ اُس کو تھا بعد اُس کے بادشاہ اور اُس میں خط کتابت جاری ہوئی چنانچہ وہ لکھا پڑھی ایسی موثر ہوئی کہ بظاہر کوئی قصہ قضایا باقی نرہا اور جی بھی صاف ہوگئے مگر بعد اُس کے کسی نئے باعث سے خان جہاں کو نااعتمادی حاصل ہوئی چنانچہ یہہ سوچ سمجھہ کر کہ ایسے نامعتمد لوگوں کے قبض و قابو میں رہنے کی نسبت جنکی بات کا ٹھکانا بھروسا نہیں یہی بہتر ہی کہ ایک مرتبہ پوری جوکھوں اُٹھائی جاوے اور جو ہونا ہو وہ ایکبارہی ہو جاوے ایک رات اندھیرے ہونے پر فوج کو جمع کیا اور اپنے جورو بچوں کو ہاتھیوں پر سوار کرکے فوج کے بیچ میں لایا اور بارہ بیٹوں اور چنے چنے دو ہزار پٹھانوں سمیت اپنے نقاروں کو بجاتا ہوا گھور گرج کے ساتھہ آگرہ سے روانہ ہوا دو گھنٹے گذرے تھے کہ بادشاہی فوج اُس کے پیچھے گئی اور چنبل کے کناروں پر اُس کو جا پکڑا خان جہاں نے اپنے جورو بچوں کو دریا پار اُتارا ہی تھا کہ اپنی بازگشت کے چھپانے کے لیئے بڑی بھاری قوت والی فوج سے اُسکو لڑنا پڑا جو اُسکا پیچھا دبائے چلی آتی تھی چنانچہ راجپوتوں اور پٹھانوں کا گھمسان ہوا اور راجپوتوں نے اپنے قومی دستور کے موافق گھوڑوں سے اوتر کر بھالے مارے اور راجہ پرتھی سنگھہ راٹھور اور خان جہاں آپس میں بھڑ گئے اور دونوں زخم اوٹھا کر الگ ہوئے بعد اُس طویل مقابلہ کے خان جہاں اپنے ہمراہیوں سمیت پانی میں کودا اور علاوہ اُن پٹھانوں کے جو کھیت میں مارے گئے تھے تھوڑے سے پٹھان اُس پانی میں ڈوبے باقی رہے سہے دریا کو طی کرکے رستہ رستہ ہو لیئے اگرچہ بادشاہی فوج پہلے پہلے اُنکے تعاقب پر آمادہ نہوئی مگر جب کہ تازی امداد اُس کو پہونچی تو اُنہوں نے تعاقب کا ارادہ کیا

مگر خاں جہاں اتنا دور نکل گیا تھا کہ بندیل کھنڈ کي راہ سے گونڈوانہ کے جنگلي ملک میں پہونچا اور وهاں سے احمد نگر کے بادشاہ اپنے پرانے رفیق سے خط و کتابت کا سلسلہ جاري کیا *

اب یہہ معاملہ ایسا بڑا سمجھا گیا کہ شاهجہاں نے بذات خود میدان کا ارادہ کیا اور بہت سي فوج اپنے همراہ لیکر دکن کو روانہ هوا چنانچہ ماہ اکتوبر سنہ ۱۶۲۹ ع مطابق ربیع الاول سنہ ۱۰۳۹ هجري میں برهان پور کو اپنے قیام سے رونق بخشي اور فوج کے بڑے بڑے تین ٹکڑوں کو مخالف کے ملکوں پر روانہ کیا † *

یہہ وہ زمانہ تھا کہ گولکنڈہ اور بیجا پور اور احمد نگر کي تینوں سلطنتوں نے اپني اپني پراني حدوں پر دوبارہ قبضہ کیا تھا اور نصف مشرقي خاندیس اور اُس کے پاس پڑوس کے حصہ برار اور اُس قلعہ احمد نگر کے علاوہ جو باوصف اسکے کہ خاں جہاں نے اُس کو احمد نگر والوں کے حوالہ کیا تھا مگر احمد نگر والوں کا مطیع و محکوم اب تک نہوا تھا بادشاهي ملازموں کے قبض و تصرف میں دکن کا کوئي ملک باقي نرها تھا دکن کي سلطنتوں میں احمد نگر کي بڑي سلطنت تھي جو بادشاهي حدوں سے متصل واقع هوئي تھي ۔ اور مرتضی نظام شاہ ملک عنبر کا بٹھلایا هوا بادشاہ اُس کے مرنے پر اپني حکومت کے کار بار کو انجام دینا چاهتا تھا لیکن اگر ملک عنبر کے بیٹے باپ کي لیاقت رکھتے تو وہ بادشاہ اُن کے هاتھوں میں کاٹھہ کي پتلي بنا رهتا مگر اُس کے بیٹے کسي قابل نتھے یہاں تک کہ نظام شاہ نے اُس کے بڑے بیٹے فتح خاں کو حکومت سے خارج کرکے مقید کیا اور آپ استقلال و متانت سے حکومت کرنے لگا مگر اُس نے ایسي بے سلیقگي برتي کہ حکومت اُس کے شور فسادوں کا مرکز بن گئي اور غنیموں کو حملہ کرنے اور اُس ملک سے فائدہ اوٹھانے کا موقع هاتھہ آیا ‡ *

---

† ایک هندوستاني مورخ نے هر ٹکڑے کو پچاس پچاس هزار آدمیوں کا لکھا هے

‡ گرینٹ ڈف صاحب اور خافي خاں

ابراهیم عادل شاہ والي بیجا پور نے ملک عنبر کے زمان انتقال کے قریب انتقال کیا تھا اور اپني حکومت کو بڑي شادابي اور تازگي پر اپنے بیٹے محمد عادل شاہ کے قبض و تصرف میں چھوڑا تھا اور عبد الله قطب شاہ والي گولکنڈہ اپنے همسایوں تلنگانہ والے هندوؤں کے نقصان و مضرت سے اپني حکومت کو چوڑا چکلا کر رها تها حاصل یهہ کہ یهہ دونو بادشاہ مسلمان بادشاهوں کي لڑائیوں بھڑائیوں میں شریک و شامل نہوئے *

جب کہ شاهجہاں برهان پور میں پہونچا تو خان جہاں گونڈوانہ سے نکلکر احمد نگر کي قلمرو میں چلا گیا تھا چنانچہ بادشاهي فوج اُس کے پیچھے اُس جگہہ کے ارادے پر جہاں وہ جاکر پڑا تھا روانہ هوئي اور گجرات سے اور فوج کي امداد بھي پہونچي خان جہاں اور اُس کے رفیقوں نے چند بار ایسي فوج کا بیفائدہ مقابلہ کیا جو اُن سے بہت بکثرت زیادہ تھي اور جبکہ مقابلوں سے کوئي فائدہ حاصل نہوا تو جنوب کي جانب چلتا هوا اور بھاگنے بھٹکنے کے سہاریسے بادشاهي فوج والوں کے هاتھہ نہ آیا مگر اعظم خاں بادشاهي سردار نے جو بڑا چالاک اور نہایت چاق و چست افسر تھا کڑے کڑے کوچ کرکے اُس پر چھاپا مارا اور اسباب اُس کا لوٹ لیا اور ایسے پہاڑوں جنگلوں میں بھاگنے چھپنے پر مجبور اُسکو کیا جہاں ساري بادشاهي فوج کا گذرنا ممکن نتھا بعد اُس کے خان جہاں آگے کو بھاگنے لگا اور بعض اوقات اچھے مقاموں کے سنبھالنے سے تعاقب کرنیوالوں کا مقابلہ کرتا تھا اور کبھي کبھي طول طویل کوچوں کے ذریعہ سے پیچھے پڑنے والوں سے دور دور بھاگتا تھا غرض کہ گرتا پڑتا بیجا پور میں داخل هوا اور یهہ اُمید اُسکو قوي تھي کہ بیجاپور والے کو کہہ سنکر یار اپنا بناویگا مگر جب کہ اُسکو یهہ دریافت هوا کہ وہ بادشاہ ایسے جھمیلوں میں پڑنے سے جان چوراتا هی تو لاچار اُس نے اضلاع احمد نگر کا دوبارہ ارادہ کیا نظام شاہ ان روزوں اپني هي بلا میں مبتلا تھا یعني بادشاهي فوج سے مقابلہ کررها تھا اور دو هندو بڑے سردار اُسکے بادشاهي ملازموں سے

موافق ہوگئی تھے مگر باوصف اس کے بھي اس پر جما ہوا تھا کہ فیصلہ
کي لڑائي لڑکر نصیبوں کو آزماوے چنانچہ اُسنے دولت آباد میں فوج
اپني اکہٹي کي اور آس پاس کے پہاڑوں کے رستوں میں مضبوط جگہہ
دیکہہ کر مقیم ہوا مگر مضبوطي مکان کے فائدے سے وہ نقصان اُس کا
پورا نہوا جو قلت تعداد کي نظر سے بمقابلہ دشمن کے اوٹھاتا تھا غرضکہ
نظام شاہ نے لڑائي ہاري اور قلعوں میں محصور ہونے اور بے ترتیب لڑائي
لڑنے پر مجبور ہوا اور اسي اثنا میں خان جہان اپنے رفیقوں کي شکست
اور اُنکے ملک و مملکت کي تباہي ویراني اور قحط و وباے عام کي مار
دھاڑ سے جو اُن تباہ ملکونمیں پہیلي ہوئي تھي مغلوب ولاچار ہوکر لڑائي
کے کہیت سے بہاگا اور خیال کیا گیا تھا کہ پشاور کے قرب و جوار کے
پٹھانوں میں اُسنے جانا چاہا تھا جہاں شمال کي ساري قومیں بادشاہي
ملازموں سے لڑجہگڑ رہیں تہیں مگر خان جہاں یہہ ارادہ پورا نکرسکا اس
لیئی کہ جب نربدہ سے گذرکر گجرات کي سرحد پر گذرا اور تمام مالوہ
کو طی کرکے بندیل کہنڈہ کو گیا جہاں یہہ امید اُسکو لگ رہي تھي کہ
وہاں پہونچکر بغاوت کو تازہ کرونگا تو بندیل کہنڈہ کا راجہ اُسپر پہیل پڑا
اور اُس کي فوج کے پچہلے لوگوں کو جو دریاخاں لودھی اُس کے سردار
آزمودہ کار اور پرانے رفیق کے زیر حکومت تھي تلواروں کے مارے پاش پاش
کیا اور وہ شامت کا مارا اس مصیبت میں گرفتار تھا کہ بادشاہي لوگوں
نے اُس کو جا پکڑا خان جہاں نے اپنے زخمیوں کو چلتا کیا اور رہے سہے
لوگوں سمیت اپني جگہہ جما رہا جو کل چار سو آدمي باقي رہگئی
تھے اگرچہ دیر تک سخت مقابلہ رہا مگر کچھہ فائدا حاصل نہوا اس
لیئے کہ کچھہ ساتھي اُسکے مارے گئے اور کچھہ پراگندہ ہوگئے غرضکہ نوبت
یہاں تک پہونچي کہ دو چار جان نثاروں سمیت اپني جگہہ چھوڑنے
اور جان بچاکر بہاگنی پر مجبور ہوا اور کالنجر کے پہاڑي قلعہ میں
زبردستي سے راہ پانے میں بڑي کوشش برتي مگر اُسکا بیٹا مارا گیا اور

خود وهاں سے بھگایا گیا آخر کار ایک گڑھي میں گھر گیا جهاں وه هار تھک کر بیٹھا تھا چنانچه اپني معمولي شجاعت سے بمقابله پیش آیا اور بہت سے زخم اوٹھاکر ایک راجپوت کے بھاله سے مارا گیا اور سر اُسکا کاٹ کر ایک بھاري تحفه کیطرح بادشاه کي خدمت میں روانه کیا گیا یهه واقعه سنه ۱۶۳۰ ع مطابق سنه ۱۰۴۰ هجري میں واقع هوا *

نظام شاه کي لڑائي اُسکے اصلي باعث کے رفع دفع هو جانے یعني خان جهاں کے مارے جانے سے اختتام کو نه پهونچي اور یهه وه زمانه تھا که دکن کے شهر و دیهات ایک بڑے کال کے پڑنے سے تباه هو رهی تھے اور یهه کالا کال سنه ۱۶۲۹ ع میں بارش نه هونے سے شروع هوا اور جب که اگلے برس یعني سنه ۱۶۳۰ ع میں بھي بارش نهوئي تو وه قحط نهایت درجه کو پهنچا اور ایک هیبت پھیل گئي اور هزاروں آدمي گھر چھوڑ چھوڑکر چلے گئی اور شاداب صوبوں میں پهونچنی نه پائی که رستوں میں مرگئی اور هزاروں آدمي خاص دکن میں بھوکوں کے مارے پیٹ پیٹ پیٹ کر جان بحق هوئی غرض که ضلع کے ضلع سونے هوگئی اور بعضے ضلع ایسے تباه هوئی که چالیس برس کے بعد بھي نه † سنبھلے اور نیار چارے کے بالکل نهوں نے سے مویشي بھي لوٹ پوٹ کر مرگئی اور اُن لوگوں کي بدبختي ایسي بڑي مري کے پڑنے سے کمال کو پهونچي جو حسب دستو ایسي مصیبتوں کا نتیجه هوتي هی ان مصیبتوں کے دنوں میں بادشاهي سردار اعظم خاں نے نظام شاه سے لڑائي قایم رکھي اور نظام شاه نے ان بے انتظامیوں کو اپنے وزیر ملک عنبر سے نسبت کرکے عهده وزارت سے اُسکو معزول کیا اور اُسکے بڑے بیٹی فتم خاں کو قید سے رهائي بخشي اور وزارت کے عهده پر بجاے اُسکی معزز و ممتاز کیا جب که نظام شاه کي تباهي کے اثار نظر آئی تو محمد عادل شاه والي بیجاپور پهلے پهل تو اپنے موروثي دشمن والي احمدنگر کي ذلت سے خوش هوا مگر اُس خطره سے

---

† خافي خاں

غافل نرها جو اُس کي تباهي سے حقیقت میں پہونچنی والا تھا اور اندر اندر بہت هي گهبرایا اس لیئی اُس نے بادشاهي لوگوں سے لڑائي ٹہان کر بڑے اڑے وقت میں نظام شاه کي کمک پر کمر باندهي مگر مدد رساني میں اس قدر توقف کیا که نظام شاه اپني حماقت کے نتیجوں سے محفوظ نره سکا اس لیئی که فتح خاں نے حال کي عنایت کي نسبت پہلي بے التفاتي اور نقصانوں کا زیاده تصور کیا اور باپ کے اختیاروں کے حاصل کرنے پر بہت مایل هوا چنانچه اُس نے ساري قوت اور تمام اختیار کو اپنے ولي نعمت کي تخریب و استیصال میں صرف کیا یعني نظام شاه کي حماقت اور عوام کي نارضامندي کے باعث سے جلد اسقدر قوت حاصل کي که اُسکی بڑے بڑے رفیقوں سمیت اُسکو قتل کرایا اور خود حکومت پر قابض و متصرف هوا اور شاهجهاں کي خدمت میں آشتي کا پیغام اور بہت سا روپیه روانه کیا اور نام چارے کو شیر خواره بچه کو بادشاه بناکر یہه مشہور کیا که یہه بادشاه شاهجہاں شاهنشاه کا مطیع و محکوم هوکر حکومت کریگا *

غرضکه یہه درخواست اُسکي منظور هوئي اور بیجاپور پر شاهجهاں کي ساري فوج کا دهاوا هوا مگر جب که فتح خاں نے اپنے وعدوں کو پورا نکیا تو بادشاهي فوج نےدوباره احمد نگر والوں پر دهاوا کیا اور فتح خاں نے عادل شاه سے پهر موافقت پیدا کي بعد اُسکے باهم شاهجهاں سے آشتي هوئي اور لوگ امن چین سے بیٹهے غرض که اُسکي مختلف تدبیروں اور مکر فریبوں سے ایسے هي رنگ ڈهنگ آپس میں قایم رهی یعني اگر دو دن کو آشتي هوئي تو دو دن کو لڑائي رهي *

بیجاپور کے محاصره کا بیان

منجمله انقلابات مذکوره بالا کے ایک انقلاب میں محمد عادل شاه اپنے دشمنوں سے مغلوب هوکر بیجاپور میں محصور هونے پر مجبور هوا اور آصف خاں کي بڑي فوج نے اُس کا محاصره کیا اگ اس اڑے وقت

میں یہہ بادشاہ اپني عقل و ہوشیاري سے کام اپنا نہ نکالتا تو حال آس کا بھي نظام شاہ آس کے حریف کا سا ہوتا شہر کي حفظ و حراست میں بڑي جد و جہد اوٹھائي اور محاصروں کا دم ناک میں کیا اور آصف خاں کو آج کل کے وعدوں اور طرح طرح کي باتوں سے بہلاتا پھسلاتا اور اُس کے کاروبار میں تساہل ڈالتا رہا یعني بعض اوقات بذات خود خط و کتابت کرتا تھا اور کھلم کھلا لکھتا تھا کہ شاہجہاں کي جلد اطاعت کي جاوے گي اور کوئي جھگڑا باقي نرھیگا اور کبھي کبھي اپنے سرداروں سے سازشوں کا دھوکہ دلاتا تھا چنانچہ وہ سردار آصف خاں سے اپنے بگڑنے پر لین دین کے معاملہ کرتے تھے اور گاہ گاہ اپنے سرداروں کي جانب سے اس قسم کي لکھا پڑي کراتا تھا کہ جب تم دھاوا کروگے تو ہم اپني جگہوں کو چھوڑکر چلے جاوینگے اور قلعہ کے جو جو مقام اپنے قبضہ میں ہیں تمہارے لوگوں کو آن مقاموں میں داخل کرادینگے اور ایسے ایسے فریب دھوکونسے بعض اوقات آصف خاں کو بہت نقصان پہونچا تا تھا اسي زمانہ میں آصف خاں کا لشکر قحط و مرض کے مارے پراگندہ و پریشان تھا یہانتک کہ آصف خاں مجبور ہوا اور مجبور ہوکر محاصرہ اوٹھایا اور بیجاپور کے آن ضلعوں کو لوٹا جو اب تک ویران نہوئی تھے اور اُنکي لوٹ کھسوٹ سے اُن کے بادشاہ کي فند و فطرت کا † بدلا لیا *

اس نا کامي کے زمانہ میں دکن کي حکومت مہابت خاں کو عنایت ہوئي اور مارچ سنہ ۱٦۳۲ ع مطابق رمضان سنہ ۱۰۴۱ ھجري کو بادشاہ دلي میں واپس آیا ‡ اور لڑائي کے کاروبار مہابت خاں کي معرفت جاري رہے چنانچہ اُسکي سعي و محنت کي بدولت فتح خاں مذکورالصدر دولت آباد کے قلعہ میں محصور ہوا اور بیجاپور والی کي امداد و اعانت سے بچاو اپنا کرتا رہا اور نظام شاہي حکومت کا قیام اس لڑائي

† گرینٹ ڈف صاحب اور خافي خاں
‡ خافي خاں

کے نتیجے پر تہرا یہانتک کہ ایک عام لڑائي کے ذریعہ سے یہہ جھگڑا فیصل ہوگیا جسمیں سارے متفق دکن والوں کو اس ارادہ کے پورا کرنے میں شکست ہوئي کہ دولت آباد کے محاصرہ کو اوٹھاویں بعد اُسکے فتح خاں نے اطاعت کي اور ملازمان بادشاهي میں داخل ہوا اور وہ شیر خوارہ بچہ اسیر ہوکر گوالیار کے قلعہ میں § بہیجا گیا جسکو فتح خاں نے بادشاہ بناکر تخت پر بٹھلایا تھا یہہ واقعہ فروري سنہ ۱۶۳۳ ع مطابق سنہ ۱۰۴۲ هجري میں واقع ہوا *

دکن کي دوبارہ لڑائي کا بیان

جبکہ بیجاپور کا بادشاہ اکیلا رهگیا تو اُسنے صلح کا پیغام دیا مگر اُسکے پیغام پر معقول توجهہ نہوئي بعد اُس کے یہہ بادشاہ اپنے حفظ وحراست میں مصروف رہا اور مہابت خاں کي تمام محنتیں جو اُسکے مغلوب کرنے میں صرف ہوئي تهیں ضایع گئیں لڑائي کے بڑے کاموں میں سے پرنڈا کا محاصرہ تھا جہاں سے مہابت خاں مجبور ہوکر سنہ ۱۶۳۴ ع میں برهان پورکو واپس آیا تھا اور چہیڑ چھاڑ سے || باز رها تھا پہلے اس سے مہابت خاں مرزا شجاع بادشاہ کے دوسرے صغیر سن بیٹے کے برائے نام زیر حکومت ہوکر دکن کو روانہ کیا گیا تھا مگر اب وہ دربار میں بلایا گیا اور دکن کي حکومت خان دوران اور خان زمان کي دو حکومتوں پر تقسیم کي گئي *

یہہ دونوں افسر پہلے افسروں کي نسبت بہت کم کامیاب ہوئے اورعادل شاہ اُن کے مقابلہ پر جما رها اور نظام شاهي حکومت جو فتح خاں کي اطاعت سے خاتمہ پر پہونچنے والي معلوم ہوتي تهي ایک سردار کي بدولت جس کا گھرانا مرهٹوں کي اصل و بنیاد ڈالنے سے مشہور و معزز

---

§ گرینٹ ڈف صاحب

|| گرینٹ ڈف صاحب نے جو جو تاریخیں اس زمانہ کے واقعوں کي بیان کہن وہ اُن تاریخوں کے مخالف هیں جنکو خافي خاں نے تحریر کیا

ہونے والا تھا دوبارہ شگفتہ ہوئي یہہ سردار وہ شاہ جي بوسلا تھا جو ملک عنبر کے وقتوں میں بڑے پایہ کو پہونچا اور حال کي پچھلي لڑائیوں میں شریک و شامل رہا اور دولت آباد کے فتح ہونے پر دکن کے مغربي نا ہموار ملک میں چلا گیا تھا اور تھوڑي مدت کے بعد اُسنے ایسي قوت پکڑي کہ ایک نئے دعویدار کو احمد نگر کے تخت پر بٹھایا اور رفتہ رفتہ یہاں تک نوبت پہونچائي کہ سلطنت مذکور کے اُن سب پرگنوں پر قابض ہوا جو سمندر سے لیکر دارالسلطنت تک واقع تھے †

غرض کہ نظر بوجوہ مذکورہ دکن کا ملک اپنے غنیموں کے ہاتھوں میں پڑنے سے ایساهي دور اور محفوظ رہا جیسے کہ پہلے تھا اور شاہجہاں نے ایک بار اور اُس کي فتح کرنے کي غرض سے بذات خود جانا ضرور سمجھا *

نومبر سنہ ۱۶۳۵ع مطابق جمادي الاولی سنہ ۱۰۴۵ هجري کے اخیر میں بادشاہ آگرہ سے روانہ ہوا ‡ اور دکن میں پہونچکر اُس نے وهي پہلا طریقہ اختیار کیا یعني فوج کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے احمد نگرکي سلطنت پر پہلے پہلے اُن ٹکڑوں کو قبضہ دوبارہ کي نظر سے چلتا کیا اور جب کہ اُنہوں نے شاہجي بوسلا کو کشادہ ملکوں سے مار کر بھگایا اور بہت سے قلعوں کو فتح کیا تو شاہ جہاں نے ساري فوج کو بیجاپور پر بھیجا اور بہت سے قوي مقاموں کو قبض و تصرف میں لاکر پہلي دفعہ کے موافق محمد عادل شاہ کو محصور مجبور کیا اور وہ لیاقتیں جنکي بدولت پہلے محاصرہ سے نجات اُس نے پائي تھي اس موقع پر بھي اُسکي ذات سے خارج نہ ہوئیں چنانچہ اُسنے بیجاپور کے آس پاس کے شہر و دیہات کو بیس بیس میل تک چاروں طرف سے برباد اور کھانے پینے اور نیار چارے کے سامانوں کو ایک قلم ضایع کیا اور کنوؤں کو

---

† گرینٹ ڈف صاحب اور خافي خاں

‡ خافي خاں

مٹي سے بھروا دیا اور چشموں تالابوں کو پاني سے خالي کروایا غرضکہ اُسنے اس بات کو ناممکن کیا کہ کوئي فوج آس کي بستي پر حملہ کرنیکے زمانے میں اپني پرورش کر سکے *

بوجہہ مذکورالصدر بادشاہي فوج نے عادل شاہ کي قلمرو کے شہر و دیہات کو لوٹنا شروع کیا اور اُسکي فوج کے متعدد گروہوں کي دلاوري چالاکي سے اکثر بہت سے نقصان اٹھائے غرض کہ دونوں فریق اس قسم کي لڑائي سے تنگ آئے اور عادل شاہ نے آشتي چاہي چنانچہ ایسي مفید شرطوں پر صلح واقع ہوئي جو اُس کي توقع سے بہت زیادہ تھیں بیس لاکھہ روپیہ سالانہ دینا منظور کیا اور اُس کے بدلہ میں نظام شاہي حکومت کا اتنا حصہ پایا کہ اُس کے پانے سے اُس کي حکومت شمال و مشرق کي جانب دور تک پھیل گئي یہہ صلح سنہ ۱۶۳۶ ع مطابق سنہ ۱۰۴۶ ھجري میں واقع ہوئي *

شاہ جي بوسلا اور تھوڑے دنوں تک مقابلہ کرتا رہا مگر جب کوئي چارا نہ دیکھا تو اخر کار اُسنے بھي اطاعت کي اور اُس باطل استحقاق بادشاہ کو حوالہ کیا جسکو اُس نے تخت پر بٹھایا تھا اور شاہجہاں کي مرضي سے بیجاپور والے کے ملازموں میں داخل ہوا *

دکن کے اس حملہ سے پہلے گولکنڈہ والے بادشاہ کو شاہجہاں اپنے زور و قوت اور جاہ وہ حشمت سے ڈرا چکا تھا اور اِسبات پر اُسکو مجبور کر چکا تھا کہ جمعہ اور عید کي نمازوں میں شاہ ایران کا نام خطبہ سے خارج کرے اور ایک معین خراج برابر ادا کیا کرے § غرضکہ کل دکن آسکا مطیع و محکوم ہوگیا *

جبکہ یہہ سارے معاملہ طے ہو چکے تو شاہجہاں اپني دارالسلطنت کو سنہ ۱۶۳۷ ع مطابق سنہ ۱۰۴۶ ھجري میں واپس آیا اور احمدنگر کي حکومت ہمیشہ کے لیئے نیست و نابود ہوگئي *

---

§ گرینٹ ڈف صاحب اور خافي خاں

خاص خاص مقاموں کے شور و فسادوں اور قندھار کے قبضہ اور بلخ کي یورش کا بیان

جب کہ شاهجہاں دکن پر مایل تھا تو چھوٹے چھوٹے جھگڑے اور اور طرفوں میں ہو رہے تھے چنانچہ حاکم بنگال نے سنہ ۱۶۳۱ع میں پرتگال والوں کے قلعہ هوگلي پر جو کلکتہ کے قریب واقع هی محاصرہ کے ذریعہ سے قبضہ کیا تھا اور بندیلوں کي سرکشي اور فساد واقع هوئے تھے اُن کي اول بغاوت میں راجہ نرسنگھہ دیو کا بیٹا مارا گیا تھا اور مشرقي سرحد کي فوج کے ایک ٹکڑے نے سنہ ۱۶۳۴ع اور سنہ ۱۶۳۶ع میں چھوٹي تبت پر قبض و تصرف کیا تھا اور سنہ ۱۶۳۴ع میں ایک اور فوج نے سري نگر کي مہم میں شکست فاحش کھائي تھي اور تیسري فوج نے سنہ ۱۶۳۷ع میں بنگالہ سے جاکر کوچ بہار کي چھوٹي ریاست کو دبانا چاھا اور قبض و تصرف کے بعد آب و هوا کي ناموافقت سے اُس کے چھوڑنے پر مجبور هوئے *

اس زمانے کے بڑے واقعوں میں سے قندھار کا هاتھہ آنا تھا جسکو اُسکے حاکم علي مردان خاں نے اپنے بادشاہ والي ایران کے ظلم سے خوف و خطرہ کھاکر ملازمان شاهجہاني کو بے لڑے بھڑے حوالہ کیا تھا اور خود دلي میں شاهجہاں کي پناہ میں بیٹھا تھا یہہ واقعہ سنہ ۱۶۳۷ ع مطابق سنہ ۱۰۴۷ هجري میں واقع هوا *

علي مردان خاں کي تعظیم و تکریم بہت سي هوئي اور وہ اس پایہ کو پہونچا کہ مختلف وقتوں میں کشمیر و کابل کا حاکم رہا اور اور مختلف لڑائیوں میں اور طرح طرح کے کاموں میں مصروف کیا گیا اور اُس خوش سلیقگي اور هوشیاري کے باعث سے جو فلاح عام کے کاموں میں اُس کو حاصل تھي تمام دربار میں تعریف اُس کي هوتي تھي چنانچہ منجملہ اُن کاموں کے ایک وہ نہر هی جو اب بھي دلي میں اُس کے نام سے جاري اور وہ اُس کي هوشیاري کا ایک نمونہ هی علاوہ اُس

کے نمایشوں اور تہواروں اور جلسوں کے موقعوں پر جو لطافت اور ذوق اُس کے سلیقہ سے واضح ہوتے تھے اُن سے بھي وہ نام‌آور ہوا تھا *

سپاهیانہ استعداد اُس کي بانخ و بدخشاں کي لڑائي میں پہلے پہلے آزمائي گئي یہہ دونوں صوبہ اوزبکوں کے قبض و تصرف میں جب سے برابر چلے آتے تھے کہ مرزا سلیماں کے دخل و تسلط سے خارج ہوئے تھے اور اس زمانہ میں نذر محمد خاں اُنپر قابض و متصرف تھا اور اس سردار کي اصلیت یہہ تھي کہ یہہ سردار اُس سارے خطہ کے امام قلي بادشاہ کا چھوٹا بھائي تھا جو اکسیس پاربحر کاسپین سے لیکر کوہ ایماس تک پھیلا ہوا هی *

شاهجہاں کو کئي سال امن چین سے گذرے تھے کہ نذر محمد خاں حاکم بدخشاں کے بیٹے عبدالعزیز خاں کي بغاوت سے جسکو اُسکے چچا نے ترقي بخشي تھي بیٹھے بٹھائے سنہ ۱۶۴۴ع مطابق سنہ ۱۰۵۴ ھجري میں یہہ ترغیب ہوئي کہ اپنے خاندان کے مردہ حقوں کو دوبارہ زندہ کرے اور سوتے استحقاقوں کو بھاري نیندں سے پھر جگاوے چنانچہ علی مردان خاں سردار اُس کا کوہ هندوکش کے سلسلہ میں گھس گیا اور بدخشاں کو لوٹ کھسوٹ کر برابر کیا مگر اس باعث سے کہ جاڑوں کا موسم بہت آ گیا تھا اور برف کي کثرت سے جنوبي ملکوں کي راهیں منقطع ہونے والي تھیں کوئي فائدہ مستقل حاصل نہ کر سکا اور لوٹنے پر مجبور ہوا بعد اُس کے اگلے برس میں راجہ جگت † سنگھہ نے اس مہم کا ارادہ کیا جسکي تقویت ایسے چودہ هزار راجپوتوں سے متعلق تھي جنکو اُس نے اپني حکومت میں بھرتي کیا تھا اور تنخواہ اُنکي بادشاهي سرکار سے ملتي تھي *

جیسے کہ اس غیر معمولي یعني پہاڑوں کي لڑائي میں راجپوتوں کي دلیري دلاوري نے کمال اپنا دکھایا ایسا کسي جگہہ ظاهر نہیں کیا یعنے اُنھوں نے پہاڑوں کي راهوں کو کڑے کڑے حملوں سے فتح کیا اور برف کے اوپر سے

† غالب یہہ هی کہ یہہ راجہ کوٹہ کا راجہ تھا

بڑے سخت کونچ کیئے اور اپنے جماؤ بچاؤ کے واسطے اپني جان کي محنت سے متي کے دمدمے بنائے یہاں تک که خود راجه بھي اور آدمیوں کي طرح کدال پھاوڑے سے کام کرتا تھا اور ایسي ولایت کے طوفانوں کو جہاں برف اکثر جمي رهتي هی ایسے صبر و استقلال سے اٹھایا جیسے که اوزبکوں کے دھاوؤں کي مصیبتوں کو جھیلا اور هرگز نه گھبرائے *

باوجود ان محنتوں اور جانفشانیوں کے یہه مہم ایسي بھاري سمجھي گئي که خود بادشاه نے کابل کا اراده کیا اور شاهزاده مرزا مراد اپنے بیتے کو بزیر هدایت علي مردانخاں کے بلخ پر روانه فرمایا † *

اِس مہم میں پوري کامیابي حاصل هوئي یعني نذر محمد خاں کے بیٹے شاهزاده مراد کے پاس آئے اور بعد اُس کے سنه ۱۶۴۵ ع مطابق سنه ۱۰۵۵ هجري میں خود نذر محمد خاں بھي مطیع هوگیا مگر جب که شاهزاده مراد نے بلخ پر قبضه کیا تو نذر محمد خاں بادشاهي ملازموں سے بدگمان هوا اور نیا بگاڑ آپس میں قایم کیا یہاں تک که جب نذر محمد خاں کے قبضه سے حفظ و حراست کے مکان بھي نکل گئے تو کام ناکام ایران کو بھاگا اور جولائي سنه ۱۶۴۶ ع مطابق جمادي الثاني سنه ۱۰۵۶ هجري میں یہه منادي پھرائي گئي که شاهجہاں کي قلمرو میں نذر محمد خاں کي حکومت داخل هوگئي مگر یہه نتیج ایک عرصه تک بے کھٹکے نرهي چنانچه عبدالعزیز خاں اُس کے بیٹے نے دریاے اکسیس پر ایک فوج اکٹھي کي اور بہت سے لوٹیروں کو شاهجہاں کے ملک نو مفتوحه میں تباهي ویراني کي غرض سے روانه کیا شاهجہاں اِس زمانه میں دلي کو واپس آگیا تھا اور شاهزاده مراد اپني مفوضه خدمت سے تنگ هوکر اور علي مردانخاں کے رعب داب سے بغایت عاجز هوکر باپ کي بلا اجازت دلي کو چلا آیا اور اِسي قصور پر دربار سے نکالا گیا بعد اُس کے صوبه مذکور کا انتظام

† خافي خاں کا یہه بیان هی که دس هزار پیاده اور پچاس هزار سوار اُس فوج میں تھے

اورنگ زیب پر ڈالا گیا اور خود بادشاہ اُس کي تائید و اعانت کي غرض سے کابل کو روانہ ہوا چنانچہ پہلے پہل اورنگ زیب نے سنہ ۱۶۴۷ ع مطابق سنہ ۱۰۵۷ هجري میں اوزبکوں پر بڑي فتح پائي مگر لڑائي کا فیصلہ نہوا اس لیئے کہ عبدالعزیز خاں آپ اکسیس وار اوتر آیا اور بادشاهي فوج والوں کو ایسا تنگ پکڑا کہ اورنگ زیب اب هلکي هلکي کامیابیاں حاصل کرکے بلخ کي شہر پناہ میں پناہ ڈھونڈنے پر مجبور ہوا *

جبکہ اس زمانہ کے قریب ایرانیوں نے نذر محمد خاں کا هاتھہ نپکڑا تو لاچار ہوکر شاهجہاں کا منت گزار اور اُس کے ترس و رحم کا خواستگار ہوا چنانچہ شاهجہاں نے یہہ سوچ سمجھہ کر کہ باوصف اس خونریزي اور زر افشاني کے پورا پورا مطلب حاصل نہوا لڑائي بھڑائي سے کنارہ کشي مناسب سمجھي اور اِس خیال سے کہ کھیت سے پھرنے اور ملک کے چھوڑنے کي خفت بھي حاصل نہووے تمام اپنے حقوق کو نذر محمد خاں کي طرف منتقل کیا جو اُس کے دربار میں اعانت کا خواهاں تھا اور بحسب اُس کے اورنگ زیب کو هدایت کي گئي کہ اپنے رهے سهے مقبوضہ مقاموں کو نذر محمد خاں کے حوالہ کرے چنانچہ اورنگ زیب اِس هدایت کے موافق بلخ سے عبدالعزیز خاں کے حملوں کو سہارتا اُوتھاتا پیچھے پھرا اور جب کہ وہ هندو کش کي راهوں میں پہونچا تو هزارا قوم کے پہاڑیوں نے لوٹ کھسوٹ کے لیئے تعاقب کیا اور جاڑوں کي شدت سے بدبختي نہایت کو پہونچي اگرچہ اورنگ زیب اپني ذات سے هلکے سواروں سمیت کابل میں پہونچا مگر اُس کي فوج کا بڑا ٹکڑا یعني قلب لشکر برف کے پڑنے سے ایسي جگہہ پھنس گیا کہ ایسي لاچاري میں هزارا کے لوگوں کے متواتر حملوں سے بڑے نقصان اُوتھائے اور بلا اسباب و سواري اپني جان کو بچانے اور ٹکڑے ٹکڑے ہوکر نکل جانے کو غنیمت سمجھا ‡ سنہ ۱۶۴۷ ع مطابق سنہ ۱۰۵۷ هجري میں یہہ باز گشت واقع ہوئي *

---

‡ خافي خاں

قندهار کا قبضہ سے نکلنا

بلخ کے چھوڑنے سے بادشاہ نے امن چین تو حاصل کیا مگر جب کہ ایرانیوں نے قندھار پر قبضہ کیا تو اُس میں خلل واقع ہوا بیان اُس کا یہہ هی کہ شاہ صفوی کی کم زور اور جفا خیز سلطنت اور اُس کے بیٹے شاہ عباس ثانی کی کم سنی کے باعث سے ایرانیوں نے بادشاهی فوج والوں کو علی مردان خاں کے ملنے جانے اور بھاگ آنے کے فائدوں کا مزا بلا تکلف اُٹھانے دیا تھا مگر جب کہ عباس ثانی بالغ هونیلگا تو اُس کے وزیروں نے یہہ بات اُسکو سوجھائی کہ اپنے ملک کی پرانی حدوں پر قابض و متصرف هونے سے اپنی سلطنت کے مرتبہ کو بڑھانا چاھیئے چنانچہ اُسنے سنہ ۱۶۴۸ع مطابق سنہ ۱۰۵۸ هجری میں بڑی فوج اکھٹی کرکے قندھار پر چڑھائی کی اور جاڑونکے موسم میں قندھار کے محاصرہ کرنیمیں دانشمندی برتی اِس لیئے کہ برف کے پڑنے سے هندوستان اور کابل کی راہ آنے جانے کی مسدود هوگئی تھی اور کار بار اُس کے قندھار کی نرم آب و هوا میں بخوبی جاری رھے چنانچہ انجام اُس کا یہہ هوا کہ اورنگ زیب اور سعداللہ خاں وزیر کو یہہ حکم تو هوا کہ پنجاب سے بہت جلد روانہ هوکر قندھار کی امداد و اعانت کو پہونچیں اور اُنہوں نے جی جان سے سعی و محنت کرکے پہاڑوں کے رستہ راہ نکالی مگر قندھار تک پہونچنے میں تاخیر واقع هوئی جو اڑھائی مہینے کے محاصرے پر فتح هوچکا تھا اور اِس لیئے کہ فوج اُنکی جاڑوں میں سفر کرنے سے هار تھکن کے مارے ابتر هوگئی تھی تو اورنگ زیب اور سعداللہ خاں کابل میں ٹھہرنے اور فوج کے دوبارہ آراستہ کرنے پر مجبور هوئی اسی عرصہ میں شاہ ایران ایک قوی فوج اپنی قندھار میں چھوڑکر هرات کو چلا گیا † *

ماہ مئی سنہ ۱۶۴۹ ع مطابق جمادی الثانی سنہ ۱۰۵۹ هجری میں هندوستان کی فوج قندھار کے سامنے پہونچی اور مورچے لگاکر شہر

---

† خافي خاں

پر گولی برسانے لگی غرض که جانبین میں لڑائی بڑی سرگرمی سے شروع هوئی اور دو طرفوں سے سرنگیں اوڑائی گئیں محاصروں نے شهر پر حملے کیئے اور محصوروں نے باهر نکل کر چهاپے مارے بعد اُس کے شاه عباس نے محاصره کے اُٹھانے کو ایک فوج اپنی روانه کی مگر اُس فوج کے پهونچنے سے محاصره کے کام کاج میں اِسلیئے کسی قسم کا خلل واقع نهوا که اورنگ زیب نے اپنی فوج کا ایک ٹکڑا اُس کے مقابله پر چلتا کیا اور آپ اپنے محاصرے پر شهر کے سامنے جمارها اور جو فوج اُس نے ایرانی فوج کے مقابله پر بهیجی تهی اگرچه اُن کے رفع دفع کے لیئے کافی واقی هوئی مگر اِس کام کے لیئے کافی نهوئی که وه ایرانی فوج والوں کو درختوں کے کاٹنے اور نیار چاریکے کهونے اور محاصریں کے ذخیروں کے لوٹ لیجانے سے روکے ٹوکے اور جبکه قندهار کے حاکم نے سینه زوری اور هنر مندی سے شهر کی حفظ و حراست میں بهی کمی کوتاهی نکی تو اورنگ زیب اُس مدت سے چار مهینے کے بعد جب که اُس نے مورچے لگائی تهے ستمبر سنه ۱۶۴۹ مطابق رمضان سنه ۱۰۵۹ هجری میں اپنے محاصرے کے اُٹهانے اور کابل کے واپس جانے پر مجبور هوا ‡ بادشاه جو اورنگ زیب کے پیچهے پیچهے کابل تک گیا تها اورنگ زیب کی واپسی پر قندهار سے پهلے روانه هوچکا تها اور لاهور میں پهونچنے تک اورنگ زیب اُسکو نه پکڑسکا *

اگلے برس یعنی سنه ۱۶۵۱ ع مطابق سنه ۱۰۶۰ هجری تک نکیے گذرے یعنی کشمیر کی معمولی سیر کے سوا کوئی مهم اُنمیں واقع نه هوئی دستور یهه تها که بادشاه اِس عمده گوشه نشینی میں تمام وقت اپنا دعوتوں اور جلسوں اور تری خشکی کی سیر شکاروں اور آب و هوا اور فضاؤں کی مناسب خوشیوں اور باغوں کی سیروں اور ناچ راگ کی مجلسوں میں صرف کیا کرتا تها *

---

‡ خافی خاں

بعد اُس کے سنه ۱۶۵۲ ع مطابق ۱۰۶۱ هجري میں اورنگ زیب اور سعدالله خاں وزیر کو بہت سے اچھے ساز و سامان والي فوج دیکر اور بہت سے ذخیروں اور کاریگروں اور آلات و اوزار سے ٹھیک ٹھاک کرکے جو محاصرے کے کام آویں اور کمي کوتاهي نکریں قندهار پر دوبارہ § روانه کیا مگر یهه بڑے ٹھاٹ ایسے هي بے کار رهے جیسی که پہلے سامان ضایع گئے تھے اِس لیئے که اورنگ زیب نے طرح طرح کے ذریعوں اور قسم قسم کي تدبیروں سے کام لیا جو سعد الله خاں کي دانائي دلاوري اور راجپوتوں کي بہادري جانبازي سے پیدا هوسکتیں مگر جب که کوئي تدبیر اُس کي راس نه آئي تو لاچار هوکر کابل کو واپس آیا اور دکن کا نایب السلطنت هوکر بهیجا گیا *

شاهجہاں ان دو بڑي ناکامیابیوں سے شکسته خاطر نه هوا بلکه اُسنے دوسرے سال اُس سے پہلے ساز و سامانوں سے زیادہ ساز و سامان مہیا کیئے اور دارا شکوہ اُس کے بڑے بیٹے نے جو بادشاہ کا بڑا بیٹا اور سارے بھائیوں میں معزز و ممتاز تھا اور خاص دربار میں حاضر رهتا تھا مگر اپنے بھائیوں اور خاص اورنگ زیب کي نظر و عزت حاصل کرنے سے بلا باعث جلتا تھا اس موقع پر باپ سے منت سماجت کے ساتھه بھائیوں کے رشک و حسد کے مارے یهه عرض کیا که قندهار کي مهم پر مجھکو آپ رخصت فرماویں اور بخت آزمائي کي اجازت دیں چنانچه اُس کي رضا و رغبت پر اسي فوج کا سردار کیا گیا جو پہلي فوجوں سے بہت زیادہ تھي یهه بھاري فوج ایام سرما سنه ۱۶۵۲ ع میں بمقام لاهور اکھٹي هوکر بہار کے موسم سنه ۱۶۵۳ ع مطابق سنه ۱۰۶۳ هجري میں چلتي هوئي اور شاهجہاں اپنے معمول کے موافق کابل تک پہنچے پیچھے گیا

---

§ یهه بات بیان کے قابل هی که ایسی بڑي فوج محاصر کے ساتھه صرف آٹھه توپیں ایسي تھیں که وہ قلعه کي روئي توڑتي تھیں اور بیس توپیں چھوٹي تھیں

غرض کہ دارا شکوہ نے بھی اورنگ زیب کی مانند اپنے باپ کے حکم بموجب ایسی مہورت پر مورچی جمائی کہ جسکو نجومیوں نے مبارک بتایا تھا اور اپنے ساز و سامان کے موافق دھوم دھام سے محاصرہ شروع کیا اور دس توپوں کا توپ خانہ ایسے دمدمہ پر چڑھایا جس کو نہایت ٹھوس اور بڑا اونچا اِس لیئے بنایا تھا کہ سارے شہر پر دباؤ اُس کا پہونچے اور لڑائی کے کاموں کو اپنی ذاتی تندی و تیزی سے شروع کیا جسکو اورنگ زیب کے رشک و حسد سے ترقی ہوئی تھی چنانچہ اُس نے اپنے سرداروں کو اکھٹا کیا اور یہہ بات اُنسے علانیہ کہی کہ اب میری عزت تمہارے ہاتھ ہے اپنا ارادہ یہہ ہی کہ جب تک قندھار اپنے قبض و تصرف میں نہ آوے گا تب تک ہرگز یہاں سے نہ تلینگے بعد اُس کے سرنگوں کو جھٹ پٹ طیار کیا اور فوج کو محاصرے کے لیئے شہر کے قریب لیجانے کا حکم دیا اور جب کہ محصوروں نے اپنی توپوں کو اُس کے خیمہ پر لگایا تو وہ اپنی جگہہ سے جب تک نہ ٹلا کہ اُس کی توپوں نے محصوروں کی توپوں کو خاموش نکیا اور جب کہ نئی مرتبہ عام حملوں کے ذریعوں سے کامیابی کے لگ بھگ پہونچا اور باوصف اُس کے کامیابی نصیب نہ ہوئی تو معلوم ہوتا ہی کہ شکست اور ذلت کی خفت کا اندیشہ اُس کی طبیعت پر غالب ہوا اور افسروں کی منت سماجت کرنے لگا یہاں تک کہ صاف اُس نے یہہ کہا کہ تم لوگ ایسا نکرو کہ دومرتبہ کی لڑائی ہارے ہوئے اورنگ زیب کی برابر ہوجاؤں بعد اُسکے جادوگروں اور شعبدہ بازوں سے رجوع ہوا جنہوں نے یہہ وعدہ کیا تھا کہ آدمی کی قدرت سے علاوہ اور ذریعوں کی بدولت قندھار اُس کے قبض و تصرف میں کردینگے غرض کہ ایسی ایسی تدبیروں سے مترشح ہوتا تھا کہ اِس لڑائی کا انجام اچھا نہ ہوگا چنانچہ ایک مرتبہ سورج کے نکاس سے پہلے آخر کڑا دھاوا کیا گیا اور نوبت یہاں تک پہونچی کہ اس کے لوگ روبی کی چوٹی تک پہونچ گئے مگر مراد اس کی پوری نہ ہوئی اور محاصرے کے

اُٹھانے پر مجبور ہوا اور اُس کی فوج کے ایسے چنے چنے بہادر اور اچھے اچھے پایہ کے لوگ کام آئے جو اُس کے لشکر کے پھول ہی تھے بعد اُسکے جب وہ پیچھے پھرا تو ایرانیوں اور افغانوں نے لوٹ کھسوٹ کر نہایت اُس کو تنگ کیا اور کابل کے پہونچنے سے پہلے بڑے بڑے نقصان اُس نے راہ میں اُٹھائے اور کابل سے لاہور کو روانہ ہوا یہہ واقعہ ماہ نومبر سنہ ۱۶۵۳ ع مطابق محرم سنہ ۱۰۶۴ ہجری کو واقع ہوا *

مغلوں کا پچھلا ارادہ قندھار کے قبض و تصرف کی نسبت بطور مذکور اختتام کو پہونچا جسپر وہ فتح بابر کی شروع سے اچھی طرح قابض متصرف نرھی تھی *

بعد اُس کے بادشاہ کو دوبرس ایسے امن چین سے گذرے کہ کوئی جھگڑا بکھیڑا کھڑا نہوا اور اُس عرصہ میں دکن کے ملکوں کی پیمایش کو تمام کیا جسکو جمعبندی کی نظر سے قایم کیا تھا اور بیس برس اُس میں صرف ہوئے تھے † اور جب کہ پیمایش پوری ہوچکی تو یہہ حکم دیا گیا کہ ٹوڈر مل کے قاعدوں کے موافق جمعبندی اور زر لگان کی تحصیل کیجاوے ‡ *

اسی زمانہ میں سعد اللہ خاں وزیر کا انتقال ہوا جو نہایت لایق فایق اور عاقل ہوشیار اور چال چلن کا نیک تھا یہاں تک کہ ویسا وزیر ہندوستان کے وزیروں میں کوئی نہیں ہوا شاہجہاں کے کار باروں میں ذکر اِس وزیر باتدبیر کا بڑی شان و عزت سے بیان ہوا یعنی تمام کام اُس کے اسی وزیر کی صلاح و مشورت سے انجام پاتے تھے اور اورنگ زیب نے جو خط اور فرمان اپنے طول طویل سلطنت میں لوگوں کے نام پر لکھے تو اُن میں بھی اسی وزیر کی رایوں اور کاموں کو نمونہ کے طریق پر اس غرض سے تحریر کیا کہ سارے لوگ اُن کی پیروی کریں خافیخاں

---

† گرینٹ ڈف صاحب کی تاریخ مرہٹوں کی جلد ایک صفحہ ۱۲۶

‡ خافی خاں

بیان کرتا هی که میرے زمانه میں بهي سعدالله خاں کي ال و اولاد اپنے بزرگ مربي کے مرنے سے سو برس پیچهے نیک وصفوں اور دانش و بینش کے ساتهه مشہور و معروف تهي اور اسي مورخ نے اُن کے سنجیده چال چلن اور مردانه چال ڈهال کو اُس زمانه کے اور امیروں کے زنانه طرز و انداز اور طفلانه حرکات سے مقابله کیا *

دکن میں دوباره لڑائي کا هونا

بعد اُسکے ۱۶۵۶ع کے شروع هونے پر امن چین اختتام کو پهونچا اور ایسي آگ ایکبار کي بهڑکي که وه کبهي پوري پوري فرو نهوئي اور وهاں تک نه بجهي که اُس نے دلي کي شاهنشاهي کو جلا پهونک کر خاک سیاه کر دیا پچهلي صاحب کے زمانه سے عبدالله قطب شاه والي گولکنڈه برابر خراج ادا کرتا رها اور بظاهر بهي خواهش اُسکي دریافت هوتي تهي که وه شاهجہاں کي عنایت شاهانه کے قیام و بقا کا خواهاں هے اور حقیقت میں بهي اگر حالات مخصوصه کي صورت اجتماع پیدا نه هوتي تو شاهجہاں اُسکے ستانے دکهانے کے درپے نه هوتا *

قطب شاه کا وزیر اعظم میر جمله نامي ایک ایسا آدمي تها جو وزارت سے پهلے هیروں کي سوداگري کیا کرتا تها اور حسن لیاقت اور مال و دولت کي بدولت دکن کے اطراف و جوانب میں مشہور و معروف تها مگر محمد امین اُس کا بیٹا سینه زور اور خراب خسته اور نہایت بد وضع اور بغایت بد چلن تها چنانچه اُس نے قطب شاه کو اپنے کوتکوں کي خوبي سے ناراض اور باپ کو سارے درباریوں سے لڑائي بهڑائي میں مبتلا کیا میر جمله کسي فوج کا سردار هوکر حکومت گولکنڈه کے مشرقي حصه میں گیا هوا تها اور جب اُس نے یهه دیکها که میں اس قابل نہیں هوں که اپني خواهشوں کو اپنے بادشاه سے منظور کرا سکوں اور نه وه بادشاه اُن کے پورے کرنے پر راضي هے تو اُس نے شاهجہاں کا دامن پکڑنا چاها اور اس لیئے که اورنگ زیب

اور شاہجہاں دونوں اُس کو جانتے تھے تو اُس نے اورنگ زیب کو حال اپنا لکھا اورنگ زیب کو گولکنڈہ کي حکومت میں ہاتھہ ڈالنے کا موقع ہاتھہ آیا اور اُس کے لکھنے سے اورنگ زیب سے متفنی فریبی آدمي کو بڑي گرمجوشي سے ایک مستحکم ترغیب حاصل ہوئي چنانچہ اُسنے نہایت گرمي سے میر جملہ کي سفارش میں باپ کو لکھا شاہجہاں نے بیٹے کے لکہنے سے ایک نخوت نامہ اپنے زور و حکومت کے بھروسے قطب‌شاہ کے نام اس مضمون سے لکھا کہ اپنے وزیر کے شکوہ شکایتوں کو رفع دفع کرے مگر اس تحریر پر یہہ ثمرہ مترتب ہوا کہ قطب شاہ اس دخل بیجا سے زیادہ برہم ہوا اور محمد امین کو قید اور اُس کي جاگیروں کو ضبط کیا قطب شاہ اپنا غصہ کر چکا اور اب شاہجہاں کا وار آیا چنانچہ اُس نے نہایت پیچ و تاب کھاکر اورنگ زیب کو لکھا کہ ہمارے حکموں کي تعمیل تلوار کے زور سے کرائي جاوے اورنگ زیب اس نتیجے کا منتظر بیٹھا ہي تھا کہ یہہ حکم اُس کو پہونچا اور حکم کے پہونچتے ہي بڑي سرگرمي اور چالاکي سے تعمیل مذکور کے پورے کرنے میں مصروف ہوا یہاں تک کہ اُس نے اُس کام کو اپني شوخ و شریر طبیعت کے مناسب پورا کیا *

اورنگ زیب نے کوئي بڑي عداوت ظاہر نہ کي مگر چني چني فوج اکٹھي کر کے جنوري سنہ ۱۶۵۶ع مطابق ربیع‌الاول سنہ ۱۰۶۶ ہجري میں اس بہانہ سے اُس کو بنگال کي جانب چلتا کیا کہ میرے بیٹے سلطان محمد کي شادي مرزا شجاع کي بیٹي سے قرار پائي ہی اور یہہ فوج اُسکے پہونچانے کو جاتي ہے اور راہ کي صورت یہہ تھي کہ اورنگ‌آباد سے بنگالہ کوما سولي پاٹم کے پاس اسطرح چکرکھاکر سڑک جاتي تھي کہ گونڈوانہ کے جنگل راہ میں نہ پڑیں حاصل یہہ کہ اورنگ زیب کي راہ گولکنڈہ کي دارالسلطنت یعنے حیدرآباد سے تھوڑے فاصلہ پر رہ جاتي تھي قطب شاہ اس خبر کے سننے سے اورنگ زیب کي دعوت کے ساز و سامان

مہیا کرنےمیں جی جانسے مصروف تھا کہ اورنگ‌زیب اُسپر یکایک توٹ پڑا اور ایسی بیخبری میں یہہ کام اُسنے کیا کہ قطب شاہ کو صرف اتنی فرصت هاتهہ آئی کہ وہ حیدرآباد سے بهاگ کر خاص گولکنڈہ کے پہاڑی قلعہ میں بهاگا جو شہر سے سات آتهہ کوس کے فاصلہ پر واقع هی حیدرآباد اب مغلوں یعنی اورنگ زیب کے دخل و تصرف میں داخل هوا اور پہلے اِس سے کہ بکهری هوئی فوج اکهٹی اور انتظام و قاعدہ کی پابند کیجاوے آدهے شہر کو جلا پهونک کر برابر کیا اور خوب لوٹا کهسوٹا اس زمانہ سے پہلے اورنگ زیب نے خاص اپنے صوبہ کے اُس مقام میں جو گولکنڈہ کے نہایت متصل واقع تها فوج کے فراهم کرنے کا موقع پایا تها اور جب کہ مالوہ سے اور فوج اُس کے پاس آگئی تو گولکنڈہ پر نئی امداد پهونچنے کا بڑا ذریعہ حاصل هوا اور اسی عرصہ میں میر جملہ بهی اس اِرادہ پر آپہونچا کہ اپنے ولی نعمت کے هتیاروں کو ولی نعمت هی پر اُلٹا چلاوے اور قطب شاہ نے اپنے پہاڑی قلعہ میں جاتے هی محمد امین کو قید سے رها اور اُس کے باپ کی جاگیروں کو ضبطی سے واگذاشت کیا تها اور حتی‌المقدور اپنی اورنگ زیب سے خط و کتابت اس غرض سے جاری کی کہ کوئی طرح معقول تصفیہ هوجاوے اور اس بات کے ساتهہ اُس نے بیجاپور سے مدد کے حاصل کرنے میں سعی و محنت کا کوئی دقیقہ باقی نچهوڑا مگر بیجاپور والوں نے کسی قسم کی امداد و اعانت نکی اور مغل یعنی اورنگ زیب والے بہت کڑے اور بهاری هوتے گئے قطب شاہ نے بزور و قوت محاصرہ اُوتهانے پر بہت سے ارادے کیئے مگر جب کچهہ بن نپڑی تو لاچار اُس نے اطاعت کی وہ سخت شرطیں قبول کیں جو اُس کی اطاعت پر پیش کی گئی تهیں یعنی سلطان محمد اورنگ زیب کے بیٹے کے ساتهہ اپنی بیتی کی شادی کرنے اور نقد اور ملک اُس کے جہیز میں دینے اور کروڑ روپیہ سالانہ خراج کے پہلی قسط کی بابت ادا کرنے کا اقرار کیا اور علاوہ اِس کے یہہ بهی وعدہ کیا کہ پچهلی باقیات کا روپیہ دو برس کے اندر اندر ادا کرونگا *

شاهجهاں ایسے مزاج کا آدمي تها که اگر وه هوتا تو ایسي کڑي کڑي شرطیں نه لگاتا چنانچه اُسانے روپیه کي شرطوں میں سے بہت کچهه روپیه معاف کیا اور باقي شرطوں کي تعمیل کرائي گئي اور اورنگ زیب اورنگ آباد کو ماه مئي سنه ۱۶۵۶ ع مطابق سنه ۱۰۶۶ هجري میں واپس آگیا بعد آس کے میر جمله مغلوں کي ملازمت میں رها اور اورنگ زیب کے عمده عمده صلاح کاروں میں گنا گیا اور آس کے بلند ارادوں کے لیئے عمده ذریعه تصور کیا گیا غرض که بڑے بڑے کام آس نے دیئے اور آس کے بڑے کام آتا رها *

گولکنده کي سلطنت سے کامیابي کا ثمره اورنگ زیب اُٹها هي هوچکا تها که آس کو اُسي قسم کے فائده آٹهانے کا ایک اور مرقع آس ریاست سے هاتهه آیا جو آسکے هم سائیگي میں واقع تهي بیان اُس کا یهه هی که جب سے بیجا پور والے عادل شاه سے پچهلي صلح پر عهد و پیماں هوچکے تهے تب سے برابر امن چین کے دن گذرے چلے جاتے تهے اور عادل شاه بهي شاهجهاں کے اُنس و محبت کو دم بدم بڑهاتا جاتا تها مگر اِس لیئے که عادل شاه اُس کے بڑے بیٹے دارا شکوه سے زیاده واسطه علاقه رکهتا تها تو اورنگ زیب اپنے بهائي دارا شکوه کي جهت سے عادل شاه سے دلوں میں جلتا تها نومبر سنه ۱۶۵۶ ع † مطابق محرم سنه ۱۰۶۷ هجري کو عادل شاه مرگیا اور علي آسکا بیٹا اُنیس برس کي عمر میں جانشین اُس کا هوا اور شاهجهاں اورنگ زیب کے سکهانے بهکانے سے اس بات پر مایل هوا که جانشین مذکور کو عادل شاه کا بیٹا تسلیم نه کرے اور اپنے باجگذار کي جانشیني کے مقدمه کے تصفیه میں استحقاق اپنا جتاوے اِس زمانه میں حکومت بیجا پور کي قوت کچهه کم تو نهوئي تهي مگر لڑائي کے سامانوں میں مستعد و آماده نه تهي علاوه اس کے اُس کي فوج کا بڑا ٹکڑا کرناٹک کے چهوٹے چهوٹے راجاؤں کے مقابله میں بهت فاصله پر

† گرینٹ ڈف صاحب

مصروف تھا اور یہی باعث ہوا کہ اورنگ زیب کو بیجا پور سے لڑنے اور اُسپر دھاوا کرنے میں کوئی دشواری پیش نہ آئی اور نصیبوں سے یہہ بڑی بات حاصل ہوئی کہ بیدرکا وہ مضبوط و مستحکم قلعہ ہاتھہ آیا جو بیجا پور کی عین سرحد پر واقع ہی اور اُسکے ہاتھہ آنے سے بلا دقت و دشواری دارالحکومت † تک بڑھتا چلا گیا اور اس یکایک حملہ کرنے سے وہ طریقہ جو اپنے بچاو کے لیئے بیجا پور والوں نے بڑی کامیابی سے پہلے دھاووں میں برتا تھا یعنی محاصروں کے تنگ کرنے کو درختوں کو کٹوایا اور کنوں کو بھروایا اور تالابوں کو خالی کروایا اب کے برتنے نہ پاے غرض کہ جب اُس نئے بادشاہ سے کچھہ بن نپڑی تو نہایت لاچار ہوکر مارچ سنہ ۱۶۵۷ ع مطابق سنہ ۱۰۶۷ ھجری کو بڑی بڑی شرطوں سے آشتی کی درخواست گزاری مگر اورنگ زیب نے اُن شرطوں کو بھی قبول نکیا اور اُسکو ایک ضرورت پیش آئی کہ وہ لوٹ کر چلا گیا اگر ایسی ضرورت کے پیش آنے اور ایسے معاملہ کے واقع ہونے سے جس کی لاگ لپیٹ اُس کو بیگانے ملکوں پر قبض و تصرف کرنے کی نسبت بہت زیادہ تھی پیچھے لوٹ کر نجاتا تو بیجاپور کی دارالحکومت کو اُس کے اطراف و جوانب سمیت تھوڑے عرصہ میں اپنے قبضہ میں کرلیتا *

تیسرا باب

سنہ ۱۶۵۷ ع سے شاہجہاں کے زوال دولت تک

شاہجہاں بہت بیمار ہوا اور اُس کے سخت بیمار ہونے سے یہہ اندیشہ پیش آیا کہ تخت اُس کا دارا شکوہ پر جلد منتقل ہوجاویگا چنانچہ ظہور اُس کا اس قدر ہوا کہ انصرام اُس کی حکومت کا داراشکوہ کو تفویض کیا گیا اور جب کہ کار بار کی یہہ صورت ہوئی کہ اُس کے وقوع سے اورنگ زیب کی وہ اُمیدیں ٹوٹ چلیں جو جاہ و حشمت کے بڑھانے

† گرینٹ ڈف صاحب

اور شان و شوکت کے دکھانے پر ایک مدت سے لگ رهي تهیں بلکه خود جان هي کي سلامتي کے لالے پڑے تو اورنگ زیب کي توجهه دارالسلطنت پر مائل هوئي اور دکن کي مهموں سے بہت دنوں تک برطرف رهي *

شاهجہاں کے چار بیٹوں میں سے کوئي ایسا گھٹکا نه تها که وہ کمتر حالت پر قناعت کرتا بلکه بقول اُس کے جو لنکا میں وہ باون گز کا هر ایک اعلی مرتبه کا خواهاں جویاں تها منجمله اُن کے داراشکوہ بیالیس برس کا اور مرزا اشجاع چالیس برس کا اور اورنگ زیب اڑتیس برس کا اور مرزا مراد ان سب سے چهوٹا تها مگر باوصف اسکے که عمر میں چهوٹا تها بڑي بڑي فوجوں کا حاکم رہ چکا تها † اور حال اُنکا یہه تها که داراشکوہ کا سینه بیکینه اور همت اُسکي عالي اور خرچ اُسکا فراواں اور فکر اُسکي سلیم اور شکوہ و وقار اُس کا بهاري بهرکم تها مگر مخالف طبیعت کا متحمل نه تها اور دور اندیشي کے عام قاعدوں کو فند و فطرت اور کم زوري کي باتیں سمجهتا تها اور اُن کے برتاؤ سے بڑي نفرت کرتا تها اور اُس کي ایسي نازک مزاجي کے سبب سے بہت سے لوگ اُس کے دشمن اور نا عاقبت اندیشي اور بے پروائي سے رفیق اُس کے کم هو گئے اور اُن کو اوسکي دوستي کا اعتبار کم هو گیا تها اور مرزاشجاع اوسکا چهوٹا بهائي اگرچه لیاقت و قابلیت میں محتاج و دست نگر تو نه تها مگر رات دن متوالا رهتا تها اور نہایت عیاشي سے چین کا بنده تها باقي اورنگ زیب اخلاق و عادات میں داراشکوہ کا خلاف تها چنانچه مزاج اوسکا دهیما اور طبیعت اسکي ٹهنڈي اور حوصله اسکا تنگ اور بجاے خود دور اندیش اور فتنه پرست اور نہایت فریبي اور مکار اور کینه پرور اور تیز فکر اور سنجیده اطوار اور نہایت خوش بیان تها اور یہه فکر اسکو همیشه دامنگیر رهتي تهي که نئے نئے دوست بناوے اور دشمنوں کو راضي رکهے اور باوصف اونکي لڑائي کے کاموں میں هوشیار اور دلاور تها اگرچه

† گلیڈون صاحب کي تاریخ جهانگیر

چوڑ بند اوسکے پہلوانوں کے سے نہ تھی مگر یون صورت کا اچھا تھا اور چو
کہ دنیا کے کاموں میں اکثر مکر و فریب کی باتیں برتتا تھا اور دین
مذھب کے قاعدوں کو تدبیر مملکت کا آلہ بناتا تھا تو اس سے یہہ سمجھا گیا
کہ اپنے دین میں بھی سچا نہ تھا مگر حقیقت میں اُسکے پکے مسلمان ہونے
اور دین میں تعصب برتنے میں کوئی شک شبہہ نہ تھا پکے مسلمانوں
سے تعلیم اُس نے پائی تھی اور اغاز شباب میں عبادت پر متوجہہ تھا
یہاں تک کہ ایک بار اُس نے یہہ بات بھی کہی تھی کہ دنیا چھوڑ کر
فقیری کا جامہ پہنونگا اورعمر بھر اُس نے دین کی پابندی ایسی
ایسی باتوں میں ظاھر کی کہ کوئی کوئی بات اُن میں اُس کی
غرضوں کے مفید نہ تھی اور کوئی کوئی اُس کے مطلبوں کے صریح
مخالف تھی دعاؤں کے مانگنے اور نماز و قرآن کے پڑھنے اور
خدا کے پوجنے اور بری باتوں سے بچنے میں گرمجوشی دکھاتا
تھا یہاں تک کہ بظاھر یہہ گمان تھا کہ وہ اپنی محنت سے روٹی
کما کر کھاتا ھی علاوہ اُس کے عجز و انکسار کے برتنے اور کسی کے بھڑکانے
سے نہ بھڑکنے اور اڑے وقتوں میں خداھی پر بھروسا کرنے اورر خصوص
اُن عمدہ کوششوں کے پورے کرنے میں نہایت سعی و محنت اُس کی
مشکور ہوئی جو اسلام کے بڑھانے اور کفر کے گھٹانے میں اُسکی پائمردی
سے ظاھر ھوئیں مگر باوصف اِس کے خود کامی کا مضمون اُس میں ایسا
سمایا تھا کہ جب اخلاق و ملت کی کوئی بات اُس کی بلند نظری اور
طمع کشائی کے مانع مزاحم ھوتی تو پھر اُسکی کچھہ پروا نکرتا تھا اور
اپنے مطلب کے لیئے ھر قسم کے جرم و گناہ کا مرتکب ھوتا تھا اگرچہ اور
وقتوں میں طرح طرح کے وسواس اور اخلاق و مذھب کے خیالات اُس
کے جی میں گذرتی تھی *

ملکی کاموں میں مذھب کے قاعدوں سے کام لیا اور باعث یہہ تھا
کہ اُس وقت کا یہی مقتضی تھا اِس لیئے کہ اکبر کی انوکھی باتوں سے

اکثر مسلمانوں کو صدمہ پہونچا تھا جو اِس معمولي نفرت کے علاوہ کہ لوگوں کے خیالوں اور مذھبوں کو ازادي حاصل هوئي یهہ بات بهي سمجھتے تھے کہ همارے دین کي تخریب کا ارادہ کیا گیا بعد اُس کے جہانگیر اُس کي گدي پر بیٹھا اور اُس نے مسلمانوں کي پراني رسموں کو ایسے پیهکے پن سے دوبارہ رایج کیا کہ مسلمان لوگ اچھي طرح راضي نهوئے اور شاهجہان اُس کا بیٹا اگرچہ باپ کي نسبت کچھہ زیادہ مسلمان تھا مگر دارا شکوہ اُس کا پیارا بیٹا اکبر کے قدم بقدم چلتا تھا چنانچہ ایک کتاب اُسنے هندو مسلمانونکے مسائلوں میں تصنیف کي اور دونوں کي تطبیق اپس میں چاهي غرض کہ کوئي بات اِس سے زیادہ موثر منتخب نہیں هوسکتي تهي کہ دارا شکوہ اپنے فاسد عقیدوں کي بدولت مسلمانوں کے نزدیک اچھا نٹھہرے اور اورنگ زیب سے پابند مذهب کا مقابلہ کرنا دارا شکوہ سے اِس خاص صورت کے سوا ے معقول اور پسندیدہ ممکن نہ تھا کہ وہ اسلام کا پهلوان اور دارا شکوہ اُس کا مخالف کفر کا معاون سمجھا گیا اور مرزا شجاع کي نسبت اس باعث سے معزز و ممتاز تھا کہ مرزا شجاع شیعوں سے گھلا ملا رهتا تھا اور سني مسلمان اُس سے نفرت کرتے تھے *

مرزا مراد اپنے دل سے سخي اور جي کا بہادر تھا مگر سمجھہ بوجھہ اُس کي کامل نتهي اور کام اُس کے عام لوگوں کے سے دهندے تھے باقي دلیري اور خودرائي اور شهوت پرستي اور آرام جوئي کے علاوہ کوئي کام اُس کو نہ تھا اور اِن کاموں سے بڑھ کر کسي ترقي کا خواهاں نہ هوتا تھا † * ۔

---

† اِن شہزادوں کے اخلاق و عادات کا مذکور برنیر صاحب کے بیان سے لیا گیا اور واقعات مندرجہ خافي خاں اور رقعات اورنگ زیب کے چند مقاموں سے کچھہ کچھہ تبدیل اُن میں کي گئي اورنگ زیب نے شاهجهاں کا فرمودہ اپنے بیٹوں کي نسبت قلمبند کیا شاهجهاں نے فرمایا کہ بادشاهت کي شان و شوکت اور فوج کي حکومت کي لیاقت دارا شکوہ رکھتا هی مگر وہ ایسے لوگوں سے حسد کرتا هی جو نفر و عزت

جس بي بي سے یہہ چاروں بیتّی تھے ‡ اُسي بي بي سے دو بیتّیاں بھي تھیں منجملہ اُن کے بادشاہ بیگم بڑي بیتّي شاھجہاں کو پیاري تھي اور خدا تعالی نے حسن و نزاکت کے ساتھہ اُس کو فہم فراست بھي عنایت فرمایا تھا اور دارا شکوہ کے مقصودوں کي مدد و معاون رھتي تھي اور اِس لیئے کہ دوسري بیتّي روشن آرا بیگم میں بادشاہ بیگم کي شکل و شمایل کم تھي تو رعب داب اُس کا کم تھا اور بادشاہ کا التفات بھي اُس طرف تھوڑا تھا مگر فند و فطرت کي سازشوں اور محلسراے کے بھیدوں کي واقفیت سے اپنے پیارے بھائي اورنگ زیب کے بڑے کام آتي تھي *

دارا شکوہ کے انصرام سلطنت اور بھائیوں کي بغاوت کا بیان

جس خبر کے پھونچنے پر اورنگ زیب نے دارالسلطنت کا ارادہ کیا وہ روشن آرا بیگم کي بدولت حاصل ھوئي تھي بیان اُس کا یہہ ھی کہ شاھجہاں سرستھہ برس کو پھونچا تھا اور پچھلے دنوں میں کاھلي اور ارام طلبي کے باعث سے سلطنت کے کام کاج پر پوري پوري توجھہ نکرتا تھا اور اور بیتّوں کي نسبت دارا شکوہ کو یہہ مرتبہ دیا تھا کہ اُس کو وارث تخت سمجھہ کر جن کاموں کو خود نکرتا تھا اُن کو اس پر ڈالتا تھا غرض کہ اسي زمانہ میں بادشاہ کے گھتنے درد کرنے لگے اور پیشاب اُسکا بند ھوگیا اور کام کاج کے قابل نرھا یہاں تک کہ

کا دعوی رکھتے ھیں اور اسي سبب سے وہ بڑوں سے بھلا اور بھلوں سے برا ھی اور مرزا شجاع ایک شرابي کبابي اور مراد ایک نفس پرور اور شکم بندہ ھی اور اورنگ زیب اپنے کاموں اور صلاح و مشورت کي باتوں میں مراد اور شجاع دونوں پر فایق اور سرکاري کاموں کے بوجھہ اُٹھانے کے لایق ھی مگر شکوک شبہات سے معمور اور سب کي جانب سے بدگمان ھی اور کسي آدمي کو اعتماد کے قابل نھیں جانتا ۱۲ رقعہ اورنگ زیب موسومہ فرزند خود مندرجہ دستورالعمل آغائي

‡ گلیڈون صاحب کي تاریخ جہانگیر

گور کے کنارے پہونچ گیا § دارا شکوہ نے ایسی وقت میں اکتوبر سنہ ۱۶۵۷ ع مطابق هفتم ذي‌الحجہ سنہ ۱۰۶۷ هجري کو جگهہ جگهہ کي خط کتابت موقوف کرائي اور ایسی مسافروں کو کہیں آنے جانے ندیا جن کے ذریعہ سے بادشاہ کے سخت بیمار هولیکي خبر صوبوں میں پهیلني ممکن تهي مگر باوصف اِس کے بهائیوں کي تاک جهانک اور چالاکیوں سے بہت دنوں تک بہہ نسکا اور خصوص اورنگ زیب کو اوسکي کل حرکتوں اور فعلوں کي اُس لڑائي کے تمام زمانہ میں ذرا ذرا خبر پهونچتي رهي جسکا بیان آگی آویگا *

ایسی آڑے وقت میں پہلے پہل مرزا شجاع نائب‌السلطنت بنگالہ نے میدان میں قدم رکها چنانچہ اوسنے ساري فوج اپني اکهٹي کي اور دارالسلطنت کے ارادہ پر بہار تک چلا آیا بعد اوس کے مرزا مراد نایب‌السلطنت گجرات نے مرزا شجاع کي پیروي کي چنانچہ ضلع کے خزانوں پر تصرف کیا اور سورت کو آ گهیرا جهاں کا حاکم محکوم اوسکا نتها اور بہت سے روپیہ کے وهاں جمع هونے کا خیال اوسنے کیا *

اورنگ زیب نے زیادہ هوشیاري برتي کہ آسنی شجاع اور مرادکي مانند بادشاهي کا خطاب اختیار نہ کیا اگرچہ اپنے صوبہ کي شمالي سرحد تک آیا اور اپني فوج کو طیاري کا حکم سنایا مگر جب تک کہ دارا شکوہ کي طرف سے بصیغہ بادشاهت میر جملہ وغیرہ سرداران فوج کے نام یہہ حکم نہ آیا کہ اورنگ زیب کے تحت حکومت نرهو اور اُس کے نشان سے الگ هو جاؤ تب تک وہ علانیہ جنگ و پرخاش پر آمادہ نهوا میر جملہ مغلوں کي ملازمت کے بعد آگرہ میں بلوایا گیا تها اور بڑے بڑے عهدوں پر معزز اور ممتاز هوا تها اور بعد آس کے دکن کو واپس روانہ کیا گیا تها مگر کل خاندان آس کا آگرہ میں موجود تها اور اسي لیئے بادشاہ کي نافرماني میں آن نتیجوں کا اندیشہ تها جو نافرماني

§ خافي خان

کي صورت میں اُس کے خاندان والوں کو پیش آتي مگر اورنگ زیب نے ایک بات ایسي اُس کو سوجھائي که اُس کي پریشاني دور هوگئي *

ایک تدبیر کي رو سے جو آپس کي صلاح و مشورت سے نکالي گئي تهي اورنگ زیب نے میر جمله کو اپنے دربار میں بلایا میر جمله نے پریشاني ظاهر کي اور تعمیل حکم میں توقف کیا مگر جب که وه کام ناکام اُسکے دربار میں حاضر هوا تو اورنگ زیب نے دولت آباد کے قلعه میں مقید رهنے کا حکم دیا اور میر جمله کے ماتحت سردار اپنے افسر کي خفیه اجازت سے اورنگ زیب کي خدمت میں حاضر رهے بعد آسکے اورنگ زیب نے پرده تو اوٹهایا مگر اپنے معمولي چالیں چلتا رها چنانچه اُس نے دارا شکوه اور شجاع کو آپس میں لڑنے بهڑنے دیا تاکه اونکے کم زور هونیسے اپنے تئیں فایده پهونچے اور اپنے جوڑتوڑوں کو مراد کے رفیق و موافق بنانے میں صرف کیا جس سے یهه امید تهي که وه اوس کے هاتهوں میں بطور ایک آله کے رهیگا غرض که اوسنے مراد کو ایک خط اِس مضمون سے لکها که میں تمهارا خیر خواه اور برادر مخلص هوں اور تخت نشیني تمکو مبارک هو باقي میرا یهه اراده هي که میں مکه کو جاؤں اور کنج عزلت میں بیٹهه کر خدا کي یاد کروں اور دنیا کو چهوڑوں اور باوصف اِس کے لامذهب داراشکوه کے مقابله پر تیرا ساتهي بهي هوں اور ابتک که همارا باپ جیتا جاگتا هی تو هم کو چاهیئی که اُس کي خدمت میں حاضر هوں اگر وه همسے بعنایت پیش آوے تو اُس کو اُس رعب داب سے بچاویں جو داراشکوه نے آسپر حاصل کیا اور اپنے بهائي داراشکوه کي غلط فهمي کي معافي چاهیں اور اب اسي عرصه میں همکو یهه مناسب هی که هم اپني فوجیں اکٹهي کریں اور کافر جسونت راے سے بمقابله پیش آویں جو همارے لیئے روانه کیا گیا † اگرچه یهه بات قرین قیاس نهیں که مرزا

† خافي خاں

مراد اورنگ زیب کي ایسي خلاف توقع باتوں سے دھوکه میں آیا ھو مگر اوس نے موتي چال کو اپنے اوستادانه پیرایوں سے چھپایا تھا غرض که مراد ایک سیدھا سادھا آدمي تھا چنانچه اُس نے اورنگ زیب کي بناوٹوں اور خوشامد آمیز فقروں کو بہت کان دھر کر سنا اور کسي طرح کا شک و شبهه جي میں نه لایا اور اپنے خفیف معامله کي تائید و اعانت سے جس کي توقع آس کو بہت تھوڑي تھي نہایت شاداں و فرحاں ھوا *

اِس سے پہلے دارا شکوه اپنے حریفوں کے مقابله کي تدبیریں ٹھیک ٹھاک کرچکا تھا چنانچه اُسنے راجه جسونت سنگھه کو مراد اور اورنگ‌زیب کي دیکھه بھال کے لیئے مالوه میں روانه کیا تھا اور یهه آس کو سمجھا دیا تھا که حسب تقاضاے وقت جیسا که شایاں و مناسب ھووے ساري فوج سے آن کا مقابله کرے یا فوج کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے بمقابله پیش آوے بعد آس کے نومبر سنه ۱۶۵۷ ع مطابق چوتھي ربیع‌الاول سنه ۱۰۶۸ هجري میں دلي سے آگره کي جانب بڑھا اور اپنے بیٹے سلیمان شکوه کے ساتھه ایک فوج اپني کرکے بتائید راجه جے سنگھه کے مرزا شجاع کے مقابله پر بھیجا جو بنگاله سے چلا آتا تھا اور یهه وه زمانه تھا که اس زمانه میں شاهجہاں نے کامل شفا پائي تھي اور اپني سلطنت پر دو باره قبضه کرنے کے قابل ھوگیاتھا مگر اور شاهزادوں کي بد وضعي اور بد چلني سے داراشکوه پر اعتماد اُس کا زیاده ھوتا گیا چنانچه اس نے شاهزاده مرزا شجاع کے نام اس مضمون سے ایک شقه مضبوط لفظوں کا لکھا که تو اپني حکومت گاه کو واپس چلا جا مگر مرزا شجاع نے شقه مذکور کو دارا شکوه کا جوڑ تصور کیا اور اب بھي بادشاه کے شفا پانے کو مشتبه سمجھے گیا اور دارالخلافت کي طرف بڑھتا آیا یہاں تک که مرزا سلیماں شکوه آس سے بنارس کے قرب و جوار میں مقابل ھوا چنانچه شجاع سے لڑائي ھوئي مرزا شجاع کي فوج اگرچه منتشر تو نهوئي مگر اوس نے شکست فاحش کھائي چنانچه مرزا شجاع بنگاله جانے پر مجبور ھوا *

اسي عرصه میں آخر مارچ سنه ۱۶۵۸ ع مطابق ۲۵ جمادي الثاني سنه ۱۰۶۸ هجري میں اورنگ زیب نے برهانپور † سے مالوه کو کوچ کیا اور مرزا مراد اپنے بهائي سے ملاقي هوا اور دونوں کي فوجیں باهم هوکر جسونت راے پر روانه هوئیں جو اوجین کے قریب اپني چهاوني ڈالی پڑا تها راجه نے اپني فوج کو دریاے سیپرا کے کنارے پر آراسته کیا یهه دریا اگرچه اوس زمانه میں خشک هونے کے قریب تها مگر جس زمین پر بهتا تها اوسکے پهاڑي هونیکے باعث سے وار پار اوترنیکا بڑا مانع مزاحم تها یهه لڑائي اپریل سنه الیه مطابق ماه رجب سنه الیه میں واقع هوئي اور راجپوت بڑي دلیري دلاوري سے لڑے مگر جب که باقي فوج نے تائید اون کي اچهي طرح نکي تو وه لڑائي هار گئے اور تصفیه اِس لڑائي کا مرزا مراد کي بهادري سے هوا غرض که جسونت سنگهه اپني پراگنده فوج کو لیئے هوئی اپنے ملک کو چلا گیا اور باقي فوج بادشاهي تتربتر هوگئي ‡ بعد اوس کے جب اورنگ زیب نے اپنے سرداروں پر انعام تقسیم کیا تو مراد کي شکر گذاري کے لیئے اون کو بهیجا گویا که وهي شاهزاده اِس فخر و عزت کا سرچشمه اور شان و شوکت کا سرمایه هی اور جب که اورنگ زیب اوس سے پهلے پهل ملا تها تو اوس نے باهم متفق رهنے کا قول و قسم کیا تها چنانچه بعد اس لڑائي کے وه اپني بات پر قایم رها اور صدق و صداقت اور زور و متانت سے وه وعدے اپنے کیئے گیا اگرچه اورنگ زیب اپني حسن و لیاقت کے ذریعه سے لڑائي کے تمام کاربار پر قابض و متصرف تها مگر لڑائي کے سارے زمانه میں جاں نثاري اور نیازمندي جتاتا رها اور چهوٹے بهائي کو بڑا

---

† خافي خاں

‡ برنیر صاحب بادشاهي فوج میں تهوڑے هي عرصه بعد اِس لڑائي کے آئی تهے چنانچه وه صاحب قاسم خاں بادشاهي فوج کے دوسرے سردار کو نمک حرام بتاتے هیں یعني اُسنے مخالفوں سے موافقت کي اور حق نمک ادا نکیا — ایضا خافي خاں

سمجھتا رہا اور تمام موقعوں پر تواضع اور مدارات اوسکي کرتا رہا || بعد اوس کے یہہ دونوں بھائي خفیف خفیف کوچ کرتے ہوئی آگے کو بڑھے یہاں‌تک کہ وہ شعبان سنہ ۱۰۶۸ مطابق مئي سنہ ۱۶۵۸ع کو دریاے چنبل تک پہونچے جو گوالیار کے قریب اور دھولپور کے نیچے بہتا ہی اور جو جو انتظام اوس دریا کي حفظ و حراست کي غرض سے داراشکوہ نے کیئے تھے وہ اورنگ زیب کي عمدہ تدبیروں سے بے کار ہوگئی یہاں تک کہ فوج اوس کي‌بلاتکلف دریا پار اُترگئي *

جسونت راے کي لڑائي سے پہلے شاہجہاں شدت گرمي کے مارے اگرہ سے دلي کو روانہ ہو گیا تھا اور جب کہ اُسنے یہہ بري خبر سني کہ جسونت سنگھہ نے لڑائي ہاري تو بلا رضا و رغبت وہ دلي سے آگرہ کو واپس آیا اور وہاں آکر یہہ دیکھا کہ دارا شکوہ نے میر جملہ کے بیٹے محمد امین کو مقید کیا ہی مگر جب کہ شاہجہاں نے اس حرکت کو پسندیدہ نہ سمجھا تو خود داراشکوہ نے حکم اپنا منسوخ کیا اگرچہ خود بادشاہ اس زمانہ میں شدت مرض کے مارے ضعیف و نحیف تھا مگر باوصف اس کے خیموں کي استادگي کا حکم اُس نے صادر فرمایا اور بذات خود لڑائي پرجانے کا اُسنے ارادہ کیا اور یہہ اُمید اُسکو قوي تھي کہ میري موجودگي اور حکم و حکومت کے باعث سے باہم تصفیہ ہو جاویگا اور ایسي لڑائي واقع نہوگي جسکے ہونے سے طرح طرح کي بلائیں مصیبتیں خود اس پراور فریقین پر نازل ہوویں مگر اُسکے سالے شایستہ‌خاں نے روک تھام اُسکي کي اور اس ارادہ سے اُسکو باز رکھا اور حقیقت یہہ تھي کہ اگر شاہجہاں اس ارادہ کو پورا کرتا تو گو فوجوں پر تھوڑا بہت اثر اوسکا ہوتا مگر بیٹوں کے حق میں کارگر نہ پڑتا اس لیئی کہ شاہزادوں کي یہہ نوبت پہونچي تھي کہ اپنے ارادوں سے پھرنا اور شاہجہاں کي حیات موہوم پر اپني سلامتي کا بھروسا کرنا اب ممکن نہ تھا *

|| خافي‌خاں و برنیر صاحب

دارا شکوہ اس آشتي سے اس ليئے خوش نہ تھا کہ آسکے ہونے سے نا محدود اختیار اوسکا بجاے خود باقي نہ رہتا اور بدستور سابق ساري سلطنت کا انصرام و اهتمام اوسکے باپ کے قبض و تصرف میں چلا جاتا غرض کہ دارا شکوہ نے اسي واقعي خیال سے اور نیز اپني فوج کي کثرت تعداد کے بھروسے پر سلیمان شکوہ اپنے بیٹے کا انتظار بھي نہ کیا جو آسکي فوج کا عمدہ تکڑا همراہ اپني لیئے هوئے بنارس سے چلا آتا تھا یہانتک کہ داراشکوہ اپنے باپ کي تاکید و فہمایش کے خلاف پر ایک ایسي فوج اپنے ساتھہ لیکر آگرہ سے روانہ هوا جو کثرت تعداد اور درستي ساز و سامان کي حیثیت سے ایسي معلوم هوتي تھي کہ کوئي فوج اُسکي ٹکر نہ اُٹھا سکیگي مگر حقیقت میں اپنے حاکم کے غرور و نخوت اور سرداروں کي نمک حرامي اور چنے چنے لڑنے والوں کے موجود نہونے سے بہت کمزور هوگئي † تھي *

غرض کہ آغاز جون سنہ ۱۶۵۸ع مطابق ششم رمضان سنہ ۱۰۶۸ع کو دونوں فوجیں یعنے اورنگ زیب اور داراشکوہ کے لاؤ لشکر شاماگڈہ واقع متصل آگرہ پر پہونچي اور دوسرے روز آپسمیں صف بندي توهوئي مگر اگلي صبح تک لڑائي بھڑائي نہ هوئي *

دارا شکوہ کیطرف سے لڑائي شروع هوئي یعني اوسکي فوج کے ایک رسالہ نے جو رستم خاں رسالہ دار کے زیر حکومت تھا آپ اپني طرف سے پہلے پہل چھیڑ اوٹھائي مگر وہ رسالہ اُن توپوں کي قطار میں گھس بیٹھہ نہ سکا جو اورنگ زیب کي فوج کے سامنے مرتب کي گئي تھیں اور ایسے هي دوسرا دھاوا بھي جو خود دارا شکوہ نے کیا تھا نا کام رہا اور

---

† خافي خاں بیان کرتا هی کہ داراشکوہ کي فوج آگرہ میں ستر هزار سواروں سے زیادہ تھي اور هاتھي اور توپیں بلا شمار تھیں اگرچہ برنیر صاحب هندوستان کے بیان کو هجوم و کثرت کے مقدمہ میں عموما اعتبار نہیں کرتے مگر یہاں وہ صاحب خیال کرتے هیں کہ دارا شکوہ کے پاس ایک لاکھہ سوار اور بیس هزار پیادے اور اُسي توپیں هونگي اور اورنگ‌زیب و مراد کي فوجوں کو تیس یا پینتیس هزار سوار بتاتے هیں

بالکل ضایع گیا مگر اُس نے مرۃ بعد اخری اور کرۃ بعد اولی اپنے دهاروں کو جاري رکها اور عین مرکز لشکر پر جهاں اورنگ زیب اپني همت باندهے کهڑا تها متواتر حملوں کي بوچهاریں برساتا رها اور اسي عرصه میں تین هزار اوزبکوں نے مرزا مراد پر حمله کیا اور تیروں کي ایسي بوچهاریں برسائیں که مرزا مراد ان کے مقابله پر بدشواري ٹهر سکا اگرچه آسکے هاتهي نے تیروں کي مار ماروں سے بهاگنا چاها مگر اس نے پانو میں بهاري زنجیر ڈلوائي اور اس زنجیر کے ڈالنے سے اپنے بهاگنے کے اختیار و قدرت کو منقطع کیا بعد اس کهمسان کے جو اوزبکوں سے واقع هوا ایک اور دهاوا ظهور میں آیا یعني راجپوتوں کے بهت بڑے گروه نے مرزا مراد پراس تندي تیزي سے حمله کیا که کوئي چیز آسکو روک نه سکتي تهي منجمله اونکے راجه رام سنگهه اُن کے سردارنے جو زعفراني جامه پهنی هوئے اور مرصع کلغي لگائے هوئے آتا تها مرزا مراد کي طرف اپنا گهوڑا دوڑایا اور بهالا تول کر مرزا مراد پر چلایا اور مهاوت کو للکار کر هاتي بتهانے کو کها مراد نے اوسکا بهالا اپني ڈهال پر روکا اور ایک تیر آبدار کے ذریعه سے شربت مرگ اوس کو چکهایا ‡ اور جبکه راجه رام سنگهه اوس کے تیر کي مار سے پچهاڑ کهاکر گرا اور لوٹ پوٹ کر مر گیا تو راجپوتوں کے غیظ و غضب کو جوش آیا اور ایسے جي توڑ کر لڑے که مرزا مراد کے هاتهي کے آس پاس اونکي لاشوں کے پشتے بنده گئے اگرچه اورنگ زیب اسوقت میں بهائي کي اعانت پرانے کو آماده تها مگر وه جهاں کهیں تها وهیں اوس کو نهایت مصروفي مشغولي کا موقع هاتهه آیا یعني داراشکوه نے اورنگ زیب کي توپوں کي قطار کو توڑ کر قلب لشکر پر دهاوا کیا اور دهاوے کي تندي اور فوج کي فراواني سے جو چیز اوسکے سامنے پڑي اسکو ٹهکانے لگایا *

---

‡ کرنیل ٹاڈ صاحب نے اس دهاوے کو بوندي والے راجه چتر سال سے نسبت کیا جو شاهجهاں کے عهد و دولت میں مشهور سرداران فوج سے گنا جاتا تها اور اسي لڑائي میں مارا گیا — خافي خاں برنیر صاحب

اگرچه اس دھاوے کي تندي سے ساري فوج میں ھل چل پڑي مگر اورنگ زیب اپني ذات سے مضبوط و مستحکم رھا چنانچه جہاں کہیں بڑا خطرہ معلوم کرتا تھا وھیں اپنا ھاتھي دوڑاتا تھا اور بآواز بلند اپنے لوگوں سے کہتا تھا که خدا تمہارا ساتھي ھی اور تمھاري بازگشت اوسیکي طرف ھی اور کوئي پشت پناہ اُسکے سوا نہیں اُسي گھمسان میں راجه روپ سنگھه اپنے گھوڑے سے کودا اور اورنگ زیب کے ھاتھي تک پہونچکر اُس کے تنگ کو کاٹنے لگا اورنگ زیب اوسکي دلیري دلاوري سے حیران رھا اور اُسپر پریشاني کیوقت اپنے لوگوں سے پکار کر کہا که اس گبرو کو ضایع نه کرنا مگر اوسکي آواز کے پہونچنے سے پہلے وہ پاش پاش ھو چکا تھا بعد اوسکے جب مرزا مراد نے راجپوتوں کے ھٹانے بھگانے سے فرصت پائي تو دارا شکوہ کے قلب لشکر پر متوجهه ھوا اور جب که داراشکوہ نے راجپوتوں کے مارے جانے اور بھاگ آنے سے اپني فوج کے دائیں بازو کو دشمن کے حمله کے لیئے کشادہ پایا تو اپنے حمله کي قوت کم کرنے پر مجبور ھوا جو مخالف کے قلب لشکر پر پھیلي ھوئي تھي اگرچه یهه احتمال غالب تھا که دارا شکوہ اپني فوج کي کثرت و فراواني سے انجام کو کامیاب ھوجاتا مگر ایسي حالت میں که وہ اپنے ھاتھي کو جو ساري فوج کو دکھائي دیتا تھا آگے بڑھائے جاتا تھا اور اپني للکار سے فوج کي ھمت بڑھاتا جاتا تھا اور ھاتھه کے اشارہ سے آگے بڑھنے کا اشارہ کرتا تھا مخالف کي فوج سے ایک بان ایسا آکر لگا که ھاتھي اُس کا بے قابو ھو گیا یہاں تک که کام نا کام اپنے ھاتھي سے کود کر گھوڑے پر سوار ھوا اور جب که دارا شکوہ دور دور کي فوج کو نظر نه پڑا تو اون لوگوں میں پریشاني نے پاؤں اپنے پھیلائے اور جب که گھوڑے کي سواري کے بعد ایک ملازم اوس کا جو اوسکے ترکش باندہ رھا تھا فوج مخالف کے تیر گولي سے گرا تو پاس پاس کے لوگوں میں بھي پریشاني پھیلي اور ساري فوج میں ھل چل پڑ گئي ایشیا کا دستور یهه ھی که سردار کے مارے جانے سے اکثر ھار

هوتي هی اور آپس کي ملکي لڑائي میں اوسکے کام آئے سے وہ معاملہ نیست و نابود هوجاتا هی جس پر لڑائي واقع هوتي هی حاصل یہہ کہ جب یہہ پریشاني واقع هوئي تو دارا شکوہ کي کامیابي بیکار سمجھي گئي اور هرشخص کو اپني جان مال کے لالے پڑے یہاں تک کہ پانو اوس فوج کے بھي اوکھڑنے لگے جو لڑائي بھڑائي سے اب تک محفوظ و مامون تھي اور بادشاہ زادے لڑائي کے کھیت سے منھہ پھیر کر قلب لشکر کو چیرچار کر پیچھے کو بھاگے اور سامنے کي فوج اور خود داراشکوہ کو بھاگنے پر مجبور کیا *

جوں هي کہ فتح و نصرت کا تصفیہ هوا تو اورنگ زیب سجدہ میں گرا اور خداتعالی کا شکر اُس لطف و عنایت کي بابت بجا لایا جو ایسے اڑے وقت میں اُسکي جناب کبر یا انتساب سے فایض هوئي بعد اُس کے مرزا مراد کو سلام کیا اور حصول سلطنت کي مبارکبادي دي اور جب کہ اُسنے مرزا مراد کے هودے کو تیروں کي بوچھاڑوں سے چھلني پایا اور خود اُسکو بھي کہیں کہیں زخمي دیکھا تو فتح و ظفر پرهشاشي بشاشي ظاهر کر کے اُس کے چہرہ کو لہو سے پرچھانے اور بڑا پیار اور نہایت مہر و محبت ظاهر کرنے † لگا *

جب کہ یہہ معاملہ میدان میں هو رہا تھا تو بد نصیب داراشکوہ شامت کا مارا آگرہ کي جانب بھاگا جاتا تھا چنانچہ شام کے وقت اُسي خرابي تباهي سے دو هزار سواروں سمیت آگرہ میں داخل هوا جسمیں اکثر لوگ اُدکے زخمي تھے اور منجملہ اُس بڑي فوج کے جو همراہ اُسکے گئي تھي یہي لوگ اُسکي خدمتگذاري کو باقي رہ گئے تھے شرم کے مارے باپ کے سامنے نہ گیا اسلیئے کہ اُسکي راے کے خلاف اُسنے یہہ کام کیا تھا

† مراد کے هودے کو فرخ سیر بادشاہ کے عہد دولت تک بطور عجایب چیزوں کے امانت رکھا تھا چنانچہ خافي خاں کے زمانہ تک جسکو خود اُس نے بھي دیکھا تھا وہ هودا موجود تھا اور بقول اُسکے تیروں کے هجوم سے خار پشت کي مانند آمودہ اندودہ تھا

اگر وہ اُسکي تدبير پر چلتا تو شايد يهه ذلت نه اُتهاتا بعد اُسکے محل سلطاني سے بهاري مول کي دو چار چيزين ليکر جورو بچوں سميت آگرہ سے دلي کو چلتا هوا آگرہ سے تين منزل پهونچ چکا تها که وہ پانچ هزار سوار اُس سے جا کر ملے جنکو بادشاہ نے اُس کي کمک کے ليئے بهيجا ‡ تها *

اورنگ زيب کا آگرہ ميں داخل هونا

لڑائي پر تين دن گذرے تهے که اورنگ زيب آگرہ کو روانه هوا چنانچه اُسنے شهر پناہ کے سامنے ڈيرے لگائے اور جون سنه ۱۶۵۸ ع مطابق

---

‡ اس لڑائي کے بيان ميں بعض حالات برنير صاحب سے ليکر بيان کيئے گئے مگر خافي خاں کے بيان کو عموماً ترجيح اس ليئےدي گئي که خافي خاں تقريري اور تحريري بيانوں کے علاوہ اپنے باپ کا حواله بهي ديتا هے جو خود لڑائي ميں موجود تها اگرچه برنير صاحب بهي اسي زمانه کے قريب تهے اور وہ عمدہ لکهنے والے هيں مگر تقريري اور تحريري واقفيت اُن کي محدود هوگي اور هندوستانيوں پر راے لگانے کے ذريعه اُنکے پاس کچهه تهوڑے موجود هونگے علاوہ اُس کے اُن کے بيان ميں ايسي ايسي حکايتيں مذکور هيں جو لوگوں کي بناوٹيں معلوم هوتي هيں چنانچه اُنهوں نے داراشکوہ کے هاتهي سے اُترنے کي وجهه بيان کي هے که عين فتح کيوقت ميں کسي سازشي صلاح کار نے اُسکو اُترنے کي مشورت سوجهائي اور خافي خاں کا يهه بيان هے که داراشکوہ ايسي گهبراهٹ ميں اوترنے پر مجبور هوا که اُس نے جو تيان بهي هودے ميں چهوڑيں اور ننگے پانو اور بلا هتياروں گهوڑے پر سوار هوا علاوہ اسکے برنير صاحب نے شاهجهاں کي سازش اورنگ زيب کے پکڑنے ميں اور بجواب اُسکے اورنگ زيب کي سازش شاهجهاں کو گرفتار کرنے ميں اور پهر کاميابي اُس کي بيان کي حالانکه يهه بات سچي معلوم نهيں هوتي اور خافي خاں نے کچهه بيان اُس کا نهيں کيا واضح هو که جو جو حال اس ميں اورنگ زيب کے مفيد و نافع لکهے گئے هيں وہ ديکهه بهال اور چهان بين کے قابل هيں اسليئے که اگرچه برنير صاحب داراشکوہ کي پاک طينتي اور صاف نيتي کا شيفته فريفته تها مگر اورنگ زيب اُسکا اقا دارا شکوہ کا دشمن تها اور خافي خاں بهي دارا شکوہ سے مذهبي عداوت رکهتا تها اور ان دونوں مورخوں نے يهه حالات اُس زمانے ميں لکهے هيں که اورنگ زيب اچهي طرح کامياب هو چکا تها اور جگهه جگهه اُس کي پکي مسلماني اور بڑي بادشاهي کا شهرہ پهيل گيا تها

دسویں رمضان سنہ ۱۰۶۸ع هجري کو شهر پر قابض هوا بعد اُس کے تهورے دنوں گذرنے پر بادشاهي محلوں پر تصرف کیا اور باپ کي خدمت میں بڑے عجز و انکسار سے عریضے بهیجتا رها اور جو کام اُس سے ظهور میں آئے اُن کا عذر اوسنے پیش کیا که بمقتضاے ضرورت یهه کام اوس سے واقع هوئے باقي خدا نخواسته آپ کي خدمت میں کسي قسم کي گستاخي بے ادبي نهوگي میں ویساهي خادم اور نیازمند آپکا هوں جیسا که پہلے سے تها یهه غالب هی که اورنگ زیب اپنے جي سے اسباب پر راضي تها که باپ کو راضي رکهے اور اوسیکے نام سے حکومت کرتا رهے مگر جب که اوسکو یهه بات دریافت هوئي که باپ کے نزدیک اعتماد اپنا حاصل کرنا اور دارا شکوه کي مهر و محبت کو باپ کے جي سے دهونا ممکن و متصور نهیں تو اوسنے اپنے بیتے محمد سلطان کو قلعه مبارک پر کامل قبض و تصرف کرنے اور آنے جانے والوں کو روکنے ٹوکنے کي غرض سے روانه کیا اور باوجود اس کے شاهجهاں کي تعظیم تکریم از حد هوتي رهي مگر سلطنت اوسکي اسي زمانه سے ختم هوئي اگرچه بعد اُسکے سات برس تک زنده رها باقي یهه وجهه دریافت نهیں هوتي که ایسا لایق فایق بادشاه تخت سے اوتارا جاوے اور اوسکے پورانے ملازموں میں سے کوئي حامي کار اوسکا نهووے اور اصل حقیقت یهه تهي که عیش و عشرت میں پڑنے سے اوسکي سمجهه بوجهه میں فرق و فتور آگیا تها اور اسلیئے که اوس نے ایک مدت سے فوج کي سرداري سے هاتهه اوتهایا تها تو فوج والوں نے اپنے التفاتوں کو اُن شهزادوں پر متوجهه کیا تها جو اونکو میدانوں میں لڑائي پر لیجاتے تهے اور اُنکے ذریعوں سے انعام و اکرام ان میں تقسیم هوتے تهے علاوه ان کے اورنگ زیب کا حسن لیاقت اور جوهر قابلیت بهي باعث پڑا اس لیئے که اورنگ زیب اگرچه حکومت کے مقدموں اور باقي معاملوں میں بهي اچها خاصا تها مگر سازشوں کي روک تهام اور مفسدوں کے انتظام و اهتمام میں اور معاملونکي نسبت بهت زیاده کامیاب هوا *

اورنگ زیب کا مراد کو قید کرنا

جب کہ اورنگ زیب کا کام نکل چکا اور شاهزادہ مراد سے کچھہ مطلب باقي نہ رہا تو اُس نے اُسکو اُس سلطنت سے بلا دشواري اور بلا سبب علاحدہ کیا جسکا اُسکو بظاہر مالک بنا رکھا تھا چنانچہ اُسنے اُس سیدھے سادھے بادشاہ زادہ کو عجز و انکسار کے برتاؤ اور نذر بھینٹ کے چڑھاؤ اور مہر و محبت کے پہیلاو سے جبتک دھوکہ میں رکھا کہ وہ دونوں دارا شکوہ کے پیچھے آگرہ سے روانہ ہوئے غرضکہ ایک روز اُسنے مرزا مراد کو شام کے وقت اپنے دسترخوان پر بلایا اور اپنے مذهبي وسواسوں کو اسقدر ڈھیلا چھوڑا کہ بے تکلف پیالے چلنے لگی یہانتک کہ مرزا مراد اسقدر پي گیا کہ بالکل از خود رفتہ ہو گیا اور جب کہ یہہ حال اُس کا ہوا تو ہتیار اُسکے چھینے گئے او اُسکي طرف سے کوئي مقابلہ پیش نہوا غرضکہ پابزنجیر کر کے ایک ہاتھي پر سوار کیا گیا اور سلیم گڈہ کو بھیجا گیا جو دلي کے لال قلعہ کا ایک ٹکڑا گنا جاتا ہی اور تین ہاتي باقي طرفوں کي طرف اُسیقدر محافظوں کے ساتھہ اس غرض سے روانہ کیئے کہ لوگوں پر یہہ بات نہ کھلے کہ وہ کہاں پہونچایا گیا بعد اُس کے گوالیار کے قلعہ میں منتقل کیا گیا جو اُس زمانہ میں بڑے مجرموں کے لیئے بڑا قید خانہ قرار دیا گیا تھا بعد اُس کے اورنگ زیب آگے کو دلي کي جانب بڑھتا چلا جہاں اُسنے بادشاہت اختیار کي اور اپني بادشاہت کي منادي پھروائي ‡ مگر اُس نے اپنے نام کا سکہ اپني تخت نشیني کے پہلي سالگرہ تک جاري نہ کیا اور نہ جب تک تاج اپنے سر پر رکھا مگر بعد اُسکے اُسنے یکم ذي‌قعدہ سنہ ۱۰۶۸ ہجري مطابق بستم اگست سنہ ۱۶۵۸ع کو تاج و تخت کو عزت بخشي اور یہي باعث ہوا کہ اُسکي سلطنت کي تاریخوں میں گونہ پریشاني واقع ہوئي *

---

‡ خافي خاں

شاهجہاں کے عہد دولت کي شادابي کا بیان

اگرچہ شاهجہاں کي سلطنت بطور معقول اختتام کو نہ پہونچي مگر گمان غالب یہہ هی کہ هندوستان کي سلطنتوں میں سے وہ سلطنت نہایت عمدہ هوئي اور باوصف اس کے کہ وہ بعض بعض وقتوں میں غیر ملکي لڑائیوں میں کہنا رہا رہا مگر اوسکے خاص ملک کا امن چین بطور خود قایم دایم اور ایشیا کي بہت سي سلطنتوں کي نسبت آسکي سلطنت میں انتظام و اهتمام اچھا رہا *

باوجود اِسکے کہ یہہ بادشاہ آرام و آسایش کا شیفتہ اور عیش و انشاط کا فریفتہ تھا اور باوصف اس کے کشمیر جنت نظیر کے آنے جانے اور عمدہ عمدہ عمارتوں کے چنانے بنانے میں جنکا شوق ذوق آس کو دامنگیر رهتا تھا ملک کے انتظام و اهتمام اور کاربار سلطنت کي اصلاح و انصرام سے غافل رهنے کو گوارا نکرتا تھا چنانچہ آس نے اِسي باعث سے اور نیز اپنے لیئے عمدہ وزیروں کے انتخاب کرنے سے سلطنت کے نظم و نسق اور حکومت کے بست و کشاد میں کسي قسم کے خلل کو دخیل نہونے دیا بلکہ اُس نے عمدہ عمدہ باتیں ایجاد کیں جیسے کہ جمعبندي اور زرلگان کے قایم کرنیکي غرض سے دکن کي پیمایش کي خافي خاں جو اُن زمانوں کا نہایت عمدہ مورخ هی بیان کرتا هی کہ اگرچہ اکبر بادشاہ از روے فیروز مندي اور قانون تراشي کے شہرہ آفاق اور مشہور اکناف هوا مگر ملک و محاصل کے نظم و نسق اور سلطنت کے هر محکمہ کے انتظام و اهتمام کي حیثیت سے کوئي بادشاہ ایسا نہیں گذرا جیسا کہ یہہ شاهجہاں تھا *

یہہ مانا کہ اور بادشاهوں کي نسبت شاهجہاں کي حکومت تھوڑي بہت اچھي خاصي تھي مگر یہہ سمجھنا مناسب نہیں کہ وہ حکومت اُن قباحتوں سے پاک صاف تھي جو خود مختار بادشاهوں کي حکومتوں میں همیشہ پائي جاتي هیں اِس لیئے کہ یہہ بات خیال میں آتي هی کہ مال کے حاکم کسیقدر زور و ظلم سے محاصل وصول کرتے هونگے اور

داد رسانی کے افسروں میں لین دین کا چرچا اور رشوت ستانی کا اجرا هوگا چنانچه یورپ والوں کی گواهی اس مقدمه کی نسبت همارے پاس موجود هی که پرمٹ والے حکام اپنے لیئے مال لوگوں کا چهین جهپٹ سے لیتے تهے اور صوبونکے حکام اپنی خود مختاری سے هر طرح کا زور ظلم عمل میں لاتے تهے مگر باوصف ان نقصانوں کے لحاظ کے بہت سی باتیں ایسی باقی رهتی هیں که اُن کے دیکهنے بهالنے سے صاف یهه دریافت هوتا هی که شاهجهاں کے عهد حکومت میں هندوستان کی حالت شادابی اور سر سبزی پر قایم تهی † *

دلی سے دارالسلطنت کے بدلنے سے یهه دریافت هوتا هی که یهه بادشاه اپنی ذاتی دولت سے سرکاری دولت کے علاوه معمور و مشحون تها منڈوسلو صاحب بیان کرتے هیں که اگره شاهجهاں کے وقتوں میں اصفهان سے دوگنا تها چنانچه اُس میں عمده عمده بازار اور اچهی اچهی دوکانیں اور بہت کثرت سے غسل خانے اور بہت سی کاروان سرائیں موجود تهیں اور یهه شادابی اور آبادی صرف اُن مقاموں میں محدود نتهی

---

† ٹیورنیر صاحب جس نے هندوستان کے اکثر حصوں کو مکرر سه کرر دیکها بهالا بیان کرتے هیں که شاهجهاں بادشاه اپنی رعایا پر ایسی حکومت کرتا رها جیسے کوئی باپ اپنے بال بچوں کی نگرانی کرتا هی اور یهی صاحب اُسکی ملکی حکومت کی چابکی چستی اور جان مال کی حفظ و حراست کو بڑے مبالغه سے لکهتے هیں جو بادشاه کی سعی و محنت کی بدولت رعایا کو حاصل تهی اور ڈلاوالی صاحب جس نے جهانگیر کی اخیر سلطنت یعنی سنه ۱۶۲۳ ع میں جب که شاهجهاں اُس کے بیٹے کے عهد دولت کی نسبت سلطنت کا کام ابتر تها تاریخ لکهی یهه بیان کرتے هیں که شاهجهاں کے زمانه میں سارے لوگ اپنی اوقات امن چین سے شریفوں کی طرح کاٹتے تهے اور جان مال کی حراست بهی اُنکو بخوبی حاصل تهی اور وجهه اُسکی یهه هی که بادشاه اُنکا چهوٹے چهوٹے بهتانوں کے ذریعه سے زور و ظلم نهیں کرتا اور جب که یهه بادشاه اپنی رعایا کو کهاتا پیتا اور خوش باخوش دیکهتا هی تو کسی قسم کا تاراں اُن سے نهیں لیتا جیسے که اور مسلمان بادشاهوں کا دستور و قاعده هی اس لیئے که هندوستان کے لوگ ایک بڑے ٹهاٹ سامان سے رهتے هیں اور شان شوکت کے دکهانے اور جاه و حشمت کے جتانے پر مرتے هیں

جہاں خود بدولت تشریف رکہتے تہے بلکہ بڑے بڑے سیاح اُن شہروں کي شادابي سو سبزي بڑي حیرت سے بیان کرتے هیں جو دور و دراز صوبوں میں واقع تہی اور ساتہہ اُس کے اُن صوبوں کي آبادي زر خیزي کو بهي ایک مبالغہ سے جتاتے بتاتے هیں ‡ *

اگرچہ هندوستان کي موجودہ حالت کے دیکہنے سے دیکہنے والوں کو اس شاداب حالت کي نسبت شک شبہہ کرنا پہونچتا هی جس کو هندوستان کے مورخوں نے بڑے مبالغہ سے بیان کیا هی مگر بقول آسکے کہ

از نقش و نگار و در دیوار شکستہ * آثار پدید است صنا دید عجم را

اوجڑے شہروں اور گرے پڑے محلونکے کہنڈروں اور اٹے هوئے تالابوں اور ٹوٹے پہوٹے بندوں اور بڑے بڑے چشموں سے جو اب بهي دکهائي دیتے هیں اور نیز کاروان سرایوں کے کہنڈروں اوراندے هوئے کنوؤں اور شاهي سڑکوں کے دیکہنے سے اُن وقتوں کے سیاحوں کي شہادت پوري هوتي هی جس سے یہہ یقین هوتا هی کہ جب کے مورخوں نے جو کچہہ بیان کیا وہ بیوجہہ بیان نہیں کیا *

باوصف اس کے هندوستان کا بر اعظم ایک حالت پر نتہا چنانچہ بڑے بڑے خطوں میں جنگل کہڑے هوئے تہے اور پہاڑوں کے سلسلوں میں اکثر وحشي لوگ اور ڈاکو لٹیرے بستے تہے علاوہ اُس کے اُن حصوں میں بهي کبهي کبهي بغاوتوں کے خرخشے قایم رهتے تہے جو جنگلوں اور پہاڑوں سے پاک صاف تہے جیسے کہ خود شاهجہاں کے دور حکومت میں بندیل کہنڈ میں بغاوت قایم هوئي مگر یہہ بغاوت ایک ایسے خطہ میں محدود رهي جو ڈائي رول واقع یورپ سے چہوٹا تہا یہاں تک کہ انگلستان اور فرانس سے بڑے بڑے صوبوں کو اُس بغاوت کي خبر بهي نہوئي *

‡ منڈرسلو صاحب نے گجرات کا حال بیان کیا اور کراف اور بروٹن صاحب نے مري صاحب کي کتاب تحقیقات ایشیا میں بہار و بنگال و اوڑیسہ کے حالات لکہے اور ٹیورنیر صاحب نے شاهجہاں کي سلطنت کے اکثر حصوں کا حال قلمبند کیا

ساري رعایتوں کے بعد کر سوچا جاوے تو بلا شبہہ حالؔ اُس کي رعایا کا اُن لوگوں کے حال سے بد تر ہوگا جن پر بلاد یورپ میں آج کل اچھي طرح حکومت نہیں کي جاتي اور کسي قانون قاعدے کي پابندي نہیں ہی چنانچہ یورپ کے ملکوں میں لونڈي غلام بنانے اور بہت سے پیادہ کرنے کا نام و نشان پایا نہیں جاتا اور بڑے لوگوں کي جانب سے زور ظلم اُتھانیکا کھتکا اور غلہ کي گراني کا اندیشہ بہت تھوڑا ہی اور اسي باعث سے بیماریوں کا زور و شور بھي نہیں ہوتا ہاں یہہ بات ضرور تھي کہ شاہجہاں کے عہد حکومت میں بلاد یورپ کي نسبت محصول بہت تھوڑا اور پیچیدہ قانونوں کي عمل درآمد نتھي اور لوگوں کو قانوني جکھڑے بکھیڑوں سے بالکل فراغت حاصل تھي مگر اِس مقابلہ سے وہ مقابلہ عمدہ ہی جو شاہجہاں کي حکومت کو بادشاہ سورس قدیم فرماں رواے روم کي حکومت سے تھرایا جاوے چنانچہ مقابلہ کے بعد یہہ دریافت ہوتا ہی کہ شاہجہاں اور اُس رومي بادشاہ کي سلطنتوں میں حسن انتظام اور امن چین کا مضمون بھي برابر تھا اور ایسی ہي زور ظلم اور فساد و خلل کي مثالیں مساوي تھیں اگرچہ جسماني راحت برابر حاصل تھي مگر ایسي بات اِن دونوں کو نصیب نتھي جسکی ذریعہ سے امن و آسایش کو ترقي روز افزوں حاصل ہووے اور اُس سے یہہ سمجھا جاوے کہ بادشاہ حال کے بعد بھي یہي امن چین باقي رہیگا مگر اِس مقابلہ میں بھي جلسوں اور حکایتوں روایتوں اور رایوں کي حیثیت سے جو پہلے پہلے وقتوں کا بقیہ چلاآتا تھا اُس رومي سلطنت کو شاہجہاں کي سلطنت پر فوقیت حاصل ہوگي *

هندوستان کے بادشاہوں میں شاہجہاں نہایت بڑا بادشاہ گذرا چنانچہ جسقدر کہ اُس کے باپ دادا کے وقتوں میں جلو ریز اور کارخانوں اور درباري شان شوکت کے سامانوں اور بخششوں اور انعاموں

نے ترقی پائی تھی اُس سے زیادہ عروج اُس کے عہد دولت میں اُن ساری باتوں کو نصیب ہوا اور اِن کاموں کے خرچ و اخراجات کی کمی کوتاہی صرف اِس لئے معلوم ہوسکتی ہی کہ اُن کے ہونے سے شاہجہاں کے ایسی بیجا محاصلوں میں ترقی پائی نہ گئی جو رعایا سے وصول کرتا تھا اور اوس کے خزانہ میں بھی کسی طرح کی کمی نہ ہوئی منجملہ اُسکی بڑی فضول خرچیوں اور جاہ و جلال کے سامانوں کے وہ تخت طاؤسی تھا جس کو اُس نے بڑی آب و تاب سے بنوایا تھا اور جس کا یہہ نام اوس مور کی وجہہ سے شہرۂ آفاق ہوا جس کی تصویر اصلی رنگوں کے لحاظ سے نیلم اور پکھراج اور عقیق اور زمرد وغیرہ جواہرات سے بنائی گئی تھی اور اچھے اچھے ہیروں اور چنے چنے جواہروں کے بیچ میں رکھی گئی تھی اور اُس کے دیکھنے سے دیکھنے والوں کی آنکھیں خیرہ ہوجاتی تھیں اور اُن جواہروں کی چمک دمک سے تیپ تاپ اوس کی چوگنی ہوئی تھی ٹیورنیر صاحب جو جوہر فروشی کرتے تھے بظاہر وثوق و اعتماد ہی سے بیان کرتے ہیں کہ سارے لوگوں کے نزدیک اوس تخت کی لاگت میں ساڑے چھہ کروڑ روپیہ صرف ہوئی تھی اِس بادشاہ نے بڑی بڑی عمارتوں کے چنانے بنانے میں بڑا جاہ و جلال اپنا ظاہر کیا چنانچہ اُس نے پرانی دلی میں نیا شہر آباد کیا اور ایسی نقشہ پر بنیاد اوس کی ڈالی کہ زیب زینت میں پرانی دلی سے سبقت لیگیا منجملہ اوسکے تین چوڑے چکلے بازاروں کے ایک بازار ایسا تھا کہ چلتی بہتی نہر اور درختوں کی قطاروں سے زیب زینت یافتہ اور ایسے مکانوں سے آراستہ پیراستہ تھا جن کے نیچے دوکانیں مرتب تھیں اور وہ تینوں بازار ایسی میدان پر ختم ہوتی تھی جس کے عین مرکز میں جمنا کے کنارے پر بادشاہی قلعہ واقع ہی اور اوس قلعہ کے خاص محل میں چوڑے چوڑے صحن اور سنگ مرمر کے بڑے بڑے دالان اور سنہری گنبد غرض کہ ایسے ایسے مکان واقع ہیں

جنکو لوگوں نے بڑے مبالغہ سے بیان کیا اور اِس شہر کی جامع مسجد بھی بڑے شان و شوکت اور حسن عمارت کی روسے قدرت کا نمونہ ہی *

شاهجهاں کي عمدہ عمارتوں میں سے تاج محل کا مقبرہ هی جسکو کوئي عمارت نہیں پهونچتي اور وہ سفید سنگ مرمر سے بنایا گیا اور بیل بوتوں سے مزین کیا گیا یہہ مقبرہ مصالح لوازموں کي عمدگي اور نقشہ کي پاکیزگي اور اُس عجیب و غریب اثر کي حیثیت سے جوان دونو باتوں سے پیدا هوتا هی ایشیا اور یورپ کي تمام عمارتوں سے سبقت لیگیا † *

---

† یہہ مقبرہ جسکے نام سے مشہور هی وہ حقیقت میں ممتاز محل شاهجهاں کي بي بي تهي جو عوام لوگوں میں تاج محل کے نام سے معروف هی یہہ مقبرہ سفید سنگ مرمر کے چبوترہ پر قایم هی جو جمنا کے کنارے پر واقع هی اور اُسکے دو بازوں میں دو مسجدیں هیں (حقیقت میں ایک مسجد هی اور ایک اُس کا جواب هی مگر شکل و هیئت میں دونوں ایک سي هیں) یہہ مقبرہ چاروں طرف سے وسیع باغوں سے محصور هی منجملہ اُس کے باهر کي جانب سفید سنگ مرمر کي هی اور ایک گنبد بلند اُس کے سر پر قایم هی اور چار مینار اُس کے چاروں طرف سرکشیدہ کهڑے هیں اور اندروني جانب میں ایک دالان اونچا اور گول اُس کے گنبد کے نیچے اور اُس کے بیچا بیچ اُس بي بي کا مزار واقع هی اور اُس مزار کے گرد کہٹ کٹهرہ هی جسپر سنگ مرمر اور عقیق وغیرہ کے بیل بوتے نهایت عمدہ تراشي هیں اِس مقبرہ کي دیواریں سفید سنگ مرمر کي هیں جن پر طرح طرح کے بیل بوتے بنائی گئی هیں علاوہ اُسکے وہ خاص خوبي جسکي بدولت یہہ عمدہ عمارت تمام دنیا کي عمارتوں پر سبقت لیگئي یہہ هی کہ اُسکے بیل بوتوں کي زنجیرہ بندي نهایت معقول اور مناسب اور اُن کي رنگتیں بغایت موزوں اور شایستہ هیں اور سب سے قطع نظر اس عمدہ ارایش کي چیزوں یعني بیل بوتوں کو سنگ مر مر پر لگانے سے عجیب غریب رونق حاصل هوئي کہ دیکهنے والے حیران هو جاتے هیں بیل بوتونکے مصالح زبرجد اور زمرد اور یشب اور عقیق وغیرہ پتهروں سے لیئے گئے منجملہ اُنکے ایک خوني پتهر هی جو سنهري رنگ رکهتا هی اور اب تک حال اُسکا بخوبي دریافت نہیں هوا کتاب تحقیقات ایشیا کي پانچویں جلد صفحہ ۴۳۴ میں وایسي صاحب لکهتے هیں کہ مقبرہ

شاہجہاں نے ان کارخانوں اور عمارتوں کے خرچ اخراجات میں ایسی کفایت شعاري سے کام کیا کہ بلخ اور قندھار کي مہموں اور دو لاکھہ معینہ مستقل سواروں کي تنخواہوں اور بڑے بڑے بھاري خرچوں کے بعد اپنے خزانہ میں چھہ کرور اور بقول بعضوں کے چوبیس کرور نقد اور بہت سے جواہرات اور چاندي سونیکے اسباب چھوڑ گیا † *

دریافت ہوا کہ اگرچہ شاہجہاں کي عادات اُسکي جواني اور ایام شہزادگي میں عام پسند اور دلپذیر نہ تھیں مگر جب سے کہ وہ تختنشین

کے کٹھرہ کے ایک ایک بوٹہ میں سو سو پتھروں کے ٹکڑے لگے ہوئے ہیں اور ہر ٹکڑا بقدر ضرورت اور مقدار مناسب تراشا گیا ہی اور بڑي چمک دمک رکھتا ہی اور بشپ ہیبر صاحب فرماتے ہیں کہ باوصف اس کے کہ اس مقبرہ کے بیل بوٹے اور سارے تکلفات ایسے ہیں جیسے سنگارگھر کي ارایشیں ہوتي ہیں مگر عام اثر اُن تکلفات کا نمود و نمایش کي نسبت دلپذیري اور حیرت افزائي ہی اگرچہ دقایق صناعي کي رو سے وہ پھول اور بیل بوٹے اُن پھول اور بیل بوٹوں کي برابر نہیں جو بمقام پٹرا تررا واقع شہر فلارنس کي میزوں اور چھوٹي چھوٹي عمارتوں میں پائے جاتے ہیں اس مقبرہ کے بیل بوٹے مدیسي کے گرجا کے بیل بوٹوں سے جو اُس کے دروازے پر بنی ہوئے ہیں بایں وجہہ سبقت لیگئے کہ ان بیل بوٹوں کے نقشوں کي تجویز کرنے اور بعد اُس کے اُن کے بنانے سنوارنے اور ساتھہ اُس کے عمارت کے لطیف و سادہ چنانے بنانے میں بڑي خوش سلیقگي اور نہایت خوش اسلوبي برتي گئي بڑي دلیلوں سے کہتے ہیں کہ اس مقبرہ میں گلکاري کا کام اٹلي والوں نے بنایا ہی اور یہہ بات اچنبوی کي ہی کہ اٹلي والوں نے ہندوستانیوں سے سلیقہ شعاري کي تعلیم پائي ہو بلکہ غالب یہہ ہی کہ ہندوستانیوں نے اُنسے سیکھا ہوگا *

† برنیر صاحب کے بقول چھہ کرور اور خافي خاں کے بقول چوبیس کرور روپیہ چھوڑے اور غالب یہہ ہی کہ خافي خاں نے مبالغہ نہیں کیا اس لیئے کہ اُس نے شاہجہاں کےسالانہ محاصل کو تیئیس کرور قرار دیا یہہ محاصل صرف ایک کرور کي قدر اُس محاصل سے زیادہ ہی جو اب انگریزوں کو ہندوستان کے اُس حصہ سے حاصل ہوتا ہی جو اُن کے قبض و تصرف میں داخل ہی (اب انگریزوں کے قبض و تصرف میں اس قدر ہندوستان داخل ہی کہ اڑتالیس کرور تخمیناً اُس سے حاصل ہوتا ہی) باقي اور لوگوں نے عموماً شاہجہاں کے سالانہ محاصل کو بتیس کرور قرار دیا اگرچہ برنیر صاحب نے اُن دونوں اندازوں کو غلط ٹھہرایا مگر ایران و روم دونوں کے محاصلوں سے زیادہ قرار دیا

هوا تو اُسکي چال چلن میں کسي قسم کا داغ دهبا پایا نگیا چنانچه جو سلوک اُس نے اپني رعایا سے کیا وہ مربیانه اور شاهانه تها اور وہ ازادانه برتاؤ جو اپنے رات دن کے حاضر باشوں اور خدمت گذاروں کے ساتهه برتتا تها اُن بهروسوں اور اعتمادوں سے بخوبي واضح هوتے هیں جو بادشاهان ایشیا کے خلاف اُسکو اپنے بیٹوں کي نسبت حاصل تهي یعني وہ همیشه اپنے صاحبزادوں کو بڑے بڑے کاموں پر متعین کرتا رها اور خلاف و بغاوت کا وسواس اپنے جي میں کبهي نه لایا *

یهه بادشاہ تیس برس تک بادشاہ رها اور سرسٹهه برس کي عمر میں تخت سے اوتارا گیا اور چوهتروین برس مرگیا *

---*---

گیارهواں حصه

اورنگ زیب یعني عالمگیر ‡ کي سلطنت کا بیان

پهلا باب

سنه ۱۶۵۸ع سے سنه ۱۶۶۲ تک کے بیان میں

اگرچه اورنگ زیب کا مقصود اصلي یهه تها که داراشکوه کا تما تمپ کرے مگر مرزا سلیمان شکوه آسکے بیٹے کي دوڑ دهوپ سے بهي غافل نتها جو باپ کي امداد و اعانت کے لیئے عین اُس لڑائي کے زمانه میں جسکا انجام آسکے باپ کے حق میں اچها نهوا اطراف بنارس سے بےتحاشه چلا آتا تها یهه شاهزاده پچیس برس کا گبرو تها اور فوج کي حکمراني میں راجه جی سنگهه اور دلیر خاں دوسرا سردار معین و مددگار آس کے تهے یهه راجه اور راجپوت راجاؤں کي مانند اس لیئے داراشکوه کا طرفدار تها که داراشکوه تخت نشیني کا مستحق و دعویدار واقعي تها اور نیز اُس کے مذهب کے اصول و قاعده بهي ازاد و بیقید تهے اگرچه آس نے مرزا شجاع کا مقابله بلا توقف کیا مگر اورنگ زیب کے مقابله میں غالباً اس وجهه سے متامل رها که بلخ کي لڑائي میں وه اورنگ زیب کا ساتهي تها اور اِس لڑائي میں آس کے مقابله سے شرماتا تها علاوه آسکے اپني فلاح و فائده کے لحاظ سے بهي ایسے شخص کا مقابله کرنا مناسب نسمجها جو تخت سلطنت پر متصرف هوگیا تها چنانچه سلیمان شکوه کے چهوڑنیکا اراده کیا او دلیرخاں نے بهي آسکي دیکها دیکهي بهي اپنے جي میں ٹهاني اور جو نامعقول عذر اُنهوں نے پیش کیئے تو اُنکے باعث سے اُنکي بغاوت نے

---

‡ اورنگزیب نے تخت نشین هونے کے بعد عالمگیر کا خطاب اختیار کیا چنانچه اسي خطاب سے هندوستان کي تاریخوں اور فرمانوں دستاویزوں میں لکها گیا مگر سارے یورپ والے اور بعض بعض اُسکے وطن والے اب بهي اُسکو اورنگزیب کے خطاب سے پکارتے هیں

تنزل کي نسبت ترقي پکڑي غرض که جب سليمان شکوه اپني فوج کي قوت سے مايوس هوا تو اُس نے يهه اراده کيا که پهاڑوں پهاڑوں جاکر اورنگ‌زيب کي آفت سے محفوظ رهے اور جوں توں کرکے بمقام لاهور اپنے باپ کي خدمت ميں پهونچے مگر اورنگ‌زيب نے اُس کي تدبير کو اسطرح ضايع کيا که اُس نے فوج کا ايک ٹکڑا بمقام هردوار اس غرض سے بهيجا که عين رسته ميں روک ٹوک اُسکي کريں اور جوں هي که سليمان شکوه کو يهه بات دريافت هوئي تو وه باپ کي ملازمت سے مايوس هوا اور اُسکي مايوسي سے رهي سهي فوج بهي تتر بتر هوگئي بعد اُس کے سليمان شکوه نے سري‌نگر کے راجه سے پناه چاهي مگر راجه نے اس شرط پر پناه دينے کا اقرار کيا که وه اپنے اُن پانسو سواروں کو رخصت کرے جو اُس کے ساتهه باقي رهگئے تهے سليمان شکوه نے يهه بات اختيار نکي اور الهآباد کے جانيکا اراده کيا مگر اس اراده ميں کامياب نهوا اور پانسو سواروں ميں سے کل دو سو سوار باقي ره گئے غرض که آخر کار نهايت تنگ هوکر سري نگر کے راجه کي شرط کو قبول کيا اور پانچ چهه همراهيوں سميت اُس کے قلعه ميں داخل هوا اگرچه آؤ بهگت اُسکي بهت سي هوئي مگر جلد اُسکو دريافت هوا که وه حقيقت ميں ايک قسم کا نظر بند هوگيا *

اورنگ‌زيب امور مذکور بالا کے اختتام کا منتظر نرها بلکه اُس نے دلي ميں کاربار کا بخوبي انتظام کرکے اٹهائيسويں جولائي سنه ۱۶۵۸ ع مطابق ساتويں ذيقعده سنه ۱۰۶۸ هجري کو داراشکوه کے تعاقب ميں کام اپنا جاري رکها داراشکوه نے اپنے بهاگنے کے زمانه ميں دلي ميں چند روز ٹهرکر کچهه خزانه اور کچهه فوج اکهٹي کرکے بهت تيزي تندي سے لاهور کو روانه هوا اور جب وهاں پهونچا اور بادشاهي خزانه اُسکے هاتهه آيا تو اُس نے بهرتي شروع کي مگر بهرتي ميں هنوز ترقي نهوئي تهي که اورنگ‌زيب کے تعاقب کي خبر پهونچي چنانچه تهوڑي مدت گذرنے پر هلکے هتياروں والا اورنگ‌زيب کي فوج کا ٹکڑا قريب آپهونچا شاهجهان

نے دارا شکوہ کي امداد و اعانت کے لیئے مہابت خاں نائب السلطنت کابل مہابت خاں متوفی کے بیٹے کو لکھا تھا اور غالب یہہ هی که داراشکوہ بهي أسکي امداد و اعانت کي توقع کر رها هوگا جسکے هونے سے اُس کو دلاوري دلیري حاصل هوتي اگر دارا شکوہ کابل کي جانب کا ارادہ کرتا تو فوج صوبہ کابل کے علاوہ خود کابل کے ذریعہ سے ضرورت کے وقت افغانوں کي قوموں میں پناہ اُسکو هاتھہ آتي اور وهاں سے بکمال آساني اوزبکوں اور ایرانیوں کے ملک و ولایت میں جانیکي راہ اُسکو ملجاتي مگر غالب یہہ هی که اگر یہہ ارادے کبیئے بهي گیئے تو اورنگزیب کي مستعد تدبیروں سے ضایع هوگئی اور جب که داراشکوہ نے آپ کو اُس بهاري فوج کا طرف مقابل نہایا جس سے اُسکو دهمکایا ڈرایا گیا تها تو تین چار هزار سواروں سمیت لاهور سے نکلکر ملتان کو چلاتا هوا *

اورنگزیب ستلج پار اوتر چکا تها که ناگاہ اُسکو وہ خبر لگي چنانچه اُس نے لاهور کي راہ چهوڑي اور ملتان کي راہ اختیار کي هنوز اورنگ زیب ملتان میں داخل نہوا تها که اُسکو یہہ پرچا لگا که داراشکوہ نے کہیں توقف نکیا بلکه برابر آگے کو بڑها چلا جاتا هی علاوہ اُس کے یہہ بهي خبرلگي که مرزا شجاع اُس کا بهائي بنگالہ سے بڑها چلا آتا هی غرض که اورنگزیب نے آگے جانیکا عزم فسخ کیا اور تیسویں ستمبر سنه ۱۶۵۸ع مطابق بارهویں محرم سنه ۱۰۶۹ هجري کو واپس پهرا اور اکیسویں نوامبر سنه الیہ مطابق چوتهي ربیع الاولی سنه الیہ کو دلي میں داخل هوا *

اسي عرصہ میں مرزا شجاع پچیس هزار سوار اور بہت بڑا توپخانه همراہ اپنے لیکر بنارس تک آگیا تها مگر اورنگ زیب تهوڑے دنو دلي میں تہر کر تیسري جنوري سنه ۱۶۵۹ ع مطابق سترویں ربیع الثاني سنه ۱۰۶۹ هجري کو اُسکي لاگ ڈانٹ کے لیئے روانه هوا چنانچه بمقام کهجوا واقع وسط الہ آباد و اتاوہ کے دونو کا آمنا سامنا هوا شجاع کي فوج مقام

وموقع کي رو سے اورنگ زیب کي فوج کي نسبت ایک اچھي جگهه پر بڑي تھي اگرچه دونو فوجیں ایک دوسرے پر حمله کرنیکي غرض سے آراسته پیراسته هوئیں مگر کسي نے حمله کرنیکا اراده نکیا بعد اُسکے تیسرے یا چوتھے دن اورنگ زیب اپنے قاعدے کے موافق صبح هونے سے پہلے فوج کي صفوں کو آراسته پیراسته کررها تھا که ناگاه اُس کے پیچھے سے گھور گرج کي آواز اوٹھي اور اورنگ زیب اُسکو سنکر چوکنا هوا اِس گھورگرج کا باعث وه راجه جسونت سنگ تھا جو اورنگ زیب کے لشکر میں کچھه کام کاج اُسکا نکرتا تھا چنانچه اُسنے قابو پاکر اُسکے لشکر کے مال و اسباب کو اوٹنا کھسوٹنا شروع کیا اور وجهه اُسکي یهه تھي که جب اُس راجه نے دار اشکوه کے مقدمه میں کچھه جان نهائي تو اورنگ زیب سے آکر ملا اور جب که اورنگ زیب اُس سے ویسی اعزاز و اکرام سے پیش نه آیا جیسیکه اُسکو اُمید اور توقع تھي تو اُسنے مرزا شجاع سے خط کتابت جاري کي اور یهه اقرار اُس سے کیا که میں فلاں وقت اورنگ زیب کے اسباب و اثاثه پر ادھر سے لوٹ مار کرونگا اور اُدھر سے آپ اُسکا مقابله کریں اور اُس کے لشکر پر یکقلم بهیل پڑیں اور حقیقت میں یهه بات ایسی کام کي تھي که اگر اتفاق اُن دونوں کا وقت معین پر پورا هوجاتا تو مرزا شجاع کو کامیابي حاصل هوجاتي اِس لیئے که اگرچه مرزا شجاع اُس وقت معین پر حمله آور نهوا تھا مگر جسونت سنگهه کي لوٹ کھسوٹ هي سے اورنگ زیب کے لشکر میں بڑي هل چل پڑگئي تھي چنانچه رات کي تاریکي اور سبب مذکور کي جہالت اور اُن شور و فسادوں کے باعث سے جو اِس غیر مترصد حمله سے پیدا هوئی اورنگ زیب کي فوج ایسي پرا گنده هوگئي که کچھه لوگ اُس میدان سے بھاگے اور بعض بعض اپنے اسباب و اثاثه کي حفاظت کو دوڑے اور کچھه دشمن سے جاملے غرض که اِس جھمیلے میں اورنگ زیب اپنے گھوڑے سے اُترا اور چھوٹي سے تخت پر بیٹھه کر نہایت هشاشي بشاشي اور کمال اطمینان و تسلي سے

هدایتیں جاري کیں اور فوج کا ایک ٹکڑا اُس فساد کے مقابلے دبانیکو روانہ کیا اور اُس پریشاني کے رفع دفع کے لیئے تدبیریں سوچیں جو اُسکے لوگوں میں بے طرح پھیلي تھي اور جب کہ جسونت سنگھ نے یہہ بات دیکھي کہ مرزا شجاع کي جانب سے امداد اوس کو نہ پہونچي اور اورنگ زیب کي ساري فوج اب اوسپر ٹوٹ نے والي ھی تو اُس نے اپنے لوگوں کو لوٹ کھسوٹ سے روک تھام ایسي جگہہ جاکر مامون و محفوظ ھو بیٹھا جو حد رسائي سے بھي باھر تھي اور واقع ھونیوالي لڑائي کے انجام و عاقبت کو وھاں سے بحفظ و سلامت دیکھہ سکتا تھا *

افتاب اسوقت تک نکل چکا تھا اور مرزا شجاع آگے کو حملہ کي غرض سے چلا آتا تھا کہ توپوں کي لڑائي شروع ھوئي اور بعد اُس کے دونو فوجیں گھل ملکر لڑنے لگیں یہاں تک کہ مرزا شجاع کي فوج نے اورنگ زیب کي فوج کے دائیں بازو کو پیچھے ھٹایا اور اُس فوج کے قلب کو جہاں آپ اورنگ زیب موجود تھا بہت سخت دبایا چنانچہ اورنگ زیب اکثر اوقات اوس سے بڑي جان جوکھوں میں پڑا اور ایک بڑے ھاتھي سے اوسکے ھاتھي کا مقابلہ کرایا گیا اور یہاں تک نوبت پہونچي کہ اگر اورنگ زیب کے خاص ذاتي پہرہ کا سپاھي مخالف کے ھاتھي کے مہاوت کو گولي سے نمار تا تو وہ ھاتھي اورنگ زیب کے ھاتھي کو دباکر زمین پر گرا دیتا مگر باوصف اِس کے اورنگ زیب اپنے مخالف کے قلب لشکر کو دبائے چلاگیا یہاں تک کہ وہ لوگ اوسکے مقابلہ سے الگ ھوکر میدان سے بھاگ گئے اور ایک سو چودہ توپیں اور بہت سے ھاتھي اورنگ زیب کے ھاتھہ آئے *

بعد اوس کے اورنگ زیب نے اپنے بیٹے محمد سلطان کو شجاع کے پیچھے روانہ کیا اور چند روز بعد اوسکي تائید و اعانت کے واسطے باقاعدے فوج بسرداري میر جملہ کے روانہ فرمائي جو لڑائي سے ایکدو

هین پهلے بغاوت کي قید سے رها هوا تها اور اوس فوج میں دوسرے درجه کا سردار تها غرض که اورنگ زیب اِس انتظام کو پورا کرکے ۱۵ جنوري سنه ۱۶۵۹ ع مطابق یکم جمادي‌الاولی سنه ۱۰۶۹ هجري میں آگره کو واپس آیا *

یهه شهر یعنے آگره جو اورنگ‌زیب کے بلاد مقبوضه‌میں سے زخم و ضرر رساني اوس کي سهل الحصول تهي بڑي جوکهوں اور کمال آفتوں میں مبتلا تها اسلیئے که جب جسونت سنگهه نے یهه دیکها که فیروز مندي مخالفوں کے حصه میں آیا چاهتي هی اور فتح و نصرت نے اودهر کو التفات کیا تو وه اپنے ملک کو لوتا اور پهلے اس سے که لڑائي کا نتیجه صحیح صحیح دریافت هووے یکا یک آگره میں داخل هوا اور یهه بات اسکے قبضه قدرت میں تهي که شاهجهاں کو قید سے چهوڑا کر تخت سلطنت پر دوباره بتهلاوے اور غالب یهه هی که خاص و عام کي طبیعتیں بهي اسي پر بهت مایل هونگي اسلیئے که شایسته خاں حاکم آگره کا بالکل مایوس هوگیا تها اور قریب تها که وه آپ کو زهر کهاکر هلاک کرے مگر جب که جسونت آگره سے چلا گیا تو اوسان اُسکے تهکانے آئے باقي جسونت کے جانے کي یهه وجهه هوئي که اُس نے یهه سوچ سمجهکر که غایت بد خواهي اور نهایت سرکشي کي صورت میں بڑا نقصان اُتهانا پڑیگا اور نهایت ضرر پهونچیگا آگره کو چهوڑا اور جودهه پور کے ریگستانوں اور پهاڑوں میں پهنچکر نچنت هوگیا *

بعد اُس کے جب اورنگ زیب آگره میں پهونچا تو دوسري فروري سنه ۱۶۵۹ ع مطابق سنه ۱۷ جمادي‌الاولی سنه ۱۰۶۹ هجري میں دس هزار آدمي جسونت سنگهه کے پیچهے بهیجے اور اسي عرصه میں شاهزاده محمد سلطان کا عریضه بایں مضمون آیا که مرزا شجاع کے حاکم نے الهآباد کا قلعه حواله کیا اور خود شجاع اپني جان بچاکر بنگاله کو چلا گیا *

یہہ کامیابیاں جو اورنگ زیب کو حاصل ہوئیں اُن کامیابیوں کے مقابلہ میں بہت زیادہ تھیں جو اس عرصہ میں دارا شکوہ کو ہاتھہ آئیں بیان اُسکا یہہ ہی کہ پچھلی خبروں سے اورنگ زیب کو یہہ حال دریافت ہوا کہ دارا شکوہ نے اسباب اپنا مقام بکر واقع ساحل دریاے اٹک میں چھوڑا اور آدمیوں کے نہونے اور اونٹ وغیرہ بار برداریوں کے ضایع ہوجانے سے سندہ کے ارادہ کو فسخ کیا اور آس فوج سے بچنے کے لیئے جس کو آس نے آس کے تعاقب میں روانہ کیا تھا کوئی ذریعہ وسیلہ اس کے سواے باقی نہیں رہا کہ وہ کچھہ کے میدان کو طی کرے اور یہہ بھی دریافت ہوا کہ کچھہ میں تھوڑے دنوں توقف کرکے گجرات کو چلا گیا اور وہاں کا حاکم شاہ نواز خاں جس کی ایک بیٹی خود اورنگ زیب سے اور دوسری بیٹی مرزا مراد اُس کے بھائی سے بیاہی تھی اُس سے ملگیا اور وہ صرف اُسیکے ذریعہ سے تمام گجرات کے صوبہ پر سورت اور برونچ سمیت قابض و متصرف ہوگیا اور دکن کے بادشاہوں سے خط و کتابت کا سلسلہ جاری کیا مگر بڑا خیال آس کو یہہ ہی کہ اپنی فوج اور جسونت سنگہ کی فوج کو ملا جلاکر هندوستان خاص کا ارادہ کرے غرض کہ جب اورنگ زیب نے یہہ حال آس کا سنا اور آس کے تنزل کو ترقی سے مبدل پایا تو وہ نہایت متعجب ہوا اور جسونت سنگہ کو جس کی قلمرو گجرات سے اجمیر تک پھیلی ہوئی تھی دارا شکوہ کی موافقت سے بڑا پایہ والا سمجھا اور اِس لیئے کہ وہ اپنے غیظ و غضب کو اپنی غرض و فائدہ کا مانع مزاحم نکرتا تھا تو آس کی اُس بے ادائی کو بھول گیا جو اُس سے ابھی قریب سرزد ہوئی تھی اور اپنی معمولی فند و فطرت کو اپنے سرکش متوسل کے بہلانے پھسلانے اور اُس کو اپنے طرفدار بنانے میں بخوبی صرف کیا چنانچہ آس نے خاص اپنے ہاتھہ سے ایک نامہ بڑی فخر و عزت کا جسونت سنگہہ کو لکھا اور اُس کو وہ خطاب اور منصب عطا فرماے جن کے عطا کرنے سے پہلے انکار آس نے کیا تھا اور جسونت

سنگهه اُن کے انکار سے ناخوش هوا تھا علاوہ اُسکے یہہ مزید اُسپر کیا کہ راجہ جے سنگهه اُسکے بھائي راجپوت سے یہہ اعانت چاهي کہ وہ بهي راجہ جسونت سنگهه کو اُس کي جانب سے مامون و مطمئن کرے اور بادشاہ کي نیک نیتي جتا کر یہہ بات اُس کو سمجهاوے کہ جو کوئي شخص اُس کے مخالف کے بیبچان مقدمہ میں شریک و شامل هوگا وہ جان و مال کا ضرر اور ننگ و ناموس کا نقصان اُٹھاویگا غرض کہ نامہ کے بهیجنے اور خطاب و منصب کے عنایت کرنے نے راجہ جسونت سنگهه کے دل پر بڑا اثر پیدا کیا اور اِس بهاري بخشش کا بڑا بوجهه اُسپر پڑا یہانتک کہ جب دارا شکوہ احمد نگر سے چل چکا اور جودہ پور سے پچاس میل کے فاصلہ پر رها تو جسونت سنگهه نے اُس کو کہلا بھیجا کہ میں تن تنها اورنگ زیب کي قوت کا مقابلہ نہیں کرسکتا اور اُسوقت تک شریک آپکا نہیں هوسکتا کہ کسي اور بڑے راجہ کو سمجها بوجهاکر آپ اُسکو شریک اپنا نہ کریں دارا شکوہ نے کئي مرتبہ یہہ چاها کہ جسونت سنگهه کو پہلے وعدوں پر جماوے مگر جب کہ وہ راہ پر نہ ایا تو اُسکي رفاقت سے مایوس هوکر پاس کے صوبہ اجمیر میں فوج سمیت جانے پر مجبور هوا گجرات میں داخل هونے کے بعد ایک مہینے سے کچهہ زیادہ عرصہ میں اُس نے چالیس هزار آدمي اکهٹے کیئے تھے اور جب وہ گجرات سے چلا تھا تو اور بهي زیادہ اکهٹے هوگئے تھے اور تیس چالیس توپیں بهي اکهٹي هو گئي تهیں حاصل یہہ کہ اجمیر کے پہاڑوں پر ایک مقام بالادست اُسنے تجویز کیا اور پڑاؤ اپنا وهیں ڈالا *

جوں هي کہ گجرات کے حالات اورنگ زیب نے سنے تو وہ آگرہ سے روانہ هوا اور اب جیپور میں آ گیا اور بہت جلد اُس مقام کے مقابلہ میں پہونچا جہاں دارا شکوہ اپني فوج لیئے پڑا تھا چنانچہ تین دن تک توپوں کي لڑائي جاري رهي اور جبکہ اورنگ زیب کي فوج کو مخالف کي توپوں سے صدمہ پہونچا تو اُسنے عام حملہ کا حکم سنایا اگرچہ کئي گهنٹے

تک اس دھاوے کا سخت مقابلہ کیا گیا مگر شاہ نواز خاں حاکم گجرات کے مارے جانے سے جو فوج مخالف کی ایک ٹکڑے کے پشتہ کوہ پر چڑھتے ہی مارا گیا دارا شکوہ اس قدر شکستہ خاطر ہو گیا کہ بلا تحاشاہ لڑائی سے بھاگا اور فوج اُسکی جگہہ جگہہ منتشر ہوگئی یہاں تک کہ سواروں کا وہ گروہ جو خاص آسکی ذات کے حفظ و حراست پر متعین تھا ایک ایک کرکے ادھر اودھر کو چلدیا اور منجملہ اُنکے بعضوں نے اُس خزانہ کو لوٹا جو آسکے مال و اسباب سے بچا کھچا رہا تھا اور داراشکوہ اپنی جان توڑ کر حفظ و حراست اُسکی کرتا تھا *

دارا شکوہ آٹھہ دن رات برابر کوچ کرکے احمدآباد کے قرب و جوار میں داخل ہوا اور کوچ آسکا موسم کی گرمی اور راہ کی گرد و غبار کے باعث سے نہایت ناگوار تھا اور باوصف اس سختی کے جبتک وہ لوگ پہاڑوں میں چلتے رہے یہہ مصیبت زاید ہوئی کہ کولیوں کے حملہ اُٹھائے گئے جو دارا شکوہ کے خاص جان نثاروں کے ساتھہ لگے لپٹے چلے جاتے تھے اور جو کوئی شخص اُن جان نثاروں میں سے پیچھے رہ جاتا تھا اُسکو لوٹ کھسوٹ کر برہنہ کر دیتے تھے یا جان سے مار ڈالتے تھے داراشکوہ انہیں مصیبتوں کے عین شباب میں برنیر صاحب سے ملاقی ہوا جو دلی کو جاتا تھا اور حقیقت حال سے واقف نہ تھا داراشکوہ کی بی بی زخمی ہوگئی تھی اور کوئی جراح آسکے ساتھہ نہ تھا تو داراشکوہ نے اوٹنے کی تکلیف دی اور تین دن تک اپنے ساتھہ آسکو رکھا اور جبکہ چوتھے دن احمدآباد ایک منزل کے فاصلہ پر رہا اور یہہ سمجھا گیا کہ احمدآباد میں پہونچکر امن کے گنبد میں قرار پکرینگے اورساری تکلیفوں کے بعد آسایش حاصل ہوگی تو اُس رات کو کاروان سرا میں فروکش ہوکر کولیوں کے حملوں سے محفوظ رہا اور جگہہ کی تنگی سے یہہ چپقلش ہوئی کہ برنیر صاحب اور داراشکوہ کی مستورات میں صرف ایک ٹاٹ کا پردہ حائل تھا اور جبکہ صبح کے وقت اُس کوچ کی

طیاری میں لوگ اُسکے مصروف تھے جسکو وہ پچھلا کوچ اپنا سمجھتے تھے تو
دارا شکوہ کو یہہ خبر پہونچی کہ احمداباد کے دروازے مسدود ہیں اب
آپ کو وہاں جانا نصیب نہوگا بلکہ حقیقت میں جان و مال کی خیر
اسی میں ہی کہ احمدآباد کے پاس پروس سے ادھر اودھر کہیں اور کو
جلد چلے جاویں برنیر صاحب کو حال اس خبر کا داراشکوہ کی عورتوں
کے رونے پیٹنے سے دریافت ہوا بعد اُسکے دارا شکوہ اندر سے لرزاں ترساں نکلا
حاضرین مجلس تعظیم کو کھڑے ہوئے اور چپ چاپ کھڑے رہے
دارا شکوہ یہہ حال دیکھکر کہ ساری دنیا نے مجھکو چھوڑا اور اسباب سے
پریشان ہوکر کہ اب دیکھا چاہیئے کہ میرا اور میرے خاندان والوں کا کیا حال
ہوگا ادنے ادنے سپاہیوں کے سامنے گڑگڑایا برنیر صاحب زار زار رونے لگے
اور اپنے آنسوؤں کو تھام نہ سکے غرضکہ داراشکوہ بڑے بڑے خیال اپنے جتا
بتاکر صاحب ممدوح سے رخصت ہوا اور چار پانچ سوار اور دو ہاتھیوں
سمیت افتاں و خیزاں کچھہ کی جانب کو چلا اور کچھہ میں
پہونچنے کےساتھہ اس سے وہ دو سو بندوقچی اور پچاس سوار آکر ملے
جو اوسکے ایک رفیق کے ہمراہ گجرات سے آئے تھے اور کچھہ کے
حاکم نے جسنے پہلی بارآو بھگت بہت سی کی تھی اب بے اعتنائی
برتی مگر دارا شکوہ نے وہاں توقف نہ کیا اور قندھار کی طرف
کوچوں کو جاری رکھا چنانچہ مقام جون واقع سرحد مشرقی سند میں
پہونچا یہاں کا حاکم جو قوم کا پٹھان اور دارا شکوہ کا ممنون احسان تھا
بظاہر تعظیم و تکریم سے پیش آیا اور باطن میں وہ تدبیر سوچتا رہا
جسکے ذریعہ سے داراشکوہ کو اُس کے مخالفوں کے حوالہ کرے داراشکوہ
کی بی بی جو اُس کی چچیری بہن یعنی پرویز کی بیٹی تھی رستوں
کی تکلیفوں سے جاں بحق ہوئی اور دارا شکوہ نے بلا لحاظ اپنی خستگی
شکستگی کے ناعاقبت اندیشی سے اپنے قلیل محافظوں میں سے تھوڑے
لوگوں کو دو معتمد ملازموں سمیت اُسکے جنازہ کے ساتھہ کرکے لاہور کو

روانہ کیا بعد اُس کے جب ماتم سے فراغت حاصل ہوئی تو اٹک کے سفر کو جاری کیا اور جون کا سردار اُسکی ہمراہی میں ایک منزل تک آپ آیا اور اپنے بھائی اور اپنی فوج کو بظاہر بایں غرض چھوڑکر کہ شاہزادے کو سرحد تک پہونچادیں واپس گیا جون ہی کہ وہ سردار آنکھوں سے غایب ہوا تو اُس کا بھائی داراشکوہ پر گرا اور ایک لخت اُسکو اور اُس کے بیٹے سپہر شکوہ کو مقید کیا اور اورنگ زیب کے سرداروں کو اُسکی گرفتاری سے آگاہی بخشی یہاں تک کہ اُس کی گرفتاری جگہہ جگہہ مشہور ہوگئی *

اورنگ زیب کو مخالف کی گرفتاری کا مژدہ ایسے وقت میں پہونچا کہ وہ اپنی پہلی سالگرہ کے جشن و نشاط میں مصروف و مشغول تھا مگر اُس نے اِس خبر کو یہاں تک چھپائی رکھا کہ وہ خبر مضبوط و مستحکم ہوگئی بعد اُس کے اُس نے عام جشن کا حکم دیا اور دعوت کی طولانی کا مژدہ سنایا اور اُس جشن عام اور دعوت تمام نے اِسقدر طولانی پکڑی کہ قیدیوں کے پہونچنے تک وہ جشن تھوڑا بہت باقی رہا تھا یہہ جشن چھٹی جون سنہ ۱۶۵۹ ع مطابق چوبیسویں رمضان ۱۰۶۹ ہجری کو شروع ہوا اور چھبیسویں جولائی سنہ الیہ مطابق پندرھویں ذیقعدہ سنہ الیہ کو وہ قیدی دلی میں داخل ہوئی اورنگ زیب نے داراشکوہ کی نسبت یہہ حکم صادر کیا کہ پابزنجیر کرکے بہونڈے بے جھول کے ہاتھی پر بٹھایا جاوے اور دلی کی بڑے بڑے گلی کوچوں میں جگہہ جگہہ پھرایا جاوے چنانچہ حکم کی تعمیل ہوئی اور داراشکوہ کی حالت سے لوگوں کے سینے بھر آئی غیظ و غضب سے پیچ تاب کھانے لگے اور جوش و خروش کی یہاں تک نوبت پہونچی کہ برنیر صاحب بھی وقوع ہنگامہ کے اندیشہ خطرہ سے ہتھیار باندہ کر بازار میں آئے مگر لوگوں کی ہمدردی صرف آنسوؤں کے بہانے اور شور غل کے مچانے میں ظاہر ہوئی بعد اُس کے دارا شکوہ کو پرانی دلی کے قید خانہ

میں مقید کیا اور جبکہ جون کا سردار اُس کے دوسرے دن دربار میں جانے لگا اور لوگوں نے اُس کو دیکھا تو اُنکو ضبط کي طاقت نرهي چنانچہ لوگ اُسکے گرد اکھٹے هوئے اور گالي گلوج سے پیش آئے اور جوں جوں جمعیت اُن کي بڑھتي گئي تو اُن کے غیظ و غضب کو بھي ترقي هوتي گئي یہاں تک کہ کیچڑ اور روڑے اور کھپڑے مارنے لگے اور یہاں تک نوبت پہونچي کہ جانبین سے دس بیس آدمي مارے گئے اور اتنا غوغا برپا هوا کہ اگر پولس کے سپاهي اُس سردار کي نگهباني نکرتے تو وہ پاش پاش کیا جاتا *

اگلے روز اُس مفسدہ کا سردار اورنگ زیب کے حکم سے قتل کیا گیا بعد اُس کے کئي دن گذرے تھے کہ بادشاہ کے مشیروں اور چند مفتیوں نے باهم بغاوت کا مشورہ کیا اور دارا شکوہ کي نسبت ارتداد کا جرم قایم کرکے قتل اُس کا قرار دیا چنانچہ اورنگ زیب نے بظاهر آزردہ افسردہ هوکر حکم شریعت کا عذر پیش کرکے بقول اُسکے کہ * اگر خون بفتوی بریزي رواست * فتوی کے اجرا کا حکم جاري کیا اور اُس کام کے پورے کرنے کو ایسي آدمي کو چنا چھانٹا جو دارا شکوہ کے لهوکا پیاسا تھا دارا شکوہ اور اُسکا بیٹا مسور کي دال پکا رهے تھے اور زهر کے اندیشہ سے یهي کھایا کرتے تھے کہ دارا شکوہ نے اپنے قاتلوں کو سامنے سے دیکھا اور اُن کے دیکھنے سے اپني قسمت کو پهچانا اور ایک چھوٹي سي چھري کو اُٹھا لیا اور جب تک وہ دشمنوں کي کثرت سے مغلوب نهوا تبتک بهادري سے بچاؤ اپنا کرتا رها غرض کہ لاش اُسکي هاتھي پر رکھکر لوگونکو دیکھائي گئي اور سر اُسکا اورنگ زیب کے سامنے لایا گیا جسنے یہہ حکم دیا تھا کہ وہ طشت میں رکھا جاوے اور اُسکے سامنے پاني سے دھویا جاوے اور جبکہ اُسکو یہہ اطمینان حاصل هوئي کہ وہ حقیقت میں داراشکوہ هي کا سرهی تو مونہہ بناکر رونے لگا اور بهت رنج آمیز کلموں سے یہہ فرمایا کہ همایوں کے مقبرے میں دفن کیا جاوے بعد اُس کے سپہر شکوہ

اس کے بیٹے کو مقید کرکے گوالیار کے قلعہ میں بھیجا † *

اِن واقعوں کے زمانہ میں مرزا شجاع کے مقابلہ میں شاہزادہ محمد سلطان اور میر جملہ کام کاج اپنا کر رہے تھے اور شجاع کی یہہ صورت تھی کہ جب وہ بنگالہ کو لوٹ کر گیا تو مونگیر میں پڑاو اُس نے ڈالے اور گنگا اور پہاڑوں کے درمیان اپنے مکان اقامت کے گردا گرد گہری گہری کھائیاں کھودوا کر اُس کو مضبوط و مستحکم کیا مگر میر جملہ نے پہاڑوں میں گھس پیٹھکر اُس کی فوج کے بائیں بازو کو اُکھاڑا جس کے اُکھڑنے سے شجاع اس بات پر مجبور ہوا کہ پیچھے لوٹ کر راج محل میں توقف کرے جس کو اُس نے اپنی طول حکومت کے زمانہ میں بنگالہ کا دارالحکومت ٹھہرایا تھا اسی عرصہ میں برسات کا موسم آگیا جس میں وہاں خشکی کی راہ ایسی ہوجاتی ہے کہ فوج کا کوچ و سفر نہایت دشوار ہوجاتا ہے غرض کہ میر جملہ نے برسات کے آنے سے راج محل کے پاس پڑوس میں کسی قدر فاصلہ پر چھاونی ڈالی اس توقف سے پہلے ایک ایسا واقعہ واقع ہوا جس کی قدر و منزلت دونوں فریقوں کے نزدیک ایک بڑے پایہ کی سمجھی گئی بیان اُسکا یہہ ہے کہ محمد

---

† دارا شکوہ کا تمام حال مندرجہ بالا خافي خاں کی تاریخ سے لیا گیا اور برنیر صاحب کے پاکیزہ بیان کو اُس موقع کے علاوہ جس کو اُس نے اپنی آنکھ سے مشاہدہ کیا اس وجہہ سے چھوڑا کہ باوصف اِس کے کہ خافي خاں کے بیان سے بیان اُن کا بہت مخالف نہیں مگر صاحب ممدوح نے بہت سے حالات ایسے بیان کیئے جو خود قرین قیاس نہیں اور خافي خاں نے کوئی اشارہ اُنپر نہیں کیا یہہ مانا کہ صاحب ممدوح نے وہ حالات ایسے لوگوں سے سنے جو اُن معاملوں میں شریک و شامل تھے اور واقع ہوتے ہی وہ حال اُن کے پاس پہنچے مگر ایسے تازہ حال سقم و صحت سے خالی نہیں ہوتے اس لیئے کہ جب تک مضمونوں پر بحث مباحثہ نہیں ہوتا تو ہر شخص کو کل واقعہ کا جزو جزو دریافت ہوتا ہے اور جو حال اوروں سے وہ سنتا ہے اُسکو اپنی معلومات کے مناسب توڑا لیتا ہے علاوہ اُس کے ہارے ہوئی لوگ اپنی ہار کے عذر میں ہمیشہ باتیں بناتے رہتے ہیں اور تمام آدمی ایسی خفیہ تاریخوں اور مخفی ارادوں سے خوش ہوتے ہیں کہ اگر آیندہ کو وہ گواہوں سے مضبوط و مستحکم نکیئی جاویں تو بہت جلد فراموش ہوجاتے ہیں

سلطان ایک مدت سے میر جملہ کے حکم و حکومت سہتے اور بوجھہ بھار اُس کا اُٹھاتے تنگ آگیا تھا یہاں تک کہ اب اُسکی حکومت اُٹھانے کي تاب و طاقت اُس میں باقي نرهي تھي غرض کہ جب وہ بہت تنگ آگیا تو باوصف اس کے کہ عالم گیر کا بڑا بیٹا اور اُسکے تاج و تخت کا پورا وارث تھا مرزا شجاع اپنے چچا جان سے خط و کتابت جاري کي اور آخرکار اُس کي فوج میں چلا گیا مرزا شجاع اُس سے بتوقیر و عزت پیش آیا اور اپني بیٹي کے ساتھہ اُسکا نکاح کیا یہہ واقعہ ماہ جون سنہ ۱۶۵۹ ع مطابق رمضان سنہ ۱۰۶۹ هجري میں واقع هوا بعد اُس کے خواہ اِس وجهہ سے کہ اُمید اُس کي بر نہ آئي یا مزاج اُس کا اصل خلقت سے مضبوط و مستقل نتھا وہ اپني نئي بات سے ایسا ناخوش هوا جیسا کہ وہ اپني پہلي حالت سے راضي نتھا چنانچہ اُن لڑائیوں میں جو برسات کے گذرنے پر باهم واقع هوئیں مرزا شجاع کے شریک و شامل رهکر اُس سے کنارہ کش هوا اور ستائیسویں جنوري سنہ ۱۶۶۰ ع مطابق چھٹي جمادي‌الثاني سنہ ۱۰۷۰ هجري کو میر جملہ کے لشکر میں چلا آیا *

اورنگ زیب نے ایک مرتبہ بنگالہ کا ارادہ کیا تھا مگر مذکورالصدر خبر کے پہونچنے سے پہلے فسخ عزیمت کو مقدم سمجھا تھا اور مدد سلطان کے کوتکوں سے کوئي اثر اُسپر ظاهر نهوا چنانچہ اُس نے شاهزادہ کو مقید کیا اور کبھی برس تک مقید رکھا *

بعد اُس کے مرزا شجاع کے کار بار آهستہ آهستہ گھٹنے لگے اور بہت سي ناکام لڑائیوں میں هارنے کے بعد اسپر مجبور هوا کہ وہ ڈھاکہ کو لوٹ گیا اور جب کہ میر جملہ اپنے زور و قوت سے اُس کو دبائے چلا گیا تو وہ اپني فوج سے چند همراهیوں سمیت الگ هوا اور اراکن کے راجہ کي پناہ میں آیا بعد اُس کے حال اُس کا دریافت نهوا یہہ واقعہ ماہ اپریل یا مئي سنہ الیہ ع مطابق شعبان یا رمضان سنہ الیہ کو وقوع میں آیا *

معلوم هوتا هي کہ اراکن کے راجہ نے شجاع کي روک ٹوک کے لیئے

داد و دیانت کے خلاف پر تدبیریں ہوئیں اور مرزا شجاع نے وہاں کے مسلمانوں سے مل ملاکر راجہ کے لوکھاڑنے کی طرح ڈالی مگر بڑی چھان بین کے بعد اِس قدر ثابت ہوا ہی کہ مرزا شجاع اپنے خاندان سمیت اراکن میں مارا گیا اگرچہ اُس کی نسبت بہت سی خبریں اڑائی گئیں مگر واقعی حال اُس کا آیندہ کو معلوم نہیں ہوا ٭

اگرچہ اورنگ زیب کو شجاع کے بخت و قسمت کے مستور و مخفی رہنے سے تھوڑے عرصہ تک ایک طرح کا تردد دامنگیر رہا مگر اگلے برس کے پورے ہونے سے پہلے وہ تردد اور اُسی قسم کے بہت سے خیال اس کی خاطر سے رفع دفع ہوگئے یہاں تک کہ اسنے ڈرانے دھمکانے اور بعد اسکے فوجکشی چڑھانے سے سری نگر کے راجہ کو اسبات پر مجبور کرنا چاہا تھا کہ وہ سلیمان شکوہ اُس کے بھتیجے دارا شکوہ کے بیٹے کو بادشاہی ملازموں کے حوالہ کرے مگر جب کہ راجہ نے نخواہ اپنی عزت کے خیال سے یا بوجہ اللہ کی نفرت یا کسی اور مصلحت کے تصور سے بات اُسکی نمانی تو اورنگ زیب نے والی جیپور راجہ جے سنگھ کی وساطت سے کام نکالنا چاہا جو دہلی کا بڑا کارندہ اور ہندو راجاؤں کی خط و کتابت کا قوی وسیلہ تھا غرض کہ وہ راجہ اس راجہ کے سمجھانے بجھانے سے سلیمان شکوہ کے حوالہ کرنے پر راضی ہوا چنانچہ اُس نے ستویں جنوری سنہ ۱۶۶۱ء مطابق گیارھویں جمادی الاولی سنہ ۱۰۷۱ ہجری کو بادشاہی ملازموں کے حوالہ کیا اور وہ اُسکو دلی کو لیگئے پہلے اُسکو ہاتھی پر بٹھا کر دلی کے گلی کوچوں میں تشہیر کیا بعد اُس کے بادشاہ کے سامنے لے گئے اگرچہ پاؤں کی بیڑیاں کاٹی گئیں مگر ہاتھ اُسکے سنہری زنجیروں سے جکڑے گئے درباریوں کے سامنے پھر آئے اور آنکھیں اُنکی ڈب ڈبا گئیں یہاں تک کہ بادشاہ نے بھی خدا ترسوں کی صورت بنائی اور جب کہ سلیمان شکوہ نے بہت یہہ عرض کیا

۱ خافی خاں

کہ نشا پلاکر ہوش حواس کو زائل کرنے کی نسبت جیسے کہ شہزادوں کے قتل کا دستور و قاعدہ سمجھا گیا تھا یہہ بات آسان اور میرے جی کا بڑا ارمان ہی کہ میں دفعتاً مارا جاؤں تو بادشاہ نے بہت نرم لفظوں سے یہہ جواب ارشاد فرمایا کہ تم جان کی طرف سے مامون و مطمئن رہو بلکہ تمہارے ساتھہ اچھا معاملہ برتا جاویگا † مگر لوگوں کو یہہ یقین نہیں کہ اورنگ‌زیب نے وہ وعدہ پورا کیا ہو اس لیئے کہ مرزا سلیمان شکوہ اور اسکا بھائی سپہر شکوہ اور مرزا مراد کا جوان بیٹا گوالیار کے قلعہ میں تھوڑی مدت میں مرگئے ‡ اور اورنگ‌زیب کا بیٹا محمد سلطان اسی قلعہ میں بہت دنوں تک جیتا جاگتا رہا اور بعد اس کے کسیقدر رہا بھی کیا گیا *

مرزا مراد کے ظالمانہ قتل سے جو مرزا سلیمان شکوہ کی گرفتاری سے کئی مہینے پیچھے واقع ہوا لوگوں کے شکوک شبہات اورنگ‌زیب کے قول فعل اور خوے و خصلت کی نسبت سچی ہوگئے اس بدبخت شاہزادہ نے ایک رسی کے ذریعہ سے جسکو دیوار قلعہ سے نیچے کو لٹکایا تھا بھاگنا چاہا مگر جب کہ وہ شامت کا مارا ایک ہندنی بیسوا سے رخصت ہونے لگا اور اس عورت کے رونے کی صدا بلند ہوئی تو پہرہ والے اس طرف کو ملتفت ہوئے اور شاہزادے کے ارادے پر پے لیگئے اور وہ اپنی مراد سے نامراد رہا بعد اس کے اورنگ‌زیب یہہ سوچا بچارا کہ جب تک یہہ بھائی صحیح و سلامت ہی تب تک اپنی سلامتی کی خیر نہیں مگر جبکہ کسی قسم کا الزام اس بیگناہ کے ذمہ نہ لگا سکا تو اسنے ایک ایسی آدمی کو سکھا پڑھاکر مدعی کھڑا کیا جسکے باپ کو مرزا مراد نے اپنی نیابت سلطنت گجرات کے وقتوں میں قتل کیا تھا غرض کہ اسکی طرف سے دعوی پیش کرایا اور رسم و رواج کے موافق تحقیقات کرکے قصاص کا فتوی دلایا اور بعذر قصاص اسکو عین قیدخانہ میں قتل کرایا § *

---

† برنیر صاحب کا بیان جو اس موقع پر موجود تھے
‡ برنیر صاحب
§ خافی خاں برنیر صاحب

اس زمانہ سے تھوڑي مدت پہلے بیکانیر کے راجہ پر ایک فوج اُس نے روانہ کي تھي جو مقام دکن میں عین وقت و موقع پر اُسکو چھوڑکر چلا آیا تھا اور اب بھي مطیع و محکوم اُسکا نتھا مگر اُس راجہ نے ماہ نومبر سنہ ۱۶۶۱ع مطابق ربیع‌الثاني سنہ ۱۰۷۲ ھجري کو مہم مذکور کے دباو سے اطاعت اختیار کي تھي *

ملک آشام پر میر جملہ کي چڑھائي اور بادشاہ کي بیماري کا بیان

جب کہ میر جملہ کي کامیابیوں سے صوبہ بنگال میں دوبارہ امن‌چین قایم ہوا تو بادشاہ نے اُس قوي دست وزیر کو اور کسي دھندے میں لگانا چاہا چنانچہ اُس نے ملک آشام کي فتح پر اُسکو متعین فرمایا جو دریاے برہمپتر کے کنارے پر واقع اور ہرے بھرے پہاڑوں سے منحصور ہی غرض کہ میر جملہ ڈھاکہ سے برہمپتر پر پہونچا اور کوچ بہار کي چھوٹي ریاست کو فتح کرکے آشام کے میدان کو روندا سوندا اور گھرگانگ اُسکي دارالحکومت پر قبضہ کیا اور بارھویں مارچ سنہ ۱۶۶۲ع مطابق ششم شعبان سنہ ۱۰۷۳ ھجري کو اپنے کامیابي کا حال ایک عریضہ کے ذریعہ سے بادشاہ کي خدمت میں بڑي خوشي سے ارسال کیا اور بڑے گھمنڈ سے یہہ لکھا کہ اب آگے کو حضور کے اقبال و دولت کي بدولت چین تک راستہ کشادہ کیا جاویگا بعد اُس کے برسات کا موسم آگیا اور پاني کي مار مار سے وہ میدان اسقدر پانیکا طوفان ہوگیا کہ سوار آگے نہ بڑھ سکی اور چرتنے چارا نہ لاسکے علاوہ اس کے اُس ملک کے باشندے ادھر اودھر سے اکھٹے ہوئے اور رسدوں کو لوٹنے اور متفرق سپاھیوں کو جابجا مارنے لگے غرض کہ طرح طرح کي تکلیفیں پہونچانے لگے بعد اُسکے جب برسات نکل گئي تو لشکر میں بڑي مري پھیلي اگرچہ اس عرصہ میں تازي مدد بھي آئي مگر میر جملہ اُن تدبیروں سے ناکام رہا جو اُس نے سوچي سمجھي تھیں اور وہ بڑا بول آسکے آگے آیا بلکہ بنظر اسکے کہ اُسکو شکست کا دھبا نہ لگے وھاں کے

راجه سے کسیقدر ملک و خراج اُسنے حاصل کیا اور اپني عمدہ عمدہ لیاقتوں اور کارگذاریوں سے کام اسکو دینا پڑا اور جب کہ یہہ مراد اس کي پوري نهوئي تو چهٹي جنوري سنه ۱۶۶۳ع مطابق ششم جمادي‌الثاني سنه ۱۰۷۳ هجري کو فوج اپني آشام سے لوٹائي اور اب تک ڈهاکه میں داخل نهوا تها که سفر کي ماندگي اور علاوہ اس کے ایسي ایسي سخت تکلیفوں کي مشقت سے جنکو اُس نے ادنی ادنی سپاهیوں کے ساتهه اپنے بوڑهاپے میں اوٹهایا تها اکتیسویں مارچ سنه الیه ع مطابق دوسري رمضان سنه الیه کو جهان فاني سے گذر گیا † اور بادشاہ نے في‌الفور اس کے بیٹے محمد امین کو اُسي بڑے پایه پر سرفراز فرمایا جو اس کے باپ کو حاصل تها *

اگرچه اس قوي ملازم کے مرجانے سے هر طرح کے رشک و حسد اور هر قسم کے خوف و هراس سے بادشاہ کو اطمینان حاصل هوئي مگر حال میں اسکو مالک حقیقي کي جانب سے یهه سخت آگاهي دي گئي که اس حیات مستعار اور چندروزہ حکومت پر جو آج تجکو حاصل هی بهروسا کرنا نچاهیئے تفصیل اس اجمال کي یهه هی که جلوس کي پانچویں سالگرہ کے بعد ایسي سخت بیماري اسکو لاحق هوئي که پهلے تو اسکي جان کے لالے پڑے اور نهایت نحیف و ضعیف هوگیا اور پهر ایسي بلا میں مبتلا هوا که زبان اوس کي قابو میں نرهي اور بول اوس کي زبان سے پورے پورے نه نکلے غرض که اس غیر متوقع مصیبت کے واقع هونے سے اوسکي نئي حکومت کي جڑیں هل جل گئیں یعني جابجا یهه هوائیاں اوڑیں که راجه جسونت سنگهه پوري پوري منزلیں طی کرتا هوا شاهجهاں کے چهوڑانے کو اور مهابت خاں حاکم کابل بهي اس غرض سے چلا آتا هی چنانچه شاهجهاں کے حمایتي آپسمیں بمقام دارالسلطنت سازشیں کرنے لگے الف اورنگ‌زیب کے خیر خواہ بهي ایسے دو فریق هوگئے

† خافي خاں برنیر صاحب

کہ منجملہ اُن کے ایک گروہ اوس کے دوسرے بیٹے معظم شاہ کو جانشین اوس کا بنایا چاہتا تہا اور دوسرا گروہ اوسکے تیسرے بیٹے اکبر شاہ کو اوسکی جگہہ بٹہانے کا خواہاں تہا مگر خاص اورنگ زیب کے صبر و استقلال اور ہمت و متانت کے باعث سے یہہ شور فساد جوں کے توں دبے دبائے رہے اور کسی بات نے ظہور نکیا چنانچہ بیماری کے پانچویں دن باوجود اِس کے کہ موت کے پنجے سے ابہی پورا پورا چہوٹا نہ تہا اورونکے سہارے بساط مرض پر تکیہ کر بیٹہا اور درباریوں کا مجرا لیا بعد اُس کے کسی اور دن جبکہ وہ غش میں بیہوش پڑا تہا اور گلی کوچوں میں اُس کے مرنے کی ہوائی اڑ گئی تہی ہوش کے آنے پر دوتین امیروں کو بساط مرض کے حاشیہ پر بٹہالیا اور باوصف اِس کے کہ فالج کے مارے زبان اوسکی کہلے میں نہ تہی اپنی ہمشیرہ روشن آرا بیگم کو کہلا بہیجا کہ خاص مہر بادشاہی میرے پاس بہیجدے چنانچہ جب وہ مہر آئی تو اوسکو اپنے قبضہ میں کیا اور ساری غرض یہہ تہی کہ کوئی شخص استعمال اوسکا بلا حکم کرنے نہ پاوے حاصل یہہ کہ بادشاہ کی اِس ہوشیاری سے مفسدوں کی ہمتیں پست ہوگئیں اور وہ لوگ اوسکا خوف ادب کرنے لگے اور شفا کی صورت نظر آنے لگی † *

جوں ہی کہ بادشاہ نے چہٹی ستمبر سنہ ۱۶۶۳ ع کو تہوڑی بہت شفا پائی تو کشمیر کو روانہ ہوا جہاں اور ملکوں کی نسبت قوت کا حاصل ہونا زیادہ تر متوقع تہا *

دکن کے فسادوں کا بیان

جب کہ بادشاہ شمال کی جانب یعنی صوبہ کشمیر میں آرام و راحت کا خواہاں تہا تو جنوب کی جانب یعنی ملک دکن میں ایسے معاملے پیش آرہے تہے جن میں خیالات اس کے بہت جلد لڑنے والے تہے *

یہہ بات یاد ہوگی کہ مرہٹوں کی قوم ایسے [illegible] میں دکن ہی

† برنیر صاحب خافی خاں نے اِس بیماری کو مختصر کرکے بیان کیا

جو ایسے پہاڑوں کے سلسلہ میں واقع ہی کہ وہ نربدہ کے سراسر جنوب
اور بندیا چل پہاڑوں کے موازات میں پھیلے ہوئے ہیں اور نیز وہ ملک
ایسے خط کے محاذات میں پڑا ہی جو مقام گویا واقع ساحل دریاے شور سے
بیدر پر گزر کر دریاے وادہ تک چندا پر گزر جاتا ہی اور اُس ملک کی حد
مشرقی پر دریاے مذکور اور اُسکے حد مغربی پر سمندر واقع ہی اس ملک
کی علامتونسے عمدہ علامت کوہ سیاوری کا سلسلہ ہی جس کو گھاٹ
بولتے ہیں اور وہ دریاے شور سے تیس چالیس میل ادھر مغرب
کی جانب کو پھیلتا چلا گیا ہی اور یہہ سلسلہ سمندر کی سطح سے تین
ہزار فٹ سے لیکر پانچ ہزار فٹ تک بلند ہی مگر اپنی خصوصیات کی
وجہہ اور اُن ضلعوں کے اختلاف کے باعث سے جنمیں یہہ حد فاصل کے
طور پر واقع ہوا ہی شہرہ آفاق ہو گیا باقی مغرب کی جانب میں کہیں
کہیں اس سلسلہ کی بلندی سمندر کی سطح سے قریب واقع ہوئی
اور سمندر کی جانب سے یہہ ایسا قوی مانع ہی کہ اوسکی ممانعت
مزاحمت سے غنیم کا گذار اُس ملک میں نہایت دشوار و مشکل ہے
مگر مشرق کی جانب میں ڈیڑہ ہزار یا دو ہزار فٹ کی بلندی
پر چوڑا چکلا میدان ہوکر ڈھالتا ڈھالتا ملک مذکورالصدر سے باہر نکل گیا
یہاں تک کہ خلیج بنگالہ تک جا پہونچا *

اس پہاڑ اور سمندر کے درمیان میں ایک خطہ واقع ہی جس کو
کانکن یا کوکن کہتے ہیں اور وہ اکثو جگہہ ناہموار اور ساحل دریاے شور
کی جانب چھوٹے چھوٹے قطع اسمیں واقع ہیں جنمیں چانول پیدا ہوتے
ہیں اور ملک مذکور کا باقی حصہ ٹیکروں اور جنگلوں کے باعث سے
جنمیں بڑے بڑے سیلاب آتے ہیں اور قرب سمندر اور سیلابوں کی جہت
سے وہ زمینیں دلدلی اور گھڑیلی ہو جاتی ہیں اور مین گروو † اور علاوہ
اوسکے اور جھاڑ جھنکاڑ اُن میں پیدا ہوتے ہیں زراعت کے قابل اور

† ایک درخت کا نام ہی جو سمندر کے کناروں پر پیدا ہوتا ہی

بوجوت کے لایق نہیں ‡ اس حصہ کے ٹیکروں کي چوٹیاں درختوں سے خالي ہیں مگر چاروں طرف انکے بڑے بڑے درخت گھنے گھنے کھڑے ہیں اور نیچے کے جنگلوں سے بڑھتے بڑھتے جا ملتے ہیں جہاں چھوٹے چھوٹے درختوں کا زور و شور اور بانسوں کي دھوم دھام ہی اور یہہ بڑا جنگل مشرق کي طرف کو بلند زمین کے اوس خطے پر پھیلتا ہوا گیا ہی جو قریب اسکے واقع ہی اور آس میں اونچي اونچي گھاٹیاں اور گہري گہري کھوئیں پائي جاتي ہیں جو جنگلي جانوروں کے بسنے رہنے کے قابل ہیں جنسے یہہ سلسلہ بھرپور ھے بندرہ بیس میل ان ٹیکروں سے گذرکر وہ تنگ گہاٹیاں کشادہ اور زرخیز ہو جاتي ہیں یہاں تک کہ کھلے میدان آ جاتے ہیں جو مشرق کي جانب کو پھیلتے چلے جاتے ہیں اور وہاں کھیتي ہوتي ہی مگر درختوں کا نام و نشان نہیں اور کہیں کہیں شاذ و نادر ایک چھوٹے سے پہاڑ کا سلسلہ اُن کو کاٹتا ہوا گذرتا ہی گھاٹوں کے بڑے سلسلہ پر برسات کے موسم میں جنوبي مغربي ہوا کا بڑا زور شور رہتا ہی مگر گھاٹوں کي مزاحمت سے میدانوں میں پہونچنے تک زور اُس کا بہت کم ہو جاتا ہی اور گھاٹوں کے اونچے اونچے مقاموں میں کئي کئي مہینے تک بادلوں کے دل کے دل چلتے پھرتے رہتے ہیں اور ہوا کي کر و فر اور بارش کي دھوم دھام رہتي ہیں اگرچہ اوپر کے خطوں سے پاني بہکر چلا جاتا ہی مگر کنکان کا یہہ حال ہوتا ہی کہ سارے برس گیلا سیلا اور بیماریوں کا گھر بنا رہتا ہی اور منجملہ اُن پست شاخوں کے جو اِن گھاٹوں سے نکل کر مشرق کي جانب کو چلي جاتي ہیں سب سے بڑي وہ شاخ ہی جو سلسلہ چاندور کے نام سے مشہور و معروف ہی اور یہہ نام اُس کا اُس قلعہ کي وجہہ سے شہرہ آفاق ہوا جو اُسکي چوٹیوں پر منجملہ بہت سے قلعوں کے بنایا گیا یہہ سلسلہ دریاے تپتي کے پست طبقہ اور

‡ کنکان والوں کي کہانیوں میں مذکور ہی کہ کسي زمانہ میں سمندر گھاٹوں کے دامنوں تک آگیا تھا اور کنکان ایک دیوتا کي کرامت سے محفوظ رہا تھا

دریاے گوداوری کے بلند طبقه کے درمیان میں حد فاصل واقع هوا اور تپتی کا طبقه خاندیس اور برار کے زر خیز میدانوں سے مرکب هی جنکی علحدگی گجرات سے پگلانه کے جنگلي خطه کے ذریعه سے هوتي هے یهه طبقه بهت سي باتوں میں بلند طبقه سے مختلف هی اور جسکو زیاده تر خصوصیات ملک مرهٹه کي حیثیت سے مرهٹوں کا ملک کهنا چاهیئے تمام گهات اور آس کے قرب و جوار کے پهاڑوں کا اختتام اکثر ایسي چوٹیوں پر هوتا هی جو سپاٹ پتهر کي دهاریں هیں اور آسکے بڑے بڑے اونچے اونچے مقام اور قلب پهاڑیوں کے متفرق حصے قدرتي قلعه معلوم هوتے هیں جنکے قبض و تصرف کے لیئے وهاں چڑهنے میں هموار سطح تک صرف محنت اوٹهاني پڑتي هی جو پهاڑوں کي چوٹیوں پر عموماً پائي جاتي هی مختلف زمانوں میں مختلف بادشاهوں نے ان مقاموں سے فائدے اوٹهائے چنانچه اُنهوں نے سیڑهیاں بنائیں یا پیچدار راهیں نکالیں اور اُن راهوں میں جگهه جگهه دروازے لگائے اور دروازوں کے لگانے سے اُن کو مضبوط و مستحکم کیا اور هموار سطح کے قرب و جوار کے مقاموں پر قبض و قابو رکهنے کي غرض سے برج اور بارے بنائے غرضکه بطور مذکور اُن بادشاهوں نے گهاٹوں اور اُنکي شاخوں کے پاس پڑوس کے ملکوں کو ایسے ایسے قلعوں سے مضبوط و مستحکم کیا جو اکثر لوگوں کي آمد رفت سے رسائي کے قابل اور سهل الوصول هوگئے ورنه رسائي کے قابل سمجهے نجاتے *

مرهٹوں کي قوم کا بیان

اگرچه مرهٹوں کا بیان ایسي طرح کبهي نهیں مذکور هوا جیسے کسي قوم کي تاریخ لکهي پڑهي جاتي هی مگر اُن لوگوں کي خوے و خصلت ایسي معزز و ممتاز تهي که گویا اُن لوگوں میں همیشه سے جمهوري سلطنت قایم رهي هی اور اگرچه خاص هندوستان کے کمترین لوگوں سے کنارے اور تلنگانه والوں اپنے جنوبي همسایوں کي نسبت زیاده مشابهت رکهتے هیں مگر منجمله ان دونوں قوموں کے کسي کے ساتهه اُنکو اختلاط اور امتزاج نهیں بلکه بجاے خود مستقل سمجهے جاتے هیں *

جسم اُن کے مضبوط اور قد اُن کے کوتاہ اور چوڑے بدن اُن کے ٹھیک ٹھاک ہیں اگرچہ نہایت خوبصورت نہیں اور تمام قوم اُن کی جفاکش اور مستقل اور چابک چالاک پائی جاتی ہے گرچہ راجپوتوں کی شان و متانت اور شیخی بڑائی سے خالی نہیں مگر ویسے کاہل اور دنیا کی باتوں سے غافل نہیں راجپوتوں کا یہہ حال ہے کہ جب تک اُن کی قوم کی بیعزتی نہیں ہوتی تب تک وہ لوگ آپس لڑائی کے نتیجوں سے بے پروائی برتتے ہیں جسمیں وہ شریک و شامل ہوتے ہیں مگر مرہٹوں کا یہہ نقشہ ہے کہ نتیجے کے سوا کوئی بات اُن کے دھیان میں نہیں آتی یہاں تک کہ اگر کام اُن کا برے بھلے کیسے ہی ذریعہ سے حاصل ہووے تو وہ اُس کی بھلائی برائی کی پروا نہیں کرتے بلکہ اپنے کام سے کام رکھتے ہیں غرض کہ حصول مقصود میں ذہن و طبیعت سے کام لیتے ہیں اور عیش و عشرت کو چھوڑ کر جان جوکھوں پر پڑتے ہیں اور عزت کی بات پر جان کھونا تو درکنار اپنی غرض کسی طرح نہیں چھوڑتے یہاں تک کہ راجپوتوں اور مرہٹوں کی ظاہری شکل و شمایل پر اُس دونوں اختلاف ذاتی کا اثر واضح و لایح ہے چنانچہ ادنی درجہ کے راجپوت کے چال چلن میں کوئی نہ کوئی بات اچھی ہوتی ہے اور اعلی درجہ کے مرہٹوں کے طور طریقوں میں کچھہ نہ کچھہ ناشایستگی پائی جاتی ہے اور اسقدر فرق و تفاوت ہے کہ اگر یہہ دونوں کسی کے دشمن ہوجاویں تو راجپوت ہونا دشمن تصور کیا جاویگا اور مرہٹا دغا دا ترس اور ہیبت والا اس ایلے سمجھا جاویگا کہ مرہٹے دلیری دلاوری سے کبھی نہیں چوکتے جب کہ بدون اس کے کام اُن کا نہیں چلتا بلکہ دلیری دلاوری کی عادت کے لیئے گویا خود اُن کی جبلت ذاتی و فطرت اور چستی چالاکی سے ہمیشہ کام لیتے ہیں یہہ اوصاف اُن کے سوائی لوگوں سے خصوصاً نسبت کیئے جاتے ہیں جو ایسے بڑے بڑے وصفوں اور اُن سے زیادہ ناکارہ کاموں کے ساتھہ موصوف ہیں اس لیئے کہ کسان مرہٹے تھوڑے سنجیدہ فہمیدہ اور جفا کش اور کفایت شعار

هوتے هیں اگرچه اِن کسانوں میں بھي ذاتي هوشیاري مکاري اور اصلي چابکي چالاکي کسیقدر پائي جاتي هی مگر وہ بہت فتنه انگیز اور بڑے جھوٹے نہیں هوتے *

مسلمان بادشاهوں کے وقتوں میں سردار اُن کے ایسے خاندانی هوتے تھے جو اپنے باپ‌دادا سے بدهه نوں کے پرانے عہدوں پر معزز و ممتاز یا ضلع کي کار گذاریوں پر مامور و سرفراز هوتے † تھے اور احمد نگر اور بیجا پور کي ریاستوں میں رساله داریاں اور جمعداریاں کماتے تھے یهه سردار اصل و حقیقت میں اپنے لوگوں سمیت قومیت کي حیثیت سے سارے شدر تھے اگرچه بعضوں نے قدر و منزلت بڑهانے کو راجپوت هونے کا دعوي کیا *

معلوم هوتا هی کہ پہلے مورخ مرهٹوں کي قوم سے واقف نه تھے اور جن سرداروں کا نام اُنھوں نے بیان کیا اُن کے معمولي لقبوں سے دریافت هوتا هی که وہ قوم کے مرهٹے تھے مرهٹه کا لفظ اول سنه ۱۴۸۵ ع کے حالات میں فرشته والے نے لکھا هی مگر عام معنوں میں استعمال اُس کا نہیں کیا یعني اُس نے کسي شخص معین کو اِس نام سے پکارا بیان کیا گیا که بیجا پور والے بادشاهوں نے سولہویں صدي میں فارسي زبان کي جگهه مرهٹي بولي کو محاصل کے دفتروں میں قایم کیا تھا اور اس لیئے که وہ بادشاہ بیگانه لوگوں کي جگهه دکن کے باشندوں کو اپني فوج میں بھرتي کرتا تھا تو اُس نے بہت سے مرهٹوں کو نوکر رکھا تھا چنانچه پہلے پہلے ادنی عہدوں یعني قلعه کي چوکي پہرہ پر متعین کیئے گئے اور بعد اُسکے جب یهه بات دریافت هوئي که اِن لوگوں میں هلکے پھلکے سواروں میں داخل هونے کي استعداد و لیاقت پائي جاتي هی تو بیجا پور اور احمد نگر کے جنگي سواروں میں داخل هونے لگے اور کچھه کچھه لوگ

† اُس زمانه میں پاٹل اور دیس مکھه اور دیس پانڈے وغیرہ عهدے معزز و ممتاز گنے جاتے تھے

اُن کے گولکنڈہ کے بادشاہ قطب شاہ کے بھی ملازم ہوئے باوصف اِس کے کہ مسلمان مورخوں نے سولھویں صدی کے آغاز تک بیان اُن کا بہت تھوڑا کیا مگر ملک عنبر کی عہد حکومت میں معزز و ممتاز ہوئے اور بعد اُس کے یہہ نوبت پہونچی کہ بیان اُن کا دکن کی تاریخ میں ایک مستقل حصہ بن گیا ‡ *

بوسلا خاندان کا بیان

ملک عنبر کے افسروں میں سے ایک افسر مالوجی بوسلا کے نام سے معروف و مشہور اور خاندان اُسکا زور و قوت کی نسبت قدر و عزت میں معزز و ممتاز اور بوسلا کے خطاب سے نامی گرامی تھا یہہ افسر چند خود اسپہ سواروں سمیت ملک عنبر کا ملازم اور جادو راؤ کا متوسل تھا یہہ جادو راؤ وہ سردار تھا کہ اگر مرہٹوں کے خاندانوں میں سے کسی خاندان کو راجپوت ہونے کا دعوی پہونچتا تو اسی کے خاندان کو وہ دعوی سزاوار و شایاں تھا اس لیئے کہ راجپوتوں کے گروہوں میں سے ایک گروہ کا نام جادو ہی اور جب کہ مسلمانوں نے پہلے پہلے دھاوا کیا تھا تو دیو گڈہ کا راجہ بھی اسی نام سے نامی گرامی تھا جو ساری دکن میں سب راجاؤں سے بڑا راجہ تھا اور غالب یہہ ہی کہ مالوجی کا حامی جو دیو گڈہ کے نسبی قریب ضلع کا دیس مکھی تھا راجپوتوں کی نسل سے ہوگا حاصل یہہ کہ اصل اُس کی کیسی ہی ہو مگر لکھہ جی جادو راؤ کو ملک عنبر کی حکومت میں دس ہزاری ذات کا منصب حاصل تھا اور ایسی قدر و منزلت رکھتا تھا کہ جب وہ ایک مرتبہ شاہجہان سے پیوستہ ہو گیا تو ملک عنبر کی تدبیر اوندھی ہو گئی اور وہ لڑائی ہار گیا *

اس ناصواب آمیزش سے بہت دنوں پہلے مالوجی بوسلا ایک تہوار کی تقریب سے جو جادو راو کے مکان میں رچایا گیا تھا اپنے بیٹے ساہ جی

‡ گرینٹ صاحب کی تاریخ مرہٹہ صفحہ ۷۳ لغایت ۹۳

کو ساتھہ اپنے لیے ہوئے آیا تھا اور اُن دنوں عمر اُسکی پانچ برس کی تھی حسب اتفاق ایسے موقع پر جو ہسنے بولنے کا مقام و موقع تھا جادو راؤ نے ساھجی اوراپنی سہ سالی بیٹی کو دونوں زانوؤں پر بٹھا کر ہنسی سے یہہ بات کہی کہ یہہ کیا عمدہ جوڑا ہی اور یہہ دونوں بالک بھوبنے بنانے کے قابل ہیں جادو راؤ کے کہنے پر مالوجی بول اُٹھا کہ سب صاحب گواہ رہیں کہ میرے بیٹے کا رشتہ جادو راؤ کی بیٹی سے ہو گیا جادو راؤ اُسکے بولنے سے اچنبھی میں رہا اور اپنے خاندان کے فخر و عزت کے باعث سے اُس کے بڑے بول سے نہایت ناراض ہوا یہاں تک کہ باہم بد مزگی ہوگئی مگر اُس زمانہ میں مالوجی کا ستارہ عروج پھر تھا چنانچہ اُس نے بہت سا روپیہ کمایا اور روز بروز اپنے لوگوں کو بڑھایا یہاں تک کہ احمد نگر کی ریاست میں پنج ہزاری کے منصب رسالہ داری پر سرفراز ہوا اور ایسی بڑی جاگیر اُس نے حاصل کی جس کا بڑا مقام پونا تھا اور اب بھی اُس سگائی کا دعوی کرتا رہا مگر فی‌الحال اُسکی جاہ و حشمت کی نظر سے وہ دعوی بیجا نہ سمجھا گیا چنانچہ آخرکار جادو راؤ اُسپر راضی ہوا یعنے اُن کے سنجوگ نے زور کیا اور دستور و قاعدہ کے موافق دونوں کی شادی ہو گئی یہہ بیاہ ایسا پھلا پھولا کہ ایک پھل اُس کا وہ سیواجی تھا جو ماہ مئی سنہ ١٦٢٧ع میں پیدا ہوا اور مرہٹوں کی حکومت کی بنیاد اُسنے ڈالی *

ساھجی بوسلا کا حال اس تاریخ میں پہلے بیان ہو چکا کہ وہ سردار احمد نگر کے پچھلے واقعوں یعنے سنہ ١٦٣٦ع کے قصے قضایوں میں بڑا سرگرم اور آمادہ رہا اور بعد اُسکے بیجاپور کی سرکار میں ملازم ہوا اور جب کہ شاہجہاں اور والی بیجاپور نے احمدنگر کے ضلع کو باہم منقسم کیا تو وہ جاگیر جو ساھجی کے قبض و تصرف میں چلی آتی تھی اور حسب قسمت بیجاپور کے حصہ میں آئی تھی جوں کی توں قایم رکھی گئی یہاں تک کہ بیجاپور والوں کی جانب سے جنوبی ملکوں کو فتح کرتا

رها اور ملک میسور میں ایسي بڑي جاگیر اُسنے حاصل کي جسمیں سیرا اور بنگلور بڑے بڑے شہر بهي داخل تهے *

مرهٹوں کے سردار ناخوانده هوتے تهے اور کاروبار اُنکا وه برهمن کرتے تهے جو مسلمانوں کي عهد حکومت میں بهي بهت سے لوگ اُنکے کام کے عهدوں پر متعین تهے اور کارگذاروں کا بڑا فرقه برهمنوں هي کا تها غرض که انهیں لوگوں میں سے دادا جي کانڈو نامي ایک برهمن کو اپني جاگیر واقع پونه پر ساهوجي نے معین کیا اور دوسرے بیٹے سیواجي کي خبر گیري کا بوجهه بهار اُسکے سر پر رکها اور بڑے بیٹے کو ساتهه اپنے میسور کو لے گیا غرض مرهٹوں کي تعلیم و تربیت کا یهه طریقه هے که وه شهسواري اور شکار بازي اور علاوه اُس کے اور سپاهیانه ریاضتیں سیکها کرتے هیں اور جوکه پونه ایسي جگهه واقع هے که وهاں میدان اور پهاڑي ملک آپس میں ملتے هیں تو سیوا جي کے بڑے رفیق ایسے لوگ اتفاق سے هوئے جو اُس کے باپ کے سواروں میں بهرتي تهے یا گهاٹوں کے پاس پڑوس کے ڈاکو لٹیرے تهے غرض که اُسکے همراهي بڑے جفاکش اور نهایت مضبوط آدمي تهے چنانچه ایسے لوگونکي همراهي سے بڑے بڑے کاموں کا عشق اُس کي طبیعت میں پیدا هوا اور وه عشق اُن ملکي راگوں یعني ساکهوں کے سننے سے دو چند هوگیا جن میں سورما لوگوں کي کهانیاں گائي جاتي هیں غرض که وه آفت کا پرکالا جب سوله برس کو پهونچا تو دادا جي کے قابو سے نکل گیا اور داداجي نے جاگیر کے اهتمام انصرام میں شریک اُسکو گردانا اگرچه بڑائي ڈهنگ اُس کے دلکشي دلپذیري کے باعث سے عام پسند اور عام فریب تهے مگر لوگ ابهي سے اُس کي نسبت بهت شک شبهه کرنے لگے تهے که وه بهي اُن ڈاکوں میں شریک و شامل هے جو کنکان پر کبهي پڑتے تهے حاصل یهه که لوٹ مار کے کاموں اور سیر شکار کے سپاٹوں کے باعث سے گهاٹوں کي ساري گهاٹیوں سے بخوبي واقف هوگیا علاوه اُس کے اُنکے جنگلي باشندوں

سے پہلے هي سے آشنا تها گہاٹوں کے سلسلہ کے اُن حصوں میں جو شمال پونہ کي جانب واقع هیں بہیل اور کولي اور اُس کي جنوبي جانب میں راموسي قوم بستي تهي مگر پونہ کے عین مغرب میں مرہٹے رهتے تهے جو اُس اُجاڑ کي سختیاں اُٹهاتے تهے اور جن گہاٹیوں میں وہ رهتے تهے اُن کے نام کي وجهہ سے ماوالي کہلاتے تهے غرض کہ سیواجي نے پہلے پہلے ماوالیوں میں سے منتخب کرکے رفیق اپنے بنائے اور اپني تیز فہمي اور هوشیاري کي بدولت اُن لوگوں کو چهوٹے چهوٹے کاموں کي مصروفي سے نکالکر بڑے بڑے کاموں کي مشغولي میں ڈالا *

اکثر اوقات اُن پہاڑي قلعوں سے غفلت برتي جاتي تهي جو سرکار بیجاپور سے علاقہ رکهتے تهے یعني سرکار بیجاپور اُنکي خبر گیري نهوتي تهي اور اسلیئے کہ وہ قلعے دارالحکومت سے دور اور بجائے خود بیماریوں کے گهر تهے تو گاہ گاہ ایک مسلمان افسر تهوڑے سے کم تنخواہ سپاهیوں سمیت اُن میں چهوڑا جاتا تها اور کبهي کبهي پاس پروس کے دیس مکهوں کے تحت و تصرف میں چهوڑے جاتے تهے جو اُن کے قرب و جوار میں مال کا کام کرتے تهے یا علاوہ اُنکے اور افسران مال کو سپرد کیئے جاتے تهے اور منجملہ اُن قلعوں کے جو دیس مکهوں کے قبض و تصرف میں داخل تهے تورنا کا قلعہ نہایت مضبوط و مستحکم اور پونہ سے جنوب مغرب کو بیس میل کے فاصلہ پر واقع تها سیواجي نے سنہ ۱۶۴۶ع میں کسي حکمت سے اِس قلعہ پر قبضہ کیا † اور تقریر و حجت اور روپے پیسے کے ذریعہ سے سرکار بیجاپور کو اسبات کا یقین دلایا کہ دیس مکهوں کے قبض و تصرف کي نسبت اُس کے قبض و دخل میں وہ حصار پایدار اچهي طرح رهیگا مگر جب کہ بعد اُس کے پاس کے ایک قلعہ کو کہائي خندق اور برج بارہ یعني لڑائیوں کے سامانوں سے مضبوط و مستحکم کیا تو سرکار بیجاپور اُس پر متوجهہ هوئي اور اُسکے باپ

† گرینٹ ڈف صاحب جلد ایک صفحہ ۱۲۹

کو اُس کي شکایت لکھي ساھجي نے عذر اپنا پیش کیا اور سیواجي اپنے بیٹے اور داداجي اپنے کارندہ کو سخت ممانعت لکھي کہ وہ بیجاپور کے علاقہ میں زیادہ دست اندازي نکریں چنانچہ داداجي نے سیواجي کو بہت سمجھایا اور اُس کے باپ کي تاکیدوں کي تعمیل اُس سے چاھي بعد اُس کے داداجي مرگیا اور سیواجي روک ٹوک سے آزاد ھوگیا اور جب کہ کوئي شخص اُس کا مانع مزاحم نرھا تو اُس نے اپنے ارادونکو بڑي دھوم دھام سے ترقي بخشي یہاں تک کہ جاگیر کا محاصل باپ کو بھي ندیا اور منجملہ چاکن اور سوپا دوقلعوں کے جو اُس کي جاگیر میں واقع تھے اور اُس کے باپ کے مطیع افسر اُنپر قابض و متصرف تھے چاکن کو اُس کے حاکم سے مل ملاکر لیا اور سوپا پر چھاپہ مارا اور اُس پر تصرف کیا اور جب کہ اپنے باپ کي جاگیر کا مالک ھوگیا تو بڑي بڑي مہموں کا ارادہ کیا چنانچہ اُس نے اُس مسلمان حاکم کو جو والي بیجاپور کي جانب سے سنگر یاکندانہ کے پہاڑي قلعہ واقع متصل پونہ کا حاکم تھا کچھہ دے دلاکر اِسبات پر مایل کیا کہ وہ قلعہ کو اُس کے حوالہ کرے اور جب کہ دو برھمن زادے حقیقي بھائي اُسي کے دوست سنگر سے زیادہ مضبوط قلعہ پرندر کي بابت آپس میں لڑجھگڑ رھے تھے تو آپس کے بیچ بچاؤ کے لیئے وہ اُن کے بیچ میں اڑا اور ماوالیوں کے ایک گروہ کو اُس میں داخل کیا اور سنہ ۱۶۴۷ ع ‡ میں دغابازي سے آپ اُس پر قابض متصرف ھوگیا *

جب کہ سیواجي کو یہہ کامیابیاں ایسي طرح نصیب ھوئیں کہ کسي کي نکسیر بھي نہ پھوٹي اور پاس پڑوس کے امن چین میں کسي طرح کا خلل بھي نپڑا تو والي بیجاپور کي جانب سے بھي جو اُن روزوں جنوب کي فتح و کشایش میں جي جان سے مصروف اور

---

‡ گرینٹ ڈف صاحب

دارالسلطنت کي عمدہ عمدہ عمارتوں کے بنانے میں نہایت مشغوف تھا کسي قسم کي ممانعت و مزاحمت پیش نہوئي ‡ *

مگر اب وہ وقت آ پهونچا کہ سیواجي کے ارادوں کا کسي اوت آڑ کے پیچھے پوشیدہ رهنا اوسکے حق میں مفید نتھا چنانچہ وہ بے تکلف کھل کھیلا اور کھلم کھلا نشان اوسکي بغاوت کا یہہ تھا کہ اوسنے بادشاهي خزانہ کي کرانچیوں کو خاص کنکان میں لوت کھسوت کر برابر کیا اور پہلے اِس سے کہ بیجا پور کا دربار اِس زور زبردستي سے سنبھلکر کچھہ تدبیر اوسکي نکالے اِس پرچہ سے مطلع هوا کہ بڑے بڑے پانچ پہاڑي گھاتوں کے قلعوں پر سیواجي نے قبضہ کیا بعد اوسکے تھوڑي مدت گذرنے پر سیواجي کے برهمن افسر نے کنکان کي شمالي جانب کے مسلمان حاکم پر چھاپا مارا اور اُس کو مقید کیا اور اُس افسر کي دارالریاست کالیان پر قبضہ کرکے سارے صوبہ کو دبابیٹھا اور اُس کے حاکم کواسبات پر مجبور کیا کہ سارے قلعوں کے حوالہ کرنیکا حکم جاري کرے سیواجي اِس کامیابي سے باغ باغ هوا اور جب وہ قیدي اُس کے پاس آیا تو اُس نے بہت اهلیت برتي اور بڑي عزت سے اُسکو رخصت کیا یہہ واقعہ سنہ ۱۶۴۸ ع میں واقع هوا بعد اُس کے هندوؤں کے

---

‡ سیواجي کا قبض و تصرف بطور مفصلہ ذیل اُس خطہ پر قایم هوا جو چاکن اور دریاے نرا کے بیچ میں واقع هی اور جبکہ هم پہلے سیواجي کي حکومت جمانے کے طوروں کو ایسی شیر حیلہ باز کے داؤ گھاتوں کي مانند تصور کریں جو اپنے پہاڑ کي گھاٹیوں میں شکار کي تاک جھانک میں لک چھپ کر بیٹھے اور قابو کے وقت اُسکو دباکر نچھوڑے تو وہ دقتیں جو اُس کے ابتداے ترقي کے دریافت میں پیش آتي هیں اور وہ حیرت جو اُسکے بہت جلد بڑھنے چڑھنے میں هامنگیر هوتي هی بے تکلف رفع هوجاتي هی اِس لیئے کہ اب اُسکي ترقي اِس نوبت کو پهونچي تھي کہ لوگوں کو اُسکي اصل و حقیقت کي تحقیق و تفحص پر توجهہ هوئي اور زیادہ تر مخفي رهنا اُسکا ممکن نہ تھا اور واضح هوکہ یہہ بیان اُس دلچسپ اور صاف بیان کا خلاصہ هی جسکو گرینت دَف صاحب نے سیواجي کے حالات میں قلمبند کیا

اوقاف و مصارف کو اپني مفتوحه ممالک میں اُس نے بحال کیا جنکو بیجا پور والی بادشاہ نے ضبط کیا تھا علاوہ اُس کے ساري پراني رسموں کو تازگي بخشي اِس لیئے که اُس کي طبیعت نے هندوانه تعصبوں سے تربیت پائي تھي اور شاید که اُس کي طبیعت جیسے دین و مذهب کي رعایتوں میں پہلے پہلے پوري پکي تھي ویسي هي قومي پاس و لحاظ میں بھي پخته اور کامل تھي حاصل یهه که ایسي طبیعت پر مجبول هونے سے مسلمانوں اور اُن کے رسم و رواج سے سخت نفرت اور هندوؤں اور اُن کے طور طریقوں سے بڑي رغبت رکھتا تھا اور روز روز اُس کو ترقي روزافزوں تھي اور یهه مزاج اُس کا تدبیر ملکي سے ایسا راس آیا تھا که اوسنے جتني ستي بھگتوں کي صورت بنائي اور اوتاروں کي کرامتوں اور دیوتوں کي عنایتوں کا دعوی کیا یعني اوتاروں کي کرامتیں رکھتا هوں اور دیوتے مجھه پر مہربان هیں *

جب که بیجاپور کي سرکار آخر کار اوس کے ارادوں پر پے لیگئي تو باوصف اِس کے اِس غلط فہمي میں مبتلا هوئي که اپنے باپ ساهجي کے سکھانے بھکانے سے یهه دھوم اوسنے مچائي هے اور اپني ناراضمندي کو یہاں تک چھوٹي رکھا که ساهجي کي گرفتاري کا موقع هاتھه آیا چنانچه سنه ۱۶۴۹ ع میں ایک دوستانه دعوت کي بدولت جسکو گوربارہ کے کسي خانداني افسر نے ساهجي کے لیئے منعقد کیا تھا اور سیواجي نے انتقام اوس دغابازي کا اوس دغاباز افسر سے خوب دل کھولکر § لیا ساهجي گرفتار هوا اور جب که ساهجي نے یهه عذر اپنا پیش کیا که وہ بیٹے کي بے ادائیوں اور گستاخیوں میں شریک و شامل نهیں تو قول اوسکا باطل سمجھا گیا اور اوس هنگامه کے فرو کرنیکے لیئے معقول مہلت اوسکو دیگئي اور جب که ساهجي کي دوڑ دھوپ سے کام نه نکلا اور دھوم دھام اوسکے بیٹے کي فرو نهوئي تو وہ ناکردہ گناہ مقید کیا گیا اور یهه

§ گرینٹ ڈف صاحب

حکم اوسکو سنایا گیا کہ اگر اِس قدر عرصہ میں تیرا بیٹا مطیع اِس سرکار کا نہوگا تو جیل خانہ کا دروازہ تیغہ کیا جاویگا اور تو اُسمیں بھوکا پیاسا مرجاویگا یہہ خبر سیواجي کو پہونچي اور وہ نہایت پریشان ہوا مگر بڑے سوچ بچار کے بعد اُسنے یہہ مقرر کیا کہ ایسے دغابازوں کي اطاعت میں خیرو سلامتي کي توقع نہیں چنانچہ اُسنے والي بیجا پور کي اطاعت سے سوتابي قایم رکھي اور شاھجہاں کي ملازمت چاھي جسکے ممالک مقبوضہ کي تاخت تاراج سے بنظر احتیاط و عاقبت اندیشي کے گریز اُسنے کي تھي شاھجہاں نے درخواست اُس کي منظور کي اور پانچہزاري کا منصب عنایت فرمایا اور غالب یہہ ھی کہ شاھجہاں کي سعي و سفارش سے ساھجي کي رھائي ھوئي بعد اس کے کہ چار برس کي قید اُسنے کاٹي اِس چاربرس میں لوگوں کا امن چین اسلیئے بحال رھا کہ سیواجي کو باپ کي فکر لگي ھوئي تھي اور ملک کي لوٹ کھسوٹ میں ساھجي کي ایذا رساني متصور تھي اور بیجاپور والی اِس خیال سے چپ چاپ بیٹھے رھے کہ اُن کو مغلوں کي فوج کي طرف سے یہہ کھٹکا تھا کہ سیواجي اُن کو نہ چڑھالاوے بعد اُس کے جب کارناٹا میں بے انتظامي نے دست اندازي شروع کي تو سرکار بیجاپور کے قانون قاعدوں کي نظر سے ساھجي کا وھاں جانا ضروري سمجھا گیا یعني ساھجي کي جاگیر واقع کرناٹا پر مفسدوں نے قبضہ کیا تھا اور بڑا بیٹا اُسکا مارا گیا تھا اور پاس پروس میں ھتیار بندي ھوگئي اور بیجاپور کے افسروں کو اخراج کي دھمکیاں سنائي گئیں *

جوں ھي کہ ساھجي قید سے چھوٹا اور سرکار بیجا پور کرناٹا کي مہم پر مصروف ھوئي تو سیواجي نے اپنے جاہ و جلال کے بڑھانے کي تدبیروں کو بڑي آب و تاب سے دوبارہ برتا چنانچہ اُسنے اُس ھندو راجہ کو شریک بغاوت کرنا چاھا جو گھاٹوں سے لیکر دریاے کشنا کے بالائي حصوں تک سارے پہاڑي ملکوں واقع جنوب پونہ کا حاکم تھا اور

جب که وه راجه شریک اسکا نهوا تو اسکو کسي حکمت سے قتل کرایا
اور اسکے مارے جانے سے جو هیبت دلوں پر بیٹھي اس سے یهه فایده
اٹھایا که اسنے اس کے ملک پر قبضه کیا بعد اوس زور ظلم کے کئي
پهاڑي قلعوں کو چهینا جهپٹا اور کئي قلعے نئے بنائے اور اپني حکومت
کو اون دنوں تک چوڑا چکلا کرتارها که شاهزاده اورنگ زیب سنه
۱۶۵۵ ع میں دکن کو روانه کیا گیا پهلے پهلے سیواجي نے اورنگ زیب کو
ملازم سلطنت سمجهه کر اوسکي ملازمت حاصل کي اور اپنے مقبوضه
ممالک کو بذریعه اس کے بادشاهي سند سے مستحکم کیا مگر جوں هي
که اوسنے شاهزاده ممدوح کو گولکنده کي لڑائي میں جي جان سے
مصروف پایا اور اوس کي مصروفي کي طولاني بهت دنوں تک تصور
کي تو بقول اوسکے شعر * اب جو باهم رقیب لڑتے هیں * یهه بهي
اپنے نصیب لڑتے هیں * لڑنیوالوں کے نقصانوں سے فایده اوٹهانا چاها
چنانچه اوس نے پهلے تو مغلوں کے ملک پر حمله کیا یعني شهر جنیر
پر چهاپا مارا اور بهت سي غنیمت لوٹ کرلے گیا بعد اوس کے احمد نگر
کا اراده کیا مگر وهاں بڑي کامیابي نصیب نهوئي اور اورنگ زیب کي
فتوحات کے جلد جلد واقع هونے سے اوس کي امیدیں پهلنے پهولنے
نپائیں بلکه جب اورنگ زیب بیجاپور کي مهم میں سرگرم و آماده تها
تو اوس نے بیجا حملوں کا عذر اوس سے چاها اور بهت سي منتوں
سے پیش آیا بعد اوس کے شاهجهاں کي بیماري میں اورنگ زیب بلایا
گیا اور سیواجي نے جاں نثاري اور خدمتگذاري کا اقرار اس شرط پر
کیا که مغلوں کے ممالک مقبوضه میں جو جو استحقاق اوس کے ثابت
هیں اونپر توجهه فرمائي جاوے چنانچه اورنگ زیب نے تصور اوسکا
اس شرط پر معاف کیا که وه اپنے سواروں کا گروه اوس کي فوج
میں داخل کرے باقي استحقاقوں کي تحقیقات کو آینده پر ملتوي
رکهے مگر سیواجي که اورنگ زیب کي مانند ایک دغاباز حیله ساز اور

چست و چالاک آدمي تها زبان سے قول قرار کرتا رها اور سواروں کے پهونچنے کو بهت صاف اوڑا گیا *

بعد اوس کے بیجا پور پر پهر چهاپے مارنے اور دهاوے کرنے لگا جهاں کا والي مرگیا تها اور صغیر سن بیٹا اوس کا جانشین اوس کا هوا تها یهاں تک که ریاست کے نائبوں نے یهه سوچ سمجهکر که اب اگر اوس کي لوٹ مار سے غفلت برتي جاوے گي تو انجام آسکا اچها نهوگا ایک بڑي فوج اوس کے مقابله کو روانه کي اِس بڑي فوج کا سردار افضل خاں تها جو مسلمان سرداروں کے معمولي غرور و نخوت کے علاوه سیواجي اپني طرف مقابل کو نهایت حقیر و ناچیز سمجهتا تها مگر حریف اوس کا یعني سیواجي اوس کے غرور تکبر سے فائده اوتهانے کي تدبیر اچهي طرح جانتا تها چنانچه آس نے بظاهر یهه جتایا که افضل خاں کا رعب داب اُسپر بیٹها اور وه آس کے مقابله سے بالکل مایوس هی اور بعد آس کے بڑي زارنالي سے اطاعت کي درخواست افضل خاں کے پاس روانه کي افضل خاں نے ایک معتمد برهمن کو خط خطوط کے لکهنے پڑهنے میں نائب اپنا ٹهرایا مگر سیوا جي نے آس برهمن کو دے دلا کر یار اپنا بنایا اور اُس کے ذریعه سے افضل خاں کو بکمال آساني یهه جتایا گیا که سیواجي نهایت حیران و پریشان اورقبول اطاعت پر آماده ومجبور هی مگر فکر اُسکو یهه هے که دیکهیئے انجام اُس کا کیا هوتا هی اور اسي اندیشه سے ابتک روکا هوا بیٹها هی خط کتابت کے زمانه میں افضل خاں پیچیده جنگلوں اور ناهموار وادیوں سے گذر کر پرتاب گڈه کے قرب و جوار میں پهونچا جهاں سیوا جي رهتا تها اور سیواجي نے یهه درخواست اپني پیش کي که اگر خانصاحب میرے خوفوں اور اندیشوں پر ترس کهاویں تو بذات خود تشریف لاویں تاکه وه اپني زبان مبارک سے میري اطمینان فرماویں غرض که افضل خاں اپني فوج سے روانه هوا اور تهوڑے سے محافظوں کو ساتهه اپنے لیا یهانتک که سمجهانے بوجهانے سے سب کو رخصت کیا اور ایک همراهي پر قناعت

کي اور باریک ململ کا جامه پهنے هوئے اور ایک سیدهي تلوار اوٹهائے هوئے جسکو زیاده تر شان و زیبایش کي غرض سے اوٹهایا تها نه اس غرض سے که اڑے وقت میں کام بهي آویگي خراماں خراماں آگے کو چلا سیواجي آهسته آهسته قلعه سے اوترتا هوا سامنے سے نظر آیا یهاں تک که وه ڈرتا کانپتا ایک همراهي سمیت آگے کو بڑها اگرچه ظاهر میں کوئي هتیار اُس کے پاس موجود نتها مگر روئي کے دگلے میں جالدار زره اور ایک آبدار تیغه اور انگلیوں میں فولادي کانٹے جسکو ناخن شیر بولتے هیں لگائے هوئے تها افضل خاں نے اُس سوکهي سهمي صورت کو بڑي حقارت سے دیکها جو دبے دبائے اور جي چورائے اُسکي ملازمت کے لیئے چلے آتي تهي اور جب که دونوں بغل‌گیر هوئے تو سیوا جي نے فولادي پنجه کو گڑریا هنوز افضل خاں اس بیجا حرکت کے تعجب سے فارغ نهوا تها که اوسنے تیغه سے کام اوسکا تمام کیا اور پهلے اس سے یهه کام کیا تها که اپني فوج کو اُن جنگلوں میں چهپایا تها جو افضل خاں کي فوج کو چاروں طرف سے گهیرے هوئے تهے اور جب که سیوا جي نے قلعه کي بلندي سے اشاره کیا تو فوج اوسکي مسلمانوں پر ٹوٹ پڑي جو حریف کي دغابازي سے غافل اور اپنے سامانوں سے کاهل پڑے تهے چنانچه اونکو ایسي حالت میں بهگایا که وه لوگ اوس فوج کا مقابله نکرسکے جڑں هي که ماه اکتوبر سنه ۱۶۵۹ع میں یهه فتح حاصل هوئي تو سیوا جي نے بهگوڑوں کي جان بخشي کا حکم جاري کیا غرض که بهت سے آدمي جو جنگلوں میں بهت دنوں تک خراب خسته پهرتے تهے پکڑے آئے اور سارے گرفتاروں سے آدمیت برتي گئي اور منجمله اونکے مرهٹے سیوا جي کي ملازمت میں داخل هوئے اور جب که ایک مرهٹے سودار نے اپني ولي نعمت کي وفاداري نچهوڑي اور نمک حرامي کا دهبا نه اوٹهایا تو اوسکو انعام دیکر رخصت کیا گیا اگرچه سیوا جي نے اپني دوڑ دهوپ کے زمانه میں خفیه خزانوں کے لیئے لوگوں کو تکلیفیں پهونچائیں مگر کوئي کام اوس نے بیفائده نهیں کیا اور بلا سبب کسي کو اذیت نهیں پهونچائي *

فتح مذکورالصدر کے ہونے سے سیوا جي کے ارادوں کو چوگني ترقي حاصل ہوئي چنانچہ اوسنے گھاٹوں کے پاس پروس کے سارے ملکوں کو روندا سوندا اور سارے پہاڑي قلعوں پر قبضہ کیا اور سارے کنکان کي فتح کو خاتمہ پر پہونچایا چاہتا تھا کہ اوسکو یہہ پرچا لگا کہ پہلي فوج کي نسبت ایک بڑي فوج اوس کے مقابلہ کو بیجاپور سے چلي آتي ہی چنانچہ وہ اس ضرورت سے پیچھے کو لوٹا اور کسیقدر فوج کو قلعوں کے حفظ و حراست پر متعین کیا اور باقي فوج کو حریف کي رسدوں پر لگایا اور پنالہ کے قلعہ میں خود محصور ہوکر بیٹھا جو رسائي سے مامون و محفوظ تھا غرض کہ ماہ مئي سنہ ۱۶۶۰ع میں اُس قلعہ کا محاصرہ ہوا اور وہ محاصروں کو بہلاتا پھسلاتا رہا اگر وہ اپني معمولي چالاکي اور دلاوري سے ایک اندھیري رات میں نکل کر نجاتا تو چار مہینے کے بعد اطاعت پر مجبور ہوتا اس لیئے کہ چار مہینے کے محاصرہ پر وہ قلعہ فتح ہوگیا اور جب کہ سیوا جي ہاتھہ سے نکل گیا تو بیجاپور کے دربار نے اُس کے نکل جانے کو سیدي جوہر باشندہ ابیسینیا یعنے حبش کي دغابازي سے نسبت کیا سیدي جوہر اس بدگماني سے نیلا پیلا ہوا اور اُسکے غیظ غضب سے بیجاپور کي نااتفاقیاں جو پہلے سے چلي آتي تھیں چوگني ہوگئیں *

بعد اُس کے بیجاپور کے بادشاہ نے آپ ارادہ کیا اور اس قدر فوج اپنے ہمراہ لیگیا کہ سیوا جي اُس کا مقابلہ نکر سکا اور جو تدبیر اُس نے اس زمانہ میں برتي کوئي معقول اور پسندیدہ نتھي چنانچہ سال کے اندر اندر وہ اکثر ملک اس کے قبضہ سے نکل گئے جو اُس نے فتح کیئے تھے بعد اُس کے جنوري سنہ ۱۶۶۱ ع میں والي بیجاپور کرناٹا کے کار بار پر ملتفت ہوا اور زیادہ وجہہ یہہ ہوئي کہ سیدي جوہر نے بغاوت کا ہنگامہ وہاں برپا کیا تھا چنانچہ وہ بادشاہ اس ملک میں پورے دو برس مصروف رہا اور سیواجي نے میدان کو خالي پاکر اُن ملکوں کو دوبارہ

حاصل کیا جو اُس کے قبض و قابو سے خارج ہوگئے تھے اور علاوہ اُن کے اور ملکوں کو بھي دبا بیٹھا *

بعد اُس کے سادہجي بیچ میں پڑا اور فریقین کي آشتي کا وسیلہ ہوا اور اشتي کے بعد سیواجي ایسے ملک پر قابض رہا جو دریاے شور کي جانب سے اندازاً سو میل کا چوڑا چنلا اور کنکان کا وہ حصہ تھا جو گویا اور کالیان کے بیچ میں پڑتا ھی اور گھاٹوں کے اُوپر سے طول اُس کا پونہ کے شمال سے لیکر مقام مرچ واقع دریاے کشنا کے جنوب تک ڈیڑ سو میل کے قریب قریب ھی اور عرض اُس کا مشرق سے مغرب تک [زیادہ سے زیادہ سو میل کي مقدار تھا اس چھوتے سے خطہ میں سپاہیوں کي جفا کشي اور لٹیروں کي خوي و خصلت کي وجہہ سے سات ہزار سوار اور پچاس ہزار پیادہ قایم رکھہ سکا اور یہہ حال اُس کا سنہ ۱۶۶۲ ع تک تھا † *

دوسرا باب

سنہ ۱۶۶۲ سے لغایت سنہ ۱۶۸۱ کے واقعات کے بیان میں

اسي عرصہ کے قریب اورنگ‌زیب اُس بیماري میں مبتلا ہوا تھا جسکا بیان ابھي مذکور ہوچکا اور اُس کي شدت سے جان اُس کي بڑي جوکھوں میں پڑي تھي بیماري سے پہلے اپنے ماموں شایستہ خاں کو دکن کا نائب‌السلطنت مقرر کیا تھا اور وہ سردار اورنگ آباد میں رہتا تھا *

یہہ بات اچھي طرح سے کھلتي نہیں کہ اورنگ‌زیب اور سیواجي میں کس وجہہ سے ناچاقي واقع ہوئي ہاں یہہ امر دریافت ہوا کہ بیجاپور کي آشتي کے بعد آخر سنہ ۱۶۶۲ ع مطابق سنہ ۱۰۷۳ ہجري میں سیواجي کے سوار اورنگ آباد کے قرب و جوار کے قلعوں کو اورنگ زیب کي قلمرو میں لوٹنے گھسوٹنے لگے تھے اور خود سیواجي جنیر کے پاس پڑوس کے قلعوں کو دبا رہا تھا *

---

† گرینٹ ڈف صاحب

ان دست اندازیوں کي روک تھام کي غرض سے شایستہ خاں اورنگ آباد سے روانہ ہوااور سیواجي کے لوگوں کو عین میدان میں مار پیٹ کر بھگا دیا اور چاکن کے قلعہ پر قبضہ کیا اور خاص پونہ میں جاکر ڈیرے لگائے جو سنگر کے پہاڑي قلعہ سے جس میں سیواجي اوٹ کر گیا تھا بارہ میل کے فاصلہ پر واقع تھا اور خود شایستہ خاں بمقام پونہ خاص اُس مقام میں ٹھہرا جہاں سیواجي نے پرورش پائي تھي اور بچپن کے دن وہیں گذارے تھی اور اس لیئے کہ سیواجي اُس مکان کے رگ و ریشہ سے بخوبي واقف تھا تو اُس نے شایستہ خاں کي پاداش و تدارک کے لیئے وہ راہ نکالي جس کا بیان آگے آتا ھی شایستہ خاں نے مرہٹوں کي روک ٹوک کے لیئے پہرے بٹھلائے تھے اور یہاں تک فکر اُنکي کي تھي کہ اکیلے دوکیلے کي لاگ ڈانٹ اچھي طرح ہوتي تھي غرض کہ تدبیر مذکورالصدر کے ذریعہ اور نیز فوج کے آس پاس پڑے ہونے کے وسیلہ سے ایسي امن چین میں بیٹھا تھا کہ کسي گزند و آفت کا وسوسہ باقي نرھاتھا مگر سیواجي شایستہ خاں کي تدبیروں سے واقف تھا چنانچہ ایک رات اُس نے یہہ کام کیا کہ شام ہوتے ہي اندھیرے اندھیرے سنگر سے روانہ ہوا اور پیادوں کے چھوٹے چھوٹے گروہوں کو راہ میں اس نظر سے چھوڑتا گیا کہ ضرورت کے وقت اپنے کام آویں پچیس ماوالیوں سمیت آپ پونہ کو چلتا ہوا حسب اتفاق ایک بارات پونہ کو جاتي تھي چنانچہ سیواجي بارات کے مالک سے صلاح و مشورت کرکے بارات کے ساتھہ اندر داخل ہوا اور شایستہ خاں کے پہروں کي قطار سے گذر کر سیدھا محل کو ہولیا اور پہلے اس سے کہ اندر کي جانب سے کسي کو شک شبہہ پیدا ہووے پشت محل کے دروازہ سے محل میں گھس گیا شایستہ خاں اُس کے آنے سے سخت حیران ہوا اور گھبراہٹ کے مارے صرف اتنا سنبھل سکا کہ اپني خوابگاہ سے جان بچاکر بھاگا اور جب کہ وہ ایک کھڑکي سے نیچے کو کودنے لگا تو تلوار کي ضرب سے اُس کے ہاتھہ کي دو اُنگلیاں الگ ہوگئیں اگرچہ وہ جان

بچاکر بهاگا مگر باته کي باس ميں اُس کا بيٹا اور بهت سے اُس کے ساتهي پاش پاش هوگئے بعد اُس کے سيواجي اُسي تندي تيزي سے لوٹ کر گيا جيسا که وه آيا تها اور آنا جانا اُس کا کسي کو دريافت نهوا اور جوں جوں وه آگے بڑهتا گيا تو لوگ آسکے اس سے ملتے گئے جو راه ميں بيٹهے هوئے راه آسکي ديکهتے تهے يهاں تک که وه سنگر ميں ايسے وقت پهونچا که چراغوں اور مشعلوں کے مارے چکا چوند هو رهي تهي جو فتح کي خوشي ميں روشن کي گئي تهيں اور وه روشني اسقدر تهي که بادشاهي فوج والے باره ميل کے فاصله سے آسکا تماشا ديکهتے تهے يهه بڑا کام آسکا آس کے هموطنوں کے مزاج و طبيعت سے ايسا مناسب تها که اُس کے کاموں ميں سے بهت بڑا سمجها گيا چنانچه مرهٹے لوگ ابتک اوسکو بڑي فخر و عزت سے بيان کرتے هيں اور اس کام پر ايسے نتيجے مترتب هوئے که وه مرهٹوں کے حق ميں نهايت عمده اور اونکي اُميد و توقع سے بالا تهے اسليئے که شايسته خاں نے اس بلاے ناگهاني کو راجه جسونت سنگهه کي دغابازي سے نسبت ديا جو تهوڑے دنوں سے شايسته خاں کي کمک کو بهيجا گيا تها غرضکه شايسته خاں اور راجه جسونت سنگهه دونوں سرداروں کے باهمي تنازع سے دونوں کي فوجيں ايک دوسرے کي کمک رساني پر قايم نرهيں يهاں تک که اورنگ زيب نے شايسته خاں کو بنگاله کي حکومت پر منتقل کيا اور اپنے بيٹے معظم شاه کو اس غرض سے روانه فرمايا که وه برهمنوني راجه جسونت سنگهه کي فوج پر حکمراني کرے مگر راجه جسونت سنگهه اس شهزاده کے پهونچنے سے پهلے اور فتح سنگر کے اراده سے پهنچے اورنگ‌آباد کو لوٹ کر چلا آيا تها اور سيوا جي راجه جسونت سنگهه کے انتقام کے ليئے سامان اپنا درست کر رها تها پهاڑوں کي لڑائيوں ميں خصوص پيادوں کي فوج سے اوس نے کام ليا اور اب اوسنے سواروں سے کام لينے کا اراده کيا اسليئے که يهه مرهٹے بيجاپور کي سرکار ميں هلکے پهلکے سواروں ميں داخل هوکر

نامي گرامي هو چکے تھے چنانچہ اوسنے جہاں کا ارادہ کیا وہانکے حالات معلوم کرکے اور اپنے حریفوں کو جھوٹي چالوں اور فریبي کوچوں سے دھوکا دیکر چار ہزار سواروں سمیت اوس جانب کو روانہ ہوا اور سورت سے بے اوت آڑ اور بلا محافظ اور تونگر شہر پر چھاپا مارا جو اوسکي فوج کي رسائي سے خارج سمجھا گیا تھا غرضکہ چھہ روز اوسکو بڑي فرصت سے لوٹا اور باوصف اسکے کہ انگریزوں اور ہالنڈ کے کارخانہ والوں نے جہاں ہندوستاني سوداگروں نے بھي پناہ اپني ڈھونڈي تھي اُن لٹیروں کو مار پیٹ کر پس پا کیا مگروہ بہت سا مال و اسباب لوٹکر لیگئے اور اپنے قلعہ راے گڈہ واقع کنکان میں پہونچکر کمال اطمینان سے بیٹھے یہہ واقعہ پانچویں جنوري سنہ ۱۶۶۴ع مطابق پندرھویں جمادي الثاني سنہ ۱۰۷۴ع ھجري کو واقع ہوا *

اس مہم پر تھوڑي مدت گذري تھي کہ ساھجي کي سناوني آئي اور اوسکے مرنے کا یہہ بہانہ ہوا کہ اوس بوڑھاپے پر شکار کا شوق غایت سے غایت اوسکو تھا چنانچہ شکار کھیلتا ہوا گھوڑے سے گرکر مرگیا ساھجي نے اپني زندگي میں جاگیر واقع ضلع مندراس کا انتظام و انصرام اچھي طرح سے بحال و قایم کیا تھا اور جنوبي فتوحات کو بیجاپور کے بادشاہ کے نام سے اتني وسعت بخشي تھي کہ شہر مندراس کے قرب و جوار تک فتوحات اوسکي پہونچي تھیں اور تانجور کي ریاست بھي اوس میں شامل تھي *

ساھجي کے مرنے پر سیوا جي نے بیجاپور والوں سے دوبارہ لڑائي شروع کي اورلڑائي کے کاربار کو کنکان میں جاري رکھا جہاں اوسنے راے گڈہ کو دارالریاست اپنا بنایا تھا چنانچہ اُسنے جہازوں کا بیڑہ مرتب کیا اور اوسکے ذریعہ سے مغلوں کے اکثر جہازوں کو چھینا اور ایک موقع پر چار ہزار آدمیوں کو ستاسي کشتیوں پر سوار کرکے صوبہ کنارا کے دور دراز ایک مقام پراوترا اور بارسیلور کو جو بیجاپور کي قلمرو کا بڑا مالدار

بندر تھا لوٹ کھسوٹ کر خاک سیاہ کیا علاوہ اس کے قرب و جوار کے ضلعوں کو بھي لوٹا کھسوٹا جہاں ایسے بڑے لٹیروں کي لوٹ مار کا وہم و گمان بھي نہ تھا اور گھاٹوں کي اونچائي کے ملکوں کو اس لوٹ مار کے زمانہ میں بھي امن چین سے نچھوڑا چنانچہ ماہ فروري سنہ ۱۶۶۵ع میں بیجاپور کے اضلاع و پرگنات کي تاخت تاراج کو فوج اوسنے روانہ کي اور شاہ دلي کي قلمرو میں اوسي غرض سے بذات خود روانہ ہوا اگرچہ اورنگ زیب کا نقصان اوسکي لوٹ مار سے بہت سا واقع ہوا مگر اوس لوٹ مار سے اسقدر غیظ و غضب اوسکو نہ آیا جسقدر کہ حاجي لوگوں کي کشتیوں کے لوٹنے اور سورت سے بندر کے تباہ کرنے سے جو حاجیوں کي منزل گاہ ہونے سے مقدس سمجھا جاتا تھا وہ آپي سے نکل گیا اور غیظ و غضب کے مارے بے تاب ہو گیا علاوہ اِن مخالف باتوں کے یہہ بات اوسنے زیادہ کي تھي کہ ساھجي کے مرتے ہي راجائي کا خطاب اختیار کیا تھا اور اپنے نام کا سکہ چلایا تھا جو خود مختاري کي پوري علامت تصور کي جاتي تھي غرض کہ اون کوتکون کے پاداش و تدارک کي غرض سے ایک بڑي فوج اوس راجہ جے سنگھہ کي تحت حکومت کر کے دکن کو روانہ کي گئي جو ہندوؤں کے دشوار مقدموں میں اورنگ زیب کا ایک چلتا اوزار تھا مگر مزاج کے وہمي شکي ہونے سے اوس کي حکومت کو یوں منقسم کیا کہ دلیر خاں کو مساوي شریک اوسکا بنایا اور جب کہ یہہ دونوں سردار اوس طرف کو راہي ہوئے تو معظم شاہ اور راجہ جسونت سنگھہ دلي کو واپس آئے اور اس نظر سے کہ اورنگ زیب کو سیوا جي کے مقابلہ کرنے کي تھوڑي توقع تھي تو راجہ جے سنگھہ کو یہہ حکم تھا کہ سیوا جي کے دبانے کے بعد اوس فوج کو بیجاپور کي فتح و کشایش میں مصروف کرے *

ماہ فروري سنہ الیہ میں یہہ دونوں سردار نربدہ پار اوترے اور پونہ تک بے کھٹکے چلے گئے اور وہاں پہونچکر راجہ جے سنگھہ نے سنگر کا محاصرہ کیا اور دلیر خاں نے پرندر کے قلعہ کو گھیرا مگر دونوں قلعوں نے

مقابلہ کیا معلوم ہوتا ہی کہ سیوا جی آخر کو پورے مقابلہ سے مایوس ہوا اور شاید اُس نے اپنے فخر و عزت کو چند روز کے لیئے اس اُمید پر چھوڑا کہ اورنگ زیب سے اشتی کرنے میں یہہ فائدہ حاصل ہوگا کہ اُسکی فوج کے ہمراہ ہوکر بیجا پور کی غنیمتوں سے اپنے نقصانوں کی تلافی ہو جاویگی چنانچہ اُس نے راجہ جے سنگہہ سے خط کتابت جاری کی اور اشتی کا مقدمہ پیش کیا اور جبکہ راجہ جے سنگہہ نے جان کی سلامتی اور علاوہ اُس کے بادشاہ کی نوازشوں کا یقین اُسکو دلایا تو وہ اپنی سواری کی دھوم دھام چھوڑ کر چند ہمراہیوں سمیت اپنی فوج سے خفیہ خفیہ راجہ جے سنگہہ کے پاس آیا راجہ نے تعظیم تکریم اُسکی کی اور اُسنے بھی بڑی عاجزی سے جان نثاری اور وفاداری کا قول قرار کیا غرض کہ ایک عہد نامہ باہم لکھا گیا جسکا یہہ مضمون تھا کہ سیوا جی منجملہ بتیس قلعوں مقبوضہ کے بیس قلعہ اضلاع سمیت بادشاہی ملازموں کے حوالہ کرے اور بارہ قلعے حقوق و مرافق سمیت اپنے قبض و تصرف میں جاگیر سلطانی کے طور و طریقے پر رکھے اور اُسکا بیٹا سنبھاجی کو جو ابھی پانچ برس کا تھا بادشاہ کی طرف سے پانچ ہزاری منصب کا پایہ ملے اور یہہ بھی وعدہ ٹھہرا کہ بیجا پور کی قلمرو کے مفتوحہ ملکوں کے محاصل سے فی صدی کے حساب سے حق اُسکو ملا کریگا یہہ پچھلی شرط اُن دعووں کی بنیاد تھی جنکو مرہٹوں نے پچھلے وقتوں میں پیش کیا اور اُن کے بہانہ سے بیگانہ ملکوں کو جگہہ جگہہ دبایا مگر اورنگ زیب نے اس شرط کو قلم انداز کیا اور باقی شرطوں کی منظوری کی نسبت ایک نامہ سیوا جی کے نام پر مفصل لکھا اور جبکہ یہہ امر طے ہو چکا تو سیوا جی اپنے دو ہزار سوار اور آٹھہ ہزار پیادوں سمیت بادشاہی فوج میں داخل ہوا اور ساری فوج آپسمیں مل جلکر بیجا پور کو روانہ ہوئی *

اس لڑائی میں مرہٹوں سے بڑی دلیری دلاوری ظاہر ہوئی اور اورنگ زیب نے بجلدوے اوسکے دو عنایت ناموں کے ذریعہ سے سیوا جی

کو رضامند فرمایا منجملہ اون کے ایک نامہ میں اعزاز و اکرام کے کلمے اور تعریف و ثنا کے فقرے لکہے اور دوسرے نامہ کو بڑے بڑے عام وعدوں سے مزین کیا اور یہہ بھی لکہا کہ دلی میں آنا چاہیئے بعد اوسکے دکن کی اجازت دی جاویگی غرضکہ سیواجی نے بادشاہ کے وعدوں اور راجہ جے سنگھہ کی بڑی نوازشوں سے دہوکا کہایا اور اپنی جاگیر کو اپنے بڑے بڑے متوسلوں کو تفویض کیا اور اپنے بیٹے سنبا جی کو ساتھہ اپنے لیا اور پانسو سوار اور ایک هزار ماوالی یعنی مرہٹے منتخب کرکے دلی کو روانہ ہوا *

اورنگ‌زیب کو یہہ مرتع حاصل تہا کہ سیواجی سے اطاعت برتتا اور نہایت سلوک سے پیش آکر اُس سے فایدہ اوٹہاتا اور ایک ہیبتناک دشمن کو دوست اپنا بناتا جیسیکہ اور راجاؤں کے ساتھہ اُسنے اور اوسکے بزرگوں نے کیا تہا مگر جیسی کہ اُس کی رائیں دین و ملت کے معاملہ میں تنگ و تاریک تہیں ویسی ہی تدبیر ممالک میں پست و کوتاہ تہیں چنانچہ اپنی طبیعت کو سیوا جی کی یکایک تذلل و ندامت سے روک تہام تو سکا مگر اپنے تعصبوں سے بالکل کنارہ کش نہو سکا یعنی وہ اُس لطف و عنایت سے پیش نہ آیا کہ اوسکو ہمیشہ کے لیئے اپنی ذات سے وابستہ رکہتا اور جسقدر کہ وہ سیوا جی کے کرتکوں سے ناراض تہا اوسیقدر اوسکی ذات سے بہی متنفر تہا اور اوسکے جی میں سب سے زیادہ وہ برائی بیٹہی تہی جو سیوا جی سے حاجیوں کی نسبت صادر ہوئی تہی اور اوس کے صادر ہونے سے اورنگ زیب کے دین و منزلت کا ہتک ہوا تہا اور زیادہ کہٹکنے کی یہہ وجہہ تہی کہ یہہ نقصان اوسکو ایک حقیر آدمی کے ہاتہوں سے پہونچا تہا چنانچہ اُس نے اپنی غلط فہمی سے اُس کی حسن لیاقت اور جوہر قابلیت کو بہت کم سمجہکر اُسکے کرتکوں کا پاداش اس طرح چاہا کہ اُسکی اصل نسل کی خفت و حقارت اُسپر واضح کرے حاصل یہہ کہ جب سیوا جی دلی کے متصل پہونچا تو ایک کمتر

درجہ کا سردار اُسکي پیشوائي کو جے سنگھہ کے بیٹے رام سنگھہ کے ساتھہ بھیجا گیا اور جب کہ وہ خود دربار میں حاضر ہوا تو بات اُسکي پوچھي نہ گئي یہاں تک کہ سیوا جي نے کمال ادب سے پیشکشیں پیش کیں اور غالبا یہہ چاہا کہ دستور کے موافق تعریف و ثنا کے فقرے ادا کرکے خضوع و خشوع سے تخت کي طرف کو آگے بڑھے مگر جبکہ اُس نے یہہ دیکھا کہ بادشاہ نے کچھہ توجہہ نہ فرمائي اور تیسرے † درجہ کے سرداروں میں بلا امتیاز اُسکو کھڑا کیا تو وہ اپنے رنج و غیرت کو روک نہ سکا چنانچہ غصہ اور حمیت کے مارے رنگ اُسکا پلٹ گیا اور درباریوں کي صف سے کچھہ پیچھے ہٹا اور غش کھاکر زمین پر گر پڑا بعد اُس کے جب ہوش اُسکے ٹھکانے آئے تو رام سنگھہ کو اُس کے باپ کے دھوکہ دھي اور وعدہ خلافي پر برا بھلا کہا اور جل بھن کر بادشاہ کے ملازموں سے یہہ درخواست پیش کي کہ اب مناسب یہہ ہي کہ جیسے میري بات کو خاک میں ملایا ویسے ہي مجھکو بھي خاک میں ملاویں یعني جب آبرو گئي تو جان کي کیا پروا رہي اور یہاں تک وہ ناراض ہوا کہ بلا حصول معمولي خلعت اور بلا اجازت کے دربار سے چلا گیا مگر اورنگ زیب کو سیوا جي کي ایسي ناشایستہ حرکتوں کا تدارک جو سردبار اُس سے صادر ہوئیں اور لاگ لپیٹ سے بالکل خالي تھیں سردست منظور نہ تھا کہ اُسنے یہہ حکم دیا کہ اُسکي حرکتوں کي نگراني کي جاوے اور اُن وعدوں کي نسبت جو سیوا جي سے راجہ جے سنگھہ نے کیئے ہیں جے سنگھہ کي رپورٹ کے ہم منتظر ہیں *

بعد اُس کے سیوا جي نے اپنے خیالوں کو دشمن کے پنجے سے نکلنے کي تدبیروں میں دوڑایا اور اس میں دشواري یہہ تھي کہ بادشاہي پہرے اُس کے مکان پر بیٹھہ گئے تھے آخر کار اوس نے یہہ راہ نکالي کہ

---

† یہہ درجہ پانچہزاري منصب کا تھا جو اُس کے بیٹے کے لیئے عہد نامہ میں لکھا گیا تھا *

ساتھیوں کے وطن بھجوانے کی اجازت چاہی اور یہہ عذر پیش کیا کہ دلی کی آب و ہوا اونکو بہت ناموافق ہے اور جبکہ یہہ تصور کیا گیاکہ ہمراہیوں کے جانے سے وہ قیدی بادشاہی قید میں بلا تردد رہیگا تو درخواست اُسکی بخوشی منظور ہوئی بعد اُس کے بیماری کے عذر سے آپ چارپائی پر سوار ہوا اور اُن دو چار بیدوں کو جو اُس کے علاج معالجہ کے واسطے بادشاہ کے حکم سے آتے جاتے تھے دے دلاکر طرفدار اپنا بنا لیا اور اُن کے ذریعہ سے باہر کے رفیقوں سے جنکو اُس نے ادھر اودھر لگا رکھا تھا بات چیت اپنی جاری رکھی علاوہ اُس کے یہہ دستور اُس نے جاری کیا کہ مٹھائی اور کھانے پینے کی چیزیں ہندو مسلمان فقیروں کو بانٹنی شروع کیں یہاں تک کہ پہرے والوں کو بڑے بڑے ٹوکروں اور بڑے بڑے جھالوں کے اندر سے آنے جانے دینے کا عادی اور خو کردہ کیا اور آخر کار ایک شام کو باہر کے رفیقوں سے بات چیت کو پکا کر ایک جھال میں آپ بیٹھا اور دوسرے جھال میں بیٹے کو بٹھلایا اور پہرہ والوں کے بیچ سے ایسا بلا اندیشہ چھپ کر نکل گیا کہ کسی نے روک ٹوک اُسکی نکی اور اُس کی جگہہ اُس کے بستر پر ایک ملازم لٹایا گیا بعد اُس کے جب اُس کے نکل جانے پر ایک عرصہ گذرا تو اُس کے نکلنے کا شبہہ ہوا مگر اِس عرصہ میں سیوا جی ایک ایسے گمنام مکان میں پہونچا جہاں گذر کا شک شبہہ بھی نتھا اور وہاں اُس کا گھوڑا طیار کھڑا تھا چنانچہ سیوا جی گھوڑے پر سوار ہوا اور بیٹے کو اپنے پیچھے بٹھلایا اور متھرا کیطرف کو نہایت عمدہ رستہ سے روانہ ہوا جہاں رفیق اُس کے بھیس بدلے اور صورت چھپائے انتظار اُس کا دیکھتے تھے غرض کہ سیوا جی متھرا میں پہونچا اور رفیقوں سے ملکر بھیس اپنا بدلا یعنی ڈاڑھی موچھیں منڈوائیں اور سادھوں کی طرح بھبوت اپنے پنڈے پر ملا اور بہت کم مشتبہہ راہوں سے دکن کا رستہ لیا اور بیٹے کو متھرا میں ایک مرہٹے برہمن کی حفاظت میں چھوڑا *

غالب تھی کہ سیوا جي اپنے تعاقب کرنیوالوں سے الگ تھلگ رهنے اور اُن کے هاتھوں سے بچنے بھاگنے میں بڑي فند و فطرت کو کام میں لایا هوگا اِس لیئے کہ اُسکے پیچھا دبانیوالے اوسکےراے گدہ میں پهنچنے سے پہلے مدت سے اوسکے پکڑنے جکڑنے کي فکر و تدبیروں میں جي جان سے مصروف تھے حاصل یہہ کہ سیواجي نو مهینے کے عرصہ میں ماہ دسمبر سنہ ۱۶۶۶ع کو راے گدہ میں صحیح و سلامت پهونچا † *

سیواجي کے بھاگنے پر تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ ماہ دسمبر سنہ ۱۶۶۶ ع مطابق رجب سنہ ۱۰۷۶ هجري کو شاهجہاں نے انتقال کیا یہہ بادشاہ اگرچہ آگرہ کے قلعہ میں بقید حیات اپنے تک نظر بند رها مگر تعظیم تکریم اُسکي ایسي هوتي رهي کہ بہت سے خدمتگار اور کارگزار اُسکي ملازمت میں برابر رهتے رهے اور قلعہ کے اندر کا انتظام اور وهاں کے کام کاج کا انصرام اُسي کي راے پر چھوڑا گیا چنانچہ اُس نے اپني حکومت کو ایسي مضبوطي سے برتا کہ دارا شکوہ کي اُس بیٹي کو قلعہ سے باهر جانے ندیا جس کا بیاہ اورنگ زیب اپنے بیٹے سے کیا چاهتا تھا اور علی هذاالقیاس اُن چند بھاري جواهروں کو اپنے تحت تصرف میں رکھا جو بادشاہ حال کے نہایت مرغوب و مطلوب تھے اور اِن دونوں مقدموں کي بابت باپ بیٹوں میں حجت و تکرار سے خط کتابت جاري رهي *

اورنگ زیب کي سلطنت کے زمانوں میں سے یہہ زمانہ بڑي اقبالمندي کا تھا چنانچہ اُس کي قلمرو کے سارے حصے چین چان سے بسر کرتے تھے اور بخت و دولت کي یہہ ترقي تھي کہ کشمیر کے حاکم نے چھوٹي تبت کو فتح کیا تھا اور بنگالہ کے نائب السلطنت نے چتا گنگ کو دبایا

---

† ۲۹ ستمبر سنہ ۱۶۶۶ ع کو کروار واقع کنکان کے انگریزي کارخانہ والوں نے یہہ لکھا هیکہ اگر سیواجي اورنگ زیب کے قبضہ میں سے در حقیقت نکل گیا تو اُسکو اُس کےحال کي جلد ایسي خبر پهونچے گي کہ جس سے بڑا رنج اُسکو پهونچیگا یعني سیواجي کوئي سخت صدمہ پهونچاریگا

تھا جو خلیج بنگالہ کے مشرقی کنارے پر واقع تھا اور بہ نسبت تھٹ کے زیادہ کام کا تھا *

قرب و جوار کے بادشاہوں نے وہ نشانیاں اُسکے پاس روانہ کی تھیں جن سے تعظیم تکریم اُس کی پائی جاتی تھی اور مکہ کے شریفوں اور عرب کے اکثر رئیسوں نے ایلچی روانہ کیئے تھے اور حبش کے بادشاہ اور ازبکوں کے خان نے بھی قاصد بھیجے تھے اور شاہ ایران کی طرف سے سب ایلچیوں سے بھاری ایلچی آئے تھے اور بجواب اُس کے بڑی شان و شوکت سے ادھر سے بھی ایلچی بھیجے گئے تھے مگر ایران والوں کے پیک و پیام پر ہمیشہ کی دوستی کا نتیجہ مترتب نہوا اِس لیئے کہ دونوں بادشاہوں میں آداب و اخلاق کی بابت کچھہ سوال ادھر اُودھر سے پیش ہوئے اور شاہ عباس اتنا ناراض ہوا کہ اُس نے قندھار کے پاس ایک بھاری فوج اکٹھی کی اور اورنگ زیب نے یہہ ارادہ کیا کہ آپ اُس کے مقابلہ پر جاوے اسی عرصہ میں شاہ عباس مرگیا اور لڑائی کے ٹھاٹ پورے نہ ہوئے *

اورنگ زیب کی اقبالمندی سے صرف یہہ بات مستثنی تھی کہ اُسکی فوج کو بیجا پور والوں کے مقابلہ میں بخوبی کامیابی حاصل نہوئی راجہ جے سنگھہ اُس ملک میں لڑتا بھڑتا رہا اور پہلے پہلے لڑائی کے کام کاج اورنگ زیب کی مرضی کے موافق ہوتے رہے مگر جبکہ خاص بیجا پور کا محاصرہ کیا گیا تو بیجا پور والوں نے پرانا طریقہ اجاڑ کا برتنا یعنی اُس پاس کے ملکوں کو ویران کیا اور لٹیرے سواروں کو حریف کی رسدوں پر لگایا علاوہ اُس کے گولکنڈہ کے بادشاہ نے اپنے ہمسایہ والی بیجا پور کو خفیہ خفیہ کمک پہونچائی اور جب کہ جے سنگھہ نے یہہ بات دریافت کی کہ اب کامیابی کی صورت نظر نہیں آتی تو بلا نقصان و دقت اورنگ آباد کو چلا آیا بعد اِس ناکامیابی کے راجہ جے سنگھہ اُس جگہہ سے منتقل کیاگیا اور دلی کے رستہ میں مرگیا اور شاہزادہ معظم کو اُس کی جگہہ بھیجا

گیا اور راجه جسونت سنگهه همراه اس کے مدد و معاون اسکا کیا گیا اور وه دلیر خاں جسکو جسونت سنگهه اور شاهزاده ممدوح نا پسند کرتے تهے اسي فوج کا سردار اِس غرض سے مقرر کیا گیا که دونوں کي نگراني کرتا رهے *

جےسنگهه کي ناکامي سیواجي کے حق میں مفید هوئي بیان اسکا یهه هی که سنه ۱۶۶۷ ع مطابق سنه ۱۰۷۷ هجري میں جنگ اور بازگشت کے عین زمانه میں راجه جے سنگهه نے گهاٹوں کے قرب و جوار کے ملکوں سے تمام فوج اپني هٹالي تهي اور بهت سے قلعوں کو خالي چهوڑا تها اور کچهه کچهه قلعونمیں حفظ و حراست کے واسطے تهوڑے سپاهي چهوڑے تهے منجمله اُن کے بهت سے قلعوں پر سیواجي کے افسروں نے پهلے اِس سے قبضه کیا تها که خود سیواجي دکن میں پهونچے اور جب وه خود دکن میں پهونچا تو بهت سے اور خطه پر قابض هوگیا یهه واقعه سنه ۱۶۶۷ ع مطابق سنه ۱۰۷۷ هجري میں واقع هوا *

اورنگ زیب کے سرداروں کي تغیر و تبدیل سے سیوا جي کو بهت بڑا فائده حاصل هوا اس لیئے که راجه جسونت سنگهه شاهزاده معظم کي طبیعت پر حاوي اور بادشاه کي نسبت هندوؤں کا زیاده خیر خواه تها علاوه اُس کے لوگوں کو یهه بهي یقین کامل تها که وه لوبهي لالچي هی اور روپئے کي بات تهوڑي بهت مانتا هی غرضکه ان وسیلوں سے سیواجي نے رفیق اسکو بنایا اور نتیجه یهه مترتب هوا که اسکي اور شاهزاده معظم کي تائید و اعانت سے ایسي عمده عمده شرطوں پر بادشاه سے آشتي کي که وه اُسکي توقع سے خارج تهیں چنانچه بهت سا ملک اُس کا اسکو واپس دیا گیا اور صوبه برار میں جاگیر اُسکو عنایت کي گئي اور راجائي کا خطاب اسکا تسلیم کیا گیا اور سارے قصوروں سے چشم پوشي برتي گئي *

جب که سیواجي کو اپنے قوي دشمن یعني اورنگ‌زیب سے ازادي حاصل هوئي تو گولکنده اور بیجاپور کي جانب ملتفت هوا ان دونوں

رياستوں نے آپ کو بہت کمزور پايا اور اورنگ زيب کے حملوں کے ڈر سے ايسے قوي دشمن سے نيا جھگڑا کھڑا کرنا نہ چاها اور بچنے کي يہہ بري راہ نکالي کہ سالانہ خراج کا اقرار کيا *

بعد اُس کے سنہ ١٦٦٨ع و سنہ ٢٩ مطابق سنہ ١٠٧٨ هجري يعني دو برس امن چين سے گذرے اور اس عرصہ کو سيوا جي نے اپني حکومت کے باترتيب و باقاعدہ بنانے ميں صرف کيا مگر جسقدر کہ آسکي لياقتوں کي خوبي اُس کے ملکي انتظاموں کے طور طريقوں سے ثابت هوتي هی اُس قدر آسکے جنگي کاموں سے واضح نهيں هوتي پنڈاروں اور لٹيروں کے سرداروں کيسے قانون قاعدوں کي جگہہ اُسکے آئين و رسموں کے ديکهنے سے بڑا تعجب هوتا هی کہ انتظام اُس کا مغلوں کے انتظام سے زيادہ باترتيب و باقاعدہ تها چنانچہ پيادوں اور سواروں کي تقسيم ايک طرحپر واقع تهي يعني دس اور پچاس کے افسروں سے ليکر پانچهزار کے افسر تک افسروں کا سلسلہ برابر مسلسل تها اور اُس سے زيادہ درجہ کا حاکم جرنيل کے سوا جو کسي خاص فوج کي حکومت پر معين کيا جاتا تها کوئي سردار نهوتا تها اور يہہ تمام افسر ايسے جاگيردار نهوتے تهے جو ضرورت کے وقت کام آويں بلکہ حکومت سے تعلق رکهتے تهے يعني سرکاري ملازم هوتے تهے اور ايسے سپاهيوں کے افسر تهے جنکو خود سرکار اپنے نائبوں کے ذريعہ سے بهرتي کرتي تهي اور سرکاري خزانوں سے تنخواہ اُن کو ملتي تهي فوج اور افسروں کو بڑي بڑي تنخواهيں دينا تها مگر غنيمت کل سرکار ميں جاتي تهي هر محکمہ ميں کفايت شعاري سے کام کرتا تها اور التفات آسکا کفايت شعاري پر بہت مايل رهتا تها *

ملکي انتظام بهي آسکا ايسا هي باقاعدہ اور قوي تها چنانچہ سرکاري حاکموں اور ديہات کے چودهريوں سے نرمي برتتا تها اور آس انتظام کے دباو سے قانون کي تعميل و رعايت بخوبي هوتي تهي اور يهي باعث تها کہ کاشتکاروں پر ظلم نهوتا تها اور وہ سرکار سے فريب نکرتے تهے ملکي افسر

برهمن تھے اور جنگي کاموں کي حکومت پر بھي اکثر بڑے بڑے پایہ کے برهمن معین کیئے جاتے تھے *

اورنگ زیب نے جو ملک اُسکو واپس دیئے تھے اور صوبہ برار میں جو جاگیر اُسکے لیئے معین کي تھي تو ساري غرض اُسکي یہہ تھي کہ وہ بلا نقصان عظیم اور بلا طول طویل مقابلہ کے اُسکے قبض و قابو میں آجاوے چنانچہ اپني صبر و متانت سے داؤ اپنا تکتا رہا اور لہو کے گھونٹ پیئے گیا اور شاهزادہ معظم اور راجہ جسونت سنگهہ کو بڑي تاکیدوں سے یہہ لکھا کہ سیوا جي سے راہ رسم کا جاري رکھنا عین صواب اور اُسمیں کوئي خلاف کرنا خلاف مصلحت هے مگر وقت پر قابو کو هاتهہ سے دینا نہایت نامناسب اور فوراً گرفتار اُسکو کرنا بغایت واجب و لازم هی بلکہ یہانتک هدایت کي تھي کہ میري حکومت سے بغاوت و نفرت جتانا اور خفیہ اور جداگانہ مرهٹوں سے ملنا جلنا مقتضاے مصلحت † هی مگر سیواجي نے سنہ

† گرینٹ ڈف صاحب کا یہي بیان هی جو مذکور هوا مگر اُن کو اسبات میں شبہہ هی کہ شہزادہ معظم نے باپ کي تدبیروں کي پیروي جي جان سے کي اور بغاوت کے اظہار سے سیوا جي کے دهوکہ دینے کا ارادہ کیا مگر غالب یہہ هی کہ کسیقدر اُسنے باپ کي تاکیدوں کي عمادر آمد کي هوگي جنکے باعث سے وہ کہاني قایم هوئي جسکو پہلے پہلے کتروپامنکي نے بیانکیا یعني شاهزادہ نے اپنے باپ کي خواهش سے جھوٹي بغاوت اختیار کي جس سے بادشاہ کي دو باتیں مقصود تھیں ایک یہہ کہ یہہ واضع هو جاریگا کہ بادشاہ کے خفیہ خفیہ دشمن کون کون هیں اور دوسرے یہہ کہ اگر شہزادہ حقیقت میں بغاوت پر مایل هووے تو اُسکي حقیقت بھي کھل جاریگي اور آیندہ کو اعتبار اُسکا ساقط هوگا بقول اُس راوي کے شاهزادہ نے علانیہ بغاوت برپا کي اور ساري فوج اور راجہ جی سنگهہ اُس سے سازش کرکے مل گئے مگر دلیر خاں اپني بات پر جما رهااور شہزادہ اپني بغاوت سے جب تک منحرف نہوا کہ دریاے چنبل تک آگرہ کي جانب پہونچا مگر اورنگ زیب نے اس جھوٹي بغاوت کي جوکھوں سے صرف یہہ علم حاصل کیا کہ جیسنگهہ میرا مخالف هی چنانچہ اُسکو زهر دلواکر آپ کو بچایا لیکن اس روایت پر یہہ اعتراض وارد هوتا هی کہ شہزادہ معظم جب تک دکن میں پهونچا بھي نہ تھا کہ راجہ جیسنگهہ دکن سے منتقل هوکر تاریخ بغاوت سے پہلے آچکا تھا اور یہہ تناقض صرف اورم صاحب کو سوجھا جسکو اِس کہاني کے باقي حصہ

۱۶۷۰ع مطابق سنه ۱۰۸۰ هجري ميں بادشاه کي تدبيروں کو اُلٹا مارا يعني شاهزاده معظم اور راجه جسونت سنگهه کو رشوتيں اور نذريں چڑها کر موافق اپنا کيا اورنگ‌زيب کے فريب دينے کے ليئے اُنکو اپنا آله بنايا مگر اورنگ‌زيب ايسا نادان اور کوته انديش نتها که اپني تدبيروں کي نارسائي کو عين وقت پر نسمجهے چنانچه جب اُسکو ناکامي کا يقين هوا تو اُس نے کهلم کهلا اُسکي گرفتاري کا حکم ديا يهه حکم اُس کا دوباره لڑائي کا منشاء تها پهلے پهل سيوا جي نے يهه صدمه پهونچايا که سنگر کے قلعه پر دوباره قابض هوا جو پونه کے قريب تها اور سيوا جي کو جيسا اس قلعه کي عظمت کا خيال تها ويسا هي اورنگ زيب کو بهي تها اور اسي ليئے اورنگ زيب نے اُس قلعه کي حفظ و حراست کي غرض سے راجپوتوں کا ايک قوي گروه ايک تجربه‌کار افسر کے تحت تصرف ميں چهوڑا تها مگر هزار ماواليوں نے سيواجي کے بڑے رفيق تانا جي مالوسري کے ساتهه اُنپر چهاپا مارا چنانچه تانا جي نے کسي حکمت سے اوس بهاري قلعه پر رات کے وقت زينه لگايا جو بظاهر رسائي کے قابل نتها يهاں تک که قلعه پر چڑه گيا اور محافظ لوگ اوس سے واقف نهوئے مگر بعد اُس کے بڑا

پر کسي قسم کا شک شبهه نهيں مگر گرينٹ ڈف صاحب نے اپني کتاب کي جلد ايک صفحه ۲۲۱ ميں اس ساري کهاني کي بيهودگي کو بهت مختصر لفظوں ميں ثابت کيا اور صرف ايک بهي موقع نهيں جس ميں اورنگ زيب کي نسبت ايسي ايسي تدبيريں اور سازشيں اُسکي متلون طبيعت هونے سے بيان کي گئيں حالانکه وه کبهي ايسي تدبيروں ميں مصروف نهيں هوا ڈف صاحب نے جيسنگهه کي جگهه راجه جسونت سنگهه کو قايم کيا اور شهزاده کي بغاوت کو اصلي بغاوت ٹهرايا اور بيان کيا که اورنگ زيب کي اصالتاً ميدان جنگ ميں آنے کے بعد دلير خان کي هنر مند لڑائيوں کي بدولت وه بغاوت پس پا هوئي معلوم هوتا هے که ڈف صاحب نے بنديله کي سرگذشتوں سے يهه بيان ليا جس کا ترجمه بعد اُس کے سکات صاحب نے کيا تها مگر ڈف صاحب نے بعض بعض باتوں کو اپني سند سے زياده لکها اور بنديله کے اس بيان کو قلم انداز کيا که حقيقت ميں سيواجي بهي شاهزاده کا شريک هوگيا تها حالانکه يهه محض غلط اور سراپا افو هے

مقابلہ پیش آیا اگرچہ وہ محافظوں پر غالب آئے مگر تاناجی کام آیا اور بہت سے آدمی ضایع ہوئے سیوا جی نے اس کام کو ایسا کارنمایاں سمجھا کہ رھے سہی سپاھیوں کو چاندي کے جوشن عنایت کیئے *

بعد اُس کے کئي قلعوں پر کئي دھاوے تو ھوئے مگر کامیابي حاصل نہوئي اور باوصف اس کے بہت سے قلع دبائے اور بہت سے ملکوں پر قبضہ کیا اور پھر سورت کو لوٹا اور خاندیس کو بے چراغ کیا اور پہلے مرتبہ ماہ دسمبر سنہ ۱۶۷۰ع مطابق سنہ ۱۰۸۱ ھجري میں ممالک مذکورہ سے چوتھہ کا محاصل حاصل کیا اور اس چوتھہ کي حقیقت یہہ ھی کہ وہ کل محاصل کي چہارم ھوتي تھي اور جو ملک اُسکو ادا کرتے تھے وہ مرھٹوں کي لوٹ مار سے جب تک محفوظ رھتے تھے کہ برابر ادا کیئے جاتے تھے سیوا جي نے جھازوں کا ایک بیڑہ بھي طیار کیا اور اپنے پرانے دشمنوں یعني جنجیرہ والے حبشیوں پر دھاوے کرنے شروع کیئے جنکی قبض و تصرف میں ایک چہوٹي سي ریاست بیجا پور والوں کي طرف سے بجلدوے اُن کے بحري افسر ھونے کے چلي آتي تھي مگر یہہ کام اُسکا اس لیئے معقول نہ تھا کہ حبشیوں نے اورنگ زیب کا دامن پکڑا اور سیواجي کے قوي دشمن کو قوت بخشي *

سیواجي کي فتوحات کي ترقي کا یہہ باعث تھا کہ شہزادہ معظم کي فوج اُس کے مقابلہ کو کافي نہ تھي اور بادشاہ کو بیٹی پر اعتماد نتھا چنانچہ نئي کمک کے روانہ کرنے سے بادشاہ نے مدت تک انکار کیا اور جبکہ اُسکو یہہ یقین ھوا کہ دکن میں بڑي فوج کي حاجت شدید ھی تو سنہ ۱۶۷۱ع مطابق سنہ ۱۰۸۱ ھجري کو چالیس ھزار آدمي مہابت خاں کي زیر حکومت روانہ کیئے جنکو شہزادہ کي اطاعت و حکومت سے کچھہ واسطہ علاقہ نہ تھا بادشاہ اس نئے حاکم سے پورا پورا راضي نہ تھا چنانچہ دلي سے روانہ ھونے سے تھوڑے عرصہ پہلے مہابت خاں کي کسي حرکت سے نہایت برھم ھوا اور ایک وزیر کو حکم دیا کہ اُسکو

مخفیہ فہمایش کرے حاصل یہہ کہ یہہ فوج دکن میں پہونچی اور اُس کی شان و شوکت کے مناسب کوئی نتیجہ مترتب نہ ہوا شہزادہ اورنگ آباد میں معطل پڑا رہا اور مہابت خاں نے چند محاصروں کے بعد برسات کے قریب آنے سے لڑائی کے کاربار کو مسدود کیا بعد اُسکے جب دوبارہ لڑائی شروع ہوئی تو سیوا جی نے ایک فوج اُس محاصرے کے اٹھانے کو روانہ کی جس میں خود مہابت خاں مصروف تھا مہابت خاں نے یہہ کام اچھا نہ کیا کہ محاصرے کے بقاء و سلامت کے واسطے بیس ہزار آدمی فوج مذکور کے مقابلہ پر بھیجے اسلیئے کہ انجام اُسکا یہہ ہوا کہ سنہ ۱۶۷۲ع مطابق سنہ ۱۰۸۲ ہجری میں وہ لڑائی اُس نے ہاری اور مرہٹوں نے جیتی † یہہ مقابلہ میدان کی پہلی لڑائی تھی جسکو مرہٹوں نے فتح کیا اور یہہ پہلی کامیابی تھی جو دیانت امانت کی رو سے مغلوں کے مقابلہ میں مرہٹوں کو حاصل ہوئی یعنی فریب و دغا کا اُس میں شائبہ نہ تھا ہارنے والوں پر اس ہار کا بڑا اثر پڑا چنانچہ اُنہوں نے فوجوں کو اورنگ آباد میں اکٹھا کیا بعد اُس کے شاہزادہ اور مہابت خاں کو بادشاہ نے بلایا اور خانجہاں نایب‌السلطنت گجرات کو اُن کی جگہہ بھیجا اور دکن کی لڑائی بڑی بے پروائی سے کئی برس تک اسلیئے قایم رہی کہ بادشاہ کا ذاتی التفات اور جانب کو مائل تھا یعنی وہ شمال مشرق پر متوجہہ تھا *

شمال مشرق والے پٹھانوں سے لڑائی کا ہونا

شمال کے افغانوں سے لڑائی ہو رہی تھی اور بادشاہ کا التفات اُسپر مائل تھا اور اُس لڑائی کی قدر و منزلت روز روز بڑھتی جاتی تھی اُن لوگوں سے امن چین میں رہنا ہمیشہ سے ایک بڑی دشواری سمجھی

† اِس لڑائی کی نسبت گونہ اشتباہ ہی چنانچہ بعضے کہتے ہیں کہ وہ مقابلہ دلیر خاں کی فوج سے ہوا اور بعضے لکھتے ہیں کہ مہابت خاں ہی فوج سے لڑائی پڑی اور اشتباہ مذکور کا باعث وہی باعث ہی جسکی بدولت شکست نصیب ہوئی یعنی فوج کی حکومت دو حاکموں پر منقسم ہوئی تھی *

جاتي تهي اور اسليئے که کابل اور علاوہ اُسکے اور مغربي ملکوں کي آمدورفت اُن کي اراضيوں ميں ضروري و لابدي تهي تو اُن کے دبانے اور خاموش رکهنے کي بهت حاجت پڑي اور جو که اِس راہ کے آس پاس کي قوميں ايسے موقع پر تهيں که اُن پر حملے نهايت آساني سے هو سکتے تهے تو اُن کو دهمکياں سنانے اور وظيفوں کے دينے دلانے سے کسي قدر بادشاهت هندوستان کا مطيع رکها جاتا تها مگر منجمله اُن کے بڑي بڑي قوموں سے کچهه چهيڑ چهاڑ نه کي اور وہ قوميں اپني اپني حدوں پر چپ چاپ بيٹهي رهيں هاں غالب يهه هی که چهوٹے چهوٹے گروهوں کے هونے اور بڑے بڑے گروهوں ميں ملکي انتظام کے ٹهيک ٹهاک نه بيٹهنے سے خاص خاص لوگوں کي جانب سے اکثر اوقات ايسے زور و ظلم هوتے هونگے جسکي برداشت افسران سلطنت کو کرني پڑتي هوگي اورجو که اورنگ زيب اپنے حکم کا ديوانه اور پٹهانوں کي طرز معاشرت سے محض ناواقف و بيگانه تها تو اُس کو يهه شبهه گذرا که ميرے افسروں کي اغماض و در گذر سے يهه بد انتظامي واقع هوتي هی غرضکه کوئي باعث هو سارے پٹهان يوسف زئيوں سميت اورنگ زيب سے بگڑ گئے اور اطراف کابل کا يهي حال اُس زمانه يعني سنه ۱۶۶۷ع ميں تها جب که محمد امين خاں مير جمله کا خلف الصدق اور جانشين جسنے باپ کا خطاب و منصب حاصل کيا تها کابل کي حکومت پر گيا تها اور اُس نے بهت دنوں تک ايسي کامياني حاصل کي تهي جس سے فسادوں کو ترقي نهوئي اگرچه وہ شور و فساد بالکل مسدود نهوئے مگر سنه ۱۶۷۰ع ميں پٹهانوں نے يهه فوقيت حاصل کي که محمد امين خاں کو شکست فاحش ديکر اُس کي فوج کو تباہ کيا اور اُس کے جورو بچوں کو پکڑا اور محمد امين خاں نے روپيه ديکر اپني اهل و عيال کو چهوڑايا اور اسي زمانه کے قريب اُنهوں نے ايک بادشاہ اپنا قرار ديا او اُس کے نام سے سکه جاري کيا * †

---

† هندوستان کے مورخوں نے اس بادشاہ کو پٹهان بيان کيا هی مگر ايسے شخص کا

اورنگ زیب نے خود لڑنے کا ارادہ کیا اور حسن ابدال تک پہونچا اور شہزادہ محمد سلطان کو جسنے تھوڑے دنوں پہلے رہائی پائی تھی ایک فوج کا حاکم بنا کر آگے کو روانہ کیا اور آپ اس اندیشہ سے آگے کو نہ بڑھا کہ ایسے قوی ملک میں اُس کی بات کو بنا نہ لگے جہاں دشمن پر قوی صدمہ پہونچانا متصور نہیں اور اُن کی طرف سے بڑی آفتوں کا پہونچنا سہل و آسان ہی سنہ ١٦٧٣ع سے سنہ ١٦٧٥ع تک دو سال اسی پادشاہ نے اسی لڑائی میں صرف کیئے ‡ اور جب کہ بعد اُس کے بادشاہ دلی کو واپس آیا تو اُسکے نائبوں نے لڑائی کو جاری رکھا یہانتک کہ جب ہندوستان میں فسادوں کی ترقی ہوئی اور اُس لڑائی کی کامیابی موہوم سمجھی گئی تو قبائل کے نام [illegible] کے تھوڑے تصفیہ پر قناعت کی گئی اگرچہ یہہ لڑائی اُس زمانہ میں بڑے کام کی سمجھی جاتی تھی مگر اُس سے ایسا مستقل اثر نہیں ہوا کہ ہندوستان کی تاریخ میں بیان اُس کا مندرج ہونا اگرچہ اس لڑائی کے واقعے مختلف اور دلچسپ تو ہیں مگر قسم مذکور کے اُن واقعوں کے دیکھنے سے خیال اُنکا بہ آسانی ہو سکتا ہی جو اکبر کی شرح سلطنت میں بیان کیئے گئے § *

[illegible] اُس قوم کے خیالات اور اصل و سرشت اور رسم و رواج کے مختلف ہی اگرچہ وہ [illegible] نہیں جسکے اعتقاد پر [illegible] ہیں مگر اور یورپ والوں کے ساتھ اس بات میں ہم متفق نہیں کہ یہہ بادشاہ ازروے مکر و حیلہ کے مفرور کیا گیا تھا اور حقیقت میں وہ ایک مکار آدمی تھا جو مرزا شجاع کے نام سے مشہور ہوا تھا پٹھانوں نے بیان کیا تھا کہ مرزا شجاع ہماری پناہ میں آیا اور ساری غرض اُن کی یہہ تھی کہ اُس کے استحقاق تخت کے حیلہ سے اورنگ زیب کے مقابلے کا ذریعہ ہاتھ آوے

‡ خافی خان

§ یہہ لڑائی اس لیئے دلچسپ تر واقع ہوئی تھی کہ اُس کو ایسے آدمی نے بیان کیا جو بڑے اعزاز و امتیاز سے اُس میں شریک و شامل تھا یعنی خوشحال خٹک جو سارے خٹکوں کا خان اور بڑی بڑی کتابوں کا مصنف گذرا اور اکثر نظم کی کتابیں اُسی زمانہ کی لکھی ہوئی اس غرض سے چھوڑ گیا کہ اُسکے ہموطنوں کو اُن کے دیکھنے سے بڑا جوش خروش پیدا ہووے اور تمام اُس کی تصانیف مشہور و معروف ہیں کہ اُس کے وزن و بحر سے ہمت کی بلندی اور حریت کا جوش اور وطن کی محبت اور خود مختاری کا اقبال پیدا ہوتا ہی اور [illegible] ہی کہ ایسی تصنیف ایشیا والوں کی طبیعت کے خلاف ہی *

هندوستان کے فسادوں اور بادشاہ کی تعدیوں کا بیان

بادشاہ اس ناکام مہم سے واپس آیاھی تھا کہ سنہ ۱۶۷۶ع مطابق سنہ ۱۰۸۷ ہجری میں ایک عجیب ہنگامہ دارالسلطنت کے قرب و جوار میں برپا ہوا بیان اسکا یہہ ھی کہ ہندو بھگتوں کا فرقہ جو ست نارایني کہلاتا ھی نار نول کے متصل بستا تھا اور کاشتکاري اور سوداگري سے اوقات اپني کاٹتا تھا اگرچہ اُسکي خوے و خصلت میں کسي قسم کا شور و شر نہ تھا مگر صرف اپني حفظ و حراست کي نظر سے ہتیار باندھتا تھا منجملہ اُنکے کسي بھگت کو ایسے لوگوں نے ملکر مارا پیٹا جو تھانہ کے کسي سپاھي سے آشنا تھے اور اُس بھگت سے کسي بات پر اُنکا جھگڑا ھو گیا تھا بھگت نے اپنے بھائي بندوں کو اکھٹا کیا اور پولس والوں سے بدلا لیا غرض کہ جانبین سے بہت سي جانیں تلف ہوئیں اور فساد نے ایسي ترقي پکڑي کہ کئي ہزار ست نوایني اکٹھے ھوئے اور جب کہ نارنول کے بڑے حاکم نے اونکا مقابلہ کیا تو انھوں نے اوس فوج کو شکست فاحش دي جو اوسنے اکھٹي کي تھي اور اوس میں جنگي سپاھي اور پولس کے ملازم دونوں شریک و شامل تھے اور شہر نارنول پر قبضہ کیا بعد اوسکے اوس فوج نے بھي شکست کھائي جو دلي سے اونکے مقابلہ کو آئي تھي اور بجاے خود کافي وافي نہ تھي اور یہہ ایسي شکست ہوئي کہ اوسکے ہونے سے نام آن کا بہت روشن ھو گیا اور جبکہ تیسري فوج نے بھي شکست کھائي تو اونکے نام کي بہت بڑي شہرت ھوئي اور سب لوگ اونسے تعجب کرنے لگے اور چونکہ وہ لوگ اپنے دین و ملت کے جتي ستي تھے تو اونکي کامیابیوں سے یہہ یقین ھوا کہ وہ جادو کي قوت رکھتے ھیں یعني تلوار اون کو کاٹتي نہیں اور گولي آن میں گھستي نہیں اور ایسے طلسمي ہتیار رکھتے ھیں کہ وہ موت سے بات چیت کرتے ھیں اور اس گمان سے کہ آج اُن کا مقابلہ ممکن نہیں وہ ایسے ھي حقیقت میں ھوگئے یعني کوئي آن کا سامنا نہ کرسکا اور بہت سے زمیندار آس پاس کے باشندے شریک آن کے ھو گئے اور

کوئي فوج اُن کے مقابلہ پر آمادہ نہو سکي اور جب کہ وہ دلي کے قریب پہونچے تو اورنگ زیب نے یہہ حکم دیا کہ ڈیرے میدان میں نصب کیئے جاویں بعد اُس کے اپنے ہاتھہ سے قران کي آیتیں منتخب کیں اور فوج کے نشانوں پر لکھہ کر بندھوائیں تاکہ اُن کے جادو کا اثر نہونے پاوے غرض کہ مقابلہ کي شدت ضرورت اور بعض بعض هندو مسلمانوں کي سعي و همت سے بادشاهي فوج اُنکے مقابلہ پر ٹھہري اور دشمنوں کو شکست فاحش دي اور بڑے بڑے نقصان اُنکو دیکر تتر بتر کیا مگر اُنکي پہلي کامیابي کے باعث سے بہت سے هندو هتیار اُٹھانے پر آمادہ هوئے اور اجمیر اور آگرہ کے سارے صوبوں کو ایسي پریشاني میں ڈالا کہ اورنگ زیب نے وهاں کے نظم و نسق کے واسطے بذات خود جانا ضروري سمجھا † *

مذکورہ بالا فسادوں کے باعث سے بادشاہ کا مزاج از حد برهم هوا جو اٹک پار کي نا کامي سے پہلے هي تلخ و آشفتہ هو رها تھا چنانچہ اسي وجہہ سے دلي کي موجودگي کے وقتوں میں هندوؤں پر جزیہ لگایا یعني اُس کو دوبارہ شگفتہ کیا جو تھوڑے دنوں سے افسردہ پژمردہ هو گیا تھا اور اُسکے مذهبي تعصبوں اور سوء تدبیریوں میں سے یہہ پچھلي بات تھي جو عمل میں آئي *

تخت نشیني کي دوسري سالگرہ یعني سنہ ۱۶۵۹ع میں شمسي سنوں کي سخت ممانعت کي اور وجہہ اُس کي یہہ نکالي کہ وہ آتش پرستوں کا ایجاد هیں اور قمري سنوں کو اُن کي جگہہ قایم کیا اور باوجود اِسکے کہ اُس کے اهلکار و ملازم ایسے سنوں پر اعتراض کرتے رهے جو موسموں کے همیشہ موافق نہیں هوتے وہ اپني بات پر جما رها اور کسیکي بات کو کان دھر کر نہ سنا ‡ *

اسي زمانہ میں ایک ملا محتسب مقرر کیا جسکے ساتھہ ایک گروہ سواروں کا رهتا تھا اور غرض یہہ تھي کہ قمار خانوں اور شراب خانوں کا

---

† خافي خاں

‡ ایضاً

نام و نشان اوسکي قلمرو میں باقي نه چهوڑے اور بتوں کي پرستش کو نمود ونمایش سے نه هونے دیوے § بعد اُسکے اُن محصولوں کو معاف کیا جو قانون شریعت سے جایز نه تهے اور اُن اسبابوں کا محصول بهي چهوڑا جو هندؤں کے بڑے بڑے میلوں میں جاکر بکتے تهے اِس لیئے که اُسکي سمجهه میں یهه بات آئي که وه محصول بهي بت پرستي سے علاقه رکهتے هیں اور وه نا پاک اور حرام هیں مگر ان معافیوں سے محصول مساوي نرهے اِس لیئے که یهه معافیاں ساهوکاروں اور صرافوں اور سوداگروں اور علاوه اُنکے اور شہروں کے باشندوں سے متعلق تهیں اور یهه لوگ نئے قاعدوں کے جاري هونے سے مستثنی کے قریب قریب تهے باقي اراضیات کا محصول بحال خود قایم رها تها اور پرمٹ اور سڑک کا محصول جو سب سے زیاده دقت طلب تها اور بهي زیاده هو گیا تها *

مذکوره بالا تبدیلیوں سے سرکار کا نقصان هوا اور رعیت سبکدوش نهوئي اِس لیئے که چند مقدموں کے علاوه جنکي اطلاع و خبر بادشاه کو پهونچني غالب تهي مال کے افسروں اور سارے جاگیرداروں نے معافیات کو اپنے حساب کتاب سے متعلق رکها جو اُن کو سرکار سے رهتا تها باقي ساري رعایا سے دستور کے موافق محصول لیتے رهے بعد اُس کے کئي برس گذرنے پر هندؤں کے سارے میلے تهیلوں کي ممانعت کي اور اسي زمانے کے قریب ایک فرمان اُس نے ناچ رنگ کي مجلسوں کي ممانعت میں جاري کیا اور ڈوم ڈهاڑیوں اور گویوں بهانڈوں کي سخت بندي کي یهاں تک که شاهي ملازم گویوں اور بجانے والوں کو موقوف کیا اور نجومیوں کي راه ماري اور ملازم منجموں کو رخصت کیا اور سارے شاعروں کو جواب دیا جنکي آبرو ابتک قایم تهي اور ان کو وظیفے ملتے تهے اور ملک الشعرائي کا عهده اُٹهایا بلکه مورخوں نے یهه بهي لکها هے که شعر پڑهنے اور کهنے کو بهي ممانعت † کي مگر یهه سختي چندروز کے لیئے هوگي

§ خافي خاں
† خافي خاں

اِس لیئی که خاص اُس کے رقعوں میں اوروں کی شعریں موجود هیں اور کہیں کہیں ایسے شعر مندرج هیں جو فی البدیهه تحریر کے وقت اُس کی زبان سے نکلے علاوہ اُس کے تاریخ نگاری کی ممانعت میں بهت بڑی تاکید فرمائی چنانچه اُس نے تاریخ نگار کو موقوف کیا جو قدیم زمانه سے بادشاهی تاریخوں کو لکھتا تھا یہانتک که تاریخ نویسی کے محکمه کا نام و نشان بھی نه چھوڑا اور اپنی سلطنت کی حال نویسی کو بهت مضبوطی سے منع کیا چنانچه اُس کی سلطنت کے گیارهویں برس سے واقعات کا سلسله ایسے خط و خطوط سے دریافت هوتا هی که جن کو خاص خاص لوگوں نے اپنے معاملوں میں لکھا پڑھا تھا اور نیز ایسے حالوں سے معلوم هوتا هے جنکو بعض بعض لوگوں نے خفیه خفیه قلمبند کیا تھا اور اُسی زمانه کے چند برس بعد مسلمانوں کی نسبت پرست کا محصول آدھا رکھا اور هندوؤں سے کچھ کم لیا اور منجمله اور رسموں کے اپنی تعظیم و تکریم کے قاعدے بھی بدلے اور جھروکه کا بیٹھنا اِس لیئے موقوف کیا که اُس کے سجدہ کرنے کا موقع تسلیم شاید نه آوے اگرچه منجمله اُن تبدیلیوں کے چند تبدیلیاں [illegible] تھیں مگر سب تبدیلیوں پر بھی نتیجه مترتب هوا که هندو مسلمانوں میں امتیاز و تنفر پیدا هوا اور حسد کا باب بے تکلف کھل گیا جس کو پہلے بادشاهوں نے بڑی عمدہ تدبیروں سے مسدود کرنا پڑا تھا اور اُس کے مسدود کرنے کو تدبیر مملکت سمجھا تھا بعد اُس کے جو تدبیریں اُس نے نکالیں وہ سخت ناگوار اور تعصب شعار تھیں اِس لیئی که گرچه یهه فرمان اُس نے منصفانه جاری کیا که ساری عدالتوں میں سرکار پر نالشیں سنی جاویں اور بقانون شریعت تحقیقات اُن کی عمل میں آوے مگر یهه گشتی حکم بھی سارے حاکموں اور اختیار والوں کے پاس بھیجا که آینده سے هندو بھرتی نه کیئی جاویں اور اُن تمام عهدوں پر مسلمان بھرتی کیئی جاویں جو تمهارے تحت حکومت میں هوویں مگر یهه

حکم تعمیل کے قابل نہ پایا گیا اور وہ فرمان فردباطل کي طرح معطل پڑارها اور کوئي فائدہ اِس پر علاوہ اُس کے مترتب نہ هوا کہ لوگوں میں شور اُٹها اور بدگماني پیدا هوئي *

جزیہ کي تحصیل میں وہ کاهلي نبرتي گئي جو فرمان مذکور کي تعمیل میں واقع هوئي اور یہہ وہ محصول تها جسکو بادشاهوں نے پہلے پہل کي فتوحات میں اُن تمام کافروں پر لگایا تها جنهوں نے اسلام کي اطاعت قبول نکي تهي اور یہہ ایک کسوتي تهي جس کے ذریعہ سے کهوتے کهرے یعني مخالف موافق پر کهے جاتے تهے محصول مذکور کے شگفتہ هونے سے هندوؤں کي طبیعتوں پرنہایت پژمردگي اور بغایت ناراضي چهائي اور خاص دلي اور آسکے پاس پروس کے هندو جرق جرق آئے اور بادشاهي محل کو نالاں گریاں هوکر گهیرا مگر اُن کے شور و غوغا پر کوئي اثر مترتب نہوا یہاں تک کہ جب اگلے جمعہ کو بادشاہ جامع مسجد کو جانے لگا تو گلي کوچوں کو داد خواهوں سے اتنا بهرا پایا کہ هجوم و کثرت کے مارے دم گہتنے لگا اور تهوري دیر اس امید پر تهوا رها کہ راستي نرمي سے کهیں راہ آسکو هاتهہ آجاوے مگر جبکہ وہ انبوہ اپني جگهہ پر جما رها تو اُس نے یہہ حکم سنایا کہ زور زبردستي سے سواري آگے بڑهے چنانچہ بہت سے فریادي گهوڑے هاتهیوں کے پانو میں روندے گئے اور باقي لوگوں کے دلوندمیں اس درشتي کي هیبت پڑي اور بلا حجت و تکرار اُس محصول کو قبول کیا اور آیندہ کو کسي نے دم نہ مارا *

هندوؤں کے عام بگاڑ کا بیان

بہت هي تهوڑے دنوں میں ان برے کوتکوں کو یہہ پهل پهول لگی کہ عام ناراضي قایم هوئي اس بادشاہ کي شروع سلطنت میں هندو لوگ آسکي ملازمت کو ایسے جي جانسے بجا لاتے تهے جیسے مسلمان بهائي خدمت اُسکي کرتے تهے اور یہہ حال اونکا تها کہ اگر وہ هندوؤں کے مقابلہ میں پڑتےتهے تو بادشاہ کي وفاداري نچهوڑتے تهے مگر جب کہ اون کو انتظام

جدید کا تجربہ ہوا تو اونکی وابستگی میں خلل پڑا یہاں تک کہ خاص قلمرو کے ہندوؤں میں جگہہ جگہہ ناراضی پھیلی پہلے پہل راجپوتوں نے بگڑنا شروع کیا اور دکن کے ہندو مرہٹوں کے شریک ہوگئے سنہ ۱۶۷۷ع مطابق سنہ ۱۰۸۸ ہجری میں عام بگاڑ واقع ہوا † *

مذہبی عداوتیں ایسی بھڑکیں کہ ساری بھبوکا بن گئیں اور باعث اوسکا یہہ پڑا کہ محصول لگانے سے چھہ مہینے گذرنے پر یہہ قصہ واقع ہوا کہ راجہ جسونت سنگھہ کابل میں مرگیا اور ایک رانی اور دو بیٹے صغیرسن

---

† خافی خاں—اُس زمانہ کے لوگوں میں جو جو خیال پھیلے ہوئے تھے حال اُنکا ایک نامہ موسومہ بادشاہ سے جسکو عموماً راجہ جسونت سنگھہ سے نسبت کرتے ہیں بخوبی دریافت ہوتا ہی مگر حقیقت یہہ ہی کہ وہ نامہ جسونت سنگھہ کا نہیں ہوسکتا اس لیئے کہ وہ نامہ اُس علانیہ دشمن کا معلوم ہوتا ہی جسکے ملک پر دھاوا ہونیوالا تھا علاوہ اس کے راجہ جسونت سنگھہ اُس زمانہ میں افغانوں کے مقابلہ پر متعین تھا جب کہ جزیہ لگایا گیا ہوا اور وہ مرنے تک اٹک پار رہا اور سب سے قطع نظر وہ نامہ اُس وقت کے بعد کا ہی جب کہ سلطنت کا تنزل واضح ہوچکا تھا اور کہتے ہیں کہ اودے پور والے رانا راج سنگھہ کا وہ نامہ تھا کبھی راجہ سرپوا سنگھہ سے نسبت کرتے ہیں اور مرہٹے یہہ دعوی کرتے ہیں کہ سیوا جی نے لکھا تھا (گرینٹ ڈف صاحب جلد اول صفحہ ۲۱۹) مگر غالب یہہ ہی کہ وہ کسی عام ہندو مدبر کی تدبیر تھی جسنے سلطنت کے مقابلہ پر اپنی راے کا اشتہار اس طریقہ سے مناسب سمجھا تھا یہہ نامہ حسن لیاقت سے خالی نہیں اس لیئے کہ اُسمیں ہر قسم کے مذہبوں اور قوموں کے گوارا رکھنے کے اصول و قاعدوں پر بحث و مباحثہ کیا ہی بیان کیا کہ جزیہ لگانا اصول مذکورہ کا ناسخ ہی علاوہ اُس کے خاندان تیمور کے پہلے بادشاہوں کی فیاضی اور عالی ہمتی کی تعریف لکھی اور اُنکی سلطنتوں کے زمانہ کا مقابلہ جو نہایت شاداب و تازہ تھیں اورنگزیب کے زمانہ سے کیا اور صاف صاف لکھا کہ اس زمانہ میں سارے فرقے اور تمام مذہب ناراض اور سلطنت کا محاصل خراب اور رعایا دادی فریادی ہی اور باوصف اس کے سرکاری خزانہ خالی اور رعایا کی جان و مال کی حفاظت سے غفلت ہی اور شہر غیر محفوظ اور قلعے زوال پذیر ہیں خط مذکور کا ترجمہ اورم صاحب کے پرچوں کے صفحہ ۲۵۲ میں مندرج ہی اور وِلسن صاحب نے بھی اُس سے زیادہ عمدہ لفظی ترجمہ ٹھیک ٹھیک کیا اور اصل سمیت اُسکو سنہ ۱۸۳۰ع میں چھاپا

چھوڑ گیا بعد اوس کے وہ رانی بادشاہ کی بلا اجازت اور بلا پروانہ راہ داری بچوں سمیت هندوستان کو روانہ هوئی اور جب کہ اٹک پر روکی گئی تو اوس کے محافظوں نے یہہ ارادہ کیا کہ اٹک کے پہرہ والوں کو مار پیٹ کر نکل جاویں مگر کسی ایسی پایاب راہ سے اوتر گئے جہاں پہرہ چوکی کا خرخشہ نتھا بادشاہ کو اس تعدی کا پرچا لگا اور راجہ جسونت سنگھہ کے جورو بچوں کو قابو میں رکھنے کا حیلہ هاتھہ آیا چنانچہ اوس نے اونکو دلی کے آنے سے روکا اور اوسکے لوگوں کو اپنی فوج سے گھیرا *

راجپوتوں نے اپنی معمولی دلاوری کے علاوہ فند و فطرت سے یہاں کام لیا یعنی درگا داس اون کے سرداروں نے بادشاہ سے یہہ اجازت حاصل کی کہ هم لوگ اپنے جورو بچوں کو کسی قدر محافظوں کی حفاظت میں کرکے اپنے ملک کو روانہ کریں چنانچہ اوس کی رانی اور اوس کے بچوں کو بھیس بدلاکر محافظوں کی حفاظت میں روانہ کیا اور اون کی جگہہ اوسی سن و سال کے دو لڑکے اور ایک لونڈی قایم کی اور یہہ تدبیر اس سبب سے راس آئی کہ اونکی عورتیں پردہ نشین تھیں اور وہاں مردوں کا دخل و تصرف نتھا باوصف ان دور اندیشیوں کے بہت عرصہ نگذرا تھا کہ اورنگ زیب کو شبہہ پیدا هوا اور رانی اور اُسکے بچوں کو قلعہ میں داخل کرنے کا حکم جاری کیا مگر اُن کے نکل جانے کی نسبت وهم اُس کا ایسے رفع هوا کہ راجپوتوں نے سینہ زوری دکھائی اور رانی اور اُسکے بچوں کی سپردگی سے صاف انکار کیا اور کھلم کھلا یہہ بات کہی کہ هم رانی کو نہ دینگے بلکہ جان اپنی دینگے اب بادشاہ اس پر آمادہ هوا کہ اُن کو مغلوب کرے چنانچہ اُس نے اُن کے مقابلہ پر تھوڑی سی فوج بھیجی جسکو راجپوتوں نے مارکر بھگا دیا مگر آخر کو جب بہت سے راجپوت کام آئے تو فرضی رانی اور جعلی بچوں کو گرفتار کیا اور درگا داس وغیرہ رهے سہے لوگ اُس کے منتشر هو گئے بعد اُس کے تھوڑی دور پر

جاکر اکٹھے ہوئے اور اپنے ملک کی راہ سنبھالی راجپوتوں کے مقابلہ کی طوالت سے رانی کو نکل جانیکی فرصت ہاتھہ آئی چنانچہ وہ صحیح سلامت جودھپور میں داخل ہوئی اور اُسکے بڑے بیٹے اجیت سنگھہ نے مارواڑ پر ایک مدت تک راج کیا اور حکومت کا مزا اٹھایا اور عالمگیر کی زندگی تک اُس کا سخت دشمن بنا رہا اورنگ زیب ایک مدت تک اس شبہہ میں مبتلا رہا کہ وہ راجہ حقیقت میں جسونت سنگھہ کا بیٹا ہی یا حقیقی بیٹا اُسکا میری نظربندی میں ہی اور اس نظر سے اورنگ زیب اپنی معمولی شوخی سے فرضی بچوں کو راجہ جسونت سنگھہ کی آل و اولاد سمجھتا رہا اور اُن کی توقیر و عزت اور خاطرداری کا حکم کیئے گیا اور بعد اُس کے اُن کے استحقاق کے حیلہ بہانہ سے جودھپور پر حملہ کیا *

جب کہ راجپوت راجاؤں نے منجملہ اپنے گروہوں کے ایک راجہ کے گھرانے پر ایسا زور ظلم دیکھا اور جزیہ کی ناگواری اُس پر زیادہ ہوئی تو سارے راجپوت آپسمیں متفق ہو گئے مگر راجہ رام سنگھہ جیپور والا جسکے گھرانے کو بادشاہی خاندان سے رشتے ناتوں اور کئی پشتوں سے معزز عہدوں کی بدولت مضبوط واسطہ اور مستحکم علاقہ تھا اُسسے مستثنی رہا اور ایسے اڑے وقت میں بھی بادشاہ کی رفاقت نہ چھوڑی اور راج سنگھہ اودے پور والا جسونت سنگھہ کی اولاد کے مقدمہ میں جی جان سے شریک ہوا اور قبول جزیہ سے حسب ضابطہ صاف انکار کیا اب کہ ملک راجپوتوں کا تمام مغربی حصہ اورنگ زیب کا مخالف ہوا تو اوس نے ماہ جنوری سنہ ۱۶۷۹ ع مطابق ذی الحجہ سنہ ۱۰۸۹ ہجری کو فوج اکٹھی کرکے اجمیر کی جانب کو کوچ کیا اور اجمیر پہونچکر فوج کے مختلف ٹکڑے میواڑ کی لوٹ کھسوٹ پر بھیجے اور بڑے حصہ کے ذریعہ سے میواڑ کے راجہ راج سنگھہ پر ایسا دباؤ ڈالا کہ اوسنے اطاعت کی درخواست کی چنانچہ عمدہ شرطیں اوسکو عنایت ہوئیں اور جزیہ کی

عوض میں تھوڑا سا ٹکڑا اوسکے ملک کا قبول کیا اور کوئي کام اوس کام کے سوا اوسکے ذمہ نہ ڈالا کہ وہ جودھ پور والے کي امداد و اعانت نکرے *

بعد اوس عہد و شرایط کے بادشاہ دلي کو واپس آیا اور کچھہ کم آٹھہ مہینے دلي سے باھر رھا اور دارالسلطنت میں پہونچنے ھي پایا تھا کہ ناگاہ اوسکو یہہ پرچہ لگا کہ راجہ راج سنگھہ اپني بات پر قایم نہ رھا غالباً اُسنے جودھپور والے کو خفیہ مدد پہونچائي ھوگي غرضکہ تھوڑے دنوں گذرنے پر ماہ جولائي سنہ ۱۶۷۹ع مطابق رجب سنہ ۱۰۹۰ ھجري میں بادشاہ کو اجمیر کي طرف آنا پڑا اور اس موقع پر ساري زور و قوت اور پوري عقل و ذھانت کو راجپوتوں کے پس پا کرنیکي غرض سے کام میں لایا جو اُس کے مقابل پر متفق ھوئے تھے چنانچہ اوسنے شہزادہ معظم کو دکن سے اور شاھزادہ اعظم کو بنگالہ سے طلب کیا اور پچھلے وقتوں میں نایب السلطنت گجرات کو یہہ حکم بھیجا کہ وہ گجرات کیجانب سے راجپوتوں کے ملک پر حملہ کرے مگر بڑا حملہ خاص بادشاھي فوج کے ذریعہ سے کیا گیا جو شاھزادہ اکبر کي تحت حکومت ھوکر تہور خاں کي امداد و رھنمائي سے سیدھي اودے پور پر روانہ کئي گئي تھي جوں ھي کہ راجہ راج سنگھہ فوجوں کي چڑھائي سے خوف کھا کر ارولي پہاڑوں میں بھاگا تو اکبر نے اُس کا پیچھا کیا اور فوج کے ایک ٹکڑے کو اُس کے کشادہ ملک کي تاخت تاراج پر پیچھے چھوڑا اب شاھزادہ معظم اوجین میں داخل ھوا اور اُس کے نام پر یہہ شقہ جاري کیا گیا کہ شاھزادہ اکبر کي فوج کا طور اِختیار کرے اور شاھزادہ اعظم کو یہہ ھدایت ھوئي کہ جودھپور کے علاقہ کو اور نیز اُس کے پاس پروس کے ضلعوں کو خاک سیاہ کرے اور سبکو یہہ حکم تھا کہ اپني اپني فوجوں کا ایک ایک ٹکڑا اُن رسدوں کے لوتنے پر متعین کریں جنکو بھگوڑے راجپوت اپنے پہاڑوں میں لیجا تے ھیں اور باقي فوجوں کو شہر و دیہات کے جلانے اور پہل دار درختوں کے کاٹنے اور جورو بچوں کے لونڈي غلام

بنانے میں مصروف کریں تاکہ لڑائی کی ساری مصیبتوں کو بڑی سختی و مصلحت سے دشمن اوٹھاویں یہہ خیالات اورنگ زیب کی خوے و خصلت کے نہایت مناسب تھے اور ان بڑے کڑے حکموں کا صرف یہی باعث نہ تھا کہ اوس کے دل میں درد کی بو باس اور آدمیت کا نام و نشان نہ تھا بلکہ مذہبی تعصبوں اور اوس استحقار کے باعث سے جو اوسکو مقابلہ سے پیدا ہوتا تھا یہہ بات غالب معلوم ہوتی ہے کہ اوس کے ایسے مزاج پر جو لوگوں کی برائی بھلائی کا حساب اپنی نسبت کیا کرتا تھا غیظ و غضب کا دخل اور پاداش و تدارک کا تسلط غالب تھا غرض کہ ان سختیوں کا کوئی باعث ہووے مگر ان پر یہہ ثمرہ مترتب ہوا کہ ہمیشہ کے لیئے مغلوں کی سلطنت سے راجپوت الگ تھلگ ہو گئے اگرچہ بعد اُس کے اوس کے جانشینوں سے آشتی رہی اور گاہ گاہ اپنی فوجوں کو بادشاہ کی امداد پر بھیجتی رہے اور وفاداری کیئی گئے مگر جبرواکراہ اور نہایت بے اعتمادی سے وہ خدمتگذاری ہوتی تھی اور یہہ خدمتگذاری اوس گرمجوشی سے مشابہہ نہ تھی جس کے باعث سے وہ پہلے رفتہ رفتہ میں سلطنتوں کی شاخیں بنے رہے تھے *

راجپوتوں نے اس لڑائی کے سارے زمانہ میں پچیس ہزار سوار میدان میں قایم رکھے جس میں جودھپور کے راتھور اکثر داخل تھے اور پہاڑوں والی فوج کے پیادوں کی تائید سے ان سواروں کی بدولت بڑا نقصان اپنے دشمنوں کو پہونچایا چنانچہ وہ رسدوں کی باربرداریاں کاٹکر لیجاتے تھے اور بادشاہی فوج کے مختلف لشکروں پر حملہ کرتے تھے اور عمدہ مقاموں کی حفظ و حراست پر لڑتے مرتے تھے اور کبھی کبھی چھاپوں اور شبخونوں کے ذریعہ سے بڑے بڑے ڈنڈے اوٹھاتے تھے مگر درگاداس جو راجپوتوں کے مشورت والوں میں بڑا درجہ رکھتا تھا اپنے ملک کی نجات و آزادی کے لیئے زور و قوت کے بھروسے نہ تھا بلکہ اوس نے شاہزادہ معظم سے خط و کتابت جاری کرنے اور اوس کو بادشاہ سے توڑنے میں بڑی کوشش برتی

اور يهه بات اوس کو لکهي که اگر تو همارا طرف دار هوجاويگا تو هم تيري تخت نشيني کي اعانت کريں گی معلوم هوتا هے که شاهزاده معظم بهي کچهه تهوڑے دنوں ان جهوٹي ترغيبوں کا فريفته رها جو هوشيار و بالغ هو چکا تها اور تخت سلطنت کي نسبت دوسرے درجه کي وراثت رکهتا تها مگر جب که اوس نے راجپوتوں کي بات نه ماني تو شاهزاده اکبر نے خوشي سے قبول کيا جو سب سے چهوٹا بيٹا اور تيئيس برس کا گبرو تها اور لڑکپن ميں پسنديده وارث سمجها جاتا † تها شاهزاده اکبر نے درگاداس کي تجويزوں کو ايک لخت اختيار کيا اور شاهزاده معظم نے بادشاه کو آگاهي دي مگر باوصف اوس کے اورنگ زيب اکبر سے وابسته رها اور اوسکي صغير سني کے باعث سے کوئي انديشه نه کيا اور معظم سے انديشه ناک اور رنجيده هوا اور اوس کي خير خواهي کو بغض و عداوت پر محمول کيا بلکه اِس سے زياده برا سمجها اور اکبر کي بد خواهي سے محفوظ رهنے کے ليئے کوئي بري بهلي تدبير اوس نے نه سوچي يهانتک که يهه خبر پهونچي که درگاداس اکبرکي فوج کے متصل پڑا هے اور اکبر نے بادشاهي کا خطاب اختيار کيا اور تهورخاں بڑا وزير اوسکا بنا اور مجاهد خاں دوسرا سردار ايک بڑے عهده پر ممتاز هوا اورکسي خاص سردار کے نهونے سے تمام فوج اونهيں حاکموں کے زير حکومت رهي جنکے زير حکومت چلي آتي تهي اور اورنگ زيب کي يهه صورت تهي که ساري فوج کو ادهر اودهر روانه کيا تها اور ايک هزار آدميوں کي بهيڑ بهاڑ بهي اوسکے پاس اجمير ميں باقي نه رهي تهي که ناگاه اوسنے يهه سنا که اکبر پورے پورے کوچوں کے ذريعه سے اوسکے مقابله کوچلا آتا هی چنانچه فی الفور اوسنے معظم کو اوسقدر فوج سميت طلب کيا جسقدر اوس سے مهيا هو سکے مگر جوفوج اوسنے اکهٹي کي وه زنهار اس قابل نتهي که شهزاده اکبر کا مقابله کرے جو ستر هزار آدميوں کا مالک تها اورنگ زيب پر مايوسي کي حالت طاري هوئي اور زياده

---

† برنير صاحب کي تاريخ جلد ايک صفحه ١٩٣

خرابي کا یہہ باعث ہوا کہ اوسنے اون پرانے شک شبہوں کو اوجالا جو شہزادہ معظم کي نسبت اوسکے جي میں بیٹھہ تھے چنانچہ اوسنے یہہ حکم دیا کہ ہماري توپیں فوج معظم کے رخ پر لگائي جاویں مگر اِس پریشاني میں اوسان اوسکے خطا نہوئے تھے اور عقل سلیم اوسکي قایم تھي غرضکہ اوسنے یہہ سوچا کہ اکبر کي فوج کا بڑا حصہ بدخواہوں کے سکھانے پڑھانے سے یکایک بغاوت پر آمادہ ہوا اور کوئي قلبي عداوت درمیان نتھي کہ اوسکي ضرورت سے باغي طاغي ہوتا چنانچہ یہہ بات سوچ سمجھکر مجاہد خاں کے بھائي کو جو ایک لایق فایق افسر تھا تھوڑے سواروں سمیت اس غرض سے بھیجا کہ حتی‌الامکان اپنے دشمن کے متصل جاکر پڑے اور اپنے بھائي سے خط کتابت جاري کرے مجاہد خاں جو جان و دل سے اکبر کا شریک و شامل نہوا تھا سب سے پہلے بھائي سے آ ملا اور بعد اوسکے اور سرداروں نے بھي اوسیکي طرز اختیار کي اور اکبر کي ساري فوج کا حال اس طرح دریافت ہوا کہ اگلے دن تہور خان بڑا وزیر اکبر کا فوج کا اگلا ٹکڑا لیکر اس قصد پر آگے کو بڑھا کہ گویا وہ لڑنے جاتا ہی اورنگ زیب کي فوج میں شریک ہو گیا *

یہہ بات ثابت نہیں ہوتي کہ جب تہور خاں بادشاہي فوج میں داخل ہوا تو اوسکي نسبت یہہ شک شبہہ کہ وہ دغا کے ارادہ پر آیا حقیقي تھا یا کسي بہانہ سے کیا گیا مگر دغا کا ارادہ قرین قیاس نہیں خیر حقیقت کچھہ ہي ہو مگر یہہ افواہ اوڑ گئي کہ وہ بادشاہ کے مارنے کو آیا ہی اور جب کہ ہتیار اوس سے مانگے گئے اور وہ مقابلہ سے پیش آیا تو زورو زبردستي برتي گئي اور بادشاہي خیمہ کے متصل پاش پاش کیا گیا حاصل یہہ کہ جب تہورخاں اور ہر پایہ کے بہت سے لوگ اکبر کو چھوڑ کر چلے گئے تو راجپوتوں پر بڑي ہیبت چھا گئي اور یہہ سوچ سمجھکر کہ اب سارے مسلمانوں سے صرف ہم ہي ہم کو مقابلہ کرنا پڑیگا اپني سلامتي کي یہہ تدبیر سوچي کہ اپنے اپنے گھر کو چلدیئے اور درگا داس

اکبر کي خدمت میں تین هزار سواروں سمیت اسغرض سے جما رها که اُسکي حفظ و حراست میں اُسکي مراجعت پر کوشش کرے اور اب یهه نوبت پهونچي که کوئي مسلمان اکبر کے پاس نرها اور اوسکو راجپوتوں سے غایت توقع یهه هوسکتي تهي که وه اونکي محنتوں مصیبتوں میں شریک و شامل رهے اور وه لوگ اُس سے کناره کشي نکریں اِسلیئے اکبر نے مرهتهونکا دامن پکڑنا چاها چنانچه گجرات کے پهاڑوں میں گهسکر اپنے تعاقب کرنیوالوں سے جان بچائي اور یکم ماه جون سنه ۱۶۸۱ع کو کنکان کیجانب راهي هوا اور صحیح سلامت پهونچا اور درگا داس اب بهي پانسو سواروں سمیت اوسکي رفاقت میں موجود تها † *

شاهزاده اکبر کي بغاوت سے پہلے جو لڑائي کا نقشه تها وهي نقشه مواڑ اور جودهپور سے قایم رها اور زور شور اوسکا کچهه کم نه هوا چنانچه بادشاهي فوج والے تاخت تاراج برابر کرتے رهے اور راجپوت اُس تاخت تاراج کا انتقام مالوه سے لیتے رهے اور آخر کار اپنے ظالم دشمنوں کي خوي و خصلت کو کام نا کام اختیار کر کے مسجدوں کو توڑا اور قرانوں کو جلایا اور اور ملا لوگوں کو طرح طرح سے ستایا اور اس قسم کي لڑائي سے بڑا نقصان اودے پور والے کو پهونچا جسکي زرخیز قلمرو مغلوں کي قلمرو کے نہایت متصل واقع تهي اور مغلوں کي فوج آسمیں متصرف تهي مگر جودهپور کا ملک اِس بهاري نقصان سے محفوظ رها جو دور دراز اوجڑ بنجر بڑا تها اور خود اورنگ زیب کو ایسي لڑائي کے اختتام کي خواهش هوئي جسکے باعث سے اور بڑے کاموں میں دست انداز نهوسکا چنانچه اپني تدبیر و حکمت سے اودے پور کے راجه کو آشتي کي درخواست پر آماده کیا اور جب که درخواست آسکي طرف سے گذري تو في الفور اُسپر توجهه فرمائي چنانچه جزیه سے اغماض ہوتا گیا اور ملک کے

---

† چٹهیات مرقومه مقام بمبئي جو اورم صاحب کے پرچوں کے صفحه ۲۶۷ میں مندرج هیں

جس ٹکڑے کو جزیه کے معاوضه میں لیا تھا اکبر کي اهانت کے جرمانه میں رکھا گیا باقي کل شرطیں راجه کے حق میں بہت مفید تھیں جسکي عزت کا لحاظ اس وعدہ سے کیا گیا اور عہد نامه لکھا گیا که جب اجیت سنگھه جوان هو جاویگا تو اُس کا ملک اُس کو † دیا جاویگا حاصل یهه که اورنگ زیب اِس عہدنامه کے ذریعه سے اپنے لڑ لشکر کو بلا کسي ذلت و خواري کے دکن کي جانب متوجهه کرسکا جہاں اُسکي موجودگي کي ایسي قوي ضرورت تھي که وہ آیندہ ٹل نه سکتي تھي مگر اِس عہد و پیمان سے امن چین چنداں بحال نهوا اس لیئے که مغرب کے راجپوت اب بھي کھٹ پھٹ رکھتے تھے اور تھوڑي مدت گذرنے پر اودے پور کے راجه سے پھر لڑائي شروع هوئي یہاں تک که سارے راجستان کي ریاستیں باستثناے جیپور اور مشرقي جانب کي چھوٹي چھوٹي ریاستوں کے اورنگ زیب کي آخر سلطنت تک علانیه بدخواہ رهیں اگرچه اُن مخالف ریاستوں کي دارالحکومتیں مغلوں کے هاتھوں میں رهیں اور راجپوت اپنے باهمي نزاعوں کے باعث سے بڑي بڑي فتوحات کے فائدے نه اُٹھا سکے مگر باوصف اُس کے اپنے ملکوں میں بادشاهي فوج والوں کو نہایت تنگ کیا اور گجرات مالوہ وغیرہ صوبوں کو بہت سا لوٹا کھسوٹا ‡ *

---

† اورم صاحب کے پرچے صفحه ۱۰۶ ٹاڈ صاحب کي تاریخ راجستان جلد ایک صفحه ۳۵۸

‡ ٹاڈ صاحب کي تاریخ راجستان جلد دو صفحه ۲۱ کرنیل ٹاڈ صاحب نے اس عهد نامه کے بعد کا جو حال لکھا هی تصیح اُسکي عهد مذکور کے مسلمانوں کے اخبارات سے هوتي هی جنکا هونا اپنے قبضه میں ٹاڈ صاحب نے بیان کیا هی بلاشبهه بیان اُن کا راجپوتوں کے قصے کہانیوں سے بالکل مشابهه نهیں چنانچه اُنهوں نے صاف ایک واقعه کو دوسرے واقعه سے مناسب بیان کیا اور همیشه ایسي تاریخوں کا حواله دیا جو اُن واقعات کي تاریخوں سے مطابق هیں جنکو اور مورخوں نے بیان کیا *

تیسرا باب

سنه ۱۹۸۱ سے سنه ۱۹۹۸ع تک کے بیان میں

اورنگ زیب اُن ذریعوں کو جو اُسکے تحت و تصرف میں موجود تھے دکن کے تصفیه پر جہاں بڑي بڑي تبدیلیاں اُس زمانه میں واقع هوئي تهیں جب که اورنگ زیب اور طرف مصروف و آماده تها لگائے گیا اور راجپوتوں کي لڑائي بهڑائي اُس کي مانع مزاحم نهوئي بیان اُس کا یهه هی که جب سنه ۱۶۷۲ع میں فوج اُس کي افغانوں کے مقابله پر روانه کي گئي تو دکن کے سپه سالار خان جهان نے آپ کو ایسا کمزور پایا که مرهٹوں سے بڑي سرگرمي سے لڑ نه سکا بلکه حال اُسکا ایسا تها که اگر مرهٹوں کا سردار اُس کے صوبه پر دهاوا کرتا تو وه اُس کو بچا بهي نه سکتا اسي اثناء میں بیجا پور کا بادشاه مر گیا اور اُن فسادوں کي بدولت جو بعد اُس کے واقع هوئے سیواجي کے جي میں بڑي اُمنگیں آئیں اور وه اُمنگیں اُن اُمنگوں کي نسبت زیاده تهیں جو مغلوں کے ممالک پر اُسکے جي میں آتي تهیں اس موقع پر بیجا پور کي مملکت کے حصوں میں سے جس حصه پر سیوا جي ملتفت هوا وه سمندر کي جانب کا حصه گهاٹوں والا اور اُس کے پاس کے گهاٹوں کا پهاڑي ضلع تها چنانچه سنه ۱۶۷۳ع اور سنه ۱۶۷۴ع دو برسوں کے اندر اندر بهت سي لڑائیوں اور محاصروں کے بعد اُسنے کنکان کے سارے جنوبي حصه پر قبضه کیا مگر وه مقام اُسکے دخل و تصرف سے مستثني رهے جو حبشیوں اور انگریزوں اور پرتگالیوں کے قبض و تصرف میں تهے اور گهاٹوں کے اُس بالائي حصه پر قابض هوا جو دریاے کشنا کے بالائي حصه سے زیاده مشرق کي جانب کو پهیلا هوا هی اگرچه سیواجي کو ایک عرصه سے بادشاهي کے حقوق موافق حاصل تهے مگر اب اُسنے اُن بڑے بڑے کاموں کے لحاظ سے جو اُس کے هاتهه سے نکلنے والے تهے یهي مناسب سمجها که اُن کا برتاؤ اپنے پہلے زمانه کي نسبت بڑي شان و شوکت سے کرنا چاهیئے چنانچه

اُس نے دوبارہ راے گدہ میں مغلوں کي تخت نشیني کے تکلفات برتے اور راج گدي پر بیٹھا اور بادشاهوں کي مانند تل * میں بیٹھہ کر سونے چاندي کا تلادان کیا اور اپنے متوسلوں پر اچھي اچھي چیزیں تقسیم کیں اور بڑے بڑے افسروں کے خطاب فارسي سے سنسکرت میں بدلے اور جب کہ اُس نے مسلمان بادشاهوں کي شان و شوکت اختیار کي تو اپنے مذهب کي باتوں پر بہت ملتفت هوا اور کھانے پینے اور علاوہ اُس کے تمام چیزوں میں جو هندو دهرم اور حفظ نسب سے علاقہ رکھتي تھیں بڑي احتیاط برتي † *

جبکہ سیواجي کو اپني فتوحات میں بڑا عرصہ لگا تو اسکے باعث سے اُسکي راج گدي کے تھوڑے دنوں بعد اُسکے ملک متبوضہ پر مغلوں کو دھاوا کرنے کا حوصلہ بڑھا مگر اس داؤ گھات کا افسوس اُن کو کرنا پڑا یعني سیوا جي خود بڑا نہ هوا اور اپني فوج کے کئي ٹکڑے بادشاهي قلمرو میں روانہ کیئے چنانچہ اُن ٹکڑوں نے دو قلعہ فتح کیئے اور بادشاهي قلمروکو خاندیس اور برار کے وسط تک لوٹا کھسوٹا بلکہ گجرات میں بڑوچ تک گھس بیٹھہ گئے اور اِسي مقام سے اول مرتبہ نربدہ پار اُترے یہہ دھاوے سنہ ١٦٧٥ میں واقع هوئے اور جو کہ سیواجي کو یہہ اُمید تھي کہ اب مغل دوبارہ چھیڑ چھاڑ اُس سے نہ کریں گے تو اُس کو ایک اِرادے کے پورے کرنے کي فرصت هاتھہ آئي جو ایک مدت سے اُس کے دل میں کھٹک رها تھا اور وہ اِرادہ یہہ تھا کہ اپنے باپ کي جاگیر پر قبضہ کرے اور اپنے باپ کي فتوحات کو جنوب هندوستان میں وسعت بخشے وہ

† اکزنتن صاحب جو بمبئي کے یورپ والے کار خانہ داروں کي طرف سے سیواجي کے پاس ایلچي بنکر گئے تھے سیوا جي کے راج تلک هونے اور راج گدي پر بیٹھنے کیوقت موجود تھے اور اُنھوں نے اُس کے راج تلک کو اُس سے زیادہ شان شوکت والا بتایا هے جو ابتداے زمانہ کے مرهٹوں سے متوقع هوسکتا تھا چھٹي جون سنہ ١٦٧٤ کو راج تلک اُس کا هوا *

جاگیر ایلک اُس کے چھوٹی بھائي ونکاجي کے قبض و تصرف میں تھي جووالي بیجا پور کي نام کي اطاعت سے قابض چلاآتا تھا یعني بجاے خود مستقل تھا اور صرف نام کو مطیع تھا اب سیوا جي کو یهه اِختیار حاصل هوا که جاگیر مذکور کا وراثتاً دعوی کرے یا بطور دشمن اُس کو فتح کرے اور اِلتفات اُس کا خصوص اُس جاگیر پر اِس وجهه سے مایل هوا که ایک برهمن رگهناتهه نراین نامي جو ساهجي کي طرف سے انتظام اُس جاگیر کا کرتا تھا اور بعد اُس کے ونکاجي کا وزیر رها کسي بات پر ونکاجي سے لڑ جھگڑ کے سیوا جي سے آکر ملا اور یهه شخص اپني معلومات اور وهاں کے تعلقات کے باعث سے سیواجي کے بڑے مطلب کا تھا مگر چونکه سیواجي ایسي دور و دراز مهم پر بدون اِس کے بے خوف و خطر روانه نهوسکتا تھا که کسي خیرخواه کو اپنے پیچھے چھوڑ جاوے یعني جو ملک اُس کے پیچھے رهے وه کسي بدخواه کا نه هووے تو اُس نے اُس بغض و عداوت سے جو گولکنده کے بادشاه کو بیجا پور کي ریاست سے تھي اور اُن خوفوں سے جو گولکنده کي ریاست کو مغلوں کي جانب سے سوجھتے تھے آپ کو یهه فایده پهونچایا که گولکنده والی سے مغلوں اور بیجاپور والوں کے مقابله میں رفاقت پیدا کي جو خود اُس کے اور گولکنده والوں کے عام دشمن تھے اور جبکه بات اُس کي پکي هوگئي تو سنه ۱۶۷۶ ع کے اخیر میں تیس هزارسوار اور چالیس هزار پیادے ساتهه اپنے لیکر گولکنده کي جانب کو روانه هوا اورگولکنده میں تھوڑے دنوں تک اِس غرض سے توقف کیا که اپني رفاقت کا صاف صاف تصفیه کرے چنانچه باهم یهه قرار پایا که اگر سیواجي اپنے باپ کي فتوحات سے آگے بڑھے تو اُس میں بادشاه کو حصه دے اور بادشاه اُس کے بدلی میں کسیقدر روپیه اور توپ خانه عنایت کرے باقي فوج اپني بیجاپور اور مغلوں کي روک ٹوک کو پاس اپنے قایم رکھے غرض که بطور مذکور اُس نے اپنا پیچھا مضبوط و مستحکم کیا اور ماه مارچ سنه ۱۶۷۷ کو مقام کرنول سے کشنا پار اُترا اور کداپا سے

گذر کر ماہ مئی سنہ الیہ کو مندراس کے پاس ہوتا ہوا جنجی کے سامنے موجود ہوا جو اُس کی قلمرو سے چھہ سو میل کے فاصلہ پر واقع تھا اور حقیقت اُس کی یہہ ہے کہ یہہ پہاڑی قلعہ بیجا پور کی قلمرو میں نہایت مضبوط و مستحکم تھا مگر اِس زمانہ سے پہلے اُس قلعہ کے حاکم نے سیوا جی سے کچھہ عہد و پیمان کیا تھا جس کی رو رعایت سے بلامقابلہ سیوا جی کے اُس کو حوالہ کیا اب کہ سیوا جی کی فوج کا وہ پہاڑی حصہ آیا جس کو پیچھے چھوڑ کر آیا تھا تو اُس نے اُس قلعہ پر قبضہ کرکے ولور کا محاصرہ کیا اور اُس پر بھی فتح پائی سیواجی نے ونکاجی سے ملاقات کی اور اُس کو بہت کچھہ سمجھایا کہ باپ کے ترکہ سے حصہ دینا چاہیئے مگر جبکہ اُس نے اُس کا کہنا نہ مانا تو اُسکے ارنی کے قلعہ اور علاوہ اُس کے اور مختلف قلعوں کو فتح کیا اور زور زبردستی سے باپ کی تمام جاگیر واقع میسورپر متصرف ہوا سیواجی اُدھر مصروف تھا کہ اُس کو یہہ خبر لگی کہ مغلوں اور بیجاپور والوں نے گولکنڈہ پر دھاوا کیا غرض کہ خبر کے لگتے ہی اپنے سوتیلے بھائی سنتاجی کو ممالک مقبوضہ پر چھوڑا جو اُس سے پہلے وہاں آکر ملا تھا اور آپ شمال کی جانب متوجہہ ہوا جوں ہی کہ سیواجی دور نکل گیا تو ونکاجی نے میدان خالی پاکر دوبارہ قبضہ کا ارادہ کیا چنانچہ اختتام اُس قصہ کا ایسے ہوا کہ موروثی جاگیر پر ونکاجی متصرف رہے اور نصف محاصل سیواجی کو دیاکرے باقی وہ مقام جو بیجاپور کی قلمرو سے ہاتھہ آئے سیواجی کے دخل و تصرف میں رہیں مگر سیواجی کے پہونچنے سے پہلے والی گولکنڈہ مغلوں سے تصفیہ کرچکا تھا چنانچہ سیواجی بلاری اور ادونی ضلعوں کو فتح کرتا ہوا راے گڈہ کو روانہ ہوا اور اتھارہ مہینے اِدھر اُدھر رہکر سنہ ۱۶۷۸ ع کے وسط کے قریب راے گڈہ میں پہونچا *

مغلوں کی تدبیر مملکت میں کسی تبدیل و تغیر کے واقع ہونے سے گولکنڈہ کی ریاست پر دھاوا کیا گیا بیان اُس کا یہہ ہے کہ جب خاں جہاں دکن کی نیابت سے منتقل ہوا تو دلیر خاں اُس کی جگہہ قایم کیا گیا جو عالمگیر کے سرداروں میں سے شاید نہایت عمدہ سردار و لایق فایق افسر تھا اگرچہ فوج اُس سردار کی بجاے خود اب بھی تھوڑی تھی مگر اوس کی فوج کا بڑا حصہ ویسے ہی سورما پٹھانوں سے مرکب تھا جیسیکہ وہ خود آپ تھا اور اس کی فوج کا نقصان اوس کی ذاتی دلیری دلاوری سے پورا ہوا تھا بیجاپور کا بادشاہ اب بھی خورد سال تھا اور اوس کے وزیروں محافظوں میں بڑے بڑے انقلاب واقع ہوئی تھی منجملہ اون کے ایک وزیر سے دلیرخاں نے موافقت بہم پہونچائی اور اوس کی اعانت سے گولکنڈہ پر دھاوا کیا مگر تھوڑے دن گذرے تھی کہ یہہ وزیر جو دلیر خاں کا لڑائی میں ساتھی تھا موت اپنی مرگیا اور دلیر خاں نے مسعود نامی حبشی کے استحقاق وزارت کی تائید و اعانت پر کمر باندھی اور اس وجہہ سے بیجا پور کے صلاح و مشوروں میں بڑا غلبہ بہم پہونچایا مگر اورنگ زیب اُن فائدوں سے راضی نہ ہوا اورشاہزادہ معظم کو نیابت سلطنت عنایت فرماکر دکن کو بایں غرض روانہ فرمایا کہ بیجا پور والوں سے ملک و مال کا مطالبہ زیادہ کرے اور اُس مطالبہ کی تعمیل پر دلیر خاں بحیثیت سپہ سالاری کے آمادہ ہووے چنانچہ اس حکم کی تعمیل میں بیجاپور والوں سے دوبارہ لڑائی شروع ہوئی اور خود بیجاپور کا محاصرا کیا گیا اور جب کہ بیجاپور والی مایوس ہوئی تو اُس کے وزیر نائب السلطنت نے سیواجی سے امداد چاہی جس نے آپ کو فوج محاصرہ کے مقابلہ میں قوی نہ پاکر مغلوں کے ممالک مقبوضہ پر دھاوا کیا اور معمولی سختی سے زیادہ سختی برتی یعنی بہت سالوتا کھسوٹتا یہانتک کہ ایک بار اِن شور فسادوں سے لڑتا ہوا بلکہ تعاقب کے مارے بھاگا آتا تھا کہ وہ ہلاک ہی ہوا ہوتا مگر تھوڑے عرصہ بعد ایسے زور

و توت سے پھر نمایاں ہوا کہ ویسا کبھی نمایاں نہوا تھا چنانچہ مغلوں کے بہت سے قلعے خالی کرالیئے مگر دلیر خاں اب بھی بیجا پور کے محاصرے پر قایم تھا اور جبکہ بیجا پور والے نہایت تنگ ہوئے تو وہاں کے نایب السلطنت نے سیوا جی کی بہت منت سماجت کی اور بقول آسکے کہ — بلبم رسیدہ جانم تو بیا کہ زندہ مانم * پس ازانکہ من نمانم بچہ کار خواہی آمد — یہہ کہلا بھیجا کہ ہماری امداد اس سے پہلے چاہیئے کہ بعد اوسکے وہ کام نہ آوے سیواجی اونکی درخواست پر روانہ ہو چکا تھا کہ ناگاہ اوسکو یہہ پرچہ لگا کہ سنبھاجی بیٹا اوس کا مغلوں سے پیوستہ ہو گیا یہہ گبرو جوان جسمیں باپ کی لیاقتوں میں سے دلاوری کے سوا ء کوئی لیاقت پائی نہیں جاتی تھی یہاں تک عیاش ہو گیا تھا کہ اوس نے ایک برہمنی سے برے کام کا ارادہ کیا تھا جو کسی برہمن کی جورو تھی اور سیوا جی نے پاداش اسکی اوسکو قلعہ میں مقید رکھا تھا اب وہ قید خانہ سے نکل بھاگا اور دلیر خاں سے پیوستہ ہوگیا جو بکمال سرور اس سے بانہیں کھول کر ملا اور اسکو اپنی پناہ میں اس غرض سے لیا کہ وہ مرہٹوں کو توڑ جوڑ کر باپ کا مد مقابل ہوگا اور ترازو کے پلوں کی طرح پورا پورا مقابلہ کریگا غرض کہ اس خبر سے سیوا جی کو پریشانی حاصل ہوئی مگر یہہ پریشانی چند روزہ تھی اس لیئے کہ اورنگ زیب نے دلیر خاں کی تجویز کو نا پسند کیا اور یہہ حکم صادر فرمایا کہ سنبھاجی کو قید کر کے ہمارے خاص لشکر میں روانہ کرے مگر دلیر خاں نے اپنے نام و ننگ اور اپنی ذمہ داری کو بٹہ نہ لگایا کہ آسکی گرفتاری سے اغماض برتا اور آس کو باپ کے پاس جانے دیا اسی عرصہ میں بیجا پور والوں کی طرف سے محاصرہ کا مقابلہ ایسا طول طویل ہو گیا جو توقع سے خارج تھا اور جونہی کہ سیوا جی نے پریشانی سے نجات پائی تو اُس نے بیجا پور کے بچانے میں ہمت لگائی اور بڑی کوششیں برتیں چنانچہ دلیر خاں رسدوں کی بندشی سے محاصرے کے

اُٹھانے پر مجبور ہوا اور بیجا پور کي سرکار سے رفاقت کے بدلے میں وہ ضلع سیواجي نے پایا جو تمبدرہ اور کشنا کے درمیان میں واقع ہی اور والي بیجا پور کو جو حق حقوق اُس کے باپ ساھجي کي جاگیر پر حاصل تھے وہ سیواجي کو دیئے گئے حقوق مذکورہ کے حاصل ہونے سے سیواجي کو ونکاجي اپنے بھائي کي نسبت قبض و تصرف کا منصب زیادہ حاصل ہوا اور پہلي کامیابي کي حیثیت سے یہي اختیار اُس کو حاصل تھا ونکاجي نے انقلاب مذکورہ بالا سے رشک و حسد کے مارے جوگ سادھنے کا ارادہ کیا مگر سیوا جي کے تمام عزم ایک بیماري کے لاحق ہونے سے فسخ ہو گئے جسکے صدمہ سے پانچویں اپریل سنہ ۱۶۸۰ع کو ترپین برس کي عمر کو پہونچکر مر گیا *

اگرچہ یہہ سیوا جي ایک بڑے سردار کا بیٹا تھا مگر اُسنے ابتداے شعور سے ایسي بسر کرني شروع کي تھي جیسیکہ لٹیرے پنڈارونکا دلاور متفني افسر بسر کرتا ھی یہاں تک کہ رفتہ رفتہ بڑا ھنر مند سپہ سالار اور ایک لایق فایق منتظم بن بیٹھا اور ایسي بڑي بات اپني یادگار چھوڑ گیا کہ آج تک وہ بات کسي اُس کے ھموطن نے حاصل نہ کي بلکہ اُس کے لگ بھگ بھي نہ پہونچا یہہ مانا کہ اُس پاس کے ملکوں کي خرابي تباھي کے باعث سے ایسے خالي میدان اُس کو ھاتھہ آئے تھے جنکے ذریعہ سے اوس سے کمتر لیاقت کا سردار بھي فائدے اُٹھا سکتا مگر جسطرح کہ اُسنے اورنگ زیب کي غلط فہمیوں اور کوتہ اندیشیوں سے اپنے دین و ملت کا جوش دلاکر اپني قوم مرھٹوں میں قوم کي حمیت پیدا کرائي اور آپ کو فائدہ پہونچایا اُسي طرح فائدے اوٹھانے کے لیئے اوسي سردار کي سي عقل و دانائي درکار تھي اور اُنھیں خیالوں کے باعث سے جو اوسکي بدولت مرھٹوں کے دلوں میں پیدا ہوئے تھے اوسکي حکومت اوس زمانہ کے بعد بھي قایم رھي جب کہ وہ ناتوانوں کے ھاتھوں میں آ گئي اور باوجود اکثر خانگي نزاعوں اور دروني خرابیوں کے جبتک قایم رھي کہ

آسنے هندوستان کے بڑے حصه پر رعب داب اپنا قایم کیا اگرچه ایسی لوٹ مار کی لڑائی سے جیسیکه سیواجی نے جاری رکھی تھی بہت سی تباھی لوگوں پر حقیقت میں پڑی مگر خاص اوسکے دشمن گواھی دیتے ھیں که وہ اس قسم کی لڑائی کی خرابی برائیوں کے کم و کوتاہ کرنے میں عمدہ عمدہ قانون قاعدوں کے ذریعه سے جنکی تعمیل ایک سختی درشتی سے کرائی جاتی تھی جی جان سے همیشه مایل و راغب رها اور پچھلے وقتوں میں بیہودہ خیالوں اور فاسد عقیدوں کی ضرورت سے ریاضت اوسکی بہت سخت اور شاق هو گئی تھی مگر معلوم هوتا هی که اوسکی شاق محنت اور اعتقاد فاسد کے باعث سے لیاقت و استعداد اوسکی تیرہ و تاریک اور مزاج اوسکا ترش و ناکارہ نه هوا تھا *

سنباجی کی حکومت کا بیان

جب که سنبا جی دلیر خاں سے الگ هوکر آیا تو پناله کے قلعه میں دوبارہ مقید کیا گیا اور باپ کے مرنے تک مقید رها غرضکه سنباجی کی گرفتاری اور نیز اون بیقراری کے چند کلموں کے باعث سے جو سیواجی کی زبان پر سنباجی کے آیندہ چال چلن کی نسبت بے ساخته آئے تھے لوگوں کو یہه حیله هاتھه آیا که سیواجی نے اپنے دہ ساله دوسرے بیٹے راجه رام کو جانشین اپنا ٹھہرایا چنانچه راجا رام کی ماں کے ساز و باز سے سارے لوگوں نے اِس بات کو یقینی سمجھا اور برهمن وزیروں نے سنبا جی کے زور و ظلم سے هراساں اور راجا رام کی راجائی پر مدت کی صغر سنی سے شاداں هوکر اوسی بات کو سچا تصور کیا اور سنباجی کی درشتی قید کے حکم جاری کیئے اور سیوا جی کے مرنے کو وهاں تک چھپانے کا ارادہ کیا که راجا رام اپنے باپ کی گدی پر بیٹھے *

سنبا جی نے عین قید کی حالت میں کسی حکمت سے باپ کے مرنے پر اطلاع پائی اور اپنے محافظوں سے اپنی تخت نشینی کا حال بیان کیا چنانچه اُنھوں نے فی الفور آس کی حکومت کو تسلیم کیا مگر

وه ایسا خایف تها که پهلے اُس کو قلعه سے باهر نکلنے کي جرأت نهوئي مگر لوگوں کي رائیں اُس کے استحقاق کي بابت معقول تهیں چنانچه برهمن وزیر آپس میں لڑے جهگڑے اور جو فوج اُس قلعه کے محاصرے کو آئي جس میں سنبها جي مقید تها طرف دار اُس کي بنائي گئي حاصل یهه که ماه جون سنه ۱۶۸۰ کو سنبها جي راے گڈه میں داخل هوا اور اُس کي راجائي بلا حجت تسلیم کي گئي اب تک اُس نے چال چلن میں یهه هوشیاري برتي که اُس کے برتاؤ سے وه تعصب بهت رفع دفع هوگئے تهے جو لوگوں کو اُس کي نسبت حاصل تهے مگر جبکه وه باپ کي گدي پر اچهي طرح بیٹهه چکا تو زور ظلم اور بیرحمیاں ناخدا ترسیاں اُس سے صادر هوئیں اور لوگوں کا گمان نیک اُس کي طرف سے زایل هوگیا چنانچه اُسنے سیواجي کي رانڈ یعني راجارام کي ماں کو ایسي بڑي اذیت سے قتل کرایا که سسک سسک کر جان اُس کي نکلي اور اُس کے بیٹے راجارام کو مقید کیا اور اُن برهمن وزیروں کو جو اُس کي مخالفت پر سرگرم و آماده تهے جیلخانه دکهایا اور باقي دشمنوں کو جو برهمنوں کا تقدس نرکهتے تهے گردن مارا اور غیر ملکي کار باروں میں بهي جو تدبیر اُس نے برتي وه نفساني خواهشوں اور حیواني عادتوں سے مغلوب تهي چنانچه پهلے پهل یهه برتاؤ اُسنے برتا که جنجیره کے حبشیوں سے لڑنا بهڑنا شروع کیا اور اُن پر دهاوے کرنے لگا جنکي سیواجي سے همیشه اَن بن رهتي تهي اور سیواجي نے اُن کے مطیع و محکوم کرنیکے لیئے بڑي بڑي محنتیں کبهي اُٹهائي تهیں اور اس لیئے که یهه لوگ سنبهاجي کي دارالریاست کے قریب رهتے سهتے تهے تو اُن سے لڑنے بهڑنے میں ایک اصلي غرض اور ذاتي شوق تها اور اُسنے اپنے خیالوں کو ایک دراز عرصه تک اُنهیں لوگوں کے مطیع و تابع کرنیمیں ایسا محدود رکها که گویا اُن کے سوا کوئي قوم اُس کے مخالف نهیں یهاں تک که جب شاهزاده اکبر ماه جون سنه ۱۶۸۱ ع کو اُس کي فوج میں داخل هوا

تو اُسي لڑائي میں مصروف رہا اور کسي مہم کا ارادہ نکیا ہاں تعظیم و تکریم اُسکي بہت سي کي اور اُس کو هندوستان کا بادشاہ تسلیم کیا مگر اورنگ زیب کے مقابلہ میں اُس کے استحقاق باطل کي کوئي تائید ایسي نہ کي جس سے اُس کے استحقاق و دعوے کو فائدہ پہونچے اکبر کے آنے سے راجارام کے خفیہ خیر خواهوں نے اسبات کو ممکن تصور کیا کہ شاید وہ راجارام کو باپ کي گدي کا جایز بتاوے اور اُسي کو منظور کرے مگر یہہ بات اُن کي جلد کھل گئي اور وہ بڑے بڑے سردار جو اس سازش میں شریک و شامل تھے ہاتیوں کے پانوں میں ڈالي گئے منجملہ اُن کے سیواجي کا وہ برهمن وزیر بھي تھا جسنے سیواجي کي بڑي بڑي خدمتیں کي تھیں اور جیساکہ وہ خدمات شایستہ کي جهت سے سنگین سزاؤں سے محفوظ تھا ویسا هي برهمن هونیکي وجهہ سے مامون و مصئون تھا مگر خلاف اُس کے عمل میں آیا *

اِن قتلوں کے باعث سے تمام لوگ سنبھاجي کي حکومت سے ناراض هوئي اور یہہ ناراضي اور ایسي صورتوں کے باعث سے بھي ترقي پکڑ گئي چنانچہ اُسنے باپ کے وزیروں سے غفلت برتي یا ظلم اُن پر کیا اور ریاست کے سارے کام ایک برهمن کلوشا نامي کو تفویض کیئے جو هندوستان خاص سے آیا تھا اور اُسنے سنبھاجي کے التفات و توجهہ کو اُسکي برائیوں کو ترقي دینے اور دلیر کرنے اور اپنے ظاهري کمالوں اور دلپذیر طوروں کے جتانے سے حاصل کیا تھا *

کلوشا کي صلاح و مشورہ پرنہایت شوق ذوق سے سنہ ۱۶۸۲ کو جنجیرہ کے مقابلہ میں لڑائي کے کام کاج کي پیروي کي چنانچہ اُسنے اس غرض سے کہ وہ جزیرہ هندوستان کے براعظم سے شامل هوجاوے سمندر کے اُس ٹکڑے کو مٹي سے بھروانا چاها جو درمیان میں حایل تھا اور بعد اُس کے کشتیوں کے ذریعہ سے دھاوا کیا مگر یہہ جد و جهد اُسکي ضایع گئي اور جبکہ وہ محاصرے کے اُٹھانے پر مجبور هوا تو رنج

وملال اُسکا اسوجهه سے اور بهي زیادہ هوا که حبشیوں نے جزیرہ سے
نکلکر اُس کے گاؤں گراؤں کو لوٹنا شروع کیا اور بعد اُس کے تهوڑے
دنوں گذرنے پر وہ بڑا نقصان اُنهوں نے پهونچایا جسکا صدمہ خاص
اُس کے دل کو پهونچا یعني اُس کے جهازوں کے بیڑہ نے تین
سمندر میں شکست اُن سے کهائي سنباجي ان نقصانوں کے پهونچنے
سے بهبوکا هوا اور اُن یورپ والوں کے ذمہ جو سمندر کے کنارے
پر بستی تهے یہہ تہمت لگائی که اُنهوں نے حبشیوں کي اعانت
کرکے یہہ نقصان اُن کے هاتهوں سے پهونچوائی غرض که پرتگال والوں
سے بذات خود لڑائي شروع کي جن سے سیواجي بهي لڑتا بهڑتا
رهتا تها اور علی‌هذالقیاس انگریزوں سے بهي عداوت پیدا کي جن سے
اب تک برابر دوستي چلي آتي تهي ان خفیف قصے قضایوں میں
مغلوں کے دهاروں سے خلل پڑا جن سے اورنگ زیب کي آمد آمد کے آثار
نمایاں هوئی اور جب که سنباجي حبشیوں کے مقابلہ میں مصروف
تها تو اُس زمانہ میں بهي اُس کے سردار دکن میں معطل نہ بیٹهے تهے
مگر فوج کے انتظام و قاعدوں میں سستي واقع هوئي تهي چنانچہ وہ
بدانتظامي اور خرابیوں سمیت دم بدم زیادہ بڑهتي گئي جو راجہ کي
ناکارہ عادتوں سے پیدا هوئي تهي اس لیئے که وہ تمام وقت اپنا عیاشي
اور کاهلي میں صرف کرتا تها یہاں تک که جس مال فراواں و دولت
بے پایاں کو سیواجي نے چهوڑا تها وہ بہت جلد اُسنے ضایع کیا اگرچہ
کلوشا اُسکے وزیر نے محصول کے بڑهانے سے لوگونکو بہت بدگمان اور زیادہ
ناراض کیا مگر خرچ حکومت کے لیئے وہ محاصل کافي نہوتا تها اور
جبکہ فوج کي تنخواهیں باقیات میں پڑنے لگیں تو فوج اُن غنیمتوں سے
کام اپنا چلانے لگي جو مہموں سے حاصل هوتي تهیں اور انتظام اُسکا ایسا
بگڑ گیا که سیواجي کے عہد حکومت میں جیسي وہ فوج باقاعدے تهي
ویسی هي اب حریص اور خونخوار اور غارتگر هوگئي اور یهي حال اُسکا
اب تک برابر چلا آتاهی *

عالمگیر اس زمانہ میں اودے پور والی سے عہد نامہ کرچکا تھا بعد اُس کے اُس نے فوج کا ایک ٹکڑا چوڑہپور کے قصبات و دیہات کی تباہی پر چھوڑا اور سنہ ۱۶۸۳ کو ساری فوج اپنی قلمرو کی ہمراہ لیکر دکن کو روانہ ہو *

اگر اورنگ زیب سنبھاجی کے دبانے کی غرض سے بیجا پور اور گولکنڈہ کے بادشاہوں کی رفاقت پیدا کرتا اور دکن کے امن چین کے قایم رکھنے کی نظر سے وہ عمدہ ذریعہ عمل میں لاتا تو یہہ تدبیر اُس کی نہایت معقول ہوتی اور بغایت راس آتی مگر شاید اُسنے یہہ سمجھا بوجھا کہ مرہٹوں کی نسبت وہ دونوں بادشاہ اُسکی زیادہ بد خواہ اور مخالف ہیں اور وہ جی جان سے شریک اُسکے نہونگے اور جب تک یہہ دونو ریاستیں قایم رہینگی تب تک سنبا جی کی پناہ کا ٹھکانا قایم رہیگا اور یہہ بات بھی قرین قیاس ہی کہ اورنگ زیب کا مقدم مطلب یہہ تھا کہ پہلے یہہ دونو ریاستیں نتح ہوجاویں اور جبکہ یہہ بڑے بڑے کام انجام کو پہونچینگی تو سنبھاجی کا محکوم ہونا لازمی نتیجہ اُن کا ہوگا چنانچہ اُن بادشاہوں کے باہم جنگ و جدال اور مرہٹوں سے اُنکی ناچاقی بدمزگی دیکھہ دیکھہ کر خوشیکے مارے پھولا نسماتا تھا اور اُن کے خانگی نزاعوں کے بھڑکانے میں زور و ہمت لگاتا تھا اور ایسی اُلٹی سمجھی تھی کہ جس قدر شور و فساد اور خرابی پریشانی دکن میں زیادہ ہوگی اُسی قدر مجھکو فایدہ ہوگا *

سنہ ۱۶۸۳ ع میں پہلے پہلے برہانپورکی جانب روانہ ہوا اور اورنگ آباد کی مانند جہاں بعد اُس کے قیام پذیر ہوا تھا ایک مدت تک وہاں مقیم رہا اور اِس عرصہ میں ملکی مالی بندوبست کیئے گیا اور اپنے دیوانہ پن سے جزیہ کے وصول کرنے میں بڑی تاکید اور کمال اِصرار اُس نے برتا جس کے وصول سے اُس کے سیدھے سادھے افسر بھی نظر بمصلحت خاموش بیٹھے تھے هنوز اس نے برھانپور سے کوچ نکیا تھا

کہ شاہزادہ اعظم کو بہت سی فوج دےکر اُن پہاڑي قلعوں کي فتح و
کشایش پر روانہ کیا جو ایسی مقاموں میں واقع تھے جہاں کوہ چاندور کا
سلسلہ گھاٹوں سے ملتا ھے اور شاہزادہ معظم کو فوج مذکور سے بہت زیادہ
فوج دیکر سنہ ۱۶۸۴ ع میں اِس غرض سے روانہ فرمایا کہ کنکان پر دھاوا
کرکے ممالک سنباجي کے جنوب اور بیجا پور کي سرحد میں گھس بیٹھہ
جاوے اور جیسا کہ اِس بات کا سمجھنا دشوار و مشکل ھے کہ افواج مذکورہ
کو ایسي طرح مصروف کرنے سے کیا مقصود اُس کا تھا ویسا ھي یہہ معلوم
کرنا بھي سہل و آسان نہیں کہ اُن طریقوں کے برتاؤ میں جو اُس نے
پسند کیئے تھے لڑائي کے اصول و قاعدے کیا تھے سالیر کے مضبوط و مستحکم
قلعہ کو اُس کے حاکم نے شاہزادہ اعظم کو اُن سازشوں کے واقع ہونے سے
حوالہ کیا جو پہلے سے ہوگئي تھیں اور غالب یہہ ھے کہ ایسي خفیف
سازش کے دھوکہ سے ایک فوج اپني بادشاہ نے شاہزادہ ممدوح کي
زیر حکومت کو کے ایسے مقام کي جانب روانہ کي تھي جو اُس کي
باقي فوج سے ملا ہوا نہ تھا مگر سواروں † کي بڑي فوج کا بھیجنا کنکان
کے پہاڑوں اور ایسے جھاڑ جھنکاڑوں میں جہاں سڑکوں اور گھاس چارے اور
میدان کا نام و نشان بھي نتھا ایسي کم فہمي کي دلیل ھی جسکے عذر
اور سبب کا بیان کسي طرح متصور نہیں ہوتا شاہزادہ معظم کنکان کے
سارے طول میں بے کھٹکے گذرگیا اور کوئي مانع مزاحم اُس کا نہوا مگر
گویا کے متصل پہونچنے تک گھوڑے اور بیل اور اونٹ اُس کے ضایع ہوگئے
اور لوگ اُس کے کھانے پینے کي کمي کوتاھي کے صدمہ اُٹھانے لگے اور
یہہ تکلیف اس سبب سے بہت زیادہ ہوئي کہ سنباجي نے گھاٹوں کے
رستے بند کیئے تھے اور جو سامان اُن کي مدد رسائي کو سمندر کي راہ سے
آتے تھے اُسکے جنگي جہازوں نے اُن کو لوٹ کھسوٹ برابر کیا تھا اور
جب کہ شاہزادہ معظم گھاٹوں سے ایدھر کے ملک میں اپني رھي

---

† اورم صاحب لکھتے ھیں کہ وہ سوار چالیس ہزار تھے

سهي فوج سميت جو گهوڑوں کے نهونے سے پیادہ پا چلتي تهي داخل هوا تو اسنے آپ کو بڑا نصیبی والا تصور کیا مگر ابهي آب و هوا کي برائي اور غیر معمولي غذا کا نقصان اُس کے پیچهے لگا رها اور مقام والوہ میں جو مرچ کے متصل دریاے کشنا کے کنارے پر واقع هی اور برسات کے نکل جانے کي غرض سے وهاں اُسنے چهاوني ڈالي تهي وبائي بخار اُسکي فوج میں پهیلا اور بهت سے لوگ آسکے مرگئے اور جب که برسات کا موسم گذر گیا تو معظم کو یهه هدایت کي گئي که جنوب مغرب کي جانب سے بیجا پور کے ملک میں ایسی داخل هووے که شاهزادہ اعظم کي فوج سے آملے جو پهاڑي قلعونکي ناکامي کے بعد بیجاپور کے دهاوے کي غرض سے بڑي بهاري فوج سمیت اوس جانب کو روانه کیا گیا تها اور اوسي زمانه میں یعني سنه ۱۶۸۵ ع میں خود بادشاہ احمدنگر کي جانب روانه هوا اور کسیقدر فوج اورنگ آباد میں خان جهاں کے زیر حکم اس غرض سے باقي چهوڑي که ضرورت کے وقت موجود رهے بادشاهي فوجونکے روانه هونے سے سنباجي کو اوس حمله کے انتقام کا موقع هاتهه آیا جو اوسکے ممالک مقبوضه پر مغلوں کي دوڑ دهوپ اور سعي اور کوشش سے واقع هوا تها چنانچه اوسنے کنکان کے شمال میں بادشاهي فوجوں کے دائیں بازو پر تهوڑي تهوڑي فوج اپني اکهٹي کي اور اوس فوج نے بڑي تیزي تندي سے پیچهے پیچهے کوچ کرکے برهانپور سے بڑے شهر کو لوٹا کهسوٹا اور پهر کنکان کو لوٹ کر چلي گئي اور جو ملک اوسکے رسته میں پڑے اور وہ اون پر گذري تو اون کو جلا پهونک کر خاک سیاہ کیا اور ایسي چالاکي اور پوشیدگي سے آنا جانا هوا که جب خان جهان نے ایسي راہ پرکوچ کیا جهاں اونکے روکنے ٹوکنے اور پکڑنے جکڑنے کي توقع تهي تو آپ کو اون کي راہ باز گشت سے بهت دور اور الگ تهلگ پایا *

اسي زمانه میں شاهزادہ اعظم نے شولاپور کو فتح کیا تها اور بیجاپور

کو اگے بڑھا جاتا تھا مگر جو فوج اُس کے مقابلہ کو بیجاپور والوں نے روانہ کی تھی وہ ایسی بھاری تھی کہ وہ اُس کا مقابلہ نہ کرسکا اور دریاے بیمہ سے پیچھے لوٹنے پر مجبور ہوا اور شاہزادہ معظم ایسا کمزور ہوگیا تھا کہ کسی جانب کو کوچ نہ کرسکتا تھا اور تازی کمک کا منتظر بیٹھا تھا چنانچہ جب اِمداد اُس کو پہونچی تو اُس کی حفظ و حراست میں ٹوٹی پھوٹی فوج سمیت احمدنگر میں داخل ہوا *

مذکورہ بالا ناکامیوں کے بعد اورنگ زیب آپ بذات خود شولاپور کو روانہ ہوا اور شاہزادہ اعظم کو پہلی فوج کے علاوہ اور فوج دیکر آگے کو روانہ کیا اگرچہ شولا پور اور شاہزادہ ممدوح کی فوج میں تھوڑاسا فاصلہ حایل تھا مگر باوصف اِس قرب مسافت کے بیجاپور کی فوج نے اُن کی رسد کو بند کیا یہاں تک کہ اگر غازی الدین † غلہ کی ایک باربرداری کو اپنی تدبیر و حکمت سے شاہزادہ کی فوج تک نہ پہونچاتا تو فوج اُس کی بھوکوں کے مارے لوٹ پیٹ کر مرجاتی *

غرض کہ کہ شاہزادہ ممدوح کی کار گذاری کا اثر دشمن کے دلپر بہت تھوڑا ہوا یہاں تک کہ سنہ ۱۶۸۶ ع میں خود بادشاہ ہی بیجاپور کے محاصرہ پر متوجہہ ہوا *

جب کہ بیجاپور کی لڑائی کی نوبت یہانتک پہونچی تو مرہٹوں نے بادشاہی لوگوں کو جنوب کی جانب سراپا مایل پاکر اُن کی پشت کے ملکوں میں دست اندازی شروع کی چنانچہ بروچ کے شہر کو خوب سا لوٹا اور گجرات اور اُس کے قریب کے ضلع کو تباہ کرتے ہوئے اپنے مقاموں کو واپس چلے آئے مگر یہہ بات اچھی طرح واضح نہیں ہوتی کہ سنبا جی نے یہہ مہم اپنے عزم و اِرادہ سے کی تھی یا دکن کے بادشاہوں نے اُس کو برانگیختہ کیا تھا اس لیئے کہ اُس زمانہ میں اُس میں اور گولکنڈہ کے بادشاہوں میں رفاقت قایم تھی اور یہہ عہد آپس میں ٹھہرا تھا

† یہہ غازی الدین حیدرآباد کے نواب حال کا مورث اعلی تھا ۱۲ ۔

که جب کوئي غنیم آکر ستاوے تو ایک دوسرے کي اعانت کرے اور جب که یهه رفاقت اورنگ زیب پر کهل گئي تو اُس نے سنبها جي سے بے‌پروائي برتي اور اِسي امر کو عداوت کي وجهه ٹهراکر گولکنده کے اِراده پر فوج اپني روانه کي مگر جو فوج اُس نے اس مهم پر بهیجي تهي وه اُس کے لیئے کافي وافي نه تهي اِس لیئے که بڑي بڑي فوجوں کے حاکموں سے بغاوت کا شک شبهه اُس کو رهتا تها تهوڑے عرصه گذرنے پر پهلي فوج کي تائید واعانت کي نظر سے بهت سي فوج کو شاهزاده معظم کي تحت حکومت کرکے اُسکے پیچهے روانه کیا جو پهلي پچهلي دونوں مذکوره بالا فوجوں کا حاکم هوا تها مگر گولکنده کي سلطنت کا حال ایسا خراب و ابتر تها جیسا که بیجاپور کي ریاست کا تها اِس لیئے که ابوالحسن تانا شاه گولکنده کا حاکم عیاش اور کاهل تو ضرور تها مگر لوگوں میں معزز اور ممتاز بهي تها اور اُس کي حکومت کا انتظام اور ملک و محاصل کا اهتمام ایک برهمن مدنا پنته نامي کي سعي و همت سے بخوبي هوتا تها جسپر اعتماد و بهروسا کرنے سے اُس نے بڑي دانائي برتي تهي مگر اس برهمن کي مدارالمهامي مسلمانوں اور منجمله اُن کے خصوص ابراهیم خاں کو سخت ناگوار تهي جو ساري فوج کا سپه سالار تها اِس لیئے که اگر کوئي اور انتظام واقع هوتا تو وزارت اُسي کو هوتي غرض که اُس ناگواري پر یهه نتیجه مترتب هوا که جب شاهزاده معظم پاس آگیا تو ابراهیم خاں ایک بڑا حصه فوج کا همراه اپنے لیکر شاهزاده ممدوح کي خدمت میں پهونچا اور اِسي قسم کے شور و فساد میں جو خاص حیدرآباد میں برپا هوا تها مدنا پنته مارا گیا اور تانا شاه اپنے پهاڑي قلعه میں پناه گزیں هوا اور حیدرآباد اُس کا دارالسلطنت تین دن تک لٹتا رها اور غنیم کے تصرف میں آیا شاهزاده نے فوج کي لوٹ مار کي روک تهام میں جو خلاف قاعدے واقع هوتي تهي نهایت کوشش برتي اور بادشاه اُس سے نهایت ناراض هوا اور ناراضي کي یهه وجهه نه تهي که معظم نے آدمیت یا مصلحت برتي

بلکه اُس کو یهه شبهه گذرا که معظم نے اپني بلند نظریوں کي غرض سے بهت سي غنیمت کو تغلب کرکے وه خزانه اپنے تحت و تصرف میں رکها جو سرکار میں جمع هوتا جیسا که خود اورنگ زیب نے ایک ایسے موقع پر باپ کے زمانه میں کیا تها غرض که گولکنده کے بادشاه کو اتنا دبایا که اُس نے بهاري رقم کے اداکر نے پر آشتي کي بعد اُس کے بیجاپور کا اِراده هوا اور فوج اُس جانب کو روانه کي گئي *

معلوم هوتا هی که بیجاپور کي فوج اِس زمانه میں باقي نرهي تهي اِس لیئی که بیجاپور کي روني کا محیط چهه میل کا تها اور عالمگیر اُس کو چاروں طرف سے محصور کر سکا اور محاصره کے علاوه فوج کے ایک حصه کو باقاعدے حمله اور شگاف کرنے میں لگاسکا یهه پورا محاصره ایسي خوبي سے قایم رها که جب شگاف گهس بیٹهه کے قابل هوگیا تو شهر کے رهنے والی کهانے پینی کي کمي کوتاهي سے بڑي دقت میں پڑے اور محصور سپاهي اگرچه گنتي میں تهوڑے تهی مگر پٹهن ولي کي ضرورت سے یهه مناسب سمجها گیا که اُن کو مفید شرطیں عنایت کیجاویں اورنگ زیب ایک هلکے پهلکے تخت پر بیٹهه کر شگاف کي راه سے شهر میں داخل هوا اور صغیرسن بادشاه کو گرفتار کیا اور بیجا پورسي دارالحکومت کو تباه کرکے چهوڑا چنانچه آجتک وه شهر اُسي حالت میں مبتلا هے یهه واقع پندرهویں اکتوبر سنه ۱۶۸۶ ع میں واقع هوا † *

---

† بیجاپور کي شهرپناه سنگین اور تراشیده پتهروں سے بني هوئي اور نهایت بلند هی اورآجتک ثابت هے اور جو سرکاري عمارتیں اُسکے اندر واقع هیں اُنکے مینار اور گنبد شهرپناه سےاسقدر اوبهرے هوئے هیں اور دور سے دکهائي دیتے هیں که دیکهنے والوں کو یهه معلوم هوتا هے که وه شهر آباد اور سرسبز هی مگر جبکه اندر جاکر دیکهتے هیں تو بستي کو سنسان اور مکانوں کو کهنڈر پاتے هیں گهري خندق اور دوهرے دوهرے پشتوں سے جو شهرپناه کي حفظ و حراست کي نظر سے بنائے گئے اور قلعه کے عمده مکانوں کے کهنڈروں اور ٹوٹي دیواروں کے ڈهیروں سے دربار بیجاپور کي پهلي شان و شوکت ثابت هوتي هی اُسکي عالیشان عمارتوں میں سے جامع مسجد بڑي عالیشان عمارت هی اور ابراهیم عادلشاه کا مقبره جو پهلے مذکور هوچکا اپني خوش قطعي اور پاکیزگي تعمیر سے

جوں هي که بیجاپور کي فتح سے فراغت حاصل هوئي تو اورنگ‌زیب نے گولکنڈه کے بادشاه سے آشتي کے توڑنے اور اُسکے پورا پورا تباه کرنے کا اراده کیا اور جن تدبیروں کے ذریعه سے یهه کام اُس نے حاصل کیا وه ایسي هي خفیف و ذلیل و ناکاره تهیں جیسا که یهه کام اُسکا شرافت کے خلاف اور دیانت کے منافي تها تفصیل اُسکي یهه هی که اُس نے اپني فوج اُس کے ملک کي قلمرو میں اس حیله سے پهونچائي که حج کے اراده پر جاتا هوں اور اس حیله سے بهت سا روپیه نقد اور بهاري بهاري رقمیں نذر و بهینٹ کي رو سے حاصل کیں اور اُسکي همدردي اور اُس کے مهر و محبت کے حاصل کرنے پر بڑي خواهش ظاهر کي مگر اسي عرصه میں گولکنڈه کے وزیروں سے ساز باز اپنا کر رها تها اور اُسکي فوج کو خراب و عیاش بنا رها تها یهانتک که جب کام اُسکا پخته هوگیا تو اُس نے ایک اشتهار اس مضمون سے جاري کیا که گولکنڈه کا بادشاه کافروں کا حامي هی بعد اس کے بهت جلد اُس کے قلعه کا محاصره کیا معلوم هوتا هی که ابوالحسن نے اسوقت سے اپنے زنانه پن کو اوٹها رکها تها اس لیئے که اگرچه فوج اُسکي اُسکو چهوڑکر بهاگ گئي تهي مگر دلیري دلاور کي بدولت سات مهینے تک گولکنڈه کو غنیموں کے هاتهوں سے بچائے رکها یهاں تک که اسي کے لوگوں نے ساتهه اُس کے دغا کي اور اُسکو دشمن کے حوالے کیا بعد اُس کے جو آفت اُسپر نازل هوئي اُسکو ایسي صبر و متانت سے اُسنے اوٹهایا جسکي

اطراف و اکناف میں مشهور و معروف هی مگر حقیقت یهه هی که اس ساري فضا میں محمد عادل‌شاه کا مقبره ایسي عجیب عمارت هی جسکا گنبد ایسا بلند اور چوڑا چکلا هی که چندمیل سے دیکهیں رهي نظر پڑتا هی اگرچه اس مقبره میں تکلف وآرایش کي کوئي بات پائي نهیں جاتي مگر اُسکے قد و قامت کي مهیب اور بڑي طولاني اور نهایت بڑي سادگي سے ایسي غمگین حالت پیستي هی که اُس ویراني اور شکسته حالي سے بغایت مناسبت رکهتي هی جو اُسکے چاروں طرف چهائي هوئي دکهائي دیتي هی (گرینٹڈف صاحب جلد ایک صفحه ۳۲۰) کهنڈروں کے دیکهنے سے یهه خیال پیدا هوتا هی که ایسي چهوٹي سي ریاست ایسي بڑي دارالحکومت کو کسطرح قایم رکهه سکتي هوگي

بدولت اُسکي رعایا اور اُسکي آل و اولاد کو یاد اُسکي آجتک عزیز و مکرم هی یهه واقعه ستمبر سنه ۱۶۸۷ع میں واقع هوا *

معاصرے کے زمانه میں شاهزاده معظم اور ابوالحسن تانا شاه کے درمیان میں شاهزاده کي کوتاه بیني اور ناعاقبت اندیشي سے کچهه خط کتابت جاري رهي اورنگزیب اُس خط کتابت سے آگاه هوا اور وه خفته شک شبهی جو معظم کي نسبت قایم تهے بیدار هوگئے اور اس خط و کتابت کا مطلب یهه تها که وه اپنے باپ اور تانا شاه کے بیچ میں پڑکر آشتي کرادے مگر اورنگزیب کو اپنے وهم و گمان کے استحکام کے لیئے جو ایک مدت سے معظم کي نسبت برابر چلے آتے تهے ایک بهانه هاتهه آیا اور في الفور اُسکو نظربند کیا جو سات برس تک نرم گرم قید میں مقید رها معلوم هوتا هی که شاهزاده ممدوح سے کبهي کوئي ایسي حرکت صادر نهوئي هوگي جس سے عالمگیر اُسکي طرفسے مشتبهه اور اندیشهناک هووے اس لیئے که سب لوگوں نے اُس کو عقیل و هوشیار اور حلیم سلیم بیان کیا هی چنانچه برنیر صاحب لکهتے هیں که کوئي غلام بهي زیاده اُس سے مطیع و محکوم نهیں هوسکتا اور جیسا که بحسب ظاهر بلند نظري اور اولوالعزمي سے وه خالي معلوم هوتا تها ویسا کوئي معلوم نهیں هوتا مگر صاحب موصوف نے یهه کنایه لکها هی که جو که خود عالمگیر کا چال چلن بهي اپني جواني میں ایسا هي تها تو شاید یهي خیال اورنگزیب کو اُس کي نسبت گذرا هوگا † *

عالمگیر نے اپنے ارادوں کو بلندي کي غایت پر پهونچایا مگر ایسی بیج اُسنے بوئے تهے که اُسکی بڑےکڑوے پهل خاص اُسکو اور بعد اوس کے اوسکي آل و اولاد کو پهونچنی والی تهے اس لیئے که وه ساري حکومتیں جو دکن میں قایم تهیں اور اونکي بدولت کسیقدر امن چین اوس جگهه قایم تها یکقلم اب نیست و نابود هوگئیں اور خاص و عام کي معیشت

† برنیر صاحب کي تاریخ جلد ۱ صفحه ۱۲۰

کا تھیچر جو مذکورہ بالا سلطنتوں سے علاقہ رکھتا تھا سارا بگڑ گیا اور پراگندہ لوازم دکن کے فساد نزاعوں کے لیئے اصول و عناصر ہوگئے اگرچہ پٹھانوں اور غیر ملکی سپاہیوں نے جو دکن کی تباہ شدہ ریاستوں کے نوکر چاکر تھے اورنگ‌زیب کی ملازمت اختیار کی ہوگی مگر ان دونوں ریاستوں کی فوجوں کے باقی لوگ سنباجی کے شریک و شامل ہوئے اور بجائے خود لوٹنے کھسوٹنے پر مجبور ہوئے اور دور دور کے زمینداروں نے خود مختاری کا مقام و موقع تکا اور ساری لڑائیوں اور تزاقیوں میں جو اونسی ظہور میں آئیں ہمیشہ مرہٹوں کی رفاقت اعانت پر آمادہ رہے جنکو دکن کی بے انتظامیوں کا حقیقی موری سمجھتے تھے اور مغلوں کی وہ زمیندار رعایا اپنے مالکوں یعنی مغلوں سے ناراض تھی جو زیر طناب اونکی بستی تھی اور بوجوہ مذکور اور مذہبی مقابلہ کے خیال و تصور سے جو نیا پیدا ہوگیا تھا اونکی دشمنوں کی امداد و اعانت پر امادہ رہتی تھی غرض کہ برخلاف اوس چندروزہ اقبال اور دو چاردن کے عروج کے جسکا ظہور گولکنڈہ کی فتح ہونے پر نمایاں ہوا تھا اورنگ‌زیب اسی واردات یعنی فتح گولکنڈہ سے ان مسلسل آفتوں مصیبتوں کی تاریخ مسلسل قایم کرسکتا تھا جو گور تک ساتھہ اوس کے رہیں *

اورنگ‌زیب نے حال کی اقبالمندی سے فائدے اوٹھانے میں کچھہ کمی کوتاہی نکی چنانچہ سنہ ۱۶۸۸ ع میں بیجا پور اور گولکنڈہ کی ساری قلمرو بلکہ اون ریاستوں کی نئی جنوبی فتوحات پر قبض و تصرف کیا اور ساہجی کی جاگیر واقع میسور کو بھی دبایا اور ونکا جی کے علاقہ کو تانجور تک محدود رکھا اور اون مرہٹوں کو قلعوں میں محصور ہونے پر مجبور کیا جو سیواجی کی جانب سے اوسکی حال کی فتوحات پر قابض متصرف تھے مگر ان سارے ملکوں میں اس سے زیادہ قبض و تصرف حاصل نہوا جیسا کہ سپاہی لوگوں کو حاصل ہوتا ہی یعنی ملکی انتظام اوسکا وہاں قایم نہوا چنانچہ ضلعوں کے محاصل کا ٹھیکا دیس مکھوں اور

زمینداروں هي کو دیا جاتا تھا اور آن جنگي سرداروں کو جو ضلعوں پر حکومت کرتے تھے محاصل کي تحصیل و جمع میں سے پچیس روپیه فیصدي خرچه بابت ملتی تھے اور وہ سردار اپني فوج ماتحت کي تنخواہ اوس سے وصول کرکے باقي کو راوانه سرکار کرتے تھے اوراکثر اوقات اس انتظام کي جگهه یهه بهي عمل میں آتا تھا که معین ضلعوں پر کسي میعاد معین تک سرداروں کي تنخواہ اور وظیفوں کے ادا کرنے کے لیئی جاگیریں مقرر کي جاتي تهیں *

ان بڑے واقعوں میں سنبا جي اپنے کام کاج میں سست اور کاهل رها جسکا باعث مرهٹوں کے مورخوں نے یهه بیان کیا که کلوشا وزیر نے سحر و نیرنگ کے زور سے اوسکو غلام اپنا بنایا تها مگر اصلي باعث اوسکا وہ بدن کي کاهلي اور عقل کا فساد تها جو مدت کي میخواري اور عیاشي سے ناشي هوا تها *

شهزادہ اکبر نے سنبا جي کے طور طریقوں سے نفرت کهائي اور ایسے سست رفیق سے امید کو توڑکر اوسکي درباداري کو چهوڑا اور سیدها ایران کو روانه هوا جهاں وہ سنه ۱۷۰۶ع تک زندہ رها سنبا جي کے خاص خاص سرداروں نے باوصف اپنے اقا کي کاهلي سستي اور ناکردہ‌کاري کے بادشاهي لوگوں کے مقابله پر جد و جهد اوتهائي اور اپني وفاداري پوري پوري پر جمی رهے مگر باوجود اونکي سعي و کوشش کے مرهٹوں کے کشادہ ملکوں پر بادشاهي ملازم تهوڑا تهوڑا قبض و دخل اپنا کرتے جاتے تهي اور خود بادشاہ اون کے قلعوں پر پوري چڑهائي کي طیاري میں مصروف تها که اسي اثنا میں ناگاہ اوس کے ایک افسر کي جابکي چالاکي سے بڑا حریف اوس کا گرفتار هوا یعني سنبا جي تهوڑے همراهیوں سمیت ایک عمدہ باغ واقع سنگامیسور واقع کنکاں کي سیروگل گشت میں مصروف و مشغوف تها که اوس کے غیر محفوظ هونے کي بهنکبا تقرب خاں

کے کانوں میں آئي † جو بادشاہ کي جانب سے کولا پور کا حاکم تھا اگرچہ کولاپور سنگامیسور سے پچاس ساٹھہ میل کے فاصلہ پر واقع هی مگر گھاٹوں کے سلسلہ کے باعث سے سنگامیسور سے الگ هی اور اسلیئی کہ تقرب خاں صرف ایک ضلع کا حاکم تھا تو اوسکي همسائگي سے سنباجي اور علی هذالقیاس اوس کے پاس پروس والوں کو بہت سا اندیشہ نتھا حاصل یہہ کہ یہہ سردار از بسکہ چالاک و چست دلیر و دلاور تھا تھوڑي سي فوج اپنے همراہ لیکر روانہ هوا اور ایسي چال چلا کہ سنگامیسور میں داخل هونے سے پہلے کوئي شک شبہہ اوس کے چلنی نکلنی کي نسبت پیدا نہ هوا سنبا جي اب تک محفوظ رہ سکتا تھا اسلیئی کہ محصور هونے سے پہلے پہلے آسکے ملازموں سے بادشاهي ملازموں کے آنے سے آگاهي اُسکو دي تھي مگر سنبا جي نشوں میں چور چور تھا یہانتک کہ کوئي بات اُن کي نسني اور ایسي آگاهي کي عوض میں پاداش و تدارک سے دھمکایا جسکو طعن تشنیع سے خالي سمجھا غرض کہ تقرب خاں بات کي بات میں وهاں جا پہونچا اور سنبا جي بہت سے همراهیوں سمیت اُس جگہہ سے بھاگا اور کلوشا وزیر اپنے ولي نعمت کے بچانے میں زخمي هوا یہانتک کہ دونوں گرفتار هوئے اور بڑي دهوم دهام سے بادشاهي لشکر میں پہونچائے گئے ‡ *

پہلے اُن کو اونٹوں پر سوار کیا اور بڑے گاجے باجے سے بادشاهي لشکر میں پھر آیا تماشائیوں کے هجوم سے چاروں طرف اُن کي معمور تھیں جو

---

† گرینت ڈف صاحب ایک رقعہ مندرجہ رائل ایشیاٹک سوسائٹی کے دیکھنے سے جو هندوستاني دفتر واقع لندن کے نسخوں کے سلسلہ میں اکتالیسواں نسخہ هی یہہ دریافت هوتا هی کہ سنبا جي کي گرفتاري خود پادشاہ کي تدبیر سے حاصل هوئي اور تعمیل اُسکي اُسکے احکام کي بڑي پابندي سے عمل میں آئي اُسکے خط کے دیکھنے سے تقرب خاں کا یہہ حال دریافت هوتا هی کہ وہ اُسوقت میں پنالہ کے قلعہ کا محاصرہ کررها تھا

‡ یہہ بات غلط مشهور هی کہ کلوشا نے اپنے والي نعمت کو دغا سے پکڑوا دیا

اپنے بڑے قوي دشمن کے دیکھنے کو اکھٹے ہوگئے تھے بعد اُس کے بادشاہ کے سامنے لائے گئے اور قید خانہ میں مقید کیئے گئے غالباً بادشاہ کا یہہ ارادہ تھا کہ اپنے قیدي کو ایک مدت تک اس غرض سے صحیح و سلامت رکھے کہ اُسکے ذریعہ سے اُسکے قلعوں پر تصرف حاصل کرے مگر سنبھاجي نے ذلت و رسوائي کو گوارا نکیا اور جینے سے ہاتھہ اوتھایا چنانچہ جب اسلام کا پیغام اُس کے پاس آیا تو بقول اُس کے کہ " هرکہ دست از جاں بشوید هرچہ در دل دارد بگوید " جواب اُس کا ایسے کڑے لفظوں میں دیا جو بادشاہ کے طعن و تشنیع اور خدا و رسول کي گستاخي پر مشتمل تھے غرض کہ فی‌الفور اُس کے قتل کا حکم صادر ہوا اور غالب یہہ هی کہ قتل کا منشا خدا و رسول کي گستاخي تھي اس لیئے کہ اُس کے قتل میں ایسي بڑي سختي برتي گئي کہ اورنگ زیب کے معمولي طریقوں کے خلاف تھي چنانچہ گرم سیخچوں سے اُسکي آنکھیں پھوڑي گئیں اور زبان اُسکي گدي سے نکالي گئي اور اگست سنہ ۱۶۸۹ع میں کلوشا سمیت گردن مارا گیا *

اگرچہ سنبھاجي کي ذات سے سارے مرهتے متنفر تھے مگر اُس کي بري قسمت پر غیظ و غضب کے مارے آگ کے پتلے بن گئی اور قومي جوش خروش اور مذهبي زور و شور اس درجہ کو پہونچا کہ کاهے ماهے ایسا نہ پہونچا تھا *

اگرچہ مرهتے مغلوں سے جلتے تھے اور بڑي سخت عداوت مابین اُن کے متحقق تھي مگر مقابلہ کي توقع اور کامیابي کي امید بہت تھوڑي رکھتے تھے اس لیئے کہ بادشاہ کي بڑي بھاري فوج اور نیز اُسکي ذاتي شہرت بلکہ اُس جاہ و حشمت سے جسنے معمور و مشحون اُسکو کیا تھا اور قطع نظر سب سے سلاطین مغلیہ کے نام سے مرهٹوں کے دلوں میں ایسي هیبت بیٹھي تھي جو بادشاہ کے نائبوں کي پہلي لڑائیوں میں کبھي پہلے لاحق نہوئي تھي علاوہ اُس کے مرهٹوں کي کمزوري اس سے

اور بھي ظاہر ہوئي تھي کہ بادشاہ نے پونہ میں توقف کرکے راے گڈہ کے محاصرے کو فوج اپني روانہ کي تھي جہاں مرہٹوں کے بڑے بڑے افسر سنباجي کي وفات کے بعد اکھٹے ہوئے تھے اور اُس کے شیر خوار بیٹے ساہو کو راجہ تسلیم کیا تھا اور اُس کے بھائي راجا رام اُس شیرخوار کے چچا جان کو نایب ریاست ٹھہرایا تھا *

راجا رام کي نیابت کا بیان

بعد اُسکے مرہٹوں نے راے گڈہ میں سپاہي محافظ مقرر کیئے اور کھانے پینے کے ذخیرے بھرے اور کار و خدمت کے واسطے نایب ریاست کے ہمراہ چلے گئے راے گڈہ کا محاصرہ کئي مہینے تک قایم رہا یہانتک کہ ایک ماوالي سردار نے کسي ذاتي عداوت کے مارے جو عام مایوسي سے مخلوط و مختلط تھي راے گڈہ کي چڑھائي کا رستہ بادشاہي ملازموں کو بتایا اور اپنے بھائي بندوں سے دغابازي کي † اور سنہ ۱۶۹۰ ع میں شیر خوارہ راجہ پکڑا گیا مرہٹوں نے یہہ چاہا کہ بجاے اِس کے کہ سیواجي کا پچھلا قایم مقام یعني راجارام آفت و مصیبت یعني جان جوکھوں میں گرفتار ہووے جنجي کے دور دراز قلعہ واقع کرناٹک میں چلا جاوے اور

---

† کوئي وجہہ وجیہہ اِس کي دریافت نہیں ہوتي کہ کبھي تو یہہ قلعے بارہ بارہ ایک ہي وقت میں برابر فتح ہوجاویں اور کبھي بہت معدہ آراستہ فوجوں سے مدت تک لڑاکریں مگر منجملہ اُن کے اکثر قلعوں میں حفاظت کے سپاہي معین نہیں کیئے جاتے تھے اور ذخیرے بھي نہیں بھرے جاتے تھے اُن قلعوں کے سپاہیوں کو ایسي اراضیوں کے محاصل سے تنخواہ ملتي تھي جو عین قلعہ کے نیچے واقع ہوتي ہیں اور اِسي جہت سے قلعہ کے سپاہي محاصروں کے متوسل ہوجاتے تھے قلعوں کے متعین سپاہیوں کے بڑے بڑے گروہ اکثر اِس سبب سے یکایک مغلوب ہوجاتے تھے کہ قلعہ کے اِستحکام و مضبوطي پر بھروسا کرکے غافل سوتے تھے اور دوسرا سبب یہہ ہے کہ جب اُن مشکلوں پر دشمن غالب آجاتا تھا جن پر غالب آنا ممکن نہ سمجھتے تھے تو وہ دفعتاً مایوس ہوجاتے تھے اگر ایسے قلعہ اچھي حالت میں رکھے جاتے ہیں اور سپاہي اور ذخیرے بطور مناسب چھوڑے جاتے ہیں تو اُن کے فتح کرنے کے واسطے اہل یورپ کي جنگي تدبیریں اور دلاوریاں درکار ہوتي ہیں *

دکن کے قلعوں کو اچھی حفظ و حراست میں رکھاجاوے اور فوج اُسکی علاقہ کے دیہات میں جگہہ جگہہ پھیل کر چلی جاوے اور وقت کی منتظر بیٹھے چنانچہ راجارام اور اُس کے تھوڑے ہمراہیوں نے بھیس اپنا بدلا اور اُن مخالف صوبوں میں گذرے جو راے گڈہ اور جنجی کے درمیان میں واقع تھے جوں ھی کہ وہ جنجی میں داخل ہوا تو اپنے پہونچنے کی منادی پھیری اور اپنے بھتیجی کی گرفتاری کی وجہہ سے راجائی کا خطاب اختیار کیا اور نصیبوں کی یاوری سے پھلاد نامی ایک برھمن صلاح کار اور خیرخواہ اُس کو ھاتھہ آیا اور اُس میں یہہ لیاقتیں کافی وافی تھیں کہ اور سرداروں وزیروں پر فضل و فوقیت حاصل کرے اور یہہ سمجھہ بوجھہ اُس کی پوری تھی کہ اگر ممکن و متصور بھی ھو تو اِس سے زیادہ سعی و کوشش مناسب نہیں کہ سارے مرھٹوں کے مصروف رکھنے کے لیئی کوئی عام منشا تجویز کرنا چاھیئی جس میں سب اِتفاق سے مصروف ھوویں *

اگر سیواجی سا لایق فایق آدمی جس کی سعی و ھمت اور خوبے خصلت کی بوباس اطراف و اکناف میں جگہہ جگہہ پھیلی تھی پیدانہوتا تو مرھٹوں کی قوم قایم نہوتی مگر اب کہ سارے مرھٹوں میں ایک طبیعت کا جوش برابر پیدا ھوا یعنی سب کی طبیعتیں متفق ھوگئیں تو لوگوں کے اخلاق و عادات اور لڑائی کے طور و طریقوں کی روسے یہہ ضروری ھوا کہ خاص خاص لوگوں کی سعی و محنت کے ذریعہ سے اُس نئی طبیعت سے کام لیاجاوے اور یہہ تدبیر اُن کے حال کے حسابوں نہایت مناسب تھی کہ سردست اپنے غالب دشمن کے سامنے کان نہ ھلاویں اور گھربار ساز و سامان سے کوئی چیز ایسی پاس اپنے نرکھیں کہ دشمن کو ترغیب اُسکی پیدا ھووے اور جب کہ حملہ آوروں کی مانند کام کا موقع پیش آوے تو بیکم و کاست اپنی زور و قوت سے حملہ کریں اور پھر قریب پھوٹ ٹوٹ پڑیں چنانچہ منجملہ اُن کے جن سرداروں کو زمینوں پر

قبض و تصرف حاصل تھا فی الفور اُنہوں نے بحسب ظاہر مغلوں کی ایسی اطاعت قبول کی کہ اُس گرمجوشی اور وفاداری اور قول و قرار سے زیادہ کسی قوم نے اُن کی اطاعت اختیار نہیں ہوگی مگر اُن زمینداروں نے باغیوں سے ملنا جلنا قایم رکھا اور اپنے حالی کسوں کو باغیوں کا شریک و شامل ہونے دیا بلکہ خفیہ خفیہ اپنے رشتہ داروں کے زیرحکومت گروہوں کو قایم کرکے اِس غرض سے روانہ کیا کہ لوٹ مار کی مہموں میں باغی مرہٹوں کے مدد و معاون رہیں اور جیسے کہ وہ علانیہ دشمنی کی صورت میں نقصان پہونچاتے اُس سے زیادہ اتفاق اور جاسوسی کے ذریعہ سے پہونچایا اور جب کہ سپاہیوں نے کوئی قوی حکومت اور معین خزانہ نہ پایا تو ہر شخص نے اپنے اپنے فایدہ کی تدبیریں نکالیں ہمیشہ سے مرہٹوں کو لوٹنا کھسوٹنا یہانتک مرغوب تھا کہ سیواجی کے عہد کی ابتدائی قزاقیوں سے اُس زمانہ تک جب کہ مرہٹوں کے راج ریاست کی ترقی غایت عروج پر پہونچی تھی لوٹ مار کی خواہش مرہٹوں کی طبیعت پر غالب رہی اور ایسی لیئی جو لفظ اُن کی زبان میں فتح کے لیئی موضوع ومستعمل ہے اُس کے معنی دشمن کا لوٹنا ہیں اگرچہ عام منصوبوں کی تحصیل میں بہت جلد اتفاق ہوجاتے ہیں مگر اِس صورت میں بھی تمام لوگ اِس وجہہ سے مستعد و آمادہ ہوتے ہیں کہ ہر شخص اپنی جداگانہ غنیمت کا خواہاں ہوتا ہے غرض کہ جب اُن کی طبیعت مذکورہ بالا متحرک ہوئی تو اُس کو ایسی راہ پر لگانے میں جسکے ذریعہ سے عمدہ عمدہ قواعد پرفتہ فوجوں کی دلیری دلاوری سے زیادہ قوی اور خطرناک ہوجاوین حکومت کی جانب سے تھوڑی سی مداخلت درکار تھی *

جنجی کے محاصرہ کا بیان

جب کہ بظاہر یہہ دریافت ہوا کہ بلاد دکن سے مرہٹوں کی حکومت معدوم ہوگئی تو اسد خان کے بیٹے ذوالفقار خان کو جسنے راے گدہ

کي فتح سے آپ کو معزز و ممتاز کیا تھا اِس غرض سے روانہ کیا کہ جنجي کو فتح کرکے مرھتوں کي حکومت کو اخیر صدمہ پھونچاوے چنانچہ ذوالفقار خاں دکن میں پھونچا اور پھنچنی کے ساتھہ آسکو یہہ دریافت ھوا کہ اگرچہ بجاے خود فوج اپني بہت ھے مگر جنجي کا فتح کرنا تو درکنار اُسکے محاصرے کے لیئے بھي کافي وافي نہیں غرضکہ ذوالفقار خاں نے تازي مدد کي درخواست کي اور کسي قدر فوج کو تانجور ‡ اور علاوہ اِسکے اور جنوبي ملکوں کے محاصل جمع کرنے میں مصروف کیا بادشاہ نے کام بخش اپنے بیتے کو ایک فوج کے ھمراہ کرکے وکنگرہ کي فتح کي غرض سے جو بیجاپور کے قریب واقع ھی روانہ کیا تھا اگرچہ وہ مضبوط قلعہ دکن کے پنداروں میں سے کسي قوم کے ایک سردار کے قبض و تصرف میں تھا مگر اِس قدر مضبوط و مستحکم تھا کہ کام بخش کي سعي و محنت پر کوئي فائدہ مترتب نہوا اور ساري کوششیں اُسکي بیکار گئیں علاوہ اِسکے فوج کي مانگ اِس جہت سے بھي زیادہ ھوئي کہ مرھتے میدان میں دوبارہ نکلے اور لڑنے بھڑنے پر آمادہ ھوئے بیان اُسکا یہہ ھی کہ جب راجا رام جنجي میں سکونت پذیر ھوا تو اُسنے سنتا جي گورپارہ اور داناجي جادو دو چالاک سرداروں کو سیر و شکار کے طریقہ پر کسي خفیف مہم کي غرض سے خاص اپنے ملک میں بھیجا تھا یہہ سردار اپني منزل مقصود کو اب تک نہ پھونچے تھے کہ بیجاپور کي معزول فوج کے چند گروہ آپ لوتتے کھسوتتے پھرتے تھے اور جب کہ یہہ دونوں سردار وھاں پھونچے تو گانوں گانوں سے مرھتے سوار نکلے اور اُنکے نشانوں کے تلے بیشمار اکھتے ھوگئے علاوہ اِس کے رام چندر پنتھہ نے بھي جو تھوڑے سے رھے سہے علاقہ کے انتظام و اھتمام کے لیئے ستارہ میں چھوڑا گیا تھا تھوڑي فوج اپنے ضلعوں میں اکھتي کي تھي اور لوت مار کي طبیعت کو بھڑکا چمکا کر سنہ ۱۶۹۲ع میں ایک نئي فوج اپنے کاموں کي پوري یکایک قایم کي تھي اور یہہ طرز

---

‡ مرھتے لوگ اِس تانجور کو چنداور پکارتے ھیں

اُس نے برتي که منجمله سپاهیوں کے جسکو رعب داب کا آدمي پایا یهه حق اُس کو عنایت کیا که مرهتوں کي حکومت کے خارج مقاموں سے چوتهه اکهتي کیا کرے اور مرهتوں کے باقي حق دعووں کو جتاتا رهے اور جو ملک اُس خراج کے ادا سے انکار کرے اُس کو لوتے کهسوٹے اور یهه بهي مقرر کیا که جو خراج اِس طریقه پر وصول هووے وه فوج کي تنخواهوں میں صرف هوا کرے اور جو غنیمت هاتهه آوے وه حاصل کرنے والوں کو ملے اور هر سردار کو اُس کے ذاتي فائده کي نظر سے یهه اجازت دي گئي که خوراک اور گهاس دانه کے نام سے نیا تاوان اپنے لیئے لیا کرے غرضکه اِس ترغیب سے جو حقیقت میں ایک قسم کا بلاوا تها تمام مرهتے سوار اپنے اپنے گوشوں سے نکلے اور لوت مار پر پهیل پڑے اور بے طرح هاتهه پهیکنے لگے اُسي زمانه میں پہلے پہل نام اُن مرهتوں کے سننے میں آئے جو ایسے خود مختار فریقوں کے سردار تهے جنکي تعداد و کثرت مختلف تهي اور اب نه بادشاهي رعایا کي مال و دولت سے اُنهوں نے تونگري اپنی چاهي تو مختلف صورتوں میں کام اپنا نکالا چنانچه بعض اوقات الگ الگ هوکر کام کرتے تهے اور گاه گاه صلاح و مشوره اور معین تدبیروں سے یورشوں کے لیئے کہیں کہیں اکهتے هوتے تهے اور زور دباؤکے وقت کسي خاص جانب کو سب چل دیتے تهے اگرچه سنتا جي اور دانا جي کي فوجیں اُن کے قبض و قابو میں تهیں مگر اُن کي کارروائي کا وتیره بہت کچهه ویساهي تها یعني لوتتے مارتے پهرتے تهے غرضکه مور ملخ کي مانند اطراف و اکناف میں مرهتے پهیل گئے اور اُن کي بدولت سارا دکن لوت مار اور جلا پهونک اور تباهي بربادي سے بهرپور هو گیا *

مرهتوں اور مغلوں کي فوجوں کے طرز و انداز کا مقابله

اسي زمانه میں مرهتوں اور مغلوں کي فوجیں دستور و قاعده کي حیثیت سے باهم مقابل هوئیں اور جبهي یهه بات جلد دریافت هوئي که کسکے دستور و قاعدوں میں خوبي پائي جاتي هی مدت کے امن چین

اور حکومت کی نرمی اور معقول طوروں کے برتاؤ سے جنکو اکبر بادشاہ نے قایم کیا تھا اور نیز ہندو مسلمانوں کے میل جول سے مغلوں کی خوی و خصلت نرم ہونے لگی تھی اور جہانگیر کی غفلت شعاری اور کم مصروفی اور شاہجہان کے ملکی امن چین سے فوج کے انتظام و قاعدوں اور جنگی عادتوں کو خاص خاص نقصان پہونچا تھا اور جس زمانہ کی اب تاریخ لکھی جاتی ہی اُس میں فوج کے قاعدوں اور سپاہیانہ خصلتوں کو اتنا ضرر پہونچا تھا کہ وہ محسوس ہونے لگا تھا چنانچہ امیر لوگ ایسی کاہلی اور بد وضعی میں مبتلا ہو گئے تھے کہ وہ اُن کی نسبت اسی زمانہ سے برابر مشہور و معروف ہی اور جن امیروں کی عقل درست اور طبیعت ٹھکانے رہی تھی وہ بھی سرگرم خدمت کے لایق نہ تھے لڑائی کے میدان میں ایسی نرم کرتیاں پہنکر آتے تھے جو روئی کے پہلوں اور پشم و ریشم کے ٹکڑوں سے بھری ہوتی تھیں اور تلوار اُنکو کاٹتی نتھی کرتیوں پر زرہ یا چار آئینہ لگاکر ایسے عمدہ گھوڑوں پر سوار ہوتے تھے جنکی لگامیں بھاری بھاری اور زین پوش اُن کے لٹکتے رہتے تھے اور چاروں کناروں پر مختلف رنگوں کی جھالر اور تبت کی سوراگایوں کی دموں کے پھندنے لگے ہوتے تھے اور گھوڑوں کی گردنیاں اور تمام ساز اُن کے طلائی نقرئی زنجیروں زیوروں سے آراستہ پیراستہ ہوتے تھے اور ہر سوار اپنے مقدور و طاقت کے موافق اپنے افسر کی نقل کرتا تھا اور ایسے سواروں سے ایک رسالہ قایم ہوتا تھا جو کسی سواری کی جلو میں چلنے کے قابل و زیبا تھا اور گھوڑی لڑائی میں حملہ کے لیئے بھی نامناسب نتھا مگر دور دراز کی دوڑ دھوپ کی استعداد و لیاقت نہ رکھتا تھا باقی یہہ بات تو کہاں کہ مہینوں کے سفر کی ماندگی برابر اُٹھائے چلا جاوے مذکورالصدر سواروں کے بہت کار آمد نہونے کے علاوہ یہہ بات بھی خرابی کی تھی کہ فوج کے دستور قاعدوں کی بالکل پابندی نہ تھی چنانچہ عالمگیر کی ناک جھانک اور اُسکی بہت سی چھان بین کے خلاف پر

نہایت بری بری باتیں اوس کے لشکر میں دخیل تھیں یہاں تک کہ بہت سے افسروں کے پاس آدھی جمعیت معین فوج کی رہتی تھی اور بہت سے سردار اپنے ماتحت سواروں کی جگہہ اپنے خدمتگاروں اور غلاموںکو بھرتی کرتے تھے اور ایسے پاجی رفیقوں کے ساتھہ اوٹھنے بیٹھنے سے شریفوں کی عادتیں بگڑ گئی تھیں اور سپاہیانہ خوبی و خصلت کی خفت و ذلت سے دلیری دلاوری افسردہ پژمردہ ہوگئی تھی اور اغماض ونوازش کے باعث سے جسکا برتاؤ ایسے سرداروں کو ضروری و لابدی تھا جو آپ اپنے عیبوں سے بخوبی واقف ہوتے تھے بادشاہی فوج کی تباہی کمال کو پہونچی اور حال اوسکا ایسا خراب ہوا کہ نہ وہ دوسرے کی نگہبانی نگرانی کے قابل رہی اور نہ اپنے پہروں کی ہوشیاری کرسکی اور کاہلی سستی کے مارے عین نازک وقت پر ایسی صورت میں بھی کام سے معطل رہتی تھی کہ جسقدر عرصہ اسکو ہتیاروں کے لگانے اور زرہ بکتر کے پہننے میں صرف ہوتا تھا اوس کے بعد بھی کام کا موقع باقی رہتا تھا اور پھر بھی ادھر اودھر دیکھتی رہتی تھی † بادشاہی لشکر کے جلو میں امن و آمان کے وقتوں کی سی بڑی شان و شوکت پائی جاتی تھی اور ہر امیر اوس شان وشوکت کی نقل و تقلید پر مرتا تھا بلکہ ادنی ادنے سپاہی بھی اپنے اپنے ڈیروں میں آرام و آسایش ڈہونڈتے تھے کوچ کے سلسلہ میں ایک بڑا تانتا چلتا تھا جو ہاتھیوں اور اونٹوں اور گاڑی چھکڑوں اور بیلوں اور بھیر بہنگاہ اور ہر درجہ کی عورتوں اور سوداگروں اور باورچیوں اور خدمتگاروں اور ہرطرح کے عیش و عشرت کے سامان بہم پہونچانے والونسے مرکب ہوتا تھا جنکی گنتی لڑنیوالوں کی نسبت دس گنی ہوتی

---

† فرانسیسی لوگ بڑی تنخواہ کی تعریفیں کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ نوکری ایک مشغلہ تھا کوئی آدمی لڑتا بھڑتا نہ تھا اور بھروا جوکھی سے آشنا نہ تھے اور جب کوئی تصور ان تصوروں میں سے ثابت ہوتا تھا تو ایکدن کی تنخواہ وضع کیجاتی تھی چرچہل صاحب کا مجموعہ جلد چار جہاز کرنری کا قول اور نیز بندیلوں کے حالات مندرجہ تاریخ دکن مصنفہ سکات صاحب جلد دو ۱۲

تھي اور یهہ بہاري گروہ جہاں کہیں گذرتا تھا وہمقام خاک سیاہ هوجاتا تھا اور سپاهیوں کے زور و ظلم سے ساري رعایا کو سخت سخت تکلیفیں پهونچتي تھیں † هم بیان کرچکے هیں که مرهتے کوتاہ قامت اور نہایت چالاک اور بغایت جفاکش هوتے هیں اور روکھے سوکھے کہانے کي عادت رکھتے هیں معمولي خوراک اُنکي یهہ تھي که جوار کي تکیا پیاز کے ساتھہ کہاتے تھے اور اکثر پوشاک اُن کي یهہ تھي که ایک پگڑي اور ایک چست جانگیا اور ایک بنڈا کرتا پہنتے تھے اور جب ننگے هوتے تھے تو ایک هلکا کرتا گھٹنوں تک رکھتے تھے اور هتیار اُن کے یهہ تھے که توڑہ دار بندوق اور تلوار ڈهال باندهتے تھے اور تیرہ چودہ فٹ کا بھالا اکثر رکھتے تھے اور یهہ هتیار اُنکا قومي هی اور استعمال اُنکا بڑي هنرمندي سے کرتے تھے گھوڑے اُن کے هلکے اور چھوٹے هوتے تھے اور آٹھوں گانٹھہ پورے اور بڑے چالاک اور جفاکش هوتے تھے آگے کو ڈقندیں لگاتے تھے اور سوار کے اشارہ سے عین تیز روي میں ٹھہر جاتے تھے یا گھوم کر مڑ جاتے تھے زین کي جگھہ گدا اور زین پوش کي جگھہ کمل کي تہہ هوتي تھي قیام کي صورت میں سرداروں کے سوا گنتي کے لوگوں کے پاس خیمے هوتے تھے اور مهم کے دنوں میں سپاهي زمین پر سوتے تھے اور بھالے کو زمین میں پاس اپنے گاڑتے تھے اور لگام کو اس لیئے بازو سے باندهتے تھے که جب دشمن کے پهونچنے کا شور و غوغا اوٹھے تو لپک جھپک کر گھوڑوں پر چڑھ بیٹھیں *

مغلوں کے بہاري حمله پر ایسے گروہ کے پانؤں اُکھڑ جاتے تھے اور یک لخت ایک ایک کرکے تتر بتر هوجاتے تھے اور قریب کے پہاڑوں یا اِدھر اُدھر کے گڈھوں میں گھس بیٹھتے تھي اور جبکه مخالف لوگ اپني صفوں

---

† جمیلي کریري نے مارچ سنه ۱۶۹۵ ع میں عالمگیر کي چھاوني کو مقام گلگلا میں دیکھا چنانچهہ وہ بیان کرتا هی که وہ ایسا بڑا انبوہ تھا جسکو دس لاکھہ سے زیادہ بیان کرتے هیں بادشاہ اور بادشاهزادوں کے خیمے تین میل کے محیط سے زیادہ میں منصوب تھے اور نرج اور خیمے ایک گھري کہائي سے محفوظ و مستحکم کیئے گئے تھے

کو چھوڑکر اُن کے پیچھے جاتے تھے تو اکیلے دوکیلے کو ستکوا لیتے تھے یا کسي ٹیکرے کي اوٹ آڑ میں یا کسي ایسے مقام میں جہاں چھوٹے چھوٹے گروهوں سے اندر حمله کرنا جاں جوکھوں سے خالي نہوتا تھا چھپ کر اکھٹے ہوتے تھے اور جب که تعاقب کرنیوالے دل شکسته هوکر اپنے هارے تھکے گھوڑوں کو لیکر واپس لوٹتے تھے تو بات کي بات میں مرهتے لوگ ادهرادهر سے ٹوٹ کر اُن پر گرتے تھے اور اگر اُنکي صفوں میں کوئي رخنه پاتے تھے یا پراگندگي دیکھتے تھے تو بے ساخته حمله کرتے تھے مگر عموما کام اُنکا یهه تها که غنیم کي پشت و بازو پر متفرق هوکر جھومتے پهرتے تهے گاه گاه ایک ایک کرکے تعاقب کرنے والوں میں گرتے تھے اور ساري غرض یهه تهي که دشمن کے غول میں توڑے دار بندوقیں ماریں یا متفرق سپاهیوں کو بهالي کي نوک چوک سے هلاک کریں مگر رسدوں کے لوٹنے اور باربرداریوں کے کاٹنے میں فوقیت اُن کو حاصل تهي اور اُسیکا شوق و ذوق بهي اونکو تها *

مرهتونکو متصلات کي عنایت سے بادشاهي رسدونکي خبر لگتي تهي اور بادشاهي فوج والوں کو مرهتوں کهیں نهیں موجود هونے کي آگاهي بهي نهوتي تهي یهاں تک که مرهتے لوگ اُن کے کوچ کي راه پر یکایک حمله کرتے تهے اور ذخیروں کے اونٹ اور بیلوں کو جن میں کوچ و مقام کے لیئے غله هوتے تهے اور حفظ و حراست اُن کي بخوبي هوتي تهي آنکهوں کے سامنے بات کي بات میں لیجاتے تهے اور خزانه لیجانے والوں کي حفاظت پر اپنے گروهوں کو بایندگي وابسته کرتے تهے اور جب اونکے هاتهوں میں خزانه هوتا تها تو مقابله اونکا دشوار پرجاتا تها یعني لڑنے مرنے پر جمے رهتے تهے اور هرگز بهاگتے نتهے اور اسلیئے که مغلوں کے گروه عموما منزل بمنزل جاتے تهےتو اونکي خط کتابت کے اجرا اور پاني کي رسدکو مرهتے بند کرتے تهے اور جب که ایک دو دن میں مغل لاچار هوجاتے تهے اور لاچار هوکر اطاعت قبول کرتے تهے تو سوارونکے

گھوڑے اور بھاری بھاری چیزیں چھین تے تھے اور سوداروں کو تاوان کی عوض میں روکتے تھے *

اسلیئے کہ دکن میں عالمگیر کے پاس نئی بھرتی کے سپاھی اور روپیہ پیسہ خاص هندوستان سے آتا تھا تو سنبا جی اور داناجی نے بادشاهی فوج اور هندوستان کے درمیان میں آپ کو ڈالا اور بہت سی بار بنجاروں کو قطع کیا اور بادشاهی فوج کے کئی ٹکڑوں کو شکستیں دیں یہاں تک کہ سنہ ۱۶۹۳ میں ایسی بڑائی حاصل کی کہ مغل لوگ اون کو حقیر و ذلیل سمجھنے کی جگہہ قوی اور هیبت ناک سمجھنے لگے ایسی خوف و هراس کی حالت میں بادشاہ کی جانب سے ایسی تدبیر کے برتاؤ کی ضرورت پائی گئی جس کے ذریعہ سے اگر لڑائی خاتمہ کو نہ پہونچی تو اسقدر تو هو کہ اوس کی نیک نامی اور شہرۂ آفاقی اور اوس کی فوج کی همت و نہمت بحال و قایم رهی چنانچہ اوسنے جنجی کے محاصرے کے کام کاج کی سخت پیروی کا ارادہ کیا اور سنہ ۱۶۹۴ ع میں شاهزادہ کام بخش کو وکنگرہ سے واپس بلایا اور تازی فوج کو همراہ اوس کے کرکے جنجی کے محاصرے پر روانہ کیا مگر اپنے معمولی دستور کے موافق اسد خاں والد ذوالفقار خاں کو شاهزادہ کے ساتھہ اِس غرض سے بھیجا کہ وہ کام روائی میں شریک اوسکا رهے اور تمام جنگی کار و باروں کو اون امیروں کی اصلی هدایت اور نگرانی سے متعلق فرمایا اس انتظام سے کام بخش اور اسد خاں دونوں ناراض هوئی منجملہ اُن کے شاهزادہ اس تھوڑے سے اختیار سے ناراض هوا جو حقیقت میں آسکو بخشا گیا تھا اور اسد خاں اور ذوالفقار خاں دونوں باپ بیٹوں نے یہہ پسند نکیا کہ فتح کی ساری عزت اور فوج کی پوری حکومت سے محروم رهیں † *

ذوالفقار خاں بادشاہ سے اسقدر برهم هوا کہ مرهٹوں کے برهمنوں کی

† گرینٹ ڈف صاحب خافی خاں اوربندیلونکے حالات مندرجہ تاریخ سکاٹ صاحب

درخواستوں پر اپنے التفات کو مائل کیا جو همیشه سے ایسی قسموں کے فساد و نزاع سے فایده اٹھانے کے لیئے آماده بیٹھے رهتے تھے چنانچه ذوالفقار خاں نے تساهل ہوتا بلکه دشمنوں کو خبریں پہونچاکر اس قابل کردیا که محاصره تین برس تک قایم رها اور محصور اُس کا مقابله کرتے رهے *

بعد اوس کے سنتاجی گورپاره نے اپنے راجه کی امداد و اعانت کے لیئے دلیرانه اراده کیا چنانچه سنه ۱۶۹۷ میں باقی مرهٹوں کے گروهوں کو عالمگیر کے مصروف رکھنے کی غرض سے چھوڑ کر داناجی جادو کو پاس اپنے بلایا یه دونو سردار بیس هزار سوار جرار پنے همراه لیکر جنجی کو روانه هوئے اور درمیانی ملکوں سے بڑی تیزی تندی سے گذر کر محاصروں پر ایسی شتابی چالاکی سے آپڑے که محاصر لوگ اپنی باهمی تائید و کمک رسانی کے لیئے اپنے جداگانه گروهوں کو ترتیب ندیسکے مرهٹوں کے اگلے ٹکڑے نے مغلوں کے ایک گروه پر چھاپا مارا چنانچه آنکے ڈیروںکو لوٹا اور آنکے سردار کو گرفتار کیا هم اُسکے خود سنتاجی نے اُس بڑے گروه کو شکست فاحش دی جو بہت جلدی سے اُسکے مقابله پر روانه کیا گیا تھا یعنی سب سے آگے بڑھے هوئے پہروں کو مار کر اندر کھلبلی بپا کیا اور چرندوں کو هلاک کیا اور لشکر کی تمام رسدوں کو اور کھانے پینے کی چیزوں کو لوٹا اور خبروں کا آنا جانا قطع کیا اور بادشاه کے مرنے کی خبریں اوڑائیں جنکو ایسے آڑے وقت میں بآسانی یقینی سمجھا گیا اور اُن افواهوں کی بدولت سنتاجی نے مرزا کام بخش سے یه بات چیت لگائی که هم تیری تخت نشینی کی امداد و اعانت کرینگے معلوم هوتا هی که مرزا کام بخش کو اسد خاں اور ذوالفقار خاں کی جانب سے بری بری باتوں کا اندیشه هوگا که اُس نے مرهٹوں کی باتوں کو کان دھر کر سنا اور جب که دشمنوں کا آنا جانا شروع هوا تو ذوالفقار خاں اور اسد خاں کچھه سوچ بچار کر پراگنده هوئے یہاں تک که جب ایک رات اپنی

خاص فوج کو مرزا کام بخش نے مسلح ہونے کا حکم سنایا تو اُن دونوں سرداروں نے واجبی ناواجبی یہی سمجھا بوجھا کہ شہزادہ مرہٹوں میں جانا چاہتا ہی یہاں تک جوں توں کر کے اُس کو نظر بند کیا † فوج میں فساد و غرغا برپا ہوا اور یہاں تک نوبت پہونچی کہ ساري فوج اِسباب پر مجبور ہوئی کہ اپنی توپوں کو توڑ پھوڑ برابر کیا اور توپ خانے کو چھوڑ کر چل دیئے اور جہاں جاکر اکھٹے ہوئے وہاں مورچہ بندی کی اور گرد اپنے خندقیں کھودیں اور محاصروں سے محصور بن گئے آخرکار اُن میں اور مرہٹوں میں یہہ عہد و پیمان ہوا کہ بیس میل کے قریب مقام و ندي ویش میں لوٹ جانے کی مغلوں کو رخصت دي جاوے کہ وہ وہاں پہونچکر بادشاہي حکم کے منتظر بیٹھیں *

جب کہ کام بخش اور اسد خاں پہلے پہل دکن کی جانب کو بڑھے جاتے تھے تو عالمگیر بھی جنوب کی جانب کو روانہ ہوچکا تھا اور مقام گلگلا واقع ساحل دریاے کشنا میں چھاونی اُسنے ڈالی تھی اور دوسرے برس وہ چھاونی برھما پوري میں منتقل کی گئی جو بندر پور واقع ساحل دریاے بیما کے متصل واقع ہی اور بادشاہ اُس جگہہ کئی برس تک مقیم رہا اب وہ بیجاپور کی جانب روانہ ہوا اور اسی زمانہ میں اپنے سرداروں کے کام ناپسند کیئے اور یہہ حکم جاري فرمایا کہ کام بخش دربار میں حاضر ہووے چنانچہ جب وہ باپ کی ملازمت سے مشرف ہوا تو باپ نے مہربانی فرمائی اور بڑي شفقت سے پیش آیا ‡ اسي عرصہ میں اسد خاں کو بھی طلب فرمایا مگر ایسے نقض و خلاف میں جو تدبیر سابق کا مخالف تھا اور اُس کی وجہہ بخوبی دریافت نہیں ہوتي فوج کا کاربار ذوالفقار خاں پر موقوف رکھا جسکا اب حال یہہ تھا

---

† ذوالفقار خاں اور اسد خاں کی رپورٹ مرسلہ خدمت عالمگیر جسکا حوالہ خود اورنگ زیب نے رقایم کرایم کے سینتالیسویں رقیمہ میں دیا ہی اور گرینٹ ڈف صاحب اور خافي خاں اور بندیلہ کی تاریخ

‡ رقایم کرایم کا اٹھائیسواں اور پچاسواں رقعہ

که باوصف اس کے که وه افسروں میں نهایت لایق فایق تها مگر اب خیرخواهی کی امید اس سے منقطع ہوچکا تهی غرض که جب مرهٹوں سے دوباره لڑائی شروع هوئی تو بهت بری صورت پیش آئی یعنی ذوالفقار خاں خرچ کا روپیه کانجیور میں لوگوں سے جمع کرتا رها اور سنتاجی نے بادشاهی فوج کے بڑے قوی حصه کو جو ایک بڑے نامآور سردار کے زیر حکومت تها چیتلدرگ واقع میسور میں بهاری شکستیں دیں اور ملک کے مختلف حصوں میں مختلف کامیابیوں سے قصے تضائے طے هوئے مگر عام نتیجه اُن کا مغلوں کے حق میں مفید ہوا هوگا اسلیئے که سنه ۱۶۹۷ع میں جنجی کے دوباره محاصرے کے قابل هوگئے *

میدان کی لڑائیوں میں ذوالفقار خاں نے همت لگائی اور گرمجوش افسر کا کام دیا مگر جبکه جنجی کا محاصره دوباره کیا گیا تو مرهٹوں سے پهر ملنا جلنا شروع کیا اور اُس مقام کی فتح کے طول پکڑ جانے کو حقیقت میں مقصود اپنا ٹهرایا † *

اگرچه ذوالفقار خاں اپنی کاریگری کهیئے گیا مگر اورنگ زیب سے تاڑنے والے بادشاه کے عهد حکومت میں برابر یوں ایسے طریقه کا بهت دشوار اور بغایت مشکل تها چنانچه ذوالفقار خاں نے اگلے برس بخوبی یهی سوچا سمجها که جنجی کو فتح کرنا چاهیئے اور کمی کوتاهی کی صورتیں بڑی

---

† ذوالفقار خاں کی وه سازشیں جو اُس نے مرهٹوں سے کی تهیں اس قلمی نسخه سے واضح هوتی هیں جسکا گرینٹڈف صاحب نے حواله دیا هے اور غالباً اسی قسم کی سند پر جو میسور میں حاصل هوئی کرنیل ولکس صاحب نے اُن سازشوں کا هونا بیان کیا اور حال اُن کا مغلوں کے مورخوں کو دریافت نهوا مگر بندیله کی تاریخ میں ذوالفقار خاں کو یهه الزام لگایا گیا هے که اُسنے دیده و دانسته لڑائی کو طول دیا تها اور مقصود اُس کا یهه تها که فوج کی بڑی حکومت اور وه بڑا پایه جو آج اُسکو حاصل هے بادشاه کے مرنے تک اُس کو حاصل رهے اور بادشاه کے جلد مرنے کی اُمید اس لیئے قوی تهی که عمر کو پهونچ چکا تها *

بیعزتي سے بلاوے پر جانا پڑے گا غرضکه راجارام سے یہه آخر دوستي برتي که اُسکو بهاگنے کا رستہ بتایا اور پہر محاصرہ کے کام کاج کو زور و قوت اور سعي و همت سے جاري کرکے تهوڑي مدت یعني سنه ۱۶۹۸ میں قلعه پر قبض و تصرف کیا *

چوتها باب

سنه ۱۶۹۸ سے وفات عالمگیر تک

ذوالفقار خاں کو دوبارہ محاصرہ کرنیکي قوت کا حاصل هونا جو مامول و متوقع نرها تها غالباً اوسکا باعث وہ قصے قضائی تهے جو اب مرهٹوں میں کهلم کهلا قایم هوئے تهے اِسلیئے که سنتاجي اور دانا جي جادو میں نا چاقي واقع هوئي تهي اور راجارام نے جو سنتاجي کي شهرت و عزت سے جي هي جي میں جلتا تها جادوجي کي اعانت کي تهي اور چونکه سنتاجي اِس وجهه سے مقبول انام اور پسندیدہ خاص و عام نه تها که اُس نے انتظام و قواعد کي پابندي کو فوج پر واجب و لازم کیا تها تو اُس کي فوج میں ایک مخالف فریق قایم هوا غرض که سنتاجي بهاگا اور جبکه آخر کو پکڑا گیا تو جان سے مارا گیا راجارام نے اِس واقع سے پہلے پہلے اپني ریاست کو ستارہ میں منتقل کیا تها اور اب ساري حکومت پر قبض و دخل اپنا کرنا شروع کیا اور لڑائي کے میدان میں ایسي بهاري فوج اپنے ساتهه لیکر گیا که مرهٹوں کي ویسي بیشمار فوج آج تک اکٹهي نهیں هوئي اور دریاے گوداوري کي شمالي جانب میں اُن مقاموں سے چوتهه اور علاوہ اوس کے اور محاصل وصول کیا جنهوں نے غاشیه اطاعت کا آٹهایا اور باقي مقاموں کو جالنا واقع براو تک جلا پهونک کر خاک میں ملایا مگر بادشاهي فوج کے انتظام و اهتمام میں تبدیل و تغیر کے واقع هونے سے مقام مذکورالصدر سے آگے نبڑه سکا اور عالمگیر ابتک اکثر برهما پوري میں مقیم رها اور اوسي جگهه کو فوج کا اعلی مقام اُسنے ٹهرا دیا اور گاہ گاہ اپنے بیٹے اعظم شاہ کو کسیقدر

فوج سمیت کسي قلعه کي فتح یا کسي حمله کي دفع کے واسطے روانه کیا کرتا تها اور عموماً ممالک مقبوضه کي حفظ و حراست کا بهروسا فوج کے ایسے ٹکڑوں پر رکهتا تها جو مختلف مقاموں میں منقسم هوکر رهتي تهي مگر حال میں سابي فوج کے مصروف کرنے کا یهه طریق آسنے برتا که آپ ایک حصه کو دشمن کے قلعوں پر لیگیا اور دوسرے حصه کو ذوالفقار خاں کے تحت حکومت چهوڑا جسپر ایک پوتے کو دام کا حاکم مقرر کیا تها اور مطلب یهه تها که جهاں کهیں مرهٹوں کي فوجیں کهلے میدانوں میں چلتي پهرتي پائي جاویں تو وه اُنکا تعاقب کرے غرض که اِس تدبیر سے تمام فوج کو ضروري مصروف رکها اگر یهه قاعده پهلےسے برتا جاتا تو اُس سے کامیابي ممکن تهي مگر اب فسادوں کي دهوم دهام ایسي طغیاني پرپهونچي تهي که صرف جنگي انتظاموں کے ذریعه سے روک تهام اُنکي ممکن نتهي اگرچه ذوالفقار خاں نے راجارام کے بهگانے سے لڑائي بهڑائي کے ڈهنگ شروع کیئے جیسا که ابهي مذکور هوچکا اور بعد اُسکے مرهٹوں کو بار بار شکستیں دیں اور مسلمانوں کي دلیري دلاوري کو شگفتگي بخشي مگر آخر کار اپنا حال اُسکو اُس سے بدتر دریافت هوا جیسے که آغاز جنگ میں حال اُسکا تها اسلیئے که جو شکست اُنکے دشمنوں مرهٹوں پر پڑتي تهي وه ایسے صدمه کي مانند هوتي تهي جیسے که مارنے پاني کو صدمه پهونچتا هی یعني وه صدمه کا مقابله بهي نهیں کرتا اور اسپر صدمه کا اثربهي باقي نهیں رهتا حاصل یهه که مرهٹوں کي فوجیں جب کهیں منتشر هوجاتي تهیں تو اُسیدن یا اگلے دن ادهر اودهر سے جمع هو جاتي تهیں اور بادشاهي فوج کي یهه صورت تهي که شکست کي صورت میں نقصان اور رسوائي حاصل هوتي تهي اور خفیف کامیابیوں سے وه ابتري جو اُنکے ذریعوں یعني فوج اور خزانه میں واقع اور وه پریشاني جو اُنکے ملک و محاصل کو حاصل تهي موقوف و مرتفع نهوئي بلکه روز روز اُنکي مشکلیں بڑهتي گئیں اور قوت کو کمي هوتي گئي *

اورنگ زیب کے بذات خود مشغول ہونے سے اُس کے خاص کاموں پر زیادہ مستحکم فایدوں کی توقع کسیقدر ہوئی چنانچہ وہ اپنی چھاونی سے روانہ ہوا اور اُس کی روانگی پر سردار اُس کے تاسف کرتے رہی اِس لیئے کہ اُنہوں نے اُس کے آرام و آسایش کے لیئی عمدہ عمدہ مکان بنائی تھی اور ایک شہر کی طرح ڈالی تھی حاصل یہہ کہ بادشاہ والا ہمت چند اور قلعوں کی فتح وکشایش کے بعد ستارہ کے سامنی جمکر بیٹھا جہاں راجارام کی ریاست قایم تھی اور ایسے وقت اور ایسی حکمت سے بہت جلد اُس کو فتح کیا کہ محصور اُنکے مقابلہ پر باسامان آمادہ نہ تھے مگر باوجود اِس کے محصوروں نے بڑا مقابلہ کیا یہاں تک کہ کئی مہینی بعد اپریل سنہ ۱۷۰۰ع میں وہ قلعہ فتح ہوگیا *

سیوا جی ثانی کا راج

قلعہ کی فتح سے پہلے راجارام مرچکا تھا اور اُس کا بیٹا سیواجی اپنی ماتارابائی کی نیابت کے سہارے راجگدی پر بیٹھا تھا راجارام کے مرنے سے لڑائی میں خلل نہ آیا تھا اور اورنگزیب اپنی چالوں چلی گیا یہانتک کہ اگلے چار پانچ برس میں سارے بڑے بڑے قلعوں کو اپنے تصرف میں لایا بہت سے محاصرے لنبی چوڑے اور خونوں کے پیاسے واقع ہوئے † اور دونوں طرفوں سے طرح طرح کی تدبیریں اور بہانت بہانت کی فطرتیں برتی گئیں مگر وہ تدبیریں ایسی متواتر مرۃ بعد اخرے واقع ہوئیں کہ تفصیل اُنکی بغایت مشکل بلکہ غیر ممکن ہی ہاں انجام اُنکا یہہ ہوا کہ وہ قلعہ مذکورہ بالا فتح ہوگئی *

---

† منجملہ اُن محاصروں کے ایک محاصرہ کا حال اورنگزیب نے شاہزادہ اعظم کو لکھا کہ جو جو مصیبتیں کیلنا کے محاصرے میں پیش آئیں اور جیسی جیسی انوکھی سختیاں اور اچھوتی آفتیں مسلمانوں کو نصیب ہوئیں حال اُنکا تمکو دریافت ہوا ہوگا مگر خدا کا احسان ہی کہ اس جانفشاں گروہ کی مصیبتیں انجام کو پہونچیں اور سعی اُنکی مشکور ہوئی بعد اُسکے عمدہ نتیجوں کی دعا خدا سے مانگی اور پچھلی اذیتوں کو خدا کے عدل و انصاف سے نسبت کیا جو اُسکی غفلت اور شرارت نفس پر مترتب ہوا تھا — دستورالعمل کا اٹھتیسواں رقعہ

اورنگ‌زیب کے استقلال و همت کا بیان

جبکه ایسی جفاکشی کی مهموں میں تامل کیا جاتا هی تو اُس استقلال و همت پر تحسین و آفرین کهنی سے باز رهنا ممکن نهیں جنکی بدولت بادشاه والاجاه نے ایسی مصیبتوں کو جهیلا جو اُسکے بوڑهاپی پر چاروں طرف سے جهوم جهوم کر آئی تهیں یعنی جبکه اورنگ‌زیب اول اول اس نئی لڑائی کی غرض سے نربدا پار اوترا تو وه پینسٹهه برس کا تها اور جبکه برهانپوری کی چهاونی سے روانه هوا تو روانگی سے پهلے اکاسی برس کو پهونچا تها *

کوچوں اور محاصروں کا تکان اُس عمر کے بهت کم مناسب تها اور باوصف ایسی نمود و نمایش اور آرام و آسایش کے سامانوں کے جو اُسکے لشکر کی جلو میں موجود تهے ایسی بڑی بڑی سختیوں کو ایسا بے تکلف اوٹهایا که اُنکے اوٹهانے سے گبرو جوانوں کے چهکے بهی دهل جاتے وه برهانپوری میں مقیم هی تها که ایک اندهیری رات میں دریاے بیما کا طوفان آیا اور اوسکی چهاونی دریا برد هوگئی یهه موسم برسات کا تها جسمیں گرم سیر ولایتیں بارش کی مار مار سے شور بور رهتی هیں چهاونی کا بهت سا حصه ڈوب گیا اور رهے سهی پر پانی گذر گیا لوگوں کے شور و فریاد اور خرابی پریشانی سے مصیبتوں کو ترقی هوئی باره هزار آدمی مرگئی اور مویشی بیشمار ضایع هوئی یهانتک که بادشاه کو بهی جان کے لالی پڑے تهی اسلیئے که جس ٹیکرے پر وه بیٹها تها وهاں پانی چڑها آتا تها مگر بقول اُسکے درباریوں کے اوسیکی دعا سے وه پانی فرو هوا علاوه اوسکے مهم مذکور کی مصیبتوں پر یهه مصیبت زیاده هوئی که قلعه پرلی کے محاصره پر جسکا محاصره ستاره کے بعد کیا گیا تها پهاڑ کیطرف سے ایک سیلاب آیا اور اس میں کچهه شک شبهه نهیں که اُس گرم ولایت کی تند هواؤں سے بهت سی برسات کے موسموں میں جو وهاں پوری هوئی تهیں بهت سی تکلیفیں اوٹهائیں هونگی اور جبکه برسات گذر جانے پر کوچ اور

دوڑ دھوپ کرتا ہوگا تو ایسی دشوار گزار ندیوں اور غرق آب وادیوں
اور دلدلی زمینوں اور تنگ باریک راہوں پر گذرنے سے بڑی دشواریاں
پیش آتی ہونگی اور ایسے مقاموں میں ٹھہرنا پڑتا ہوگا جہاں اکھانے پینے کی
دقت ہوتی ہوگی یہہ اسباب اسکے مویشیوں کے حقمیں گاہ گاہ ایسے قاتل
پڑتے تھے کہ کام ناکام اسکی فوج لنگڑی ہوجاتی تھی گرمی کی شدت سے
کوچوں اور خیموں یعنی کوچ و مقام میں نہایت تکلیف ہوتی تھی اور
پانی کی کوتاہی سے گرمی کی شدت اور تشنگی کی سختی بہت بڑھ
جاتی تھی کھانے پینے کی قلت اور دکھہ بیماری کی کثرت کے علاوہ جو اکثر
اوقات اسکے لشکر میں واقع ہوتی تھی قحط و وبا نے کئی بار ہاتھہ اپنے
پھینکے اور سارے رنج آن بربادیوں اور غارتگریوں کے اخباروں سے بہت زیادہ
ہوئے جو انکے ایسے ملکوں میں حریفوں کے ہاتھوں سے واقع ہوئی تھیں جو
قحط و وبا کی دست اندازی سے محفوظ و مامون تھی مگر باوصف ان
افسردگیوں کے اورنگ زیب کی قوت و ہمت ٹھنڈی نہ ہوئی تھی چنانچہ
وہ خود تن تنہا اپنے حکم حکومت کی ہر شاخ کی کارگذاری جزوی جزوی
کاموں کے لحاظ و حیثیت سے کرتا رہا اور لشکر کشیوں کے نقشے سوچتا
تھا اور لشکر کشیوں کے زمانہ میں ہدایتیں جاری کرتا تھا اور سردار اسکے
قلعوں کے نقشے بایں مقصود اسکی خدمت میں ارسال کرتے تھے کہ
حملوں کے مقاموں کو مقرر کرے اور اسکے رقعوں میں پٹھانوں کے ہموار
ملکوں میں سڑکوں کے جاری کرانے اور ملتان آگرہ کے فسادوں کو دبانے
بلکہ قندھار کو دوبارہ حاصل کرنے کی تدبیریں مندرج پائی جاتی ہیں
اور اسی عرصہ میں فوجکا کوئی ٹکڑا یا باربرداری کی کوئی رسد نتھی
جسکا کوچ مقام دکن میں ایسی حکموں کے بدون پایا جاوے جنمیں سے
تھوڑے بہت حکموں کو اورنگ زیب نے خاص اپنے ہاتھوں سے جاری
نکیا ہو *

ضلع کی مالگذاری کے ادنی افسر کا تقرر یا کسی دفتر میں کسی

مصدر کا انتخاب اپنی توجہہ فرمائی کے نامناسب نسمجھتا تھا اور سارے کارگزاروں کی کارگزاری کی نگرانی جاسوسوں اور آنے جانے والوں کے ذریعہ سے کرتا تھا اور ایسی خبروں کی اصل و بنیاد پر ہمیشہ فہمایش اور ہدایتوں کے وسیلہ سے آگاہ و خبردار اونکو رکھتا تھا مگر تفصیل جزویات پر ایسے شوق ذوق سے ملتفت ہونا جیسیکہ ہوشیاری اور بیدار مغزی کی دلیل ہی ویسی ہی کام کاج کی اصلی ترقی اور اجراے کار کے ذاتی عروج کے لیئے چنداں مفید نہیں مگر جو کہ اورنگ‌زیب کی ذات و طبیعت میں التفات جزویات کے ساتھہ بڑی چابکی چالاکی سلطنت کے عمدہ عمدہ کاموں میں بھی پائی جاتی تھی تو اوس سے طبیعت کی آمادگی اور نہایت گرمجوشی ایسی معلوم ہوتی ہی جو ہر زمانہ میں بڑی عجیب وغریب سمجھی جاتی ہی *

یہہ محنتیں اور مصیبتیں اوسکی بے ادائی کی سزائیں تھیں جو اوسنے اپنے باپ سے کی تھیں اور معلوم ہوتا ہی کہ کسی آن اور کسی لحظہ میں باپ کی بدقسمتی کا خیال اوسکی آنکھوں سے الگ نہوتا ہوگا اور بقول اوسکے کہ * تو بجاے پدرچہ کردی خیر * کہ ہماں چشم داری از پسرت * رات دن یہہ سوچتا ہوگا کہ خدا نخواستہ میرا حال بھی ویساہی ہووے چنانچہ اوسکی روک تھام کے لیئے اوسنے سارا اختیار اور پوری قوت اور ہر قسم کی آقائی اور خداوندی اپنے ہاتھوں میں رکھی اور اپنے سرداروں کو ایک مقام سے دوسرے میں منتقل بدلنے سے ہمیشہ بچائے رکھا کہ اوسکے علاوہ کسی سے مستقل علاقہ پیدا نکریں علاوہ اوسکے بیٹوں کی چال ڈھال کی دیکھہ بھال سے غافل نتھا اور اونکی انتظام و اہتمام میں ہمیشہ مصروف و آمادہ رہتا تھا اور خفیہ نویسوں اور جاسوسوں سے اونکو محصور اور فوج کی حکمرانی میں مشترک رکھتا تھا اور آس پاس اونکے کمتر عہدوں پر معتمد لوگوں کو متعین کرتا اور اونکی سارے کاموں پر کھلم کھلا قبض و قابو رکھتا تھا اور اسی زمانہ میں شفقت آمیز رقعوں اور

محبت انگیز تحفوں کے ذریعہ سے انکو آپ سے وابستہ رکھنے اور انکی گرانی خاطر کی تلافی کرنے سے کسی حالت میں چوکتا نتھا اور حسن غرض مطلب کے باعث سے وہ اپنے تمام افسروں سے اچھے اچھے معاملے برتتا تھا اور بحسب ظاهر طرح طرح کی نوازشیں فرماتا تھا وہ بھی اسی قسم کے کھٹکے تھی اگرچہ اون اهلیتوں کا باعث کسیقدر اُسکی ذاتی خوے و خصلت بھی تھی غرضکہ یہاں تک تالیف قلوب اُسمیں سما رهی تھی کہ اپنے افسروں کے رشتہداروں کے مرنے پر تاسف کرتا تھا اور مجلس ماتم میں شریک و شامل هوتا اور بیماری کی حالت میں انکی بیماریوں کا حال دریافت کرتا رهتا اور بہت خوشامد سے اعزاز و اکرام انکو بخشتا اور اپنی مہر و محبت سے اپنی بخششوں کو معقول و پسندیدہ کراتا اور بہت کم اتفاق ایسا هوتا کہ زجر و ملامت کے کلموں پر لطف و عنایت کے فقرے زیادہ نکرتا اور ایسے قصوروں پر بڑی نرمی برتتاتھا جو اُسکے اختیار و حکومت یا دین و ملت کی صلاح و سلامت میں رخنہ انداز نهوتے اور جیسا کہ اس چشم پوشی کا یہہ باعث تھا کہ مزاج اُسکا سہل و سلیم تھا ویسا هی یہہ بھی سبب تھا کہ دشمن بنانے کی لاگ لپیٹ اُسکو نتھی مگر معلوم هوتا هی کہ باوصف اِن سب باتوں کے اُس نے لوگوں و اپنا خیر خواہ بنانے میں کامیابی حاصل نهیں کی اور اپنے بیٹوں کی جانب سے جسقدر کہ خوف و هراس اُس کو رهتا تھا اُسقدر محبت اُن سے نرکھتا تھا سنہ ۱۶۹۴ ع میں شاهزادہ معظم کو سات برس کی قید سے رهائی بخشی مگر همیشہ اُس سے متنفر رها اور پیار کی آنکھوں سے ندیکھا اور اُس کا دور رهنا چاها چنانچہ کابل کی دور دراز حکومت پر روانہ کیا اور اپنے مرنے تک هندوستان میں آنے ندیا اور اُس کی خواهشوں کو رد کرتا رها اور ایسی مہم میں اُس کو پھانسا کہ وہ اپنی حکومت کے دوردراز حصے پر چلا جاوے اور اُس کی جاہ و حشمت کے ذریعے وهاں صرف هوجاویں ذوالفقار خاں نے جو مرزا کام بخش

نظر بند کیا تھا پہلے پہلے آس کي نظربندي کو پسند تو کیا مگر جب که بعد آس کے دامن آس کا داغ دھبے سے پاک صاف پایا تو جي اوس کا صاف ہوگیا اور ایک موقع پر اپنے لاڈلے بیٹے اعظم شاہ سے وہ چال اوس نے چلي که اوس سے دفعتا وہ تدبیر واضح ہوتي ہی جو اپنے بیٹوں کے معاملہ میں وہ برتا کرتا تھا اور یہہ بات ظاہر ہوتي ہی که وہ فند و فطرت پر دیوانہ تھا اور حیلہ سازي اور مکاري سے طبعي محبت رکھتا تھا تفصیل اوس کي یہہ ہی که ایک بار اوسکے دل میں یہہ شبہہ گذرا که یہہ شاہزادہ اپني خود مختاري کي فکر اور تدبیر میں بڑا ہی چنانچہ اوسکو دربار میں طلب فرمایا اور جب که شاہزادہ نے عذر اپنا پیش کیا اور خوف و ہراس اپنا جتایا تو اوس نے یہہ جواب دیا که ہم تھوڑي جمعیت کے ساتھہ انشاءاللہ شکار میں تم سے ملینگے شاہزادہ اس تصفیہ پر روانہ ہوا اور بادشاہ نے حصول ملازمت کے موقع کو خفیہ فوج سے محصور کرایا اور جب که شاہزادہ بہت قریب آتا گیا تو بادشاہ نے طرح طرح کے حیلہ بہانہ اس غرض سے پیش کیئے که کام ناکام اوسکو اپنے تھوڑے تھوڑے ہمراہیوں کو کم کرنا پڑا یہاں تک که جب عین مقام پر شاہزادہ پہونچا تو کل تین آدمي ساتھہ اوسکے رہگئے اور جو که بادشاہ کے اشارہ کنایہ سے کسي اور آدمي نے اونکے گھوڑوں کو نہ تھاما تو وہ دونو ہمراہي بھي اپنے گھوڑوں کے تھامنے پر رہگئے حصول ملازمت سے پہلے پہلے شاہزادہ اور اوسکے باقي ماندہ ہمراہي کے ہتیار لیئے گئے اور جب که ہتیار اونکے لیئے گئے تو اونہوں نے آپ کو گیا ہوا سمجھا اور ایک مدت کي گرفتاري کا یقین کیا مگر جب که شاہزادہ باپ کے سامنے حاضر ہوا تو باپ اوس سے بغلگیر ہوکر محبت سے ملا اور اپني بھري ہوئي بندوق کو جو شکار کي خاطر بھري گئي تھي شاہزادہ کو دیا که وہ اوسکو تھامے رہے بعد اوسکے خلوت کے خیمہ میں گیا اور ایک عجیب خانداني تیغ اوسکو دکھلائي اور اِس غرض سے تلوار کو ننگا کیا که وہ اوسکے جوہروں کو اچھي طرح

دیکھ بھالے بعد اوسکے بادشاہ نے اپنا سینہ کھولا اور گرمیکا بہانہ کیا اور یہہ جتانا مقصود تھا کہ کسی زرہ بکتر کی اوٹ آڑ نہیں غرضکہ بھانت بھانت سے امتحان اوسکا لیا اور تمام اعتماد اپنا جتاکر شاہزادہ کو تحفہ تحایف سے مالا مال کیا اور آخر کو یہہ فرمایا کہ اب تمہارا چلا جانا عین مصلحت ہی تمہارے ٹھہرنے سے تمہارے لوگ باگ گھبرا جاوینگے اور حقیقت میں یہہ فہمایش بہت مناسب تھی اس لیئے کہ جب اعظم شاہ واپس آیا تو اوسنے ساری فوج کو منتشر ہونیکے قریب پایا اور اپنی عورتونکو اپنی موہوم قسمت پر روتے پیٹتے دیکھا باقی یہہ بات دریافت نہیں ہوتی کہ وہ باپ کے بکمال آسانی رخصت کرنے سے شکر گذار ہوا یا نہیں مگر مورخوں نے بیان کیا کہ بعد اوسکے یہہ حال اوسکا تھا کہ جب کبھی باپ کا عنایت نامہ پہونچ تا تھا تو رنگ اوسکا پیلا ہوجاتا تھا اور جب تک کہ اوسکے مضمون سے پوری آگاہی نہوتی تھی تب تک اوسان اوسکے ٹھکانے نہ آتے تھے † *

سلطنت کی غایت بے انتظامی کا بیان

اورنگ زیب کی ساری فاد و فطرت اور تمام محنت و مشقت اون بے انتظامیوں کی روک تھام کے لیئے کافی وافی نہ تھی جو روز روز بڑھتی چڑھتی جاتی تھیں اور چاروں طرف سے اوسکو بے طرح دباتی جاتی تھیں راجپوت اب بھی اوس سے لڑنے بھڑنے میں علانیہ مصروف تھے اور آگرہ کے پاس پروس کے جاتوں نے ایک عرصہ دراز سے اون کے طریقوں کی پیروی کی تھی چنانچہ اونکے مقابلہ پر ایک فوج کو ایک بادشاہی نسل کے شاہزادے کی زیر حکومت کرکے روانہ کرنا مناسب سمجھا گیا جیسے کہ پچھلے وقتوں میں ملتان کے ‡ باغیوں کے مقابلہ میں ضرورت

---

† خافی خاں

‡ غالباً یہہ باغی وہ سکھہ تھے جو گرو گوبند کے زیر حکومت ہوکر لڑتے بھڑتے تھے

پڑی تھی ذوالفقار خاں کی فوج گھٹنے لگی اور جو کام اوسنے پہلے وقتوں میں کیئے تھے اونکا غیر موثر ہونا اب زیادہ ظاہر ہوا اور مرہٹوں کی یہہ صورت تھی کہ جوں جوں بادشاہی فوجیں گھٹتی گئیں اوسیقدر وہ بڑھتی گئے چنانچہ دکن کے اوجاڑنیکے بعد مالوہ پر پھیلے اور گجرات پر بڑی یورش کرچکے تھے چنانچہ جگہہ جگہہ نشان اونکی یورشوں کے لٹے کھسٹے شہروں اور جلائی ہوئے دیہاتوں اور روندے سوندے کھیتوں سے پائے جاتے تھے اور بادشاہی بڑی فوج اگرچہ اب بھی قلعوں کو فتح کیئے جاتی تھی مگر پچھلی کامیابی شکست کی رسوائی سے کچھہ کم نہ تھی یعنی وکنکرہ کی فتح جو ایک گانوں مضبوط و مستحکم تھا اور قزاقوں کا سردار اوس گانوں کا مالک تھا اوس کے محاصرے میں کئی مہینے صرف ہوئے اور خود بادشاہ کے تشریف لانے کی ضرورت پڑی مگر اِس زمانہ میں یہہ ساری فتوحات اُن نقصانوں کی برابر تل گئی تھیں جو اُن کے مقابلہ میں واقع ہوئی تھے چنانچہ مرہٹوں کو اب یہہ لیاقت حاصل ہوئی کہ اپنے قلعوں پر دوبارہ قبض و تصرف کرنے لگے اور یہہ نوبت پہونچی کہ جن قلعوں کی فتح و کشایش میں بادشاہی فوج والوں کی جان و مال کی محنتیں صرف ہوئی تھیں اب وہ ایک ایک کرکے بادشاہی تصرف سے نکلکر مرہٹوں کے دخل و تصرف میں داخل ہونے لگے اور جسقدر کہ فوج اکبر سلطانی سے سپاہیوں کی مانگ زیادہ ہوئی اُسی قدر قوت اُس کی گھٹتی گئی اور رفتہ رفتہ وہ فوج ایسی شکستہ خاطر ہوگئی کہ ویسی کبھی نہوئی تھی اور سختیوں کے مارے سارے مویشی مرگئے اور ملک کے اُجڑ جانے سے اور مویشی مہیا نہوسکے اور کھانے پینے کی کوتاہی اسی وجہہ سے زیادہ ظاہر ہوئی اور دور دراز مکانوں سے منگانے کا ذریعہ خزانوں کے خالی ہونے سے منقطع ہوگیا *

ہندوستان خاص سے باوصف اسکے کہ ایک مدت پہلے سے متحاصل

اُس کا بڑے انقلابوں اور پریشانیوں میں پڑا تھا بہت سا روپیہ بھیجا گیا تھا اور جب کہ محاصل کا حال اچھا نرها تو بادشاہ نے بھی اهتمام و انتظام کے خیال کو † چھوڑا اور جب کہ بقیہ تنخواهوں کی بابت درخواستیں گذرتی تھیں تو نہایت برهم هوتا تها اور بہت جھنجلاکر یہہ جواب اُنکادیتا تها کہ اب فوجکی ضرورت نہیں اور جو خدمت گذاری سے خوش نہووے وہ نوکری چھوڑ کر § چلاجاوے بلکہ اُس نے سواروں کے چند گروهوں کو اِس غرض سے برخاست کیا کہ محاصل کو فراخی حاصل هوجاوے مگر حقیقت یہہ تھی کہ ایسے اڑے وقت میں ایسی فوج کو تنخواہ کا برابر دینا ضروری تها اور جب کہ مدت تک تنخواهیں نملیں اور سپاهی بهوکوں مرنے لگے تو فوج اُس کی علانیہ پهر گئی جس کو چند روزہ تدبیروں سے روکا تهاما گیا تها || *

جوں جوں کہ مرهتے لوگ اورنگ زیب کی فوج اکبر کے قریب آتی گئی اُسی قدر مشکلات اس کی زیادہ هوتی گئیں یہاں تک کہ کبهی کبهی دامن لشکر تک لوٹ تے مارتے آتے تھے اور رسدوں کو کاٹتے تھے اور مویشیوں کو سامنے سے اوٹهالیجاتے تھے اور چرکٹوں کو مار ڈالتے تھے اور پهرہ چوکی والوں سے نوک چوک کرجاتے تھے اور ایسا تنگ پکڑا تها کہ جب تک قوی محافظوں کا گروہ همراہ نہوتا تب تک اکیلا دوکیلا

---

† اورنگ زیب کے رقعات اور خافی خاں کی تاریخ

§ ایک عرصہ تک تنخواہ کا یہہ حال رها کہ هر مهینے قاعدے کے موافق ملتی رهی جمیلی کریری نے سنہ ۱۶۹۵ ع میں بیان کیا کہ فوج کا دوماهہ تقسیم هوتا تها اور تبدیل اِس قاعدے کی فوج کو گوارا نہ تهی — خافی خاں

|| اورنگ زیب نے ایک ایسے موقع پر ذوالفقار خاں کو یہہ لکها کہ اِن دوزخی پیادوں کے شور و غوغا سے میرے کان بهرے هوگئے جو کوؤں کی مانند اپنے گهونسلوں کے اُجاڑنے والی پر کاں کاں کرکے گرتے هیں اور دوسرے رقعہ میں اُسی کو یہہ لکها کہ بخشی کے پاس روپیہ کی کوتاهی هی اور یہہ تاکید کی کہ پوشیدہ خزانوں کی جستجو کرنی چاهیئے جو مدفون خزانے کسی کے هاتهہ آویں اُن سے چهیننے جاویں غرضکہ اُس کے اکثر رقعوں میں روپیہ پیسے کی کمی کا مذکور هی

چھاونی سے باہر نہجا سکتا تھا اور اگر کوئی معمولی ٹکرا فوج کا آن کی
دریعہ دہک کے لیئے روانہ کیا جاتا تھا تو وہ لوگ اُس ٹکریکو مار پیٹ کر
بھگاتے تھے یا بالکل توڑ کردیتے تھے اور اگر زیادہ جد و جہد آن کی
مدافعت کی غرض سے اٹھائی جاتی تھی تو ادھر آدھر ہوجاتے تھے اور
اُس وقت تک دوبارہ ظہور نہ کرتے تھے کہ کسی دور دراز بستی کو
تاخت تاراج نہ کرلیتے تھی اور اپنے تعاقب کرنے والوں کو غلط رہوں میں
دوڑ دھوپ کرنے اور ادھر آدھر دوڑ نے اور ہارنے تھکنے کی فرصت ندیتے
تھے † غرض کہ وہ لوگ اب ایسے ہوگئے تھے کہ بادشاہ کا مونہہ چڑانے لگے
اور برا بہلا کہنے لگے اور وہ مرہٹے جو بادشاہی ملازموں میں داخل
تھے مخالف مرہٹوں سے ملتے جلتے تھے اور اُن کے کھانے پینے میں
شریک و شامل ہوتے تھے اور ایسے ایسے جلسوں میں مسلمانوں کی
نمود و نمایش اور اُن کی چال ڈھال کے طور و طریقوں کی نقلیں کرتے
تھے اور ہنسی ٹھٹول کی روسے اپنے ولی نعمت اورنگ زیب کی درازی عمر
کی دعائیں مانگتے تھے اب بادشاہ کا حال ایسا پتلا ہوگیا تھا کہ
کامبخش کے سمجھانے بوجھانے سے آشتی کا خواہاں ہوا یہاں تک کہ
اگر مرہٹوں کی بیہودہ درخواستوں اور ناشایستہ حرکتوں سے آشتی کی
لکھا پڑی منقطع نہوتی تو گمان غالب تھا کہ وہ ساہو کو قید سے رہائی
بخشتا اور دکن کے محاصل سے فیصدی سالانہ ایسی طرح عنایت کرتا
جس سے اُس کی بات کو بٹا نلگتا عالمگیر کا پچھلا جنگی کام یہہ تھا کہ
وہ احمد نگر کو لوٹا اور لوٹنے کا حال اُس کے ہارے تھکے مویشیوں اور
ٹوٹی پھوٹی فوجوں سے سمجھا جاسکتا ہی چنانچہ لشکر کی بہیڑ بھاڑ
افسردگی و پژمردگی اور بے انتظامی سے پیچھی کو لوٹتی تھی اور
بندوقچیوں کے متواتر گولی چلانے سے کان آن کے بہرے ہوگئے تھے اور بہالے
والونکے دھاوں اور للکاروں سے بہت گھبرا گئے تھے اور ہر وقت اُن کو یہی

† سکاٹ صاحب کی تاریخ دکن کی جلد دو میں بندیلوں کے حالات کا
بیان

کھٹکارھتا تھا کہ اب مرھٹونکي جانب سے ایک عام دھاوا ھوگا اور ھماري تباھي بربادي کمال کو پہونچے گي اور حقیقت یہہ ھی کہ بادشاھي فوج کے ایک حصے کا حال ایساھي تباہ و پریشان ھوا اور مسلمان مورخوں نے خدا کا شکر اس پر ادا کیا کہ خود بادشاہ ایسی دشمنوں کے ھاتھوں سے محفوظ و مامون رھا جن سے وہ کسي زمانہ میں نہایت متنفر تھا اور بچشم حقارت اُن کو دیکھتا تھا ‡ *

مذکورالصدر واقعہ سے بیس برس پہلے اورنگ زیب احمدنگر سے بڑي شان و شوکت اور جاہ و حشمت کے ساتھہ اپني فتوحات پر روانہ ھوا تھا اور اب احمد نگر میں جاہ و جلال زوال یافتہ کا بقیہ لیکر داخل ھوا اور اُس کي دنیا کي کارگذاري کا خاتمہ احمد نگر میں ھوتا تھا جس کو احمد نگر والے دیکھنے والے تھے *

تھوڑے دنوں سے مزاج اُسکا قوي و صحیح نرھا تھا اور صحت اُسکي گھٹتي جاتي تھي چنانچہ بدشواري ایک بیماري پر غالب ایا جسنے اُس کو بہت دھمکایا تھا اگرچہ عام دربار کرتا رھا اور کام کاج پر التفات اپنا جمائے گیا مگر آخرکار اُس کي طبیعت سوچ بچار اور بیماري کے بھاري بوجھہ تلے بیٹھنے لگي یہاں تک کہ جب وہ احمدنگر میں پہونچا تو اپني زبان سے یہہ فرمایا کہ یہہ ھمارے سفروں کي پچھلي منزل ھی اُسکے پچھلے خطوں کے دیکھنے سے دریافت ھوتا ھی کہ جسماني تکلیفات اُسکو کیا کیا تھیں اور جو خیال اُس نے پکڑے تھے وہ کیسے پورے نہوئے اور عاقبت کا کیا کچھہ خوف اُس کو تھا ھمیشہ کي نسبت باپ کي یاد اُس کو زیادہ رھنے لگي مگر کسي جگہہ اُس شرکت پر پشیماني اپني ظاھر نہ کي جو باپ کي گستاخي اور اُس کي قسمت کي تبدیل میں اُس کي جانب سے پیش آئي تھي اُس کے تمام فعلوں سے یہہ صاف صاف واضح تھا کہ اُس کو اِس بات کا بڑا کھٹکا تھا کہ میرے ساتھہ بھي

‡ گرینٹ ڈف صاحب صفحہ ایک جلد ایک

ایسی هی بدسلوکی برتی جارہے ہوا کیا میرے آگے آوے یعنی میرے بیٹے مجھکو ستاویں اور میری کمائی کو دکھا دکھاکو کھاویں*

جب که ایسے نازک وقت میں شاهزادہ معظم نے دور اندیشی اور مصلحت سگالی کے لحاظ و حیثیت سے چند انتظاموں کا مقدمه باپ کے سامنے پیش کیا تو اُسنے یهه سمجھا که میرے جیتے جی حکومت کے دبانے کا ارادہ رکھتا هی اور اسیطرح جب که شهزادہ اعظم کا یهه عریضه پیش کیا گیا که گجرات کی آب و هوا مجھکو ناموافق هی اگر احمدنگر کی اجازت حاصل هووے تو براے چندے حاضر هوں تو اُسپر بے ساختہ یهه فرمایا که یهه وهی چال هی جو میں نے اپنے باپ کی بیماری کے زمانه میں چلی تھی اور بعد اُس کے یهه کہا که کوئی هوا ایسی بری نہیں جیسی که اولوالعزمی کے بخار بری هیں بعد اُس کے اعظم کی منت ساجت سے لاچار هوکر اُسکو حصول ملازمت کی اُسوقت اجازت فرمائی که جب که شاهزادہ اعظم اپنی نئی حکومت پر بمقام مالوہ جاتا تھا اور اخیر حکم اُسکا یهه تھا که اُس نے اعظم کو مالوہ کے سفر پر مجبور کیا اور دربار کی حاضری کے لیئے کوئی عذر اُس کا چلنے ندیا اور اس سے تھوڑی مدت پہلے کام بخش کو بیجاپور کی حکومت پر روانه کیا تھا مگر کام بخش کو صرف اعظم کی رضا جوئی کی غرض سے بھیجا تھا اور اسکی طرف سے کسی قسم کا اندیشه نه تھا*

مذکورہ بالا تدبیروں کی تکمیل پر بہت عرصه نگذرا تھا که اورنگ زیب اِس بات سے مطلع هوا که وقت اسکا بہت قریب آپہونچا ایسے نازک وقت میں شاهزادہ اعظم کو ایک عنایت نامه لکھا بلکه اوروں سے لکھوایا اُس نامه میں دنیا کی نصیحتوں اور اپنی رخصت کے فقروں کو ادھورا ادھورا درج کیا تھا جنسے خوف و پشیمانی کے ایسے خیالوں کا دھیان آتا تھا که جو اُسوقت اُسکو برانگیختہ کررهے تھے اور اختتام اُسکا ایسی مایوسی پر کیا تھا که مضمون اس مصرعه کا * هرچه باد اباد

ما کشتي در آب اندر ختم * صاف مترشح هوتا تها اور اس نامه کے اخير
ميں خدا حافظ خدا حافظ خدا حافظ تين بار اُس ميں درج کيا تها
بعد اُس کے سب سے چهوٹے بيٹے مرزا کام بخش کو جو تهوڑے دنوں سے
بہت پيارا هو گيا تها ايک ايسا نامه لکها جو اُسکي صغير سني کے
باعث سے مرزا اعظم کے نامه کي نسبت زياده نصيحت آموده تها اور اُس
نامه کے ديکهنے سے واضح هوتا هی که جو عادات اُس کو عزيز اور
دلپذير تهيں وه مرتے دم اُسميں باقي رهيں اِسليئے که اس نامه ميں اوسنے
لکهوايا که اپنے درباريوں سے بري طرح پيش آنا مناسب نهيں اگرچه وه
فريبي اور منفني بهي هوويں اِسليئے که فند و فطرت اور خلق و لينت سے کام
نکالنا چاهيئے علاوه اسکے اور اور نصيحتيں بهي مندرج کرائيں اور اس
نامه ميں بهي جگهه جگهه يهه خيال اپنا ظاهر کيا که ميں جدهر
ديکهتا هوں ادهر خدا کے سوا کوئي چيز نظر نهيں آتي اور يهه
دريافت نهيں که کن کن عذابوں ميں پکڑا جاؤنگا اب چلنے کے
سامان هيں اور موت کي تکليفيں غالب آتي جاتي هيں اور جو
کچهه برا بهلا ميں نے کيا وه تمهارے ليئے کيا † اور غالب هی که اُسي
زمانه ميں اُسنے وه وصيت لکهي هوگي جو انتقال کے بعد اُس کے تکيه کے
نيچے سے پائي گئي مضمون اس وصيت نامه کا يهه تها که معظم کو بادشاه
مانا جاوے اور سلطنت کي تقسيم آپسميں ايسي کي جاوے که معظم
شمالي مشرقي صوبوں پر قبضه کرے اور دلي کو دارالسلطنت بناوے اور
اعظم آگره کے جنوب اور جنوب مغرب کے ملکوں پر ساري دکن سميت
قابض هووے اور آگره کو دارالحکومت ٹهراوے مگر گولکنڈه اور بيجاپور کي

† واضح هو که اورنگ زيب کے کلاموں کا ترجمه سکاٹ صاحب کي تاريخ دکن
جلد دو صفحه آٹهويں سے ليا گيا جسميں اُسکي سرگذشتوں کا ترجمه مندرج هی اگرچه
تهوڑا بہت اُس فارسي نسخه سے مختلف هوگا جو هندوستاني دفتر واقع لندن
ميں موجود هی اور اختلاف بهي چند خفيف باتوں ميں هوگا *

دو ریاستیں اُس کے قبض و تصرف سے مستثنی رهیں اور کام بخش اُنکا مالک اور متصرف رهے † *

اکیسویں فروری سنه ۱۷۰۷ع کو عمر کے نواسي سال اور سلطنت کے پچاسویں برس میں جهان فاني سے رخصت هوا ‡ *

ایک هندوستاني مورخ اس بادشاه کي دلیري دلاوري اور عقل و هوشیاري سے نهایت متاثر هوکر اُسکي سلطنت کي ناکامیابي کے اسباب و وجوه کي چهان بین میں حیراني ظاهر کرتا هی مگر اصل یهه هی که اورنگزیب اپنے دل سے اچها تها اور کچهه شبهه نهیں که اگر اُسکي رائیں ازاد اور عام پسند هوتیں تو وه بڑا بادشاه هوتا اور اُسکي رعایا اُسکي تنگ و تیره رایوں سے جو مذهب کے مقدموں میں برتا کرتا تها سخت متنفر اور نهایت مخالف نهوتي اور اُسکے مزاج کے شکي وهمي هونے سے اُسکے سرداروں کي قوت و همت شکسته نهوتي اور نه اُنکي سرگرمي اور گرمجوشي ٹهنڈي پڑتي § *

---

† وصیت نامه مذکوره بالا کے علاوه ایک اور وصیت نامه بهي چهوڑ گیا تها جو بظاهر ایسے وقت میں لکها گیا جب نه وه موت کي علامتوں سے چنداں بیقرار و مضطرب نه تها اُس میں حکمراني کي چند عام باتیں اور اپني تجهیز تکفین کي هدایتیں مندرج تهیں لکها تها نه میرا تجهیز تکفین اُن ساڑهے چار روپیوں سے کرنا جو ٹوپیوں کي قیمت میں سے باقي رهگئے هیں اور وه آٹهه سو پانچ روپے جو قرآن نویسي کي اُجرت سے حاصل هوئے تهے فریب غربا کو دے دینا — ایشیا کے حالات کا رجسٹر سنه ۱۸۰۱ع کي بابت کا *

‡ یهه سنه شمسي سنون کے حساب سے بیان کیئے گئے یهه بادشاه پندرهویں ذي قعده سنه ۱۰۲۷ هجري قریب اخر اکتوبر سنه ۱۶۱۸ع میں پیدا هوا خافي خان اور گلیڈون صاحب کي تاریخ جهانگیر صفحه ۳۵

§ خاندان تیمور بلکه سکندر لودهي کے وقتوں سے دلي کے بادشاهوں میں کوئي بادشاه ایسا انصاف درست اور مرتاض اور عابد اور شجاع اور هوشیار اور مستقل مزاج اور ثابت قدم نهیں هوا جیسا که اورنگزیب تها مگر قانون شریعت کے ارشادوں پر حد سے زیاده لحاظ کرکے مجرموں کي سزادهي سے درگذر کرتا تها اور جو که انتظام

اِس پچھلے موقع پر مذہب کے مقدمہ میں اُسکی تیرہ رایوں کے بیان میں جنکے خصوص باعث سے اُسکی سلطنت برباد ہوئی اسبات پر غور و تامل کرنا بہت ضروري ہی کہ کیسے تھوڑے صاف و صریح ظلم و ستم سے وہ برا نتیجہ یعني سلطنت کي بربادي پیدا ہوا معلوم ہوتا ہی کہ ہندو لوگ اُسکے زور و ظلم اور سنگدلي بیرحمي سے اِس قدر ناراض و نالشي نہوئے جس قدر کہ اُسکي ایسي مسلسل تدبیروں سے ناخوش ہوئے جنکے ذریعہ سے اُنکي دلشکني اور تذلیل و اہانت وقوع میں آئي چنانچہ اُس نے ہندوؤں کو ہر قسم کے عہدوں سے محروم کیا تھا اور محصول جزیہ کے لگانے سے ذلت و رسوائیکا دھبا لگایا تھا اور اُنکے میلوں اور تہواروں کي سخت بندي کي تھي اور کہیں کہیں اُنکے مندروں کو بیعزت کراکر مسمار کرایا تھا غرض کہ طرح طرحسے بدسلوکي برتي تھي اور دربار کي رسم و رواجوں میں جو طور و طریقے ہندوؤں کے عقیدوں اور طریقوں کے ممد و معاون پائے جاتے تھے اُنکي موقوفي کے لیئے یہي وجہہ کافي ٹھہرائي جاتي تھي مگر باوصف اسکے یہہ بات کہیں پائي نہیں جاتي کہ کسي ہندو کو اُسکے مذہب کي وجہہ سے جانسے مارا ہو یا پکڑا جکڑا ہو یا لوٹا کھسوٹا ہو بلکہ یہہ بھي معلوم نہیں ہوتا کہ اباو اجداد کي رسوم عبادت کے علانیہ برتاو پر کسي آدمي سے علانیہ تکرار و حجت کي ہو لیکن دین و مذہب کے معاملوں میں بغض و عداوت کا ایسا برا نتیجہ ہوتا ہی کہ بڑے زور و ظلموں سے ایسي طبعي نفرت اور قلبي عداوت کم پیدا ہوتي ہی جیسي کہ عالمگیر کے تعصبوں اور اپنے

سزا کے بدون کوئي مملکت قایم نہیں رہ سکتي اور نیز اُن نزاعوں کے باعث سے جو رقابت اور رشک و حسد اُسکے امیروں میں پیدا ہوئے کوئي تدبیر اور عزم اُسکا پورا پورا ٹھیک ٹھاک نہوا اور اُنکي ترمیم و اتمام میں تساہل واقع ہوا تو وہ کبھي منزل مقصود کو نہ پہونچا یہہ بادشاہ نوہ برس تک زندہ رہا اور پانچوں حواس اُسکے صحیح سلامت رہے ہاں قوت سامعہ کسیقدر خلل پذیر ہوگئي تھي مگر باوجود اِسکے اسقدر نہ بگڑي تھي کہ اور لوگ اُسپر بے لیجاریں سے خالي خالی

مذهب کي حمايتوں سے ظہور میں آئي عالمگیر کے کئي سو رقعے ابتک باقي هیں جنکے ملاحظه سے آسکي خو بو کا حال اچهي طرح دریافت هوسکتا هي علاوہ اُن بڑي صفتوں کے جو اوسکے خاص فعلوں کي عملدرآمد سے دریافت هوتي هیں تعصب و خود رائي کے ساتھه بیهودہ اعتقاد والا اور باطل مذهب کا نتها اگرچه وہ اپنے دل سے هندوؤں کو ذلیل اور شیعوں کو حقیر سمجهتا تها یعني اچها نجانتا تها مگر مسجدوں کي تعمیر اور اوقاف کے وقف میں روپیه صرف نکرتا تها اور ملاؤں اور اماموں کے رعب داب کو نمانتا تها اور فقیروں اور درویشوں کے مصنوعي تقدس سے نفرت کرتا تها *

آسکي حکومت بدگماني کا متواتر ایک سلسله تها چنانچه هر شخص کي خوے و خصلت کي خفیه تحقیقات کیجاتي تهي اور ایک کام میں ایسے کئي آدمیوں کو اس غرض سے شریک و شامل کیا جاتا تها که عملدرآمد کي صورت میں ایک دوسرے کا نگراں رهے مگر باوصف اس هوشیاري چالاکي کے کسي بادشاہ نے ایسي دهوکے نهائے جیسے که اُس نے کهائے اور نه کسي بادشاہ کي ایسي بري خدمتگذاري هوئي جیسے که آسکي هوئي اور آسکي سرد مهري صاف اس سے واضح هوتي هي که وہ اپنے پرانے کهلے ملے دوستوں کي سفارشیاں سنتا تها اور نام کو اوداس بهي نهوتا تها چنانچه ایسي بڑي عمر میں ایسي واردابیں بهت سي واقع هوئیں اور اُن کے وقوع سے خدا ترسي یا حکمت کا خیال آسکے جیمیں گذرا مگر یهه حکم جاري کرتا رها که متوفي کے منقوله غیر منقوله پر قبضه کیا جاوے اور بڑي احتیاط اُسمیں برتي جاوے که دستاندازي نهووے اور جو قرض اوسکا لوگوں کے ذمه پر واجب الادا هووے یا کهیں اوسکي امانت رکهي هووے وہ وصول کیا جاوے *

اوسکے رقعوں میں اکثر اوقات اوستادوں کي شعریں یا قران کي آیتیں پائي جاتي هیں اور کبهي کبهي یاروں کے رنگ ڈهنگ پر خط خطوط

لکهے جاتے تهے اور نوع ظرافت سے خالي نهوتے تهے اور خصوص وہ رقعے جو اپنے بیٹوں کے نام پر لکهے جاتے تهے چنانچه ایک رقعه کے خاتمه کو جو اسي برس کي عمر کے بعد اوسنے لکها تها تشبیهوں اور استعارہ کے شعروں سے مزین فرمایا اور اون شعروں کے مصرعه تین تین کلموں سے مرکب هیں اور هر شعر میں کسي کسي بڑے آدمي کي کارگزاري کا ظرافت خیز بیان هی جو اوسکی دربار میں حاضر هوتے تهے † *

جمیلي کریري جسنے اورنگ‌زیب کو اوسکی اٹهتروین برس میں دیکها تها بیان کرتا هی که وہ پست قامت اور لاغر اندام اور کبرسني کے باعث سے خمیدہ قامت اور ناک اوسکي لمبي اور ڈاڑهي اوسکي گول جسکي سفیدي اوسکي شفاف رنگت پر نمایاں تهي صاف و سفید ململ کي پوشاک پهنے هوئی عصاے پیریکی سهارے امیروں کے جهرمٹ میں کهڑا هوا تها اور اُسکي پگڑیمیں بڑا ٹکڑا زمرد کا ٹنکا هوا تها دادخواهوں کي عرضیاں لیتا جاتا تها اور بلا عینک پڑهکر خاص اپنے هاتهه سے دستخط کرتا جاتا تها اور اوسکی هشاش بشاش چهرہ سے صاف مترشح تها که وہ اپني مصروفیت سے نهایت شاداں و فرحان هی ‡ *

هندوستان کے بادشاهوں میں عالمگیر ایسا بادشاہ تها که مسلمانوں کے گهر گهر میں تعریف اوسکي هوتي هی اور بهت تهوڑے لوگ ایسی

---

† اورنگ‌زیب کے رقعوں کے تین مجموعه موجود هیں اول کلمات طیبات جسکو اُسکے میر منشي عنایت الله خاں نے مشتهر کیا دوسرے رقایم کرایم جسکو دوسرے میر منشي نے شهرت بخشي تیسرے دستورالعمل آغائي جو اُسکے مرنے سے اڑتیس برس کے بعد اکهٹا کیا گیا پهلے دو مجموعه صرف مسودہ تهے جنکو آپ اپنے هاتهه سے میر منشیوں کے واسطے تحریر فرمائی تهے اور تیسرے مجموعه کے نامے بهي اسي قسم کي علامتیں رکهتی تهی چنانچه ترتیب اور تاریخ کا اُسمیں نام نشان نهیں اور اختصار کے باعث سے اور نیز اُن مضمونوں کي ناآشنائي سے جسپر اشارے کنایه کیئے گئے تاریک و تیرہ هیں

‡ جمیلي کریري کا حواله مندرجه کتاب چرچهل صاحب جلد ۴

هیں جو اکبر بادشاہ کی خوبی و خصلت کی حسن و خوبی سے بالکل اندھے ہو گئی مگر اور ایسے آدمی اونسے بھی بہت کم هیں جنکی سوچ سمجھہ کی رائیں اورنگزیب کی ترجیح پر اکبر کی نسبت مایل ہونگی *

مختلف معاملوں کا بیان

واضح ہو کہ بعض بعض ایسی متفرق واقعی هیں جنکا فروگذاشت کرنا مذکورالصدر سلطنت کے بیان میں مناسب نہیں معلوم ہوتا جاٹوں کی بغاوت کا بیان اوپر مذکور ہوچکا اور اصل و حقیقت اونکی یہہ هی کہ وہ شدر قوم کے هندو هیں جو آگرہ کے پاس ایک خطی میں بستی رہتی هیں اور دارالریاست اونکا بھرت پور هی اگرچہ ملک اونکا کشادہ اور آگرہ اور متھرا کے پاس واقع تھا مگر اورنگزیب کے عہد دولت میں شور و فساد برپا کرتے رہے اور بعد اوسکی اگلی سلطنتوں میں ایسی منزلت کو پہونچی کہ ایک وقت آگرہ پر قابض و متصرف ہوگئی اور هندوستان کے میدانوں میں بھی لوگ اون لوگوں میں سے پچھلی تھی جو انگریزوں کی حکومت کے مانع مزاحم ہوئی تھی *

اورنگ زیب کے عہد حکومت کے اڑتیسویں برس یعنی سنہ ۱۶۹۳ع میں ایک جہاز هوائی سورت کے بندر سے حاجیوں کے واسطی چکایا گیا تھا جسمیں آسی توپیں اور چار سو بندوقیں اوبات سامان سے آراستہ پیراستہ † تھیں حسب اتفاق انگریزوں کے چھوٹی جہاز نے اوس جہاز پر حملہ کیا بادشاہی جہاز میں ایک توپ پھٹ گئی اور انگریز اپنے ہتیار باندھ کر اوس جہاز میں گھس گئی اگرچہ عیسائی تلوار کے دھنی نتھی

† اگرچہ یہہ توپیں هلکی هونگی مگر تعداد اُنکی مبالغہ سے بیان نہیں ہوئی چنانچہ کمپنی کے بعضے بعضے جہازوں پر جو چوہ سو ٹن یعنی سولہ هزار آٹھہ سو من بوجھہ اوٹھاتے هیں ستر ستر توپیں چڑھائی جاتی تھیں—میکفرس صاحب کے رسالہ تجارت هند صفحہ ۱۳۳ کو دیکھو

مگر بدانتظامي کے باعث سے اوس جہاز پر قابض ہوگئی وقوع واقعہ پر اورنگ زیب نے یہہ حکم صادر کیا کہ جو جو انگریزي کوٹھي والی ہماري بندرگاهوں میں تجارت کا کاروبار کرتے ہوں پکڑے جکڑے جاویں اور حبشیوں کو یہہ ہدایت کي گئي کہ بمبئي کو انگریزوں سے خالي کراویں *

انگریزوں نے یہہ انتقام اُس کا لیا کہ بادشاہي ملازموں کو پکڑا اور خافي خاں کے بقول اُن حبشیوں نے بھي انگریزوں سے واسطہ علاقہ نتوڑا اس لیئے کہ اُنکے آپسمیں میں میل جول کي رسم جاري تھي یہانتک کہ گجرات کے نایب سلطنت نے خود خافي خاں کو بصیغہ ایلچي‌گري بمبئي کو روانہ کیا خافي خاں لکھتا ہی کہ بڑي قدر و منزلت سے میري آؤ بھگت ہوئي اور جنگي قوت کي بہت سي بھڑک دکھلائي گئی خافي خاں نے پرانے پرانے انگریزوں سے سوال و جواب کیا جو بھاري قیمت کے لباس پہنے ہوئے تھے اگرچہ گاہ گاہ اُس سے بہت کھل کھلاکر ہنسے جو ایسے موقع پر شایاں و مناسب نتھا مگر معلوم ہوتا ہی کہ اُنکي تیز فہمي اور عقل و ہوشیاري کا خیال اُسکي طبیعت پر اچھا بندھا انگریزوں نے شکایت کے جواب میں ظاہر ہی کہ یہہ راست بیان کیا کہ بادشاہي جہاز کو قزاقوں نے لوٹا اور اُنکي جوابدہي ہمارے ذمہ نہیں اور جبکہ یہہ سوال کیا گیا کہ تمنے ہمارے بادشاہ کي قلمرو میں اپنے بادشاہ کے نام کا سکا کسلیئے جاري کیا تو جواب اسکا یہہ دیا کہ ہم تجارت پیشوں کو ایسے ایسے مقاموں میں سودا سلف کرنا پڑتا ہی جہاں تمہارے بادشاہ کا سکا جاري نہیں *

حال اوس تصفیہ کا جو اس موقع پر واقع ہوا بیان نہیں کیا گیا مگر اور مورخوں کے ذریعہ سے یہہ دریافت ہوتا ہی کہ انگریزوں نے کسیقدر روپیہ دینے کا اقرار کیا یعني باہم آشتي ہوگئي *

یہہ بات اچنبھی کي ہی کہ ایسی خفیف معاملہ کو خافي خاں نے بیان کیا جسمیں وہ خود مصروف ہوا تھا اور اون لڑائیوں کے بیان

کو قلم انداز کیا جو سمندر کے دونوں کناروں پر انگریزوں اور عالمگیر کي فوجوں میں واقع هوئي تهیں اور کمپني کي تاریخ میں اونکو بڑي قدر و منزلت کا سمجها گیا خافي خاں نے اون بے هنر مخالفوں کي آینده قدر و مرتبه کو بچشم عبرت ملاحظه نکیا که وه کیسی هنر مند هو جاوینگے *

بارهوان حصه

اورنگ زيب کے جانشينوں کا بيان

پهلا باب

محمد شاه کي تخت نشيني تک

بهادر شاه کا بيان

جونهي که شاهزاده اعظم نے باپ کي سناوني سني تو باپ کے لشکر ميں واپس آيا اور ايک هفته کے بعد اپنے باپ کي وصيت پر خاک ڈالکر اپني بادشاهي کي منادي پهروائي *

شاهزاده معظم نے بهائي کي نسبت عمده وجوهات کے بهروسے سهارے شهر کابل ميں تاج سلطنت کو سرفرازي بخشي اور بهادر شاه کا خطاب اختيار کيا غرض که بقول آسکے که دو بادشاه درا قليمے نگنجند دونو مدعي بادشاهوں نے هتياروں کے ذريعه سے اپنے دعووں کے قيام و استحکام کي طياريان کيں اور باوصف اِس کے که سلطنت کا حال بغايت پتلا تها بڑي بڑي فوجيں اکٹهي کرکے جنوب آگره کے متصل باهم مقابل هوگئے حاصل يهه که ايسي بڑي لڑائي پڑي که اعظم شاه اور اس کے دو جوان بيٹے مارے گئے اور چهوٹا بيٹا شير خوار آس کا گرفتار آيا يهه مقتول شاهزاده ايسا مغرور و متکبر تها که آس کے غرور و نخوت سے اکثر سردار آس کے ناراض تهے چنانچه منجمله آن کے اسد خاں اور اُس کا بيٹا ذوالفقار خاں اس کي فوج سے علاحده هوگئے تهے اور لڑائي کا تماشا ديکهتے تهے اور جب که ماه جون سنه ١٧٠٧ع مطابق ربيع الاول سنه ١١١٩ هجري ميں لڑائي کا خاتمه هوچکا تو آن دونوں باپ بيٹوں نے اطاعت کا پيغام بهيجا چنانچه بهادر شاه لطف و عنايت سے پيش آيا اور بڑے مرتبه پر آن کو پهونچايا اور علي هذالقياس اعظم شاه کے اور رفيقوں سے

بھی یہی معاملے برتے مگر خاص منعم خاں کے صدق و وفا پر معتمد رہا جو کابل میں بڑا سودار آس کا تھا یہاں تک کہ وہی وزیر اس کا ہوا اور یہہ منعم خاں بھی بڑا لایق فایق اور نہایت نیک نیت اور پاک طینت وزیر تھا اور جو کہ بادشاہ میں سرعت غضب کے علاوہ کوئی عیب و عار نہ تھا تو آس کی تخت نشینی کو رعایا کے بڑے حصے نے بہت مبارک سمجھا جو اورنگ زیب کے تعصبوں اور سخت ضرر رسانیوں سے کسی قدر نجات و تشفی کی متوقع تھی اور یہہ بھاری نقصان آن پر آس کی سینہ زور لڑائیوں کی وجہہ سے عائد ہوتے تھے *

اگرچہ شاہزادہ کام بخش اپنی اصل و طبیعت سے خود بین و خود پرست اور درشت طبیعت اور نہایت بد مزاج تھا اور باوصف اس کے آس نے اعظم شاہ کی بادشاہی کو تسلیم کیا تھا اور آسکی جاگیر آس پر مضبوط و مستحکم کی گئی تھی مگر بہادر شاہ کی بادشاہت سے منکر تھا بہادر شاہ نے عنایتوں کی مار مار اور نوازشوں کی بوچھار سے بہت کچھہ چاہا کہ وہ آس کا حامی ہو جاوے مگر کچھہ فائدہ حاصل نہوا یہاں تک کہ آس پر فوج کشی ہوئی اور ایک لڑائی میں جو حیدرآباد کے متصل واقع ہوئی تھی شکست فاحش کھائی اور آسی روز اپنے کاری زخموں کی تکلیف و اذیت کے مارے مر گیا یہہ واقعہ ماہ فروری سنہ ۱۷۰۸ع مطابق ذی قعدہ سنہ ۱۱۱۹ ہجری میں واقع ہوا *

دکن کے کاربارون اور راجپوتوں کا بیان

دکن میں موجود ہونے کے باعث سے بہادر شاہ نے یہہ سوچا بچارا کہ مرہٹوں سے کیا معاملہ برتنا چاہیئے اور اون سے کس طرح پیش آنا مناسب ہی اور یہہ وقت وہ تھا کہ آس میں صلح کا کرنا آس وقت کی نسبت زیادہ سہل و آسان تھا جب کہ عالمگیر کے مرنے پر سلطنت کا ڈھنچر بگڑ رہا تھا وفات اورنگ زیب کے زمانہ میں ساہو مرہٹوں کا حقدار راجہ مغلوں کی قید میں مقید تھا اور مرہٹوں کی حکومت کا کاربار آسکے

چچا راجا رام کي بيوه تارا بائي کے اهتمام انتظام سے بخوبي جاري تها اور وه بهي سي اپنے شير خواره بيٹے کے نام سے حکومت کرتي تهي اگرچه مرهٹے لوگ ايک کام کے سردار کے بهم پهونچانے کي ضرورت سے واے گڈه کي فتح کے پيچهے راجا رام کي تخت نشيني پر مايل هوئے مگر اُس کے بهتيجے ساهو کے موروثي استحقاق کو بهولے نه تهے چنانچه جب وه ضرورت باقي نرهي تو ساهو کے باپ دادے کي گدي کو اُس سے خالي ديکهنا گوارا نه کيا اعظم شاه نے ان دعوي داروں کے قصے تضايوں سے فائده اُٹهانا چاها اور جبکه وه معظم شاه کے مقابله کو جاتا تها تو ساهو کو اُسنے رها کيا جو اب جوان هو گيا تها اور يهه اقرار کيا که اگر تو اپنے حق پر قابض هو گيا تو بهت مناسب شرطوں سے آشتي کي جاويگي يهه تدبير اُس نے ذوالفقار خاں کي صلاح و مشورت سے برتي تهي چنانچه تدبير اُس کي راس آئي اور مرهٹے سردار مختلف گروهوں ميں منقسم هوگئے اور بجاے اُس کے که وه اپنے دشمنوں يعنے مغلوں کو مغلوب کريں جو بهت زياده مقابله کے قابل نرهے تهے خود آپسميں لڑنے بهڑنے لگے اور ايسے وقت ميں که مغلوں کي سلطنت نهايت کمزور اور ناتوان هوگئي تهي کسي قسم کا نقصان اُن کو نه پهونچايا اور جب که بعد اُسکے بهادرشاه مرهٹوں پر ملتفت هوا تو ساهو کا غلبه ملکي نزاعوں ميں غالباً معلوم هوتا تها اور ذوالفقار خاں نے جو آج کل بادشاهي عنايتوں کا منظور نظر تها يهه چاها که اورنگ زيب کي پيش کرده مراعاتوں اور عنايتوں کے بموجب مرهٹوں سے آشتي کي جاوے مگر منعم خاں نے شرطوں کو منظور کرکے تارا بائي سے آشتي چاهي اور شرايط مقرره کا عنايت کرنا اُسي کے ليئے تجويز کيا چنانچه انجام اُس کا يهه هوا که آشتي کے مقدمه ميں جو خط کتابت هوئي تهي وه بالکل ضايع گئي اور وه سعي مشکور نه هوئي جب که بهادر شاه دکن سے روانه هوا تو دکن کي نيابت ذوالفقار خاں کو عنايت فرمائي مگر جو که وه سردار اپني حسن لياقت

کے باعث سے بقول اُس کے کہ * ای روشني طبع تو برمن بلا شدي * دربار میں حاضر رہنے سے محفوظ و مامون نہ رہ سکا تو بادشاہ نے اوس کو طلب فرمایا چنانچہ ذوالفقار خاں داؤد خاں پنی کو جسنے عالمگیر کي لڑائیوں میں آپ کو مشہور و ممتاز کیا تھا اپني جگہہ چھوڑ کر روانہ ہوا اور داؤد خاں نیابت کا کام اس کي جگہہ کرتا رہا *

داؤد خاں نے ذوالفقار خاں اپنے اعلی افسر کي تدبیروں کا اتباع کیا اور ساہو راجہ سے ذاتي عہد نامہ ٹھہرایا چنانچہ اُس نے یہہ اقرار کیا کہ جب تک میں دکن کا نایب رہونگا تب تک دکن کے محاصل سے اِس شرط پر چوتھہ دیا کرونگا کہ ملک کا محاصل میرے لوگ اکٹھا کرینگے اور تمہارا دخل و تصرف نہوگا *

یہہ انتظام ایسا معقول ہوا کہ آسکي بدولت بہادر شاہ کي سلطنت کے آخر تک تمام دکن میں امن امان قایم رہا اور بادشاہ کے خیالوں کو یہہ فرصت ہاتھہ آئي کہ اب وہ اور جانب کو متوجہہ ہووین جہاں آسکي سعي و کوشش کي ضرورت دکن کي نسبت کچھہ کم نہ تھي چنانچہ جب وہ کام بخش کے دبانے کو جاتا تھا تو آسنے راجپوتوں سے تصفیہ کرنا چاہا تھا اور اودےپور کے راجہ سے عہد نامہ کیا تھا جسکے ذریعہ سے وہ ملک آسکو واپس دیا جو آس سے چھینا جھپٹا گیا تھا اور وہاں کي مذہبي رسموں کو ویسا ہي جاري کیا جیسي کہ اکبر کے عہد دولت میں جاري ساري تھیں اور راجہ کو اس پابندي سے آزادي بخشي کہ دکن کي لڑائیوں میں فوج کي مدد دیا کرے بلکہ حقیقت میں خود مختاري آس کو بخشي اور نام کي اطاعت باقي † رکھي بعد آس کے مارواڑ کے راجہ اجیت سنگھہ سے آنھیں شرطوں پر عہد نامہ کیا مگر امدادي فوج کي اطاعت کو قایم رکھا اور جیپور کے راجہ جے سنگھہ پر بڑي کڑي کڑي شرطیں لگائیں اور وجہہ آس کي یہہ تھي کہ اُس راجہ نے اگرچہ

† کرنیل ٹاڈ صاحب کي تاریخ راجستان جلد ایک صفحہ ۳۶۵

خود مختاري کا دعوی نه کیا تها مگر حال کي ملکي لڑائي میں اُسکے مخالف یعنے اعظم شاہ سے موافق هو گیا تها چنانچه اُسکي دارالریاست میں سپاهیوں کا ایک بڑا گروہ اپنا چهوڑا اور اُس امدادي فوج کي حکمراني اُس سے متعلق تو کي جو بادشاهي فوج کے همراہ گئي تهي مگر معلوم هوتا هی که اُس کي خاص ریاست میں تمام اختیار اُسکا ضبط کیا تها اور جب که یورش کے زمانه میں بادشاهي فوج نربدا پر پهونچي تو اجیت سنگهه بهي کسي وجهه سے ناراض هو گیا تها یہاں تک که یهه دونو راجے اپني اپني فوجیں لیکر الگ هو گئے اور بهادر شاہ کے مقابله پر متفق هوئے اور جوں هي که دکن کا قصه کام بخش کے مرنے پر طے هوچکا تو بهادر شاہ نے ان راجاؤں کے اتفاق توڑنے پر التفات اپنا مصروف کیا مگر راجپوتوں کي مملکت میں اب تک نه پهونچا تها که ناگاہ اُس کو یهه پرچا لگا که سکهوں نے سهرند پر قبضه کیا اور پنجاب کا ایسا حال سنا که اُسکو راجپوتوں کے مقدمه میں مجوزہ تدبیر کي تعمیل و تکمیل کي فرصت نه ملي † *

حالات مذکورہ بالا کے لحاظ سے بادشاہ نے راجپوتوں سے آشتي چاهي مگر راجپوتوں کي فریبي چالوں کا کهتکامانع مزاحم هوا چنانچه خود نگیا بلکه اپنے بیٹے عظیم‌الشان کو دونوں راجاؤں سے ملاقات کے لیئے ایک مقام معین پر جانے کو روانه کیا جو بادشاهي فوج کے رسته پر واقع تها اور وہ راجه اپني فوجوں سمیت وهاں موجود هوئے غرض که ساري درخواستیں اون کي منظور کي گئیں اور غالباً اون کو بهي ایسي معقول صورتوں میں چهوڑا گیا جیسیکه اودے پور والے کو چهوڑا تها یهه آشتي سنه ۱۷۱۹ع مطابق سنه ۱۱۲۱هجري میں واقع هوئي *

---

† سکات صاحب کا ترجمه سرگذشت ارادت خاں صفحه ۵۸ اور ٹاڈ صاحب کي تاریخ راجستان جلد دو صفحه ۷۷

سکھوں کے فسادوں کا بیان

سکھوں کی قوم جن پر بادشاہ نے بضرورت فوج کشی کی تھی وہ اصل و حقیقت میں ایک مذہبی فرقہ تھا اور اُس زمانہ میں قوم اُنکی بنتی جاتی تھی اور ہمارے وقتوں میں ہندوستان کی ریاستوں میں سے بڑے جاہ و جلال اور شان و جمال کو پہونچی *

بنیاد اِس فرقہ کی گرو نانک نے ڈالی تھی جو پندرھویں صدی کے آخر میں بڑی ٹیپ ٹاپ سے نمایاں ہوا اور سائیں کبیر کا چیلا تھا اگرچہ ہندوانی توحید کا قایل تھا جس میں پیغمبروں کا واسطہ مانا نہیں گیا مگر خاص اُسکا مسئلہ یہہ تھا کہ سارے مذہبوں کو گوارا رکھنا اور کسی سے مذہبی پرخاش نکرنا عین صواب ہی اور یہہ بھی قول اُس کا تھا کہ خداتعالی کو پوجنا تو فرض و لازم ہی مگر طریقوں کی حفظ و مراعات چنداں ضروری نہیں اور ہندو مسلمانوں کی پرستش خدا کے نزدیک مساوی ہی † اس مذہب کے خلاصہ سے جو صلح کل کا مضمون ہی یہہ پوری توقع تھی کہ اہل و اتباع اُس کے تمام انسانوں سے امن و امان میں رہینگے مگر منجملہ مسلمانوں کے ایسے لوگوں کو یہہ نیافی جوانمردی اور مرنج و مرنجاں کا مضمون نہایت ناپسند ہوا جو بغایت متعصب اور کمال متعسف تھے چنانچہ جب یہہ فرقہ ایک صدی سے زیادہ چپ چپاتے ترقی پکڑتا گیا تو مسلمانوں کو رشک و حسد پیدا ہوا یہاں تک کہ اس فرقہ کا گرو اکبر بادشاہ کے سال انتقال کے اندر اندر سنہ ۱۶۰۶ میں مارا گیا ‡ اور جوں ہی کہ یہہ ستم واقع ہوا تو وہ فرقہ ایسے بے نفس لوگوں سے جو کسی کے ضرر کو گوارا نرکھیں اور امن و امان کو پسند کریں ایسی نڈر لڑاکا بنکئے جو دین کی بات پر جان کھونے

---

† پروفسر ولسن صاحب کا بیان مندرجہ تحقیقات ایشیا جلد ۱۷ صفحہ ۲۳۳

‡ سرجان مالکم صاحب کا بیان مندرجہ تحقیقات ایشیا جلد گیارھویں صفحہ ۲۱۲

کو نخر اپنا سمجھیں چنانچہ اُنھوں نے گرو ہرگوبند کے وقتوں میں
جو اُن کے مقتول گروکا بیٹا تھا ھتیار باندھکر انتقام کے لینے پر کمر باندھي
گرو ھرگوبند نے ظالموں کي نفرت حقارت اور اپني ایسي طبیعت کے
زور شور سے جو انتقام لینے پر بہت مائل تھي اُنکو مستعد و آمادہ کیا
غرض کہ جب وہ علانیہ مغلوں کي سلطنت کے دشمن ھوگئے تو لاھور کے
گرد و نواح سے سکھوں کو خارج کیا گیا جہاں آج تک اُن کا بڑا ٹھکانا
تھا یہاں تک کہ شمالي پہاڑوں میں پناہ جوئي پر مجبور ھوئے † اگرچہ
وہ لوگ آپس میں لڑتے جھگڑتے رھے مگر مسلمانوں سے مخالفت کیئے
گئے اور اپني جنگي عادتوں کو جب تک جاري رکھا کہ سنہ ۱۶۷۵ ع
میں گرو ھرگوبند کا پوتا جو نانک سے سلسلہ میں دسواں گرو ھوتا تھا
اُس کي گدي پر بیٹھا اسي گرونے پہلے پہل یہہ تجویز کي کہ سکھوں
کي مذھبي جماعت کو سپاھیانہ جمہوري سلطنت بناوے چنانچہ
اُس نے اپنے ارادے کو ایک یوناني مقنن کے طور طریقوں پر پورا کیا
گروگوبند نے اپنے لوگوں کي تعداد بڑھانے کي غرض سے ذات و قوم کا
امتیاز اُٹھایا چنانچہ مسلمانوں اور برھمنوں اور چنڈالوں کو جو جو
لوگ اُس کے مرید و معتقد ھوئے برابر تسلیم کیا اور اُن کے اتحاد و اتفاق
کے لیئے ایک طرح کا پیرایہ اور خاص خاص طور و طریقے مقرر کیئے جنکے
ذریعہ سے تمام اتباع اُس کے جہان کے لوگوں سے ممتاز ھوئي یہہ قاعدہ
ٹھہرایا کہ ھر مرید اُسکا اپنے روز ولادت سے یا روز ارادت سے سوگندي سپاھي
بنارھی اور کسي نہ کسي طرح ھمیشہ پاس اپنے لوھا رکھے اور نیلے کپڑے
پہنے اور داڑھي اور سر کے بالوں کو بڑھنے دے اور بدن کے کسي بال کو
الگ نکرے *

ھندوؤں کے دیوتوں کي تعظیم اور برھمنوں کا ادب قایم رکھا اور
گاؤکشي کي سخت ممانعت کي اور کھانے پینے کي تفریق و ممانعت

---

† سرجان مالکم صاحب کي تاریخ کا صفحہ ۲۱۴

کو موقوف کیا اور پرستش کے معمولی طریقے چھوڑے اور سلام کا نیا ڈھنگ نکالا اور شادی غمی کے جلسوں میں نئی نئی رسموں کو رواج دیا † غرض کہ یہہ تبدیل ایسی موثر پڑی کہ باوصف اس کے بہتسی خصوصیتیں متروک ہوگئیں اب بھی اُن کی چال ڈھال میں ایسی بو باس پائی جاتی ہی جیسے کہ ہندوستان کی اور اصلی قوموں سے مترشح ہوتی ہی چنانچہ دراز قامت اور دبلے چہرے اور باوصف شمالی قوم ہونے کے گندم گوں اور چابک سوار اور توڑہ دار بندوق کے دھنی ہوتے ہیں اور سب لوگ اُن کے اب بھی سپاہی تو ہیں مگر دینی حرارت باقی نہیں اگرچہ طور طریق اُن کے معقول نہیں مگر اکثر خوش مزاج اور صحبت کے قابل اور ہر قسم کے لطف و لذت پر مایل ہیں *

گرو گوبند کے وقتوں میں رنگ ڈھنگ اُن کے مختلف تھے چنانچہ وہ لوگ اُس وقت میں دین و مذہب کی حرارت اور دین کے مشغلوں سے نفرت حقارت رکھتے تھے اور اپنے معاملہ کی ترقی کامیابی کی غرض سے ہر کام میں پڑنے اور ہر طرح کی مصیبت اٹھانے پر آمادہ رہتے تھے مگر اُن تدبیروں کی تکمیل و تعمیل کے لیئے تعداد اُن کی کافی وافی نہ تھی جو مسلمانوں کی پاداش و تدارک کی غرض سے سوچی بچاری تھیں چنانچہ جب مدت کے قصے قضایوں کے بعد گرو گوبند کا یہہ حال ہوا کہ اُس کے قلعے چھن چھنا گئے اور ماں اور جورو بچے اُس کے گردن مارے گئے اور کچھہ اتباع اُس کے کام آئے اور تھوڑے سے زخمی ہوگئے اور بعضے ہمت ہار کر بیٹھہ رہے تو عقل اُسکی بوڑھی نرھی اور بات اُس کی بگڑ گئی اور اب وہ ایسا بودا ہوگیا تھا کہ اُس کو مغلوں کی قلمرو میں بلا تکلف داخل ہونے کی اجازت

† سرجان مالکم صاحب کا بیان مندرجہ تحقیقات ایشیا جلد گیارھویں صفحہ ۲۱۹ و ۲۲۰ و ۲۸۳ و ۲۸۸

دیگئی اور مقام نادیر واقع دکن میں ایک ذاتی دشمن کے ہاتھہ سے مارا گیا † *

اگرچہ بعض وقتوں میں یہہ بات بجاے خود ممکن ہی کہ کسی سر سبز مذہب کی بیخ و بنیاد اوکہاڑی جاوے مگر وقوع اُس کا ایک بڑی مدت کے مستقل زور و ظلم سے متصور ہوتا ہی اور یہہ بات مغلوں کی سعی و کوشش سے اِس لیئے ممکن نہ تھی کہ اُن کی خاص قلمرو میں شور و فساد کے ہنگامے برپا رہتے تھے اور حکومت نہایت کم زور ہوگئی تھی *

مغلوں کے زور و ظلم سے سکھوں کی دینی حرارت دوگنی مشتعل ہوئی اور اُن کے دلوں میں انتقام کا ارادہ گہرا بیٹھا اور بڑے غیظ و غضب سے نمایاں ہوا چنانچہ وہ لوگ ایک نئی سردار بندو نامی کے تحت حکومت ہوکر جس نے جنم سے سادہ سنتونمیں پرورش پائی تھی اور مزاج کا سفاک اور نہایت دلیر و دلاور تھا اپنے اپنے گہروں گوشوں سے نکلے اور پنجاب کے مشرق کو پایمال کیا اور جہاں جہاں اُن کا قدم گذرا وہاں ایسی ایسی بے رحمیاں برتیں جو کانوں سنیں نہ آنکھوں دیکھیں مسجدوں کو مسمار کیا اور ملاؤں کو گردن مارا اور اُن کے غیظ و غضب کو اصول مذہب کی مراعات اور عورت بچوں کا ترس اور بڑے بوڑھونکا ادب نہ روک سکا غرض کہ بڑی سنگدلی بیرحمی سے شہروں کو برباد کیا اور شہر والوں کو ہلاک کیا یہاں تک تازہ مردوں کو اُن کی قبروں سے نکال کر گوشت اُن کا چیل کووں کو کہلایا *

بڑا مقام اِن زور ظلموں کا وہ سہرند تھا جس کے حاکم کو ایک قایم لڑائی میں سکھوں نے شکست فاحش دیکر اُس پر قبضہ کیا ایسی ایسی

† سرجان مالکم صاحب کا بیان اور فارسٹر صاحب کا سیاحت نامہ صفحہ ٢٦٣ اس مورخ نے بیان کیا کہ گرو گوبند مغلوں کی ملازمت میں تہوڑی سی فوج کا حاکم ہوگیا تھا اور اسباب کو خانی خاں نے استحکام دیا

تباهیاں تمام اُن ملکوں میں واقع هوئیں جو ستلج اور جمنا کے مشرق میں واقع هیں جن میں سے سکهه لوگ گذر کر سهارنپور تک پہونچے تهے چنانچه جب خاص خاص مقاموں کے حاکموں نے لاگ ڈانٹ اُنکی کی تو اودهیانه اور پہاڑوں کے درمیان اُس ملک میں چلے گئے جو ستلج کے بالائی حصه کے کنارے پر واقع هیں معلوم هوتا هی که یهه ملک اُس زمانه میں اُن کا بڑا ٹهکانه تها اور وه ملک اُن کی حالت کے لیئے اس لیئے مناسب تها که جب کشاده ملکوں کے چهوڑنے پر مجبور هوتے تهے تو کمال آسانی سے وهاں چلے جاتے تهے اِس موقع پر بہت دنوں تک پہاڑوں میں چهپے نرهے چنانچه آینده یورشوں میں تاخت تاراج کو بڑی فراخی بخشی اور ملکونکو ایسی بڑی وسعت سے لوٹا که ایک جانب کو لاهور کے قرب و جوار تک اور دوسری جانب کو خاص دلی تک خاک سیاه کیا † *

غارتگریوں مذکوره بالا کے وقوع سے بهادر شاهٔکو بذات خود مقابله کرنے کی ضرورت پڑی چنانچه اُس نے بہت جلد اُنکو اُن کی حدوں کے اندر بهگایا اور پہاڑوں سے پناه جوئی پر مجبور کیا مگر باوجود اِس کے مطیع و محکوم اُس کے بخوبی نهوئی تو اُن کے لیئے بڑی بڑی کوششیں کرنی گئیں اور جب که بندو مجبور هوکر کسی قلعه میں پناه گزیر هوا تو باد شاه نے صرف قحط کی امداد و اعانت سے فتح کی توقع کی چنانچه پورا محاصرا کیا گیا اور ایک مدت اُس میں صرف هوئی اگرچه سکهوں نے بهوک پیاس کی سختیاں اُٹهائیں اور بہت سے بهوکے پیاسے مرگئے مگر اُس قلعه کی حفاظت کیئے گئے اور جب که مقابله سے مایوس هوئی تو سخت مایوس هوکر قلعه سے نکلے اور جان توڑکر ٹوٹ پڑے

---

† سکهوں کا سهارنپور تک پہونچنا سرجان ملکم صاحب اور فارسٹر اور خافیخاں تینوں کی تاریخوں سے لیا گیا اور باقی آینده حالات اُن کے صرف خافیخاں کے بیان سے لیئے گئے

چنانچه اِس دلیرانہ مہم میں بہت سے سکھہ کام آئے اور مسلمانوں نے بلا آیندہ مقابلہ کے قلعہ پر قبضہ کیا منجملہ اُن کے ایک آدمي کو جو سردار اُن کا معلوم ہوا اور اُسنے اپني اِمتیاز و شہرت میں ہر قسم کي جد وجہد اِنتہائي تھي گرفتار کرکے بڑي دھوم دھام سے بادشاہ کي خدمت میں روانہ کیا اور جبکہ وہ بادشاہ کے لشکر میں داخل ہوا تو چھان بین کے بعد اُس کي یہہ حقیقت دریافت ہوئي کہ وہ ایک چیلا ہی جسنے اپنے گرو کي حفظ حراست کي نظر سے جان اپني گنواني منظور کي اور عین دھاوے کے وقت اپني جان بچاکر بندو بھاگ گیا اگرچہ بادشاہ کو اُس چیلے کي جانثاري اور وفاداري سے نہایت حیرت ہوئي مگر یہہ جوانمردي نکي کہ جان اُسکي بخشدے بلکہ اُس اسیر پنجہ بلا کو لوھے کے پنجرے میں بند کرکے دلي کو روانہ کیا *

بعد اُسکی بادشاہ اُن کي تاک جھانک اور اُن کي غارتگري کي روک تھام کي غرض سے لاھور میں واپس آیا مگر یہہ مطلب پورا پورا حاصل نہوا تھا کہ بہادر شاہ اپني عمر کے اِکتھرویں برس قمري اور سلطنت کے پانچویں برس ماہ فروري سنہ ۱۷۱۲ع مطابق محرم سنہ ۱۱۲۴ ھجري میں جہان فاني سے گذر گیا تو سکھوں نے پھر غلبہ پکڑا *

بہادر شاہ کي وفات پر یہہ معمولي نتیجہ مترتب ہوا کہ اُسکی بیٹوں میں تخت نشیني کي بابت قصی قضائی قایم ہوئی چنانچہ بڑے بیٹی کي نالیاقتي سے جو بعد اُسکی جہاندار شاہ کے نام سے پکارا گیا دوسرے بیٹی عظیم الشان کو بڑي فوقیت حاصل ہوئي اور جوکہ ساري فوج اور اکثر امیروں نے اُسکي اعانت کي تو یہي معلوم ہوا کہ اُسکو اپنے حریفوں پر وہ سبق و فوقیت حاصل ہے جسکا مقابلہ متصور نہوگا *

اُسکے تینوں بھائیوں نے اپنے فائدوں کي نظر سے باھم اتفاق کیا چنانچہ وہ غالب آئی اور عظیم الشان ناکام رہا اگرچہ ذوالفقار خاں کے سمجھانے بوجھانے اور اُسکی جھوٹے جھوٹي وعدوں کے باعث سے جسکو

لگانے بجھانے کا اور سازش کرنیکا شوق ذوق اب تک چلاجاتا تها جیسے که
پہلے وقتوں میں پیش نظر رہتاتها اُن کے آپس میں چندے باهم اتفاق رها
اور وه بهي تهوڑے دنوں کے واسطے تها اِس لیئے که عظیم الشان کي شکست
اور وفات تکباقي رها مگر تهوڑے دنوں بعد آپس میں دوبهائي مخالف
هوئے اور جب ایک بهائي نے دوسرے بهائي پر فتح پائي تو تیسرے بهائي
نے فیروز مند بهائي پر روز فتح سے اگلي صبح کو حمله کیا مگر میدان میں
مارا گیا اور جب کوئي وارث نرها تو بقول اُس کے که هنرمنداں بمیرند
و بے هنراں جاے ایشان گیرند جهاندار شاه بلا تکرار و حجت تخت
نشین هوا یهه واقع مئي یا جون سنه ۱۷۱۲ ع مطابق جمادي الاول سنه
۱۱۲۴ هجري کو وقوع میں آیا *

جهاندار کي سلطنت کا بیان

جب که جهاندارشاه تخت پر بیٹها تو ذوالفقار خاں کو وزیر اپنا
مقرر کیا اور وجهه اُس کي یهه تهي که اُس مکار ولایق سردار نے
مذکورالصدر قصه کے زمانه میں جهاندار شاه کي اعانت کي تهي اور اِس
اعانت کي وجهه یهه تهي که اُس شاهزاده کي خراب عادتوں اور برے
کوتکوں سے یهه سمجها تها که ایسے نوي وزیر کے هاتهوں میں بطور ایک
چلتي پهرتي کل کے رهنے کے لیئے نهایت مناسب هے چنانچه مراد
اُس کي پوري هوئي اور آغاز کار سے اوسنے حکومت میں دخل و تصرف
کرنا شروع کیا اور خود بادشاه سے بغرور نخوت پیش آیا اگر جهاندار شاه
ایسا هوتا که اپني جهالتوں حماقتوں سے اپني قدر و منزلت کو خاک
مذلت میں نه ملاتا اور اپني پیاري معشوقه کے رشته داروں کي مراعات
و مروت نکرتا اور اپنے امیروں کو نه بگاڑتا تو ذوالفقارخاں کو یهه جرات
نهوتي که وه بے ادائي سے پیش آتا یهه بادشاه ایک بیسوا پر مرتا تها
اور اوسکي خاطر سے اوسکے رشته داروں کو جو ذلیل حقیر اور رزیل
و فرومایه تهے بڑے بڑے عهدوں پر معزز و ممتاز کیا تها اور خاندانی

شريفوں اور پرانے اميروں کو محروم رکہا تہا علاوہ اوس کے اون کم ظرفوں نے ايسي اوبلتي چاتی تہي که اميروں سے کہچ ادائي کرتے تھے اور طعن و تشنيع سے پيش آتے تہے اور بادشاه کي جانب سے روک توک اون کي نہوتي تهي اگرچه اِن ناشايسته حرکتوں سے امير اوس کے متنفر هوئی اور اوس کي اعانت سے طرح ديگئی مگر ذوالفقار خاں کے ظلم و غرور کو بهي اوتہا نسکے جو اب هر پايه کے لوگوں سے برتا جاتا تها اگر سب لوگوں کا اِلتفات ايک بيروني خطره پر مائل نہوتا تويهي غالب تها که وه امير اپني نارضامندي اور دلگرفتگي کي ضرورت سے بغاوت پر علانيه آماده هو جاتے *

جہاندار شاه نے پہلے پہل يهه برا کوتک کيا که بادشاهي نسل کے شاهزادوں کو ڈهونڈ ڈهونڈ کر قتل کرايا اور منجمله اون شاهزادوں کے جو اوسکے زور ظلم سے محفوظ و مامون رهے فرخ سير عظيم الشان کا بيتا تها جو بهادرشاه کے مرتے دم بنگاله ميں موجود تها يهه شاهزاده بهادرشاه کے انتقال اور اپنے باپ کي تباهي کے بعد ـ سيد حسين علي خاں سے ملتجي هوا اور اوسکي وفاداري اور رفاقت و شفقت کا دامن پکڑا جو صوبه بہار کا حاکم اور اوسکی باپ کا بڑا رفيق تها چنانچه حسينعليخاں نے اوس کے مقدمه ميں تائيد اور اوسکی فروغ و ترقي کي تدبير کي اور اپنے بهائي عبدالله خاں حاکم الهآباد کو بهي سمجها بوجها کر فرخ سير کا حامي بنايا حاصل يهه که فرخ سير نے ان اميروں کي امداد و اعانت سے ايک فوج الهآباد ميں فراهم کي اور جو فوج اوسکے دبانے کو جهاندارشاه نے روانه کي تهي اوسکو مار پيٹ کر پچهلے پيروں بهگا ديا اور رفته رفته آگره کے قرب و جوار تک پهونچا جهاں جهاندار شاه اور ذوالفقار خاں کے ستر هزار آدميوں سے مقابله پيش آيا يکم جنوري سنه ۱۷۱۳ع مطابق ۱۵ ذي الحجه سنه ۱۱۲۴ هجري کو ايسي کڑي لڑائي پڑي که دونوں فريق اچهي طرح سے ٹوٹ کر لڑے اور حسين عليخاں فرخ سير کا حامي عين

میدان میں مردہ سمجھہ کر چھوڑا گیا مگر انجام اسکا یہہ ہوا کہ باغیوں کو کامیابی نصیب ہوئی اور بادشاہ بھیس بدلکر دلی کو بھاگا اور ذوالفقار خاں باقی فوج اپنی لیکر دلی کو چلتا ہوا اور جبکہ بادشاہ دلی میں پہونچا تو اسد خاں والد ذوالفقار خاں کے گھر میں بے تکلف چلا گیا اسد خاں پرانے پاپی نے اُسکو نظر بند کیا اور جب ذوالفقار خاں آیا تو اُسکو سکھا پڑھا کر اسبات پر راضی کیا گو وہ پہلے پہل اسپر راضی نہوا تھا کہ اپنی اولوالعزمی کی کل یعنی جہاندار شاہ سے کنارہ کش ہوکر اُسکو نئی بادشاہ کے حوالہ کرے اور پرانے بادشاہ کے خون کے وسیلہ سے نئی بادشاہ سے آشتی حاصل کرے *

جبکہ فرخ سیر دلی کے قریب آپہونچا تو دونوں باپ بیٹے حصول ملازمت کے واسطے حاضر آئے اور اپنے آقاے بدبخت کو بطور نذر و تحفہ کے پیش کیا حاصل یہہ کہ فرخ سیر نے اسد خاں کی جان بخشی کی اور ذوالفقار خاں اُسکے بیٹے کو تمام عمر کی دغابازی اور خود کامی کے پاداش و تدارک میں جانسے مارکر اس قابل نرکھا کہ بادشاہی ڈیرون سے صحیح سلامت گھر کو چلا جاوے اور اُسکے آقاے بدبخت کو بھی اُسی دن یعنی چہارم فروری سنہ ۱۷۱۳ع مطابق ۱۷ محرم سنہ ۱۱۲۵ هجری کو قتل کرایا اور بعد اُسکے اور بہت سے لوگوں کو بھی گردن مارا *

فرخ سیر کی سلطنت کا بیان

جیسا کہ قیاس کا مقتضی تھی کہ فرخ سیر کی تخت نشینی سے اُس کے حامیوں اور مطیعوں کو بڑے بڑے مرتبے حاصل ہوئی ہونگے ویساہی ظہور میں آیا چنانچہ حسین علیخاں کا بڑا بھائی عبدالله خاں وزیر اُسکا مقرر ہوا اور حسین علیخاں نے امیرالامرائی کے عہدہ پر سرفرازی پائی جو ساری سلطنت میں دوسرے درجہ کا عہدہ تھا یہہ دونوں بھائی اُن سیدوں کے بڑے معزز خاندان میں سے تھے جو بارھہ میں بستے تھے اور اپنی اصل و سرشت کے باعث سے یہی دونوں بھائی سیدوں کے نام سے هندوستان میں مشہور و معروف ہوئے *

ان دونوں سیدوں کو اپني سعي و خدمت کے معاوضه اور اُس امداد و اعانت کے بدله اور بادشاه کي دوں همتي اور بڑي نیازمندي اور تضرع و زاري سے جسکو اُسنے استعانت کے وقتوں میں برتا تها یهه قوي توقع اور بهت بڑي امید تهي که فرخ سیر کي تخت نشیني پر تمام حکومت کا اختیار اپنے هاتهوں میں هوگا اور بادشاه اپني نمود و نمایش اور درستي و آرایش میں مصروف رهیگا اور مال و دولت کي دهش، اور قدر و منزلت کي بخشش میں اسقدر اختیار اُسکو دیا جاریگا که وه اپنے عزیزوں اور دوستوں کو راضي کرسکے مگر اس انتظام سے نه فرخ سیر راضي هوا اور نه دوست اُسکے خوش هوئے ڈهاکه واقع بنگاله کا قاضي بادشاه کا بڑا معتمد تها جسکو بادشاه نے میر جمله کا خطاب عنایت فرمایا تها اگرچه یهه قاضي بڑي لیاقت کا آدمي نتها مگر اپنے تنگ حوصلوں اور چهوٹے ارادوں کا مستقل تها اور یهه بات اُسکي فرخ سیر کي ایسي کم ظرف طبیعت پر حاوي هونے کے شایاں و مناسب تهي جو بڑے بڑے منصوبے تو درکنار چهوٹے چهوٹے ارادوں میں بهي مضبوط و مستقل نتهي بشرطیکه کوئي امداد اوسکي نکرے بادشاه کو اوس حکومت پر رشک و حسد کا کهانا کوئي بڑا کام نتها جسکے انصرام و اهتمام کي لیاقت خود اوس میں موجود نتهي اور سیدوں کي متکبرانه چال ڈهال سے اونکي ضد و مخالفت کي راه چلنے کے لیئے معقول وجهه هاتهه آئي *

پوشیده مجلسوں میں پهلے پهلی یهه تدبیر اوس نے سوچي که اونکي زور قوت کو بانٹ چونٹ کر گهٹانا چاهیئے چنانچه اس غرض کي تکمیل کے لیئے حسین علیخاں کو مارهواڑ والے اجیت سنگهه کے مقابله پر روانه کیا اور جبهي یهه پیغام اوسکے پاس پوشیده بهیجا که کوئي بات اس سے زیاده ما بدولت کو مقبول و مرضي نهیں که تم حسین علیخاں کا سخت مقابله کرو مگر اس لیئے که حسین علیخاں نے یهه سمجهه لیا تها که بهت دنوں تک لڑائي میں مصروف رهنا اور دربار سے غایب هونا بڑے اندیشه

کي بات هي تو اوسنے شرایط پیش کرده راجه پر کچهه حجت نکي اور لڑائي کو طول ندیا اور جبکه راجه نے مراد اپني پوري دیکهي تو بادشاه کي منفعت کے لیئے نقصان اپنا گوارا نکیا اور بهکاني آپ میں نه پڑا غرض که راجه سے ایسي شرطوںپر آشتي پیدا کي که بظاهر بادشاه کے حق میں عزت و حرمت کے مفید تهیں یعني راجه نے اقرار کیا که تیرے همراه اپنے بیٹے کو دلي کے دربار میں روانه کرونگا اور بادشاه کو ڈولا دونگا *

جبکه حسین علیخاں دلي کو واپس آیا تو درباري لوگوں کي باهمي نااعتمادي زیاده هوئي اور جیسا که بادشاه استقلال همت اور کمال عقل سے معرا تها ویسا هي ایمان و غیرت سے بهي مبرا تها اور اسلیئے وه ایسا پیت باپي تها که اوسکي طرفسے محفوظ و مطمئن رهنا بغایت دشوار تها *

غالب یهه هي که بعضے وجوهات اور عمده علامات سے سیدوں نے یهه قیاس کیا تها که همارے مخالفوں نے هماري جان و مال کا اراده کیا چنانچه اُنهوں نے اپنے محلوں کے آس پاس اپني نوجوں کو جمایا اور دربار کا جانا چهوڑا بعد اسکے جب بادشاه کي نوبت آئي تو وه پریشان و مضطر هوا اور مختلف تدبیروں کے نهایت ساماروں سے خود دارالسلطنت کو پریشاني حاصل هوئي اورکوئي علاج اسکے سوا باقي نرها که ابهي جهگڑا قایم کیا جاوے یا نامرد اب مردوں کي اطاعت کریں غرض که بادشاه کو سمجها بوجها کر یهه اجازت حاصل کي که قلعه مبارک جس میں خاص بادشاهي محل بهي واقع تها سیدوں کے پهرے میں رهے علاوه اسکے خود سید بهي شرایط آشتي کے تصفیه کے لیئے حاضر آئے چنانچه یهه قرار پایا که میر جمله بهار کا حاکم مقرر کیا جاوے اور دربار میں رهنے نپاوے اور عبدالله خاں سے وزارت متعلق رهے اور حسین علیخاں دکن کي حکومت قبول کرے اور فی الفور اپني فوج اوٹهاکر اُس دور دراز صوبه کو چلا جاوے *

جب که بظاهر اتفاق هوگیا اور امن امان قایم رها تو بادشاه کا بیاه راجه اجیت سنگهه کي بیتي کے ساتهه ایسي دهوم دهام سے رچایا گیا که ویسي کرو فر ابتک کسي بیاه میں نهوئي تهي اور راجه اجیت سنگهه نے اپني خود مختار ریاست میں بیتهے بیتهے عین دارالسلطنت میں بات اپني بني هوئي دیکهي جهاں سے عالمگیر کے ظلم و تعدي سے عهد طفولیت میں جان اپني بچاکر بهاگا تها *

بعد اُسکے ماه دسمبر سنه ۱۷۱۵ ع مطابق ذي الحجه سنه ۱۱۲۷ هجري میں حسین علیخاں دکن کو روانه هوا مگر یهه بات اپنے جي میں خوب سمجهه چکا تها که اپني غیر حاضري میر جمله کي حاضري کا ذریعه هوگي چنانچه رخصت کے وقت بادشاه سے اُس نے یهه گذارش کي که اگر خدا نخواسته میرے بهائي کي حکومت میں کسي قسم کا رخنه پڑیگا تو خبر کے پهونچنے سے تین هفتوں کے اندر اندر فوج سمیت آپ کي خدمتگذاري کو حاضر هونگا *

حسین علیخاں کي مصروفي کے واسطے لڑائي کے معمولي اتفاقوں پر بادشاه نے کفایت نه کي بلکه داؤد خاں پني سے ملتجي هوا جو اپنے تهور و شجاعت سے چار دانگ هندوستان میں مشهور و معروف تها اور دکن کي کهانیوں اور کهاوتوں میں اب تک یاد بود اُس کي باقي هی حال اُس کا یهه تها که فرخ سیر کي تخت نشیني کے بعد گجرات کے صوبه پر منتقل کیا گیا تها اور اُس صوبه پر خاندیس کا صوبه بڑهایا گیا تها داؤد خاں کي گرمجوشي حسین علیخاں کے مقابله میں اِسلیئے بهروسے کے قابل تهي که وه ذوالفقار خاں کا خواجه تاش اور پرانا رفیق تها اور حسین علیخاں ذوالفقار خاں کي بربادي کا ذریعه هوا تها غرض که خفیه خفیه داؤد خاں کو یهه هدایت کي گئي که خاندیس کے صوبه میں فی الفور جاوے اور جسقدر فوج اکتهي کرسکے همراه اپنے لیجاوے اور علاوه اس کے مرهتوں اور دکن کے رئیسوں کو حسین علیخاں کے مخالف

بنانے میں رعب داب اپنا برتے اور حسین علیخاں کے ساتھہ مل جاکر کوشش کرنے کے حیلہ سے اُس کی بربادی کو پورا کرے اور جب موقع پاوے تو سب کاموں سے اُس کی تباہی کو مقدم سمجھے مگر احکام مذکورہ بالا کے بجا لانے میں داؤد خاں نے وہ طریقہ برتا جو اُسکی مشہور خصلت کے مطابق و موافق تھا چنانچہ بلاشت اُسنے حسین علیخاں سے بگاڑی اور علانیہ دشمن سمجھہ کر اُس کے مقابلہ کو چلا اور بہت جلد اُس مقابلہ کو میدان کی زور آزمائی پر پہونچایا غرض کہ ایسی تندی تیزی سے حملہ کیا کہ حسین علیخاں کی فوج ادھر اودھر ہونے لگی اور پراگندگی پھیل گئی اور داؤد خاں نے اپنے بھائی بندوں میں سے تین سو تیر والے سورما جوانوں کو انتخاب کیا اور خود حسین علیخاں کی جانب کو سیدھا دوڑا حسب اتفاق ایسے گھمسان کے وقت میں جو تصفیہ کی گھڑی تھی داؤد خاں کے سر میں گولی لگی چنانچہ گولی کے لگتے ہی وہ زمین پر گرا اور اُس کے گرتے ہی لڑائی کا پاسا پلٹ گیا اور جوں ہی کہ اُس کی بی بی نے جو ایک رانی تھی اور خاندیس سے ہمراہ اُس کے آئی تھی خاوند کی سناونی سنی تو فی الفور اُس نے پیش قبض اپنے پیٹ میں مارا اور اپنی جان کو ہلاک کیا یہہ واقعہ سنہ ۱۷۱۶ع مطابق سنہ ۱۱۲۹ ہجری میں واقع ہوا *

بعد اُس کے مرہٹوں کے مقابلہ پر حسین علیخاں روانہ ہوا اور بادشاہ کے ذمہ جسکی بدولت یہہ مقابلہ اُس کو پیش آیا کوئی الزام نہ لگایا † اور اُسی زمانہ میں اُن نزاعوں کے باعث سے جو بہت دنوںسے مسلمانوں میں چلے آتے تھے سکھوں کو زور قوت کے جمانے اور جمعیت کے بڑھانے کا موقع ہاتھہ آیا چنانچہ بندو کنج و گوشہ سے نکلا اور بادشاہی فوج کو شسکت فاحش دیکر پہلے کی نسبت ہموار ملکوں کو بڑے

† بیان مذکورۂ بالا سیرالمتاخرین اور سکاٹ صاحب کی تاریخ دکن سے لیا گیا جنہوں نے خافی خاں سے نقل کیا

غیظ و غضب سے لوت کھسوت کر خاک سیاہ کیا یہاں تک کہ ایک فوج اُس کے مقابلہ پر عبدالصمد خاں کے زیر حکومت بھیجي گئي چنانچہ اُس نے کئي لڑائیوں میں سکھوں کا مونہہ توڑا اور بندو بڑے بڑے سرداروں سمیت اُس کے ہاتھوں میں گرفتار ہوا منجملہ اُن کے بہت سے قیدي مقام جنگ پر قتل کیئے گئے اور چنے چنے سات سو چالیس آدمي بندو سمیت دلي کو بھیجے گئے بعد اوس کے دلي کے گلي کونچوں میں اونٹوں پر سوار کر کے پھرائے گئے اور حقارت کي غرض اور جھبرے کتوں کے مشابہہ ہونے کي نظر سے کالي بھیڑوں کے چمڑے ایسي طرح پہنائے گئے کہ اُن کے بال اوپر کي جانب کو رہے اور لوگوں کي زبانوں سے کھوتي کھري سنوائي گئي جن کے سننے کے وہ بلاشبہہ شایان و سزاوار تھے مگر جو مکافات اُن کے لیئے تجویز ہوئے وہ اون کے جرموں کي مقدار سے بہت زیادہ تھے اگرچہ وہ جرم بھي بجاے خود بہت بڑے تھے چنانچہ سات دن تک تھوڑے تھوڑے کر کے گردن مارے گئے مگر وہ نہایت مستقل رہے اور جبکہ جان بخشي کے عوض میں تبدیل مذہب کي درخواست ہوئي تو بڑي حقارت سے پیش آئے اور اپنے دین پر نثار ہوئے *

بندو کو زیادہ ظلم و عذاب کے واسطے باقي رکھا چنانچہ زربفت کي پوشاک اُس کو پہناکر اور لال پگڑي بندھواکر لوھے کے پنجرے میں بند کیا اور تماشائیوں کو اُس کا تماشا دکھلایا اور ایک جلاد اُسکے پیچھے ننگي تلوار اوٹھاکر کھڑا ہوا اور چاروں طرف اُس کے چیلوں کے سروں کو بھالوں کي نوکوں پر قایم کیا اور وہ بلي جو ساتھہ اُس کے آئي تھي بھالے کي اني پر اسغرض سےلٹکائي گئي کہ یہہ بات اوسپر واضح ہوجاوے کہ اوس کي ساري چیزیں نیست نابود کي گئیں بعد اوسکے اوس کے ہاتھہ میں ایک تیغہ دیا گیا کہ وہ اپنے شیرخوارہ بچے کو قتل کرے مگر جبکہ اوس نے انکار کیا تو اوسکے بچے کو تکڑے تکڑے کیا اور اُسکا کلیجا نکالکر اوس کے مونہہ پر مارا اور وہ خود گرم گرم سیخوں سے پاش پاش کیا گیا

مگر استقلال اوسکا یہہ تھا کہ اُف سے بھی آشنا نہ ہوا اور اِس بات پرواہ راہ اور فخر کرتا ہوا مرگیا کہ خداے تعالی نے اِسی زمانہ کے زور ظلم کی اصلاح و درستی کے لیئے مجھکو پیدا کیا تھا باقی سکھوں کو جو دور دراز ملکوں میں اب بھی پہلے ہوئے تھے جنگلی جانوروں کی طرح چن چن کر مارا اور یہہ بات اونکو مدت کے بعد نصیب ہوئی کہ پھر زور و قوت سے ظہور کیا اور پھر ملک کی غارتی تباہی میں پڑے *

واضح ہو کہ بہت قوت کے زمانہ میں بھی وہ لوگ بہت کثرت سے نہ تھے اور تھوڑے سے خطے سے آگے خوف ہراس اُن کا شایع ذایع نتھا † مگر وہ سخت دشمن جن سے ملک دکن میں مغلوں کو واسطہ پڑا تھا سکھوں سے بہت مختلف تھے جو عہد نامے کہ داؤد خاں نے دکن سے منتقل ہونے سے پہلے سنہ ۱۷۱۳ع میں مرہٹوں سے کیئے تھے وہ بعد اُس کے قایم نرہے اور جانشین اُس کا چین قلیچ خاں جس نے نظام الملک اور آصف جاہ کے خطابوں سے بڑی شہرت حاصل کی وہ نہایت لایق فایق اور داؤد خاں کی نسبت زیادہ متقنی ہوشیار اور چابک و چالاک تھا اور جو کہ سارے مرہٹوں میں آج کل ہمیشہ کی نسبت قصے قضیئے بڑے زور شور سے افروختہ تھے تو چین قلیچ خاں نے اُن میں سے ناتوان فریق پر نوازش کرنے سے بہزار حکمت و تدبیر اُن کے اندرونی نزاعوں کو بھڑکایا بلکہ اُن کے بہت سے سرداروں کو مغلوں کی امداد و اعانت پر راغب کیا *

اگرچہ ان تدبیروں سے مرہٹوں کی قوت عروج و ترقی سے باز رہی مگر دکن کا امن امان آسکے باز رہنے سے بحال نہوا چین قلیچ خاں کے

† جیساکہ سنہ ۱۸۳۶ع میں اقبال اُنکا بلندی تو پہونچا ویسا کبھی نہیں پہونچا اوراُنکی قلمرو پنجاب اور اُسکے آس پاس کے ملکوں میں محدود ہی تعداد اُنکی پانچ لاکھہ آدمیوں کے قریب پہونچی اور قیاس کیا گیا کہ وہ تیس لاکھہ آدمی اُنکے محکوم ہیں جو اُن کی حکومت سے ہرگز راضی نہیں برنس صاحب کا سیاحت نامہ جلد دو صفحہ ۲۵۶

منتقل هو جانے سے جسکي جگهه پر حسین علیخاں بهیجا گیا وہ تهوڑا فائدہ خاتمه پر پهونچا جو اُسکي تدبیروں سے حاصل هوا تها مرهٹوں کے گروهوں نے بادشاهي قلمرو کو پهلي طرح سے لوٹنا کهسوٹنا شروع کیا اور اُنکے دیهاتوں پر خاص خاص مرهٹوں نے قبض و تصرف کرکے قلعوں کي شکل و صورت اُن کو بخشي جن میں سے باهر نکلکر اُس پاس کے ضلعوں کو لوٹا کرتے تهے § حسین علیخاں کے پهونچنے پر بڑا مفسد وہ سردار تها جو دباري خاندان سے منسوب تها اس سردار نے خاندیس کے صوبه میں مسلسل دیهاتوں پر قبضه کیا تها جن کو لڑائي کي غرض سے نهایت مضبوط و مستحکم بنایا تها اور فسادوں کے مچانے اور قافلوں کے لوٹنے سے هندوستان خاص اور دکن کي بڑي سڑک کو جو سورت کو جاتي تهي معطل و مسدود کیا تها *

داؤد خاں کي شکست کے تهوڑے دنوں بعد ایک بهت بڑي فوج اُن کوتکوں کے تدارک کے واسطے بهیجي گئي جو روز روز ترقي پکڑتے جاتے تهے اور مرهٹوں نے اُس کا مقابله اپني معمولي فند و فطرت سے کیا چنانچه جوں جوں مغل بڑهتے گئے وہ اپنے دیهاتوں کو خالي کرتے گئے اور جوں جوں وہ اُن دیهاتوں سے آگے چلتے گئے ادهر اُدهر سے آکر سونے دیهاتوں کو بساتے رساتے گئے اور دباري خاندان کے سردار نے یهه کام کیا که مکر و حیله کي روسے اُس وقت تک بهاگا که لڑنے کے لیئے ایک مقام اچها تجویز کیا اور اتنا توقف کیا که مخالفوں نے اُس کو جالیا اور یهاں لوگ اُس کے چهوٹے چهوٹے گروهوں پر منقسم هوکر اونچے ٹیکروں اور پهاڑوں کي کهوؤں میں چهپ چهپا گئے جو اس مقام کے آس پاس میں واقع تهے بادشاهي فوج نے مخالف کے بهاگنے کو جیت اپني سمجهکر دماغ اپنا فلک پر پهونچایا اور بهگوڑوں کے پیچهے پڑ کر اپني صفوں کو

---

§ گرینٹ ڈف صاحب کي تاریخ جلد ایک صفحه ۴۳۱ اور برگز صاحب کا ترجمه سیرالمتاخرین کا جلد ایک صفحه ۱۲۱

توڑا مگر مرہٹوں نے یہہ ہوشیاري برتي کہ اُنکو پہاڑوں اور کہوؤں میں یہاں تک بیٹھنے دیا کہ بعد اُس کے فراہم ہونیکي توقع باقي نرہے اور جب کہ کام اُن کا پورا ہوا تو وہ لوگ اُن پر بے طرح ٹوٹ پڑے چنانچہ فوج کے سپہ سالار کو اُس کي فوج کے بڑے حصہ سمیت ایک حملہ میں پاش پاش کیا اور ہتہیار اور کپڑے اور گھوڑے چھینے بدوں ایک آدمي کو بہي جیتا نچہوڑا † غرض کہ اِس فوج کشي کے حالات آیندہ بہي ویسے هي شومي نامبارکي سے واقع ہوئي جیسے کہ آغاز میں پیش آئي اور مرہٹوں نے اپنے مخالفوں کي نالایقي اور نا کردہ کاري کے علاوہ خاص فرخ سیرکي سازشوں سے بہي دلیري دلاوري حاصل کي چنانچہ جب حسین علي خاں نے یہہ دیکہا کہ اب دلي میں بہت دنوں نجانا اپنا ٹل نہیں سکتا تو راجا ساہو سے اسبات پر عہد نامہ کیا کہ سیواجي کے مقبوضہ ملکوں اور اُس کے بعد کے مفتوحہ ممالک کي نسبت تیرا دعوی تسلیم کیا جاویگا اور منجملہ اُن کے جو جو قلعے ہمارے تحت میں آئي ہیں وہ بجنسہ واپس دیئے جاوینگے اور ساري دکن کے محاصل سے تحصیل چوتہہ کي اجازت حاصل ہوگي اور چوتہہ کے بعد جو محاصل باقي رہے گا سردیس مکہي کے نام سے اُس میں سے دہکي بہي دیجاویگي اور یہہ وہ دہکي تھ... . اُس خطے کے تہوڑے حصے سمیت جواب سارا حوالہ کیا گیا کہ اُن کے ... وقت کي خط و کتابت میں خود اورنگ زیب سے طلب کي ‌* مذکورہ بالا کے بدلہ میں ساہو راجا نے دس لاکھہ روپیہ نذر ... کیا کہ مرہٹوں ... سواروں کے دینے کا اور ملک میں امن و امان کے قایم رکھنے ... کے گروہوں ... لوٹ مار کے نقصان کي جوابدہي کا اقرار کیا یہہ عہد ... سنہ ۱۷ ... میں لکھا گیا ‡ *

اگرچہ ساہو اسي زمانہ میں مرہٹوں کي ملکي لڑائي میں غالب تہا مگر اُس ملک کا بہت سا حصہ جو اب عہد نامہ کي روسے خاص

† سیرالمتأخرین جلد ایک صفحہ ۱۴۲

‡ گرینٹ ڈف صاحب جلد ایک صفحہ ۴۴۶

آسي کا تسلیم کیا گیا اُس کے قبض و قابو سے باهر تها یہاں تک که اگر اِس صورت میں ساهو اپنے لوگوں کي لوت مار کو روک تهام سکتا تو مخالف مرهتوں کي لاگ ڈانٹ اُس سے هر گز متصور نه تهي مگر حسین علیخاں کا مقصود اتني بات سے حاصل هوا که اپنے لاؤ لشکر کو دکن سے لیجا سکا اور دس هزار مرهتوں کو همراه اپنے لیکر دلّي کو روانه هوا §
بادشاه نے اپني بے عزتي سمجهي اور عهد نامه کے قبول سے انکار کیا اور اُس پر یهه نتیجه مترتب هوا که جو نزاع اُس کے اور سیدوں کے درمیان میں ایک مدت سے لازم‌الوقوع تها بهت جلد پیش آیا حسین علیخاں کا بڑا بهائي عبدالله خاں لایق فایق آدمي تو تها مگر عیاش اور کاهل بهي تها اور یهي باعث تها که اُس کي وزارت کا کام اُسکے نایب رتن چند نام ایک هندو کي سعي و اهتمام پر موقوف تها جس کي سخت تدبیروں اور خود مختاري کے طوروں کي بدولت انتظام اوسکا عام پسند نه تها غرض که نایب کي بدکرداري اور منیب کي غفلت شعاري سے بادشاه کو یهه جراُت حاصل هوئي که وه اپني پوري خود مختاري کي تدبیریں سوچنے لگا اور اوس کے اِس اراده کي جا بجا هوائیاں اوڑیں که وه اپنے وزیر کو پهانسا چاهتا هی اور یهه خبریں فوج کے چند ایسے ایسے بڑے گروهوں کي کارگذاري سے مستحکم هوئیں جو بادشاه کي خدمت سے وزیر کي بدولت الگ هوگئے تهے علاوه اِس کے میر جمله کے دلّي میں دفعةً موجود هونے سے زیاده استحکام اون کو حاصل هوا جو صوبه بهار سے خفیه خفیه کوچ کرکے دلّي میں آپهونچا تها اور عذر اپنے آنیکا یهه کیا تها که فوج کي بغاوت سے دلّي کو بهاگنے پر مجبور هوا بادشاه نے اچهي طرح بات اوس کي نسني اور کمال افسرده گي سے آؤ بهگت اوسکي کي اور اوس نے بظاهر دامن وزیر کا پکڑا اور یهه عرض کیا که بادشاهي ملازمت سے طبیعت تهنڈي هوگئي مگر ایسي بناوٹ کي باتوں سے

---

§ گرینٹ ڈف صاحب جلد ایک صفحه ۴۳۲

وزیر کو تسلي نہوئي اور ایک طرح کا کھٹکا لگا رہا چنانچہ اوسلی اپنے رفیقوں اور بھائي بندوں کو اکھٹا کر کے بڑي سے بڑي صورت کا سامان آمادہ کیا جو سامنی آنے والي تھي اگرچہ وہ ارادہ جسکي بدولت بادشاہ متہم ہوا اوسکی حقیقت میں ٹھانا بہانا تھا مگر اوس کے پورے کرنیکي تاب و جسارت نرکھتا تھا چنانچہ وزیر کے ٹھاٹ سامان دیکھکر سہم گیا اور ٹھنڈا کرنے کي فکریں سوچیں اور بڑي خواہش سے یہہ ظاہر کیا کہ انتظام حال میں تبدیل تغیر منظور نہیں اور میر جملہ کو ملتان اُسکے اصلي وطن کي جانب روانہ کیا مگر یہہ آشتي ظاہر ہي ظاہر کي تھي یہاں تک کہ وزیر اِس بات کو خوب سمجھا تھا کہ وہ پیٹ پاپي پاپ سے خالي نہیں اگرچہ تھوڑے دنوں کے لیئے اوبال آپسکے دب دبا گئے تھے مگر بادشاہ نے دوبارہ سازشیں شروع کیں اور اُن سازشوں کو ویسي بے سلیقگي سے اختیار کیا اور ویسي ہي نامردي سے چھوڑا جیسیکہ پہلے چھوڑا تھا بعد اُس کے یہہ تدبیر اُس نے نکالي کہ ایسے بڑے سرداروں کو باہم متفق کیا جاوے جو وزیر کي صورت و سیرت سے ناراض ہیں چنانچہ منجملہ اُنکے جیپور والا جے سنگھہ بھي تھا اس سردار کو جاٹوں کے مقابلہ پر پہلے بھیجا تھا اور اُس سے مدت کي لڑائي کے بعد آخر بري حالت پر پہونچایا تھا کہ اسي اثنا میں جاٹوں کے ایلچي کے ذریعہ سے وزیر نے خط کتابت جاري کي اور ایسے طریقہ سے آشتي کو قایم کیا جس سے جے سنگھہ کي بات کو بٹا لگے چین قلیچ خاں جو دکن کي نیابت سے مرادآباد کي چھوٹي حکومت پر بھیجا گیا تھا اپني مضرت کے انتقام پر آمادہ تھا چنانچہ اُس کو بھي دلي میں بلایا اور بہار کا حاکم سربلند خاں شریک اُسکا ہوا علاوہ اُس کے بادشاہ کا خسر اجیت سنگھہ بھي بلایا گیا مگر وہ شریک اُس کا نہوا اِس لیئے کہ انصرام اُس مہم کا بودے لوگوں سے متعلق تھا چنانچہ تھوڑے دنوں کے بعد اوس کے فریق غالب کا علانیہ ممد و معاون ہوگیا مگر بقول اوسکے کہ مدعي سست گواہ

چست باقي سازش کرنے والے بہت سرگرم و آمادہ تھے یہاں تک کہ اب
یہہ تجویز ٹہري کہ ایک سالانہ جلسہ کے موقع پر جسمیں وہ فوج جو
بادشاہ کي خیرخواهي پر موتي اور عبدالله خاں کے محافظ پہروں سے
بڑهتي هووے اکہتي کي جاوے اور اوس کے هاتہوں سے عبدالله خاں کا
قصہ پاک کیا جاوے مگر اِس زمانہ میں بادشاہ کا نیا رفیق ایک کشمیري
اوچھے خاندان اور بڑے طوروں کا کشمیري تھا جس کو رکن الدولہ کا
خطاب عنایت هوا تھا چنانچہ اس کے سمجھانے بوجھانے سے جو
بادشاہ کي بزدلي کے راس آیا مجوزہ سازش کو ملتوي کیا اور وزیر اعظم کے
عہدہ کا اقرار اوس سے کرکے خاص اوس ضلع کو جسپر چین قلیچ خاں
حاکم تھا خفیہ جاگیر کے طریقہ پر عنایت فرمایا یہانتک کہ بادشاہ کے
رفیق جو اوسکے اتفاق و سازش میں شریک و شامل تھے کشمیري کي
ترجیح و تفضیل سے سخت ناراض هوئے اور یہہ یقین کیا کہ بادشاہ کي
دوں همتي اور بے استقلالي آن تدبیروں کے حق میں نہایت مضر هوگي
جن میں وہ شریک و شامل هوگا چنانچہ بلا تاخیر اونهوں نے وزیر سے
آشتي کي مگر راجہ جے سنگهہ ان باتوں سے مستثني رہا عبدالله خاں نے
پہلي صورتوں سے خوف کہاکر اپنے بہائي کو دکن سے بلایا چنانچہ حسین
علي خاں اوس کا بہائي جس نے حزم و احتیاط کي ضرورت سے بادشاهي
آوردوں کو حکومت سے خارج کرکے ساري فوج کو جان نثار اپنا بنا رکھا تھا
پورے پورے کوچ کرنے کے ارادہ پر پندرهویں † محرم سنہ ١١٣١
مطابق دسمبر سنہ ١٧١٨ع کو روانہ هوا راجہ جے سنگهہ نے بادشاہ کو
اِس بات پر بہت سا برانگیختہ کیا کہ اب تہوڑا عرصہ باقي رہ گیا اگر کوئي

---

† حسین علي خان کے خاندیس سے چلنے کي یہہ تاریخ مذکور هي جو خافي خاں
نے بیان کي اور گرینٹ ڈف صاحب نے اس تاریخ کو مستحکم کیا مگر سیرالمتاخرین
کے ترجمہ برگز صاحب جلد ایک صفحہ ١٦٤ میں سنہ ١٧١٩ع مطابق سنہ ١١٣٢
هجري لکھے هیں اور اس کتاب کے بہت سے پچھلے حالوں کي تاریخیں بهي اور
مورخوں کے بیان سے مخالف هیں *

معقول تدبیریں بڑے تو ترت بصورت عمل میں لوے اور هرگز کاهلي نه برتے مگر وہ بادشاہ ایسا بودا تها که راجه کي ترغیب و تحریص سے ایسي شجاعت پر بهي آمادہ نهوا جو بقول اُسکے که مرتا کیا نهیں کرتا مایوسي کے وقت اوبل کر زور شور اپنا دکهاتي هی غرض که حسین علي خاں دلي میں داخل هوا اور پہلے پہل یہہ درخواست اُس نے گذراني که راجه جے سنگهه اپني قلمرو کو روانه کیا جاوے بادشاہ اپنے دشمنوں کے ترس کهانے پر موقوف و منحصر رها اور بڑي ذلت سے اطاعت پر مایل هوا اگرچه حسین علي خاں شهر کے باهر فوج لیئے پڑا رها مگر عبدالله خاں کے پہروں کو شهر میں آنے جانے کي اجازت حاصل هوئي اور اب یہہ نوبت پہونچي که شهر کے کرایه دار یعني بادشاہ غفلت شعار کي کهوٹي قسمت کا تصفیه دونوں بهائیوں کي صلاح و مرضي پر موقوف رها مگر باوصف اس کے بعض بعض امیر بادشاہ کے خیر خواہ اپنے ملازموں اور رفیقوں کو همراہ اپنے لیکر بادشاہ کي امداد و اعانت کي غرض سے آئے اور اسي عرصه میں شهر کے لوگوں نے اُن مرهٹوں کے قتل کا ارادہ کیا جو حسین علي خاں کے ساتهه آئے تهے چنانچه سارے بستي والے لاٹهي پونگے اور ڈهال تلوار سے موجود هوئے اور اِس هنگامه کي پریشاني سے حسین علي خاں شهر میں داخل هوا اور تهوڑے سے مقابله کے بعد شهر پر قبضه کیا بعد اُس کے بادشاہ کو زندہ چهوڑنا اپني سلامتي کے لحاظ سے مناسب نه سمجها اور اُس بدبخت بادشاہ کو جو حقیقت میں بادشاہ کا سایه تها متصل سرا سے پکڑ کر لائے جہاں جان اپني بچائے بیٹها تها اور ماہ فروري سنه ۱۷۱۹ع مطابق ربیع‌الثاني سنه ۱۱۳۱ هجري میں خفیه خفیه اُسکو گردن مارا *

عالمگیر کي مذهبي تدبیریں اسي سلطنت میں کسقدر پهلي پهولیں یعني عنایت الله خاں عالمگیر کے میر منشي اور اس بادشاہ کے دفتر محاصل کے افسر اعلی نے محصول جزیه کا وصول کرنا ایسي سختي سے چاها جیسا که اُس کے پہلے ولینعمت یعني اورنگ زیب کے عہد دولت

میں وصول کیا جاتا تھا مگر لوگوں کے شور و فساد اور نزاع و پرخاش کے باعث سے بہت جلد اُس تندي تیزي سے باز رہا یہاں تک کہ اگلي بادشاهت میں بحسب ضابطہ یک قلم موقوف کیا گیا *

عین دارالسلطنت میں سني شیعی اور احمدآباد میں هندو مسلمان آپسمیں لڑنے جھگڑنے لگے هندو مسلمانوں کا فساد اُن کے فساد سے بہت زیادہ برپا هوا یہاں تک کہ بہت لوگ اُس میں مارے گئے اور اچنبھا یہہ هی کہ احمداباد کے مسلمان حاکم یعنے داؤد خاں پني نے هندوؤں کا ساتھہ دیا *

جب کہ فرخ سیر سے تخت خالي رہا تو سیدوں نے بادشاهي کي نسل ایک گبرو جوان کو رفیع‌الدرجات کے خطاب سے ماہ فروري سنہ ۱۷۱۹ مطابق ربیع‌الثاني سنہ ۱۱۳۱ میں تخت نشین کیا مگر یہہ جوان سل کي بیماري سے تین مہینے کے بعد مر گیا اور بعد اُس کے ایک اور جوان کو جو وہ بھي بادشاهي نسل کا تھا رفیع‌الدولہ کے خطاب سے مئي سنہ الیہ مطابق رجب سنہ الیہ کو تخت پر بٹھلایا مگر اُس کي عمر نے بھي وفا نکي چنانچہ وہ بھي تین مہینے سے کم عرصہ میں جہان فاني سے گذرا *

ان شہزادوں نے محلوں میں پرورش پائي تھي اور اُنکو تخت نشیني کا سان و گمان بھي نہ تھا اور بچوں کي خو بو کے علاوہ عورتوں کي بوباس اُنکي طبیعتوں میں بیٹھي تھي اگرچہ اُنکے مرنے سے سیدوں کو تھوڑا بہت تردد لاحق هوا مگر بعد اُسکے ایک نہایت قوي آدمي کو جانشین اُنکا کیا یہہ جوان آدمي روشن اختر تھا جس کا حال اپني پہلي حالت میں عام لوگوں کي حالت سے بہتر نہ تھا یعنے وجود اُس کا کسي کمال کے زیور سے آراستہ پیراستہ نہ تھا مگر اُسکي ما نہایت لایق فایق عورت تھي اور غالب یہہ هی کہ وهي نیکبخت اپنے بیٹے کي خوے و خصلت کے درست کرنے میں بھي مددگار اُسیطرح سے هوئي جیسیکہ آیندہ کام کاج اُس کا اُسي دخل و تصرف سے جاري رہا ماہ ستمبر سنہ ۱۷۱۹ع مطابق ذي قعدہ سنہ

١١٣١ ہجري میں یہہ شہزادہ محمد شاہ کے خطاب سے تخت پر بیٹھا * †

دوسرا باب

نادر شاہ کے واپس جانے تک کے بیان میں

محمد شاہ کي سلطنت کا بیان

باوصف اِس کے کہ فرخ سیر کي خو بو اچھي نہ تھي اور بادشاہونکا قتل ایشیا میں اچنبھے کي بات نہیں مگر اُس کے مارے جانے سے ایک عام ہیبت پیدا ہوئي اور اُس کے جانشینوں کے بیوقت مرنے سے شک شبہہ پیدا ہوا نام کے بادشاہوں کي اکثر تبدیل و تغیر سے اُس مشترکہ قوت پر لوگوں کي توجہہ مائل ہوئي جسکا چھپانا اُن نام کے بادشاہونکے پردہ سے منظور تھا *

سیدوں کي حکومت لوگوں کے دلوں میں متزلزل ہوگئي تھي اور آنکي باہمي نا چاقیوں اور بڑے بڑے رفیقوں کي ناراضمندي سے بڑي مضرت کو پہونچي تھي اور ملکي انتظاموں کي خرابي سے ضعف حکومت کي علامتیں ظاہر باہر ہونے لگي تھیں *

الہ آباد کے ہندو حاکم نے بغاوت برپا کي اور حسین علي خاں اُسکے مقابلہ پر خود گیا مگر اُس نے الہ آباد کو صرف اس شرط پر حوالہ کیا کہ اُس کے عوض میں اودھ کا صوبہ عنایت کیا جاوے اور بوندي کي خراج گذار ریاست میں چند فسادوں کے واقع ہونے سے بڑي فوج کي ضرورت پڑي اور کوہستان واقع جنوب پنجاب کے رئیس پٹھان نے بغاوت کا ہنگامہ برپا کیا اور بادشاہي فوج کو شکست فاحش دي اور بڑي جد و جہد

† محمد شاہ کي تخت نشیني پر یہہ بات تجویز کي گئي کہ دو پہلے بادشاہوں کے نام جن کے بعد وہ تخت نشین ہوا بادشاہوں کي فہرست سے خارج کیئے جاویں اور اُس کي سلطنت فرخ سیر کي وفات سے سمجھي جاوے — سیر المتاخرین جلد ایک صفحہ ١٩٧ گرینٹ ڈف صاحب جلد ایک صفحہ ٣٥٠

سے مغلوب ہوا علاوہ اُس کے کشمیر میں بہي هندو مسلمان آپسمیں لڑے جهگڑے اور وہ کوششیں جو امن امان کے سلامت رہنے میں حکومت کي جانب سے عمل میں آئیں محض بیکار گئیں اور کوئي ثمرہ اُن پر مترتب نہوا یہاں تک کہ فریقین کے بہت سے آدمي مارے گئے اور بہت سا مال اسباب ضایع ہوا *

اسي زمانہ میں چین قلیچ خاں کے کوتکوں سے بڑا شور و غوغا برپا ہوا یہہ سردار جس کو ہم ابهي سے آصف جاہ کے خطاب سے پکارینگے جو بعد اُس کے اسي خطاب سے پکارا گیا اور سارے یورپ والے دکهني نظام شاهي کے نام سے اُس کي آل و اولاد سے بخوبي واقف هیں معزز ترکي نژاد اور بڑا خانداني اور اُس غازي‌الدین خاں کا فرزند ارجمند تها جو اورنگ زیب کے سرداروں میں گنتي کا سردار تها اور خود اُس نے بهي اُسکے عہد دولت میں آپ کو معزز و ممتاز کیا تها چین قلیچ خاں نے اسي زمانہ میں جب کہ عزیز ذلیل اور امیر فقیر ہوتے جاتے تهے جہاندار شاہ کي معشوقہ اور اُس کے رشتہ داروں کا مقابلہ کیا اور اُن کے مقابلہ سے قدر و اقتدار اپنا قایم رکها اور همسري اپني جتائي † اور جیسیکہ یہہ بالا بیان هوچکا کہ یہہ سردار اپني آیندہ شایستہ خدمتوں کے وسیلہ سے دکن کي نیابت پر سرفراز ہوا تها فرخ سیر کے فریق موافق سے اِس لیئے کنارہ کش ہوا تها کہ وہ اپنے وزیر اعظم هونے سے سخت مایوس تها اور باوجود اس کے جب نئے رفیق اُس کے یعنے سلطنت

---

† آصف جاہ کي سواري اور ایک ایسي عورت کي سواري جو جہاندار شاہ کي معشوقہ سے نہایت ربط و ضبط رکهتي تهي اور جہاندار شاہ اپني معشوقہ کي خاطر سے اُس کي خاطر داري بهي کرتا تها حسب اتفاق ایک تنگ گلي میں مقابل هوگئیں عورت کے همرائیوں نے آصف جاہ کا پایہ نہ پہچانا اور بیگانی حمایت پر بري طرح سے اُس کي سواري کو روکا آصف جاہ نے اپنے همراهیوں کو حکم دیا کہ زور کا مقابلہ زور سے کرنا چاهیئے غرض کہ آصف جاہ کے سپاهیوں نے بادشاہ کے دوست کي سواري کو مار کر یہاں تک بهگایا کہ وہ عورت هاتهي کو چهوڑ کر قلعہ مبارک میں پاپیادہ بهاگي اور پیچهے پهر کر نہ دیکها *

کي طرف مقابل کامیاب هوئے تو دکن کي نیابت سلطنت سے محروم رها اور صرف مالوہ کي حکومت پر متعین کیا گیا *

مالوہ کے شور فسادوں کي ضرورت سے فوج کے بڑھانے کا حیله اُس کو هاتھہ آیا اور سیدوں کے حق میں ایسا هیبت ناک هوگیا که اُنھوں نے اوس کے منتقل کرنیکا ایک بودا سا ارادہ کیا چنانچه اُسکو کہلا بهیجا که مالوہ کي حکومت کے سوا اور چار حکومتوں میں سے جس حکومت کو چاهے پسند کرے آصف جاہ نے یہہ سوچ سمجھکر که اب حیله سازیکا وقت باقي نهیں رها اور خود دارالسلطنت میں مستقل دخل بٹھانا نهایت دشوار هے اپنے زور و قوت کي بنیادوں کو مضبوط و مستحکم کرنا چاها اور دکن کي فتح و کشایش پر التفات اپنا مایل کیا جهاں مسلمان اور مرهٹوں دونوں طرفوں میں بهت سے پرانے علاقے رکھتا تھا *

غرض که آصف جاہ باغي هوا اور ماہ اپریل سنه ۱۷۲۰ع مطابق جمادي الثاني سنه ۱۱۳۲ هجري کو نربدہ کي جانب کو چلا اور جوڑ توڑ اور لین دین کے وسیله سے اسیر گڈہ پر قبضه کیا اور اس صوبه کے بهت سے سرداروں کو رفیق اپنا بنایا آصف جاہ کي گوشمالي کے لیئے ایک فوج خاص هندوستان سے سید دلاور خاں بارهه کے زیر حکومت روانه کي گئي اور علاوہ اُس کي آصف جاہ کے انتظار میں بمقام اورنگ آباد ایک فوج بیٹھي تھي جو عالم علي خاں غاصبان سلطنت کے بهتیجے کے زیر حکومت تھي آصف جاہ نے دلاور خاں کي تند مزاجي اور درشت خوئي سے فائدہ اُٹھانا چاها چنانچه اُس نے پہلے اس سے که عالم‌علي‌خاں رفیق اُس کا تائید اُس کو پهونچاوے لڑائي میں اُس کو گھسیٹا اور ماہ جون سنه ۱۷۲۰ع کو برهان پور کے پاس ایک لڑائي ڈالي جسمیں خود دلاور خاں مارا گیا اور فوج اُس کي تباہ هوئي بعد اُسکے عالم علي خاں پر پهیلا اور اُس کي فوج کے چند سرداروں کو ملایا مگر فوج اُس کي باوصف اس کے که ان سرداروں کے چلے جانے سے تھوڑي

بہت کم زور هوگئي تهي نہایت زبردست اور قوي تهي غرض که بالا پور صوبه برار میں لڑائي پڑي اور فریقین کي جانب سے بڑے بڑے گروه مرهٹوں کے بهي لڑنے مرنے میں مصروف هوئے چنانچه ماه جولائي سنه الیه کو اختتام اُس لڑائي کا عالم علي خاں کي شکست و وفات پر هوا *

واقعات مذکوره کے وقوع سے سیدوں کے هاتهه پانو پهول گئے اور رنگ اُن کے فق هوگئے اگرچه بادشاه اور اکثر امیر اُن واقعوں کے وقوع کے دنوں میں فرحان و شاداں تهے مگر سوچ بچار کے لوگ اور سمجهه بوجهه کے آدمي بادشاهت کي بربادي پر پے لیکئے اور پیشین گوئیوں نے اُن کے دلوں پر عبور کیا اور بہهه بڑے وهم و خیال ایک اعتقاد باطل کي وجهه سے اس طرح دو چند هو گئے که حسب اتفاق ایک کڑا بهونچال اِسي وقت میں واقع هوا اور سلطنت کي هل چل اُس سے سمجهي گئي اور ایسي دل گهٹانے والي صورتوں میں عبدالله خاں اور حسین علیخاں دونوں بهائیوں سے نامردي اور بے همتي کي ایسي علامتیں ظاهر هوئیں جو بڑي بڑي آفتوں کے وقوع سے پہلے پیدا هوتي هیں *

محمد شاه نے اپني ماں کے سکهانے پڑهانے سے سیدوں کا مقابله نه کیا تها اور نہایت حزم اور احتیاط اُس معامله میں برتتا تها اور بڑے صبر اور تحمل سے ایسي صورتوں کا منتظر تها جو اُس کے استحقاق حکومت کي ممد و معاون اور دعوي سلطنت کے موافق و مناسب هوویں اور نہایت خفیه خفیه طوروں سے ایسي باتوں کے سوچ بچار کرتا تها جن کے ذریعه سے بہت جلد اُس کو آزادي حاصل هووے اور اس بڑے خوفناک اراده میں صلاح کار اُس کا وه محمد امین خاں تها جس نے فرخ سیر سے جب کناره کیا تها که اُس کو زبان کا کچا اور خاص اپنے معامله میں پیٹ کا هلکا پایا تها اگرچه سیدوں کے زور و قوت اور غرور و نخوت سے کمال متنفر تها مگر کام نا کام اُن سے زمانه سازي کي رو سے

موافقت پیدا کی تھی محمد شاہ سے ترکی زبان میں بات چیت کرتا تھا اور اوس کے ذریعہ سے جس کو ہندوستانی سید نہ جانتے تھے بادشاہ کے ارادوں اور تجویزوں کو دریافت کرتا تھا اگرچہ سیدوں کے رشتہ دار اور آودے بادشاہ کو گھیرے رہتے تھے مگر بات چیت اون کی چلی جاتی تھی اور جب کہ اون کے آپسمیں کنائے اشارے ہونے لگے تو آسکی بدولت خفیہ خط کتابت کا رستہ کھولا اور رفتہ رفتہ یہاں تک نوبت پہونچی کہ ایک گروہ قایم ہوگیا جس میں سعادت خاں کو دوسرا درجہ حاصل تھا اور سعادت خاں کی اصل و حقیقت یہہ ہی کہ وہ خراسان کا ایک سوداگر تھا اور رفتہ رفتہ ایسا ہو گیا تھا کہ ایک فوج کی حکومت اوس کو سپرد ہوئی تھی اور یہی سعادت خاں اودہ کے بادشاہان حال کا مورث اعلی ہی اگرچہ یہہ سازش ہزار پردوں میں کی گئی مگر سیدوں کے دلوں پر بڑے بڑے خیال گذرنے لگے چنانچہ یہہ بھی تصور کیا کہ آصف جاہ کی لڑائی کے زمانہ میں جو بلاشبہہ ہونے والی ہی بادشاہ کو قبض و قابو میں رکھنا کمال دشواری سے خالی نہوگا اور آخرکار یہہ بات قرار پائی کہ حسین علی خاں بادشاہ اور بعض مشتبہہ امیروں سمیت دکن کو روانہ ہووے اور عبداللہ خاں دلی میں موجود رہے اور بادشاہی مختار و منافع کی نگرانی رکھے *

دونوں بھائی بہت سی سوچ بچار کے بعد آگرہ سے روانہ ہوئے چنانچہ حسین علی خاں نے دکن کو اور عبداللہ خاں نے دلی کو باگ اوٹھائی اور سازش کرنیوالوں نے دونوں کی جدائی سے قیاس کیا کہ مراد کے پورے ہونیکا موقع ہاتھہ آیا چنانچہ حسین علی خاں کا قتل تجویز ہوا اور میر حیدر ترکی کو جو قوم کالمک کا ترکی اور اپنے ملک میں کسیقدر معزز و ممتاز اور بڑے بڑے کاموں کا دعوی تھا اوس کے قتل پر متعین کیا غرض کہ یہہ وحشی ترکی اپنی قربانی کا منتظر بیٹھا تھا کہ حسین علی خاں پالکی میں سوار آ گیا اِس ترکی نے ایک عرضی

پیش کرکے حسین علي خاں کو اپني جانب مائل کیا حسین علیخاں نے اپنے همراهیوں کو اشارہ کیا که اُس کے قریب آنے کي مزاحمت نکریں جوں هي که حسین علي خاں اوس عرضي کو پڑهنے لگا تو اوس نے کٹار اپنا نکال کر اوس کے پیٹ میں گهنگول دیا اور یهه هاتهه اوس کا ایسا پڑا که حسین علي خاں پالکي کي دوسري کهڑکي سے لٹک گیا اور میر حیدر کو اوس کے همراهیوں نے پاش پاش کیا یهه واقعه ماه اکتوبر سنه الیه مطابق ذي الحجه سنه ۱۱۳۲ هجري کو وقوع میں آیا *

اِس قوي وزیر کے مرنے سے ساري فوج میں هل چل پڑي اور اوسکے رشته داروں اور رفیقوں میں جو مانند اوس کي تمام سادات عظام تهے اور سازش کرنیوالوں اور اون کے شریکوں میں بڑا جهگڑا قایم هوا مگر سازش کرنیوالوں سے بہت لوگ ایسے آملے تهے جو بادشاه کي سلامتي کے خواهاں تهے بعد اوس کے بڑي دشواري سے محمد شاه کو اسپر آماده کیا که وه اپنے خیر خواهوں کي سرداري اختیار کرکے کهلم کهلا جنگ آرائي کرے چنانچه خصوص اوس کے ظاهر هونے سے اوس جهگڑے کا تصفیه ایسے هوا که سیدوں کا گروه میداں سے بهگایا گیا اور بہت سے سیدوں نے فوج کے اوس حصے سمیت جو کسي فریق کا ممد و معاون نهوا تها بادشاه کي اطاعت اختیار کي *

عبدالله خاں اب تک دلي میں پهونچا نتها که بهائي کي سناوني پهونچي اور جیسیکه یهه بري خبر رنج آمیز تهي ویسے هي اُسکے نتیجے بهي هول انگیز تهے اگرچه عبدالله خاں کو اب اپنے بادشاه سے مقابله درپیش تها مگر کوئي استحقاق اور کسي طرح کا عذر پسند حیله نه رکهتا تها اور اپنے خطرناک حال پر اُن فسادوں کے باعث سے پے لے گیا جو گردنواح کے ملکوں میں تربت بهرت واقع هو رهے تهے مگر جس قدر اُس کا اندیشه بڑهتا گیا اُسي قدر عقل و همت اُس کي بڑهتي گئي چنانچه اُس نے منجمله اُن بادشاه زادوں کے جو دلي میں مقید تهے ایک شاهزاده کو

بادشاہ بنایا اور اُس کے نام کی منادی کرائی اور اُس کی طرف سے لوگوں کو مراتب عنایت کیئے اور فوج اور افسران فوج کی خدمتوں کو اپنے لیئے حاصل کیا اور ایسے ایسے ذریعوں سے اپنی قوت کے بہم پہنچانے میں بڑے زور و قوت سے مصروف ہوا *

اگرچہ بہت تھوڑے مرتبہ والے شریک اسکے ہوئے مگر بڑی تنخواہ کی ترغیب و تحریص سے بہت سی فوج اُس حنگے اکھٹی کی گو قاعدہ دان اور شایستہ نہ تھی بعد اُس کے اپنے بھائی کے مرنے سے زیادہ دو ھفتوں کے گذرنے پر فوج اپنی لیکر آگرہ کی جانب روانہ ہوا جاٹوں کا راجہ چورامن راہ میں آکر اُس سے ملا اور شریک اُس کا ہوا اور بہت سے ٹوٹے ہوئے سید بھی اُس کے پاس آئے جو بادشاہ کی اطاعت کے بعد اُس کو چھوڑ کر بھاگی تھے اور محمد شاہ کو اُن چار ہزار سواروں کے پہونچنے سے تازی مدد پہونچی جنکو جے سنگھہ راجہ نے اُس کی امداد و اعانت کے لیئے شتابی میں روانہ کیا تھا اور روھیلہ پٹھانوں کے بعض بعض سردار بھی شریک اُس کے ہوئے غرض کہ دونوں فوجوں کا مقابلہ دلی آگرہ کے درمیان میں واقع ہوا عبداللہ خاں نے ماہ نومبر سنہ ۱۷۲۰ مطابق محرم سنہ ۱۱۳۳ هجری میں شکست کہائی اور بادشاہی لوگوں کے ھاتوں پکڑا گیا اور غالب یہہ ہی کہ آل رسول ہونے کے باعث سے جان اُس کی بخشی گئی بعد اُس کے بادشاہ دلی کو روانہ ہوا اور ماہ نومبر یا دسمبر سنہ الیہ مطابق صفر سنہ الیہ کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے دلی کو رونق بخشی اور انعام اکرام اور مراتب مناصب کے بخشنے سے اپنی آزادی کی دھوم دھام مچائی محمد امین خاں کو وزیر اپنا مقرر کیا مگر محمد امین خاں نے وزارت کا کام اب تک نہ کیا تھا کہ وہ بیمار ہوگیا اور ماہ جنوری سنہ ۱۷۲۱ مطابق ربیع الاول سنہ ۱۱۳۳ کو بقضاے الہی ناکام مرگیا *

اکثر صورتوں میں وزیر اعظم کے یکایک مرجانے سے زہر دینے کا شبہہ کیا گیا ہی مگر اس صورت میں اُس کی تشریح و توضیح کا طریق اُس

شوق سے زیادہ تر مناسب هی جو لوگوں کو عجیب غریب باتوں کا هوتا هی بیان اُس کا یهه هی که کئي برس پهلے ایک آدمي بڑا فریبي متفني دلي میں آیا تها اور ایک نئي مذهبي کتاب اپني ایجادي زبان کي تمام شهر میں مشتهر کي تهي اور وہ زبان اُس زبان سے اُس نے لي تهي جو ایران کي پراني بولي تهي غرض که ایک گروہ اُس نے قایم کیا جس میں اوستاد کوبکوک اور شاگرد کو فرابود کهتے تهے محمد شاہ کے عهد دولت میں اس فرقه نے ایسي قوت پکڑي تهي که محمدامین خاں نے اُس کي گرفتاري کے لیئے کچهه سپاهي روانه کیئے تهے وہ شخص اب تک گرفتار هونے نپایا تها که محمد امین خاں سخت بیمار هوا اوراُسکے خاندان والوں نے بهت گهبراهٹ سے اُس مقدس آدمي کي بڑي منت سماجت کي اور اُسکے غیظ و غضب کو ٹهنڈا کرنا چاها اُسنے اپني کرامت کا علانیه اقرار کیا مگر یهه صاف کها که میرے تیر کا خاصه هی که وہ چهوٹنے کے بعد لوٹایا نهیں جاتا غرض که محمد امین خاں مرگیا اور اُس بهلے آدمي کو بلا اذیت چهوڑا یهاں تک که کئي برس زندہ رها ٭

بعد اس کے چند روز کے لیئے اور وزیر مقرر کیا گیا اور آخر کارآصف جاہ کے لیئے قلمدان وزارت کا امانت رکها گیا ٭

اِس زمانه میں زوال سلطنت کي کوئي نه کوئي علامت ظاهر هوتي جاتي تهي چنانچه گجرات کي حکومت راجه اجیت سنگهه کو بجلدوے اُس رفاقت کے عنایت هوئي تهي جو کسي وقت میں سیدوں کے ساتهه اُس نے کي تهي اور خود محمد شاہ نے اجمیر کي حکومت کا وعدہ اِس شرط پر کیا تها که جب بادشاہ اور سیدوں میں لڑائي کا هنگامه برپا هووے تو کسي طرف کي طرفداري نکرے اور اگر کسي کي اعانت پر کمر باندهی تو بادشاہ کي اعانت کرے غرضکه یهه دونوں حکومتیں راجه کے حین حیات تک بحسب ضابطه سرکاري عنایت هوئي تهیں مگر بادشاہ کو بات کا پاس نهوا اور اجیت سنگهه کو گجرات

سے خارج کیا اگرچہ راجپوت اُس کے نایب نے زور و قوت کے ذریعہ سے
قبض و تصرف کا قایم رکھنا چاہا مگر گجرات کے مسلمانوں نے اُسکو
مارکر نکالا اور وہ بمقام جودہ پور اپنے آقاے نامدار کی خدمت میں چلا
آیا بعد اُس کے اجیت سنگھہ نے راجپوتوں کی فوج اپنے ھمراہ لیکر اجمیر
پر قبضہ کیا اور نارنول کو بلا تکلف لوٹ کر قابض و متصرف ہوا اور
رفیقوں سمیت ریواڑی تک چلا آیا جو خاص دارالسلطنت سے پچاس
میل پر واقع هی اور اُس کی روک تھام اور لاگ ڈانٹ میں اُن
سپہ سالاروں کے باھمی نزاعوں سے جو اُس کے مقابلہ پر بھیجے گئے
تھے اور نیز اُنکی نا رضامندی سے جو کام کے نکرنے میں ظاہر ہوئی
تھی سارے عزم و ارادے بے فائدہ گئے اور جب کہ آخر کار امیرالامرا یعنی
سپہ سالار اعظم شہر کی محافظت کو شہر سے باہر نکلا تو اُس نے رضا و
رغبت سے اُن شرطوں کو قبول کیا جو خود راجہ اجیت سنگھہ نے پیش
کی تھیں یعنی اگر اجمیر کا قبض و تصرف مستحکم کیا جاویگا تو گجرات
کا نقصان منظور و مقبول هی †

تھوڑی مدت بعد آصف جاہ دلی میں آیا اور جنوری ۱۷۲۲ ع
مطابق ربیع الثانی سنہ ۱۱۳۴ ھجری کو وزارت کے عہدہ پر امتیاز اُسنے پایا
اگرچہ تھوڑے دنوں پہلے اُس کو اپنے تنزل سے آگاهی هوگئی تھی مگر
اُس نے یہہ مناسب سمجھا تھا کہ دارالسلطنت میں حکومت کرنے
کی نسبت دکن کی خود مختاری اهم و اعظم هی علاوہ اُس کے خود
مرھٹوں سے بہت سے معاملوں کا جھگڑا قایم تھا جنکی حکومت بقاعدہ
جمتی جاتی تھی اور دکن کے معاملوں کے کامل تصفیہ کے بدون آنا اُسکا
متصور نتھا آصف جاہ نے دربار کی حالت کو بہت سقیم پایا اور بادشاہ
کو عیش و نشاط کا مبتلا دیکھا صلاح کار اُس کے اُسی طریقہ کے جوان
جوان آدمی تھے اور اُسکی معشوقہ ایسی حاوی هوگئی تھی کہ بادشاہ

† ٹاڈ صاحب کی تاریخ راجستان اور سیرالمتاخرین

کي ذاتي مہر آسیکي کے قبضہ میں رهتي تهي اور اپني مرضي کے موافق استعمال اُسکا کرتي تهي چنانچہ آصف جاه آکر پچهتایا جس نے عالمگیر کي آنکهیں دیکهي تهیں اور باوصف اِسکے کہ جوڑ توڑ اور مکر و حیلہ کا دهني تها انتظام سلطنت کے لیئے بهي نہایت لایق فایق تها اور اُسکو منظور بهي یهي تها مگر زور و قوت سے حکومت کے دبانیکي جرأت و همت نرکهتا تها اور بادشاه کے اعتماد حاصل کرنیکے لیئے کوئي چال اُس نے اِسلیئے نچلي تهي کہ بقول اُس کے کہ * روح را صحبت نا جنس عذابیست الیم * خود بادشاه هي اُس کے شایستہ چال چلن سے تنگ آگیا تها اور اِس لیئے کہ وه کار و بار سلطنت پر بادشاه کي توجهہ چاهتا تها نہایت لاچار هوگیا تها اور بادشاه کي یهہ صورت تهي کہ اِس کے سوا کوئي بات اُسْ کو بهاتي نہ تهي کہ اُس کي صحبت کے آواره هم نوالہ و هم پیالہ آصف جاه کے قدیمي لباس اور اُس کے درباري آداب قاعدوں کي نقلیں کرکے قہقے لگائیں اور بادشاه اونکو دیکها کرے *

بادشاه اور اوس کے رفیقوں نے کیئي مہینے کي کشاکشي کے بعد ایسا تصور کیا کہ همني آصف‌جاه سے مخالف صلاح کار سے چهوٹنیکي راه نکالي اگرچہ حیدر قلي حاکم گجرات اوس انقلاب کے بڑے معزز شریکوں میں داخل تها جس انقلاب کي بدولت بادشاه کي سلطنت قایم هوئي تهي مگر اب مستقل مزاج اور بهاري بهرکم هونے کے باعث سے اخراج آصف‌جاه سے سخت ناراض تها اور اون کي تدبیر مذکوره کے نہایت مخالف تها غرض کہ بادشاه کے رفیقوں نے یهہ سوچا سمجها کہ آصف جاه اور میر حیدر قلي دونو کو لڑا بهڑا کر دربار کا زیاده محتاج و متوسل بناویں چنانچہ حیدرقلي کو لکها گیا کہ وه اپني حکومت کو آصف جاه کے حوالہ کرے حیدر قلي مضمون حکم سے مطلع هوکر اونکے قیاس کے بموجب اپني دارالحکومت کو چلا گیا اور هتیاروں کے زور قوت سے قبضہ کے قیام و استحکام پر آماده هوا مگر بادشاه کے صلاح کاروں کي

تدبیر اس لیئے یکایک مایوسي پر تمام هوئي که آصف جاہ اون کے متفني مخالف نے اپني سرجهه بوجهه کو اوکاوز بچهاڑ میں ایسے معقول طریقے سے برتا که حیدر قلي اوسکے حریف کي ساري فوج اوسکو چهوڑکر چلي آئي اور آصف جاہ کے لشکر میں داخل هوئي آصف جاہ اپني بڑي حکومت پر گجرات کے زر خیز صوبه کو اضافه کرکے صحیح سلامت دلي میں داخل هوا *

آصف جاہ کي واپسي کے بعد اس معامله کے سوائے کوئي بڑا واقعه واقع نهوا که آگره کے نائب حاکم کو جاٹوں نے قتل کیا اور جاٹوں کا پرانا دشمن راجه جے سنگهه انتقام و انتظام کي غرض سے آگره کا حاکم مقرر کیا گیا † اس لڑائي میں جاٹوں کا پرانا راجه چورا من مرگیا اور راجه جیسنگهه نے اوس کے جانشین بیٹے کے مقابله پر اوس کے بهتیجے کے استحقاق دعوي کي تائید کرکے جاٹوں میں پهوٹ ڈالي اور آخرکار اوسنے چورا من کے بهتیجے کو باین شرط اوسکي گدي پر بٹهلایا که وه بادشاه کو خراج ادا کیا کرے *

آصف جاہ کي واپسي پر بهي بادشاه اور اوسکے باهمي نفرت میں کسي قسم کي کوتاهي نهوئي اور غالب یهه هی که بادشاه کا کلیجا اوسوقت ٹهنڈا هوا هوگا که آصف جاہ نے اپني بقا و سلامت کے حفظ و حراست کي غرض سے کسي حیله بهانه کي اوٹ آڑ میں دلي سے نکلکر خدمت وزارت سے استعفا گذرانا اور ماه اکتوبر سنه ۱۷۲۳ مطابق محرم سنه ۱۱۳۶ میں سیدها دکن کو چلا گیا مگر یهه تدبیر اوسکي خود مختاري کا اظهار و ادعا تها یهاں تک که خود بادشاه نے بهي یهي تصور فرمایا اسلیئے که وه استعفا لطف و عنایت سے قبول تو کیا اور ایسے ایسے بڑے بڑے خطاب اوسکو

† خافي خاں اور سکاٹ صاحب کي تاریخ دکن جلد دو صفحه ۱۸۷ برکز اور گرینٹ ڈف صاحب جے سنگهه کي جگهه اجیت سنگهه کو بیان کرتے هیں اور سیرالمتاخرین کے پرانے ترجمه میں اجیت سنگهه کو قرار دیا مگر غالب یهه هی که سب کي سند ایک هي هے

عنایت کیئے جو کسي محکوم و ملازم کو نصیب هوسکتے تھے مگر باوصف اِسکے بوجهه مذکور اوسکو اپني سرگرم مخالفت سے بري نکیا چنانچه مبارزخاں حاکم حیدرآباد کو یهه لکها گیا که آصف جاه کو دکن کے قبض و تصرف سے خارج کرے اور آپ اوسکي جگهه قابض و متصرف هووے غرض که مبارزخاں کار مفوضه کے اهتمام و انصرام میں جي جان سے مصروف هوا اور بادشاه کے نام اور اپنے رعب داب اور نیز اپنے حریف آصف جاه کے خاص خاص مخالفوں کے ذریعه سے فوج کي فراهمي میں کامیابي حاصل کي اور آصف جاه نے جو بحسب اپنے دستور کے زور قوت سے زیاده فند و فطرت سے کام اپنا نکالتا تها کیئي مهینے تک مبارز خاں کو خط و کتابت پر لگائے رکها اور مبارز خاں کے رفیقونکو توڑنا پهوڑنا شروع کیا اور جب که اِس قسم کي دشمني سے تهوڑي سي کامیابي حاصل کي تو آخر کو لڑنے مرنے پر آماده هوا یهاں تک که مبارز خاں پر فتح پائي اور مبارزخاں مارا گیا اور اِس لیئے که بادشاه نے علانیه حکم اِس مهم کا ندیا تها اگرچه در پرده وهي باعث تها تو آصف جاه نے بادشاه کے مکر و فریب پر سبقت لیجانا چاها اور ماه اکتوبر سنه ۱۷۲۴ مطابق محرم سنه ۱۱۳۷ کو مبارزخاں کا سر مبارکبادي سرکوبي کے طریقے پر بڑي دهوم دهام سے بادشاه کے دربار میں روانه کیا بعد اُسکے آصف جاه نے حیدرآباد کو دارالریاست قرار دیا اور مقرر وقتوں میں تحفه تحایف اور نذریں بهیٹیں بادشاه کو بهیجتا رها مگر آینده سے ساري باتوں میں خود مختاري کیئے گیا *

اگرچه آصف جاه اپنے پهلے بادشاه محمد شاه کے قبض و قابو سے دور دراز پڑا تها مگر اپنے همسایه مرهٹوں سے محفوظ و مامون نه تها اور اب حال اُنکا یهه تها که اُن کي قوت بڑے قابل سرداروں کے هاتوں میں پهونچکر نهایت مجتمع هوگئي تهي اور آصف جاه کي تاب مقاومت سے بهت زیاده بڑهگئي تهي آصف جاه اپني فریبي تدبیروں کي حسن

شايستكي سے ايك مدت تك مصروف اسباب ميں رها كه مرهٹوں كي قوت كو اپني طرف سے لوٹا كر دلي والى مخالفوں كي جانب كو متوجهه كرے *

مرهٹوں كي حكومت كے استقلال كا بيان

اِس ليئے كه مرهٹوں كي حكومت ميں بهت عرصه كے گذرنے پر تهوڑا تهوڑا تغير واقع هوا تها بيان اُس كا آغاز تغير سے لازم سمجها گيا چنانچه تفصيل اُسكي يهه هى كه اگرچه مغلوں نے ساهو كو راجه قرار ديا تها مگر آصف جاه كي تدبيروں كے وقتوں ميں يعني سنه ١٧١٣ سے سنه ١٧١٦ تك جب كه اُس نے پهلے پهل دكن پر حكومت كي تهي يهي مصلحت سمجهي گئي كه ساهو كے مخالف سنباجي ثاني كي تائيد و اعانت كي جاوے جو ضعيف و كمزور تهاغرض كه اعانت مذكور كے دباو اور علاوه اُس كے اور سببوں كے زور و قوت سے ساهوكا گروه دب دبا گيا اور دوباره فضل و نوبت كے حاصل كرنيكا اُس كو يارا نرها مگر بالاجي بسوا ناتهه اُس كے وزير كي حسن لياقت سے بات اُس كي بن گئي اور رهي پهلي بات اُسكو حاصل هوئي *

يهه بالاجي برهمن پيشواؤں كے خاندان كا باني هوا اور اصل اُس كي يهه هى كه وه كنكان كے كسي گانو كا موروثي پٹواري تها اور بعد اُس كے جادو خاندان كے كسي سردار كا ملازم هوا اور وهاں سے راجه ساهو كي ملازمت ميں پهونچا اور بڑي بڑي خدمت گذاريوں كي بدولت معزز و ممتاز هوا چنانچه سب سے بڑا كام اُس نے يهه كيا كه انكريا دريائي ڈاكو بڑے زبردست سردار كو سنباجي ثاني كي طرف سے توڑكر عين كنكان ميں ساهوكا طرف دار بنايا اور آخركار اُس كي لياقت و هوشياري كي بدولت پيشوائي كا عهده اُسكو عنايت هوا جو اُس زمانه ميں مرهٹوں كي حكومت كا دوسرا درجه گنا جاتا تها اور پرتهي ندي يعني نايب السلطنت پهلا منصب تها *

اسي بالاجي كي بدولت يهه كام بهي هوا تها كه سنه ۱۷۱۷ ميں كسيقدر ملك اور نقد روپيه دلي كے دربار سے حسين علي خاں كي معرفت مرهٹوں كے ليئے مقرر هوا اور مرهٹوں كي وه فوج جو حسين علي خاں كے ساتهه دلي كو آئي تهي اُس كا مشترك حاكم بهي يهي تها اور اُسي زمانه ميں ساهو راجه نے اُس خطاب و خود مختاري كو جو اُس كے بزرگوں نے حاصل كي تهي هاتهه سے نديكر اسپر قناعت كي تهي كه بادشاهي دربار سے رسم و راه اپني جاري ركهے اور آپ كو مطيع و محكوم اُس دربار كا ٹهراوے اور بظاهر اطاعت كي علامت يهه تهي كه حسين علي خاں كے همراه اُس كي فوج گئي تهي بعد اُسكے حسين علي خاں كے زوال دولت پر بهي كسي قسم كا تغير اُس تعلق ميں پايا نه گيا جو دلي كے دربار سے مرهٹوں كو حاصل تها اور يهي باعث تها كه فرخ سير كي وفات پر بهي بالاجي دلي ميں ٹهرا رها اور سنه ۱۷۲۰ ميں پہلے عهد نامه كو محمد شاه كي مهر و حكم سے مضبوط و مستحكم كيا اور جب كه دلي كے دربار سے ساهو راجه كي حكومت مسلم و مقرر هوئي اور علاوه اُس كے اور فائدے بهي اُسكو پهونچے تو وه اپنے مخالف سنباجي ثاني پر غالب هوا اور بالاجي نے اپنے مرنے سے پہلے جو اكتوبر سنه ۱۷۲۰ ميں پيش آيا اسبات سے نهايت خوشي اپني جتائي كه اقاے نامدار اُس كا ملكي اور غير ملكي دشمنوں كے دباؤ دهاووں سے مامون و محفوظ هوگيا *

عهد نامه مذكور كے ذريعه سے جو ملك اور روپيه مرهٹوں كو حاصل هوا اُس كے حاصل هونے سے وه طور اُن كے جو اِس زمانه سے پہلے ڈاكو لٹيروں كي طور و طريقه تهے جايز و قانوني اور شايسته بايسته بنگئے اور بالاجي اس طريقه كو جس كے ذريعه سے مرهٹے محاصل كي تحصيل كيا كرتے تهے كسيقدر انتظام سے رواج و رونق دے سكا اگرچه بادي النظر ميں يهه بات عجيب و غريب معلوم هوتي هي كه بجاے ذاتي قبض و تصرف

کے جو بجوائے خود مستقل و مستحکم ہوتا ھی مالکان اراضیات سے چوتھہ اور سردیس مکھی کے حقوق و مراتب کسواسطے ٹھہرائے اور نیز اُن حقوق کو ایک ضلع اور ایک قسم میں داخل کرنے اور ایسے مقاصوں کے ساتھہ اُنکو لگانے سے جہاں مرھٹوں کو تحصیل محاصل کا حق حاصل تھا مضبوط و مستحکم کیوں نکیا مگر بالاجی نے بہت سوچ بچار کو یہہ سمجھاتھا کہ ایک جگہہ اور ایک قسم میں شامل کرنے سے حکومت کا استحقاق محدود و معین ہوجاویگا بالاجی مغلوں اور مرھٹوں کی قوتوں کی مناسبت سے یہہ سمجھا تھاکہ سارے متنازع فیہ مقاصوں میں جہاں جہاں مغلوں سے قصہ قضایا پیش آویگا راجہ ھی غالب رهیگا اور وہ اسبات کا بڑا خواہاں تھا کہ ایک چھوٹے سے خطے میں مرھٹوں کے حقوق محدود و معین ہوجانیکی نسبت کسی بڑے خطے میں دست اندازی اور کاٹ تراش کا حیلہ بہانہ ھاتھہ آوے غرض کہ بالاجی نے تدبیر مذکور کی تائید و ترقی میں اُس مستقل محاصل کی چوتھہ کا دعوی کیا جس محاصل کو ٹوڈر مل اور ملک عنبر نے قایم کیا تھا اور بالاجی کے زمانہ میں وہ بہت تھوڑا حاصل ہوتا تھا اگرچہ اُسنے تکمیل اُس کی پوری پوری تو نکی مگر اُس کے ذریعہ سے مرھٹوں کا دعوے غیر محدود رہا اور ایسی پراگندہ قاعدوں کے قایم رکھنے سے مغلوں سے معاملہ کرنے میں صرف فائدہ ھی نہ اُٹھایا بلکہ چوتھہ اور سردیس مکھی کو مختلف مختلف لوگوں میں راجہ کی طرف سے مقرر کیا بلکہ اُس کی نئی نئی تقسیمیں اِس غرض سے کرکے کہ بہت سے لوگوں پر منقسم ہوسکے ہرضلع کے محاصل کو بہت سے مرھٹے سرداروں پر منقسم کیا جس پر یہہ ثمرہ مترتب ہوا کہ جب عام ذخیرہ کے لیئے خراج و محاصل کے بڑھانے میں تمام سردار آمادہ تھے تو کسی سردار کے پاس ایسی وسیع اور مسلسل جاگیر موجود نہ تھی کہ اُسکے بھروسہ پر حکومت سے الگ تھلگ ہوکر خود مختاری اختیار کرے محاصل

کي ايسي بانٹ چوٹ سے سردار مرھٹوں کے معاملوں میں جو پریشاني اور پیچیدگي داخل ہوئي ایک اور نتیجہ اُس پر مترتب ہوا جو بالاجي کي طبیعت میں اُسي قدر مرکوز و متمکن تھا یعني مسلسل تقسیموں کے باعث سے سارے سردار مرھٹے اپنے گماشتہ برھمنوں کے محتاج ہوگئے اسلیئے کہ مرھٹے سردار ناخواندہ تھے اور حساب کتاب اُن کي جاگیروں کا برھمن گماشتوں سے متعلق تھا اور اُس کي بدولت پیشوا کي ذات کے لوگوں یعني برھمنوں کي قوت کے بڑھنے سے پیشوا کي قوت کو بڑي تقویت حاصل ہوئي اگرچہ تقسیم در تقسیم کا انتظام اکثر مقاموں میں تھا مگر عموماً نہ تھا اِس لیئے کہ بہت سے سرداروں کے قبض و تصرف میں پہلے ہي سے جاگیریں چلي آتي تھیں اور آیندہ کو بھي چھوٹي بڑي جاگیریں خاص خاص لوگوں کو عنایت ہوتي رہیں علاوہ اُس کے ہر سردار کو اپني فوج کے مقام اعلی کے لیئے ایک دوگانو کي ضرورت پڑتي تھي اور تمام سردار اسبات کے خواہاں تھے کہ حکومت کے سرکاري دعوے اور استحقاق و مطالبے اُن دیہاتوں پر ھمکو حاصل ہو وہیں جہاں ہم قدیم سے بستے رہتے چلے آتے ہیں *

بالاجي کا بیٹا باجي راو اُس کي گدي پر بیٹھا جو برھمنوں کے سارے خاندانوں اور مرھٹوں کي ساري قوم سے باستثناے سیواجي کے لیاقت و قابلیت میں زیادہ تھا مگر وہ تمام اختیار اُسکو حاصل نہوئے جو اُسکے باپ کو حاصل تھے اس لیئے کہ اُسکا بڑا مخالف پرتھي ندھي اینک موجود تھا اور اُن دونوں کي رائیں باہم مخالف تھیں اور مطالب و اغراض اُنکے بھي ویسے ہي باہم مختلف تھے چنانچہ پرتھي ندیکو مرھٹونکي ترقي کا بڑا کھٹکا تھا اور وہ بڑے زور و قوت سے چاھتا تھا کہ ساھو کے ملک موجودہ کا قیام و استحکام اور ملکي نزاعوں کا انفصال و تصفیہ اور جنوب دکن کے ملکوں پر قبض و دخل اس سے پہلے حاصل ہووے کہ ہندوستان خاص کے فتوحات کا ارادہ کیا جاوے مگر باجي راو کي راے اُسکي راے و تجویز

کي نسبت زیادہ دانشمندي اور شجاعت جسارت سے معمور تھي چنانچہ أس نے یہہ سوچ سمجھکر کہ لٹیرے سواروں کے گروہ جو ملک دشمن میں بکار آمد ہوتے ہیں خاص اپني قلمرو میں دخل و قابو سے خارج ہونگے اور فوج کے مستقل کرنے اور جمکي حکومت کے جمانے سے خاص اپنے ملک کي حکومت کا انتظام اچھا معقول و موثر ہوسکتا ہی شمالي صوبوں یعني بادشاہي ملکوں پر دھاوا کرنے کي مشورت بتائي اور بڑے زور شور سے بادشاہت کي ذاتي ناتواني جتائي چنانچہ آس نے یہہ بات کہي کہ جیسے بیخ و بنیاد آس سلطنت کي گل سڑکر بودي پھوس ہوگئي ویسے اور مقام أس کے کمزور نہیں ہوئے اور مقتضاے مصلحت یہہ ہی کہ سوکھے کمالے درخت کي تنہ پر صدمہ پہونچایا جاوے باقي شاخیں خود گر پڑینگي حاصل یہہکہ أس نے ایسے شوق ذوق اور سرگرمي اور خوش بیاني سے وہ مشورت سمجھائي کہ راجا کے شکوک و شبہات پر غالب آگئي اور جب باجي راؤ نے اس مقدمہ میں بہت سا کہا سنا کہ نربدہ سے آگے بڑھنے اور نشان گاڑنے کي اجازت عنایت ہووے تو راجا نے بڑي گرمجوشي سے چلاکر یہہ فرمایا کہ تم اپنے نشان کو کوہ ہمالہ پر گاڑوگے †*

مذکورۃالصدر مباحثوں کے نتیجوں سے راجا کے درباري مشورے صلاحوں میں باجي راؤ کو غلبہ حاصل ہوا اور اس وجہہ سے روز روز آسکو تسلط حاصل ہوتا گیا کہ راجا آسکي امداد و اعانت کا محتاج تھا اگرچہ ساہو بجاے خود قابلیت کا محتاج نہیں مگر اس لیئے کہ بادشاہي محلوں میں تربیت پائي تھي تو جسم کا سست اور طبیعت کا سرگرم اور بہت چست چالاک تھا اور باجي راؤ لشکر میں پیدا ہوئے اور وہیں رہنے سہنے اور معرکوں اور لڑائیوں میں تربیت پانے سے مرہٹوں کي خوے خصلت کے علاوہ بڑي فہم و فراست والا اور تجربہکار اور ہوشیار و چالاک تھا اور اپنے

† گرینٹ ڈف صاحب اور تاریخ مرہٹوں کا وہ قلمي نسخہ جسکو مصنف مذکور نے نقل کیا جلد ایک صفحہ ۳۸۲ و ۳۸٦

بهائي بند برهمنوں کي مانند روکها سوکها اور ٹهنڈا بودا نتها بلکه مزاج اُسکا هشاش بشاش اور طریق آسکا معقول و پسندیده تها سفر کي ماندگي اور محنت کے کاموں سے الگ تهلگ نرهتا تها اور هرگز افسرده پژمرده نهوتا تها بلکه ایسا سخت آدمي تها که کوچ و سفر کي حالت میں گهوڑے پر بیٹها بیٹها اناج کي بالوں کو مل ملاکر دانا چباتا تها اور جوں توں کرکے پیٹ اپنا بهرلیتا تها *

شمالي صوبوں پر عزم آسکا چنداں مصمم نتها که بادشاهي دربار هي سے تائید اُسکي وقوع میں آئي چنانچه بیان آسکا یهه هی که مبارز خاں کي لڑائي سے تهوڑي مدت پهلے آصف جاه کو مالوه گجرات کي حکومت سے منتقل کیا تها اور راجه گردهر سنگهه کو مالوه کي حکومت پر بهیجا تها گردهر سنگهه نے آسیر قبضه کیا اور کسي قسم کي دشواري پیش نه آئي اگرچه فوج آس صوبه کي دکن کي لڑائي پر بهیجي گئي تهي مگر یهه راجا باجےراؤ کے حملوں سے محفوظ نره سکا اور آصف جاه کے چچا حامد خاں نے بادشاهي ملازموں کا مقابله گجرات میں کیا اور مرهٹوں کو کمک پر بلایا اور بجلدوے آس کمک کے چوتهه اور سردیس مکهي اپنے ممالک مقبوضه سے مرهٹوں کے لیئے مقرر کي اور گجرات کے جایز حاکم سربلند خاں نے حامد خاں کے نکالنے میں کامیابي حاصل تو کي مگر مدت کے جهگڑے بکهیڑے کے بعد چوتهه وغیره محصولوں کے استحکام پر مجبور هوا جنکو حامد خاں نے اپني ضرورت سے مقرر کیا تها یهه واقعه سنه ۱۷۲۹ مطابق سنه ۱۱۳۸ هجري میں پیش آیا *

اگرچه یهه حکومتیں آصف جاه کے قبضه سے نکل گئیں مگر اب آسکي حکومت خاص دکن میں ایسي دهوم دهام سے جمگئي که اس نے حال اس اراده پر کمر باندهی که اپنے خوفناک همسایوں کي حکومت کو مغلوب کرے چنانچه اُس نے آن کے باهمي نزاعوں سے آپ کو فائده پهونچایا یعني آس نے پهلے پهل پرتهي ندي سے راه و رسم اپني جاري کي اور

قریب تھا کہ ایک ایسا عہدنامہ حاصل کرے جسکی رو سے چوتھ اور سردیس مکھی اُسکی دارالریاست کے گرد نواح کے ملکوں میں باقی نرھے اور اُسکے عوض میں کسیقدر ملک اور کسیقدر روپیہ نقد ٹھہرایا جاوے مگر باجی راؤ اُس انتظام کی رو رعایت سے جسکے ذریعہ سے مرہٹوں کے استحقاق و دعوے محدود و معین ہوتے تھے اور نیز اپنے پرانے حریف پرتھی ندی کے بیچ میں پڑنے سے عہد مذکور کی تکمیل و تعمیل میں خلل انداز ہوا اور آصف جاہ کو اس خط کتابت سے بڑی فائدہ حاصل ہوا کہ مرہٹوں کے وزیروں میں رشک و حسد کا مضمون مشتعل ہوا *

اسی قسم کا دوسرا ارادہ آصف جاہ کا بہت بڑے پایہ کا تھا بیان اُسکا یہہ ہی کہ مرہٹوں کی ریاست کا دوسرا دعویدار یعنی سنبھا جی ثانی ساھو کے اقبال و دولت کے مقابلہ میں بہت چھوٹا پڑا تھا اور اُس نے کنولاپور کو اپنی دارالریاست ٹھہرایا تھا اور اُسکے خاندان کے ملک کا جنوبی حصہ اُس کے قبض و تصرف میں تھا مگر باقی سارے ملک کا دعویدار تھا آصف جاہ نے اُس دعویدار کی حمایت پر کمر باندھی اور بلا تصنع یہہ شبہہ ظاہر کیا کہ چوتھ وغیرہ حقوق کا روپیہ جو میرے ملک سے مرہٹوں کا حق مقرر ہی وہ سنبھا جی کا حق ہی یا ساھو راجا کو پہونچتا ہی اور فریقین سے کہا بھیجا کہ ہر دعویدار اپنے استحقاق و دعوی کو بوجوہ و دلائل ثابت کرے ساھو سنکر نہایت ہی غیظ و غضب کے مارے آپے سے نکل گیا اور باجی راؤ اُس کے غصہ دلانے کا ایسا ذریعہ ہوا جو لڑنے مرنے پر مستعد و آمادہ رکھتا تھا حاصل یہہ کہ سنہ ۱۷۲۷ مطابق سنہ ۱۱۴۰ ہجری کو برسات کے اختتام پر باجی راؤ نے آصف جاہ کے ملک پر حملہ کیا اور بڑی ہلچل ڈالنی شروع کی مگر جب کہ آصف جاہ اس شہر کی اعانت کو روانہ ہوا جس کا شریک اب سنبھا جی مذکور بھی ہوگیا تھا تو باجی راؤ نے اپنے کوچ کی سمت کو بدل کر بڑی تیزی تندی سے گجرات پر یورش کی جہاں اب تک چوتھ اُنکی مستحکم

ہوئی تہی چنانچہ اُس صوبہ کو جلا پھونک کر باشندوں کے قتل سے لہو کے ندی نالی بہائے اور بڑی چابکی چالاکی سے دکن کو واپس آیا اور فوج آصف جاہ نے گرد نواح کے شہر و دیہات کو اوجاڑنا شروع کیا اور مرہٹوں کی معمولی تدبیروں سے اُسکی رسدوں کو مسدود کیا یہاں تک کہ آصف جاہ سنبا جی سے تعلق اوٹھانے اور مرہٹوں کی حکومت کو پہلی فائدوں کے علاوہ اور فائدے پہونچانے پر مجبور ہوا بعد اُس کے باجی راو نربدہ پار اُترا اور مالوہ کو لوٹنے لگا اور سر بلند خاں کو گجرات کی چوتھہ کے استحکام پر مجبور کیا جسکو حامد خاں پہلے حاکم نے مقرر کیا تھا یہہ واقعہ سنہ ۱۷۲۹ع مطابق سنہ ۱۱۴۱ ہجری اور ۴۲ میں واقع ہوا *

جب کہ باجی راو آصف جاہ کے قصہ جھگڑے میں مصروف تھا تو پرتھی ندی نے سنبا جی ثانی کو یکا یک گھیر کر شکست فاحش دی اور آخرکار اُسکو اس دستاویز کے صحیح کرنے اور اُسپر دستخط و مہر لگانی پر مجبور کیا جسمیں یہہ مندرج تھا کہ ساہو راجا تمام مرہٹوں کا سردار مسلم اور ساری ریاست کا مستحق ہی مگر حوالی کولا پور کا علاقہ جسکی مغربی حد سمندر سے محدود ہی مذکورالصدر عہدنامہ کی رو سے سنبا جی کے قبض و تصرف میں باقی اور راجائی کا خطاب بھی اُسیطرح شان و شوکت سے جیسے کہ ساہو کو حاصل تھی مسلم و مقرر رہا یہہ واقعہ سنہ ۱۷۳۰ع مطابق سنہ ۱۱۴۲ ہجری میں پیش آیا اگرچہ پرتھی ندی نے اس کار نمایاں سے نام تو پایا مگر باجی راو کی کارگزاری کو نہ پہونچ سکا بعد اوسکے آصف جاہ اسپر آمادہ ہوا کہ مرہٹوں کی حکومت کے توڑنے کا کوئی اور ذریعہ پیدا کرے غرضکہ یہہ بات اوس نے دباری خاندان کے ایک سردار کے ذریعہ سے حاصل کی جو مرہٹوں کی فوج کا موروثی سیناپتی یعنی سپہ سالار اعظم تھا اور اوسی کی بدولت مرہٹوں کی قوت گجرات میں قایم ہوئی تھی اور جب کہ اس سردار نے

اپني محنتوں اور مشقتوں کے ثمروں کو باجي راو کے قبض و تصرف میں دیکھا تو وہ نہایت برهم هوا اور رشک و حسد اوسکي اوس فضل و فوقیت کے دیکھنے سے بہت زیادہ هوگئي جو باجي راو کو حاصل تهي یعني وہ راجا کي جانب سے بلا روک ٹوک اوسکي حکومت کا کام کاج کرتا تها حاصل یہہ کہ ان باتوں کے دیکھنے اور آصف جاہ کي کمک پر بھروسا کرنے سے دہاري نے پینتیس هزار آدمي اکھٹے کیئے اور دکن کو اس غرض سے روانہ هوا کہ باجي راو کے جال جنجال سے راجا کو چهڑاوے *

اگرچہ باجي راو کي فوج استقدر کثرت سے تهي مگر جو کچھہ کہ تهي وہ بہلے بہلے ساٹي کي بوتوں اور چنے چنے سورما سپاهیوں سے مرتب تهي باجي راو نے متفق گروهوں یعني سندیا جي اور آصف جاہ کے مقابلہ میں بہت شتابي برتي اور شتابي کے فائدوں کو بخوبي سمجها چنانچہ اوس نے آصف جاہ کو حسب قاعدہ لڑائي ظاهر کرنیکي فرصت ندي اور نربدہ پار اوترکر گجرات میں داخل هوا اور بڑودہ کے متصل دہاري سے مقابلہ کیا انجام اوس کا یہہ هوا کہ اپریل سنہ ۱۷۳۱ع مطابق شوال سنہ ۱۱۴۳ هجري میں اوس کے سورما سپاهي دہاري کے ناآزمودہ کاروں پر سبقت لیگئے اور کہمت اوس کے هاتهہ رها مگر فتح کے هوجانے پر نرمي هوشیاري سے کام اوس نے لیا کہ دشمنوں کو بہت تنگ نہ پکڑا بلکہ دہاري کے مارے جانے پر اوس کے بیٹے کو اوسکي جگهہ پر راجہ کي جانب سے معزز کیا اور وہ حقوق و مرافق سونٹوں کے جو گجرات میں معین تهے باین شرط اوس کو عطا فرمائی کہ نصف آمدني باجي راو کي معرفت سرکار میں داخل کیا کرے اور اس لیئے کہ وہ لڑکا شیرخوارہ تها تو اوسکي ماں کو اوس کا محافظ مقرر کیا اور گجرات کا انتظام اوسکي طرف سے پیلاجي جے نفوار کو سونپا جو اس کے باپ کا رفیق اور اوس خاندان کا مورث اعلی تها جو اب تک گجرات میں راجائي کرتا هی *

اس زمانه سے تهوڑے عرصه پهلے بڑے بڑے مرهٹوں کے خاندانوں کي اصلیت بهي قایم هوئي چنانچه جب باجے راو نے مالوه کو دهاووں پر رکها تو فوج کے مختلف ٹکڑوں کے سرداروں یعني اوداجي پوار اور ملهار راو هولکر اور رانا جي سیندیا کو حاکم مقرر کیا منجمله اُن کے اوداجي پوار اس تعلق سے پهلے جو باجے راو سے اُسکو حاصل هوا تها ایک چهوٹا سا سردار تها جسنے ملک دهار کے قریب ایک تهوڑے سے خطه پر جو گجرات اور مالوه کي حدوں پر واقع هے دخل اپنا حاصل کیا تها مگر ایسي بات اُسکو کبهي حاصل نهوئي تهي جیسي که اُس کے دونوں شریکوں یعني هولکر اور سیندیا اور اُن کي آل و اولاد کو حاصل هوئي اور هولکر کي حقیقت یهه هے که وه دریاے نیرہ واقع جنوب پونه پر بهیڑ بکریاں چراتا تها اور سیندیا گوستارہ کے پاس ایک معزز خاندان کا آدمي تها مگر نهایت تنگدست اور روٹي کپڑے سے محتاج اور باجے راو کے ادنی خدمت کاروں میں منسلک تها یهه تینوں سردار اور علاوه اُن کے اور سردار آپ اپني طرف سے ایسي مهم آوري نکرتے تهے که اپنے تابعوں کے سردار هوکر میدانوں میں لڑیں بهڑیں اور هار جیت کي آزمایشیں کریں بلکه باجے راو کے محکوم افسر تهے جنکو اوسکي فوج کے ٹکڑوں پر حکومت حاصل تهي اور اوسکي طرف سے کام اوسکا کرتے تهے *

اگرچه باجے راو کو یهه بات اب حاصل تهي که وه آصف جاه کو اوس کے فند و فطرت کا مزا چکهاوے مگر دونوں صاحب باهم راضي رضا هونے کے فائدوں کو سمجهنے لگے چنانچه باجے راو نے یهه تصور کیا که دور و دراز کي مهموں میں باهر جانا آصف جاه سے فتنه انگیز همسایه اور قوي دشمن کي عداوت سے اپني بڑائي کو جو خاص اپني قلمرو میں حاصل هے بڑي جوکهوں میں ڈالنا هے اور آصف جاه نے اور اندیشوں کے علاوه بهت سوچ سمجهه کر یهه سمجها که میں نے بادشاه کا مقابله کیا ایسا نهو که انتقام اوس کا اسطور پر لیا جاوے که میري نیابت کو باجے راو کے نام

منتقل کریں جسکے قبض و تصرف میں یہہ منصب بیکار نہوگا غرض کہ دونوں نوبق اپنی اپنی راہ کو ہو لیئے اور باجے راو کی واپسی پر تہوڑي مدت گذري تھي کہ آصف جاہ اور باجے راو دونوں غاصبوں نے باہم خفیہ قول و قرار کیا کہ باجے راو کي حکومت کا آصف جاہ ممد و معاون رہے اور باجے راو مالوہ پر چڑہائي کرے اور اپني فتوحات کو بادشاہ کے باقي ملکوں پر پہونچاوے *

اس زمانہ میں باجے راو کو یہہ لوت لگ رہي تھي کہ نربدہ سے آگے کے ملکوں میں اپنے مطلبوں کو وسعت بخشی اور اوسکی گجرات سے چلی جانے پر تہوڑا عرصہ گذرا تہا کہ دلي کے دربار نے چوتہہ کے استحکام کو منظور کیا اور سربلند خاں کو گجرات کي حکومت سے منتقل کرکے جودہہ پور کے راجہ ابہی سنگہہ کو وہ حکومت عنایت فرمائي تھی *

اگرچہ ایک خود مختار راجہ کو کسي صوبہ میں حاکم مقرر کرنا تمام وقتوں میں مصلحت کے خلاف اور اعتراض کے قابل تہی اور خصوص ابہی سنگہہ سے اوارہ خود راجہ سے جسنے اپنے باپ اجیت سنگہہ کو قتل کرکے † راجائي پر قبضہ کیا تہا وفاداري جاں نثاري کي بہت سي توقع کرنا خلاف تہا مگر بات اوسمیں یہہ تھي کہ ابہی سنگہہ کو ایسے قوي ذریعے حاصل تہے کہ مغلوں کي حکومت کو حاصل نتہی اور وہ اپنے ذریعوں کي بدولت ھي اسبات کے قابل سمجہا گیا تہا کہ سربلند خاں کو گجرات کي حکومت سے خارج کرے اور نیز اوس صوبہ کو مرہٹوں کي لوٹ مار سے بچاوے *

منجملہ مقاصد مذکورہ بالا کے پہلا مقصود یعني سربلند خاں کا اخراج ایک سال کي فوج کشي سے سنہ ۱۷۳۰ع میں حاصل ہوا جو ابہی سنگہہ کي جانب سے ظہور میں آئي تہی مگر دوسرا مطلب یعني مرہٹوں

---

† ٹاڈ صاحب کي تاریخ راجستان جلد در صفحہ ۹۱

کی روک تھام اور اُن کے مقابلہ کی تکمیل ایسی سہل و آسان نہ تھی چنانچہ بیلا جی جے کنوار اگرچہ بڑودہ سے خارج کیاگیا تھا مگر اب بھی ایسا کچھہ باقی رہا تھا کہ ابھےسنگھہ نے جو قانون قاعدہ کا پابند نتھا اُس کے قتل کے سوا کوئی ذریعہ نہ پایا چنانچہ سنہ ۱۷۳۲ ع میں بیلاجی جےکنوار کو دغا سے قتل کرایا مرہٹوں کا غیظ و غضب بیلا جی کے قتل سے بہت زیادہ ہوا اور زور اُن کا کم نہ ہوا یہاں تک کہ بیلا جی کا بیٹا بھائی ایسی کر و فرسے نمایاں ہوئی کہ ویسی کہیں نہ ہوئی تھی غرضکہ گجرات کو خاک سیاہ کرکے آس پاس کی پہاڑی قوموں یعنی بھیلوں اور کولیوں کو سرکش بنایا اور سارے صوبہ میں بغاوت کا ہنگامہ برپا کیا ابھےسنگھہ اودھر مصروف و آمادہ تھا کہ جے کنوار والوں نے ملک جودہ پور اُس کی موروثی ریاست پر دھاوا کیا اور اور جودہ پور خاص کے قرب و جوار تک گھستی پہنچتی چلے گئی ابھےسنگھہ اِس حملہ کے دباؤ اور مرہٹوں کے کھٹکی سے جو مالوہ میں پڑے تھی اپنی ریاست کے جانے پر مجبور ہوا اور جس نائب کو گجرات میں چھوڑ گیا تھا وہ مرہٹوں کا مقابلہ بہت تھوڑا کرسکا *

مالوہ کے صوبہ میں بھی مرہٹوں کے کام کاج ادھورے نہ تھی چنانچہ راجہ گردھر سنگہ اُس صوبہ کا حاکم جو بادشاہ کے حکم اور اجازت سے مقرر ہوا تھا اُس لڑائی میں مارا گیا جو سنہ ۱۷۲۹ ع میں باجے راؤ کے سرداروں سے واقع ہوئی تھی بعد اُس کے دیارام اُس کا جانشین اور سگا بھتیجا اب تک مرہٹوں کے مقابلہ میں بڑی بڑی بہادریاں دکھا رہا تھا یہاں تک کہ سنہ ۱۷۳۲ع میں باجی راؤ کے بھائی چمنا جی سے شکست فاحش کھاکر لڑائی میں مارا گیا *

سنہ ۱۷۳۲ کو باجے راؤ آپ بذات خود مالوہ میں جب داخل ہوا کہ اُس صوبہ کی حکومت محمد خاں بنگش کے قبض و تصرف میں تھی جو الہ‌آباد کا حاکم تھا مگر محمد خاں اس زمانہ میں

بندیل کھنڈ کے ایک راجه سے لڑجھگڑ رہا تھا جسکی ریاست مالوہ الهآباد کے درمیان میں واقع تھی اور وہ راجه یہاں تک تنگ آگیا تھا کہ مرهٹوں کی اعانت کا خواہاں ہوا تھا باجی راؤ نے درخواست اُس کی منظور کی اور محمد خاں پر ٹوٹ پڑا غرض کہ تھوڑے دنوں بعد محمد خاں ایک قلعه کی پناہ میں بیٹھا اور کمزوری کے باعث سے دلی کا دربار اُسکو مدد نه دیسکا اگر محمد خاں کے بھائی بند اُس کے چھڑانے میں جد و جہد نه اُٹھاتے تو وہ موقع دیکھکر کام ناکام اُن کی اطاعت کرتا مگر اُس کی بی‌بی نے روهیلکھنڈ کے باشندوں اپنے هموطنوں کے پاس اپنا برقع روانه کیا جو پٹھانوں میں ننگ و ناموس کی حفظ و حراست کے وقت ایک بڑے استغاثه کی علامت گنی جاتی تھی اور اُس کے بیٹے نے اُن پٹھانوں کی سرداری اختیار کی جو اُس استغاثه پر فراهم هوئے تھے غرض کہ اُن ذریعوں کی بدولت محمد خاں کا نستارا ہوا اور بڑی حفاظت سے الهآباد کو پہونچایا گیا مگر اُس کے بچنے سے صوبه کو کچھہ فائدہ حاصل نه ہوا چنانچه بندیل کھنڈ کے راجه نے جھانسی کے ضلع کو جو جمنا کے کنارہ پر واقع هے مرهٹوں کے حواله کیا اور جب وہ مرنے لگا تو مرهٹوں کے اپنی بیٹے حق بندیل کھنڈ میں چھوڑ دیا جنکی بدولت وہ سارے صوبه پر قابض هوگئی *

محمد خاں کی ناکامی سے مالوہ اُس کے قبضه سے نکل گیا اور جیپور والی جیسنگھه کو وہ صوبه عنایت ہوا یہه راجه علم و هنر کے شوق ذوق کی بدولت اپنی قوم کے لوگوں میں سے نہایت مشہور و معروف ہوا مگر استقلال اور قطع تردد میں ویسا معزز و ممتاز نه تھا اگرچه مرهٹوں کے ساتھه اُس کو موروثی تعلق تھا مگر وہ ایسا قوی نه تھا که اُس کے باعث سے مالوہ کی حکومت کو دغا و فریب سے اُن کے حواله کرتا چنانچه جب اُسنے مقابله میں کچھه فائدا نه دیکھا اور کامیابی سے مایوس ہوا تو اُس تعلق کی وجهه سے به کمال آسانی آشتی واقع هوئی اور نتیجه

اُس کا یہہ ہوا کہ اگلے برس میں وہ صوبہ پیشوا کے حوالہ کیا اور ظاہر یہہ ہے کہ بادشاہ کے اشارہ سے یہہ کام اُس نے کیا ہوگا جسکے حکم و اجازت سے وہ صوبہ پر قابض و متصرف تھا یہہ واقع سنہ ۱۷۳۴ع میں واقع ہوا *

اگرچہ بادشاہی دربار نے کچھہ دے دلا کر یہہ تصور کیا کہ باجی راؤ ہمیشہ کے لیئے چپ چاپ بیٹھا رہیگا اور چھیڑ چھاڑ اپنی جانب سے نکریگا مگر یہہ خیال اون کا اِس لیئے باطل تھا کہ وہ لوگ اُس کے اور اُس کی قوم کے حالات سے بہت تھوڑے واقف تھے چنانچہ تھوڑے دنوں تک باجے راؤ دکن کی اندرونی حالتوں پر متوجہہ رہا مگر بادشاہ کو اِسبات پر دبائے گیا کہ مالوہ اور گجرات کی چوتھہ اور سردیس مکھی مہری فرمان کے ذریعہ سے حسب ضابطہ عنایت ہووے اور جن سرداروں کو پیچھے چھوڑ آیا تھا اُن کو یہہ ہدایت کی کہ آگرہ تک دھاوے کریں آخرکار مغلوں نے بڑے بڑے ٹھاٹ اون کے مقابلہ کے لیئے درست کیئے اور بڑی بڑی بھاری فوجیں جنکے سردار افسردہ پژمردہ تھے اون کے مقابلہ پر لیگئے اور اس کے سوائے کوئی فائدہ حاصل نکیا کہ حریف کی فوجوں کی سعی و محنت کے مقابلہ میں بادشاہی فوجوں کو ذلت حاصل ہوئی *

تھوڑی مدت کے گذرنے پر باجے راؤ نے عہد نامہ کی بابت خط کتابت شروع کی اور خط کتابت کے طول پکڑنے سے جس قدر بادشاہی دربار کی کمزوری واضح ہوتی گئی اوسیقدر باجی راؤ اپنے مطالبوں کو بڑھاتا چڑھاتا گیا یہانتک کہ ایسی بڑی جاگیر کے تقرر پر اصرار کیا جسمیں مالوہ اور جنوب چنبل کے ملک داخل تھے اور اوسی جاگیر میں متھرا اور الہآباد اور بنارس سے مقدس شہروں کو شامل کیا اگرچہ بادشاہ کے ارادے علانیہ مقابلہ کی بابت تو بیکار ثابت ہوئی مگر وہ ایسا ذلیل بھی نہ تھا کہ ایسی باتوں کو قبول کرتا بلکہ اوس نے

نقصان مذکور سے تھوڑے نقصان کو گوارا کرکے مرہٹوں کو ٹھنڈا کرنا چاہا اور مرہٹوں نے بقول اوس کے که یکے را بکمو و دیگرے را دعوی کن بڑے مقصد سے تھوڑی اوسکی بدون بادشاہ کی عنایت کو قبول کیا منجمله اون کے یہه حق بھی عنایت ہوا تھا که وہ راجپوتوں سے خراج وصول کریں اور آصف جاہ کی قلمرو سے جو حق اون کو ملتا ہی اوسکو مرضی کے موافق بڑھاویں اور یہه حق اس لیئی دیاگیا تھا که آصف جاہ اور راجپوتوں سے مرہٹی لڑتے رہیں اور وہ بھی نچنت ہوکر نبیٹھیں مگر یہه مقصود اون سے کچھہ حاصل ہوا یعنی اون میں اور مرہٹوں میں نوک جوک چلی گئی اس لیئی که آصف جاہ اب یہه سمجھنے لگا که میری اپنی تدبیروں کو بغاوت پہونچایا اور جیساکه بادشاہ کی عداوت سے اندیشه تھا ویسا ہی اوسکی ناتوانی سے خوف درپیش ہے یعنی جب بادشاہ تھوڑا تو بلاشبه میری خبر لیجاوے گی تھوڑی عرصه میں دلی کے دربار نے آصف جاہ سے رفاقت کی التجا پیش کی اس لیئی که وہ دربار اب اوس کو اپنی مفسد رعیت نہیں سمجھتا تھا بلکه ایسا رفیق اوس کو جانتا تھا که جسکے ذریعه سے وہ بلا اون کے سر سے ٹلنی ممکن تھی جو اون کے سروں پر کھیل رہی تھی *

غرض که آصف جاہ نے بادشاہ کی امداد و اعانت کا ارادہ مستقل کیا اور جب که وہ ان سب بکھیڑوں میں مبتلا تھا تو باجی راؤ دارالسلطنت کی جانب کو بڑھا آیا تھا اور جب که وہ آگرہ سے چالیس میل کے فاصله پر پہونچا تو ایک فوج اوس کی جو ہولکر کے تحت حکومت تھی جمنا پار کے ملکوں کو لوٹ کھسوٹ رہی تھی مگر اودھ کے حاکم سعادت خاں نے ایسی شجاعت سے جو اوس کے ہمعصروں میں موجود نتھی اپنے صوبه سے باہر نکلکر آس پاس پڑوس کے ملکونکو مرہٹوں کی مار دھاڑ سے بچاوے مرہٹوں پر حمله کرکے اور اون کی فوج کو مار کر قلب کی جانب پیچھے کو ہٹایا یہانتک که اس لاگ ڈانٹ

اور مرا رپہت سے جسکو لوگوں نے بڑي فتح بیان کیا جگہہ جگہہ یہہ هوائیاں اڑائیں کہ سارے مرهتے دکن کو بهاگ گئی مگر باجی راؤ ایسي افواهوں کے اوڑنے سے اسبات پر نہایت آمادہ هوا کہ بدنامي کا دهبا مٹاوے اور بادشاہ کو یہہ دریافت هووے جیسے کہ اُس نے اپني زبان سے کہا تها کہ میں اب بهي خاص هندوستان میں موجود هوں چنانچہ قمرالدین خاں وزیر کے تحت حکومت ایک فوج اُس کے مقابلہ پر بهیجي گئي اور جس زمانہ میں کہ یہہ فوج متهرا کے متصل بیحس و حرکت پڑي تهي باجی راو ایک لخت جمنا سے الگ هوا اور بادشاهي فوج کے دائیں بازو سے چودہ میل کے فاصلہ پر بچکر گذرا اور بڑے بڑے کوچ کرکے دلي کے دروازوں کے سامنی موجود هوگیا یہہ واقعہ سنہ ۱۷۳۷ ع مطابق سنہ ۱۱۴۹ هجري میں پیش آیا *

باجی راو کے موجود هونے سے جو هیبت دلوں پر پیدا هوئي تهي وہ بآساني متصور هوسکتي هی مگر چونکہ مقصود اُس کا یہہ تها کہ بادشاہ کو ڈراوے اور یہہ مقصود اُس کا نتها کہ وہ نہایت برهم کرے اِس لیئی زیادہ چهیڑ چهاڑ سے باز رها اور اگرچہ حوالي شہر کے مکانوں کے بچانے میں بہت سي کوشش کي مگر اپنے همراهیوں کي دست اندازي کو پورا پورا نروک سکا اور اُس بات کو بہانہ ٹهراکر شہر سے تهوڑے فاصلہ پر چلا گیا اور جب کہ وہ شہر سے دور چلا گیا تو دلي والونکو حملہ کرنے کي جسارت حاصل هوئي چنانچہ بہت سا نقصان اُٹها کر شہر میں واپس آئی مگر جو کہ اب قمرالدین خاں سعادت خاں سے مل چکا تها اور دارالسلطنت کي اِمداد و اعانت کے لیئی چلا آتا تها تو اِسلیئی باجی راو نے پیچهے لوٹنا مناسب سمجها جو ایک ایسي بات تهي کہ مرهٹوں کے قوانین جنگ کے بموجب بیعزتي نہ گني جاتي تهي اور عزم اُس کا یہہ تها کہ جمنا کے نیچی سے پار اُترے اور جمنا گنگا کے درمیاني ملکوں کو لوٹی کهسوٹی مگر برسات کے قریب آنے اور آصفجاہ

کے دلی کی جانب بڑھتی جانے سے یہہ ارادہ کیا کہ فورت پہرتا دکن کو واپس چلا جاوے جہاں اور کاموں کے باعث سے اُس کے موجود ہونی کی بڑی ضرورت تھی اگرچہ باجی راو دکن کو لوٹ گیا مگر آصف جاہ اپنے کوچ و رحلت برقایم رہا اور پورے اختیارات اُس کو اِس بات کے لیئی عنایت ہوئی کہ جو وسیلے ذریعے سلطنت سے ممکن ہوویں وہ تمام اکٹھے کرے اور اُس کے بڑے بیٹے غازی الدین خاں کو مالوہ گجرات کی حکومت عنایت ہوئی یہہ امور مذکورہ بالا سنہ ۱۷۳۷ ع مطابق سنہ ۱۱۵۰ ہجری میں واقع ہوئی مگر بادشاہت کی قوت ایسی پودی ہوگئی تھی کہ آصف جاہ اُسکے ذریعوں سے اپنی ذاتی فوج کو چونتیس ہزار آدمیوں تک بڑھاسکا *

آصف جاہ کی توپوں کا کارخانہ نہایت عمدہ تھا اور سعادت خاں حاکم اودہ کے برادرزادہ صفدر جنگ کے زیر حکومت فوج اُس کی تائید کے لیئی موجود و آمادہ تھی غرض کہ آصف جاہ اُس تمام فوج کو لیکر سرونج کی جانب کو بڑھا اور باجی راو ایسی فوج سمیت نربدہ پار اترا جو بقول اُس کے اسی ہزار تخمیناً تھی اور غالب یہہ ہی کہ آصف جاہ کی ہمراہی فوج سے زیادہ تھی † اِس کمی بیشی کے لحاظ سے بادشاہی جرنیل کو لڑائی سے باز رہنا اِس لیئی مناسب نہ تھا کہ قایم لڑائیوں میں مرہٹے ایسے مرد نہ تھے کہ دہمک اُن کی مانی جاوے اور سارے دشمنوں کی نسبت خصوص اُن کے مقابلہ میں یہہ بات حاصل کرنی ایسی بہت بڑی بات نہ تھی کہ لشکرکشی کے آغاز میں لڑائی اپنی اونہر جتائی جاوے مگر آصف جاہ نے غالباً اپنے توپ خانہ کے بہروسے اور نیز اُس حزم و احتیاط کے سہارے جو اُسکی اصل و طبیعت اور پیرانہ تجربہ کاری کا مقتضی تھا بشاوے کا عمدہ

† آجکل مرہٹوں کا یہہ دستور ہے کہ لاکھہ فوج بولتی ہیں اور دس ہزار یا پندرہ ہزار اُس سے مراد اُن کی ہوتی ہے اور اِس مقدار سے زیادہ بہت کم مراد اُس سے رکھتی ہیں اور ہماری اصطلاح میں لاکھہ سوار اُس سے مراد ہوتے ہیں

مقام و موقع بھوپال کے قلعہ کے متصل تجویز کیا مگر مقام کی عمدگی سے باجی راو سے قوی دشمن کے مقابلہ میں کچھہ فائدہ حاصل نہوا اسلیئی کہ مرھٹوں نے آسکے گرد نواح کے ملکوں کو ویران اور آسکی رسدوں کو چاروں طرف سے مسدود کیا اور اُسکی فوج کے ھر ایسے ٹکرے پر پھیل پڑے جس نے اپنی صفوں سے باھر نکلنے کا ارادہ کیا تھا اور آسکی ذاتی فوج اور کمکی فوج کے درمیانی آمد و شد کی راہ کو برابر بند کیا یہہ واقعہ جنوری سنہ ۱۷۳۸ میں واقع ھوا *

امور مذکورہ بالا کے نتیجوں سے آصف‌جاہ کا یہہ حال ھوا کہ ایک مہینے یا چھہ ھفتوں کے آخر پر شمال کی جانب کو لوٹا اور غالب ھے کہ نیار چارے کی کمی کرتا ھی سے بہت سے مویشی آسکی ضایع ھوگئی تھے اگرچہ بہت سا اسباب اپنا بھوپال میں چھوڑ آیا تھا مگر باوصف اسکے بھی بھاری توپونکا سلسلہ ساتھہ آسکے موجود تھا چنانچہ اسی باعث سے کوچ و مقام آس کے آھستہ آھستہ ھوتے تھے اور مرھٹوں کی دوڑ دھوپ آس کے حق میں زیادہ خرابی کا باعث ھوئی تھی اگرچہ توپ‌خانہ کی وجہہ سے عام حملہ نکرسکے مگر آنشیں حقوں کی مار مار سے بہت برا حال اُنکا کیا اور سوار آن کے پیچھے لگے لڑتے چلے. آئے یہاں تک کہ تین تین چار چار میل کے دوچار کوچ مقاموں کے بعد آصف خاں اپنی قسمت کی اطاعت یعنی باجی راؤ کی شرایط طاعت پر مجبور ھوا چنانچہ عہدنامہ کے ذریعہ سے اُس سارے ملک کے حوالہ کرنیکا اقرار کیا جو نربدہ سے چنبل تک واقع اور آس میں مالوہ بھی شامل ھی اور نہایت قول و قسم سے یہہ زبان آنکو دی کہ اس عہد نامہ کو بادشاھی مہر و دستخط سے مزین کرادونگا اور علاوہ اِس کے پچاس لاکھہ روپیہ نقد بادشاھی خزانہ سے دلاؤں گا یہہ واقع فروری سنہ ۱۷۳۸ مطابق رمضان سنہ ۱۱۵۰ ھجری میں پیش آیا *

بعد آس کے آصف جاہ کی روک ٹوک نہوئی چنانچہ وہ دلی کو راھی ھوا اور باجی راؤ نے ممالک مذکورہ پر قبضہ کیا مگر عہدنامہ

کے استحکام موجود ہے پہلے اِس معاملہ کی ترقی ایک ایسی انقلا
کے وقوع سے جس کے سایہ تمام انسان اور ساری قوتیں ایک مدت
تک مدہوش و غافل رہتے ہیں آئی نہ بڑھی اور جوں کی توں ویسی ہی
باقی رہی *

نادرشاہ کے دھاوے کا بیان

ہندوستان کی بادشاہت اُن بری حالتوں کو دوبارہ پہونچی تھی جنکے وقوع سے تیمور اور بابر نے ہندوستان کا ارادہ کیا تھا علاوہ اِسکے کشور ایران میں بھی ایسی مسلسل واقعے پیش آئے جنکے باعث سے ظہور اِس حملہ کا اُس ولایت سے ضروری ابدی تھا *

بیان اُن واقعوں کا جو اِس حملہ سے ایران میں پہلے واقع ہوئے

جب کہ صفوی خاندانکی سلطنت پر دو سو برس کا عرصہ گذرگیا جو ایشیا کی بادشاہی نسلوں کی بقا و قیام کا معمولی زمانہ ہی تو وہ خاندان ایسے ضعف و زوال کو پہونچا کہ اُس کے باعث سے قندھار کے درانی پٹھانوں نے خاندان مذکور کو تخت سے خارج کیا *

پٹھانوں کی قوم کے اُس گروہ کا حال جو شمال مشرق میں رہتے سہتے ہیں پہلے بیان ہوچکا مگر غوری قومیں جو ایران کے انقلاب و تنزل میں شریک و شامل ہوئیں اُن قوموں سے بہت سی باتوں میں مختلف ہیں *

غوری والوں کا ملک وہ بلند † خطہ ہی جسکی تائید و تقویت کوہ سلیمان کے سلسلہ سے مشرق کی جانب پر ہوئی اور یہی پہاڑ اُس خطے اور اُن میدانوں کے درمیان جو اٹک پر واقع ہوئے حد فاصل پڑتا ہی اور شمال کی جانب میں اِس قسم کی پشت و پناہ اُس سلسلہ

† سمندر کی سطح سے کابل کا شہر چھہ ہزار فٹ کی بلندی پر واقع ہی — برنس صاحب کا سیاحت نامہ جلد ایک صفحہ ۱۵۱

سے قایم هوتي هی جس کو پہلے وقتوں میں کوہ قاف کہتے تھے اور دریاے اکسیس اور سمندر کاسپین کے نیچي سطح سے وہ سلسلہ اونچا نظر آتا † هی امر بلند خطہ کا وہ حصہ جو مغرب هرات میں واقع هی ایرانیوں کي حکومت سے متعلق هی اور اسي شہر کا مشرقي حصہ افغانوں کے قبض و تصرف میں داخل هی *

اِس خطہ میں بڑے بڑے زرخیز میدان اور منجملہ اُن کے بہت بڑے بڑے میدانوں میں غزني اور کابل اور قندهار اور هرات سے شہر بستے هیں ‡ اور اِس خطہ کے بڑے حصے میں ایسے گہرے غار واقع هیں جو بوجوہ کے قابل نہیں اور چروائی لوگ اُن میں بستے هیں جو خیموں میں بسر کرتے هیں اِن قوموں میں آسیطیرح کي طرز حکومت اور خوے و خصلت قایم هی جیسیکہ کہ شمال مشرق کے افغانوں میں پائي جاتي هی مگر فرق اِتنا هی کہ یہہ ویسے مفسد اور هنگامہ طلب نہیں اگرچہ چروائی والی خطوں میں اکثر نرے پٹھان هي بستے هیں مگر میدانوں کي آبادي کا بڑا حصہ شہروں کي آبادي سمیت قوم تاجک سے آبادهی جو فارسي بولي بولتے هیں اور وہ وهي لوگ هیں جو ماوراءالنہر اور ایران کے میدانوں میں رهتے سهتے هیں *

هندوستاني اور ایراني بادشاهوں نے اگرچہ اُن میدانوں کو فتح کیا مگر پٹھانوں کي قومیں خود مختار باقي رهیں اگرچہ وہ قومیں جو ان دو بڑي سلطنتوں کے ملکوں کے پاس پڑوس میں آباد تهیں بلاشک اون کے زور و قوت سے کچھہ نکچھہ اثر پذیر هوئیں § هونگی

† جواب مضمون بیلي فریزر صاحب مندرجہ حالات شاهي جغرافیہ کي سوسئیٹي

‡ هرات اُس ٹیکرے کے پار واقع هی جہاں جنوب کے بہنے والی پاني اُن پانیوں سے الگ هوتے هیں جو دریاے اکسیس کے شمال پر بہتے هیں مگر هرات اُس بلندي پر واقع هی جس پر دل خطہ واقع هوا اور اسي لیئے اُس کو اِس خطے کا ایک ٹکڑا سمجھنا چاهیئے

§ سترهویں صدي کے آغاز کے قریب ابدالیوں نے ایرانیوں سے اداے خراج کا اقرار اِس شرط پر کیا تہا کہ اُزبکوں کي مار دهاڑ سے محفوظ رکھے جاویں

یعنی اون سے دبی اچھی ہونگی مگر مغربی قوموں میں سے خلجیوں کی
بہت بڑی قوم تھی جو قندھار کے گرد نواح میں بستی تھی اور دوسری
قوم ابدالیوں کی تھی جو ہرات کی رہنے والی ہیں اور غور کے پہاڑ اصلی ٹھکانا
اونکا تھا اور جس زمانہ کا حال اب بیان ہوتا ہے وہ اُس زمانہ میں
ہرات کے پاس پڑوس میں آباد تھی یہہ دونوں قومیں آپس میں مختلف تہیں
اور اکثر اوقات اون میں لڑائی ہوتی رہتی تھی صفوی خاندان کے پچھلے
بادشاہ شاہ حسین کے زمانہ میں خلجیوں نے ایرانیوں کو ایسا ناراض کیا
تھا کہ اُسکے باعث سے ایرانیوں نے بڑے غیظ و غضب سے اونپر بڑی یورش
کی تھی چنانچہ گرگین خاں جارجیا کا بادشاہزادہ جو عیسائی مذہب
کو چھوڑ کر مسلمان ہوگیا تھا بیس ہزار آدمیوں سے زیادہ فوج اپنے
ہمراہ لیکر قندھار کو روانہ ہوا تھا ‡ اوریہہ فوج اسقدر تھی کہ مخالف تاب
اوسکی نہ لاسکے مگر ایرانیوں کا بار اطاعت ایسا بھاری پڑا کہ تھوڑے عرصہ
کے گذرنے پر خلجیوں نے ایسی جوکھوں اوٹھانے کا ارادہ کیا جو اِس بھاری
بوجھہ کے اوٹھانے میں ضروری تھی چنانچہ میرویس اس مہم میں
سردار اونکا ہوا جو خاندانی سردار اور نہایت لائق فایق اور ایران کی
سلطنت کے ضعف و ناتوانی سے بخوبی واقف و آگاہ تھا اس سردار
نامدار نے دلاوری اور ہوشیاری سے ایسا کام کیا کہ قندھار پر چھاپہ مارکر
قبض و تصرف کیا اور ایرانیوں کو گرد نواح سے نکالا اور ممالک مفتوحہ
کو اپنی قوم کے اصلی ملکوں سے ملا ملاکر بجائے خود مستقل سلطنت
قایم کی یہہ کار نمایاں سنہ ١٧٠٨ میں واقع ہوا بعد اوس کے ایرانیوں نے
قندھار پر مکرر حملے کیئے اور ایک حملہ میں ابدالیوں نے امداد اونکی
کی مگر بعد اوسکے سنہ ١٧١٦ میں ابدالیوں نے خلجیوں سے ملاپ کرکے
ایرانیوں کا مقابلہ کیا اور ہرات کو دبایا اور خراسان کے بڑے حصہ واقعہ
قلمرو ایران کو پامال کیا مگر تھوڑے دنوں بعد آنکی باہمی عداوت

---

‡ مالکم صاحب کی تاریخ ایران جلد اول صفحہ ٦٠١

برپا هوئي اور ايرانيوں نے اُن كے خلاف و نفاق سے فائدہ اُٹھايا يہانتك كہ سنہ ۱۷۲۰ تك دونو فريقوں سے مقابلہ كرتے رهے مگر غلجيوں كے سردار نے يہہ بڑا ارادہ كيا كہ خود ايران ميں جاكر لڑيں اور اُس حكومت كي بيخ و بنياد كو صدمہ پهونچاويں جو هم لوگوں پر زور ظلم كرتي تهي *

ايران كي فتح كا بيان

جبكہ كہ سنہ ۱۷۱۵ ميں ميرويس مرگيا تو بهائي اسكا جانشين اوسكا هوا مگر اُس كي جانشيني پر بہت تهوڑا عرصہ گذرا تها كہ ميرويس كے بيٹے محمود نے زور زبردستي سے باپ كي گدي چهيني اور ايران كے حملہ كي تدبير اُس نے جمائي مگر ظہور تدبير سے پيشتر ايرانيوں كو ابداليوں كے هاتهوں سے بڑي بهاري شكست نصيب هوئي تهي اور اب ابدالي مشهد كو زور دباؤ اپنا دكها رهے تهے اور اوزبكوں كے بحراكسيس سے پار اوترنے اور يورش كرنے سے بڑي امداد آنكو حاصل هوئي تهي *

اس عرصہ ميں لزجي لوگ بهي كوہ قاف سے نكلے اور ايران كے شمال مغربي حصہ پر دهاوا كيا اور حقيقت يہہ تهي كہ ايرانكي سلطنت خاص اپنے برے چال چلنوں سے غير ملكي حملوں كي نسبت بہت زيادہ كمزور و ناتوان هوگئي تهي *

حاصل يہہ كہ پچيس هزار آدميوں سميت محمود قندهار سے روانہ هوا چنانچہ كرمانكو لپيٹ سپيٹ كر يزد كيجانب بڑها اور وهاں سے سيدها اصفہان كو چلا † *

دارالسلطنت كے متصل خاص كلنا باد ميں ايرانيوں نے بڑي بهاري فوج سے مقابلہ اُس كا كيا جو بڑے ٹهاٹ سامان سے آراستہ پيراستہ تهي

† جبكہ ابداليوں كے مقابلہ ميں چند زور كے ليئے محمود ايرانيوں سے متفق رها تو اُس زمانہ ميں كرمان پر قابض تها — جونز صاحب كي تاريخ نادر شاہ كے ديباچہ كا چوتها فقرہ

چنانچہ پوشیدہ خوبیں بھی اُس میں موجود تھیں † مگر ایرانیوں کی حشمت نمودی اور صلاح و مشورے اُنکے منقسم اور مختلف تھے اور یہی باعث ہوا کہ افغانوں کو ایسی فتح نصیب ہوئی بعد اسکے تھوڑی مدت گذرنے پر خاص اصفہان پر یورش کی یہہ شہر اُس زمانہ میں بڑی شان و شوکت اور نہایت کثرت کو پہونچا تھا ‡ مگر وہ کثرت اِس موقع پر ایرانیوں کو بہت مضر ہوئی اِس لیئے کہ جب پٹھانوں نے دیکھا کہ شہر پناہ کی حفظ و حراست ہمارے حملوں کی مانع مزاحم ہی تو اُنہوں نے رسدوں کو روکا اور حقیقت یہہ ہی کہ ایسے بڑے شہر کا پورا محاصرہ بیس ہزار آدمیوں سے جو مزاولتی رکھتے تھے متصور نہ تھا مگر محمود نے فوج کے نقصان و قلت کو ہوشیاری چالاکی سے ایسا خوب پورا کیا کہ شہر کے رہنے والے تھوڑے ہی دنوں میں کال کی آفتیں اُٹھانے لگے یعنی بھوکوں مرنے لگے چنانچہ بہت سے مورخوں نے محصوروں کے رنج و مصائب کی مقدار ایسی بڑی بیان کی جو ایسے مقاموں کے مصائب سے چڑائی سمجھنی چاہیئے اور ویسی مصیبتیں بہت کم واقع

† ایرانی سپاہی صورتوں کے قوی و تازہ اور تمام سامان اُنکی فوج مقام کے خیموں سے لیکر راست درست اور اُنکی پوشاکیں عمدہ عمدہ تھیں اور گھوڑے اُن کے تیار اور مرصع زیوروں تک سامان اُنکے بہت قیمتی ڈھال اور برچھے دمکتے تھے بخلاف اُنکے بیچارہ پٹھانوں کے پاس ایک ذرہ بھی تھا اور گھوڑے اُنکے سفر کے مارے دبلے پتلے اور سوار اُنکے پرانے کپڑے پہنے ہوئے اور سورج کی چمک کے علاوہ کوئی چمک دمک اُن میں موجود نہ تھی اور بڑے زور شور سے یہہ بات اُنکے لشکر میں کہہ سکتے ہیں کہ تیزیں تلواروں کے سوا کوئی چمکدار چیز اُنکے لشکر میں پائی نجاتی تھی — مالکم صاحب کی تاریخ ایران جلد ایک صفحہ ٢٣٦

‡ هینوے صاحب نے باتباع چارڈین صاحب کے جلد دو صفحہ ١٦٣ میں بیان کیا کہ اصفہان میں چھہ لاکھہ آدمی بستے تھے مگر جب سیاحوں نے ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں کا اس شہر سے مقابلہ کیا تو اُن کے قول کے بموجب اسقدر اُس کی آبادی یقین کے قابل نہیں ہاں دو لاکھہ آدمیوں کی آبادی تسلیم کے قابل ہی

هوتي هیں † یهه لڑائي جو فریقین کے لحاظ سے برابر کي تهي چهه مهینے سے کچهه کم قایم رهي اور اسقدر عرصه لسلطنت کي دلیل هے که ایرانیوں کي قوت ضعیف هوگئي تهي اور تکلیفیں اُٹها نے کي طاقت اُن میں باقي نه تهي اور جب که ایرانیوں کے وہ حملے جو شہر سے نکلکر کرتے تھے اور وہ کوششیں جو صوبوں کي فوج اَزروے زور زبردستي کے رسد کي بار برداریوں کے معاملہ میں کرتي تهیں محض بیکار گئیں تو کام ناکام اُنہوں نے اطاعت کا بار اپنے سروں پر رکھا چنانچہ بادشاہ اپنے بڑے بڑے درباریوں کو همراہ اپنے لیکر اور لباس ماتمي پہنکر شہر سے باهر نکلا اور آپ کو محمود کے حوالہ کیا اور اکتوبر سنه ۱۷۲۲ کو محمود فیروز مند کے سر پر تاج اپنے هاتهوں سے رکها *

پہلے پہل محمود نے ایسي بڑي خدا ترسي سے حکومت کي که اُسکي توقع نه تهي مگر جب که قزوین کے قلعه میں اُس کے محافظ سپاهیوں کو شہر والوں نے دهوکه سے قتل کیا تو اُسکو اپني جان کے لالے پڑے اور بہت سے ایراني سرداروں کو گردن مارا اور پاداش و تدارک کے دهمکاو سے تمام مسلح باشندگان اصفهان کو شہر کے چهوڑ نے پر مجبور کیا اگرچه غلجیوں کے زور ظلم کو بہت مبالغه سے بیان کیا ‡ مگر ایسے چرواهے قوم کي سنگدلي اور ناخدا ترسي بکمال آساني متصور هوسکتي

† علي حزین شاعر جو محاصرے کے زمانه میں اصفهان میں موجود تها اِن سارے بیانوں کو غلط بتاتا هے اور خود کہتا هے که منجمله محصوروں کے کوئي آدمي بهوک پیاس کے مارے نه مرا تها بلفور صاحب کا ترجمه سرگذشت حزین صفحه ۱۲۲

‡ منجمله اُن مختلف حالوں کے جو ابهي بیان هوئے ایک مثال اُس زور ظلم کي دریافت هوسکتي هے چنانچه هینوے صاحب جو مبالغه کے عادي نهیں اگرچه کاهے گاهے عام پسند افواهوں اور اُن سے زیادہ بري سندوں کو اپني تاریخ میں لکهتے هیں یهه بیان کرتے هیں که محمود نے وهاں کے امیروں کا بال بچوں سمیت نام و نشان تک نچهوڑا یہاں تک که ایک ایک کو پکڑ کر شکاري جانوروں کي طرح قربان کیا بعد اُس کے یهه حکم دیا که ملکي جنگي محکموں کے آدمي جو پہلي سلطنت

ہی جو ہمارے اپنے ظالموں پر نہایت غالب ہوگئی تھی اور اپنی تعداد و شمار کی قلت و خفت کے لحاظ سے جو خوف و ہیبت کے ذریعہ کے سوا کسی ذریعہ سے محفوظ قایم نہیں رہ سکتے رحم و ترس سے بہرے گونگے ہوگئے تھے *

یہہ بادشاہ دو برس پورے حکومت نکرنے پایا تھا کہ اُس فکر و اندیشہ کے سارے جس میں وہ مبتلا تھا اور اپنی مذہبی ریاضتوں اور کفاروں کے ثمروں سے جنکو اپنے اعتقاد کے موافق لازم بکرا سمجھہ بوجھہ اُسکی بڑی بوجھی تھی یہاں تک کہ رفتہ رفتہ دیوانہ ہوکر مرگیا جو اپنی موت مرا یا اوروں کے ہاتھوں سے مارا گیا بعد اُس کے اپریل سنہ ۱۷۲۴ کو اُس کا بھتیجا اشرف خاں جانشین اُسکا ہوا *

یہہ نیا بادشاہ بڑا قوی و لایق تھا مگر ایران کی قسم کو پورا کرنے نہ پایا تھا کہ روس و روم اُس کے درپے ہوئی اور ایران کی سلطنت کے ٹکڑے پر دونوں نے اتفاق کیا اور یہہ عہد اُن کے آپس میں ہوگیا تھا کہ مغربی صوبے روم کے تصرف میں رہیں گے اور شمالی صوبے دریاے

سے تعلق رکھتے تھے اور خیال سے خیال ... صفوی خاندان کے تمام قتل کئے جاویں چنانچہ اُس قتل کو پہلے بادشاہ کی ذات خاص کے پوتہ داروں سے شروع کیا جو تین ہزار آدمی تھے مگر اُنکے نادر نامہ کا مصنف جس کے بیان کو سرکاری بیان سمجھنا چاہیئے اور اُس کو یہہ غرض نہ تھی کہ محمود کی سنگدلیوں کو چتکارے بتا کے بیان کرتا ہی کہ اُس نے سارے ایرانیوں کے قتل کا ارادہ کیا تھا اور جس دن کہ پٹھان کوہستان سے اصفہان کو پہونچے اُسی روز اُس نے ایک سو چودہ آدمی قتل کرائے اور چھوٹے بڑے اور چھوٹے کپڑے کی تمیز نکی اور وہی مورخ لکھتا ہی کہ تھوڑے دنوں بعد اُس دیوانہ نے بادشاہی نسل کا استیصال چاہا چنانچہ اُنتالیس شاہزادے قتل کرائے مگر ہزاروں کے قتل عام کے خیال سے یہہ بیان اُس کا مطابق نہیں ہوتا اور یہہ کہہ سکتے ہیں کہ اِس سارے زمانہ میں شاہ حسین پہلے بادشاہ کو زندہ چھوڑا تھا اور قطع نظر اِس سے کہ محمود ساتھہ اُس کے بڑی سنگدلی سے پیش آوے محمود سے یہہ شفایت اُس نے پیش کی کہ سمجھکر چھوٹے سے مکان میں محصور کیا اور پانچ غلام اور پانچ لونڈیاں خدمت کے واسطے مقرر کیں — مالکم صاحب کی تاریخ ایران جلد ایک صفحہ ۴۳۳

ترکسیز تک روس کے پاس آوینگے اشرف خاں پہلے پہل روم والوں پر چڑھا اور کئي لڑائیوں میں آنکو شکست فاحش دیکر اپني سلطنت کو بزور شمشیر اُن سے تسلیم کرایا مگر باوصف اِس کے اُس ملک سے اونکو خارج نکر سکا جن کو اونہوں نے فتح کیا تہا اگرچہ بڑا پیٹر روسیوں کا بادشاہ اس لڑائي میں بذات خود موجود تہا مگر اشرف کو اوس ملک کي تائید و تقویت کے باعث سے جس میں روسیوں کو آنا پڑا تہا اونسے بہت کم اندیشہ تہا شان مقام رشت تک جو سمندر کاسپین کے جنوب میں واقع ہی روسي آپہونچے تہے بعد اوسکے اونکي ترقي میں رخنہ پڑا اور پیٹر کے مرجانے سے لڑائي بہڑانے سے باز رہے *

نادر شاہ کي عروج ترقي کا بیان

اشرف کا بڑا مہیب دشمن قریب اوسکے ملک کے پیدا ہوچکا تہا تفصیل اس اجمال کي یہہ ہی کہ شاہ حسین کا بیٹا مرزا طہماسپ اصفہان سے بہاگ کر قوم کجر کي پناہ میں بیٹہا تہا جو بحر کاسپین کے کنارہ پر بستي تہي اور وہ اون لوگوں میں صرف نام کا بادشاہ تہا اوسکي قسمت کے بدلنے کي پہلي علامت یہہ تہي کہ نادر قلي جو بڑا سورما سپاہي گذرا اور بلاد ایران میں جواب اوس کا ابتک پیدا نہیں ہوا جان و مال سے شریک اوسکا ہوگیا *

نادرقلي نے پہلے پہل قزاقوں کي طرح ادہر اودہر سے فوج اکہٹي کي تہي مگر آپ اپنے ملک کے چہوڑانیکے ارادے پر نمایاں ہوا چنانچہ اوس نے اپنے طور و طریق اور کامیابیوں کے نمونوں سے ایرانیوں کي سوتي مذہبي حرارت اور سوتي دلیري دلاوري کو جتایا اور قوم کي شان و عزت کو شگفتہ کیا یہاں تک کہ تہوڑي تہوڑي اوس بري حالت سے جس میں وہ ڈوبي پڑي تہي ایسي سدہرکر عمدہ حالت کو پہونچي جو کسي زمانہ میں پہلے نصیب اونکو نہوئي تہي *

پہلے وار اُس نے یہہ مہم سر کي کہ مشہد پر قبضہ کیا اور ابدالیوں اور محمد خاں سیستان والے سے خراسان کو چہینا جو مشہد سمیت

آس پر قابض و متصرف ہو گئے تھے بعد اس کے اشرف خاں کے عہد حکومت والے غلجیوں سے شمالی حد پر جاں توڑ کر لڑا تھا اور کئی لڑائیوں میں کشور ایران کی جنوبی حدوں تک بھگا کر اور آخر کو جو کچھ تھوڑا سا جمع جتھا بچا تھا وہ بھی تلف کیا وہ پراگندہ ہو گئے اور مفتوحہ ملک کا قبضہ چھوڑ بیٹھے جس پر سات برس تک قابض و متصرف رہے تھے بہت سے آدمی مارے گئے اور باقی بھاگ کر گھر کی واپسی پر جنگلوں میں بھوکے پیاسے مرگئے اور ماہ جنوری سنہ ۱۷۲۹ع میں ایک بلوچ سوداگر نے کرمان اور قندھار کے درمیان اشرف خاں کو قتل کیا بعد اس کے نادر قلی نے رومیوں پر دھاوا کیا جن کے قبضہ و تصرف میں اشرف خاں کے عہد نامہ کے ذریعہ سے کسیقدر ایران کا ملک اب تک باقی رہا تھا جب کہ اس نے تبریز کو رومیوں کے دخل و تسلط سے نکالا تو اوس کو ابدالیوں کی بغاوت کا پرچا لگا اور خراسان کی واپسی پر مجبور ہوا *

جب کہ پہلے وار اس نے اس قوم پر کامیابی حاصل کی تھی تو اپنی کامیابی کے بعد ایسی معقول تدبیر کی تھی جس کے ذریعہ سے لوگوں کو اپنی جانب مائل کیا تھا غرض کہ اون ذریعوں اور غلجیوں اور ابدالیوں کی باہمی عداوت سے یک قومی فریق کو حامی کار اپنا بنایا تھا اور اوس فریق کو [illegible] ہرات کی حکومت تفویض کی تھی مگر اب ایک فریق نے جو منجملہ ابدالیوں کے درویش کا مخالف تھا ایسا غلبہ حاصل کیا تھا کہ خراسان کو روندتا اور مشہد کو چاروں طرف سے گھیرا جو اوس زمانہ میں نادر کے بھائی ابراہیم کا مفتوحہ تھا جس کو اون لوگوں نے شکست فاحش دیکر مغلوب و مجبور کیا تھا بعد ان ابدالیوں نے غلجیوں سے رفاقت پیدا کی تھی مگر یہ رفاقت بہت تھوڑے دنوں باقی رہی چنانچہ بعد اوس کے ایسی ناچاقی ہوئی کہ پہلے کی نسبت زیادہ مخالفت پیدا ہوئی حاصل یہ کہ یہہ لڑائی جو نادرشاہ کو ابدالیوں سے

پیش آئي پہلے کي نسبت بہت زیادہ دشوار تھي یہانتک که هرات کے محاصرے میں دس مہینے صرف هولیئے مگر اب ابدالي پورے پورے مطیع و منقاد اوس کے هوگئے بعد اوس کے پھر تالیف قلوب کي تدبیریں دوبارہ درتیں اور اسلیئے که وہ تھوڑے دنوں بعد اوس کے سفي هو گیا تھا تو ابدالي لوگ اوس کے جان نثار هو گئے *

ان لڑائیوں میں بہت مدت کے گذرنے سے ایران کے کام کاج اچھي حالت پر نه رہے اور اس لیئے که حکومت کا انصرام اسبات پر ٹھہرا تھا که فوج کو لڑائیوں کے کام کاج میں مصروف کرے تو شاہ طہماسپ اپنے سپہ سالار نادر قلي کے هاتھوں میں جیسا که قیاس بھي چاهتا هی ایک کھلونے کي طرح چلتا پھرتا تھا مگر جب که دارالسلطنت پر قبض و دخل اُس کا دوبارہ حاصل هوا اور ساري قلمرو میں اُس کي سلطنت تسلیم کي گئي تو بات آسکي بن پڑي اور دستور یہہ تھا که نادر قلي کے نہونے کے زمانه میں بادشاهي کے کاروبار اُس کے قبض و قدرت میں هوتے تھے *

نادر قلي حکومت کے انتقال سے جي میں برهم هوا اور جب وہ خراسان کے کاموں کا تصفیه کرچکا تو اصفہان کو باگ اٹھائي اور وهاں پہونچکر اُس تنفر سے فائدہ اٹھایا جو لوگوں کے دلوں میں شاہ طہماسپ کي جانب سے بایں وجہہ پیدا هوا تھا که اُس نے رومیوں سے ایک برا عہد نامه کیا تھا چنانچه اُس نے اُس کو تخت سے اوتارا اور اُسکے شیرخوار بیٹے کو نام کا بادشاہ بنایا اگرچه یہہ انتظام اُس کي سلطنت کا آغاز سمجھا جاتا هی مگر جب تک اُس نے ایران کي بادشاهت کو کھلم کھلا اختیار نه کیا که بہت سي فتوحات اُس کو روم و روس پر حاصل نہوئیں اور وہ سارے ملک اُس کے قبض و تصرف میں داخل نہوئے جو ایران کے دخل و تسلط سے نکلکر روم و روس کے تحت حکومت داخل هوئے تھے بعد اُس کے دونوں سلطنتوں سے آشتي کي اور اپني

بادشاہت سے بہلی فوج کو لیکر مغان کے میدان میں گیا اور ملکی جنگی
افسروں اور ضلع کے حاکموں اور قلمرو کے بڑے بڑے معززوں کو جو لاکھہ
آدمیوں کے قریب قریب ہوں بیان کیئے لئے طلب فرمایا چنانچہ اُن لوگوں نے
باہم متفق ہوکر ایک آواز سے تاج و تخت اُس کے سامنے پیش کیا
مگر پہلے اُسنے حیلہ بہانہ سے ایسے بھاری بوجھہ کے اُٹھانے میں تامل کیا
اور بعد اصرار و التجا کے اِس شرط پر وہ بھاری بوجھہ اُٹھایا کہ بلاد ایران
میں تشیع کا نام نشان باقی نرہے اور تسنن کی روشنی جگہہ جگہہ پہلے
یہہ † واقعہ سنہ ۱۷۳۶ع میں واقع ہوا *

تبدیل مذہب سے نادر شاہ کو یہہ توقع غالب تہی کہ صفوی خاندان کا
حب و اخلاص ایرانیوں کے دلوں سے محو ہو جاویگا جسکو استحقاق اِس
سلطنت کا اس وجہہ سے زیادہ قوی تہا کہ وہ شیعوں کا پیشوا اور حامی
تہا مگر ایرانی لوگ اپنے مذہب میں بہ حقیقت ویسے ہی پکے رہے
جیسے کہ وہ پہلے سے پکے چلے آتے تہے غرض کہ نادر شاہ کی تدبیر
مذکور الصدر نے یہہ نتیجہ بخشا کہ اُس کی رعایا کے دلوں میں مورد
اخلاص اِس کا نہ تہا اور ایسی بڑی طرح بہائی بہولی کہ شاہ و رعیت
پر اُس کے بہل بہول کا اثر برابر ہوا *

اگرچہ نادر شاہ اس وقت میں اُوسکے بڑے نتیجوں سے بخوبی واقف
نہ تہا مگر اوس کی سمجھہ میں یہی بات آئی کہ جو تخت اپنی
مسلسل فتوحات کی بدولت قایم ہوا وہ اونہیں کے ذریعہ سے بحال و برقرار
رہ سکتا ہی چنانچہ اُس نے اپنے وطن والوں کے فخر و عزت کو ایسے
شاداب و تازہ کرنا چاہا کہ اُن غلجیوں سے جنہوں نے پہلے وقتوں میں
ایرانیوں پر غلبہ پایا تہا انتقام لیوے اور قندھار کو ایران کی قلمرو میں
دوبارہ داخل کرے *

---

† نادر نامہ اور جونز صاحب کی کتاب جلد پانچ صفحہ ۲۳۷ ہینوے صاحب نے
بیان کیا کہ نادر شاہ نے یہہ شرط کی تہی کہ سنیوں کا مذہب ایران میں گوارا
کیا جاوے اور بعد اُس کے تشیع کا نام نشان باقی نچہوڑا جاوے *

اس مہم کي غرض سے بڑے بڑے ٹھاٹ اُس نے سواري اور ایسي بھاري فوج سمیت اوس مہم پر روانه هوا جس کو بعض مورخوں نے اسي لاکھه آدمي بیان کیئے † ابدالیوں نے اسي موقع پر دلي امداد اُوس کو دي اور خلجي دل شکسته هوکر ادهر اودهر چلے جانے پر آماده هوئے مگر باوصف اس کے لڑائي بھڑائي کي ذاتي همت نه هاري تھي اور ایسے کمزور نہوئے تھے که لڑائي کے بدون اطاعت قبول کرتے غرض که برسدن کے سخت محاصرے کے بعد قندهار کے دهاوے پر جرات کرسکا اور باوجود اوس کے بھي کیئي بار اس سے پہلے که مارچ سنه ۱۷۳۸ع کو قندهار فتح هوچکا تھا خلجیوں نے اونکو مار پیٹ کر بھگایا اور محاصرے کے دنوں میں قندهار کے گرد نواح کے بہت سے حصه کا انتظام اوس نے کیا اور اوسي زمانه میں اوس کے بیٹے رضا قلي مرزا نے جو مقام مشهد مقدس سے اوزبکوں پر چڑه کر گیا تھا ایک صوبه بلخ هي کو فتح نه کیا بلکه دریاے اکسیس پر شاه بخارا کو شکست فاحش دي جو بذات خود لڑائي میں موجود تھا *

نادر شاه اعتدال مزاج اور تدبیر مملکت کے لحاظ و حیثیت سے مقام و موقع دیکھکر اپنے مخالفوں یعني خلجیوں سے بطور اپني رعایا کے پیش آیا چنانچه اوس نے تباهي ایران کے انتقام میں جو خلجیوں کے هاتھوں سے ظہور میں آئي تھي کوئي سخت معامله نبرتا اور منجمله اون کے بہت سے لوگوں کو اپنے لوگوں میں بھرتي کیا هاں اس قدر برائي تو کي که کسي قدر خلجیوں کو اون کي اراضیات مقبوضه سے بیدخل کیا جو قندهار کے گردنواح میں واقع تھیں اور وه اراضیات ابدالیوں اور خاص

† مالکم صاحب کي تاریخ ایران جلد دو صفحه ۶۱ اور هینوے صاحب نے اپني کتاب کي جلد دو صفحه ۳۵۵ میں بیان کیا که اسي هزار آدمیوں کے پیچھے پیچھے تیس هزار آدمي لگے چلے آتے تھے مگر مغرب اٹک کے لحاظ سے اسقدر جمعیت قیاس سے خارج هي اس لیئے که وهاں ایسي بڑي بڑي فوجیں جیسے هندوستان میں عموماً جمع کي جاتي هیں بہت کم فراهم هوتي هیں

ایسے ابدالیوں کو عنایت فرمائیں جو نیشاپور کے متصل خراسان کے مغرب میں بسے رہتے تھے † *

نادر شاہ اور حکومت ہندوستان کے نزاعوں کا بیان

جب کہ نادر شاہ نے خلجیوں کا مٹانا ختم کیا تو سلاطین تیموریہ کی حدوں تک دخیل و قابض ہوگیا اور اون کی سلطنت کی غایت کمزوری اور نہایت ناتوانی اسکی نظر سے مستور و مخفی نہتی اور جیسے کہ ہندوستان کی سلطنت پر چڑہائی کرنے کی حرص و رغبت اوس نظر دامنگیر اوس کو ہوئی کہ ہندوستان کی ترشروئی اور تونگری سے ایران کے قائم شدہ ذریعوں کا نقصان پورا کرے اور یہ وجہ بھی اوس سے کچھہ کم باعث نہوئی تھی کہ ہندوستان کی قوم کے ذریعہ سے اون لوگوں کو جنکو جو اب اوس کی تحت حکومت میں جمع ہوئے تھے اور ہمیشہ لڑائی بھڑائی میں مصروف رہتے اور اون کے زور و قوت اور ہمت و شجاعت کو جسکو آپسکی لڑائی جھگڑوں میں صرف کرتے تھے ایسے بڑے کاموں میں لگاوے جو اون کو مقبول و پسندیدہ تھے *

† جونز صاحب کا ترجمہ نادر نامہ کا جلد ثانی صفحہ ۲۲۵ ملتانیوں کی فتح و ظفر کا بیان جو اس تاریخ میں مذکور ہوا تمام کی ترتیب قریب قریب ہینوے صاحب کی تاریخ اور نادر نامہ اور نادر شاہ کے [illegible] نادر نامہ سے لیا گیا اگرچہ ہینوے صاحب آپ ایک معقول وجوہ کا آدمی اور مناسب پسند تھا مگر جو حالات اس نے لکھے وہ بعض اوقات اوس حالات کے ترجمہ کی سند پر مبنی تھے جنکو [illegible] والے نے لکھا تھا اور اگرچہ یہ ترجمہ عمدہ عمدہ خبروں پر مشتمل ہی مگر اس میں بہت سی ایسی [illegible] اور وحشی بیانات [illegible] حالات کے علاوہ [illegible] ترجمہ کو کے ترجمہ سے بڑی مشابہت رکھتا ہی [illegible] کی سلطنت کے بیان میں [illegible] مگر [illegible] مرزا مہدی کی ہی جسکی نسبت [illegible] حاکم صاحب نے بیان کیا ہی وہ مورخ نادر شاہ کا معتمد میرمنشی تھا اگرچہ وہ نادر شاہ کا [illegible] تھا مگر ابوالفضل کی نسبت نہایت راستگو اور راستی پسند تھا اور [illegible] بیان اس کا جیسا کہ جونز صاحب کے فرانسیسی ترجمہ سے واضح ہوتا ہی ابوالفضل کی طرز تحریر سے بہت زیادہ صاف اور مختصر ہی *

جب که نادر شاہ قندھار کے محاصرے میں مصروف تھا تو اُس نے دلي کے دربار سے گرفتاري یا اخراج اُن چند افغانوں کا چاھا تھا جو غزني کے پاس پروس کے ملکوں میں بھاگ کر گئے تھے اور اصل حقیقت یہہ تھي که هندوستان کي سلطنت اِس قابل نرهي تهي که وہ درخواست مذکورہ کو قبول کرتي علاوہ اِسکے یہہ بهي دریافت هوتا هی که اس سلطنت نے نادر شاہ کي نادر شاهي کے قبول و تسلیم میں گونه تامل کیا تها غرضکه نظر بوجوہ مذکورہ درخواست کے جواب میں بہت عرصہ گذر گیا اور جب که جواب اُس کا نه پهونچا تو نادر شاہ نے تساهل و غفلت کي بڑي شکایت کي اور بهت برا بهلا کهکر کچهه توقف نه کیا چنانچه سیلاب کي مانند آگے کو غزني و کابل پر بڑھا بعد اُس کے سنه ۱۷۳۸ع مطابق صفر سنه ۱۱۵۱ هجري میں ایک ایلچي یہاں سے دلي کو روانه کیا جس کو پهاڑي پٹهانوں نے ٹهکانے لگا دیا یہاں تک که نادر شاہ نے هندوستان کي چڑهائي کو ناواجب نه سمجها اور اُس کے لیئے بهانه معقول پایا چنانچه تهوڑي دقت کے اُٹهانے پر کابل پر قابض هوا اور کیئي مهینے تک اُس کے قرب و جوار میں انتظام کي ضرورت سے ٹهرا رها اور جاڑوں کے آنے تک اپنے کوچ و رحلت کو شرقي جانب سے ملتوي رکها بعد اُس کے ماہ اکتوبر سنه ۱۷۳۸ع مطابق شعبان سنه ۱۱۵۱ هجري میں کوچ و مقام کو جاري کیا مگر دلي کا دربار اب مرهٹوں کے خوف و هراس اور اپنے خانگي فسادوں میں ایسا مبتلا تها که نادر شاہ کي میل و حرکت پر بہت سي توجهه نه کرسکا اور جب که نادر شاہ ایران کي قدیم قلمرو میں لڑتا جهگڑتا رها تو دلي کے دربار والے کمال بے پروائي سے اُس کو دیکهتے رهے یہاں تک که جب اُس نے دلي کے خاص ملک مقبوضه پر حمله کرکے کابل پر قبضه کیا تو اُن کو جب بهي یهي توقع تهي که پشاور و کابل کے درمیاني پهاڑي لوگ اُس کے اوترنے کے مانع مزاحم هونگے مگر تقدیر سے یہه معامله پیش آیا تها که انتظام و درستي

کے رستوں میں جو روپیہ پہاڑی قوموں کو اس نظر سے ادا کیا جاتا تھا کہ دلی کی سلطنت کا رعب داب اُس کی بدولت اُن قوموں میں قایم رہے تھوڑے عرصہ سے نہ پہونچا تھا اور اسی وجہہ سے اگر اُن پہاڑیوں کو قوت بھی حاصل تھی تو وہ لوگ اپنے تئیں بیچ میں پڑنے کے خواہاں نہوئے اِسلیئے کہ جسقدر دلی کا دربار پہلے بے پروا و غافل تھا ویسے ہی اِس وحشت اثر خبر کے سننے سے پریشان و حیران ہوا کہ نادر شاہ پشاور سے آگے کو بڑھا اور اُس تھوڑی سی ہندوستانی فوج کو جو ہمارے ایک حاکم کی حکومت تلے اوس کے مقابلہ پر آئی تھی شکست فاحش دیکر اٹک تک پہونچا اور وہاں کشتیوں کا پل باندھکر پنجاب میں داخل ہوا اور آگے کو بلا تحاشا چلا آتا ہی یہہ خبر نومبر سنہ ١٧٣٨ع مطابق رمضان ١١٥١ ہجری میں مشہور ہوئی *

نادرشاہ کو اُس خفیف مقابلہ کے سوائے جو لاہور کے حاکم سے ظہور میں آیا تھا جمنا تک کوئی بڑی چھوٹی روک بھی پیش نہ آئی یعنی دلی سے سو میل کے اندر اندر بلا توقف بڑھا چلا آیا اور کسی نے چوں بھی نکی اور جب وہ وہاں پہونچا کہ ہندوستانی فوج کے قرب و جوار میں آپہونچا *

محمد شاہ نے بڑی جلد جلد اُس تھوڑی بہت فوج اکٹھی کی تھی اور آصف جاہ بھی بادشاہ سے آملا تھا چنانچہ دونو کرنال کی جانب روانہ ہوئے جہاں بڑا لشکر اکٹھا ہوا تھا اور جب کہ نادر شاہ آچکا تھا تو سعادت خاں اودہ کا نایب سلطنت بھی اوسی زمانہ کے قریب اپنے بادشاہ کی فوج کے قرب و جوار میں آپہونچا تھا مگر ایرانیوں نے یہہ چاہا کہ سعادت خاں نہ بادشاہ کے لشکر سے ملنے پاوے چنانچہ باہم مقابلہ ہوا اور یہہ خفیف مقابلہ بڑی لڑائی کی صورت پکڑ گیا مگر ہندوستانی سپاہی ایرانی آزمودہ کاروں کی ٹکر نہ اوٹھا سکے درحقیقت یہہ تھی کہ وہ سپاہی اِس میدان میں اتفاق و

مشورت بدون اضطراب کی حالت میں لڑنے کو لائی گئی تھی چنانچہ آصف جاہ اصلی یا جعلی غلط فہمی سے لڑائی میں شریک و شامل نہوا † *

غرض کہ اِس خرابی پر یہہ نتیجہ مترتب ہوا کہ ہندوستانی فوج تباہ ہوئی خاں دوراں خاں سپہ سالار مارا گیا اور سعادت خاں پکڑا گیا اور محمد شاہ کو اس کے سوا کوئی چارہ باقی نرہا کہ اُس نے آصف جاہ کو اطاعت کا پیام دیکر بھیجا چنانچہ پندرھویں ذیقعدہ سنہ ۱۱۵۱ ھجری مطابق تیرھویں فروری سنہ ۱۷۳۹ ع کو چند ہمراہیوں سمیت آپ ایرانیوں کے لشکر میں گیا نادر شاہ نے بڑی آؤ بھگت آسکی کی اور آسی روز آس کو آسکے لشکر میں واپس جانے کی اجازت فرمائی مگر اِس تعظیم تکریم کی نظر سے بخوبی فائدے اُٹھانے سے باز نرہا چنانچہ آسنے محمد شاہ کو اپنی فوج میں شامل ہونے پر مجبور کیا اور دونو بادشاہ دلی کو روانہ ہوئے بعد آس کے جو دونو بادشاہوں میں خط کتابت جاری رہی بیاں اوس کا بہت سے لوگوں نے طرح طرح سے بیاں کیا اور آصف جاہ اور سعادت خاں کی باہمی مخالفت کی بدولت اوس خط و کتابت میں تھوڑے بہت خلل تو پیش آئی مگر کوئی برا نتیجہ مترتب نہوا اس لیئے کہ نادر شاہ کو اپنی قوت پر پورا قبض و تصرف حاصل تھا اور اِس بات کے بتانے کو کہ اوس قوت کو کس طریقہ سے برتے سرتے کسی سکہانے پڑھانیوالی کا محتاج نتھا *

ماہ مارچ سنہ الیہ کو نادرشاہ اور محمد شاہ کی دونوں فوجیں دلی میں داخل ہوئیں اور دونوں بادشاہوں نے بادشاہی محلوں میں نزول فرمایا

---

† نادر شاہ کی سرگذشت صفحہ ۱۵۳ میں جس روز نامچہ کا ترجمہ نریزر صاحب نے لکھا ہی اُس کے بموجب نادر شاہ کی ساری فوج اور ہمراہیوں سمیت جو ساری مسلح تھی ایک لاکھ ساٹھہ ہزار آدمی تھے مگر اُس کی نوج کے ایک اخبار نویس نے جو بمقام پشاور اُس کی فوج میں داخل تھا ساڑھے چوسٹھہ ہزار سپاہی اور چار ہزار بھیر بنگاہ اُس کی بیان کی ۱۲ ایضا صفحہ ۲۳۰ و ۱۲۱

نادر شاہ نے تھوڑی سی فوج کو شہر میں منقسم کرکے یہہ حکم صادر فرمایا کہ فوج کے قانونوں کی سخت پابندی عمل میں آوے اور باشندوں کی حفظ و حراست کے لیئے پہرے بٹھائے جاویں *

باوصف اس کے کہ نادر شاہ نے یہہ دور اندیشیاں اور ہوشیاریاں ہوئیں مگر ہندوستانی اوس سے راضی نہوئے چنانچہ اون بیگانوں کی خودمختاری کو بڑی حیرت سے دیکھتے تھے اور اونکے دلی میں گھس بیٹھنے سے نفرت کرتے تھے † *

دوسرے دن یہہ ہوائی اوڑائی گئی کہ نادر شاہ نے وفات پائی اور جوں ہی کہ دلی کے گلی کوچوں میں یہہ خبر پہنچی تو ہندوستانیوں کی نفرت بلا مزاحمت ظاہر ہوئی اور ایرانیوں کا قتل ہونا شروع ہوا اور جس طرح سے کہ ایرانی سپاہی جگہہ جگہہ پھیلے ہوئے تھے اوسکی وجہہ سے بہت سے لوگ اون ہندوستانیوں کے غیظ و غضب کے قربانی ہوئے ہندوستانی امیروں نے ایرانیوں کے بچانے میں کوشش کی بلکہ بعض بعض امیروں نے ایرانیوں کو قاتلوں کے حوالہ کیا جو اونکی محلسرایوں کی حفظ و حراست پر متعین کیئے گئے تھے ‡ گرچہ نادرشاہ نے پہلے پہل تو فساد کا دبانا چاہا اور اسباب کے دریافت ہونے سے گونہ رنجیدہ ہوا کہ وہ فساد رات بھر برپا رہا اور تنزل کی جگہہ اسکو ترقی حاصل ہوئی باوصف اس کے صبح کو گھوڑے پر سوار ہوکر اس نظر سے باہر نکلا کہ اس کو جب جاکر دیکھکر پھر امن و امان قایم ہوجاوے اور جوں ہی کہ وہ باہر نکلا تو پہلے پہل اس نے گلی کوچوں میں اپنے ہموطن

† فریزر صاحب کا بیان

‡ علی حزین نے بیان کیا کہ سات سو ایرانی مارے گئے اور یہہ بموجب بیان مندرجہ صفحہ ۲۸۱ اصلی کتاب حزین کے جسکو بالفور صاحب نے مرتب کرکے چھاپا تھا اور اُس کے ترجمہ کے ۲۹۹ صفحہ میں سات ہزار لکھے ہیں مگر یہہ چھاپہ کی صاف غلطی ہی اور سکات صاحب کی جلد دو صفحہ ۱۰۷ میں ایک ہزار آدمی بیان کیئے گئے

بھائیوں کی لاشوں کو پڑا ہوا دیکھا مگر اِس پر بھی جوش اُس کو نہ آیا یہاں تک کہ ادھر اُدھر سے پتھر پھینکنے لگے اور چاروں طرف سے تھر و ہاں اُس پر برسنے شروع ہوگئی اور یہہ نوبت پہونچی کہ ایک سوار اُس کا جو اُس کے پہلو میں جاتا تھا اُس گولی کا نشانہ ہوا جو خاص اُس پر چھوٹ کر آئی تھی غرض کہ جب نادر شاہ نے یہہ دست درازیاں دیکھیں تو وہ نیلا پیلا ہوا اور عام قتل کا حکم سنایا †
چنانچہ صبح سے بہت دن چڑھے تک وہ حکم قایم رہا اور اُس کی بدولت وہ صورتیں پیش آئیں جو لوٹ مار اور لوبھہ لالچ اور پاداش و تدارک کی نظر سے پیدا ہوسکتی ہیں یعنی شہر کو چند مقاموں سے ایسا جلایا پھونکا کہ وہ آتش بازی کا تماشا اور خونریزی ویرانی کا نمونہ بن گیا *

جب کہ نادرشاہ قتل عام سے سیر ہوچکا تو محمد شاہ یا اُس کے وزیر کی شفاعت سے غیظ اُس کا ٹھنڈا ہوا اور قتل کی بندی کا حکم سنایا گیا اور انتظام اِس کا ایسا معقول تھا کہ جوں ہی قتل کی بندی کا حکم صادر ہوا توں ہی فوج نے تسلیم کیا ‡ او کسی نے دم نہ مارا اور

† فریزر صاحب کا بیان

‡ انسداد قتل کے مقدمہ میں لوگوں کے بیان مختلف ہیں چنانچہ بعضے کہتے ہیں کہ نادر شاہ قتل کے سارے وقت رکن الدولہ کی چھوٹی مسجد میں جو جوہری بازار میں واقع ہی غمگینوں کی صورت بنائے چپ چاپ بیٹھا رہا اور محمد شاہ اور اُس کے امیر اُس کے روبرو آنے کی جسارت نکر اُس کے سامنے آئے اور سرجھکائے ہوئے کھڑے رہے یہاں تک کہ نادرشاہ نے بولنے کی اجازت دی محمدشاہ نے پہلے آنسو بہائے اور بعد اُسکے بہت پھوٹ پھوٹ کر رویا اور نہایت گڑ گڑا کر یہہ کہا کہ میری رعیت کی جاں بخشی کرنی چاہیئے اگر اِس غیر قرین قیاس واقعہ کی سند فریزر صاحب کی سند سے بہتر ہوتی تو نہایت بہتر ہوتا مگر قتل عام کی شرح و بیان میں وہ بیان اچھا ہی جس کو حزین نے قلمبند کیا اس لیئے کہ اُس نے اُس واقعہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا اور اُس کے بیان کو سیرالمتاخرین والے نے لفظ بلفظ نقل کیا دوسرا بیان اِس عام قتل کا اُس ہندوستانی منشی کے روز نامچہ میں بخوبی مندرج ہی جو سربلند خاں مذکور کا میر منشی تھا اور اُس روز نامچہ کو فریزر

تاتاروں کے ہاتھہ جہاں کے تہاں رہگئے مگر دلی والوں کی تکلیفات اسپر موقوف نہوئیں اسلئے کہ نادر شاہ کا بڑا مطلب ہندوستان کی چڑھائی سے یہہ تہا کہ اُس کے مال و دولت سے آپ کو مالا مال کرے اور جب سے کہ اُس نے فتح پائی تب ہی سے روپیہ کے اخذ و جبر کے رنگ ڈہنگ اُس نے ڈالے تھے جس کا وہ خبردار تہا چنانچہ پہلے پہل مشیر اوس کا سعادت خان ہوا مگر دلی کے پہونچنے پر تہوڑی مدت گذری تھی کہ سعادت خان مرگیا بعد اُسکے سربلند خان ہندوستانی اور طہماسپ خان ایرانی روپیہ کے اخذ و جبر پر متعین ہوئے چنانچہ مار و ہار اون کا جو بجائے خود سخت ناگوار تہا نادر شاہ کی سختی اور بے قراری سے اور بھی زیادہ ہوا اول اونہوں نے بادشاہی خزانوں اور جواہروں پر قبضہ کیا جن میں تخت طاؤس بھی داخل تہا بعد اوس کے کئی بڑے امیروں کا تمام اسباب ضبط کیا اور باقیوں کو اِس پر مجبور کیا کہ اپنے مال کا بہت سا حصہ باقی ماندہ مال کے تاوان میں ادا کریں بعد اوس کے چہوٹی چہوٹی سزاؤں اور تمام باشندوں پر متوجہہ ہوئی اور شہر کے دروازوں پر اسی غرض سے پہرہ بندیاں ہوگئیں کہ کوئی آدمی شہر سے باہر نجانے پاوے غرض کہ ہر آدمی اپنے

صاحب نے اپنی تاریخ نادر شاہ میں درج کیا بعد اُس کے جو معاملے گذرے جس میں سے تہوڑے سے معاملوں میں سے یہہ مورخ روز نامچہ والا بھی شریک و شامل تہا اُس روز نامچہ میں بہت تفصیل سے مندرج ہیں خونریزی کا بیان یہہ ہی کہ دوپہر تک قتل جاری رہا اور مقتول شمار و حساب سے باہر تھے فریزر صاحب نے ایک لاکھ بیس ہزار آدمی سے زیادہ لکہے ہیں مگر نادر نامہ کے مصنف نے غالباً راستی کے قریب قریب لکہا [illegible] چنانچہ وہ لکہتا ہی کہ کل دن بہر وہ حکم جاری رہا اور تیس ہزار آدمی تخمیناً مارے گئے اور مل صاحب کی جلد ۲ صفحہ ۴۰۷ میں آٹھہ ہزار آدمی قرار دئیے مگر صاحب موصوف نے کوئی سند تحریر نکی جس پر اُس کی بنیاد قائم ہو یہہ بات قیاس سے باہر ہی کہ اتنے گہنٹوں تک بیس ہزار آدمی کے قاتلوں [illegible] کام پر متعین کیئے گئے تھے ایسا کشت و خون واقع ہووے جس کا مقابلہ طرف ثانی نکریگی اور باوصف اسکے آٹھہ ہزار آدمی مارے جاویں.

مال کے ظاہر کرنے اور بحسب اُس کے تاوان کے دینے پر مجبور ہوا اور ہر قسم کا ظلم اور ہر طرح کی سنگدلی روپیہ کی تحصیل میں برتی گئی یعنی معزز لوگوں کو روپیہ کے اقرار کے لیئے مارا پیٹا گیا اور بہت سے لوگ اُس بدسلوکی کے مارے مرگئے جو ساتھہ اُن کے برتی گئی اور بہت سے بے گناہوں نے آبرو کے پیچھے جان اپنی کھوئی بستی سونی ہوگئی اور امن چین کا نام نرہا اور ہر گھر میں رونے پیٹنے کی آواز بلند تھی پہلے عام قتل کا ہنگامہ برپا نہ تھا اور اب خاص خاص لوگوں کی جانیں تلف ہوتی تھیں † *

صوبوں کے حاکموں سے بھی امداد اور تاوان لیا گیا اور یہاں تک تحصیل کی نوبت پہونچی کہ نادر شاہ کو اُن مخرجوں کے خالی ہونے کا پورا پورا یقین ہوا جن سے دولت کا حصول ممکن تہا بعد اُس کے اُس نے واپسی کی تیاری کی اور محمد شاہ سے ایک عہد نامہ لکھوایا جس کی رو سے مغرب اٹک کا تمام ملک اُسکے قبض و تصرف میں داخل ہوا اور تیموریوں کی ایک شہزادی اپنے بیٹے نصراللہ کو بیاہی اور محمد شاہ کو دوبارہ تخت پر بٹھایا اور اپنے ہاتھوں سے بادشاہی کے سارے زیور اُس کو پہنائے اور ہندوستانی امیروں کو بہت تاکید فرمائی کہ بلا حجت و تکرار اُس کی اطاعت کو فرض و لازم سمجھنا ورنہ بہت بڑے انتقام کے منتظر رہنا اور آپ کو بڑے عذابوں کا مورد سمجھنا غرض کہ نادر شاہ اٹھاون دن دلی میں رہا اور چلتے ہوئے اسقدر خزانہ ساتھہ اپنے لیگیا کہ تحصیل اوسکی آٹھہ نو کرور روپیہ اور کئی کروڑ روپیہ کی سونے چاندی کی اینٹوں اور بھاری بھاری اسبابوں اور ہر قسم کے لباسوں پر مشتمل تھی علاوہ اون کے ایسے ایسے گراں بہا جواہر لیگیا جن کی قیمت کا تخمینہ نہیں ہوسکتا باقی گھوڑوں اور ہاتیوں اور اونٹوں کی شمار قطار نہیں اور منجملہ آدمیوں

† سکاٹ صاحب کا بیان جلد دو صفحہ ۲۱۰

کے کئی سو بڑے بڑے ہنرمند کاریگروں اور معماروں کو اپنے ساتھ لیگیا † *

تیسوا باب

محمد شاہ کی وفات تک کا بیان

نادر شاہ کے جانیکے بعد ایک قسم کا جنون اُس شہر کے باشندوں کو تھوڑے عرصہ تک عارض رہا چنانچہ ایک خوف و ہیبت کے بیٹھنے اور مال و دولت کے جانے سے اوسان اون کے ٹھکانے نہ آئے تھے اور شہر کی یہ صورت تھی کہ سارا سونا پڑا تھا اور جگہ جگہ ٹھٹھ پڑے تھے اور گلی کوچوں میں

† رقم مختلف رقمیں نقد کی جو فریزر صاحب نے قرار دیا آٹھ کروڑ کے درمیان میں ہیں اور نادر نامہ والے نے پندرہ کروڑ لکھا اور ... صاحب نے بیس کروڑ قرار دیا اور ہینوے صاحب نے سینتیس کروڑ کا تخمینہ ٹھہرایا مگر صحیح صحیح اُنکے تیس کروڑ بیان کیا جاتا ہے ... کے عہد دولت سے بادشاہی خزانوں میں اس لیئے بڑا ٹوٹا پڑا ہوگا کہ عالمگیر ... کی ... اور ... صاحب نے چودہ کروڑ تخمینہ سمجھا ہی نادر نامہ میں صرف دو کروڑ اور ... صاحب کی تاریخ میں صرف ایک کروڑ لکھی ہے اور وہ بہت سی کہانیاں جو نادر شاہ کے حملوں کی نسبت مشہور و معروف ہوئیں ڈو صاحب نے اُنکو ہندستان کی تاریخ میں قائم رکھا اُن کہانیوں سے دریافت ہوتا ہے کہ آصف جاہ اور سعادت خان نے نادرشاہ کو بلایا تھا اور کرنال کی لڑائی اُنہوں ہی کی صلاح و مشورت سے شکست ہوئی اور نادرشاہ نے اُن کی نمک حلالی اور وفاداری کا یہ انعام دیا کہ دونوں کے مونہہ پر تھوکا اور دربار سے خارج کرایا چنانچہ اُن دونوں سرداروں نے بے عزتی کے ننگ سے خودکشی کا ارادہ کیا مگر چونکہ یہ دونوں آپس میں حریف تھے اور ایک کی راست گوئی اور اور صاف نیتی پر دوسرے کو اشتباہ تھا تو دونوں کے جاسوس ایک دوسرے کی خبررسانی کے لیئے اِس غرض سے لگے رہتے تھے کہ زہر پی لیا یا نہیں پیا مگر آصف جاہ ایسا چالاک و مکار تھا کہ اُس نے کوئی دوا پی لی اور مردہ بنکر مانند ... پڑ رہا ایسا کیا جوں ہی کہ سعادت خان مطلع ہوا تو اُس نے حقیقت میں زہر منگاکر کھالیا اور اُسکی روح پرواز کر گئی اور آصف جاہ اُٹھ بیٹھا اگرچہ عام شہرہ ہے ... زمانوں میں ایسے ایسے قصے تسلیم کیئے جاتے ہیں مگر چونکہ کوئی ٹھیک اُنکی [illegible]

ایسی گلی سڑی لاشوں کی بدبو مارتی تهی جو ابتک گور و کفن سے
محروم اور فاتحہ درود سے بے نصیب تهیں۔ بعد آسکے بہت مدت گذرنے
پر دلی کا دربار ایسی طرح بیدار ہوا کہ گویا بهاری نیندوں سے کسی نے
اُسکو ابهی جگایا ہے اور سلطنت کا ڈهچر بهی ویسا هی بگڑا ہوا تها جیسا
کہ خود دارالسلطنت کا نقشہ خرابی کو پہونچا تها یعنی فوج تباہ تهی
اور خزانے خالی تهے اور محاصل کا نام و نشان نتها اور باوصف اس
خرابی کے اب بهی مرهٹوں کی دهمکیاں جنوب کی جانب سے قایم تهیں
اور جوصوبے کہ مرهٹوں کی دست اندازی سے ابتک محفوظ و مامون تهے
وہ نادر شاہ کی فوج سے تباہ ویران هوگئے تهے اور باوجود ان لاعلاج مرضوں
کے دربار کے باهمی قصے قضائے بهی ابتک قایم تهے اور جس فریق کو
دربار میں غلبہ حاصل تها وہ چند بڑے بڑے خاندانوں سے مرکب تها
جو ترکی نسل هونیکے باعث سے طرانی امیر کہلاتے تهے اور وزیر قمرالدین
اور نواب آصف جاہ ان خاندانوں کے سردار تهے اور باهمی اتفاق کے علاوہ
رشتہ ناتوں نے بهی اُنکے واسطے علاقوں کو مضبوط و مستحکم کیا تها اور
وہ لوگ اوس فریق کے بدخواہ و مخالف تهے جو آنکی جگہہ قایم هونا
اور آنکی شان شوکت کو مٹانا چاهتے تهے اور اِن لوگوں میں خود بادشاہ
بهی شریک و شامل سمجها جاتا تها اگر چند صورتوں کے باعث سے
مسلمانوں کی سلطنت کو مرهٹوں کی مار دهاڑ سے تهوڑی سی بهی
فرصت حاصل نهوتی تو بہت جلد ایسی منقسم حکومت شکار اون کا
هو جاتی اور جب کہ نادر شاہ کی تاب و طاقت کو خود بادشاهی
دربار والوں نے بہت بیندر سمجها تها تو باجی راو اوس سے غالباً بالکل
ناواقف تها اور معلوم هوتا هی کہ باجی راو اوس هیبت ناک دشمن
یعنی نادر شاہ کے ایسے میدان کو طی کرنے سے نہایت حیران و پریشان
هوا هوگا جنکے بلا مقابلہ طی کرنے کی امید اوسکو لگ رهی تهی چنانچہ
نادر شاہ کی آمد شد کے دیکهنے سے پہلے پہل یہہ خیال اوسکو آیا کہ

اوس نے اپنے جاہ و جلال بڑھانے کی تدبیروں کو بند کیا اور ہندوستان
کی حفاظت و حراست کی غرض سے ایک عزم مستقل گروہ کا قایم کرنا چاہا
چنانچہ خود اوسی لیاقت نے ہمارے خیالکی تصدیق کی اب ضعیف اور
لاشی متصور ہوں اور ہندوستان کا صرف ایک دشمن ہی جسکے [illegible]
[illegible] کے واسطے ہندو مسلمان اور اہل دکن کی ساری قوت کا فراہم ہونا
ضروری [illegible] تھی † اور چونکہ باجیراو کو بادشاہ کے خوف و ہراس سے
اس واسطے حاصل ہوا تو پھر اوسنے اپنے [illegible] پادشاہی
دربار سے لڑائی [illegible] کرنے کا [illegible] آصف جاہ کے ساتھ
پرداختہ عہدنامہ کو بادشاہ نے اپنے مہر دستخط سے مضبوط و مستحکم کیا
اور [illegible] کامیابی کی پوری صورت سوچی [illegible] دلی میں
جاکر پورا کرے مگر [illegible] لڑائی کے [illegible] پسند کیا کہ دربار کے
بوسلا خاندان اور [illegible] کے [illegible] کے اعمال و حرکات کی نگرانی
کرتا رہے جو اس [illegible] سے باجیراو کی قوت کو توڑنا چاہتے تھے
کہ ہم باجیراو کے [illegible] کی [illegible] آزادی چاہتے
ہیں چنانچہ بوسلا خاندان والوں سے [illegible] اوس نے [illegible] کہ
[illegible] کرناٹک کی دور دراز مہم میں مصروف تھا بعد اوسکے آصف جاہ
کی دوسری [illegible] جنگ پر [illegible] کی حکومت پر قایم
ہوا تھا اور دس ہزار آدمی اپنے [illegible] میں [illegible] تو
باجیراو کے شہر کا محاصرہ [illegible] جال سے
اسکو [illegible] کامیابی کی [illegible] جیسی کہ آصف جاہ کے مقابلہ
میں حاصل ہوئی تھی مگر اس [illegible] جنگ
سے ایسی ہمت و قوت ظاہر ہوئی جو اس [illegible] سے متوقع
نتھی اور چونکہ اور امداد اسکو پہونچی تو اسنے مرہٹوں پر حملہ کیا اور
انکی فوج کو توڑ پھوڑ کر نکال دیا اور احمد نگر تک [illegible] گیا اور پونہ کے

† گرانٹ ڈف صاحب جلد ایک صفحہ ۵۳۷

ارادہ پر ہاگ اوٹھوٹی یہاں تک کہ باجی راو نے آشتي کو قرین مصلحت سمجھا یہہ واقعہ سنہ ۱۷۴۰ع مطابق سنہ ۱۱۵۳ ہجري میں واقع ہوا معلوم ہوتا ہی کہ باجی راو ایسي ایسي پریشانیوں اور خرابیوں کي وجہہ سے جنکو آپ اسنے اپنے سر پر لیا تھا نہایت افسردہ پژمردہ ہوگیا تھ † اور جبکہ وہ خاص ہندوستان میں کسي مطلب کے لیئے واپس آیا تو اُسکے مرجانے سے جو بمقام نربدہ ماہ اپریل سنہ الیہ مطابق صفر سنہ الیہ میں واقع ہوا اُسکي ساري تدبیریں مسدود ہو گئیں باجی راو نے تین بیٹے چھوڑے منجملہ اُنکے ایک بالاجي اوجہ پیشوائي کے عہدہ پر معزز و ممتاز ہوا دوسرا رگھناتھہ جسکو راگھوبا بھي کہتے تھے اور کسي ماہ میں انگریزوں سے بہت سا میل جول رکھتا تھا اور پچھلے پیشوا کا باپ تھا تیسرا شمشیر بہادر جو کسي مسلمان عورت کے پیٹ سے بطور ناجائز پیدا ہوا تھا اور اپني ماں کے مذہب کي تعلیم اُس نے پائي تھي اور باوصف اس کے باپ اُس کا بتدیل کہانے کي ساري جگہوں اور وہاں کے ملکوں کا استحقاق اُسکو دے گیا تھا *

باجی راو اپنے انتظام کے پچھلے وقتوں میں کنکان کي لڑائیوں میں مصروف و آمادہ رہا اور اُن لڑائیوں کا کام کاج اُس کے بھائي چمناجي کي بدولت چلتا رہا اور اوس کے دشمنوں کے ایسے قلعوں اور جزیروں میں پناہ گیر ہونے سے جو ایک جانب میں سمندر کي حفاظت سے محفوظ اور دوسري جانب میں پہاڑوں اور جنگلوں کي حراست سے مامون و محروس تھے اُن کے دبانے اٹھانے میں بڑي بڑي کوششیں صرف ہوئیں مگر باوجود اسکے پوري پوري کامیابي حاصل نہ ہوئي *

---

† باجي راو نے اپنے گرو کو بہت لکھا تھا کہ میں مشکلات اور قرضوں اور مایوسیوں میں مبتلا ہوگیا اور میرا حال ایسا ہے جیسے کوئي زہر کھانے پر آمادہ ہو رہے راجہ کي مجلس میں میرے بدخواہ حرف رکھتے ہیں اور ایسے وقت میں ستارہ کو جاونگا تو وہ میري چھاتي پر پانو رکھ دینگے اور مجھکو مل دال کر برابر کرینگے اگر میري موت آجاوے تو بڑي شکر گذاري کا مقام ہے — گرینٹ ڈف صاحب کي تاریخ جلد ایک صفحہ ۵۵۹

یہہ دشمن جنجیرہ کے حبشي اور کلابہ کا انگریا ڈاکو اور پرتگال والی تھے چنانچہ منجملہ اُن کے انگریا ساھو کي اطاعت کے بعد مرھٹوں کي سرکار کا براے نام متوسل رہا اور اپنے دریموں کو بہت بیباکي سے کام میں لایا یہانتک کہ بحري قزاقوں کے ذریعہ سے جنگو سمندر کي چوتھہ ٹھرایا تھا سارے ھمسایوں میں دھاک اپني ڈالي انگریزوں نے بڑي بڑي بحري فوجوں سے چند بار اُن پر حملے کیئے اور ایک موقع پر سنہ ۱۷۱۹ع میں پرتگال والوں کي تائید و تقویت سے یورشیں کیں مگر وہ ساري یورشیں کامیابي سے خالي رھیں ھالینڈ والوں نے بھي سنہ ۱۷۲۴ع میں اُس ڈاکو کے مقابلہ کي غرض سے بہت سي فوج اپني روانہ کي مگر وہ بھي ناکام رھي باجي راؤ اون قزاقوں میں سے دوبھائیوں کے جھگڑے میں پڑا اور حکومت کے ایک دعویدار کي جانب سے سنہ ۱۷۳۴ع میں ایسے دوقلعے اُس کو ھاتھہ آئے جو گھاٹوں کے اندر اوس خاندان والوں کے قبض و تصرف میں داخل تھے مگر باوصف اِسکے دونوں بھائیوں میں جھگڑا قایم رھا اور لڑائي بھڑائي جاري رھي اگرچہ باجے راؤ نے انگریزوں کے بیڑہ سے پچھلے دنوں میں تھوڑي بہت مدد حاصل کي تھي مگر مرتے دم تک کام اپنا پورا نہ کرسکا † *

اُن لڑائیوں میں جو مرھٹوں کو حبشیوں کے ساتھہ واقع ھوئي تھیں بہت تھوڑي کامیابي نصیب ھوئي وہ کالي مسلمان اُس دریا میں ایسے قوي و دلاور تھے جیسا کہ انگریا تھا اور علاوہ اُس کے میدانوں میں بھي مرھٹوں کي قلمرو کو لوٹ کھسوٹ کر تباہ اور خاک سیاہ کیا کرتے تھے یہانتک کہ مرھٹوں کے چند قلعوں پر قابض و متصرف ھو بیٹھے تھے بالاجي پیشوا کي سعي و محنت پرغایت سے غایت یہہ ثمرہ مترتب ھوا کہ سنہ ۱۷۳۶ع میں اُن کو زور و زبردستي سے ھاتھہ اُٹھانے پر جوں توں کرکے راضي کیا *

---

† گرینٹ ڈف صاحب

پرتگال والوں سے جو لڑائي پیش آئي وہ نزاع اُس کا منشاء ہوا جو انگریا کے خانداني بھائیوں میں برپا ہوا تھا یعني اُس قصے سے یہہ قصا کھڑا ہوگیا کہ سنہ ۱۷۳۷ ع میں پرتگال والوں سے لڑائي بھڑائي شروع ہوئي اور سنہ ۱۷۳۹ ع کو یوں خاتمہ پر پہونچي کہ سالسٹ اور باسین اور کنکان کے گرد و نواح کے دوچار شہروں کو جو پرتگالیوں کے دخل و تسلط میں تھے مرہٹوں نے چھینا اور اُن پر قبضہ کیا باقي جو دشواریاں کہ اُن کو اس بھاري فتح میں پیش آئیں مقدار اُن کي اوس نقصان سے دریافت ہوسکتي ہی جو باسین کے محاصرہ میں اون پر عاید ہوا چنانچہ خود اونہوں نے تسلیم کیا کہ پانچ ہزار آدمي اوس محاصرے کي بدولت مقتول و مجروح ہوئی *

باجی راؤ کو اون طوفانوں کے ہجوم و کثرت سے جو اوس کے مرنے کے وقت ادھر اودھر سے اِکٹھے ہوگئی تھے یہہ توقع غالب تھي کہ وہ طوفان اوس کے جانشین کو مغلوب کرینگی مگر جانشین اوس کا بالا جي اگرچہ اور اور باتوں میں نظیر اوس کا نہ تھا مگر طراري اور ہوشیاري میں اوسي کے برابر تھا اور جس ہنرمندي کے ذریعہ سے اوس نے بعض بعض اچھي صورتوں سے فائدہ اوٹھایا اوسي کي بدولت اون مشکلوں سے بھي نجات اوس کو حاصل ہوئي جنمیں وہ چاروں طرف سے پھنس دھنس گیا تھا *

اُوس ناکامي کے علاوہ جو باجے راؤ کو ناصر جنگ کے مقابلہ میں نصیب ہوئي اور اور خطروں کے پیش آنے کا باعث وہ خرابي پریشاني ہوئي جو ملک و معاملہ کے مقدمہ میں پیش آئي اور ملکي دشمنوں کے زور و دباؤ سے پیدا ہوئي تھي منجملہ ملکي دشمنوں کے پرتھي ندي اور راگھوجي بوسلا اور داماجي جیکنوار اُس کے بڑے بڑے دشمن تھی اور منجملہ اون کے پرتھي ندي اوس گھرانے کا بڑا پرانا دشمن تھا اگرچہ یہہ دشمن بہت دبایا لچایا گیا تھا مگر رعب داب اوسکا بنا ہوا تھا

پرسوجی بھونسلوں کے خاندان کا بانی جو بعد اوس کے برار کے راجہ ہوئی ستارہ کے پاس ہیروں کا ایک نامور سردار تھا اگرچہ نام اوسکا سیواجی کے خاندان کے مشابہ تھا مگر نام کے سوائے کوئی دلیل اس پر قائم نہیں کہ وہ شخص اوسی خاندان کا ہے مگر باوصف اسکے معزز و ممتاز ہوا اور اس لئے کہ وہ شخص اون لوگوں میں شریک و شامل تھا جو راجہ ساہو کے دکن سے آئے پر سب سے پہلے اوس کے ممد و معاون ہوئے تھے تو راجہ نے اوس کو بڑی سرفرازی بخشی تھی اور صوبہ برار اور اوس کے آگے کے جنگلی ملکوں میں دامان مشرق تک سرکاری حقوق و مرافق کی تحصیل کا حق عنایت کیا تھا اور رگھوجی پرسوجی کا ہمشیرہ زادہ اور ساہو کا معزز اور عزیز رفیق تھا اور جب کہ پرسوجی مرگیا تو لوگوں نے اوس کے مرنے میں رگھوجی کو ترجیح دیکر پرسوجی کا قائم مقام کیا رگھوجی نے عمل کردہ کے اوس ملک میں جو راجی کی طرف سے خاص علاقہ رکھتا تھا حقوق و مرافق کے فراہم کرنے سے اچھا اور قدیم موقع کیا تھا اور راجہ کو یہ بھی اندیشہ تھا کہ وہ ساہو کو سمجھا بوجھا کر اجازت پر آمادہ کرے کہ وہ اس کو دھاوے کرنے دے اور اس ذریعہ سے بھونسلہ خاندان کو عظمت کے لئے قائم رکھے اور یہی اندیشہ آپس بغض و حسد کا باعث تھا علاوہ اس کے چند روز کا خاندانی امر جو گجرات کے دابہی سردار کا پہلے متعلق تھا اور حال اس کا قائم مقام تھا باجیراو کا بڑا مخالف تھا اور اس کی قائم مقامی کی یہ وجہ تھی کہ وہ سردار آرام و آسایش میں مبتلا ہونے کے باعث سے حکومت کے قابل نہ رہا تھا *

باجیراو کی پیشوائی دکھوانی یعنی اوسکی دشمنوں کا منصور و غالب ہونا ان بہاری قرضوں سے وقوع میں آیا تھا جو بڑی بڑی مہموں کی بدولت اوسکو لینی پڑے تھے اور قرضوں کا باعث یہہ ہوا تھا کہ جگہہ جگہہ ملک کی تباہی ویرانی اور لڑائی کے طرزوں کی تبدیل و تغیر سے

اُن بھاري مہموں کا خرچ اُن کي آمدني سے پہلے دستور کے موافق نہ چل سکا تھا *

بڑا قرض خواہ اُوس کا وہ بڑا ساتکیر تھا جو بڑي دولت رکھتا تھا اور مال و دولت کي بدولت سبکي آنکھوں میں معزز و ممتاز تھا اور جب کہ تقاضا اُس کا ادا نہ ہوا تو باجے راؤ سے اُس کا بگاڑ ہوگیا راگھو جي نے اُس کي حمایت و اعانت کو اس وعدہ پر حاصل کیا کہ اگر باجے راؤ کے عہدہ پر میرا تعین ہوجاوے تو بلا شبہہ تیرے دعوے کي تائید کروں گا بلکہ تیرا روپیہ دلوادوں گا *

جیسا کہ پہلے بیان ہوچکا کہ راگھوجي کرناٹک کي مہم پر روانہ کیا گیا تھا اور ترچناپلي کے محاصرہ میں مصروف تھا کہ باجےراؤ کے انتقال کي خبر پہونچي اگرچہ خبر کے سنتے ہي بالاجي کي قایم مقامي کے خلاف و مقابلہ پر ستارہ میں پہونچا مگر اپني فوج کا بہت سا حصہ اُس کو چھوڑنا پڑا علاوہ اُس کے پرتھي ندي کي رایوں سے اُسکي رائیں ایسي هي مخالف تھیں جیسی کہ باجے راؤ کي رایوں سے الگ تھلگ جاتي تھیں غرضکہ اِختلاف مذکور کے باعث سے پرتھي ندي سے اِس معاملہ میں موافقت نہ ہوئي اور داماجي جیکنوار لڑنے بھڑنے پر مستعد و آمادہ نہ تھا اور ناصر جنگ آصف جاہ کا بیٹا جو تھوڑے عرصہ بعد اپنے باپ سے باغي ہوگیاتھا ایسا مصروف و مشغول تھا کہ مرھٹوں کے باھمي نزاعوں سے کسیطرح کا فائدہ نہ اُٹھاسکا مگر بالاجي پہلے ھي سے ساھو کي دارالریاست کے قرب و جوار میں موجود تھا اور اُس کے باپ کي فوج کا ایک حصہ جو اُس کے چچا چمناجي کے زیر حکومت تھا اُس کي تائید و اعانت پر جي جان سے آمادہ تھا اور باقي فوج کي یہہ صورت تھي کہ ضرورت کے وقت آسکتي تھي اور خود راجہ بھي اُس کے متوسلوں سے محصور تھا اور سب سے قطع نظر وہ برھمنوں کا سرتاج بھي تھا اور جو کہ اُس کے بدخواھوں کے سارے کام کاج اوس کي

ذات کے بهائیوں یعني برهمنوں سے متعلق تهے اور بکُرسنوار اُن کا ان کے قبض و قابو میں تها تو بالا جي کو هر قسم نقصان میں بڑا فائده حاصل هوتا تها غرض که نظر باسباب مذکوره بالا سارے مخالفوں کے خلاف پر ماه اگست سنه ۱۷۲۰ کو بالا جي پیشوا مقرر هوا اور باپ کي گدي پر بیٹها اور راگهو جي ترچنابلي کو اپنا سا مونهه لیکر چلا گیا اور باجیراؤ کا قرضخواه اپنی ناکامي اور دشمنوں کي کامیابي دیکهه بهالکر راگهوجي کے ساتهه اپني جان لیکر بهاگا مگر بالاجي نے باپ کے قرض اوتارنے میں غفلت نه برتي بلکه اوس کام کے پورے کرنے میں باپ سے زیاده ساعي رها *

چونکه اپنے ملکي انتظاموں میں برهمنوں سے زیاده مصروف هوچکا تو بالاجي نے اون معاملوں میں سوچ بچار سے کام لیا جو خاص هندوستان سے تعلق رکهتے تهے اور راگهوجي برسات اون میں دستاندازي کرچکا تها چنانچه اوس نے اون تمام حقوں اور سارے خراجوں کو اپنے نام پر راجه سے مقرر کرایا جو نربده کے شمال میں باستثناے صوبه گجرات کے اکٹهے کیئے جاتے تهے اور اِس عنایت کے استحکام کي غرض سے اُس جانب کو کوچ کیا جہاں راگهوجي کي دستاندازي کو کمال آساني سے روک سکتا تها غرض که جب بالاجي نربده پار آیا تو کالپي اور متعلقه پر قبضه کیا اور اله آباد کي جانب کو باگ اُٹهایا چاهتا هي تها که داماجي جیکوار کي گجرات سے نکلنے اور مالوه پر حمله کرنے کي خبر سنکر پچهلے پاؤں لوٹا مگر جب که داماجي کے قریب آپهونچا تو وه اپنے ملک کو لوٹ کر چلا گیا اور گمان غالب یهه هے که داماجي کو اِس دوڑ دهوپ سے صرف یهه مطلب تها که راگهوجي کو تائید پهونچاوے یعني بالاجي اِس حمله کي رفع دفع کي ضرورت سے راگهوجي کا پیچها چهوڑے بالاجي نے مالوه میں موجود هونے سے یهه فائده اُٹهانا چاها که دلي کے دربار کو مالوه والي جاگیر کے استحکام کے لئی دباوے جس پر اُس کے باپ نے بزور و زبردستي

آصف جاہ سے حاصل کیا تھا اور ایرانیوں کی آفت و محنت کے سبب سے استحکام اُس کا ناتمام رہا تھا اور تکمیل اس منصوبہ کی اُس کاٹ تراش سے اور بھی زیادہ مستقر و متمکن ہوئی جو راگھوجی کی طرف سے مغلوں کی قلمرو میں واقع ہورہی تھی اور اُس کی روک تھام کی اُس کو خواہش تھی *

جب کہ راگھوجی کرناٹک سے واپس آیا تو اُس نے ایک فوج اپنی باسکرپنڈت کے زیر حکومت کرکے بنگالہ کو روانہ کی چنانچہ اس فوج نے بنگالہ کو تاخت تاراج کیا اور جب بنگالہ کے نایب سلطنت کی فوج اِدھر اُدھر منتشر ہوجاتی تھی تو یہہ فوج اُن پر چڑھائی کرتی تھی اور جب بنگالہ والی فوج اکٹھی ہوکر مقابلہ کو پیش آتی تھی تو مرہٹوں کی فوج جنوبی مغربی پہاڑوں میں چلی جاتی تھی اُس زمانہ میں بنگالہ کا نایب السلطنت وہ الہوردی خاں تھا جو مہابت جنگ کے خطاب سے مشرف تھا اور اُس نے باسکرپنڈت کا مقابلہ بڑے زور شور سے کیا مگر جب کہ راگھوجی آپ آگے بڑھا تو الہوردی خاں پریشان ہوا اور بادشاہ سے یہہ درخواست کی کہ اگر حضور کو صوبہ کی حفظ و حراست منظور ہووے تو فی الفور امداد عنایت فرماویں چنانچہ بادشاہ نے اپنی کمزوری دیکھہ بھال کر صفدر جنگ کو جو اودہ کی نیابت سلطنت میں اپنے باپ کا جانشین ہوا تھا الہوردی خاں کی اِمداد و اعانت کا حکم دیا اور بڑی عمدہ تدبیر اُس نے یہہ سوچی کہ بالاجی راؤ کو اپنی مدد کے لیئے بلایا اور مالوہ کی بخشش کو مستحکم کرکے امداد اُسکی خریدی †

---

† گرینٹ ڈف صاحب بیان کرتے ہیں کہ راگھوجی سنہ ۱۷۴۳ ع میں بنگالہ سے خارج کیا گیا اور بعد اُس کے خروج کے دلی کے دربار سے صوبہ مالوہ کی بخشش بالاجی کے نام پر بحسب ضابطہ پختہ ہوئی مگر سنہ ایہ کے پورے ہونے تک بھی قبض و دخل اُس کا نہ ہوا ہوگا مگر صاحب ممدوح نے خلاصہ دست آویز جاگیر مذکورہ بالا میں جسکو اُنہوں نے اپنی کتاب کی جلد دو صفحہ ١٥ میں درج کیا محمد شاہ کی سلطنت کا چوبیسواں برس اور جمادی الاولی کا مہینا تاریخ اُس کی لکھی ہے

بالاجي راؤ کو اس پیغام سے زیادہ کوئي بات مرغوب و پسندیدہ نتھي چنانچہ بالاجي راؤ الٰہ آباد اور بہار کي راہ سے روانہ ہوا اور بنگالہ کے دارالحکومت مرشد آباد میں ایسے وقت پر پہونچا کہ راگھوجي کے قدموں سے جو جنوب مغرب کے پاس پاس سے بڑھا چلا آتا تھا مرشدآباد کو بچا سکا اور الہ وردي خاں نے بہ مقام مرشد آباد اُسکو وہ روپیہ حوالہ کیا جو دلي کے دربار نے بنگالہ کي باقیات محاصل سے اُس کو دینا ٹھہرایا تھا اور جبکہ بالاجي راؤ کا پیٹ اس طرح بھر دیا تو اُس نے بڑي گرمجوشي اور نہایت چستي چالاکي سے جسکي اُجرت اُسنے دل کھولکر پائي تھي راگھوجي پر چڑھائي کي اگرچہ راگھوجي اُس کے مقابلہ سے جان بچاکر بھاگا مگر بالاجي راؤ نے اُس کو جا دبایا اور ابتک بنگالہ سے پورا پورا بھاگنے نپایا تھا کہ اُس کي فوج کو تاخت تاراج کیا اور تمام اسباب اُس کا لوٹا یہہ واقعہ سنہ ۱۷۴۳ ع مطابق سنہ ۱۱۵۶ هجري میں واقع ہوا بعد اُس کے بالاجي مالوہ کو آیا اور چند روز اُس جگہہ ٹھہر کر ستارہ کو چلا گیا *

بالاجي کے موجود ہونے کي ضرورت بمقام ستارہ ایسي توي پیش آئي کہ ویسي کبھي واقع نہ ہوئي تھي اسلیئے کہ جب راگھوجي بنگالہ سے لٹ کھسٹ کر واپس آیا اور ستارہ کو بالاجي کے قدموں سے خالي پایا تو اُس نے اُس کي غیر حاضري سے فائدہ اوٹھانا چاہا اور ستارہ کا ارادہ کیا چنانچہ کڑے کڑے کوچ کرتا ہوا چلا آتا تھا اور ادھر سے داما جي جھکوار بھي گجرات سے دوڑ دھوپ کرکے ستارہ کے لگ بھگ پہونچ گیا تھا اور بیتھي ندي کا کنارہ جس کا اتائے نامدار اپني بیماري کے مارے کام کاج سے مجبور تھا نہایت سرگرمي

اور یہہ تاریخ ماہ مئي سنہ ۱۷۴۲ ع سے مطابق ہوتي ہے بالاجي نے پہلدوي اس جاگیر کے یہہ اقرار کیا تھا کہ چار ہزار سواروں کي امداد اپنے خرچ سے ملازمان بادشاہي کو دیا کریگا اور یہہ امداد اُن آٹھہ ہزار سواروں کي مدد کے علاوہ ہوگي جو خود بادشاہ کے ذمہ پر ہونگے

اور آمادگي سے داماجي کي مدد رساني کا نہایت سامان کر رہا تھا گمان غالب هی که بالاجي راو نے ان متفق دشمنوں کے زور و قوت کو بہت بڑا سمجها هوگا که اوس نے اون کے اتفاق توڑنے کے لیئے اون حقوق و موافق کو ضایع کرنا مناسب سمجها جو لوبده بار اوس کو حاصل تهی اور جن کے تصے قضایوں میں اوس کو بخوبي کامیابي حاصل هوئي تهي یہاں تک که راگهوجي کو الداباد اور اوده میں تحصیل محاصل کا حق تو نه دیا مگر بہار و بنگال میں سارے حقوق اوس پر چهوڑے اگرچه اس تصفیه کے ذریعه سے جو سنه ۱۷۴۳ع مطابق ۱۱۵۷ هجري میں واقع هوا وه لوگ کمزور پڑ گئے اور اکیلے ره گئے جو مذکورالصدر اتفاق میں شریک و معاون هوئے تهے مگر بالاجي کي تدبیروں کے یهه بات بہت موافق سمجهي گئي که کسي قدر اونکو بهي ٹهنڈا کرے غرض که جس طوفان کا بڑا کهٹکا تها وه کمال آساني سے فرو هوگیا اور وه حق جو راگهوجي کو حواله کیا گیا معقول تدبیر کا مقتضي تها اِس لیئے که راگهوجي اس وقت سے مشرق کي طرف کو اپني توجهه سے همه تن متوجهه هو گیا اور راجه کي جانشیني کا خیال اُس کے جي سے یکقلم نکل گیا اور بنگال و بہار میں ایسا کافي کام اُس کو ملا که اُس کے مشغله سے اُسنے فرصت نه پائی *

راگهوجي نے باسکر پنڈت کو صوبهٔ بنگال پر دوباره روانه کیا چنانچه لڑائي کے کهیت میں اُس کو کامیابي نصیب هوئي مگر اله وردي خاں نے ملاقات کے بہانه سے اُس کو پهانسا اور دغابازي سے قتل کیا اور اُس کے قتل هونے کے ساتهه اُسکي فوج کو مار پیٹ کر تباه و پراگنده کیا غرض که اِس چالاکي کے ذریعه سے تهوڑے عرصه کے لیئے بلاد بنگال کو مرهٹوں کي زور و زبردستي سے نجات حاصل هوئي یهه واقعه سنه ۱۷۴۵ع مطابق سنه ۱۱۵۸ هجري میں واقع هوا اله وردي خاں کو اپني لڑائي بهڑائي کے معاملوں میں پٹهانوں کے ایک بڑے گروه پر بڑا بهروسا تها جن کا مشهور

سردار مصطفی خاں تھا اور اب الهوردی خاں سے بگاڑ اُن کا هو گیا تھا حاصل یہه که ایک بڑی سرکشی واقع هوئی اور راگھوجی نے اُس سے فائده اُٹھایا اگرچه آخر کو یہه بغاوت بس یا هوئی اور لڑنے جھگڑنے والے فریقوں یعنے راگھوجی اور الهوردیخاں دونوں پر بہت سی آفتیں نازل هوئیں مگر راگھوجی انجام کار اسقدر کامیاب هوا که سنه ١٧٥١ع میں الهوردی خاں کے مرنے سے تھوڑے عرصه پہلے کٹک واقع جنوب اڑیسه کو اپنے حواله کرایا اور علاوه اُس کے یہه اقرار اُس نے کرایا که بنگاله کی چوتھه خراج کے نام سے بارہ لاکھه روپیه نقد ادا کئے جاوینگے *

سارے عهد مذکورالصدر میں مغلوں کی جانب سے کسی قسم کا جھگڑا بکھیڑا مرهٹوں کو بلاد دکن میں پیش نه آیا اور آصف جاه اپنے موبیٹے یعنے ناصر جنگ کے باغی طاغی هونے سے سنه ١٧٣١ع میں دلی سے دکن کو واپس آیا اور جب که وه بغاوت فرو هوئی تو آصف جاه حکومت اَرکوت کے فسادوں میں جو متصلوم اور مقبوض اُس کا تھا ایسا مبتلا هوا که اپنے مرنے تک جو ماه جون سنه ١٧٣٨ع مطابق جمادی الثانی سنه ١١٦١ هجری عمر کے ستتروین برس میں واقع هوا اُنهیں قصے قضایوں میں مبتلا رها *

جب که آصف جاه مرگیا تو اُس کے بیٹوں میں جھگڑا قایم هوا مگر تفصیل اُس جھگڑے کی وهاں بیان هوگی جهاں انگریز اور فرانسیسوں کے حال لکھے جاوینگے اس لئے که وه جھگڑا هندوستان کے اور حصوں کے واقعات سے متعلق تھی اور انگریز اور فرانسیس اُس کے باعث هوئے تھے *

آصف جاه کے انتقال پر برسدن گذرا تھا که ماه دسمبر سنه١٧٣١ع میں مرهٹوں کا راجه ساهو بھی مرگیا اور بعد اُس کے وهبڑا نازک معامله پیش آیا جس کے لئے پیشوا ایک عرصه سے آماده تھا اور اُس کی بدولت خود اُس کی اور اُسکی اولاد میں جاه و حشمت کا تصفیه هونے والا تھا *

ساهو کے آل اولاد نه تهي اور هندوؤں کے رسم و رواج کے موافق یهه امر اُسپر واجب تها که کسي کو گود لیکر اپنا متبنی بناوے اور وهي رسم و رواج اِس بات کا مانع هوا که اس بڑے کام کے لیئے اپنے رشته دار کے سوا کسي اور کو پسند کرے اور سب سے زیاده قریب رشته دار اُس کا کنولاپور کا راجه تها اُس راجه کا دعوی بجاے خود ایسا مضبوط و مستحکم تها که انقطاع اُس کا نهایت دشوار تها اور علاوه اُس کے تائید اُس کي ساونتري بائي کي بدولت زیاده هوئي جو خاص اُس سے بڑي موافق اور ساهو کي راني اور بالاجي پیشوا کي بغایت مخالف تهي *

اگرچه ساري قلمرو کي حکومت پر بالاجي قابض متصرف تها مگر راجه کي ذاتي حرکات و سکنات پر اُسکي بي بي ساونتري بائي کو بهي ویساهي قبض و قابو حاصل تها جیسا که بالاجي پیشوا کو سلطنت کے کاموں پر نصیب تها اِسلیئے که راجه اپني عمر کے پچهلے برسوں میں ایسا بیهوده اور ازخود رفته هوگیا تها که اُسمیں مناسب نامناسب کي سوچ بوجهه نرهي تهي بلکه وه اوروں کے کهنے سننے کا کهلونا تها اور اسي نظر سے بالاجي پیشوا کو یهه کهٹکا لگا رهتا تها که مبادا راني راجه کو سمجها بوجهاکر کنولاپور والے راجه کے متبنی کرنے پر آماده کرے اور اِس لیئے که اِس راجه کے سوا حکومت کا دعویدار اور کوئي نه تها تو بالاجي راني کي ترغیب و تحریص سے پهلے کسي کا اِستحقاق اُس حکومت کي نسبت قایم نه کرسکتا تها اور اب تک اسقدر دلیر و دلاور نهوا تها که وه خود حکومت پر قبضه کرے مگر بڑے سوچ بچار کے بعد اس پریشاني میں وه بات اُس کو سوجهي جو اُس کي متفني قوم کے شایاں و مناسب تهي یعنے راجه رام کي بیوه راني تارا بائي سے راه نکالي جو ایک مدت سے اپنے بیٹے سیواجي ثاني کے لیئے حکومت کي دعوي دار اور ساهو راجه کے مخالف تهي اور اب تک بڑي بڑهیا هونے پر جیتي جاگتي تهي اگرچه پیشوا کے ساتهه اُس کو وهي پرانی عداوت چلي آتي تهي مگر پهلے

رعب داب کے قلع سے پیشوا کے ارادوں پر مائل هوئي حاصل یهه که
آن کوئوں نے اپني تدبیروں کے پورا کرنے کي غرض سے راجه ساهو کو
خفیه خفیه یهه خبر پهونچائي که تارا بائي نے سیواجي ثاني کے اوس
بیٹے کو چهپا رکها هی جو باپ کے پیچهے پیدا هوا تها اور وه نو نهال
اب تک سرسبز و شاداب هي ساهو نے بالاجي کو یهه سمجهکر آگاهي
بخشي که اِس بات کو صرف میں نے دریافت کیا باقي بالاجي محض
ناواقف هی چنانچه یهه امر قرار پایا که تارا بائي سے حقیقت دریافت
کرني چاهیئے اگرچه یهه بات آساني سے قیاس میں آتي هی که تارابائي نے
فی الفور اقرار کیا هوگا که وه سیواجي کا بیٹا هی مگر سارے قصه کو
فریق مخالف نے لغو و بیهوده سمجها اور ساونتري بائي نے پهلے کي
نسبت اور بهي نگراني کي که راجه کو اوس دهوکه کے کهانے سے باز رکهے
جو اِس نئے قصے سے پیدا هوا اور راجه کے کسیکو بیٹا بنانے سے اِسلیئے
فکر بیٹهي تهي که تهوڑي بهت شهرت کے بغیر ایسا بڑا کام هو نهیں سکتا
مگر یهه راني ایک ایسي چلتي چال سے مغلوب هو گئي جسکي اوسکو
توقع نه تهي اور اسي باعث سے آسکي روک تهام سے بے پروا تهي بیان
اوسکا یهه هی که اوسکے مخالفوں نے بڑے استقلال و متانت سے یهه بات
اوڑائي که راجه نے ایک دستاویز پر دستخط اپنے ثبت کیئے جسکے ذریعه سے
اپني حکومت کے سارے اختیاروں کو بالاجي پر اس شرط سے منتقل کیا
که راجائي کے خطاب و منصب کو سیواجي کے خاندان میں تارا بائي کے
پوته کي بدولت قایم رکهے کهتے هیں که یهه دستاویز ایسے وقت میں
مرتب هوئي تهي که بالاجي اور راجه کے سوا کوئي آدمي وهاں موجود
نتها مگر یهه بات که وه دستاویز اصلي هونے کي صورت میں فریب و دغا
سے حاصل کي گئي اور وه کب لکهي گئي اور پیش هونے کے وقت اوسکي
تصدیق بهي تهوڑي بهت هوئي یا نهوئي تاریک و تیره یعني مخفي و مستور
هی اور یهه تاریکي اس کارروائي کے باعث سے جو بالاجي اور تارابائي

کھطرف سے اون حالات میں ظاہر ہوئي جو بیان مذکور کے ثمروں سے واضح ہوگي بہت زیادہ بڑہ گئي † *

چوں ہي کہ ساھو کا دم نکلا توبالاجي نے فوج موجودہ کے علاوہ اور فوج ستارہ میں بلوائي اور مخالفوں کے سردار کو پکڑوا چکا اور تارابائي کے پوتے کو رام راجہ کے خطاب سے راج گدي پر بٹھایا اور تمام شہر کے گلي کوچوں میں اوسکي راجائي کي منادي کرائي اور تارابائي کے رعب داب کے عروج و ترقي کے لیئے اِس غرض سے تدبیریں نکالیں کہ آسکے رعب داب سے کام اپنا نکالے یہہ واقعہ سنہ ۱۷۵۰ ع کو واقع ہوا بعد آسکے بڑے بڑے سرداروںکو دربارمیں اس لیئے بلایا کہ اونکي قبول و تسلیم سے انتظام جدید استحکام کو پہونچے چنانچہ سب سردار حاضر آئے مگر داماجي جیکنوار حاضر نہوا اور راگھو جي بوسلا بحیثیت رفاقت حاضر ایا اور حیلہ بہانہ سے ادھرآدھر کي چند تحقیقاتیں کرکے نئی راجہ کي راجائي کو تسلیم اوسلے کیا چنانچہ جو جو حقوق آسکو پہلے عنایت ہوئے تھے وہ اب بخوبي مستحکم ہوئے اور پرتھي ندي کي جائداد مضبوطہ سے کسیقدر جائداد اُسکو اور بھي عنایت ہوئي علاوہ اِسکے بہت سے سرداروںکو ایسے ایسے فائدے بخشے جنکي بخشش سے یہہ امر متصور تھا کہ وہ ہمیشہ نئي حکومت کے مطیع وتابع رھینگے اور سیندھیا اور ھولکر کو باستثناء اُس تھوڑے حصہ کے جو اورسرداروں کے لیئے مقرر ہوا تہا مالوہ کا سارا محاصل عنایت ہوا ‡ *

† اُن حالات کے سوا جنکو گرینٹ ڈف صاحب نے بیان کیا کوئي حال ایسا جو مذکورالصدر انقلابات سے تعلق رکھتا ہووے ھمارے پاس موجود نہیں مگر نسل رام راجہ کي اصلیت اور ساھو راجہ کے انتقال حکومت پر برضاد و رغبت راضي ہونے کي نسبت جو نتیجی گرینٹ ڈف صاحب نے نکالے اُن سے ہم نے کسیقدر مختلف مختلف ثمرے قایم کیئے

‡ منجملہ ڈیڑہ کرزر محاصل مالوہ کے پچھتر لاکھہ ھولکر کے واسطے اور پینسٹھہ لاکھہ سیندھیا کے لیئے اور دس لاکھہ اور سرداروں کي خاطر مقرر کیئے — گرینٹ ڈف صاحب جلد دو صفحہ ۳۰

بالاجي پيشوا کي حکومت بدون اُسکے قايم نہوئي که لوگونکي جانب سے هنگامونکي ارادے ظہور ميں نه آوين چنانچه وه حکومت اس چند روزه نزاع کے باعث سے بڑي جھگڑون ميں پڑي جو بالاجي اور اُسکے چچيرے بھائي سداشيوراو کے درميان ميں پيدا هوا مگر انجام اُس کا يہه هوا که وه حکومت ايسي کمال و خوبي سے معمور هوئي که بالاجي کو بيگانی سلطنتون کے کار و بار ميں مصروف هونے کي فرصت هاتهه آئي چنانچه اُس نے آصف جاه کے دوسرے بيٹے صلابت جنگ کے مقابله ميں غازي الدين خان اُون کے بڑے بيٹے کي امداد و حمايت کو اختيار کيا اور جب که آصف جاه کے مرنے پر تخت کے دعويدار آپس ميں لڑکر مرگئي تو وه ترکه صلابت جنگ کے قبضه ميں آيا بالاجي نے لڑائي سے پہلے پونه کو دارالرياست قرار ديا اور رام راجا کو ستاره ميں آزاد چهوڑا مگر تارا بائي کے تحت و قابو ميں رکها بعد اُوس کے نظام الملک آصف جاه کے ملک پر متوجه هوا يہانتک که فوج اوس کي صلابت جنگ کے قرب و جوار ميں پہونچي تهي که اوسکو ايسي خبر لگي که جسکے اضطراب سے اُس مهم سے هاتهه اُٹهاني اور بڑے کوچ کرنے اور جلد پونه لوٹنے پر مجبور هوا تفصيل اُسکي يہه هي که بالاجي فوج کو ليکر باهر نکلا تها که تارا بائي نے جسکي اولوالعزمي اور درشت خوئي بيوانه سري کے باعث سے پهوٹتي نه پڑتي تهي دماجي جيکواڑ کو خفيه خبر يہه پيغام بهيجا که فوج لاکر ابهي ستاره ميں داخل هووے اور اوسي اثنا ميں رام راجه کو يہه سمجهائي که وه پوري پوري راجائي کو برتاو ميں لاوے اور جبکه اُسنے رام راجا کو موافق نپايا تو دماجي کے قريب پهونچنے پر اوسکو گرفتار کيا *

تارا بائي کو ابتک يہه بات حاصل تهي که وه اپنے قيدي کے نام سے کام ليتي مگر اُسنے يه کام کيا که اسکا جهوٹي بهي نہوا اور اُسکي دغابازي کي صفائي کرائي اور کسي اور ظاهري حکومت کے سوای اپنے نام سے حکومت کا کام جاري کيا *

باوصف اِسکے که بالاجي بهت شتابي سے واپس آیا تها اوسکے افسروں نے داماجي جیکدوار کا کئي مرتبه مقابله کیا تها اور جبکه بالاجي ستاره میں داخل هوا تو کئي لوٹ پهیر کے بعد اوسکے ملازمونکو کامیابي نصیب هوئي مگر بالاجي نے تلوار کي نسبت اور هتیاروں پر زیاده بهروسا کیا چنانچه اوس نے داماجي سے ملاقات کي اور دغا بازي سے اوس کو گرفتار کیا اور اوسکي فوج پر پهیل پڑا جو بطور مذکور اپنے سردار سے محروم هوگئي تهي یہاں تک که اوس کو توڑ پهوڑ کر منتشر کیا اگرچه تارا بائي جنگي قوت سے محروم هوگئي تهي اور رام راجه کے استحقاق کے سوائے کوئي استحقاق اپنا جما نسکتي تهي مگر اب بهي کسیقدر رعب داب ایسا رکهتي تهي جسکي وجهه دریافت نهیں هوسکتي اور اس رعب داب کي وجهه سے بالاجي اوس کے پورے پورے دبانے اور کچلنے سے پرهیز کرتا رها تارا بائي کو صلابت جنگ کي یورش سے سردست ایک طرح کي اعانت حاصل هوئي تهي جو مرهٹوں کي حکومت پر اپني نوبت میں چڑه کر آیا تها اور اپنے بزرگوں کي نسبت اورنگ زیب کے عهد دولت کے بعد بهت زیاده هیبت ناک هوگیا تها اس لیئے که فراسیسوں کے پانسو سپاهي خاص یورپ والے اور پانچ هزار هندوستاني سپاهي یورپ والوں کے تعلیم داده اوس کے همراه تهے جو بسي صاحب فراسیسي کے زیر حکومت رهتے تهے اور یهه وه سردار هے جو اپني قوم کے مشهور افسروں میں سے هندوستان میں آیا تها اگرچه بالاجي نے اس حمله کا مقابله اون ساري تدبیروں سے کیا جو لڑائي بهڑائي میں مرهٹوں کا دستور و قاعده هے مگر بهت جلد اوس کو دریافت هوا که وه تدبیریں ایسے قوي مخالف کے مقابله میں موثر نهیں هوسکتیں جس نے اوس کے حملوں کو پس پا کیا اور اوس کے لوگوں کو شکستیں دیں یهه واقعه سنه ۱۷۵۱ میں پیش آیا غرض که تهوڑے عرصه میں صلابت جنگ نے اپنے فضل و فوقیت کا اثر بالاجي کے جي میں ایسا جمایا که فوج اوسکي

مرہٹوں کے ملک میں وہاں تک گھس بیٹھ گئی کہ بیس میل کے فاصلہ پر پونہ رہگیا غالب ہی کہ بالا جی کو اپنی چھوٹی دارالریاست یعنی پونہ کی جہت سے کسی قسم کی گھبراہٹ پیش آوتی ہوگی مگر اسباب کے درپیش ہونے سے ہاتھہ پاؤں اوس کے پھول گئے کہ لڑائی اور صلابت جنگ اور کنولا پور کے راجہ کے باہم خط و کتابت کا سلسلہ جاری ہوا چنانچہ اوس نے صلابت جنگ سے آشتی چاہی اور صلح کے پیکنا و پیام آپس میں آنے جاتے تہے کہ توقع کے خلاف اُس کے مخالف میدان سے چلے گئے اور وہ نتیجنت ہوگیا اگرچہ بسی صاحب لڑائی کے میدان میں مخالفوں پر سبقت لیجاتی تہی مگر صلابت جنگ کے ملکی انتظاموں پر مدار اپنا رکہتی تہی جس کی وہ خدمتگاری کرتی تہی صلابت جنگ اور اوس کے وزیروں کی بد انتظامی سے اوس کے ملک کا محصول خراب و ابتر ہوگیا تہا اور فوج کی تنخواہیں کسیقدر مسدود تہیں اور فوج اوس کی ناراضیوں کے باعث سے اوس کے قبض و قابو سے باہر نکل گئی تہی اِس زمانہ میں راگھوجی مرہٹہ جو ابھی کٹک اور بنگالہ کے خراج و محصول کا مالک ہوا تہا اور بیان اُس کا ابھی گذر گیا سنہ ۱۷۵۲ میں برار کے اُس حصہ پر پہیلا جو نظام الملک آصفجاہ کی قلمرو میں داخل تہا اور گاول گدہ اور نارنالا کے قلعوں پر قبض و تصرف کیا اور آیندہ دشمنوں سے دھمکایا غرض کہ اس لیئے صلابت جنگ نے بالاجی کو لڑائی سے وقفہ دیا اور اپنی قلمرو میں پچھلے پیروں لوٹ گیا اور جب وہ وہاں پہونچا تو اُسکو بڑی بڑی بلائیں اور کڑی کڑی دشواریاں پیش آئیں جن میں مرہٹے دوبارہ شریک ہوئے *

اس وجہہ سے کہ کشور ہندوستان چند حکومتوں پر منقسم ہوئی اور اُن کی الگ الگ تاریخوں کے بیان کی ضرورت پڑی تاریخوں کے سلسلہ کے قیام و استحکام کے لیئے دشواریاں پیش آئیں اور مرہٹوں کے معاملوں میں بہت سے ایسے برسوں کے حال بیان کیئے گئے جو دلی کے

معاملوں کي تاریخوں سے آگے نکل گئی مگر دلي کے معاملے ایک دراز عرصه تک بڑے پایه کو نه پہونچے جب که سنه ۱۷۳۱ ع میں آصف جاہ دلي سے دکن کو روانه هوا تو بعد اُس کے اُسکا بیٹا غازي الدین خاں اُس کي جگهه دربار میں مقرر هوا اور قمرالدین خاں وزیر سے جو ملکي علاقه واسطه اُس کو حاصل تھا اُس کو اسطرح سے استحکام حاصل هوا که قمرالدین خاں کي بیٹي سے اُسکي شادي هوئي اور جب که یهه دونوں باهم متفق هوگئے تو بہت سي ایسي سازشیں دب دبا کر رهگئیں جو ایسي بے باکیوں سفاکیوں پر مشتمل تھیں جو فریقین سے واقع هوئیں اور پہلے زمانه کي تاریخ کي بڑي سے بڑي دغابازیوں اور خونریزیوں سے زیاده تھیں *

اسي زمانه میں اُن روهیلوں کي سرکشي بڑا بھاري واقعه تھا جو اوده سے پہاڑوں تک گنگا کے مشرقي ملک پر قابض متصرف تھے اور افغانستان سے آکر هندوستان میں بسے تھے اور پچھلے وقتوں میں هندوستان کے قصے قضایوں میں بہت معزز و ممتاز هوگئے تھے اور سردار اُن کا وه علي محمد خاں نو مسلم تھا جس کو ایک افغان افسر نے مسلمان کرکے اپنا بیٹا بنایا تھا اور اِن روهیلوں کا بڑا حصه یوسف زئي اور شمال مشرق کے اور پٹھانوں سے مرکب تھا اُن کي ریاست پر تھوڑا عرصه گذرا تھا که وه پہلے هي سے بڑے مرتبه کو پہونچ گئے تھے اور ایک ایسي مهم اُن کے چند روزه تدارک کے لیئے درکار هوئي جس کي سرداري خود بادشاه نے اختیار کي یهه مهم سنه ۱۷۴۵ ع مطابق سنه ۱۱۵۹ هجري میں واقع هوئي *

بیان اُس نئي چڑهائي کا جو ایران کي جانب سے هندوستان پر دوباره واقع هوئي

اسي قوم کا بڑا مهیب اور متفق گروه اُن کے وطن میں قایم هوتا جاتا تها اور هندوستان کے سهمگیں دشمن یعني نادر شاه کے مرجانے سے اور پٹھان اقلیم هندوستان کے یورش پر آماده تھے *

اگرچہ نادر شاہ اس قسم کے سارے جوہروں بدون بادشاہت کو نہ پہونچا تھا جو بلاد مفتوحہ میں تمکنت کے حاصل کرنے کے لئے ضروری ہوتے ہیں اور چند بار اُسوقت اُس نے وحشیانہ سنگدلی بھی برتی کہ بعض بعض مفسد شہروں کو شور و فساد کا بدلا دیا مگر باوصف اسکے دلی کی فتح تک تمام ابتدا اور خصوصاً اُن کے آخر بادشاہوں سے سفاکی بے باکی میں بہت کم رہا تھا دلی کے قتل و قتال اور لوٹ مار کے عادی ہوگئے اور اُس قسم کے جوہروں سے جو اُس کو ہر جگہہ حاصل ہوا دریافت ہوتا ہی کہ اُس کی خوے خصلت میں تبدیل و تغیر نے دخل پایا تھا جس کی بدولت ایک سخت مزاج اور انصاف پسند آقا سے ایسا سنگدل ستمگار حاکم بن گیا تھا کہ جو اُسکے جی میں آتی تھی وہ بے تامل کر بیٹھتا تھا بلکہ باوصف اُس کے یک لخت اُس کی وسعت سے ظاہر نہ ہونے کی حدسے کہ اُس کی ذات میں موجود تھے چنانچہ جب وہ ہندوستان سے واپس گیا تو پہلے بیس خوارزم و سند کی فتح و کشایش میں وہ قوت صرف ہوئی اور وہاں کے بادشاہوں کو ہندوستان کے بادشاہ کی مانند دلگیر چھوڑ دیا اور اُسی زمانہ میں لزجی کی پہاڑی قوم کو دبانا چاہا اور روم پر تین برس کبھی مکرر چڑھا روسیوں کی لڑائی ایک معاہدہ کے ذریعہ سے خاتمہ کو پہونچی اور نادر شاہ کی زور آزمائی کے لئے کوئی جگہہ باقی نرہی جیسے کہ اُسکی طبیعت کا مقتضی تھا تو اُسکی طبیعت نے اپنی قوت کو اپنی طرف مایل کیا اور آپ آپ کو کھانے لگا اور ناپاک شک شبہات اور غیر مستحکم جذبوں کا لہرانا ہو گیا اور اُسکے اضطراب کا خاص باعث وہ مذہبی تعصب تھا جو اُسکے ہموطنوں میں پھیلا ہوا تھا غرض کہ وہ اس اندیشہ سے کھٹکتا تھا کہ ایرانی شیعہ میرے لہو کے پیاسے ہیں اگرچہ اُسنے تسنن کے پھیلانے اور اُسکے قوی کرنے میں ایسی کوشش کی تھی کہ شیعوں کے امام و مسجد اور قاضی موذن کو امام جعفر کی خاص

حفاظت میں رکھا تھا جو علي بن ابی طالب کي اولاد اور ایران کا بڑا مشہور ولي تھا اور ساري غرض یہہ تھي کہ اس ولي کے ذریعہ سے تسلي مرغوب ھو جاوے مگر وہ سمجھا تھا کہ لوگ اُسکی بڑے غالي شیعی ھیں چنانچہ شیعوں کي طبیعتوں کو آنکے اماموں ملاؤں نے جنکي جاگیریں اور وظائف نادر شاہ کي تخت نشیني سے ضبط ھوگئی تھی آسکي طرف سے برھم درھم کر رکھا تھا یہانتک کہ وہ ھر ایراني کو اپنا دشمن سمجھتا تھا اور خصوص اپنے بڑے بیٹے رضا قلي سے اسلیئے نہایت رنجیدہ تھا کہ وہ یہہ خوب سمجھا تھا کہ یہہ ناخلف باغیوں کے [illegible] آلہ بنگیا چنانچہ ایکبار ایسا اتفاق ھوا کہ نادر شاہ ایک فوج کشي کے زمانہ میں کسي جنگل میں گولي کے زخم سے جسکو کسي نے خفیہ لگائي تھي زخمي ھوگیا تھا اگرچہ اس خیال کي کوئي وجہہ نتھي کہ یہہ کام آسکے کسي دشمن کا ھی مگر باوصف آسکے آسکو یہہ یقین ھوا کہ وہ رضا قلي کا فرستادہ تھا غرض کہ یہہ خیال آسکے جي میں ایسا بیٹھا کہ آسنے اپنے نورچشم کي آنکھیں نکلوائیں بعد آسکے سخت پشیماں ھوا اور بجاے آسکے کہ آس پشیماني کے ھونے سے دل آسکا نرم اور رقیق ھوتا غیظ و غضب آسکا دونا ھوگیا اور ترس خواھوں سے بطنز و تشنیع یہہ کہتا تھا کہ جب میرا خاص بیٹا اپني جان کے خطرہ میں مبتلا تھا تب تم لوگ آسکے بیچ میں نہ پڑے اور اب رحم کے خواھاں ھوتے ھو غرض کہ رنگ ڈھنگ آسکے ایسے ھوئے تھے کہ وہ اپنے ھم جنسوں کا کھلم کھلا دشمن ھوگیا تھا اور زور ظلم آسکا آن ظلموں کي برابر ھوا تھا جو مال کے اخذ و جر میں برتے جاتے تھے اور ساري رعایا کو قتل نفس و اخذ مال کي دھمکیاں دلاتا تھا اور آنکو ذلیل و حقیر سمجھتا تھا اور بلا تکلف جتاتا تھا ان ظلموں کي بدولت فساد و بغاوتیں برپا ھوئیں جنکے باعث سے نئے نئے ظلم اُسکے ھاتھہ سے لوگوں کو پہونچے یہانتک کہ شہر کے شہر اوجاڑے اور کشتوں کے سروں سے آن اوجڑي بستیوں کي یادگاري کي غرض سے

برج بارے بنائے اور هزاروں کي آنکهیں نکلوائیں اور بري بري تکلیفیں پهونچائیں اور یهانتک نوبت پهونچي که کوئي شخص اس کا بهروسا نکرتا تها که وه ایسي بري موت سے ایک دم بهي محفوظ و مامون رهیگا جس میں سخت تکلیف اوسکو اوٹهاني پڑیگي بعد اوسکے زندگي کے پچهلے برسوں میں جسماني بیماري یعني مالیخولیا کے مارے غیظ اوسکا زیاده هوگیا یهانتک که رعایا ایسي سازشوں کے کرنے پر مجبور هوئي جنکے ذریعه سے ایسے خود مختار ظالم سے نجات اونکو حاصل هووے جنکا وجود اوسکے وجود کے ساتهه قایم رهنا نهایت دشوار تها بادشاه اپنے هموطنوں سے کهٹکتا تها چنانچه اوسنے اوزبکوں کے ایک گروه کو ملازم رکها اور با کسیطرح کي ریا کاري کے خاص اپني ذات کو پٹهانوں کي حفاظت میں سونپا اور حال اسکا یهه تها که وه اپنے پرانے سپاهیوں کے آزرده کرنے اور اونکے پہلے دشمنوں یعني اوزبکوں اور پٹهانوں کي ترجیح دینے سے راضي هوتا تها اور اب وه اسبات پر آماده هوا که اپنے نئے رفیقوں کو اپني قوم سے لڑوے جنسے همیشه وه کهٹکتا رهتا تها چنانچه مرنے سے ایکدن پهلے جب که موت اسکے سرپر کهیل رهي تهي وه عین لشکر میں اوچهل کر گهوڑے پر سوار هوا اور اپني هي فوج سے بهاگ کر قلعه میں محصور هونیکو باگ اوٹهایا چاهتا تها مگر جبکه اوسان اسکے ٹهکانے آئے اور خبط اسکا فرو هوا تو اس مجنونانه حرکت کے بعد اسنے پٹهان سرداروں کو طلب کیا اور اپني جان کي حفظ و حراست کي غرض سے اونکي وفاداري سے استغاثه کیا اور یهه صاف اوسنے کها که تم هماري جان کے بچانے میں نمک حلالي سے نچوکنا اور اس هدایت پر کفایت نکرکے بولا که میرے ایراني پهرے والوں کو منتشر کرو اور میرے بڑے بڑے امیروں کو بند کرو مگر یهه حکم اسنے ایسا خفیه لکهایا تها که اون لوگوں کے کانوں تک نه پهونچتا جنکي بربادي سے وه حکم متعلق تها اور اسلیئے که اونکي بربادي کے پورے هونے میں رات هي درمیان تهي تو اونهوں نے اپني بربادي سے پهلے اپنے دشمن

کے قتل کی فرصت پائی چنانچہ بہت سے سازش کرنیوالے جس میں پہرہ کا کپتان اور خود اُسکی قوم افشار کا سردار بہی شریک و شامل تہا پچھلی رات اُسکے خیمہ میں داخل ہوئے اور جب کہ نادر شاہ اپنی بہاری دہڑک سے للکارا جس سے وہ ہمیشہ کانپا کرتے تہے تو وہ بیساختہ پیچھے کو لوٹے مگر جلد اُنہوں نے آپ کو سنبھالا چنانچہ منجملہ اُنکے ایک آدمی نے اُسکو تلوار کے زخم سے زمین پر گرایا اگرچہ نادرشاہ نے جوں توں اوٹھنا چاہا اور جانکے لالچ سے منت سماجت کا ارادہ کیا مگر سازش کرنے والوں نے فرصت کو غنیمت سمجھا اور واروں کو چوکنا کیا اور هرگز نہ پسیچے یہانتک کہ کام اُسکا تمام ہوا جو اپنے ملک کے فکر و عزت کا باعث اور خوف و هیبت لعنت ملامت کا موجب تہا یہہ واقعہ ماہ جون سنہ ۱۷۴۷ع مطابق جمادي الثاني سنہ ۱۱۶۰ هجري میں واقع ہوا † *

جب کہ اگلی صبح ہوئی تو پٹہانوں نے احمد خاں ابدالی کے حکم سے جسکے شریک اوزبک بہی ہوگئے تہے ایرانیوں پر اس امید سے حملہ کیا کہ نادر شاہ کی جان بچانے کا اب بہی وقت باقی ہی مگر پٹہانوں کی قلت تعداد کے لحاظ و حیثیت سے اسباب کو اُن کی خوش نصیبی سمجھنی چاہیئے کہ وہ اپنے ملک کو چلتے ہوگئے جسکی سرحد کے قریب نادرشاہ مارا گیا تہا ‡

† پیر بازین کے نامجات کی چوتہی جلد — یہہ عیسائی طبیب نادر شاہ کی حیات کے پچھلے برسوں میں ہمراہ اُسکے رہا تہا اور اُس زمانہ کا حال اچھی طرح سے بیان کرتا چنانچہ سی سرجان مالکم صاحب کی تاریخ ایران اور نادرنامہ جسکا ترجمہ سر جونز صاحب نے کیا اور هینوے صاحب کی تاریخ اُسکی تاریخ کی سندیں هیں مگر هینوے صاحب نے رضا قلی کے حالات کو مختلف بیان کیا اور بازین کے بیان کو نادر نامہ سے استحکام پہونچتا هی چنانچہ نادر نامہ والے نے بہی نادر شاہ کے ظلم اور سنگدلی کو بہت رنگینی سے قلمبند کیا — لیور صاحب کی جلد چہٹی باب ۱۹ صفحہ ۳۹۸ جونز صاحب کی کتاب کی جلد پانچویں

‡ اس نا مساوی لڑائی کا بیان جو پٹہانوں اور ایرانیوں میں واقع ہوئی اور اُس دلیری دلاوری اور نیک انتظامی اور خوش اسلوبی کا حال جسکے ذریعہ سے وہ

یہہ احمد خاں اُس زماں خاں کا بیٹا تھا جو ابدالیوں کا سروزئی سردار اور خراسان کي اول نمبر کرنيلي فوج سے ابداليونکا سردار بنکر گيا تھا اور سدوزئي خاندان اُسکا تھا جسکو اُسکي قوم کے لوگ ایک طرحکا معظم مکرم سمجھتے تھے. تيئیس هي برسکي عمر ميں نادر شاہ کي خاص التفات و توجہ سے معزز و ممتاز هوا تھا † *

احمد خاں دراني کي تخت نشيني کا بيان

وجوہ مذکورہ بالا کي نظر سے احمد خاں کو اپنے بهائي بندوں پر حکومت حاصل تھي جسکے قیام و استحکام میں اُسنے شتابي برتي چنانچہ پاس پروس کي قوموں اور ملکوں پر رعب داب اپنا بٹھاکر سال مذکورالصدر کے ختم هونے سے پہلی ماہ اکتوبر سنہ ۱۷۴۷ ع میں

ہوگا ہوا [illegible] ابدالي ملک کو [illegible] سلطنت [illegible] آئے [illegible] سے [illegible] هے جو [illegible] بھي [illegible] کي [illegible] ميں شامل تھا *

† سدوزئیوں کے جسم ایسے عزت [illegible] سمجھے جاتے تھے [illegible] لوگ اُنکو ستاتے تھے اور اُنکے بدن کو ہاتھ لگانا [illegible] جاتا تھا اور [illegible] بڑے بڑے افسر اُسي ابدالي کو سدوزئي کے [illegible] اسمعيل [illegible] نادر شاہ کا چوبدار تھا [illegible] معلوم هوتا [illegible] مغرب میں ایسے بڑے بڑے معززوں کو سدوزائي کا خطاب [illegible] هاتھيوں میں رکھتے تھیں اور [illegible] میں [illegible] مگر باوصف اسکے یہہ بات بہت معلوم هوتي [illegible] قوم کي سردار کو دیا جاوے احمد خاں [illegible] معلوم [illegible] اُن دنوں قيدي تھا جبکہ نادر شاہ نے قندهار کو فتح کیا تھا نادر شاہ نے اُسکو سرفرازي بخشي اور ایک جاگير اُسکے [illegible] اور معززوں [illegible] روانہ کیا — نادر نامہ [illegible] صفحہ ۲۲۳ [illegible] تدبیر سے غالباً یہہ مطلب تھا [illegible] تب تک احمد خاں کو اُسکي قوم سے الگ [illegible] کے بيان سے جو ابداليوں کے [illegible] تھا یہہ معلوم هوتا هے [illegible] کرتا رهتا تھا مگر تمام امور [illegible] آئے تھے — سرگذشت [illegible] صفحہ ۱۷۶

خاص قندهار میں تخت سلطنت پر بیٹھا اور کسي فاسد عقیدہ کي ضرورت سے اپني قوم کا نام بدلکر ابدالي کي جگهہ دراني رکھا جو ابتک اُسي نام سے نامي گرامي چلے آتے هیں † اور اپنے دربار کے رنگ ڈھنگوں کو دربار شاهي کے طور طریقوں پر ڈالا اور اُسي بادشاہ کے تمام استحقاق اختیار کیئے مگر برتاو انکا ایسے اعتدال و خوبي سے کیا جو اُسکي حالتوں کا مقتضی تھا چنانچہ مطلق اختیار اُسکو کھلی ملکوں اور شہراور نیز بلخ اور سند اور کشمیر اور دیگر مفتوحہ صوبوں پر حاصل تھا اور اُسنے پٹھان قوموں کو آنکے ملک کے ذاتي انتظام پر چھوڑا تھا اور فوج یا روپیہ کي امداد حاصل کرنے اور امن و امان کے قایم رکھنے کي قوت کو صرف اپني ذات سے متعلق رکھتا تھا اور بلوچستان اور سیستان اور علاوہ آنکے چند اور مقام اُنکے دیسي سرداروں کے زیر حکومت چھوڑے تھے چنانچہ اُنھوں نے احمد شاہ کي اطاعت اختیار کي تھي اور جنکي خدمتوں کو بجالانا تسلیم کیا تھا ایران کے نزاعوں کے باعث سے احمد شاہ کي سلطنت میں اوس جانب سے کوئي خلل واقع نہوا اور اسي وجہہ سے خراسان کے بہت سے حصہ پر قبض و تصرف کرسکا مگر اوسنے اوس جانب میں زیادہ بڑھنا دشوار سمجھا اور مقام مشہد میں نادر شاہ کے بیٹے شاہرخ کي حفظ و حراست پر قناعت کي اور جو اضلاع اوسکے مطیع و تابع تھے وہ مشہد کے شرقي جانب سے محدود رهے غرض کہ اُسنے فتح و کشایش کے حاصل کرنے اورمال و دولت کے فراهم لانے اور فوج کے مصروف رکھنے پر همت باندهي اور هندوستان کي سلطنت کا ارادہ کیا اور جو کار و بار اُسنے پہلے پہل وهاں کیئے وہ دقت کے لحاظ سے اکثر اون ملکوں کے قصے قضایوں سے پہلے واقع هوئے تھے جنکا ابهي بیان هوچکا *

---

† کسي غلط فهمي کے باعث سے جسکا باعث دریافت نهیں هوتا هندوستاني لوگ اُنکو خلجي پکارتے هیں اور بلاد شمالي میں خراساني کهتے هیں مگر صحیح یهہ هے کہ خطاب اُنکا دراني هے

تخت نشینی کا کام کاج ابتک بالکل پورا نہوا تھا کہ اسنے مشرق کی طرف کو باگ اوٹھائی اور سارے ملکوں کو تحت حکومت کیا اور جبکہ اسنے پنجاب کی بری حالت دیکھی تو اسکو آگے بڑھنے کا حوصلہ ہوا پنجاب کا نائب السلطنت جو باغی ہو رہا تھا اور کسی قسم کی امداد اسکو دلی کے دربار سے حاصل تھی احمد شاہ کا طرف مقابل ہوا مگر تھوڑا سا مقابلہ کرسکا اور احمد شاہ لاہور اور علاوہ اوسکے ان شہر و دیہات پر قابض و متصرف ہوا جو اسکی راہ میں واقع ہوئے ستلج تک پہونچا اور جب وہ وہاں پہونچا تو اسنے پایاب راہوں کو مغلوں کے قبضہ میں پایا جو اسکے مقابلہ کو شاہزادہ احمد ولیعہد اور وزیر قمرالدین خان کے تحت و حکومت ہوکر آئے تھے اگرچہ احمدشاہ درانی کے پاس بارہ ہزار آدمیوں سے زیادہ نتھے مگر یہہ امر اسنے دریافت کیا کہ عمدہ کامیابی کی توقع اس فوج کی تھوڑی ہونے پر موقوف و منحصر ہے چنانچہ وہ اوس دریا سے ایسے مقام پر اوترا جہاں پایاب کا نام ونشان نتھا اور ہندوستانی فوج کو اپنے پیچھے چھوڑا اور سرہند پر قبضہ کیا جہاں ہندوستانیوں کا ذخیرہ اور تمام اسباب رکھا ہوا تھا اس کامیابی کے علاوہ اوسکے قبض و تصرف میں چند توپیں بھی آئیں اور دراصل اس سے توپ کا نام و نشان اوسکی فوج میں نتھا دشمن اوسکی پیشقدمی سے ڈر گئے اور جبکہ وہ اونکے قریب آگیا تو اونہوں نے مقام کیا اور لشکر کے آس پاس کھائیاں کھودیں اور یہہ وہ حالت تھی کہ اوسمیں سواروں کے تمام گروہوں سے کچھہ کام نکل سکتا تھا اگرچہ توپ کے ایک گولہ سے وزیر قمرالدین خان ایسی حالت میں کام آیا کہ وہ نماز میں مصروف تھا مگر فوج اوسکی دس دن تک درانیوں کو مار کر ہٹاتی رہی چنانچہ پچھسویں دن درانیوں نے ایک ایسا عام اور سخت حملہ خندقوں پر کیا کہ ایک فریق اونکا بادشاہی فوج کے بیچا بیچ گھس گیا مگر شکست کھاکر پیچھے کو اوترا اور اوسیدن کی رات اپنے اپنے گھوڑوں کے بھاگنے پر مجبور ہوئے یہہ واقعہ ماہ مارچ سنہ ۱۷۴۸ع مطابق چوبیسویں ربیع الاول سنہ ۱۱۶۱ ہجری میں واقع ہوا *

بعد اوسکے شاهزاده احمد نے في‌الفور ایک نایب‌السلطنت کو پنجاب کے لیئے روانه کیا مگر جبکه یهه شاهزاده باپ کي بیماري کے مارے دلي کو راهي هوا تو احمد شاه دراني اٹک کے پهونچنی سے پهلے پنجاب پر دوباره پهیلا اور اوسکو جب تک نچهوڑا که اوس نئے نائب‌السلطنت نے مستقل خراج دینے کا اقرار نکیا *

سهرند کي لڑائي کے بعد ایک مهینے کے اندر اندر محمد شاه اپریل سنه ۱۷۴۸ ع مطابق ۲۶ ربیع‌الثاني سنه ۱۱۶۱ هجري کو مرگیا اور شهزاده احمد جانشین اوسکا هوا جسکا خطاب احمد شاه دراني اپنے حریف کا خطاب تها *

چوتها باب

مغلوں کي شاهنشاهي کے معدوم هونے تک

احمد شاه کي سلطنت کا بیان

احمد شاه دراني کے پنجاب میں واپس آنے اور اوسکي مشهور قوت کي دهوم دهام کے هونے سے احمد شاه هندوستاني برابر ترساں و لرزاں رهتا تها چنانچه کام ناکام اسباب پر مجبور هوا که ایسے دوست آشناؤں کي خاطر کسي قدر خود مختاري سے دست بردار هووے جو بیگانه فیروز مندوں کي لوٹ مار سے اُس کو حفظ و حراست میں رکهه سکیں نظر بریں وزارت کا عهده آصف‌جاه کو سپرد کرنا چاها مگر جب که آصف جاه نے صاف انکار کیا جس کے بعد اُس نے وفات هي پائي تو بادشاه نے ناصرجنگ آصف‌جاه کے جانشین کو اپني امداد و اعانت کے واسطے اُس فوج سمیت بلایا جو اُسکي سعي و همت سے فراهم هوسکتي تهي مگر تهوڑے عرصه میں یهه بات اُسکو دریافت هوئي که احمد شاه دراني اپني قلمرو کے مغربي حصه میں مصروف و مشغول هے چنانچه اس خبر کے سننے سے اُسکو اوس مدد کي ضرورت باقي نرهي جس کا وه جي جان سے خواهاں تها اور انتظام اپني قلمرو کا

مرضي کے موافق پورا کیا چنانچه سعادت خاں کے بیٹے صفدرجنگ کو وزیر اپنا بنایا اور اسلیئے که اوس سردار کے پاس اودہ کي نیابت اب بھي باقي تهي تو بادشاهي ملازموں نے پٹھانوں کے دبانے لچانے میں اوسکے یہاں خدمت کو موقوف کیا جو اودہ کے شمالي حصه میں بڑي مدد ... تهي *

علي محمد خان روهیلے کے مرجانے سے صفدر جنگ کو اس مہم میں عمدہ ... حاصل هوئي چنانچه ... قائم خاں ... جاگیردار فرخ آباد کو ... ماه دسمبر سنه ۱۷۴۸ع مطابق ذي الحجه سنه ۱۱۶۱ هجري کو ... کي بابت باهم قول و قرار هوئے اگرچه قائم خاں ... کامیاب هوا مگر اوسکي ... که صفدر جنگ اپنے ... مطلب یعني روهیلوں کي شکست سے مایوس هوا تو اوس نے اپني ... کے ... کو یوں پورا کیا ... قائم خاں مقتول کي ... کے قبضه و تصرف سے بہت ... هوا ... کچهه فائده اس کو حاصل نه هوا ... قائم خاں کي ... صفدر جنگ کے ... سے باقي ... هوئي اور ... کے ... کے لیئے بلایا یہاں تک که خود وزیر ... بہت سي فوج ... کي غرض سے روانه هوا اگرچه فوج اوس کي ... کي ... سے بہت اچهي تهي مگر ... کي ... بے قاعده تهي چنانچه اوس فوج نے اپنے هي ... کے ... جو ... کي آل اور ... کے ... تهے اور بہت سے ... کو قتل کیا ... اون سے بمقابله پیش آئے ... اچهي ... بے قاعده فوج کو تهوڑي سي فوج نے شکست دیکر ... کیا ... ایسا هي واقع هوا چنانچه خود وزیر زخمي هوا اور فوج نے شکست کهائي اور ... وزیر کي قلمرو میں ... لکهنؤ اور ... کر ... سکر ... اله آباد میں ... اور وزیر و بادشاه دونوں کا ... چراغ

رهی یهه واقعه سنه ۱۷۵۰ ع مطابق سنه ۱۱۶۳ هجریٔ میں واقع هوا *

چونکه صفدر جنگ نے اپنی پریشانیوں کی عروج وترقی دیکھکر اپنی قوت و همت کو روهیلوں کے مقابله میں ضعیف و ناتوان پایا تو اُس نے مرهٹوں کے بلانے کی طرح ڈالی جسمیں سلطنت کی ذلت و خفت صاف پیچیده تهی چنانچه اُس نے ملهار راؤ هولکر اور جی اپا سیندهیا سے اعانت کی درخواست کی جنکو بالاجی پیشوا نے ابهی مالوه کو واپس بهیجا تها اور بڑی امداد معین کے وعده سے اُنکو اسپر مایل کیا که وه اپنی فوج کا بڑا حصه لیکر قصد اِس جانب کا کریں اور شریک اُس کے هوویں غرض که یهه تدبیر اُس کی راس آئی اور اِسی قسم کی تدبیر سے جاٹوں کے راجه سورج مل کی خدمتوں کو دوباره حاصل کیا جو پهلی لڑائی میں شریک حال اُس کا هوا تها حاصل یهه که ان مدد گاروں کی اِمداد و اعانت سے سنه ۱۷۵۱ ع مطابق سنه ۱۱۶۴ هجری کو ایک قایم لڑائی میں اُس نے روهیلوں کو شکست دیکر اُن کے خاص ملک پر یورش کی اور کوه همالہ کی پست شاخوں میں اُن کو بهگایا جو اُن کے ملک کی شمال مشرقی کی حدیں تهیں بعد اوس کے مرهٹوں کے استحقاق کی نسبت یهه بات ٹهری که وه ممالک مفتوحه سے وصول کریں چنانچه مرهٹوں نے هاتهه پهیکنی شروع کیئی اور تاخت تاراج سے اوس ملک کو ایسا خاک سیاه کیا که برسوں تک نه سنبهلا *

ان دست اندازیوں کی سرگرمی سے روهیلوں کی معیشت ایسی تنگ هوگئی که بهوکوں کے مارے صفدر جنگ کی اطاعت کو قبول کیا اور اپنے سرداروں کے پیٹ پالنے کے لیئے چند دیہات پر بس کرکے بیٹهے † *

دلی کے دربار کو جو تهوڑا سا فایده اس کامیابی سے حاصل هوا وه

† حافظ رحمت خاں کی سرگذشت میں روهیلوں کی لڑائی کا حال اچهی طرح بیان کیا گیا که اُس سے روهیلوں کی کامیابی واضح هوتی هے ۱۲

اوس نقصان کے ہرنے سے فائدہ نہ سمجھا گیا جو حاکم اجمیر کے شکست کھانے سے عاید ہوا جسطے ریاست جودھ پور کے دو دعویداروں کے قصے تضیئے میں دست اندازی کی تہی بلکہ حقیقت میں کھاتا رہا *

جس زمانہ میں کہ مغلوں کی سلطنت روز روز ایسی طرح ضعیف و ناتوان ہوتی جاتی تہی تو یکایک یہہ خبر لگی کہ احمد شاہ درانی نے پنجاب پر دوبارہ حملہ کیا اور بعد اوس کے یہہ پرچہ لگا کہ پنجاب پر پورا قابض ہوگیا اور ایک ایلچی اس غرض سے اوس نے روانہ کیا کہ شاہ ہندوستان سے اوس صوبہ کو بمقتضی ضابطہ حاصل کرے حاصل یہہ کہ احمد شاہ کی درخواست اوس جرگہوں کے خوف سے فی الفور منظور ہوئی جسکو بادشاہ کے ہاتھوں سے اوٹھایا تھا اور اب تک یاد اوس کی باقی تہی اور جبکہ صفدر جنگ اپنے رفیق مرہٹوں کو لیکر دلی میں داخل ہوا تو اوسنے اس انتظام یعنی پنجاب کے تفویض کو کامل پایا اور اس میں کچھہ شک شبہہ نہیں کہ اگر وہ خود دلی میں موجود ہوتا تو کام ناکام اوسکو تسلیم کرتا اور اگر وہ یہہ سمجھتا کہ مجھکو اوسکی تردید میں کچھہ فائدہ حاصل ہوگا تو اوس کی تعمیل کے بعد بھی اوس کی پروا نہ کرتا مگر اوسنے پنجاب کی تفویض کو اپنی شکایت کا بہانہ ٹھہرایا جس کو بادشاہ کی بڑی بیعزتی کا باعث بتلایا تھا اور حقیقت میں ناراضی کے اسباب اور اور وجوہ تھے چنانچہ منجملہ اونکے بڑی وجہہ یہہ تہی کہ جب وہ روہیلکھنڈ میں گیا تھا اور دربار میں حاضر نہ تھا تو رعب داب اوس کا عین دربار میں جاوید نامی ایک خواجہسرا کو حاصل ہوا تھا جسپر بادشاہ اور اوس کی ما دونوں نہایت مہربان تھے اور جبکہ بعد اوس کے صفدر جنگ نے یہہ سوچا سمجھا کہ میرے موجود ہونے پر بھی بات اپنی نہ سنوری تو اوس نے وہ بری طرز اختیار کی جو دلی کے گلی کوچوں میں طشت از بام ہوگئی یعنی اوس نے جاوید کو دعوت میں بلایا اور عین دعوت میں اوس کو قتل کرایا اس زور و زبردستی

سے بادشاہ اسقدر برہم ہوا جسقدر کہ قیاس میں آسکتا ہے اور بہت جلد انتقام کے درپے ہوگیا اور انتقام کا ذریعہ حاصل کیا غازي الدین آصفجاہ کا بڑا بیٹا اپنی چھوٹے بھائیوں کے جھگڑے بکھیڑوں کے شروع میں دلي میں چندے سکونت پذیر ہوا تھا مگر بعد اُس کے کسي سبب سے بالاجي پیشوا سے علاقہ پیدا کرکے ہولکر اور سیندھیا سرداروں کے ساتھہ دکن کو روانہ ہوا تھا اور اورنگ آباد میں پہونچکر مرگیا تھا اور اُس کا بیٹا جوان گبرو جس کو دلي میں چھوڑ گیا تھا صفدر جنگ وزیر کي لطف و عنایت سے غازي الدین خان کے خطاب اور امیرالامرائي کے منصب پر سرفراز ہوا اور یہہ وہي جوان تھا جو اپنے محسن صفدرجنگ کے مقابلہ پر بادشاہ کے ایماء و اشارہ سے اُن کاموں کا کارپرداز رہا جو اُس کے مربي کے خلاف پر تجویز کیئے گئے تھے یہہ گبرو جوان ایسے مغل درباریوں کا نمونہ تھا جو عیش و عشرت سے بڑے آشنا اور لطف و لذت سے پورے واقف نہ تھے چنانچہ عزم اُس کا بلند اور نگاہ اُسکي والا اور بڑے بڑے ارادوں کے اخفا میں ایسا متفني و مکار تھا جیساکہ اُن کو قبض و قابو میں رکھنے کے لیئے قابل نہ تھا اور اسي وجہہ سے اپنے کاموں کے نکالنے میں قتل و دغا کو طبعي ذریعہ سمجھتا تھا اور جیساکہ وہ اپنے چال چلن میں قانون و قاعدوں کا پابند نہ تھا ویساہي اُن کے نتیجوں کي پروا نکرتا تھا *

اُسکي تدبیروں پر وہ ملکي لڑائي مترتب ہوئي جس کا تصفیہ معمول کے موافق میدان میں نہوا بلکہ یہہ بات اُن سے پیدا ہوئي کہ دلي کے بازاروں میں لاٹھي پونگے اور چھوري کٹاري اور دھول جوتي کي لڑائیاں چھہ مہینے تک روز مرہ قایم ہوئیں اور فریقین کے قصے قضائے اختلاف مذہب کے غیظ و غضب سے چوگنے ہوگئے اس لیئے کہ صفدر جنگ اپنے مذہب کا شیعہ اور غازي الدین اُس کا مخالف سني تھا چنانچہ سني شیعوں کي لڑنے والوں کا لقب اور مابہ الامتیاز

اون کا ایک لواز تهی یعنی سنی دم چار یار اور شیعه دم پنجتن
کهتے تهے اور جب که صفدر جنگ نے آخرکار آپ کو کمزور هوتا پایا
اور اون مرهٹوں کو اوراه حسد دولتار کے تورپ پهونچا دیکهه کر جنگو
غازی‌الدین سے اپنی مدد کے لیئے بلایا تها پریشان هوا تو بایں طور
آشتی کرنے پر مجبور هوا که اوده اور اله آباد اوس کے قبضه میں رهیں
غرض که غازی‌الدین اپنے دشمن سے فارغ هوا اور اپنے رفیق مرهٹوں کو
مصروف کرنا چاها چنانچه بعد اوس کے وزیر صفدر جنگ کے
ایک شریک سے انتقام لیا اور سورج مل پر چڑهائی کی جس کے مضبوط
و مستحکم قلعوں اور خصوص بهرت پور اور دیگ کے محاصروں میں
بهت سا مصروف رها مگر بادشاه غازی‌الدین خان کے غرور و نخوت
سے اسقدر ناراض هوگیا نه صفدر جنگ کی خوے و خصلت سے
ویسا ناراض نه تها اور جس قدر فوج اپنی سعی و همت سے بادشاه
اکهٹی کرسکا شکار کے بهانه سے اوس کو لیکر روانه هوا مگر حقیقت
میں منشاء اوس کا یهه تها که وه اون مشغلوں سے فائده اوٹهائے جن میں
غازی‌الدین خان مبتلا تهی حالانکه لڑائی کے کار و باروں میں جن کو
بادشاه نے خوب سوچ سمجهه کر نه اوٹهایا تها ایسی تهوڑی سمجهه اوس
سے ظاهر هوئی کا کوئی تدبیر اوس نے صفدر جنگ کے شریک بنانے
کی نه برتی اور اسی نظر سے غازی‌الدین کو بڑی جلدی چلائی
اِس مقدمه میں دیر نه کی نه وه بادشاه کی تدبیروں کو اوسی طرح
لوٹاوے یعنی بادشاه کی تدبیریں ایسی پوچ و ناکاره تهیں که اون کے
توڑنے کے واسطے بڑے سوچ بچار کی ضرورت نه تهی چنانچه اوسنے
اوس محاصره کو نه اوٹهایا جس میں وه جی جان سے مصروف تها
اور اپنے رفیق مرهٹوں کو بادشاه کے مقابله پر روانه کیا مگر جب که
اوس کو یهه پهونچا که بادشاه لڑائی میں پهنسا گیا تو خود لشکر
میں چلا آیا اور اوس کو [illegible] نتیجه [illegible] تخت سے اوتار کر اوس کی [illegible]

اوس کي ماں کي آنکهيں نکلوائيں يهه حادثه ماه جولائي سنه ۱۷۵۴ع مطابق شعبان سنه ۱۱۶۷ ميں گذرا بعد اوس کے بادشاهي نسل کے ايک اور شاهزادے کو تخت نشين کيا اور عالمگير ثاني کے خطاب سے اوس کي بادشاهت کي منادي کرائي † *

عالمگير ثاني کي سلطنت کا بيان

بعد اِس انقلاب کے صفدر جنگ مرگيا اور غازي‌الدين نے وزارت کا عهده اختيار کيا اور صفدر جنگ کے بيٹے شجاع‌الدوله کو اوس کے باپ کي جاگير پر جوں کا توں قابض و متصرف چهوڑا جس سے وه اوس کو خارج نکرسکا يهه قصه ستمبر سنه ۱۷۵۴ع مطابق ذي الحجه سنه ۱۱۶۷ هجري کو پيش آيا اور اب امن و امان کا عرصه اُس سے زياده گذرا جس کي توقع وزير کي چلبلي طبيعت اور اچهي بلند نظري سے زياده متصور نتهي مگر وزير کا ملکي انتظام اب بهي ايسي خود مختاري سے تها جيسا که پهلے سے برابر چلا آتا تها آخر کار اُس نے اپنے برے کرتکوں سے بهت سي فوج کو بغاوت پر آماده کيا اور ايسا آنکهوں سے گرا که باغيوں نے اُس کو پکڑا اور دلي کے گلي کوچوں ميں ننگے سر اور ننگے پانو اُس کو کهينچتے پهرے اگرچه باغي قتل کي دهمکياں سناتے تهے مگر وه بهي اون کو برا بهلا کهکرجتاتے جاتا تها که تم گستاخي کا مزا پاؤ گے اور اُس کي سزا ميں جان اپني گنواؤگے غرض که سرکاري ملازموں کي بدولت اوس کشاکش سے نجات اوس نے پائي اور نجات پاتے هي باغيوں کے قتل قمع کا حکم جاري کيا اور اون کے مال و اسباب کو لٹواکر نام و نشاں اونکا نچهوڑا *

جبکه شور و آشوب کے زور شور اور فساد و فتنه کے جوش و خروش تهے تو بادشاه نے غازي الدين کي جان بچانے کے بهانه سے باغي فوج کو اِس شرط پر باقيات کا روپيه دينا ٹهرايا تها که وه اپنے قيدي کو همارے

† سيرالمتاخرين اور گرينٹ ڈف صاحب کي تاريخ سے يهه بيان ليا گيا

حوالہ کریں مگر غازی الدین کو اس تدبیر سے بادشاہ کی نسبت شبہہ
پیدا ہوا اور اپنے دل میں بادشاہ کی سازشوں کی روک تھام کے لیئے جتنا
ظہور اس کی ذات سے ممکن سمجھا تو اوسکے کرنے میں [illegible] نہیں کی *

غازی الدین [illegible] اس وقت لاہور پر چڑھا تھا [illegible] مذکور کے
ہونے سے اوس کے خاطر میں خلل پڑا [illegible] بالخصوص اس کے اوس کے
کوچ کو جانے [illegible] وہ [illegible] کی جانب سے پنجاب کا
حاکم تھا اور جب کہ احمد شاہ درانی نے دلی کے دربار سے صوبہ
پنجاب پر دعوی کیا تھا تو [illegible] قائم رکھا تھا
وقتاً [illegible] احمد شاہ نے اوسے [illegible] کو
اوس کی [illegible] جتنا [illegible] اوس کا کہا
تھا غازی الدین نے [illegible] لاہور کے [illegible]
سے [illegible] اوس کے [illegible] سے خارج تھی اور
مرحوم کی [illegible] اور
اس کی [illegible] اور
وزیر اپنے [illegible] کے [illegible] لاہور کی جانب کو [illegible] جتنا
بطور [illegible] سنہ ۱۷۵۹
مطابق سنہ ۱۱۷۳ [illegible] یعنی
اُس [illegible]
کو [illegible]
کو [illegible] انتظام
اِس حرکت [illegible] ہوا کہ
ہندوستان [illegible] اس کے [illegible] جاوینگے
چنانچہ [illegible] اس کے [illegible] ہوئی اسلیئے کہ
احمد شاہ درانی نے اس [illegible] کے [illegible] واقع
ہوا انتقام [illegible] اور بہت [illegible] کر قندھار

سے کوچ کرکے پنجاب سے گذر گیا اور کوئي مرد اُس کے سامنے نہ آیا یہاں تک کہ دلي سے بیس میل کے اندر داخل ہوا مگر غازي الدین نے یہہ حکمت برتي کہ اُس رانڈ کو تنہا کرکے اُس کي وساطت حاصل کي اور اُس کے ذریعہ سے احمد شاہ کي فوج میں یکایک جا پہونچا اور جو جو قصور اُس کي ذات سے متعلق تھے وہ احمد شاہ سے معاف کرائے مگر احمد شاہ نے اپنے نقصان کا معاوضہ چاہا اور مطالبہ کو پورا کرنیکي غرض سے دلي کي جانب کو آگے بڑھا چنانچہ جب وہ بہت لگ بھگ پہونچا تو نادرشاہ کا معاملہ یاد آیا اور وہي ہیبت شگفتہ ہوئي اور وجہہ اُس کي یہہ تھي کہ اگرچہ احمدشاہ اپنے مزاج و طبیعت سے نادر شاہ کي مانند سفاک بیباک تو نہ تھا مگر اپني فوج پر قبض و قابو پورا پورا نرکھتا تھا چنانچہ دلي قتل و غارت کا تختہ اور زور ظلم کي نمایش گاہ بنگئي اور یہہ مصیبت خاص دلي پر منحصر نہ تھي بلکہ احمد شاہ نے فوج کا ایک ٹکڑا غازي الدین کي ہمراہي میں شجاع الدولہ پر اِس نظر سے روانہ کیا کہ اُس سے خراج کو وصول کرے اور خود جاٹوں پر چڑھ کر گیا چنانچہ اُس نے بلبھ گڈھ کے قلعہ کو ایک بڑے مقابلہ کے بعد جو محصوروں کي جانب سے وقوع میں آیا فتح کیا اور محصوروں کو گردن مارا مگر ایک بات اُس کي فوج کے ٹکڑے نے ایسي کي کہ اُسکي خصلت بلکہ اُس کي قوم کي خوے و خصلت کو اوس نے دھبا لگایا یعني متھرا سے مقدس شہر کو جو ہندوؤں کے عقاید کے موافق مقدس شہروں میں گنا جاتا ہی اسي وقت میں ستایا کہ ایک مذہبي تہوار اوس میں بڑي دھوم دھام سے رچایا گیا تھا چنانچہ ساري بستي کو یکایک جا دبایا اور بیچارے معتقدوں کو ایسي بیدردي سے قتل کیا جس کي توقع ایک ایسي اندھوري وحشي قوم سے ہوسکتي تھي جو نادر شاہ کي خو بو رکھتي تھي اور اوسکو ہندو بت پرستوں اور اون کي بت پرستي سے ویسي ہي نفرت تھي جیسي کہ نادر شاہ کو

اوس سے حاصل نہو اسی عرصہ میں خود احمد شاہ آگرہ کو متوجہ ہوا اور جاٹوں کے ایک قلعہ اور خاص اوس شہر کا محاصرہ کیا مگر اس وقت ایسی گرمی پڑنے لگی کہ گرمی کی شدت سے درانی مرنے لگے جو گرمی کے متحمل نہ تھے چنانچہ احمد شاہ اوس روپیہ کے حاصل ہونے سے جس کو اوس نے حاصل کیا تھا ماہ جون سنہ ۱۷۵۷ع مطابق شوال سنہ ۱۱۷۱ ہجری کو اپنی قلمرو کے جانے پر مجبور ہوا اور روانگی سے پہلے خاندان تیموری کی ایک شاہزادی سے نکاح اپنا کیا اور دوسری شاہزادی اپنے بیٹے سے بیاہی جو بعد اوس کے تیمور شاہ کے خطاب سے پکارا گیا اور جب وہ بادشاہ نے احمد شاہ سے منت سماجت کرکے یہہ بات کہی کہ غازی الدین وزیر کے رحم و کرم پر مجھکو چھوڑنا مروت کے خلاف اور مصلحت ملکی کے مناسب نہیں تو اوس نے نجیب خان روہیلہ کو جو مخاطب نجیب الدولہ مشہور و معروف اور بڑی قابلیت اور عمدہ لیاقت کا سردار تھا دلی کا امیر الامرا مقرر کیا اور یہہ بات اپنے جی میں ٹھانی کہ میرے ایسے رعب داب کے خوف و دہشت سے جو دوری کی صورت میں بھی قایم رہیگی یہہ سردار اوس وزیر کے مقابلہ میں برابر کی جرات ہوگا † ۔

جوں ہی کہ احمد شاہ اس ہندوستان سے باہر گیا تو غازی الدین نے دوبارہ سر اٹھایا اور جب وہ احمد شاہ اپنی قلمرو کو روانہ ہوا تھا تو غازی الدین فرخ آباد میں موجود تھا غازی الدین نے امیر الامرائی کا منصب حاکم فرخ آباد احمد خان بنگش کو عنایت کیا اور نجیب الدولہ کو معطل ٹھہرایا مگر چونکہ تنہا غازی الدین اتنی قوت نرکھتا

---

† بیان مذکورہ بالا خاصکر سیر المتاخرین سے لیا گیا اور واضح ہو کہ یہہ بیان اکثر مقامون میں پٹھانوں کے بیان سے مطابق ہی مگر پٹھان اسقدر بیان کرتے ہیں کہ احمد شاہ خود دلی میں رہا اور آگرہ متھرا کی مہموں کو جہان خان نے انجام کو پہونچایا

تها كه وه دوسرے انقلاب كو پيدا كرے تو اوس نے اپني كمك كے ليئے مرهٹوں كو طلب كيا جو اب پہلے زمانه كي نسبت نهايت قوي هوگئے تھے *

اگرچه بالاجي پيشوا نے سنه ١٧٥٢ كے شروع ميں صلابت جنگ سے آشتي كي تهي جيساكه بالا مذكور هوا مگر بڑے غازي الدين اِس غازي الدين كے باپ سے جو صلابت جنگ كا بهائي اور حريف مخالف تها بات چيت كرنے ميں وه آشتي مانع مزاحم نهوئي تهي چنانچه جب بڑا غازي الدين دلي سے دكن كو جاتا تها تو بالاجي تمام فوج اپني ليكر اورنگ آباد ميں آيا اور اوس كا ساتهي هوا اور دونوں فوجوں كے ملنے سے يهه كثرت هوئي كه بسي صاحب فرانسيسي كي امداد بهي صلابت جنگ كي حفظ و حراست كے ليئے كافي وافي نهوتي اگر غازي الدين كے يكايك مرجانے سے وه خطره رفع دفع نهوتا بعد اوس كے بالاجي پيشوا جنوب كے امورات اور فرانسيسوں اور انگريزوں كے اون جهگڑوں بكهيڑوں ميں مبتلا هوگيا جنكا حال اون قوموں كي تاريخوں ميں تفصيل وار لكها جاوے گا اور جبكه بات اوس كي بن پڑي اور خاص گهر ميں حكومت جمگئي تو داماجي جيكذوار كے چهوڑ نے پر چهاتي تهوكي اور گجرات كے نظم و نسق ميں امداد اوس سے چاهي اور اوس كي رهائے پر ايسي ايسي كڑي شرطيں تهرائيں كه منجمله اونكے ايسے ايسے خراجوں كا دينا اور ايسے ايسے استحقاقوں كا قايم ركهنا بهي تهاجنكي بدولت انجام كو بهت سے قصے قضاے برپا هوئے مگر پهلے پهل بهت هي بلكه سارے كام اچهي كاميابي سے جاري رهے چنانچه داماجي پيشوا كے بهائي راگهوباجي كے همراه سنه ١٧٥٥ ميں گجرات كو روانه هوا اور ساري گجرات كو محكوم و مطيع اپنا بنايا بعد اوس كے راگهوباجي نے راجپوتوں كي رياستوں سے محصول وصول كيا اور مالوه پر گذرتا هوا باصواب اپنے گهر كو واپس آيا بعد اوس كے سنه ١٧٥٦ع ميں

راگھوباجی مالوہ کو دوبارہ روانہ ہوا اور غازی الدین وزیر نے اوس سے اعانت طلب کی چنانچہ اوس نے [illegible] کے ہمراہ ہو دلی پر چڑھائی کی اور [illegible] دوسری طرف سے گھیرا [illegible] ہوا اور مقابلہ جاری [illegible] *

[illegible] نجیب الدولہ اپنے دشمنوں [illegible] سے بہلے اور [illegible] کرلی [illegible] اوس کے [illegible] کیا [illegible] نجیب الدولہ [illegible] میں [illegible] کے [illegible] میں گنگا [illegible] ہی *

دلی کے [illegible] جب تک بڑا [illegible] اوس کا [illegible] سے چلا [illegible] پر چڑھائی [illegible] مقابلہ [illegible] اور [illegible] سازشوں کی [illegible] اور احمد شاہ [illegible] درانی خاں [illegible]

* [illegible] نجیب آباد اور [illegible] نجیب آباد کے درمیان میں [illegible] ۱۲ مترجم

پاکر بڑے بڑے ارادوں کے پورا کرنیکی ارادہ پر واپس آیا تھا چنانچہ پہلے
پہل اوسنے رعب داب اپنا سکھوں پر جتاکر شریک اپنا گروانا جنھوں نے
پچھلی بدانتظامیوں میں اپنی قوت کو بحال و قایم کیا تھا مگر جب کہ
اونکی ہمت و قوت کو اپنے مطلب کے لیئے کافی وافی نپایا تو راگھوبا جی
سے راہ پیدا کی اور اوس آسانی سے اوسکو واقف کیا جسکی بدولت ایسا
معقول انعام اپنے ہموطن بھائیوں کے لیئے بکمال آسانی وہ وصول کرسکتا تھا
غرض کہ راگھوبا جی ماہ مئی سنہ ۱۷۵۸ع مطابق شعبان سنہ ۱۱۷۱
ہجری کو روانہ ہوا اور لاہور اور ساری پنجاب پر قبضہ کیا اور درانیوں کا
یہہ حال ہوا کہ اوسکے آگے سے پیچھے کو ہٹتے اوٹتے چلے گئے اور لڑائی
بھڑائی بدون اٹک پار اوتر گئے بعد اوسکے مرہٹوں نے پنجاب کی حکومت
آدینہ بیگ کو بخشی اور جب کہ وہ جلد مرگیا تو ایک مرہٹا جانشین
اوسکا مقرر ہوا تبدیل مذکور سے پہلے حکومت پنجاب کو غیر مستقل
حفاظت پر چھوڑ کر راگھوبا جی دکن کو روانہ ہو چکا تھا اور علاوہ اُسکے
ہندوستان کے اور حصوں میں بھی مرہٹوں کے کار و بار کو بڑی ترو تازگی
پر چھوڑا تھا اور مرہٹوں کی ایک فوج سیندھیا کی حکومت میں خاص
دلی سے نجیب الدولہ کے تعاقب میں اُسکے خاص ملک کی جانب کو
روانہ ہوئی تھی جہاں وہ بیچارہ بھاگ کر گیا تھا اور جبکہ نجیب الدولہ
نے اُنکے مقابلہ کی قوت نپائی تو اپنے ملک کو قتل و غارت کے حوالہ
کرکے سکرتال پر چلا گیا جو گنگا کی ایک پایاب راہ پر پناہ گیریکے قابل
تھی چنانچہ تمام برسات اُس مقام میں بڑی دشواری سے مقیم رہا مگر
اس زمانہ یعنی جون لغایت ستمبر سنہ ۱۷۵۹ع مطابق سنہ ۱۱۷۲
ہجری میں ایک متفق گروہ کو دشمن کے مقابلہ کے واسطے تیار کیا
جسمیں قرب و جوار کے راجے بوجہ عام خطرہ کی نظر سے شریک و شامل
تھے *

صوبہ پنجاب پر پہلے سے مرہٹے قابض و متصرف تھے اور غازی الدین
کے سکھلانے بہکانے سے اودہ کا ارادہ کر رہے تھے اور بلا تکلیف یہہ بڑا بول

اپنے مواجہہ سے نکالتے ہیں کہ ہمارا ارادہ یہ ہی کہ سارے خاص ہندوستان
پر قبضہ کریں اور جب کہ یہ خدشہ پیدا ہوا تو شجاع الدولہ اپنی
پرانی عداوتوں کو بھولے اور نجیب الدولہ اور اپنے مخالفوں یعنی
روہیلوں کے ساتھ ہو شامل ہوا جنمیں حافظ رحمت خاں بڑا مخالف
اسکا شامل ہوا جنوری میں [illegible] دتاجی سندھیا اور [illegible] مذکور کا پیچھا
لگا اور اسنے انکو [illegible] ‡ [illegible] مرہٹوں کے لئے اپنے لشکر
سے الگ کئے روانہ کیا جنہوں نے دتاجی کے حکم کی تعمیل معقول
طور پر نہیں کی کہ ایک صوبہ سے کچھہ روپیہ [illegible] میں [illegible] جو گاؤں
اس ملک کے جلتے ہوئے گئے اور رہیلے پہاڑوں میں پناہ ڈھونڈنے پر
مجبور ہوئے مگر شجاع الدولہ آگے بڑھا اور اسنے اس بڑی مصیبت
سے چھڑایا چنانچہ شجاع الدولہ [illegible] کے لئے لکھنؤ سے روانہ ہوا
اور بعد ایک [illegible] بہت سا نقصان پہونچاکر انکو [illegible] پار انکو
بھگایا یہ واقعہ ماہ دسمبر سنہ ۱۷۵۹ع مطابق جمادی الاول سنہ ۱۱۷۳
ہجری میں واقع ہوا [illegible] دتاجی سندھیا کی [illegible] اس [illegible] کے [illegible] سے
جو [illegible] ہوگئی تھی [illegible] صلح کے خواہاں
ہوئے مگر اس [illegible] کہ احمد شاہ درانی
کابل سے روانہ ہوکر بہت قریب آپہونچا تھا [illegible] مرہٹوں نے شجاع
الدولہ اور اسکے [illegible] سے [illegible] کی شرطیں پیش کیں اور بسبب ان
شرطوں کے [illegible] ‡ *

احمد شاہ درانی کے پچھلے حملہ کا بیان

جب کہ سنہ ۱۷۵۹ع میں احمد شاہ کے بیٹے تیمور شاہ کو پنجاب
کی حکومت سے خارج [illegible] اور [illegible] کے شمال مغربی حصہ

---

* یہ [illegible] جس نے [illegible] میں متعین
رکھنے سے [illegible] کا [illegible] اور [illegible] کی [illegible] کا مرتبہ اعلی تھا
جو اب [illegible] و [illegible] ہوگئی

‡ سیرالمتاخرین اور گرینٹ ڈف صاحب

میں مصروف و مشغول تھا اور جب کہ پنجاب کو دوبارہ قبضہ میں لانے کی غرض سے روانہ ہوا تھا تو بلوچوں کے حاکم ناصر خان کی بغاوت اسکے کوچ مقام کی مانع مزاحم ہوئی جنسے پوری خودمختاری کا ارادہ کیا تھا یعنی بلوچوں کے نظم و نسق کے حسب دلخواہ اپنے ہونے کرنے میں ہوا اسکو توقف پڑا بعد اسکے شکارپور کی جنوبی سڑک کی راہ سے اٹک کو روانہ ہوا اور پشاور تک اٹک کے کنارے کنارے کوچ و مقام کرتا ہوا ماہ ستمبر سنہ ۱۷۵۹ع مطابق محرم سنہ ۱۱۷۳ ہجری میں اٹک پار اوتر کر پنجاب میں داخل ہوا مگر مرہٹوں کی جانب سے کوئی مقابلہ وقوع میں نہ آیا اور احمدشاہ شمالی پہاڑوں کو طے کیئے گیا اور قریب اونکے رہ سہکر چڑھے دریاؤں اور اوجڑے ملکوں پر گذرنے سے محفوظ رہا یہاں تک کہ بہ آرام ہزاروں سہارنپور کی برابر جمنا سے پار اوتر گیا احمد شاہ کے بڑھاؤ چڑھاؤ کے زمانہ میں غازی الدین وزیر اس علاقہ واسطہ کی جہت سے جو عالمگیر ثانی کو احمد شاہ اور نجیب الدولہ سے مربوط و مربوط تھا نہایت پریشان و مضطرب ہوا اور یہ خیال کیا کہ بادشاہ احمد شاہ سے سازش کریگا اور احمد شاہ اسکی رو رعایت سے میری بے ادائیوں کا انتقام لیگا غرض کہ غازی الدین نے بھی سوچ سمجھکر بادشاہ کو قتل کرایا اور ایک اور بادشاہی نسل کے شاہزادہ کو اسکی گدی پر بٹھایا مگر اس نئے بادشاہ کی بادشاہی مسلم نہوئی اور شاہ عالم جو علاوہ تاج تخت کا وارث تھا بنگالہ میں پاؤں جمایا چاہتا تھا اور اسی باعث سے دارالسلطنت میں حاضر نتھا غرض کہ منفق سرداروں نے باہم اتفاق کیا اور کسی بڑے افسر کے بدون ماہ نوامبر سنہ ۱۷۵۹ع مطابق ربیع الثانی سنہ ۱۱۷۳ ہجری کو لڑائی کے کار بار جاری کیئے † *

اگرچہ مرہٹوں کے رفیق جاٹوں نے تائید اونکی اس زمانہ میں نکی تھی مگر باوصف اسکے تیس ہزار سوار جرار اونکی لڑائی کے میدان

† سیر المتاخرین اور احمد شاہ کے اُن حالات مشروحہ سے لیا گیا جنکو پٹھانوں نے بیان کیا

میں موجود و حاضر تھے یہہ سردار ایسے دو گروہوں میں منقسم تھے کہ ایک
گروہ کو دوسرے گروہ سے کسقدر فاصلہ تھا اور اسلیئے کہ ملکی لوگ اپنی
دستاویزوں سے سخت ناراض تھے اور انکو برا سمجھتے تھے تو احمد
شاہ کے کوچ مقام سے اندر وقت [illegible] احمد شاہ اُس گروہ پر
ٹوٹا جو رگھناجی سیندھیا کے زیر حکومت تھا اور اسی وقت اُسپر چھاپا
مارا کہ رگھناجی اور اُسکی فوج نے [illegible] میدان میں مارے
گئے اور اُس فوج کا دوسرا سردار جو ہولکر کے تحت حکومت تھا اور اب
بھی کسیقدر فاصلہ پر پڑا تھا جنگل کی جانب جنوبی ملک میں بھاگنے
لگا مگر یہہ تھوڑا اسلیئے [illegible] سے منصرف ہوا تھا کہ مخالف کی
رسدوں کو لوٹے پھرتے مگر مرہٹے اسکی [illegible] نہ تھوڑے سے دنوں
کے گرے کوچ کرکے اسپر جاپڑا اور تعاقب کے تک تھک پہونچایا †
مذکورالصدر تباہی سے پہلے رگھوباجی دکن میں پہونچا تھا اور فتوحات
کی شان و عظمت سے مرہٹوں کا دربار ایسا راضی ہوا تھا کہ اُن
فتوحات کو برے پھول پھل لگے تھے یعنی بڑی غنیمت کی جگہہ جیسا
کہ حسب معمول اُنکو غنیمت ہاتھہ آتی تھی دس لاکھہ روپیہ دینے پڑتے
تھے جو رگھوناجی کے ذمہ پر واجب تھے جب کہ وہ گھر کو واپس آیا تھا
علاوہ اسکے یہہ بھی [illegible] کہ اُس فوج کشی کے مقابلہ پر [illegible] معلوم
ہوئی جسمیں بالاجی پیشوا [illegible] بہائی سداشیو راؤ جو بہاؤ کے لقب
سے چار دانگ ہندوستان میں نامی گرامی تھی معروف و امدہ تھا یہہ
سردار اپنی قلمرو میں ملکی [illegible] کی مانند اور بلند دلی میں سپہ سالار کے
موافق تھا اور ابھی اُس نے احمد نگر پر قبضہ حاصل کیا تھا اور ایسے
[illegible] ذمہ کو حاصل کرنے والا تھا جو بعد اُس کے [illegible] میں حاصل ہوا
جسکے ذریعہ سے بہت سا ملک اور [illegible] جنگ سے وصول
کو پہونچا اور دکن کے صوبہ میں بادشاہ دہلی کی حکومت پر ایسا

† مرزا [illegible] اور [illegible] صاحب کی تاریخ

بوجهه اُس نے ڈالا تھا که وہ کبھي سنبھالنے کے قابل نہوئي غرضکه دونوں فوج کشیوں کے مقابله سے ارگھوباجي کو رنج و حسد پیدا هوا اور جب که بھاو نے فضول خرچ اُس کو بتایا اور کھوٹي کھري سنائي تو آپنے یہه جواب دیا که هندوستان خاص کي دوسري مهم کو آپ اختیار کریں تاکه آپ کو وہ فرق و تفاوت واضح هو جاوے جو هندوستان خاص اور دکن کي مهموں میں واقع هوتا هے چنانچه بھاؤ نے قبول کیا اور دونوں کے کام آپسمیں ادل بدل هوگئے *

اِس زمانه میں مرهٹوں کي قوت غایت عروج اور اُن کي قلمرو کي وسعت یہاں تک پہونچي تھي که شمال میں سرحد اُس کي کوہ هماله اور دریاے اٹک اور جنوب میں جزیرہ نماے دکن کے عین سرے تک یعني سمندر تک پھیلي تھي اور حدود مذکورہ میں جو ملک اُن کي حکومت سے خارج تھے وہ باجگذار اون کے تھے یہه ساري قوت بالاجي کے قبض و قدرت میں تھي اور اوسي کے هاتھه نے اوس کو اوٹھا رکھا تھا تارا بائي سے ایک ایسا تصفیه هو گیا تھا که اوس کي بدولت راجه کا جسم و جان اوسکے نام کے وزیر کے هاتھوں میں تھا جو حقیقت میں مختار و مالک تھا اور هر قسم کے حقوق اوس کي ذات میں فراهم کیئے گئے تھے † مرهٹوں کي قوت کي ترقي پراون کي حکومت کے کارخانه ترقي کو پہونچے تھے یہاں تک که فوج اون کي لٹیروں کي جماعت نرهي تھي بلکه اوس میں عمدہ عمدہ تنخواہ اور چنے چنے سواراون کي حکومت کے ملازم تھے اور دس هزار پیادے عمدہ قاعدہ داں تھے اگرچه پیادوں کي فوج اوس فوج کي پوري پوري نقل نه تھي جو اور ریاستوں میں یورپ والوں کے تحت حکومت هوتي تھي مگر باوجود اوس کے ایسے پیادوں کي فوج سے نہایت عمدہ تھي جو پہلے وقتوں میں هندوستان میں پائي جاتي تھي *

---

† گرینٹ ڈف صاحب

علاوہ اوسکے اونکے توپ خانوں کا سلسلہ اوس بادشاہی توپ خانہ سے بہت زیادہ شائستہ منتظم تھا جس سے کہ ایک عرصہ تک ترسان و لرزاں رہتے تھے بلکہ مرہٹوں سے وہ زیادہ اچھا … جو اون کے حریفوں میں … کی ذاتی علامت نہیں چنانچہ بڑی بڑی بھاری پوشاکیں پہننے لگے اور چوڑے چوڑے ڈوپٹے اور عمدہ عمدہ پگڑیاں عموماً رکھنے لگے اور اون کے دربار و درباریوں کی رنگ ڈھنگ اونکے حریفوں یعنی مغلوں کے دربار و درباریوں کے طور و طریقوں پر قائم ہوگئے اور جلوریز اون کا بادشاہی جلوریز سے مشابہ ہوگیا *

اگرچہ شان و شوکت کی سب باتیں اون کے درباروں اور خود پیشوا میں اسلیئے بدنما معلوم ہوتی تھی کہ وہ ادنیٰ کے برہمن اور خوبصورت نسل کے لوگ تھے اور اپنی چال ڈھال کی شائستگی سنجیدگی کے باعث سے بڑے مرتبہ کے سزاوار سمجھے … جسے … و سزاوار تھے کہ بدنمائی کا بیان اون سے منتظم نہیں ہوسکتی مگر یہ شان و شوکت بقول اوس کے کہ غلام … بصورت غلام معاش چھوٹے چھوٹے ند ولوں مرہٹوں پر نہایت کا برا معلوم ہوتی جنکے کمیلے جوتے … اور جفاکش ہونے اور قوم کے طور طریقوں سے اس موقع پر بیساختہ ہنسی آتی تھی جب کہ وہ آپ کو طرح طرح سے آراستہ کرتے تھے *

مرہٹوں کی قوم کو جاہ و حشمت کی حسرت اور شان و شوکت کی رو سے جو دولت حاصل ہوئی تھی اوسکی قدر و وقار نے مرہٹے کی عزت سے خاص اسلوب پر صرف کی گئی اور … اور عوام کی تباہی سنگر آمادگی پر آمادگی زیادہ ہوئی اون کا ارادہ بہت تھا کہ بڑی جد و جہد اور ہمت و عزیمت سے ہندوستان خاص کی … و … میں پہنچائی چونکہ ایسی لڑائی کہ قصہ ہی پاک ہوجاوے *

جب کہ … سے … کو پہونچا تو قیاس کے بموجب پانو اس کے … خاندانی … یہ بہت تھی

† سیرالمتاخرین اور گرینٹ ڈف صاحب

اتراتا تھا اور حال کی کامیابی سے پھولا نہ سماتا تھا اور اُسکے تیوروں سے یہہ ٹپکتا تھا نہ حسن تدبیر یا عمدہ سپہ گری کی حیثیت سے اپنی لیاقتوں پر بڑا بھروسا رکھتا ہی بالاجی کا جوان بیٹا اور علاٰیہ وارث اُسکا بسواس راے اور بڑے بڑے برہمن اور چنے چنے مرہٹے سردار اُس کے ہمراہ ہوے اور بہت سے راجپوتوں کے گروہ اُس کی امداد و اعانت کی نظر سے راہ میں اُس سے ملتے گئے جوں جوں وہ آگے کو بڑھتا گیا چنانچہ کہتے ہیں کہ جاٹوں کے راجہ سورجمل نے بھی بیس ہزار جاٹ اُسکی امداد کو بھیجے تھے *

اِس کھیے رہے پرانے راجہ یعنی سورجمل نے جو ایک دراز عرصہ سے مرہٹوں کی رفاقت میں لڑنے بھڑنے کا خو کردہ ہو گیا تھا بھاؤ کو اس موقع پر یہہ مشورت دی کہ آپ اپنے پیادوں توپوں اور بھاری بھاری اسبابوں کو ہمارے ملک میں چھوڑدیں کہ وہ مضبوط قلعوں میں محفوظ و مامون رہینگے اور سواروں کو ہمراہ لیکر آگے کو باگ اُٹھاویں اور مرہٹوں کے طریقوں کی مانند اپنے دشمنوں کو تنگ پکڑیں اور لڑائی کو یہاں تک کھینچیں کہ درانی لوگ جو کبھی صوبہ سے ہندوستان میں آئے ہوئے ہیں آب و ہوا کی ناموافقت سے مجبور ہوکر اپنے گھروں میں لوٹ کر چلے جاویں اگرچہ اور مرہٹوں نے تائید اس معقول مشورے کے کی مگر بھاؤ نے یکلخت اُسکو رد کیا اِسلیئے کہ وہ ایسی فتح کو جو ایسے وسلیوں سے حاصل ہووے اپنے بڑے پایہ کے حسابوں کمتر سمجھتا تھا اور اپنے قاعدہ دان پیادوں کی فوج اور توپوں کو بڑی بھاری منزلت دیتا تھا اور اپنے کام کی سمجھہ بوجھہ میں جو وقت کے مناسب نہ تھی یہی ایک موقع نہ تھا جس میں سورجمل کو خفیف و شرمندہ کیا بلکہ بھاؤ نے بجواب اُسکے یہہ کہا کہ تو ایک چھوٹا سا زمیندار ہی بڑے بڑے ملکوں کی تدبیروں انتظاموں کی لیاقت نہیں رکھتا غرض کہ یہہ بڑا بول اُس نے بولا اور اپنے برہمنانہ شیخی اور متکبرانہ بڑائی سے جسکے ذریعہ سے مرہٹے سرداروں پر

حکومت کرتا تھا اور اُس آزادی اور بے تکلفی کے ملنے جلنے کو
اُٹھا دیا جس سے بڑے بڑے سردار اُس کے عادی تھے سخت ناراض
ہوئے حاصل یہ کہ وہ بڑی دھوم دھام سے دلی کی جانب کو بڑھا
جس پر تھوڑے سے درانی قبضہ کئے اور شریک اُنکے قابض و متصرف تھے
غازی الدین وزیر جاٹوں کی قلمرو میں پناہ گزین ہو گیا تھا اور محیط
شہرپناہ کے بڑے طول طویل ہونے سے توپ کے کسی برج کی حفظ
حراست سے غفلت پڑ گئی تھی وہ مرہٹوں کا ایک گروہ اُسپر چڑھ گیا
اگرچہ محصوروں نے تھوڑی دیر تک قلعہ کو سنبھالے رکھا مگر توپوں کی
مار مار سے اطاعت کو قبول کیا مگر بھاؤ نے جیسے جوانمردی کے
خلاف اس جنگ میں معاملہ ہوتا ویسے ہی عمل سلیم کے خلاف بھی
کام کیا اِس لئے کہ اُس نے محلوں اور قبروں اور مسجدوں کو اُن کی
زرخیز آرایشوں سے جن کو درانیوں اور پٹھانوں نے چھوڑا تھا ننگا کیا اور
لوٹ کھسوٹ اور بے حرمتی صورت کا بدلا یہاں تک کہ دیوان عام کا گردنا
اُتارا جو روپہ چاندی کا تھا اور سترہ لاکھ کا اُٹکا گیا اور ٹکسال میں
بھیجا گیا علاوہ اِس کے تخت و تمغہ کو جو پہلے وقتوں کی مانند
بھاری قیمت کا نہ تھا اور بادشاہی زیوروں کو بھی لے بیٹھا بلکہ یہ تجویز
اُس نے کی تھی کہ بسواس راؤ کو ہندوستان کا بادشاہ بناوے اور
اُسکی بادشاہی کی منادی کرواوے مگر لوگوں کے سمجھانے سے اُسکو
جب تک ملتوی رکھا کہ درانیوں کو الگ کر اوے اور ان تمام
ناشایستہ حرکتوں کے دیکھنے سے سورجمل متنفر ہوکر سخت گھبرایا جو اپنے
دلمیں مرہٹوں کی نسبت ایسی دست اندازیوں سے زیادہ ناراض
تھا چنانچہ اُس نے خفیہ خفیہ شجاع الدولہ سے مشورت کی اور علانیہ
بھاؤ سے بھی رفاقت توڑی مگر اپنے ملک کو چلا گیا بھاؤ نے اِس بغاوت
کو ہیچ پوچ سمجھکر پروا بھی نہ کی اِس زمانہ میں احمد شاہ درانی
برسات کے پورے ہونے تک انوپ شہر میں پڑا رہا جو اودھ کی سرحد -

پر واقع هيں اور ايک بڑے عهد و پيمان کے بڑے معامله کي ضرورت سے خاص اوده ميں گيا تها اسليئے که يهه يقين اُس کو کامل تها که نجيب الدوله اور سارے روهيلے مدد و معاون اُس کے هونگے مگر شجاع الدوله کي طرف سے متردد تها اگرچه شجاع الدوله سنني مسلمانوں سے کهلم کهلا مکابر نسکتا مگر اپنے مطالب و اغراض کي ضرورت سے دونوں فريقوں سے الگ تهلگ رهنا مناسب تصور کيا اور احمد شاه کي شراکت سے وه موروثي عداوت مانع تهي جو احمد شاه اور اُس کے باپ صفدر جنگ ميں علانيه واقع هوئي تهي اور احمد شاه اس غرض سے اوپ شهر تک بڑه کر گيا تها که شجاع الدوله کو اپنے رعب داب سے دبارے چنانچه اُس کے بڑهنے اور نجيب الدوله کے سمجهانے سے جس کو شجاع الدوله نے بصيغه وساطت بهيجا تها شجاع الدوله راه پر آيا اور احمد شاه سے موافق هوگيا يهه واقعه ماه جولائي سنه ۱۷۶۰ع مطابق ذي الحجه سنه ۱۱۷۳ هجري ميں واقع هوا *

باوصف اِس کے که احمد شاه سے موافقت هوگئي مگر شجاع الدوله نے اِس غرض سے خط و کتابت کا سلسله مرهٹوں سے قايم رکها که اگر مصالحت کا مقتضی هوگا تو آشتي کيجاوے گي اور علاوه اس کے يهه بات اُس کي وه مفيد ذريعه بهي تها که مرهٹوں اور احمد شاه کے درميان بهي آشتي کے پيک و پيام آتے جاتے تهے † شجاع الدوله احمد شاه سے موافق هوا اور باوصف اِس کے که احمد شاه افراط بارش کے مارے چلنے پهرنے سے معذور رها مگر بڑے بڑے تنگ آگيا يهاں تک که برسات اب تک گذر نچکي تهي که اُس نے چهاؤني توڑي اور دلي کو راهي هوا اور جب اُس نے يهه سنا که بهاؤ چني چني فوج ليکر کنج پوره واقع ساحل جمن کي جانب روانه هوا جو دلي

† کاشي راے اِس بيان کا لکهنے والا خط کتابت مذکوره بالاکے کارندوں ميں سے ايک کارندہ تها

سے ساٹھہ میل کے فاصلہ پر واقع ہی اور وہاں کسیقدر درانی اسپ نامی سردار کے زیر حکومت قلعہ بند تھے تو احمد شاہ نے بڑی شتابی سے کڑے کڑے کوچ کیئے اور جب دلی کے قریب جمنا کے کنارے پر پہونچا تو اُس کو بڑی شتابی پر پایاب کی تلاش و جستجو میں کنارے کنارے چلا گیا یہاں تک کہ فوج اوپر کی مضافات پر جا پہونچا اور وہاں اِس بری خبر کے سننے سے نہایت آزردہ ہوا کہ مرہٹوں نے کنج پورہ پر قبضہ کیا اور قلعہ بند درانیوں کو تہہ تیغ کیا۔ غرض کہ احمد شاہ اِس بے عزتی سے کہ گویا وہ اُس کے سامنے واقع ہوئی ایسا بھڑکا کہ ۲۵ اکتوبر سنہ ۱۷۶۰ع کو جمنا پار اسی جگہ سے گیا جو کہ دن سے پایاب اور گھوڑوں سے پیرنے کے قابل نہیں اگرچہ بہت سے سپاہی اِس دلیرانہ کام میں جان سے گئے مگر دشمنوں پر ایسا رعب اُس کا پڑا کہ وہ اُس کی بہادری سے ہر چند چاہے پر مجبور ہوئے یہاں تک کہ جس فوج کے پانی پت کو چلے گئے اور وہاں پر مورچہ لگاکے اُس پاس اُس کی حفظ و حفاظت کے لئے دمدمے اور مورچے بنائے اور لڑائی کے تہانے درست کیئے اور [illegible] جوڑی [illegible] خندق سے اُس کو گھیرا اور اپنے بہائی کو بخشی [illegible] حفظ و حفاظت میں [illegible] کی فوج میں پچپن ہزار سوار تھے اور قاعدہ دان تنخواہ دار [illegible] سے کم پندرہ ہزار لٹیرے سوار اور پندرہ ہزار پیادے تھے جن میں سے [illegible] ہزار قاعدہ دان پیادوں کا حاکم وہ ابراہیم خاں گاردی تھا جو فرانسیسوں کی ملازمت کو چھوڑ کر چلا آیا تھا اور اسی سردار کے قبضہ و اختیار میں منجملہ دوسو توپوں کے بہت سی توپیں ایسی تھیں جنکے ذریعے سے شتروں اور ہاتھیوں کی نصیلیں توڑی جاتی تھیں اور بہت سے دور کے [illegible] تھے جو مرہٹوں کا بڑا ہتھیار تھی غرض کہ وہ فوج اُس کے بہت سے شترنالوں سمیت تین لاکھ کے قریب تھی *

* گرینٹ ڈف صاحب نے قاضی راے کے بیان سے اتفاق کر کے تنخواہ دار سواروں اور پیادوں کی تعداد ستر ہزار قائم کی جس کا بیان ابھی گذر چکا اور

احمد شاہ کي فوج ميں چاليس ہزار ايراني اور پٹھان اور تيرہ ہزار ہندوستاني سوار اور تخميناً اڑتيس ہزار ہندوستاني پيادے تھے جن ميں سے روہيلے پٹھانوں کا ٹکڑا بڑے کام کا تھا مگر پيادوں کي فوج کا بڑا حصہ عام ہندوستانيوں سے مرکب تھا † اور منجملہ لڑائي کے ٹھاٹ سامانوں کے تيس توپوں کے قريب قريب تھيں جو مختلف المقدار لوگوں سے بھري جاتي تھيں جن ميں سے اکثر ہندوستاني رفيقوں کي تھيں علاوہ اُن کے چند توپيں فصيل شکن بھي تھيں اور اِس ليئے کہ احمد شاہ کي فوج تعداد کثرت ميں قليل تھي دشمن کي فوج پر حملہ نکرسکتي تھي چنانچہ اُس نے پڑاؤ ڈالا اور فوج کے چاروں طرف خندق کھدوائي اور جب کہ عام لڑائي کا واقع ہونا ايسي طرح ملتوي رہا تو بہاؤ کي اميدوں کي صورت معقول طرح سے نہ بندھي چنانچہ اُس نے گوبند راے بنديلہ کو يہہ حکم ديا کہ جمنا کے نيچے کي دھار پر جو فوج اُس سے فراہم ہوسکے فراہم کرے غرض کہ وہ سردار اب

لٹيرے سواروں اور اُن کے ساتھي سواروں کي تعداد دو لاکھہ کے قريب بتائي مگر کاشي راے ساري جمعيت کو پانچ لاکھہ بتا تا هی — کتاب تحقيقات ايشيا جلد تين صفحہ ۱۲۳

† درانيوں کے بيان سے اُس فوج کي تعداد جو اٹک سے پار اُتر آئي تھي تريسٹھہ ہزار قايم ہوتي هی مگر نادرشاہ اور پچھلے وقتوں ميں زماں شاہ کي فوج سے مقابلہ کرنے اور ايشيا والوں کي تقسيمات افواج کي غلطي تعداد سے يہہ قياس ميں آتا هی کہ وہ تعداد مبالغہ سے بيان کي گئي علاوہ اِس کے بہت سي تخفيف اُن قاعدہ بند گروہوں کے ٹھہرنے سے اصل ايراني فوج ميں واقع ہوئي ہوگي جنکو پنجاب وغيرہ پر احمد شاہ چھوڑ کر آيا تھا اور کسيقدر کئي لڑائيوں ميں مارے جانے اور گرمي برسات ميں مرنے سے بھي فوج ميں کمي بڑي ہوگي غرض کہ ميري راے يہہ هی کہ کل چاليس ہزار پٹھان قرار ديئے جاويں جو اُس جنگھ شريک و شامل تھے اور اُن ہندوستانيوں کي تعداد جو احمد شاہ کے ممد و معاون تھے کاشي راے نے بيان کي چنانچہ وہ لکھتا هی کہ شجاع الدولہ کے پاس دو ہزار پيادے اور دو ہزار سوار تھے اور اُسيکا بيان هی کہ دراني خاص اپني چاليس توپيں رکھتے تھے مگر درانيوں کے بيان کے خلاف اور قياس سے بعيد هی

دس بارہ ہزار سوار اپنے ہمراہ لےکر دلاوروں کے پیچھے سے پہونچا مگر
احمد شاہ کی فوج سے دور دور اسقدر بچا کہ اُنہوں سے محفوظ و مامون
رہے تھی مرہٹوں کی مانند ایسی طرح ملک میں پھیلا کہ تمام رسدوں
کو روکنا شروع کیا اور تمام ملک [illegible] یہ تھی کہ ہولکر نے اپنے ہلکے پھلکے
سواروں کو ایسے ہی مصروف کیا ہوا اسلئے کہ بہت عرصہ گذرنے
دیا نہ کہ مسلمانوں کا لشکر ذخیروں کی کمی کی کوتاہی سے نہایت
تنگ ہونے لگا اگرچہ درانی ایسے [illegible] کی لڑائی کے خوگر
نہ تھے جیسے مرہٹوں کی [illegible] سے بیشتر ہوتے تھے مگر اُنہوں
نے اِس نقصان کو اپنی فوج کے تیروں کے [illegible] چابکدستی و مقام
سے پورا کیا چنانچہ اس موقع پر درانی سواروں کے ایک گروہ نے جو
احمد شاہ کے وزیر اعظم کے بھتیجے عطائی خاں کے زیر حکومت تھا
ساٹھ میل سے زیادہ کا کوچ کیا اور سورج کے نکلنے پر گوبند راے کی
فوج کو جا لیا اور مار پیٹ کر اُس کو غارت غول کیا
یہاں تک کہ خود گوبند راے مارا گیا اور جب کہ درانیوں کو کھلے
میدان پر قبضہ حاصل ہوا تو ہولکر اپنی دلاوری پر سپاہی کو بہت جلد
محصور کرنے لگا چنانچہ یہ مضبوط لشکر کے [illegible] ہم ایسے گروہ
سے محصور ہوا جس پر خود حکمرانی کرتا تھا ۔

ابتداء جاڑے کی [illegible] مرہٹے لوگ ایسے چست چالاک ہوتے
ہیں کہ دن نکلنے کے ساتھ اپنی [illegible] میں چھوٹے چھوٹے گھوڑوں
اور بچھیروں پر سوار ہوکر لشکر کے ہر طرف سے نکلتے ہیں اور رات سے
پہلے پہلے مویشیوں کے لئے چارا اور آگ جلانے کی خاطر توڑے پھوڑے
مکانوں کی لکڑیاں اور کھانا پکانے کے واسطے کھیتوں سے غلہ جو ان
کے والی آن کو چاہئے وافر ہمراہ لاد بارکر لاتے ہیں یعنی لادے
لدائے واپس آتے ہیں اور اُنکی فوج کے مختلف ٹکڑے کئی کئی دفعہ
[illegible] کرتے ہیں اور

علاوہ اُن کے رسدونکي باربرداریاں جن میں ایک ایک سلسلہ میں ہزاروں بیل ہوتے ہیں دور دراز ملکوں سے بنجارے لوگ لاتے ہیں جو لشکروں میں غلہ کا بیوپار کرتے ہیں اور اُنکي خرچے و خصلت میں سارے سوداگروں کي نسبت سپاہیوں کي خو بو زیادہ ہوتي ہی غرض کہ اب یہہ سارے ذریعے منقطع ہوگئے اور جب کہ مرہٹوں نے پاني پت کو کہا بیکار صاف کیا جو اُن کے لشکر میں واقع ہوا تھا تو غلہ کي نبوت سے بڑے بڑے صدمہ اُٹھائے *

جب کہ حال ایسي نوبت کو پہونچا تو منجملہ دونوں فریقوں کے کوئي فریق اُس نازک وقت کے ظہور و وقوع میں سعي و کوشش کرنے سے قاصر نتھا جس میں پورا فیصلہ ہو جاوے چنانچہ دونوں فوجوں کي کچھہ کچھہ چھیڑ چھاڑ آپسمیں جاري تھي مرہٹوں نے دراہیوں پر تین بھاري دھاوے کیئے اور رسد کي بار برداریاں اسباب پر ہمیشہ آمادہ تھیں کہ مرہٹوں کے لشکر میں داخل ہوویں چنانچہ منجملہ اونکے ایک باربرداري جو دلي سے خزانہ بھرکرلائي تھي پٹھانوں کے ہاتھوں میں پڑي مگر باقي باربرداریوں کو سورجمل اور راجپوت سرداروں نے خفیہ خفیہ مرہٹوں کے لشکر میں روانہ کیا اور جس دشواریوں کو بھاؤ اپنے صبر و متانت سے اوٹھائے جاتا تھا اونکي وسعت اور ترقي روز افزوں کا حال اوسکے دشمنوں پر مخفي ومستور نتھا ہاں اِن دشواریوں میں احمد شاہ کے ہندوستاني رفیق ایسے مضطر ہوگئے کہ احمدشاہ کو منتوں کے مارے تنگ کیا اور ایک تصفیہ کي لڑائي کے ذریعہ سے تکلیفوں کا اختتام اور آفتوں کا انقطاع چاہا مگر احمد شاہ کا یہہ جواب تھا کہ یہہ لڑائي کا مقدمہ ہی تم لوگ اوسکي اونچ نیچ سے واقف نہیں ہو باقي معاملوں میں تم لوگوں کو اختیار حاصل ہی مگر اس معاملہ کو میري مرضي پر چھوڑو کہائي کے سامنے ایک لال ڈیرہ اوسنے قایم کیا تھا جس میں سورج کے نکلنے پر اشراق کي نماز پڑھتا تھا

اور شام کو کھانا کھاتا تھا اور دن بھر گھوڑے پر سوار ہوکر فوج کے پہروں کو مختلف مختلف مقاموں میں دیکھتا بھالتا اور دشمن کو چھیڑتا چھاڑتا رهتا تھا اور گاہ گاہ ایسا اتفاق بھی ہوتا تھا کہ پچاس ساٹھ میل سے کم سوار ہوکر نہ پھرتا تھا اور رات کو پہرہ قائم رکھتا تھا کہ پانچ ہزار سواروں کا ایک دستہ دشمن کی جانب کو جہاں تک ممکن ہوتا تھا قائم کرتا تھا اور سارے لشکرگاہ کے گشت اور حفاظت کا بیڑا ہندوستانی سرداروں کو آرام کی اجازت دیتا تھا اور کہتا تھا کہ آپ صاحب کمال اطمینان سے بیٹھے رہیں کہ کوئی آفت نہ ہو ... اور حقیقت یہہ تھی کہ اُسکی حکموں کی تعمیل حرف بحرف کے موافق ہوتی تھی یعنی ٹل نہیں سکتی تھی † *

اس زمانہ میں خرابی پریشانی کے سبب و آفت سے حال اسقدر تنگ ہوگیا تھا کہ اُسنے چند بار ... کی معرفت شجاع الدولہ سے یہہ چاہا کہ ... اور ... کے بیچ میں ... آشتی کرادے اور جب کہ درخواست اُسکی احمدشاہ کو سنائی گئی تو اُسنے یہہ جواب دیا کہ میں صرف مدد و معاون ہوں ... نہیں ہاں لڑائی پر قابو رکھتا ہوں اُس میں دوسرے کا دخل نہیں ہندوستانی سرداروں کو اختیار حاصل ہے کہ وہ دشمن سے اپنی مرضی کے موافق خط کتابت جاری کریں چنانچہ بہت سے ہندوستانی سردار آشتی پر مائل ہوئے اور شجاع الدولہ نے بھی ... کو نہایت پسند کیا مگر نجیب الدولہ نے ہرگز نمانا اور آشتی کی درخواستوں کا ... کہا اور اُس بربادی کو باقی لوگوں کے دلوں پر جتانے میں ... ہوا جو احمدشاہ کی ایسی صورت میں چلے جانے پر پیش آنے والی تھی کہ مرہٹوں کی قوت کمال کو پہونچتی *

اب یہہ سوچنا دشوار ہی کہ مرہٹوں کے بڑے بھاری گروہ کی اُسوقت میں کیا حالت ہوگی جبکہ وہ حصار کی سخت عفونت میں مرہٹوں

† [illegible] والے

کي مانند ایک کہانچہ میں محصور تھے اور موئے اور مرنے والے جانوروں اور بھوکے پیاسے بھیڑ بھکہ کے بیچ میں پڑے تھے اور آن خرابیوں کي تکمیل کے خوف سے موئے جاتے تھے چنانچہ وہ ابھي اوٹھا رہے تھے اور جب که نہایت تنگ آگئے تو چرنٹوں کے ایک گروہ کو بہت سے ہمراہیوں سمیت امداد لانیکي غرض سے روانه کیا مگر اس بیچارے گروہ کو دشمنوں نے دیکھه پایا چنانچه بہت سے لوگ آسکے مارے گئے بعد آسکے سردار اور سپاهي اکھٹے ہوئے اور بہاو کے ڈیرے کے گرد کھڑے ہوکر یہه عرض کیا نه اب کھانے پینے کو باقي نہیں رہا جو کچھه ذخیرے تھے وہ پورے ہوگئے بھوکوں مرنے سے لڑائي کي جوکھوں اوٹھاني آسان هي بہاو نے اتفاق کیا اور سب نے پان کھاکر مرنے تک لڑنے کي قسم کھائي بعد آسکے ساري فوج کو حکم سنایا گیا که کل سورج نکلنے سے پہلے دھاوا ہوگا *

بہاو نے عین تنگي پر شجاع الدوله کے کارندہ کاشي راے کو خاص اپنے هاتھه سے یہه لکھهکر بھیجا که اب دهاروں تک پیاله لبریز هوگیا اور ایک بوند کي گنجایش باقي نہیں رهي اگر کچھه بن پڑے تو اب کرنا مناسب هي ورنه صاف جواب ادسب هي بعد اسکے لکھنے پڑھنے کا وقت هوچکا کاشي راے اُس رقعه کے مضمون کو پچھلي رات اپنے آقا شجاع الدوله کو سنا هي رها تها که کاشي راے کے جاسوس یہه خبر لائے که مرهٹے مسلح هو رهے هیں شجاع الدوله في الفور احمد شاه کے ڈیرے میں گیا اور چوکي پہرے والوں سے کہا که بادشاه کو جگانا چاهیئے احمدشاه آواز سنکر اندر سے هتیار لگائے باهر نکلا جو پہلے هي سے طیار بیٹھا تها چنانچه اُس گھوڑے پر سوار هوکر جو همیشه اُسکے دروازه پر طیار کھڑا رهتا تها فوج مخالف کیجانب کو چلا اور اپني فوج کو آگے بڑھنے کا حکم سنایا *

جو بات اُسنے پہلے پہل کي وہ یہه تهي که کاشي راے کو بلایا اور اُس خبر کے مخبر کي نسبت سوال و جواب سے پیش آیا اور یہه تفتیش اُسنے

اسوقت کی تھی کہ وہ آگے بڑھا چلا آتا تھا یہاں تک کہ لشکر سے ایک میل کے قریب اسی سے آگے درانی سپاہی جو غنیمت لاتے تھے اور انہوں نے یہہ عرض کیا کہ بادشاہ کے لشکر سے صفیں بہاگ گئیں احمدشاہ نے یہہ خبر سنکر کاشی راے سے خطاب کیا کہ اب جواب آسنا کیا ہی مگر گنگا کے درمیان ہی مرہٹوں نے توپوں کی مار مار سے اپنے آنکی خبر احمدشاہ کے کانوں میں پہونچائی احمدشاہ اپنے گھوڑے پر بیٹھا ہوا فارسی حقہ یعنی قلیان پیتا تھا کہ توپوں کی آواز سے چونکا ہوکر حقہ نوکر کو دیا اور بڑے اطمینان و متانت سے شجاع الدولہ سے یہہ فرمایا کہ تمہارے ملازم کی خبر کو سچا جانتا ہوں بعد اسکے فوج کو جلد آگے بڑھنے کا حکم سنایا اور جبکہ صبح ہونے لگی اور کچھہ کچھہ چیزیں سوجھنے لگیں تو مرہٹوں کی قطاروں کو آراستہ حسب قاعدے ایسے بڑھتی دیکھا کہ توپخانہ آگے آگے چلا آتا ہی احمدشاہ نے انکے مقابلہ پر فوج کو آراستہ کیا اور آپ لال ڈیرہ میں جا بیٹھا جو اب فوج کے پیچھے رکھا تھا ٭

مسلمانوں نے توپوں سے بہت کچھہ کام نہ لیا اور جب کہ مرہٹوں کی فوجیں بہت قریب آگئیں تو انکی گولی مسلمانوں پر گذرنے لگی ابراہیم خان گاردی نے لڑائی کو شروع کیا جسنے بہاؤ کے پاس آکر یہہ عرض کیا تہا کہ آپ اکثر اسبات پر ناراض ہوتے تھے کہ میں اپنے ساتھیوں کی برابر تنخواہ دلانے میں ہمیشہ جھگڑتا ہوں اب ملاحظہ فرمائیں کہ وہ تنخواہ آپ سے بیفائدہ نہیں لیتے بعد اسکے اسنے اپنا نشان سنبھالا اور اپنے ساتھیوں کو گولیاں مارنے سے روکا اور سنگینوں سے لڑنا حکم دیا چنانچہ وہ روہیلوں پر ٹوٹے جنمیں کہ نشانہ دل گروہ سے آگے دلاوری دلاوری نے خود آدمیوں کو ضرب پہونچایا یہاں تک کہ قتل عظام کے بعد انکی صف ٹوٹ گئی اور انکے شکست کھانے سے وزیر اعظم کا دایاں بازو کھل گیا جو درانی فوج کے قلب پر حمایتی کرتا تھا اور بھاؤ اور سواس راو نے اسوقت تاخت شکستہ ... فوج سے حملہ کیا تھا اس حملہ میں وزیر کا

نواب‌زادہ عطائی خان اُسکی برابر مارا گیا اور درانیوں کے پانوں اوکھڑ نے لگے مگر وزیر اپنے گھوڑے سے اترا اور چند همراهی درانیوں سمیت اپنی جگهه پر قایم رہا اور مرنیکا ارادہ کیا وزیر کے پیچھے شجاع‌الدولہ کھڑا تھا مگر ڈهول کے اوڑنے سے کچهه محسوس نہیں ہوتا تھا کہ کیا معاملہ واقع ہو رہا هی اور جب کہ شجاع‌الدولہ نے وزیر اعظم کے آدمیوں کی بولی اور اُنکے گھوڑوں کے هنہنانیکو یکا یک تھوڑے ہوتے پایا تو کاشی راے کو تفتیش و تفحص کے لیئے آگی کو بهیجا چنانچہ کاشی راے نے وزیر اعظم کو زرہ بکتر پہنے پاپیادہ اور نہایت غضبناک پایا کہ وہ اپنے لوگوں کو اُنکے بھاگ جانے پر برا بهلا کهه رہا هی اور اُنکو صفوں پر لانے میں مصروف هی جوں هی کہ آنکهه اُسکی کاشی راے پر پڑی تو اوسنے اوس سے یهه بات کہی کہ تو شجاع‌الدولہ کی خدمت میں پہونچکر بہت جلد اسبات کو اداکر کہ اگر شجاع‌الدولہ هماری تائید اسوقت نکریگا تو میں جان سے جاؤنگا مگر شجاع‌الدولہ لڑائی میں شریک اُس کا نہوا اور اپنی جگهه پر جما رہا *

یهه معاملہ احمد شاہ پر مخفی نہ تھا چنانچہ وہ فالتو فوج جو اُس نے منگائی تهی وزیراعظم کی بربادی تباهی کی روک تهام کے لیئے عین وقت پر پہونچی اور اب لڑائی جمکر ہونے لگی مگر باوصف اُس کے اب بهی مرہٹوں کا پلہ بهاری رہا یہانتک کہ احمد شاہ نے اپنے بھگوڑوں کو گهیر گهار کر اکٹھا کیا اور منجملہ اُن کے جنہوں نے لڑنے سے انکار کیا اُن کے قتل کا حکم سنایا بعد اُس کے خاص اپنی صف کو آگے بڑھنے کا حکم دیا اور جبهی یهه هدایت کی کہ فوج کا ایک ٹکڑا همارے بائیں بازو والا گهوم کر نکلے اور دشمن کے بازو پر ٹوٹ پڑے یهه تدبیر اُس کی بہت راس آئی اس لیئی کہ اگرچہ عین قلب لشکر میں بڑے زور شور سے لڑائی ہورهی تهی جہاں بهاؤ اور بسواس راے گھوڑوں پر سوار کھڑے تھے اور فریقین کے سپاهی نیزوں اور تیروں

اور تلواروں بلکہ بڑے بڑے بھاری کلہاڑوں سے لڑتے بھڑتے اور مارتے مرتے تھے مگر یک لخت ایسا اتفاق ہوا کہ گویا اُسی سحر و طلسم کے زور سے سارے مرہٹے بھاگے اور لڑائی کے [illegible] کو لاشوں کے پشتوں سے معمور چھوڑ گئے فیروزمندوں نے بڑے جوش خروش سے بھگوڑوں کا پیچھا کیا اور [illegible] ایسا ہوا کہ حد قیاس سے خارج ہے چنانچہ ہر جانب کو پندرہ پندرہ بیس بیس میل تک تعاقب کیا گیا اور جو مرہٹے دشمنوں کی مار سے بچے تھے وہ گنواروں کے ہاتھ سے مارے گئے اور جو درانیوں کے ہاتھ پڑے وہ نہایت بیرحمی سے قتل ہوئے [illegible] احمد شاہ کی بیرحمیوں میں شریک ہونے سے [illegible] مستثنی تھا کہ اُس سے ہوسکتا تھا اُن کی [illegible] بلکہ نجیب الدولہ کی [illegible] اور [illegible] بھال کرانی [illegible] کے اندیشہ سے [illegible] و [illegible] میں [illegible] نجیب الدولہ نے [illegible] کیا اور [illegible] کے وزیر [illegible] کی [illegible] کے اندر [illegible] [illegible] کا ایسا [illegible] کا بیس [illegible] [illegible] سردار [illegible] کی

---

‡ [illegible]

‡ گرانٹ ڈف صاحب جلد دو صفحہ ۱۵۹

حکومت جو دلی میں چھوڑے گئے تھے مگر هولکر بچ رها جو بہت جلد اور بےوقت اپنے چلے آنے سے ملزم نہ پایا گیا اور مہاجی سیندھیا جو بعد اوسکے ایک بڑی ریاست کا بانی هوا عمر بھر کے لیئے لنگڑا هوگیا اور نانا فرنویس جس نے پیشوا کی حکومت کو ایک مدت تک پایہ سے گرنے ندیا هزار دشواری سے جان بچا لیگیا † *

ایسی بھاری شکست اب تک کبھی واقع نہ هوئی تھی اور ایسی کڑی مصیبت اب تک نوٹی تھی جس کے پڑنے سے بڑی افسردگی پژمردگی پھیلی اور سارے مرهٹوں پر غمگینی مایوسی چھاگئی بہت سے لوگوں کو رشتہ داروں کا ماتم کرنا پڑا اور ساری قوم کو فوج کی بربادی کا ایسا صدمہ پہونچا اور اس صدمہ کو ایسا سمجھا کہ اس کے مارے قوم کی بزرگی پھر نہ سنبھلیگی اور پیشوا کا یہہ حال هوا کہ وہ اس صدمہ سے کبھی نہ سنبھلا اور اپنی سرحد سے پونہ کو آهستہ آهستہ چلاگیا اور اس مندر میں بیٹھہ کر مرگیا جسکو اس نے بستی کے پاس بنایا تھا § اور ٹوٹی پھوٹی فوج اس کی نربدہ سے آگے هندوستان کے تمام اپنے بلاد مفتوحہ کو چھوڑتی چلی گئی || اور جب کہ بالاجی مرگیا تو باهمی جھگڑے کھڑے هوئی اور پیشوا کی حکومت نے دوبارہ ویسی قوت کبھی حاصل نکی بعد اس کے وہ بہت سے ملک ان کے قبضہ میں دوبارہ حاصل هوئی جسکو مرهٹوں نے پہلے فتح کیا تھا.

---

† گرینٹ ڈف صاحب اور سیرالمتاخرین اور کاشی راے کے بیان متعلقہ جنگ پانی پت سے بہاؤ کی لشکر کشی کا حال لیا گیا — کتاب تحقیقات ایشیا کی جلد ۳ صفحہ ۹۱ وغیرہ هندوستان میں تاریخ نویسی کی بابت کاشی راے کا بیان شاید نہایت عمدہ نمونہ ہے اور یہہ بھی واضح هو کہ اس بیان میں پٹھانوں کے اس بیان سے بھی کچھہ تھوڑی بہت آگاهی حاصل هوتی جس کو احمد شاہ کے معاملوں میں انہوں نے قلمبند کیا تھا

§ گرینٹ ڈف صاحب

|| سرجان مالکم صاحب کی تاریخ مالوہ جلد ایک صفحہ ۱۲۰

اور وہ اُن کے قبضہ و تصرف سے خارج ہوگئی تھی مگر خاص خاص خود مختار سرداروں نے یورپ والے افسروں اور قاعدہ دان سپاہیوں کی امداد و اعانت سے اُن پر قبضہ حاصل کیا اور جب کہ مرہٹوں کا عام خطرہ رفع دفع ہوا تو مسلمان سرداروں کا اتفاق بھی ٹوٹ پھوٹ کر خراب ہوگیا اور احمدشاہ اپنی فتح سے فائدے اُٹھائے بدون اپنی قلمرو کو چلا گیا اور ہندوستان کے معاملوں میں پہلے چوکے بھی پھر کبھی شریک نہ ہوا *

جو لوگ اُن پچھلے معاملوں میں شریک و شامل تھے وہ اب متفرق ہوگئے اور یہہ وہ زمانہ ہے کہ مغلوں کی شہنشاہی کی تاریخ اس مقام پر بند ہوجاتی ہے اور تمام ملک اپنا جدی جدی ریاستوں پر تقسیم ہوجاتا ہے اور خود دارالسلطنت اُجڑی جاتی ہے اور اُس سلطنت کے نام کا دعویدار † اب جلاوطن اور بیگانہ متوسل ہے اور فتح فیروزمندوں ‡ کی نسل نے ہندوستان میں ہاتھہ ڈالا ہے اور یہہ امر ممکن و متصور ہے کہ وہ عمدہ نسل اس قسم کی سلطنت کے ٹکڑوں کو پہلے وقتوں کی نسبت معقول ارادوں اور عمدہ منصوبوں سے دوبارہ متفق کرے *

---

† یعنی شاہعالم بادشاہ ۱۲ مترجم

‡ یعنی انگریز ۱۲ مترجم

منجمله بارہ حصوں مذکورالصدر کے آتھہ حصوں کا تتمه

اُن سلطنتوں کا بیان جو دلي کي شاهنشاهي کے بعد قایم هوئیں

دکن کے بہمني بادشاهوں کا بیان †

اصلي بادشاهوں کي فہرست

۱ علاءالدین حسن کانکوے ‡ سنه ۱۳۴۷ ع مطابق سنه ۷۴۸ هجري

۲ محمد شاہ اول بن علاءالدین سنه ۱۳۵۸ ع مطابق سنه ۷۵۹ هجري

۳ مجاهدشاہ سنه ۱۳۷۵ ع مطابق سنه ۷۷۶ هجري

۴ داؤد شاہ بن سلطان علاءالدین سنه ۱۳۷۸ ع مطابق سنه ۷۸۰ هجري

۵ محمود شاہ اول بن علاءالدین مذکور سنه ۱۳۷۸ع مطابق ۷۸۰ هجري

۶ غیاث الدین بن سلطان محمود سنه ۱۳۹۷ع مطابق سنه ۷۹۹ هجري

۷ شمس الدین بن محمود شاہ سنه ۱۳۹۷ع مطابق سنه ۷۹۹ هجري

۸ فیروز شاہ بن داؤد شاہ سنه ۱۳۹۷ع مطابق سنه ۸۰۰ هجري

۹ احمد شاہ اول سنه ۱۴۲۲ع مطابق سنه ۸۲۵ هجري

۱۰ علاءالدین بن احمد شاہ سنه ۱۴۳۵ع مطابق سنه ۸۳۸ هجري

۱۱ همایوں شاہ ظالم بن علاءالدین سنه ۱۴۵۷ع مطابق سنه ۸۶۲ هجري

۱۲ نظام شاہ بن همایوں شاہ سنه ۱۴۶۱ع مطابق سنه ۸۶۵ هجري

---

† جبکه چهوتی چهوتی مسلمان بادشاهي خاندانوں کے حالات کي کوئي سند بیان نه کیجاوے تو یہه تصور کرنا چاهیئی که وہ تاریخ فرشته سے لیئے گئے جسمیں هر بادشاہ کي تاریخ الگ الگ مذکور هے — جلد ۲ و ۳ کرنیل برگز صاحب کا ترجمه تاریخ فرشته کا

‡ علاءالدین اس حسن کا لقب تها مگر همنے اُس کا اصلي نام اس غرض سے درج کتاب کیا که وہ اُس نام کے اور بادشاهوں سے ممتاز هو رهے

۱۳ محمد شاہ ثانی بن [illegible] شاہ سنه ۱۴۴۳ء مطابق سنه ۸۴۷ هجري

۱۴ محمود شاہ ثانی سنه [illegible] مطابق [illegible]

[illegible] کے بادشاہوں کی فہرست

۱۵ [illegible] شاہ [illegible] سنه [illegible] هجري

۱۶ [illegible] بن احمد شاہ سنه [illegible] مطابق سنه [illegible] هجري

۱۷ ولی اللہ بن [illegible] محمود شاہ سنه [illegible] مطابق سنه [illegible] هجري

۱۸ کلیم اللہ بن محمود شاہ سنه [illegible] مطابق سنه [illegible] هجري

محسن [illegible] کی [illegible] زمانه [illegible] زمین [illegible] ملازم تھا بطور [illegible] دین و دولت کی [illegible] کہ [illegible] کی محسن [illegible] اُس کو بنایا [illegible] زیادہ [illegible] گرامی [illegible]

[illegible] کے حق میں [illegible] اُن سے ترقی [illegible] اُس کے [illegible] دونوں راجاؤں کی ریاست کے [illegible] اُن کے قبض و تصرف میں [illegible] ٹکڑے جس کے [illegible] سلطنتوں میں [illegible]

[illegible] لڑائیاں باہم اور [illegible] دن کے لیئے بھی توقف [illegible] اگرچہ یہہ

لڑائیاں مدت تک جاری رہیں مگر ہندو مسلمانوں کی سرحدوں میں کوئی بڑی تبدیل اُن سے واقع نہوئی چنانچہ اوڑیسہ اور تلنگانہ کے راجے سنہ ۱۴۶۱ ع مطابق سنہ ۸۶۵ ہجری میں بیدر کے دروازوں تک چلے آئے جو اُس زمانہ میں بہمنی خاندان کا دارالحکومت تھا مگر مسلمان آخر کار اونپر غالب آئے یہاں تک کہ دریاے کشنا اور تمبادرد کے درمیان کے بہت سے ملکوں پر قابض و متصرف ہوئے اور سنہ ۱۴۲۱ میں احمد شاہ بہمنی نے ورنگل پر پورا پورا قبضہ کیا اور تلنگانہ کے راجہ کو اُس کی پرانی دارالحکومت کے چھوڑ نے پر دبایا *

محمد شاہ بن ہمایوں شاہ کے عہد سلطنت سنہ ۱۴۷۲ع مطابق سنہ ۸۷۶ ہجری میں جو بہمنی بادشاہوں کا پچھلا بادشاہ اور بادشاہی اختیاروں کو پورا پورا برتتا تھا اوڑیسہ والے راجہ کے رشتہ دار انبر راے نے محمد شاہ مذکورالصدر سے اوڑیسہ کے استحقاق حکومت کے مقدمہ میں اعانت چاہی اور اعانت کی عوض اور نتحیابی کی صورت میں راجمہندری اور کونڈا پلی کے پرگنوں کو جو دریاے کشنا اور گوداوری کے دہانوں پر واقع تھے دینا ٹھہرایا محمد شاہ نے درخواست اُس کی قبول کی اور اُس جھوٹے دعوی دار کی امداد و اعانت کی غرض سے تھوڑی سی فوج اپنی بھیجی چنانچہ انبر راے کو قبضہ دلایا گیا اور اضلاع موعودہ مسلمانوں کے قبضہ میں آئے اور جب کہ بعد اُس کے سنہ ۱۴۷۷ع مطابق سنہ ۸۸۲ ہجری میں انبر راے نے اضلاع مذکورہ پر قبضہ کرنا چاہا تو محمد شاہ آپ اُس کے ملک پر چڑہ کر گیا غرض کہ اُسکو مطیع اپنا بنایا اور راجمہندری کونڈاپلی کے نظم و نسق سے فراغت پاکر مغرب کیجانب سمندر کے کنارے کنارے کوچ کیا اور ماسولی پاٹن کو فتح کر کے اپنی قلمرو میں داخل کیا اور مشہور بندر کانچی یا کانچی ورم تک جو مندراس کے متصل واقع ہی مارتا چلا گیا اور مشہور مندر کو لوٹ کھسوٹ کر خاک سیاہ کیا *

ہندوستان کے بحر مقابل پر بھی یہہ بادشاہ ایسا کامیاب ہوا کہ اُسکے وزیر نے کنکان پر قبضہ کیا جو گھاٹوں اور سمندر کے خط مغربی کے درمیان میں تپتی سے لیکر گوذا تک واقع ہی بہمنی بادشاہوں نے چالیس برس سے زیادہ مذکورالصدر فتح میں صرف کئے اور اسی لئے اونکو اور جانی نقصان بہت سے نقصان اوٹھائے مگر باوصف اس کے پورا پورا مغلوب نکرسکے *

بہمنی بادشاہ اکثر وقتوں میں خاندیس اور مالوہ والے بادشاہوں سے برار کی سرحدوں پر لڑتے جھگڑتے رہے چنانچہ ایک موقع پر سنہ ۱۴۶۱ اور سنہ ۶۲ع میں مالوہ کا بادشاہ بیدر تک گھستا چلا آیا جو اُس زمانہ میں بہمنی بادشاہوں کا دارالسلطنت تھا مگر تقدیر نے یاوری کی کہ گجرات والوں کی کمک پہونچ گئی اگر وہ کمک نہ پہونچتی تو بیدر فتح ہو جاتا *

بیجاپور کے شاهي خاندان کا بیان جسکو یوسف ترکي غلام نے قایم کیا

فہرست

یوسف عادل شاہ ایک مشہور خاندان سے اپني اصل کو نسبت کرتا تھا اور ایک معقول تاریخ سے ثابت اُسکي پیدایش کا یوں ہوتا ہے هندوستان کے مورخ بیان کرتے هیں کہ وہ عثمان ترک شاہ روم کا بیٹا اور محمد ثاني کا بھائي تھا جسنے قسطنطنیہ کو فتح کیا تھا مگر محمد کي تخت نشیني کے وقتوں میں شیرخوارہ تھا اور اپني ماں کي تدبیر و حکمت سے اپنے بھائیوں کے ساتھہ قتل ہونے سے محفوظ و مامون رہا تھا اور اوسیکي بدولت ایران کو پہونچایا گیا تھا اور جب کہ وہ سولہہ برس کو پہونچا تو ایران سے ناحق بدگماني کے سبب مجبور ہوا کہ اُسکو رومي خاندان کا سمجھنے لگے اور کچھہ کچھہ شک اوسسے نسبت پیدا هونے لگا چنانچہ وہ ایران سے بھاگا اور بہمني خاندان کے دربار میں پیش کیا گیا اور غلاموں کي طرح بیچا گیا اور دلاور غلاموں کے طور و طریقوں سے معزز و ممتاز هوا یہانتک کہ رفتہ رفتہ تخت نشین هوگیا *

بادشاہ هوتے هي قاسم برید کے مقابلہ پر مستعد رها جو بہمني حکومت کو دبا بیٹھا تھا اور اکثر اُس کے ادھر اودھر کے راجاؤں کے مقابلہ کے چھیڑنے میں مصروف هوا جو اوسکي مانند اپني خود مختاري کي قیام و استحکام کے خواهاں تھے اور بیجانگر کے راجہ سے برابر لڑائي جاري رها اور جو جو فتوحات اُسکے هاتھہ آئیں ایک طرح کا باعث چارہ کے عہد نامہ سے مضبوط اُن کو کیا جو احمدنگر اور برار کے نئے بادشاهوں سے کیا گیا تھا اور اُس کے مطابق هر ایک ملک کي نسبت هر ایک کا حق و دعوي تسلیم کیا گیا *

اُس کي قلمرو کا عرض طول ایسا تصور کیا جاوے کہ دریاے بیمہ اور کشنا کو حد شرقي اور تمبادرا کو جنوبي اور ساتاري سے گوا تک سمندر کو حد غربي اور شاید دریاے نیرہ کو حد شمالي مانا جاوے *

بعد اُس کے تشیع کي گرمجوشي سے آزادي دشواریوں میں پڑا اور یہہ گرمجوشي اُسکي طبیعت میں ایران کے رهنے سہنے اور شیخ صفي کے خاص خاص معتقدوں کے ملنے جلنے

هے بیٹھی تھی غرض که اُس نے اُس مذهب کو اپني سلطنت کا طریقه ٹھهرایا یعنے اُسي مذهب کي تائید و حمایت کرتا تھا اور ایسي ناشایسته حرکت سے جسکي مثال اقلیم هندوستان میں پائي نهیں جاتي اپني ساري رعایا میں ناراضي پھیلائي اور سارے مسلمان بادشاهوں کو اپنے خلاف و مقابله پر متفق کیا مگر بڑي دلیري دلاوري سے متفق بادشاهوں کے مقابله میں جما رها اور اُن کے اتفاق کے توڑنے میں بڑي کوشش اور دانشمندي ظاهر کي مگر جب تک که اُن انوکھي باتوں سے کناره کش نهوا جن کو اُس نے دین و مذهب میں ایجاد کیا تھا تو یهه بات اُسکو حاصل نهوئي که وه سارے مخالفوں کو آپ سے راضي کر سکے *

یوسف عادل شاه کے مرنے پر اسماعیل اُسکا بیٹا جانشین اُسکا هوا مگر صغر سني کے باعث سے سلطنت کا کام کاج اُس کے وزیر کمال خاں دکني کے قبضه قدرت میں رها جس نے غصب ریاست کي طرح ڈالي تھي اور اسي نظر سے سني مسلمانوں کي سرداري اختیار کي تھي اور ایرانیوں کو شکسته خاطر کرکے موقوف کیا تھا مگر نصیبوں سے تدبیر اُس کي راس نه آئي اور وه نو جوان بادشاه غالي شیعه بن گیا اور فوج کو غیر ملکي یعنے ایراني لوگوں سے قایم کیا اور هندوستانیوں میں سے سواے راجپوت اور پٹھانوں کے ملازم نه رکھا † جو اُس کے ملک میں نه بستے تھے اور بیگانه ملک والوں کے رنگ ڈھنگ اختیار کیئے اور فارسي ترکي زبانوں کو همیشه برتاؤ میں میں لیا اور دکني زبان پر ترجیح اُنکو دي ‡ *

جبکه عادل شاه تیسرا بادشاه چهه مهینے سلطنت کرکے مرگیا تو ابراهیم اُسکا بیٹا اُسکي گدي پر بیٹھا اور نهایت متعصب سني هوا چنانچه اُس نے تمام ایرانیوں کو موقوف کیا مگر جبکه بعد اُسکے اُسکا بیٹا علي عادلشاه اُسکي جگهه جانشین هوا تو اُسنے دادا کے مذهب کو اوپر لا اور غالي شیعوں کا طور و طرز اختیار کیا اور ایرانیوں کو دوباره ملازم رکھا اور ابراهیم عادلشاه ثاني اُسکے بیٹے کي صغر سني میں سني شیعوں میں قصه برپا هوا جسمیں سني غالب آئے *

مذکور الصدر انقلاب کي نسبت بڑي تبدیلي یهه هوئي که مرهٹوں کو سرفرازي حاصل هوئي جنکي اصل و حقیقت یهه تھي که احمدنگر اور بیجاپور والے بادشاهوں کے

---

† اگرچه هندوستاني لوگ افغان کے معنوں میں پٹھان کے لفظ کو استعمال کرتے هیں مگر عموماً افغانوں کي اولاد میں بولا جاتا هے جو هندوستان میں پیدا هوے

‡ برگز صاحب کا ترجمه تاریخ فرشته کا جلد دو صفحه ۱۷۲ اِس صفحه کے دیکھنے سے دریافت هوتا هے که دکني بولي جو هندي زبان کي ایک شاخ هے سولهویں صدي کے شروع میں دکن کے مسلمانوں کي معمولي زبان تھي

وقتوں میں اپنے راجہ رانی دیوگڈھ کی [illegible] ہو جانے سے بات اُنکی بگڑ گئی تھی
بایں نظر کہ رعایا سمجھی جاتے تھے [illegible] ملازم رکھے جاتے تھے چنانچہ
یوسف عادلشاہ اول نے ایک مرہٹہ سردار [illegible] ہزار پیادوں کی حکومت عنایت
فرمائی تھی *

اور بیجاپور سلطنتوں میں مرہٹے [illegible] کی اقبال و دولت میں
شریک و شامل رہے [illegible] کا نوکر
[illegible] تھا تو بہت ہی موقع [illegible] کے نام سے مشہور
تھے [illegible] اُنکے سوار [illegible] میں ہلکے پھلکے
اور لٹیروں کی مانند [illegible] طریقہ
[illegible] کرتے تھے جسکے [illegible] کے وقت
ہمیشہ [illegible] سے ویران
کرتی تھی [illegible] *

[illegible]

[illegible] *

[illegible] *

[illegible] *

[illegible]

[illegible]

* [illegible]

پھر اُسکو اُسنے قتل کیا بعد اُسکے اسماعیل شاہ اُسکے بیٹے کے قبضہ سے دور خارج ہوا †
مگر جبکہ بعد اُسکے سنہ ۱۵۷۰ع میں بیجاپور اور احمد نگر والے بادشاہوں نے
مقام گویا اور چول میں پرتگال والوں پر یکدم حملہ کیا اور دونو پسپا کیئے گئے تو
صاف اُس سے واضح ہی کہ وہ اپنے منشائوں کے خوف و ہیبت سے اور سوہگین خورے
و خصلت سے ناواقف نہونگے ‡ *

بیجا پور اسمدنگر کے بادشاہوں کا اتفاق اور تالی کوٹہ کی بڑي لڑائي اکبر شاہنشاہ
کي تخت نشیني کے پیچھے واقع ہوئي اور جبکہ اکبر نے دکن کے کاموں میں دستاندازي
شروع کي تو ابراہیم شاہ ثاني بالغ ہوچکا تھا اور احمد نگر کے ملکي قضیے تضایوں
میں سنہ ۱۵۹۵ع مطابق سنہ ۱۰۰۳ ہجري میں بڑي گرمجوشي سے مصروف و
آمادہ تھا *

نظام شاہي خاندان کا بیان جس کي بنیاد احمد نو مسلم نے ڈالي

۱   احمد شاہ سنہ ۱۴۹۰ع مطابق سنہ ۸۹۶ ہجري
۲   برھان شاہ بن احمد شاہ سنہ ۱۵۰۸ع مطابق سنہ ۹۱۴
۳   حسین شاہ بن برھان شاہ سنہ ۱۵۵۳ع مطابق ۹۶۱
۴   مرتضی نظام شاہ سنہ ۱۵۶۵ع مطابق سنہ ۹۷۲
۵   میران حسین شاہ سنہ ۱۵۸۸ع مطابق سنہ ۹۹۶
۶   اسماعیل شاہ بن برھان شاہ سنہ ۱۵۸۸ع مطابق سنہ ۹۹۷
۷   برھان شاہ ثاني سنہ ۱۵۹۰ع مطابق سنہ ۹۹۹
۸   ابراھیم نظام شاہ سنہ ۱۵۹۴ مطابق سنہ ۱۰۰۳
۹   احمد شاہ ثاني بن شاہ طاھر سنہ ۱۵۹۴ مطابق سنہ ۱۰۰۳
۱۰   بہادر شاہ بن ابراھیم نظام شاہ سنہ ۱۵۹۵ مطابق سنہ ۱۰۰۴

نظام شاہي خاندان کا باني احمد کا باپ بیجاپور کا ایک برھمن تھا جو گرفتار
ہوکر غلاموں کي مانند ایک بہمني بادشاہ کے ہاتوں بکا تھا اور مسلمان بھي ہوگیا تھا
یہانتک کہ اُس حکومت میں اول درجہ کو پہونچا اور اُسکے صاحبزادہ بلند اقبال نے

---

† یہہ دوسرا مرتبہ تھا کہ سنہ ۱۵۱۰ ع میں البکرکیو پرتگال والے نے مقام
گویا کو چھینا تھا

‡ برگز صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ کا جلد ایک صفحہ ۱۴۳ اور گرینٹ ڈف
صاحب کي تاریخ جلد ایک صفحہ ۷۷

بہمنی سلطنت کے ٹوٹنے کے بعد [illegible] بادشاہ [illegible] ہوا
اولاد اُس کی [illegible] کی برائی
[illegible]
[illegible]
[illegible] بادشاہ نے
[illegible] جو
اُس کو [illegible] خاندان نے
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] بادشاہوں نے
[illegible] کے اثر سے
[illegible] دوسرے
بادشاہ نے [illegible] مذہب
کے [illegible] اُس نے
[illegible] زیادہ
[illegible]

[illegible] قائم ہوا
[illegible] آئے
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] اعلیٰ
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible] جوان
[illegible] اور برار
[illegible] خاندیس
[illegible]

بڑھایا مگر اِس کامیابي سے پہلے بہہ ذلت نظام شاهي خاندان کے بادشاہ کو نصیب هوچکي تهي کہ بہادر شاہ گجراتي نے اُس کو اُسي کي دارالریاست میں محصور اور اپني فتح و قوت کے تسلیم اور نہایت نیازمندانہ اطاعت پر مجبور کیا تها اور نیز اِس سے بڑي ذلت اُس کے جانشین کي بهي مقدر بیٹهي تهي جس کو رام راجا بیجانگر والے نے جو اُس زمانہ میں بیجاپور کي ریاست سے موافق هوگیا تها سنہ ۱۵۳۰ مطابق سنہ ۹۳۷ هجري میں بمقام احمدنگر گهیر گهار کر ایسي ملاقات کرنے میں دبایا جهکایا تها جس میں اُس کے کمتر هونیکي شرطیں قرار دي گئي تهیں *

اسي شیخي اور فخر کي بدولت جو رام راجا نے خاص اِس موقع پر اور علاوہ اُس کے اور موقعوں پر ظاهر کیا سنہ ۱۵۶۵ع مطابق سنہ ۹۷۲ هجري میں سارے مسلمان اُس کے مخالف هوگئے جس کا نتیجہ بیان هوچکا ایک موقع کے لحاظ و حیثیت سے کو وہ موقع احمد نگر کے حق میں مفید و نافع نہ تها احمد نگر کي زور و قوت اور سپاہ و حشمت کا تصور آتا ہے اِس لیئے کہ بیان کیا گیا کہ ایک بار احمدنگر کے بادشاہ نے عادل شاہ پر فوج کشي کي تهي جس میں چهہ سو توپیں مختلفوں کے ساتهہ آئیں اگرچہ بہت سي اُن میں سے چهوٹي چهوٹي هونگي مگر ایک برنجي توپ ایسي تهي کہ دنیا میں از روے قد و قامت کے جواب اُس کا پایا نہیں جاتا تها اور اب بهي بیجاپور میں موجود هے ‡ *

فرشتہ والے نے بیان کیا کہ اِس خاندان کے عہد دولت میں بخلاف معمول ایشیا والوں کے نہایت خفیف نزاعوں پر کشتیاں هوتي تهیں اور منجملہ فریقین کے جو شخص اُس سے اِنکار کرتا تها وہ نہایت ذلیل و بے عزت سمجها جاتا تها اور جب کشتي میں کچهہ مکر و فریب نہوتا تها تو فریقین میں سے ایک کے مرجانے سے دوسرے پر کسي قسم کا الزام جرم عاید نہوتا تها فرشتہ والے نے بهي اِسي قسم کي کشتي اپني آنکهوں سے دیکهي چنانچہ وہ بیان کرتا هے کہ هر طرف تین تین آدمي لڑتے تهے اور منجملہ اُن کے پانچ آدمي دربار کي عزت اور سفید ڈاڑهي والے تهے

---

† اِس موقع پر بہادر شاہ نے اپني بڑائي کو اِس طرح جتلایا کہ اُس نے نظام شاهي بادشاہ سے اپني خاص گجراتي زبان میں گفتگو کي مگر نظام شاهي بادشاہ نے جواب اُس کا فارسي میں دیا جسکو دونوں سمجهتے تهے ۱۲

‡ اِس توپ کي مہري کا قطر ۲ فٹ ۸ انچهہ هے اور اُس مہري کي اندروني جانب کا قطر دو فٹ چار انچهہ هے یعني اِس قطر کا گولہ اُس میں بهرا جاتا هے اور طول اِس کا صرف ۱۵ فٹ هے اور وزن اُس کا ایک هزار ایکسو بیس من هے

تین آدمی تو یہیں مقام پر مارے گئے اور باقی زخموں کی اذیت سے مرگئے اِس لیئے کہ وہ قتیل تلواروں سے ہوئے تھے † ۔

احمدنگر کی سلطنت [illegible] کے زمانہ میں اُن صوبوں پر مشتمل تھی جس کو اب اورنگ آباد کہتے ہیں اور صوبہ بیدر کا تمام مغربی حصہ اُس میں داخل تھا اور منجملہ اِسی سلطنت کی خشکی اور سمندر کے کنارہ کا ایک حصہ اُن ضلعوں کے درمیان میں واقع تھا جو گجرات اور بیجاپور کی ریاستوں سے تعلق رکھتے تھے ۔

قطب شاہ کے خاندان گولکنڈہ کا بیان جس کا بانی قطب قلی ترکمان تھا

۱ سلطان قلی قطب شاہ سنہ ۱۵۱۲ء مطابق سنہ ۹۱۸

۲ جمشید قطب شاہ سنہ ۱۵۴۳ء مطابق سنہ ۹۵۰

۳ سبحان قلی قطب شاہ سنہ ۱۵۵۰ء مطابق سنہ ۹۵۷

۴ ابراہیم شاہ سنہ ۱۵۵۰ء مطابق سنہ ۹۵۷

۵ محمد قلی شاہ سنہ ۱۵۸۰ء مطابق سنہ ۹۸۸

قطب شاہ کے خاندان کا [illegible] ہمدان واقع ایران کا باشندہ تھا اور دعویٰ اُس کا یہ تھا کہ میں ترکی قوم کے [illegible] اور اسی میں تھوڑا تھوڑا [illegible] سوداگری [illegible] کی صورت میں ہندوستان میں آیا اور ایک بہمنی بادشاہ کی بھرتی والوں میں داخل ہوا اور بہت سے موقعوں پر صاف [illegible] سے آپ کو معزز و ممتاز کیا اور جب کہ بہمنی ریاست کا نام [illegible] تلنگانہ کا حاکم تھا مگر یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ اُس [illegible] بادشاہی کا خطاب اُس نے اختیار کیا [illegible] سنہ ۱۵۱۲ء مطابق سنہ ۹۱۸ ہجری کی مطابقت میں بادشاہ ہوا ۔

[illegible] اُس نے [illegible] کا اظہار نہ کیا مگر جب کہ وہ تخت پر بیٹھا تو اُس نے [illegible] کا اقرار کیا اور اپنی [illegible] میں شیوع اُسکو بخشا اور [illegible] مقابلہ [illegible] نہ تھا بہت دنوں [illegible] کے لیئے مجبور تھا جو [illegible] سے [illegible] اور سمندر سے ایسے خط تک پہیلا ہوا تھا جو [illegible] مغرب میں [illegible] خط طول ارضی کے اٹھترویں درجہ کے قریب [illegible] اشتلاع بہمنی سلطنت

† برگز صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ جلد ۳ صفحہ ۲۰۸

کے ٹکڑے اور جنوب مغربی اضلاع بیجانگر کی ریاست کے حصے تھے مگر اُس کے ملک مفتوحہ کا بڑا حصہ خاندان ورنگل اور تلنگانہ کے اور راجاؤں کی ریاستوں کے بقیات سے حاصل ہوا تھا قطب قلی شاہ نے بمقام کونداپلی ایک بڑی فتح اُن سارے راجاؤں پر حاصل کی تھی جو باہم متفق ہوئے تھے اور اوڑیسہ کا راجہ بھی شریک اُن کا تھا اور بعد اُس کے اگرچہ بیجانگر کے راجہ نے اپنے دین و مذہب کی تائید و اعانت میں بڑی جد و جہد اُٹھائی مگر ورنگل کی حکومت پھر بحال نہوئی اور مسلمانوں کی قوت کو حدود مذکورہ میں کسی قسم کا ضعف عارض نہوا *

سلطان قلی کے ساز و سامان جنگ میں جو ہندوؤں کے مقابلہ پر اُس کی سعی و ہمت سے درست کیئے جاتے تھے گاہ گاہ اپنے قرب و جوار کے مسلمان بھائی بادشاہوں کے حملوں دھاووں سے اور بخصوص اسماعیل عادلشاہ کی یورش سے خلل آتا تھا مگر باقی بادشاہوں کی نسبت یہہ بادشاہ دکن کے بادشاہوں کی لڑائیوں میں بہت کم شریک ہوا *

جب کہ سلطان قلی نوّہ برس کو پہونچا تو اُس کے بیٹے جمشید قلی نے اُسکو قتل کیا اور اُس کی جگہہ تخت پر بیٹھا اور سات برس سلطنت کرکے مرگیا بعد اُس کے ایک صغیر سن بادشاہ ہوا اور کل چند مہینے بادشاہ رہا مگر چوتھا بادشاہ ابراہیم شاہ تیس برس تک فرمانروائی کرتا رہا اور جو بڑے بڑے واقعات اِس خاندان میں واقع ہوئے اِسی بادشاہ کے عہد حکومت میں اکثر وقوع میں آئے *

ابراہیم شاہ کا وزیر ایک ہندو جگدیو نامی تھا اور اکثر اُس کی پیادوں کی فوج اور سارے قلعہ بند سپاہیوں کا بڑا حصہ ہندو تلنگوں سے مرکب تھا یہہ جگدیو اپنے آقاے نامدار سے ناراض ہوکر برار کو چلا گیا اور وہاں جاکر ایک بڑی فوج کا حاکم ہوگیا بعد اُس کے بیجانگر والے رام راجہ کی ملازمت میں داخل ہوا جبکہ اس راجہ کے رعب و داب کی بدولت علی عادلشاہ اور علی برید شاہ اور خود راجہ باہم متفق ہوئے تو جگدیو اِن شریکوں کے سہارے بھروسہ پر ابراہیم شاہ کی قلمرو کے ایک بڑے حصہ کو دبا سکا اور خود اُس کو اُس کی دارلریاست میں محصور کرسکا مگر باہم آشتی ہوگئی اور امن و امان کی صورت قایم رہی بعد اُس کے ابراہیم شاہ اُس عام اتفاق میں شریک و شامل ہوا جو رام راجا بیجانگر والے کے خلاف و مقابلہ پر منعقد ہوا تھا *

قطب شاہی خاندان کے بادشاہ اور مسلمان بادشاہوں کے جنگ و جدال اور سلوک و اتفاق میں شریک و شامل ہوئے اور عموماً اُن کو احمد نگر کے بادشاہونکے ماتحت میں گنتے ہیں مگر اُن خلافوں اور سلوکوں سے قطب شاہی خاندان والوں

کے جاہ و جلال میں کسی قسم کا تغیر واقع تھا اور اُنکے مال و دولت کی ترقی ہندوں کے مال و دولت کی بدولت ہوئی بعد اُس کے جب اوڑیسہ میں شور و فساد برپا ہوئی اور بنگالہ کی جانب سے اُس پر حملہ ہوا کیا تو ابراہیم شاہ نے یہہ فائدہ اُٹھایا کہ اوڑیسہ پر [illegible] حملہ [illegible] اُس ملک پر قبضہ و تصرف دوبارہ حاصل کرے [illegible] تک واقع تھی اور یہی سلطنت کے برباد ہونے [illegible] اُس کے جانشینوں نے اپنی [illegible] دریاے [illegible] تک [illegible] تھا اور [illegible] اور نیز اُس ملک کے باقی حصوں [illegible] میں داخل کیا تھا اسی بادشاہ نے [illegible] بھاگنگر رکھا چنانچہ [illegible] دارالسلطنت گولکنڈہ [illegible] قریب اُس کے [illegible] بنایا تھا *

یہہ بادشاہ [illegible] تک فرمانروائی کرتا رہا [illegible] و سلطنت میں بہت [illegible] واقع ہوئی *

عماد شاہی خاندان برار کا بیان جسکا بانی فتح اللہ عماد الملک ہوا جو ایک نومسلم کی اولاد تھا

۱ فتح اللہ عماد الملک سنہ ۱۴۸۴ عیسوی مطابق سنہ ۸۹۰ ہجری *

۲ علاؤالدین سنہ ۱۵۰۴ عیسوی مطابق سنہ ۹۱۰ ہجری

۳ دریا عماد شاہ سنہ ۱۵۲۹ عیسوی مطابق سنہ ۹۳۵ ہجری

۴ برہان عماد شاہ [illegible] سنہ ۱۵۶۰ عیسوی مطابق سنہ ۹۶۸ ہجری

۵ تفال شاہ

اِس چھوٹی سلطنت کا جو تھوڑا بہت حال [illegible] ہوا وہ اُس کے [illegible] کی سلطنتوں کی [illegible] اُس کی بہہ تھی کہ [illegible] سے [illegible] ہوئی تھی [illegible] اُس کی احمدنگر اور خاندیس [illegible] کے [illegible] درجہ کے [illegible] تک پہونچی تھی [illegible] اُس [illegible] غالب [illegible] تھی کہ اُس میں [illegible] داخل [illegible] *

اگرچہ فتح اللہ عماد الملک [illegible] کا [illegible] حاصل تھا مگر معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] اختیار کیا † *

---

† اُس زمانہ کی تاریخ [illegible] مختلف طوروں سے بیان کیا ہے برگز صاحب کے ترجمہ [illegible] صفحہ ۳۵۵ اور ۴۸۵ کو دیکھنا چاہیئے *

برهان عماد اپني صغر سني کے زمانه ميں غالباً سنه ١٥٦٠ ع ميں تخت نشين هوا مگر تفال خاں اُس کے وزير نے اُس کي حکومت کو غصب کيا چنانچه سنه ١٥٧٢ع مطابق سنه ٩٨٠ هجري ميں وه رياست احمد نگر کي سلطنت ميں شامل هوگئي *

بريد شاهي بيدر والی خاندان کا بيان جسکو قاسم بريد نے بنا کيا

١ قاسم بريد سنه ١٤٩٨ ع مطابق سنه ٩٠٤ هجري
٢ امير بريد سنه ١٥٠٤ ع مطابق سنه ٩١٠ هجري
٣ علي بريد سنه ١٥٣٩ ع مطابق سنه ٩٤٥ هجري
٤ ابراهيم بريد سنه ١٥٦٢ ع مطابق سنه ٩٩٠ هجري
٥ قاسم ثاني سنه ١٥٦٩ ع مطابق سنه ٩٩٧ هجري
٦ مرزا علي سنه ١٥٧٢ ع مطابق سنه ١٠٠٠ هجري

بريد بادشاهوں نے بهمني خاندان والے بادشاهوں کے وزير وقايم مقام هونے سے اگرچه پهلے پهلے قدر و منزلت حاصل کي تهي مگر قاسم بريد کي زندگي سے آگے وه دهوکه نچل سکا چنانچه اُس نے اور اُس کے جانشين امير بريد نے بادشاهي کا خطاب اِختيار کيا اور ملک اُس کا تهوڑا تها اور بارصف اُس کے حدود اُس کي بيطور و طرح واقع هوئي تهيں اور بخوبي متعين نه تهيں اور اُن کے نيست و نابود هونے کا زمانه بهي محقق و ثابت نهيں *

جس زمانه ميں که فرشته والے نے اپني تاريخ کا حصه سنه ١٦٠٩ ع مطابق سنه ١٠١٨ هجري کي بابت پورا کيا تها اُسي زمانه ميں امير بريد ثاني اپني قلمرو ميں حکومت کرتا تها *

گجرات کے بادشاهوں کا بيان

١ مظفر شاه سنه ١٣٩٦ ع مطابق سنه ٧٩٩ هجري
٢ احمد شاه سنه ١٤١٢ ع مطابق سنه ٨١٥ هجري
٣ محمد شاه سنه ١٤٤٣ ع مطابق سنه ٨٤٧ هجري
٤ قطب شاه سنه ١٤٥١ ع مطابق سنه ٨٥٥ هجري
٥ داؤد شاه بادشاه يک هفته
٦ محمود شاه بيگره سنه ١٤٥٩ ع مطابق سنه ٨٦٣ هجري
٧ مظفر شاه ثاني سنه ١٥١١ ع مطابق سنه ٩١٧ هجري
٨ سکندر شاه سنه ١٥٢٦ ع مطابق سنه ٩٣٢ هجري

٩ محمود شاه ثاني سنه ١٥٢٦ ع مطابق سنه ٩٣٢ هجري
١٠ بهادر شاه سنه ١٥٢٦ ع مطابق سنه ايضاً
١١ ميران محمد شاه فاروقي سنه ١٥٣٦ ع مطابق سنه ٩٤٣ هجري
١٢ محمود شاه ثالث سنه ١٥٥٣ ع مطابق سنه ٩٦١ هجري
١٣ احمد شاه ثاني سنه ١٥٦١ ع مطابق سنه ٩٦٩ هجري
١٤ مظفر شاه ثالث سنه ١٥٦١ ع مطابق سنه ٩٦٩ هجري

گجرات كي شمال مشرق اور خود مشرق پر وه پهاڑي خطه واقع هي جو ارولي پهاڑون كو بنديا چل كي سلسله سے ملاتا هي اور اُسكي مغرب پر سمندر واقع هي جو اُسكے ايك حصه كو گهيرے پڑا هي اور وه حصه ايسا جزيره نما بنگيا هي كه صوبه گجرات كے باقي حصه كي چوڑائي چكلائي ميں برابر هي اور اُسكے مغرب پر وه بيابان واقع هي جسمين رن كچهه كا مشهور ريگستان بهي شامل هي اور اسي حد كا ڈهلا هوا حصه شمال و مغرب مين وهاں واقع هي جهاں ايك ميدان كے ذريعه سے جو پهاڑون اور بيابانون كے بيچ مين پڑتا هي گجرات كا صوبه مارواڑ سے شامل هو جاتا هي شمالي پهاڑ اُسكے نهايت ناهموار اور سخت گذار هيں اور وه ڈهلانين اُسكي جو مغرب كي جانب كو پهونچتي گئي هيں اونچي نيچي جنگلون سے معمور هيں فرشته راه مين پڑے هيں بلكه بهت سي ايسي نهرين اُسكے درختون كے بنون سے بهرپور هيں جنكي جڑيں بڑے بڑے درياؤن سے ملتي هيں يهه ملك جون جون پهاڑون سے الگ هوتا جاتا هي اُسيقدر بے اوٹ آڑ هوكر كهلتا جاتا هي اور اس ملك كا پائين حصه جو سمندر كے قريب كهوڑني مين جاتا هي اور ساتهه ميل كي چوڑائي چكلائي ركهتا هي نهايت زرخيز اور بارآور هي گجرات كا جزيره نما كهلاتا هي جو گجرات كے باقي حصه سے ممتاز كيا جاتا هي اور پهلے زمانه مين اُسكو سوراشٹر يا سوراشترا كهتے تهے اور اب كاٹهياواڑ اُسكو پكارتے هيں اس جزيره نما كا بڑا حصه نيچي نيچي پهاڑون سے مركب هي جو اكثر سوفت اور بنجر هيں مگر سمندر پر اور ميدان ايسے هيں كه وه گجرات كي دروني جانب كو دور تك پهونچتے چلے گئے اور خوب زرخيز اور شاداب هيں جنوب كے قريب ايك اور پهاڑي خطه واقع هي جو گرنار كے نام سے مشهور و معروف هي اور اب وهاں جنگل كے جنگل كهڑے هيں *

جب كه گجرات كا صوبه دلي كي قلمرو سے الگ هوا تو نيا بادشاه اُس كا تهوڑا سا ملك كهلے ميدان مين ركهتا تها اور اُس كے شمال مغرب مين جهالور اور سروهي كے خود مختار راجے تهے جن سے وه كاهے كاهے خراج بهي ليتا تها اور ايدر كا راجه پهاڑون كے مغربي حصه پر قابض و متصرف تها اور ادائے خراج پر اكثر اور كبهي كبهي معين وقتون مين مجبور كيا جاتا اور لڑائي بهڑائي بدون ايك پيسه نديتا تها مگر گجرات كے بادشاه كو وه هميشه تنگ كرتا رهتا تها كه اُسكے مخالفون

سے موافق ہوجاتا تھا اور جو لوگ اُسکي قلمرو سے بھاگ کر آتے تھے وہ پناہ اُنکو دیتا تھا اور باقي پہاڑي اور جنگلاي اضلاع اوس کے بھیلوں اور کولیوں کے قبض تابر میں تھے جن میں بعض بعض راجپوت راجاؤں نے جو مرواڑ والوں سے اکثر ناتا رشتہ رکھتے تھے چھوٹي چھوٹي ریاستیں قایم کي تھیں † *

اِس جزیرہ نما میں نو یا دس ہندو قومیں بستي رستي تھیں جن میں سے بہت سي قومیں مختلف مختلف زمانوں میں کئي سو برس پہلے کچھہ اور سندہ سے اُٹھکر وہاں آئي تھیں اور غالب یہہ ہی کہ وہ قومیں گجرات کے بادشاہ کو خراج تو دیتي تھیں مگر مطیع و محکوم اُس کي نہ تھیں *

مغلوں کے دخل و تسلط کے زمانہ میں یہہ جنوبي ریاستیں موجود تھیں اور چند سال کے اندر اندر خرد مختاري کے قریب ایسي ہوگئي تھیں جیسي کہ شاہان گجرات کے زمانہ میں تھیں غرض کہ گجرات کے بادشاہوں کا اصلي ملک مقبوضہ صرف وہ میدان تھا جو پہاڑوں اور سمندر کے در میان میں واقع ہی بلکہ منجملہ اُس کے شرقي حصہ ایک خرد مختار راجہ کے قبض و تصرف میں تھا جو جاپانیر کے پہاڑي قلعہ کا حاکم تھا علاوہ اُسکے گجرات کا خطہ سمندر کے کنارے کنارے جنوب مشرق تک اسقدر پھیلا پڑا تھا کہ سورتھہ کا شہر اور اُس کے آگے کچھہ کا ملک اُسمیں داخل تھا *

غرض کہ گجرات کے بادشاہوں نے اِن تھوڑے ذریعوں کي بدولت ایسا بڑا نام پیدا کیا جیسا کہ بھمني خاندان والے بادشاہوں کے سوا دکن کے چھوٹے بادشاہوں میں سے کسي بادشاہ نے نام اپنا روشن کیا *

مظفر شاہ گجراتي کا بیان

سلطان فیروز تغلق کے عہد سلطنت میں نظام مفرح فرحت الملک گجرات کا حاکم مقرر ہوا تھا مگر جبکہ اُسنے گجرات کے مسلمانوں کو ناراض کیا اور دلي کے دربار کو ہندوؤں کے ساتھہ اچھے معاملے برتنے اور اُنکے دین و مذہب کي رسموں کو رواج و رونق دینے سے شک ہیہہ میں ۱۳۹۱ تو محمد شاہ تغلق نے اُسکو معزول کیا اور مظفر خاں کو بجاے اُس کے معزز فرمایا فرحت الملک نے دس بارہ ہزار ہندوؤں سے مظفرخاں کا مقابلہ کیا مگر سنہ ۷۹۱ ھجري مطابق سنہ ۱۳۹۱ ع میں شکست فاحش کھائي اور مظفرخاں گجرات پر قابض ہوا ‡ یہہ مظفرخاں ذات کا راجپوت تھا اور باپ اُسکا دلي کے دربار میں چھوٹے درجہ سے بڑے درجہ کو پہونچا تھا اور خود مظفر خاں نے مسلمان امیرزادوں کي طرح تعلیم و تربیت پائي تھي اور معلوم ہوتا ہی کہ ہندوؤں سے دشمني برتنے میں بڑا مقصود اُس کا یہہ تھا کہ اُس کي اصل و حقیقت

---

† منجملہ اُنکے ڈونگر پور اور بھانس واڑہ وغیرہ آجتک قایم ہیں

‡ برڈ صاحب کي تاریخ گجرات صفحہ ۱۸۱

پوشیدہ رہے مگر یہہ بات اچھی طرح ثابت نہیں ہوتی کہ کب اُس نے بادشاہی کا خطاب اختیار کیا ہاں اُس وقت سے اُس کی سلطنت حقیقت میں شروع ہوئی جبکہ گجرات کی حکومت پر متعین کیا گیا اور لڑائیوں میں کامیاب ہوا چنانچہ اُس نے ایدر پر قبضہ کیا اور اُس کے راجہ کو مطیع اپنا بنایا بعد اُس کے جزیرہ نماے گجرات پر ایک بڑی لڑائی کرکے دکن واقع ساحل دریاے شور پر تصرف کیا اور خاندیس کے بادشاہ سے جو سلطنت دور کی بابت لڑنے جھگڑنے کی طرح ڈالی اگرچہ بعد اُس کے معاملہ مذکورہ بالا کی بابت لڑائیاں جاری رہیں مگر اُس کی عمر تک کوئی قصہ برپا نہوا *

ایکبار اُس نے میواڑ کو مغلوب کیا اور محاصرہ کیا اور [illegible] دوستی روپے کی اِمداد اُس سے حاصل کی بعد اُس کے وہاں سے سومنات کی زیارت کو گیا اور جب وہ وہاں سے لوٹا تو [illegible] اور اُس کے مندروں کو لوٹ کھسوٹ کر تباہ کیا *

ہوشنگ شاہ مالوہ والے بادشاہ سے بہت بڑی لڑائی کی اور اُس لڑائی کی ساری وجہہ یہہ تھی کہ ہوشنگ شاہ پر یہہ شبہہ کیا گیا تھا کہ اُس نے باپ اپنے کو زہر دیکر مارا یہہ مظفر شاہ اور سنونی بادشاہ آپس میں بڑے گاڑھے یار تھے مظفر شاہ نے انتقام اُس کا چاہا اور اسی بہانے سے مالوہ پر حملہ کیا چنانچہ اُس کی اُمیدوں سے زیادہ کامیابی حاصل ہوئی یعنی ہوشنگ کو شکست فاش دیکر گرفتار کیا اور اُسکی ساری قلمرو پر قبضہ کیا مگر سنہ ۱۴۰۷ع مطابق سنہ ۸۱۰ ہجری میں بہت جلد اُس کو یہہ بات دریافت ہوئی کہ ممالک مفتوحہ پر تصرف اُس کا مشکل و متعذر تھی اور باشندوں کو یہہ ارادہ تھا کہ اُس کی جگہہ دوسرا بادشاہ مقرر کریں چونکہ اُس نے یہہ بات مناسب سمجھی کہ جو نتیجہ اِسی قیدی سے وصول ہوسکے وصول کرے اور اُس کی حکومت اُس کو واپس دے مظفر شاہ کے عہد حکومت سنہ ۱۴۰۸ع مطابق سنہ ۸۱۱ ہجری میں محمود تغلق دلی سے بھاگ کر گجرات میں آیا مگر مظفر شاہ نے اُسکی [illegible] عزت نہیں کی چنانچہ وہ مالوہ جانے پر مجبور ہوا *

ہوشنگ شاہ نے اپنی دوبارہ قبضہ کو مظفر شاہ کی عنایت نہ سمجھا اس لیئے کہ جب مظفر شاہ مرگیا تو وہ اُن لوگوں کا حریف و شامل ہوگیا جو اُس کے پوتہ احمد شاہ کی تخت نشینی کا مخالف تھا اور سنہ ۱۴۱۱ع مطابق سنہ ۸۱۴ ہجری میں اُن لڑائیوں کو شروع کیا جو مالوہ و گجرات میں بہت دنوں تک جاری رہیں احمد شاہ نے مالوہ پر کئی مرتبہ حملے کیے اور [illegible] واقع مشرق مالوہ تک [illegible] مالوہ کے بادشاہ نے

برخلاف اُس کے احمد شاہ کے هندو مسلمان مخالفوں سے موافقت پیدا کي اور سنه ۱۴۲۲ ع مطابق سنه ۸۲۵ هجري میں اضلاع گجرات کے سرکش راجاؤں سے متفق هوگیا اور دو مرتبه گجرات کي دارالسلطنت تک پهونچا مگر کوئي کام اُس نے پورا اور کوئي بڑا فائدہ حاصل نکیا *

احمد شاہ نے ایدر اور جهالور اور جزیرۂنماے گجرات پر معمولي مهمیں کیں اور خاندیس سے دو لڑائیاں لڑا چنانچه ایک موقع پر ناگور واقع شمال مارواڑ تک پهونچا جهاں اُس کا چچا سید خضر حاکم دلي سے باغي هوکر بیٹها تها مگر سنه ۱۴۱۶ع مطابق سنه ۸۱۹ هجري میں سید خضر کے آگے بڑهنے سے پچهلے پیروں لوٹنے پر مجبور هوا اور مقام جهالور تک تعاقب اُس کا کیا گیا † *

احمد شاہ کو ایک اور دشمن سے پاینوجهه لڑنا پڑا که دکن کے بهمني پادشاہ نے کنکان کے دبانے کے ارادہ سے بمبئي اور سلهٹ کے جزیروں پر سنه ۱۴۲۹ ع مطابق سنه ۸۳۳ هجري میں قبض و تصرف کیا ‡ *

یهه بات دریافت نهیں هوتي که مقامات مذکورۂ بالا بادشاہ گجرات کے قبض و تصرف میں کسطرح آئے تهے هاں یهه بات سمجهه میں آسکتي هی که وہ ملک اُسکے متفرق ملکوں میں سے تهے اسلیئے که گجرات کے بادشاهوں نے اُن کے دوبار حاصل کرنیکي غرض سے براہ سمندر مهمیں کیں غرض که بهمني بادشاہ اُن جزیروںسے نکالا گیا مگر بادشاہ کا مخالف بنارها اور کئي مرتبه خاندیس کے بادشاہ کا اُن لڑائیوں میں شریک و شامل هوا جو احمدشاہ کے مقابله پر واقع هوئي تهیں احمدشاہ ایسا منتظم تها که باوصف اِن شور فسادوں کے اُس نے گجرات کے اندروني انتظاموں کو ٹهیک ٹهاک رکها تها اور مختلف مقاموں میں اِسغرض سے قلعے بنوائے تهے که باغي لوگوں کے شر و آفت سے محفوظ رهے اور ایدر کے راجه کي لاگ پر احمد نگر کا شهر بسایا جسکي فصیلیں تهوس اور چوڑي چکلي اجتک موجود هیں علاوہ اسکے احمد آباد کو آباد کیا جو اُس زمانه میں بڑا دارالسلطنت تها اور اب بهي آبادیکي فرط و کثرت اور عمارت کي شان و شوکت سے هندوستان کے بڑے شهروں میں گنا جاتا هے § *

---

† برگز صاحب کا ترجمه تاریخ فرشته کا جلد ایک صفحه ۵۰۹ و جلد چار صفحه ۱۸ اور برڈ صاحب کي تاریخ گجرات صفحه ۱۸۹

‡ برگز صاحب کا ترجمه تاریخ فرشته کا جلد دو صفحه ۴۱۳ اس کتاب کي جلد چار صفحه ۲۷ میں واقعات مذکورہ کا سلسله مختلف طرح پر مندرج هے

§ کهتے هیں که احمد شاہ نے یهه طریقه جاري کیا تها که هر سپاهي کو سالانه تنخواہ کے نصف کي بابت اراضي عنایت کي تهي اور اس سے پهلے نقد تنخواہ منقسم هوتي تهي گجرات کے مورخ نے اس تدبیر کو معقول بتایا مگر یهه طریقه سپاهي کے قواعد تعلیم اور قوانین آسایش کے لیئے مضر تها — برڈ صاحب کي تاریخ

یہہ احمد شاہ ایک پختہ مسلمان تھا اور حرارت اسلام سے نہایت گرمجوش چنانچہ اُسنے مندروںکو توڑ کر اُنکی جگہہ مسجدیں بنائیں اور مشہور ہی کہ اُسنے اپنی رعایا میں اپنے دین و مذہب کے پھیلانے میں بڑی کوشش کی *

مالوہ کے بادشاہ اور ایدر کے راجہ سے محمد شاہ اور قطب شاہ گجرات کے پچھلے بادشاہوں کے وقتوں میں لڑائیاں جاری رہیں قطب شاہ نے کمبھ میواڑ کے راجہ سے بہت بڑی لڑائی شروع کی جس کا دارالحکومت چتور تھا اور احمدشاہ نے جو اُس راجہ کے عہد دولت میں جو کمبھ سے پہلے راجگی کرتا تھا میواڑ پر حملہ کیا تھا مگر حال کی لڑائی اُس امداد و اعانت کی بدولت بڑی قوی واقع ہوئی جو قطب شاہ کی جانب سے اُس کے رشتہدار ناگور والے کی نسبت اُس میواڑ والے راجہ کے مقابلہ پر ظہور میں آئی تھی جو اُس بھاری قوت کا بانی تھا جس کو اُس کے پوتہ راجہ سنگا نے بابر کے مقابلہ پر برتا تھا گجرات کے بادشاہ کو اُن لڑائی بھڑائیوں میں برابر فائدے حاصل ہوتے رہے چنانچہ سنہ ۱۴۵۶ع مطابق سنہ ۸۶۱ ہجری میں یہہ جو فتوحات اُس نے حاصل کیں کہ چتور تک کا محاصرہ کیا اور کوہ آبو کو جو جاے تقدس میں مشہور و معروف ہی اپنے قبض و تصرف میں لایا اور سروہی کے راجہ کو مغلوب کیا جو کمبھ کا رعیت و باجگذار تھا *

جبکہ قطب شاہ نے وفات پائی تو سنہ ۱۴۵۹ع مطابق سنہ ۸۶۳ ہجری میں اُس کے چچا داؤد خان نے تخت کو سنبھالا مگر تھوڑی ہی مدت میں تخت سے اُتارا گیا اور بڑا مشہور درویش ہوگیا بعد اُس کے قطب شاہ کا سوتیلا بھائی محمود جو بیگڑا کے خطاب سے پکارا جاتا تھا سنہ ۱۴۵۹ع میں چودہ برس کی عمر میں تخت نشین ہوا اور باون برس تک بادشاہ رہا اور گجرات کے بڑے بادشاہوں میں گنا گیا † *

---

† محمود بیگڑا کی ... مشہور اور بڑے رعب داب کا ... سنہ ۱۳۷ میں اور باربوسا دونوں سیاح اُس کے خوف و ہیبت سے ... منجملہ اُن کے بارتیما نے اپنی کتاب کی جلد ایک صفحہ ۱۱۲ میں اُس کی صورت کو ڈراونی لکھا ہے اور یہہ دونوں سیاح اس بات میں متفق ہیں کہ اُس کے کھانے کا بڑا حصہ زہروں سے مرکب ہوتا تھا اور اُس کے سارے جسم میں وہ بری غذا ایسی سرایت کرگئی تھی کہ اگر کوئی مکھی اُس کے بدن پر بیٹھہ جاتی تھی تو فوراً پھوٹ کر گر مرجاتی تھی اور بڑے بڑے امیروں کو یوں ہلاک کرتا تھا کہ پان چباکر اُن پر تھوکتا تھا بٹلر صاحب نے ہیوڈبرس کے بادشاہ کا حال اپنی نظم میں لکھا ہے وہ یہی بادشاہ تھا جو بقول اُس کے سانپ اور بچھو اور اژدہا اور جنگلی مینڈک ہمیشہ کھاتا تھا

اپنے امیروں کے شور فسادوں کے دبانے مٹانے سے بہت جلد اپنے زور وقوت کو جتایا اور آغاز عہد سلطنت میں بہمني خاندان کے ایک بادشاہ کي امداد و اعانت کے لیئے جو پہلے وقتوں میں اُسکے گھرانے کا بد خواہ و مخالف تھا سنہ ١۴٦٢ مطابق سنہ ٨٦٦ میں جب چڑھائي کي کہ مالوہ کے بادشاہ نے اُس بادشاہ کو محصور کرکے نہایت مجبور و مقہور کیا تھا *

جبکہ اُسکي قلمرو پر کچھہ والوں کیجانب سے دست درازیاں ہونے لگیں اور بڑي بڑي دقتیں پیش آئیں تو وہ ریگستان رن کچھہ سے گذرا اور خود کچھہ کو پامال کیا اور اٹک تک لشکر کو لیگیا اور اُسکے کنارے پر بلوچوں کو مغلوب کیا منجملہ اُسکي بڑي یورشوں کے گرنار یعني جوناگڈہ اور چاپانیر کي یورشیں گني جاتي ہیں جزیرہ نماے گجرات کي جنوبي جانب میں گرنار ایک ایسی پہاڑ پر واقع ہے جو استحکام وتقدس کي جہت سے بہت مشہور ومعروف ہے اُن دونو یورشونمیں بہت سے برس صرف ہوئے † اور راجپوتوں کي معمولي دلاوري اور مسلمانوں کے غیر معمولي تعصب وہاں ظاہر ہوئے گرنار کا راجہ قبول اسلام پر مجبور ہوا اور چاپانیر کا راجہ اپنے تعصب مذہب کي جہت سے مارا گیا علاوہ اُسکے خاص قلمرو کے ہنگاموں کو دور کیا اور ایدر کي ریاست سے محصول لیا اور سنہ ١٥٠٧ع مطابق سنہ ٩١٣ ہجري میں خاندیس کي یورش پر اسیرگڈہ تک بڑہ گیا اور سنہ ١۴٩٩ مطابق سنہ ٩٠٥ میں ایک پہلے موقع پر یہہ کام اُس نے کیا کہ احمد نگر کے بادشاہ کا محاصرہ دولت آباد کے حوالي سے اوٹھایا مگر بحري مہموں کي تعداد کي بدولت پہلے مسلمان بادشاہوں سے سبقت لیگیا چنانچہ اُس نے سنہ ١۴٨٢ مطابق سنہ ٨٣٧ میں جگت اور بیت کے جزیروں کو فتح کیا جو دریائي قزاقوں کے ایسے ٹھکانے تھے جیسے کہ آج کل پائے جاتے ہیں اور خلیج کمبوجا سے وہ بھاري جہاز روانہ کیئے جو توپوں سے اراستہ تھے اور اُنہوں نے بلسار کے قزاقوں کو بحري لڑائي میں شکست فاحش دیکر پراگندہ کیا اور جس زمانہ میں کہ بہمني خاندان والوںکا ایک باغي سردار بمبئي پر قابض متصرف تھا بحري فوج اپني اُسپر روانہ کي مگر اِس موقع پر سنہ ١۴٩۴ مطابق سنہ ٩٠٠ میں بیڑہ اُسکا طوفان کے صدموں سے تباہ ہوا اور شاہ دکن کي امداد واعانت سے بمبئي اُسکو دوبارہ حاصل ہوئي *

بعد اُس کے بحري مہموں میں اپنے ممتاز کرنیکا بڑا موقع اُسکو ہاتھہ آیا چنانچہہ بیان اُسکا یہہ ہے کہ مصر کے مملوک بادشاہ نے بحر احمر میں بارہ جہاز اِس

---

† سنہ ١۴٦٨ع مطابق سنہ ٨٧٣ ہجري سے لغایت سنہ ١۴٧٠ مطابق سنہ ٨٧٥ ہجري تک گرنار پر ہر برس دھاوا ہوتا رہا اور سنہ ١۴٨٣ع مطابق سنہ ٨٨٨ تک چاپانیر فتح نہوا

غرض سے آراستہ پیراستہ کیئے تھے کہ هندوستان میں جاکر پرتگال والونپر حملہ کریں غرض کہ یہہ مقصود اُسکا جو جہاں سے شریک هوا اور خود مقام داماں تک اور بعد اُسکی جہازمیں سوار هوکر بمبئی کو گیا اور اسکو تو مقام دابل سے ایک بڑا بیڑا جہازونکا اپنا سلطانی ایک افسر کی زیر حکومت کرکے جو بہادری کی لڑائی میں ممتاز و ممتاز هوا تھا روانہ کیا اگر چہ گجراتی جہاز مصر کے جہازونسے بہت هی کم چال تھی مگر کثرت کی وجہ زیادہ تھی غرضکہ یہہ دونوں بیڑا پرتگال والونکے جہازوں پر بندرگاہ چول میں جو بمبئی ~~قریب~~ جنوب واقع هی حملہ کرنیکے لیئے کافی وافی تھی اور بعد اُسکے جو جو واقع هوا وہ پرتگال والونکی تاریخ سے معلوم هوتا هی مگر صرف اِسقدر بیان کرنا کافی وافی هی کہ پہلی لڑائی میں مسلمانونکو کامیابی حاصل هوئی اور پرتگال والی مورخوں نے ایازسلطانی کی حسن لیاقت اور کمال انسانیت کو بہت سراها مگر بعد اُسکے سنہ ۱۵۰۹ع مطابق سنہ ۹۱۴ هجری میں اِس متفق بیڑا کو ایک بڑی لڑائی میں جو دابل کے متصل واقع هوئی تھی شکست فاحش نصیب هوئی † اور مصریونکی جہاز زیر زبر هوگئے مملوک بادشاہ اپنے جہازوں کو هندوستان کے سمندروں میں بھیجتے رہے اور جب کہ ترکوں نے مصر کو فتح کیا تو اُنھوں نے بھی تائید اُنکی کی اور ساری غرض بڑا توپ کہ بحر احمر اور خلیج ایران کی جہاز رانی کا رستہ کھلا رہے اور اِسی غرض سے اُنھوں نے هندوستان کے بادشاهوں کو اُن لڑائیوں میں مدد پہونچائی جو پرتگال والوں سے واقع هوئی تھیں اور یہہ هرگز خاطر نہ تھا کہ هندوستان میں کوئی ملک و متصرفات حاصل کریں *

مظفر شاہ ثانی کی آغاز سلطنت کی تعظیم و تکریم ایک بڑے ایلچی کے آنے سے واضح هوئی جسکو والی ایران شاہ اسمعیل نے ۱۵۱۱ع مطابق سنہ ۹۱۷ هجری میں روانہ کیا تھا اور اسی افسر کی تعظیم اکثر هندوستانی بادشاهوں کے لیئے اُس کی جانب سے وقوع میں آئی اور غالباً مقصود اُس کا یہہ تھا کہ ان بادشاهوں کے اعتقادات کو تشیع کی ترویج پر مائل کرے جس کی تبلیغ وہ نہایت سامی اور سرگرم تھا *

مظفر شاہ کی عہد سلطنت [illegible] میں کدورت [illegible] ایک اور ایسی بڑی مہم پیش آئی جسکے انتظام و انصرام سے ایک اسم کی مدت حاصل هوئی یعنی

---

† باوصف اسکے کہ مسلمانوں کو کامیابی حاصل هوئی مگر اس شکست کو چھپاتے هیں اور لڑائی کا حال بہت تھوڑا بیان کرتے هیں بعد اُسکے تین چار برس تک [illegible] سلطنت پرتگال آپس میں ملاقی هوئی اور جو خوبی کہ اس [illegible] نے ایاز سلطانی کی بیان کی وہ کتاب فیریا کی جلد ۱ صفحہ ۱۴۳ میں مذکور هی [illegible] زیادہ درباری آدمی [illegible]

جب کہ مدنی رائے سردار نے جسکو والی مالوہ محمود شاہ نے انصرام اپنے کار بار کا تفویض کیا تھا محمود شاہ کو حکومت سے خارج کیا تو وہ گجرات کو بھاگا گیا اور مظفر شاہ کا دامن پکڑا مظفر شاہ نے اُس کی دستگیری کی کہ وہ خود مالوہ پر چڑھا اور دارالسلطنت پر قبضہ کیا اور راجہ سنگا کو جو ہندوؤں کی کمک پر آیا تھا پچھلے پیروں لوٹنے پر مجبور کیا غرضکہ محمود شاہ کو اُسکی حکومت پر بحال کرکے کسی قسم کا معاوضہ اُس سے نہ لیا اور صحیح سلامت گجرات کو واپس آیا مگر بعد اُسکے تھوڑی مدت گذرنے پر سنہ ۱۵۱۹ع مطابق سنہ ۹۲۴ ہجری میں راجہ سنگا بڑے زور شور سے لوٹ کر آیا اور محمود شاہ کو پکڑا جکڑا مگر بڑی فیاضی سے چھوڑا اور معزز شرطوں پر آشتی کی اب راجہ سنگا مظفر شاہ ثانی سے یوں انتقام لے سکا کہ ایدر کے راجہ کی مدد کو گیا اور گجرات کو احمدآباد تک لوٹا *

بعد اُسکے مظفر شاہ نے اگلے سال ایک فوج ایاز سلطانی کے زیر حکومت کرکے راجہ سنگا پر روانہ کی اور بخوبی انتقام اُس سے لیا چنانچہ ایاز سلطانی نے اُسکو مندسور میں محصور کیا اور جب کہ مالوہ کا بادشاہ فوج گجرات کی اعانت کو پہونچا تو ایاز سلطانی راجہ سنگا کو آشتی کی شرطیں عنایت کرچکا تھا اگرچہ مالوہ کے بادشاہ نے اپنی امداد و اعانت سے فائدہ اُٹھانے پر ایاز سلطانی کو بہت کچھہ آمادہ کیا مگر ایاز اپنی بات پر جما رہا اور اُس بادشاہ کی لعنت ملامت کے خلاف پر فوج اپنی لیکر چلا گیا *

مظفر شاہ ثانی سنہ ۱۵۲۶ ع مطابق سنہ ۹۳۲ ہجری میں چودہ برس کی حکومت کرکے مر گیا *

جب کہ سکندر شاہ اور محمود شاہ ثانی مظفر شاہ ثانی کے دو بیٹے اور جانشین اُس کے بہت جلد نیست و نابود ہوگئے تو بہادر شاہ گجراتی اس کے تیسرے بیٹے کو تخت سلطنت کا ہاتھہ آیا اگرچہ یہہ تیسرا بیٹا تھا مگر معلوم ہوتا ہی کہ وہ ہمیشہ باپ کا وارث غالب سمجھا جاتا تھا مگر کسی بات پر باپ سے خفا ہوکر دلی کو آیا تھا جہاں سلطان ابراہیم کی خدمت میں بابر کے دھاوے تک متوسل رہا اور جب تک وہ دلی میں سکونت پذیر رہا تب تک باپ کے تخت سے محروم رہا مگر جب کہ ایک بھائی اُس کا دغا سے مارا اور دوسرا بھائی تخت سے اُتارا گیا تو وہ تخت نشین ہوا اور باوجود اسکے بھی ایک بھائی سے مقابلہ باقی رہا تھا جسکی اعانت پر راجہ سنگا اور چند اور ہندو راجاؤں نے کمر باندھی تھی اور جب کہ یہہ دعوی دار بھی لڑائی میں کام آیا تو بھی دعویدار باقی رہ گیا *

اول تدبیر اُس کی یہہ تھی کہ ایدر اور پاس پاس کے راجاؤں کو مطیع و محکوم اپنا بنایا اور بعد اُس کے خاندیس کے بادشاہ اُس کے بھتیجی نے اپنے اور بادشاہ

برار کے لیئے اُس سے مدد چاہی جو برہان نظام شاہ احمد نگر والے کے مقابلہ پر باہم متفق ہوگئے تھے *

اِس لڑائی کا سارا کاروبار اُس کے حوالہ کیا گیا اور سارے بادشاہوں نے اُس کے حل و عقد کو بحسب ضابطہ تسلیم کیا غرض کہ کاروبار اُس کی ایسی ٹھیک ٹھاک ہوئی کہ بیدر والا برہان نظام شاہ کا مدد و معاون ہوا مگر باوصف اسکے نظام شاہ اپنی ذاتی اطاعت سے بہادر شاہ کی خود پرستی کے مانع اور نیز اُن باتوں کے تسلیم کرنے پر جنکی بابت خاندیس اور برار کا جھگڑا قایم تھا بحسب مذکورہ بالا مجبور ہوا *

بہادر شاہ کی اگلی مہم ایک اور بڑے معرکہ نتیجے کی منتج ہوئی بیان اُسکا یہہ ہے کہ جب والی مالوہ محمود شاہ نے سلطان مظفر شاہ ثانی نے بحال کیا تھا احسان مذکور کے باعث سے اپنے محسن زادہ کے خلاف پر سازش کرنے میں نہ تامل کیا اور اسیقدر کفران نعمت کی ضرورت سے راجا سنگا اپنے محسن کی وفات کو اُسکے جانشین رانا کی سلطنت پر حملہ کرنیکا نیک فرصت سمجھا تو رانا رتن سنگھ جو بہادر شاہ کا پہلے سے دوست و موافق تھا اور بہادر شاہ دونو اپنے مشترک نقصانوں کے پورا کرنیکے لیئے باہم متفق ہوئے مرقومہ ۱۷ فروری سنہ ۱۵۳۱ ع مطابق شعبان سنہ ۹۳۷ ہجری میں بمقام مانڈو اُسکی دارالسلطنت میں محمود شاہ گرفتار ہوا اور گجرات کو روانہ کیا گیا بعد اُسکے راستے میں مارا گیا اور قلمرو اُسکی بہادر شاہ کی قلمرو میں داخل کیگئی *

اگرچہ یہہ سب نتیجہ ہوا مگر ایسے عمدہ اقبال و دولت سے فائدہ اُٹھانے کی دانائی لیاقت بہادر شاہ کی ذاتمیں پائی نہیں جاتی تھی منجملہ اُن سرداروں کے جو صوبہ مالوہ میں ہنگامہ انقلاب کے باعث ہوئے وہ سلہدی راجپوت ایک بڑا باعث تھا جو محمود شاہ کے عہد دولت میں رایسین واقع بہیلسا کی حکومت پر ممتاز و معزز ہوا تھا اور علاوہ اُسکے مالوہ کے مشرق میں اور مقاموں پر بھی حکومت کرتا تھا اور بعد اُسکے اُجین کی حکومت پر قابض و متصرف ہوا تھا *

معلوم ہوتا ہی کہ بہادر شاہ نے یہہ خیال کرکے کہ سلہدی سے قوی سردار کے قایم رہنے تک اور خصوص اُس وقت تک کہ وہ سرار کے رانا کی حفظ و حمایت میں رہیگا فتوحات اُسکی پوری پوری نہونگی سلہدی کو اُسوقت پر مقید کیا کہ وہ بہادر شاہ کے لشکر میں اُسکی ملاقات کو آیا تھا چنانچہ اِس دغا بازی سے جو پریشانی حاصل ہوئی اُس سے فائدہ اُٹھاکر شہر اُجین پر قبض و تصرف کیا واقعہ مذکور کے وقوع سے سلہدی کا بیٹا بھوپت رای جو چتور قلعہ کو بھاگا اور رایسین کا پہاڑی قلعہ جو سلہدی کے قبض و تصرف میں تھا اُسکے بھائی کے زیر حکومت رہا وہ بہادر شاہ کا مقابلہ نکر سکا پر اُسکی اطاعت پر راضی نہوا *

غرضکہ بہادر شاہ کو جو مقابلہ اسطرح پیش آیا اُسکے پس پا کرنے اور اُسپر غالب آنے میں بہت سا عرصہ صرف ہوا اگر راجہ رتن سنگھہ جیتا جاگتا رہتا اور بکرماجیت اُسکا بیٹا جانشین اُسکا نہوتا جسکے عہد حکومت میں چتورگدہ کی قوت نہایت کمزور ہوگئی تھی تو اُسمقابلہ کے پس پا کرنے میں ہرگز کامیاب نہوتا *

جبکہ بہادر شاہ اس مہم میں مصروف و آمادہ تھا تو پرتگال والوں کی بڑی بھاری فوج نے مقام دایو پر دھاوا کیا تھا مگر حصار دایو کے محافظوں نے وہ بڑا کام کیا کہ ماہ فروری سنہ ۱۵۳۱ ع میں وہ حملہ پس پا کیا گیا *

پرتگال والوں کے مقابلہ میں ضروری تدبیروں کو برت برتا کر چتور گدہ پر دوبارہ دھاوا کیا اور اب میواڑ کے راجاؤں کی قوت ایسی کمزور ہوگئی تھی کہ بہادر شاہ نے لڑائی کا کام کاج اُسکے دارالسلطنت یعنی چتور گدہ کے محاصرہ سے شروع کیا اور سنہ ۱۵۳۲ ع مطابق سنہ ۹۰۸ ہجری میں تین مہینے گذرنے پر چتور گدہ کے راجہ کو بہت سے خراج دینے کے بعد امن و امان کے خرید کرنے پر مجبور کیا † اور اسی زمانہ کے قریب اوس نے ہمایوں سے لڑائی باندھی جسکا انجام اوپر مذکور ہوگیا اور مقام دایو میں پرتگال والوں سے خط کتابت کا سلسلہ جاری کیا اور ساری عنایتوں کے علاوہ کارخانہ بنانے کی بھی اُنکو اجازت فرمائی اور پرتگال والوں نے اس عنایت کے معاوضہ میں پانسو یورپ والے سپاہی اس غرض سے نذر اوسکی کیئے کہ وہ اپنی سلطنت کے دوبارہ قبض و تصرف حاصلکرنے میں کام اونسے لیوے اور جبکہ مغلوں کے لوٹ جانے کے بعد اوسنے گجرات پر قبضہ کیا تو مقام دایو پر دوبارہ متوجہہ ہوا جہاں پرتگال والے اپنے نئے کارخانہ کی فصیل بنارہے تھے اور اُسنے یہہ تصور کیا کہ وہ ایک مستحکم قلعہ بناتے ہیں اور جبکہ اُسنے نونو دی کُنہا پرتگال کے نائب السلطنت کو وہاں موجود پایا جو جہازوں کا ایک بیڑہ لیکر نئے کارخانہ کی حفظ و حمایت کو آیا تھا تو بہادر شاہ اور اُس نائب السلطنت میں امر مذکور کی بابت تکرار قایم ہوئی اور امر متنازع فیہ کی تشریح طرفین سے عمل میں آئی اگر چہ یہہ باتیں بظاہر دوستانہ ہوئیں مگر مسلمان اور پرتگالی دونو مورخوں نے اس یقین کو واجبی قرار دیا کہ دونو فریقوں کے دلوں میں دغا بازیکا

† جو خراج اسموقع پر چتور گدہ کے راجہ نے ادا کیا تھا اُسمیں وہ جڑاؤ پٹکا بھی داخل تھا جسکو چتور گدہ کے راجہ نے گجرات کے پہلے بادشاہ سے چھینا چھپٹا تھا بعد اُسکے بہادر شاہ کے خاندان والوں کے ساتھہ مدینہ میں پہونچا اور آخر کو شاہ روم کے جواہر خانہ میں داخل ہوا — برگز صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ کا جلد ایک صفحہ ۱۳۱ برڈ صاحب کی تاریخ گجرات کے صفحہ ۲۱۹ کے حاشیہ کو پٹکے معاملہ کی بابت دیکھنا چاہیئے

مضمون دلنشین تھا اور ہر ایک اپنے اپنے ارادہ کا موقع تکتا تھا چنانچہ جب نونو کونھا کو بہادر شاہ کے ملنے کو بلایا تو اوسنے بیماریکا عذر پیش کیا اور بہادر شاہ اوسکے عذر قبول کرکے چند ہمراہیوں سمیت اوسکے جہاز پر گیا مگر اون سوگندوں اور اقراروں [illegible] سے بدگمانی ظاہر ہوا جو قطب السلطنت اور اوسکے ہمراہیوں میں [illegible] چنانچہ بہادر شاہ اون لوگوں سے بہت جلد رخصت ہوکر اپنی کشتی میں جانا چاہتا تھا کہ اسی عرصہ میں ہنگامہ برپا ہوا جسکو پرتگال والوں نے اتفاقی خیال کیا اور مسلمان مورخوں نے دیدہ و دانستہ اوسکو ٹھہرایا فریقین کے بہتسے آدمی مارے گئے اور بہادر شاہ دریا میں کودا مگر ایک جہاز کی ضرب سے بیہوش کیا گیا اور کشتیوں کی ضرب سے مارا گیا ٭

چونکہ مورخ کسی اسبات کو بیان نہیں کرتے ہیں کہ فریقین کے ساتھہ ایمانداری کا برتاؤ اچھا نہیں تو مشتبہ ہونیوں [illegible] ٹھہرانا بھی استحقاق اس بات کا حاصل نہیں کہ اس [illegible] مگر جبکہ بہادرشاہ اون کے جہاز پر [illegible] سواری آیا تھا تو دغابازی کا [illegible] میں ظہور ہونا لگ آیا ہوگا اور ظاہر یہہ ہے کہ پرتگال والوں کا مقصود اوس کی گرفتاری ہوگی قتل اوس کا مقصود ہوگا [illegible] اگر قتل اوسکا مقصود ہوتا تو اوس کو اپنے جہاز سے اوترنے [illegible] ہنگامہ [illegible] کے خوف و ہراس کی بدولت بلا قصد اوس کے [illegible] دغابازی کا ملزم کیا جاوے [illegible] پرتگال والوں پر یہہ الزام عاید ہوسکتا ہے † یہہ واقعہ سنہ ۱۵۳۷ ع مطابق سنہ ۹۴۳ ہجری میں واقع ہوا بہادرشاہ کا حقیقی وارث اوس کا بھانجا محمود لطیف خان کا بیٹا تھا جس نے تخت نشینی کی بابت [illegible] اوس سے کی تھی مگر وہ [illegible] اپنے ماموں زاد بھائی میران شاہ خاندیس والے بادشاہ کے ہاتھوں میں گرفتار تھا اور اوسکے اوس کی گرفتاری سے [illegible] میران شاہ چہہ ہفتہ [illegible] اوس کا ہوا اور اوس کو بھی یہی موقع حاصل تھا یعنی وہ خاندیس [illegible] اوس کے ہاتھوں میں گرفتار تھا مگر اوس کے [illegible] محمود [illegible] آزاد ہوکر اپنے حق پر قابض و متصرف ہوا اور سنہ ۱۵۳۷ ع مطابق سنہ ۹۴۴ ہجری میں محمود ثالث کا خطاب اختیار کیا اور [illegible] برس تک [illegible] اوس کے عہد سلطنت میں اوس کے سرداروں کی سازشوں کے سوا کوئی بات ایسی ظہور میں نہ آئی جو شرح

† فریقین کے بیان پر جو معقول و [illegible] رائے [illegible] برگز کے ترجمہ تاریخ فرشتہ جلد چہار صفحہ ۱۳۲ کے حاشیہ میں دیکھنی چاہیئے

و بیان کے قابل هووے مگر انتقال اُسکا ایسي صورت پر واقع هوا جو معمولي صورتوں سے نہایت بعید هي چنانچه بیان اس کا یهه هي که اُس کے ملا پیش امام نے اُس کو فریب سے مارا جس کو اُس نے کسي زمانه میں گردن تک دیوار میں چنوا کر بھوکوں مارا تھا اور جب وه ملا بھوکوں کے مارے مرنے کے لگ بھگ پهونچا تو اُس کو اُسوقت آزادي نصیب هوئي نه محمود اُس دیوار کے پاس هوکر نکلا اور اُس نے اُسکي تعظیم کے لیئے گردن جھکائي اور وه اوس سے راضي هوا بعد اوس کے اوس ملا نے بڑے بڑے امیروں کو بلوایا اور جو جو آتا گیا اوس کو خفیه خفیه مارتا گیا یهاں تک که سنه ۱۵۵۳ ع مطابق سنه ۹۶۱ هجري میں تخت پر بیٹھا مگر جوں هي که ظلم کھلا ظهور اُس نے کیا تو حسب توقع رهے سہي افسروں کے هاتھوں مارا گیا *

محمود ثالث نے سرتھه کا قلعه بنایا تھا جو آجتک قایم هے اور شکار کے لیئے ایک رقبه گھیرا تھا جو چوده میل کے محیط پر ایک چاردیواري سے محصور تھا یهه عمارت ایسي قلمرو میں نہایت عجیب و غریب تھي جهاں هرن وغیره شکار کي قسمیں بڑي فراواني سے هوتي هیں *

محمود ثالث کے فرضي بیٹی کو ایک فریق نے احمد شاه ثاني کے خطاب سے تخت سلطنت پر بٹھلایا یهه لڑکا جواني چڑهنے کو جیتا جاگتا رها اور غالباً اُس نے خودمختاري برتي اس لیئے نه سنه ۱۵۶۱ ع مطابق سنه ۹۶۹ هجري میں آٹھه برس کي سلطنت کے بعد مارا گیا *

بعد اُس کے ایک نام کا بادشاه مظفر شاه ثالث کے خطاب سے قرار دیاگیا اور سلطنت کا یهه حال هوا نه بڑي بڑي سازش کرنےوالوں پر منقسم هوگئي مگر یهه بھي چین سے نه بیٹھے که اُن میں جھگڑے قایم هوئے اور سارا ملک ادهر اُدهر کے قضایوں سے معمور هوگیا یهانتک که سنه ۱۵۷۲ ع مطابق سنه ۹۸۰ هجري میں اکبر شاهنشاه نے اُس کو فتح کر کے بہت ٹھیک ٹھاک بنایا *

مالوه کي ریاست کا بیان جس کو دلاور غوري نے بنا کیا

۱	دلاور شاه غوري سنه ۱۴۰۱ ع مطابق سنه ۸۰۳ هجري
۲	هوشنگ شاه غوري سنه ۱۴۰۵ ع مطابق سنه ۸۰۸ هجري
۳	محمد شاه غوري سنه ۱۴۳۲ ع مطابق سنه ۸۳۵ هجري
۴	محمود شاه خلجي سنه ۱۴۳۵ ع مطابق سنه ۸۳۹ هجري
۵	غیاث الدین خلجي سنه ۱۴۸۲ ع مطابق سنه ۸۸۷ هجري
۶	ناصرالدین خلجي سنه ۱۵۰۰ ع مطابق سنه ۹۰۶ هجري
۷	محمود ثاني خلجي سنه ۱۵۱۲ ع مطابق سنه ۹۱۶ هجري

پہلے بیان ہوچکا کہ فیروز تغلق کی آخر سلطنت میں مالوہ کا صوبہ خودمختار ہوگیا تھا چنانچہ اُس صوبہ میں پہلے پہل دلاور غوری نے بادشاہت کا اختیار کیا جس کے بیٹے ہوشنگ غوری کے وقت والے تھے اور یہہ دلاور خان کی جانب سے خاندان غوری کا رشتہدار آپ کو بتاتا تھا ۔

اُس کے جانشین نے دارالسلطنت مانڈو کی بنیاد ڈالی جو اپنے موقع کی حسن و خوبی کے باعث سے نہایت مشہور شہر ہے یعنی ایک ایسے بڑے اور بلند خطہ پر واقع ہے جس کا سطحا میدان میلوں تک پھیلا ہوا گیا پہاڑ کے کناروں سے محدود ہے مقابر اور عمارتوں کی خوبی کے سبب مشہور و معروف ہے ۔

یہہ بادشاہ گجرات کے بادشاہوں سے لڑتا بھڑتا رہتا چنانچہ حال اُن لڑائیوں کا حکومت گجرات کے بیان میں مذکور ہوچکا بعد اُس کے دوسرے جانشین اُس کے گجرات کے بادشاہوں سے صرف لڑتے ہی نہ رہے بلکہ ہوشنگ کے بادشاہ سے دریائے دکن کو اور خاندیس کے بادشاہ سے دریائے تپتی پر سرحدوں کی بابت لڑائیاں کرتے چنانچہ سنہ ۱۴۰۱ ع مطابق سنہ ۸۰۴ ہجری سے لیکر سنہ ۱۴۳۲ ع مطابق سنہ ۸۳۵ ہجری تک وہ جھگڑے قائم رہے علاوہ اُس کے بہمنی خاندان والے خاندان برار سے لڑائی ہوتی رہیں اور ایک دفعہ اُنہوں نے سنہ ۱۴۲۱ میں برار کی دارالسلطنت بیدر کا محاصرہ کیا اور سنہ ۱۴۴۰ ع مطابق سنہ ۸۴۳ ہجری میں محمود اول مالوہ کے بادشاہ نے دلی کو چاروں طرف سے گھیرا اور سلطان لودھی سے شکست فاش اُٹھانی [illegible] پہلے مذکور ہوچکا اور اسی بادشاہ نے چتور [illegible] سے جنگ [illegible] لڑائیوں میں سنہ ۱۴۴۳ ع مطابق سنہ ۸۴۶ ہجری سے لیکر سنہ ۱۴۵۹ ع مطابق سنہ ۸۶۳ ہجری تک یعنی بڑا عرصہ [illegible] صرف ہوا اور ہندو راجاؤں نے بہت [illegible] اور بہت سے محاصرے اور میدان کی لڑائیاں واقع ہوئیں مگر اُن کے نتیجہ سے [illegible] سلطنت میں کوئی [illegible] تغیر و تبدل واقع نہ ہوا ۔

محمود ثانی کی سلطنت کا زمانہ پچھلے بادشاہوں کی سلطنتوں کی نسبت واقعات کے لحاظ [illegible] سے زیادہ [illegible] اور اسی [illegible] مناسب ہوا یہہ بادشاہ [illegible] لڑائی میں سنہ ۱۵۱۲ ع مطابق سنہ ۹۱۸ ہجری [illegible] مدنی رائے راجپوت کی امداد و اعانت سے کامیابی اُس کو حاصل ہوئی یہہ [illegible] آخر لڑائی میں اپنی فوج کا بڑا بہادر [illegible] شریف [illegible] تھا یہہ لڑائی بڑے زور

[illegible] صفحہ ۲۴ و ۳۰

۳ ابراهیم شاه سنه ۱۴۰۱ ع مطابق سنه ۸۰۴
۴ محمود شاه سنه ۱۴۴۰ ع مطابق سنه ۸۴۴
۵ محمد شاه سنه ۱۴۵۷ ع مطابق سنه ۸۶۲
۶ حسین شاه سنه ۱۴۵۷ ع مطابق سنه ۸۶۲

معلوم هوتا هی که خواجه جهان جو محمد تغلق کا وزیر تها اُسکي صغر سني کے زمانه میں جب اُس کي حکومت پر حاوي نهوسکا تو وه جونپور اپني حکومت گاه کو چلا گیا اور خود مختار بن بیٹها اُس کے خاندان کے چار آدمي جا نشین اُسکے هوئے اور مالوه اور دلي کے بادشاهوں سے لڑتے رهے چنانچه دوبار اُنهوں نے دلي کا محاصره کیا مگر سنه ۱۴۷۶ ع میں بهلول لودهي نے اُن کي حکومت کو خاک میں ملایا اور اُن کي قلمرو کو اپني قلمرو میں دوباره شامل کیا *

جبکه بابر بادشاه نے دلي پر فتح پائي تهي تو اُس پر تهوڑے دن گذرے تهے که جونپور کي ریاست پر قبضه کیا اور بعد اُس کے شیر شاه بهي اُس پر قابض هوا اور جبکه شیر شاه کے خاندان کا نام نشان باقي نرها تو وه مختلف لوگوں کے قبض و تصرف میں اُس وقت تک برابر رهي که اکبر شاه نے اپني سلطنت کے آغاز میں اُسکو فتح کیا *

جونپور کي ریاست قنوج سے لیکر جو اس کے شمال و مغرب میں واقع هی گنگا کے کناره کناره وهاں تک پهیلي هوئي تهي جو بنگاله اور بهار کے جنوبي حصه کے درمیان میں جنوب مشرق کي جانب قایم تهي *

سنده کي سلطنت کا بیان

جبکه سنه ۷۵۰ ع میں عرب سنده سے خارج کیئے گئے تو بعد اُسکے سنده کي قلمرو بکر سے سمندر تک سمیرا راجپوتوں کے قبض و تصرف میں بارهویں صدي تک برابر چلي آئي بعد اُسکے وه خاندان معدوم هوا اور بڑي بڑي تبدیلیوں کے بعد ایک اور قوم کے هاتهوں میں پڑي جو راجپوتوں میں ساما کہلاتي تهي *

یهه بات تحقیق نهیں که سمیراراجپوتوں نے کس زمانه میں مسلمانوں کو خراج دیا مگر غالب یهه هی که بارهویں صدي کے آغاز شهاب‌الدین غوري کے عهد سلطنت میں یا اُسکے کسي قریب جانشین کے دور و حکومت میں ادا کیا هوتا *

معلوم هوتا هی که ساما قوم والے پہلے پہل سرکش رهے اسلیئے که سنه ۱۳۶۱ع کے قریب جیسا که بالا مذکور هوا سلطان فیروز تغلق نے اسي خطاب کے ایک راجه پر حمله کیا بعد اُسکے تهوڑے دنوں گذرنے پر قوم مذکور کے راجپوتوں کو مسلمان کیا گیا اور سنده اُنکے قبض و تصرف میں جبتک برابر رها که ارغونیوں نے اُنکو خارج کیا جنکا دخل و تسلط شاهنشاه اکبر کي تخت نشیني تک برابر تها *

ملتان کی ریاست کا بیان

واضح ہو کہ ملتان اُس بے انتظامی کے زمانہ میں بغیر ہوا جو تیمورلنگ کی یورش کے بعد اطراف و جوانب میں واقع ہوئی تھی یہہ ریاست لنگا پٹھانوں کے قبض و تصرف میں آئی اور سو برس تک برابر رہی ٭

سولھویں صدی کے آغاز میں سندھ والے ارغونیوں نے لنگا پٹھانوں کو ملتان کی حکومت سے خارج کیا اور بعد اُسکے ہمایوں کے بھائی مرزا کامران نے ارغونیوں کو وہاں کی ریاست سے نکالا اور سبب سے وہ ریاست تیموریوں کے دخل و تسلط میں داخل ہوئی ٭

باقی ریاستوں کا بیان

وہ باقی صوبے جو کسی زمانہ میں دلی کی سلطنت سے وابستہ علاقہ رکھتے تھے اُنکی نسبت یہہ بیان کرنا ضروری ہے کہ بابر اور ہمایوں کی یورش کے پیشتر وہ سارے صوبے خود مختار ہو گئے اگرچہ سلطنت اُنکے بہت سے صوبے بہلول لودھی اور بابر اور ہمایوں اور شیرشاہ نے پھر دوبارہ حاصل کئے مگر اکبر کے جلوس تک وہ صوبے پنجاب کے سوا جسکی بابت سکندر سور لڑتا جھگڑتا رہا پٹھانوں کی حکومت کے رئیسوں ریاستوں کے ہاتھوں میں رہے ٭

تمت تمام شد

و شور سے مدت تک جاري رهي اور ایک مدت گذرنے پر پھر اس وجهه سے شروع هوئي که تخت کے چهوٹے دعویدار کو دلي کے بادشاہ سے کمک حاصل هوئي تهي مگر مدني راے کي شجاعت و لیاقت پهر غالب آئي *

مدني راے کو مدت کي خدمت گذاري سے یهه مرتبه حاصل هوا که اُس کو اپنے ولي نعمت پر فوقیت حاصل هوئي اور حکومت کا انصرام اُس کے قابو میں آیا مگر ایک هندو کو ایسي عظمت کے حاصل هونے سے مسلمانوں میں ناراضي پهیلي چنانچه کئي صوبوں کے حاکم باغي طاغي هو گئے اور مدني راے نے بتدریج اُن کو پس پا کیا *

اِن لڑائیوں سے یهه نتیجه حاصل هوا که مدني راے بهت قوي هوگیا اور مسلمانوں کو بادشاہ کي خدمت سے الگ کیا اور دربار اور فوج کو راجپوتوں سے بهردیا چنانچه محمود کو تردد لاحق هوا مگر اپني حکومت کے دوبارہ حاصل کرنے میں کامیاب نهوا اور اُس نے معلوم کیا که وہ اپني هي دارالسلطنت میں مقید هوا اور سنه ۱۵۱۷ ع مطابق سنه ۹۲۳ هجري میں موقع پاکر گجرات کو بهاگ گیا گجرات کے بادشاہ مظفر شاہ نے امداد اُس کي کي اور لڑائي برس دن تک قایم رکهي یهانتک که مانڈو راجپوتوں کے سخت مقابله کے بعد فتح هوا اور سنه ۱۵۱۹ ع مطابق سنه ۹۲۴ هجري میں گجرات کے بادشاہ محمود کو بحال کرکے اپني سلطنت کو واپس گیا اور جبکه مدني راے چندیري کو چلاگیا جهاں کا وہ موروثي سردار تها تو محمود اُس کے پیچهے روانه هوا اور وهاں یهه دیکها که چتورگڈہ والے راجه سنگا کي اعانت سے مدني راے کو تقویت پهونچي هے یعني وہ راجه تمام فوج اپني لیکر چندیري کي حفظ و حمایت کو آیا تها *

غرض که ایک لڑائي واقع هوئي جس میں محمود ثاني نے شکست فاحش کهائي اگرچه محمود اور باتوں میں کمزور تها مگر اپني شجاعت میں معزز و ممتاز تها چنانچه وہ اُس وقت تک لڑائي کے قایم رکهنے میں جد و جهد کرتا رها که خود زخموں سے چور چور هوگیا اور گهوڑا اُس کا کام آیا اور خود پکڑا گیا مگر راجه سنگا نے بڑي آدمیت برتي که وہ مهرباني سے پیش آیا اور تهوڑے دنوں کے بعد اُس کو آزاد کیا چنانچه پهر وہ حکومت کرنے لگا *

محمود کي دني طبیعت استعداد اِس کي نرکهتي تهي که وہ اپنے مخالف کي بلند حوصلگي اور جوانمردي کي تقلید کرتا بلکه برخلاف اس کے راجه سنگا کے انتقال کے بعد اُس کے بیٹے رتن سنگهه پر اس غرض سے حمله کیا که اُس کي نئي حکومت کي دشواریوں سے کچهه فائدہ حاصل کرے رتن سنگهه نے مظفر شاہ کے جانشین بهادر شاہ سے سنه ۱۵۲۵ ع مطابق سنه ۹۳۲ هجري میں اعانت چاهي مگر جو که

بہادر شاہ بھی محمود شاہ کی طرح نصب کا شائق تھا تو اُس نے رتن سنگھ کی حمایت پر کمر باندھی غرضکہ محمود شاہ اُن دونوں کا مقابلہ نکرسکا اور بہادر شاہ نے اُسکے دارالسلطنت پر قبضہ کرلیا خود اُس کو گرفتار کیا بعد اُسکے سنہ ۱۵۳۱ ع مطابق سنہ ۹۳۷ ہجری میں مالوہ کی ریاست گجرات کی سلطنت میں ہمیشہ کے لیئے شامل کی گئی *

خاندیس کی سلطنت کا بیان جس کا بانی ملک راجہ عربی نژاد تھا

۱ ملک راجہ مخاطب بناصر خان سنہ ۱۳۹۹ ع مطابق سنہ ۸۰۱ ہجری
۲ میران عادل خان سنہ ۱۴۳۷ مطابق سنہ ۸۴۱
۳ میران مبارک شاہ سنہ ۱۴۴۱ مطابق سنہ ۸۴۴
۴ عادل خان اول سنہ ۱۴۵۷ مطابق سنہ ۸۶۱
۵ داؤد خان سنہ ۱۵۰۳ مطابق سنہ ۹۰۹
۶ عادل خان ثانی سنہ ۱۵۱۰ مطابق سنہ ۹۱۶
۷ میران محمد شاہ سنہ ۱۵۲۰ مطابق سنہ ۹۲۶
۸ میران مبارک شاہ ثانی سنہ ۱۵۳۵ مطابق سنہ ۹۴۲
۹ میران محمد خان سنہ ۱۵۶۶ ع مطابق سنہ ۹۷۴
۱۰ راجہ علی خان سنہ ۱۵۷۶ ع مطابق سنہ ۹۸۳
۱۱ بہادر شاہ سنہ ۱۵۹۶ ع مطابق سنہ ۱۰۰۵ ہجری

سلطنت خاندیس کی وسعت ندی تپتی کے میدان [illegible] حصہ پر مشتمل تھی اور اُس ندی کا بالائی حصہ [illegible] میں [illegible] سلطنت مالوہ کے جنوب میں وہ [illegible] واقع تھی [illegible] اور اُس کے شمال میں [illegible] اُس میں [illegible] گجرات کی ریاست میں [illegible] حصہ میں [illegible] اور [illegible] خلاف اور [illegible] کی تاریخوں میں لکھی گئی *

خاندیس کا پہلا بادشاہ جس نے [illegible] کی سلطنت سے علاقہ قطع کیا فاروقی ہونے کا دعوے کرتا تھا اور بادشاہ [illegible] کی شاہزادی سے اُس کی شادی ہوئی تھی اور بادشاہ گجرات نے [illegible] خطاب عنایت کیا تھا چنانچہ خود وہ بادشاہ اور اُس کی [illegible] گجرات کے بادشاہ کے مقابلہ میں ایک طرح کی نیازمندی کا اقرار کرتے تھے *

خاندیس والے بادشاھوں کي ذاتي تاریخ میں کوئي بات اِس کے سوا بیان کے قابل نہیں کہ دغابازي کے ذریعہ سے اسیرگڈہ کا بھاري قلعہ ایک ھندو سردار کے قبض قابو سے نکالا اور اُس کے پاس برھانپور کو آباد کیا اور دارالسلطنت اپنا قرار دیا یہ شہر اب بھي بڑا عمدہ شہر ھی اور بادشاھي مکانوں کے کھنڈروں سے جو آس پاس ھیں کے اب تک ٹوٹے پھوٹے پڑے ھیں یہہ معلوم ھوتا ھی کہ وہ پہلے وقتوں میں اور بھي بڑا ھوگا بلکہ یہہ معلوم ھوتا ھی کہ سارا خاندیس اپنے بادشاھوں کے دور میں نہایت شاداب و تازہ رھا وہ پتھر کے پشتے جنکے ذریعہ سے ندیوں کو پاني کے قابل کیا گیا ایسي بڑي جہد و محنت اور سود و فائدے کے کام ھیں کہ ھندوستان میں اور جگہہ موجود ھونگے اور اِس سے بحث نہیں کہ اُن کو ھندوؤں نے بنایا یا خاندیس کے بادشاھوں نے تعمیر کیا مگر خاندیس والے بادشاھوں کے وقتوں میں کام اُن پشتوں سے بلا شبہہ لیا جاتا تھا گو وہ آج کل جھاڑي جنگلوں میں دب دبا گئے *

اکبر نے سنہ ۱۵۹۹ ع مطابق سنہ ۱۰۰۸ ھجري میں خاندیس کي ریاست کو ... کي سلطنت میں دوبارہ داخل کیا *

بنگالہ کي ریاست کا بیان

† ۱ فخرالدین سنہ ۱۳۳۸ ع مطابق سنہ ۷۳۹ ھجري
۲ علاءالدین سنہ ۱۳۴۰ ع مطابق سنہ ۷۴۱
۳ حاجي الشمس بخطاب شمس الدین سنہ ۱۳۴۲ع مطابق سنہ ۷۴۳
۴ سکندر شاہ سنہ ۱۳۵۷ ع مطابق سنہ ۷۵۹
۵ غیاث الدین سنہ ۱۳۶۷ ع مطابق سنہ ۷۶۹
۶ سلطان السلاطین سنہ ۱۳۷۳ ع مطابق سنہ ۷۷۵
۷ شمس الدین ثاني سنہ ۱۳۸۳ ع مطابق سنہ ۷۸۵
۸ راجہ کنس سنہ ۱۳۸۶ ع مطابق سنہ ۷۸۸
۹ جیت مل عرف جلال الدین سنہ ۱۳۹۳ ع مطابق سنہ ۷۹۵
۱۰ احمد شاہ سنہ ۱۴۰۹ ع مطابق سنہ ۸۱۲
۱۱ ناصر الدین سنہ ۱۴۲۶ ع مطابق سنہ ۸۳۰
۱۲ ناصر شاہ سنہ ۱۴۲۶ ع مطابق سنہ ۸۳۰
۱۳ باربک سنہ ۱۴۲۸ ع مطابق سنہ ۸۳۶

---

† اِس خاندان کے آغاز عہد دولت کي تاریخیں محقق نہیں چنانچہ ابن بطوطہ سنہ ۱۳۴۲ ع میں دلي سے روانہ ھوا اور ایک دو برس بعد اس نے فخرالدین کو بنگالہ میں زندہ پایا

۱۴ یوسف شاہ سنہ ۱۴۲۵ ع مطابق سنہ ۸۲۹

۱۵ فتح شاہ سنہ ۱۴۶۱ ع مطابق سنہ ۸۶۶

۱۶ شاہزادہ سنہ ۱۴۸۱ ع مطابق سنہ ۸۸۶

۱۷ فیروز شاہ سنہ ۱۴۸۱ ع مطابق سنہ ۸۸۶

۱۸ محمود شاہ سنہ ۱۴۹۳ ع مطابق سنہ ۸۹۹

۱۹ مظفر شاہ سنہ ۱۴۹۴ ع مطابق سنہ ۹۰۰

۲۰ علاءالدین ثانی سنہ ۱۴۹۷ ع مطابق سنہ ۹۰۳

۲۱ نصرت شاہ سنہ ۱۵۲۱ ع مطابق سنہ ۹۲۷

۲۲ محمود شاہ ثانی سنہ ۱۵۳۳ ع مطابق سنہ ۹۴۰

۲۳ شیر شاہ سنہ ۱۵۳۷ ع مطابق سنہ ۹۴۵

۲۴ سلیم شاہ سنہ ۱۵۴۵ ع مطابق سنہ ۹۵۲

۲۵ عدلی شاہ سنہ ۱۵۴۹ ع مطابق سنہ ۹۵۵

۲۶ بہادر شاہ سنہ ۱۵۵۳ ع مطابق سنہ ۹۶۱

۲۷ جلال الدین شاہ سنہ ۱۵۶۱ مطابق سنہ ۹۶۸

۲۸ سلیمان کرانی سنہ ۱۵۶۳ ع مطابق سنہ ۹۷۱

۲۹ بایزید شاہ سنہ ۱۵۷۳ ع مطابق سنہ ۹۸۱

۳۰ داؤد شاہ سنہ ۱۵۷۳ ع مطابق سنہ ۹۸۱

بنگالہ کی سلطنت سلطان محمد تغلق سے باغی ہونے کے بعد دوسو برس سے زیادہ زیادہ قایم رہی اور بادشاہی خاندانوں میں اکثر تبدیل ہوتا رہا مگر اِس عرصہ میں کوئی بات ایسی واقع نہوئی کہ وہ یہاں کے قابل ذکر ہو۔ اِس سلطنت کی تاریخ میں سے ایک واقعہ نقش ہندو زمیندار تھا جس نے بنگالہ کے تخت پر قبضہ کر لیا ❊

یہ بات اوپر بیان ہو چکی ہے کہ دلی کے بادشاہ شیر شاہ نے بنگالہ کو فتح کیا تھا اور اکبر بادشاہ کی تخت نشینی کے وقت میں جانشین شیر شاہ کا ایک باغی ہوکر اُس پر قابض متصرف تھا ❊

جون پور کی سلطنت کا بیان

۱ خواجہ جہان سنہ ۱۳۹۴ ع مطابق سنہ ۷۹۶

۲ مبارک شاہ سنہ ۱۳۹۹ ع مطابق سنہ ۸۰۲

---

۱ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسلمان خاندان ... صوبہ ... کا ... اِس سلطنت میں داخل تھا اور ... اُس کے ... یعنی ... داخل تھا اور ... یعنی ... اُس ... اور ... بنگالہ کے بادشاہ ... اور ... اُس ... کے ... اِس سلطنت کو اپنے ... ہونے سے ... والے ... تھے